مَعدِنُ الحقَائِق

شرح اُردو

کنزُ الدقائق

مع جدید اضافات

مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب
فاضل دار العلوم دیوبند

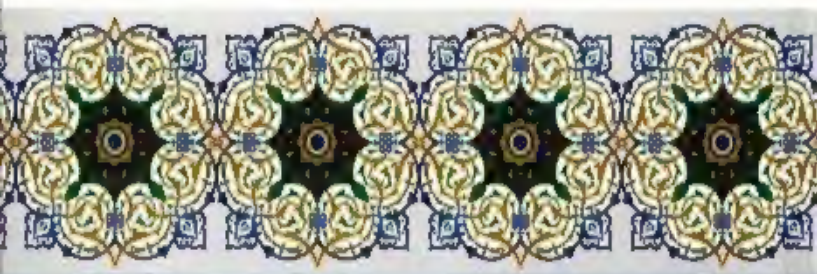

دار الاشاعت کراچی

معدن الحقائق

مَعْدِنُ الحقائِق

شرح اردو

کنزُ الدقائق

مع جدید اضافات

جلد اوّل

مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب
فاضل دارالعلوم دیوبند

دار الاشاعت

جملہ حقوق بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

کالی رائٹس رجسٹریشن نمبر 3762

بااہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۳ء علمی پرنٹرز کراچی
ضخامت : 468 صفحات

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارہ اسلامیات سوجان پک اردو بازار کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۱۰ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار ملتان
مکتبہ اویسی پشاور صدر روڈ پشاور
بیت القرآن ۴۳۷ B-437 سیدروڈ فیصل کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
بیت العلوم 220 محمد روڈ لاہور
مکتبہ خانہ بیت ماریہ بیت بازار حیدرآباد

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
Ashraf Academy Ltd.

فہرست مضامین مقدمہ معدن الحقائق شرح کنز الدقائق

دیباچہ ۷
مقدمہ ۹
مراتب علوم ۹
ثمرۃ التراجم از فقہائے حنفیہ ۹
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۹
حضرت علقمہ بن قیس ۱۰
حضرت اسود بن یزید ۱۰
حضرت حماد بن ابی سلیمان ۱۱
واضع علم فقہ امام اعظم ابو حنیفہ ۱۰
تلامذۂ امام ۱۱
سفیان ثوری و حسن بن زیاد ۱۰
امام اعظم اور بشارت حدیث ۵
تحصیل علم و تحصیل علم فقہ ۱۱
مدت تلمذ و بیعت در طریقہ ۵
مسلک المذہب ۱۳
اخلاق و عبادات ۱۳
صدق و دیانت، صدق و مقال ۱۴
غیبت و قرآن میں اس کی مذمت کا ورود اور اس کے مفاسد و مضار ۱۳
امام ابو یوسفؒ ۱۴
امام محمدؒ ۱۴
امام محمد علامہ زفرؒ ۱۴
فقہائے نقلی و تحقیقی ۱۵
فقہ کا اصطلاحی معنی ۱۵
علم اصول فقہ ۱۵
علم فقہ کا مقصد ۱۵
علم فقہ کا فائدہ ۱۵
طلبہ کے تحصیل فقہ میں مراتب کا تتمہ ۱۶
مسائل فقہ ۱۶
علم فقہ کی فضیلت ۱۶
حقیقت فقہاء ۱۷
حقیقت مسائل متفرعہ ۱۸

حل اسود مصطلح کی ضروری تشریح ۱۸
ظاہر الروایت و نوادر ۸
فتاویٰ و واقعات ۸
قیاس، حجیت قیاس ۱۸
شروط قیاس، مقدمات ۱۹
حسن و قبح ذاتی و عقلی ۱۹
حجیت اجماع ۲۰
مسائل جن میں امام اعظم سے دو قول ہیں ۲۰
مسائل جن میں امام اعظم سے تین قول منقول ہیں ۲۸
مسائل جن میں امام اعظم سے اقوال متعددہ منقول ہیں ۲۹
مسائل جن میں امام اعظم سے قول امام ابو یوسف رجوع ثابت ہے ۳۰
مسائل جن میں امام ابو یوسف نے امام سے
قول ثانی طرفین رجوع کیا ہے ۳۲
مسائل جن میں امام ابو یوسف سے رجوع ثابت ہے ۳۳
مسائل جن میں امام ابو یوسف سے رجوع ثابت نہیں ۳۳
مسائل جن میں امام محمد سے رجوع ثابت ہے ۳۴
مسائل جن میں امام محمد سے رجوع ثابت ہے ۳۵
اصول مذہب
کنز الدقائق اور اس کے غیر ظاہر الروایہ مسائل ۳۸
کنز الدقائق اور اس کے غیر ملتقی مسائل ۵۳
مسائل جن میں کنز اور وقایہ میں اختلاف منقول ہے ۶۰
ترجمہ صاحب کنز الدقائق ۶۹
نام و نسب اور سکونت ۶۹
تحصیل علوم ۶۹
صاحب جواہر کی غلطی ۶۹
صاحب کنز کا علمی مقام ۶۹
امام طحطاوی کے علمی کارنامے ۶۹
کنز الدقائق کی جامعیت ۷۰
کنز الدقائق پر عربی کی شروحات ۷۰
مسلمات کنز ۷۰
صاحب کنز کی تاریخ وفات ۷۰

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان ارھی زوھۃ کلّفت تبجانہ تا فی الفلک السنجم . وانھی حدیقۃ ورایع نشرھا اطیب من عرف النسیم ، حملہ تعالیٰ الذی زین نحور ھذہ الامۃ المحمدیۃ ، بعقود شریعتہ المرضیۃ ، وارشدھا بسراج العنایۃ الی مراقی الفلاح ، وسور الایضاح الی امداد الفتوح ، لا یکتنہ کنھہ فی البدایۃ والنھایۃ ، وھو غایۃ کل بدایۃ ، وافطر من الفاس الغریب ما کرھا الغم ، والظر من حدایق الغاض ، نمت علیھا سحابات الحسناء ، صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیٰ سیدنا محمد صاحب المعراج کاشف حوائن الاسرار ، الاتی بالنور الاتم مع وغور الافکار ، وعلیٰ آلہ واصحابہ المتمسکین بشرعہ وخطابہ ، المتطھرین عن النقائص بیمم مسح وجوھھم بصعید بابہ .

اما بعد تفسیر وحدیث کے بعد علوم دینیہ میں علم فقہ کا جو مقام ہے وہ اہل علم کو معلوم نہیں یہ کہنا بجوت الخروی دعوت ہوگی کا مدار شرقی الاصول ضوابط کے مطابق زندگی بسر کرنے پر ہے جو علم فقہ کے بغیر ناممکن ہے نیز صدہا کتب فقہیہ کے مابین کتاب کنز الدقائق مصنفہ ابوالبرکات حافظ الدین نسفی فائز مقام ہے وہ کسی اہل علم پر مخفی نہیں مگر یہ پاک بہت مختصر اور غایت درجہ دقیق کتاب ہے اس لئے ضرورت تھی کہ روزمرہ ان مسائل کی شرح کی جائے جس کے ذریعہ طلباء نفس مطالب کے ساتھ ساتھ تفریع مسائل سے بھی واقف ہو جائیں۔

میں گو اصلاً فن اور پر مصنف یا واقف نہیں مگر مجھے فطری طور پر علم وقرطاس سے لگاؤ اور ابتداء ہی سے علماء کی علمی خدمات کو عام دلی کا غیر معمولی ذوق ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہزار ہا شکر ہے کہ "نیل المآرب" شرح مختصر المعانی اور "تحفۃ الادب" شرح نخبۃ الطرب کی طرح میں اپنی یہ فقہی خدمت بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

تمت بالخیر والفلاح و الشکر

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی

(فاضل دارالعلوم دیوبند)

مقدمہ

مبادی علوم

ہر علم کے شروع کرنے سے پہلے چند چیزوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے جن کو مبادی سے تعبیر کرتے ہیں۔ مبادی علوم دس عشرہ مشہورہ کہلاتے ہیں یعنی علم کی تعریف، تعیین موضوع، بیان غرض، غایت، تصدیق، فائدہ، حد، واضع علم، اسم علم، نسبت وغیرہ۔ ابن اکرم نے تحصیل مقاصد میں علوم عشرہ کو یوں نظم میں وضع کیا ہے۔

اول الابواب فی المبادی ☆ وتلک عشرة علی المراد	
الحد والموضوع ثم الواضع ☆ والاسم والاستمداد حکم الشارع	
نسبة فائدة جلیلة ☆ مسائل نصوص العسائل	

خیر القرون اور تفقہ فی الدین

تاجدار مدینہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کی تین قسم کے اصحاب تھے۔ ایک وہ جو ہر وقت حضور کی خدمت میں رہتے تھے اس کی روایت کی لکھ رہتے تھے مثلاً حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابن مالک وغیرہ۔ دوسرے وہ جو فصوص میں تدبر اور غور و فکر کرتے، وہ دقائق نکالتے اور استنباط کرتے، ہر ایک اپنی طرح صرف بحث کرتے رہتے تھے۔ مثلاً حضرت علی، عبداللہ بن عباس، غیر وہ لوگ احادیث کو پورے تعمق اور تحقیق سے سمجھ کر خاص شریعت پر پہنچنے کے بعد "قول فیصل" بیان فرماتے تھے۔ جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام گرامی سرفہرست ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

خیر القرون کے مشاہیر اصحاب فضل و کمال اور کثرت روایت ہونے کے ساتھ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا تھا۔ یرحمک اللہ فانک علیم۔ اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو دین میں علم پھیلانے والا ہے۔ آپ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عام اجازت تھی جب چاہتے پردہ اٹھا کر اور بلا روک ٹوک اندر چلے آتے۔ حتیٰ کہ صحابہ ان کو خدمت نبوت ہی کا ایک فرد سمجھنے لگے تھے۔ تکمیل علوم کے بعد حضور نے اپنی حیات تک ان کو درس و تعلیم کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ حضرت ابن ابی وداعہ تعلیم مسائل پر ایک کے لئے صراحت سے منع کیا تو فرمایا کہ ابن مسعود سے مسائل کرو۔ ایک بار آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ابن مسعود جس امر کو پسند کریں میں ان کی پوری سادگی امت کے لئے پسند کرتا ہوں اور جس امر کو وہ ناپسند کریں میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

(کنز العمال، فضائل صحابہ)

علامہ ابن قیم نے "اعلام الموقعین" میں امام مسروق سے نقل کیا ہے کہ بیشک حضرت صلعم کے اصحاب میں علوم کا سرچشمہ چھ اصحاب کو پایا۔ علیؓ، ابن مسعودؓ، عمرؓ، زید بن ثابت، ابو الدرداء، ابن چھ کے علم کے قرآن حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ کو پایا۔ ان دونوں کا علم بڑے بڑے پیمانوں سے اٹھ اور کوزوں کی طرح میں برسا۔ ان دونوں آفتاب و مہتاب نے دنیا کو ضو فشاں کر دیا۔ کوفہ آپ کے حلقہ درس کی ایک وقت بہار جاں فزا جلوہ شریک ہوتے تھے۔ جس وقت حضرت علیؓ کوفہ پہنچے۔ تو ابن مسعودؓ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ استقبال کیا جائے امیر المومنین علیہ السلام کا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا سبقت لے گئے ابن مسعود تم سے تو کوئی علم دقیق سے سوال کر دیا اور یہ نہیں تمہاری جہالت سے علم کا سرچشمہ ہو گیا۔ آخر میں آپ کوفہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔ وہیں آپ نے ۳۲ یا ۳۳ ہجری وفات پائی۔ علقمہ بن قیس، اسود بن یزید نخعی، ابو وائل، ابن ابی سلیمان صرف تین واسطوں سے امام اعظم ابوحنیفہ نے علمی خاندان کے صورت اعلیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود ہی ہیں۔ رضی اللہ عنہ

حضرت علقمہ بن قیس

فقیہ عراق متوفی ۶۲ھ جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت عمر، عثمان، علی، ابوعبیدہ، ابی بن کعب اور دوسرے صحابہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ان سے علوم کے فیضیاب ہیں۔ علامہ قرآن سے تحریری فتاوی کا مکمل استعداد حضرت عبداللہ بن مسعود سے کیا تھا۔ آپ کے بعد آپ نے حضرت ابی بن کعب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو کہ بڑے عالم اور بزرگ تھے آتا ہے جب واقعہ پڑھ چکے اور ان کو آگیا ہے جس طرح حضرت ابن مسعود سوال کرتے تھے اسی طرح حضرت ابی بن کعب کے علوم، اقوال، اخلاق، عادات کا نمونہ تھے۔ اسی طرح ان امور میں علقمہ حضرت ابن مسعود کا نمونہ تھے۔ ابو الضحیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے علقمہ بن مسعود کو دیکھا وہ یہ سمجھے گا کہ وہ عبداللہ کو دیکھ رہا ہے۔ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی

فقیہ عراق متوفی ۹۵ھ یا ۹۶ھ تابعی ہیں۔ حضرت عائشہ، ابن عباس، جابر، انس رضی اللہ عنہم کی زیارت سے بھی مشرف ہیں۔ کوفہ میں بڑے فقہاء ممتاز تھے۔ حضرت علقمہ کے افضل تلامذہ شمار کئے جاتے ہیں ان کی علمی مسند علقمہ پر بیٹھے۔ ان سے شعبی نے حدیثیں سنی ہیں اور ابراہیم سے حماد نے اور حماد سے ابو حنیفہ نے علم حاصل کیا۔ ابو الضحیٰ فرماتے ہیں کہ علقمہ حضرت ابن مسعود کے افضل اقوال اور اعمال کا نمونہ ہیں اور ابراہیم نخعی تمام علوم میں علقمہ کا نمونہ ہیں۔

حضرت حماد بن ابی سلیمان

فقیہ عراق متوفی ۱۲۰ھ امام ابو حنیفہ کے استاد۔ حضرت ابراہیم نخعی کے تمام شاگردوں میں فائق ہیں اور تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ابراہیم نخعی کی حدیثوں کا حماد سے زیادہ کوئی واقف نہ تھا۔ چنانچہ ابراہیم کے بعد ان کی مسند تعلیم پر بھی بیٹھے گئے۔ علاوہ عراق مشہور ہوئے۔ حضرت انس اور کبار تابعین ابی بن اسحاق، سعید بن جبیر، مکحول، سعید بن مسیب، حسن بصری اور علامہ شعبی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ عاصم بن ابی النجود، اعمش، منصور بن معتمر بن اسلم اور شام جیسے ائمہ فن ان کے شاگرد ہیں۔ بخاری و مسلم نے بھی ان سے روایت کی ہے اور حسن ترمذی نے بھی ان کی روایات کو مختصر سا ذکر کیا ہے۔

واضع علم فقہ امام اعظم ابو حنیفہ

امام الائمہ سراج الامۃ سید الفقہاء ابو الحنیفہ نعمان بن ثابت بن مرزبان کوفی (رضی اللہ عنہ) آپ آباء و اجداد روساء میں سے تھے آپ کا خاندان باوقار اقتصادی اعتبار سے بھی بہت اچھا تھا۔ حضرت علی کے زمانہ سے بھی نہایت عقیدت خاندان نعمان کے ماتھے کا جھومر ہے۔ آپ کے والد ثابت جو اپنے زمانہ کے بہت بڑے تاجر تھے۔ حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔

تاریخ ولادت

سنہ ولادت میں اختلاف ہے۔ علامہ کوثری نے تبییض الصحیفہ اور ذہبی سے ترجیح دی ہے۔ صاحب کمال نے آپ کی ولادت ۸۰ھ بتائی ہے اور امام مالک کی پیدائش ۹۳ھ میں لکھنے کے بعد امام مالک کے ذکر خیر کی وجہ تقدیم کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ "وقد ذکرنا ان ابا حنیفۃ اکبر منہ فالظاہر ما قالہ" قلت ہذا لیس بشیء ولا یلتفت الیہ۔

سکونت اور وطن عزیز

آپ کا وطن عزیز کوفہ ہے۔ کوفہ بڑے بڑے علماء کا مسکن رہا ہے جس میں ہزاروں کبار علماء نے سکونت اختیار کی تھی۔ ہزار سے زیادہ اصحاب کرام کا وہ مسکن رہا ہے جن میں ستر بدری صحابہ بھی تھے جن میں سات اصحاب شجرہ بھی شریک تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی تھے۔ حضرت علقمہ کے بعد علوم نبوت کے تنہا مرکز تھے۔ کوفہ ہی کو یہ فخر حاصل تھا کہ حضرت ابن مسعود کے علوم کے حامل تھے۔ یہ کہ حضرت ابن مسعود کی روایات کو ابراہیم نخعی نے حماد سے اور حماد نے ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔

کو بیان کیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "اخبار الاخیار" میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے سوانح لکھے ہیں۔ امام ابوالحسن علی ندوی نے "تاریخ دعوت و عزیمت" میں حضرت مجدد الف ثانی کی تجدیدی خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔

امام اعظم اور اشاعت حدیث

حافظ ابوالقاسم نے "تاریخ دمشق" میں امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات لکھے ہیں۔ ان کی مسند حدیث کی ایک کتاب ہے۔ اس کی اس وقت کئی شرحیں مطبوع ہیں۔ ان میں ملا علی قاری کی "شرح مسند ابی حنیفہ" کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ علامہ سید مرتضیٰ زبیدی نے "اتحاف السادۃ المتقین" کے مقدمہ میں امام صاحب کی حدیث دانی کی تصدیق کی ہے۔ ابن حجر مکی نے "الخیرات الحسان" میں امام صاحب کے حدیث میں تلامذہ کی تعداد ۸۲ بتائی ہے۔ ان میں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، امام حسن بن زیاد، امام وکیع اور امام قاسم بن معن کے نام بہت نمایاں ہیں۔

تخصیص علم فقہ

امام صاحب نے حدیث کی تعلیم و تحصیل کے بعد فقہ کی طرف توجہ کی۔ اس وقت کوفہ میں فقہ کا بڑا چرچا تھا۔ وہاں کے فقہاء میں ابراہیم نخعی، علقمہ، اسود، شعبی، حماد بن ابی سلیمان اور ان کے شاگرد ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، سفیان ثوری اور حسن بن صالح بن حی بہت مشہور تھے۔ امام صاحب نے ان سب سے استفادہ کیا۔ ان کے علاوہ بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن اور شام کے فقہاء سے بھی خط و کتابت کے ذریعہ مسائل دریافت کرتے رہے۔ ان کے جوابات کو جمع کیا گیا۔ ان کی تعداد ۸۳ ہزار بتائی جاتی ہے۔ ان میں سے ۱۲ ہزار مسائل کو امام صاحب نے منتخب کیا۔ ان پر بحث و تمحیص کی۔ پھر ان کو مرتب کیا۔ یہ مجموعہ "فقہ اکبر" کہلاتا ہے۔ اس کی تدوین میں ۲۲ سال کا عرصہ لگا۔ اس کام میں ۴۰ فقہاء برابر شریک رہے۔ ان کی مجلس کو "مجلس شوریٰ" کہا جاتا تھا۔ اس کے صدر امام صاحب تھے۔ ان کے بعد ان کے شاگرد امام ابو یوسف صدر مجلس ہوئے۔ ان کے بعد امام محمد نے یہ ذمہ داری سنبھالی۔ امام صاحب کے انتقال کے بعد ان کے شاگرد امام زفر نے اس کی صدارت کی۔ امام زفر کے بعد حسن بن زیاد نے اس کی صدارت کی۔ ان کے بعد یہ مجلس ختم ہو گئی۔

مذہب شریعت و اصول فقہ

علمی طور پر فقہ کی تدوین امام صاحب کے ساتھ ہوئی اور عملی طور پر ان کے شاگرد امام ابو یوسف نے اس کو نافذ کیا۔ ان کے زمانہ میں ہی قاضی کا عہدہ بھی قائم ہوا۔ ان کے بعد ہارون الرشید کے زمانہ میں بھی یہ عہدہ قائم رہا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے والے حضرات نے اس مذہب کو ہی اختیار کیا۔ اس طرح یہ مذہب ۱۰ صدیوں تک سرکاری مذہب رہا۔ اس کے بعد بھی اس کو بہت مقبولیت حاصل رہی۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد آج بھی دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ اس کے اصول و ضوابط کی جامعیت ہے۔ اس کے اصول کو امام صاحب کے شاگرد امام ابو یوسف نے مرتب کیا۔ اس کی تدوین امام محمد نے کی۔ اس کی تکمیل امام زفر نے کی۔ اس کی تہذیب و ترتیب امام حسن بن زیاد نے کی۔ اس کی تنقیح و تحریر امام ابو جعفر طحاوی نے کی۔ اس کی تلخیص و تہذیب امام ابو الحسن کرخی نے کی۔ اس کی تکمیل امام ابو بکر جصاص نے کی۔ اس کی تشریح و توضیح امام ابو زید دبوسی نے کی۔ اس کی تنقیح و ترجیح امام ابو الحسن قدوری

تھے۔ پہلے اور دوسرے کے درمیان کا فاصلہ [illegible] کے درمیان شریعت کی ضرورت لوگوں کی بنا پر آپ نے اپنے [illegible] پر [illegible] کے مذہب کا [illegible] کے بعد [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

اخلاقی و عادات

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [

فقہاء میں مشہور ہوئے پہلا پہلا ۱۵۰ھ میں خلیفہ منصور کے زمانہ میں بغداد کے قاضی بنائے گئے ہارون رشید کے زمانہ خلافت میں عہدہ قضاء کی پیشکش کی گئی تو انکار کر دیا جس کی وجہ سے خلیفہ نے آپ کو قید کر دیا اور قید ہی میں ۱۸۲ھ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

امام محمد

ابو عبداللہ محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی ان کا اصل وطن دمشق کے قریب ایک گاؤں تھا جس کی وجہ سے "حرستا" کہلائے کوفہ میں پلے بڑھے تھے یہ شافعی المذہب میں علامہ تھے اسی مسلک میں کچھ مدت تک "رقہ" میں قیام کر کے رہے ۱۳۱ھ میں امام اعظم کے ایما پر ابو جعفر المنصور عباسی خلیفہ کے زمانہ میں متعلقہ علوم کی تدوین کر گئے تھے جس کی تعلیم آپ کی تصنیف شریف ہوئی جو دو سال کی محنت شاقہ سے امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل کیا پانچ سال تک حاضر خدمت رہے مگر ابھی امام صاحب کا یہ اثر دور نہ ہوا تھا کہ امام صاحب کے انتقال کے بعد امام ابو یوسف سے تکمیل کی۔ لہذا میں سال کی تحصیل اور پھر شروع کر دیا۔ آپ نے فقہ اہل عراق کے جلد پایہ امام ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر و حدیث کے ماہر اور لغت و ادب کے بہت بڑے عالم مسلم استاد تھے ترک سے تین ہزار درہم ماہانہ لیتے تھے جس سے آپ علم لغت و نحو کی تفصیل میں اور فقہ و حدیث کی تکمیل میں صرف کر دیتے آپ نے اکثر ۱۸۹ھ میں ستاون سال کی عمر میں وفات پائی۔

امام زفر

ابو الہذیل زفر بن ہذیل بن قیس بن سلیم تمیمی ۱۱۰ھ مقام اصبہان میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والد تھے مگر شروع میں ان کو حدیث کا زیادہ شوق تھا بعد میں فقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تیس سال سے زائد تک امام صاحب کی خدمت میں رہے، امام ابو حنیفہ ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے اصبہان کا عابد شمار ۱۵۸ھ میں اکثر ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

فقہ کی لغوی تحقیق

"الفقہ حقیقۃ" الشق و الفتح والفقہ العالم الذی یشق الاحکام ویفتح عن حقائقہا ویفتح ما استغلق منہا الفقہ کے لغوی معنی کسی شئی کو کھولنا اور واضح کرنا ہے یعنی اس بات کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ کو واضح کر دے اور ان کی حقائق کا سراغ لگائے۔ اور مفتی یہ ہے جو ان کو واضح کرے (فاتی سرمعشری) الفقہ العلم بالشیء لم خص علم الشریعۃ فقہ کے لغوی معنی کسی چیز کو جاننے کے پھر یہ علم شریعت کے ساتھ خاص ہو گیا (زرتیار) الفقہ الفہم (ک) الفقاہۃ (س) الفقہ (ک) الفقاہۃ علم و کان الفقہ اخص (س) الفہم کسی شئی کا بہت زیادہ سمجھنا، فقیہ (ک) الفقہ فقہ ہونا علم سے عام ہوتا ہے

(مقدمہ الوقایہ)

فقہ کے اصطلاحی معنی

علماء اصول حنفی کی اصطلاح میں علم فقہ کی مشہور تعریف یہ ہے "العلم بالاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ المکتسب من ادلتہا التفصیلیۃ"

فقہ احکام شرعیہ فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں جو احکام کی ادلہ تفصیلیہ سے حاصل ہوں احکام شرعی وہ ہیں جن کا تعلق عمل سے ہوتا ہے اور احکام عملی وہ ہیں جن کا تعلق اعتقاد سے ہوتا ہے احکام کی ادلہ مفصلہ چار ہیں قرآن پاک، حدیث، اجماع، قیاس تعریف میں "احکام" کی قید سے علم ذات و صفات اور "الشرعیۃ" کی قید سے احکام عقلی جیسے ان بات کا علم کہ حادث ہے اور احکام شرعی جیسے اس بات کا علم کہ حسن عبادت ہے اور احکام اصطلاحی جیسے اس بات کا علم کہ فاعل مرفوع ہوتا ہے اور "عملیۃ" کی قید سے احکام حاصل (جس کی بحث علم عقائد میں ہوتی ہے) علم فقہ کی تعریف سے خارج ہو گئے اور مطلب یہ ہوا کہ فقہ شرعیہ فرعیہ کا جو علم کتاب اللہ یا سنت رسول یا اجماع امت یا قیاس صحیح سے حاصل ہو اس کو فقہ کہتے ہیں، اصطلاحی کی اس تعریف سے معلوم ہوا کہ ان اعتراضات کے جواب حنفی فقیہ صرف عہد ہی ہو سکتا ہے

کہ قلہ کیونکہ مقلد کے لئے دلائل سے مسئلہ نکال کر فتویٰ دینا اس پر جو لفظ کا اطلاق ہوتا ہے وہ صرف جاہل اور ناسمجھ کے یہاں صحیح مسائل زیادہ سمجھنے کو کہتے ہیں جس کا اولیٰ معنی یہ ہے کہ تمام مسئلے یا جو اپنا پسندیدہ مذہب صحیح ہے کہ اگر کوئی شخص فقہاء سے کسی مسئلہ کی وضاحت کرے تو اس میں وہ لوگ دلائل ہوں گے جو شرعی مسائل میں نظر رکھتے ہوں۔ اور ان کو دلائل کے ساتھ جانتے ہوں اگرچہ وہ تین ہی مسئلے ہوں جس شخص کو ہمارا دلائل ہمراہ مسئلے یاد ہوں وہ فقیہ ہوگا بالفعل وہ مسائل کو دلائل کے ساتھ محفوظ کرلے۔

اہل تحقیق اور حضرات صوفیاء کرام کے یہاں مذموم علم اُس کی جامعیت کا نام ہے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ "الفقیہ المتعرف علی الدنیا الزاھد فی الآخرۃ البصیر بعیوب نفسہ" فقیہ وہی شخص ہے جو دنیا سے دور کرداں اور اس حرص پر میں رغبت کرنے والا ہو اپنے دینی عیوب کا ذاتی بینا ہو یعنی عارف فقہ کی علامات بھی نفاذ خدا کے لئے باقی سے دوزخ کے خوف سے ہوں وہ جنت کی طمع سے یہ لوگ جو بہشت کو چاہتے ہیں وہ خلود کے لئے ہیں بلکہ پروردگار کے دیدار کے لئے "قال الخطوف۔

لیس قصدی من العلم سیما ۔۔۔ غیر انی ارید ادراک

علم فقہ کا موضوع

ہر علم کا موضوع ہوتا ہے جس کے گرد اس علم کے سب مسائل گھومتے ہیں جیسے علم نحو کا موضوع کلمہ ہے کہ علم نحو کلمہ کے احوال سے بحث کرتا ہے جو اس کو عرب بنی ہونے کی حیثیت سے قابل آتے ہیں۔ علم فقہ کا موضوع مکلف (بالغ عاقل) فعل ہے جس کے گرد اس علم کے مسائل گھومتے ہیں۔ مثلاً اس کا صحیح ہونا یعنی مکلف پر فرض ہونا حلال یا حرام ہونا یا مکروہ ہونا یا مباح ہونا یہ سب مکلف سے متعلق ہے یہ بچوں اور تمام پاگل کے متعلق علم فقہ کے موضوع سے خارج ہیں۔ ہر بالغان مکلف علم فقہ، زیادات، عبادات سوائے کی اتباع کی خطاب ان کے اولیاء سے متعلق ہوتا ہے کہ بچوں اور پاگل، عقلاء، بالغ کی عبادات صوم، صلوٰۃ وغیرہ کا صحیح ہونا اس پر ثواب، امر ترک ہونا موضوع فقہ ہے۔ حضرت جمیل رحمۃ اللہ علیہ کا سب ہے یہی لکھا ہے کہ بچے "الصوا الصلوۃ واضربوھم علیھا" کے مخاطب نہیں بچوں پر صوم وصلوۃ کا حکم کیا جاتا ہے، بلکہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ بچے اس کے خوگر اور عادی ہو جائیں۔ اور بالغ کے بعد اس کو ترک نہ کریں۔

علم فقہ کا مقصد

علم فقہ کا مقصد اور اعلیٰ غرض رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ کی نظر پایا ہے۔ کہ فقیہ دنیا میں مخلوق خدا کو جائز طریقہ پر حلال کرنے اور آخرت میں جس کی پیاس کا شفاعت کرنا اور اپنے پروردگار کے دیدار سے مشرف ہونا ہے۔

علم فقہ کا ماخذ

علم فقہ کا ماخذ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس ہے کتاب اللہ سے مراد کلام الٰہی (قرآن) ہے جو مخاطب اللہ ہی اور اللہ ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور مکتوب بین الدفتین اور متواتر بین الدفتہ ہے۔ سنت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور آپ کی تقریرات ہیں۔ اور قول صحابہ بالخ سنت ہیں۔ اجماع سے مراد اجماع صحابہ ہے (وھو قول الکل علیھم الحجۃ او فعلھم او سکوتھم) مثلاً بالغ، عاقل ہے۔ مثلاً کوئی شخص کلمہ پڑھ رہا ہے کہ کچھ میرے لئے کی وہ پیسے لیکر پڑھ رہا ہے کہ نہیں، غرض ہر قسم کا ایک جزئیہ دے تو یہ معاملہ سلم ہے (جزئیہ کی ایک قسم ہے اور اس میں تعجب بدت ضروری ہے) لیکن اگر بدت نہ کرے تو معاملہ فاسد ناجائز ہے کیونکہ لوگوں کا معاملہ بھی عادی ہے۔ قیاس سے مراد وہ قیاس ہے جو کتاب اللہ یا سنت یا اجماع سے مستنبط ہو قیاس مستنبط من الکتاب کی مثال حرمت لواطت کو بعلت جس حرمت وطی پر قیاس کرنا ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض"

سے ثابت ہے اور علت حرمت ازی (یلحق بھا) ہے۔ قیاس مستنبط من السنۃ کی مثال جیسے کہ ایک شخص نے دو لفظوں کے درمیان کچھ کی

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "الحسنة بالحسنة" سے یہ بتایا (القصص "وہوا" سے لایعنی) اور اللہ حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ہے قیاس مستنبط من۔ اجماع کی مثال حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اجتہاد پر دلیل ہے اجماع کو قیاس کرنا ہے جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قیاس کیا گیا۔

علم فقہ سے متعلق شارع کا حکم

علم الفقہ کا حکم فرض عین بھی ہے اور فرض کفایہ بھی۔ اتنی معلومات حاصل کرنا جس کی دین میں ضرورت ہے واجب عینی ہے اور ہر شخص کے لئے ضروری ہے اور اس سے زائد معلومات دوسروں کے نفع کے لئے حاصل کرنا فرض کفایہ ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی بھلائی و خیرات سے بہرہ مند ہوں۔ علم فقہ کی تحصیل اور اس کے احیاء میں بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔ طلاق، عتاق، بیع، کفالہ، حوالہ، وکالت، اقرار، ودیعت، عاریت، مضاربت، شرکت، وقف، ہبہ، رہن، غصب، اجارہ، جنایات، دعوے، اقرار، شہادت، قضا، حدود، سرقہ، قطع طریق، بغاوت، مرتد، شکار، ذبیحہ، کراہت، استحسان، حظر، اباحت، تحری، اجتہاد، تقلید، فتویٰ، مفتی، مستفتی، قاضی، شہادت، دعوے، اقرار، صلح، مضاربت، شرکت، وکالت، کفالت، حوالہ، ودیعت، عاریت، ہبہ، رہن، غصب، اجارہ، جنایات

پر دے اڑتے ہیں مگر بار کی طرح نہیں یعنی علم مقدر بمقابلہ علوم کے بہت افضل ہے ایسے ملک و بادشاہوں کے مقابلہ میں۔ اور بازو کے پنجوں کے مقابلہ میں۔ وقال آخر

وخير علوم علم فقه لانه ÷ يكون الى كل المعالي توسلاً

فان فقيها واحدا متورعا ÷ على الف ذي زهد اشد تذللا واهلي

ترجمہ علوم سے بہتر علم فقہ ہے کہ وہ تمام مراتب عالیہ کا ذریعہ ہے اس واسطے کہ ایک متقی فقیہ ہزار زاہدوں پر بہت بھاری ہے۔ اور دوسرے نے کہا

الفقه افضل شيئ انت ذاخره ÷ من يدوس الفقه لم يدرس مفاخره

طبقات فقہاء

فقہاء کے سات طبقے ہیں (۱) طبقہ مجتہد فی شرع (جس کو اصل سے بہتر مطلق سے تعبیر کیا ہے) اس طبقہ کے فقہا وہ ہیں جو اپنے مقرر کردہ قواعد و اصول پر اور ادلہ کے ساتھ احکام مستنبط کرتے ہیں اور فروعی جزئیات میں کسی کی تقلید نہیں کرتے جیسے امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی۔ امام احمد۔ سفیان ثوری۔ سفیان بن عیینہ۔ اوزاعی۔ فضیل وغیرہ۔ (۲) ...طبقہ مجتہدین المذہب (جس کو بعض نے مجتہد منتسب سے تعبیر کیا ہے) اس طبقہ کے فقہا اپنے اپنے امام کے وضع کردہ قواعد پر مسائل کا استنباط کرتے ہیں اور اصول (جو عند امام ان کا کوئی اختلاف نہیں ہوتا جیسا امام ابو یوسف۔ محمد۔ زفر۔ حسن بن زیاد۔ حماد۔ ابن ابی لیلیٰ۔ ابن شبرمہ۔ مگر اصحاب امام اعظم امت میں سے اور ان میں اصطخری۔ ابن وقتی۔ عبد قاہر بغدادی۔ ابو حامد اسفرائینی۔ صاحب تلخیص۔ ابن بزاز کردری شوافع میں سے اور ابن عبد البر۔ ابوبکر بن عربی مالکیوں میں سے (نہایہ سے اس قدر میں کوئی تغیر نہیں کیا گیا۔ (۳) طبقہ مجتہد فی المسائل (اس طبقہ کے فقہا کا منصب یہ ہے کہ جن مسائل میں صاحب مذہب سے کوئی نص صریح نہ ہو ان کا حکم صاحب مذہب کے مقرر کردہ قواعد و اصول کے مطابق مستنبط کرتے ہیں جیسے امام طحاوی۔ خصاف۔ کرخی۔ شمس الائمہ حلوانی۔ فخر الاسلام بزدوی وغیرہ (۴) ...طبقہ اصحاب تخریج (یہ طبقہ مجتہد فی المذہب کو فروع اور اصول میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا مگر اجتہاد پر قادر نہیں ہوتے بلکہ ان کا کام صرف مجمل اقوال کی تفصیل اور مختصر کی تشریح ہے جیسے ابوبکر رازی کاسانی وغیرہ۔ (۵) ...طبقہ اصحاب ترجیح (اس طبقہ کے فقہا کی کار گذاری یہ ہوتی ہے کہ صاحب مذہب سے مختلف دو اقوال میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور کہیں دو اقوال میں سے کسی ایک کو اصح یا اظہر کہتے ہیں جیسے ابو الحسن قدوری۔ ابو البرکات نسفی۔ صاحب ہدایہ وغیرہ۔ (۶) ...طبقہ اصحاب تمیز (اس طبقہ کے فقہا کا کام ظاہر الروایت اور روایات نادرہ میں اقویٰ و ضعیف کو متمیز کرنا ہے جیسے صاحب کنز صاحب وقایہ صاحب مختار۔ صاحب مجمع (جس کو علامہ کرمانی۔ جمال الدین تبریزی وغیرہ صاحب متون مصنفین۔

طبقات مسائل فقہ

مسائل فقہیہ کے تین طبقے ہیں۔ اول طبقہ میں وہ مسائل ہیں جو ظاہر الروایات سے ثابت ہیں دوسرے طبقہ میں وہ مسائل ہیں جو روایات نادرہ سے ثابت ہیں تیسرے طبقہ میں وہ مسائل ہیں جو متاخرین مجتہدین نے اصول حنفیہ کے متعلق حسب ضرورت استنباط کر کے ثابت کئے ہیں جن کو فتاویٰ اور واقعات کہتے ہیں۔

طبقات مسائل منقولہ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے "عقد الجید" میں مسائل فقہ کی تین قسمیں کی ہیں اول قسم وہ ہے جو ظاہر الروایات سے ثابت ہوں ان کا حکم یہ ہے کہ فتوے پر بلا تامل قبول کئے جائیں۔ دوسری قسم وہ ہے جو نادر روایات سے ثابت ہوں ان کا حکم یہ ہے کہ اگر اصول کے موافق ہوں تو قبول کئے جائیں۔ ورنہ نہیں تیسری قسم متاخرین کی تخریج ہے کہ اس پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ اگر مطابق ہوں تو قبول کیا جائے ورنہ ترک کیا جائے۔ انتہی کلامہ۔

بعض امور مصطلحہ کی ضروری تشریح

(۱) ظاہر الروایات۔

[illegible] کی وجہ سے [illegible] ان میں [illegible] امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور [illegible] سے منقول ہو [illegible] یہ بھی معروف روایات جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر اور سیر کبیر ان کتابوں کو ظاہر الروایہ کہا جاتا ہے کیونکہ مصنف سے براہ راست متواتر یا مشہور طریق سے ان کتابوں میں ان مسائل کا اندراج قائم ہے اور ان سے مسائل کا حاصل کرنا عام طور پر علماء کے لیے آسان ہے۔

(۲) نوادرات۔

جو مسائل متقدمین سے ظاہر الروایت کے علاوہ کتابوں سے ثابت ہیں جیسے جرجانیات، ہارونیات، رقیات، جرجانیات وغیرہ۔ ان میں جمع کیے ہوئے ہیں یہ روایات یعنی وہ مسائل جو امام محمد سے اور محمد سے اور محمد سلیمان بن شعیب کیسانی کو لکھوائے تھے اور وہ بات جو امام محمد کے بعد شہر رے میں جمع کیے تھے اور کتب مالی جو امام ابو یوسف سے منقول ہیں۔ اسی طرح جو جانیات وغیرہ اس قسم کی ہیں۔

(۳) نوازل یا واقعات۔

وہ مسائل جو متاخرین نے حسب ضرورت استنباط کر کے بیان کیے ہیں جن میں ان مسائل کو جمع کیا گیا ہے جن کے متعلق امام ابو حنیفہ سے کوئی روایت نہیں ملی اور ان کے بعد اس میں اور بہت سی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ مثلاً مجموع النوازل والواقعات للناطفی والمجموع المحیط۔

(۴) فتاویٰ۔

جس میں انہوں نے مفتی بہ اقوال کو لکھا ہے۔ بقال فی الخلاصۃ والفتاویٰ۔ اصطلاح میں فتاویٰ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں مسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ یا اس کو کہتے ہیں کہ جس میں حکم شرعی کو اصل کے ساتھ برابر کرنے کا نام ہے جس پر قیاس کیا جائے اس کو مقیس علیہ اور اصل کہتے ہیں اور جس چیز کو قیاس کیا جائے اس کو مقیس اور فرع کہتے ہیں اور جو چیز دونوں میں مشترک ہو اس کو علت اور جو امر مشترک ہو اس کو حکم کہتے ہیں۔

حجیت قیاس

قیاس کا حجت ہونا کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع امت تینوں سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "فاعتبروا یا اولی الابصار" اے لوگو جو عقل رکھتے ہو عبرت حاصل کرو۔ اعتبار سے بھی قیاس کرنے ہیں۔ بقال اعتبرت الشیئ بالشیئ جب ایک چیز کو دوسری پر قیاس کیا جائے۔ کیونکہ یہ قیاس کرنا کہ کسی کے حال کو اپنے حال پر قیاس کرنا۔ یہ قیاس عام ہے خواہ عذاب کا عذاب پر ہو یا ثواب کا ثواب پر ہو یا ایک کا دوسرے پر ہو۔ اسی طرح امام ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو آپ نے پوچھا کہ تم کیسے فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر اس میں نہ ملے تو عرض کیا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا "الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ علی ما یحب ویرضاہ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویب فرمانا اور خدا کی تعریف کرنا کامل ترین حکم ہے کہ جب وہ حکم کتاب اللہ و سنت رسول میں صریح نہ ہو تو قیاس کرنا جائز ہے کیونکہ یہ بھی حجت ہے۔ اور تاکہ حضور علیہ السلام کی تصویب کے ساتھ قیاس کرنے والے کی خوشی

پانا۔ لیکن نبوت سے لے کر صحابہ تک امت مسلمہ کی یہ خوبی رہی ہے کہ وہ ہر مسئلہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کرتے آئے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی بھی مسئلہ کا حل قرآن و سنت سے ڈھونڈنے کو ہی اجتہاد کہا جاتا ہے۔

شرائط قیاس

صحت قیاس کے لئے چند شرائط ہیں (۱) اصل یا مقیس علیہ جس پر قیاس کیا جائے وہ کسی دوسری دلیل سے خصوصی حکم نہ ہو۔ یعن

جواہر پارے

ان عنوانوں کے ذیل میں ہم وہ مسائل پیش کر رہے ہیں جن سے ائمہ مذاہب نے رجوع کیا ہے جو صدہا کتب فقہیہ سے چوٹی جانفشانی کے ساتھ نکالے گئے ہیں۔ جن کا حوالہ پرسٹ کے آخر میں درج ہے۔

وہ مسائل جن میں امام اعظم سے رجوع ثابت ہے

(کتاب الطہارۃ)

(۱) مسح خفین کے سلسلہ میں امام صاحب سے چار روایتیں ہیں (۱) پورے خفین اور اوپری نیچے کا مسح کافی ہے۔ (۲) چھ انگشت بقدر سے کم مسح کافی ہے۔ (۳) ان میں سے کسی سے متعلق نہیں ہے نہ غسل ہے (۴) اوپری کا بھی مسح ضروری ہے۔ یہی آپکا آخری قول ہے۔ اور یہی صحیح ہے

(فتح القدیر، بدائع الصنائع)

(۲) وتر کے وضو کے متعلق آپ سے تین روایتیں ہیں (۱) نیند تمر سے وضو کرے اور تیمم نہ کرے۔ (جامع صغیر، ہدایہ)

(۲) وضو بھی کرے اور تیمم بھی، امام محمد اسی کے قائل ہیں۔ (۳) صرف تیمم کرے وضو نہ کرے۔ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کا قول یہی ہے اور اسی کی طرف امام صاحب نے رجوع کیا ہے

(درمختار، بدائع وغیرہ)

(۳) حائضین کے یہاں طاہر الطہور ہیں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نمازیں اسی طرح تیمم وضو کرکے پڑھیں جس طرح کرکے (قرأت وغیرہ نہ کرے امام صاحب نے بھی اسی کی طرف رجوع کرلیا۔

(فتح القدیر وغیرہ)

(۴) باب المسح علی الخفین

مسح خفین کے بارے میں آپ کا پہلا قول عدم جواز کا ہے پھر آپ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا کہ مقدار تین (یا تین انگشت اوپر کا حصہ ہوں تو مسح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ واقع میں ہے کہ آپ نے اپنے درس الموت میں جورین پر مسح کرکے اور اپنے چاروں طرف بیٹھے ہوئے شاگردوں سے فرمایا کہ میں نے تمہارے سامنے جو کچھ کیا ہے تم لوگوں کو مسح کرنا اسی سے ہے لوگوں نے آپ کے رجوع پر استدلال کیا ہے۔

(ہدایہ، فتح القدیر، کفایہ، البحر الرائق، بدائع الصنائع)

(۵) باب الحیض

امام شافعی کے یہاں حیض کی کثرت و قلت بے حد ہے امام صاحب بھی پہلے اسی کے قائل تھے، بعد میں آپ نے رجوع کرلیا اور فرمایا کہ دن تین ہے۔

(ہدایہ)

(۲) حیض کے زمانہ میں جب طہر و خون کے درمیان قلیل اور کثیر کے لحاظ سے امام صاحب سے ایک روایت کے لحاظ سے امام متوسط کے حکم میں ہیں لیکن آپ کا آخری قول ہے کہ اگر طہر پندرہ دن سے کم ہو تو وہ فاصل نہ ہوگا بلکہ دم متوالی کے حکم میں ہوگا۔ امام ابو یوسف بھی اسی کے قائل ہیں۔

(ہدایہ، البحر الرائق وغیرہ)

(کتاب الصلوٰۃ)

۱۷ فصل فی کیفیۃ ترکیب اخذ الصلوٰۃ

اولاً آپ اس کے قائل تھے کہ قاری جس سے قرأت سنی جائے۔ پھر آپ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا کہ قاری کے اندازہ پر قرأت سن کر آدمی جان لیتا ہے۔ (ہر ایک کا اپنا اپنا طریقہ ہے)

(۸) امام صاحب کے نزدیک سجدہ کرتے وقت تک پڑھنا کہ جائز ہے۔ صاحبین کے نزدیک چار رکعت۔ خزانۃ الفقہ میں ہے۔ صاحبین سے منقول ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا۔ (شامی)

(۹) باب الوتر والنوافل

وتر میں امام صاحب سے تین روایتیں ہیں۔ (فرض ہے (امام حماد بن زید عنہ) (۲) حسن ہے (امام ابو یوسف رحمہ اللہ) صاحبین اور امام شافعی کی یہی رائے ہے۔ (۳) واجب ہے۔ (امام محمد رحمہ اللہ) یہ پہلا قول ہے اور یہی صحیح ہے۔ هو الصحيح وفي المبسوط هو الظاهر من مذهبه (جامع شامی، فتح القدیر)

(۱۰) باب سجدۃ التلاوۃ

اگر کوئی شخص فارسی زبان میں آیت سجدہ تلاوت کرے اور کوئی دوسرا شخص سن لے۔ اس کو چاہئے کہ سجدہ کی نیت سے اور امام سب کے نزدیک سامع پر سجدہ واجب ہونا چاہئے مگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کی تلاوت کرنے والے پر واجب ہے۔ صاحبین کے نزدیک بلا صوت میں سجدہ واجب ہوگا کہ دوسرا صوت میں سجدہ واجب ہوگا۔ صاحبین سے منقول ہے کہ یہ صاحب۔ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا۔ (شامی)

(۱۱) باب الجنائز

ایک شخص کی چند بیویاں ہیں اور امام وقت بھی ہے۔ اس کا انتقال ہوگیا تو امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک کسی ایک بیوی کو غسل دینے کا حق ہے امام صاحب بھی اولاً اسی کے قائل تھے مگر بعد میں آپ نے رجوع کرلیا (جامع)

کتاب الزکوۃ

(۱۲) باب العاشر

اگر کوئی مضارب دو سو درہم لے کر عاشر کے پاس ہو کر گذرے تو اس سے عشر لیا جائے گا یہ پہلا قول ہے آخری قول یہ ہے کہ اس سے عشر نہیں لیا جائے گا صاحبین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ہدایہ)

(۱۳) اسی طرح اگر عبد ماذون اتنی رقم لیکر گذرے تو اس سے بھی عشر نہیں لیا جائے گا۔ صاحب کا مرجوع اخیر قول یہی ہے چنانچہ کتب فقہ میں اسی پر تصریح کے ساتھ موجود ہے۔ (عربیہ سنابیہ، بحر، جامع صغیر، تاتارخانیہ)

(۱۴) باب ارکاز

رکاز کے متعلق آپ کا پہلا قول یہ ہے کہ اس میں خمس واجب نہیں (امام ابو یوسف بھی یہی پہلا قول بتلاتے ہیں) آخری قول یہ ہے کہ اس میں خمس واجب ہے۔ امام محمد نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ہدایہ کتاب الکنز)

(۱۵) باب المصرف

ایک عورت کو شوہر کے نکال دینے کی وجہ سے کسی دوسرے کیساتھ نکاح کرلیا کسی سے اولاد ہوئی اس کے بعد اس کا شوہر اور پہلا شوہر آگیا تو امام صاحب کے نزدیک شوہر ثانی اولاد کو جو کچھ دیا ہو کر سکتا ہے مگر یہ آپ کا پہلا قول ہے بعد میں آپ نے رجوع کرلیا اور فرمایا کہ کر نہیں سکتا۔ (شامی، ابن الہمام)

کتاب الصوم

(۶) ... اگر کوئی شخص صبح کو ... رہا تھا ... سے جماع کرتا رہا تو ... صبح سے پہلے ... نے ... اور جو ... کہ ... دونوں دن ... آخری قول کے ... کہا ہے ... کی ... فرماتے ہیں۔

کتاب الحج

(۱۷) ... سے ... نے قال کیا کہ ... حج سے ... حج ... نے ... فرمایا ... حج ... سے افضل ہے۔

کتاب الطلاق

(۱۸) ... ہے کہ ... طلاق کے ... الفاظ ... طلاق ... لفظ سے ... ایک طلاق ... ہے۔ طلاق ... سے ... دوسرے ... کے ... طلاق ... ہو جاتی ہے ... گی پہلے ... نے ... آپ سے ...

(۱۹) باب الایلاء

... ہوتا ... سے ... ہوتا ... نے قال کیا کہ ... سے ... ہے ...

(۲۰) باب اللعان

... ہے ... اس ... سے ... ہے ... باپ کا ... قال ... ہے ... شوہر ... اس ... ہے ... ہو جاتی ہے ... کہ ... کے بعد ... ہو ... تو ... ہو گئی ... ہے ...

(۲۱) فصل فی العدد

... اور ... میں ... ہے ... شوہر ... ہے ... ہو ... حرام ... ہے ... ہے ... نے قال کیا ...

(۲۲) باب ثبوت النسب

... ہے ... سے ... ہے ... ہو ... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ...

(۲۳) باب النفقہ

... ہے ... ہے ... ہے ... ہے ...

... ہے ... ہے ... ہے ...

کر دیں تب تک فلاں غلام کی بیوی کو طلاق اور اس پر حرام ہونے کا انکار کر دیا ہے تو امام صاحب کے پہلے قول پر عورت کو بدیہ مہر ملے گا۔ اور دوسرے قول کے مطابق اس کو مہر نہیں ملے گا۔ (فتح القدیر)

(۴۳) شہر غائب کا اول مالک موجود نہیں اس کی عورت نے یہ قائم کیا کہ میں فلاں غائب کی بیوی ہوں اور قاضی سے دو شہادت کی کہ شوہر غائب پر مہر اتنا مقرر ہوا جائے اور اس کے نام پر مجھے قرض لینے کی اجازت دیدی جائے تو امام صاحب کے قول کی رو سے قاضی اس کے دعوے کو نہ سنے گا یعنی گواہ نہ لے گا یہی امام صاحب سے اس سے رجوع کر لیا پس قاضی دعوے کو سنے گا یہی قول صاحبین کا ہے کیونکہ یہ قضاء علی الغائب ہے جو جائز نہیں صاحبین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (فتح القدیر، ہدایہ)

کتاب العتق

(۴۵) ایک شخص نے اپنے غلام سے متعلق کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے حالانکہ ایسے یہ اس جیسا پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو امام صاحب کا پہلا قول یہ ہے کہ اس کلام سے غلام آزاد ہو جائے گا اور مرد قوی ہے کہ آزاد نہ ہوگا صاحبین اور امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں۔ (جامع صغیر)

(۴۶) باب العتق علی جعل

ایک شخص نے اپنے غلام کو چار سال خدمت کی شرط پر آزاد کیا غلام نے قبول کر لیا۔ پھر آقا کا انتقال ہو گیا۔ تو امام صاحب کے پہلے قول میں غلام پر چار سال خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور یہی امام محمد سے اس کا آخری قول ہے۔ یہ غلام کی قیمت واجب ہوگی اور وہ اپنے مال سے ادا کرے گا امام ابو یوسف نے اسی کو اختیار کیا ہے (ہدایہ شرح بدایہ)

(کتاب الایمان)

(۴۷) ایک شخص نے نذر کو کسی شرط پر معلق کیا اور وہ شرط پائی گئی تو نذر کی اور الفاظ سے تعلیق نذر کو چھوڑ کر آپ پر بلاتاوان ہے۔ کسری قول میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر شرط ایسی ہو جس کا حصول مطلوب ہو جیسے ان شفی اللہ مریضی للہ علی کذا تو نذر کو پورا کرنا واجب ہوگا اور اگر شرط ایسی نہ ہو تو چاہے نذر پوری کرے چاہے قسم کا کفارہ ادا دے (ہدایہ شرح بدایہ)

(۴۸) باب الیمین فی الاکل والشرب

ایک شخص نے قسم کھائی کہ سری نہ کھاؤں گا تو یمین ہر اس سری پر ہوگی جو تمور میں داخل کی جاتی ہو اور شیر خشک قراصیہ ہوتی ہو۔ صاحبین کے نزدیک خاص کر بکری کی سری پر ہوگی کہ امام صاحب نے اس سے رجوع کر لیا اور اختلاف (اصل اختلاف) رہنہ پر مبنی ہے اور صاحبین کے زمانہ میں عرفاً بکری کی سری مراد ہوتی تھی۔ اور امام صاحب کے زمانہ میں عام مراد ہوتی تھی۔

(ہدایہ، فتح القدیر، بدائع)

(۴۹) باب الیمین فی الطلاق والعتاق

ایک شخص نے اپنے باپ کو اپنے قسم کے کفارہ کی ادائیگی کی نیت سے تحریر لکھوا دی امام صاحب کے نزدیک کفارہ ادا ہو جائیگا۔ اگرچہ ثلاثہ اور امام زفر کے نزدیک ادا نہ ہوگا۔ امام صاحب بھی اول اسی کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ (فتح القدیر، شامی)

کتاب الحدود

(۳۰) باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ

ایک شخص کو بدشگونی نے زنا کرنے پر مجبور کر دیا اس نے زنا کر لیا تو امام صاحب کے نزدیک اس پر حد قائم ہوگی۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس کو صدمہ پہنچائی جائے گی امام صاحب سے بھی یہ قول ان کے قائل سے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔

(ہدایہ، فتح، عینی، شامی)

(۳۱) باب الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا

ایک شخص سے متعلق گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے غلام عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ عورت موجود نہیں یا خود اس شخص نے کسی غائب عورت کے ساتھ زنا کرنے کا اقرار کر لیا تو بعض ائمہ کے نزدیک اس پر حد زنا قائم ہوگی۔ امام صاحب اور صاحبین کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے وجوب حد کی جانب رجوع کر لیا۔

(ہدایہ، فتح، عینی)

(۳۲) باب حد القذف

ایک عربی نو مسلم نے دار الاسلام میں داخل ہو کر اس نے کسی مسلمان کو زنا کی تہمت لگائی تو امام صاحب کے پہلے قول کی رو سے اس پر حد قذف جاری نہ ہوگی کیونکہ حد قذف میں جن حد غالب ہے مگر حد کی آپ نے اس سے رجوع کر لیا ہے اس پر حد قذف جاری ہوگی۔ ظاہر الروایہ یہی ہے۔

(ہدایہ، عینی، شامی)

(کتاب السرقۃ)

(۳۳) فصل فی کیفیۃ القطع واثباتہ

قطع ید کے لئے گواہوں کا بوقت قطع یہ ضرر ساختہ ضروری ہے۔ وقت قطع یہ ہو گا مگر یہ آپ کا پہلا قول ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔

(شامی)

(۳۴) دو شخصوں نے چوری کی ان میں سے ایک غائب ہو گیا اور دو گواہوں نے اس کی چوری پر گواہی دی تو امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک دوسرے شخص کا جو موجود ہے ہاتھ کاٹا جائیگا۔ امام صاحب اور امام ابو یوسف قطع کے قائل تھے بعد میں رجوع کر لیا۔

(۳۵) باب المرتد

اگر مسلمان پھر مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) تو طرفین کے نزدیک اس کا حد ارتداد (القتل بالسیف) ساقط ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ارتداد کی توبہ نہیں تاتار خانیہ میں منقول ہے کہ امام صاحب نے امام ابو یوسف کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (شامی)

لی القتل ان کفر زندیقی و شد الله من یخرج لسنة بابه الله ان یقتل الصبر ایضا قد اخبر بها فتوی الصبر

(۲) ان یقتل الصبر ایضا الله اسم بها حقوق العباد

(۳) کتاب وجوب بروایتی الطبیعة والسرقة ... وهو شامل فی طی

(کتاب البیوع)

(۳۶) باب خیار الرؤیۃ

ایک شخص نے کہا جب میں نے فروخت کردی تو امام صاحب والا اور صاحبین کے قائل کے بعد میں مبیع کو دیکھا اور بائع کے لئے خیار رویت ثابت ہوگا۔ (ہدایہ، فتح القدیر)

(کتاب الشہادۃ)

(۳۷) باب الرجوع عن الشہادۃ

گواہوں کا گواہی دینے کے بعد رجوع کرنا۔ امام صاحب نے اور ایک جگہ امام صاحب والا اور صاحبین کے قول میں ہے صاحبین فرماتے ہیں ہم گواہوں کی وجہ سے جو فیصلہ ہو چکا ہے اور نافذ کیا ہے اور مال متلف ہو گیا ہو گا لیکن آپ کا یہ قول مرجوح ہے فلاں آپ اس کے قائل تھے کہ رجوع کنندگان کے حالات کو دیکھا جائے گا۔ گران کے حالات سابقہ شہادت کے بعد پہلے سے بہتر ہوں تو اس رجوع کو قبول کیا جائے گا۔ ورنہ نہیں کیا جائے گا۔ اور گر ان کے حالات پہلے کی جیسے ہوں یا پہلے سے بھی ابتر ہوں تو ان کو سزا دی جائے گی۔ اور سابق فیصلہ کو برقرار رکھا جائے گا۔ (ہدایہ، فتح القدیر)

(کتاب الدعویٰ)

(۳۸) باب التحالف

گواہ نہ ہونے کی صورت میں بائع اور مشتری میں اختلاف کریں۔ بائع کہے کہ میں نے تجھے ہاتھ پر ہزار میں ایک موصل بیچی ہے اور مشتری کہے کہ یہ بات نہیں ہوئی اور نہ کسی کے ساتھ ملاقات ہی ہوئی ہے اور دونوں اپنے قول پر قسم کھا جائیں تو مشتری کے بارے میں بائع کو یہ اختیار ہوگا کہ بیع کے بارے میں مشتری کا قول معتبر کیا جائے۔ یہ آخری قول ہے۔ یہ قول ہے کہ دونوں مشتری کو ایک دوسرے پر چھوڑ دیں گے۔ (ہدایہ، فتح القدیر)

(۳۹) باب دعوی الرجلین

ایک دیوار پر دو شخصوں کی لکڑیاں ہیں۔ ایک کہتا ایک لکڑی میں اور دوسرا کہتا دو لکڑیوں میں اور صورت کی تین یا تین سے زائد ہو تو امام صاحب کے پہلے قول پر دیوار دونوں میں شرکت ہوگی۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قائل ہیں اور آخری قول میں امام صاحب کا قول ہے۔ (ہدایہ)

(کتاب المضاربۃ)

(۴۰) ایک مضارب کے پاس دو ہزار درہم ہیں اور رب المال سے کہتا ہے کہ تو نے مجھے ایک ہزار دیئے تھے اور ایک ہزار ضائع ہو گیا ہے اور رب المال کہتا ہے کہ نہیں دیئے تھے تو امام صاحب کے نزدیک مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ کیونکہ یہ امانت کی وجہ سے قبضہ کرتا ہے اور صاحبین کے نزدیک مضارب کا قول معتبر نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ اپنی ذات کے لئے قبضہ کرتا ہے اور اس صورت میں قابض کا قول معتبر ہوتا ہے۔ امام صاحب کا یہ آخری قول ہے اور اول آپ سے کے قائل تھے کہ رب المال کا قول معتبر ہوگا کیونکہ امام زفر کا قول ہے کہ مضارب نفع میں شریک ہوتا ہے اور رب المال کا شریک ہے دونوں قول ہیں۔ (ہدایہ، فتح القدیر)

---

(۱) ہذا الکتاب ہذا سبعۃ: کتاب ہذا سات حصوں پر مشتمل ہے۔

کتاب العارية

(۴۱) ایک شخص نے کوئی چیز عاریت لی اور عاریت دینے والے نے شرط لگائی کہ اس کو اپنے شہر میں ظاہر نہ استعمال کرے گا مخالفت کرے تو ضامن ہوگا۔ مستعیر نے اس کو استعمال کیا پھر وہ چیز بغیر زیادتی کے ہلاک ہوگئی تو ضامن نہ ہوگا۔ آپ سے مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ضامن ہوگا۔

(کتاب الاجارۃ)

(۴۲) باب الاجیر متی یستحق

اجیر کے ساتھ طے کرنے کے بعد اپنے اوپر پایا جاتا ہے۔ کیل اور وزن کرنے والا اور ملاح اور چرواہا اجیر مشترک ہے۔ اجیر مشترک کا ضامن ہونا اس کی کوتاہی کی وجہ سے ہے۔ کپڑا دھونے والا اور درزی اجیر مشترک ہے۔ آپ کا آخری قول ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۴۳) باب ما یجوز من الاجارۃ وما یکون خلافہ

ایک شخص سے ایک معین چیز بھاڑے پر لینے کے بعد کوئی دوسری چیز معین کرکے اس سے زیادہ کرایہ پر دینا جائز نہیں۔ اگر دوسرے نے اس کو استعمال کیا اور وہ ہلاک ہوگئی تو اول قیمت کا ضامن ہوگا۔ اگر معین کرکے دوسری چیز دی جائے جو پہلی سے کم نقصان دہ ہو تو جائز ہے۔ اگر مساوی ہو تو بھی جائز ہے۔ اگر زیادہ نقصان دہ ہو تو جائز نہیں۔ اگر اس نے دوسری قسم سے بھی آپ سے رجوع کرلیا اور یہ کہا کہ جب تک یہ سوار ہو کر تم واپس نہ آؤ اس کے ذمہ سے نہ ہوگا۔ (واللہ اعلم)

(۴۴) باب الاجارۃ علی احد شرطین

ایک شخص نے کوئی زمین کرایہ پر لینے کے لئے کہا کہ تو اس میں روزانہ اتنی اجرت میں روزانہ کھیتی کر اور اگر تو اس میں کھیتی نہ کرے تو اتنی اجرت میں کر۔ اس نے کوئی کھیتی اس پر ہلاک کی۔ اس پر اجرت کا کچھ نہیں ہوگا۔ اس نے اجرت کے ساتھ کھیتی کی اور کھیتی ہلاک ہوگئی تو اجرت کے ساتھ ضامن ہوگا۔ اس مسئلہ میں صاحبین نے امام صاحب سے اختلاف کیا ہے۔ امام صاحب سے بھی اسی کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے رجوع کرلیا۔

(۴۵)

کتاب المکاتب

(۴۵) ایک مکاتب میں دو کتابت کی مقدار مال کی تھی۔ اس میں اختلاف ہوا۔ مالک نے کہا کہ میں نے تم پر مکاتبت کی تھی۔ مکاتب نے کہا کہ تم نے کتابت کی مقدار پر مکاتبت کی تھی۔ قاضی نے کہا کہ قاضی کے سامنے مکاتبت کی تھی۔ امام صاحب کا پہلا قول یہ ہے کہ مکاتب کا قول قسم کھانے کے بعد معتبر ہوگا۔ اس نے بعد میں رجوع کرلیا کہ مالک کا قول معتبر ہوگا۔ (واللہ اعلم)

کتاب الماذون

(۴۶) ایک شخص نے اپنے غلام کو کاروبار کی اجازت دیدی تھی، اس سلسلہ میں اس نے غلام کو کچھ رقم قرض آپ کر اس نے اسکی کوئی چیز اسکی قیمت سے زیادہ پر بیچ دی اسکے پاس جو کچھ تھا اس نے مالک کو دیدیا اور کچھ باقی رہ گیا اگر اسکی کمائی میں کوئی غلام ہو اور وہ اس کو آزاد کر دے تو آزاد ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک آقا اسکی کمائی کا مالک ہوگا، خلاصہ یہ ہوگا کہ غلام کی آمدنی تو آقا کو ملے گی مگر اس کی قیمت دینی پڑے گی۔ اور عبدالرحمان کا بیان ہے کہ ہمارے علماء کا فتویٰ اسی پر ہے۔ یہ آپکا آخری قول ہے پہلا قول یہ ہے کہ وہ آزاد ہوگا اور وہ آقا اسکی کمائی کا مالک ہوگا۔

(ہدایہ، کفایہ، عنایہ، فتح القدیر)

(کتاب الشفعہ)

(۴۷) اگر کوئی گھاس بیچ آدمی وہ گھاس کاٹ کر وصول کر لیا تو امام صاحب کا پہلا قول یہ ہے کہ یہ شفیع صرف اس حصہ کو لے سکتا ہے جو اس کی نظر سے متصل ہو۔ آخری قول یہ ہے کہ شفیع تمام گھاس لے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

(کتاب الذبائح)

(۴۸) امام صاحب کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز بلکہ ایک روایت تو یہ ہے کہ امام صاحب نے رجوع کر لیا تھا۔ صاحبین کے قول پر عمل ہوگا۔ (ہدایہ، عنایہ، فتح القدیر)

(کتاب الکراہیۃ)

(۴۹) فصل فی الاستبراء

ایک شخص نے باندی فروخت کی، خریدار نے قبضہ سے پہلے قابل کر لیا تو امام صاحب اور صاحبین نے کہا کہ بائع پر استبراء رحم واجب ہے بخلاف اس کے جو قبضہ کے بعد قابل کیا ہو۔ (فتح القدیر)

کتاب الجنایات

(۵۰) امام ابو یوسف نے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ آزاد ذمی کے جس عضو کو کاٹ دینے سے دیت لازم آتی ہو اگر وہی عضو غلام کا کاٹ دیا جائے تو اس میں قیمت لازم ہوگی اور جس عضو میں نصف دیت واجب ہوتی ہو اس میں نصف قیمت واجب ہوگی۔ مثلاً دونوں کے عضو سے مطلوم ہو اگر کوئی شخص غلام کا کان کاٹ لے یا اس کی بھوں منڈا دے، یا بال منڈا دیں تو اس میں نصف قیمت واجب ہوگی۔ چنانچہ امام صاحب سے یہ روایت بھی ہے مگر آپ نے واجب حکومت عدل کی طرف رجوع کر لیا۔

(ردالمحتار)

(۵۱) اگر باپ نے بیٹے کو یا دادا نے پوتے کو مار ڈالا، پھر مر گیا تو امام صاحب کے نزدیک ورثاء پر ضمان آئے گا۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ ثلث مال میں وصیت کے مطابق اور باقی دو ثلث میں ورثاء کے لئے امام صاحب نے بھی کی طرف رجوع کر لیا۔ (الجوہرۃ النیرۃ، شامی)

کتاب الوصایا

(۵۲) ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے غلام فروخت کر کے اس کا ثمن مساکین پر صدقہ کر دیا جائے۔ وصی نے غلام فروخت کر کے ثمن پر قبضہ کیا اور وہ اسکے پاس سے ضائع ہو گیا پھر غلام غدکہ کسی نے قتل کیا تو وصی ضامن ہوگا۔ لیکن وصی ہمتا ہوں اور کہا وہ ترکہ سے

یہ قال امام صاحب ہے صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

اصول رہتا ہے انہیں امام صاحب کا پہلا قول ہے کہ تر کہ سے وصول نہیں کر سکتا۔ مجھ آپ نے ان سے رجوع کر لیا اور صاحبین کا قول اصول رہتا ہے۔ (ہدایہ)

(کتاب الفرائض)

(۵۳) باب ذوی الارحام

امام صاحب کا پہلا قول ہے کہ جزء بعد کل اصول بیت مقدم ہیں لیکن آپ نے ان سے رجوع کر لیا ہے اس لیے بیت مقدم ہوگا۔ (شامی)

(۵۴) فصل فی الخرقی والحرقی

یہ کہ اگر میں مل کر چلیں میں ذوب کر مر گئے اور ترتیب معلوم نہیں کہ پہلے کون مرا تو ان کا مال ان کے ورثاء کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا اس میں سے کوئی نہیں دوسرے کا وارث نہ ہوگا۔ یہ امام صاحب کا آخری قول ہے وکان یقول اولا ہو ت معھم من بعض۔

(ہدایہ)

وہ مسائل جن میں امام صاحب سے کئی بار رجوع ثابت ہے۔

(کتاب الوکالۃ)

(۵۵) اسلئے جہاں پہلا قول کی کوئی نہیں آپ کا آخری یہ کہ ان میں بھی دو جواب ہے تو بزاز میں ہے صاحب ہے۔ امام فخر الاسلام نے کہا یہی قول ہے مگر یہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ فتوی کس قول پر ہے لازم ہے۔ یہی علامہ ابو یوسف کا قول ہے لیکن بعد میں اس سے بھی رجوع کر لیا اور فرمایا کہ ان میں بھی صاحب نہیں ہے کہ ان کے ساتھ رہے تو ہمارے امام محمد نے اسی کو لیا ہے۔

(بدائع الصنائع، کفایہ علی ہامش فتح القدیر)

(کتاب الحدود)

(۵۶) کہ کسی کافر پر اس کے اسلام قبول کرنے سے پیشتر حد قذف جاری کی گئی تو اس کی قبا ت مقبول ہوگی۔ اور اگر اسلام قبول کرنے کے بعد جاری ہوئی تو مقبول نہ ہوگی۔ یہ حکم تو متفق علیہ ہے لیکن اگر کسی حد اسلام کے بعد جاری ہوئی تو اس میں اختلاف ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اسلام کے بعد جاری ہوئی ہو یا پہلے جاری کی گئی ہو اسلام کے بعد اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی کیونکہ یہ حد دو چیزوں پر مشتمل ہے ایک تو اس کا کفر دوسرا قذف ہے تو کفر تو حد اسلام کے بعد کالعدم ہوتا ہے اور قذف کا اثر باقی رہتا ہے اس لیے اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ حد قذف کی شہادت مقبول ہوگی کیونکہ قذف کا اثر باقی رہتا ہے اس لیے اس کی شہادت مقبول ہوگی۔ (کفایہ)

(کتاب الاقرار)

(۵۷) ایک غلام کچھ مرغیاں لے کر اس کے مالک کے پاس بیچنے کو لایا اور کہا کہ یہ مرغیاں میری ہیں میں نے ان کو چرایا ہے تو امام صاحب کے نزدیک اس کا اقرار کالعدم ہوگا اور وہ غلام اس کے مالک کا ہی رہے گا اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مالک کا ہو جائے گا لیکن امام محمد فرماتے ہیں کہ غلام آزادی کے بعد مسروقہ مرغیاں کے مالک کو دے گا۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ غلام آزادی کے بعد مسروقہ مرغیاں کے مالک کو دے گا۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ غلام آزادی کے بعد مسروقہ مرغیاں کے مالک کو دے گا۔

۔۔۔ اپنے استاذ عن ابی عمران سے ہم نے نقل کیا ہے کہ یہ جنس قول امام صاحب کے ہیں۔ پہلے قول کو امام محمد نے بیان کر مرجوع عنہ ہے دوسرے قول کو امام ابو یوسف نے بیان کیا یہ بھی مرجوع عنہ ہے پس ایک تیسرا قول رہ گیا۔

واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم

(کتاب الشفعۃ)

(۵۸) مشتری نے جھت کا حصہ ایک مکان مع سازوسامان خریدا تو شفیع مکان مع سازوسامان لے لیا تو حصہ سے یہ آیا پہلا قول ہے جو مرجوع عنہ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مکان اور سامان میں سے کسی ایک کے لے لینے سے بھی اب لے رجوع ہو جائے گا یہی آخری قول ہے کہ صرف مکان سے جس کا وہ شفیع ہے کیونکہ یہ ظاہر الروایۃ ہے جس کی شرح (محمد بحر)

وہ مسائل جن میں امام صاحب سے بقول معتبر رجوع ثابت نہیں

(کتاب الطہارۃ)

(۱) اگر خون کی نے ہونٹوں میں چند دانے ہیں۔ (۱) روایت مثل کہ اگر تمام وضو سے قلیل ہو یا کثیر دھار ہو قلیل۔ (۲) روایت حسن کہ اگر سیال ہو تو ناقض ہے قلیل ہو یا کثیر دھار ہو تو ناقض نہیں جب تک کہ منہ بھر نہ ہو۔ (۳) روایت عدم ناقض نہیں جب تک کہ منہ بھر نہ ہو اور سیال ہو قلیل ہو یا کثیر استحسان کیا ہے اسی کی تصحیح کی ہے اور غیر واحد نے اسی پر عمل کیا ہے۔ واللہ اعلم

(درمختار)

(۲) صحیح یہ ہے کہ امامت میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک مستحب ہے اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک فرض ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اختلاف صرف اولویت میں ہے اور بکسر میں بالاتفاق واجب ہے اور بعض نے اختلاف کی نقل کی ہے امام قدوری نے تجرید میں کہا ہے کہ امام صاحب کے مذہب سے صحیح یہ ہے کہ فرض نہیں ہے صاحب خلاصہ نے صاحبین کے قول کی طرف امام صاحب کا رجوع نقل کیا ہے شرح نقایہ، عنایہ اور غنایہ میں بھی یہی ہے مگر علامہ ابن الہمام نے رجوع کی نفی کی ہے فقال فی فتح القدیر ظاہر الروایۃ عدم الرجوع۔

کتاب الصلوٰۃ

(۳) صاحبین کے نزدیک عصر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ سوا چھ قدمی کے ہو جائے جو قول امام صاحب کے مرجوع ہے ایک وقت ہوتا ہے جب سایہ دو چند ہو جائے ظاہر الروایۃ یہی ہے۔ عالمگیری، مراقی الفلاح، شرح منیہ، اکثر کتاب فتاویٰ اور کتنی اختلاف (صاحب جامع صاحب ہدایہ صاحب مجتبیٰ صاحب مجمع صاحب تنویر صاحب تحفہ صاحب درر) کا اس پر اتفاق ہے بعض مطولات نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ محقق کابلی فقہ صاحب فرماتے ہیں کہ کسی معتمد علیہ سند کے ساتھ امام صاحب سے رجوع ثابت نہیں ہے اور یہ قول ہے جو خلاف ظاہر الروایۃ ہے۔

(۴) امام صاحب کے نزدیک عشاء کا وقت شفق احمر کے غائب ہونے کے بعد ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک شفق ابیض کے غائب ہونے کے بعد ہوتا ہے جو صاحبین کا قول ہے مگر بعض نسخ ظاہر الروایہ صاحبین علامہ ابو الحسن قدوری نے شرح منظومہ میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع ذکر کیا ہے مگر بعض اجلہ اصحاب صاحب تحفہ وغیرہ محققین نے اس کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ کسی معتبر قول سے رجوع ثابت نہیں۔ قال العلامۃ الشرنبلالی فی مراقی الفلاح وھو مردود لما ثبت۔

(۵) امام کو چاہئے کہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت پہلے فاکتفظ کی نیت کرے پھر مقتدیوں کی اور مقتدیوں کی۔ اصل میں یوں ہی مذکور ہے مگر بیع صغیر میں حفظ کو بعض نے ذکر کیا گیا ہے اس سے بعض مشائخ نے یہ سمجھا ہے کہ صغائر میں دونیتیں ضروری ہیں بعض نے یہ دلیل کیا ہے کہ یہاں امام صاحب نفصل فاکتفظ کے قائل تھے جبکہ آپ نے رجوع کرلیا تو یہ نیتیں کیونکر کسی کی نماز میں سنت ہوسکتی ہیں۔

(۶) امام صاحب کے نزدیک مرد کا مکمل سینہ وقت اقتداء کرلیا جائے۔ صاحبین کے نزدیک اکثر کی ضرورت نہیں۔ بعض نسخوں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس سے رجوع کرلیا کیونکہ ظاہر الروایہ میں اس سے کوئی تعرض نہیں کیا مگر رجوع پر دلیل مستقل موجود نہیں ہے)۔

(کتاب الاجارۃ)

(۷) اگر مستاجر کے لڑکے یا غلام کھیتی سے بھاری ہلاک ہوگئی تو امام صاحب کے نزدیک مستاجر پر کل قیمت کا تاوان لازم ہوگا۔ صاحبین وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس نے عادت کے خلاف زراعت کی اگر کھیتی ہلاک ہوگئی تو ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ یہ مسئلہ یہاں بھی مختلف ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ رجوع ثابت نہیں قال ابن عبد الحلیم وھو علیہ اصحاب الفتوی فلو ثبت رجوع الامام فیھا مع انہ مطلق علاقہ لان مع جمع عنہ انصحیفلو یکن مذھباً لہ)۔

(وہ مسئلہ جس میں امام ابو یوسفؒ سے رجوع ثابت ہے)

(کتاب الطہارۃ)

(۱) صحیحہ کے مسئلہ میں امام ابو یوسف کے کئی قول ہیں۔ دل یہ کہ اگر زلزلہ کے کسی حصہ پر بھی صحیح یہ کیف بھی وضو ہو جائے گا دوم یہ کہ پوری دیوار کا استیعاب ضروری ہے۔ یہ دونوں قول مرجوع عنہ ہیں صحیح یہ ہے کہ کل یا اکثر ضروری ہے۔ (فتح القدیر، بدائع)۔

(۲) کنویں میں بچھو یا چڑیا مرا ہوا ملا اور یہ معلوم نہیں کہ کب گرا ہے تو امام صاحب نے نزدیک تین دن رات سے کنویں کو ناپاک کہا جائے گا۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اس کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کرلیا ہے کذا فی المحیط کذا فی النہایہ و الحسن)۔

(۳) باب التیمم

(۱) آپ اس سے قائل تھے کہ تیمم جنبی اور حائض کے ساتھ جائز ہے بعد میں آپ نے رجوع کرلیا اور فرمایا کہ صرف جنبی کے ساتھ جائز ہے حائض کے ساتھ جائز نہیں (ہدایہ، مبسوط، بدائع، فتح)

(کتاب الصلوۃ)

(۴) باب الاذان

طرفین کے نزدیک اذان نفل از وقت پڑھنا جائز نہیں۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کرلیا اور فرمایا کہ اگر فجر کی اذان شب کے نصف آخر میں کہی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں (بدائع الصنائع) (بدائع)

(۵) فصل فی کیفیۃ ترکیب افعال الصلوۃ

طرفین کے نزدیک جو شروع کرتے وقت بھی وجہت وجھی للذی الخ پڑھے یا تکبیر سے پہلے اور ثنا کے بعد امام ابو یوسف بھی اولاً اس کے قائل تھے مگر بعد میں رجوع کرلیا (ہدایہ، فتح القدیر، بدائع)۔

(۶) باب الوتر والنوافل

ایک شخص نے چار رکعت نفل کی نیت کی اور شروع کر دی پھر توڑ دیا تو اس پر دو رکعت قضا ہے۔ یہ باب ہلال کی آخری قول ہے پہلا قول یہ تھا کہ فرض کی بھی قضا لازم ہے (خلاصہ، باب صلوٰۃ المسافر، فتح القدیر)

(۷) باب صلوٰۃ الخوف

آپ کا پہلا قول یہ ہے کہ نماز خوف مطلقاً مشروع ہے جیسا کہ طرفین فرماتے ہیں بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہی خاص تھی (کفایہ، عنایہ، فتح القدیر، ہدایہ)

(کتاب الزکوٰۃ)

(۸) ربع عشر پر کہتے ہیں کہ اس میں عشر واجب ہے اور قاضی عشر و مفتی قرار دیتے ہیں اور امام صاحب کے یہ قول کی رجوع کا اصح نہیں ہے صاحب ہدایہ نے امام یوسف کے قول کو امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور امام محمد کو امام صاحب کے ساتھ ملایا۔ اور بعض حضرات نے نقل کیا ہے کہ امام یوسف کا یہ قول ہے آخری قول علامہ ابن حبیب کا ہے کہ یہ مختار ہے۔ (فتح القدیر)

(۹) باب الرکاز

امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد نے اس سے خلاف فرمایا کہ اس میں کچھ واجب نہیں۔ (عنایہ، کفایہ)۔

(۱۰) باب المصرف

ایک شخص نے قرض کے ساتھ مصرف زکوٰۃ دیکھتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ کی رقم دی پھر معلوم ہوا کہ وہ ہاشمی ہے تو طرفین کے نزدیک زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے۔ بعد میں آپ نے رجوع کر لیا پس آپ کے یہاں ادا نہ ہوگی (کفایہ، عنایہ)۔

کتاب الحج

(۱۱) عرفہ کے دن عرفات میں جو امام خطبہ پڑھتا ہے وہ یوم طرفین کے نزدیک خطبہ اولیٰ ہے جب امام صبر پر بیٹھے جب امام ابو یوسف کے نزدیک ہے ظاہر الروایہ میں امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول ہے اور آپ کے شاگرد حسن بن زیاد سے نقل کیا ہے۔ جب اذان ہو چکے جب امام صبر پر آئے اور خطبہ پڑھے (ہدایہ، فتح، عنایہ)

کتاب النکاح

(۱۲) طرفین کے یہاں عقد ہو جائے گا بغیر کسی پر موقوف نہیں ہوتا۔ امام ابو یوسف بھی اول اسی کے قائل تھے بعد میں موقوف ہونے کے قائل ہو گئے۔ (فتح القدیر، عنایہ)

(۱۳) ایک شخص نے کسی کو حکم کیا کہ کسی عورت سے میری شادی کر دے اس نے ایک ہی عقد میں دو عورتوں سے شادی کر دی تو طرفین کے نزدیک کوئی صحت لازم نہ ہوگی۔ امام ابو یوسف اول اسکے قائل تھے کہ غیر معین طور پر کسی ایک سے نکاح ہو جائے گا شوہر کسی ایک کو معین کر لے اس کے بعد میں آپ نے طرفین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (فتح، عنایہ، کفایہ)۔

(۱۴) شوہر گواہوں کے پاس ایک خط لایا جو بیوی نے لکھا کہ میرا یہ خط گواہ ہو جائے کہ میں نے تم سے خلع کر لیا اس پر گواہ رہنا امام صاحب کے نزدیک یہ جائز نہ ہوگا جب تک کہ گواہوں کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ خط اسی کا مضمون کیا ہے۔ امام ابو یوسف بھی اول اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے باشر بلا اعلام واعتبار کیا ہے۔ (فتح القدیر)

(۱۵) ایک عورت نے کسی کے متعلق دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے شادی کی ہے اور یہ بات ثابت کر دیا اور وہ شخص اس کو اس کی بیوی قرار دے رہا ہے لیکن اس نے اس سے شادی نہیں کی تھی تو امام صاحب کے نزدیک وہ اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ امام ابو یوسف بھی دعویٰ کی کوئل تھے بعد میں آپ نے اور جماعت کی طرف رجوع کر لیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ماہر یہ ص)

(۱۶) باب اللعان

اگر کسی بچے نے پیدا ہونے کے بعد کچھ حرکت کی پھر مر گیا تو باپ (والد) کے علاوہ کسی اور نے کر دیا تو یہ طرفین کے نزدیک بعد اس کے وارث ہوں گے جو اس کا نکاح جائز ہونے کی صورت میں نکاح کرتا۔ امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے جس پر آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ اس بیان سے ان کے نکاح کا اعتبار ہو گا۔ (فتح القدیر)

(۱۷) اگر وہ قریب غائب ہو اور عورت منتظر ہو تو وہ ابد تک نکاح کر سکتا ہے جب عورت منتظر سے مراد کیا ہے؟ امام علاء کے نزدیک اس کا فیصلہ پر ہونا عورت منتظر ہے کہ ہمارے سامنے گواہوں کے ذریعہ ثابت ہو جائے۔ امام زفر فرماتے ہیں کہ جہاں سے واپسی تک کا زمانہ عورت منتظر ہے امام ابو یوسف کا مرجوع یہی قول ہے (فتح القدیر)

(۱۸) باب المہر

ایک شخص نے کسی عورت سے شادی کی اور مہر متعین نہیں کیا پھر کسی مقدار کی تعیین پر دونوں راضی ہو گئے اور شوہر نے عورت سے صحبت کر لی یا اس کا انتقال ہو گیا تو عورت کو مقرر کردہ مہر ملے گا ادا کر دینے سے وہ شوہر طلاق ہو گی تو عورت مہر پائے گی امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ تھا کہ مقرر کردہ مقدار کا نصف ملے گا (ماہر یہ ص)

(۱۹) شوہر نے عقد نکاح کے بعد بیوی کے مہر میں اضافہ کر دیا دونوں سے پہلے شوہر طلاق دیدی تو مقدار مہر ساقط ہو جائے گی امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ اصل مہر کے ساتھ اس میں بھی نصف ہوں گے۔ بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ (ماہر یہ ص)

(۲۰) ایک ذمی نے ذمیہ کے ساتھ متعین شراب یا متعین خنزیر کے عوض میں شادی کی پھر دونوں ذمی بن گئے کوئی ایک مسلمان ہو گیا تو امام صاحب کے نزدیک عورت کو شراب اور خنزیر ملے گا ادا کر شراب یا خنزیر نہیں ہے اور تو صاحبین نے کہا امام ابو یوسف کے یہاں پہلے قول کے مطابق ہے دونوں صورتوں میں قیمت دی جائے گی۔ یہی امام محمد کا قول ہے امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے مطابق دونوں صورتوں میں مہر مثل دیا جائے گا۔ امام طحاوی بھی اسی کے قائل ہیں (ماہر یہ ص)

(۲۱) شوہر نے بیوی کے مہر مثل کے عوض میں کوئی شے رہن رکھ دی تو ان پر کچھ نہیں ہے۔ اب اگر وہ شے ہلاک ہو جائے اور اس کی قیمت باقی ہو جس سے اس کا مہر مثل پورا ہو جاتا ہو تو عورت اپنا حق وصول کر لیگی اور اگر شوہر قبل از دخول طلاق دیدے تو جو حصہ مہر کا عورت کو ملتا ہے اس کو واپس کر دے گی اور اگر دخول سے دو شرط طلاق کے وقت شے مرہون موجود ہو تو عورت حق وصول کرنے کے لئے اس کو روک سکتی ہے۔ امام ابو یوسف کا آخری قول ہے یہ پہلا قول ہے کہ روک سکتی ہے جیسا کہ امام محمد فرماتے ہیں۔ (فتح القدیر)

(۲۲) باب نکاح الکافر

اگر کوئی مجوسی اپنی ذمی، محرم ماں، بیٹی، بہن وغیرہ سے شادی کر لے تو مرافعہ باسلام کے بغیر ان میں تفریق نہیں کی جائے گی۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ اگر کوئی ان کا ظلم ہو جائے تو تفریق کر دے۔ (بسوط ص)

ہدایہ، دائیں ہیں ایک مختلف ہے۔ ہدایہ ص

(کتاب الطلاق)

(۳۳)۔ شوہر نے بیوی سے کہا "انت طالق واحدۃ او اثنتا" تو امام صاحب کے نزدیک طلاق واقع ہوگی۔ امام ابو یوسف کا بھی آخری یہی قول ہے پہلے قول میں ایک طلاق رجعی ہوگی جیسا کہ امام محمد فرماتے ہیں بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔
(ہدایہ، فتح القدیر، فتح شامی)

(۳۴)۔ بیوی نے شوہر کی اجازت کی اس کی عدم سے تنازع کیا اس کے بعد شوہر نے بغیر اجازت کی طلاق دے دی تھی، اور اس حالت میں شوہر نے اس کو طلاق دی تو صاحبین کے نزدیک طلاق واقع ہوگی۔ مگر امام ابو یوسف کا "آخری قول" ہے کہ طلاق نہ ہوگی۔ (فتح القدیر)

(۳۵) ایک شخص کی منکوحہ بیوی کسی کی باندی تھی اس نے اس کو خرید کر آزاد کیا پھر عدت کے دنوں میں اس کو طلاق دی تو صاحبین کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی۔ مگر امام ابو یوسف نے اس سے رجوع کر لیا ہے اس طلاق کے بیان طلاق واقع ہو جائے گی۔ (فتح القدیر، کافی الشروانیہ کنز الدقائق)

(۳۶)۔ بیوی نے شوہر سے کہا مجھے ایک ہزار کے عوض ایک طلاق دے دے۔ شوہر نے تین طلاقیں دے دیں تو امام صاحب کے نزدیک عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہوگی اور صاحبین کے نزدیک تینوں واقع ہو جائیں گی۔ ایک طلاق ایک ہزار کے عوض اور دو بلا عوض امام طحاوی نے علامہ کرخی سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (بدائع)

(۲۷) باب الایلاء

ایک عدت کے اندر ہمبستری کرنی تھی پھر شوہر نے اس کو تہمت لگائی تو اس پر لعان واجب نہیں اور اگر کسی اجنبی نے تہمت لگائی تو اس پر حد واجب نہیں۔ امام ابو یوسف اولاً اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ شوہر پر لعان اور اجنبی پر حد واجب ہوگی۔ (بدائع)۔

(۲۸) باب العدۃ

اگر ہمبستری سے پہلے طلاق واقع ہوئی تو عورت پر عدت کیسے گزارے؟ امام صاحب فرماتے ہیں کہ پوری عدت بیوی سے گزارے۔ عدت طلاق ہو تو لونڈی والی عدت ہو تو ایک سو تیس دن امام محمد فرماتے ہیں کہ جس دن میں طلاق واقع ہوئی ہے اس دن کو بھی امام سے گزارے۔ امام ابو حنیفہ کی عدت تین مہینوں کے حساب سے اور پہلے مہینے کے امام سے آخری مہینے کے امام سے پورے کرے۔ امام ابو یوسف سے دو قول ہیں ایک امام صاحب کے قول کے مثل اور دوسرا امام محمد کے قول کے مثل اور یہی آپ کا آخری قول ہے۔ (بدائع)

(۳۹)۔ ایک شخص کے نکاح میں دو بیویاں تھیں ایک آزاد ایک باندی کو شوہر نے اپنی ملکیت کے زمانہ میں اتنی بار کہا کہ تم میں سے ایک کو دو طلاقیں ہیں اس کے بعد باندی آزاد ہوگئی اور شوہر بیوی ہو گیا اور بیوی کی حالت میں اس نے باندی کو طلاق کے لئے تعین کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک طلاق متعین ہوگی اور مطلقہ عورت وارث بھی ہوگی۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے بعد میں یہ رجوع کر لیا اور فرمایا کہ کوئی شخص بھی طلاق واقع کرنے کا اختیار کر لیا ہے تو شوہر کا قول کیا تعین کرنے کے بغیر اس کے لئے واقعہ طلاق نہ ہوگی۔ (بدائع)

---

(۱) ہدایہ اولین، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، کتاب الطلاق، الطلاق علی ثلاث، جلد دوم، صفحہ نمبر ۳۰۱

(کتاب العتاق)

(۳۰) آپ بالغوں نابالغوں سے بیان فرمائیں گے جن میں سے یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے اس سے پہلے روایت کیا ہے [illegible] کے ساتھ ایک [illegible] کی [illegible] یہ روایت کی [illegible] ہم [illegible] پہلے [illegible] تھے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

ہے۔ (جدید مطبع)

(۳۷) باب القذف

امام ابوحنیفہ کے نزدیک حد دو قاضیوں میں سے کسی ایک سے ساقط ہو جائے گا۔ امام ابو یوسف کی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور دو کا نصاب ہو جائے گا امام محمد بھی یہی فرماتے ہیں۔ (یعنی حد القذف و تقوم حد القذف و القصاص (طحطاوی)

(کتاب السرقۃ)

(۳۸) اگر چور ایک مرتبہ دایاں ہاتھ کاٹنے کے بعد بائیں کو کاٹ دیا جائے تو اس کا ایمان کو کاٹا جائے گا۔ امام ابو یوسف ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نہ تو دوسرا ہاتھ کاٹنے کے قائل ہیں اور نہ ہی ایمان کو کاٹنے کے قائل ہیں۔ (ہدایہ کتاب السارق)

(کتاب السیر و الجہاد)

(۳۹) باب الغنائم و قسمتہا

اگر اہل حرب میں سے کوئی شخص دار الحرب میں مسلمان ہو جائے اور اس کی بچے، زمین، مال مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور وہ اہل حرب پر قبضہ ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک اس کی زمین اور جائیداد میں داخل ہوگی۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ پہلا قول یہ تھا کہ اس کی زمین کا حکم بھی اموال کا سا ہے یعنی زمین بھی اسی کی رہے گی مال غنیمت میں داخل نہ ہوگی۔ امام محمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ (ہدایہ مطبع)

(کتاب الشرکۃ)

(۴۰) امام محمد نے غیر شریک مرد عورتوں کے ساتھ شرکت صحیحہ کے بارے میں امام ابو یوسف کے پہلے قول کے قائل تھے بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ شرکت صرف مسلمانوں کے ساتھ جائز ہے۔ ذمیوں کے ساتھ جائز نہیں ہے (فتح القدیر)

(کتاب البیوع)

(۴۱) ایک شخص نے دو چیزیں خریدیں جن میں سے ایک کم قیمت کی ہے اور ایک بیش قیمت۔ بائع نے بیش قیمت چیز کے ہلاک ہونے کا دعویٰ کیا۔ مشتری نے کم قیمت والی کے ہلاک ہونے کا۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ دونوں سے قسم لی جائے گی اور جو قسم سے انکار کرے گا دوسرے کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور اگر دونوں قسم کھا لیں تو (واضح رہے کہ ہر ایک کی نصف نصف قیمت لازم ہوگی۔ بعد آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ مشتری کا قول معتبر ہوگا اس کی قسم کے ساتھ۔ (ہدایہ)

(۴۲) باب البیع الفاسد

ایک شخص سے دو چیزوں کے بیچ میں ایک باندی فروخت کی جس کے بدلے میں ایک ہزار روپیہ قیمت کا، غلام یا اس کی قیمت بھی ہزار تھی اب خریدنے والے نے ایک ہزار روپیہ ادا کر دیا تو باندی قیمت ہوگی اسی طرح اگر کسی نے باندی ہزار میں اسی طرح خریدی کہ ایک ہزار نقد دے گا اور ایک ہزار ادھار روپیہ تو ایک ہزار نقد والی قیمت ہوگی اور ادھار کی قیمت ہوگی۔ اور اگر کل ثمن ادھار ادا کرے تو امام صاحب کے نزدیک باندی اور ہزار دونوں کی بیع فاسد ہوگی۔ صاحبین کے یہاں صرف باندی بیع فاسد ہوگی مگر امام ابو یوسف نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (فتح القدیر)

(۴۳) مسلمانوں سے کہا کہ میں اس خنزیر سے یہ برتن بھر کر ایک درہم میں فروخت کروں تو یہ جائز ہے اور بیع سلم کی

مسئلہ ہوتا ہے کہ مشتری امام صاحب سے مشتری کا بائع کے خلاف دعویٰ سنا جائے یا نہیں؟ امام ابو یوسف اور امام محمد کے قائل ہے اس میں خواتین کی طرف رجوع کر لیا۔ (جائع)

(۴۳) ایک شخص نے طریق میں کچھ کا مساوی ایک مکان خرید لیا کہ یہ مشترکہ ہے اس میں عمارت بنالی یا درخت لگا لئے۔ تو امام صاحب کے نزدیک اس پر مکان کی قیمت واجب ہوگی۔ امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے پہلوں کی عمارت توڑ دے اور درخت کو کر مکان واپس کر دیا جائے گا۔ امام محمد بھی یہی فرماتے ہیں۔ (ہدایہ، عینی، کتاب حنیہ)

(۴۵) فصل فی التعرف فی المبیع والثمن قبل القبض

امام صاحب کے نزدیک قبضہ سے پہلے مبیع میں تصرف جائز ہے امام ابو یوسف کا بھی آخری قول یہی ہے پہلے "یہ عدم جواز کے قائل تھے امام محمد امام شافعی بھی عدم جواز کے قائل ہیں۔ (فتح)

(۴۶) باب الربوا

گیہوں کو گیہوں کے عوض میں یا حنطہ کے روپیہ اور پیسہ کھوٹے وغیرہ کے عوض میں اور سونے کو سونے کے عوض میں مساوی فروخت کرنا امام صاحب کے نزدیک جائز ہے امام ابو یوسف کا بھی آخری قول یہی ہے پہلوں کا یہ قول تھا کہ یہ بھی امام محمد بھی یہی فرماتے ہیں۔ (مسبوط، عینی)

(۴۷) فصل فی بیع الفضولی

ایک شخص نے دوسرے کی چیز اس کی اجازت کے بغیر فروخت کر دی اور مالک مر گیا تو اس کے ورثہ کی اجازت سے بیع جائز ہوگی اگر مالک نے اپنی زندگی میں اجازت کر دی اور حال معلوم ہوا تو امام محمد کے نزدیک بیع جائز ہوگی اما ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ جب تک یہ معلوم ہو کہ مرنے سے پہلے اجازت ہے بیع باطل رہے گی (ہدایہ، عینی، فتح، کرمانی)

(۴۸) ایک شخص نے کسی کے مکان کا کچھ حصہ فروخت کر دیا ظالم اور مشتری نے اس کو اپنی عمارت میں داخل کر لیا اس کے بعد بیچنے والے نے اقرار کیا کہ میں نے اس کو غصب کر کے فروخت کیا تھا تو امام صاحب کے نزدیک بائع اس کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا امام محمد کا بھی یہی قول ہے امام ابو یوسف کا پہلا قول بھی یہی ہے بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (ہدایہ، عینی، فتح، کرمانی)

(۴۹) باب السلم

اگر متاعین سلم میں اختلاف کریں تو دونوں قسمیں کھائیں گے اور عقد مفسوخ ہو جائے گا۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ پہلے طالب قسم کھائے گا امام محمد بھی یہی فرماتے ہیں۔ (فتح القدیر)

(کتاب الصرف)

(۵۰) اگر قبضہ سے پہلے چلے پیسے بدل دیا گئے تو امام صاحب کے نزدیک بیع باطل ہو جائے گی امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ صرف کے مجلس میں جو قیمت بھی دے دی جائے (عینی، ہدایہ، خانیہ، کرمانی)۔

(کتاب الکفالۃ)

(۵۱) طرفین کے نزدیک کفالہ بالنفس کفیل کے مرنے سے ساقط نہیں ہوتا بلکہ ورثہ پر بھی اس کا قبول کرنا ضروری ہے کفالہ بالمال اور کفالہ بالنفس دونوں کا یہی حکم ہے۔ اور امام ابو یوسف بھی اس کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ مکفول لہ کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

صرف کھیل سے کھیل تو ہو جائے گا۔ امام مالک، امام احمد، امام شافعی رحمہم اللہ بھی (ایک قول میں) اسی پر ہیں مگر یہ ضعیف ہے[1]۔

(۵۲) ایک کھیل باز نے کہا کہ اگر فلاں نے کھیل دو پیسے میں کیا تو مجھ پر ایک ہزار درہم ہیں (یعنی میں ہار گیا) اور یہ قید نہیں لگائی کہ جوا دو پیسے کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اب کھیل کا دور گیا اور فلاں نے دو پیسے دائیں کیا بلکہ صاف کہہ دیا کہ میرے ذمہ کچھ بھی نہیں مگر طالب ایک ہزار درہم کا مدعی ہے اور کھیل کی اصل پر دو پیسے کا ثبوت ہو گیا تو امام صاحب کے نزدیک ایک کھیل پر ایک ہزار درہم لازم ہوں گے۔ یہی امام ابو یوسف کا پہلا قول ہے آخری قول سے کہ کھیل پر کچھ واجب نہیں۔ (علامہ فتح شامی)

(۵۲) باب الاستحقاق

امام محمد کے نزدیک اثبات ترجیح کے لئے مستحق کا حاضر ہونا شرط ہے۔ امام صاحب کے نزدیک شرط نہیں۔ امام ابو یوسف کا بھی پہلے قول یہی ہے۔ امام محمد کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (جوہرہ نیرہ)

(کتاب القضاء)

(۵۳) قاضی کے لئے شاہد کو اس طرح تعین کرنا کہ وہ شہادت سے متعلقہ امور کا علم حاصل کر لے کفایہ ہے کیونکہ اس میں واحد مخصص کی اجازت ہے۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور تعین شاہد کو مستحسن قرار دیا۔ بشرطیکہ مقدمہ مشہور نہ ہو۔ (کفایہ)

(۵۴) باب کتاب القاضی الی القاضی

ایک قاضی دوسرے قاضی کے پاس جو خط بھیجے اور مدعا یہ ہو کہ فلاں مرد اور فلاں عورت کی گواہی کے ذریعہ حق ثابت ہو گیا۔ پھر قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ خط کو اچھی طرح پڑھ کر سنائے یا اس کے مضمون سے مطلع کر دے تاکہ بعد گواہوں کی موجودگی میں بعد پر ہونا کر سکے۔ یہ سب چیزیں ظاہر الروایہ کے مطابق ہیں۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ یہ فلاں قاضی کا خط ہے۔ (ہدایہ، فتح، بحر)۔

(۵۵) امام صاحب کے یہاں اصل یہ ہے کہ قاضی بظاہر (حسی چیز کی) حالت کا فیصلہ کرے وہ باطنی بھی جلد ہی ظاہر ہو گی، اسی طرح جس میں ظہور حرمت کا فیصلہ کرے وہ حرام ہو گی مثلاً ایک شخص نے عورت پر زنا کی گواہی دی اور عورت منکر ہے مگر اس شخص نے تھوڑے دنوں سے نکاح ثابت کر دیا، وہ قاضی نے نکاح کا فیصلہ کر دیا تو امام صاحب کے نزدیک عورت اس شخص کو وطی کا موقع دے سکتی ہے اور وہ اس سے وطی کر سکتا ہے امام ابو یوسف بھی اولاً اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ عورت کے حق میں وطی حلال ہے نہ مرد کے حق میں (امام محمد، امام زفر، امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں)۔ (کفایہ، ہدایہ)۔

(۵۶) امام ابو یوسف اولاً اس کے قائل تھے کہ بینہ اور قرعہ کے ذریعہ غائب کے خلاف فیصلہ کیا جائے بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا (فتح القدیر)

---

[1] ہدایہ، فتح، باب الحلف بالضرب والقتل ج ۲ ص ۱۲۱ ج ۲

(کتاب الشہادۃ)

(۵۷) ایک شخص نے کسی معاملہ میں گواہی دی حاکم نے اس کے حالات دریافت کئے جب سب نے اس کی تعدیل کی۔ اس کے بعد اس نے پھر کسی معاملہ میں گواہی دی تو اب دوبارہ تعدیل کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا یہ کہ دونوں شہادتوں کے درمیان طویل زمانہ گذر جائے۔ یہ طویل وقت کی مدت امام محمد کے نزدیک ایک سال اور امام ابو یوسف کے نزدیک تین مہینے ہے مگر یہ قول سے چھ ماہ کی مدت کو طویل وقت بتلاتا ہے (فتح القدیر)

(۵۸) سب، سوت، نکاح، دخول اور ولایت قاضی کے معاملہ میں مگر ۱۲ میں شاید کے لئے یہ ہو تو نہیں کہ وہ دیکھی چیز کے متعلق گواہی دے۔ امام ابو یوسف نے آخری قول میں دیکھی سنائی پر گواہی دینے کا فتویٰ دیا ہے۔ فتاویٰ بالقول مع مفتوحہ ہے۔ (ہدایہ، فتح القدیر، کفایہ)

(کتاب الوکالۃ)

(۵۹) باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض

ایک وہ ہیں بالخصومت سے قاضی کے سامنے وکیل کے خلاف ہی چیز کا قرار کرانا جو اس کا نہ ہو صحیح ہے اور وکیل بھی کے معاملہ کی طرح سے مقرر کیا ہو صحیح نہ ہو جیسا کہ طرفین کے نزدیک ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں صحیح نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول بھی یہ ہے مگر بعد میں آپ نے دونوں میں اقرار کو صحیح کہا ہے۔ (ہدایہ، عنایہ، کفایہ، فتح القدیر)

(کتاب الدعوی)

(۶۰) باب التحالف

اگر مبیع اور مشتری کے درمیان اختلاف ہو اور قسم کی ضرورت ہو تو صحیح قول امام ابو یوسف کے نزدیک خلاف ہاشم سے قسم لی جائے گی۔ یہ باب کا پہلا قول ہے اور امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور خلاف سے قسم لے جائے گی۔ امام محمد بھی یہی فرماتے ہیں اور یہی ایک روایت امام صاحب سے بھی ہے۔ (ہدایہ، عنایہ، فتح القدیر، بحر، مجمع الانہر)

(۶۱) فصل فیمن یدعی خصما

مدعا علیہ نے کہا میرے پاس یہ چیز فلاں غائب نے بطور ودیعت رکھی ہے یا بطور رہن رکھی ہے یا اس نے غصب کی ہے یا اس نے مجھے ہبہ کر دی ہے اور اس پر بینہ بھی قائم کر دیا تو اس کے اور مدعی کے درمیان خصومت ہوگی مگر امام ابو یوسف نے اس سے رجوع کر لیا اور کہا کہ اگر وہ شخص غیب الوجہ خصومت نہ کرتا ہو اور اگر وہ کرتا ہو تو خصومت ہوگی (فتح القدیر، عنایہ، مدید المفتی)

(۶۲) باب ما یدعیہ الرجلان

دو آدمیوں نے ایک چیز کی ملک ہونے پر بینہ قائم کیا تو امام محمد کے نزدیک دونوں کیلئے نصف ہوگا اور تاریخ کا اعتبار نہ ہوگا اور امام ابو یوسف بھی اسی کے قبل تھے جو بعد میں آپ نے معاملہ کے اول کی طرف رجوع کر لیا کہ اس چیز کا قبضہ جس کی تاریخ والے کا ہو گا

(کتاب الاقرار)

(۶۳) باب الاستثناء فی الاقرار

ایک شخص نے کہا کہ میرا پر اس شخص کے ذمہ کچھ روپیہ ہے اور ساتھ ہی اس نے کہا کہ ایک روپیہ کے سوا تو اس کو ۹۹ روپے دینے ہوں گے۔ یہ استثناء درست ہے اور اس کا اقرار صحیح ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کہ استثناء باطل ہے اور اس کو ۱۰۰ روپے دینے ہوں گے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ استثناء کلام کا ایک حصہ ہے اور کلام کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے استثناء کو بھی اقرار کے ساتھ ملا ہوا ہونا چاہیئے۔ اگر اس میں دو گواہ اقرار کی تصدیق کریں اور دو گواہ استثناء کی تصدیق کریں تو اقرار صحیح ہوگا اور استثناء باطل ہوگا۔ اگر ایک گواہ اقرار کی تصدیق کرے اور دو گواہ استثناء کی تصدیق کریں تو اقرار اور استثناء دونوں صحیح ہوں گے۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے مگر ۱۰ روپے یا ۲۰ روپے یا ۳۰ روپے یا ۴۰ روپے اور ۵۰ روپے یا ۶۰ روپے یا ۷۰ روپے یا ۸۰ روپے یا ۹۰ روپے یا ۹۹ روپے تو اس کی حکم بھی وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اگر اس نے کہا کہ ۱۰۰ روپے ہیں مگر ۱۰۰ روپے تو استثناء درست نہیں ہے اور اس کو ۲۰۰ روپے دینے ہوں گے۔ اگر اس نے کہا کہ ۱۰۰ روپے ہیں مگر ۱۰۰ روپے تو استثناء درست ہے اور اس کو کچھ نہیں دینا ہوگا۔ اگر اس نے کہا کہ ۱۰۰ روپے ہیں مگر ۱۰۰ روپے تو استثناء درست ہے اور اس کو کچھ نہیں دینا ہوگا۔ اگر اس نے کہا کہ ۱۰۰ روپے ہیں مگر ۱۰۰ روپے تو استثناء درست ہے اور اس کو کچھ نہیں دینا ہوگا۔

(۶۴) ایک شخص نے مقروض کے بیان کیا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے مگر ۱۰ روپے تو اقرار صحیح ہے اور اس کو ۹۰ روپے دینے ہوں گے۔ اگر اس نے کہا کہ ۱۰۰ روپے ہیں مگر ۱۰۰ روپے تو استثناء درست ہے اور اس کو کچھ نہیں دینا ہوگا۔ اگر اس نے کہا کہ ۱۰۰ روپے ہیں مگر ۱۰۰ روپے تو استثناء درست ہے اور اس کو کچھ نہیں دینا ہوگا۔ اگر اس نے کہا کہ ۱۰۰ روپے ہیں مگر ۱۰۰ روپے تو استثناء درست ہے اور اس کو کچھ نہیں دینا ہوگا۔

(کتاب الصلح)

(۶۵) ایک شخص نے اپنے حق کے عوض میں کسی اجنبی شے پر صلح کی جو اس کے حق کے برابر ہے اور اس کی یہ صفت نہ ہو کہ اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہو سکے تو یہ صلح باطل ہے اور اس کو اپنا حق واپس لینے کا اختیار ہے۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔

(۶۶) صلح کے معاملہ میں دعوے کی ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں صلح کرنا بھی جائز ہے اور اس کی بھی وہی حکم ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔

(کتاب المضاربۃ)

(۶۷) باب المضارب یضارب

ایک شخص کے پاس ۱۰۰ روپے تھے اور اس نے دوسرے شخص کو مضاربت پر دیئے۔ اس شخص نے اس روپیہ کو تجارت میں لگا دیا اور اس کو نفع ہوا۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔ اگر اس نے کہا کہ میرا اس شخص پر ۱۰۰ روپیہ ہے اور اس نے ۱۰۰ روپے کے عوض میں صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے۔

(کتاب الاجارۃ)

(۶۸)۔ ایک شخص نے نمک بنانے کے لئے اجرت کر لیا تو امام ابو یوسفؒ کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ اجرت کا استحقاق پوری مسافت طے کرنے کے بعد ہوگا آخری قول یہ ہے کہ ہر ایک تہائی یا نصف راستہ طے کرنے کے حساب سے اجرت دیدے۔

(بدائع)

(۶۹) موذن نے مسجد سے اجرت کے ذریعہ علیحدگی صرف کر لیا ہی طور کہ اجرت لینی اور امام بنانے والا تھا اس نے دوسرے کو تو امام ابو یوسف پہلے اس کے جواز کے قائل تھے جیسا کہ امام محمد فرماتے ہیں بعد میں آپ نے بعدان علیحدگی کی طرف رجوع کر لیا (بدائع)

(کتاب المکاتب)

(۷۰) باب موت المکاتب وغیرہ

مکاتب غلام نے کوئی جنایت کی اور اس پر اس کی کتابت کی حالت میں موجب جنایت کا فیصلہ ہوا کتابت سے کر دیا گیا۔ پھر مکاتب ادائی کتابت کی وجہ سے عاجز ہو گیا تو امام طحاوی کے نزدیک جنایت کا تاوان اس کے ذمہ ہی ہوگا اور اس مسئلہ میں اس کی فروخت کر دیا جائے گا امام ابو یوسف پہلے اس کے قائل تھے کہ اس پر قیمت واجب ہوگی اور فروخت نہیں کیا جائے گا پھر امام فرمایا قول ہے بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ (ہدایہ، عنایہ، بنایہ، فتح القدیر، کفایہ، کفایہ، کفایہ

(کتاب الشفعہ)

(۷۵) باب طلب الشفعۃ

طلب شفعہ کے لئے مشتری کے سوال کے بعد اقرار کرنا اور گواہ کا سوال سے شفعہ طلب نہیں ہوتا اگر اس نے یہ اقرار قاضی کی مجلس میں یا اور جب تو صحیح ہوگا۔ اور نہ صحیح ہوگا یہ شرط طرفین کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف کی پہلے اسی کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے بھی طرفین کی طرف رجوع کر لیا (شامی)۔

(۷۶) ایک شخص نے کچھ کھجور کا باغ مع درختوں کے اور اس کے قصل میں رہتے ہوئے باغ میں پھل آ جانے کے بعد فروخت کیا تو زیادہ تر اب اگر شفیع لینا چاہے تو کل ثمن کے ساتھ لے گا۔ یہ آپ کا آخری قول ہے پہلے فرمایا تھا کہ پھلوں کی قیمت ساقط ہو جائے گی۔

(تکملہ ۲)

(۷۷) اگر کوئی دو تین ثمن حاصل کرنے کے ساتھ فروخت کی جائے تو طرفین کے نزدیک صحیح کو اختیار ہوگا چاہے ثمن حال کے ساتھ لے لے چاہے صبر کرے یہاں تک کہ مدت گذر جائے اور مدت گذر جانے کے بعد لے لیوے۔ اگر اس نے شفعہ طلب کرنے کے ساتھ ہی ثمن حاضر کر دیا تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ مدت گذر جانے کے بعد لے سکتا ہے گو اس نے فی الحال شفعہ طلب کر لیا ہو (ہدایہ، عنایہ، فتح القدیر، تکملہ بحر)

(کتاب القسمۃ)

(۷۸) ایک مکان چند شریکوں کے درمیان مشترک تھی جو ان کے مشورہ پر تقسیم کر لی گئی اس کے بعد شریکوں میں اختلاف ہوا ایک نے کہا کہ مجھے میرا پورا حصہ نہیں ملا اور تقسیم کنندگان نے گواہی دی کہ ہر ایک اپنا اپنا حصہ لے چکا تو قاضی صاحب پر لازم کر دے گا کہ تقسیم کنندگان کی گواہی مقبول ہوگی۔ امام کے نزدیک مقبول نہ ہوگی۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے قاضی صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا (ہدایہ، فتح القدیر، تکملہ بحر)

کتاب المذابح

(۷۹) جو حلال ہونے کے لئے من جانب اللہ ذبح کیا جاتا ہے اگر اس میں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ کیونکہ ذبح کیا تو امام صاحب کے نزدیک وہ جانور حلال ہو جائے گا۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ حلقوم، مری اور دو رگوں (ودجین) کا کٹنا ضروری ہے۔ (ہدایہ، کتاب الذبح، بحر، فتح القدیر)

(۸۰) ایک شخص نے بکرے کے سر پر بندوق چلائی جس سے اس کے دماغ کے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے تو طرفین کے یہاں کل بکرا کھایا جا سکتا ہے امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے۔ آخری قول یہ ہے کہ جو حصہ جدا ہو گیا ہو وہ نہ کھایا جائے۔ (فتح)

کتاب الاشربہ

(۸۱) نبیذ زبیب یعنی منقہ کے پھلوں سے بنایا جاتا ہے پانی جو منقہ ۔۔۔ صاحب کے یہاں اس کا اتنی مقدار میں پینا حلال ہے جو نشہ نہ لائے امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے۔ آخری قول یہ ہے کہ اس کا پینا حلال نہیں۔ (عنایہ، کتاب الفتح)

(کتاب الجنایات)

(۸۲) باب ما یحدث الرجل فی الطریق

ایک شخص نے کنواں کھودا اس میں کوئی گر کر مر گیا۔ اب کنواں کھودنے والے اور میت کے ورثہ میں اختلاف ہوا، کنواں کھودنے والے نے کہا کہ میں نے قصداً گرایا ہے ورثہ نے کہا قصداً گرایا ہے تو امام ابو یوسف کے پہلے قول پر دیت مغلظہ مثلاً سو اونٹ مغلظہ معتبر ہوگا، اور مرجوع الیہ قول پر عاقلہ پر دیت مخففہ معتبر ہوگا یہی امام کا قول ہے۔ (ہدایہ)

(۸۳) فصل اگر کسی نے غلام کو خطا سے قتل کر دیا تو طرفین کے نزدیک اس غلام کی قیمت واجب ہوگی لیکن دس ہزار سے زائد نہ ہوگی اگر دس ہزار سے بھی زائد کی قیمت کہی جائے گی امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے آخری قول یہ ہے کہ قیمت واجب ہوگی، کم ہو یا زائد۔ (ہدایہ، کفایہ)

کتاب الفرائض

(۸۴) معتق کا انتقال ہو اور اس نے اپنے آقا کا باپ اور آقا کا بیٹا چھوڑا تو طرفین کے نزدیک معتق کا مال آقا کے بیٹے کو ملے گا امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے۔ آخری قول یہ ہے کہ باپ آدھا لے گا اور باقی بیٹے کو (شامی)

وہ مسائل جن میں امام ابو یوسف نے استحسان سے قیاس کی طرف رجوع کیا ہے

(کتاب الصلوٰۃ)

(۸۵) باب سجدۃ التلاوۃ

اگر دو رکعتوں میں آیت سجدہ مکرر تلاوت کی تو طرفین کے نزدیک استحساناً ہر ایک کے لئے سجدہ لازم ہے، امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے اور قیاس کے لحاظ سے صرف ایک سجدہ واجب ہے امام محمد بھی اسی کے قائل ہیں امام ابو یوسف نے بھی اسی کی طرف رجوع کر لیا۔

(کتاب الرھن)

(۸۶) جو چیز مرہون کے پاس رہن رہی ہو وہ قیاس کی رو سے حد کے اوپر امین ہوتی ہے امام ابو یوسف کا آخری قول یہی ہے، مگر استحسان کے لحاظ سے وہ چیز حد کے اوپر بھی ضامن ہوگی ہے۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے۔

(کتاب الجنایات)

(۸۷) امام نے کوئی جنایات ایسی جنایت کی جو آقا نے فدیہ میں نظر کر لیا پھر غلام نے کوئی جنایت کی تو قیاس کے اعتبار سے آقا کو دوبارہ اختیار ملنا چاہئے۔ امام ابو یوسف کا آخری قول یہی ہے لیکن استحسان کے طور پر آقا کو دوبارہ اختیار نہیں ہے امام ابو یوسف کا پہلا قول گو ہے اور یہی امام محمد کا قول ہے۔

وہ مسائل جن میں امام ابو یوسف سے رجوع مرتین ثابت ہے

(کتاب النکاح)

(۸۸) باب الاولیاء

اگر کوئی آزاد عاقلہ بالغہ عورت خود ہی کسی کے ساتھ نکاح کرے تو امام صاحب کے نزدیک نکاح ہو جائے گا۔ خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ظاہر الروایۃ یہی ہے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ کفو کے ساتھ جائز ہے غیر کفو میں جائز نہیں۔ امام ابو یوسف سے تین روایتیں ہیں۔ اول یہ کہ اگر اس کا ولی اس پر مطلقاً جائز نہ سمجھے۔ مگر آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ عوام یہ کہ کفو میں جائز ہے غیر کفو میں جائز نہیں مگر اس سے بھی رجوع کر لیا۔ سوم یہ کہ علی الاطلاق جائز ہے یہ آپ کا آخری قول ہے۔ امام محمد سے بھی ظاہر الروایۃ کی طرف رجوع ثابت ہے۔ ماخذ اصل میں الجواز ثابت علی الاطلاق بالاتفاق بداتی مذکر و ملخصہ شرحی (فتح القدیر)۔

(کتاب الاشربۃ)

(۸۹)[۲] جو تمیوں رشد، جوار اور نجور سے جو شہر میں تیار کی جاتی ہیں امام صاحب کے یہاں ان کا پینا جائز ہے تم اہل زمانہ ہیں یہاں یا مام صاحب نے یہاں حرام ہے۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ اگر دو مرد فاسق وہ سکنی دال اور خمر ثلث نہ ہوتی ہوں تو حلال ہے۔ مگر بعد میں آپ نے اس رد کی قید بھی ختم کر دی اور امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا (جامع بدائع)۔

وہ مسائل جن میں امام ابو یوسف سے منقول معتبر رجوع ثابت نہیں

(کتاب النکاح)

(۱) باب المہر

ایک شخص نے کسی عورت سے معین مقام پر معلوم مدت میں دو آزاد یا غلام تو طرفین کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک غلام کی قیمت واجب ہوگی (ہدایہ)۔

حاکم نے ذکر کیا ہے کہ عورت میں امام ابو یوسف کا پہلا قول وہی ہے جو طرفین کا ہے۔ ابن الہمام کی تحقیق یہ ہے کہ اس میں اثر کے علاوہ کوئی اختلاف نہیں (فتح القدیر)

(کتاب البیوع)

(۲) ایک شخص نے کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ اگر تین دن تک ثمن نہ دے سکا تو بیع نہیں تو امام صاحب کے نزدیک بیع صحیح ہے اور خیار ثلاثہ کی شرط لغو ہے بیع صحیح ہے۔ امام محمد کے نزدیک دونوں صورتوں میں بیع صحیح ہے۔ امام ابو یوسف پہلے قول کے علاوہ سے امام صاحب کے ساتھ ہیں اور مرجوع الیہ قولوں کے علاوہ سے امام محمد کے ساتھ ہیں کوئی غایۃ البیان شرح نقایہ میں ہے کہ امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ آپ امام صاحب کے ساتھ ہیں دوسرا صاحب ہدایہ نے بھی آپ کا امام صاحب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ کذا فی الشامی۔ فحصل اقوالہ ثلثۃ اب (بحر صحیح)

(کتاب الصیام)

۳۔ اگر کوئی روزے کے دوران بھول کر کچھ کھا پی لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ قول ہے امام ابوحنیفہ کا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد نے کہا کہ روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص بھول کر کھا پی لے تو اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے۔ امام ابوحنیفہ نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے۔ اس لیے ہم اس پر عمل نہیں کرتے۔

(کتاب الحج)

۴۔ احصار کے بارے میں امام محمد کا قول امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے قول سے مختلف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا قول یہ ہے کہ احصار صرف دشمن کی وجہ سے ہوتا ہے۔ امام محمد کا قول یہ ہے کہ احصار ہر اس رکاوٹ کی وجہ سے ہوتا ہے جو حج کے ارکان کی ادائیگی میں حائل ہو۔ امام محمد کا یہ قول قیاس کے مطابق ہے۔ (ہدایہ، جلد ۱، صفحہ ۲۷۳)

وہ مسائل جن میں امام محمد سے رجوع ثابت ہے

(کتاب الطہارۃ)

(۱) امام محمد کے پیشاب کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ پیشاب ناپاک ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ پیشاب پاک ہے۔ (ہدایہ، جلد ۱، صفحہ ۴۲)

(۲) باب الاستنجاء والتطہیر بالماء

اگر مرد یا عورت کو پیشاب کے بعد استنجا کرنے سے معذور ہو یا استنجا کرنے سے معذور ہو یا استنجا کرنے سے معذور ہو تو وہ پاک ہے۔ امام محمد کے نزدیک یہ پاک نہیں ہے۔ امام محمد کا کہنا ہے کہ اگر آپ نے پہلے استنجا کیا ہوتا تو آپ نے وضو کر لیا ہوتا۔ اب آپ نے وضو نہیں کیا ہے تو آپ کی نماز نہیں ہوئی۔ (ہدایہ، جلد ۱، صفحہ ۴۲)

(کتاب الصلوٰۃ)

(۳) باب سجود السہو

اگر نماز میں امام سے سجدہ کی قرأت بھول گئی تو سجدہ واجب ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ امام محمد کا قول یہ ہے کہ اگر قرأت بھول گئی تو سجدہ واجب نہیں ہے۔ (ہدایہ، جلد ۱، صفحہ ۱۰۷)

(کتاب النکاح)

(۴) باب الولی والاکفاء

اگر عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح ولی کے بغیر کسی ہم پلہ مرد سے ہو جائے تو یہ نکاح درست ہے۔ امام محمد نے اس مسئلہ میں اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا ہے۔ (ہدایہ، جلد ۱، صفحہ ۱۹۱)

(۵) باب المہر

اگر شوہر صغیر، دیوانہ یا بے ہوش ہو یا عنین ہو یا عنین بیوی کے پاس شوہر کی باندی ہو اور ہو یہ حلوت بھی سے مانع نہیں مگر امام اعظم نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور فرمایا کہ شوہر کا دیوانہ، بے ہوش ہونا اور اس کی دوسری بیوی یا اس کی باندی کا پاس موجود ہونا خلوت صحیحہ سے مانع ہے۔ (درمختار)

(کتاب الطلاق)

(۶) باب تعلیق الطلاق

ایک شخص نے طلاق کو معلق کرتے ہوئے وسط کلام میں حرف واو استعمال کیا اور کہا: انت طالق واحدۃ اس لفظ واو نے امام اعظم کے جامع میں ذکر کیا ہے کہ طلاق دو میں پر معلق ہوگی اور وہ شخص قاذف سے ہو گا حد نہ ہوں اور لعان واجب ہوگا۔ لیکن قاضی کا آخری قول یہ ہے کہ وہ شخص قاذف قرار دیا جائے گا حد اور لعان واجب ہوگا۔ (درمختار)

(۷) باب الرجعۃ

ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر اس کے مقام پر ترکی طرف نظم شہور ہو گیا تو ہم کے پہلے دن میں اس سے رجعت ثابت ہو گئی مگر بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ رجعت ثابت نہ ہوگی۔ (فتح، درمختار)

(۸) باب العدۃ

ایک شخص نے کہا کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے اس کے بعد اس نے نکاح کیا اور عورت پر طلاق پڑ گئی۔ پھر اس نے چھ ماہ بعد عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہو گیا کیونکہ امام فرماتے ہیں کہ نسب ثابت ہو گا پہلے دن کی ہی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔ (درمختار)

(کتاب العتاق)

(۹) باب العبد الذی یعتق بعضہ

ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو بیٹا پیدا کرے تو تو آزاد ہے باندی نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا کی اور یہ معلوم نہیں کہ پہلے کون سا پیدا ہوا تو لڑکی کے نصف باندی اور نصف لونڈی آزاد ہو جائے گی اور لڑکا مدام رہے گا۔ اور اگر لڑکی پہلے اس کے قائل تھے بعد میں آپ نے فرمایا کہ ان میں کوئی آزاد نہ ہوگا۔ (فتح)

(کتاب الایمان)

(۱۰) باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام

ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے غلام یا اس کی بیوی یا اس کے دوست سے بات نہ کروں گا اس شخص نے غلام فروخت کر دیا یا عورت کو طلاق بائن دیدی یا اس کا دوست رشمن ہو گیا تو حالف نے ان سے بات کر لی تو حانث نہ ہوگا۔ امام اعظم کا پہلا قول یہ ہے کہ اگر فلاں کے بعد پھر دشمن ہو جائے کے بعد فلاں کی عورت یا اس کے دوست سے بات کرے تو حانث ہو جائے گا بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (فتح)

(کتاب الوکالۃ)

(۱۱) باب عزل الوکیل

اگر وکیل یا اپنے وکیل سے بے خبر ہو تو وکیل کی وکالت ختم ہو جاتی ہے۔ (۲) اگر وکیل کو معزول کر دیا گیا ہو اور وہ اس سے بے خبر ہو تو اس کے تصرفات نافذ ہوں گے۔ (۳) اگر وکیل کو معزول کر دیا گیا ہو اور وہ اس سے بے خبر ہو تو اس کے تصرفات نافذ ہوں گے۔

(کتاب الدعوی)

(۱۲) باب ما یدعیہ من الرجلان

اگر دو آدمی ایک چیز پر دعویٰ کریں اور ایک کے پاس گواہ ہوں تو گواہ اسی کے حق میں قبول کیے جائیں گے۔ (۲) اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو گواہ اسی کے حق میں قبول کیے جائیں گے۔

(۱۳) باب ما یدعیہ الرجل علی الرجل

اگر ایک شخص دوسرے شخص پر کوئی چیز کا دعویٰ کرے اور دوسرا شخص اس سے انکار کرے تو پہلے شخص کو گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو دوسرے شخص سے قسم لی جائے گی۔

(کتاب الاقرار)

(۱۴) باب الاقرار بالمجمل

اگر کسی نے کہا کہ میرا اس پر کچھ حق ہے تو اس سے تفصیل پوچھی جائے گی۔ (۲) اگر کسی نے کہا کہ میرا اس پر کچھ حق ہے تو اس سے تفصیل پوچھی جائے گی۔

(کتاب الاجارۃ)

(۱۵) باب الاجیر الذی یستحق

اگر اجیر نے کام شروع کر دیا ہو اور پھر کسی عذر سے کام چھوڑ دیا ہو تو اس کو اس حد تک اجرت ملے گی جس حد تک اس نے کام کیا ہو۔ (۲) اگر اجیر نے کام شروع کر دیا ہو اور پھر کسی عذر سے کام چھوڑ دیا ہو تو اس کو اس حد تک اجرت ملے گی جس حد تک اس نے کام کیا ہو۔

(۱۶) باب ضمان الاجیر

اگر کوئی شخص کسی کاریگر کو کپڑا دھونے کے لیے دے اور کاریگر کپڑا دھونے کے بعد واپس کر دے تو کاریگر پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ (۲) اگر کاریگر کپڑا دھونے کے بعد واپس کر دے تو کاریگر پر کوئی ضمان نہیں ہے۔

(کتاب الاکراہ)

(۱۸) فصل فی الاستکراہ

تردید کرو اور عادل کے ساتھ دو عادل حاضر ہونے کے لئے تجزیہ ضروری ہے اگر عادل کا لفظ میں سے ہو تو احتمال وہم پیدا ہونے کی وجہ سے ہو گا۔ اور ثبوت اس شہر میں سے ہو گا جس میں قاضی ہے کیونکہ یہ ہو گا اس کا ثبوت ان کے نزدیک ہو جائے تو امام محمد کے نزدیک بھی ہو جائے گا۔ اور اگر قاضی کو یہ پتہ چل جائے کہ گواہوں نے جھوٹ بولا ہے تو اس کو ان کی گواہی کو رد کر دینا چاہیے۔ (شامی)

۱۱ مسائل جن میں امام محمد سے رجوع مرتین ثابت ہے۔

(۱۹) قاضی نے ایک شخص سے کہا کہ جس کلام شخص پر میں نے فیصلہ کر دیا ہے تو اس کو شمار کرو۔ اس کا ہاتھ کاٹ دے تو اس شخص کے لئے قصاص کی تحویل ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ سکتا ہے تو امام محمد نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ جب تک اس شخص کی حجت ثبوت کا معائنہ نہ کرے اس وقت تک اس کے لئے قصاص جائز نہیں۔ امام مالک بھی ان کے قائل ہیں اور امام شافعی کا بھی یہ قول ہے۔ لیکن اس کے بعد پھر امام محمد شیبانی کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ نکل مذہب الحنفیہ ہیں ہدایہ اور کنز کی شرح بحر، نہر، الدر المختار، منحۃ الخالق شامی)

(۲۰) ایک شخص نے کسی ایسی چیز کا اقرار کیا جس سے اس کا ہاتھ جرم کا ثابت ہوتا ہے جیسے چوری اور ترس، خمر، اور ایک قاضی سے دوسرے قاضی کو اس کے اقرار کی خبر دی تو شیخین کے نزدیک قاضی کی خبر قبول کی جائے گی۔ امام محمد کا بھی پہلا قول یہی ہے لیکن آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ جب تک قاضی کے ساتھ قبول دوسرا شاہد گواہی نہ دے اس وقت تک قاضی کی خبر مقبول نہ ہو گی اس کے بعد پھر آپ نے شیخین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (شامی)

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اصول موتی

صاحب کتاب نے اپنی اس مختصر کتاب میں ان مسائل کا ذکر کیا ہے جن کو وہ قول ظاہر الروایہ سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کا اصل مقصد ان مسائل کو جمع کرنا ہے جو ظاہر الروایہ میں ہیں۔ چنانچہ صاحب البحر نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے "لم یکن ہدفہ المؤلف ذکرہ فی المتن لانہ موضوع ظاہر الروایۃ" (البحر الرائق، ص ۲۲۲/۱)

علامہ شامی نے بھی اس کتاب کو ظاہر الروایہ کے مسائل کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ لیکن بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو ظاہر الروایہ کے برخلاف ہیں (لیکن وہ ان کون سے مسائل ہیں جن کے متعلق قول مرجوح ہونے کی تصریح کی ہے۔ غیر ظاہر الروایہ ہیں۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ مسائل غیر ظاہر الروایہ ہیں۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ وقت ملنے پر اس کے متعلق کچھ تشریح کی جائے گی۔ حواشی میں اکثر مقامات پر جو مسائل ہیں جن کے متعلق ارباب حواشی نے مختلف مقامات میں کہا ہے کہ یہ غیر ظاہر الروایہ یا غیر مفتی بہا ہیں۔ میں ان تمام کو نقل کر دیا ہے۔ اصطلاحی تعبیرات محمد خالد ہے۔ ہم نے اپنی وسعت کے مطابق بڑی کاوش اور جانفشانی کے بعد صدر کتاب تنویر کے علاوہ سے وہ مسائل ترتیب کے ساتھ جمع کئے ہیں جو غیر ظاہر الروایہ یا غیر مفتی بہا ہیں۔ حواشی کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ مجھے اپنی کتاب کا اقرار اعتراف ہے اس لئے یہ میری ناقص نظر آئی ہے۔ بہت ممکن ہے کسی مسئلہ سے میری نظر چوک گئی ہو۔ ایسی صورت میں مسائل کے علاوہ جملہ مسائل کو یہ مفتی بہا سمجھا جائے۔ ہم پر خیال کر لیا جائے کہ یہ مسائل ظاہر الروایہ ہیں بلکہ کسی مجتہد کے مجتہد فیہ مفتی کی طرف مراجعت ضروری ہے۔

کنز الدقائق اور اس کے غیر ظاہر الروایہ مسائل

(کتاب الطہارۃ)

(۱) کلی مسح ربع راسہ

اس مسئلہ میں مراد ہے کہ ربع راس میں جو قول سرخسی مقدار غیر ظاہر الروایہ ہے۔ ظاہر الروایہ میں ہاتھ کی تین انگلیوں کی مقدار ہے۔

(حاشیہ ص ۱۱/۱)

(۲) کالمسربہ

اس میں ۱۷۰ فقہ ضروری میں سے ایک فقہ مسئلہ ہے یا مستحب؟ یا مجتہد فیہ اور دیگر متاخرین فقہ کے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ مسئلہ ہے لیکن یہ حد جدید کے استحباب کو ترجیح دی ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہی ظاہر ہے۔ (شامی ص ۱۷۸/۱)

(۳) الماء ن الراکد

اس ۹۲/۱ کو میں ہے کہ یک دہ پیچکی کر جو نے سے پانی پاک نہیں ہوتا مصنف نے اس کو مطلق رکھا کر یہ بتایا ہے کہ مختلف ہو یا متحرک ہو یا ساکن ہو ہر صورت میں یہی حکم ہے مگر یہ مجتہد فیہ ہے اور ظاہر الروایہ یہ ہے کہ ہاتھ اور مستعمل کے علاوہ ہر صورت میں ناپاک ہو جاتا ہے۔

(فتح القدیر ص ۹۹/۱)

(۴) والعرق کالسور

رفع صفحہ ۱۵/۱ یعنی پر جو تھم بیہ نجاست کا ہے وہی تھم اس کے جوٹھے کا ہے اس تقسیم سے گدھے کا پسینہ مشکوک ہوا کیونکہ بعض جمیہ گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے لیکن فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ ظاہر الروایہ کے لحاظ سے گدھے کا پسینہ پاک ہے۔

(شامی ۱/۱۵۹)

(کتاب الصلوٰۃ)

(۵) باب سجود السہو) و ہو واجب اقرب

رفع ص ۱۲۲/۱ اگر کوئی شخص قعدہ کا کوئی حصہ بھول جائے تو دیکھا جائے گا کہ وہ اقرب الی القعود ہے یا اقرب الی القیام ہے اگر اقرب الی القعود ہو تو اس کو بیٹھ جانا چاہئے اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر اقرب الی القیام ہو تو کھڑا ہو جانا چاہئے اس صورت میں بھی سجدہ سہو واجب ہوگا لیکن یہ خلاف ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ یہ ہے کہ جب تک وہ سیدھا کھڑا نہ ہو جائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے۔

(شامی ۱/۵۵۳)

(۶) باب صلوۃ المریض) وقراءۃ الاخرت

رفع ص ۱۲۴/۱ اگر بیٹھا آدمی اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹنے سے نماز ساقط ہو گی ہاں اگر ہوش میں نہ رہے تو ساقط ہو جائے گی۔ ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر خواہ ایک دن سے زائد ہو جب بھی نماز ساقط ہو گی ہاں مرتد ہو جائے گی۔ لیکن یہ قید خلاف ظاہر الروایہ ہے۔ ظاہر الروایہ یہ ہے کہ زائد ہونے کی صورت میں نماز ساقط نہ ہو جائے گی، صاحب بدائع نے مجلس میں اور قاضی خان صاحب بھی شیخ الاسلام فخر الاسلام پزدوی کی یہی ترجیح دی ہے (شامی ۱/۵۵۳)

(۷) باب صلوۃ المسافر) بخلاف اہل الاخبیۃ

رفع ص ۱۲۸/۱ اگر اہل خیمہ نے اگاسی کی نیت کر لی تو امام اپنی صفت سے دو رکعت پڑھ کر بیٹھ جائے گا اور یہ تم ہو جائیں گے یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن یہ قید خلاف ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ کے لحاظ سے خیمہ میں نیت اقامت صحیح نہیں۔

(فتح القدیر ۱/۳۹۸)

(۸) (باب صلوۃ الجمعۃ) والاذن العام

رفع ص ۱۷۰/۱ جمعہ کے لئے اذن عام کا ہونا شرائط میں سے ہے یہ مکانی روایات میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ نے بھی یہ شرط ذکر نہیں کی۔ (عینی ۱/۱۷۰، شامی ۱/۵۷۰)

(۹) باب الوتر) والقنوت بعد الرکوع

رفع ص ۱۸۸/۱ وتر کی نماز میں قنوت تکبیر کے بعد متصلاً پڑھنا خلاف ظاہر الروایہ ہے۔ ظاہر الروایہ میں الحمد پڑھنا بھی مذکور ہے۔ (شامی ۱/۴۵۹)

(کتاب الصوم)

(۱۰) باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ) مدد ام وصل الی جوفہ

ج ۱ ص ۳۲۱ اگر روزے دار نے ۲۹ شعبان کے دن میں ہلال نہیں دیکھا اور دن چڑھے تک یقین کی تو روزہ شمار ہوگا اگر بعد میں رمضان ثابت ہو جائے گا خواہ وہ افطار کر چکا ہو تاہم یہ خلاف ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ کے مطابق اس صورت میں اور اس صورت میں جس میں اس نے رمضان کا چاند دیکھا تھا اور افطار کر لیا تھا فرق ہے یا کفارہ ان پر واجب نہیں ہوگا اصل۔

(فتح ص ۱/۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵)

(۱۱) فصل فی العوارض) وللمغشوع بغیر عذر

ج ۱ ص ۳۱۷ بلا عذر قضا کے روزہ افطار کرنے کا جواز خلاف ظاہر الروایہ ہے۔ ظاہر الروایہ میں بلا عذر افطار جائز نہیں۔

(فتح ۱/۳۱۷، بحر ص ۲/۳۰۹، تبیین ص ۱/۳۲۵)

(۱۲) باب الاعتکاف فی مسجد بصوم

ج ۱ ص ۳۲۹ صوم سے شرط صحت اعتکاف کی طرف اشارہ ہے خواہ اعتکاف نفلی ہو یا واجب۔ امام صاحب سے حسن کی روایت جس میں ظاہر الروایہ میں نفلی اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں (فتح ص ۱/۳۲۹، ۳۳۰ بحر ص ۲/۳۱۹)

(کتاب النکاح)

(۱۳) فصل فی الاکفاء) وحرفۃ

ج ۱ ص ۳۸۹ کفاءت کے سلسلہ میں حرفت اور پیشہ کا اعتبار خلاف ظاہر الروایہ میں ہے۔ ظاہر الروایہ میں اس کا اعتبار نہیں۔

(فتح القدیر ۲/۳۴۳)

(کتاب الطلاق)

(۱۴) باب الطلاق) بقدر ما لہا

ج ۱ ص ۴۰۳ شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہے جس میں دن کی عادت کا اعتبار ہے یعنی اور دنوں کی طرح اس دن بھی ادا کرنا واجب ہوگا اور رات میں بستر داری کا نفقہ واجب ہوگا اور صرف شوہر یا صرف بیوی کا ادا کرنا اور نہ کرنا قیاسی قسم کا نفقہ واجب ہوگا۔ لیکن ظاہر الروایہ میں صرف شوہر کا قابل اعتبار ہے۔ (فتح وغایہ ص ۲/۴۱۲، بنایہ ص ۴/۴۲۳)

(کتاب الایمان)

(۱۵) باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام) حلف لا یتکلم فقرأ القرآن

ج ۱ ص ۴۳۲ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں کلام نہ کروں گا پھر اس نے قرآن پاک کی تلاوت کی یا تسبیح پڑھی یا حالت نماز میں پڑھے یا نماز سے باہر پڑھے مگر یہ خلاف ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ یہ ہے کہ گرنماز سے باہر پڑھے گا تو حانث ہو جائے گا۔

(درمختار وشامی ص ۳/۷۰۲)

(کتاب الحدود)

(۱۶) باب قطع الطریق (او قطع الطریق لیلا و نہارا)

الخ ص ۱/۳۳۱ اگر کوئی شخص راستہ میں راہزنی کرے خواہ ہتھیار کے ساتھ ہو یا بلا ہتھیار ہو یا دن میں ہتھیار کے ساتھ ہو یا رات کو ہر قسم کی زیادتی کرے تو تمام امور مذکورہ کے مرتکب حد جاری ہوگی۔ لیکن یہ قید ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ میں حد جاری ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ راہزنی بلا مدد رسائی شہر آبادی سے دور جنگل میں ہو۔ (شامی ص ۴/۲۱۹)

(کتاب السیر)

(۷) باب الغنائم و قسمتہا (و النفل و غیرہ)

الخ ص ۱/۳۰۰ قتل از سر جنگ مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں کافر قیدیوں کو ہلاک کرنے کے جواز عدم جواز میں امام صاحب سے دو روایتیں ہیں۔ مصنف نے عدم جواز کو لیا ہے جو غیر ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ یہ ہے کہ قتل اسیر مطلقاً جائز ہے۔ ہر کبیر میں اسکی تصریح موجود ہے اصحابین کا قول اور الغنیہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

(غایۃ الاوطار ص ۲/۱۷۷ و الشعبی ص ۱/۲۹۹ و مجمع الانہر ص ۱/۶۴۹، فتح القدیر ص ۴/۳۰۰ و شامی ص ۴/۲۳۹)

(۱۸) فصل فی الجزیہ (و احکام الاراضی)

الخ ص ۱/۳۵۰ اس باب پر جزیہ کا بیان غیر ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ میں جزیہ سے جبکہ عمل پر تا ہے۔

(ہدایہ ص ۱/۶۰۰ و بنایہ ۱/۶۰۰ و مجمع الانہر ص ۱/۶۴۰ و شامی ص ۴/۲۷۸)

(۱۹) باب المرتدین (و حکم من سب شیئا من الانبیاء)

الخ ص ۱/۳۵۴ مصنف نے مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں رکھا ہے یہ بتایا ہے کہ تین روز کی مہلت دینا مستحب ہے جو توبہ طلب کرے یہ بیان کرے یہ نہیں ہے ایک روایت ہے ظاہر الروایہ ہے کہ مرتد اسلام قبول نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا اور مہلت نہ دی جائے گی خواہ کہ وہ مہلت طلب کرے۔ واذا قبل فظاہر المسلم والوجوب (فی الحال) ہو الاصل (کما تقدم الاشارۃ الیہ مطلقاً)

(شامی ص ۴/۲۳۵ و ہدایہ ص ۱/۵۸۰، فتح القدیر ص ۴/۴۸۹)

(کتاب اللقیط)

(۲۰) و عرف ابی ان علم

الخ ص ۱/۴۵۸ پڑی ہوئی چیز پانے کا متفق یہ حکم تو ہی ہے کہ اتنے روز تک اعلان کرے جس میں غالب گمان ہو جائے کہ اب اس کا مالک اس کو تلاش نہ کرے گا لیکن ظاہر الروایہ میں اس کی مدت ایک سال ہے خواہ وہ شئی کم ہو یا زائد

(بحر ص ۵/۱۲۵، فتح ہدایہ ص ۴/۴۱۵ و شامی ص ۴/۴۳۶)

(کتاب المفقود)

(۲۱) حکم موت بعد کتنے سال

(کتاب الشرکۃ)

(۲۲) بغیر النقدین (الخ)

(۲۳) وطء الجنس

(کتاب البیوع)

(۲۴) بیاد فی

(کتاب الغصب)

(۲۵) فصل فی التصرف (الخ) ثبت الحق للعبد فی

(۲۶) واہر الحمل

(۲۷) باب کتاب القاضی الی القاضی) ومکتوب القاضی

ج ۲ ص ۱۰۲ ۱۰۳ میں مفتی بہ قول کے مطابق ہر شہر میں ایک قاضی کا دوسرے قاضی کے پاس خط لکھنے کا جواز مرقوم ہے لہذا یہ مسئلہ بھی مفتی بہ ظاہر الروایہ ہے۔ ظاہر الروایہ کے الفاظ سے یہاں مختصر میں لکھا جائے گا۔

(بحر ۷/ ۱۰۲ ج ۲ ص ۱۰۲ شامی ۵/ ۵۵۷ ج ۲ ص ۵۵۷)

(کتاب الوکالۃ)

(۲۸) باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض) والایمک القبض

ج ۲ ص ۱۰۵ میں مفتی بہ قول کے مطابق وکیل کا مالک قبض سے عاجز ہونا امام ابو حنیفہ کے قول پر ہے۔ ظاہر الروایہ یہ ہے کہ وکیل قبض مالک کی طرح ہے۔ ہدایہ ۲/ ۱۸۹ مکتبہ الاتحاد کراچی ۲/ ۳۳۰ کفایہ ۲/ ۱۹۷ بحر ۷/ ۱۰۵ ج ۲ ص ۱۰۵ شامی ۵/ ۵۵۷ ج ۲ ص ۵۵۷ تبیین ۵/ ۱۹۸)

(کتاب الدعوی)

(۲۹) باب الطلاق وعتاق الا ما لا یحلف بہ

ج ۲ ص ۱۵۶ میں مفتی بہ قول کے مطابق طلاق وعتاق کی قسم میں عامر الزمان کے قول پر فتوی ہے۔ قال فی البحر فما کان منہا للحالف ذکرہ فی الحس لانہ موضوع لظاہر الروایۃ مع انہ ضعیف جدا وفی الخلاصۃ وان ینوی القضاء تصدقہ بالطلاق و العتاق فی ظاہر الروایۃ لایصدقہ الی ذلک لان التحلیف بالطلاق و العتاق حرام و علیہم من جورۃ فی زمننا والصحیح ما فی ظاہر الروایۃ (بحر ۵/ ۳۳۲ ج ۲ ص ۱۵۶ شامی ۵/ ۵۵۷ ج ۲ ص ۵۵۷)

(کتاب الاجارۃ)

(۳۰) باب الاجارۃ الفاسدۃ) وکل شہر بحسبہ

ج ۲ ص ۱۲۸ اگر چوکیدار کے لئے مکان کرایہ پر دیا اور کل کیسے بیان نہ کیے تو فاسد ہے۔ جب جس مہینے کے شروع میں رہنے لگے ایک ماہ تک کے لئے اجارہ صحیحہ ہوگا اس میں بھی اختلاف ہے مفتی بہ قول کے مطابق ہر شہر کے رواج کا اعتبار ہوگا۔ یہاں سے یہی قابل عمل ہے۔ ظاہر الروایہ یہ ہے کہ ہر ماہ کے شروع میں ایک ماہ تک کے لئے اجارہ ہوگا۔ (ہدایہ ۲/ ۲۰۸ مکتبہ الاتحاد کراچی ۲/ ۳۳۳ شامی ص ۵/ ۵۵۷ ج ۲ ص ۵۵۷)

(کتاب الاضحیۃ)

(۳۱) والمقطوع اکثر الذنب

ج ۲ ص ۲۸۸ میں مفتی بہ قول کے مطابق اکثر ذنب کاٹنے کی قید نہیں مگر یہ ظاہر الروایہ ہے کہ اگر تہائی سے زائد کاٹا جائے تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (کذا فی الہدایہ (شامی ۵/ ۵۵۷ ج ۲ ص ۵۵۷)

(کتاب احیاء الموات)

(۳۲) والایجوز احیاء ما قرب من العامر

ج ۲ ص ۳۳۳ میں امام ابو یوسف کے قول پر فتوی ہے۔ ظاہر الروایہ میں منفعت انتفاع کا اعتبار ہے قرب ہو یا بعد۔ یعنی گرمائی گرمیاں اس سے منتفع ہوتے ہوں تو موات ہے ورنہ نہیں (ہدایہ ۲/ ۳۳۶ مکتبہ الاتحاد کراچی ۲/ ۵۵۲ شامی ۵/ ۵۵۷ ج ۲ ص ۵۵۷)

(کتاب الرہن)

(۳۴) باب الرہن یوضع علی ید عدل) اجرا الوکیل علی بیعہ

الخ ص ۱۱/۱۵ اگر مقدار دین کے بعد اقالت کی شرط لگائی گئی اور راہن غائب ہو تو وکیل کو مرہون کے فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ حسکفی نے ذخیرہ سے نقل کیا ہے کہ یہی صحیح ہے۔ بحر اور ذخیرہ اور غیرہا میں بھی یہی ہے لیکن یہ ظاہر الروایہ کے خلاف ہے ظاہر الروایہ یہ ہے کہ وکیل کو فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ رہن کی حفاظت اسی طرح کرتا رہے۔

(منح الغفار ص ۱۱/۱۵ ۲۰۲ مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ ص ۲۰۲ مطبوعہ ص ۲۲۲)

(کتاب الجنایات)

(۳۳) فصل فی الشجاج) والقصاص فی غیر الموضحۃ

الخ ص ۲۳۲ موضحہ کے علاوہ باقی زخموں میں قصاص کا نہ ہونا حسن کی روایت پر ظاہر الروایہ کے خلاف ہے صاحب واصحاب بدائع اور صاحب تحفہ نے بھی قصاص کا قول کیا ہے بعض متاخرین نے اسی کو صحیح کہا ہے۔

(بدائع ص ۲۳۹، ۲۳۸ مطبوعہ ص ۲۳۸/۱۰ منح الغفار ص ۲۳۲/۱۰ غایۃ الاوطار ص ۲۳۹/۱۰)۔

(کتاب الوصایا)

(۳۵) من وقت الوصیۃ الخ

اگر کسی نے حمل کی یا حمل کے لئے وصیت کی تو وصیت صحیح ہے بشرطیکہ حمل وصیت کے وقت سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو مگر یہ غیر ظاہر الروایہ ہے۔ ظاہر الروایہ میں مولیٰ کی موت سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہونا معتبر ہے کذا فی البحر الرائق

(البحر الرائق ص ۲۳۹/۸)

کنز الدقائق اور اس کے غیر مفتی بہا مسائل

(مسائل جلد اول)

(کتاب الطہارۃ)

( ) وما باشرہ فاحشۃ

الخ ص ۱۱/۱ شیخین کے نزدیک مباشرۃ فاحشۃ ناقض وضو ہے۔ صاحب تحفہ نے اسی کی تصحیح کی ہے اور یہی متون میں مذکور ہے۔ امام محمد سے کے یہاں ناقض نہیں ہے۔ فتاویٰ قاضی خان وغیرہ خارج نہ ہو۔ صاحب دقائق نے اس کی تصحیح کی ہے۔ قال الشمنی فی شرح الشیخ اسماعیل عن شرح الجد حندی واکثر الکتب مظاہرۃ علی ان الصحیح المتنی بہ طہر مذہبہ

(شامی ص ۱۰۳/۱)

(۴) وجوب اعادۃ نجاست

ج: حکم ۱۴۱۰ھ کہ یہ بیان کیا ہوا پانی ناپاک ہونے سے معلوم نہیں کہ کتنا گہرا ہے اور کتنا پھیلا ہوا ہے تخمین سے کہ تین ہاتھ سے کم ہے تو تین ہاتھ پاک قرار دیا ہے گا اور اگر پھیلاؤ زیادہ ہو تو ایک ہاتھ پاک ہوا ہے گا یہ حکم امام صاحب کے نزدیک ہے جو مسئلہ ۱۴۰۰ھ میں ہے۔ تخمین ہے جو بیان کیا ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جب تک یہ معلوم نہ ہو جو یہ ہے کہ کتنا حصہ اس نجاست کے اول پر ہے جب سے غور کر لیا جائے اس وقت سے لیکر پاک مانا جائے گا۔ علامہ شامی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (شامی ۱/۱۵۳)۔

(۳) باب التیمم) وخوف فوت صلوٰۃ الجنازۃ

ج: حکم ۱۴۰۰ھ نماز جنازہ فوت ہونے سے بہتر ہے تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھ لی جائے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی مذہب ہے صاحبین رحمہما اللہ کا جس کو حضرت حسن کی روایت میں اختیار کیا ہے۔ (۱) حضرت علامہ شامی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (۲) اسی کی تائید کی ہے۔

(نور الایضاح حاشیہ ۹۲، مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی ص ۲۱۱، شامی ص ۲۱۱)۔

(۴) باب المسح علی الخفین) ومسح علی کل العصابۃ

ج: ۱۴۰۰ھ مسح تین کے متعلق صاحب علامہ نے تین اقوال ذکر کئے ہیں۔ (۱) اسی پر ہے۔ شرط ہے (۲) کہ تین مسح فاصلہ ہو اسی پر ہے۔ قال المصنف فی التکفو "ویکفی المسح علی اکثر ھاتی الصحیح" (مجمع الانہر ۱/۱۹، الصحیح ۱/۵۱)

کتاب الصلوٰۃ

(۵) وجوب القیام

ج: ۱۴۰۰ھ امام صاحب کے نزدیک مصروف کا وقت شفق تک رہتا ہے اور صاحبین کے نزدیک شفق احمر تک رہتا ہے۔ فتویٰ صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے۔ (شامی ۱/۱۵۲)

(۶) باب صفۃ الصلوٰۃ) وکرہ باحد ھا

ج: ۱۴۰۰ھ مسبوق کے لئے کہ وہ تحریمہ کے وقت دونوں پر اقتدا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ صاحبین کے نزدیک جائز نہیں۔ مجمع شروح کنز، ملتقی الابحر، مراقی الفلاح، درمختار، شامی وغیرہ متاخرین حنفیہ کے نزدیک صاحبین کے قول پر ہے۔ (شامی ۱/۵۵۰)

(۷) باب صلوٰۃ المریض) وقالا تجزئہ

ج: ۱۴۰۰ھ اگر پیشانی ٹیڑھی ہونے کی وجہ سے سجدہ قرار سے قاصر ہو گا تو اشارہ کرے گا خواہ قریب ہے کی خواہ بعید سے۔ اور اگر سجدہ کے لئے اشارہ بھی نہ کر سکے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ (شامی ۱/۵۳۲)

(۸) باب صلوٰۃ العیدین) ومن یعد فجر عرفۃ فی شمان

ج: ۱۴۰۰ھ صاحب کے نزدیک مگر تشریق آٹھ علاقوں سے ہیں ہیں کے نزدیک تیرھویں کی عصر تک ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ (درمختار، شامی ۱/۵۸۹)

(۹) باب صلوٰۃ الاستسقاء) الاقتصار علیہ

ج: ۱۴۰۰ھ کے زمانہ میں استسقاء میں مکلف ہے صاحب علامہ شامی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(شامی ۱/۵۵۳، غایۃ الاوطار ۱/۳۶۴)

(کتاب الزکوٰۃ)

(۱۰) باب المصرف (وقف غیر)

وقف علی الاغنیاء فقراء کے ذمہ یک دیگر کو زکوٰۃ کے علاوہ گھر، اجارہ (صدقہ افطار طعام وغیرہ، کو بہ صحیح ہے۔ (۱۲ بدایہ) کے نزدیک صحیح نہیں۔ فتویٰ اسی پر ہے (۱۲ شامی ص ۱۹۰ ج ۲)

(۱۱) باب صدقۃ الفطر (وقف غیر)

وقف علی الاغنیاء صاحب کے نزدیک فقیر میں صدقۃ فطر کی مقدار نصف صاع ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک صاع ہے یہی پر فتویٰ ہے۔ (فاپہ ۱۲ بدایہ ص ۱۹۷)

(کتاب الصوم)

(۱۲) دالان مسجد عظیم

وقف علی الاغنیاء مطلع صاف ہونے کا ظاہر ظاہر ہونے کا ہے جماعت عظیم کی نہایت مقدار کسی نے نہیں امام صاحب سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ صرف دو آدمیوں کی شہادت کافی ہے آج کل اسی کے مطابق ہے یہی روایت مختار ہے۔ (شامی ۱۵/۱)

(۱۳) فصل واللحم مع بغیر عذر فی روایۃ

وقف علی الاغنیاء کافی اور ہدایہ میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ صلح کرنے والے کا اعتبار نہ ہوں۔ (فتح القدیر ص ۸۲)

(کتاب الحج)

(۱۴) فصل) متمتع مرسلہ

وقف علی الاغنیاء ۳ سال شخص نے بلا کراہت کے سوا احرام باندھ لیا پھر کسی دوسرے شخص نے اس کا شکار چھوڑ دیا تو امام صاحب کے نزدیک مرسل ضامن ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا صاحبین کا قول ہی بہت احسان ہے لہٰذا فتویٰ اسی پر ہونا چاہئے کیونکہ عوام ضامن پر دلالت ہے پھر چند مسائل کے بعد اس سے متعلق ہیں فرمایا ہے (کذا فی الدر (شامی ص ۱۲۸)

(کتاب النکاح)

(۱۵) فصل فی المحرمات (ورد وطی امرأۃ

وقف علی الاغنیاء علم ہو جانا ضامن سے کہ ملک ہے۔ صاحبین کے نزدیک ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ (فاپہ ۱۲ بدایہ ص ۲۰۲ ج ۲)

(۱۶) باب الاولیاء والاکفاء (عقد نکاح حرۃ مکلفۃ بدون ولی

وقف علی الاغنیاء کراہت کا ہے جائز ہے۔ بلا عورت بلا اجازت ولی نکاح کرے تو ولی کے نزدیک بالاطلاق جائز ہے۔ ظاہر المذہب یہی ہے لیکن حضرت حسن کی روایت یہ ہے کہ غیر کفو میں جائز نہیں کسی پر فتویٰ ہے۔ بشرطیکہ اسکے ولی کو غیر کفو کے ساتھ نکاح کرنے پر اعتراض ہو۔ (ہدایہ ۱۲ شامی ص ۳۰۵)

(۷) وللقوس بہما ان شئت فاقرب المسافت

اس جزئیہ میں ۱۸۸ھ میں اختلاف ہوا تھا جیسے ہے کہ کسی کا ان اطلاع پائے پر خاموش رہنا تھی ہوتی ہے یا نہیں اس کا کوئی قول ۱۱ ہدایہ کے پاس کتب فتاویٰ کا قول ہے وہ کتاب الاصل سے ہے یا بڑے حصہ اور اصل کے بیان قسم کے ساتھ اتفاقی ہے کہ ان کے قول پر ہے (ہدایہ، شامی ص ۲۱۱)

(۸) ولو لا عدالۃ وسع الخیار ایا قرب مسافۃ القصر

اس جزئیہ ۱۸۸ھ میں مسافت قصر کے بارے میں اختلاف ہوا تھا کہ کتنی مسافت قصر ہے کہ اس میں اس کا اختیار ہو اور کتنی قریب ہو کہ اس کو اختیار حاصل نہ ہو اس کے لئے کوئی حد مقرر کی جائے تو اس کی حد مقرر کی گئی ہے (ہدایہ، شامی ص ۲۱۲)

(۹) الفصل فی ایمان الکفار ودیعۃ

اس جزئیہ ۱۸۸ھ میں کفار کے ودیعہ رکھنے کے بارے میں اختلاف ہوا تھا کہ ان کی ودیعہ کی حفاظت کرنی ہے یا نہیں اس کے بارے میں امام اعظم کے قول پر کتاب الودیعۃ، الفتاوی، ہدایہ، (فتح القدیر ص ۳۲۳، شامی ص ۳۲۸)

(۱۰) باب الکبیر فی تعلیم القرآن

اس جزئیہ ۱۸۷ھ فتح القدیر میں ہے کہ مفتی بقول پر تعلیم قرآن ظاہر ہے (فتح القدیر ص ۳۲۱)

(۱۱) فاقض بوصیۃ

اس جزئیہ ۱۸۷ھ گواہوں کی موت کے بعد عدم کی شہادت سے متعلق ہے امام صاحب کے نزدیک شہادت رجوع کا قول معتبر ہوگا اور اصل پر بنا اختلاف ہوا تھا کہ تسمیہ کا قول معتبر ہوگا یا دو صاحبین کے نزدیک ہر شخص کا قول معتبر ہوگا فتویٰ اس پر ہے۔

(فتح ص ۳۲۷، ہدایہ ص ۳۲۸، نہایۃ الدرایہ ص ۵۸۶)

(کتاب الطلاق)

(۲۲) باب تخییر فی الطلاق وقع الثلاث جائز

اس جزئیہ ۱۸۷ھ امام صاحب کے نزدیک ہے۔ صاحبین کے نزدیک ایک طلاق بائن ہوگی ملتی ہے۔

(فتح ص ۳۲۹، ہدایہ ص ۳۲۹)

(۲۳) باب ایلاء وکذبت ان فوق الکذب

اس جزئیہ ۱۸۷ھ میں کسی نے بیوی سے یہ بات کہی جو ہم ... اس سے جھوٹ کا ارادہ کیا تو ظاہر اس بیوی سے خلاف ہے اگر تصدیق نہ کی جائے لیکن ہوی اس پر اسے کہ فضا اس کی تصدیق نہ ہوگی۔ (فتح القدیر ص ۳۲۷، ہدایہ ص ۳۲۷)

(۲۴) باب الرجعۃ وانت طالق وطلیک الف

اس جزئیہ ۱۸۷ھ میں صاحب کہتے ہیں کہ ایک طلاق اور ... ہوگی بلکہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور ... کے صاحبین کے نزدیک ہے کہ ... علیہ ہے کہ ... نے قول کیا ہے کہ ... ہوگی اور مال بھی ہوگا ... ہوگا ... ہوگا ...

(۲۵) باب اللعنین (نامرد شوہر کا حکم)

ج ص ۳۵۶/۱ ظاہر الروایہ میں عورت کا اختیار مجلس پر موقوف نہیں مصنف نے اسی کو لیا ہے مگر فتویٰ اس پر ہے کہ اختیار مجلس پر موقوف ہے۔ کذا فی الہدایہ والکفایہ والنقایہ۔ (فتاویٰ ص ۳۰۷/۲)

(۲۶) باب الخصاء (خصی کرنا)

ج ص ۳۶۸/۱ کمال اور زوری کے پائے جانے کا مدار ظن غالب پر ہے چونکہ ظاہر یہ ہے کہ حسد و کمال ثابت ہو چکے تو اب کمی بیشی میں نہیں رہے۔

(فاضلہ، وقار ص ۳۲۹/۲، کفایہ ۱۸۳/۴، ہدایہ ص ۴۶۲/۲، فتح القدیر ص ۴۶۰/۲، ردالمحتار ص ۲۹۸/۶، شامی ص ۲۹۸/۶)

(۲۷) باب العنین (مرد عنین کا حکم)

ج ص ۳۶۹/۱ اگر عورت جانتی ہو کہ شوہر کے گھر آئی ہوئی عورت کو مختلف نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر عورت شوہر کی طلب پر خود کو نہ روکے تو مختلف سے کہا جائے شوہر کے گھر آئی ہوئی نہ آئی ہو۔ (شامی ص ۲۲۵/۶)

(۲۸) ولا تجبر امہ ولا مدبرہ ولا مکاتبہ

ج ص ۳۷۰/۱ ظاہر الروایہ کے خلاف سے ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا دودھ پلانے کے لئے دن متعین ہو یا نہ ہو گویا کے علاوہ کوئی اور دودھ پلانے والی عورت سے یا بچہ کسی اور عورت کی چھاتی قبول نہ کرے لیکن فتویٰ اس پر ہے کہ متعین ہونے کی صورت میں دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا کذا فی الخانیہ۔ بالمعنی (فی فتح القدیر ھو الاصوب۔

(ردالمحتار شامی ص ۲۹۳/۶)

(۲۹) ولا تجبر امہ علیہ

ج ص ۳۷۱/۱ غلام کا نفقہ آقا پر واجب ہے اگر وہ دے تو غلام اپنی کمائی میں سے خرچ کرے اور اگر وہ کمانے سے عاجز ہو تو حاکم صاحب کے روک قاضی آقا کو حکم کرے گا کہ غلام پر خرچ کرے۔ صاحبین کے نزدیک حکم کی ضرورت نہیں بلکہ قاضی خود ہی فروخت کر دیا فتویٰ اسی پر ہے۔ (درمختار و شامی ص ۲۰۶/۶)

(کتاب العتاق)

(۳۰) باب عبد بین رجلین (دو کی ملکیت والا غلام)

ج ص ۳۷۸/۱ دو یا دو سے زیادہ میں سے ایک کا غیر حصہ میں ضمان آزاد کیا پھر ایک سے ولاء کی ہو امام صاحب کے نزدیک سعایہ کی حق قسم کا ہوگا ہے اور ان دونوں کے سعایہ کی کوئی مثال نہیں ہے صاحبین کے نزدیک دوسرے شریک کی آزاد ہو جائے گی لیکن اس کے ساتھ ولاء کی کمی جائز ہوگا فتویٰ اسی پر ہے۔ کذا فی الخلاصۃ۔

(ہدایہ ص ۴۳۵/۲، کفایہ ص ۱۷۰/۴، فتح القدیر ص ۴۵۳/۲، فتاویٰ اول ص ۳۰۷/۲، شامی ص ۳۲۲/۶)

(۳۱) ولو شہد اثنان

ج ص ۳۸۰/۱ دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے اپنی دو باندیوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا تو کوئی حق نہیں ہے جو امام صاحب

کے یہاں مسموع نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ کے نزدیک ایک حق مسلم محرر ہو گیا ہے مگر فتوی صاحبین کے قول پر ہے۔ اس مقام میں امام صاحب کے قول پر فتوی دیا جاوے گا۔ (فتاوی ۲/۳۷۱)

(کتاب الایمان)

(۳۲) باب التیمین فی الدخول والخروج واللابسۃ وغیرذلک) والواقف علی السطح والصعد

رد المحتار ۳/۷۱۰ پر بزازیہ سے حق قسم کے عرف میں واقف سطح کو داخل دار نہیں کہنے کی وجہ معلوم ہو گی۔ فتوی اس پر ہے۔

(غایۃ الاوطار ۸/۳۲۶، بحر ۴/۳۲۷، بحر ۴/۳۲۷، فتح القدیر ۵/۵۵۸، شامی ۳/۷۰۷)

(۳۳) باب التیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام) وتملک الخمر

رد المحتار ۳/۷۳۹ خنزیر و مردار کی گوشت سے حلت اور ناپاکوں کے عرف پر ہے۔ ہمارے یہاں ان کے کھانے سے حنث نہ ہوگا اسی پر فتوی ہے۔

(فتح القدیر ۵/۵۱۹، بحر ۴/۳۲۹، ہدایہ ۲/۴۷۲، بحر ۴/۳۲۹، فتح القدیر ۵/۵۲۹، غایۃ الاوطار ۸/۳۵۷، شامی ۳/۷۵۱)

(۳۴) لا الخبز والدقیق

رد المحتار ۳/۷۳۹ امام صاحب کے نزدیک خبز و دقیق اور طبخ فواکہ میں داخل نہیں ہیں۔ صاحبین کے نزدیک حانث ہوگا فتوی اسی پر ہے۔ (شامی ۳/۷۴۷)

(۳۵) ولا الادام بالملح

رد المحتار ۳/۷۳۹ فتوی امام محمد کے قول پر ہے کہ نمک ادام ہے جس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے۔

(غایۃ الاوطار ۸/۳۶۰، بحر ۴/۳۲۵، فتح القدیر ۵/۵۲۷، شامی ۳/۷۴۹)

(۳۶) ولا بمجلس

رد المحتار ۳/۷۵۰ قرینہ کے کی صورت میں امام صاحب کے نزدیک لفظ دیر کی کوئی تحدید نہیں صاحبین کے نزدیک چند ساعتوں تک ہے۔ اسی پر فتوی ہے۔ (حاشیہ الدرر ۱/۲۱۱)

(۳۷) باب التیمین فی البیع والشراء والتزوج والصلوۃ والصوم وغیرہا) قالت تزوجت

رد المحتار ۳/۷۵۱ بیوی نے کہا تو نے فلاں عورت سے شادی کی ہے شوہر نے جواب دیا کل امرأتی طالق تو ظاہر الروایہ کے لحاظ سے مخاطبہ عورت کو طلاق دے دے گی۔ امام یوسف سے روایت ہے کہ طلاق نہ ہوگی۔ علامہ شرنبلالی نے اسی کو صحیح کہا ہے۔ ولی جامع الفصولین حاشیہ ۱۰ حققہ ونقحہ وفی شرح الملتقی قال الزندوستی فی شرحہ ان الفتوی علیہ۔

(درمختار وشامی ۱/۱۱۱)

(کتاب الحدود)

(۳۸) باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ) وہو الزنا بامستاجرۃ

رد المحتار ۳/۷۵۱ عورت کرنا کے لئے اجرت پر لیا تو حد واجب ہوگی یا نہیں؟ فتح القدیر میں وجوب حد ترجیح دی ہے۔

(فتح القدیر ۵/۱۰۳، بحر ۵/۱۰۳، غایۃ الاوطار ۸/۴۱۲)

(۳۹) وحکم بحکمها

فتح ص ۱/۳۲۱ صاحبین کے نزدیک غیر عورت کے متعلق حاکم کے فیصلہ کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔
(غایۃ الاوطار ص ۳۶۵/۲ فتح القدیر ص ۱/۳۲۹ درمختار ردالمحتار ص ۳۱۹/۳)

(کتاب السرقة)

(۴۰) باب قطع الطریق او قطع الطریق لیلا او نهارا

فتح ص ۱/۳۲۱ اگر کوئی شخص رات میں راہزنی کرے خواہ ہتھیار کے ساتھ ہو یا بغیر ہتھیار ہو، دن میں ہتھیار کے ساتھ ڈاکہ زنی کرے تو امام ابو یوسف کے نزدیک حد جاری ہوگی۔ اسی پر فتویٰ ہے۔
(غایۃ الاوطار ص ۳۶۵/۲ فتح القدیر ص ۱/۳۲۹ درمختار ردالمحتار ص ۳۱۹/۳)

(کتاب الوقف)

(۴۱) لو الملک یزول بالقضاء

فتح ص ۱/۳۴۶ وہ مال ملک واقف سے نکلنے کے لئے قاضی کی ضرورت ہے، صاحب کے یہاں ہے۔ صاحبین کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ وهي فتح القدير ثم العيني۔
(بحر ص ۲۲۶/۵ غایۃ الاوطار ص ۳۹۱/۲ فتح القدیر ص ۱/۳۴۶ درمختار ردالمحتار ص ۳۶۹/۳)

(۴۲) و یقسم بین مستحقی الوقف

فتح ص ۱/۳۴۶ امام محمد کے نزدیک وقف کی آمدنی پوری مستحقین وقف کے درمیان تقسیم کرنا صحیح نہیں۔ امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہے۔ قال الصدر الشهيد وبقولهما يفتى على قول ابي يوسف ترغيباً للناس في الوقف (غایۃ کتاب ص ۵۶)

(۴۳) فصل او من بنی سقایة

فتح ص ۱/۳۵۸ اگر کوئی شخص پانی کی پیاؤ وغیرہ بنا دے تو جب تک حاکم وقت اس کا حکم نہ کرے اس وقت تک امام صاحب کے نزدیک ملک نہیں ہوگی پس وہ حکم حاکم کے مشتہر ہونے کا ہے مگر فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ بغیر حکم حاکم کے بھی ملک ہو جاتی ہے اور حاکم کو اس میں دخل دینے کا حق نہیں رہتا۔ (فتح ص ۶۷)

صائل جلد ثانی

(کتاب البیوع)

(۴۴) و من باع صبرة کل صاع

فتح ص ۱/۵۰۱ ایک شخص نے غلہ کا ڈھیر اس طرح بیچا کہ ہر صاع ایک درہم میں ہے تو امام صاحب کے نزدیک بیع صرف ایک صاع میں صحیح ہوگی باقی میں فاسد۔ اور اگر ایک مکان اس طرح بیچا کہ ہر گز ایک درہم میں ہے تو ایک گز میں بھی بیع جائز نہ ہوگی۔ نہ مکان سے ہر ایک

اور مسجدوں میں بیع صحیح ہے صاحب الدقائق نے یہاں اور مسجد کے بیان میں اور بعد کے مصنفین نے یہاں کے قول پر ہے۔ (درمختار، شامی ۴/۵۲۹)

(۴۵) باب فسد بیع عشرۃ ذرع

ج ص ۱۱۳/۴ ایک شخص کا مکان ہے اس نے اس شرط سے دس گز فروخت کیا کہ قاسم صاحب کے مزار تک بیع جائز ہے حصہ اس سے مزار تک ایک جانب بیع باطل ہے۔ (درمختار، شامی ۴/۵۳۰)

(۴۶) باب خیار الرویۃ (وظاہر الشروب)

ج ص ۳۶/۴ بعد ۱۱۴ کے یہاں لیتے ہوئے کپڑے اور مکان کے ظاہر کو دیکھا ہے اس پر ہے۔ امام اعظم کے یہاں اتنی بیع بھی بغیر دیکھے ہوئے صحیح ہے۔ (ہدایہ ۳/۴۹، مجمع ص ۱۳۶، درمختار، شامی ص ۵۳۰/۴)

(۴۷) باب خیار العیب (وکان طعاما فاکلہ او بعضہ)

ج ص ۱۱۸/۴ خلاصہ عبارت اس سے کہ قول حسن کے قول پر ہے کہ عقد نقصان رد سے مانع ہے۔

(ہدایہ ۳/۵۹، درمختار ۴/۵۹، مجمع ۲/۱۳۰، ہدایہ ۳/۶۰، درمختار، شامی ۴/۱۲۳)

(۴۸) باب البیع الفاسد (والفسل)

ج ص ۱۲۵/۴ بعد کی بھی بیع کا جائز ہونا شخص کے قول پر ہے اور فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ ہدایہ ہے کذا فی الجوہرۃ والصحیح والفتوی (ہدایہ ۳/۷۹، درمختار ۴/۵۸، مجمع ۲/۱۳۰، درمختار ۴/۵۶۲)

(۴۹) باب تولیۃ و مرابحۃ (فان اتلف المبیع)

ج ص ۱۳۱/۴ کسی سے کپڑے کا ایک تھان ایک ہزار میں خریدا اور غیر فریق ہزار سو میں فروخت کیا۔ مشتری نے اس کو عیب کر دیا۔ جو معلوم ہوا کہ بائع نے اور غیر فریق نے تھان کو پھاڑ ڈالا تو بائع کے لئے کل ثمن ہے کہ اور غیر فریق کے لئے کچھ نہیں اور مشتری سے ثمن میں فرق ۱۰۰ مشتری سے واپس لے لے۔ (درمختار ۴/۵۸، مجمع ۲/۱۳۰، ہدایہ ۳/۷۹، درمختار ۴/۵۶۲)

(۵۰) باب الربوا (وشرط فی شئ)

ج ص ۱۵۱/۴ روئی قرض لینے کے حلیے میں مصنف نے امام ابو یوسف کا قول اختیار کیا ہے کہ وزن کے بعد لے جائے بعد کے شمار سے مقدار بیع ہے۔ علامہ عینی نے اسی پر فتویٰ کہا ہے لیکن شرح مجمع میں ہے کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے کہ وزن معتبر ہے۔ اسی پر عمل ہے۔ (مجمع ۲/۱۳۰، ہدایہ ۳/۸۹، درمختار ۴/۵۶۲، فتح القدیر ۵/۱۳۹، شامی ۴/۱۹۷)

(۵۱) باب السلم (واتم)

ج ص ۱۶۳/۴ صاحب کے نزدیک گوشت میں بیع سلم صحیح نہیں صاحبین نے نزدیک صحیح ہے بشرطیکہ نہیں ناپ صفت، موضع متعاقدہ اور تعیین کر دی جائے فتویٰ شرح مجمع اور تبیین، اتقانی وغیرہ میں ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔

(درمختار ۴/۵۷۰، ہدایہ ۳/۱۰۰، درمختار ۴/۵۷۳، مجمع ۲/۱۳۳، ہدایہ ۳/۹۹)

(۵۲) باب الحفر فات) ون قضی زیوفا

الخ ص ۱۰۱ ج ۲ گھر میں کے محل کنوب اور سوراخ سے حق مالک اور جانور میں کے دو ایک ہے ۱۲ ابو یوسف فرماتے ہیں کہ کسی چیز کھونے دیکھ ہے گھر سے باہر لے کے کہا ہے کہ اس کی ۱۲ ہے۔

(فتح ۱۲ ج ۲ ص ۱۰۱ ج ۲ ص ۱۰۱ ج ۲ ص ۱۰۱

یہ ضروری ہے کہ مجلہ الاحکام العدلیہ کے مؤلفین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ اس کی پسند کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہی اس کی تشریح کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی اس کی تشریح کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی اس کی تشریح کی جائے گی۔

(غرر ص ۱۰۶ ج ۱، درر ص ۱۰۸ ج ۱، مجلہ ص ۱۰۸ ج ۱، شرح ص ۲۱۷ ج ۳)

(کتاب الدعوی)

(۵۷) الدعوی والبینۃ والیمین

مجلہ کی دفعہ ۱۶۲۵ کے مطابق اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر کوئی دعویٰ کرے تو اس کے ثبوت کے لیے اسے گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھا لے تو دعویٰ خارج ہو جائے گا۔ اگر وہ قسم نہ کھائے تو مدعی کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر دونوں فریق گواہ پیش کریں تو مدعی کے گواہوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر دونوں کے گواہ برابر ہوں تو قرعہ اندازی کی جائے گی۔

(درر ص ۱۶۲۵ ج ۴، مجلہ ص ۱۶۲۵ ج ۴، شرح ص ۱۶۲۵ ج ۴)

(کتاب الودیعۃ)

(۵۸) قال حفظ بغیر امر

مجلہ کی دفعہ ۱۴۱۵ کے مطابق اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی امانت کو بغیر اس کے حکم کے اپنے پاس رکھ لے تو وہ امین نہیں ہوگا۔ اگر وہ امانت ضائع ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی امانت اس کے حکم کے بغیر اپنے پاس رکھ لے تو وہ امین نہیں ہوگا۔ اگر وہ امانت ضائع ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا۔

(درر ص ۱۴۱۵ ج ۴، مجلہ ص ۱۴۱۵ ج ۴، شرح ص ۱۴۱۵ ج ۴)

(کتاب الاجارۃ)

(۵۹) بعد ارتفاع

مجلہ کی دفعہ ۱۴۳۳ کے مطابق اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی زمین کرایہ پر لے اور اس پر کوئی عمارت بنا لے تو اس کا کرایہ اس وقت واجب ہوگا جب وہ عمارت مکمل ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی زمین کرایہ پر لے اور اس پر کوئی عمارت بنا لے تو اس کا کرایہ اس وقت واجب ہوگا جب وہ عمارت مکمل ہو جائے۔

(درر ص ۱۴۳۳ ج ۴، مجلہ ص ۱۴۳۳ ج ۴، شرح ص ۱۴۳۳ ج ۴)

(۶۰) باب ما یجوز من الاجارۃ وما یکون خلافا فیہا) و بالضرب

مجلہ کی دفعہ ۱۴۳۴ کے مطابق اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی زمین کرایہ پر لے اور اس پر کوئی عمارت بنا لے تو اس کا کرایہ اس وقت واجب ہوگا جب وہ عمارت مکمل ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی زمین کرایہ پر لے اور اس پر کوئی عمارت بنا لے تو اس کا کرایہ اس وقت واجب ہوگا جب وہ عمارت مکمل ہو جائے۔

(درر ص ۱۴۳۴ ج ۴، مجلہ ص ۱۴۳۴ ج ۴، شرح ص ۱۴۳۴ ج ۴)

(۶۱) الکل

مجلہ کی دفعہ ۱۴۳۴ کے مطابق اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی زمین کرایہ پر لے اور اس پر کوئی عمارت بنا لے تو اس کا کرایہ اس وقت واجب ہوگا جب وہ عمارت مکمل ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی زمین کرایہ پر لے اور اس پر کوئی عمارت بنا لے تو اس کا کرایہ اس وقت واجب ہوگا جب وہ عمارت مکمل ہو جائے۔

(درر ص ۱۴۳۴ ج ۴، مجلہ ص ۱۴۳۴ ج ۴، شرح ص ۱۴۳۴ ج ۴)

(۶۲) باب الاجارۃ الفاسدۃ) کل شہر سکن سابقۃ منہ

رج ص ۲/۲۴۹ اگر چند ماہ کے لئے مکان کرایہ پر دیا اور کل مہینے بیان کر دیئے تو عقد صحیح ہے اور جس مہینہ میں وہ مکان گرا یک ساعت ٹھہرے اس میں بھی پورا کرایہ صحیح ہو جائے گا اب وہ جس کو بھی دے نہیں نکال سکتا مگر ترمذی اس پر ہے کہ ہر ماہ کے شروع میں ایک دن ایک ساعت تک اختیار ہو گا ظاہر الروایہ یہی ہے۔ (درمختار و شامی ص ۳۳۸)

(۶۳) باب اجارۃ العبد) وان اجر وحدہ منہ

رج ص ۲/۲۵۲ اگر مالک کہے کہ تو نے ہفتہ کام کیا ہے اور اجیر کہے کہ اجرت پر کیا ہے تو امام صاحب کے نزدیک مالک کا قول معتبر ہو گا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ گواہوں سے اجارت کیساتھ ہونا ثابت ہو تو اجرت واجب ہو گی ورنہ نہیں۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر کام تھوڑا ہے تو اجیر کا قول معتبر ہو گا ورنہ مالک کا۔ نہایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ فتوی امام محمد کے قول پر ہے۔ حاشیہ عنایہ میں ۲/۲۵۲ مجمع ص ۲/۳۵۸)

(کتاب الحجر)

(۶۴) الاہلیۃ

رج ص ۲/۲۸۲ امام صاحب کے یہاں عاقل بالغ شخص پر حجر نہیں ہوتا۔ صاحبین کے نزدیک مجنون ہے۔ فتوی صاحبین کے قول پر ہے۔ (درمختار ص)

(۶۵) الدین

رج ص ۲/۲۸۳ امام صاحب کے یہاں دین پر حجر نہیں۔ صاحبین کے نزدیک ہے اسی پر فتوی ہے۔
(نہایہ الزواجر ص ۱/۸۹، مجمع الانہر ص ۲/۳۳۳، بحر ص ۸/۳۸۳)۔

(۶۶) الحجر بسبب عرضہ وعقارہ

رج ص ۲/۲۸۳ امام صاحب کے نزدیک ہے۔ صاحبین کے نزدیک قاضی مفلس مدیون کا سامان اور اس کی زمین فروخت کر سکتا ہے اسی پر فتوی ہے۔ (درمختار و شامی ص ۸/۳۸۳، بحر ص ۸/۳۸۳، مجمع ص ۲/۳۳۳، بحر ص ۸/۳۸۳)۔

(کتاب الغصب)

(۶۷) ضمان یوم الخصومۃ

رج ص ۲/۳۱۸ ایک شخص نے کسی کی مثلی چیز غصب کر لی اور اس مثلی چیز کا مثل نہ ملتا تھا تو اس کی قیمت واجب ہو گی جس میں امام صاحب کے نزدیک خصومت کے دن کی قیمت معتبر ہو گی اور صاحبین کے نزدیک غصب کے دن کا اور امام محمد کے نزدیک اس دن کا جس دن سے انقطاع ہوئی ہے فتوی امام محمد کے قول پر ہے۔ شامی ص ۵/۱۰۰)

(۶۸) وملک فی یدہ یوم الخصومۃ

رج ص ۲/۳۱۹ ایک شخص نے کسی کی زمین غصب کر لی اور اس کے قبضہ میں رہتی اور کئی صانع بھی گئی مثمین کے نزدیک وہ صانع من

ہوگا۔ امام محمد کے نزدیک ضامن ہوگا۔ مسئلہ واقعہ میں فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ قال الکمال: القضوی علی ضمان الطفل فی فلاۃ الصباء اھ (درمختار وشامی ص ۵/۱۳۴، عنایۃ الاوطار ص ۴/۱۰۷، فتح ص ۵/۲۵۸، بحر ص ۸/۲۵۸، نہر ص ۸/۲۵۸)

(۶۹) فصل) ومن کسر مفزفا

فتح ص ۱۲/۲۵۸ اگر کوئی شخص کسی کے آلات لہو بے، فیروزہ توڑ دے تو امام صاحب کے نزدیک ضامن ہوگا صاحبین کے نزدیک ضامن نہ ہوگا۔ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ کذا فی البحر (شامی ص ۵/۱۳۵، بحر ص ۸/۱۳۵، فتح ص ۱۲/۲۵۹، عنایہ ص ۴/۱۳۸)

(کتاب الشفعۃ)

(۷۰) باب طلب الشفعۃ والخصومۃ فیہا) ثم فالشفعۃ بالجار

فتح ص ۱۲/۲۹۴ جب شفیع اور مبیع بیازمیں کی فروختگی کا علم ہو تو اس کو فوراً علم میں اس بات پر گواہ قائم کرنا ضروری ہے کہ میں اس کو لینا چاہتا ہوں خواہ مبیع پر مشتری یا بائع کے پاس گواہ بنائے، پھر قاضی کے پاس۔ اب اگر قاضی کے پاس طلب میں تاخیر ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے ظاہر الروایہ یہی ہے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر ایک ماہ تک تاخیر کی تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ علامہ عینی صاحب ہدایہ صاحب کنز نے اپنے کو فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے اور شرنبلالیہ میں برہان سے منقول ہے کہ صاحب ذخیرہ، برہان، مفتی، قاضی خاں کی تصحیح یہی ہے۔ صاحب بحر نے امام محمد کے قول پر ہے۔ مانع بیماری، غیبت، مرض، مسافت، حضرت نماز جنازہ، اشتغال بزرگ یہ تاخیر معاف میں بھی لکھی ہے کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔

(شامی ص ۵/۱۳۸، نہر ص ۸/۲۷۵، عنایہ ص ۴/۱۴۲، بحر ص ۸/۲۷۵، درمختار وشامی ص ۵/۱۳۸)

(۷۱) باب ما یتعلق بہا الشفعۃ) ولو بکر واحیلۃ

فتح ص ۱۲/۳۰۳ حیلہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ حیلہ جو استحقاق اور ایک حیلہ ثبوت، بعض کے نزدیک دونوں امور میں جائز ہیں مصنف نے اسی کو لیا ہے لیکن وہ مفتی بہا اور ظاہر الروایہ غیر مفتی بہ ہے کہ حیلہ برائے استحقاق یا اجراء کرنا مکروہ ہے اور حیلہ برائے رفع الزام مکروہ نہیں ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں۔ باب شفعہ شریک فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے اور باب ذکوۃ میں امام محمد کے قول پر (فتح الاوطار ص ۴/۱۳۸، فتح ص ۱۲/۳۰۳)

(کتاب الاجارۃ)

(۷۲) فان شرطاہ علی العوال فسدت

فتح ص ۱۲/۳۴۱ اگر حمال پر رسن میں بیع ڈالنے یعنی کانٹے، باٹ اور ترازو کی شرط لگائی تو ظاہر الروایہ کے خلاف سے مزارعت فاسد ہے لیکن امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ صحیح ہے یہی پر فتویٰ ہے وھو احوط صحیح بدائع، قال شمس الائمہ السرخسی ھذا ھو الاصح (ہدایہ ص ۴/۱۵۹، فتح ص ۱۲/۳۴۱، بحر ص ۸/۲۰۱، نہر ص ۸/۲۰۱، بحر ص ۸/۲۳۰)

(کتاب الذبائح)

(۷۳) فصل فیما تحل اکلہ وما لا تحل والجلل

فتح ص ۱۲/۳۳۰ امام صاحب کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا حلال نہیں صاحبین کے نزدیک جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی، فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے (درمختار وشامی ص ۵/۲۰۰)

(کتاب الحیض والنفاس)

(باب ۔۔۔)

(مسئلہ ۔۔۔)

(مسئلہ ۔۔۔)

(کتاب الصوم)

(مسئلہ ۔۔۔)

(کتاب الجنایات)

(باب ۔۔۔)

(مسئلہ ۔۔۔)

(کتاب الفرائض)

(مسئلہ ۔۔۔)

وہ مسائل جن میں ہر دو قولوں پر فتوی منقول ہے

(کتاب الصوم)

(۱) باب صفۃ الصلوٰۃ و تقابل بدنی مجرد انیتا

درمختار ص ۱۳۹ ج ۱ میں ہے کہ ایک مرتبہ کی جملہ کلمات میں مساوات ہونی چاہئے اور فجر کی اکیل رکعت کا پڑھنا مثلاً سورۃ بقرہ اور سورۃ اخلاص دونوں سورتوں سے برابر ہے۔ امام محمد کے نزدیک یہ خلاف ہے یہاں تک کہ ان کے نزدیک اگر کسی نے فجر کی اکیل رکعت میں سورۃ بقرہ پڑھ لی ہو تو مکروہ نہیں ہوتا ہے۔ معراج الدرایہ میں ہے کہ حقانی امام محمد کے قول پر ہے تنویر میں بھی یہی ہے اور اسی کے لئے ہمیں ہے کہ لوگوں کو اس کا علم نہ ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ یہی اصح ہے اس لئے صاحب ہدایہ بھی اسی کی طرف مائل ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ شیخین کا قول پسندیدہ ہے بنابری وقایہ، نقایہ، مختار اور شرح الاثار بھی یہی بات ہے اور اسی پر عمل ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب الکتب و الصحائف والصحاح و الدفاتر۔

(ا ز فتاوی ص ۲۸۰ ج ۱)

(کتاب الرضاع)

(۲) فی تعاطین شیراً

درمختار ص ۳۰۶ ج ۱ میں صاحب کنز کے نزدیک دودھ صاف اور خالص ہے۔ صاحبین کے نزدیک دودھ میں پانی ملا ہوا ہو تو اس صورت میں دونوں قولوں پر فتوی منقول ہے۔ (شرح وہبانیہ ص ۲۲۹ غنیہ ص ۱۸۱ فتح القدیر ص ۲۷۵ ج ۲ و ردالمحتار ص ۳۰۶ ج ۱)

(کتاب الایمان)

(۳) باب الیمین فی اکل و شرب و الخروج و السکنی و الاتیان و غیر ذلک اذا حلف لا یسکن ہذہ الدار

درمختار ص ۳۴۹ ج ۱ میں ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اس گھر میں نہ رہوں گا چنانچہ اس سے منتقل ہو گیا لیکن اس نے اپنا سامان وہاں منتقل نہیں کیا، کچھ منتقل کر لیا اور کچھ باقی رہ گیا تو امام صاحب کے نزدیک حانث ہو جائے گا۔ کیونکہ اکثر سامان منتقل کرنا عرف میں اس کو منتقل کرنا ہے اگر ایک کپڑا بھی باقی رہ گیا تو حانث ہو جائے گا۔ امام محمد کے نزدیک اتنا سامان منتقل کرنا کافی ہے۔ جو سامان کہ لے جانے عرفاً ضروری ہوا امام ابو یوسف کے نزدیک اکثر سامان منتقل کرنے کا اعتبار ہے فقیہ ابو اللیث نے امام اعظم صاحب کے قول کو ترجیح دی ہے اور علامہ شامی نے اس کو راجح کہا ہے اور بعض نے اس پر فتوی بھی نقل کیا ہے صاحب محیط فرماتے ہیں صاحب کافی نے تصریح کی ہے کہ فتوی امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔ (درمختار و شامی ص ۳۴۹ ج ۱)

(کتاب الکفالۃ)

(۴) وبالقبول بالطالب

درمختار ص ۸۶ ج ۲ میں ہے کہ کفالت دون نفس منقول ہے صحیح نہیں علامہ ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر منقول بہ مجلس عقد کے بعد مطالبہ سے پہلے پہلے حاضر کر دے تو صحیح ہے ورنہ باطل ہے تنویر میں بھی صحیح الکفیر مجرد ہے اور اسی پر فتوی ہے امام ابو یوسف کے قول پر ہے تنویر میں ہے کہ اسی طرح سے منقول ہے کہ یہی طریقہ ان کے قول پر ہے یہی صحیح مسائل میں سے صحیح کافی میں کہا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ یہی ہمارے نزدیک بھی مختار ہے۔ (درمختار و شامی ص ۲۹۰ ج ۲ و غایۃ الاوطار ص ۲۸۶ ج ۲ فتح القدیر ص ۱۳۷ ج ۲)

(کتاب الشہادۃ)

(۵) مایسقط عن الشہود بسترہ او عمایٰ

ج۲ ص ۱۲۱ مصباحین علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ کے زدیک قاضی کے لئے خفیہ طریقہ پر گواہوں کی عدالت سے متعلق پوچھ گچھ کرنا ضروری ہے مگر صاحب ہدایہ کے نزدیک ظاہر حال اور ظاہر الاسلام والعفاف میں قاضی پر ان کی ظاہری عدالت پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ ہدایہ ص ۱۲۱ ج۲ علیہ الفتویٰ ہے کہ قاضی صاحبین کے قول پر ہے فی الملتقیٰ لفاسق یسال سرا وعلانیۃ وبہ الفتویٰ لیکن صاحب بحر نے کہا ہے کہ صرف پوشیدہ طور پر پوچھ گچھ کرنے ہی پر فتویٰ ہے ضمرات میں بھی اسی پر فتویٰ ہے قہستانی نے کہا کہ اسی پر عمل ہے مروی ہے کہ زنگ علانیۃ فاسقہ اور بلا ہے صاحب ہدایہ نے بھی چند مقامات پر یہی ذکر کیا ہے

(ہدایہ ص ۱۲۱ ج۲، فتح وقایہ ص ۱۰۳ ج۲، فتح الملہم ص ۱۱۸ ج۲، ۱۰۷ ج۲)۔

(کتاب الوکالۃ)

(۶) باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض) لایملک القبض

ج۲ ص ۱۲۱ وکیل خصومت کے وکیل کا مالک قبض نہ ہونا علامہ حموی کے قول پر ہے۔ ہدایہ غیرہا میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے لیکن صاحب بحر نے فتویٰ صدرشہید سے نقل کیا ہے کہ اس میں عرف کا اعتبار ہے اگر کسی ایسے شہر میں ہو جہاں عدالت کی طرف سے یہ رواج ہو کہ خصومت کرنے والا ہی قابض ہوتا ہے تو قبض وکیل کا مالک ہوگا ورنہ نہیں۔ شیخ احقر نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ صاحب ہدایہ سے قہستانی میں حضرت سے منقول ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔

(بحر ص ۱۲۱ ج۲، ہدایہ اولین ص ۱۲۱ ج۲، ہدایہ اخیرین ص ۱۲۱ ج۲، قہستانی ص ۱۲۱ ج۲)

کتاب الدعویٰ)

(۷) کوکفت ثلثۃ

ج۲ ص ۱۲۱ ظہیریہ کے حوالہ سے کہ ایک، تین کے عموم میں سہ گانہ ذکر کرنا کافی ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک دو کا ذکر بھی کافی ہے امام محمد نے ان ایک دو اور تین کا ذکر کرنا ضروری ہے عمومی میں ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے لیکن علامہ شامی نے کہا ہے کہ فتویٰ امام محمد کے خلاف پر ہے وعلیہ فان الفتوی علی خلاف قول (عرفیہا وھو قول ابی یوسف) والثلاثۃ وعلیہ الفتوی۔

(فتاویٰ الاوائل ص ۱۲۱ ج۲ شامی)۔

(کتاب الاجارۃ)

(۸) باب ضمان الاجیر) وادعی انہ فی یدہ غیر مضمون

ج۲ ص ۱۲۱ اگر اجیر مشترک کے پاس سے سامان ضائع ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک ضامن نہ ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا۔ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں ہے کہ فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے فتح القدیر شامی وغیرہا میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ نصف قیمت پر صلح کرلی جائے گی۔ (فتح القدیر ص ۲۰۱ ج۲)

(کتاب الذبائح)

(۹) فصل فیما یحل اکلہ وما لا یحل) وذبح ما لا یحل اکلہ طہر لحمہ وجلدہ

ج۲ ص ۱۲۱ اگر غیر ماکول جانور ذبح کر دیا جائے تو جس طرح ذبح کرنے سے اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے اسی طرح اس کا گوشت

کھی پاک ہو جاتا ہے صاحب کنز الدقائق نے بھی کو لیا ہے اور صاحب ہدایہ صاحب نقایہ صاحب وقایہ نے اسی کی پیروی کی ہے لیکن شرح وقایہ میں ہے کہ یہ ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ گوشت پاک نہ ہوگا۔ ہمارے ہی کی میں صاحب معراج نے کہا ہے کہ یہ محققین کا قول ہے اور مختار میں ہے ہدایہ کی یہ عبارت اس سے بالکل متضاد ہے۔ (اشاعی ص ۱۳۳ ج ۱ مکتبہ فاروقیہ ملتان)

ترجمہ صاحب کنز الدقائق

نام و نسب اور سکونت

عبداللہ نام اور ابو البرکات کنیت اور حافظ الدین لقب ہے۔ (سعد المفتین) کے بقول سے تھے ہیں اور ماہم میں ملازمت سے ایک شہر کا نام ہے اس نسبت سے انہیں نسفی کہتے ہیں آپ بڑے جلیل القدر اور متقی امام کامل فقیہ اصولی میں یگانہ روزگار اور نہایت متین پختہ مصنف تھے ہیں۔

تحصیل علوم

آپ نے بڑے جلیل القدر اور بلند پایہ محققین و فحول علماء شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری شیخ علاء الدین سمرقندی برہان الدین صاحب ہدایہ اور دیگر ہم عصر علوم کی تحصیل کی اور آپ سے علامہ مستقل وغیرہ نے علم حاصل کیا۔

صاحب جواہر کی غلطی

صاحب جواہر مضیہ نے ترجمہ نکاح میں امام نسفی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے علم فقہ علامہ کرمانی سے حاصل کیا ہے۔ (اور علامہ کرمانی سے روایت کی سند اصل کاسانی سے ملتی ہے) کی روایت کی ہے علامہ تمیمی فرماتے ہیں کہ صاحب جواہر سے تسامح ہوا ہے کہ علامہ کرمانی کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی ہے اور امام نسفی کی وفات ۷۱۰ھ (بلغۃ المرید) میں ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ امام نسفی علامہ کرمانی کے استاد نہیں ہو سکتے ہیں۔

صاحب کنز کا علمی مقام

ابن کمال پاشا نے آپ کو فقہاء کے پہلے طبقے میں شمار کیا ہے جو روایات ضعیفہ کو قویہ سے تمیز کر سکتے ہیں اہل معرفت سے مجتہد فی المذہب میں سے ہیں اور کہا ہے کہ جس طرح [illegible] ہیں اسی طرح [illegible] ہیں۔ کاتب رومی المذہب آپ پر نادم ہو گیا ہے، تامل کرنے والے اس پر تعریض کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ کرامت پر ہیں ہے کسی بڑے کی تنقید و عیب ہے۔ علامہ بحر العلوم نے شرح تحریر الاصول اور شرح مسلم الثبوت میں اس قول کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ہر گز قابل اعتنا نہیں بلکہ یہ قول باشک و ریب مردود و غیر مقبول ہے۔

امام نسفی کے علمی کارنامے

امام نسفی نے بہت سے مصنفین میں سے ہیں بالخصوص متون فقہی کو بھی خاص اہتمام سے تحریر فرمایا ہے متون "کافی" اور اس کی شرح "کافی الکافی" مشہور متون "کنز الدقائق" "مصفی" میں متداول "قبول متن" "المنار" اور اس کی شرح "کشف الاسرار" "مصفی" "شرح منظومہ نسفی" "تیسیر" "شرح وقایہ" "شرح عمدہ" "مدارک التنزیل" وغیرہ بھی علمی یادگار ہے۔

صاحب کشف الظنون نے متون و شروح کے ذکر میں امام نسفی کی شرح جلیل کا بھی تذکرہ کیا ہے لیکن طبقات حنفیہ میں ہمارے اس علم مرقومہ ہے کہ اس کی کوئی شرح بدیہ معروف نہیں ہے علامہ قاسم نے غایۃ البیان میں ذکر کیا ہے کہ امام نسفی نے پہلے تمام کی شرح لکھوں لیکن جب اس کے ہم عصر علامہ تاج الشریعہ نے یہ عمدہ اور فریضہ کر دیا۔ کے لئے یہ بات پہنچی تو امام نسفی نے اپنے اس ارادہ کو ختم کر دیا اور

مدیے کی مثل ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام ہدایہ ہے پھر اس کی شرح کی جس کا نام عنایہ ہے پھر کفایہ شرح ہدایہ۔

کنز الدقائق کی جامعیت

بلاشبہ کتب و غیرہ متون کی کتابیں جو آخر میں ہوتے ہوئے فروع (فقہیہ) کی تفصیل ہوتی ہیں دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ کوئی بڑی کتاب ہے لیکن جس وقت میں "فقہ، حدیث، تفسیر، اصول، عقائد، تاریخ وغیرہ" کی کتابیں ہوں ان کے مقابلہ میں مثلاً کنز کھلا جائے تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ کتاب کیا ہے؟ مختصر سی کتاب ہے لیکن اس کتاب کی جامعیت کی وجہ سے ہی اس کتاب کو متون میں اعلیٰ درجہ کی کتاب کہا جاتا ہے۔ اس کتاب کی جامعیت کی وجہ سے ہی اس کتاب کو متون میں اعلیٰ درجہ کی کتاب کہا جاتا ہے۔ اس کتاب کی جامعیت کی وجہ سے ہی اس کتاب کو متون میں اعلیٰ درجہ کی کتاب کہا جاتا ہے۔

کنز الدقائق اور اس کی شروحات

یہ کتاب جس طرح اپنی جامعیت اور ترتیب و تہذیب کے ساتھ ساتھ صحیح تفصیل کی وجہ سے بہت مقبول ہوئی اسی طرح اس کتاب کی شروحات بھی بہت زیادہ لکھی گئیں جن میں شروحات علمی، عقلی، فقہی، ادبی وغیرہ ہیں۔ ان شروحات میں سے چند مشہور شروحات کا ذکر ہم یہاں پر کریں گے۔

(۱) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: یہ شرح علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲) البحر الرائق شرح کنز الدقائق: یہ شرح علامہ زین الدین ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام البحر الرائق شرح کنز الدقائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳) منحۃ الخالق علی البحر الرائق: یہ شرح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام منحۃ الخالق علی البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۸) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۹) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۰) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۱) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۲) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۳) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۵) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۶) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۷) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۸) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۱۹) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۰) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۱) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۲) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۳) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۵) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۶) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۷) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۸) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۲۹) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۰) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۱) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۲) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۳) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۵) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۶) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۷) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۸) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۳۹) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۰) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۱) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۲) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۳) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۵) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۶) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۷) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۸) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۴۹) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۰) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۱) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۲) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۳) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۵) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۶) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۷) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۸) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۵۹) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۰) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۱) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۲) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۳) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۵) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۶) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۷) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۸) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۶۹) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۰) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۱) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۲) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۳) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۵) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۶) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۷) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۸) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۷۹) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۸۰) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۸۱) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۸۲) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۸۳) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہے۔ اس شرح کا نام تکملۃ البحر الرائق ہے۔ اس شرح کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حقانیہ میں موجود ہے۔

(۸۴) تکملۃ البحر الرائق: یہ شرح علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے اور اس کا شمار شروحات کنز میں ہوتا ہ

الخ ص ۱۰۲/۱ کلام الروایہ کے اور دے خلاف ہیں "معتبر" بتلا کر تائید ہے صاحبین سے ایک روایت ہے کہ تکرہ فعلیہ مگر یہ خلاف اس وقت ہے جب ابتدا بعد سے غیر وقت کے ہو ہے ہو۔ اور اگر اول ہی سے تاخیر رہا ہو تو قال مکروہ نہیں۔ پس مابیدیا الیہ وغیرہ کی تعلیم مقید کرنا ضروری ہے۔ (فتح القدیر ۱/۲۹۹)

(۶) والخطبۃ قبلہا

الخ ص ۱۰۲/۱ "ای قبل صلوۃ الجمعۃ" و لوقال "قبلہ" ای فی وقت الظہر لکان اولی لانہ شرط حتی لو خطب قبلہ وصلی قبلہ لم تصح (بحر ۲/۱۵۸)

(۷) وکرہ تاخیرہ وراء الظہر بمقدارہ

الخ ص ۱۰۲/۱ "ما لم یعلم رؤیۃ کوکب" کذا فی کثیر من الکتب، وفی بعضہا "ما لم یعلم رؤیۃ کوکبین" وہو الصحیح کما فی الدرر وغیرہا، وبہ یرتفع ما یرد علی الاطلاق المذکور (بحر ۲/۱۱۹)

(۸) وصومہ حب

الخ ص ۱۰۲/۱ "وقال" وصومہما حب ان لم یعرفہما "لکان اولی لشمولہ (بحر ۲/۳۰۲)

(۹) وکرہ تاخیرہ عن یوم النحر

الخ ص ۱۰۲/۱ "وقال وکرہ تاخیرہ عما" لکان اولی لیعم حکم التعلیل کما لا یخفی (بحر ۲/۳۷۰)

(۱۰) غیر الہا تکشف وجہہ لا رہا

الخ ص ۱۰۲/۱ کان الاولی ان یقول "غیر الہا تکشف راسہ" لانہ یذکر الرجعۃ لانہا تختلف الرجعۃ فی الوجہ والمعاودۃ فی الراس فیکون فی ذکرہ تطویل (بحر)

(۱۱) ولا یشعر

الخ ص ۱۰۲/۱ "ای یلا حاذی" حذف کی تقی کرنا مناسب نہیں۔

(۱۲) ولو قرآن فصل ولا تمتع

الخ ص ۱۰۲/۱ "فصل" ای بطلان تمتع قران کی تقی سے معلوم ہوتا ہے کہ قران کے بعد تمتع قران صحیح نہیں حالانکہ خلاف اصح میں ہے کہ صحت ہے۔

(۱۳) باب الحج عن الغیر

الخ ص ۱۰۲/۱ "لفظ غیر یخالف لا موالی کذا فی بعض نسخ غیر صحیح ہے کیونکہ لفظ غیر بحر ۲/۱۰۲ نہ تو ہوتا ہے پہلے واقع فی غیر ہو الصحیح (بحر)

(۱۴) او بسقط المہر بقتل الشہید

رد المحتار ۱/۲۹۸ سید کو مطلق رکھا ہے، جو بالغ وغیر بالغ مرد کو شامل ہے حتاکہ اگر وہ نابالغ ہو تو اس کے قتل پر مہر ساقط نہیں ہوتا ہاں شہید کیساتھ ملحق کی قید ضروری ہے۔ (غنیۃ ذوی الاحکام ۱/۱۶۷، بحر ۲/۱۳۲، نہر الفائق ۱/۳۰۲، درر ۱/۲۵۱)۔

(۱۵) او بقتل الحرۃ نفسہ

رد المحتار ۱/۲۹۸ یہ قید، سے محل نظر ہے بایں طور کہ یہاں الحرۃ کی قید ہے حالانکہ اگر باندی مرد اس کو قتل کرے تب بھی مہر ساقط نہیں ہوتا (وہو صحیح کما فی الغایۃ ۱/۴۰۳) یہ کہنا کہ قتل کی نسبت مرد کی طرف کی ہے حالانکہ اگر حرۃ کو کوئی دوسری عورت قتل کردے تب بھی مہر ساقط نہیں ہوتا۔ (بحر ۳/۱۳۲، درر ۱/۲۵۱)

(۱۶) او المکرہۃ تاکین نفسہا وغیرہ

رد المحتار ۱/۲۹۸ ان کی مدت میں بھی وہی تفصیل ہے جو اس سے پہلے گذرا ہے مصنف نے سابق پر عدم ذکر کرتے ہوئے، کہ یہاں کی مگر ذکر کرنا بہتر تھا اپنے موقع پر اتنا اختصار کرنا درست نہیں جس سے مطلب ہی مبہم ہو جائے۔

(۱۷) او المرتی منہا

رد المحتار ۱/۲۹۸ یہ قید، سوتی تو کلام سب صورتوں کو شامل ہو جاتا۔ (بحر ۳/۱۵۶، غایۃ ۱۲، طوارئ ۲/۲۲۳)۔

(۱۸) او الابوان ۔

رد المحتار ۱/۲۹۸ یہ استثناء سب کے بعد میں بڑھنا چاہئے تھا کہ اس کا تعلق سب چیزوں سے ہو جاتا ہے۔

(۱۹) او صح التعریض

رد المحتار ۱/۲۹۸ تعریض صحیح نہیں کیونکہ تعریض بالاتفاق جائز نہیں ہاں "استہ والنفاث" کے ساتھ مفید کر سکتے ہیں۔

(بحر ۳/۱۵۵، غایۃ ۱۲، طوارئ ۲/۲۳۰، نہر الفائق ۱/۳۰۱، درر ۱/۲۵۱)

(۲۰) او اقر لبنتہ لاقل من ستۃ

رد المحتار ۱/۲۹۸ اگر مربیہ نہ ہو تو کم سن بچی سے نکاح ثابت کرنے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ (۱) مراہقہ ہونا (۲) اس نے اقتضاء ملت کا اقرار کیا ہو (۳) بچی نے مدعا علیہ کی تکذیب نہ کی ہو مصنف نے ایک بھی شرط ذکر نہیں کی یہ اختصار کس پیمانہ کا ہے جو مقصود میں مخل نہ ہو۔

(غنیۃ ذوی الاحکام ۲/۲۲۵، درر ۱/۲۳۰، بحر ۳/۱۳۰)

(۲۱) او بجہۃ تدین

رد المحتار ۱/۲۹۸ اگر بدین کی جہت ہوتی تو بہتر تھا کیونکہ اگر صحت قرض کی جہت ہو تو بھی نہ ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ جس وقت بھی لفظ اجنبی کہے گا کہ ادائیگی ذمہ کی ہے (دار الحکام ۱/۲۷۰، نہر الفائق ۱/۳۰۹، بحر ۳/۱۹۷)۔

(۲۲) الا ان یاذن القاضی بالاستدانۃ

رد المحتار ۱/۲۹۸ یہاں ایک قید ضروری ہے وہ یہ کہ حکم عرض ہو جانے کے بعد متعلق قرض سے بھی ہے اگر بالفعل قرض نہ لیا اور اپنے پاس سے خرچ کیا تو جمیع ما انفق نہ ہوگا۔ جس پر یہاں یوں کہنا چاہئے تھا "الا ان یقضی بہا عرفا کما مر"۔

(بحر ۳/۱۳۳، نہر الفائق ۱/۳۰۹، غایۃ ۱۲، طوارئ ۲/۲۲۵)۔

(۲۳) ہو اثبات القوۃ

راجح اس لئے ہے کہ اطلاق کی تعریف بثبوت کیا جانا مناسب ہے۔ کیونکہ حق اور اطلاق مصدر بمعنی فوق کو تعریف ہے اس لئے تعریف بثبوت قوت کیا جانا چاہئے۔ اور جن حضرات نے "کتاب الاطلاق" ہے بیان کے لحاظ سے تعریف کیا ہے۔

(۲۴) والولد تبع الام

راجح اس لئے ہے کہ تبعیت کے بجائے تحمل یا تحمیل ہونا چاہئے کیونکہ ملک، رقیت وغیرہ اوصاف میں حمل ناقص ہوتا ہے نہ کہ وہاں تک کہ اگر والدہ کے بعد ہی آزاد کیا تو بچہ آزاد ہوگا۔

(۲۵) ممن ملک امہ

راجح اس لئے ہے کہ ممن کی قید اتفاقی ہے نہ کہ احترازی کیونکہ ہر اس شخص پر جس کا ملک تام ہے جبر کرنے سے اثر ہوجاتا ہے پس اگر ان کے بجائے قریب دیا تو بہتر تھا کلام میں عمومیت آجاتی۔

(۲۶) ذمت حر بعد موت فلان

راجح اس لئے ہے کہ یہاں بعد موت کی صورتوں کو بیان کرنا مقصود ہے جبکہ یہ صورت بھی ہے کہ ذمت کسی سے متعلق نہ ہو۔

(بحر ص ۱۲۹ ج ۵ شامیہ ص ۱۲۹ ج ۵ وقار الفتاوی ص ۱۲۸ ج ۳ گنج العلوم ص ۱۸۳)

(۲۷) ولو اسلمت ام ولد النصرانی

۱۲۸ میں ہمارے اصحاب ہیں ایک یہ کہ عرض اسلام کی قید متروک ہے جبکہ نصرانی کی ام ولد پر دو سب صورت ہی صورت میں جبکہ جب نصرانی اسلام قبول نہ کرے دوسرا ان کی صورت یہ ہے کہ قیمت کا متعلق نہ ہو۔ جیسا کہ مکاتبہ قیمت میں سعایت واجب ہے۔

(۲۸) ممن حرم ملکہ

راجح اس لئے ہے کہ ۱۲۸ کے بجائے ممن حرم ملکہ ہونا چاہئے تاکہ ہر اس شخص کو شامل ہو جائے جس کا ملک ہی حرام ہو جیسا کہ محارم کو شامل ہوجاتا ہے۔

(۲۹) اور کتابیا موجود

راجح اس لئے ہے کہ ۱۲۹ میں موجود ہونا چاہئے کیونکہ یہ صورت بھی ہے (غایت البیان ص ۱۲۹ ج ۱ قابل)

(۳۰) وقتل باب مشرک

راجح اس لئے ہے کہ ۱۳۰ میں قال "وقتل اصلہ الذی ترک" لکان اولیٰ لان ھذا الحکم لا یختص الاصل (حاشیہ کنز نمبر ۱۸۳)

(۳۱) وحرم ردہم

راجح اس لئے ہے کہ ۱۳۱ کا قریبی ورثاء الحرب ہیں کرنا تو عرض ہوگا یا ورثاء الحرب کا ذکر عرض ہوتے ہوئے داخل ہے یا عرض ہوتے ہوئے من میں داخل ہے پس "ورثاء الحرب" کی ضرورت نہیں۔ (قابل)

(۳۲) ودینا

راجح اس لئے ہے کہ تصرفات میں مساعات کا ہونا فی سائر الاحوال مسلم ہے اس لئے لفظ دینا بڑھانے کی ضرورت نہیں الا ان یقال انہ صرح بہ لعلم الغرماء بالمکان "الاحتراز" فیہ

(٣٣) ... اسم

... ہے کہ ... کی صورت میں بیع کا ... ہے کہ ... کے کل میں ... کرنے ... بیع ... ہے ... وقت ... بیع عشرة ... ہے ... لأنه ...

(٣٤) ... وطئها ...

... ہے ... ہے ... ہے

(۴۱) الولایۃ

[illegible] الولایۃ [illegible] الولایۃ [illegible] الولایۃ [

(رد المحتار ۴/۱۲۲ سعید) یعنی بیع میں "بشرط" کا لفظ ہو یا "بشرط" کا معنی (مضمون) ہو کہ شرط کو شامل ہو جائے تو فاسد ہو جاتا ہے خواہ شرط مستعدا علی الوفاء بمقتضی العقد ہو یا نہ ہو۔ (تبیین الحقائق ۴/۷۸)

(۵۰) صبح ان کی ثمن

(رد المحتار ۴/۱۲۳) "قال" لو بین نوعا او وصفی ثمنا کان ادنی لان الواو کالباء کما صرحوا بہ فی نحو بعتک العبد (۴/۷۸)

(۵۱) رد علی الباسر

(رد المحتار ۴/۱۲۳) "قال قال" الوجود شرط لصحة التوکیل "لکن" ولی لان التوکیل لا یحتاج الی خصومة مع الموکل اذا لا خصومة کان غیر محتاج الیہ (تبیین ۴/۷۸)

(۵۲) کور رد بالعیب

(رد المحتار ۴/۱۲۳) "لو ردین لکن" ولی ہذہ لا تفرق بین رد الوجہ والخیارة والمعیوب والمبیع الفاسد کما صرح بہ فی الملتقی (درر ۲/۹۱)

(۵۳) وارث عبد

(رد المحتار ۴/۱۲۵) یعنی جائے یوں کہا ہو تقاضا کہ وارث ہونا اور یا کہ یہ عبد چوروں میں سے ہے (درر ۲/۳۰۰)

(۵۴) اختلافی قدر ثمن

(رد المحتار ۴/۱۲۷) القاضی رد قولہ فی کرہ بعشرۃ کہ یحکم بمعدل ثمن کے اختلاف میں ہے، واقی حکم وصف (بیع) سے اختلاف میں ہے کما فی الہدایہ (درر ۲/۳۳، مجمع الانہر ۲/۳۲۷)

(۵۵) ولم یرضیا

(رد المحتار ۴/۱۲۷) یعنی جائے یوں ہو اچھے تھا "ولم یرض باحد منہما بعد ما عرض علیہ" کیونکہ قاضی نے لئے کسی ایک کی رضا شرط ہے کہ ہاں یا نہیں (درر ۲/۳۳۹، مجمع ۲/۳۲۶)

(۵۶) جواز دعلی قیمتہ

(رد المحتار ۴/۱۲۹) قیمت سے زائد پر بیع مساوم کے لئے بھی صحیح کا جائز ہونا اسی وقت ہے جب وہ مشتری کے قیمت اپنے کا تصدیق دیا ہو اس سے پہلے ہی صحیح نہیں ہوگی (تبیین) یعنی بالا صح صحیح ہو جائیں یہاں سازاوی قیمت کا "کل نقد خلافی" کیسا تھ مقید کرنا چاہیئے۔

(ہدایہ ۳/۲۳، مجمع الانہر ۲/۳۲۳)

(۵۷) فصلح عما استحق

(رد المحتار ۴/۱۳۱) کفر کے کلموں میں یہی ہے قنیہ پر کہ یہ بہتر ہے "اصح علی ما ذکر" (حاشیہ ۲ از درر ۲)

(۵۸) صح علیہ

(رد المحتار ۴/۱۳۱) کہا اس وقت ہے جب بدلوں سے دائن سے مخلی علیہ پر کہا ہو اور اس نے کہا فلان کی کہ جب تک مہلت دے گا تو مطالبہ نہ کرے گا اس وقت تک کہ تیرے دین کا ادا نہ کر دوں گا تو نہ کرے گا اس لئے الحال بیا جائے گا اس لئے صلح ہے تعلق کرنا ناجائز ہے (درر ۲/۳۳۲)

(ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۷ مجتبائی ص ۲۷۲)

(۵۹) فلا جبر ولا تفویض

فرماتے ہیں ۱۲۳۰ یہاں تک جبر کا رد اور اختیار کے دو پہلے مفہوموں سے پوری اثبات کی گئی ہے اب کہ بندہ بالکل مجبور محض نہیں اللہ تعالیٰ نے جبر میں معذور ہے بلکہ اللہ ہونا تو کوئی معذور نہیں ولا فکذلک لیکن ولی اور خلاصہ آجاتی میں ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو کوئی ظلم نہ ہوتا اور بندہ جانے کا مستحق نہ ہوتا (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۳، فارسی ص ۱۳۳)۔

(۶۰) وقیل بخلقہ

فرماتے ہیں ۱۲۳۰ الاولیٰ ان یقول وقیل بالواو لان الخلق قبل التحقق والثبوت والرفع معہ وھو المناسب ھھنا۔ (الحاشیہ)

(۶۱) کتب المکاتب

فرماتے ہیں ۱۲۳۱ مکاتب کے بعد مدبر کا ذکر ہونا چاہیے تھا کیونکہ فقہ میں مکاتب کے متصل اسی سے بحث ہوتی ہے اور اصل کتابت ہے مکاتب فاعل متصل مکاتب محمد (تاج الشریعہ حال امیر دہلوی (اردو) ص ۳۰۵)

(۶۲) وعرم لان ولی

فرماتے ہیں ۱۲۳۱ قولہ "لان" لکن اولیٰ لانہ تفریع علی ماقبلہ من خروج المکاتب من ید المولیٰ (محمد)

(۶۳) فیبطل تحریرہ

فرماتے ہیں ۱۲۳۱ قولہ فیبطل تحریرہ "لکن اولیٰ لان علیہ التصرف للمولیٰ (محمد ص ۱۰۸)

(۶۴) وحمل الدابۃ

فرماتے ہیں ۱۲۳۱ اس کے بعد تحمیل الدابۃ ہونا چاہیے کیونکہ حمل دونوں مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے تحمل ہوتا بلکہ یہ زیادہ مشہور ہوتا ہے اور دوسرے کی طرف جارہ محذوف ہے اصل تحمل الدابۃ ہاں حمل صدر کی اضافت متاع کی طرف صحیح ہے کہ حمل کی طرف یعنی حمل المتاع اور تحمل حمل الدابۃ ہاں اگر حمل مضاف ہوتا دونوں مفعولوں کی طرف متعدی ہوجاتا ہے تحمل ہوجاتا ہے تحمل الدابۃ اس وقت ہے صدر کی اضافت دابہ کی طرف صحیح ہوتی ہے تحمل الدابۃ (محمد ص ۱۰۸، ۱۰۹)

(۶۵) ولو بربرتا

فرماتے ہیں ۱۲۳۱ یہ عبارت جامع صغیر کی ہے اور ہمارے اکثر علماء اس سے پہلے مذکور ہے بقدوری کی روایت ہے دونوں کا تعلق دوری طلاق مطلق ہے ہی مسئلہ کہ وہ تحفہ کی شان کے خلاف ہے (محمد بحوالہ شرح تراجم ناصر)

(۶۶) وبنیۃ علیہا وعلی الحکم بالعدد

فرماتے ہیں ۱۲۳۱ اگر مرہون غلام اذن یا تجارت کرے تو جنایت دائماں متعلق لیکن یہاں وقت ہے جب جنایت موجب قصاص ہو اور قصاص لیا جائے گا ورنہ جب قصاص نہ ہونے کی قیمت ہوجائے گی مرتہن کی قیمت

(مجمع الانہر ص ۱۰۸ ج ۱، شامی ص ۱۰۷ ج ۱۰ کامل ص ۱۳۳)

فہرست شروحات وحواشی کتاب کنز الدقائق

۱۔ بحر الرائق شرح کنز الدقائق	زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد المعروف بابن نجیم المصری	۹۷۰ھ
۲۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق	فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی	۷۴۳ھ
۳۔ رموز الحقائق شرح کنز الدقائق	قاضی عبد اللہ بن علی	۸۵۵ھ
۴۔ المنتقی الفائق شرح کنز الدقائق	۔۔۔ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن النسفی الحنفی	
۵۔ تنویر الحقائق شرح کنز الدقائق	سراج الدین عمر بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن محمد	
۶۔ کنز الحقائق	ابراہیم بن محمد الطرابلسی الحنفی	
۷۔ الفوائد الجلی فی فتاوی الحنفیہ	مصطفی بن بالی المعروف بابن بالی	۱۰۲۲ھ
۸۔ فتح مسامحات الاحرار فی شرح مقاصد الکنز	عبد الرحمن بن علی الکری	
۹۔ شرح کنز الدقائق	محمد الدین ابن الحبر الحنفی المعروف مولا مسکین	
۱۰۔ شرح کنز الدقائق	قاضی عبد الطیف بن ملک المعروف بابن الملک الحنفی	۸۰۱ھ
۱۱۔ شرح کنز الدقائق	الخطاب عمر بن الاسلام الحنفی الدہلوی	۸۰۰ھ
۱۲۔ شرح کنز الدقائق	شمس الدین محمد بن علی المعروف حصکفی	
۱۳۔ شرح کنز الدقائق	قاضی زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم الحنفی	۹۷۳ھ
۱۴۔ شرح کنز الدقائق	علی بن محمد الشہیر بابن کاکم الحنفی	۱۰۰۴ھ
۱۵۔ شرح کنز الدقائق	قوام الدین ابو الحقائق مسعود بن ابراہیم الکرمانی	۷۲۸ھ
۱۶۔ شرح کنز الدقائق	ابن سلطان شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عمر الحصکفی	۹۹۷ھ
۱۷۔ شرح کنز الدقائق	ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن یحییٰ المالکی	۸۵۸ھ
۱۸۔ حاشیہ کنز الدقائق	۔۔۔ بن ۔۔۔ محمد ۔۔۔ بن محمد حسن علی	۱۲۷۵ھ
۱۹۔ حاشیہ کنز الدقائق	مولانا محمد احسن الصدیقی النانوتوی	۱۲۹۷ھ
۲۰۔ احسن المسائل برحاشیہ کنز	مولانا محمد احسن الصدیقی النانوتوی	

صاحب کنز کی تاریخ وفات

امام نسفی کی تاریخ وفات میں شدید اختلاف ہے شیخ عبدالقادر قرشی نے ۷۱۰ھ لکھا ہے اور حاجی خلیفہ نے ۷۰۱ھ لکھا ہے اور ابن قطلوبغا

فہرست مضامین کتاب معدن الحقائق شرح اردو کنز الدقائق

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	مقدمہ شرح کتاب	۵
۲	خطبۂ کتاب	۸۷
۳	کتاب الطہارۃ	۱۱
۴	پانی کے بیان	۱۱
۵	سنن الوضو کا بیان	۹۲
۶	مستحبات وضو کا بیان	۹۵
۷	نواقض وضو کا بیان	۹۶
۸	غسل اور تیمم کے فرائض و سنن کا بیان	۹۹
۹	موجبات غسل کا بیان	۹۹
۱۰	غسل مسنون کا بیان	۱۰۲
۱۱	پانی کے احکام	۱۰۳
۱۲	فصل جو مطلق مضاف طاہر ہے اور نہیں ہے	۱۰۴
۱۳	وہ مستعمل کا حکم	۱۰۴
۱۴	نجاستوں کے احکام	۱۰۷
۱۵	باب حکم کے بیان میں	۱۱
۱۶	باب سجود سہو اور سجدۂ تلاوت کے بیان میں	۲
۱۷	باب حیض کے بیان میں	۹
۱۸	کم سے کم مدت حیض کا بیان	۲۵
۱۹	طہر کی کم و زیادہ کا بیان	۲
۲۰	نفاس کے احکام	۱۲۱
۲۱	طہر منقطع کا بیان	۱۲۲
۲۲	وہ جو خنثیٰ ہے اس کا بیان	۱۲۲
۲۳	مسجد اور عید گاہ میں جانے کے احکام	۱۲۵

نمبر	مضمون	صفحہ
۲۴	نفاس کا بیان	۱۲۶
۲۵	باب تیمم کے بیان میں	۱۲۷
۲۶	تیمم کا بیان	۱۲۹
۲۷	کتاب الصلوٰۃ	
۲۸	وقتیات نماز کا بیان	۱۳۱
۲۹	صلوٰۃ فرض کا بیان	۱۳۲
۳۰	وہ اہل قدر سے ساقط ہوتی ہے	۱۳۳
۳۱	فضیلت والے وقتوں کے لئے نماز کی تعجیل	۱۳۳
۳۲	مکروہ اوقات نماز کا بیان	۱۳۶
۳۳	مسجد اور اس کے بیان میں	۱۳۷
۳۴	مکروہ اوقات نماز کا بیان	۱۳۹
۳۵	اذان والی کے بیان میں	۱۳۹
۳۶	اذان کی خصوصیات کے بیان میں	۱۴۰
۳۷	صفت نماز اور صلوٰۃ	۱۴۱
۳۸	باب قرأت فی الصلوٰۃ کے بیان میں	۱۴۵
۳۹	واجبات نماز کا بیان	۱۴۶
۴۰	بیان قرأت و وقف وغیرہ	۱۵۰
۴۱	باب امامت کے بیان میں	۱۵۲
۴۲	ترتیب صفوف و مسئلہ خازاذ	۱۵۹
۴۳	باب نماز میں سے فاسد ہو جانے کے بیان میں	۱۶۲
۴۴	باب مسبوق و مدرک کے بیان میں	۱۶۵
۴۵	بیان اس نماز کی طرف رجوع کرنا	۱۱۸
۴۶	باکی طرف پشت کرنا مکروہ ہے	۱۶۸

۴۷	باب زکوٰۃ اموال کے بیان	۶۹	۷۳	باب زکوٰۃ جانوروں کے مسائل	۲۱۴
۴۸	نصاب اور کسور کے بیان	۱۱۹	۷۴	باب نقد مال کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۱۹
۴۹	عشر کی اصل کا بیان	۱۷	۷۵	نکتہ متعلقہ دیہات اور ان کی قسمیں	۲۱۷
۵۰	قدر واجب مع قدر واجبہ کا بیان	۱۲۰	۷۶	نکتہ برائے اختلاف ارض سے	۲۱۸
۵۱	نکتہ قرات در زکوٰۃ قرات	۱۲۲	۷۷	نکتہ صورت حکم تقسیم و ترجیح احکام	۲۱۸
۵۲	تراجع کا بیان	۱۲۴	۷۸	باب زکوٰۃ کاموں کرنے والے کے بیان میں	۲۱۹
۵۳	باب فرض مدبر بھی ملنے کے بیان میں	۱۲۵	۷۹	باب مکاتب کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۲۱
۵۴	باب قضا نماز میں ہو کرنے کے بیان میں	۱۲۷	۸۰	باب عشر کے بیان میں	۲۲۲
۵۵	باب سجدۂ سہو کے بیان میں	۱۲۸	۸۱	باب صرف زکوٰۃ کے بیان میں	۲۲۳
۵۶	باب تراویح نماز کے بیان میں	۱۸۰	۸۲	باب صدقۂ فطر کے بیان میں	۲۲۶
۵۷	باب قرآن کے متعلقات کے بیان میں	۱۸۲	۸۳	کتاب الصوم	۲۲۹
۵۸	باب نماز جمعہ کے بیان میں	۱۸۶	۸۴	رؤیت ہلال کا بیان	۲۳۰
۵۹	باب صلوٰۃ عیدین کی قدر کے بیان میں	۹۱	۸۵	شک کے دن روزہ رکھنے کا بیان	۲۳۱
۶۰	باب سجود قرآن کی تعداد کے بیان میں	۱۹۳	۸۶	باب ان چیزوں کے بارے میں جن سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا	۲۳۳
۶۱	باب طلب باران کی نماز کے بیان میں	۱۹۵	۸۷	وجوبات قضا کا بیان	۲۳۳
۶۲	باب خوف کی نماز کے بیان میں	۱۹۷	۸۸	صوم کا تفصیلی نقشہ	۲۳۵
۶۳	باب جنازہ کے بیان میں	۱۹۸	۸۹	۳ بدعات متعلقہ کفارہ کا بیان	۲۳۵
۶۴	باب شہید کے بیان میں	۲۰۷	۹۰	صبح کاذب اور صبح صادق میں	۲۳۶
۶۵	باب کعبہ کے عدد سال پڑھنے کے بیان میں	۲۰۸	۹۱	روزہ کی مکروہات کا بیان	۲۳۷
۶۶	کتاب الزکوٰۃ	۲۰۹	۹	باب اعتکاف کے بیان	۲۴۲
۶۷	جو مال زکوٰۃ کی نوعوں کا بیان	۲۱۰	۹۲	کتاب الحج	۲۴۵
۶۸	باب چوپاؤں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۲۱۱	۹۳	شروط حج اور مواقیت احرام کا بیان	۲۴۶
۶۹	گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان	۲۱۲	۹۴	کیفیت احرام کا بیان	۲۴۸
۷۰	بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا بیان	۲۱۳	۹۵	ارتکاب محرم کے لئے محظورات میں	۲۴۹
				محرمات قدوم کا بیان	۲۵
۷۱	باب گائے، بیل بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کے تفصیلی مسائل	۲۱۴	۹۶	صفۃ حج کے درمیان کسی کا بیان	۲۵۳

۹۷	وقف عرفہ کا بیان	۲۵۴	۱۱۳	نکاح خیار نکاح موقت باطل ہے	۲۹۳
۹۸	وقف مزدلفہ اور رمی کا بیان	۲۵۵	۱۱۴	باب مہر کے متعلق بارہ مسئلوں کے بیان میں	۲۹۴
۹۹	وقف رمی، ذبح، حلق صدر اور رمی جمار کا بیان	۲۵۶	۱۱۵	فصل بارہ مسئلوں کے بیان میں	۲۹۸
۱۰۰	اعمال حج سے متعلق متفرق مسائل	۲۶۰	۱۱۶	توکیل نکاح، فضولی کا بیان	۲۹۹
۱۰۱	باب قران کے بیان میں	۲۶۱	۱۱۷	باب مہر کے بیان میں	۳۰۰
۱۰۲	باب تمتع کے بیان میں	۲۶۲	۱۱۸	مہر مثل، باب اور کئی صورتوں کا بیان	۳۰۳
۱۰۳	حج تمتع کے باقی احکام	۲۶۶	۱۱۹	مقدار مہر میں روایتوں کا اختلاف	۳۰۵
۱۰۴	باب جنایات کے بیان میں	۲۶۷	۱۲۰	مہر میں زوجین کے اختلاف کا فیصلہ	۳۰۶
۱۰۵	مفسد حج و غیر مفسد حج امور کا بیان	۲۶۹	۱۲۱	باب سلام کے نکاح کے بیان میں	۳۰۷
۱۰۶	احصار کا بیان	۲۷۰	۱۲۲	چھ قسم کی عورتوں کا اجمالی نقشہ	۳۱۰
۱۰۷	باقی احکام احصار کا بیان	۲۷۱	۱۲۳	باب کافر کے نکاح کے بیان میں	۳۱۱
۱۰۸	تحیۃ احکام احصار	۲۷۳	۱۲۴	باب اولیت کے بیان میں	۳۱۴
۱۰۹	باب میقات سے بلا احرام جانے کے بیان میں	۲۷۴	۱۲۵	کتاب الرضاع	۳۱۵
۱۱۰	باب ایک احرام سے دوسرا احرام کر لینے کے بیان میں	۲۷۵	۱۲۶	رضاعت کی تحدید اور اس سے حرمتوں کے تفصیلی فتوے	۳۱۷
۱۱۱	باب حج افراد سے عمرہ کے ملک جانے کے بیان میں	۲۷۶	۱۲۷	کتاب الطلاق	۳۲۳
۱۱۲	قصر کے باقی احکام	۲۷۷	۱۲۸	طلاق کی اقسام کا بیان	۳۲۴
۱۱۳	باب حج قران کے بیان میں	۲۷۸	۱۲۹	باب طلاق مریض کے بیان میں	۳۲۹
۱۱۴	باب دوسرے کیطرف سے حج کرنے کے بیان میں	۲۷۸	۱۳۰	فصل طلاق کو زمانہ کی طرف منسوب کرنا	۳۳۸
۱۱۵	احرام باندھنے یا نیت کے بغیر وقوف کا بیان	۲۷۹	۱۳۱	فصل سنت سے کل طلاق دینے کے بیان میں	۳۳۰
۱۱۶	باب ہدی کے بیان میں	۲۸۱	۱۳۲	باب کنایات کے بیان میں جملہ کنایات کا بیان	۳۳۱،۳۳۲
۱۱۷	مسائل متفرقہ	۲۸۲	۱۳۳	فتاویٰ مہر کر بعدی مع حکم برصورت	۳۳۳
۱۱۸	کتاب النکاح	۲۸۳	۱۳۴	باب سپردگی طلاق کے بیان میں	۳۳۴
۱۱۹	نکاح کی تعریف اور اس کا حکم	۲۸۵	۱۳۵	فصل امر بالید کے بیان میں	۳۳۵
۱۲۰	فصل محرمات کے بیان میں	۲۸۷	۱۳۶	فصل مشیت کے بیان میں	۳۳۶
۱۲۱	محرمات کی تفصیل	۲۸۸	۱۳۷	باب تعلیق کے بیان میں	۳۳۸
۱۲۲	حلال لوگوں کا بیان	۲۹۰	۱۳۸	باب بیاری طلاق کے بیان میں	۳۴۲

۱۴۹	صبر جمیل	۳۴۳	۱۶۹	باب لعنت کے بیان میں	۳۷۷
۱۵۰	باب رضعت کے بیان میں	۳۴۵	۱۷۱	باب جھوٹے کی تحصیل الایمان	۳۷۸
۱۵	طلاق کے احکام	۳۴۷	۱۷۲	فقیہ ذوالوجوہ	۳۸۰
۱۵۲	باب ایلاء کے بیان میں	۳۵۰	۱۷۲	کتاب الاعتاق	۳۸۱
۱۵۳	اعتاق پر کی تخصیص	۳۵۱	۱۷۳	باب اس قدر کے بیان میں جس کا کچھ حصہ آزاد کیا جائے	۳۸۳
۱۵۴	باب ظہار کے بیان میں	۳۵۳	۱۷۴	باب اپنی ہی قسم کھانے کے بیان میں	۳۸۸
۱۵۵	باقی احکام ظہار	۳۵۵	۱۷۵	باب ان کے بیان میں جو لکھنے کے بیان میں	۳۸۹
۱۵۶	ظہر سے متعلق دیگر صورتوں کا تذکرہ	۳۵۷	۱۷۶	باب مدبر کے بیان میں	۳۹۰
۱۵۷	لعان کے بیان میں	۳۵۸	۱۷۷	باب ام ولد کے بیان میں	۳۹۲
۱۵۸	کفر و خطاء کے بیان	۳۶۹	۱۷۸	کتاب الایمان	۳۹۳
۱۵۹	باب طلاق کے بیان میں	۳۷۲	۱۷۹	حلف کے احکام	۳۹۴
۱۶۰	باب نامرد وغیرہ کے بیان میں	۳۷۵	۱۸۰	باب داخل ہونے نکلنے رہنے اور نہ رہنے پر قسم کھانے کے بیان میں	۳۹۸
۱۶۱	باب صدقہ کے بیان میں	۳۷۹	۱۸	باب کھانے پینے اور کلام کرنے پر قسم کھانے کے بیان میں	۴۰۱
۱۶۲	عدت وراثت کے بیان	۳۸۷	۱۸۲	باب طلاق دینے اور آزاد کرنے کی قسم کھانے کے بیان میں	۴۰۵
۱۶۳	احکام ہدیہ کی تحصیل	۳۹۱	۱۸۳	باب خرید و فروخت کا ان اور ... کی قسم کھانے کے بیان میں	۴۰۷
۱۶۴	شوہر کے مرنے پر عورت کے سوگ منانے کا حکم	۳۹۱	۱۸۴	باب ... قسم کھانے کے بیان میں	۴۱۱
۱۶۵	باب جب طلاق ہونے کے بیان میں	۳۹۲	۱۸۵	کتاب الحدود	۴۱۲
۱۶۶	حدود جب کے لئے واجب	۳۹۳	۱۸۶	باب ان حق کے بیان میں [illegible]	۴۱۸
۱۶۷	حکم کی ... اور ... سے [illegible]	۳۹۵	۱۸۷	باب [illegible] گواہی [illegible]	۴۱۹
۱۶۸	باب بچے کو گود لینے کے بیان میں	۳۹۶	۱۸۸	باب شراب نوشی کی حد کے بیان میں	۴۲۲

۱۸۹	باب شہادت زنا کے بیان میں	۴۲۴	۱۳	تزکیہ کے بیان	۴۵۱
۱۹۰	فصل سزا کے بیان میں	۴۲۹	۱۴	باب عزت بخشنے کے بیان میں	۴۵۳
۱۹۱	کتاب السرقہ	۴۳۸	۱۵	عزت بخشنے کے ذرائع کی تفصیل	۴۵۵
۱۹۲	سوا جب قطع دیگر موجب قطع اشیاء کی تفصیل	۴۴۰	۱۶	باب دعوٰی کے بیان میں	۴۵۶
۱۹۳	فصل محفوظ جگہ کے بیان میں	۴۴۰	۱۷	کتاب العتیق	۴۵۷
۱۹۴	فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور سرقہ ثابت کرنے کے بیان میں	۴۴۳	۱۸	کتاب الولاء	۴۵۸
۱۹۵	باب رہزنی کے بیان میں	۴۴۶	۱۹	کتاب الدبر	۴۵۹
۱۹۶	کتاب السیر	۴۴۷	۱۱۰	کتاب المکاتب	۴۶۰
۱۹۷	باب مال غنیمت اور اسکی تقسیم کے بیان میں	۴۴۸	۱۱۱	کتاب الشرکۃ	۴۶۱
۱۹۸	باب امان دینے کے بیان میں جو مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے ہو	۴۴۴	۱۱۲	شرکت مفاوضہ اور شرکت عنان کا بیان	۴۶۲
۱۹۹	باب کافروں کے غلبہ کا بیان	۴۴۴	۱۱۳	شرکت عمل اور وجوہ کا بیان	۴۶۴
				شرکت فاسدہ کا بیان	۴۶۵
۲۰۰	باب مرتدین کے بیان میں	۴۴۵	۱۱۴	کتاب الوقف	۴۶۶
۲۰۱	مرتدین اور اہل اسلام میں ایک سال سے زیادہ کی صلح کا بیان	۴۴۶	۱۱۵	احکام وقف کی تفصیل	۴۶۷
۲۰۲	باب عشر خراج اور تجارت کے بیان میں	۴۴۸			

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

[illegible]

والصلوٰۃ علی رسولہ المخصوص بھذا الفضل العظیم وعلی آلہ الذین فازوا منہ بحظ صحیح

اور رحمت ہو اللہ کے رسول پر جو خصوص ہیں اس فضل عظیم کیساتھ اور آپ کی آل پر جو کامیاب ہوئی ہے اس کے بڑے حصہ کیساتھ

قولہ والصلوٰۃ الخ اللہ کی طرف سے رحمت اور بندہ کی طرف سے استغفار اور ملائکہ کی طرف سے استغفار اور عام مومنین کی طرف سے دعا کو صلوٰۃ کہتے ہیں پس صلوٰۃ کے افراد میں سے ہر صلوٰۃ کے لئے (تعظیم) کے لئے ہے یہ کہ یا وصاح شدہ معانی خلاصہ کے لئے موضوع ہے حاصل یہ ہے کہ لفظ صلوٰۃ مشترک معنوی ہے جیسے انسان نہ کہ مشترک لفظی جیسے لفظ عین پس ثابت ہوا کہ اللہ و ملائکتہ الخ پر جو استعمال کیا ہے اس میں مشترک لفظی اور متعدد معانی کے ہونے کی بنا پر استعمال یہ کیا ہے یا لفظ ختم ہو گیا۔

تنبیہ۔ ماتن نے صلوٰۃ کیساتھ سلام کو ذکر نہیں کیا۔ اس سے یہ بتانا ہے کہ ذکر کے سلام کرو جیسے کہ بعض علماء کا دین ہے اور تحقیق یہ ہے کہ سلام کا ذکر مستحب ہے۔ وقولہ علی رسولہ الخ مشہور یہ ہے کہ رسول اور نبی میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر رسول نبی ہوتا ہے نہ کہ ہر نبی رسول ہوتا ہے کیونکہ نبی کہتے ہیں ہر اس شخص کو جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہو لوگوں کی طرف خواہ شریعت جدید لانے والا ہو یا نہ ہو اور رسول کہتے ہیں اس نبی کو جو شریعت جدید لانے والا ہو۔ پس ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہے مگر یہ کہ نبی کو شخص اور اشخاص میں سے کسی خبر دی پر رسول کا اطلاق کیا جائے۔ پس رسول عام ہے برخلاف نبی کے کہ وہ صرف صاحب وحی انسانوں پر بولا جاتا ہے۔ اس سے وہ حاصل ہے کہ اللہ صاحب کتاب اور غیر صاحب کتاب دونوں پر بولا جاتا ہے اس لحاظ سے عام ہے۔

قولہ و علی الخ ماتن نے اہل بیت پر درود بھیجنے کو ترک کر کے ذیل پر درود کیا ہے جو اس کو اجاگر کرنے میں اور حدیث "من فصل بین و بین آلی بعلی لم ینل شفاعتی" کے بیان کرنے میں کہ جو شخص میرے اور میری آل کے درمیان فاصلہ کرے گا علی کے ساتھ وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔ وجہ اس میں یہ ہے کہ اولی تو یہ حدیث موضوع ہے اور بفرض صحت اس کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص آپ کی آل کے درمیان حضرت علی کے ذریعہ فصل کرے گا وہ ان کو نہ پائے گا۔ اس کو نہ پانا شفاعت سے محروم رہنا ہے۔

قولہ الخ آل کی اصل اہل ہے ہمزہ سے بدلا ہمزہ ہے یا تخفیف ہمزہ کی بنا پر الف سے بدلی اور یاء سوال ہوا کہ ہمزہ سے بدلنا صحیح ہے۔ کیونکہ تغلب و ابدال کا مقصد ثقیل کو تخفیف کی طرف منتقل کرنا ہوتا ہے اور یہاں اس کا عکس ہو گیا کیونکہ ہمزہ ثقیل ہے اور الف خفیف ہے جواب ہم اس کی جانب سے منتقل کرنے سے مقصود بالذات اعراب ثقیل نہیں بلکہ تخفیف منتقل یعنی الف کی طرف منتقل کرنے کے لئے وسیلہ تھا اس لئے کہ ہمزہ الف سے بدلا ہوا ہو نہ کہ الف ہمزہ سے بدلا ہوا ہو جیسے عراق، ہمزہ اصل میں ہمزہ تھا۔

سوال اہل تو خود آل پر موقوف ہے کیونکہ وہ اہل تصغیر ہے اور تصغیر فرع ہوتی ہے مکبر کی اہل پر موقوف ہونے والا اہل آل پر موقوف ہونے والا ہو گا اور یہ دور ہے جواب دور اس وقت لازم آتا جب توقف کی جہت متحد ہوتی اور یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ مصغر کا مکبر پر موقوف ہونا وجود تحقیق کے اعتبار سے ہے اور مکبر کا مصغر پر موقوف ہونا معروف ہونے کے اعتبار سے ہے۔ پھر لفظ آل کو بھی اصل بدل کے اعتبار سے خاص ہے۔ مگر استعمال کے اعتبار سے اس میں دو خصوصیتیں پیدا ہو گئیں ان پر اکثر اہل لغت غیر ماتن کی جانب سے ہوتی ہیں ایک اسلام اور آل صرف نہیں کہا جاتا بلکہ اہل اسلام اور اہل صرف کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ ماتن کی مذہب بھی ہے کہ آل کی اضافت ہوتی ہے جب اس کے لئے کوئی شرافت و فضیلت ذاتی دنیاوی ہو جیسے آل نبی اور آل سلطان۔

محمد عفی عنہ

قال مولانا المحبّر المحرّر فصاحب الشرع في التقرير و التحرير علم الهدى
کہتے ہیں ہمارے مولیٰ عالم بے بدل کار ، تقریر و تحریر میں سنت چلانے والے ، جانب کے علم ہدایت

خلاصة الورى مالك زمام العلى مظهر كمالات ربه المعطي كشاف الحقائق
خلاصہ مخلوق ، مالک زمام بلندی ظاہر کرنے والے کمالات اپنے رب عطا کرنے والے حقیقتوں کو کھولنے والے

سيف الخلائق سلطان علماء المشرق والمغرب حافظ الحق والملة والدين شمس الاسلام والمسلمين
تلوار مخلوقات بادشاہ علماء مشرق و مغرب کے حافظ حق و ملت و دین سورج اسلام و مسلمین کے

وارث الانبياء والمرسلين ابو المكارم عبد الله بن احمد بن محمود المعروف بـ النسفي
وارث انبیاء و مرسلین کے والد ہیں جن کی بہت اچھی کرامتیں اور نام محمد بن احمد بن محمود کے بیٹے نسفی کے رہنے والے ہیں ،

متع الله المتقين بدوام بقائه كما وفّق الهمم مالكة الى المكرمات
متقیوں کا اللہ فائدہ دیتا رہے دوام بقا سے جیسا کہ توفیق دی ہمتوں کو مالک ہونے کی طرف

والطبائع راغبة على المعالات ازدك ان الحص طوافي بدكر هذا علم وقوعة
اور طبیعتیں حرص کرنے والی بلندیوں سے تو ملامہ کتابوں میں سے کتاب والی قال سماں کو ذکر کیا کے ساتھ جن کا وقوع عام

وكثر وجودا لتتكثر فائدته وتعم عايدته فشرعت فيه
اور وجود کثرت ہوتا ہے تاکہ اس کا فائدہ بڑھے اور نفع زیادہ ہو میں شروع کروں میں نے اس کی تکمیل

بعد القماس طالبني من بعض الاصدقاء واصاحل الاخيار الذين هم بمنزلة الاعين للعين والعين للانسان
بعد التماس طلب کیا مجھ سے بعض دوستوں اور اچھے لوگوں سے جو کہ بمنزلہ آنکھ کے لئے اور آنکھ کی مانند ہیں انسان کے لئے

مع عاجلي بن الفوزي وصيّا بكثير الذكائي
مع عاجلی بن فوزی وصیا بکثیر الذکائی

من مواضع ومشاغل کے بچتے ہوئے جس میں شہر چاچ ہوا اور نام رکھ دیا میں نے اس کا کہ ملا قاق

وهو دان خلا عن التعصب و التعقد اطلب فلم يحلى بمصنفات الفتاوى والواقعات
اور یہ کو نکلی دانشور مسائل سے جان سے گہرا تعصب اور کینہ برا مسائل سے طریق سے

فطلبتها بذلك العلامات وزيادة العناء بالاطلاع
تو طلب کیا کرنے والوں نے علامات بہت اور زیادہ کرنے والے محنت کی زیادتی ساتھ اطلاعات کی طرف

و بلغ التوفيق بالاتمام و تمّ بحمد الله على الاختتام
اور پہنچی توفیق ہے پورا کرنے تک اور تھا مکمل کرنے علامات اس کے اختتام کو

قولہ قال مولانا المحبر المحرر الخ پہلی سے جملہ تک علامات ناشر کے بعض نسخوں کی ہے اصل مسودہ میں بقول فاضل یہ عبارت نہیں ہے قولہ "قال العبد الضعيف الفقير الى الله الودود ابو البركات عبدالله بن احمد بن محمود النسفي عفر الله له وبوالديه واحسن اليهما وإليه" الحمد سارے عالم کو پروردگار ذات و بزرگ صفات ، پاک و برتر ہے نام کا جس نے جمع کرنا ، نصیحت جمع کرنے والے کو اس چھوٹے سے فقیر کو کہے میں محمود کے بیٹے احمد کے بیٹے عبداللہ کی طرف سے جو کہ بڑا ہے کہ بڑا گنہگار ہے بڑھے والے پر ظلم اور قبول کرنے والا ہے توبہ کا بڑا جرم بخشنے والا ہے گناہ کا بڑا ڈھانپنے والا ہے عیب کا بڑا مالک ہے بڑی چیز کا بڑا مالک ہے بڑے انعام کا بڑا توفیق دینے والا ہے بھلائی کی طرف ، حافظ اصطلاح میں اسکو کہتے ہیں جس کا علم ایک

کا کلام حادث کہنا ہو گا جو کہ باطل ہے۔ اشعری جو تین لاکھ علماء کا امام ہے، اس کے بعد حنفی کہ جس کی صحیح احادیث حد تواتر تک پہنچتی ہیں، یہ کہنا کہ ان کی نسبت ہمیں کچھ معلوم نہیں، یہ بڑی جرأت ہے۔ ماتریدی جو حنفیوں کا امام ہے، اس کی نسبت یہ کہنا کہ اس کی اطاعت ہمیں نہیں، یہ بڑی بے ادبی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے ائمہ ہیں جن کی نسبت یہ کہنا کہ ان کی اطاعت ہمیں نہیں، یہ بڑی بے ادبی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے ائمہ ہیں جن کی نسبت یہ کہنا کہ ان کی اطاعت ہمیں نہیں، یہ بڑی بے ادبی ہے۔

(فائدہ) ہر چیز کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک قسم کو دوسری قسم سے ممتاز کرنے کے لئے ان کے ساتھ کچھ قیود لگائی جاتی ہیں۔ ان قیود کو فصول کہتے ہیں۔ فصول کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کو فصل حقیقی کہتے ہیں۔ دوسری قسم کو فصل اضافی کہتے ہیں۔ فصل حقیقی وہ ہے جو ذاتی ہو۔ یعنی اس کا تعلق ذات سے ہو۔ فصل اضافی وہ ہے جو ذاتی نہ ہو۔ یعنی اس کا تعلق ذات سے نہ ہو۔ فصل حقیقی کی مثال جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرتے ہیں۔ یہاں حیوان جنس ہے اور ناطق فصل حقیقی ہے۔ کیونکہ ناطق کا تعلق ذات سے ہے۔ فصل اضافی کی مثال جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کرتے ہیں۔ یہاں حیوان جنس ہے اور ضاحک فصل اضافی ہے۔ کیونکہ ضاحک کا تعلق ذات سے نہیں ہے۔

(فائدہ) ہر چیز کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک قسم کو دوسری قسم سے ممتاز کرنے کے لئے ان کے ساتھ کچھ قیود لگائی جاتی ہیں۔ ان قیود کو فصول کہتے ہیں۔ فصول کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کو فصل حقیقی کہتے ہیں۔ دوسری قسم کو فصل اضافی کہتے ہیں۔ فصل حقیقی وہ ہے جو ذاتی ہو۔ یعنی اس کا تعلق ذات سے ہو۔ فصل اضافی وہ ہے جو ذاتی نہ ہو۔ یعنی اس کا تعلق ذات سے نہ ہو۔ فصل حقیقی کی مثال جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرتے ہیں۔ یہاں حیوان جنس ہے اور ناطق فصل حقیقی ہے۔ کیونکہ ناطق کا تعلق ذات سے ہے۔ فصل اضافی کی مثال جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کرتے ہیں۔ یہاں حیوان جنس ہے اور ضاحک فصل اضافی ہے۔ کیونکہ ضاحک کا تعلق ذات سے نہیں ہے۔

(فائدہ) ہر چیز کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک قسم کو دوسری قسم سے ممتاز کرنے کے لئے ان کے ساتھ کچھ قیود لگائی جاتی ہیں۔ ان قیود کو فصول کہتے ہیں۔ فصول کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کو فصل حقیقی کہتے ہیں۔ دوسری قسم کو فصل اضافی کہتے ہیں۔ فصل حقیقی وہ ہے جو ذاتی ہو۔ یعنی اس کا تعلق ذات سے ہو۔ فصل اضافی وہ ہے جو ذاتی نہ ہو۔ یعنی اس کا تعلق ذات سے نہ ہو۔ فصل حقیقی کی مثال جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرتے ہیں۔ یہاں حیوان جنس ہے اور ناطق فصل حقیقی ہے۔ کیونکہ ناطق کا تعلق ذات سے ہے۔ فصل اضافی کی مثال جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کرتے ہیں۔ یہاں حیوان جنس ہے اور ضاحک فصل اضافی ہے۔ کیونکہ ضاحک کا تعلق ذات سے نہیں ہے۔

محمد عبد المنان گکھوی۔

كتاب الطهارة

فرض	وضوء	غسل	وجوبه
[illegible]	فرض (اور پیش) [illegible]	[illegible]	[illegible]

فرائض الوضوء ہیں

توضیح اللغۃ ۔ کتاب الطہارۃ مضاف ہے مضاف الیہ کی طرف کتاب الطہارۃ ۔ یا مصدر ہے بمعنی پاک کرنا اور مصدر کتب الثلاثی مصدر سے بمعنی جمع کرنا یا بمعنی خاص بمعنی مفعول سے جیسے لباس بمعنی ملبوس ہے اور مطلق مرکب ہے اور مطلق مرکب کے لیے جمع ہیں جس کا مستقل بیان ابو یوسف وہ مصدر ہے مستقل ہو جیسے کتاب الطہارۃ یا بمعنی تابع ہو جیسے کتاب الطہارۃ یا بمعنی جامد مصدر ہے بمعنی نظافت اور جسم حاصل مصدر ہے بمعنی پانی ماندہ پانی اور مکسور ہے بمعنی آلہ طہارت جس کا معنی دلیل قطعی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فرض قطعی جس کا منکر کافر، تارک فاسق، فاسق عقاب ہوتا ہے۔ (۲) فرض ظنی جس کے تارک پر استحقاق عذاب ہے کافر نہیں ہوتا ہے فرض ظنی کی دلیل خبر واحد ہے۔

تشریح الفقہ قولہ کتاب الطہارۃ مع اس کے کہ طہارت کے بیان کے بہت سے مقامات ہیں اور کتاب الصلوٰۃ سب سے پہلے طہارت کو ذکر کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ صحت صلوٰۃ کے لیے شرط ہوتے ہیں پھر شرط مقدم ہوتا ہے اور مقدم اولیت کی بنا پر ذکر کیا جاتا ہے اور اولیت کی وجوہ میں سے اہم ہے۔ قال النبی صلعم الصلوٰۃ عماد الدین الحدیث۔ شارحین کا سوال ہے کہ اس کا کیا معنی ہے اس کا جواب علامہ عینی نے دیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ دین کو صحیح طور پر قائم کرنا ہے اس کا معنی

میں جبر کی حد فاصل شعر سے حد کرتی ہے۔ و علی اصل حد صنع پیشانی سے آغاز ہوتا ہے۔ (۲) اول کمی لاوین، کا لفظ "کالی سفید" پر ہے بڑا ایسا کہ حکم میں داخل ہوگا اور حتی یا دانتے کہ بھی بھی بھی پر کی حد فاصل شعر ہے ہے یہاں تک کہ وہ تھی بیخوبی کے نیچے گئے۔ داخل۔ وہ کنوں کی ٹوک حاشیہ نہیں ہے۔ (۳) ان کمی الاوین کے۔ کالے ان کمی الاوین کہ تھا ہے تھا کہ ایک کان میں دو داڑھیں ہوتیں بلکہ ہر ہر کان میں ایک ایک ہوتی ہے۔ (۴) اس تعریف سے یہ لازم آتا ہے کہ "کوٹھ تک سر" کے حد کا بھی ضروری ہونا کہا نہیں ہے۔

(۱) کا جواب یہ ہے کہ تعریف اعتبار غالب ہے اور (۲) کا جواب یہ ہے کہ عبارت میں حذف ہے ان یکون الاصل ان المحتی الاوین اور (۳) کا جواب یہ ہے کہ ان ہم ص ہے جو تفصیل اکثر سب کو شامل ہوتا ہے یعنی اکثر کی صفت مقرر ہوں کانوں کی طرف ہے اور (۴) کا جواب یہ ہے کہ شاید مذکورہ کا ضرر قطع حریج کی وجہ سے ساقط ہوگیا ہو یا عرف عام کی تعریف مایوجد فی الغالب کے ساتھ کرتے اس بات کے رہ شاید مذکورہ یا پوجد میں داخل ہی نہیں۔

قولہ وبمسحہ مع بلہ یعنی پورے کی صد بندی سے غرض کے حد و حد پانی کی تحدید ہے جس کا بیان یہ ہے کہ آیت "وایدیکم الی المرافق" میں مائدہ کے مزدک ہاتھ پاؤں کے دھونے میں کہنیاں اور ٹخنے داخل ہیں اور دلائل کے ذریعہ ایک خارج ہوگیا ہے کہنے میں کہ جب کسی چیز کی انتہا بیان کی جاتی ہے تو اس میں وہ انتہا داخل نہیں ہوتی جیسے دریا صوم تک قولہ تعالیٰ اتموا الصیام الی اللیل میں غایت یعنی رات صوم میں داخل نہیں اور وضو میں بالاتفاق داخل نہیں۔ اسی طرح یہاں بھی کہنیاں اور ٹخنے ہاتھ پاؤں کے حکم میں داخل نہیں ہونے چاہئیں۔ ائمہ ثلاثہ کے دلائل دوسرے مقامات میں آئی ہے۔ بعد ایک اشکال پر قیاس "صحیح نہیں ہوتا ہے ہاتھ پاؤں بالاتفاق پورے صحیح ہوتے ہیں۔ اگر یہ جواب دیا جائے کہ ہاتھ پاؤں کا دھونا بغیر تمام اعضاء کے ممکن نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں اتمام کا ثابت کرنے کے لئے کہنیوں کا دھونا اور غایت کے لئے ہے تو کہنیاں اور ٹخنے حکم غسل میں داخل ہیں اور ان سے باہر کا حصہ سر بھانہ وزہ کے کہ اس کا اطلاق بالیک کلی کھانے پینے سے ہے بھی ہوتا ہے اس لئے وہاں کی حد تک کے لئے جنت کی استقاط کے لئے بھی روزہ کا حکم صحیح ہے۔ تمام تک ۱۲ بجے دن ہوا۔ اس حکم سے خارج کرتا ہے

قولہ وصح بربع راح چوتھائی سر مسح کا ضروری ہونا حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے یہاں تشریف لائے اور پیشاب سے فراغت کے بعد وضو کرتے ہوئے چوتھائی سر اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا (صحیح ابوداؤد، ص ۱۸، ج ۱، مجتبائی، دار قطنی، ص ۷۰، ج ۱) حدیث با اضطراب صحیح راجح شافعی پر ہے جو تین بالوں کے مسح کو کافی کہتے ہیں اور ہم نے ربع تک پر جو تہائی سر کے مسح کو فرض کہتے ہیں۔

وسنتہ غسل یدیہ الی رسغیہ ابتداء کالتسمیۃ والسواک وغسل فمہ وانفہ بمیاہ

اور وضو کی سنتیں ہیں ہاتھوں کو دھونا پہنچوں تک ابتداء بسم اللہ کہنا اور مسواک کرنا اور منہ (یعنی کلی کرنا) اور ناک میں پانی دینا۔

سنن وضو کا بیان

لغوی تشریح الفقہ وسنتہ ۳ کا صیغہ ہے۔ گذشتہ سبق میں اس لفظ پر کلام ہو چکا ہے۔ مسواک۔ منہ۔ انف۔ ناک۔ میاہ۔ جمع ماء، پانی۔

تشریح الفقہ قولہ وسنتہ الخ سنت کے معنی متعلق طریقہ اور عادت کے ہیں۔ اصطلاح میں اس کی مختلف تعریفیں ہیں۔ مگر سب تعریفوں میں یہ بات یکساں ہے کہ "سنت وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب ہو اور ترک پر عتاب نہ ہو۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ تو سنت کی تعریف نہیں بلکہ تعریف بالحکم ہے شرح نقایہ میں ہے کہ سنت وہ ہے جو صنو علیہ السلام کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔ صاحب منتہیٰ نے اس تعریف پر سنت صباح کو بھی شامل ہونے کا لکھا سنت اور شی ہے اور صباح اور صاحب منتہیٰ فرماتے

ہیں کہ سنت دینی علوم کے جاری طریق کو کہتے ہیں۔ تعریف فرض و واجب وغیرہ کے لئے کشف میں ملاحظہ فرمائیں۔ "ولاد حوب" کی بیدگانی گئی ہے کہ سنت کی تعریف ہر فریق کے لحاظ سے الگ الگ ہے جیسا کہ اصول سنت دین علوم کے اس جاری طریق کو کہتے ہیں جس پر حضور ﷺ نے خود عمل کیا ہو اب اگر آپ کا عمل طریق ہدیٰ ہو تو سنت مؤکدہ ہے ورنہ بھی بعض کے نزدیک سنت زائدہ ہوتا ہے۔

قولہ عسل ۔ یہ مشتق ہے عسل سے جس کے معنی ہیں بہنا اور اصطلاح میں اس کے معنی ہیں "جاری کرنا پانی کا اعضاء پر" اس تعریف سے یہ بات نکل گئی کہ عسل کی ابتدا اس فعل پانی سے ہونی چاہئے مصنف نے اس قید سے احتراز کر لیا ہے جو کہتے ہیں کہ وضو کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہاتھ دھوئے بغیر وضو کرنے کے لئے منع ہے۔ (۲) اصل کے لحاظ سے یہ لفظ مصدر ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "عسل کے بغیر وضو نہیں ہوتا۔ اخلاقہ بعد قبل خبیثات ہے) مگر تمہید سے مراد عام کرنا ہے اور یہ مجاز ہے۔ یہ مطلق کا اطلاق ہے یہ کہنا کہ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ کہنا۔ پڑھنے کے معنی میں ہے۔ ہم نے اس کی تحقیق کر لی ہے اور اصل وضاحت سے کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو فضل کرے پھر جب ہم نے نماز کے مسائل میں شروع کیا ہے تو ان کی تحقیق کر لی ہے علامہ عینی فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ مستحب کہنا کہ مستحب ہونا ثابت ہے جبکہ اس کی تصدیق پر احادیث کثیرہ شاہد ہیں۔ کہ ان سے معارضہ ان دو حدیث سے ہوں تو ان کا ترجیح دینا واجب ہوتا ہے کہ ان ایک دوسرے کی طرف گئی ہے اس کی تحقیق کی ہے۔

قولہ والسواک ۔ (۳) مسواک کرنا کہ یہ مصدر ہے مسواک کرنا کہ یہ اسم ہے کہ یہ آلہ کے معنی میں ہے تطہیر کا خیال رہے تاکہ دونوں کے لئے مسواک کا تذکرہ ہو جائے۔ (احمد ابو داؤد، حاکم۔ نسائی، ابو نعیم عن ابن عباس۔ مالک عن ابن ہریرہ۔ ابن ماجہ عن ابن عمر) ان سب میں مسواک کی تاکید ہے۔ (۱) مسواک سنت مؤکدہ ہے کہ اس کے تارک پر ملامت ہے۔ (۲) سنت نماز سے ثواب ملتا ہے۔ (۳) سنت ہے امام اعظم سے یہی منقول ہے۔

فائدہ ۔ احادیث میں مسواک کے بڑے فضائل ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسواک کرنے والے کا ثواب ستر سال کے نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ (احمد ابو نعیم، حاکم۔ نسائی، ابو نعیم عن ابن عباس۔ مالک عن ابن ہریرہ۔ ابن ماجہ عن ابن عمر) مسواک کرنا کہ اس سے منہ صاف ہوتا ہے رب کو پسند ہے۔ (نسائی، احمد، بخاری، حاکم)

قولہ وغسل فمہ ۔ (۴) کہ کلی کرنا منہ کی کہ منہ سے پہلے یہ تھا اس سے مراد کلی کرنا ہے۔ مصنف نے مضمضہ اور استنشاق کے بجائے "غسل فمہ" کہا ہے جس میں مضمضہ، شطب ہے۔ علامہ عینی نے کہا ہے کہ مضمضہ میں استیعاب کی طرف اشارہ ہے ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہ بھی مضمضہ میں بھی موجود ہے بغیر استیعاب کے اس کا حاصل نہیں ہوتا ہے اور کلی میں پانی اسے کہتے ہیں (اتنی مقدار پانی کہ جو منہ کے تمام حصوں میں پہنچ جائے) طحاوی حنفی نے کہا ہے کہ کلی میں پانی کا ہلانا کے بال بھی اصل ہے اور ابن قدامہ حنبلی نے کہا ہے کہ کلی کرنا تمام پانی کو اصل کہتے ہیں (۱) ہر پانی سے ایک ساتھ مضمضہ اور استنشاق کرنا ہے یہ روایت امام شافعی کے ہر ایک ہی فعل ہے اس وضو میں مضمضہ تمام صفت میں اختلاف ہے جس کا تعین، عدم تعین، عدم فضیلت میں اشرف ہے۔

وتخليل لحيته وصاحه ونقيث مصلي والقيه وصبح ثني وسنه حره

(اور ڈاڑھی کا اور انگلیوں کا خلال کرنا ہے (یہ حنفیہ کا قول ہے۔ ۱۲ منہ) اور پہلے کرنا ہر ایک ہاتھ کا ایک ہاتھ

والقيه بصاحه والوضوء المنصوص عليه والوضوء

(برتے ہوئے پانی سے) اور ان کا دونوں کا جمع کرنا اور منہ بھر کر کلی کرنا اور

شرح مع الاختلاف ... [illegible] ... ڈاڑھی کا خلال کرنا، امام ابو یوسف اور امام شافعی اور ایک روایت میں امام مالک کے نزدیک واجب ہے کیونکہ اس نے فرمایا ہے کہ وضو کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلال فرض ہے اور ابوداؤد میں حضرت انس سے روایت ہے کہ جب آپ وضو فرماتے تو ایک چلو پانی سے ڈاڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے میرے رب نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستحب ہے۔

تنبیہ: ابوداؤد کی روایت سے تو خلال واجب معلوم ہوتا ہے اور سعید بن منصور اور عبدالرزاق کی روایت سے قائل بھی ہیں کہ کیونکہ آیت وضو سے خلال کا واجب ہونا ثابت نہیں ہے خلال کا ثبوت صرف حدیث سے ہے اس سے وجوب ثابت کرنے میں زیادتی علی الکتاب لازم آتی ہے اس لئے سنت قرار دینا ہی اصوب ہے۔

قولہ وضع اصابعہ اذن (۷) انگلیوں کا خلال: تائید مقصد کے لئے شارح فرماتے ہیں کہ پانی انگلیوں کے خلال کئے کرنا کان میں انگلی ڈالنے کی طرح ہے (یعنی جس طرح کان میں انگلی ڈالنے سے کان کا خلال ہو جاتا ہے اسی طرح انگلیوں کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں ہاتھ کو دوسرے ہاتھ میں بیچ کے طریقہ پر ڈالے اور پاؤں کی انگلیوں کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی کنی انگلی کو داہنے پاؤں کی چھنگلی سے خلال کرے اور ترتیب وار تمام انگلیوں میں خلال کرتا جائے آخر انگوٹھے میں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرے۔

قولہ وتخلیل اذن (۸) کان کا خلال: اس جملہ سے بھی حصہ مطلوب ہے اور اس میں ایک ایک انگلی کو کان میں ڈالنا مراد نہیں ہے بلکہ انگلی کو کان میں داخل کرنا مراد ہے اور مرجع ضمیر ضمیر مفعول کو فرمایا "اس وضو پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا" اور بعض نسخوں میں فرمایا "اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا" اور بعض نسخوں میں ہے کہ "اس وضو کو فرمایا" اس وضو

کہ حضرت عمر نے وضو میں تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے اور سر کا مسح صرف ایک بار کیا، اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہے (مجم اوسط طبرانی) اسی طرح عبداللہ بن زید کی حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا کہ سر پورا مسح کرو ایک بار مسح کرو۔ (مجمع الزوائد)

قولہ و الاذنین الخ (۱۲) کانوں کا مسح کرنا سر کے مسح کے تابع ہے اور کانوں کا مسح کرنا امام اعظم اور امام مالک کا مذہب ہے۔ امام شافعی کے نزدیک کانوں کا مسح مستقل ہے اور امام احمد کے یہاں ظاہر پانی سے نئے کانوں کا مسح کرنا مستحب ہے۔ ان کا استدلال ابن ماجہ کی اس روایت سے ہے کہ حضور نے کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لیا۔ (بیہقی) امام طحاوی نے اس حدیث کا جواب دیا ہے کہ کانوں کا مسح سر کے مسح کے تابع ہے جس سے حضور نے نیا پانی لیا ہے یہ طریق ہے اس حدیث کو جمع کرنے کا، اور صحابہ کے عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اس کے علاوہ ابن ماجہ کی روایت سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور نے سر اور کانوں کے لئے ایک ہی پانی لیا تھا، اور ابن ماجہ کی حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے بھی حضرت عائشہ کی حدیث سے نقل کی ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کانوں کا مسح سر کے مسح کے تابع ہے۔

قولہ و الفرض مسح (۱۳) اس ترتیب کے ساتھ وضو کرنا جس کی تشریح قرآن پاک میں ہے کہ پہلے چہرہ کے دھونے کا حکم ہے پھر دونوں ہاتھوں کے دھونے کا، پھر سر کا مسح کرنا ہے اور دونوں پاؤں کے دھونے کا، پس اس ترتیب کے ساتھ وضو کرنا مسنون ہے، اور فرض مسح کی مقدار میں اختلاف ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا فرض ہے، امام شافعی کا مذہب ہے کہ سر کے کسی حصہ کا مسح کرنا فرض ہے، ابوحنیفہ کے یہاں ترتیب فرض ہے کیونکہ آیت میں واؤ ترتیب کے لئے ہے، اور شافعی کے یہاں ترتیب فرض نہیں ہے کیونکہ آیت میں واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے، بلکہ مطلق جمع کے لئے ہے، پس واؤ مطلق جمع کا مطلب یہ ہوا کہ وضو کے ان چار حصوں کی تکمیل وضو کے لئے ضروری ہے، ترتیب کا لحاظ ضروری نہیں ہے۔

قولہ و الفرض مسح الخ (۱۴) ماء (بکسر ہا) یعنی پانی ہے، اور یہ وضو کرنے کا ایک فرض طریقہ ہے، اور اگر پانی نہ ہونے یا نہ پانے کی وجہ سے وضو کے بجائے تیمم کرنا پڑے تو اس میں بھی مسح کرنا فرض ہے، اور تیمم کی حالت میں اگر پانی مل جائے تو تیمم ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر نماز کے دوران پانی مل جائے تو نماز توڑ دینا واجب ہے، اور اگر نماز توڑ کر پانی نہیں لیتا ہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور اگر نماز کے بعد پانی ملا تو نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے، اور اگر نماز کے وقت میں پانی ملا تو نماز کا اعادہ مستحب ہے، اور اگر وقت کے بعد پانی ملا تو

رحب اس کی اضافت سبابی کی طرف کیا ہے جیسے انگلی وغیرہ حالانکہ عربی میں یہ آلہ ہے کہ جو ذریعہ ہو۔ مقصود تک پہنچنے کا وضو کا فائدہ نماز کا مباح ہونا ہے یہ بھی تغلیبی اصطلاح میں ہیں نجاست کو کہتے ہیں اور پاکیزہ پاک کو کہتے ہیں فضلہ دونوں ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں، طہر یا خاوہ عالت حکمی میں ہے مراد اصرار یا مواظبت علی الوضو ہے دائم الوضو کہتے ہیں۔

تشریح الفاظ قولہ و مستحبہ مسواک وضو کے مستحبات میں سے ہے یہ کہ معاکوہ کے وقت داہنی طرف سے شروع کرے۔ صحاح ستہ میں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ جوتا پہنتے میں اور جوتے پہننے میں اور کنگھا کرنے میں اور سب کاموں میں اور وضو کے مستحبات میں سے مسح رقبہ ہے مسح الفقہ پر ہیں ہے کہ دونوں ہاتھ کی پشت سے گردن کا مسح کرنا مستحب ہے، اور حق کا مسح سنت ہے، دوائل میں طبرانی کی حدیث میں ہے کہ پانی سے گردن کے ظاہری حصہ پر مسح فرمایا ہے۔

تنبیہ متون میں بیان کیا ہے اور مسح رقبہ صرف دو مستحبات کا ذکر کیا ہے اس سے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مستحبات وضو صرف دو ہی ہیں صاحب درمختار نے چودہ، ابن ہمام نے فتح القدیر میں بیس کے قریب اور صاحب نور الایضاح نے سولہ ذکر کئے مستحبات گنائے ہیں۔

نواقض وضو کا بیان

قولہ و بخلطہ الخ وضو کے بیان سے فراغت کے بعد نواقض وضو کا بیان ہے فرماتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جانے کے بعد اس کے کسی نا پاک چیز کا ملنا وضو کو توڑ دیتا ہے کسی جرح سے خون بھر کر بہہ جانا بھی وضو کو توڑ دیتا ہے اگرچہ بہت بہتا ہو یا تھوڑا ہو یا گاڑھا ہو یا پتلا ہو لیکن گاڑھا خون ایسا ہو جس پر تھوک غالب ہو تو یہ وضو کو نہیں توڑتا۔

قولہ لا بمصہ الخ مصہ سے منہ کی رال کو جسم کے ساتھ ذکر کیا ہے تو منہ کی تمام رطوبتوں کو شامل ہے خواہ کھانے سے متغیر ہو یا نہ ہو یا دانت کی جانب سے آرہا ہو یا معدہ کی جانب سے، منہ بھر کر ہو یا کم ہو کھانے کے ساتھ ملوث ہو یا نہ ہو کسی صورت میں بھی ناقض وضو نہیں ہے ہاں اگر منہ بھر کر ہو یا دانت دائم الوضو کے برابر ایک مجلس میں ہو تو ناقض ہے۔

فائدہ نواقض وضو میں طرح طرح کے ہوتے ہیں ہاں سے خارج ہونا، بدن سے خارج ہونا، داخل ہونے والی چیز میں الگ الگ احوال کی وجہ سے مختلف ہیں۔ یا صرف بیت الخلاء یا عادہ کے مقام سے خارج ہونا ہو گی یا کسی دوسرے مقام سے خارج ہوا ہو منہ بھر کر ہو یا کم ہو صورت ان کا صریح بطریق عادت ہو جیسے پیشاب، پاخانہ، ہوا، خلاف عادت ہو جیسے خون، پیپ، کیڑا وغیرہ، دوم کی بھی دو صورتیں ہیں۔ سیلان سے داخل ہو گی جیسے قطرہ وغیرہ یا غیر سیلان سے جیسے کھانا وغیرہ، وضو کی بھی دو صورتیں ہیں بطور عادت ہونے جیسے سونا وغیرہ یا عادت جیسے قہقہہ لگانا، فعل مغلوب ہونا

والثب بجمع مفرقه ومؤم مقطع ومنوبك و غفاة وجحوق وشكرن

اور جب جمع کرنا ہے متفرق لفظ کو اور سونا لیٹے ہوئے اور سرین پر ٹیک لگائے ہوئے اور بیہوشی اور دیوانگی اور نشہ

وقهقهة مصل بالغ زائل فا فطلق كرجع سلام كے وقت ہو

تو تفسیح لغت مضطجع کروٹ کے بل سونا لغت میں مرسن پر سر رکھ کر سونا، مکہ سونا، انی وہ سونا، جنون دیوانگی، سکر مستی، غفہ کھنکھنا، رجع لوٹنا

تشریح الفاظ قولہ والنسب الخ اونٹ کے سب یعنی جی کا انتقاض بھی مازنی قمی کو تسلیم کرتا ہے یعنی گر کسی کے بار بار قہقہہ کی تھوڑی تھوڑی اس طرح کی کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک حرکی مقدار ہو جائے تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ قہقہہ کا سبب قوی ہے یا کمزور ہے کہ اگر کمزور ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا ہے اور اگر قوی ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

تشریح: مختصر اگر منتقض ہونے والی چیزوں کو بیان کیا جائے تو وہ چار ہیں: (۱) پیشاب اور جب تک یہ دونوں خارج ہوتے رہیں گے بالاتفاق ناقض وضو ہے (۲) ہوا خارج ہو، اس صورت میں بالاتفاق ناقض وضو ہے (۳) غلبہ ہو اور جب مختلف۔ اس صورت میں امام ابو یوسف کے نزدیک ناقض وضو ہے اور امام محمد کے نزدیک ناقض نہیں (۴) جب مغلوب ہو اور مختلف اس صورت میں امام محمد کے نزدیک ناقض ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک غیر ناقض۔

قولہ وقوم مضطجع: یعنی اگر کروٹ کے بل سوئے گا (یا سر پیٹ پر رکھ کر سوئے گا) تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس طرح سونے میں خوب پھیلا ہوا جاتا ہے اور عادۃً کسی چیز کے نکلنے کا احتمال رہتا ہے۔ اور بات عادۃً ہو تو بھی اسی کا اعتبار ہوتا ہے اصل دلیل اس بارے میں یہ حدیث ہے: آپ نے فرمایا کہ آنکھ کے بل سونے سے وضو جاتا رہتا ہے کیونکہ اس حالت جوڑ بند ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (ابوداؤد، ترمذی بمعناہ)

تنبیہ: امور وہ اقسام میں حصر کی صورت یہ لکھی ہے کہ کوئی ہر سہ امور کے سوا ہوئے۔ علامہ ابن ہمام نے یہ کہا کہ اگلی شے یہ ذکر کیا کہ کلفہ تو ٹوٹ مشترک ہے جانے کیلئے ایک مستقل توجیہ ہیں کہ ایک سرین ایک ران پر ٹیک لگا کر اس طرح سوئے کہ اگر اس طرح کھل جائے سونے کی حالت ناقض وضو ہے یہ مصنف کی سمجھ میں نہیں آئی ہے۔ علی یہ فی الاخبار دوسرے یہ کہ دونوں پاؤں ایک جانب لٹکا کر اس طرح سوئے کہ دونوں سرین برابر پھیلے ہوں (یہ تفصیل نے معلوم ہوا کہ جب احسن اس کی ترجمہ میں یہ کہا ہے کہ دونوں سرین زمین پر ٹکا کر اور پاؤں دائیں طرف لٹکا کر سونا) (بحر وغیرہ) تاتارخانیہ میں ہے۔

فائدہ: سونے کی کل تیرہ حالتیں ہیں۔ (۱) کروٹ کے بل لیٹ کر (۲) ایک سرین پر سہارا دیکر۔ (۳) ٹیک لگا کر (۴) چہار زانو ہو کر (۵) بیٹھ کر (۶) پاؤں پھیلا کر بیٹھے (۷) ٹیکی ہو کر (۸) سجدے کی ہیئت پر (۹) پیٹ پر (۱۰) سر جھکا کر (۱۱) قیام میں (۱۲) رکوع میں (۱۳) تشہد کی حالت میں ہوتا ہے۔ کہیں نہیں حالتیں ناقض وضو اور باقی غیر ناقض ہیں۔

قولہ والضحک الخ: قہقہہ ہنسی کو کہتے ہیں اور ہنسنا دو طرح ہوتا ہے کبھی نماز کی حالت میں جو نماز بھی ہو، جیسا سونا چت لیٹ کر سونے سے بھی زیادہ ہے بلکہ یہ طریق اولیٰ ناقض ہونے کا ہے اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ہنسا تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ حرف یہ ہے کہ جنازہ میں عقل بالکل مسلوب ہو جاتی ہے اور نماز میں یہ کیفیت مسلوب نہیں ہوتی۔ بلکہ مستغرب ہو جاتی ہے سکرہ سے مراد وہ سرور ہے جو بعض مسکرات اور مخدرات کے استعمال سے نفس پر غالب ہو جاتا ہے اس میں بھی عقل غالب نہیں ہوتی۔

قولہ وہو قہقہۃ الخ: قہقہہ ہنسی کو کہتے ہیں اور ہنسنا دو طرح ہوتا ہے کبھی نماز کی حالت میں جو نماز بھی ہو، جیسا سونا چت لیٹ کر سونے سے بھی زیادہ ہے بلکہ یہ طریق اولیٰ ناقض وضو ہونے کا ہے اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ہنسا تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ حرف یہ ہے کہ جنازہ میں عقل بالکل مسلوب ہو جاتی ہے اور نماز میں یہ کیفیت مسلوب نہیں ہوتی۔ بلکہ مستغرب ہو جاتی ہے سکرہ سے مراد وہ سرور ہے جو بعض مسکرات اور مخدرات کے استعمال سے نفس پر غالب ہو جاتا ہے اس میں بھی عقل غالب نہیں ہوتی۔

قولہ وہو قہقہۃ الخ: قہقہہ ہنسی کو کہتے ہیں اور ہنسنا دو طرح ہوتا ہے کبھی نماز کی حالت میں جو نماز بھی ہو، جیسا سونا چت لیٹ کر سونے سے بھی زیادہ ہے بلکہ یہ طریق اولیٰ ناقض وضو ہونے کا ہے اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ہنسا تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ حرف یہ ہے کہ جنازہ میں عقل بالکل مسلوب ہو جاتی ہے اور نماز میں یہ کیفیت مسلوب نہیں ہوتی۔ بلکہ مستغرب ہو جاتی ہے سکرہ سے مراد وہ سرور ہے جو بعض مسکرات اور مخدرات کے استعمال سے نفس پر غالب ہو جاتا ہے اس میں بھی عقل غالب نہیں ہوتی۔

قولہ وہو قہقہۃ الخ: قہقہہ ہنسی کو کہتے ہیں اور ہنسنا دو طرح ہوتا ہے کبھی نماز کی حالت میں جو نماز بھی ہو، جیسا سونا چت لیٹ کر سونے سے بھی زیادہ ہے بلکہ یہ طریق اولیٰ ناقض وضو ہونے کا ہے اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ہنسا تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ حرف یہ ہے کہ جنازہ میں عقل بالکل مسلوب ہو جاتی ہے اور نماز میں یہ کیفیت مسلوب نہیں ہوتی۔ بلکہ مستغرب ہو جاتی ہے سکرہ سے مراد وہ سرور ہے جو بعض مسکرات اور مخدرات کے استعمال سے نفس پر غالب ہو جاتا ہے اس میں بھی عقل غالب نہیں ہوتی۔

قولہ وہو قہقہۃ الخ: قہقہہ ہنسی کو کہتے ہیں اور ہنسنا دو طرح ہوتا ہے کبھی نماز کی حالت میں جو نماز بھی ہو، جیسا سونا چت لیٹ کر سونے سے بھی زیادہ ہے بلکہ یہ طریق اولیٰ ناقض وضو ہونے کا ہے اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ہنسا تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ حرف یہ ہے کہ جنازہ میں عقل بالکل مسلوب ہو جاتی ہے اور نماز میں یہ کیفیت مسلوب نہیں ہوتی۔ بلکہ مستغرب ہو جاتی ہے سکرہ سے مراد وہ سرور ہے جو بعض مسکرات اور مخدرات کے استعمال سے نفس پر غالب ہو جاتا ہے اس میں بھی عقل غالب نہیں ہوتی۔

قولہ وہو قہقہۃ الخ: قہقہہ ہنسی کو کہتے ہیں اور ہنسنا دو طرح ہوتا ہے کبھی نماز کی حالت میں جو نماز بھی ہو، جیسا سونا چت لیٹ کر سونے سے بھی زیادہ ہے بلکہ یہ طریق اولیٰ ناقض وضو ہونے کا ہے اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ہنسا تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ حرف یہ ہے کہ جنازہ میں عقل بالکل مسلوب ہو جاتی ہے اور نماز میں یہ کیفیت مسلوب نہیں ہوتی۔ بلکہ مستغرب ہو جاتی ہے سکرہ سے مراد وہ سرور ہے جو بعض مسکرات اور مخدرات کے استعمال سے نفس پر غالب ہو جاتا ہے اس میں بھی عقل غالب نہیں ہوتی۔

قولہ وہو قہقہۃ الخ: قہقہہ ہنسی کو کہتے ہیں اور ہنسنا دو طرح ہوتا ہے کبھی نماز کی حالت میں جو نماز بھی ہو، جیسا سونا چت لیٹ کر سونے سے بھی زیادہ ہے بلکہ یہ طریق اولیٰ ناقض وضو ہونے کا ہے اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ہنسا تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی جاتا رہے گا۔ حرف یہ ہے کہ جنازہ میں عقل بالکل مسلوب ہو جاتی ہے اور نماز میں یہ کیفیت مسلوب نہیں ہوتی۔ بلکہ مستغرب ہو جاتی ہے سکرہ سے مراد وہ سرور ہے جو بعض مسکرات اور مخدرات کے استعمال سے نفس پر غالب ہو جاتا ہے اس میں بھی عقل غالب نہیں ہوتی۔

فائدہ جیسے کہ تین قسمیں ہیں (۱) نجاست حقیقیہ (۲) نجاست حکمیہ (۳) نجاست حقیقیہ سے پہلے کہ خود بھی نجاست ہو۔ کہ لوگ بھی اسکی آلودگی میں ہیں۔ (۴) نجاست جس کا وجود کسی کے دوسرے لوگ سے ہر کسی پر ناقض وضو نہیں لیکن مبطل صلوٰۃ ہے۔ (۵) نجاست جس میں بالکل آلودگی نہ ہو بلکہ صرف ذات کھل جانے میں ناقض وضو ہے اور نہ مبطل صلوٰۃ۔

ترجمہ: قال رحمہ اللہ

ومباشرة	فاحشة	لامرأة	ودبة	من	جرح	وسئل	وقيء	و	الوضوء
اور	مباشرت	فاحشہ	کی	کیلئے	عورت	اور	جانور	سے	اور	پوچھا	پیشاب	گیا	کو	اور	وضو

ترجمہ: اور مباشرت فاحشہ کی کیلئے عورت اور جانور سے اور زخم سے اور پوچھا پیشاب کیا گیا کو اور وضو

ترجمہ اللغۃ مباشرۃ فاحشۃ الخ: مباشرت فاحشہ جیسے کہ کامل مباشرت۔ کسی آدمی کے بغیر روکاوٹ شرمگاہ میں مل جانے ناقض وضو ہے کیونکہ ایسی حالت میں عموماً مذی نکل ہی جاتی ہے اگرچہ غالب کا احتیاط تحقیق کے درجہ میں اختیار کر لیا گیا ہو یا نہ کیا گیا۔

قولہ لامرأۃ الخ: خروج نجس پر معطوف ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے ای ناقض، وخروج، ودابۃ مذکر ہے کیڑے کا ناقض ناقض وضو نہیں ہوتا اس لئے کہ کیڑا جانور کے جسم کا بعض اصل طاہر ہے اور غیر سیلانی سے ظاہر تو کیڑا ناقض نہیں ہوتا اور نجاست جو کیڑے کے بدن سے ہوتی ہے سو وہ قلیل ہے اور غیر سیلانی سے قلیل نجاست کا خروج ناقض نہیں۔ فائدہ اس لئے کہ زخم میں کیڑا گوشت سے پیدا ہوتا ہے یہ کیڑے کا نکلنا ایسا ہی ہے جیسے گوشت کے ٹکڑے کا گر جانا کہ ناقض وضو نہیں۔ مصنف نے "من جرح" کی قید لگا کر اس وسئل کو پیشاب یا اخلاط کے علاوہ سے کیڑے کا نکلنا ناقض وضو ہے۔

قولہ وسئل ذکر الخ: عورت یا پیشاب کھڑا ہونا ناقض وضو نہیں ہے۔ سے حضرت عمر، علی، ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر، ابن سیرین، ابو الدرداء، سعید بن المسیب، حسن بصری، سعید بن جبیر، عروہ، شعبی، ابراہیم نخعی سب کی رائے یہی ہے امام مالک رحمہ اللہ نے اختلاف شرائع کی وجہ سے کہ ناقض کہا ہے۔ ان حضرات کی دلیل حضرت سہل بنت حنظلہ کی حدیث ہے۔ "من مس ذکرہ فلیتوضأ" پیشاب گاہ چھونے والے کو وضو کرنا چاہئے۔ (حنفیہ) اس حدیث کا منسوخ ہونا زید بن اسلم کی مرسل حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی پیشاب گاہ کو چھو لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ھل ھو الا بضعۃ منک" وہ بھی تو بدن کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی) یعنی جس طرح بدن کا ہاتھ لگانا ناقض وضو نہیں ہے اسی طرح شرمگاہ کا چھونے سے بھی نہیں ہونا چاہئے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔ دوسری دلیل کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے

وسنة ... بنفس بدنه بالرجه وبرأسه بخاسة ثم يتوضأ
... کی سنتیں ہیں ... چھ ... کہ ... عبادت گاہ کو ... نجاست ... اگر ... پر ... پھر وضو کرے
ثم يفيض الماء على سائر جسده ثلثا ولا يضر غسل ما تحت الظفر ... ل اصلها
... کے بعد پورے بدن پر تین ... اور ناخن کے ... ہوں تو ... اگر ... ہوں کی جڑ ... ہو جائے
والمرئ عند مسه ذكره الى داخل وشعرها بنت بضفائه فقط
... مرد کا ... اپنے ... کی ... اور عورت کا ... صرف ... تک
وفرض غسله في قبل او دبر منيها وحيض و نفاس
... کے ... میں ... یا ... منی ... حیض و نفاس

غسل کے فرائض و سنن کا بیان

توضیح الفاظ ... ظاہر ... ناقض وضو خون ... غسل ... پانی ... ہوئے ... ہوئی ... ہوئی ... ہوئی

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی غسل کا حکم فرمایا ہے (بین الحاشیین) (۳) راوی بن حدیج کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے "الماء من الماء" کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ حکم احتلام کے بارے میں تھا کہ اس میں غسل کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد غسل کا حکم فرمایا۔ اس روایت کی تاویل کی ہے۔

قولہ ذکر الخ: صاحب اتقانی نے کہا ہے کہ اس عبارت پر دو اعتراض ہوتے ہیں اول یہ کہ یہ عورت کی مثل کو شامل نہیں کیونکہ یہاں وقت کی قید لگی ہوئی ہے اور عورت کی منی وقت کی قید کے ساتھ مقید نہیں بلکہ اس کی منی ہمیشہ خروج کی طرف وقت مستقل ہوتی ہے دوسرے یہ کہ عورت میں التقائس ہے اس واسطے کہ وقت کی شرط کا فائدہ نہ ہوا ہے کہ مرد پر محض شہوت کیساتھ ہوتا ہے اور "عند انفصالہ" اس کی نفی کر رہا ہے۔ صاحب عنایہ نے "عند الوقت" میں جواب دینے کی کوشش کی ہے فرماتے ہیں کہ عند الوقت کو تم استعمال ہوتا ہے مگر یہاں وقت بمعنی وقوع الامر ہے اور ذکری الوقت۔ اور "عند انفصالہ" طرف "عرض" کے متعلق ہے جیسے "عند علی" عرض کے متعلق ہے پس اس وقت شہوت عند انفصال بالمدفوق ہوگی کہ جس سے مقارنہ ذکری پایا جائے کو ظرف دن (عند علی) بمعنی عرض کے متعلق ہے اسی اعتبار سے منی۔ اور صرف عند انفصال المدفوق کے متعلق ہے جو مقارنہ شہوت کو ذکر کرنا اس چیز کی تصریح ہے جس کا علم التزام سے اس عبارت سے عبارت عورت کی منی کو بھی شامل رہتی ہے اور شہوت کے ذکر کا متروک ہونا بھی لازم نہیں آتا تامل۔

تنقیح: ضمن احمر اض جو یہ کہا گیا ہے کہ عورت کی منی کھل کر نہیں نکلتی بعض حضرات اس سے متفق نہیں، چنانچہ خلاصۃ البیان، جامع الرموز، مفاتیح الجنان وغیرہ میں اس کو اختیار کیا گیا کہ عورت کی منی بھی کھل کر نکلتی ہے اور دلیل یہ ہے کہ دلالت محل کی بنا پر ہے کہ دلالت محل کی بنا پر ہے کہ دلالت محل کی بنا پر

ذلا	مذی	ودیٰ	احتلام	جلاب

۔ کہ مذی اور ودی کے نکلنے پر اور جنابت کے احتلام ہونے پر۔

توضیح الفظ مذی ایک قسم کا لیس اور پتلا مادہ ہوتا ہے جو کہ شہوت کے غلبہ سے نکلتا ہے ودی ایک قسم کا گاڑھا سفید مادہ ہے جو پیشاب کے بعد ایک آدھ قطرہ نکلتا ہے احتلام جو خواب میں ہو۔ جلاب دوا جو پانی میں ملی ہو۔

تشریح الفظ قولہ لاحدی الخ مذی پر معطوف ہے یہ کی جمع ہے اور ہر ایک خارج نجس اصلی حدث کی طہارت کے نکلنے پر مستقل ناقض نہیں بلکہ ان میں صرف احدیٰ حضرت علی کی مشہور روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو مرد کو ودی آتی ہے سو اس کی وجہ سے غسل کرے اور جیسے وضو کرتے ہیں ویسے وضو کرے چاہئیں اور نماز جیسے وضو کرتے ہیں ویسے وضو کرے چاہئیں۔ (الحدیث) قلت یہی ہے اور یہ روایت علی اور ابن عباس عبداللہ بن سعد الانصاری ظہیر فقی عمر بن حکم بن بہار)۔ سوال ودی کی وجہ سے وضو واجب کرنے میں کیا فائدہ ہے جبکہ پیشاب کی وجہ سے وضو واجب ہے ہی بیکار کیونکہ ودی کثیر ہی ہوتی ہے اس لئے کہ وہ جو پیشاب کے بعد نکلے اجواب پیشاب کی وجہ سے وضو کا واجب ہونا اس کے نہ ہونے کی حالت میں ہے اور واجب ہونا جبکہ وضو کرنے کی وجہ سے لازم ہے کہ کئی نکلے بعد والوں پر بول بعد الوضو ہے اگر کسی کو قسم کھائی کہ پیشاب سے وضو نہیں کرونگا تھے اور اس کو کنکسیر آئی پھر اس نے پیشاب کیا بال کی کنکسیر نہ تو وضو ٹوٹ گیا اور وضو نہیں جاتا رہا جائے۔ (۲) وجوب وضو کا فائدہ اس شخص کے بارے میں ظاہر ہوگا جس کو مسئلہ جاننے کی بیماری ہو کہ ودی سے سونے کا نہ کہ پیشاب سے (۳) جس شخص نے پیشاب سے پہلے وضو کر لیا پھر ودی نکلی تو ودی کی وجہ سے اس پر وضو واجب ہوگا۔ (۴) ودی کی ایک قسم جنابت ہے بھی ہے کہ جو پیشاب یا کسی دوائی کے بعد نکلے اس تفریق کی رو سے احتلام اس میں نہیں ہوتا۔

قولہ واحتلام الخ اور خواب میں صحبت کرنے سے غسل اس پر فرض نہیں ہے بشرطیکہ وہ منی پر طہارت اور پاکی نہ دیکھے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ یا رسول اللہ حضرت ام سلیم حضور کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ حق سے شرم نہیں کرتا تو کیا عورت پر غسل ہے اگر اسکو احتلام ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں جبکہ پانی کو دیکھے یعنی منی نظر آئے۔

مسئلہ ایک شخص خواب سے بیدار ہوا دیکھتا ہے کہ اسکے کپڑے پر رطوبت موجود ہے اور احتلام یاد نہیں ہے تو یہ ناپاکی ہے یا نہیں ہے اس صورت میں وہ کیا کرے؟ تو دیکھنا چاہئے کہ اس مسئلہ کی پوری صورتیں ہیں کیونکہ یہ تو اس کو یقین ہوگا کہ وہ (۱) منی ہے یا (۲) مذی ہے یا (۳) ودی ہے اس کو شک ہوگا منی اور مذی میں یا (۴) مذی اور ودی میں یا (۵) منی اور ودی میں یہ پانچوں شک کی صورتیں ہیں۔ ان ساتوں صورتوں میں سے ہر صورت کیلئے احتلام یاد ہونا یا یاد نہ ہونا ہوگا۔ یہ کل چودہ صورتیں ہوئیں جن میں سے (۱) احتلام یاد ہو یا (۲) جنابت پانی کا یقین ہو احتلام یاد ہو یا نہ ہو منی اور مذی میں شک ہو یا (۳) جنابت پانی کا یقین ہو احتلام یاد ہو یا نہ ہو منی اور ودی میں شک ہو یا (۴) جنابت پانی کا یقین ہو احتلام یاد ہو یا نہ ہو مذی اور ودی میں شک ہو یا (۵) جنابت پانی کا یقین ہو احتلام یاد ہو یا نہ ہو منی اور مذی اور ودی میں شک ہو ان سب میں احتلام یاد ہونے کی حالت میں غسل واجب ہے اور اگر ودی کا یقین ہو احتلام یاد ہو یا نہ ہو شک مذی اور ودی میں ہو یا منی اور ودی میں ہو احتلام یاد ہونے کی حالت میں وضو واجب ہے غسل نہیں اور اگر شک ہو منی اور مذی میں ہو یا مذی اور ودی میں ہو یا منی اور مذی اور ودی میں ہو احتلام یاد ہونے کی حالت میں بھی نہ غسل واجب ہے نہ وضو۔

تنبیہ یہ تفصیل ودی میں اور احتلام یاد نہ ہونے کی حالت میں ہے اور احتلام یاد ہونے کی حالت میں ودی کے نزدیک غسل واجب ہے وضو کے نزدیک نہیں۔ اس کل صورت کا حکم اس نقشہ سے معلوم کرو۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

تقابلی صورتحال مسئلہ مسنونیت غسل جمعہ از راقم الحروف

نمبر	صورت مسئلہ	حکم
۱	زید نے کہا یہ غسل واجب ہے	یہ غسل واجب ہے
۲	عمر نے کہا یہ غسل واجب ہے	یہ غسل واجب ہے
۳	بکر نے کہا یہ غسل واجب ہے	یہ غسل واجب ہے
۴	عمر نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	یہ غسل واجب ہے
۵	عمر نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	یہ غسل واجب ہے
۶	بکر نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	یہ غسل واجب ہے
۷	زید نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	یہ غسل واجب ہے
۸	زید نے کہا یہ غسل واجب ہے	یہ غسل واجب نہیں ہے
۹	عمر نے کہا یہ غسل واجب نہیں ہے	یہ غسل واجب ہے
۱۰	بکر نے کہا یہ غسل واجب نہیں ہے	یہ غسل واجب نہیں ہے
۱۱	زید نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	یہ غسل واجب نہیں ہے
۱۲	عمر نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	یہ غسل واجب نہیں ہے
۱۳	بکر نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	یہ غسل واجب نہیں ہے
۱۴	زید نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	طرفین کے نزدیک غسل واجب ہے امام ابو یوسف کے نزدیک واجب نہیں
۱۵	عمر نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	طرفین کے نزدیک غسل واجب ہے امام ابو یوسف کے نزدیک واجب نہیں
۱۶	بکر نے بھی یہی کہا اور یہی حکم دیا	طرفین کے نزدیک غسل واجب ہے امام ابو یوسف کے نزدیک واجب نہیں

وَسُنَّ لِلْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَلِلْاِحْرَامِ وَعَرَفَةَ وَدُخُوْلِ مَكَّةَ وَطَوَافِ الزِّيَارَةِ

اور مسنون ہے جمعہ کے لئے اور عیدین کے لئے اور احرام کے لئے اور یوم عرفہ کے لئے اور ضروری ہے مکہ کے لئے

وَلِمَنْ اَسْلَمَ وَلَوْ جُنُبًا وَلِمَنْ اُفِيْقَ بَعْدَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَلِمَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَالْحِجَامَةِ وَالْحَمْ

اور اس کے لئے جو اسلام کی حالت میں مسلمان ہوا اگرچہ وہ جنبی ہو اور مستحب ہے اور وہ کیا جا سکتا ہے بارش اور چشمہ اور دریا کے پانی سے

وَانْ كَثُرَ وَطَاهِرٌ حَلَّ اَوْ طَاهِرٌ غَلَبَ اَوْ اَكْثَرُ بِالْمُكْثِ

اگرچہ ہوں وہ کوئی پاک چیز پانی کے ایک دھنے کو بشرطیکہ ہو پانی برابر یا زیادہ ہو اس ٹھہرنے کے ساتھ۔

غسل مسنون کا بیان

تشریح الفقہ: قولہ وسن الخ جمعہ کے روز غسل کرنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک واجب ہے کیونکہ حضور کا ارشاد ہے "جو شخص جمعہ میں آئے اس کو غسل کرنا چاہئے۔ (بخاری و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) نیز حضرت ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ "غسل جمعہ ہر بالغ پر واجب ہے (بخاری مسلم عن ابی سعید) بخاری مسلم ابوداؤد عن ابی ہریرہ) ابوداؤد غسل حضور کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے روز وضو کر لینا بھی کافی ہے لیکن غسل افضل ہے (احمد و ترمذی، نسائی عن سمرۃ ابن جندب، بزار طبرانی، عن انس بیہقی بزار عن الخدری بزار عن عثمان عبد، عن ابی ہریرہ ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، ابن حبان عن جابر طبرانی عن عبدالرحمن بن سمرہ بیہقی عن ابن عباس) مندرجہ بالا روایات صحابہ سے معلوم ہے کہ یہ کہنا یا تو یہ کہا جائے کہ پہلی حدیث میں "غسل" امر سے مراد الفضلیت ہے اور ان روایات میں وجوب کی نفی سے اس سے اخفی مراد ہیں۔ کہ استحباب پایہ کو پہنچ کر منسوخ

ہے جیسے کہ ابن عباس سے اس بارہ کی ایک طویل روایت میں ہے۔

تشریح

صاحب ہدایہ امام مالک کی طرف وجوب غسل کو منسوب کرنا غالباً کسی غیر معتبر کتاب سے نقل ہے ورنہ خود علامہ ابن عبدالبر مالکی استذکار میں لکھتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے غسل جمعہ کو واجب کہا ہو، بجز فرقہ ظاہریہ کے اور ابن حبیب سے نقل کیا ہے کہ تمام مالک سے غسل جمعہ کے واجب ہونے کی روایت کیا گیا تو فرمایا کہ سنت اور بھلائی کی بات ہے۔ عرض کیا گیا کہ حدیث میں تو واجب کہہ گئے ہے فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر سنت حدیث میں آجائے خود واجب علی جو یہ حبیب نے روایت کی ہے کہ امام مالک نے غسل جمعہ کو حسن کہا ہے نہ کہ واجب۔

قولہ والعیدین اس اور عیدین کے لئے بھی غسل مسنون ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے لئے غسل فرماتے تھے" ابن ماجہ طبرانی) اور احرام باندھنے کے لئے بھی غسل مسنون ہے کیونکہ حضور احرام باندھنے سے پہلے غسل فرماتے تھے (ترمذی و دارقطنی عن زید بن ثابت بلفظ اور وقوف عرفہ کے واسطے بھی غسل مسنون ہے۔ حضرت فاکہہ بن سعد صحابی فرماتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر، یوم عرفہ اور یوم عرفہ میں غسل فرماتے تھے۔ (بزار)

قولہ وجب اس اور مسلمانوں پر سے غسل، یا واجب۔ یہاں واجب سے مراد فرض کفایہ ہے جیسا کہ مصنف نے کتاب "الصلوٰۃ" میں اس کی تصریح کی ہے اور ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس کو بلا اختلاف نقل کیا ہے کہ مردہ کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اس کا غسل مخاطب نہیں ہے۔

قولہ والجنب اسم فاعل کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں شخص کے ہے اور یہ دونوں حالتیں مستوی ہوتا ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں ہے بقدر ہونے والا ہے "والاقرب" فالمعنی الفرض الغسل علی من علم حال کونہ جنبا اس عبارت سے مصنف کی باب "الحائض کی عورت" وجنب اسم وفعل یکون جنبا والا جمع (بہتر ہے عورت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ناپاکی کی حالت میں مسلمان ہوا اس کو غسل کرنا ضروری ہے اور اگر پہلے سے ناپاک نہ ہو تو غسل مستحب ہے۔

فائدہ یہاں تک غسل اور احکام غسل کا بیان پورا ہو گیا اب اقسام کا اعتبار سے ہیں کہ غسل کی تین قسمیں ہیں فرض سنت مستحب فرض غسل کی پانچ قسمیں ہیں انزال منی یا احوال حقہ جماع یا انقطاع حیض یا انقطاع نفاس کی وجہ سے غسل کرنا اور کفر سے توبہ کر کے غسل کرنا ایک غسل اور فرض ہے وہ یہ کہ مسلمان دیوانہ یا بیہوش ہو جائے یا بعض دن بیہوش رہے اور نجاست کا گمان نہ ہو تو مصنف نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ غسل مسنون چار ہیں غسل جمعہ، غسل عیدین، غسل احرام، غسل وقوف عرفہ مصنف نے غسل مسنون کا نہ کر نہیں کیا غسل مستحب کی تحریر فائدہ قسمیں ہیں جو ضرورت کے وقت مذکور ہیں۔

پانی کے احکام

قولہ وھو صاحب عبارت کے یہاں سے فراغت کے بعد ان چیزوں کی تفصیل ہے جس سے پاکی حاصل کی جا سکتی ہے فرماتے ہیں کہ بارش، چشمہ، سمندر کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے اگرچہ کوئی پاک چیز پانی کے ساتھ ملنے سے رنگ یا مزہ یا بو میں سے کوئی ایک وصف بدل جائے۔ پانی کے پانی کے بارے میں ارشاد باری ہے "ہم نے آسمان سے پاک پانی برسایا ہے" اور حضور کا ارشاد ہے "پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی" (رواہ شافعی، احمد، دارقطنی، حاکم بیہقی، حسن بن بصری) حدیث میں آتی ہے "پانی طہور ہے کہ نجاست اس کے رنگ، مزہ اور بو کی تبدیلی سے پیدا ہو جائے یہ حدیث محدثین کے یہاں قابل کلام ہے مصنف کی بات حضور کا ارشاد ہے اس کا پانی پاک ہونا اس کا طہور ہونا (مطلق) علامہ عینی (البحر الرائق، دارقطنی، ابن ماجہ، دارمی، محمد عن ابی ہریرہ، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، دارقطنی عن جابر، حاکم و دارقطنی عن علی اور دارقطنی حاکم عن ابن عباس، ابن عمر و دارقطنی عن ابی بکر الصدیق، ابن عبدالبر عن ابن عباس)

لأنه ماء تغيّر بكثرة الأوراق و بالطبخ او بالعصر مثل الشجر او نحوه کہ ایسے پانی سے جو بدل گیا ہو پتوں کی کثرت سے پانی کے سے یا پکانے سے یا پھل سے
او غلب خالطه فزاله اجزاء و بقاء دائم فيه يحتر ازا عما تغير بطول المكث في المستقر او
اور اس پانی سے جس پر غالب ہو پانی سے علاوہ کی چیز جو ملی ہوئی ہو اور ٹھہرے ہوئے پانی سے جس میں پانی ہو کر ٹھہرا رہا ہو
ولا فهو كالماء الجاري وهو ما يخلف بنبعه فيوضأ منه ان لم يكن نزحا وهو ماء قليل او كثير
اور بہتے پانی کی طرح ہے اور وہ پانی ہے جو نکالا نہ جائے پس جس سے وضو کیا جاسکتا ہے اگر نکالی ہوئی پانی کا ڈول نہ ہو اور وہ تھوڑا پانی ہو یا بہت
وموت ما لادم له فيه كالسمك والضفدع والسرطان والعقرب والسلحفاة والضفدع والطير الا ما استثنى
اور پانی میں ایسے جانور کا مرجانا جس میں خون جاری نہ ہو جیسے مچھلی اور مینڈک اور کچھوا اور بچھو اور پھل اور سیزک اور سمندری کیڑا یا کہ کہیں ہوتا
والمأة المستعمل قربة او اصغر هي كمكان طاهر لا مطهر
اور وہ پانی استعمال کیا گیا ہو ثواب کے لئے پاکی حاصل کرنے کے لئے جیسے وہ کپڑا جس کو پہنے ہوئے تو وضو کیا پاک کرنے کے لئے پاک ہے

ترجمہ: الفاظ: خلوط اوراق جمع ورق درخت کے پتے طبخ پکانا۔ عصر نچوڑنا کیا گیا نمر پھل ادم خمیر مستقر جگہ ٹھہرنے کی جگہ جمع حوض بئر کنواں کھلی زنبور بڑا مقرب بچھو سمک مچھلی ضفدع مینڈک سرطان کیکڑا سلحفاۃ کچھوا کا نام مقرب بتایا گیا ہے اور عوام اس کو سلحفاۃ کہتے ہیں۔

تشریح: الفاظ: خلوط لاصاء اخ اس پانی سے وضو جائز نہیں جو بکثرت پتوں کے گرنے سے بدل گیا ہو اور یہ اس وقت ہے جبکہ وہ پانی کے ملاوٹ سے خالی کیا ہوا ہو یا کہ ظاہر کیا ہو اور اس پانی سے بھی وضو جائز نہیں جو کوئی چیز ڈال کر پکانے سے متغیر ہو گیا ہو کہ کچھ بلا ہو اپانی آسانی سے اترنے کی صلاحیت پر پانی نہیں رہا ہے یا کسی درخت اور پھل سے چھوڑا گیا ہو جیسے گئے کا رس اور ترا ہوا پانی کیونکہ یہ مطلق پانی کا فائدہ نہیں ہے۔ اعصر نچوڑا سے معلوم ہوا کہ جو پانی خود نچوڑا گیا ہو جیسے انگور وغیرہ سے ٹپک پڑے تو اس سے وضو جائز ہے کیونکہ یہ ایک طرح کا مطلق پانی ہے جو معتاد طریقہ کے بغیر نکل آیا ہے صاحب ہدایہ نے اس کی تصریح کی ہے علامہ نسفی عالم عبد کمال فرماتے شرح منیہ وغیرہ کتب مذہب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بھی وضو نہ کرنا چاہیے ہاں سے بھی وضو جائز ہے کیونکہ جس چیز سے جائز وغائب ہو گیا ہو جیسے شوربہ کا شوربہ کیا کہ ان پر مرد پانی کا اطلاق نہیں آتا۔ اور اس ظاہر ہے ہوئے پانی سے بھی وضو جائز نہیں جس میں پاکی کی صلاحیت نہ رہی ہو۔ پانی دو قسم کا ہوتا ہے ایک مستعمل دوسرا مطلق جیسا کہ پانی اور پینے کا پانی کی تعریف یہ ہے کہ مشکل نکالے جائے اس پانی سے وضو جائز ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا کوئی اثر دکھائی نہ دے اور اثر نجاست سے مراد مانعہ اور ہو رنگ ہے۔

پانی مستعمل کا حکم

قوله والماء المستعمل الخ اور جو پانی ثواب کے لئے استعمال کیا گیا ہو خواہ کسی نے وضو پر وضو کیا ہو یا کسی نے دھونے کے دھونے میں استعمال کیا ہو خواہ بدن سے وضو ہو جانے پر بدن سے وضو کیا ہو اور یہ پانی کسی جگہ جیسے حوض وغیرہ میں ٹھہر گیا ہو تو یہ پانی خود تو پاک ہے کہ اگر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری نہیں لیکن پاک کرنے والا نہیں ہے اس سے وضو کرنا درست نہیں۔ البتہ مستعمل پانی سے کسی حقیقی نجاست کو دھویا جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

فائدہ: مستعمل کے مسئلہ میں چار مقام قابل گفتگو ہے (۱) سبب استعمال میں مصنف نے اس کی طرف "القربۃ" سے اشارہ کیا ہے (۲) ثبوت استعمال کے وقت میں اس کی طرف "لاداء مستقر المکان" سے اشارہ ہے۔ (۳) احکام مستعمل کی مقدار میں کی طرف

"طاہر" سے اشارہ ہے (۳) باستعمال کے حکم میں "کل حدث" سے اشارہ ہے اور "فعلی فاعلہ" کو حدث کے تحت داخل کر کے "طاہر مطہر" کو حدث کا بیان بنا دیا ہے۔ مقام جواب کی تقریر یہ ہے کہ پانی کا استعمال بنیت قربت ہونا یہ رفع حدث صرف بصورت حصول الاعضاء جو کہ اس آیہ کریمہ کے بموجب پانی مستعمل ہو جائیگا تو جب استعمال طاہر مین سے امام ابوبکر رازی نے استعمال کا اضافہ کیا ہے اور وہ یہ کہ ان کے یہاں محض سبب استعمال صرف قربت ہے لیکن شمس الائمہ کا بیان ہے کہ امام قدوری کے نزدیک صرف یہ حدث ہے قربت ہونا مقام دلیل میں نظر نیہ ہے یعنی ہمارا مدعا یہ ہے کہ جب تک پانی عضو سے جدا ہو کر گرے اس وقت تک پانی مستعمل نہیں ہوتا اور ہمارا مدعا یہ ہے کہ جب تک پانی عضو سے جدا ہو کر گرے اس وقت تک مستعمل نہیں ہوتا اور ہمارا مدعا یہ ہے کہ جب تک کسی جگہ پر نہ ٹھہرے اس وقت تک مستعمل نہیں کہ ماخذ صدر قدوری مختار اسلام ابو الحسن ابو محمد بن محمد بن حسین بن محمد بن احمد بن حمدان قدوری کا بھی مذہب ہے ہی کہ مصنف نے اختیار کیا ہے اور اسی کو صاحب ہدایہ نے پسند فرمایا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ عضو سے الگ ہونے سے ہی پانی مستعمل ہو جاتا ہے کیونکہ عضو سے الگ ہونے سے پہلے تو مجموعی پانی ہوتے سے مستعمل نہیں کہا جا سکتا ہے بعض عضو سے الگ ہونے کے بعد کوئی مجموعی پانی نہیں ہے اسی کو صاحب مختار نے اختیار فرمایا ہے اور اس پر مفتی بہ ہیں مقام استدلال کی تفصیل یہ ہے کہ امام مستعمل و امام حنیفہ کے ایک مروی حسن بن زیاد ہیں جو صحت ظاہر ہے اور روایت شاذہ ہے محض ہے صحت خلیفہ ہے اور یہ روایت امام محمد طاہر ہے مقاتیح کے اندر کی روایت کی تصحیح کی ہے قول امام نے شرح مجامع صغیر میں کہا کہ صاحب ہدایہ ایک ہے امام محمد کی دو آیتیں ہیں ایک ہی روایت ہے بخلاف ہی کے امام ابو حنیفہ سے یہی مشہور ہے اور کتابوں میں ان پر فتوی ہے۔

مقام ترجیح کی تفصیل یہ ہے کہ امام محمد کا مذہب ہونا امام اعظم کی ایک روایت ہے کہ مستعمل پانی پاک تو ہے مگر دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتا یعنی دوبارہ اس سے وضو یا غسل نہیں کیا جا سکتا ہاں شبہ نجاست اس سے پاک کی جا سکتی ہے۔ علامہ ابن الہمام نے کہا ہے کہ یہی ایک قول امام شافعی کا بھی ہے کہ اگر کوئی وضو کرنے والا اس کا مستعمل پانی طاہر بھی ہے اور مطہر بھی ہے اور کپڑوں پر چھینٹے پڑ جائیں تو اس کا مستعمل پانی خود تو پاک ہوگا مگر دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکے گا علامہ سرخسی نے امام شافعی کے دو قولوں میں سے اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے اس پر مسائل کی تفریع بھی کی ہے غیر اقوال امام مالک، امام شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ بھی ماثور ہوا ہے کہ طاہر بھی ہے اور مطہر بھی ہے کیونکہ علم نصوص کی طرح مساوی کا حیثیت سے اور وہ پاک کرنیوالی چیز کہتے ہیں۔ بوجہ اسکے ہے کہ بالاتفاق پانی دوسری چیز وں کو پاک کرتا ہے لیکن اس سے بحث نہیں کہ علم، ایسی مطہر ہے یا نہیں لغت میں طاہر کی جگہ مطہر کہہ کر استعمال کیا گیا ہے کلام اللہ اور کلام رسول کی طرح اس میں سوجھ کے بھی ہیں۔ سیبویہ، خلیل، اخفش، کسائی، ابن اعرابی طہر کو صدر کہتے ہیں جیسا کہ حدیث مفاتیح الصلوۃ الطہور، طہور داء احدکم، الاصبع الاطہور، میں صدر ہی معنی مراد ہے۔

ومنسئة البئر خمسة وكل بعاب نبع فلم طهر الا جلد الخنزير والآدمي	
اور کنویں کا منگلہ فرسخ خط سے سمیٹ دو سو گز ہے اور جو چیز دفعت دیتے ہوئے وہ پاک ہو جاتا ہے مگر خنزیر اور آدمی کا بدن	
وشعر الانسان وعظمهما وطفرتهما طاهرات نجس ونزح البئر بوقوع النجس	
اور آدمی اور خنزیر کے بال اور ان کی ہڈیاں پاک ہیں اور کنویں کا پانی کھینچ جانے کے حکم میں ہے کہ کوئی	
لا يعرفها من ذي دم او خمر حشفة او عصفور وبول مأكول اللحم نجس	
اور کنویں کی نجاست سے اور کوئی چیز پاک کی ہے کہ اس میں جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب ناپاک ہے۔	

توضیح الحل ... پر کہ اس باب کو پہلا اس لئے مقدم کیا کہ طہارت پانی کا تذکرہ ... پانی کی تعریف ... کو بیان کرنا ...

تقریر الحل ... قولہ و مستعمل ... مستعمل اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی ... سے جدا ہو ... کے ساتھ ... ہو ... کے ساتھ ... ہو ... کے ساتھ ...

کنوئیں کے احکام

قولہ و فسرح ہی مزاج کی وضاحت کی طرف اشارہ ہے "بئر بضاعۃ" جس سے کپڑا دھونے کے بعد ناپاک پانی ڈالا جاتا تھا۔ "بئر رومۃ" کنوئیں کا نام ہے۔ "بئر" کنوئیں کو کہتے ہیں اور "رکیہ" اس کنوئیں کو کہتے ہیں جس کا پانی کم ہو۔ "بئر" کی جمع "آبار" اور "رکیہ" کی جمع "رکایا" آتی ہے۔ "بئر" کے ساتھ "ذات" کا لفظ بڑھانا ضروری ہے۔ "بئر" کا لفظ بولنے سے "رکیہ" بھی مراد ہو سکتا ہے۔ "بئر" کا لفظ بولنے سے "رکیہ" بھی مراد ہو سکتا ہے۔ "بئر" کا لفظ بولنے سے "رکیہ" بھی مراد ہو سکتا ہے۔

قولہ ولا ینجس ماء بئر الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ کنوئیں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ "ماء بئر" کی اضافت "ماء" کی طرف "بئر" کی ملابست کی وجہ سے ہے۔ "ماء بئر" کا مطلب ہے "کنوئیں کا پانی"۔ "ماء بئر" کا مطلب ہے "کنوئیں کا پانی"۔ "ماء بئر" کا مطلب ہے "کنوئیں کا پانی"۔ "ماء بئر" کا مطلب ہے "کنوئیں کا پانی"۔

قولہ الا اذا تغیر احد اوصافہ الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ کنوئیں کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے اگر اس کا رنگ یا بو یا ذائقہ بدل جائے۔ "تغیر" کا مطلب ہے "بدل جانا"۔ "احد اوصافہ" کا مطلب ہے "اس کے اوصاف میں سے کوئی"۔ "اوصاف" کا مطلب ہے "رنگ، بو اور ذائقہ"۔ "تغیر احد اوصافہ" کا مطلب ہے "اس کے اوصاف میں سے کوئی بدل جائے"۔ "تغیر احد اوصافہ" کا مطلب ہے "اس کے اوصاف میں سے کوئی بدل جائے"۔ "تغیر احد اوصافہ" کا مطلب ہے "اس کے اوصاف میں سے کوئی بدل جائے"۔

قولہ ولو لم یعلم الخ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پانی ناپاک ہوا ہے یا نہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اسے ناپاک نہیں سمجھا جائے گا۔ "لم یعلم" کا مطلب ہے "معلوم نہ ہو"۔ "ناپاک ہوا ہے یا نہیں" کا مطلب ہے "ناپاک ہوا ہے یا نہیں"۔ "ناپاک نہیں سمجھا جائے گا" کا مطلب ہے "ناپاک نہیں سمجھا جائے گا"۔ "ناپاک نہیں سمجھا جائے گا" کا مطلب ہے "ناپاک نہیں سمجھا جائے گا"۔ "ناپاک نہیں سمجھا جائے گا" کا مطلب ہے "ناپاک نہیں سمجھا جائے گا"۔

قولہ وسؤر الخ "سؤر" کا مطلب ہے "جوٹھا"۔ "سؤر الآدمی" کا مطلب ہے "آدمی کا جوٹھا"۔ "سؤر الآدمی" کا مطلب ہے "آدمی کا جوٹھا"۔ "سؤر الآدمی" کا مطلب ہے "آدمی کا جوٹھا"۔ "سؤر الآدمی" کا مطلب ہے "آدمی کا جوٹھا"۔

لا ماء بئر بئر حدثنا و لا یفترث اصلا و عشرون ذراعا وسطا بعوت بعوارف

ہے کہ وہ جو ثابت حدث نہ ہو اور نہ ہو جائے بالکل اور اٹھارہ ذراع تہہ تک کنوئیں ہوئے کے ساتھ ہوئے کے برابر ہے

و ربعون بعمر جمادیۃ وکلہ بعجوزہ وانضاح النجیون و نفسہ ومائل توام یمکن نزحہ

اور چالیس کنوئیں کے برابر اور کل پانی کھول کے برابر جاور کے مرمے اور اس کے پانی پھینک دینے سے اور دو ہزار کنوئیں کا پانی نکال دینا

وبحسبہا ملء قلب فارۃ منتصحۃ رنصفہا خمل رف وطوعہا ولا ملء یوم و لیلۃ

اور پاک کر دیتا ہے کنوئیں کو کنوئیں والے راستے سے اور پکڑ لیا جانا ہے چوتھائی حصے کے کنوئیں کے ناقابل معلوم نہ ہونے کی حالت میں ایک

توضیح اللغات: ذرق: پاخانہ، سرگین۔ روث: لید، گوبر۔ خثاثۃ: کوڑا کرکٹ، جھاڑ پھونس۔ انتضاح: سوکھنا۔ بھول: جمع بھل، مٹی کا ڈھیلا۔

تشریح اللغات: قولہ لانعلم یعنی ان کی نجاست کے متعلق "ہمیں" پر سوال نہ کیا جائے کیونکہ ہمیں نجاست کے بیان سے "جس چیز کا کھانا حلال ہے" یہ نہیں معلوم ہوسکتا ہے جیسے تھوڑی سی نجاست جو پانی میں گر جائے اور پانی میں گر جانے کے بعد اس نجاست کا رنگ یا بو وغیرہ ختم ہوجائے تو پانی پاک ہوجاتا ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جس طرح امام شافعی، احمد، اہل حدیث، امام مالک کے قول پر فتویٰ دیتے تھے لیکن صاحب ہدایہ وغیرہ نے امام ابو یوسف کے قول کی تصحیح کی ہے السراج الوہاج میں ہے کہ اگر تھوڑی سے گوبر یا بول وغیرہ مل جائے تو فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے اور اگر پانی زیادہ ہو اور گوبر وغیرہ مل کر جائے تو امام کے قول پر ہے۔

قولہ وعشرون من: اس کا متعلق "اکثر" ہے یہاں کہ اس سے مراد ماء کثیر ہے، در "عشرون" میں دراصل ماء کثیر بقیہ مقدرات کی طرح تقدیر کے معنی میں ہے نظر برعبارت یوں ہے "خرج لماء کثیر ظاہر بخلاف جس غیر مقدر میں ہو سوائے عشرون ذراعا من ماء کثیر بعلت کرانا ہو" حاصل "کہ گوبر کنویں میں جو پاخانہ مانند جانور (چڑیا، بھیڑ، بکری، گوبر کتے وغیرہ) گر کر مرجائے تو بیس ڈول نکالے جائیں گے حضرت انس کی حدیث ہے کہ اگر کنویں میں چوہیا گر کر مرجائے اور وہ پھٹ بھی جائے تب بھی بیس ڈول پانی نکالنا چاہئے۔ (طحاوی، دار قطنی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ وغیرہ جماعت نے بھی چوہے کے برابر روایت کیا ہے) اسی پر عمل ہے اگر بیس ڈول نکالنا دشوار ہو تو تیس ڈول نکالنا استحباب ہے اور اگر کبوتر یا اس کے مانند مرغی، بلی وغیرہ گر کر مرجائے تو چالیس ڈول نکالے جائیں گے حضرت ابو سعید خدری کی حدیث میں یہی حکم ہے (طحاوی) اور اگر کبوتر یا اس کی مانند مرغی گر کر مرجائے یا کوئی جانور پانی میں گر کر پھول جائے یا پھٹ جائے تو پورا پانی نکالنا ہوگا (یہ حکم رزم میں چھپکلی کے مرجانے پر ابن عباس و ابن مبارک نے بھی فتویٰ دیا تھا۔ (دار قطنی، بیہقی، ابن ابی شیبہ، طحاوی) اور اگر کل پانی نکالا جائے تو دو سو ڈول نکالے جائیں گے۔ (ہدایہ) امام اعظم کا تقیید ہے۔ امام اعظم سے مروی ہے کہ اتنا پانی نکالا جائے کہ لوگ تنگ کر مضطر ہوجائیں اور گویا پانی ان پر غالب آجائے۔

قولہ وعشرون الخ: اگر کنویں میں کوئی پتھر گر کر پھول گیا یا پھٹ گیا معلوم نہیں کہ کب گرنے کا واقعہ ہے تو جس دن سے کل سے کنویں کو ناپاک کہہ سکتے ہیں اور مٹی جیسی ہیں اس مدت میں اس ناپاک پانی کے استعمال میں آنے والی چیزیں ناپاک ہیں کپڑے پاک کیا جائے اور کپڑا دھونا پڑا ہو ایک دن ایک رات قبل سے کنویں کو ناپاک کہیں گے۔ یہ ابو حنیفہ کا قول ہے صاحبین فرماتے ہیں کہ جس وقت جانور کو کنویں میں دیکھا گیا ہے اسی وقت سے کنواں ناپاک تصور کیا جائے معقول بھی اسی پر فتویٰ ہے غایۃ البیان میں ہے کہ امام صاحب کا قول احوط ہے اور صاحبین کا قول آسان ہے لیکن علامہ شامی نے فتح القدیر وغیرہ کے حوالہ سے صاحبین کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر امام صاحب کی دلیل کے مرجوح ہونے کی وجہ سے اس کو رد کر دیا ہے۔ علامہ حبال السرور ملتقط میں امام ابو حنیفہ کے قول پر اور بعض صاحبین کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

وذرق الدجاج و سرقين الدابة و العذرة و بول كل لحمه حرام

اور بیٹ (انڈا) حلال کھانے کے ہے اور لید اور گوبر اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے

والكلب والخنزير وسباع البهائم نجس وأفرطوا فالدجاجة المخلاة وسباع الطير

اور کتے اور خنزیر اور درندے چوپایوں کا پیشاب ناپاک ہے اور کھلی ہوئی مرغی اور پھاڑنے والے پرندوں

وهوامكل الميتة مكروهة والحمار والبغل طاهر وبوله و يعفى

اور گھر میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا مکروہ ہے اور گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہے مگر اس کے جھوٹے کو پاک کہنا بھی درست ہے اور

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ

اللہ نے پسند کیا تمہارے لئے دین سو تم نہ مرو مگر اس حال پر کہ تم مسلمان ہو۔

ترجمہ: اللہ نے پسند کیا تمہارے لئے دین سو تم نہ مرو مگر اس حال پر کہ تم مسلمان ہو۔

تفسیر: الدم المسفوح: جانور کے بدن سے جو خون بہتا ہے اس کو دم مسفوح کہتے ہیں۔ جانوروں کے خون میں سے کلیجی اور تلی کا خون مستثنیٰ ہے۔ یہ خون بہتا ہوا نہیں ہوتا اس لئے پاک ہے۔ اسی طرح مچھلی کا خون بھی پاک ہے۔ اسی طرح مچھر، مکھی، پسو، جوں وغیرہ کا خون بھی پاک ہے۔ اسی طرح ہر وہ خون جو بہتا ہوا نہ ہو پاک ہے۔ اسی طرح ہر وہ جانور جس کا خون بہتا ہوا نہ ہو پاک ہے۔ اسی طرح ہر وہ جانور جس کا خون بہتا ہوا ہو ناپ

کیونکہ اگر یہ پانی پاک ہوتا تو پانی میں ملنے کے بعد پانی کے مقابلہ میں مغلوب ہونے کی صورت میں مطہر بھی ہونا چاہئے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اسکے مطہر ہونے میں شبہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص گدھے کے جھوٹے پانی سے مسح کرے اور جھوٹ اسکو مطلق پانی اصطیاب ہو تو اسپر سر کو دھونا واجب نہیں ہے۔ اگر سکے پاک ہونے میں شبہ ہوتا تو ضرور شبہ سر کو دھونا واجب ہوتا۔

قولہ ہندھانیہ الخ دھونا کہنے کا اگر گدھے اور خچر کے جھوٹے پانی کے علاوہ دوسرا پانی نہ پائے تو وضو اور تیمم دونوں کو جمع کرے۔ دونوں میں سے جس کو چاہے پہلے کرلے۔ امام قرفر... تے ہیں کہ پہلے وضو کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ پانی واجب الاستعمال ہے اور مطلق پانی کے مشابہ ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ دونوں میں سے مطہر جنکہ صرف ایک ہے اسلئے دونوں کا جمع کرنا مفید ہوگا نہ کہ مفید۔

قولہ بخلاف الشیدانج پانی میں بھیگے ہوئے بھاروں کا آب مستعمل کہتے ہیں۔ اگر تھوڑے سے چھوارے ڈالکر مضمون کی مقدار آگئی جب تو بالاتفاق اس سے وضو جائز ہے لیکن اگر اسے زیادہ چھوارے ڈال دیئے کہ پانی شیرہ کی طرح گاڑھا ہو گیا تو پھر بالاجماع اس سے وضو جائز نہیں۔ اور اگر چھوارے اتنے ہوں کہ مضامین تو کافی ہو مگر پانی کی رقت بھی باقی ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ فرمایا امام صاحب کے اس باب میں دو قول ہیں ایک یہ کہ اس سے وضو کرکے تیمم کیا جائے گا۔ حکام الفقہ کان میں ابوبکر ہادی نے اسی کو مشہور روایت کہا ہے دوسرا قول ابو یوسف بن ابی مریم اور اسد بن عمرو سے امام ابوحنیفہ کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ وضو جائز نہیں بلکہ تیمم کرنا چاہیے۔ امام مالک، امام شافعی علماء ثلاثہ امام ابو یوسف سب کا یہی قول ہے نبیذ تمر سے وضو کی دلیل حدیث لیلۃ الجن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نہ ملنے پر نبیذ تمر سے وضو فرمایا (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دار قطنی، طحاوی، ابن حبان، بیہقی، ابن مسعودؓ) جن حضرات کے یہاں نبیذ تمر سے وضو جائز نہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث لیلۃ الجن آیت تیمم سے منسوخ ہے۔ کیونکہ آیت تیمم اجرت کے اعتبار سے طیبہ میں نازل ہوئی ہے اور واقعہ لیلۃ الجن مکہ میں پیش آیا ہے۔ امام محمد صاحب یہ فرماتے ہیں کہ نبیذ تمر سے وضو کیا تھا تیمم نہیں کرے کیونکہ حدیث لیلۃ الجن میں اول تو اضطراب ہے۔ دوسرے آیت تیمم اور حدیث لیلۃ الجن میں تقدم و تاخر کا پتہ نہیں چلتا جس سے ایک کو ناسخ دوسرے کو منسوخ کہا جاسکے۔ جواب یہ ہے کہ واقعہ لیلۃ الجن ایک دفعہ نہیں بلکہ چند مرتبہ ہوا ہے جس میں سے دو فعہ مکہ معظمہ میں ہوا ہے اور چوتھی دفعہ وفود میں پیش آیا ہے۔ لہٰذا بہت ممکن ہے نبیذ تمر سے وضو کا واقعہ دیگر ہو جو آیت تیمم کے بعد میں پیش آیا ہو۔ شیخ کا ابن منیع نقل کرنا اور ابن ابی شیبہ، حسن، اسحاق بھی جواز کے قائل ہیں۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ حضرت علی اور حسن بصری سے یہی روایت ہے۔

رہے حدیث لیلۃ الجن پر اعتراض تو اول تو ابن الہمام نے اس کے جوابات دیئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ امام اعظم سے نبیذ تمر سے وضو کے سلسلہ میں مروی ثابت ہے جس کے بعد تعصب کی ضرورت ہی نہیں۔

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی

باب التیمم

باب تیمم کے بیان میں

قولہ باب التیمم فرع تیمم چونکہ وضو کا قائم مقام ہوتا ہے اس لئے مصنف وضو کے بیان سے فارغ ہو کر تیمم کا بیان شروع کر رہا ہے۔ کیونکہ طہارت کا مرتبہ اصل کے بعد ہوتا ہے پھر اس میں کلام اقسام کی ابتداء تھی ہے کیونکہ کلام اسی میں پہلے وضو کا بیان ہے پھر غسل کا اسکے بعد تیمم کا۔ لغت میں تیمم کے معنی مطلق قصد اور ارادے کے ہیں۔ قال تعالیٰ "ولا تیمموا الخبیث" خراب نیت تقرب پاک مٹی وغیرہ سے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے مسح کرنے کو کہتے ہیں۔ مسح اور مشق علیہ معروف ہی ہے۔ تیمم کے ارکان اور اس کی شروط کا مفصل بیان تو مسح کے ضمن میں آئے گا یہاں بطور اجمال کے معلوم کرنا چاہئے کہ تیمم کے دو رکن ہیں۔ (۱) دو مرتبہ پاک مٹی وغیرہ پر ہاتھ مارنا (۲) چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا پورے طور پر استیعاب۔ تیمم کے تین طریقے ہیں۔ (۱) ایک مرتبہ مسح (۲) تین مرتبہ مسح (۳) کہنیوں تک تیمم کرنا۔ مٹی یا اس کے مثل کا ہونا (۵) منہ اور ہاتھوں کا مطہر ہونا (۶) پانی کا نہ ملنا یا نقصان دہ ہونا (۷) مسلمان ہونا۔ ان نے اسلام کی شرط کا تعلق صحت تیمم و خلاص کا منتفع ہونا اور چہرہ اور ہاتھوں پر جو بھی زخم وغیرہ کا نہ ہونا بھی شرط ہے جو مانع تیمم ہوں تیمم نہ ہوگا۔ (۱) شروع تیمم وضو کی طرح بسم اللہ پڑھنا (۲) اور ان مٹھیوں کے اندرونی حصہ کو منہ پر مارنا (۳) انگلیوں کو زمین پر مار کر آگے کی طرف کھینچنا (۴) پھر ہتھیلیوں کو زمین پر رکھتے ہوئے لوٹانا (۵) دونوں ہتھیلیوں کا جھاڑنا کہ اکثر مٹی جھڑ جائے اور مثلہ ہو جائے۔ (۶) انگلیوں کشادہ کر کے زمین پر مارنا جو کہ غبار ہو انگلیوں کے درمیان میں آ جائے (۷) ترتیب قائم رکھنا یعنی اول چہرہ پھر دائیں ہاتھ پھر بائیں ہاتھ پر مسح کرنا (۸) مسح میں اس طرح تسلسل رکھنا کہ گرہائی سے اعضاء جھڑتے جانے تو مسح (درمیان میں) پیدا معروف نہ ہو۔ پایا۔ تیمم کی مذکورہ بالا شرطیں اور شرطیں اس نظم میں منظوم ہیں۔

والاسلام شرط طهر و طرب و به ... وصح و لعضو صحیح مطهر
وسته سعی و بطن راح ... وبعض ربع و ان قبل و تدبر

فائدہ: مشروعیت تیمم امت محمدیہ کے خواص میں سے ہے جو احادیث سے ثابت ہے "جعلت لی الارض مسجدا و طهورا" یعنی روئے زمین کو خاص طور پر ہمارے لئے مسجد اور وسیع طہارت بنایا گیا ہے تیمم کی مشروعیت غزوہ مریسیع میں ہوئی حضرت عائشہ صدیقہ کا بڑی کار گر ہو گیا تھا حضرت سے لوگوں کو تلاش کرنے پیچھے فرمایا اس میں نماز کا وقت ہو گیا پانی موجود نہ تھا لوگوں نے اس پر بیتاب کن صورت حال کی شکایت صدیق اکبر سے کی آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی بہت اعزازی کی اور دوسرے لوگوں کو سخت انظار گوارا کرنے پر صدیق کہہ کر نے یہ تکلیف دہ اجازت دی کہ اللہ کا تمہاری وجہ سے ایسی جگہ رکھتا پانی نہیں ہے۔ اس پر یہ تیمم نازل ہوا اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس مشکل کو آسان کر کے ہمیشہ کے لئے ضرور ضرر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا۔ یہ بن حضیر فرمانے لگے کہ اے آل ابوبکر، تیمم کا یہ حکم سراسر خیر و برکت ہمیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے رحمت فرمائی جب کبھی آپ کے سامنے کوئی نا گوار بات پیش آئی تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس میں کوئی بہتری اسلام کی رکھ دی جس سے مسلمانوں کے لئے ہدایت اور آسانی ہو

یتیمم بصعید عن ماء ان لم یجد او خاف عدوا او سبعا او عطش

تو وہ تیمم کرے پانی سے تنگ میل دور ہونے یا پانی کا دشمن یا درندے یا شدید پیاس کے ڈر سے

او لقلة الماء فمسنونا وجهه ویدیه مع مرفقیه بضربتین

یا پانی کی قلت وغیرہ کے سبب سے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ تیمم کرنے والا ہو سے کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دو ضربوں کے ساتھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرمایا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے چہروں اور ہاتھوں کو مٹی سے ملنے کا حکم دیا ہے اور مٹی سے ملنے کی یہ کیفیت ہے کہ ہاتھ مٹی پر مارے جائیں اور ان میں سے کچھ بھی نہ لیا جائے۔ یہ پتھر جو سونے چاندی کی کان سے نکلتا ہے اس سے کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس سے تیمم کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو زمین سے نکلتی ہے جیسے سرمہ، گیرو، ہرتال، سونا، چاندی، تانبا، سیسہ، پیتل، سونا، لوہا، سیسہ، ہرتال، گیرو، سرمہ، پھول کفاس، پھٹکری، نمک وغیرہ یا پگھل کر رم جاتی ہیں جیسے لوہا، تانبا، سیسہ، چاندی، سونا، گیرو، ہرتال، سرمہ، پھٹکری، نمک وغیرہ ان کی کسی بھی نوع کے ساتھ تیمم کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ جو چیز زمین سے نکلتی ہے اس سے خارج ہونے کی اسی طرح تحقیق ہو گئی ہے جس طرح زمین میں اگنے والی ہر چیز کے خارج ہونے کی تحقیق ہو گئی ہے اور جو چیز زمین میں اگتی ہے اس پر مٹی کی طرح ہوتی ہے اس لیے اس سے تیمم جائز ہے۔ جو چیز مٹی کی طرح نہیں ہوتی اس سے تیمم جائز نہیں ہے۔ (ج) (حنفیہ) (ج) (حنفیہ) (ج) (حنفیہ)

[illegible] وقت کے ساتھ [illegible] وقتی نماز کے وقت [illegible] کے ساتھ

وَلَمْ يُعِدْ ثُمَّ صَلَّى بِهِ وَبِمَنْ نَسِيَ فِي رَحْلِهِ رَبَطَهُ عَلَوْهُ وَ عَلَى تَرْكِهِ

[illegible] کرے گا اور [illegible] رکھے گا اور [illegible] ایک [illegible] سے [illegible]

وَلَا يَرْبِطُهُ فِي رَحْلِهِ فِي مَظِنَّةِ مَنْ يَسْتَهْزِئُ وَبِعَكْسِهِ الْأَمْنُ فِيهِ وَلَهُ بِمَنْ

[illegible] اور [illegible] ہے [illegible] کرے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

لَا يَسْتَهْزِئُ وَالْأَتَمُّ وَهُوَ أَكْثَرُ مَخْرُوجًا بِهِ وَبِعَكْسِهِ يَعْصِي وَلَا يَصِحُّ بِهِمَا

[illegible] کرے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ترجمہ [illegible] اور [illegible] کلام ہے [illegible] اور [illegible] کی امید [illegible] کیا [illegible]

تشریح اللغات [illegible] ولا یقصد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

باب المسح علی الخفین

باب موزوں پر مسح کے بیان میں

صح وتؤمراة لاجنبي بسقه على وضوء تام وقت الحدث بؤعا وثبة لمسقيم

صحیح ہے اگر وہ وضو میں ہو تے کہ مسح کرنا ان کو ایسے امر پر جو کامل وضو وقت حدث ایک دن اور رات تک مقیم سے اور

ويسافر لثلاث من زلب الحدث على ظاهرهما خطوطا مؤة بلث اصابع يده من الاصابع الى الكعبين

اور مسافر سے تین دن اور رات تک حدث کے وقت سے موزوں کے اوپر کی جانب ٹخنوں تک انگلیوں کا تین بار پانی سے بھیگے ہوئے ہاتھ کی

شرح الفقہ قولہ باب المسح الخ مصنف علیہ الرحمۃ نے مسح کو وضو کے بعد موزوں کے مسح کو ذکر فرمایا ہے اس واسطے کہ دونوں طہارت میں ہیں، نیز جس طرح تیمم وضو کا بدل ہے اسی طرح موزوں پر مسح کرنا پاؤں دھونے کا بدل ہے لیکن مصنف نے تیمم کو مقدم کیا ہے کیونکہ تیمم کا ثبوت قرآن کریم سے ہے اور موزوں پر مسح کا ثبوت حدیث متواتر یا حدیث مشہور سے ہے۔

فائدہ موزوں پر مسح کا جواز سنت سے ثابت ہے اور اس پر سے میں روایت مغیرہ میں جسے وہ امام اعظم کا قول ہوتا ہے کہ جب تک دونوں موزے نہ پھٹ جائیں یا ان کی طرح موزوں کے کسی حصہ پر اکثر قدم ظاہر نہ ہو جائے تو اس وقت تک اس پر مسح کرنا جائز نہیں ہوا۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ مسح علی الخفین کی حدیثیں صحیح سے مروی ہے۔ اشرافی میں حسن بصری سے منقول ہے کہ ستر صحابہ سے مسح علی الخفین کی روایت نقل کی ہے۔ حاصل یہ کہ حسن سے منقول ہے کہ میں نے ستر بدری صحابہ کو مسح علی الخفین کا قائل پایا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ میں نے سو سے زیادہ صحابہ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ بعض نے اسی سے بھی زیادہ صحابہ کی تعداد بیان کی ہے۔ علامہ کرخی وغیرہ نے علاوہ تمام امت کے اجماع ہے کہ مسح علی الخفین ثابت ہے جس کی پانچ شرائط ہیں جو آگے ان شاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوں گی۔ اس مسئلہ کو حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر، انس بن مالک، عقبہ بن عامر، براء بن عازب، ابو امامہ، ابو موسیٰ اشعری، حذیفہ بن یمان، سعد بن ابی وقاص، زید بن ارقم، جریر بن عبداللہ، عمرو بن امیہ ضمری، اسامہ بن زید، بلال، صفوان بن عسال، ابو رافع، ابو حمزہ، ابو ایوب انصاری، سہل بن سعد، ابو اسید، ابو طلحہ، ابو جحیفہ، ابو مسعود، ابو ہریرہ، ابو الدرداء، ابو سعید خدری، ابو بکرہ، ابو ثعلبہ، ابو ریحانہ، ابو لیلیٰ، ابو سلمہ، ابو عتبہ، ابو عبیدہ، ابو قرصافہ، ابو کبشہ، ابو مالک اشعری، ابو ہند، ابو یسار، انس بن حکیم ضبی، اوس ثقفی، بحیر بن ریسان حمیری، بلال مؤذن، ثوبان، جابر بن سمرہ، حبیب بن حدیر، حبیب بن سنان، حکیم بن عمیر، حمران، خزیمہ بن ثابت، خالد بن یزید، خریم بن اوس، خزیمہ بن اوس، خزیمہ بن جزء، ربیعہ بن کعب، رجل من اصحاب النبی، رجل من بنی سلیم، رجل من بنی غفار، رجل من بنی فزارہ، رجل من بنی کنانہ، رجل من بنی مرہ، رجل من بنی ہلال، رجل من بنی یربوع، رجل من بنی یشکر، رجل من بنی یعمر، رجل من بنی یعمر، رجل من بنی یعم

بخلاف الوجه والانكشاف بقطع ماظهر الوضوء ومسح خف ونعلين صفة ان لم يحط بكعبه جاز وبرجليه فقط وخروج اكثر القدم نزع ولو مسح ثم

دھونے اور ملنے کے بعد رہنے کا مروں کے باعث وضو کے بعد صرف پاؤں دھونے سے ۔۔۔ شرعہ کا کل ۱۱ کی ۱۱ ہے ۔۔۔ کے مسح

لسافر قبل تمام يوم وليلة ومسح ثلثا وللمقيم ثنتا يوم وليلة ونزع

کچھ شروع کر لیا ایک دن رات ۔۔۔ کی ۔۔۔ ظہر کیا ۔۔۔ مسافر ایک دن رات کے بعد مقیم ہو جائے تو ۔۔۔

والابتداء يوم وليلة ومسح على المجروح المجلد والعمل والمتحيز لاعلى عدة وقلسوة

۔۔۔ ہے ۔۔۔ بات پہلے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ چوتھی ۔۔۔ کا ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ کو کھولنے ۔۔۔

واجبرة ولفافة ومسح لمن الجبيرة وحوله اقترحه اخوذلك كالمسل ولا تنقض

۔۔۔ پر ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

قولہ ... [illegible] ... کرتے ہیں اور اس کے بعد ... [illegible] ... کہتے ہیں ... [illegible] ... کہتے ہیں ... [illegible] ... کہتے ہیں

باب الحیض

باب حیض کے بیان میں

قولہ باب الحیض ۔۔۔ حیض کے لغوی معنی سیلان کے ہیں اور شرع میں خون کے مخصوص اوقات کے مخصوص اوصاف کے ساتھ عورت کے مخصوص مقام سے خارج ہونے کو حیض کہتے ہیں۔ اس کا وقوع کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ اس کا وقوع کبھی کبھی گیارہ دن بھی ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض لڑکیوں میں نو سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں پچاس سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں ستر سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں اسی سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں نوے سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں سو سال کی عمر میں ہوتا ہے۔

فائدہ ۔۔۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ حیض کی مدت کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ اس کا وقوع بعض لڑکیوں میں نو سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں پچاس سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں ستر سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں اسی سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں نوے سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں سو سال کی عمر میں ہوتا ہے۔

تشریح ۔۔۔ حیض کا لغوی معنی سیلان ہے۔ شرع میں خون کے مخصوص اوقات کے مخصوص اوصاف کے ساتھ عورت کے مخصوص مقام سے خارج ہونے کو حیض کہتے ہیں۔ اس کا وقوع کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ اس کا وقوع بعض لڑکیوں میں نو سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں پچاس سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں ستر سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں اسی سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں نوے سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کا وقوع بعض عورتوں میں سو سال کی عمر میں ہوتا ہے۔

حیض کی رنگتوں کا بیان

توضیح الفاظ: قروء جمع قرء ہے اس کا اطلاق طہر اور حیض دونوں پر ہوتا ہے۔ اقلہ اکثرہ۔ تراخی سے مضارع مجہول ہے۔ تصرم منقطع ہونا۔

تشریح الفقہ: بکلوہ و مدعوی طیب میں فرق: حاملہ عورت کو ولادت کے بعد خون آنا نفاس کہلاتا ہے۔ حیض کا اکثر دن دس دن ہے۔ اس سے زیادہ خون آئے تو وہ استحاضہ ہے۔ حیض کا کم از کم تین دن ہے۔ اس سے کم خون آئے تو وہ بھی استحاضہ ہے۔ حیض کے ایام میں عورت پر نماز روزہ معاف ہے۔ حیض کے بعد غسل کرنا فرض ہے۔ حیض کے بعد طہر کا کم از کم زمانہ پندرہ دن ہے۔ طہر کا اکثر زمانہ کوئی مقرر نہیں۔ ایک عورت کو ساری عمر حیض آتا رہا اور دوسری کو ساری عمر نہیں آیا۔ دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ حیض کی رنگتیں: حیض کی رنگتیں چھ ہیں۔ سیاہ، سرخ، زرد، گدلا، سبز، مٹیالا۔ ان میں سیاہ سب سے قوی ہے۔ پھر سرخ، پھر زرد، پھر گدلا، پھر سبز، پھر مٹیالا۔ ان رنگوں کا اعتبار عادت اور تمیز دونوں سے ہوتا ہے۔ عادت سے مراد یہ ہے کہ عورت کو پہلے حیض آئے اور اس کے بعد کچھ عرصہ تک پاک رہے۔ پھر دوسرا حیض آئے تو عادت ثابت ہو جاتی ہے۔ تمیز سے مراد یہ ہے کہ عورت کو کئی حیض آئے ہوں اور ان کی رنگتیں مختلف ہوں۔ ان میں سے قوی رنگ کو حیض اور کمزور رنگ کو استحاضہ قرار دیا جائے۔ اگر عورت کو پہلا حیض آیا ہو اور اس کی رنگت مختلف ہو تو تمیز کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اس کو مبتدا کہتے ہیں۔ اگر عورت کو پہلے حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے اور پھر دوسرا حیض آئے اور اس کی رنگت مختلف ہو تو تمیز کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس کو مبتدا کہتے ہیں۔ اگر عورت کو پہلے حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے اور پھر دوسرا حیض آئے اور اس کی رنگت مختلف ہو تو تمیز کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس کو مبتدا کہتے ہیں۔ اگر عورت کو پہلے حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے اور پھر دوسرا حیض آئے اور اس کی رنگت مختلف ہو تو تمیز کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس کو مبتدا کہتے ہیں۔

حیض کے احکام

ترجمہ: جمع صلوٰۃ واجب ہے۔ یہاں سے مصنف علام حیض کے احکام بیان فرما رہے ہیں۔ حیض کے گیارہ احکام ہیں۔ جن میں سے سات تو حیض اور استحاضہ دونوں میں مشترک ہیں اور چار حیض کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مصنف نے یہاں مشترک احکام بیان کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں (۱) حیض مانع صلوٰۃ ہے۔ (۲) حیض مانع صوم ہے لیکن روزوں کی قضا لازم ہے۔ نماز کی قضا نہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم حیض سے پاک ہو کر روزوں کی قضا کرلیا کرتے تھے نمازوں کی قضا نہیں ہوتی تھی۔ (صحیح) نیز روزے تو سال بھر میں ایک ہی مہینے۔ رمضان کے ہوتے ہیں بالفرض اگر عائشہ سے پورے سال کے روزے نہیں۔ کچھ کم بھی گیارہ مہینے تو ضرور ادا کئے ہوں گے اور ایک مہینہ پندرہ دن کا ہے بخلاف نماز کے کہ پانچ نمازوں کے حساب سے سال بھر کی قضا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مہینہ میں اکیس دن حیض کے آئے ہوں اور ہر مہینہ میں پندرہ دن کے حساب سے سال بھر کی قضا ادا کی ہو۔ (۳) حیض مانع قراءت قرآن ہے۔ (۴) حیض مانع سجود تلاوت ہے۔ (۵) حیض مانع اعتکاف ہے۔ (۶) حیض مانع طواف ہے۔ (۷) حیض مانع وطی ہے۔ چار احکام حیض کے ساتھ مخصوص ہیں۔ (۱) حیض مانع صحت طلاق ہے۔ (۲) حیض مانع انقضاء عدت ہے۔ (۳) حیض سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (۴) حیض سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے۔

ترجمہ: اور حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ اور طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ اور حیض کی رنگتیں چھ ہیں۔ سیاہ، سرخ، زرد، گدلا، سبز، مٹیالا۔ ان میں سیاہ سب سے قوی ہے۔ پھر سرخ، پھر زرد، پھر گدلا، پھر سبز، پھر مٹیالا۔ ان رنگوں کا اعتبار عادت اور تمیز دونوں سے ہوتا ہے۔ عادت سے مراد یہ ہے کہ عورت کو پہلے حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے اور پھر دوسرا حیض آئے اور اس کی رنگت مختلف ہو تو تمیز کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس کو مبتدا کہتے ہیں۔ اگر عورت کو پہلے حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے اور پھر دوسرا حیض آئے اور اس کی رنگت مختلف ہو تو تمیز کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس کو مبتدا کہتے ہیں۔ اگر عورت کو پہلے حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے اور پھر دوسرا حیض آئے اور اس کی رنگت مختلف ہو تو تمیز کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس کو مبتدا کہتے ہیں۔

ہے کہ حیض کی حالت سے رات کو پاک ہو جاتی ہے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ لا تقربوھن حتی یطھرن کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر کا عورت سے علیحدگی اختیار کرنا حیض کے ختم ہونے پر منحصر ہے۔ کیونکہ اس حالت کے ختم ہونے کے بعد ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم ان سے جماع کرو جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے (بخاری، مسلم) جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حالت حیض میں بیوی سے کیا جائز حلال ہے۔ فرمایا آپ (۱) حائضہ عورت سے (ابوداؤد) (۲) حائضہ کے لئے قرآن پاک پڑھنا بھی ممنوع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ نہ پڑھ سکے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارقطنی) امام مالک حائضہ کو قرآن پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں کیونکہ یہ حدیث ان پر ثابت نہیں ہے۔ (۷) حائضہ کیلئے قرآن شریف کو چھونا بھی ناجائز ہے جمہور علماء کا یہی مسلک ہے کیونکہ قرآن کو پاک حالت میں ہی چھونا چاہیئے (ابوداؤد، دارقطنی، حاکم، بیہقی، طبرانی، بیہقی، ابن حزم) حیض کے باقی چار احکام یہ ہیں۔ (۱) حیض کے ذریعہ عدت پوری ہوتی ہے (۲) استبراء رحم ہوتا ہے۔ (۳) نسب معلوم ہوتا ہے۔ (۴) کسی اور وجہ کی طلاق بھی اسی کے ذریعہ واقع ہوتی ہے

فائدہ: وطی حالت حیض میں حرام ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو حیض سے پہلے عورت کے پاس جانا اور اس سے دلی تعلق قائم کرنا کیونکہ ان دنوں سے زیادہ بعض بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ پس یہ فرمانا غیر مستحب ہے (ولا تقربوھن حتی یطھرن) لیکن اگر اس حالت میں عورت کے پاس جانے کی خواہش نفس کی غلبہ پر ہو، لیکن اگر اس روزہ سے تم میں رک جانے کی طاقت ہو تو بہتر ہے اور عورت حیض سے ہو کر غسل نہ کرے۔ کیونکہ خون کا بند ہونا اور بھی انقطاع۔ اس سے غسل کرنا ضروری ہے تاکہ انقطاع کی حالت میں وہ جنبی ہو جائے اور عورت غسل نہیں کر سکتی لیکن اس بیمار کا اس وقت اس طرح تیمم کیا کہ اس میں غسل کی بجائے تیمم ہے۔ کہ حیض والی عورت کے حالت میں اس سے ہم بستری جائز ہے کیونکہ اس کے ساتھ روزہ فرض اور نماز کے لئے حکماً پاک ہونا چاہیئے اور تیمم عادت سے کم تر ہے تین دن سے زیادہ میں ہو تو قریب تک امام عادت دیدے۔ گذشتہ کپڑوں عورت کے پاس رکھنا جائز ہے اور وہ غسل بھی کر سکتی ہے کیونکہ عادت سے زیادہ بھی حیض کے آنے کا احتمال غالب ہے۔ لہٰذا پیروی کرنے میں احتیاط ہے۔

فائدہ:

اور کپڑوں والی حدیث سے مراد فرض حیض ہے خواہ غسل واجب پر ہو۔ اول حصہ مراد نہیں ہے کیونکہ اس کا تقاضا ہے کہ نماز اس کے ذمہ واجب ہو جائے اور نماز کا وجوب وقت نکلنے پر ہوتا ہے نہ کہ شروع ہونے پر۔ (کذا فی)

و لطھر متحلل بین النصین فی اسقاط جمعۃ و تداخل و اقل الطھر خمسۃ عشر یوما و لا حد لاکثرہ

پاک عورت جو حیض سے درمیان میں عدت گزار کر پاک ہو چکی ہو اور طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے جو بقول صاحب "کامل" اتفاقی ہے۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں

طہر متخلل کا بیان

توضیح مسئلہ: قولہ والطھر المتخلل الخ جو پاکی دو خونوں کے درمیان واقع ہو اس کو متخلل خون کی طرح تمام کی جائیگا۔ اور مدت پاکی میں بھی اقل مدت عادت ہی کو قرار دیا جائیگا۔ طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے جو بقول صاحب "کامل" اتفاقی ہے۔ اور اکثر کی کوئی حد نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ میرے علم میں اس کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے بھی نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی اور احمد کا بھی یہی قول ہے۔ امام زفر نے احمد سے ایک روایت میں اختلاف ذکر کیا ہے ہو سکتا ہے کہ اکثر حیض کی مدت یا یہ کہ صحابہ اور تابعین کے درمیان اس

دوسرے میں ایسی اختلاف ہوں۔ ہر کیف طہر صحیح کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے۔ لیکن اکثر کی کوئی حد نہیں۔ ساری عمر بھی ہو سکتا ہے اگر یہ حیض آنا چھوڑ جائے اور عورت ان دنوں عادت مستمرہ والی صورت میں اس کی عادت کے سابقہ حکم پر عمل کرلی جائے گی۔

فائدہ: طہر متخلل کے مسئلہ میں امام صاحب سے چار روایتیں ہیں۔ (۱) ابن عبدالحکم کی روایت ہے کہ اگر طہر ناقص کو دونوں طرف سے خون گھیرے ہوئے ہو خواہ ایک دن ہو یا زیادہ اگر اس دن کے اندر ہو یا ہر قسم طہر متخلل حیض ہوگا، اگر عورت مبتدأہ ہے تو پورے اس دن اور مبتدأہ ہے تو ایام عادت کو حیض شمار کیا جائے گا مثال یہ ہے۔

عبتدأہ	معتادہ
خ ط ط ط ط ط ط ط ط ط خ	خ ط ط ط ط ط ط ط ط ط خ
اس دن حیض	استحاضہ
ایام عادت حیض ..... باقی استحاضہ	

(۲) امام محمد کی روایت کہ دن یا کم کے حیض میں دونوں طرف خون گھیرا ہوا تو دن حیض کے ہوں گے۔ عورت مبتدأہ ہو یا معتادہ جیسے پہلی اور دوسری تاریخ میں خون آتا ہے اور تین تک طہر پھر ساتویں تک طہر پھر نویں کو خون تو پہلی صورت میں دن اور دوسری صورت میں آٹھ ایام حیض ہوں گے مثال یہ ہے۔

خ ط ط ط ط ط ط ط ط ط خ

(۳) ابن القاسم کی روایت کہ کیفیت مذکورہ کے ساتھ ساتھ دونوں طرف کا خون عمومی طور پر اوسط اقل حیض تک پہنچنا چاہیے۔ یعنی تین دن ہونے چاہئیں۔ جیسے کسی کو پہلی اور دسویں تاریخ کو خون آیا درمیان میں طہر ہوا تو کچھ بھی حیض نہ ہوگا۔ اور اگر پہلی دوسری کو شروع میں اور دسویں کو آخر میں خون آجائے تو کل حیض ہوگا مثال یہ ہے۔

خ ط ط ط ط ط ط ط ط ط خ

اس میں دونوں طرف کے ملا کر تین دن ہوجاتے ہیں۔

(۴) حسن بن زیاد کی روایت کہ جو طہر تین روز یا زیادہ ہوگا وہ فاصل ہوگا اور کم ہوگا حیض شمار ہوگا۔

(۵) امام محمد کا مذہب جس میں تیسرے قول کی شرطوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ درمیانی طہر بھی اتنی مقدار میں ہو جتنا دونوں طرف کے خون کا مجموعہ ہے یا کم سے کم علامہ ابن الشریفہ نے شرح ہدایہ میں جو ترتیب دی ہے اچھا مثال کی ہے جس میں پانچوں اقوال آجاتے ہیں مثلاً مبتدأہ کو پہلی تاریخ میں خون آیا پھر طہر پھر سویں کو خون پھر ایک دن خون پھر ایک دن طہر پھر ایک روز خون ہوا تو عورت کے تین طہر ہوئے ایک پندرہ روز کا دوسرا طہر پھر ایک روز خون تیسرا طہر پھر ایک دن خون دوسرا طہر پھر ایک روز خون ہوا تو پہلا ۵ روز ہوا یہ جس کا مذہب مصنف نے لیا ہے۔

خ ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط خ	خ ط ط ط ط ط ط ط ط ط خ	خ ط ط ط خ	خ ط ط ط خ	خ ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط خ
حیض بروایت ابویوسف	حیض بروایت ابن عبدالحکم	بروایت ابن القاسم	مذہب امام محمد	حیض بروایت حسن بن زیاد

اس میں ابو یوسف کے قول پر پندرہ اور پچیس یا انتالیس ساٹھ روز حیض ہوئے طہر میں سے ایک روز خون تین دن طہر ایک دن خون پھر تین دن طہر کی مدت حیض شمار ہوئی، گو پانچ تھی یا انتالیس ہوئی اور حسن بن زیاد کی طہر سے ہوئی اور حسن بن زیاد امام محمد کی روایت پر قول کے پندرہ دن طہر کے بعد جو اکیس دن یا اس تین میں دو دن طہر خون ہے حیض ہوگئے اس بنا مذکور کی روایت پر مدت روز طہر جس کے اس میں ایک روز اور بعد میں دو روز خون ملا کر پورے بیس روز حیض ہیں اور امام محمد کے مذہب پر دو دن "خون سے لے کر پندرہ دن تک پاک رہا تھا

دن حیض سے مرتے اور حسن بن زیاد کی روایت پر مرتے چار روز حیض پھر باقی ستر دن ہو گئے (نور الایضاح صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب)

وقد الاستحاضة كم شاف الدم لا يمنع صوما وصلوة وطهرا وتوقف ان الدم على اكثر الحيض والنفاس

اور جس استحاضہ والی کو حیض کی طرف رجوع کرنا ہو تو حیض سے مراد وہ مدت ہے جس میں خون آنا عادت ہو چکا ہو اور اگر عادت نہ ہو تو اکثر مدت حیض یعنی دس دن

وما زاد على عادته مستحاضة ويؤمرها الحيض غسلا لكل صلوة وتوضا فيما بين ذلك

اور جو خون عادت سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے اور اگر عادت نہ ہو تو اس کا حیض دس دن ہے اور جو خون اس دن سے زیادہ ہو تو

دم استحاضہ کا بیان

ترجمہ دم استحاضہ یعنی وہ خون جو بیماری سے عورت کو آتا ہے حیض نہیں ہوتا

تشریح الفاظ قولہ ودم الاستحاضہ الخ تکبیر کی عورت مستحاضہ کا خون بھی نماز روزہ حرام ہونے میں حیض سے ملحق ہے یعنی جس طرح حیض والی عورت کو نماز روزہ چھوڑنا پڑتا ہے اسی طرح مستحاضہ کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے (فائدہ) اور جب عادۃ معلوم ہو گا تو وہ دن حیض کے ہوں گے اور باقی دن پاکی کے ہوں گے اور اگر عادۃ معلوم نہ ہو تو اکثر حیض کی مدت دس دن ہے زیادہ سے زیادہ جو خون آئے وہ استحاضہ ہ

وَهُوَ اِنْ لَمْ يَتَخَلَّلْهُمَا وَقْتُ فَرْضٍ اَوْ وَذٰلِكَ الْحَدَثُ بِعَيْنِهٖ وَاِنْ تَخَلَّلَ ثَمَّ يَقَعُ الْفَرْضُ

پس اس وقت ہے جب نہ گذرے اس پر کسی فرض نماز کا وقت مگر یہ کہ حدث اسی میں ہو جو ہو اور نقاس، وہ حیض ہے جو پیدائش کے بعد آتا ہے

وَهُمُ الْحَامِلِ صِحَاحَةً وَالنُّفَسَاءُ اِنْ ظَهَرَ مُعْظَمُ خَلْقِهٖ وَهُوَ وَلَدٌ اَوْ اَصْلُهُ

اور حاملہ کا خون استحاضہ ہے اور وہ نفاس پر حکم کی بعض استثناء ان کے ہوں بچے کے حکم میں ہے اور کثر نفاس کی کوئی حد نہیں

وَاَكْثَرُهُ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَالْمُسْتَحَاضَةُ وَبَقِيَّةُ الْاَحْكَامِ مِنَ الْاُولٰى

اور اس کی کثر مدت چالیس روز ہیں اور نفاسہ استحاضہ ہے اور دوسرا باقی احکام پہلی کے حوالے سے طاہرہ حائل سے ہوگا

مستحاضہ اور معذورین کا احکام

توضیح اللغۃ: سلس البول ایک بیماری ہے جس میں پیشاب کے روکنے کی طاقت نہیں رہتی۔ اطلاق السلس پیش جائے۔ یعنی مار پڑ جانا۔ خانہ گنا۔ الاطلاق ترک کرنا۔ خارج ہونا۔ رعاف نکسیر۔ جرح زخم۔ قارورہ پیشاب۔ ثقب سوراخ۔ ناسور۔ قطا تمام پکنے آئین بڑا۔

تشریح الفقہ: ... قولہ وھو حدث الخ جس عورت کو استحاضہ کی شکایت ہو اگر اس کو پیشاب یا پاخانہ کا قطرہ بہ رہا ہو یا خارج ہوتا ہو یا ہوائی نکسیر ہو یا ایسا خانہ ہو جو ہر نماز کے وقت بار بار ہو تو ان سب کو ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرنا چاہئے پھر اس حصے جتنے چاہے فرائض ونفل پڑھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہر فرض نماز کیلئے مستقل وضو کرے کیونکہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "مستحاضہ عورت کو ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا چاہئے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، ابن حبان، ابن ابی شیبہ) نیز مستحاضہ عورت کے لئے طہارت کا اعتبار محض فرض نماز کی ضرورت سے ہوتا ہے جو وقت فرض نماز سے خارج ہونے کے بعد طہارت باقی نہیں رہنی چاہئے۔ ہماری دلیل حضورؐ کا ارشاد ہے کہ "مستحاضہ کو ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرنا چاہئے" (ابن قدامہ، المغنی مع الشرح الکبیر، ج ۱) اور پہلی روایت کی مراد بھی یہی ہے کیونکہ اس میں لام عاقبہ ہے جیسے کہا جاتا ہے "لدلوک للظہر" اور مراد ظہر کا وقت ہوتا ہے نیز آسانی کے لئے وقت کو ادا کے قائم مقام کر دیا گیا ہے جبکہ حکم بھی اسی پر دائر ہوتا ہے پھر جب وقت نکل جائے تو مستحاضہ کا وضو ٹوٹ جائیگا اور دوسری نماز کے لئے نئے وضو کی ضرورت ہوگی۔ یہ حنفیہ کے مزدیک ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک وقتی وضو ختم ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ وضو سے امام زفرؒ کی دلیل یہ ہے کہ متعاقب طہارت چیزوں کے پائے جانے کے طہارت کا اعتبار محض فرض نماز کی ضرورت سے ہے اور چونکہ وقت میں کوئی ساعت اس ضرورت سے خالی نہیں ہے اس لئے اس کے باوجود بھی ضرورت کی بنا سے طہارت کا اعتبار کرلیا گیا اور وقت آنے سے پہلے کوئی ضرورت نہیں اس لئے طہارت کا اعتبار نہ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ضرورت وقت کے مدحی امر محدود ہے لہذا وقت کے خارج ہونے اور داخل ہونے پر یہ وضو ٹوٹ جائیگا۔ حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ شریعت نے وقت کو ادا کے قائم مقام کیا ہے لہذا وقت سے پہلے طہارت ہونی چاہئے جیسا کہ امام شافعیؒ پر طہارت کا عدم ہونا ضروری ہے تاکہ صدور وقت سے نئی وضو ثابت کر سکے۔

قولہ وھذا الخ: یعنی مستحاضہ اور معذورین کا حکم جو اوپر ذکر ہوا حلال وقت ہے جب ان پر فرض کا کوئی وقت ایسا نہ گذرے جس میں وضو کرکے وہ فرض ادا نہ کرسکیں۔ اور ان کا عذر ختم نہ کرلیں گے اور ان کا عذر ختم کرکے وہ ادا کرسکیں گے۔

فائدہ: شروع میں عذر ثابت ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ ہر فرض نماز کے پورے وقت کا استیعاب کرلے۔ عام کتابوں میں اسی کی تفسیر مصنف نے کافی میں یہ لکھی ہے کہ ہر نماز کا پورا وقت اس عذر میں گزر جائے یہاں تک کہ اتنی فرصت اور اتنا وقت بھی نہ ملے کہ وضو کرکے نماز پڑھ لے اور یہ عذر ختم نہ ہونے پائے بلکہ ایک وقت بھر موقوف رہنے کا اعتبار کیا ہے کیونکہ جلد انقطاع پورے اتصال کے ساتھ عذر کا تسلسل تو بہت ہی نادر ہے پس استیعاب کل معتبر ہوگا۔ اور بقائے عذر کی شرط یہ ہے کہ نماز کے پورے وقت کے کسی حصہ میں عذر پایا جائے۔

نفاس کا بیان

قولہ و النفاس ان الدم الخ نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بچہ کی پیدائش کے بعد آئے کیونکہ لغۃً نفس بالتحریک سے ماخوذ ہے یعنی خون نکل دینا۔ یا تحریک النفس بمعنی بچہ یا خون کے نکلنے سے ماخوذ ہے اگرچہ عادۃً ولادت سے متصل ہی ماں کی ولادت کے وقت بچہ کے آدھے سے کچھ خون دیکھے تو وہ استحاضہ ہے اگرچہ متصل ہو جائے۔ امام شافعی کے نزدیک نہیں ہے نفس ان کے مذہب میں صحیح اس قرار دیا گیا ہے وہ اس کو علامۃً پر قیاس کرتے ہیں بایں معنی کہ وہ اس رحم سے آتے ہیں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ متصل کی وجہ سے رحم ماں عادۃً بند ہو جاتا ہے۔ اور نفاس بچہ کی پیدائش کی وجہ سے رحم کے کھلنے کے بعد آتا ہے اور وہ مقام بچہ جس کے بعض اعضاء کی شکل بچہ کے حکم میں ہے لہٰذا علوقیت اس کی وجہ سے ثابت ہو جائے گی۔ اور یہ خون ام ولد کے ساتھ بھی ہو جائے گا۔ نفاس کی کم از کم مدت کی وقت حدقہ۔ کیونکہ بچہ پہلے پہلے عادۃً اسی قدر میں آنے لگتا ہے۔ لہٰذا اس قدر کو متصل ماننے کی صورت میں نفاس کی مدت چالیس دن سے بڑھ جائے گی جیسا کہ عام عمل کی رو سے ہے مذکور ہے (شرنبلالی اور اوجز میں بھی یہی حکم ہے) اور تقریبی یعنی اکثر مدت کو مقرر کرنے میں یہ حدیث امام شافعی کی حجت ہے۔

قولہ وقد ینقطع الدم الخ کبھی ایک ہی بیت سے دو بچے پیدا ہوں تو اس کی صورت نفاس شمیص کے نزدیک پہلے بچہ کی ولادت سے شروع ہو جائیگا اگر چند دن کے درمیان چالیس روز کی مدت ہو۔ لیکن، محمد کے نزدیک آخری بچہ کی پیدائش سے نفاس شروع ہوگا امام زفر کا بھی یہی قول ہے کیونکہ پہلے بچہ کی ولادت کے بعد جو کچھ خون ہوا وہ حاملہ ہے پس اسی حالت میں جس طرح حاملہ حیض نہیں دیکھتی اسی طرح نفاس بھی نہیں دیکھ سکتی ہمارے ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ ہے کہ ولادت باعث اخراج "قرئی بچہ" ہے کیونکہ یہ ماں کی جانی ہے کیونکہ رحم کی پیدائش کی وجہ سے حاملہ کو خون آنا بند ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور پہلے بچہ کی پیدائش کی وجہ سے بچہ دانی کا منہ کھل چکا ہے اور خون آنے لگا ہے اس لئے دوسرا بھی متاثر ہوگا۔ ولادت کا مسئلہ حواس کا متعلق وضع حمل سے ہے اور اسی کی طرف مضاف ہے لہٰذا مجموعہ حمل کو شامل ہوگا۔ آیۃ "وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ" اس پر دلالت کرتی ہے کہ عدت وضع حمل کے بعد پوری ہوگی۔ ظاہر ہے کہ حمل مرد بچہ پیدا ہونے تک ہے بلکہ ایک بار دو یا تین جتنے بچے ہیں سب حمل ہیں۔ سب کے وضع کے بعد عدت پوری ہوگی۔

فائدہ: اگر تین بچے اس طرح پیدا ہوئے کہ پہلا دوسرا بچے کے درمیان چھ مہینے سے کم کی مدت ہے اسی طرح دوسرے اور تیسرے بچہ کی درمیانی مدت بھی چھ ماہ سے کم ہے لیکن پہلے اور تیسرے بچہ کے درمیان کا وقفہ چھ مہینے سے زیادہ ہے تو صحیح یہ ہے کہ یہ تینوں بچے توام ہی ہیں، اگرچہ کبھی دوسرے بچہ کی ولادت سے نفاس شمار ہوگا امام مالک کا قول اور امام شافعی کی اصح روایت اور امام شافعی کی اصح روایت امام احمد بن حنبل اور امام مزنی کا یہی ہے اور ایک روایت امام شافعی اور امام احمد کی اور دوسرا قول امام محمد کی تائید میں ہے کہ ماخیر بچہ سے نفاس شمار ہوگا۔

تنبیہ: جڑواں بچوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ دونوں کے درمیان چھ ماہ حمل یعنی چھ مہینے حائل ہوں ورنہ ایک پیٹ سے دو بچے نہیں سمجھے جائیں گے۔

باب الانجاس

باب چار فصلوں کے بیان میں

يَطْهُرُ الْبَدَنُ وَالثَّوْبُ بِالْمَاءِ وَبِمَائِعٍ مَرْئِيٍّ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ لَا بِالْمَسْحِ وَالنَّضْحِ بِالْمَلَكِ
پاک ہو جاتا ہے بدن اور کپڑا پانی سے اور ہر بہنے والے پر جیسے سرکہ اور عرق گلاب نہ کہ مل اور مسواک کے ساتھ

عَلَى نَجِسٍ ذِي جِرْمٍ وَإِلَّا يُغْسَلُ وَعَنْ مُغَلَّظٍ يُغْسَلُ بِالْقُرْصِ وَإِلَّا بِغَسْلٍ وَمَحَلُّ الْمَشْيِ بِالْمَسْحِ
حکم دینا (گاڑی) نجاست سے روندہ دھویا جاوے اور خشک کی کرنے کے ساتھ اور معاف ہے جانا اور کوا اور بلی چوہا پر کچھ کہ ہو

وَالْأَرْضِ بِالشَّمْسِ وَجَفَافِ الْأَثَرِ لِلصَّلٰوةِ لَا لِلتَّيَمُّمِ وَعُفِيَ قَلِيْلُ بَوْلِ مَا كُلَ لَحْمُهُ كَثَوْبِ النَّائِمِ عَلَى نَجِسٍ مُجْتَهِدٍ
اور زمین خشک ہونے سے اور اثر نجاست دور ہونے کے ساتھ نماز کے لئے نہ کہ تیمم کے لئے اور معاف ہے تھوڑا پیشاب کھانے والے جانور کا جیسے کپڑا سونے والے پر نجاست پر مجتہد

كَالْبَدَنِ وَالْمَحْمِلِ وَخُرْءِ الدَّجَاجَةِ وَبَوْلِ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ كَالْهِرَّةِ وَالرَّوْثِ وَالْعَذِرَةِ وَدَمِ فَوْقَ رَبْعِ الْغُلْبَةِ
جیسے بدن اور شراب اور محمل کی پیٹ اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور مرغی کا گوبر اور معاف ہے تھوڑا گوبر سے کم

مِنْ نَجِسٍ كَبَوْلِ مَأْكُوْلٍ لَحْمُهُ وَالْفَرْسِ وَخُرْءِ طَيْرٍ لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَدَمِ السَّمَكِ
پھر نجاست خفیہ جیسے ماکول گوشت کے جانور کا پیشاب اور گھوڑے کا پیشاب اور ہر ان پرندوں کی بیٹ جن کا

وَالْبَقِّ وَالْبَعُوْضِ وَدَمِ مَا لَا نَفْسَ لَهُ سَائِلَةً كَالْقَمْلِ وَالْبُرْغُوْثِ وَنَجِسَ بِمَوْتِهِ كُلُّ ذِي نَفْسٍ سَائِلَةٍ
کھانا حلال ہے اور مچھلی کا خون اور مچھر اور جوں اور کھٹمل اور ہر اس جانور کا خون جس کا بہتا ہوا خون نہ ہو جیسے جوں اور کھٹمل اور نجس ہو جاتا ہے مرنے سے ہر

توضیح اللغۃ: الانجاس جمع نجس۔ ناپاکی، ناپاک ہونے والی، نجاستیں، نجس کرنے والی چیزیں۔ نَجِسَ یَنْجَسُ (س) نجاست ہونا، ناپاک ہونا۔ مَرْئِیٌّ: دیکھا جانے والا، ظاہر۔ خَلٌّ: سرکہ۔ مَاءُ الْوَرْدِ: گلاب۔ مَسْحٌ: ہاتھ پھیرنا، مسح کرنا۔ نَضْحٌ: چھڑکنا، چھینٹا دینا۔ مَلَكٌ: مسواک۔ قُرْصٌ: ڈھیلا، پتھر کا ٹکڑا۔ مَشْیٌ: چلنا، گاڑی وغیرہ۔ جَفَافٌ: خشک ہونا۔ أَثَرٌ: نشان، اثر۔ تَیَمُّمٌ: تیمم کرنا۔ عُفِیَ: معاف کیا گیا۔ قَلِیلٌ: تھوڑا۔ بَوْلٌ: پیشاب۔ نَائِمٌ: سونے والا۔ مُجْتَهِدٌ: مجتہد، غور و فکر کرنے والا۔ بَدَنٌ: جسم، بدن۔ مَحْمِلٌ: محمل، اونٹ پر بیٹھنے کا کجاوہ۔ دَجَاجَةٌ: مرغی۔ رَوْثٌ: لید، گوبر۔ عَذِرَةٌ: پاخانہ۔ دَمٌ: خون۔ فَوْقَ: زیادہ۔ رُبْعٌ: چوتھائی۔ غُلْبَةٌ: غلبہ، اکثریت۔ فَرَسٌ: گھوڑا۔ طَیْرٌ: پرندہ۔ سَمَكٌ: مچھلی۔ بَقٌّ: کھٹمل۔ بَعُوضٌ: مچھر۔ قَمْلٌ: جوں۔ بُرْغُوثٌ: کھٹمل۔ نَفْسٌ سَائِلَةٌ: بہتا ہوا خون۔ مَوْتٌ: مرنا۔ کُلُّ: ہر۔

تشریح اللغۃ: قولہ باب الانجاس: جمع نجاست حکمیہ یعنی ناپاکی، نجاست اور ان کے ازالہ و تطہیر کا بیان۔ نجاست کی دو قسمیں ہیں: حقیقی اور حکمی۔ نجاست حقیقی وہ ہے جس کا تعلق کسی ایسی چیز سے ہو جو اصل میں ناپاک ہو، جیسے پیشاب، پاخانہ، خون، شراب وغیرہ۔ نجاست حکمیہ وہ ہے جو اصل میں پاک ہو لیکن کسی ناپاک چیز کے ساتھ لگ جانے سے ناپاک ہو جائے، جیسے پیشاب کے چھینٹے پڑنے سے کپڑا ناپاک ہو جانا۔ نجاست حقیقی بھی دو قسم پر ہے: مغلظہ اور خفیفہ۔ مغلظہ وہ ہے جو بہت زیادہ ناپاک ہو، جیسے انسان کا پیشاب، پاخانہ، خون وغیرہ۔ خفیفہ وہ ہے جو مغلظہ سے کم درجہ کی ناپاک ہو، جیسے گھوڑے کا پیشاب، حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ۔ نجاست حکمیہ کی بھی دو قسمیں ہیں: غلیظہ اور خفیفہ۔ غلیظہ وہ ہے جو بہت زیادہ ناپاک ہو، جیسے مردار کا چمڑا دباغت سے پہلے۔ خفیفہ وہ ہے جو کم درجہ کی ناپاک ہو، جیسے مردار کا چمڑا دباغت کے بعد۔ طَهُرَ یَطْهُرُ (ن) پاک ہونا، طہارت حاصل ہونا۔ بَدَنٌ: جسم، بدن۔ ثَوْبٌ: کپڑا۔ مَائِعٌ: بہنے والی چیز، سیال۔ مَرْئِیٌّ: دیکھا جانے والا، ظاہر۔ خَلٌّ: سرکہ۔ مَاءُ الْوَرْدِ: گلاب۔ مَسْحٌ: ہاتھ پھیرنا، مسح کرنا۔ نَضْحٌ: چھڑکنا، چھینٹا دینا۔ مَلَكٌ: مسواک۔ قُرْصٌ: ڈھیلا، پتھر کا ٹکڑا۔ مَشْیٌ: چلنا، گاڑی وغیرہ۔ جَفَافٌ: خشک ہونا۔ أَثَرٌ: نشان، اثر۔ تَیَمُّمٌ: تیمم کرنا۔ عُفِیَ: معاف کیا گیا۔ قَلِیلٌ: تھوڑا۔ بَوْلٌ: پیشاب۔ نَائِمٌ: سونے والا۔ مُجْتَهِدٌ: مجتہد، غور و فکر کرنے والا۔ بَدَنٌ: جسم، بدن۔ مَحْمِلٌ: محمل، اونٹ پر بیٹھنے کا کجاوہ۔ دَجَاجَةٌ: مرغی۔ رَوْثٌ: لید، گوبر۔ عَذِرَةٌ: پاخانہ۔ دَمٌ: خون۔ فَوْقَ: زیادہ۔ رُبْعٌ: چوتھائی۔ غُلْبَةٌ: غلبہ، اکثریت۔ فَرَسٌ: گھوڑا۔ طَیْرٌ: پرندہ۔ سَمَكٌ: مچھلی۔ بَقٌّ: کھٹمل۔ بَعُوضٌ: مچھر۔ قَمْلٌ: جوں۔ بُرْغُوثٌ: کھٹمل۔ نَفْسٌ سَائِلَةٌ: بہتا ہوا خون۔ مَوْتٌ: مرنا۔ کُلُّ: ہر۔

قولہ و یحصل الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی کپڑے سے کئی قطرے پیشاب کے گرے ہوں اور کپڑا ان قطروں کی وجہ سے ناپاک ہو گیا ہو تو اس کپڑے کو دھونے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (بذل) قولہ بالرش یعنی اس کپڑے پر پانی چھڑک دینے سے بھی وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

قولہ و یحصل الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی کپڑے پر پیشاب لگ گیا ہو اور اس کپڑے کو دھونے والا شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اس کپڑے کو دھونے سے وہ کپڑا پاک ہو جائے گا اور اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہو جائے گا تو اس کپڑے کو دھونے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دھونے والے کا یہ گمان حقیقت کے مطابق نہ ہو۔ (بذل)

قولہ و یحصل الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی کپڑے پر پیشاب لگ گیا ہو اور اس کپڑے کو دھونے والا شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اس کپڑے کو دھونے سے وہ کپڑا پاک ہو جائے گا اور اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہو جائے گا تو اس کپڑے کو دھونے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دھونے والے کا یہ گمان حقیقت کے مطابق نہ ہو۔ (بذل)

قولہ و یحصل الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی کپڑے پر پیشاب لگ گیا ہو اور اس کپڑے کو دھونے والا شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اس کپڑے کو دھونے سے وہ کپڑا پاک ہو جائے گا اور اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہو جائے گا تو اس کپڑے کو دھونے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دھونے والے کا یہ گمان حقیقت کے مطابق نہ ہو۔ (بذل)

فائدہ: مذکورہ بالا نو چیزوں میں سے ہر ایک انسان کے لئے حرام کا سبب بنتا ہے جس سے وہ خون مسفوح مراد ہے جو بہنے والا خون ہے، پس (۱) شبیہ، (۲) اور گوشت، (۳) اور مچھلی، (۴) خون، (۵) طحال، (۶) دل، (۷) کلیجہ، (۸) گابل، (۹) مچھلی، (۱۰) ہو، (۱۱) مچھر، (۱۲) مکھی، (۱۳) جوں کا خون اور دیگر نجاست سے مراد انسان اور غیر ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب ہے۔ جس میں سے پانی اور ہوا مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ بیکار کا پیشاب پاک ہے اور چوپائے جانوروں کا پیشاب شامل ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے

والنجس ما يكون بخلافه على ما يتبين وهو الخارج من السبيلين نجس نجاسة مغلظة وهي الخارج النجس من السبيلين كالبول والغائط والمذي والودي والدم والقيح والصديد والقيء والبلغم والمرة والعلقة والمضغة والمني والمسفوح من الدم والدسومة التي تعلو الغائط والبول والمني والودي والمذي والدم والقيح والصديد والقيء والبلغم والمرة والعلقة والمضغة والمني والمسفوح من الدم والدسومة التي تعلو الغائط والبول

اور نجس وہ ہے جس کے خلاف ظاہر ہو جائے جیسا کہ بیان ہوا اور وہ ہر وہ چیز ہے جو دونوں راستوں سے نکلے جو سخت نجاست غلیظہ ہے اور وہ دونوں راستوں سے نکلنے والی چیزیں ہیں جیسے پیشاب، پاخانہ، مذی، ودی، خون، پیپ، قے، بلغم، صفرا، جما ہوا خون، گوشت کا ٹکڑا، منی، بہنے والا خون، چربی جو پاخانہ، پیشاب، ودی، مذی، خون، پیپ، قے، بلغم، صفرا، جما ہوا خون، گوشت کا ٹکڑا، منی، بہنے والا خون، چربی جو پاخانہ، پیشاب

وعشر في عشرة دراهم لا يمنع جواز الصلاة وما زاد عليه يمنع وعفي عن قدر الدرهم من الدم النجس الذي لا يسيل وعن أقل من ربع الثوب من البول المخفف وعن ربع الساعد والساق والفخذ من الدم السائل وعن أقل من ربع الثوب من البول المخفف وعن ربع الساعد والساق والفخذ من الدم السائل

اور اس میں کوئی حد مسنون نہیں اور پانی سے دھونا واجب ہے اگر نجاست غلیظہ سے زیادہ ہو جائے اور اگر زیادہ نہ ہو تو دھونا واجب نہ ہوگا اور معاف ہے درہم کی مقدار خون نجس سے جو بہتا نہ ہو اور معاف ہے چوتھائی کپڑے سے کم پیشاب سے جو ہلکا ہو اور معاف ہے چوتھائی بازو، پنڈلی اور ران سے کم بہنے والے خون سے اور معاف ہے چوتھائی کپڑے سے کم پیشاب سے جو ہلکا ہو اور معاف ہے چوتھائی بازو، پنڈلی اور ران سے کم بہنے والے خون سے

وراء موضع الاستنجاء لا بطهر وزرق وطعام وصبغ ونجس الا بغلبة الماء عليه حتى لا يتقاطر بعصر معتاد وطهر الأرض بجفاف أثر النجاسة ولونها وريحها إلا إذا شق عليه إزالة الريح والطعم وطهر الحصير والبارية بالغسل ثلاثا وعصرهما في كل مرة

سوائے موضع استنجاء کے نہ پاک ہوتا ہے گوبر، لید، کھانا اور رنگ سے اور نجس نہیں ہوتا مگر پانی کے غلبہ سے یہاں تک کہ نہ ٹپکے عام طریقہ نچوڑنے سے اور زمین پاک ہوتی ہے نجاست کے اثر، رنگ اور بو کے ختم ہونے سے مگر جب بو اور ذائقہ کا ختم ہونا مشکل ہو اور چٹائی اور بوریا تین بار دھونے سے پاک ہوتا ہے اور ہر بار نچوڑنا

تشریح: **قولہ والنجس الخ** نجس کی دو قسمیں ہیں ایک نجاست غلیظہ دوسری نجاست خفیفہ، نجاست غلیظہ وہ ہے جو دونوں راستوں سے نکلے اور نجاست خفیفہ وہ ہے جو ان کے علاوہ کسی اور جگہ سے نکلے۔ **قولہ وهي الخارج النجس من السبيلين** نجاست غلیظہ کی تعریف ہے کہ جو دونوں راستوں سے نکلے۔ **قولہ كالبول والغائط** مثال ہے نجاست غلیظہ کی۔ **قولہ والمذي** مذی وہ رقیق مادہ ہے جو شہوت کے ساتھ یا شہوت کے بغیر نکلتا ہے۔ **قولہ والودي** ودی وہ سفید رنگ کا گاڑھا مادہ ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔ **قولہ والدم** خون۔ **قولہ والقيح** پیپ۔ **قولہ والصديد** صدید وہ پیپ ہے جو پتلی ہو۔ **قولہ والقيء** قے۔ **قولہ والبلغم** بلغم۔ **قولہ والمرة** صفرا۔ **قولہ والعلقة** جما ہوا خون۔ **قولہ والمضغة** گوشت کا ٹکڑا۔ **قولہ والمني** منی۔ **قولہ والمسفوح من الدم** بہنے والا خون۔ **قولہ والدسومة التي تعلو الغائط** چربی جو پاخانہ پر ہوتی ہے۔ **قولہ والبول** پیشاب۔ **قولہ والمني** منی۔ **قولہ والودي** ودی۔ **قولہ والمذي** مذی۔ **قولہ والدم** خون۔ **قولہ والقيح** پیپ۔ **قولہ والصديد** صدید۔ **قولہ والقيء** قے۔ **قولہ والبلغم** بلغم۔ **قولہ والمرة** صفرا۔ **قولہ والعلقة** جما ہوا خون۔ **قولہ والمضغة** گوشت کا ٹکڑا۔ **قولہ والمني** منی۔ **قولہ والمسفوح من الدم** بہنے والا خون۔ **قولہ والدسومة التي تعلو الغائط** چربی جو پاخانہ پر ہوتی ہے۔ **قولہ والبول** پیشاب

استنجے کا بیان

قولہ وعن الاستجمار الخ استجمار مسنون ہے کسی پاک کرنے والی چیز پتھر، ڈھیلے، روئی وغیرہ کے ساتھ چوتھی بار صاف کرنے کا مقصد مقام استنجاء کو صاف کرنا ہے اس لئے اس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے امام شافعی کے نزدیک طاق عدد میں پانچ سات مسنون ہے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین پتھروں سے استنجاء کرنا چاہئے۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ، مشکوٰۃ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص استنجے کے لئے ڈھیلے استعمال کرے تو طاق عدد میں کرے جو شخص ایسا کرے اس نے اچھا کیا اور جو نہ کرے کوئی حرج نہیں (رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ، مشکوٰۃ) امام شافعی کے نزدیک ڈھیلوں کے ساتھ پانی کا استعمال بھی ضروری ہے۔ ہماری دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو حکم دو کہ وہ استنجاء کے وقت پانی استعمال کریں کیونکہ میں حیا کی وجہ سے ایسا کرنے کو کہتے ہوئے شرماتا ہوں (رواہ ابوداؤد والترمذی، مشکوٰۃ) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا لوٹا اور ایک چھوٹا نیزہ لے کر جاتے تھے آپ پانی سے استنجاء فرماتے تھے (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو پانی استعمال کرے کیونکہ یہ اس کو بواسیر سے محفوظ رکھے گا (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ) **قولہ وطهر الأرض بجفاف أثر النجاسة** زمین پاک ہونے کی صورت میں نجاست کے اثر، رنگ اور بو کے ختم ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ **قولہ ولونها وريحها** رنگ اور بو کے ختم ہونے سے پاک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ رنگ اور بو نجاست کے اجزاء ہیں اور جب یہ ختم ہو گئے تو نجاست بھی ختم ہو گئی۔ **قولہ إلا إذا شق عليه إزالة الريح والطعم** اگر بو اور ذائقہ کا ختم ہونا مشکل ہو تو زمین پاک ہو جاتی ہے۔ **قولہ وطهر الحصير والبارية بالغسل ثلاثا وعصرهما في كل مرة** چٹائی اور بوریا تین بار دھونے سے پاک ہوتا ہے اور ہر بار نچوڑنا

علاوہ مقدار مانع کا اعتبار ہے کیونکہ حدث مقام استنجے میں بہ قدر ساقط الاعتبار ہے۔ امام محمد کے نزدیک مقام استنجے میں بہت اس مقدار کا نجاست ہے۔ اور مذکی الید کھائے اور دا ہے ہاتھ سے استنجا نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضورؐ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (محسن واعظ)

فائدہ:

۱ استنجا کرتے وقت بائیں ٹانگ پر وزن رکھ کر بیٹھے، نجاست اور ہوا کے رخ نہ بیٹھے، چاند، سورج کے مقابل نہ شرمگاہ کھول کر بیٹھے۔ گھروں میں دو ڈھیلا ایک سے پیچھے اور دوسرا پیچھے سے آگے اور تیسرا آگے سے پیچھے کی جانب لائے اور جانوروں میں اول پیچھے سے آگے کی طرف۔ مرد اور عورت بیٹھنے کا اس طرح کہ جس طرح مرد کے لئے گھروں میں بیان کیا گیا ہے۔

فرحت عفی

کتاب الصلوٰۃ

وقت صلوٰۃ الصبح الفجر الصادق الی طلوع الشمس والظہر من زوال الشمس الی طلوع الفجر الثانیہ سوی الیوم الذی تغیر فیہ الساعات کیوم الغیم الی آخر الکتاب اعلم ان ہذا الکتاب ...

شرح الفقہ قولہ کتاب الصلوٰۃ ... عبادات کے بعد نظام اور سیاست کا ذکر کرتے ہیں ... قرآن پاک میں عبادات میں سے بعد اقامت صلوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے اور حدیث میں ... کے ساتھ الایمان والکفر ترک الصلوٰۃ (مسلم) ... اور ... فرق بتایا صرف ... کے استعارے خاصرۃ "صلی" سے مشتق ہے اس لئے بھی ... رکھا گیا ہے کہ ... کرنا سلام میں ... تحریمہ صلوٰۃ کو ... صلوٰۃ ... جاتا ہے ... کی ... کو ... سے ... کرتی ہے ... اس ... سے ... اور ... کے ... ہے ... صلوٰۃ ... کے ... ہے ... کی ... ہے ... کی ... ہے ... کی

ضروری تشریح

سایہ اصلی کی بحث کرنے کے لئے پہلے حسب ذیل اصطلاحیں سمجھ لینا ضروری ہے۔

(۱) قدم ہر شے سے قد کے ساتویں حصہ کو کہتے ہیں جو سایہ دوقدم کا ہوتا ہے۔ (۲) ظل مثلی کا بقیہ ۔ (۳) آن جس میں کوئی دوسایہ برابر ہو سکیں۔ (۴) سایہ مبسوط آخری سایہ کامل کی ہوتی ہے۔ (۵) کامل سایہ زیادہ کی ہوتی ہے۔ (۶) زیادت کی وہ مقدار جس میں دو جزئی لفظ مشکل کہیں کہا جا سکے۔

مندرجہ ذیل نقشہ میں سات ساعت مجیبہ کا حساب ظاہر کیا ہے کہ سات کا سایہ اصلی زیادہ قدم ہوتا ہے پھر اس سے پہلے تین بیٹھتا ہوا اور بعد کے تین کھڑتوں میں ایک ایک قدم کم ہوتا رہتا ہے۔

ساعت	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم
سایہ	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷

ان سات گھنٹوں کے علاوہ باقی پانچ گھنٹوں میں دو دو قدم سایہ کم ہوتا ہے۔

ساعت	ہشتم	نہم	دہم	یازدہم
سایہ	۶	۵	۴	۳

سایہ اصلی معلوم کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ (مائل ہموار زمین پر) ایک دائرہ بنا کر دائرہ کے مرکز پر ایک لکڑی نصب کریں جو قائم سے بڑی نہ ہو۔ پھر ایک لکڑی کا ٹکڑہ دیکھیں جب سورج طلوع کرے تو اس لکڑی کا سایہ دائرہ سے باہر نکلا ہوا ہو۔ اس کی نوک پر ایک نشان لگا دیں جس وقت سورج چڑھتا جائے گا سایہ کم ہوتا جائے گا اور دائرہ کے اندر داخل ہوتا جائے گا۔ جب یہ سایہ دائرہ کے محیط پر پہنچے اور اندر داخل ہونا شروع ہو تو محیط پر اس جگہ ایک نشان لگا دیں جہاں سایہ دائرہ کے اندر داخل ہونا شروع ہوا ہے۔ پھر دائرہ کے مرکز سے محیط کے نشان شروع ہونے تک ایک خط کھینچ دیں۔ یہ سایہ اول ہوگا۔ پھر اس جگہ محیط پر نشان لگا دیں جہاں سایہ دائرہ سے باہر نکلا ہوا ہو۔ اس نشان سے مرکز تک ایک خط کھینچ دیں۔ یہ سایہ مبسوط ہوگا۔ اب محیط دائرہ کے اس قوسی حصہ کے نصف پر جو کہ ان دونوں کے درمیان ہے ایک نشان قائم کریں۔ اس کو خط مستقیم کے ذریعہ جو مرکز دائرہ پر سے گذرے ملا دیں۔ یہ خط سایہ کا نصف النہار کہلائے گا اور جو سایہ اس خط پر پڑے گا وہ سایہ اصلی کہلائے گا۔

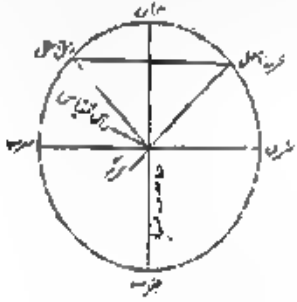

جدول الدر سایہ اصلی

والعصر منه في غروب الشفق وهو البياض الحمرة و يوتر
اور عصر کا وقت شفق کے غروب ہونے سے ہے اور شفق کا وقت غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے اور وتر کا وقت
منه بعد الفجر ولابأس بالغداة بعد الفجر ما لم يجد وقتها لو يجب
فجر کے بعد ہے اور صبح کی نماز فجر کے بعد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ نہ ہو

تشریح: لفظ قوله والعصر منه الخ اور عصر کا وقت ظہر کے وقت کا بقیہ ہے یعنی ظہر کا وقت غروب آفتاب تک ہے اور عصر کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہو کر غروب شفق تک ہے اور شفق کی تعریف میں اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ شفق سرخی کا نام ہے اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ شفق سفیدی کا نام ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت شداد بن اوس، حضرت ابوالدرداء، حضرت ابوامامہ، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت عائشہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت شداد بن عائذ، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت مکحول، حضرت عطاء، حضرت ابوسلمہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت زہری، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن، حضرت سالم، حضرت قاسم، حضرت ابوبکر بن حزم، حضرت ابوبکر بن محمد، حضرت سلیمان بن یسار، حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ، حضرت عبداللہ بن ابی بکر، حضرت عبداللہ بن دینار، حضرت ربیعہ، حضرت یحییٰ بن سعید، حضرت ابوالزناد، حضرت ابن ابی ذئب، حضرت ابن شبرمہ، حضرت ابن ابی لیلیٰ، حضرت حسن بن حی، حضرت وکیع، حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی، حضرت اسحاق بن راہویہ، حضرت ابوعبید، حضرت ابوثور، حضرت داؤد ظاہری، حضرت ابن جریر، حضرت ابن منذر، حضرت ابن خزیمہ، حضرت ابن حبان، حضرت ابن سکن، حضرت ابن عبدالبر، حضرت ابن حزم، حضرت ابن عربی، حضرت ابن العربی، حضرت ابن رشد، حضرت ابن قدامہ، حضرت ابن تیمیہ، حضرت ابن دقیق العید، حضرت ابن حجر، حضرت ابن الہمام، حضرت ابن نجیم، حضرت ابن عابدین، حضرت ابن الشحنہ، حضرت ابن الشلبی، حضرت ابن الشرنبلالی، حضرت ابن الطحطاوی، حضرت ابن الحصکفی، حضرت ابن الکمال پاشا، حضرت ابن الحلبی، حضرت ابن الشیخ، حضرت ابن الشیخ زادہ، حضرت ابن الشیخ علی، حضرت ابن الشیخ محمد، حضرت ابن الشیخ عبداللہ، حضرت ابن الشیخ احمد، حضرت ابن الشیخ حسن، حضرت ابن الشیخ حسین، حضرت ابن الشیخ ابراہیم، حضرت ابن الشیخ اسماعیل، حضرت ابن الشیخ یوسف، حضرت ابن الشیخ یعقوب، حضرت ابن الشیخ اسحاق، حضرت ابن الشیخ داؤد، حضرت ابن الشیخ سلیمان، حضرت ابن الشیخ موسیٰ، حضرت ابن الشیخ ہارون، حضرت ابن الشیخ زکریا، حضرت ابن الشیخ یحییٰ، حضرت ابن الشیخ عیسیٰ، حضرت ابن الشیخ ادریس، حضرت ابن الشیخ نوح، حضرت ابن الشیخ ہود، حضرت ابن الشیخ صالح، حضرت ابن الشیخ لوط، حضرت ابن الشیخ شعیب، حضرت ابن الشیخ ایوب، حضرت ابن الشیخ یونس، حضرت ابن الشیخ یوشع، حضرت ابن الشیخ الیاس، حضرت ابن الشیخ الیسع، حضرت ابن الشیخ ذوالکفل، حضرت ابن الشیخ عزیر، حضرت ابن الشیخ عزرا، حضرت ابن الشیخ دانیال، حضرت ابن الشیخ حزقیل، حضرت ابن الشیخ ارمیا، حضرت ابن الشیخ اشعیا، حضرت ابن الشیخ حزقیا، حضرت ابن الشیخ منسی، حضرت ابن الشیخ یوشیا، حضرت ابن الشیخ امون، حضرت ابن الشیخ منسی، حضرت ابن الشیخ حزقیا، حضرت ابن الشیخ احاز، حضرت ابن الشیخ یوتام، حضرت ابن الشیخ عزیا، حضرت ابن الشیخ امصیا، حضرت ابن الشیخ یوآش، حضرت ابن الشیخ اخزیا، حضرت ابن الشیخ یورام، حضرت ابن الشیخ یہوشافاط، حضرت ابن الشیخ آسا، حضرت ابن الشیخ ابیام، حضرت ابن الشیخ رحبعام، حضرت ابن الشیخ سلیمان، حضرت ابن الشیخ داؤد، حضرت ابن الشیخ یسی، حضرت ابن الشیخ عوبید، حضرت ابن الشیخ بوعز، حضرت ابن الشیخ سلمون، حضرت ابن الشیخ نحشون، حضرت ابن الشیخ عمینادب، حضرت ابن الشیخ رام، حضرت ابن الشیخ حصرون، حضرت ابن الشیخ فارص، حضرت ابن الشیخ یہوداہ، حضرت ابن الشیخ یعقوب، حضرت ابن الشیخ اسحاق، حضرت ابن الشیخ ابراہیم، حضرت ابن الشیخ تارح، حضرت ابن الشیخ ناحور، حضرت ابن الشیخ ساروغ، حضرت ابن الشیخ راعو، حضرت ابن الشیخ فالغ، حضرت ابن الشیخ عابر، حضرت ابن الشیخ شالخ، حضرت ابن الشیخ قینان، حضرت ابن الشیخ ارفکشاد، حضرت ابن الشیخ سام، حضرت ابن الشیخ نوح، حضرت ابن الشیخ لمک، حضرت ابن الشیخ متوشلخ، حضرت ابن الشیخ اخنوخ، حضرت ابن الشیخ یرد، حضرت ابن الشیخ مہلائیل، حضرت ابن الشیخ قینان، حضرت ابن الشیخ انوش، حضرت ابن الشیخ شیث، حضرت ابن الشیخ آدم علیہ السلام۔

قوله وقت المغرب الخ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہو کر غروب شفق تک ہے اور شفق کی تعریف میں اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ شفق سرخی کا نام ہے اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ شفق سفیدی کا نام ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت شداد بن اوس، حضرت ابوالدرداء، حضرت ابوامامہ، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت عائشہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت شداد بن عائذ، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت مکحول، حضرت عطاء، حضرت ابوسلمہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت زہری، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن، حضرت سالم، حضرت قاسم، حضرت ابوبکر بن حزم، حضرت ابوبکر بن محمد، حضرت سلیمان بن یسار، حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ، حضرت عبداللہ بن ابی بکر، حضرت عبداللہ بن دینار، حضرت ربیعہ، حضرت یحییٰ بن سعید، حضرت ابوالزناد، حضرت ابن ابی ذئب، حضرت ابن شبرمہ، حضرت ابن ابی لیلیٰ، حضرت حسن بن حی، حضرت وکیع، حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی، حضرت اسحاق بن راہویہ، حضرت ابوعبید، حضرت ابوثور، حضرت داؤد ظاہری، حضرت ابن جریر، حضرت ابن منذر، حضرت ابن خزیمہ، حضرت ابن حبان، حضرت ابن سکن، حضرت ابن عبدالبر، حضرت ابن حزم، حضرت ابن عربی، حضرت ابن العربی، حضرت ابن رشد، حضرت ابن قدامہ، حضرت ابن تیمیہ، حضرت ابن دقیق العید، حضرت ابن حجر، حضرت ابن الہمام، حضرت ابن نجیم، حضرت ابن عابدین، حضرت ابن الشحنہ، حضرت ابن الشلبی، حضرت ابن الشرنبلالی، حضرت ابن الطحطاوی، حضرت ابن الحصکفی، حضرت ابن الکمال پاشا، حضرت ابن الحلبی، حضرت ابن الشیخ، حضرت ابن الشیخ زادہ، حضرت ابن الشیخ علی، حضرت ابن الشیخ محمد، حضرت ابن الشیخ عبداللہ، حضرت ابن الشیخ احمد، حضرت ابن الشیخ حسن، حضرت ابن الشیخ حسین، حضرت ابن الشیخ ابراہیم، حضرت ابن الشیخ اسماعیل، حضرت ابن الشیخ یوسف، حضرت ابن الشیخ یعقوب، حضرت ابن الشیخ اسحاق، حضرت ابن الشیخ داؤد، حضرت ابن الشیخ سلیمان، حضرت ابن الشیخ موسیٰ، حضرت ابن الشیخ ہارون، حضرت ابن الشیخ زکریا، حضرت ابن الشیخ یحییٰ، حضرت ابن الشیخ عیسیٰ، حضرت ابن الشیخ ادریس، حضرت ابن الشیخ نوح، حضرت ابن الشیخ ہود، حضرت ابن الشیخ صالح، حضرت ابن الشیخ لوط، حضرت ابن الشیخ شعیب، حضرت ابن الشیخ ایوب، حضرت ابن الشیخ یونس، حضرت ابن الشیخ یوشع، حضرت ابن الشیخ الیاس، حضرت ابن الشیخ الیسع، حضرت ابن الشیخ ذوالکفل، حضرت ابن الشیخ عزیر، حضرت ابن الشیخ عزرا، حضرت ابن الشیخ دانیال، حضرت ابن الشیخ حزقیل، حضرت ابن الشیخ ارمیا، حضرت ابن الشیخ اشعیا، حضرت ابن الشیخ حزقیا، حضرت ابن الشیخ منسی، حضرت ابن الشیخ یوشیا، حضرت ابن الشیخ امون، حضرت ابن الشیخ منسی، حضرت ابن الشیخ حزقیا، حضرت ابن الشیخ احاز، حضرت ابن الشیخ یوتام، حضرت ابن الشیخ عزیا، حضرت ابن الشیخ امصیا، حضرت ابن الشیخ یوآش، حضرت ابن الشیخ اخزیا، حضرت ابن الشیخ یورام، حضرت ابن الشیخ یہوشافاط، حضرت ابن الشیخ آسا، حضرت ابن الشیخ ابیام، حضرت ابن الشیخ رحبعام، حضرت ابن الشیخ سلیمان، حضرت ابن الشیخ داؤد، حضرت ابن الشیخ یسی، حضرت ابن الشیخ عوبید، حضرت ابن الشیخ بوعز، حضرت ابن الشیخ سلمون، حضرت ابن الشیخ نحشون، حضرت ابن الشیخ عمینادب، حضرت ابن الشیخ رام، حضرت ابن الشیخ حصرون، حضرت ابن الشیخ فارص، حضرت ابن الشیخ یہوداہ، حضرت ابن الشیخ یعقوب، حضرت ابن الشیخ اسحاق، حضرت ابن الشیخ ابراہیم، حضرت ابن الشیخ تارح، حضرت ابن الشیخ ناحور، حضرت ابن الشیخ ساروغ، حضرت ابن الشیخ راعو، حضرت ابن الشیخ فالغ، حضرت ابن الشیخ عابر، حضرت ابن الشیخ شالخ، حضرت ابن الشیخ قینان، حضرت ابن الشیخ ارفکشاد، حضرت ابن الشیخ سام، حضرت ابن الشیخ نوح، حضرت ابن الشیخ لمک، حضرت ابن الشیخ متوشلخ، حضرت ابن الشیخ اخنوخ، حضرت ابن الشیخ یرد، حضرت ابن الشیخ مہلائیل، حضرت ابن الشیخ قینان، حضرت ابن الشیخ انوش، حضرت ابن الشیخ شیث، حضرت ابن الشیخ آدم علیہ السلام۔

عشاء کے وقت کی تحقیق

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ شافعی مذہب میں ایک بہت بڑا شہر بغداد ہے اور قول اصح الراجح والمختار ہے اور شفق کے شروع میں آفتاب کی تحویل بروج سماوی میں ہے جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے اور صرف ایک درجہ کے فرق سے

ہوتا ہے یا پھر ایک شخص دوسرا یا تیسرا شخص کہ جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہو کہ اس نے اس سے پہلے بھی اس طرح کا واقعہ سنا ہے اور وہاں کے ظہور سے وقت سے لے کر اب تک کے واقعات اس طرح کے ہوتے رہے ہیں کہ اس کے بعد بھی ہوتے رہیں گے۔ اس طرح کا بیان ہے کہ اس میں ہر ایک شخص کا بیان ہوتا ہے لیکن اصل شخص کا بیان کے خلاف ہے کسی ایک جگہ جہاں ہمیں یہ بتایا گیا ہو کہ اس نے اس کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی ہو۔ ایسا کہنا اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ ایسا کہنا اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ ایسا کہنا اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔

بہر حال ایک بات تو ہے کہ ایک عام شخص کی حیثیت سے ہم اس کی بات کو مان لیں یا نہ مانیں۔ یہ ہمارے اوپر ہے لیکن ہم اس کی بات کو رد نہیں کر سکتے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بات غلط ہے کیونکہ ہم نے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں سنی۔

طرب ہونے سے پہلے واجب ہوگی۔

اس معلوم ہوا کہ وجوب کی اصلی سبب اوقات معلومہ نہیں ہیں جن کے نہ ہونے سے وجوب نماز نہ ہو بلکہ اصلی سبب وجوب خفی اور عقلی یا شرعی ہیں۔ اوقات تو صرف علامات ہیں۔ اس لئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی الاسر میں پانچوں نمازیں ہر حال میں ہر شخص پر واجب ہیں۔ یہ اوقات معلومہ ہر ایک کی تحصیل کے لئے کہ جب یہ اوقات ہوں تو ترتیب ہی واجب ہو بلکہ وجوب عام معلوم ہوتا ہے یہ اوقات حوال بالسبب ہر صورت وجوب سے خالی نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں اپنے بندوں پر فرض کر دی ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ پانچ نمازیں اصلی سبب وجوب کے لحاظ سے لازم ہوا ہیں اگرچہ ان کے اوقات میں دوسرے اسباب تعلیم ہوتا ہے چنانچہ قضا کا واجب ہونا وجوب ادا کے بعد ساقط الذمہ ہو جانا اس کا شاہد ہے۔

ملک بلعار وغیرہ

رہی یہ بات کہ بلغار جیسے ممالک کے مشرقی جہاں کہ وقت ہی نہیں ملتا کہ نمازوں کی ان کو قضا کی سنت کرنی چاہیئے؟ تو صحیح یہ ہے کہ قضا کی نیت نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ادا کی وقت جب نہیں تو قضا کیسے کہلا سکتی لیکن اس فقرہ پر بھی ہے کہ جس طرح پانچ نمازوں کی مرتبہ مسلم ہے اس طرح ان کے اسباب و شروط بھی فرض ہیں پس اگر نماز کی فرضیت مع شرائط و اسباب مراد ہے تو صحیح ہے لیکن ایسے ملک میں وقت جو نماز کا سبب ہے پایا نہیں جاتا اور اگر یہ مراد ہے کہ یہ فروض مطلق فرض ہیں واجب ہیں مالی الاسباب ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ جب اگر طلوع آفتاب ہونے کے بعد پاک ہوتی ہے تو اس پر صرف چار نماز یں واجب ہوگی فجر کی نماز واجب نہیں ہوتی حدیث صحیح دال ہے اور قواعد اس کی قیاس بھی اس پر قیاس کیجئے درست ہو سکتا ہے۔

طحطاوی کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم فرض اول کو اختیار کرتے ہیں یعنی نماز مع شرائط سبب مراد ہے لیکن وقت اصلی نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض علامات ہوتے ہیں جب کہ حدیث دجال اور حادیث صریح اور قرائن صحیحہ کی صریح روایات اس امر کی تائید کر رہی ہیں کہ اوقات سبب اصلی نہیں ہوتے۔ اور حدیث دجال خلاف قیاس نہیں ہے

علامہ حلبی نے یہ حال کو خلاف قیاس تو نہیں کہتے البتہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث دجال اور مسئلہ زیر بحث میں فرق ہے وہ یہ کہ حدیث دجال میں ملک دن بھی ہوتے ہیں جن میں سے زیادہ عصر نماز کا وقت تو موجود ہے البتہ علامت موجود نہیں ہے۔ لیکن مسئلہ زیر بحث میں نہ زمانہ ہے نہ علامت۔ لیکن علامہ کا یہ فرق ہمارے نہیں سمجھ میں آیا کیونکہ زمانہ تو ایک ممتد چیز ہے جو مسلسل جاری ہے بلکہ دجال والے دن میں ان ملکوں میں عصر کی علامت کا نشان تک نہیں ہے۔ برخلاف ان ممالک کے جہاں کے ایک نماز کے علامات اور سرمہ اوقات کی علامتیں موجود ہیں اس لئے طحاوی بصیرے اس کو کیونکر روا دیا ہے کہ وقت مقرر کر کے عشاء کے فرض ہونے کی دلیل بہت روشن ہے۔ ۱۲ منہ

فصل مواقیت الصلوٰۃ

ويستحب	تعجيل	الفجر	وتأخير	الظهر	وتعجيل	العصر	ما لم	يتغير	الشمس	وتأخير	العشاء
إلى	الثلث	والوتر	إلى	آخر	الليل	لمن	يثق	بالانتباه	وتعجيل	الظهر	في
الشتاء	وتأخير	العصر	إلى	أن	تصير	الشمس	مثلي	ظله	والمغرب		
وما	فيها	حسن	وهو	تعجيل	وتأخير	غير	مكروه	فيه			

اور مستحب ہے فجر اور ظہر میں تاخیر کرنا جب تک کہ آفتاب متغیر نہ ہو اور عشاء کو تہائی رات تک

اور وتر کو آخر شب تک ان شخص کے لئے جس کو جاگنے پر اعتماد ہو اور مستحب ہے جاڑوں کے ظہر اور مغرب

اور ان نمازوں کو اول وقت میں پڑھنا جن میں تعجیل ہے اور عصر کے دن ابر کے سوا بھی دنوں کو ہر دن تاخیر سے پڑھا جائے

مستحب اوقات نماز کا بیان

وضع اللفظ صیغہ امر جمع مذکر حاضر باب افعال مادہ ابراد اصل میں ابرادین تھا نون تثنیہ حذف ہو گیا (تم) ٹھنڈا کرو۔

تشریح اللغات ظہر وقت گرمی میں ظہر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے کیونکہ حضور نے فرمایا ہے کہ ظہر کی نماز غرب روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ اس طرح نماز غرب بہت ثواب ہے (ابوداؤد، ترمذی) اور ایک اور حدیث میں ہے کہ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے (بخاری، مسلم) اور ایک اور حدیث میں ہے "اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ" (بخاری و مسلم) جب گرمی کی شدت ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو۔ ظہر کی رنگت میں فرق نہ آئے حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ حضور صلعم ظہر میں تاخیر کا حکم دیا کرتے تھے" (بخاری و مسلم) انس کہتے ہیں کہ ہم حضور صلعم کے ساتھ ظہر پڑھتے تھے حضرت علی کہتے ہیں کہ ہم حضور صلعم کے پیچھے ہوتے تھے کہ حضور نے آکر کہا "الصلوٰۃ" ظہر کی نماز میں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارے لئے ایک وادی ہے ہم اس میں چلے جاتے ہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ آپ میں سے ہر ایک کو اس کے بعد آپ نے ذکر کیا کہ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ سایہ کا ٹیلہ کی مانند ہو جائے گا (بخاری و مسلم) ان احادیث سے ظہر کی تاخیر ثابت ہوتی ہے لیکن ظہر کو اتنا ٹھنڈا کرنا کہ جماعت میں شامل ہونے والے کو تکلیف ہو مستحب نہیں ہے۔ ابن ماجہ نے ابوذر سے روایت کیا ہے کہ "ہم نے حضور صلعم کے ساتھ سفر کیا تو مؤذن نے ظہر کی تاخیر کرنا چاہی تو حضور نے فرمایا ٹھنڈا کرو ٹھنڈا کرو یہاں تک کہ ٹیلوں کے سایہ ٹیلوں کی مانند ہو گئے" (ترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کی تاخیر سفر میں بھی ہے۔ "عشاء تک مستحب ہے مگر جس شخص کے لئے جس کو آخر شب میں بیدار ہونے پر اعتماد ہو کیونکہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ "جس کو اندیشہ ہے کہ وہ آخر شب کو نہ اٹھ سکے گا اس کو اول شب ہی میں وتر پڑھ لینے چاہئیں اور جس کو آخر شب میں اٹھنے کی توقع ہو تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے کیونکہ آخر شب کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے" (مسلم) ابن ماجہ نے ابوذر سے روایت کیا ہے کہ "حضور صلعم نے ہم کو عشاء میں تاخیر کرنے کا حکم دیا ہے" (ابوداؤد) ان احادیث سے عشاء میں تاخیر مستحب ثابت ہوتی ہے۔ "صبح کی نماز میں تاخیر مستحب ہے مگر اس قدر نہیں کہ سورج بلند ہو جائے۔ ابن ماجہ نے ابوذر سے روایت کیا ہے کہ "حضور صلعم نے ہم کو صبح میں تاخیر کرنے کا حکم دیا ہے" (ابوداؤد) ان احادیث سے صبح میں تاخیر مستحب ثابت ہوتی ہے۔

قولہ و عاطیہا عین کی تشدید کے ساتھ یعنی ان کے قریب ہوتا ہے۔ **قولہ و یستحب الابراد بالظہر** یعنی ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے (بخاری و مسلم) اور ایک اور حدیث میں ہے کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ٹیلوں کی مانند ہو جائے (ابوداؤد، ترمذی) ان احادیث سے ظہر کی تاخیر ثابت ہوتی ہے لیکن ظہر کو اتنا ٹھنڈا کرنا کہ جماعت میں شامل ہونے والے کو تکلیف ہو مستحب نہیں ہے۔ ابن ماجہ نے ابوذر سے روایت کیا ہے کہ "ہم نے حضور صلعم کے ساتھ سفر کیا تو مؤذن نے ظہر کی تاخیر کرنا چاہی تو حضور نے فرمایا ٹھنڈا کرو ٹھنڈا کرو یہاں تک کہ ٹیلوں کے سایہ ٹیلوں کی مانند ہو گئے" (ترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کی تاخیر سفر میں بھی ہے۔ "عشاء تک مستحب ہے مگر جس شخص کے لئے جس کو آخر شب میں بیدار ہونے پر اعتماد ہو کیونکہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ "جس کو اندیشہ ہے کہ وہ آخر شب کو نہ اٹھ سکے گا اس کو اول شب ہی میں وتر پڑھ لینے چاہئیں اور جس کو آخر شب میں اٹھنے کی توقع ہو تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے کیونکہ آخر شب کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے" (مسلم) ابن ماجہ نے ابوذر سے روایت کیا ہے کہ "حضور صلعم نے ہم کو عشاء میں تاخیر کرنے کا حکم دیا ہے" (ابوداؤد) ان احادیث سے عشاء میں تاخیر مستحب ثابت ہوتی ہے۔ "صبح کی نماز میں تاخیر مستحب ہے مگر اس قدر نہیں کہ سورج بلند ہو جائے۔ ابن ماجہ نے ابوذر سے روایت کیا ہے کہ "حضور صلعم نے ہم کو صبح میں تاخیر کرنے کا حکم دیا ہے" (ابوداؤد) ان احادیث سے صبح میں تاخیر مستحب ثابت ہوتی ہے۔

وفی الفجر الغلس وتعجیل العتمۃ وتاخیر الصبح ویکرہ التنفل بعد طلوع الفجر الا سنۃ الفجر وبعد الصبح الا بعد طلوع الشمس وبعد العصر الا بعد تغیر الشمس وبعد المغرب الا الوتر والنوافل

اور فجر میں غلس مستحب ہے اور عشاء میں تعجیل مستحب ہے اور صبح میں تاخیر مستحب ہے اور مکروہ ہے نفل پڑھنا طلوع فجر کے بعد مگر سنت فجر اور صبح کے بعد مگر طلوع شمس کے بعد اور عصر کے بعد مگر تغیر شمس کے بعد اور مغرب کے بعد مگر وتر اور نوافل

وبعد طلوع الفجر باكثر من سنة الفجر وبعد المغرب وقت الكراهة

اور جمعہ کے فجر کے بعد سنت فجر سے زیادہ اور مغرب کے بعد پہلے اور نفل کے وقت کے

وفي الجمع بين الصلوتين في وقت احدهما

اور جمع بین الصلوٰتین میں کسی ایک کے وقت میں جمع کرنے کے علاوہ سے بچنا چاہئے

مکروہ اوقات نماز کا بیان

تشریح اللغۃ لو بعد صبح الفجر طلوع آفتاب بعد صبح آفتاب کے وقت فرض، نوافل، سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ کے علاوہ تمام نوافل مکروہ ہیں کیونکہ ان اوقات میں نماز پڑھنے والے متعدد نمازیوں کی ریاء سے حفاظت ہے (فتح القدیر، عین الہدایہ، حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار، حاشیہ شرنبلالی علی الدرر، البحر الرائق عن عمر ابن عبد العزیز) البتہ حج کی عصر غروب کے قریب پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ اس وقت نماز کا سبب وقت جو وقت شروع سے متصل سے پہلے عرفہ کے وقت جیسی عام اور واجب ہوں یا نفلی ہی ادا کرلی جائیگی۔ امام شافعی کے مسلک کیلئے الظہر اتنی کی تائید میں کرتے ہیں امام ابو یوسف محمد کے بعد زوال کے وقت نوافل مباح لیتے ہیں مخالفت والی احادیث کو نظر انداز کرتے ہیں

لو بعد صبح الفجر فجر طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک داخل پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ مقصود مطلوب اس سے صحیح نہیں ہوتا ہے (بخاری عن معاذ۔ ابن ماجہ، بیہقی عن علی، مسلم عن عمر، ابن عباس) ان اوقات میں نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اصالت توفیق رفع کیلئے ہے تاہم پورا وقت فرائض ہی میں مشغول رہنا چاہئے فی نفسہ وقت میں کوئی حرج نہیں ہے لو طلوع فجر کے بعد اور فجر سے پہلے بھی سنت فجر کے علاوہ نوافل مکروہ ہیں ابن عمر سے مروی ہے کہ طلوع فجر کے بعد نماز نہیں ہے (ترمذی) اور (ابو داؤد) حضرت حفصہ سے مروی روایت ہے کہ فجر طلوع ہونے کے بعد آنحضرت صرف دو رکعت نماز پڑھتے تھے (مسلم) اور آفتاب کے بعد عصر سے پہلے بھی نوافل مکروہ ہیں ہوگا کسی نے عصر نہ پڑھی ہو (بخاری) ہاں آج کی عصر غروب آفتاب سے پہلے اس وقت سے تغیر حمرہ سے پہلے تک نماز پڑھنا جائز ہے (بخاری) یہ ہے امام شافعی کا قول بنا پر اور جمہور کا قول بنا پر اور یہی صحیح ہے امام شافعی، احمد، اسحاق، قعنبی، ابو بکر، نعمان، حضرت عمر، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر سے یہی مروی ہے کہ اس وقت میں نماز پڑھی جاسکتی ہے

(ابن ابی شیبہ)

لو بعد وفي الجمع امام شافعی کے علاوہ بھی اور حضرات کا یہ مسلک ہے جمع کرنا مکروہ ہے عصر کا وہ عصر کا اعادہ کرے جمع کے موقع پر عرفات اور مزدلفہ کی دو نمازوں میں سے مستثنیٰ ہیں امام شافعی دلائل ذکر کرتے ہیں کیونکہ عبد سے اس کی کفایت ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ عبد سے نماز کا وقت بھی مصروف ہے بھی پڑھ لے تو وقت بھی اور ہم یہ کہ اس وقت میں جمع کرنا سنت ہے حضرت فرماتے ہیں کہ ظہر اور عصر کی نماز کے سوا دوں معبود برحق نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز اس کے وقت کے اور کسی وقت میں نہیں پڑھی سوائے مزدلفہ میں آپ نے فجر کو اس کے وقت سے پہلے پڑھا اور مغرب کو عشاء کے وقت سے پہلے پڑھا

بَابُ الْاَذَانِ

باب اذان کے بیان میں

سُنَّ لِلْفَرَائِضِ بِالْجَمَاعَةِ وَلَوْ قَضَاءً وَيُرَجَّعُ فِيْهِ بِقَدِّ الْفَلَاحِ فِيْ اَذَانِ الْفَجْرِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ

اذان مسنون ہے فرائض کے لئے جماعت سے پڑھے جانے والے فرائض کی اگرچہ قضا پڑھی جائے اور اس میں ترجیع کی جائے فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ

وَالْاِقَامَةُ مِثْلُهُ وَيُرَسَّلُ حَدْرًا فِيْهِمَا فَاَدَاءُ الصَّلٰوةِ مُؤَذِّنٌ وَيُتَوَسَّلُ بِهٖ وَيُحْفَزُ اِلَيْهِ

اور اقامت اس کی مثل ہے اور پڑھی جائے دونوں میں جلدی کی مثل الصلوٰۃ کے جلد ادا کرنا مؤذن کا ہے اور توسل اذان کے ساتھ کیا جائے اور جلدی کی جائے اس کی طرف

وَيَسْتَقْبِلُ بِهِمَا الْقِبْلَةَ وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِمَا وَيَلْتَفِتُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا بِالصَّلٰوةِ وَالْفَلَاحِ وَيَسْتَقِرُّ فِي الْمَنَارَةِ

اور استقبال کیا جائے ساتھ دونوں کے قبلہ کا اور نہ بات کرے ساتھ دونوں کے اور پھرے داہنے اور بائیں کو ساتھ الصلوٰۃ اور الفلاح کے اور ٹھہرے منارہ میں

وَيَجْعَلُ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ وَيَتَرَسَّلُ وَيَجْلِسُ بَيْنَهُمَا اِلَّا فِي الْمَغْرِبِ

اور انگلیاں کانوں میں رکھے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور ان دونوں کے درمیان بیٹھ کر کرے مگر مغرب میں

قولہ یُسَنُّ ترجیع شہادتین کو آواز سے کہنے کو دوبارہ آواز سے کہنا ترجیع کہلاتا ہے۔ **قولہ بِقَدِّ الْفَلَاحِ** یعنی جتنی دیر میں "حی علی الفلاح" کہا جاتا ہے۔

تشریح الفاظ **قولہ باب الاذان** اذان کے اسباب، شرائط، نماز میں اوقات کے بعد اذان کا طریقہ بیان کیا جا رہا ہے جس کو شریعت کی زبان میں اذان کہتے ہیں یہ وزن سے ارن پر مصدر ہے اور لغت کے اعتبار سے مصدر ہے کیونکہ اس کی ماضی اذن اور مصدر اذان ہے علامہ سنقری فرماتے ہیں قول تعالیٰ "اذان من اللہ ورسولہ" شریعت میں چند مخصوص الفاظ کا ایک خاص ساعتوں میں اوقات نماز شروع ہونے کی اطلاع دینا ہے۔

قولہ سُنَّ اذان فرض نماز کا (اور جمعہ) کے لئے اذان باترجیع یا بلا ترجیع مسنون ہے لیکن کے عادہ کے لئے سنت کفایہ ہے۔ **قولہ مَرَّتَيْنِ** ترجیع کے قائل ہیں کہ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شہادتین کو پہلے آہستہ پھر بلند آواز سے کہے اور دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو محذورہ کو ترجیع کا حکم دیا تھا۔ جواب یہ کہ حضرت علی میں بلال حضرت ابو محذورہ کی روایت میں ترجیح نہیں ہے پس دونوں متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط ہیں۔ **قولہ بِقَدِّ الْفَلَاحِ** یہ ابو حنیفہ اور محمد کی روایتیں قابل لحاظ ہیں جس میں ترجیع کو نہیں کیا ہے۔

قولہ وَيُحْفَزُ اگر مسجد کثیر لوگوں کی وجہ سے اپنی جگہ نہ ہو سکے تو اذان کے ساتھ اذان کا مقصود حاصل ہو پورا طرح اعلان ہو جائے۔ حاصل یہ کہ مؤذن کو اذان کے وقت مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔ **قولہ وَيَلْتَفِتُ** یعنی "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہتے وقت داہنی طرف منہ پھیرے گا جب "حی علی الفلاح" کہے گا تو بائیں طرف پھیرے گا۔ **قولہ وَلَا يَتَكَلَّمُ** اذان کے درمیان کلام نہ کرے خواہ دنیا کا ہو یا دین کا۔ **قولہ وَيَسْتَقِرُّ** اذان کے بعد مؤذن کو اقامت کے لئے منارہ میں ٹھہرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو اس کے نماز شروع کرنے کا علم ہو جائے۔ مثلاً مغرب و فجر میں جلدی کرے اور ظہر و عصر میں تاخیر کرے۔ (شرح نقایہ) **قولہ وَيَجْعَلُ** ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر کسی نماز میں اذان نہ دے سکے تو اس نماز کے وقت میں اذان دے لے۔ **قولہ اِلَّا فِي الْمَغْرِبِ** مغرب میں بین الاذان والاقامۃ سکتہ کرے۔ **قولہ وَيَجْلِسُ** اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھ کر کرے مگر مغرب میں۔

---

(۱) "فتاوی سراجیہ" (۲) "الدر المختار"

ویرفع لقدمه بالیمنی ویکذلک الأزلی المرتب وغیر فیه صلی ولا یرفض لیل الوتر

اس کے مقدمہ کیلئے اور غیر کیلئے دائیں طرح جس طرح نماز کے پاؤں کے اوپر اس میں اضافہ ہے اور دن میں نہیں ہے

ویعاد فیه وترکه ای تشبث بقدمه السنحدث وذی البدعة والفاسق والمتعدد والسکران و نفسه

دوبارہ کی جائے اور ترک ہے پاک ہاتھوں والا ہے اور ہے دعوت کبیر ہے اور ضرورت بیکار ہے اور پاؤں کا ہونا کہ

لا اذان الجنة ووبه اقر والاعمی والاعرابی وترکهم غرتهم للمسافر

کا ظاہر جو ہے اور ہے کہ ہے اور اذان کیا اور مسافر کو اور اذان کا ترک مکروہ ہے

لا لتعصیل فی بیته کی المصر وقلبه لهما لا بمسجد

نہ ترک کرے اور اپنے گھر میں مصر کے اور اذان کے لیے دونوں مسجب ہیں نہ کہ اذان کے لیے

بَابُ شُرُوْطِ الصَّلٰوةِ

باب نماز کی شرطوں کے بیان میں

وهی طهارة بدنه من حدث وخبث وثوبه ومکانه وستر عورة ، وهی مالحصه نشوة علی بشرة وکثیف

اور وہ پاک ہونا ہے بدن کا ہر تھکی نجاست سے اور اس کے کپڑے اور جگہ کا اور چھپانا ستر کا ، اور وہ جو کہ ہے نشہ کے بیچ سے بشرہ کے اور گاڑھے

توضیح مسئلہ: فرمایا ہے کہ نماز کے لیے کل چار شرائط ہیں ۱۔ طہارت بدن ۲۔ طہارت کپڑا ۳۔ طہارت جگہ ۴۔ ستر عورت۔ ان چاروں کے بیان سے فارغ ہو کر مصنف نے نماز کی شرائط کا بیان شروع کیا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ یہ اقرار لیں کی نماز کو قبل فجر فقہ والوں نے فجر کی نماز میں اسفار کو مستحب قرار دیا ہے اور شافعی صرف قامت پر کفایت کرتے ہیں اور ان کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں صرف قامت کا ذکر ہے (مسلم) ہماری دلیل حدیث جبرئیل ہے جس میں قامت کا ذکر نہیں ہے اور ہماری دلیل ان روایات پر مشتمل ہوگی جو کہ ہم نے ذکر کی ہیں۔ لہٰذا ہمارے نزدیک مقتدی کو نماز کے لیے اقامت کہنی چاہیے اور اقامت کہنے والے کو اقامت پر اکتفا کرنا چاہیے اور اقامت کہنے والوں کے لیے تاکہ بغیر اذان کے جماعت نہ ہو جائے۔ یا صرف اقامت پر اکتفا کرنے والے کیونکہ اذان نماز کی حاضری کے لیے کہی جاتی ہے اور یہاں سب حاضر ہیں۔ اور اقامت بھی مروی ہے کہ پہلی صف کے قہقہہ والے نمازوں کے لیے اور ستر رکھنا چاہیے۔ اور بقول صاحب الاختیار اور یوسف ذوالمنن بھی یہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس روایت کی تصریح کی ہے۔ (منہ)

شروط نماز کا بیان

قولہ: وہ یعنی وضو کا صحیح ہونا چاہیے کہ چار چیزیں شرط ہے متعلق ہوتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ اکیلی ہو یعنی اس میں کل ہوں یا مع اور اگر اکیلی ہو تو اس کو رکن کہتے ہیں جیسے رکوع اور سجدہ اور اگر نہ ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں یا تو وہ اس میں مؤثر ہوتی ہے جیسے حقہ نماز سے حالت باغیر مؤثر ہوں اس کی دو قسمیں ہیں یا تو وہ اس کے کمال کی ہو جیسے وقت اس کو سنت کہتے ہیں یا غیر مؤثر ہو اس کی دو قسمیں ہیں یا تو اس پر شرعی موقوف ہوگی اس کو شرط کہتے ہیں جیسے وضو۔ غیر موقوف ہوتی اس کو علامت کہتے ہیں جیسے اذان (اقول الحقیر شرط اسکی تعریف کے اس میں بعض شارحین نے شرط کی چیز کو لازم کرنا اس کی جمع شروط ہے اور شرط (باکسر) معنی علامت ہے اس کی جمع شروط آتی ہے قاموس) (قال تعالیٰ فقد جاء اشراطها ای علاماتها وبالفظ شرط شروطہ شرط کی جمع ہے معنی بیچنے ہوئے کان الاصل۔ (منہ بالعلوم)۔

اس تفصیل سے واضح معلوم ہوگیا کہ ان لوگوں نے اس مقام پر اصطلاحات شرح کنز الدقائق سے تعبیر کیا ہے، واقعت سے بھی خلاف ہے کیونکہ شرائط شروط کی جمع ہے، اور یہاں پر کسی امر عدمی کو امر وجودی کے بھی خلاف سے کیونکہ کل کی جمع لاتے ہیں، اور یہ لفظ کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس کا مفرد مرکب ہے جیسے مخالف صحیحہ کی جمع ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے جو یہ کہا ہے کہ "وہی ای المشروط جمیع شروط محرکا بمعنی الملازمۃ" یہ اجمالی جواب ہے کیونکہ شرط کبھی ملازمت ہی جمع اشراط ہے نہ کہ شروط شروط کی پھر اقسام ہیں تحقیق اور جعل، شرط تحقیق وہ ہے جس پر شی کا وجود فی الواقع موقوف ہو جیسے کی پھر اقسام ہیں شرعی جس پر شی کا وجود شرعاً موقوف ہو جیسے نکاح کے لئے گواہوں کا ہونا اور عادی کے لئے طہارت کا ہونا، جعلی غیر شرعی وہ ہے جس میں محض مکلف یا عبارت شرع اپنے تصرفات پر کسی چیز کا وجود معلق کرے کنعان کی دخلت الدار فانت طالق، یہ بھی شرعی شروط شرعیہ سے ہیں، پھر شرط صلوٰۃ کی تین قسمیں ہیں شرط انعقاد، شرط بقاء، شرط جواز، قسم اول جس کا پہلے تحریر ہوا، وقت خلیہ قسم دوم بھی ہوگی جو چیزیں ہیں حدث سے پاک ہونا، نجاست سے پاک ہونا، ستر عورت، استقبال قبلہ قسم سوم میں صرف ایک چیز ہے یعنی قرأت۔ پھر یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ امور میں متداخل ہیں کیونکہ ان میں عموم خصوص مطلق ہے شرط دوم شرط انعقاد ہے اور شرط بقاء شرط جواز، شرط دوم ہے اگر متقدم نماز میں اسکے وجود کا قائل کریں تو شرط انعقاد ہے اور کرط بقاء میں اس سے وجود کا قائل ہوں تو شرط جواز ہے، اور کل اقسام کو نشہ میں ڈھال جاوے تو یہ صورت بن جاوے۔

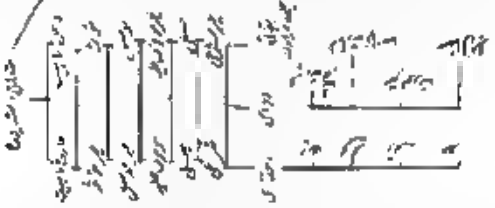

اور وہی طہارت جو صحت نماز کے لئے نماز کی کا بدن، صحت، صحت لباس، صحت کپڑے سے پاک ہونا، کہا گیا ہے اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے، کپڑے، بدن، نماز کی قدرے بے نمازی کے بدن سے متعلق ہوا، چنانچہ جو کپڑا انسان کی نجاست سے بچا ہوا ہو، نجاست پر اس شمار ہوگا، نجاست کی پاکی سے مراد یہ ہے کہ دو بار قسم کے لیے اور مقام جدہ پر قدر مانع نجاست نہ ہو، نجس کے دور ہونے کا طریقوں کے کھلنے کی ملک پر نجاست نہ ہونے کا اعتبار کیا ہے نجاست مانگی کو پاک کرنا بھی ضروری ہے جو اختلاف شوافع اور عام فقہاء کے درمیان شرط ہے کیونکہ ارشاد باری ہے "وثیابک فطہر" اور "لمسجد" سے، اور اور اعضاء کی وجہ سے ہوں یا شاک جس سے تمہارے بدن کا ستر ہے نماز کی عبادت کے وقت ہو، استعمال کرنا، نجاست حصور کا ارشاد ہے "ما علیک لو اتخذ ثوبا لجمعۃ" اور بھی کہیں ہوتی ہے، اور بھی ہوا ایک وہ ہے جس کا کہ قلیل نہیں ہوتا اور دوسری قسم وہ ہے جس کا قلیل ہوتا ہے، ابن قدامہ، ابن منذر، حاکم، احمد، طاؤس، حسن، عورت کے بعض حصہ کا کھلنا، عیب شمار ہوگا، اس لئے کہ ہیں کہ ان کا کھولنا اور ظاہر کرنا حرام ہے اور ہے ہاں ہے ہم شریعت میں عورت کا ستر اس کے نیچے سے گھٹنوں تک ہے جس کا ستر خلاف کے نزدیک کھلنا، اگل ستر ہے اور ملک خارج از ستر کیونکہ حصور کا ارشاد ہے "عورۃ کے لئے ناف سے گھٹنے تک کے درمیان کا حصہ عورت ہے۔" (حاکم عن عبداللہ بن جعفر) ایک روایت میں ہے کہ "ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے" (دار قطنی عن) معلوم ہوا کہ ناف ستر میں داخل نہیں، گھٹنا ہوا تو کھلنا بھی کرنے کے معنی پر محمول کرتے ہیں یا کہ گھٹنا بھی داخل ہو جائے جو دوسری روایت میں ہے اور اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے کہ گھٹنا بھی عورت ہے۔ (جامع الفقہ عن علی) امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عورت اور ستر

وہ جائز ہونے کی دلیل ہے۔ (امام) مالک اور امام احمد سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ عورت صرف فرض اور نماز جنازہ کے علاوہ نماز میں امام کی اقتداء کر سکتی ہے۔

وَعَنْ أُمِّ وَرَقَةَ أَنَّهَا جَهَّزَتْهَا وَغَسَّلَتْهَا وَكَفَّنَتْهَا وَحَنَّطَتْهَا وَكَشَفَتْ رَبِيعَ مَيِّتِهَا بِمِنًى وَكَانَ اسْتَعْمَرَ وَالْأَطِنَّ وَلَمْ تَغْسِلْ وَلَمْ تُصَلِّ عَلَيْهِ وَلَمْ تَدْخُلِ الْقَبْرَ وَلَمْ تَمْشِ خَلْفَ جَنَازَةٍ وَلَمْ تَرْكَبْ إِلَّا فِي غَزْوٍ وَلَمْ تَحْلِقْ رَأْسَهَا وَلَمْ تَنْتِفْ إِبْطَهَا وَلَمْ تَخْتَضِبْ وَلَمْ تَتَطَيَّبْ وَلَمْ تَلْبَسْ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَمْ تَلْبَسْ حُلِيًّا إِلَّا خَاتَمَ فِضَّةٍ وَلَمْ تَلْبَسْ خُفًّا وَلَمْ تَدَّهِنْ إِلَّا بِالْقَرْطِ وَالْوَرْسِ وَلَمْ تَكْتَحِلْ إِلَّا مِنْ وَجَعٍ وَلَمْ تَمْتَشِطْ إِلَّا بِالْحِنَّاءِ وَلَمْ تَسْتَعِطْ وَلَمْ تَسْتَحِدَّ وَلَمْ تَتَبَخَّرْ وَلَمْ تَتَقَنَّعْ وَلَمْ تَلْبَسْ ثَوْبَ شُهْرَةٍ وَلَمْ تَلْبَسْ الْمُعَصْفَرَ وَلَا الْمُمَشَّقَ وَلَا الْحَرِيرَ إِلَّا هَكَذَا وَهَكَذَا وَلَمْ تَلْبَسْ الْمُزَعْفَرَ وَلَا الْمُوَرَّدَ وَلَا الْمُطَيَّبَ وَلَا الْمُرَقَّمَ وَلَا الْمُرَكَّبَ وَلَا الْمُرَك

[illegible]

قولہ ولو وجد فی الثوب نجاسۃ الخ اس پر بھی اجماع ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نجاست کا ثوب پر ہونا ایک امر ظاہر ہے اور اس کا ازالہ ہر شخص پر واجب ہے اور اس کا علم ہونے کے بعد اس کا ازالہ نہ کرنا ایک قسم کا استخفاف ہے اور استخفاف کفر ہے اور اگر نجاست کا علم نہ ہو تو اس کا ازالہ واجب نہ ہوگا اور اس کا استخفاف بھی نہ ہوگا اور اس کا کفر بھی نہ ہوگا اور اس کی نماز بھی صحیح ہوگی اور اس کا روزہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا حج بھی صحیح ہوگا اور اس کا نکاح بھی صحیح ہوگا اور اس کا طلاق بھی صحیح ہوگا اور اس کا عتاق بھی صحیح ہوگا اور اس کا ظہار بھی صحیح ہوگا اور اس کا ایلاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا لعان بھی صحیح ہوگا اور اس کا قذف بھی صحیح ہوگا اور اس کا شہادت بھی صحیح ہوگا اور اس کا روایت بھی صحیح ہوگا اور اس کا فتویٰ بھی صحیح ہوگا اور اس کا قضاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا امامت بھی صحیح ہوگا اور اس کا اقتداء بھی صحیح ہوگا اور اس کا جمعہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا عیدین بھی صحیح ہوگا اور اس کا استسقاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا کسوف بھی صحیح ہوگا اور اس کا خسوف بھی صحیح ہوگا اور اس کا جنازہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا دفن بھی صحیح ہوگا اور اس کا زیارت بھی صحیح ہوگا اور اس کا عیادت بھی صحیح ہوگا اور اس کا تعزیت بھی صحیح ہوگا اور اس کا تہنیت بھی صحیح ہوگا اور اس کا مبارکباد بھی صحیح ہوگا اور اس کا سلام بھی صحیح ہوگا اور اس کا مصافحہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا معانقہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا تقبیل بھی صحیح ہوگا اور اس کا مواجہہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مکالمہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مخاطبہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مناجاۃ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مراقبہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مشاہدہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا معاینہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مکاشفہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مواجہہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مکالمہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مخاطبہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مناجاۃ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مراقبہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مشاہدہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا معاینہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مکاشفہ بھی صحیح ہوگا

قولہ ولو علم الخ اس پر بھی اجماع ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نجاست کا ثوب پر ہونا ایک امر ظاہر ہے اور اس کا ازالہ ہر شخص پر واجب ہے اور اس کا علم ہونے کے بعد اس کا ازالہ نہ کرنا ایک قسم کا استخفاف ہے اور استخفاف کفر ہے اور اگر نجاست کا علم نہ ہو تو اس کا ازالہ واجب نہ ہوگا اور اس کا استخفاف بھی نہ ہوگا اور اس کا کفر بھی نہ ہوگا اور اس کی نماز بھی صحیح ہوگی اور اس کا روزہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا حج بھی صحیح ہوگا اور اس کا نکاح بھی صحیح ہوگا اور اس کا طلاق بھی صحیح ہوگا اور اس کا عتاق بھی صحیح ہوگا اور اس کا ظہار بھی صحیح ہوگا اور اس کا ایلاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا لعان بھی صحیح ہوگا اور اس کا قذف بھی صحیح ہوگا اور اس کا شہادت بھی صحیح ہوگا اور اس کا روایت بھی صحیح ہوگا اور اس کا فتویٰ بھی صحیح ہوگا اور اس کا قضاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا امامت بھی صحیح ہوگا اور اس کا اقتداء بھی صحیح ہوگا اور اس کا جمعہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا عیدین بھی صحیح ہوگا اور اس کا استسقاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا کسوف بھی صحیح ہوگا اور اس کا خسوف بھی صحیح ہوگا اور اس کا جنازہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا دفن بھی صحیح ہوگا اور اس کا زیارت بھی صحیح ہوگا اور اس کا عیادت بھی صحیح ہوگا اور اس کا تعزیت بھی صحیح ہوگا اور اس کا تہنیت بھی صحیح ہوگا اور اس کا مبارکباد بھی صحیح ہوگا اور اس کا سلام بھی صحیح ہوگا اور اس کا مصافحہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا معانقہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا تقبیل بھی صحیح ہوگا اور اس کا مواجہہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مکالمہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مخاطبہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مناجاۃ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مراقبہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مشاہدہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا معاینہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مکاشفہ بھی صحیح ہوگا

قولہ وانصاف طلبہ الخ اس پر بھی اجماع ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نجاست کا ثوب پر ہونا ایک امر ظاہر ہے اور اس کا ازالہ ہر شخص پر واجب ہے اور اس کا علم ہونے کے بعد اس کا ازالہ نہ کرنا ایک قسم کا استخفاف ہے اور استخفاف کفر ہے اور اگر نجاست کا علم نہ ہو تو اس کا ازالہ واجب نہ ہوگا اور اس کا استخفاف بھی نہ ہوگا اور اس کا کفر بھی نہ ہوگا اور اس کی نماز بھی صحیح ہوگی اور اس کا روزہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا حج بھی صحیح ہوگا اور اس کا نکاح بھی صحیح ہوگا اور اس کا طلاق بھی صحیح ہوگا اور اس کا عتاق بھی صحیح ہوگا اور اس کا ظہار بھی صحیح ہوگا اور اس کا ایلاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا لعان بھی صحیح ہوگا اور اس کا قذف بھی صحیح ہوگا اور اس کا شہادت بھی صحیح ہوگا اور اس کا روایت بھی صحیح ہوگا اور اس کا فتویٰ بھی صحیح ہوگا اور اس کا قضاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا امامت بھی صحیح ہوگا اور اس کا اقتداء بھی صحیح ہوگا اور اس کا جمعہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا عیدین بھی صحیح ہوگا اور اس کا استسقاء بھی صحیح ہوگا اور اس کا کسوف بھی صحیح ہوگا اور اس کا خسوف بھی صحیح ہوگا اور اس کا جنازہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا دفن بھی صحیح ہوگا اور اس کا زیارت بھی صحیح ہوگا اور اس کا عیادت بھی صحیح ہوگا اور اس کا تعزیت بھی صحیح ہوگا اور اس کا تہنیت بھی صحیح ہوگا اور اس کا مبارکباد بھی صحیح ہوگا اور اس کا سلام بھی صحیح ہوگا اور اس کا مصافحہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا معانقہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا تقبیل بھی صحیح ہوگا اور اس کا مواجہہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مکالمہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مخاطبہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مناجاۃ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مراقبہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مشاہدہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا معاینہ بھی صحیح ہوگا اور اس کا مکاشفہ بھی صحیح ہوگا

تشریح الحدیث قولہ وصحة الصلاة الخ استقبال قبلہ کی شرط ہونے کی دلیل "فولوا وجوھکم شطرہ" ہے اور اسی طرف اپنے چہروں کو پھیرنا حضور نے ایک جگہ یہ فرما کر "جعلت لی الارض مسجدا وطھورا" نماز کے لئے ہر جگہ اور ہر طرف کو قبلہ قرار دینے کے بعد بھی ہر نماز کے لئے ہر نمازی کو مسلم کا اس پر بہ استقبال نہیں ہوتا چاہے کہ جہت تو خدا کے لئے ہے اور خدا کے لئے کوئی جہت نہیں۔ پھر کعبہ کی طرف رخ کرنے کا ضروری ہونا بظاہر سمجھ میں نہ آنے والا امر ہے اس کا سبب یہ ہے کہ عبادت تو بے شک خدا ہی کے لئے لیکن جذبوں کے ع

قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے

ہر ملک ہر قوم ہر شخص کا ایک مخصوص رجحان اور میلان ہوتا ہے جو اس کو کسی نہ کسی طرف متوجہ ہونے کا داعی بنتا ہے شریعت نے بھی ملت ابراہیم کو شریعت کے امتیاز کے لئے اسی جہت کو متعین کر دیا جس کی طرف ان کا رجحان تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ مکلف بالغ شخص جو خدا کے کسی حکم کی جہت کو اول جانتا ہے اس کی اصل پیدائش اسی کی مقتضی ہے کہ وہ اسی طرف متوجہ ہو کر اس حکم کی تعمیل کرے اسی بات کا حکم کیا جو اسکی اصل پیدائش کے مقتضی کے مخالف ہے بتا کر یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ حکم مانا ہے یا نہیں، ہر کیف استقبال قبلہ ضروری ہونے میں یہ حکمت ہو یا کوئی اور حکمت ہو بہر حال یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے خواہ اس کے اور کعبہ کے درمیان کوئی دیوار وغیرہ حائل ہو یا نہ ہو حتی کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے اس طرح پڑھنا ضروری ہے کہ اگر دیوار وغیرہ کوئی حائل کر دی جائے تو کعبہ سامنے ہو جائے، علماء جیسے کعبہ وغیرہ کا سامنے ہونا کعبہ کے صرف جہت کعبہ شرط ہے جمہور علماء جن میں ائمہ اربعہ بھی شامل ہیں اسی کے قائل ہیں۔ احناف سے بھی کچھ ایسی ہی روایتیں ہیں۔ حضرت عمر، ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

قولہ و الخطاء الخ تحقیق نہ کر سکنے کی بنا پر خطاء کے حق میں استقبال شرط نہیں جس طرف نماز پڑھ لے بھر خوف ہو جیسے بادل ہو رکاوٹ ہو اندھیرا ہو یا کسی کی گواہی یا خبر سے کسی نے کہہ دیا کہ فلاں طرف کعبہ ہے اور اس طرف نماز پڑھ لی پھر پتہ چلا کہ قبلہ رخ ہونے میں فرق ہونے کا خوف ہے تو بھر کر اور پھر نماز پڑھ لے۔

قولہ و من اشتبہ الخ جس پر قبلہ مشتبہ ہو جائے کہ کس طرف ہے اور کوئی بتانے والا بھی موجود نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ علامات وغیرہ کے ذریعہ خوب غور کرے کہ قبلہ کس طرف ہو سکتا ہے اور جس طرف اس کا دل گواہی دے اسی طرف نماز پڑھ لے پھر اگر اس کے بعد معلوم ہو کہ سمت چوک گیا تو اعادہ بھی نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر تحری سے نماز پڑھنے میں یہ بات ہو کہ پشت قبلہ کی طرف تھی تو اعادہ واجب ہے کیونکہ خطاء کا عذر نہیں ہو گیا ہم کہتے ہیں کہ اسکی سمت میں صرف تحری تھی اور حکم شرع اس کے حق میں جہت قرار قبلہ ہے بعد کا اسکی نماز شرع کے مطابق ہوئی اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر تحری کرنے والے کی سمت کا خطاء ہونا نماز کے اندر معلوم ہو جائے تو نمازی میں قبلہ کی طرف پھر جائے کیونکہ بیت المقدس سے نماز کعبہ کی طرف قبلہ بدلنے کا حکم من کر لی جانے کی حالت میں کعبہ کی طرف گھوم گئے تھے اور حضور نے اس کو برقرار رکھا تھا۔ (تبیین)

قولہ و لو تحری الخ اگر اندھیری رات میں چند لوگوں نے تحری کی اور ہر ایک نے اپنی اپنی تحری کے مطابق نماز پڑھی اور امام کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ اس کا رخ کس طرف ہے تو اس کی نماز ہو گی یہ کہنا ان کے حق میں قبلہ ثابت تحری ہے۔ ہی امام کی سمت کی واقفیت تو ہے نہیں لیکن جس شخص کو اپنے امام کا حال معلوم ہو گیا کہ امام سے آگے ہو گیا تو اس کی نماز نہ ہو گی۔

بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ

باب نماز کی صفت کے بیان میں

وصفها التحريمة والقيام والقراءة والركوع والسجود والقعود الاخير قدر التشهد والخروج بصنعه (اس کی صفت تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجدہ، قعدہ اخیرہ بقدر تشہد اور نماز کو اپنے عمل کے ساتھ ختم کرنا ہے)

توضیح لغات: قولہ باب صفۃ الصلوٰۃ: نماز سے فراغت کے بعد مقصود کا آغاز ہے اس لئے اس عنوان کو صفت والوں سے صدر میں ذکر فرمایا۔ صفۃ: ثلاثی مجرد سے اسم ہے (صفات الشیء) کہا جاتا ہے وصف الشیء اسے بیان کرنا کے معنی میں ہے جیسے وعد وعدۃ میں ہے مخلصین کی اصطلاح میں وصف وہ ہے جو قائم بالموصوف ہو (جس کا وجود اپنے موصوف کے ساتھ ہو) یہاں دست سے سر، سلام کے ذاتی اوصاف (یعنی اجزائے عقلیہ اس طرح سے خارجیہ قیام، رکوع، سجود وغیرہ سب داخل ہیں۔ صاحب المراح الارواح نے بیان کیا ہے کہ نماز کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں (۱) تین (۳ بار) رکن (۲) ماہیت (۳) حکم (شرائط) (۴) فعل (۵) ثمرہ (۶) سب ان چھ چیزوں کے خیر کسی کے کا نماز نہیں ہوسکتی ہیں لیکن تحریمہ میں مبتدی ہے تو رکن قیام اور قرأت، رکوع اور سجود، قعدہ اخیرہ، سلام، شرائط وہیں جن کا کہ ابتدائی میں ہو چکا ہے تعلیم جیسے وغیرہ بلکہ تکمیل نماز ہے۔

قولہ وصفها الخ: نماز میں کل سات چیزیں فرض ہیں (۱) تحریمہ بقول خانی "وركنها التكبير" یہاں پر جامع مفسرین تکبیر سے مراد تکبیر افتتاح ہے وقال علیہ السلام "مفتاح الصلوٰة الطهور و تحريمها التكبير" نماز کی کنجی طہارت ہے اور تحریم تکبیر ہے (ابوداؤد و ترمذی عن علی) لیکن شرط ہے یا رکن؟ علماء کے نزدیک یہ شرط ہے ماسوائے امام ابوحنیفہ کے اس کو واجب روایت اور مذہب میں محققین مشائخ کا اور ظاہر الروایۃ میں امام مشائخ کا قول بتایا ہے اور امام محمد، حسن، ہمام بن یوسف کے نزدیک رکن ہے (۲) قیام فرض ہے "وهو وقف فاعتبر" مکث سے جو اللہ کیلئے ہو ساعت خشوع، بعض مشائخ متاخرین اس سے مراد قدر ما یمکن فیہ القراءۃ لیتا ہے اور یہ ماقال رکن ہے بقدر قیام مجرد ہو قدر دو (۳) قرأت بقول خانی "فالفرض فيها ما يتناول عليه اسم القرآن" جتنا حصہ آیت کا اس پر قرآن کا اسم بولا جائے اس کا فرض ہونا ثابت ہے کم از کم ایک آیت ہونی چاہئے "فاقرءوا ما تيسر من القرآن" سے ثابت ہے اور یہ بقول ابن ہمام ایک آیت ہے مگر "مدهامتان" جیسا ایک کلمہ دو حرف پر مشتمل ہو یا تین حرف پر مشتمل ہو اور یہ بقول صاحب ہدایہ کے قائل نہیں مگر جمہور کے نزدیک کم از کم ہے یہ ہے کہ رکن ادا ہے تعدیل ارکان ہو یہ ایک مقدار خاص ہے

وواجبها قراءة الفاتحة وضم السورة وتعيين القومة في الأوليين وخاتمة تجب في كل ركعة

اور واجبات نماز قرأت فاتحہ ہے اور سورت ملانا ہے کہلی دو رکعتوں کی قرأت کے بعد کہنا اور اصلی طور پر اس ترتیب کا لحاظ رکھنا

وجميع الأركان والقعدة الأولى والتشهد وسقط الفساد وقنوت الوتر وتكبيرات العيدين والجهر والإسرار

اور ان کا پوری طرح ادا کرنا قعدہ اولی اور تشہد اور فساد اور سہو واقع ہونے سے نماز کا فاسد ہو جانا اور وتر کی قنوت اور عیدین کی تکبیریں اور آہستہ یا بلند

فيما يجهر ويسر وسننها رفع اليدين في الخمسة ويسر اصابعه وجهر الإمام بالتكبير

قرأت میں جہاں جہر سے پڑھنا ہے اور جہاں آہستہ پڑھنا ہے ان کا لحاظ رکھنا اور سنن نماز کا ادا کرنا رفع یدین کرنا

والثناء والتعوذ والتسمية والتأمين سرا ووضع يمينه على يساره تحت السرة وتكبير الركوع والرفع منه

اور ثناء اور تعوذ اور تسمیہ اور آمین آہستہ پڑھنا بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا ناف کے نیچے اور رکوع کی تکبیر کہنا

وتسبيحه الثلاث وركبتاه بعد يديه ووضع اصابعه وتكبير السجود وتسبيحه ثم وضع وركبتيه ووجهه

اور رکوع سے اٹھنا اور رکوع کی تین تسبیحیں پڑھنا گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنا اور سجدہ کی تکبیر کہنا اور تین تسبیحیں پڑھنا گھٹنوں کو ہاتھوں کے بعد رکھنا اور منہ

وأنفه في جبهته السنرى ونصب القدمين والقومة والجلسة والقعدة هي التي صلى الله عليه وآله وسلم

اور ناک کو پیشانی کے ساتھ اچھی طرح جمانا اور پاؤں کو کھڑا رکھنا اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور قعدہ کرنا یہ سب کچھ

والدعاء وأدناها مقدار التشهد وواجبها مطرة الى موضع سجوده وكفه قدر منكبيه عند التكبير

اور دعا اور ان کا ادنیٰ درجہ تشہد کی مقدار ہے اور واجب یہ ہے کہ نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے اور ہاتھ کندھوں کے برابر تکبیر کہتے وقت اٹھائے

ودفع ما يحتاج الى اصلاح والقيام حين يقدر على الفاتحة وشروع الامام قبل فراغ المقتدي

اور ہر اس کام کو چھوڑ دینا جس کی اصلاح کی حاجت ہو اور قیام کرنا جب کہ فاتحہ پڑھ سکے اور امام کا شروع کر دینا مقتدی کے فاتحہ سے فارغ ہونے سے پہلے

واجبات نماز کا بیان

توضیح اللغات ضم ملانا۔ خاتمہ آخر۔ تجب واجب ہونا۔ تعیین مقرر کرنا۔ اصل قرأت بہتر قرأت۔ تأمین آمین کہنا۔ سجدۃ السہو سہو کا سجدہ۔ فساد نماز کا فاسد ہو جانا۔ سقوط ساقط ہونا۔ تأخیر پیچھے کرنا۔ اصلی طور پر اس ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ قومہ رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہونا۔ جلسہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ قعدہ بیٹھنا۔ تشہد التحیات پڑھنا۔ مطرۃ جگہ۔ مقدار اندازہ۔ منکبین کندھے۔ اصلاح درست کرنا۔ فراغ فارغ ہونا۔

تشریح اللغات فرائض کے واجبات میں سے جس کو عمداً ترک کرے گناہگار ہوگا اور سہواً ترک کرے تو سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ اور اگر پھر بھی قعدہ نہ کرے تو واجب ساقط ہو جاتا ہے اور فرض باطل نہیں ہوتی صلبیہ اور وتر میں کہ فرض عملیات میں سے ہیں فرض باطل ہو جاتا ہے اور واجبات میں سے کسی کا ترک عمداً ہو یا سہواً بہر حال ایک ہی حکم میں استعمال کرتے ہیں۔ بخلاف معاملات کے کہ معاملات میں عمداً اور سہواً کرنے میں حکم کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ جب سہو ہو جائے تو قعدۂ اخیرہ کر لیں (۱) قرأت فاتحہ خلاف کے ایک (امام شافعی۔ رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک فرض ہے کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ "لا قرأت فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (صحیحین) احناف کی دلیل قول باری تعالیٰ "فاقرءوا ما تیسر من القرآن" ہے اور دوسری جگہ "فاستمعوا له وانصتوا" ہے جس میں مطلق قرأت کا حکم ہے پھر قول ضعیف کی سورۃ فاتحہ کی قرأت اصل ہے کہ ایک آیت بھی پڑھ لی جائے تو ہو جاتا ہے۔ (۲) سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورۃ کا پڑھنا قرأت صلبیہ میں واجب ہے اس لئے سہو سے ترک کرنے میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے (۳) سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورۃ کا پڑھنا قرأت نفل میں واجب ہے نیز فاتحہ کو سورۃ پر مقدم کرنا بھی واجب ہے اگر الحمد سے پہلے سورۃ کا کوئی لفظ اس قدر بلند پڑھ لیا کہ

ایک رکعت ہوئے تو سجدہ سہو لازم ہوگا (۲) سورۃ فاتحہ و سورۃ کی قرأت فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سنتیں (۳) جہر حال میں جہر شروع ہوتا ہے اور سر تک قائم رہتا ہے قومہ کی چار قسمیں ہیں اور جلسہ کی بھی ایک ہی ہے جیسے قعدہ اولیٰ و ثانیہ جو بروایت شاذ ایک ہے تیسرا قعدہ ہوتا ہے جو نماز مغرب کی تیسری رکعت میں قعدہ اولیٰ کی طرح ہوتا ہے (۱) کیفیت ترتیب اجب سے فی الجملہ قعدہ اولیٰ کے سلام سے پہلے سلمہ سے قبل [illegible] کے سجدہ کی طرح اس کو بھی ادا کرے اور قعدہ کی بھی ادا کرے اور اگر قیام کے واسطے اٹھے تو واپس رکعت نہ کرے (۲) میں بھی ترتیب واجب ہے جیسے قیام اور رکوع قبل قیام سے پہلے رکوع یا رکوع سے پہلے سجدہ جائز نہ ہوگا۔ اسی طرح (۳) میں ترتیب واجب ہے (۴) اعظم امام صاحب کے نزدیک قعدہ میں رکن ہی رکوع اور سجدہ کی طرح اطمینان کے ساتھ ادا کرنا کہ ہر ایک عضو اپنے جگہ پر ٹھہر جائے اور بقدر کلام ماثور ٹھہرے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے اور سجدہ سہو اس کی طرف منتقل ہو جائے جو پہلے ادا کی گئی ہو۔ (۵) میں واجب ہے بدلیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ سے پہلے یا اس کے بعد واجب ہے کہ قعدہ میں اس کی شرائط مکمل ہوں۔ [illegible] قعدہ اولیٰ جیسے [illegible] امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قعدہ میں فرض ہے کہ حضور کے قعدہ پر اور آل کا اضافہ رکھنے والے کے قول میں بدلیل روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ صلی فلانک لم یصل "پڑھا تو نماز نہیں پڑھی" حنفیہ نے جواب دیا کہ یہ حدیث ہماری دلیل تو ہوسکتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی ہماری دلیل بھی ہے کہ اذا قعد احدکم فلیکن اول کلام احدکم التشہد "جب تم میں کوئی قعدہ کرے تو اس کا پہلا کلام تشہد ہو" اس حدیث میں قعدہ کو تشہد کے ساتھ مقید کیا ہے اور یہ مقید ہونا فرض کے ساتھ ہوتا ہے اور واجب کے ساتھ بھی ہوتا ہے لیکن فرض کی دلیل ظنی ہے اور واجب کی قطعی ہے اس لئے ہم نے واجب کہا ہے (۶) قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھنا واجب ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷) قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸) قعدہ اولیٰ میں دعا پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۲۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۳۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۴۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۵۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۶۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۷۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۸۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۱) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۲) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۳) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۴) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۵) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۶) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۷) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۸) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۹۹) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے (۱۰۰) قعدہ اولیٰ میں دعا ماثورہ پڑھنا سنت ہے اور قعدہ اخیرہ میں فرض ہے اس کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ نے میرا سر اپنے ہاتھ پر رکھا (الحدیث) اور اس سے یہ ہے کہ اس میں تین صریح ایک عورت کا تذکرہ ہے جس کا نام ثابت نہیں ہوتی لیکن ابو نعیم کے ساتھ اس کی صحت ہونے کی تصریح ہے علاوہ ازیں حضرت ابن عباس کی حدیث سے اس کی تصحیح کی گئی ہے دوسرا موضع عند السبی علی علیہ السلام کا ہے اور تیسرا موضع عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ان تینوں مواضع کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور امام حاکم نے اپنی مستدرک میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں اور امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں اور امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور امام ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب الآحاد والمثانی میں اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور امام بزار نے اپنی مسند میں اور امام ابو نعیم نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں اور امام ابن مندہ نے اپنی کتاب الصحابہ میں اور امام ابن سکن نے اپنی کتاب الصحابہ میں اور امام ابن منیع نے اپنی مسند میں اور امام ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور امام ابن عبد البر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں اور امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں اور امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور امام ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور امام بغوی نے اپنی معجم الصحابہ میں اور امام ابن قانع نے اپنی معجم الصحابہ میں اور امام ابن شاہین نے اپنی کتاب الصحابہ میں اور امام ابن السکن نے اپنی کتاب الصحابہ میں اور امام ابن منیع نے اپنی مسند میں اور امام ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور امام ابن عبد البر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں اور امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں اور امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور امام ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور امام بغوی نے اپنی معجم الصحابہ میں اور امام ابن قانع نے اپنی معجم الصحابہ میں اور امام ابن شاہین نے اپنی کتاب الصحابہ میں

فصل وقد اورد الدّعوني في الصّلوة كثيرٌ وربيع يديه جداه الادب وتوشي بالتّسبيح او التّهليل بالقارئة

اصل عبد ہے کہ آپا ہو کبیر کہ اور ہو کا کہ نے ہوا کہ ہو کہ ہو کہ ہو

جائز ہوگا" حنفیہ کے نزدیک بھی امام کے لئے یہ کام جائز ہے اور امام ہو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر وہ الحمد طرح تکبیر کہہ سکتا ہے تو جائز نہیں سوائے اللہ اکبر اللہ اکبر اور اللہ اکبر کے۔ امام شافعی صرف پہلے دو کے ساتھ جائز مانتے ہیں۔ امام مالک کے یہاں افتتاح صلوٰۃ بصرف اللہ اکبر کے ساتھ خاص ہے اور اگر کوئی شخص ثانی، ثالث میں تو شروع کرے یا نماز میں ہر رکن فرض قرأت کرے یا رفع کرتے وقت بسم اللہ قائل میں پڑھے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر وہ عربی زبان میں اچھی طرح تکبیر کہہ سکتا ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں اور شیخ ابو بکر رازی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب کا اصل مسئلہ میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا بعد ازاں یہ اختلاف ہے (تحفۃ الاحوذی بالمسلک)

قولہ وسمی صرا ای امام اعظم، احمد، شافعی کے نزدیک فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ "سنت پڑھنا" ہے جبکہ امام مالک کے نزدیک بسم اللہ فرض نماز دونوں میں آہستہ پڑھنا چاہئے نہیں (امام شافعی فرماتے ہیں کہ جہری نماز میں بسم اللہ کو بھی ذرا سا جہر سے پڑھے۔ کیونکہ روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بسم اللہ کو ذرا سے پڑھتے (اور اصل متن میں ہے ابو داؤد حماس بن عمر سمعاویہ حاکم بن علی انا، حضرت ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ، ام سلمہ، عائشہ سے بھی بسم اللہ کے جہری روایتیں ہیں لیکن کوئی روایت بھی قابل حجت نہیں ہر ایک میں کچھ نہ کچھ کلام ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ ترمذی کے علاوہ پر چند راویوں نے حالانکہ ابن لہیعہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے جس میں حارث بن عبید ابو قدامہ راوی کے متعلق امام احمد فرماتے ہیں کہ "یہ منکر الحدیث" ابن معین کہتے ہیں کہ "لیس بشئی" نسائی کہتے ہیں "راوی احادیث موضوعہ" حضرت علی سے روایت کی ہے جس میں عمرو بن شعر اوی ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ "کثیر المناکیر" بور جانی کہتے ہیں رفع کذب" بخاری کہتے ہیں "منکر الحدیث" نسائی، دارقطنی وغیرہ کہتے ہیں "متروک الحدیث" ابن حبان کہتے ہیں "کان یقلب الاسناد" بخلاف ابن عبد البر کے جنہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور ابن عبد البر کے متبع ہیں ان کی حالت سنئے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ "ما رأیت اکذب من جابر الجعفی" حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے اس میں عبد اللہ بن لہیعہ اور حسان راوی ہے۔ ان کے متعلق علی بن مدینی فرماتے ہیں۔ "کان یضع الحدیث" ابو حاتم کہتے ہیں "کان یکذب" کل ملا کہتے ہیں "لیس بشئ" "متروک" غرضیکہ بسم اللہ کے جہری کوئی روایت بھی صحت سے خالی نہیں اس لئے احناف ترک جہر کے قائل ہیں ان کی دلیل حضرت انس بن مالک کی روایت ہے جس کو بخاری اور مسلم نے تعلیقاً میں روایت کیا ہے حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر، عمر، عثمان سب کے پیچھے نماز پڑھی مگر کسی کو بھی بسم اللہ کی قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا۔ سوائے احمد ابن حنبل اور فضلی کی روایت کے انکار کیا ہے۔ فلکنا لا یعبرون (الخ طبرانی، ابو نعیم، ابن عبد البر نے اللہ کی روایت "وکانوا یستفتحون بسم اللہ" بیان کیا ہے کہ رجال ھذہ الروایات کلھم ثقات صاحب لھم فی الصحیح جمیع امام ترمذی نے ترک جہر کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل کی روایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے "والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منھم ابو بکر و عمر و عثمان و علی و غیرھم ومن بعد ھم من التابعین و بہ یقول سفیان الثوری و ابن المبارک و احمد و اسحق۔

قولہ وھی "بسم اللہ" قسمیہ سے متعلق چار مسئلے ہیں۔ (۱) یہ قرآن کا جزء ہے یا نہیں۔ (۲) سورہ فاتحہ کی یہ آیت ہے یا نہیں (۳) ہر سورہ کا جزء ہے یا نہیں (۴) سورہ فاتحہ کے ساتھ اس کو جہراً پڑھا جائے یا سراً مسئلہ (۳) کی تحقیق تو پہلے پیش کی جا چکی ہے کہ اس کا قرآن ہونا قطعی ہے اور جو لوگ قرآن سے اس کو کسی کتابت کی طرح سمجھتے ہیں کہ مالک الملک کی ایک عبادت کا طریقہ ہے اور صحابہ کے بعض اصحاب نے اس کو نشانہ لگی ہے کہ قرآن کا ثبوت بالدلیل قطعی ہو یا ظنی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ صاحب ہدایہ کا بھی یہی مطلب ہو کہ اقوال نے کچھ اس قسم کی اصل ہے مگر یہ قول بالکل مردود اور غلط ہے۔ اور اسی لئے صحابہ کرام نے قرآن پاک کو جس طرح سے سنا تھا کہ یا قرآن سے نکالنے ہے

اور یہ بات طریق نقل متواتر سے ثابت ہے کہ جو آیتیں اس میں نہیں ہے وہ قرآن نہیں ہے اگر ایک ایک آیت کو لے کر اس طرح تفریق کی جائے تو جو قرآن نبی اللہ تعالیٰ کتاب ہے جو اس کا کلام ہونا ہے وہ ثابت نہ ہو جائیگا۔ سو یہ ایک قول کسی سند سے بھی قابل اعتماد معلوم نہیں ہو سکتا ہے۔ صحیح یہی ہے کہ تمام فاتحہ قرآن کی آیت ہے باب سورۃ فاتحہ سورت کا جزء ہے بالکل جس طرح تمام سورتیں شامل ہیں کہ سورۃ فاتحہ کا جزء ہے کی ایک روایت ہے امام اللہ سے ہے اور حضرت عمرؓ کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام شافعی کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہر سورۃ کا جزء ہے یہی قول حضرت علیؓ اور بڑی جماعت صحابہ کرام کا ہے۔ امام شافعی کی اکثر کتب میں یہی مذکور ہے اور یہی حضرت امام بیہقی کی حدیث ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے نماز میں قرأت شروع کرتے وقت تمام نہ پڑھی۔ پھر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ آپ نے فرمایا ہے "حتی لا شبہ کم صلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (تاکہ ان پڑھ لوگوں میں جہاں حاکم، ظالم، جاہل ہو یہ کہ اس روایت کا مدار ہے ابراہیم تحریر ہے حضرت ابوہریرہؓ کے تو سند اندر شاگرد، ربیع کی بھائی روایت میں سے کوئی بھی ہم اللہ نہ پڑھی کرتے۔ پھر یہ روایت بخاری اور مسلم کی صحیح روایت کے معارض کیسے ہو سکتی ہے جس میں تمام اللہ کا تمام تک ثابت ہے۔ دوسری روایت دار قطنی کی ہے جو آواز بلند ہونا ہے کہ "جب بندے نے تمام اللہ پڑھی تو اللہ نے فرمایا کہ بندے نے مجھے یاد کیا" جواب یہ ہے کہ اس روایت میں جہاں اللہ بن یزید ہیں اور ابن حبان نے ان کو ضعیف کہا ہے۔ جس کو امام مالک، احمد بن حنبل، ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے ضعیف کہا ہے بلکہ کتاب کہ ہے نماز سری، روایت صحیح مسلم میں بھی اس کی "آمین" کہنے کی روایت صحیح مسلم کی روایت کا مقابلہ کسی طرح نہیں کر سکتی شروح کے متعلقات میں اس کے علاوہ بھی روایتیں ہیں مگر سب ضعیف اور مخدوش ہیں۔ اسی لئے امام ابن المبارک، احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، اور محدثین اہل علم نے کہا ہے کہ تمام اللہ قرآن کا جزء اور اس کی ایک آیت ہے لیکن کسی خصوص سورۃ کا جزء نہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ہر سورت کے درمیان فصل کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اللہ کے نزول سے ہر سورت کا فصل پہچانتے تھے (ابوداؤد، حاکم وغیرہ بسند صحیح علی شرط الشیخین) امام نووی نے سورۃ "تبارک الذی" کی فضیلت کے سلسلہ میں بیان کی ہے کہ ایک سورۃ تیس آیت کی ہے جس نے اپنے پڑھنے والے کی طرف سے یہاں تک جھگڑا کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو اتارا جس سے معلوم ہوا کہ تمام اللہ سورۃ کا جزء نہیں صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور میرے بندہ کے درمیان سورۃ فاتحہ تقسیم کیا ہے میں نصف میرا ہے اور نصف میرے بندہ کے لئے ہے۔ جب بندہ نے بندہ کہا ہے "الحمد للہ رب العالمین" تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی ہے" حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ تمام کے مخارج، ماخرج ہونے کی اس سے یا اور کیا دلالت ہو سکتی ہے کہ ہر بندہ میں تقسیم الحمد سے شروع ہے کہ تمام اللہ سے۔ سوال ہر بندہ میں ہو سکتی ہے کہ سورۃ توبہ کی ساری آیتیں ہیں اور سات فاتحہ کے اندر ہیں اور نہیں ہوتا۔ جواب جب صحیح احادیث سے ثابت ہو گیا کہ تمام ذوالحمد سے ہے تو یہ تکلیف بندہ کے ذمہ نہیں ہو سکتی۔ اور "غیر المغضوب" کو "غیری" بندہ کہا جائیگا اس طرح ساری آیتیں ہو جاتی ہیں۔

تنبیہ: تمام اللہ کے سلسلہ میں جو اختلاف ہوا ہے کہ تمام اللہ قرآن سے ہے یا نہیں سورۃ کا جزء ہے یا نہیں ہر تمام اللہ کے متعلق ہے جو اوائل سورتوں میں آیا ہے جیسا سورۃ "کل" کی آیت "انہ من سلیمان" کا مسئلہ ہے یا اوائل سورۃ کل کا جزء ہے۔

وَنَفْسُ الْاِمَامِ وَالْمَأْمُوْمُ سِرًّا وَكَثُرَ جَلًا جَلَّ وَرَفَعَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ اَصَابِعَهُ

اور امام کے لیے اور مقتدی کے لیے سورۃ فاتحہ کے ہر جملہ پر سانس توڑنا، جب امام رکوع کرے تو مقتدیوں کو فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے اور رکوع کے لیے

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ

اے پیچھے کو جھکنے اور برکوع کرنے والے رب کے اور میں نماز کے لیے ہوں اور میری اولاد سے اے

ترجمہ امام اور مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

تشریح الفقہ فرمایا امام اور منفرد کی آمین کہنے میں تو کسی کو اختلاف نہیں سب کے نزدیک مسنون ہے کیونکہ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اختلاف اس میں ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کہیں یا ان میں سے کوئی ایک، سو امام، ملک کی رائے یہ ہے کہ آمین صرف مقتدی کہے۔ کیونکہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس اس سے اختلاف مت کرو۔ جس وقت وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ الضالین کہے تو تم آمین کہو (مسند وغیرہ) اس حدیث سے امام مالک یہ سمجھے کہ یہ حکم امام کے لئے خاص ہے اور امام شافعی اور احمد نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہے اور مقتدی کے حکم میں اس کو لیا ہے مگر اس سے تسلیم بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اسی حدیث کے آخر میں صراحت ہے کہ فان الامام یقولھا (امام آمین کہتا ہے) صفوہ نے کہا کہ تسلیم ہم کو نہیں اس لئے احناف کہتے ہیں کہ عموم محتمل خاص ہے آمین میں خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد ہو۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ آمین آہستہ کہنا افضل ہے یا آواز سے کہنا افضل ہے۔ ہمارے نزدیک متفقہ آہستہ کہنا سنت ہے یہی امام شافعی کا قول جدید ہے امام مالک کی ایک روایت ہے۔ امام ثوری و اوزاعی نیز شوافع کا مذہب یہ ہے کہ امام و اقتدی سب آمین بجہر کہیں۔ یہی امام احمد کا قول ہے دلیل حضرت وائل کی حدیث ہے کہ جب حضور صلعم لا الضالین کہتے تو بلند آواز سے آمین کہتے تھے (ابوداؤد۔ لفظ مع معمولی ترمذی کے مطابق ہے) جو اب یہ ہے کہ حدیث کے مذکور بالا الفاظ صحیحین نے باسناد علی بن صالح بن حی عن علقمہ بن مرثد عن سعد بن عبیدہ عن ابی عبدالرحمن حضرت عبداللہ بن حبیب کی کی ہے جس کے متعلق یہ ہے "لم یخرجوا بھذا اللفظ" یعنی صحیحین نے اس لفظ کو نہیں نکالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ صحیحین کی شرط پر نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا ثبوت موجود ہے جس میں بلند آواز سے آمین کہنے کا انکار کیا گیا ہے۔ (عمدۃ الرعایہ)

فائدہ

لفظ آمین میں پانچ لغتیں ہیں (۱) آمین، دونوں ہمزہ کو ممدود پڑھنا (۲) امین دونوں ہمزہ کو قصر سے پڑھنا (۳) آمین پہلے ہمزہ کو ممدود اور دوسرے کو مقصور پڑھنا (۴) امین پہلے ہمزہ کو مقصور اور دوسرے کو ممدود پڑھنا (۵) آمین دونوں ہمزہ کو امالہ کے ساتھ پڑھنا۔ (عمدۃ الرعایہ)

ترجمہ اور امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے۔

تشریح الفقہ فرمایا امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے۔ یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے۔ امام مالک کے نزدیک امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے۔ امام شافعی کے نزدیک مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔ امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ اگر امام نے سکتہ کیا ہو تو مقتدی قرأت کرے ورنہ نہ کرے۔ امام احمد کا دوسرا قول یہ ہے کہ سری نمازوں میں قرأت کرے جہری میں نہ کرے۔ امام احمد کا تیسرا قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چوتھا قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پانچواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چھٹا قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا ساتواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا آٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا نواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا دسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا گیارہواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا بارہواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا تیرہواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چودہواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پندرہواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا سولہواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا سترہواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اٹھارہواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا انیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا بیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اکیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا بائیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا تیئیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چوبیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پچیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چھبیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا ستائیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اٹھائیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا انتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا تیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اکتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا بتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا تینتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چونتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پینتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چھتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا سینتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اڑتیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا انتالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اکتالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا بیالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا تینتالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چوالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پینتالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چھیالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا سینتالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اڑتالیسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا انچاسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پچاسواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اکاونواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا باونواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا ترپنواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چونواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پچپنواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چھپنواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا ستاونواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اٹھاونواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا انسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا ساٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اکسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا باسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا تریسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چونسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پینسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چھیسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا سڑسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اٹھسٹھواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا انہترواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا ستترواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اٹھترواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا انہترواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اکاسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا بیاسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا تراسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چوراسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا پچاسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا چھیاسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا ستاسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا اٹھاسیواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا انہترواں قول یہ ہے کہ اگر امام کی قرأت سن سکے تو قرأت نہ کرے ورنہ کرے۔ امام احمد کا نوے

وتجافى بطنه عن فخذيه ووجه اصابع رجليه نحو القبلة وسوى بين قدميه قائما وضع يديه تلقاء وجهه محاذيا
اور پیٹ کو رانوں سے اور بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھے اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور دونوں پاؤں کے درمیان برابر کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ
بمنكبيه رافعا بهما ثم كبر رافعا مكبرا وجلس مطمئنا وكبر واسجد مطمئنا
کندھوں کے برابر اٹھائے پھر تکبیر کہتا ہوا (ہاتھ اوپر) اٹھائے اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائے اور تکبیر کہتا ہوا اطمینان کے ساتھ سجدہ کرے
وتخوى فيهما ثم رفع رأسه مكبرا وجلس مطمئنا وكبر واسجد مطمئنا
پھر دونوں سجدوں میں پیٹ کو رانوں سے ہٹائے پھر تکبیر کہتا ہوا اٹھے اور بیٹھ جائے اور تکبیر کہے اور اطمینان کے ساتھ دوسرا سجدہ کرے
وكذلك في سائر صلاته حتى يفرغ منها ولا يجهر بالتأمين ولا بالتعوذ ولا بالبسملة في الأصح لما مر
اور اسی طرح اپنی ساری نماز میں کرے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے اور آمین اور تعوذ اور بسملہ کو اصح قول کے مطابق جہر کے ساتھ نہ پڑھے اس دلیل کی وجہ سے جو گزر چکی
ويقرأ في الأخريين بعد الفاتحة فقط وفي الثالثة اقرأ وفي الرابعة اقعد وتشهد وجلس في التشهد الأول على اليسرى
اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد کچھ نہ پڑھے اور تیسری رکعت میں اقرأ اور چوتھی رکعت میں اقعد پڑھے اور پہلے تشہد میں بائیں پر بیٹھے
ونصب اليمنى وأشار بالمسبحة والقعود الأخير كالأول وتشهد وصلى على النبي عليه الصلاة والسلام وعلى آله
اور دایاں کھڑا رکھے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور آخری قعدہ پہلے قعدہ کی طرح ہو اور تشہد پڑھے اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ کی آل پر درود بھیجے
كتشهد في الخانية والفتوى على تشهد ابن مسعود وهو ما علمه النبي عليه الصلاة والسلام وقد مضت
جیسا کہ فتاویٰ خانیہ میں ہے اور فتویٰ ابن مسعود کے تشہد پر ہے جو انہیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے سکھایا تھا اور یہ گزر چکا ہے
في الصلاة والدعوة الثاني كالأول وتشهد وصلى على النبي عليه الصلاة وعلى آله وعلى جميع
نماز اور دعوۃ میں دوسرا پہلے کی طرح ہے اور تشہد پڑھے اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ کی آل اور تمام
الأنبياء والمرسلين وسلم مع الإمام كالخيرة عن يمينه ويساره ويؤمن بالجهر والخفية ويتابع في جانب الأيمن
انبیاء و مرسلین پر درود بھیجے اور سلام پھیرے امام کے ساتھ تو دائیں اور بائیں جانب والوں کی طرح ہو اور آمین جہر اور مخفی دونوں طرح کہے اور دائیں جانب والے کی
أو الأيسر أو فيهما لو محاذيا وفي الإمام بالتسليمتين وجهر مقرأ في الفجر وأولي العشاءين
یا بائیں جانب والے کی یا دونوں کی متابعت کرے اگر امام کے بالکل سامنے ہو اور امام دونوں سلام کہے اور فجر اور پہلی دو عشاء میں قرأت جہر کے ساتھ پڑھے
لا قصاة والجمعة والعيدين ويسر لو عجزها كمنفرد بالليل وحيث يجهر كمنفرد بالنفل
اگر قصاۃ اور جمعہ اور عیدین نہ ہو اور اگر ان میں سے کسی کی قرأت سے عاجز ہو تو سراً پڑھے جیسا کہ منفرد رات میں نفل پڑھتا ہے اور جہاں جہر کرتا ہے جیسا کہ منفرد نفل میں

توضیح اللغات تمتع مع جلوس وہ کیفیت جو تشہد اور نماز کی آخری رکعت میں ہوتی ہے۔ نفل سادی علیحدہ کے مختص بیٹھ کرنے والے کو کہتے ہیں۔ بنائے الاولیٰ شانہ پر رکھنا۔ نوک سرین پر بھار کر بیٹھنا۔ خنصر انگلی کو کہتے ہیں۔ بنصر خنصر کے ساتھ والی انگلی۔

تشریح الفاظ قولہ واکتفی لا مجاہرۃ۔ یہ عبارت سے کہ کہا امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ امام بھی آہستہ سے ربنا لک الحمد کہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپ لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ (بخاری عن ابی ہریرہ وابن عمر و مسلم عن ابن ابی اوفی) امام صاحب کی دلیل ابوداؤد کی روایت ہے کہ "جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو" (صحیح علیہ ابن ماجہ عن ابی ہریرہ و مسلم، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ عن ابی موسیٰ الاشعری) اس روایت سے تسلیم معلوم ہوتا ہے کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد کہے۔ ہم نہ ثانی فرماتے ہیں کہ مقتدی بھی سمع اللہ لمن حمدہ کہے باقی رہا امام صاحب سے بھی ایک روایت یہی گئی ہے مگر غریب ہے۔

تنبیہ مفرد کے تحت بھی تین اقوال ہیں (۱) صرف کتب ہے مطلق کی روایت ہے جو ظاہر الروایہ صاحبین سے مروی ہے۔ صاحب سرح نے شیخ الاسلام سے اسی کی تصحیح نقل کی ہے (۲) صرف ریاض الرحمٰن ہے مصنف نے کتاب کافی میں اور صاحب مبسوط نے

اسی کی تشریح فعل کی ہے اور اکثر مشائخ کا یہی مسلک ہے۔ طحاوی اور طحاوی نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔ (۴) کیونکہ قیدوں والی حدیث حسن کی روایت ہے جس کو حسب ہدایہ اصح قرار دیا ہے اور رشید نے کہا ہے "والظاہر انہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار ایسا کیا ہے کہ دونوں واقع کرنا مسنون ہونا ثابت ہے جس کو محض عادت، ظہر کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔ اور ترجیح سے اچھے وقت کی ترجیح، رکوع سے سبقت حاصل کرنا مراد ہے۔

قولہ و (ترجیح بعد ان) آخر سورتوں کے علاوہ پر۔ قولہ کہا ہے مصنف نے ان آخر سورتوں کی طرف جس کو "المفصل الصحیح" کے حوالہ سے ذکر کیا ہے فاسد مختار۔ اور خلاف ہے اس میں سے جو کہ ابن حجر نے کہا ہے (جس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے) کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو جماعتوں میں سے ہر ایک کی طرف نماز پڑھی۔ ان میں سے ایک جماعت میں سے ہر رکعت میں تین تین سورتوں کی قرأت ہوتی تھی اور دوسری جماعت میں سے ہر رکعت میں ایک ایک سورت کی قرأت ہوتی تھی۔ ان میں سے ایک جماعت نے دوسری جماعت کو ملامت نہیں کی۔ اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابو مجلز سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ حدیث میں قرأت مع واقع کا ذکر ہے اور یہاں "نقول" کا لفظ ہے جو بہ ظاہر مراد ظاہری قرأت ہے تو کیسے تین سورتوں کے پڑھنے کو ظاہر پر محمول کیا جائے گا۔ فتدبر۔ اور میرے ہاتھ میں اس کا صحیح جواب نہیں ہے۔ ہاں علی الاطلاق کی مخصوص نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہر طریق سنت مؤکدہ ہونے کے مواقع میں بیان کرنے میں جائز ہے کہ کبھی وقت کبھی وقت اور کبھی دونوں وقت۔ اور واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقہاء نے یہاں مسنون لکھا۔

قولہ والمفرض ان کا ظاہر اس کے خلاف ہے جو کہ ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ صحیح روایت میں تعداد رکعت میں کچھ اور تعداد قرأت میں کچھ اور ہے اور امام شافعی کا مسلک ہے امام مالک کے یہاں دو رکعت میں سورتوں کا مسنون ہونا ظاہر ہے کہ ان سے دو رکعت نفل والوں کی پہلی دو رکعت کے بعد کعبہ والی نماز کے پہلے قعدہ میں قرأت کی دوسری میں قرأت سنن ہے۔ اصحاب سے قرأت کی کوئی اصل نہیں ہے اور حدیث میں وارد ہے اور ہمارے نزدیک تشہد میں سنت کہنا کہ پہلے قعدہ کے پہلے اور دوسرے قعدہ کی کیفیت میں کوئی فرق منقول نہیں ہے حدیث میں "ثم" سے اور ترک منقول ہے جو کہ صحت کی نفی کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قولہ وهي سنة ترک ان کا ثبوت کے لئے ترک (یعنی سجدہ پر بیٹھنا اور بعض نے اس کا جواب نکالا ہے کہ ان میں پر دوچوٹی کی ہے اور ثبوت کے لئے نہیں کہا ہے۔

قولہ وشهد ابن حجر اور حدیث تشہد مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں کسی نے دس کلموں کا ذکر کیا ہے ان میں سے امام شافعی کے یہاں ان عبارتوں کا تشہد اولیٰ ہے۔ مسلم اور ابو داؤد۔ امام صاحب کے یہاں تشہد ابن مسعود والی ہے۔ (ابن حجر) ترجیح یہ ہے کہ ان کو تشہدی، حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر ترجیح دی اس لئے کہ وہ ابن عباس سے بھی صحیح تر ہے اور ابن عباس کا تشہد قبیلے والا ہے یہ اس لئے کہ ابن عباس نے اس کو قبیلے والوں سے سیکھا ہے جو کہ ان کے پاس آتے تھے۔ اور واللہ اعلم۔

وتوسرک السورة التي قبلها قراءة في الاخريين مع الفاتحة جهرًا وتركه الفاتحة لا غير کہ پھر پڑھنا دوسری سورت کا پہلی دو میں کہ پڑھے ہے کہ پچھلی دو میں فاتحہ کے ساتھ جہراً اور نہ پڑھنا فاتحہ کا تو مکمل نماز نہ ہوگی

والمرض الفكر، يا الله وسنتها في السر الفاتحة وأي سورة شاء وفي الحضر جاز المفصل أو فجر

اور اس قرأت پر ہے کہ مسنون قرأت سر میں فاتحہ ہے اور جو سورت چاہے اور حضر میں جائز ہے مفصل کی اور فجر میں

وظهرا واساءة لو قصيرا واعتاد وقصوة لو طويلا ويطال في الاولى الفجر فقط

اور ظہر میں اور اساءت ہوگی اگر مختصر پڑھے اور قصد ہوگی اگر طویل پڑھے اور طویل کرے پہلی رکعت کو فجر میں فقط

وفی یحیی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ یقرأ القوم فی السکتۃ وفی قراءۃ الامام انصتوا لقولہ علیہ السلام وإذا قرأ فانصتوا

اور امام کے پیچھے قرأت کرنے کی ممانعت کی حدیث میں ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو کیونکہ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے

أیحسب أحدکم إذا صلی علیّ علیہ السلام والدی فلیقل اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد

یہ فقرہ پڑھنے والا خیال کرے کہ صرف مجھ پر درود بھیجا اور دوسرے حضرات پر درود بھیجنے والے کو حکم میں ہے۔

تشریح قولہ ولو ترک الخ: اگر کہنے والا پہلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ کی قرأت کرے تو سورت کی قرأت نہیں کرے گا اور آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھے فاتحہ بطور معمول اور سورت بطور قضاء اور اگر کسی کا پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ چھوٹ گئی ہو تو سورت کی قرأت کی پہلی دو رکعتوں میں وہ فوت کا امام یعنی فاتحہ کی قضاء کرے۔ یہ حکم تو ہر نمازی کے لئے ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ان صورتوں میں جب کہ سورۂ فاتحہ اور سورت میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر واجب ہے بلا کسی واجب کی قضاء کئی ہو یا بیان فقہ کرنے کی کوئی جگہ نہیں پائی جاتی۔ بلکہ فقہاء متقدمین طرفین کی دلیل یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت اس طرح سے کہ پہلے فاتحہ پڑھے پھر سورت ملائے جس صورت میں اس سے پہلے رکعتوں میں صرف سورت پڑھی ہے گویا فاتحہ کی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کی قضاء کرے۔ تو گویا دو بار پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی تھی اور یہ صاف واضح ہے کہ پہلی صورت میں یہ بات نہیں پائی جاتی کہ پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے۔ اس لئے کہ فاتحہ کے ساتھ سورت کی قضاء کرے گا۔

فائدہ اس مسئلہ میں چار قول ہیں اول قول جو متن میں مذکور ہوا اور یہی ظاہر الروایہ ہے دوم جس کا ذکر متن نے نہیں کیا وہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قضاء نہیں ہے یہ امام ابو یوسف کا قول ہے دونوں میں سے کسی ایک قول سے کہ پہلی دو رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھی تھی اس بنا پر دوسری رکعت میں فاتحہ کی قضاء کرے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ایک نسخہ میں سورت کو مقدم کرے اور بعض نسخوں میں فاتحہ کو مقدم کرے۔

قولہ وقولہ الفرد والمسافر الخ: زید قرأت کی امام سے کم مقدار جو فرض ہے وہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک آیت چھوٹی ہوئی اور صاحبین کے نزدیک تین چھوٹی آیتیں ایک آیت ہے۔ کیونکہ اس سے کم کی صورت میں قرأت کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ امام صاحب کی دلیل ارشاد باری ہے "فاقرءوا ما تیسر من القرآن" یعنی جو میسر ہو جو سہل ہو قرآن سے اور سورہ میں سے کم قرأت یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت چھوٹی پڑھے کیونکہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی دو رکعتوں میں قرأت کی قرأت فرماتے تھے (ابو داؤد، ابن حبان، حاکم، احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن عساکر) اور اضطرار کی حالت میں قدر ضرورت کی مقدار میں۔ اول مفصل یعنی سورہ حجرات سے سورۂ بروج تک مفصل ہے۔ اور قصار مفصل اس اور طوال مفصل یعنی سورۂ بروج سے لے کر لم یکن تک اور متوسط میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے سورۂ ناس تک (حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کے پاس مقدار قرأت کی یہی تفصیل لکھ کر بھیجی تھی (عنایہ، البحر الرائق، النہر الفائق)۔

بحث قرأت خلف الامام

قولہ ولا یقرأ المؤتم الخ: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ امام کے پیچھے مقتدی کچھ پڑھے یا نہیں پڑھے کہ مقتدی کا قرأت نہ کرنا واجب ہے یا حرام۔ یعنی قرأت کا ادا بھی کی یہ حالت کہ اگر نہ پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے جیسے فرض نماز میں قرأت کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے جیسے فرض نماز میں قرأت کا ادا کرنا حرام ہے۔ ابن عباس، ابن جبیر، ابن مبارک کا یہ قول ہے اور امام مالک بن انس کا نماز جہری میں یہ قول ہے۔ امام شافعی کے دو قول ہیں قدیم میں نماز سری اور جہری دونوں میں مقتدی کا قرأت پڑھنے۔ اور جدید میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ سری نماز میں بھی پڑھے جب کہ امام کی

اتفاق ضروری کہا ہے، امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ امام مقتدی جس طرح دوسرے ارکان قیام، رکوع، سجود میں شریک ہیں اسی طرح رکن قرأت میں بھی شریک ہونے چاہئیں، اس دلیل حضرت عبادہ کی مرفوع حدیث "لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب" سے بھی سہارا ہی لیتے جس نے فاتحہ پڑھی (مقتدین) اب استدلال یہ ہے کہ حدیث میں علی الاطلاق قرأت فاتحہ کو واجب کہا گیا ہے اس میں امام مقتدی وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں۔ جمہور مقتدی پر بھی واجب ہے احناف کی دلیل قرآن پاک کی "آیت" ہے "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا" جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا کر متوجہ خاموش رہو، علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں قرآن پاک کے متعلق سننے اور خاموش رہنے کا حکم فرمایا ہے، یہ حکم قرآن کی تعظیم و احترام کے لئے ہے، اسلئے ہر نماز میں یہ تعظیم یہ حکم نماز میں جہر کرنے والے امام و مقتدی دونوں کے ساتھ متعلق ہے، چنانچہ امام مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ، امام اسی لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کیجائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو" محی الدین شیخ نے یہ بھی لکھا ہے کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ "واذا قرئ القرآن" نماز کے بارے میں ہے اور یہی عبداللہ بن معقل سے روایت ہے، سفیان ثوری نے ابو اسحاق اسماعیل بن کثیر کے واسطے سے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں ہے، عطیہ بن سعید بن جبیر، ضحاک، ابراہیم نخعی، قتادہ، شعبی، سدی، عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہم سے مروی ہے کہ مراد آیت میں خاموشی ہے، امام احمد سے روایت کی ہے کہ خطبہ کا اس پر قیاس ہے کہ جو آیت خطبہ کے بارے میں ہے وہی دوسری دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "من کان له امام فقراءة الامام له قراءة" جس شخص کا امام ہو تو اس امام کی قرأت مقتدیوں کی قرأت ہے (دار قطنی، بیہقی، ابن عدی، طبرانی، احمد بن جابر، قطنی، مالک عن ابن عمر، طبرانی عن ابن ہدی عن، الخدری، دار قطنی عن ابی ہریرہ و ابن عباس، ابن عبدالبر عن انس) علامہ عینی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بطریق متعدد حضرت جابر بن عبداللہ، ابن عمر، ابوسعید خدری وغیرہم سے مروی ہے، ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ خود حضرت جابر بن عبداللہ سے بھی متعدد اسانید کے ساتھ مروی ہے، اور صحیح اسناد کیساتھ مرفوع ثابت ہے چنانچہ بقول حافظ ابن کثیر اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے، مسند امام، فقہ میں حضرت جابر سے موقوف روایت بھی ہے، بلا ظاہر ہے کہ کسی امر مجہول کا اس کو روایت کرنا اس کی صحت کی دلیل ہے چونکہ امام احمد نے خود اپنی روایت کو ابن عیینہ سے روایت کیا ہے جس میں کوئی کلام نہیں ہوا، دار قطنی کا یہ کہنا کہ ابن عیینہ کا یہ کہنا ظاہر ہوا کہ حضرت جابر کی مرفوع روایت صحیح نہیں صحیح ہے، نیز احمد بن صبیح نے دوسرے متعدد راویوں کے ساتھ جابر سے اپنی مسند میں مفیوں و شریک سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے، مسلم کی شرط پر مرفوع روایت کو ہے، دار قطنی (بیہقی) کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ سفیان و شریک نے اس حدیث کو "عن عبداللہ بن شداد عن النبی ﷺ" بلا ذکر جابر بھی مرسلاً روایت کیا ہے۔

قولہ والثانی، اس جزء کے متعلق دو باتیں ہیں، اول تو یہ کہ اس کو ترجمہ میں بھی خاموش رہنا چاہئے تھا، کیونکہ منتہا اور موخر رہنا دونوں میں اگر دوری کی وجہ سے سماع نہیں تو دوسرا بھی خاموش رہنا ممکن ہے لہٰذا اسی پر قائم رہے۔

فی جمیع حرفہ

كتاب الإمامة

باب الامامت کے بیان میں

قولہ کتاب الامامۃ امامت کی تعریف میں ہے کہ مرتبہ کبریٰ کی کلیات میں امامت کبریٰ کی تعریف ہے جو اصطلاحی تصرف ہے عام ہے اس اصطلاحی تصرف سے جو صرف امام کو مستحق امامت کہنے پر ہے اور یہ تعریف اس تصرف سے اخص ہے کیونکہ مستحق امامت کہنا صرف امامت کبریٰ کے ساتھ مختص ہے کہ اس کی حقیقت بھی یہی ہے اور اسی معنی میں مذکور ہے کہ امامت علم کی طرف سے باب کے طور پر لوگوں کو دینی و دنیاوی مصالح کی رعایت کے لئے، امامت سازوں کو مرتب کرتے ہیں "مسلمانوں کے لئے کسی کا مقرر کرنا" یہ امامت ضروری اور واجب ہے یعنی سے ہے۔ یہ کہ امت سے وہ امامت شرعی امامت پر موقوف ہیں جیسا کہ امام جماعت کا مقرر کرنا نمازیوں کے مصالح کی رعایت کے لئے، صدقات وصول کرنا، مرکشوں کی گردن پکڑنا، چوروں، ڈاکوؤں کو گرفتار کرنا، مسلمانوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا، شہادت قبول کرنے کے مقدمہ میں گواہوں سے سوال جواب قسم کرنا، حدیں امامت کبریٰ کی امامہ کے ساتھ مختص ہیں اور کسی کے واسطہ ہونے کو کہتے ہیں جس کے لئے دو شرطیں ہیں (۱) امامت فقہاء کا مقتدی سے مقدار کی نیت کی تو امامہ ہوگی۔ (۲) امام کا امام اور مقتدی کے درمیان حائل ہونا نہ ہوگی۔ (۳) اقتداء نہ کرنا امام کبریٰ کی نماز پڑھنا اور مقتدی عصری نیت کرنے تو نماز ہوگی (۴) مقتدی کے مقام سے امام کی نماز کا صحیح ہونا۔ اگر مقتدی کی امامت کی امام کی نماز باطل ہو تو اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ (۵) عورت کا امام میں ہونا کیونکہ عورت کی امامت مقتدی کے لئے، (۶) مقتدی کی پوری کامام سے آگے نہ ہونا گو پہلوؤں برابر ہوں (۷) مقتدی کو امام کے ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کا علم ہونا اور یہ جب ہوگا کہ امام اور مقتدی میں سے ہر ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو یا ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو (۸) مقتدی کو امام کا حال معلوم ہونا۔ کہ وہ متقدم ہے یا مساوی ہے یا متاخر ہے پہلے ہونا بعد ہونا یا برابر ہونا، امام سے جو رکعت ادا کی نماز میں وہ پہلا ہے یا پچھلا ہونا اور لوگوں کو معلوم نہ ہونا کہ امام نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ (۹) مقتدی کے لئے لائق امامت ہونا مقتدی کا امام کے ارکان افعال سے واقف ہونا تو مقتدی کو چاہیے کہ امام سے سوال کرے کہ آپ نے فلاں رکن کیوں اور کس وجہ سے کیا ہے اور امام کو صحیح جواب دینا چاہیے تاکہ مقتدی کی اقتدا درست ہو۔ اگر پہلی شرط میں سخت فتنہ اور فساد ہو تو اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ ان شرائط کے علاوہ امامت کے لئے بھی کچھ شرطیں ہیں (۱) امام کا مسلمان ہونا۔ (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قاری ہونا۔ یعنی صحت نماز کی مقدار قرآن پڑھ سکتا ہو (۶) اعذار مانعہ جمعہ و جماعت سے پاک ہونا جیسا کہ ثابت ہوا ہے۔ امامت بڑا اعلیٰ درجہ امامت کی یہ کل سولہ شرطیں ہوئیں جن کو علامہ ابن جابر نے اس شعر میں نظم کیا ہے۔

يجي ان يوم افراك شرط الصحة	فذالك عشر فداناك معبرا
لحر مسلم وغير محدث ص	به اقتم مع كون المكانين و حدا
وكون امام ليس دون نبجه	بشوط وتركان لبه لاتحدا
مباركه في كل ركن علمه	بحال امام حل ام صارا بعدا
وان لا تحاذيه التي عنه انفصلت	وصحة ماصلي الامام من ابتداء
كذالك اتحاد الفرض بعد نماتها	دست شروط للامامه في المدى
بورع واسلام وعقل وزهكورة	قراءة محرود وقصد جامع المدام

النعماء سنة مؤكدة والاعلم حتى بالاعلمة ثم بالقرءة ثم بالاورع ثم بالاسن

[illegible]

تشریح الحدیث قولہ الجماعۃ جماعت کے بارے میں [illegible] کے تحت آئی ہیں۔ (قولہ حتی) یہ حتی ہے [illegible] (قولہ ثم بالاسن) ان سے [illegible] (قولہ ثم بالاسن) [illegible]

فائدہ گھر پر اور محلہ کی مسجد میں جماعت کیلئے جانا افضل ہے اور جامع مسجد میں جانا اس سے افضل ہے اور جس کے ساتھ جماعت ہوگی اس کو آدمی ساتھ قیام پر اور جس نے جماعت کو ترک کیا اس کو [illegible] (مسلم) اور [illegible] جماعت کے لئے دوسری مسجد میں آکر نماز پڑھنے کے بارے میں [illegible]

قولہ والاعلم اعلم لوگوں میں جو عالم ہو اس کو امامت کا زیادہ حق ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے اور سنت سے مراد [illegible] شریعت یعنی مقام [illegible] بلکہ اس قدر اچھی طرح پڑھ لکھا ہو جس سے نماز [illegible] کے [illegible] کہ [illegible] نماز میں [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے

كره ... وقد ... والاشعري والطبراني بالجمع وروينا وبطريق صحيحة وجماعة النساء
(کرہ ... وقد ... والاشعری والطبرانی بالجمع وروینا وبطریق صحیحۃ وجماعۃ النساء)

ان عمر خص الامام بسطين كانت وقوم الواحد عن يمينه والثاني خلفه
(ان عمر خص الامام بسطین کانت وقوم الواحد عن یمینہ والثانی خلفہ)

توضیح الفاظ: قولہ ... امر تھی ربانی متعلق ہے ... یعنی ... اور اجتماعی عبادات کی ابتدا

تشریح الفاظ: قولہ وکرہ ... یہ امامت کی ممانعت ... اگرچہ ... کی آواز کو ... کیونکہ ... عالمی ... عامت میں اس کو ... اصل طور پر مسجد میں ... کی ... کی ... کے ... اس طرح ... امامت بھی ... کہ ... اس ... کی ... کی ... کی

ويصف الرجال ثم الغلمان ثم النساء كان حفظ مشبهاه في صوم غير كه تخير مه وذكر
اور صف بندی کی جائے مردوں کی پھر لڑکوں کی پھر عورتوں کی اور کہا ہے ہر ایک امت کے ساتھ مخلوق ہیں کہ پڑھی
فی مکان مُتَّحِد بلا حائل فصلت صفوفه كما يكون الامام امامه ولا يحتمل بجماعة
دے مشترک جگہ میں بلا حائل کے صفیں اس کی جیسا کہ ہوتا ہے امام امام کے آگے اور نہیں

توضیح الصفة صفیں بنانے کی کیفیت الخ مقابل ہے اس کا قول ثم ذكر ما مضى ثبوت ذكورت پر ہے۔

تشریح: لفظ ثم وصف الرجال کے پیچھے سب سے پہلے مردوں کی صف ہونی چاہئے پھر لڑکوں کی پھر خنثاؤں کی پھر عورتوں کی کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ تم میرے اصحاب ہم مثل تخلے کے قریب ہیں پھر دوسرے لوگ پھر تیسرے پھر اسلئے کہ اس مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی صف سے آگے مردوں کی صف کے متصل لڑکوں کو پیچھے، عورتوں کو لڑکوں کے پیچھے رکھتے

(ہدایہ اولین)

قولہ ولو حاذته الخ کوئی عورت نماز میں مرد کے برابر نیت یا مرد سے ملا ہوا ایک نماز کی فرض میں شریک ہو۔ جوابی صورت میں امام نے عورت کی امامت کی ہبت کردی۔ تو مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ یہ مسئلہ ان احناف سے قیاس کا خلاف ہے کہ مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے عورت کی نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور ہمارے فقہی کا قول ہے بدلیل انصاف شافعی اور ہمارے اصحاب حنفیہ اللہ تعالیٰ ہے اس کی علت یہ ہے کہ فرضیت فاسد ہوتی ہے کیونکہ یہ حدیث مشہور ہے جو کہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر ہوئی کہ مردوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے کہ اس امر کا خطاب ہوتا ہے تم مردوں کو حکم ہے کہ تم عورتوں کو سکھاؤ اور ان کو صاف کہہ دو

وَلَمْ يَقْدِرْ بِهِ وَبِمَرَاوَةِ الْمَسِّ وَظَاهِرِ مَقْدُورٍ وَقَارِئٍ بِمَقْضِيٍّ وَمَحْدِثٍ بِمَنْ
اور قاسد نے مرد کی اقتداء نہیں کی ہے اور ظاہر کی مقدور کے اور قاری کی امی پڑھ کے اور کپڑا پہنے ہوئے کی ننگے کے
وَعُرْيَانٍ بِمَوْمٍ وَمُتَيَمِّمٍ بِمُتَوَضِّئٍ وَبِمُتَنَفِّلٍ وَبِمُفْتَرِضٍ اَحَدٌ لَا طَائِفَةٌ مُتَوَضِّئٌ بِمُتَيَمِّمٍ
اور بیٹھا ہوا پڑھنے والے کی تارک کی اور فرض پڑھنے کی نفل پڑھنے والے کے پیچھے۔ مگر فرض پڑھنے والے کے پیچھے۔ مگر وہ وضو کرنے والی قوم تیمم کرنے کے پیچھے
وَخَاضِعٍ بِمُمَاءٍ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ وَبِمَاخِذٍ وَبِمَوْمٍ بِمِثْلِهِ
اور جھکے ہوئے کی سیدھا کھڑے ہونے والے کے پیچھے اور بیٹھنے والے کی اور اوپر بیٹھنے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کی بیٹھے کے پیچھے
وَمُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ وَاِنْ لِغَيْرِ اِعَادَةٍ مُجْتَلِفٍ عَالِمٍ بِ اُمِّيٍّ وَقَارِئٍ بِمَنْ
اور نفل پڑھنے والے کی فرض پڑھنے والے کے پیچھے۔ اگر ظاہر ہو کہ یہ وضو اور قاری نہ تھا یا قاری نے کسی امی کی اقتداء کی
اَوْ صَحِيحٍ لِمَنْ لِآخَرِيْنَ فَسَدَتْ صَلٰوتُهُمْ
یا تندرست دو آدمیوں میں ان کی کسی ایک کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

توضیح اللغۃ آئی ان پڑھ۔ مکتسی لباس پہننے والا۔ مراد ستر چھپنے والا۔ ساتر ڈھانپنے والا۔ صوی اشارہ کرنے والا۔ محدث نماز پڑھنے والا۔ محدث کو وضو یا غسل کرنا پڑتا ہے۔ نجس ناپاک کے معنی۔

تشریح للمتن قولہ وفسد اقتداء الخ مرد کے لئے عورت کی اقتداء کرنا صحیح نہیں کیونکہ پہلے گذر چکا ہے کہ امام کے لئے مرد ہونا شرط ہے عورت امام نہیں ہو سکتی۔ نابالغ کی اقتداء کرنا بھی صحیح نہیں کیونکہ نابالغ پہلی نماز نفل ہوتی ہے اور اقتداء مفترض بمتنفل جائز نہیں مشائخ نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ فرض میں رکوع سجود ہیں نفل میں نہیں ہیں اور نابالغ کا نفل پڑھنا ہے تو گویا فرض پڑھنے والے کی اقتداء کرنا ہے جائز نہیں ہے اور نابالغ کی نماز نفل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرض ہونے کے لئے بلوغ شرط ہے اور بلوغ سے پہلے کسی میں بھی اقتداء صحیح نہیں مفترض کے پیچھے مفترض کی نماز بھی صحیح نہیں کیونکہ متقتدی کی نماز باطل ہوتی ہے۔ ۴ کا اصل حال معلوم یا کم از کم برابر ہونا شرط ہے جیسا کہ ہم شروع باب میں مفصل طور پر بیان کر آئے ہیں اور یہاں اس کا عکس ہے یعنی امام شافعی کے مذہب کے موافق صبح کی نماز میں مقتدی کے پیچھے تندرست کی نماز جائز ہے۔ حنفی میں سے امام زفر کا قول بھی یہی ہے بیمار کی نماز تندرست کے پیچھے صحیح نہیں پڑھ سکتا۔ مگر امام کا مذہب بھی یہی ہے جیسا کہ طرح متوضی جب وضو کرنے والا تیمم کی اقتداء نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اس اور تیمم کی حالت میں نسبت قاری اور امی کے ہے اس پہننے والے کی حالت قوی ہے اور جس کی حالت قوی ہو وہ ضعیف امام نہیں ہو سکتا ہے غیر فصیح یعنی ہکلانے اور عقدہ کرنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا اور فرض نماز پڑھنے والا نفل نماز پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کر سکتا۔ سعید بن المسیب ابراہیم نخعی اور حسن بن سعید کا مذہب کا یہی قول ہے۔ یہی امام مالک سے روایت ہے۔ یہی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فقط اس واسطے کہ اقتداء یک نوعی ہونی چاہیے جیسا کہ ظہری عصر فرض میں اقتداء درست ہے کہ متقتدی اپنے فرض کو امام کے فرض میں اقتداء کے طور پر ملا لے۔ حالانکہ صورت مختلف ہے امام کے حق میں اصلاً فرضیت معدوم ہے کیونکہ وہ نفل پڑھ رہا ہے لہذا اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر فرض پڑھنے والا دوسرا فرض پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کر سکتا کیونکہ فرض اقتداء میں سے یہ بھی ہے کہ امام اور مقتدی کی نماز متحد ہو اور یہاں اتحاد مفقود ہے لہذا اقتداء نہ ہوگی۔

قولہ لا مفترض الخ تیمم کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یہ شخین کا قول ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے امام محمد کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تیمم وضو کا خلیفہ ہے اور شخین کے نزدیک تیمم پانی کا خلیفہ ہے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث شخین کے مذہب کی موید ہے جس کو بخاری اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک مرتبہ لشکر کا

رہا ہو تو بھی جب لوٹ کر واپس آئے تو آپ سے قرار کا سوال کیا یا قول سے عرض کیا کہ تب یہ سنت ہے جس آپ اور ہم کو حالت جنابت میں نماز پڑھانی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فقط واللہ اعلم عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ پر روی کی حالت میں حکم ہوا کیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر غسل کرتا ہوں تو ہلاک ہو جاؤں گا اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ کے قول "لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری" کو پڑھا اور حکم کر کے نماز پڑھا دی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا "ما لک من علیہ غسل ولا علی ثوبک" تو لوگوں کو نجاست کے اعادہ کا حکم نہیں فرمایا۔

وحاصل اس ہر باب میں اجمالاً سورہ بیان کرنے کا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ کسی شخص کو سورہ فاتحہ یاد نہ ہو اس لئے حدیث میں یہ بیان کی طرف سے دلیل دی اور سورہ پر جو حدیث کا استدلال کیا ہے اس لئے سورہ سے پہلے طہارت یاد دلانے کی طرح ہوتی ہے یہ کہنا ہے اور نماز پڑھنے والا بیٹھ کر کوئی سورہ کرے دینے کی اجازت ہے اور مقام کے رکوع اور سجدوں میں سورتوں کی قراءت صحیح نہیں قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ رکوع اور سجدوں میں تلاوت کی حالت نہیں ہوتی ہے جو کہ حدیث میں ہے کہ "جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر جو تم کو یاد ہو قرآن پڑھو" یعنی نماز میں قیام کی حالت میں قرآن پڑھو اور رکوع اور سجدوں میں نہ پڑھو جو تحقیق میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز بیٹھ کر پڑھی پس یہ سب سے آخری نظر کی نماز تھی تو اس کے اور بیٹھ کر پڑھنے والوں کے آپ پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کی وہ حدیث ذکر ہو چکی ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کے لئے اشارہ کرنا ہے کہ کھڑے ہو کر اقتداء کرنا ہے اور یہ حدیث میں ہوا ہے کہ کھڑے ہو کر اقتداء کرنا منسوخ ہے اور اشارہ کرنا ہوا اپنے ہی اشارہ کرنے کے لئے پیچھے پڑھ سکتا ہے کہ کھڑے ہو کر اقتداء کر سکتا ہے کیونکہ اس حدیث میں ہوا اس کی حدیث برابر ہے۔ اور صحت اقتداء کے لئے اتحاد کی برابری ضروری ہے اور نفل پڑھنے والے فرض پڑھنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے کیونکہ اس کا درجہ فرض پڑھنے والے سے مختلف کی حالت سے قوی ہے۔

فرمایا وہاں علیہ اجماع اگر امام پڑھ لینے کے بعد امام کا حالت حدث میں ہونا معلوم ہوا تو نماز کا اعادہ ضروری ہے اور اگر اقتداء سے پہلے معلوم ہو جائے تو امام کی اقتداء درست نہیں ہے۔ کیونکہ حدث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ متوضی کی نماز صحیح ہے کیونکہ ان کے یہاں ہر ایک نماز جنازہ بغیر وضو کے اور بغیر قیام کے اور سنی اللہ علیہ وسلم کا ترک ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث سے (اور وہ حدیث جس کی یہ ہے وہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فاسقہ کی نمازوں کا وضو صحت طہارت کے اعتبار سے درست ہے اور جب آدمی کی حدث اور بھی ہوتا اسی لئے ہمارا استدلال باطل ہے لہٰذا امام حسن کی حدیثوں کا جواب کہ ان کی نمازیں بھی فاسد ہوگئی ہوں اور الحدیث "وان فسدت صلوٰۃ الامام فصلوٰت خلفہ صحیحۃ" فافہم۔

فرمایا وہاں اقتداء اگر کرا حالی ہو اور اس کے پیچھے کوئی قاری ہوں اور بھی امی قوم امام ہو جائے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ان سب کی نماز فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک امیوں کی نماز ہو جائے گی کیونکہ صاحبین کے پیچھے صحت نماز کی اقتداء کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ امی کی نماز کے باوجود قدرت قرأت کے فرض قرأت کے ترک کیا ہے کیونکہ اس کے لئے وقت تھی کہ وہ سورہ فاتحہ پڑھتا کہ قاری کو امام بنا کر بعد اس کی نماز فاسد ہوتا، جب اس کی نماز فاسد ہوگئی تو سب کی نماز فاسد ہوگئی، ہر اگر امام سے بعض میں قرأت کی اور کسی سورہ سے قرأت نہیں کی اس کو علیحدہ پڑھا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض قرأت ادا ہو چکی ہے۔ اور الحمد میں قرأت فرض ہے نہ کہ جب بلکہ مسنون ہے لہٰذا قاری کی نماز میں ہو جائے گی دلیل یہ ہے کہ ہر رکعت علیحدہ نماز ہے اس سے کوئی رکعت قرأت سے خالی نہیں ہوتی چاہئے۔ خواہ قرأت فرض ہو یا نفل۔ چنانچہ یہ بیان ہو چکا ہے کہ قرأت فرض ہے اور الحمد میں متعین ہے۔

فرمایا واللہ اعلم بالصواب

بَابُ الْحَدَثِ فِي الصَّلٰوةِ

باب نماز میں بے وضو ہو جانے کے بیان میں

من سمط حدث توضأ وبنى ويستحب لو كان امامًا كما لو حصر في القراءة

جس شخص کو نماز میں بے وضو ہونا پڑے وہ وضو کرے اور نماز پر بنا کرے اور بہتر ہے اگر وہ امام ہو جیسا کہ اگر قرأت سے عاجز ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ کسی کو اپنا خلیفہ بنا لے

تشریح اللغات: قولہ باب الحدث الخ حدث کی جمع احداث آتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں حدث اصغر اور حدث اکبر۔ حدث اصغر سے مراد وہ ناپاکی ہے جو وضو سے دور ہو جاتی ہے اور حدث اکبر سے مراد وہ ناپاکی ہے جو غسل سے دور ہوتی ہے۔ (۱) اگر نماز میں حدث لاحق ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (۲) اگر حدث عمداً کیا ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (۳) اگر حدث سہواً ہوا ہو تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ (۴) اگر حدث کے بعد نماز میں کوئی کام نہ کیا ہو تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ (۵) اگر حدث کے بعد نماز میں کوئی کام کیا ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (۶) اگر حدث کے بعد نماز میں کوئی کام کیا ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (۷) اگر حدث کے بعد نماز میں کوئی کام کیا ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

وان خرج من المسجد بطل الا حدث او جن او اغمی علیہ او سبقہ حدث بعد التشہد توضأ وسلم واستخلف لو قائما وبنی لعذر او لا تمت صلوتہ وبطل بہ وان قہقہ او سبقہ حدثہ او سلم عامدا بطلت وان قصد بہ اصلاح صلوتہ لم یبطل وان سلم ناسیا او خاطبہ امام فظن انہ سلم فسلم لم یبطل وان تکلم او سلم عامدا او ناسیا او تعمد اصلاح صلوتہ بطلت وان سلم امامہ فقام الی الخامسۃ لم یتابعہ وقعد وانتظرہ وسلم معہ وان تابعہ عامدا فسدت وان سلم امامہ فی الرابعۃ وہو خامس لم یتابعہ وان تابعہ عامدا فسدت وان سلم امامہ فی الرابعۃ وہو خامس لم یتابعہ وان تابعہ عامدا فسدت وان سلم امامہ فی الرابعۃ وہو خامس لم یتابعہ وان تابعہ عامدا فسدت

یا بطل ہو جاتی ہے ان پر کہ آفتاب طلوع ہو جائے۔ فجر کی نماز میں یا داخل ہونا عصر کا وقت ہو کی نماز میں

او سقط حبیرۃ علی ثوبہ او بدنہ عفا عنہ ان تعدد

یا گرے گوبر اس پر جو کہ ہو اس کے کپڑے یا بدن پر اگر معاف ہو اس سے اگر متعدد ہو

توضیح اللغۃ: قولہ وان خرج الخ اگر کوئی شخص یہاں وتر یا حدث سہو سے رہ گیا ہو اور حدث نہ ہوا ہو تو وضو کر کے دوسری رکعت پڑھے اور اگر مسجد سے باہر نکل گیا ہو تو نماز سے باطل ہو جائے گی اس لئے کہ مسجد سے نکلنا فعل کثیر ہے تو اس صورت میں بھی از سر نو پڑھے کیونکہ پہلا عمل فاسد ہو گیا ہے اور اگر مسجد سے باہر نہ نکلا ہو تو اس کا فعل کثیر سے پھر پہلی صورت میں قرار دیا جائے گا اور اصلاح کی نیت سے بھی لاحق نہ ہوا کیونکہ نماز میں جو عمل جاری ہو گیا ہو اس کا ختم کرنا بھی لازم ہو گا جب بھی اس پر توڑ دے گا کیونکہ یہ اصلاح تو الشروع ہے لہذا اتمام داخل ہے معنی میں ہونے کے حتی شمل الاتمام۔

قولہ وان سبقہ الخ تشہد کے بعد حدث لاحق ہو تو وضو کر کے اگر سلام پھیرے گا کیونکہ اس کے فرائض تو پورے ہو گئے مگر یہ واجب تکمیل سلام باقی ہے اس واسطے کہ طہارت نماز کی تکمیل نہیں ہوئی تو۔ اگر تشہد کے بعد قصداً حدث کیا یا بلا قصد کوئی نماز کوئی روزہ کیا ہو تو نماز پوری ہو گئی کیونکہ مفسد فعل سے تکمیل ہو گئی۔ ظاہر حدیث ان مسجدہ "اذا قعدت قدر التشہد" کا تقاضا یہی ہے۔

قولہ وبطلت الخ یہاں سے مسائل متاخرہ کا بیان ہے جن میں بعد تشہد بیٹھنے کے بعد حدث پیش آنے سے امام صاحب کے نزدیک نماز باطل ہو جاتی ہے صاحبین کے نزدیک باطل نہیں ہوتی۔ (۱) حکیم نے پانی کچھ زیادہ ہونا سکے متعلق پوچھا تو ہو گیا) (۲) سورہ یٰسین کی مدت پوری ہو گئی۔ (۳) سورہ نحل طیبین نکال لئے۔ (۴) ابی نے بقدر ناقہ یہ بصورت قرآن سے کھا لیا۔ (۵) بلکے نے ساتھ سترہ کوئی چیز یا ان۔ (۶) اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدہ پر قادر آیا۔ (۷) صاحب ترتیب کو فوت نماز پڑھنا۔ (۸) امر سے کسی ای کو خلیفہ بنا دیا۔ (۹) فجر کی نماز میں آفتاب طلوع ہو گیا۔ (۱۰) عصر کی نماز میں عصر کا وقت داخل ہو گیا۔ (۱۱) زخم اچھا ہونے پر پٹی کر گئی۔ (۱۲) عذر کا منقطع ہو جانا۔ ان تمام صورتوں میں صاحب کے نزدیک نماز باطل ہو جاتی کیونکہ یہ افعال نماز میں داخل ہو گئے ہیں۔ جو عمدہ دلیل اس کے کہ ابھی ایک واجب یعنی سلام باقی ہے جو آخری رکن ہے یہی وجہ ہے کہ اگر مسافر وقت کے بعد حاضر ہونے کے بعد اقامت کی نیت کرے تو اس کا فرض تمام ہو جاتا ہے ابو سعید بردعی کا قول صحیح کو اس قول اور وجہ صحیح نہیں۔ صاحبین کے نزدیک قعدہ اخیرہ کے بعد ان کا بھی "نماز" یا سلام کے بعد بھی "نماز" ہے اس لئے مفسد نہیں۔

۔ حتی شمل یعنی کہ یبطل بالحدث لو متعمدا۔ مگر یہ الحاق مناسب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہاں تو بعد اتمام صلوٰۃ حدث ہوا ہے اور وہاں قبل اتمام صلوٰۃ حدث ہوا ہے۔

وصح اقتداء لمسبوق ولو مع صيرورة الامام فقام فسبق يتم بقراءة وتصح بالصبي مسبوقا ان ركع قبل سلام امامه وبمتنفل ان شرع قبل فساد امامه ثم فسد وبمن صلى الظهر ان لم يعلم فساد الجمعة وبمن صلى الفرض لا بمن يصلي النفل او قضاء الفائتة او فرض آخر او الفرض بالنفل او بالعكس او بمعيد لا بمن اعاد لفساد في الاصح وبمن صلى بتيمم او بمسح خف او بغسل جنابة او حيض او نفاس او بوضوء لا بمن صلى بتيمم لجنابة او بمسح خف لها او بوضوء لاحدهما او بغسل احدهما لاحدهما او بمن صلى بتيمم لجنابة او بمسح خف لها او بوضوء لاحدهما او بغسل احدهما لاحدهما او بمن صلى بتيمم لجنابة او بمسح خف لها او بوضوء لاحدهما او بغسل احدهما لاحدهما

اور صحیح ہے اقتداء مسبوق کی اگرچہ امام کی صورت بدل جائے پس کھڑا ہو کر پڑھے اپنی نماز کو قراءت کے ساتھ اور صحیح ہے اقتداء بچے کی جبکہ وہ مسبوق ہو اگر رکوع کرے امام کے سلام سے پہلے اور اقتداء نفل پڑھنے والے کی فرض پڑھنے والے کے ساتھ اگر شروع کرے نفل پڑھنے والا پہلے اس کے کہ فاسد ہو جائے امام کی نماز پھر فاسد ہو گئی اور اقتداء کرنے والے کی ظہر پڑھنے والے کے ساتھ اگر نہ جانتا ہو فساد جمعہ کا اور اقتداء کرنے والے کی فرض پڑھنے والے کے ساتھ نہ کہ نفل پڑھنے والے کے ساتھ یا قضا پڑھنے والے کے ساتھ یا فرض دوسرا پڑھنے والے کے ساتھ یا فرض کو نفل پڑھنے والے کے ساتھ یا برعکس اس کے یا لوٹانے والے کے ساتھ نہ کہ اعادہ کرنے والے کے ساتھ فساد کی وجہ سے اصح قول میں اور اقتداء کرنے والے کی تیمم کرنے والے کے ساتھ یا موزوں پر مسح کرنے والے کے ساتھ یا غسل جنابت یا حیض یا نفاس کرنے والے کے ساتھ یا وضو کرنے والے کے ساتھ نہ کہ تیمم کرنے والے کے ساتھ جنابت کے لئے یا موزوں پر مسح کرنے والے کے ساتھ اس کے لئے یا وضو کرنے والے کے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے یا غسل کرنے والے کے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے یا تیمم کرنے والے کے ساتھ جنابت کے لئے یا موزوں پر مسح کرنے والے کے ساتھ اس کے لئے یا وضو کرنے والے کے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے یا غسل کرنے والے کے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے

تشریح: قولہ وصح الخ اقتداء مسبوق جس کی ایک رکعت یا زیادہ رکعت چھوٹ گئی ہو امام کے ساتھ شریک ہونا اور ملنا امام سے کوئی حدث لاحق ہونے کی صورت میں کسی رکن کا فوت ہو جانا یا مسبوق کو خلیفہ بنا دینا یا مسبوق کو خلیفہ بنانا صحیح ہے کیونکہ یہ امام کی نماز پوری کرنے کے بعد خود سلام پھیر سکتا ہے لاحق پھر کس طرح کر سکے گا ہر چند کہ مسبوق کو خلیفہ بنانا صحیح ہے لیکن مسبوق کو خلیفہ بنانا صحیح نہیں ہے کیونکہ صحت خلافت سے مشابہت ہوتی ہے اور یہاں تحریمہ میں امام شامل ہوا ہے اور یہ امر ہوا کہ مسبوق خلیفہ نے امام کی نماز مکمل کرنے کے لئے کوئی سابق نماز نہیں پائی ہے اور مسبوق کو کوئی امر درپیش ہے جس میں جو فوت مسبوق ہوئی اور جس کی وہ قضا کرتا ہے اور یہ مسبوق کی نماز فاسد ہو گئی بعد اس کے کہ وہ کچھ حصہ نماز کا پڑھ چکا ہو تو یہ مسبوق بھی فاسد ہو گئی اس لئے کہ یہ بنا کرنے والا ہے اس پر جو فاسد ہو گئی ہے جیسے کہ صورت امام کی اور وہ شخص جو مسافر ہے اس نے فرض قصر پڑھنا شروع کئے تھے اور ابھی دو رکعت پڑھ چکا تھا کہ اس کے بعد وہ مقیم ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی جو شروع کی تھی اور اس پر لازم ہے کہ پوری پڑھے اور اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اس پر لازم ہے کہ پوری پڑھے اور اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اس پر لازم ہے کہ پوری پڑھے اور اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اس پر لازم ہے کہ پوری پڑھے

قولہ ولو لفساد الخ اگر کسی کو ظہر کی نماز میں حدث لاحق ہو جائے تو وہ کہے گا کہ اگر میں نے جمعہ میں حدث لاحق پایا ہوتا تو میری نماز فاسد ہو جاتی اس کا جواب دیا کہ اس کو کوئی علم نہیں ہے کیونکہ یہ دل کی بات ہے کوئی علامت نہیں ہے اس لئے اگر وہ جمعہ میں ہوتا تو بھی یہی کہتا کہ میری نماز فاسد نہیں ہوئی ہے اور

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلٰوةَ وَمَا يُكْرَهُ فِيْهَا

باب مفسدات ومکروہات نماز کے بیان میں

تفسد الصلوة التكلم والطعام ولو سهوا كثلاثة كلام او اكل او ضحك او قهقهة من ذي ركوع او سجود او جنازة وتفسد بكائه من وجع او غلبة لا من ذكر جنة او نار او تشهد بعضر وهو ساهٍ يرحمك الله لو كان ميت او ذابح شاة او فاتح باب لقوم فعلموا ففتحوا او بتكلم غيره بامره او بتسبيح لاعلام او بجواب سلام او بتشميت عاطس او بقوله آمين او بقراءة او بتعليم او بتعلم او بسؤال عن علم او بجواب معلم او بانين او تاوه او تنحنح او تاوف او تافف او بنفخ او بقوله اوه او آه او بقوله لو او ليت او لعل او عسى او بقوله يرحمك الله لعاطس او بقوله لمصاب آجرك الله او عافاك الله او بقوله لمن عطس فقال الحمد لله ربي وربك او بقوله لمن عطس فقال الحمد لله ربي وربك او بقوله لمن عطس فقال الحمد لله ربي وربك

والسعة فعلى تخيير الامر ... والصحيح ... لا الى ... لأ ... الله ...

... کے لیے ... ہے ... کے ... تخییر ... یا ... ترتیب ... الله ...

شرح: **الفقہ** قولہ والسعۃ الخ ... کی کا پے ... کے ... کے ... ک

و فتح المصحف او النظر فی المصحف بقصد القراءۃ فی المصحف او فی غیرہ و ان لم یقرأ فیہ و لم یقلب الورق و لم یقرأ منہ شیئا و لم یقصد القراءۃ فلا تفسد و ان قرأ فیہ او ق

والمراد لابسه على الكمال وعكسه وكل ثوب فيه تصاوير ويكون فوق رأسه من فيه أو تحته سورة
تمثال الإنسان بالكراهة اور ان کا کل، یا کپڑا جس میں تصویر ہو اور یہ کہ ہو کے سر پر یا اس کے سامنے یا ان کے پاؤں کے نیچے تصویر

لا الا ان تكون صغيرة او مقطوعة الرأس او الظهر او زوج وعلة الاولى والاخير لاقطع الهيئة والعلة
الا یہ کہ بہت چھوٹی یا سر کٹی ہوئی یا پیٹھ یا جوڑا ہو تو نہیں اول اخیر اور آخر کی وجہ کہ ہیئت کا قطع کرنا اور علت دوسرا

والثانية اني عبد قاعد ينحدث وفي مصحف او سيف معلق او شمع او سرج
اور چھٹے ہوئے ناقص کرنے والے کی پشت کی طرف یا قرآن کی طرف یا لٹکی ہوئی تلوار کی طرف یا شمع یا چراغ کی طرف نہ پڑھے

او على بساط فيه تصاوير ان لم يسجد عليها فصل كره شغل القلب بالطرز في الحشو
اور ایسے فرش پر نماز پڑھے جس میں تصویریں ہوں اگر سجدوں پر نہ ہو کرے۔ (شخص) اگر ہو ہے قبلہ کی طرف مرتبہ نہ ہو تو نماز نہ ہوگی اور

والقعود عليها وغلق باب المسجد والوطي فوقه وبول والمكث لاقرن بيت فيه مسجد
اور انکی طرف پشت کرنا اور بیٹھنا، روندنا، پیشاب کرنا اور ان کی چھت پر سونا کرنا اور چوتھائی گھر میں کہ اس کے گھر میں مسجد ہو

ولا نفخه بالجمع وطاه السقف
اور نہ منہ سے پھونکنا ہے اور نہ ہاتھ سے چھت کے پانی سے مشغول کرنا

توضیح اللغۃ حشو: فرش، تماثیل: تمثال کی جمع ہے بمعنی صورت، مقرب: بکسر میم وسکون قاف وکسر راء، سیف: تلوار، سرج: چراغ، بساط: بچھونا، بساط، فقہاء: بضم فاء وتشدید قاف، چھت کرنا، خلق: بضم خاء ولام، پرانا کپڑا، طاق: بضم طاء، روندنا، دبانا۔

تشریح المتن قولہ کرہ استعمال الخ: دلائل سنۃ ابراہیم سے قراءت کے بعد عوارض مفسدہ صلوٰۃ کا بیان ہے فرماتے ہیں کہ بول وبراز کے وقت قلب رخ کرنا شرعاً ناجائز ہونے کے مناسبت خارج کردہ ہے یہ خود ہمارے احناف میں اور میں ہمارے امام صاحب سے کراہت کی طرف پشت کرنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اس میں ترک تعظیم ہے یہی روایت صحیح ہے، یہی ابن ابی لیلیٰ کا قول ہے اور ابن ابی لیلیٰ کی دوسری روایت عدم کراہت کی ہے کیونکہ پشت کرنا سجدے کی شرط فاسد قبلہ کے مقابل نہیں ہوتی اور چوتھائی ہے وہ تو بیت کی طرف جاتی ہے وہ قبلہ کے دوسرے رخ پر گرتی ہے امام ابو حنیفہ سے مشہور یہی ہے کہ استقبال ہر جگہ فرض ہے اور استقبال میں جائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کعبہ کے دیکھنے والے کے رخ پر اور قبلہ کے درمیان آڑ حائل ہو جائے ہیں۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے "الصحیحین" اور حسن روایات میں اس کے علاوہ ہے وہ صاحب ہدایہ کو قبول ہے۔

قولہ وغلق باب مسجد کے دروازہ میں تالا لگانا اور بند کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ نماز سے روکنے کے مشابہ ہے جو حرام ہے بعض کے نزدیک اگر وہ چور وغیرہ کا خوف ہو تو بند کرنا جائز ہے اور یہ کہ اس کے دروازہ لگانے میں کوئی حفاظت نہیں اور یہی صحیح ہے جس طرح مسجد کے اندر رہنے والے کے لیے بول وبراز جائز نہیں اور حرام ہے۔ اسی مسجد کی چھت پر یہ چیزیں ناجائز ہیں۔ کیونکہ مسجد کا حکم اسکی چھت کا حکم ایک ہے چنانچہ نیچے والے کے لیے اوپر والوں کی اقتدا صحیح ہے نیز چھت پر اعتکاف باطل ہوتا ہے اگر مکان میں کوئی جگہ مسجد کے لیے مقرر کر دی ہو تو اسکی چھت پر ان چیزوں میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ وہ حقیقی مسجد نہیں بلکہ یہ رکھنے والا وہ مسجد کے خراب کرنے سے بچنے اور سونے کے بارے میں نقش ونگار کرنا مکروہ نہیں۔ ظاہر عبارت میں اس طرف اشارہ ہے۔ نقش کرنے والے کو ثواب ہوگا کیونکہ احادیث میں ہے کہ مصوروں کی ازدیاد قیامت کے آثار میں سے ہے بعض کے نزدیک وہ جب تک ذی الروح کا نقش وانکار کردہ ہے

بَابُ الْوِتْرِ وَالنَّوَافِلِ

باب وتر اور نوافل کے بیان میں

اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ وَهُوَ ثَلٰثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ وَقُعُوْدٍ وَقِرَاءَةٍ فِي الثَّالِثَةِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

وتر واجب ہے اور وہ تین رکعتیں ہیں ایک سلام کے ساتھ اور دو رکعت پر بیٹھنے اور تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے عشاء کے بعد

وفرع فی کل رکعۃ منہ عاشرہ وصورہ

اور ہر رکعت میں علیحدہ قرأت سے پڑھنا اس کا دسواں فرع ہے

تشریح: فقہ کی کتاب میں باب الوتر والنوافل کے تحت لکھتے ہیں: وتر جمع سبیل، وتر (مفرد) اصطلاح شرع میں تین رکعت والی مخصوص نماز کو کہتے ہیں۔ جو دو رکعت کے بعد چوتھی رکعت کے شروع سے پہلے پڑھی جائے اور نوافل کو کہتے ہیں جیسے نماز عصر فرض اور ظہر کے بعد کی دو رکعت سنت ہے اور نفل بھی جمع ہے کہ یہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے اور نافلہ بھی کہتے ہیں اس کے معنے بڑھانے والا کے ہیں۔ واللہ اعلم۔

قولہ الوتر واجب اور اس کے متعلق امام صاحب سے تین روایتیں ہیں (۱) فرض ہے۔ حنفیہ میں سے زفر مالکیہ میں سے بعض صبح اور شافعیہ میں سے قاضی ابوطیب نے اسی کو اختیار کیا ہے اور ابن حزم ظاہری نے حضرت ابن مسعود اور ابراہیم نخعی سے یہی روایت کیا ہے اور ابن حزم ظاہری نے یہ بھی کہا ہے۔ (۲) سنت مؤکدہ ہے صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے قائل ہیں۔ (۳) واجب ہے یہ آخری قول ہے جس کو بعض حنفیہ نے صحیح اور بعض نے مختار کہا ہے۔ علامہ شامی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور یہی مختار ہے اور یہی مذہب ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی مختار ہے اور یہی مذہب ہے اور یہی مختار ہے اور یہی مذہب ہے اور یہی مختار ہے اور یہی مذہب

واقعی ہے۔ ولادت میں ہی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ بیدا ہوتے ہی زمین پر سر نہیں رکھتے تھے (بلکہ انگلی اٹھا کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح آپ کی زبان پر بھی یہ کلمہ جاری تھا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔ (ترمذی، ابن ماجہ) اور ابن السنی کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ صبح اصبع ورفع الاعلیٰ (دائیں انگلی اٹھا کر) کہا۔ (ابن السنی) اور ابن السنی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہا۔ (ابن السنی) اور ابن السنی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر کہا۔ (ابن السنی) اور ابن السنی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہا۔ (ابن السنی) اور ابن السنی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صل علیہ وعلی اھل بیتہ کہا۔ (ابن السنی) اور ابن السنی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صل علیہ وعلی اھل بیتہ وارحم محمدا وآل محمد کما صلیت وترحمت وبارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید کہا۔ (ابن السنی) اور ابن السنی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صل علیہ وعلی اھل بیتہ وارحم محمدا وآل محمد کما صلیت وترحمت وبارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید اللھم اجعلنا منھم کہا۔ (ابن السنی) اور ابن السنی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صل علیہ وعلی اھل بیتہ وارحم محمدا وآل محمد کما صلیت وترحمت وبارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید اللھم اجعلنا منھم اللھم اجعلنا منھم کہا۔ (ابن السنی) اور ابن السنی ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے یہ کلمہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صل علیہ وعلی اھل بیتہ وارحم محمدا وآل محمد کما صلیت وترحمت وبارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید اللھم اجعلنا منھم اللھم اجعلنا منھم اللھم اجعلنا منھم کہا۔ (ابن السنی)

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی کلمہ توحید و رسالت کا ورد شروع کر دیا۔ اور یہ کلمہ آپ نے انگلی اٹھا کر کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ولادت کے وقت ہی سے آپ کی توحید و رسالت کا ورد شروع ہو گ

ولا يفوته بطلوع وبضم الفوائت قاب الوتر لا الفجر

اور فوت نہ پڑھے طلوع آفتاب میں اور قضاء کی کرے فوت وتر پڑھنے والے کی نہ کہ فوت فجر پڑھنے والے کی

بفصل بين الشفع والوتر بالسنة بين الفجر وبعد الظهر والمغرب والعشاء بالفصل

اور ملائے کر سے کی ظہر کے بعد اور مغرب عشاء کے بعد دو فصل میں

وقدر الظهر بالصنعة ونفسها اربع وبعده اربع قبل العصر وبعده ست بعد المغرب

اور قدر ظہر پڑھنے کی اور جمعہ سے کل ، راتبہ کے بعد چار ہیں اور مغرب میں چار ، عصر اور عشاء سے قبل اور بعد چھ ہیں مغرب کے بعد

وكره الزيادة على اربع بتسليمة في نفل النهار وعلى ثمان تسن تهجدا

اور مکروہ ہے ایک سلام کیساتھ چار رکعتوں سے زیادہ پڑھنا دن کی نفلوں میں اور آٹھ سے زیادہ رات کی نفلوں میں

والافضل فيهما الاربع واطول القيام احب بن كثرة السجود

اور افضل دونوں میں چار چار ہیں اور دیر تک کھڑا رہنا پسندیدہ ہے بہ نسبت زیادہ سجدہ کرنے کے

سنن ونوافل کا بیان

تشریح الفقہ قولہ ولا یفوتہ الخ اور فجر میں فوت نہ پڑھے کیونکہ احناف کے نزدیک وتر کے علاوہ کسی نماز میں قضا نہیں ہے ، امام شافعی کے نزدیک فجر میں فوت ہے جو ظاہر اور اشد دین ، حماد بن ابی سلیمان ، مراسیل ابن کعب ماہوی ، اشعری ، ابن عباس ، ابو ہریرہ اور ابن عابد ، اسی ، بجلی بن سعد معاویہ سے ثابت ہے ۔ عبدالرزاق نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر میں فوت پڑھتے تھے ۔ یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑا ۔ حماد بن ابی سلیمان سے بھی یہ روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت انس سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بنی فلاں عرب پر ہدوہ کی بھر چھوڑ دیا ، تو حضرت انس نے انکار کیا اور کہا کہ آنحضرت فجر میں برابر فوت پڑھتے تھے ۔ یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑا ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ فوت درحقیقت فوت نہیں بلکہ قضا کو منسوخ ہونے کیوجہ سے مستوفے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فجر میں فوت پڑھا پھر چھوڑ دیا ، اس سے پہلے چار قضا نماز کے بعد پڑھا (بزار ، طبرانی ، ابن ابی شیبہ ، بطریق حضرت انس) اور اسی طرح بزار نے انس ہی سے حضور کا فوت پڑھنا روایت کیا ہے ، اس کے مخلص امام احمد یحییٰ علی بن عدی ، ابوداؤد ، ابن لہیعہ کلام سے لیکن تصحیح میں ہے کہ دوسروں نے اس کی توثیق بھی کی ہے ، احمد حدیث بعد حسن قرار دیا ہے ۔ حضرت انس سے یعلیٰ وغیرہ میں ایک بار فوت فجر مروی ہے اور ابوداؤد طیالسی میں تصریح ہے کہ ایک بار کے بعد ترک کر دیا ، ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ ابن ربیع نے عاصم بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت انس بن مالک سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ہمیشہ فوت پڑھا کرتے تھے ؟ آپ نے فرمایا کہ جھوٹے ہیں یہ کیونکہ آنحضرت نے صرف ایک بار ایک جنگ فرمایا عرب شر سے ..... پر بعدہ کی تھی ، عبدالرزاق نے ابن عیینہ سے ، انہوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں فوت سے قنوت کی تھی ، حضرت طالب کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک کے پاس رہا مگر حضرت انس نے فجر کی نماز میں کبھی فوت نہیں پڑھا ۔ (طبرانی عن شیبان) یہ صریح ہے کہ خود حضرت انس نہیں پڑھتے تھے ، بیہقی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ابن عمر نے صبح کی نماز پڑھی میں نے کہا آپ فوت کیوں نہیں پڑھتے ؟ فرمایا کہ کبھی صحابی سے یاد نہیں رکھتا ، ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ سند صحیح ہے اور بیہقی نے زہری سے کہا ہے کہ ابن عمر کو بھلا رہا ہے ، بالکل محال کی بات ہے کہ وہ صبح کو نماز پڑھی جائے اور عمر بھول جائیں ۔

---

۱ (ای الفجر) ۲ (ای فی غیر صلوٰۃ الفجر) ۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۱۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۱۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۲۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۲۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۲۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۲۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۲۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۲۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۲۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۲۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۲۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۲۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۳۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۳۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۳۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۳۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۳۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۳۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۳۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۳۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۳۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۳۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۴۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۴۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۴۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۵۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۵۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۵۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۶۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۶۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۶۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۶۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۶۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۶۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۶۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۶۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۶۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۶۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۷۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۷۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۷۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۸۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۸۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۸۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۹۱ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹۲ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹۳ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹۴ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹۵ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)
۹۶ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹۷ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹۸ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۹۹ (ای بعد صلوٰۃ الفجر) ۱۰۰ (ای بعد صلوٰۃ الفجر)

والقرء ۱۰ فرض فی رکعتین فی رکعتین فی کل فرض وفی کل نفل وفی الوتر والمشروع وهو الصلوٰۃ والضحیٰ والتراویح
والقرأۃ فرض فی رکعتین فی رکعتین فی کل فرض وفی کل نفل وفی الوتر والمشروع وهو الصلوٰۃ والضحیٰ والتراویح

والقضی والکسوف ۱۰ وهو ما فاتهم بعذر او بغیر عذر بعد المفعول لا ۱۰ قوله قرء او لم یقرء فیهما سقط
والقضی والکسوف ۱۰ وهو ما فاتهم بعذر او بغیر عذر بعد المفعول لا ۱۰ قوله قرء او لم یقرء فیهما سقط

بالجر ۱۰ وهو الصحیح لقوله علیه السلام من کان له امام فقرأۃ الامام له قرأۃ وعند الشافعی رحمه الله علیه
بالجر ۱۰ وهو الصحیح لقوله علیه السلام من کان له امام فقرأۃ الامام له قرأۃ وعند الشافعی رحمه الله علیه

الفاتحۃ فی الاولیین والاخریین ولو ما لقرء فی احد الاولیین وحدی الاخریین
الفاتحۃ فی الاولیین والاخریین ولو ما لقرء فی احد الاولیین وحدی الاخریین

بالحمد ۱۰ لما بینا ۱۰ وسکت او قرأ آیۃ قصیرۃ ۱۰ قدر ثلاث تسبیحات ۱۰ کما یقتضیه الدلیل
بالحمد ۱۰ لما بینا ۱۰ وسکت او قرأ آیۃ قصیرۃ ۱۰ قدر ثلاث تسبیحات ۱۰ کما یقتضیه الدلیل

قرأت وترک قرأت کا بیان

تشریح الفاظ: قرء و اقرء و قرأۃ و قرأۃ کے معنی پڑھنے کے ہیں، یہاں پر قرأت فرض ہے یعنی نماز کی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے اور یہ حکم ہر نماز کے ہر ایک رکعت میں ہے۔ یہ حکم مقصود ہے۔ مگر قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی (حضرت ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہ ہے کہ ہر رکعت میں قرأت کرنے کا حکم ہے لیکن یہ حکم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد قطعی کا ثبوت نہیں ہو سکتا صرف ظنی ہو سکتا ہے یعنی وہ آگے ہر رکعت میں قرأت کرنے کا حکم ہے لیکن امام شافعی کا قول اور ان کی دلیل بھی یہی ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ قرأت کو رکن کہتے ہیں یعنی قرأت کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی اور ہم کہتے ہیں کہ قرأت واجب ہے اور واجب کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس کو اعادہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کو اعادہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کو اعادہ کرنا پڑتا

[illegible] میں قرات کی اور ایک میں ترک کی تو [illegible] ہوگا کیونکہ اصل کی [illegible] مستقل [illegible] ترجیح [illegible] آتا ہے۔ جدول میں [illegible] ترک قرات کے [illegible] ایک کالم میں قرات [illegible] کے [illegible] ناسد ہے اور [illegible] ناسد نہیں ہے [illegible] کالم [illegible] کی [illegible] ناسد ہونے کا حکم ہو [illegible] کے حق میں [illegible] کا حکم [illegible] [illegible] ہوگا کہ وہ [illegible] ہوجاتے [illegible] اصول [illegible] ہوگئے۔ [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible] (۸) [illegible] (۹) [illegible] (۱۰) [illegible] (۱۱) [illegible] (۱۲) [illegible] (۱۳) [illegible] (۱۴) [illegible] (۱۵) [illegible] (۱۶) [illegible] (۱۷) [illegible] (۱۸) [illegible] (۱۹) [illegible] (۲۰) [illegible]

وَبِكَ أُصَلِّي بِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَبِهِ أَدْعُو وَبِكَ أَخْرُجُ الْمَصْرِ
[illegible]

فَوَعَدَ اللَّهُ أَنَّهُ جَعَلَ تَوْبَتَهُ دَائِمَةً وَهِيَ سِرَّاءُ (الْمَغْفِرَةُ) الْمُصْطَفَى فِي الْبَرَايَا بِسْمِ اللَّهِ
[illegible]

عَشْرَ وَكَفَّهُ بِسْمِ تَسْلِيمَاتٍ (اللَّهُمَّ) عَدَدَ بِسْمِهِ بِسْمِ اللَّهِ وَبِقَدْرِ بِهِ بِسْمِ اللَّهِ وَبِكَلِمَاتِهِ مَرَّةً
[illegible]

بِحِصْنِهِ بِعَدَدِ كُلِّ رِيعٍ بِقَدْرِهَا وَبِوَزْنِ بِحِصْنِهِ فِي بِحِصْنِ اللَّهِ

تشریح: لفظ قدرہ و اعصلی کے ایک اثر مصول ہے کہ اس نے الحاد میں اعصلی کو رسول اللہ ﷺ کے معاون بھیجا۔ [illegible] ان کا سینہ ان کے [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہوتے ہیں، بلکہ [illegible] کی [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی طرح [illegible] کے بعد [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] اپنے قوم پر [illegible] بلکہ اس سے [illegible] ہوئے [illegible] کے [illegible] ہوئے [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] پڑھی جائے تو [illegible] کے ساتھ [illegible] کیا جائے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

بَابُ اِدْرَاكِ الْفَرِيْضَةِ

باب فرض نماز میں ملنے کے بیان میں

مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً مِنَ الظُّهْرِ مَثَلًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَةً وَقَعَدَ ثُمَّ صَلّٰى الثَّانِيَةَ ثُمَّ وَجَدَ جَمَاعَةً يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ فَصَلّٰى مَعَهُمْ يَنْوِيْ بِهَا الظُّهْرَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَةً وَقَعَدَ وَتَشَهَّدَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَةً وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ ثُمَّ قَعَدَ وَتَشَهَّدَ وَسَلَّمَ فَصَلَاتُهُ تَامَّةٌ

جو شخص ظہر کی ایک رکعت پڑھ کر کھڑا ہوا اور ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھا اور دوسری رکعت پڑھ لی پھر اس نے جماعت کو عصر پڑھتے پایا تو ان کے ساتھ عصر پڑھ لی ظہر کی نیت سے پھر کھڑا ہوا اور ایک رکعت پڑھ کر بیٹھا اور تشہد پڑھا پھر ایک رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کیا پھر بیٹھا اور تشہد اور سلام پھیرا تو اس کی نماز پوری ہو گئی

وَاِنْ صَلّٰى رَكْعَةً مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَشَاءِ اَنْ شَرَعَ فِي الْاَدَاءِ

اور اگر ظہر یا عشاء کی ایک رکعت پڑھ چکا ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ ظہر اور عشاء میں ایک تکبیر شروع ہو گئی ہو

تشریح الفقہ قولہ صلی رکعۃ الخ: اگر فریضہ کے قصد سے نماز شروع کی اور رکعت پوری ہونے سے پہلے ہی نماز کے لئے اقامت کہی گئی یعنی جماعت شروع ہو گئی تو اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور کر ایک رکعت پڑھ لیا ہو تو دیکھ جائے کہ اپنی نماز جیسا کر ظہر کی ہے تو ایک رکعت اور پڑھ کر امام کے جماعت میں شریک ہو جائے۔ تاکہ پہلی اور دوسری رکعت بالفعل ہونے سے بھی محفوظ ہو جائے اور فضیلت جماعت بھی حاصل ہو جائے۔ امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں اور اگر تین رکعت پڑھ چکا تو وہ بھی پوری کر کے جماعت میں نفل کی نیت سے شامل ہو جائے۔ کیونکہ تین پڑھنے کے بعد فوت نہیں ملتی اس لئے کہ کثر ہو چکی ہے اور اکثر کے لئے کل کا حکم ہوتا ہے اور چونکہ پہلی نماز میں فرض کی نیت کی تھی اس لئے دہ فرض ہو گی اور جماعت میں نفل کی نیت ہو گی۔ مثلاً اگر تیسری رکعت کو سجدہ کیا تھا سجدہ نہیں کیا تو کر سکتا ہے جب چاہے تو بیٹھ کر سلام پھیر دے اور چاہے تو کھڑے کھڑے امام کیساتھ شامل ہونے کی تکبیر کہہ کر شامل ہو جائے۔ یہی مختار اور راجح ہے اور یہی حکم عشاء میں ہے۔

قولہ فان صلی رکعۃ الخ: اگر فجر کی نماز ہے اور ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو وہ تو جماعت میں شامل ہو جائے کیونکہ اگر وہ ایک رکعت نہ پڑھتا تو فوت ہو جاتا اور جماعت میں شریک نہ ہو سکتا کیونکہ فجر کے بعد نفل مشروع نہیں ہے۔ اور علامہ طحطاوی نے مغرب کا بھی یہی حکم لکھا ہے۔ چنانچہ حدیث ابن عمر میں مرفوعاً فجر اور مغرب مستثنیٰ ہے۔ لیکن امام مالک کا قول ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ مغرب کی جماعت میں شامل ہو کر تیسری رکعت میں کیا تھا تو پڑھنے کے بعد ایک رکعت ملا کر چار رکعات نفل مشروع طریقہ پر ہو جائے۔ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ تین ہی پر امام کیساتھ سلام پھیر دے۔ شمس الائمہ سرخسی نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسا کہ صاحبین کے نزدیک فجر کی رکعت نفل فائتہ معلوم ہو چکا ہے۔ بعض مشائخین کے یہاں دو سنت ہے جو فرض کا وجوب ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ تین رکعت نفل مشروع تھیں۔

قولہ و کرہ اداء الخ: کسی مسجد میں اذان دی جائے بالغ ہونے کے بعد مسجد میں آئے تو ظہر نماز پڑھنے مسجد سے نکلنا مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت ہے (مراقی الفلاح) اور مکروہ کا بیان چند صورتوں میں مشکل ہے اول یہ کہ پہلے نفلی نماز پڑھ چکا ہو امام یہ کہ ایسے محلہ کی دوسری جگہ کا انتظار ہو اور سمجھتا ہو کہ جماعت میں مثل ہو سوم یہ کہ اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھنے کے لئے جا رہا ہو۔ کہ ان صورتوں میں نکلنا بلا کراہت جائز ہے مگر ماتن تکمیل ہے۔ اس لئے شیخ حدیث رحمۃ اللہ کے اتفاق کی رعایت کرتے ہوئے اطلاق جائز ہے، یا اگر کسی ضرورت سے باہر جا رہا ہو تب بھی نکلنے میں کراہت نہیں ہے اور اگر نماز پڑھ چکا ہے اور وقت ظہر عشاء کا ہے تو نکلنے میں کوئی اضافہ نہیں۔ ہاں اگر اقامت شروع ہو جائے تو اس وقت نکلنا مکروہ ہے کیونکہ ان نمازوں کے بعد نفل مکروہ تحریمی ہیں۔

باب قضاء الفوائت

باب قضا نمازیں دائر کیے ہیں میں

[illegible] الفائتة والوقتية وبين الفوائت صحيحي و بسقطه سريعا صلي لوقت والتي [illegible] ما [illegible] [illegible] [illegible]

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ

باب سجدۂ سہو کے بیان میں

يجب بترك السلام سجدتان بتشهد وتسليم بترك واجب وإن تكرر سهو امامه لا بسهوه

واجب یعنی سلام کے بعد دو سجدے تشہد اور سلام کے ساتھ ترک واجب کی وجہ سے اگر ترک واجب مکرر ہو جائے امام کی بھول سے نہ کہ مقتدی کی۔

وإن سهى في الفرض الأول وهو إليه أقرب عاد ولم يسجد للسهو وإن سهى عن الأخيرة عاد عالم

اگر پہلا قاعدہ بھول کر ترک کیا اور ابھی قعدہ سے قریب ہے تو لوٹ جائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر آخری قعدہ بھول گیا تو سجدہ نہ کرے تک

يسجد وسجد للسهو فإن سجد بطل فرضه برفعه وصارت نفلا فيضم سادسة وإن قعد في الرابعة ثم قام

لوٹ جائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ کر چکا تو فرض باطل ہو کر نفل ہو جائے گی پس چھٹی رکعت ملائے اور اگر چوتھی میں بیٹھ گیا تھا

عاد وسلم وإن سجد للخامسة ضم فرضه وضم سادسة يصير وخماسي نفلا وسجد للسهو

تو لوٹ آئے اور سلام پھیرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو فرض چار ہو گیا اب چھٹی ملا لے تا کہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور سجدہ سہو کرے

وللسجدة للسهو في الصحيح ثم يتشهد ثم سلم النبي فإن سها فيه فلا

اور سجدۂ سہو صحیح قول کے مطابق تشہد کے بعد ہے پھر سلام پھیرے۔ اگر اس میں بھی بھول گیا تو کچھ نہیں۔

إن سجد صح وإلا لا وسجد للسهو وإن سلم بقطع وإن شك أتم ثم صلى وهو أول مرة

اگر سجدہ کر لیا تو نماز صحیح ہے ورنہ نہیں اور سجدہ سہو کرے اگر جدا ہو کر سلام پھیرا اور اگر شک ہو تو نماز تمام کرے پھر پڑھ لے اگر پہلی بار شک ہوا

إن لم يكن إمام محراب وإلا تحرى بالأقل ومن لم يدر أثلاثا صلى أم أربعا والظن أنها

کہ کتنی پڑھی ہیں تو تحری کرے اور اگر تحری نہ کر سکے اور ظن غالب کسی طرف نہ ہو تو کم کو لے لے اور اگر ظن غالب ہو تو اسی پر عمل کرے

ثلاث ثم قام فصلى أربعا ثم قعد وتشهد ثم سجد للسهو

پس اس نے سلام پھیرا پھر معلوم ہوا کہ وہ چوتھی ہیں تو پڑھ لے اور سجدہ سہو کرے

تشریح قولہ باب سجود السہو الخ سہو اور اس کے فرائض، واجبات اور نفلوں کے بیان سے فراغت کے بعد اس چیز کا بیان ہے جس سے نماز کے نقصان کو پورا کیا جا سکتا ہے اور وہ سجدۂ سہو ہے جس سے متعلق چند باتیں قابل لحاظ ہیں۔ (۱) اگر نماز میں سہو ہو جائے خواہ نماز فرض ہو یا نفل تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ کیونکہ احادیث میں اس کا حکم بصیغۂ امر ہے جس کا تقاضی وجوب ہے۔ (۲) ہمارے نزدیک اس کا قبل سلام کے ہونا بہتر ہے خواہ سجدۂ سہو کی وجہ نقصان کیسا تھ ہو یا زیادتی کیساتھ ہو۔ امام شافعی کے نزدیک ہر وہ صورت جس میں سلام سے پہلے ہے امام مالک کے نزدیک صورت نقصان سلام سے قبل اور صورت زیادتی سلام کے بعد ہے۔ (۳) سجدۂ سہو کا وجوب کسی واجب کے ترک کے سبب سے بتلایا ہے۔ خواہ ترک واجب بصورت ترک عمد ہو یا بصورت نسیان تاخیر۔

قولہ بترک واجب الخ اگر نماز میں ایک یا ایک سے زائد واجب ترک ہو جائے مثلاً قرأت، قنوت، تشہد یا تکبیرات عیدین چھوٹ جائیں تو سلام کے بعد دو سجدے واجب ہیں تشہد اور سلام کیساتھ ہیں فقہ حنفی کے اعتبارات کے بعد دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور دونوں سجدوں کے بعد دوبارہ تشہد اور درود ابراہیم پڑھ کر آخری سلام پھیرے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرے۔ (گو سلام کے بعد بھی جائز ہے۔ ان کی دلیل آنحضرت کا فعل ہے کہ آپ نے ظہر کی دو رکعت کے قعدہ کا چھوڑ دیں تکبیر کہی اور سلام

سے پہلے دیکھ لے کیونکہ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے اور شروع کرنے کے لئے سلام کے بعد دوسرے دیکھنے کی شرط نہیں ہے۔ (ہدایہ، فتح القدیر، البنایہ، البحر الرائق، الدر المختار، شامی) کیونکہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ آپ نے سلام کے بعد دائیں طرف دیکھتے ہوئے دیکھا (ابوداؤد) اور مسلم کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے عصر کی نماز سلام پھیرنے کے بعد پڑھائی جس میں یہ ہے کہ پھر آپ نے ایک رکعت رہ کر سلام پھیرا۔ پھر دیکھا کہ لوگ تعجیل کا سلام پھیرا ہے۔ پھر بھی اس کی دونوں طرف متواتر ہیں (ہدایہ) آپ کی قولی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اگر یہ بھی دیکھے کہ مقتدی مصروف استغفار ہیں کہ سوتے بعد واجب ہوگا اور اگر سلام کہہ چکے مقتدی کو ہو گیا تو مقتدی پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔

قولہ من اللغو او الاثم الخ اگر کوئی شخص ہوں کرکہ ہوئے اٹھا اور ایسی حالت میں یاد آیا کہ ابھی سلام کے رکن قریب ہے تو بیٹھ کر قعدہ کرنے کی تنبیہ نہ کرے کیونکہ ہر چیز اپنے قریب کے حکم میں ہوتی ہے جس طرح کھڑے ہونے کی حالت بیٹھنے کے حکم میں ہے اور اصح یہ ہے کہ بیٹھا ہوا قعدہ سجدہ اور بیٹھے ہوئے بیٹھنے کے قریب ہے۔ لہٰذا اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں۔ کیونکہ شروع سے اس کو کھڑا ہونا اختیار نہیں بلکہ فرض ایام کے قریب ہونے کی طرف لوٹنے والے کو یاد آنے کے وقت کھڑا ہونے کے وجوب میں ہے۔ اس صورت میں یا تو اتفاق محمد کا ہے یا ظاہر مذہب یہ ہے کہ سجدہ کرنے سے پہلے یاد آنے والوں کے دونوں کہیں اور حدیث میں ہے کہ "آپ کھڑے ہوئے ہوئے لوگوں نے تسبیح پڑھی تو آپ بیٹھ گئے اس پر کوئی نے کہا اس وقت آپ بیٹھے آپ کھڑے رہ گئے تھے۔

قولہ ولا سہو علی الاصح الخ اور اگر کوئی قعدہ نہ بھول کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آئے۔ اور قعدہ کیا تو سجدہ سہو کرکے سلام پھیرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو اس کے ساتھ ایک رکعت ملا لے۔ اصح یہ ہے کہ اب قعدہ نہیں کرے گا (عرف قعدہ اخیرہ) میں تاخیر کی ہے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا تو اس کے ساتھ ایک رکعت ملا لی۔ امام محمد، شافعی، مالک اس کے خلاف ہیں۔ دلیل نظری یہ ہے کہ اس نے قواعد فرض سے نفل کی طرف منتقل کیا اور سجدہ سے مستحکم ہو گیا اور تکمیل فرض سے نفل کی طرف منتقل ہونے کے لئے لازم ہے۔ اس فرضیت کے ختم ہو جانے اور اصل عمارت کے باقی رہنے کی وجہ سے تحریمہ کے وزن ایک رکعت ملانا نفل ہو گیا۔ لہٰذا اس پر سجدہ سہو لازم نہیں کیونکہ اس نے نماز کو فاسد نہیں کیا بلکہ اس پر سجدہ سہو بھی نہیں۔

قولہ وان قعد فی الرابعۃ الخ اور اگر چوتھی رکعت پر قعدہ کرنے کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا تو پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے یاد آنے پر لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرکے سلام پھیرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو اس رکعت کو ملا لے۔ اگر فجر وعصر و مغرب ہی ہو اس صورت میں اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور دوسری نفل بن جاتی ہے۔ فرض اس سے ساقط نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ فرض کو ادا کرنے کے لفظ سے ادا کرنے والا نہیں ہے جس کی تکمیل سجدہ سہو سے ہو گئی اور ایک رکعت ملانے کا حکم اس لئے ہے کہ تاکہ ایک رکعت باقی رہنے سے متعلق ہے سمجھ لیا ہے۔ (البنایہ، البحر الرائق)۔

قولہ ولو سجد الخ اگر کسی نے نفل کی دو رکعت پڑھیں اور کسی وجہ سے سجدہ سہو کیا تو نماز ہی ہے اور نفل ہو گئے۔ کیونکہ سجدہ سہو کے بعد نماز کے درمیان میں داخل ہونا ہے بخلاف سابق کے کہ وہ دو رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کے بعد قاعدہ کی نیت کرکے تو دو رکعت کا ملانا پڑھ سکتا ہے حالانکہ درمیان میں سجدہ سہو ہے اس لئے کہ اگر وہ نہیں کرے گا تو اس کی پوری نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ اب اس کے ذمہ چار رکعت فرض ہو گئیں۔

باب صلوٰۃ المریض

باب بیمار کی نماز کے بیان میں

عن نافع عن ابن عمر انہ کان یصلی وہو مریض قاعدا یرکع ویسجد وتوضأ ان حدث وہو قاعد

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر بیمار ہونے کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے رکوع اور سجدہ کرتے تھے اور اگر وضو ٹوٹ جاتا تو وضو کرتے تھے اور بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے

وجہہ مجہودہ أخفض ولا یرفع الی وجہہ شیئا یسجد علیہ وان فعل

اور سجدہ کرنے کی جگہ سے سر کو نیچا کرتے تھے اور کوئی چیز اس لئے سامنے اونچی نہ کرتے تھے کہ اس پر سجدہ کریں اگر ایسا کرتا

رفعہ نخضہ رأسہ صح وإلا لا وإن تعذر المقعود فوما مستلقیا رجلیہ نحو القبلۃ

اور نیچا نہ کرتا تو صحیح ہوتا ورنہ نہیں اگر بیٹھنا دشوار ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے پاؤں قبلہ کی طرف کرے

ولم یوم بہ رقیہ وصاحبہ وإن تعذر الرکوع والسجود لا الیہ فومی قاعدا وإن مریض فی صلوٰۃ

اور کسی نے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اور نہ اس کے غلام نے اور اگر رکوع سجدہ دشوار ہو تو اشارہ سے پڑھے اور بیمار

یقوم بہ فلہ وإن صلی قاعدا برکع ویسجد تصح بی وإن کان یوما لا

نماز میں ہو اور اس کے پاس کوئی آدمی ہو جو اس کو کھڑا کرے تو اس کو چاہئے کہ کھڑا کرے اور اگر کوئی نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے

وللمتطوع ان یکبر قاعدا ثم یقوم فیکبر قائما ثم یرکع ویسجد ثم یصنع فی کل رکعۃ

اور نفل پڑھنے والے کو بیٹھ کر تکبیر کہنا جائز ہے پھر کھڑا ہو کر تکبیر کہے پھر رکوع کرے پھر سجدہ کرے پھر ہر رکعت میں

وہی أفضی علیہ ان حسن صواب قضی وہو أکثر لا

اسی طرح کرے اگر اچھا ہو جائے تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اگر بیٹھ کر پڑھی ہو تو اس کا اعادہ نہ کرے

توضیح الفاظ: نفل یا وتر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اگرچہ کھڑا ہونے پر قادر ہو (مسلم، ابوداؤد)، البتہ جماعت فرض میں کھڑا ہونا شرط ہے۔

تشریح الفاظ: قولہ من تعذر الخ اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہو تو قیام کرنے سے معذور ہونے کی کیا صورتیں ہیں اچھا ہونے کا خوف ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یا اگر کھڑا ہونے سے مرض بڑھ جائے یا دیر میں اچھا ہو تو ایسی صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات کہ کون سی صورت میں قیام معاف ہے اور کون سی میں نہیں اس کا تعلق مریض کے اپنے احساس سے ہے اس لئے اکثر حضرات اشارہ سے پڑھ لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ بات کہ واقعی قیام معاف ہے یا نہیں اس کا صحیح علم اس کو خود ہی ہو سکتا ہے اس لئے نماز کے بارے میں بھی اکثر حضرات کا قیام پر قادر ہوں تو کھڑے ہو کر اور قیام سے عاجز ہوں تو بیٹھ کر پڑھتے ہیں بھی عام طور سے اپنے پیچھوں پر لیٹ کر پیر حضرت عمران بن حصین کو دیکھ کر ہدایت کی تھی کہ نماز کے متعلق ضرورت کی بات کیا آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھ سکتے ہو تو کھڑے ہو کر پڑھو اور نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کروٹ پر لیٹ کر پڑھو (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

فوائد: بعض لوگ اشارہ سے نماز پڑھتے ہیں اگر کسی کی بیمار پرسی کو جائے تو اس کو چاہئے کہ اس کو دیکھ کر اس سے منع نہ کرے بلکہ یہ کہے کہ حضرت آپ بیمار کی عیادت کو تشریف لائے ہیں کچھ ارشاد فرما دیں تاکہ ہم لوگ بھی اس پر عمل کر لیں اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کے تکیہ کلام کا بھی پتہ چل جائے گا اور ہم لوگ بھی اس پر عمل کر لیں گے۔ ایک فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کے اصلی طریقہ

سے اشارہ کے ساتھ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ امام ابو یوسف سے ظاہر الروایہ میں صرف ہونٹوں سے اشارہ کا جواز ہے امام ابو یوسف سے دو روایتیں مختلف ہیں۔ امام شافعی امام احمد سے مروی ہے کہ انگلیوں سے نہ ہونٹوں سے اشارہ جائز ہے۔ امام محمد سے آنکھوں سے اشارہ کے جواز کی بھی نسبت ہے۔ اور بعض نے ابرو سے بھی اشارہ کرنے کی اجازت دی ہے لیکن جب ہر سے اشارہ پر قدرت ہو جائے تو ہاتھ سے اشارہ کرنا متعین ہے۔ سکتے کی حد پر رسالہ میں تمام اقوال کو ایک جا پر لکھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب تک نماز کی قدرت ہو سوائے ہاتھ کے اشارہ کرنا سوا اس کے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کی روایت میں نہیں ہے۔ مصنف کے قول اخرت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ بالا کلام صاف نہیں ہے۔ بلکہ اس آخر سے انتقال نہ کرنے کی جانب مائل ہے۔ اگر سجدت سہو کے بعد اتفاق پائے تو کھولی ہوئی نماز میں داخل ہو جائے۔

قولہ وان سجد الخ اگر امام بیٹھ کر سلام پھیر دے لیکن مقتدی کو ابھی قدرت ہو تو اس کو بھی قدرت ہونے کے بعد سجدہ کرنا چاہیئے اور پڑھنے کے بعد بیٹھ کر سلام پھیرنا افضل ہے۔ کیونکہ قیام اس لئے واجب تھا کہ اس کے ذریعہ رکوع اور سجود ادا کئے جائیں اور جب وہ ادا ہو چکے تو قیام واجب نہیں رہا۔ اس لئے اب وہ کھڑا ہو سکتا ہے اور بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور جب امام نے قیام کو ترک کر دیا تو مقتدی کو بھی اختیار ہوگا۔ اور یہی حکم ہے جب امام نے بیٹھ کر پڑھنا اس لئے افضل ہے کہ بیٹھ کر سجدہ کرنا اشارہ سے حقیقی سجدہ کے زیادہ مشابہ ہے۔ بخلاف کھڑے ہونے کے اشارہ کے کیونکہ کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ سے بہت دور ہے۔

قولہ ولو اقتدی الخ جس شخص کو پانچ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کی قضا لازم ہو اس نے اگر پانچ نمازوں سے زیادہ نمازوں کی قضا نہیں پڑھی ہے بلکہ اس پر قضا نماز کی تعداد مشتبہ ہے مقتدی نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ مقتدی کو اس کے بے ہوشی میں ہونے کا علم ہو گیا۔ اور بے ہوشی میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بے ہوشی کی مدت زیادہ ہو جائے تو قضا میں بھی ساقط ہو جاتی ہے۔ اور دن کی قضا کرنے میں جو کہ پانچ سے زیادہ ہو جب مدت کم ہو تو ہوش کی قضا میں کوئی حرج لازم نہیں ہے۔ تاہم کثرت کی مقدار میں ایک دن اور ایک رات سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی حد میں داخل ہو جاتی ہے۔

قولہ ولو صلی فی السفینۃ الخ کشتی میں نماز پڑھنا امام اعظم کے نزدیک خشکی کی طرح ہے چونکہ خشکی عام طور پر ہوا کرتی ہے اس لئے کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے صاحبین کے نزدیک بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے۔ امام شافعی امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اب قیام پر قدرت ہے تو اجازت چاہ کر نہیں بیٹھا جا سکتا۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ کشتی میں اکثر دیشتر چکر آنا اور چیز خشکی واقع ہونے کے شکل ہوتی ہے جیسے سر میں تکلیف ہونے کے کہ اکثر و بیشتر حالت میں ہوتی ہے اگر کبھی وہ حالت نہ ہو۔ سو بھی نفل کا حکم ہے اس طرح کشتی میں چکر آنا غالب ہے اس لئے وہ مرض کے حق میں موجب مشقت اختیار کیا جائے گا۔ بعد بیٹھ کر پڑھا جائے۔ یہی کھڑے ہو کر پڑھنا اس لئے افضل ہے کہ در اصل اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ بعد قدرت قیام جائز نہیں ہے جیسے کہ کھڑے ہو کر پڑھتا کہ استقبال سے نکل جائے۔

فائدہ۔ حکم مذکور عام ہے خواہ کشتی سے باہر نکل سکتا ہو یا نکل سکتا ہو بلکہ نکل سکتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ نکل کر پڑھے افضل ہے کیونکہ اس صورت میں جماعت مل سکتی ہے (کیونکہ اکثر کشتی سے نکلنے کے باوجود کشتی ہی میں نماز پڑھی جاتی ہے) اور نکل سکنے کی حدیث ابن سیرین سے ذکر کیا ہے کہ ہم کو معلوم ہے کہ کشتی میں جزیرہ حال اس حالت میں کہ امام وقت بیٹھے ہوئے تھے حالانکہ اگر چاہتے کشتی سے باہر نکل سکتے تھے۔ (انوار الہدیہ)

محمد صہیب عفا اللہ عنہ

بابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ

باب سجدۂ تلاوت کے بیان میں

سجد بارتع غسر ۃ بہ منہ اُزلی التخیُّ وتن علی من عادتا وَلَو امامہ
او سمع ولو غیر قاصد وجوبًا لا تلاوتہ ولو سمعہ فمضی من فورہ سجدتا بعد صلوٰۃ
ولو سجد فیہا اعادتا لا الصلوٰۃ ولو سمع من امامہ فانتم فیہ او سجد
سجد معہ بعدہ لا ولو لم یقف بہ سجدتا ثم لقضہ الصلوٰۃ
ولو قلا خلوج الصلوٰۃ قسجدتہ او عادتا فیہ سجد اخری ولو لم سجد ولا کفتہ سجدۃ واحدۃ
کمن کرّرہا فی مجلس واحد وکفتہ ان یسجد بشرائط الصلوٰۃ غیر التکبیر
ملاوضع یدہ وشفتیہ وسمع وکرہ ان یقرء سورۃ یقرع فیہ السجدۃ لا مکسۃ
ولا یقرء ولا یسجد

قولہ یعنی قرآن میں کل چودہ سجدے ہیں۔ (۱) سورۂ اعراف میں "یسجدون" پر (۲) رعد میں "وظلالہم بالغدو والآصال" پر (۳) نحل میں "یخافون ربہم من فوقہم" پر (۴) بنی اسرائیل میں "خرّوا سجدا" پر (۵) مریم میں "خرّوا سجدا وبکیا" پر (۶) حج کا پہلا سجدہ "الم تر ان اللہ یسجد لہ" پر (۷) فرقان میں "وزادہم نفورا" پر (۸) نمل میں "رب العرش العظیم" پر (۹) الٓمٓ سجدہ "خرّ راکعا وانا" پر (۱۰) ص میں "وحسن مآب" پر (۱۱) حٰمٓ سجدہ "لا یسئمون" پر (۱۲) نجم میں "واعبدوا" پر (۱۳) انشقاق میں "لا یسجدون" پر (۱۴) اقرأ میں "واقترب" پر۔ مواضع میں بعض نے اختلاف کیا ہے مگر یہ مشہور ہے کیونکہ صحیح وہی ہے کہ "سجدہ" اس پر بولا جاتا ہے کہ اس کو ظاہر اس پر حمل نے اس کو پڑھا

قولہ ولو سمعہ الخ اگر امام کی قرأت کی تلاوت سے نہ سنی آیت سجدہ کی تو خلاف ہے اور اگر سنی تو واجب ہے اور اگر امام کی قرأت سے سنی آیت سجدہ کی تو خلاف ہے اور اگر سنی تو واجب ہے اور اگر امام کی قرأت سے سنی آیت سجدہ کی تو خلاف ہے اور اگر سنی تو واجب ہے

ف اقول ان سجدۃ التلاوۃ واجبۃ وان ترکہا یکرہ تحریما

تحقق ہو چکا اس لئے سجدہ کرنا ضروری ہے اگر نہ کرے تو اعادہ ہوگا کیونکہ یہ ادا ناقص ہے اور جو چیز ناقص ہو اس کا وقت سے باقی ادا ضروری ہوتا ہے لہٰذا تلاوت کے بعد سجدہ ضروری ہوگا اگر اس نے سجدہ کی آیت پڑھی اور اس کو کسی نے نہ سنا تو کچھ نہیں اور اگر کسی نے سنا اور اس کے سجدہ کرنے سے پہلے اس کی اقتدا کر لی تو اس پر بھی سجدہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ سنتا تو بھی سجدہ کرتا۔ اب اگر مقتدی نے سجدہ ادا کر لیا تو بہتر ہے اگر نہ کیا تو بھی کچھ نہیں اور اگر امام کے ساتھ سجدہ کرنے کے بعد شامل ہوا تو واجب نہیں۔ کیونکہ وہ رکعت پوری کر چکا ہے سجدہ ادا ہو چکا اب تو سجدہ تلاوت ہے اگر دوسری رکعت میں فاتحہ نہیں پڑھی تو پڑھ کر رکوع میں جائے تاکہ سب کا سجدہ تحقق ہو جائے۔

قولہ وہو ما یلاقی الخ نوٹ آیت سجدہ کا متعلق سجدہ کیا ہے اگر کوئی شخص نماز میں داخل ہوا اور اس نے آیت سجدہ پڑھی اور اسی آیت کو دوبارہ پڑھ کر سجدہ کیا تو سجدہ ادا ہوگا اور نماز بھی ہو جائے گی اگرچہ پہلے سجدہ کی نیت بھی نہ کی ہو کیونکہ سجدہ تلاوت کا متعلق پہلے سجدہ سے قوی ہے سجدہ ادا پہلے سجدہ کو اپنے ساتھ لے لیتا ہے۔ اگر قرأت پڑھنے سے پہلے سجدہ کر لیا یا نماز میں دوبارہ سجدہ کرنے سے پہلے رکعت مکمل ہو گئی اور نماز کا سجدہ فوت ہو گیا اور پہلا سجدہ ادا ہو گیا تو دوسرے سجدہ پہلے سجدہ کے تابع ہو جائے گا۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ

باب مسافر کی نماز کے بیان میں

قولہ باب صلوۃ المسافر الخ مصنف علیہ الرحمۃ اس باب کو سجدہ تلاوت کے بعد لائے ہیں اس لئے کہ ان دونوں میں ایک چیز مشترک ہے اور وہ دونوں نمازیں ہیں تلاوت بھی نماز کی حالت میں ہوتی ہے اور سجدہ بھی نماز میں ہوتا ہے لیکن مصنف نے سجدہ تلاوت کو مقدم کیا ہے اور اس باب کو مؤخر۔ اس لئے کہ تلاوت میں اصل اس کا عبادت ہونا ہے اور بات یہ ہے کہ وہ امور جو شریعت میں ثابت ہیں یا تو اس لئے عبادت ہوتے ہیں کہ وہ اصل عبادت ہے جیسے نماز، روزہ، حج، عمرہ وغیرہ یا اس لئے عبادت ہوتے ہیں کہ وہ عبادت کی جزء ہوتا ہے اور جو چیز یا تو اصل عبادت ہو یا کسی عبادت کا جزء ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے مصنف نے کتاب الصلوٰۃ کے احکام کو مقدم کیا اور صلوٰۃ المسافر کے احکام کو مؤخر کیونکہ سفر کے چند احکام بولے ہوئے ہیں۔ مثلاً نماز میں قصر جائز ہونا اور روزہ افطار کرنا اور موزوں پر مسح کی مدت کا تین دن تین رات تک بڑھ جانا جمعہ، عیدین اور قربانی کا واجب نہ ہونا وغیرہ۔ اس لئے بھی اس کو مؤخر کرنا مناسب ہوا۔ سفر میں مسافر کے معنی قطع کرنے کے ہیں اصل سفر (بضم السین) سفور (بضم السین) سے مشتق ہے اور سفور روشن ہونے کو کہتے ہیں چونکہ سفر میں آدمی کے اخلاق ظاہر ہو جاتے ہیں یا یہ کہ اس سے مکان کا حال ظاہر ہوتا ہے اس لئے اس کو سفر کہتے ہیں۔ پھر مطلق سفر سے احکام نہیں بدلتے بلکہ جس سفر سے احکام بدلتے ہیں وہ یہ ہے کہ کسی مسافت کا قصد کرے جو تین دن تین رات میں طے ہو خواہ اونٹ کی رفتار ہو یا پیدل کی یا کشتی کی ہو یا تین دن کی راہ ملک کے سایہ میں سب سے مجموعہ دن کے معتبر ہیں جیسے ہمارے یہاں ایام سرما میں صبح سے دوپہر تک مسلسل چلنا بھی شرط نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ دن رات میں دو مرحلہ طے کرے صبح کو روانہ ہو کر ظہر کے بعد یا عصر کے بعد یا مغرب کے بعد دن رات میں مسافت کا طے ہونا معتبر ہے۔ بعض مشائخ نے سفر شرعی کا مدار تین فرسخ سے کیا ہے فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور ایک میل بارہ ہزار قدم کا ہوتا ہے اس حساب سے سفر شرعی کا کم از کم ۳۶ چھتیس ہزار قدم کا ہوا بعض نے مقدار سیر کیس فرسخ، بعض نے اکثر اور بعض نے چھ اور بعض نے دس فرسخ قرار دیں ہدایہ شرح جامع صغیر اظہار اور بعض میں اکثر اور عموم کا قول زیادہ صحیح ہے۔ صاحب ہدایہ نے ان تمام اقوال کو ضعیف کہہ کر یہ بتایا ہے کہ قصر کا مدار اس مسافت پر ہے جو اونٹ یا پیدل سے تین دن میں طے ہو۔

من جاوز بيوت مصره موضعا سميا وبطا ثلاثة أيام في برّ ونحوه . يحل لغير الراعي الترخص

کوئی گاؤں جائے جو اس کے گھر سے ... اور تین دن خشکی یا اس جیسا راستہ طے کرے تو وہ قصر نماز پڑھ سکتا ہے

لبوادٍ ولعدد في الثانية صح ولا حتى يدخل مصره وبنوى الامام مسلم شهر بسدة الاذربيه

لیکن چوتھی منزل پر نیت کی تو صحیح ہے لیکن جب تک اپنے شہر میں داخل نہ ہو جائے قصر نہ کرے اور امام مسلم نے کہا ہے کہ اگر

لاسكنه ومن يقصر بنوى اقل منه او لم ينو رجع سبق ومر عسكر ذبك ناوى الحرب

اس نے اپنے وطن میں رہنے کی نیت کی ہے یا نہیں کی ہے لیکن اس نے واپس جانے کا ارادہ کیا ہے تو وہ پوری نماز پڑھے گا اور لشکر

وان حاصر او لبها مقيم او حصورٌ اكمل لغيره في دبرها في غيره بخلاف اهل الاسواق و ان اقتدى مسافر بمثله

اگر کسی جگہ کا محاصرہ کیا ہوا ہے تو وہاں کے رہنے والے پوری نماز پڑھیں گے اور محاصرہ کرنے والے دوسری جگہ میں پوری نماز پڑھیں گے بخلاف شہر والوں کے مسافر کسی مسافر کی اقتدا کرے

في الوقت صح وقضه وبعده لا ومقيم صح فيهما

تو وقت میں تو قصر پڑھے اور وقت کے بعد درست نہیں اور مقیم کی اقتدا میں صحیح ہے

ينطلق الوطن الاصلي بمثله لا بسفر ووطن اقامة بمثله والاصلي

وطن اصلی اپنے مثل سے باطل ہو جاتا ہے نہ کہ سفر سے اور وطن اقامت اپنے مثل سے اور وطن اصلی سے

وفاقة السفر والحضر بنفسي وكمتبي ونيته والتخيير فيه كمرّ الوقت والاصحّ تكميره

سفر اور حضر نفس سے ہیں اور جیسے مکتبی یعنی جو شخص کسی جگہ ملازمت کرتا ہو کہ وہ وہاں کا وطن ہو جائے گا اور اس جیسا

وبقصر بنية الاقامة في السفر من الاصل دون تبع اي التبوء ا واحد بالتعدد

اور اقامت کی نیت کا اعتبار اصل سے ہے نہ کہ تابع سے جیسے عورت اور غلام اور جانی

توضیح اللغة: وردة کے رہنے والے، مصر شہر، مدد رسیاں، رمتی پہلی بہار، تصریح، کہنہ والی نماز، میں دو رکعت پڑھے، قریہ بستی، میں چوتھے سال، عمر بالکسر، اعمر جانا، مراد رہنا، اہل اپنی قوم کے قائم مقام، الی الامام، امام کے ساتھ ہو جانا، اقتدا کرنا، دخول داخل ہونا۔

تشریح الفاظ: قولہ ص جاوز: سے ظاہر ہوا کہ (۱) آبادی اپنے گھروں سے ہو۔ (۲) آبادی اپنے گھروں سے ہو۔ (۳) شروع قصر (۴) علم سفر (۵) مدت قصر۔ مصنف نے (۱) کو (۲) سے (۲) کو (۳) سے (۳) کو (۴) سے (۴) کو (۵) سے سمجھا ہے۔ (۲) کو (۳) سے سمجھنا مشکل ہے۔ (۳) کو (۴) سے سمجھنا مشکل ہے۔ (۴) کو (۵) سے سمجھنا مشکل ہے۔ (۵) کو (۱) سے سمجھنا مشکل ہے۔ (۱) کو (۲) سے سمجھنا مشکل

فرض چار ہی رکعتیں ہیں۔ لیکن قصر کی رخصت ہے جیسے وتر و فرض سے مکمل مشقت کی وجہ سے سفر میں اختیار کی جاسکتی ہے۔ جماری مکمل حضرت عائشہ کی حدیث ہے۔ کہ ابتداء میں ہر فرض دو رکعت فرض کی گئی تھیں پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو ہر فرض میں دو رکعت کا اضافہ کر دیا گیا مگر فجر کی نماز میں پہلی ہی رکعت کی وجہ سے اضافہ نہ ہوا۔ اور مغرب کی نماز میں بھی اضافہ نہ ہوا کیونکہ یہ دن کی آخری نماز ہے۔ اور اس کی پہل

بَابُ صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ

باب نماز جمعہ کے بیان میں

قولہ باب فی الخ باب سابق کو اس باب کی مناسبت تخصیص ہے۔ کہ مسافر کی ظہر بھی دو رکعت ہے اور جمعہ کی ظہر بھی دو رکعت ہے مگر مسافر کی ظہر میں اور مسافر کی ہر چار رکعت والی نماز میں تخییر ہے پس باب سابق عام ہوا اور باب واقع خاص اور خاص پر مقدم ہوتا ہے۔ جمعہ کی ظہر خطبہ شرعیہ کے ذریعہ ہی ملتی بلکہ تمام مسلمین کے ذمہ یہ فرض ہے جس کی رعایت کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور اجماع امت سے ثابت ہے حتیٰ کہ اس کا منکر کافر ہو بلکہ ہمارے ائمہ نے تو تصریح کی ہے کہ جمعہ فرض عین ہے بھی زیادہ اولیٰ ہے۔ کیونکہ ہم کو جمعہ کے بے فرض عین ہونے سے واقع کرنا مقصود ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ "یٰایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ" الآیۃ مگر ذکر کرنے سے مراد اجتماع ہے تاکہ ظاہر ہو جائے اور اگر ظہر مراد ہے کہ ساتھ اہتمام مقصود ہے کہ ایسے وقت پڑھا کرو جس وقت لوگ جمع ہوں۔ اور جب خطبہ متداول ہوا تو جمعہ کا وقت ہی ظہر کا وقت ہو گیا اور حدیث میں ہے جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے حق واجب ہے سوائے بیمار کے یعنی غلام، عورت، نابالغ اور بیمار کے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگلی امتوں کے ساتھ بھی تحریم جاری تھی حدیث میں بھی آیا ہے اور مسافر کا بھی استثناء ہے کہ ترک جمعہ پر وعید مذکور ہے۔ حتیٰ کہ بلا عذر ترک کرنے والے کا منافق کہا گیا ہے مگر جمعہ، عرفہ کی طرف مذکر مضاف مؤنث کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "ان صلی الظھر فی یوم جمعۃ او عرفۃ لا یعتد بہ" اگر کسی نے ظہر کی نماز پڑھی۔

قولہ الجمعۃ الخ زمانہ جاہلیت میں لوگ جمعہ کو عروبہ کہتے تھے سب سے پہلے کعب بن لوی نے جمعہ کہا اور موسوم کیا۔ لغۃ جمعہ میں قول مختار یہ ہے کہ جمع کی جمعہ اور سکون میں جائز ہیں مگر ضم کے ساتھ (جمعہ) اشہر ہے۔ یا تو اس لئے کہ اس میں نماز کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں یا اس لئے کہ اس میں خلق آدم کی تکمیل فرمائی اس لئے جمعہ کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جمعہ کے دن مخلوق کے اجزاء زمین پر اکٹھے کئے گئے۔ یا اس لئے کہ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو اس دن جمع کیا گیا۔ یا اس لئے کہ اس دن کے اندر عظیم شان امور واقع ہوئے ہیں۔ اس کے پچاس سے زائد اقوال ہیں مگر صحت سے ثابت ہیں حضور اعظم سے آیت مبارکہ "وشاھد" کی تفسیر میں ہے کہ شاہد جمعہ ہے اور مشہود یوم عرفہ آنحضرت مسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر دن جس پر آفتاب طلوع ہوا جمعہ ہے اس روز آدم پیدا کئے گئے۔ اس روز جنت میں داخل کئے گئے۔ اسی روز جنت سے نکالے گئے اسی روز قیامت قائم ہوگی۔ اسی روز آدم کی روح قبول ہوئی۔ اسی روز دنیا سے انتقال ہوا کوئی جانور ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے روز سے ڈرتا نہ ہو مگر انسان اور جن۔ نماز جمعہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

فائدہ: جمعہ کے لئے سات شرطیں ہیں۔ چھ (۶) وجوب کی اور ایک (۱) صحت کی۔ وجوب کی شرطیں یہ ہیں۔ آزاد ہونا۔ مرد ہونا۔ عقلمند ہونا تندرست ہونا بالغ ہونا گھر میں اقامت نہ رکھنا۔ صحت کی شرطیں یہ ہیں شہر ہونا۔ سلطان یا اس کا نائب ہونا وقت کا ہونا۔ جماعت علیحدہ علیحدہ جماعت ہونا۔ شرطیں فارسی کے اس شعر میں جمع ہیں۔

شہر و خطیب و صحت و جماعت بارغ داں — چہاری است حری و آزادی بعد ازاں
سلطان وقت و نفس جماعت ہم ازیں شمر — بادل پی داکن دستور فاضلاں

ان سب کی پوری تفصیل آگے آرہی ہے۔

---

۱ ۔۔۔ [illegible] کرنے کے لئے [illegible] ذکر کرنا [illegible] کی طرف [illegible] مبارک ہوتا ہے۔

۲ ۔۔۔ [illegible] [illegible] [illegible]

شرح الدیباج للعصر وهرکلی موضع له میز وادمی مقد لاحکاه وبقیه بعقود ، معجمه

[illegible] وعلی مقتضی الاعراب وتؤدی فی مقتضی المواضع

[illegible]

تشریح الفقہ [illegible] ان کی تفصیل یوں ہے کہ [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے

والسلام ... وقت الظهر ... وصلاة العصر ... وصلاة المغرب ... وصلاة العشاء ... وصلاة الصبح ...

[illegible] وكنت بحمده و بهليله وسبحانه وهو بنعمائه [illegible]

[illegible] وشرط وجوبه [illegible] وكوع و سجود [illegible]

[illegible] وصلاة العصر ... وصلاة المغرب ... وصلاة العشاء ... وصلاة الصبح ...

تشریح: فقہ حنفیہ کے مطابق ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

شامل ہے اور یہ کراہت مخالفت سنت سے ہے پھر یہ کراہت بعض کے نزدیک تحریمی ہے اور بعض نے اسے تنزیہی قرار دیا ہے قرائن کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کراہت تنزیہی ہے خطبہ میں تقریباً اکثر مستحبات ہیں طہارت کا ہونا، حالت قیام ہونا، دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کا ہونا، آہستہ آواز سے پڑھنا کہ قوم سنے اللہ تعالیٰ سے شروع کرنا، شہادتین کا ہونا، درود پڑھنا، وعظ و نصیحت کرنا، قرآن کی کم از کم ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین چھوٹی آیتیں پڑھنا وغیرہ۔

قولہ و الجماعۃ الخ یعنی جماعت کا ہونا جس کا کم از کم عدد امام صاحب کے نزدیک امام کے علاوہ تین ہیں، اولیٰ ہیں، علامہ زیلعی کا بھی یہی قول ہے صاحبین کے نزدیک امام کے علاوہ دو آدمی کافی ہیں۔ حضرت حسن بصری بھی یہی فرماتے ہیں۔ پس جب امام کے ساتھ دو آدمی ہو جائیں تو جمعہ پڑھنی کی طرح لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ جماعت کا ہونا مستقل شرط ہے اور امام کا ہونا تابع شرط ہے۔ پس امام کا شمار جماعت میں نہ ہوگا۔ بلکہ امام کے علاوہ کم از کم تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہوگا۔ کیونکہ آیت "فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ" کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ایک ذاکر کے ساتھ کم از کم دو امام ہے اور کم از کم تین سامعین ہوں کیونکہ شیئ میں کم سے کم تین ہی ہوتے ہیں لیکن وہ مختلف جمع نہیں۔ جمہور شافعی کے نزدیک کم از کم چالیس آدمیوں کا ہونا شرط ہے کیونکہ حضرت کعب بن مالک کی حدیث ہے کہ "اسعد بن زرارہ نے مدینہ میں پہلا جمعہ چالیس آدمیوں کے ساتھ پڑھا (بیہقی) نیز حضرت جابر کی حدیث ہے کہ سنت جاری ہوئی کہ ہر چالیس پر جمعہ ہے (دارقطنی) اور ابو داؤد سے مراسیل روایت ہے کہ جمعہ نہیں مگر چالیس آدمیوں کے ساتھ جواب یہ ہے کہ اول تو حضرت سعد بن زرارہ کا جمعہ پڑھنا آنحضرت صلعم کے آنے سے قبل تھا دوسرے یہ کہ اس میں اس پر دلالت نہیں کہ اس سے کم میں جمعہ جائز نہیں۔ تیسری روایت کو خود بیہقی نے ضعیف کہا ہے تیسری روایت کی کوئی اصل نہیں معلوم ہے۔

قولہ فان نقص الخ یعنی اگر جمعہ میں جو لوگ امام کیساتھ تھے "وہ امام کے سجدہ کرنے سے پہلے سب چلے جائیں تو امام صاحب کے نزدیک جمعہ باطل ہو جائیگا اور ظہر فوت ہو جائیگی۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر امام نے نماز شروع کر لی تھی تب یہ لوگ امام کو چھوڑ کر چلے گئے تو امام جمعہ پڑھ لے کیونکہ جماعت تو انتہاء جمعہ کے لئے شرط ہے کہ تمام ادا کرنے کے بعد اس کا آخر تک موجود رہنا ضروری نہیں۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ ہر رکعت جماعت انتہاء جمعہ کے لئے شرط ہے لیکن نماز کا انتہاء پوری ایک رکعت ہے کیونکہ ایک رکعت سے کم نماز نہیں ہوتی۔ اور رکعت یہ تحقق اسی وقت ہوگا جب کہ ایک رکعت کے سجدہ تک جماعت کا باقی رہنا ضروری ہے۔

قولہ و الامام الخ یعنی شرط یہ ہے کہ امام یا اسکے نائب کی طرف سے اذن عام ہو مگر صرف اذن شرط نہیں بلکہ جامع مسجد کے دروازوں کا کھلا رکھنا اور آنے والوں سے کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہونا کافی ہے صاحب جوہرہ نے اس شرط کو رد کر دیا ہے کیونکہ یہ ظاہر الروایہ نہیں بلکہ نوادرات میں سے ہے۔

قولہ و شرط و جوبہا الخ وجوب جمعہ کے لئے بھی چھ (۶) شرطیں ہیں۔ (۱) مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں کیونکہ اس کو حاضری جمعہ سے حرج لاحق ہوگا۔ (۲) مرد ہونا عورت پر واجب نہیں کیونکہ اس پر دہ اپنے شوہر کی خدمت واجب ہے، اور اگر شوہر نہ ہو تب بھی عورت کو جمعہ نہیں۔ (۳) تندرست ہونا (۴) دونوں آنکھوں کا سلامت ہونا (۵) آزاد ہونا (۶) دونوں پاؤں کا سلامت ہونا۔

والمستحب الخطبۃ و صورتہا ان قوم فیہا وتشہد یہم ومن لا تحلہ لہ قوصلی الظہر فی بیتہ ثم ان
مسافر امام کے لئے جمعہ میں اقامت کرنا جائز ہے اور ان سے جمعہ منعقد بھی ہو جاتا ہے اگر غیر حنفی جمعہ سے پہلے نکل جائے تو حنفی کو بھی
فان سبقی الیہا بطل وکرہ للمسافر والمحدون فلذا الظہر بجماعۃ فی المصر
اگر وہ جمعہ کے لئے جائے تو ظہر کی نماز باطل ہو جائیگی اور مسافر اور قیدی کے لئے شہر میں ظہر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے

فلم اقم کما فی الشفاء لو صلوا امام جمعۃ و ذا خرج الامام لا صلوا ولا کلام وبحث الشمنی فرعی ما لو سمعوا الخطبۃ ولم یروہ ہل یجوز لہم الانصراف ہو الظاہر لانہ لا یلزمہم شیء بالشروع ولا یجب علیہم الاتمام ولا القضاء بالافساد ولو لم یسمعوا الخطبۃ ولا رأوہ لا یجوز لہم الانصراف لانہم لا یعلمون بخروجہ فہم فی حکم من ہو معہ ولو سمعوا الخطبۃ ورأوہ یجوز لہم الانصراف لانہم یعلمون بخروجہ فہم فی حکم من لیس معہ

اقول: قولہ وللمسافر الخ ہذا ظاہر اذا لم یدرک مع الامام رکعۃ کما ہو ظاہر اذ لا یتم بہ الجمعۃ فلا یلزمہ الاتمام بل لو صلی رکعۃ مع الامام ثم سافر لزمہ الاتمام کما فی الخانیۃ وغیرہا وہذا ظاہر ایضا

بَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ

باب دونوں عیدوں کی نماز کے بیان میں

تجب صلوة العيد على من تجب عليه الجمعة بشرائطها وهي اداء الخطبة وقت الضحى لا يقضي ان يفوت عن وقتها ويستحب ان يغتسل ويتطيب ويلبس احسن ثوبه ويأكل قبل الخروج في الفطر تمرات او شيئا حلوا ويخرج الى المصلى ماشيا ويخرج صدقة الفطر قبل الخروج

عید کی نماز اس پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہے اپنی شرطوں کے ساتھ ساتھ خطبہ کا اور خطبہ کا بھی نماز کے بعد مستحب ہے عید الفطر میں یہ کہ کچھ کھا لے کھجور وغیرہ اور عید الاضحیٰ میں یہ کہ کچھ نہ کھائے جب تک نماز نہ پڑھ لے اور مستحب ہے غسل کرنا خوشبو لگانا اچھے کپڑے پہننا عید الفطر میں صدقہ فطر نماز کو جانے سے پہلے ادا کر دینا

تشریح الفقہ: قولہ صلوۃ العید الخ۔ یہ جمعہ کے مسائل کے بعد عید کے مسائل کا باب ہے اس مناسبت سے کہ دونوں نمازیں ہیں اور ان میں جماعت کی شرط ہے اور خطبہ بھی ہے اور جمعہ کی طرح عید کی نماز بھی شہر کے بڑے میدان میں پڑھی جاتی ہے اور اس کی بھی دو رکعتیں ہیں۔ (جمعہ میں خطبہ نماز سے پہلے اور مقدم ہے اور عید میں نماز مقدم ہے اور خطبہ موخر) اور سنت ہے اس لئے مصنف نے جمعہ کو مقدم کیا ہے اس کے ثبوت کتاب اللہ سے ہے اور سنت سے بھی متواتر ثابت ہے عید کے معنی ہیں لوٹنا اور آنا چونکہ یہ مہینہ میں بار بار آتا ہے اس لئے موجود ہے اس کے معنی میں اور اس میں شامل کی پہلی علت ہے اور دوسری وجہ کی دوسری وجہ کی تائید ہے عید کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے انعام بندوں پر بار بار ہونے کی وجہ سے یا بندوں کے عادتاً خوشی اور مسرت اور خوشی کا پیغام لانے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ عید میں شریعت نے مسرت و خوشی کا حکم دیا ہے اور اس کا سال بھر بار بار آنا ہے اللہ نے رمضان میں جو روزوں کو مکمل کرنے پر رب دیا تھا عید کے دن۔ عید کا اطلاق بھی انہی وجوہ پر ہوتا ہے اس اسلامی تقریب میں مختلف پہلوؤں سے ہونا معلوم ہوا ہے اسی لئے اہل عرب عید کہتے ہیں کہ یہاں بھی اہل عرب ہر مسرت بخش اجتماع کو عید سے یاد کرتے ہیں تو اس شعر میں

عيد وجمعة وعجة صرن مجمعه
وجمعة الحب زيد العيد والجمعة

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ آج تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں جو شخص عوالی میں سے آنا چاہے وہ آ جائے اور جو نہ آنا چاہے وہ نہ آئے میں نے اجازت دے دی ہے۔ (ابو داؤد)

قولہ تجب صلوۃ العید الخ۔ عید کی نماز واجب ہے اس پر امام ابو حنیفہ کے رفیق امام علیہ الرحمۃ واجب ہے۔ امام اعظم سے حسن بن زیاد نے روایت کی ہے کہ عید سنت ہے اس قول پر صاحبین فرماتے ہیں امام احمد کا مذہب بھی یہ ہے کہ فرض نہیں علامہ ابن ہمام نے امام مالک کے ایک قول کا بھی یہی مذہب بتایا ہے۔ امام شافعی کا مذہب ہے کہ مستحب ہے کہ ابو عبید کی روایت سے کہ اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کیا مجھ پر پانچ نمازوں کے علاوہ اور بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفلیں پڑھے۔ جواب سے ہے کہ آپ نے نہیں کہا کہ عید واجب ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں پر واجب بھی ہے یہ بھی ہے کہ اس وقت عید واجب ہوئی ہو اس کے بعد واجب ہوئی ہے۔

[illegible] بوجه الى المصلى غير مكبر ويتنفل قبلها ويؤخر عن الارتفاع الشمس الى زوالها
بخلاف عيد الاضحى ويجب بتركه بعذر سجود السهو وبغيره لا ويخطب بعدها خطبتين
ويفصل ركنين نديا فيهما الوتر واجبة وهي ثلث تكبيرات في كل ركعة والقراءة بعد
الفاتحة في الاوليين بالاعلى وفي الاخريين بالغاشية وتكبيرات الزوائد ثلث في الاولى
وخمس في الثانية قبل القراءة وهي سنة تكبير الركوع فيهما ويرفع يديه في الزوائد
ويحمد الله ويصلي على رسوله في خطبتي العيد يفتتح الاولى بتسع والثانية بسبع
ويفرق بينهما بقعود ويحث في خطبتي الفطر على صدقة الفطر وفي الاضحى على
الاضحية ويكره تنفل قبل صلوة العيد في المصلى وبعدها في البيت لا قبلها في البيت
ولا بعدها في المصلى ويكره الاذان والاقامة والصلوة قبل صلوة العيد وبعدها
ويكره ترك التوجه الى المصلى بغير عذر ويكره الخروج راكبا بغير عذر

ترجمہ: [illegible] کی طرف بغیر تکبیر کے جائے اور عید گاہ سے پہلے نفل پڑھے اور زوال تک تاخیر کرے بخلاف عید الاضحیٰ کے اور عید الفطر کو چھوڑنے سے بغیر عذر کے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور عذر کے ساتھ واجب نہیں ہوتا اور عید کی نماز کے بعد دو خطبے پڑھے جن کے درمیان ایک رکن کے برابر بیٹھے اور وتر واجب ہے اور وہ تین رکعت ہیں ہر رکعت میں تکبیر کہے اور پہلی دو رکعتوں میں قرأت کے بعد تکبیر کہے اور دوسری دو رکعتوں میں قرأت سے پہلے تکبیر کہے اور یہ تکبیریں رکوع کی تکبیر کی طرح سنت ہیں اور ان تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے اور پہلی رکعت میں قرأت کے بعد سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ پڑھے اور تکبیرات زوائد تین ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ ہیں دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اور یہ سنت ہیں اور ان تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے اور دونوں عیدوں کے خطبوں میں حمد و صلوٰۃ سے خطبہ شروع کرے پہلے خطبہ میں نو تکبیروں سے اور دوسرے خطبہ میں سات تکبیروں سے شروع کرے اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھ کر جدائی کرے اور فطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کا حکم کرے اور اضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کا حکم کرے اور عید گاہ میں جانے سے پہلے اور بعد میں گھر میں نفل پڑھنا مکروہ ہے اور گھر میں جانے سے پہلے اور عید گاہ میں جانے کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے اور عید گاہ میں جانے سے پہلے اور بعد میں اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے اور بغیر عذر کے عید گاہ کی طرف سوار ہو کر جانا مکروہ ہے

توضیح اللغۃ: [illegible] (یہ لفظ بیان کیا گیا ہے) [illegible] (یہ لفظ بیان کیا گیا ہے) [illegible] (یہ لفظ بیان کیا گیا ہے) [illegible] (یہ لفظ بیان کیا گیا ہے)

تشریح: قولہ غیر مکبر: [illegible] اس میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے، امام صاحب کے نزدیک [illegible] صاحبین کے نزدیک [illegible] امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ [illegible] صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ [illegible] قولہ بخلاف عید الاضحیٰ: [illegible] قولہ ویکرہ الاذان: [illegible] قولہ ویکرہ ترک التوجہ: [illegible]

سے قبل سلسلہ نماز پر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ میں۔ اس سے عید گاہ میں نماز عید سے پہلے یا بعد پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوتی۔

قولہ وھی سنۃ الخ تکبیرات عید کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا واجب ہیں یا سنت۔ اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم مختلف ہیں۔ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت میں تکبیرات کی یہی تعداد مذکور ہے۔ (سنن ابی داؤد) امام شافعی کے نزدیک بارہ تکبیریں ہیں۔ قنوت کے ساتھ کہ پہلی رکعت کی سات تکبیروں میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع نہیں ہیں۔ اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پہلی رکعت میں تین تکبیریں ہیں۔ تکبیر تحریمہ اور دو تکبیریں اور دوسری رکعت میں تکبیر قرأت کے بعد تین تکبیریں ہیں۔ امام اعظم اور صاحبین کے درمیان اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں تکبیر عید کی تعداد نو آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کس طرح تکبیر کہوں؟ فرمایا تکبیر تحریمہ کہو پھر تین تکبیریں کہو کہ ان کے درمیان قرأت ہو۔ پھر رکوع کی تکبیر کہو پھر دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہو۔ (ابوداؤد) صاحبین نے پہلی روایت سے پہلے چار تکبیریں تکبیر تحریمہ سمیت اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہنے کے لئے۔ طحاوی نے لکھا ہے کہ یہی قول فقہاء مدینہ کا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ابو مسعود بدری اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ حسن بصری، عطاء، ابن سیرین، ابراہیم نخعی، ابن المنکدر، ابن الزبیر، عمر بن عبدالعزیز، سعید بن المسیب، زہری، مکحول، ابن ابی لیلیٰ، اسحاق، ابوثور، داؤد ظاہری اور ابن جریر رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ (عمدۃ القاری) امام اعظم کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو ابوداؤد میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ حسن بصری، علقمہ، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ اور وکیع رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ (عمدۃ القاری) ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ

بَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

باب سورج گرہن کی نماز کے بیان میں

بِصَلٰوةِ الْكُسُوْفِ كَانَتْ صَلٰوةُ الْإِمَامِ الْجُمُعَةَ بِلَا جَهْرٍ وَخُطْبَةٍ ثُمَّ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَلِيٍّ الشَّمْسِ

اور چکے اور جیسی کسوف کی نماز طرح امام جمعہ پڑھتا ہے بغیر جہر کے اور خطبہ کے پھر جیسی حدیث علی کی آفتاب روشن ہو چکے

وَالْأَصْلُ فِي الْفَرَائِضِ كَخُسُوْفِ الظُّلْمَةِ وَالرِّيْحِ وَالْفَزَعِ

اور اصل فرائض میں جیسی تاریکی ہو جانا گرہن سے اور آندھی اور گھبراہٹ کی

توضیح الفاظ: کسوف سورج گرہن، خسوف چاند گرہن، ظلمۃ تاریکی، فزع گھبراہٹ، ریح آندھی۔

تشریح الفقہ: قولہ باب الخ: ترجمہ کیا ہے اس باب کی مناسبت یا تو اعتبار حدیث کے ہے، یعنی قصہ واقعات سورج گرہن کے کو ذکر کیا ہے اور نماز کسوف دونوں میں جہر قرأت کے ساتھ بالاتفاق ہائی نہیں ہوتی ہے۔ قضاء کے مرتبہ سے کہ ادا نہیں ہے۔ ایک اور وجہ ہے اس ترجمہ کی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کا وقت ہے اور کسوف کا وقت ہے، اور جمعہ سے پڑھنا واجب ہے اور کسوف کے۔ لفظ کے اعتبار سے سوف سورج گرہن کو، اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں۔ یعنی کسف الشمس تکسف کسوفا وکسفها غیرہ کسفا فهی خاسفة وکاسفة عن ابن الاعرابی۔

الشمس طالعة یقال کسفت بکذا صفة تبکی علیک بجوم اللیل والقمر۔ یعنی کبھی کبھی ان لفظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا ہے کہ قضاء اس عبارت میں کسوف کھسوف سے اعم ہے، اور خسوف کھسوف سے اخص ہے۔

قولہ یصلی الخ: جب سورج گرہن ہوتا ہے تو امام جمعہ یا اس کے مقام سے کوئی دوسرا شخص لوگوں کو نماز پڑھائے جس میں قرأت جہر اور خطبہ نہیں ہوتا ہے یہاں کئی باتیں قابل بیان ہیں۔ ایک یہ کہ صاحب کے نزدیک جملہ صلوات جہریہ میں سوائے نماز کسوف، کسوف کی بھی دو رکعات ہیں۔ اور دیگر ائمہ کے نزدیک اس میں بھی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہے۔ علامہ طحاوی اور امام کے نزدیک ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔ دلیل حضرت عائشہ خبر ہا کی احادیث ہیں جن میں ہے کہ "آپ نے دو رکعتوں میں چار سجدے کئے۔" ہماری دلیل حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ کی احادیث ہیں جن میں ایک رکوع اور ایک سجدہ کی صراحت ہے۔ دراصل اس باب میں آنحضرت ﷺ سے متعدد مختلف روایات وارد ہیں۔ بعض میں صرف ایک رکوع ہے بعض میں دو بعض میں تین بعض میں چار بعض میں پانچ بھی کہ دس رکوع تک کے ساتھ روایات ہیں۔ یہاں سرایہ کی تفصیل کا موقع نہیں۔ ہمارا ان کی طرف اشارہ یا بیان کرنا صرف ایک اور دو رکوع والی احادیث کے تحقیق تام عرض کرنے تھے۔ جس رکوع والی حدیث مسلم میں ہیں حضرت جابر کی ہے اور تین رکوع والی حضرت علی کی روایت کے الفاظ کو ہم ابھی پڑھ کر آئے ہیں اور روایت حضرت ابی بن کعب کی ابو داؤد نے بروایت حسن دس رکوع اور اکیس سجدے بھی بیان کئے ہیں۔ علامہ ابن عبد البر نے تمہید میں حضرت عائشہ سے بھی دس رکوع کی روایت نقل کی ہے۔ ابن قرمہ نے بھی ان سب احادیث کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ یہ احادیث صحیح نہیں ہیں۔ اور صاحب اتقان نے کہا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ شارع صرف دو رکوع کو جانتے ہیں۔ اور زیادہ کو اجتہاد کہتے ہیں۔ بالجملہ اصل یہ ہے کہ یہ سب احادیث ہی آپ کے فعل کی حکایت ہے جس میں مشاہدین علی واقعہ کی خصوصی توجیہ وقت کرانی کا اختیار متعدد اوقات رکھتے ہیں۔ جس آپ کی کوئی

(۱) اخرجہ مسلم فی الصلوٰۃ باب ذکر النداء بصلوٰۃ الکسوف الخ (۲) اخرجہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ باب من روی ان فی کل رکعۃ رکوعین الخ

علماء بدعت ہیں تو آپ نے ایک کیسے کو کیوں نہ دونوں رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فقہی قاعدہ کے اعتبار سے راجح ہوں گی کیوں کہ قول حدیث میں امت کے لئے ایک واضح حکم ہوتا ہے۔ اس لئے جواز فعلی اور قولی حدیثوں میں کوئی تضاد ہو تو وہاں قول حدیث ہی امت کے لئے قابل ترجیح قرار دی جائے گی۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک دونوں رکعتوں میں قراءت سرّاً ہے۔ یہی امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے۔ صاحبین اور امام احمد کے نزدیک جہر ہے۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ "حضور اکرم ﷺ نے نماز کسوف میں قراءت دھیرے پڑھی"(۱) لہٰذا امام صاحب کی دلیل حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ساتھ کا نماز کسوف پڑھی تو آپ سے قراءت کا ایک حرف نہیں سنا گیا(۲) اتحاد قصہ کی روایتیں چونکہ مختلف ہیں اس لئے ان کو ترجیح ہوگی۔ لہٰذا قرب کی بنا پر حال یہ راجح ہوتا ہے

تیسری بات یہ ہے کہ احناف اور امام مالک کے نزدیک نماز کسوف میں خطبہ نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ

باب طلب باران کی نماز کے بیان میں

لَا صَلٰوةَ لَا بِجَمَاعَةٍ وَ زَادَ وَاسْتِسْقَاءٍ لَا فِيْ طَلَبِ رَدَاءٍ وَغَيْرُهُ فِيْهِ وَاِنَّمَا يَخْرُجُوْنَ لِمُدَّةٍ اَيَّامَ

اس کی نماز نہیں مگر باجماعت اور زیادہ کیا استسقاء میں اس میں چادر لوٹانا نہیں ہے اور اس کے علاوہ ہوتا ہے اور صرف تین دن تک نماز کیلئے نکلیں۔

تشریح الفقہ قولہ باب الخ استسقاء کے لغوی معنی پانی طلب کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں مخصوص کیفیت کے ساتھ دعا مانگنے یا نماز پڑھنے کو کہتے ہیں۔ نماز استسقاء امت کی خصوصیات میں سے ہے جو سنہ ۱ھ میں ہوئی ہے۔ استسقاء ایسے مقام پر ہوتا ہے جہاں دریا، نہیں، بارش وغیرہ نہ ہو جس سے سیرابی حاصل کی جاسکے۔ پانی چیزیں تو ہوں مگر لوگوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ناکافی ہوں۔ استسقاء کا ثبوت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع سے ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین (میں نے کہا اپنے رب سے مغفرت چاہو کہ وہ بہت بخشنے والا ہے تو وہ تم پر کثرت سے برسنے والا بادل بھیجے گا۔ تمہارے کاروبار کو مستقل بالغلہ ثابت ہے۔ اور آپ کے بعد خلفاء نے اور امت نے بارہا تعمیل کی ہے۔

قولہ لا صلوٰۃ الخ امام صاحب کے نزدیک استسقاء کی نماز مسنون ہے لیکن مسنون نہیں صاحبین اور امام مالک کے نزدیک مسنون ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے کیونکہ بقول علامہ عینی حنفیہ کے مسلمات سے نماز پڑھنے کی روایات ثابت ہیں(۳) امام صاحب فرماتے ہیں کہ سنت سے مراد وہ فعل ہوتا ہے جس کو آپ نے بطریق مواظبت کیا ہو۔ اور یہی بھی تعلیم جواز کے لئے ترک کیا ہو نماز استسقاء میں یہ بات نہیں کیونکہ متعدد روایات میں صراحت کے ساتھ ہے کہ آپ نے خطبہ کے بیچ میں دعا کرتے ہوئے ہاتھ اٹھائے تو لوگ بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔ حضرت عمر کی طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت عباس کو صدقہ کی اتباع دعا کے لئے رسمت مبارک اٹھانے سے تاکید کی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے خود پانی برسا دیا۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن مسجد میں ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ، مویشی اور انسان قحط سے ہلاک ہو گئے۔ اور راہیں بند ہو گئیں۔ تو آپ نے دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی۔ "یعنی دعا مستجاب" (بخاری و مسلم)

قولہ لا طلب الخ احناف میں امام صاحب کے نزدیک طلب رداء نہیں کیونکہ یہ ایک دعا ہے جس طرح دیگر دعاؤں میں تکلف نہیں

(۱) منہم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اخرجہ ابوداؤد والنسائی (۲) اخرجہ ابوداؤد والنسائی (۳) اخرجہ ابوداؤد والنسائی

کہتے ہیں اس طرح کہ میں بھی یہی ہونا چاہئے۔ لیکن امام محمد اور اکثر اصحاب کے نزدیک امام ابو یوسف اور امام مالک و شافعی اور حنابلہ رحمہم اللہ کے نزدیک قبلہ رو ہونا شرط ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سے قبلہ رو ہونا ثابت ہے[1]۔ علامہ شامی نے کہا ہے کہ قوی امام محمد کے قول پر ہے۔ قلب مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پشت کی جانب پھیلا کر داہنے ہاتھ کی بیں پلہ کا کچھ گوشہ اور بائیں ہاتھ سے داہنے چوتھا حصہ کاٹ کر دونوں ہاتھوں کو اس طرح ملائے کہ دایاں پلہ بائیں کاٹے ہوئے پر اور بایاں داہنی کاٹے ہوئے پر آجائے۔ اس طرح چار دل کی ہیئت مکعب ہو جائے گی جس میں مشک سائی کو خوشحالی سے بھرنے کا مشکوں ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

باب خوف کی نماز کے بیان میں

اذا اشتد الخوف بان عدوا لو شغل والف الامام طائفة بازاء العدو وصلى بطائفة ركعة

جب خوف بڑھ جائے دشمن سے جو زیادہ سے زیادہ امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابلہ میں کھڑا کرے اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے

و ركعتين ثم ذهبوا ولم يصلوا وجاء الآخرون فصلى بهم ما بقي وسلم وقضوا لانفسهم

اور دو رکعت پڑھائے پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور وہ آجائے تو امام ان کو باقی نماز پڑھا کر سلام پھیر دے اور یہ گروہ جا کر

وجاء الاولون فقاموا بلا قراءة وسلموا وذهبوا فقاموا الى العدو وجاء الآخرون فقرؤا لانفسهم

اور پہلے گروہ آکر بلا قرأت نماز پوری کر کے سلام پھیر دے اور چلا جائے اور دوسرا گروہ آئے قرأت کے ساتھ پوری کرے

وصلى في المغرب بالاولى وتحيى وبالثاني ركعة ومن فاتته ركعة ومن فاتته صورة وان اشتد الخوف

اور مغرب میں امام پہلے گروہ کو لے کر ایک رکعت پڑھائے دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے دو رکعت نفل کر لیتا کہ اس کی نماز کامل ہو جائے اور اگر خوف اور بڑھ جائے

صلوا ركبانا فرادى بالايماء الى اى جهة قدروا ولم يجز بلا عذر خارج الوقت

تو لوگ سوار ہو کر تنہا تنہا اشارے کیساتھ پڑھیں جس طرف بھی قادر ہوں اور دشمن موجود ہو تو نماز خوف جائز نہیں۔

توضیح اللغۃ: اشتد الخوف: خوف بڑھ جائے۔ طائفۃ: جماعت۔ بازاء: مقابلہ میں۔ ذہبوا: چلے جائیں۔ فرادی: تنہا تنہا۔ الایماء: اشارہ۔

تشریح الملتقط: قولہ باب صلوٰۃ الخ سابق کیساتھ اس باب کی مناسبت یہ ہے کہ ان دونوں کی مشروعیت عارضی خوف کی وجہ سے ہے اور مقصد کلام استطرادی طور پر یہ ہے کہ اس میں عارضی (انقطاع سفر) سفلی ہے اور یہ اصل القنوتی ہے۔ یعنی جہاد جس کا سبب کافر ہے۔ نماز ایک انتہائی عبادت ہے کہ جب تک انسان کے ہوش حواس قائم ہیں شب و روز میں پانچ بار ادا کرنا ضروری ہے۔ کسی حالت میں بھی ترک نہ ہو سکے لیکن انسانی زندگی میں ایسے حوادث بھی آتے ہیں کہ نماز ادا کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے فرمایا کہ ان حالات میں اطمینان کیساتھ ادا کرنا بہت آسان ہے لیکن یہ امر جنگ اور خوف و خطر کی حالت میں سکون کیساتھ ادا کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے جبکہ بعض اوقات چند منٹ نماز کے لئے فارغ کرنے کا مطلب دشمن کو کامیاب ہو جانے کے مواقع دینا ہو سکتا ہے مگر اس طرح کے ہنگامی حالات میں بھی نماز کا یکسر قلم موقوف نہیں کی گئی بلکہ اس کی ادائیگی کے طریق میں ایسی سہولت پیدا کر دی گئی کہ جس سے اس فریضہ کا ترک نہ ہونے پائے یہاں دشمن کو بھی مغلوب ہونے کا موقع ملے۔ صلوٰۃ خوف کا حکم قرآن کے پیچیدہ بیان میں بہت صراحت کیساتھ آیا ہے۔ اور اس کی

(۱) سنن ابی داؤد، باب من قال یصلی رکعۃ، رقم الحدیث ۱۲۴۵، عن جابر، الطبرانی عن جابر

تفصیل حاشیہ میں موجود ہے، البتہ اس مسئلہ میں علماء نے بعض قرائن سے یہ سمجھا ہے کہ یہ صرف حالت سفر کے لئے ہے، حالت اقامت میں تخفیف کا حکم نہیں ہے۔ امام مالک کی ایک روایت یہی ہے۔ بعض کے نزدیک حکم تخفیف صرف بعد رحالت تک محدود ہے آپ کی سواری نہیں ہوتی اور بعض امام نہیں ہو سکتا۔ آپ کے بعد بھی نہیں، مگر یہ دونوں امام نہ پڑھا سکتے ہیں۔ البتہ اس کی صراحت نہیں امام طحاوی (حنفی نہ پڑھا سکتا) اور امام ابو یوسف کا قبال یہی ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم عام ہے۔ آپ کی نیابت تک محدود ہے سفر کے ساتھ مخصوص نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ کے مسلمانوں کی قریب چار جگہوں میں صلوٰۃ خوف پڑھی ہے (اصل حضرات نے دو جگہوں کے متعلق لکھا ہے۔ اور علامہ عینی نے لکھا ہے کہ ابن اسحاق کی روایت میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سات خوف پڑھیں مرتبہ پڑھی ہے" ہے۔ کے بعد مسند صحابہ سے مخالف مرتبہ پڑھی کی روایت سے چنانچہ حضرت سعید بن العاص کے کہا تھا طبرستان کی فتح میں حضرت حذیفہ نے سردار کی اجازت سے ایک بار خوف پڑھائی۔ (ابو داؤد، نسائی) احمد الرحمن بن سمرہ نے کابل پر جہاد کرنے میں نماز خوف پڑھائی اور حضرت علی نے لیلۃ الہریر صفین میں صلوٰۃ کی اور خوف پڑھائی (بیہقی) ابو موسیٰ اشعری نے اصبہان میں نماز خوف پڑھائی (ابن ابی شیبہ) حضرت حذیفہ ابن عمرو بن العاص، حسن بن علی کیے تمام طبرستان میں آنحضرت ﷺ کے بعد نماز خوف پڑھی۔ سوال یہ ہے کہ نماز خوف جائز ہونے کی وجہ تو خوف ہے اور خوف کی نماز میں کیوں تخفیف ہوئی؟ خوف فرد واحد کی مقدار ہے اور عام خوف جیسا کہ زرقانی ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، بیہقی، دارمی شافعی، احمد حنفی کی روایت سے ثابت ہے۔ (دیکھو الفاکھی میاض فی الاعتقاد و بیان حدیث الخوف) کا ان کا نزول بلا صلوٰۃ خوف کے حکم آنے کے بعد تھا جو صلوٰۃ خوف کا مشروع قرار پانی۔ علاوہ ازیں خوف متحقق تھی اس کی تحقیق ہی نہیں تھی کیونکہ کفار کی تعداد بہت کم تھی۔ یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ امام ابو یوسف کے مذہب میں تمام مختوں کی ضد ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ہمارے مشائخ (امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ) نے اس کی شرح مختصر الکرخی میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسف نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے جس کا ہمارے اصحاب کے نزدیک باقی نماز خوف پر ہے۔

قولہ وہو اقتداء الخ نماز خوف کیلئے شرط خوف کی تحقیق امراء کی ہے اس کو مصنف نے لیا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک دشمن دشمن نہیں ہے چنانچہ تھوڑا دیہاتی خوف جائز ہونے کے لئے صرف دشمن کا سامنے موجود ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ حقیقی خوف مراد نہیں بلکہ دشمن کا موجود ہونا بھی اس کے قائم مقام ہے جیسے نصف لشکر کسی سرحد پر ہو جائے تو تمام لشکر کی نماز خوف ہے چونکہ سفر سب مشقت ہے اس لئے وہ مشقت کے تمام مقام ہے۔ یہی ایسے ہی دشمن کا موجود ہونا خوف کا قائم مقام ہے

قولہ وصلی بطائفۃ الخ جب دشمن یا درندہ وغیرہ کی وجہ سے خوف بڑھ جائے تو امام مسلمانوں کی فوج کے دو حصے کر کے ایک کو دشمن کے مقابلہ میں کھڑا کر دے اور دوسرے کو یکے کھڑے نماز پڑھ جائے اگر سامنے اور دشمنوں کی طرف اگر پیٹھ دے کر اپنی نماز جماعت کر کے دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہو جائے اور جو گروہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہوا ہے اور امام کے ساتھ باقی پڑھ جائے اور جو سلام پھیرا ہے۔ امام کے سلام کے بعد یہ لوگ پھر دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑے ہوں اور پہلا گروہ جو شروع کی تکبیر کہہ کر گیا تھا وہ آئے اور اپنی باقی نماز بلا قرارت پوری کرے کیونکہ سابق میں امام کی قرارت نہیں ہے۔ نماز پوری کر کے یہ لوگ دشمن کے سامنے چلے جائیں اور دوسرا گروہ آ کر اپنی بقیہ نماز قرارت کے ساتھ پوری کرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور مسبوق پر قرارت لازم ہے اور اگر مغرب کی نماز ہو تو امام چلے تو رکعتیں پڑھ کر دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھا دے گا لیکن یہ یاد رہے کہ اگر دشمن نماز میں عمل کثیر کیا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ فہم و قاتل عمل قلیل پر معاف ہے واللہ اعلم۔

ہو بعد [illegible] مسلمان اس کی طرف [illegible] صلوٰۃ خوف [illegible] ہو بعد صلوٰۃ [illegible] اس [illegible] واللہ اعلم بالصواب [illegible] واللہ اعلم بالصواب

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مختلف مواقع پر حسب حالات مختلف طریقوں سے نماز ادا کی ہے۔ قدوری اور ابوجعفر الطحاوی کی تصریح کے مطابق سولہ صورتوں سے آپ کی نماز ثابت ہے اور ہر صورت جائز ہے۔ صرف راجح و مرجوح کی بات ہے۔ مصنف نے جو حدیث یہ ہے کہ اس آنحضرت ابن مسعود کی روایت ہے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور یہ کہنا کہ ابن مسعود نے ابن مسعود سے نہیں سنا صحیح نہیں۔ حضرت ابن عمر کی حدیث سے استدلال کیا ہے جو صحیح ہے۔ مسند میں موجود ہے۔ صورت حدیث کو بالتفصیل کتاب الطہارت میں ابن خزیمہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی چیزوں میں رائے کو دخل نہیں۔ سند ابن عباس کا یہ قول بحکم مرفوع حدیث کے ہے۔

فائدہ: وان خشی الخ اگر خطرہ ہو جائے اور صورت مذکورہ نہ ہو تو نماز توڑ دے۔ اگر کسی نے چاہا کہ تنہا تنہا نماز پڑھ لیں اور سواری سے اترنے کا بھی موقع نہ ہو تو سواری پر نماز پڑھ لیں۔ اس کی بھی مہلت نہ ہو تو پھر نماز توڑ دے۔

بَابُ الْجَنَائِزِ

باب جنازہ کے بیان میں

وَإِذَا حَضَرَ الْمُحْتَضَرَ لُقِّنَ الشَّهَادَةَ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَيُلَقَّنُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لِأَنَّ الظَّاهِرَ أَنَّهُ يَمُوتُ عَلَى مَا عَاشَ عَلَيْهِ وَيُوَجَّهُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ مُسْتَقْبِلًا بِهِ الْقِبْلَةَ لِأَنَّهُ يَصِيرُ مُسْتَقْبِلًا بِوَجْهِهِ وَصَدْرِهِ وَهُوَ سُنَّةُ الْمَوْتَى وَإِنْ تَعَسَّرَ عَلَيْهِ الْمَوْتُ لَقَّنَهُ وَلَمْ يُكَلِّمْهُ إِلَّا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ آخَرَ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ قَدْ حَصَلَ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ عِنْدَهُ يس لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اقْرَءُوا يس عَلَى مَوْتَاكُمْ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ عِنْدَهُ الرَّعْدُ لِأَنَّ فِيهِ تَخْفِيفًا عَلَى الْمَيِّتِ

جب آدمی کو موت کا وقت قریب معلوم ہو تو اس کو کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے جب مرجائے تو اس سے بار بار نہ کہا جائے۔ کلمہ کی تلقین کی جائے

وَوُضِعَ عَلَى سَرِيرٍ مُتَخَيِّرٍ وِتْرًا وَصُبِرَ عَوْرَتُهُ وَحِزَّةُ وَوُضِّئَ بِلَا مَضْمَضَةٍ وَاسْتِنْشَاقٍ وَصُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ

اور اس کو عمدہ چارپائی پر رکھا جائے جو طاق ہو یعنی تین یا پانچ بار دھوئی جائے اور اس پر بدبودار چیز لگا دی جائے اور وضو کرایا جائے

عَلَى بَيَاضِ ثَوْبٍ حَرِيرٍ وَلَا تُغْرَفُ وَغُسِّلَ ثَلَاثًا وَبِحَثْمَةٍ بِالْحَصِّ وَاضْطَجَعَ عَلَى بَيَاضِهِ فَغُسِّلَ

جو بیری کے پتے یا اشنان سے ہو۔ خالص پانی اور اس کا مرد اور عورت کو غسل دیا جائے۔ غسل دینے والے کو وضو کرانا چاہئے

حَتَّى يُجْرَى الْمَاءُ فِي مَدِيَيْهِ ثُمَّ تُحِلَّ عُقَدُهُ ثُمَّ عَلَى يَمِينِهِ كَذَلِكَ ثُمَّ أَجْلَسَ مُسْنِدًا إِلَيْهِ

دھویا جائے۔ پانی اس قدر تک پہنچ جائے جو ظاہر ہو جائے۔ پھر بائیں طرف سے کروٹ دے کر سلایا جائے پھر بٹھا کر پیٹ کو سہلایا جائے

وَمَسَحَ بَطْنَهُ رِفْقًا وَمَا خَرَجَ بِهِ خَسَّهُ وَلَمْ يُعِدْ غُسْلَهُ وَلُفَّ بِلَفَائِفَ

اور اس سے کچھ نکلے تو اسے صاف کرے اور جو کچھ نکلے اسے دھو دیا جائے دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں اور کپڑے سے لپیٹ کر دیا جائے

وَفُعِلَ الْحَنُوطُ عَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ وَمَسَاجِدِهِ وَالْكَافُورُ عَلَى مَسَاجِدِهِ وَلَا يُسَرَّحُ شَعْرُهُ وَلَا يُحْلَقُ ظُفْرُهُ وَشَعْرُهُ

اور اس کے مرد اور عورت کے سر اور داڑھی اور سجدہ کے اعضاء پر حنوط لگایا جائے۔ کافور بھی سجدہ کے اعضاء پر لگا دیا جائے۔ اس کے بال نہ کنگھی کئے جائیں

توضیح الفاظ: جنازہ نام ہے میت کا جبکہ وہ رکھی ہوئی ہو۔ اور جنازہ کہا جاتا ہے اس چارپائی کو جس پر میت رکھی ہو۔ اور نعش کہتے ہیں میت کے پاس کلمات خیر پڑھنا تاکید بتا دیا جائے۔ اس کو تلقین کہتے ہیں۔ یہ بات مرنے سے پہلے کہی جائے۔ مرنے کے بعد نہ کہی جائے۔ اس کو تلقین نہیں کہتے۔ بلکہ ذکر کہتے ہیں۔ وضو کرانا۔ وضو کرانے والے کا کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالن

تشریح: لفظ فوت جب اپنی اصل معنی میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ بیمار ہے اور اس کا بچنا مشکل ہے۔ مثلاً اب شدت کی تکلیف میں مبتلا ہے اور طبیب اس کی حالت سے مایوس ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس کا بچنا مشکل ہے۔ اس لئے اس کو فوت ہو گیا کہہ دیا۔ اس کے بعد کبھی صحت یاب ہو گیا اور کبھی مر گیا۔ اس لئے اس کو فوت ہو گیا کہنا درست نہیں۔ اس کے بعد کبھی صحت یاب ہو گیا اور کبھی مر گیا۔ اس لئے اس کو فوت ہو گیا کہنا درست نہیں۔ اس کے بعد کبھی صحت یاب ہو گیا اور کبھی مر گیا۔ اس لئے اس کو فوت ہو گیا کہنا درست نہیں۔

علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فوت کی تعریف میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ فوت کے معنی ہیں کہ کسی شخص پر موت کے آثار ظاہر ہو جائیں۔ اس کے بعد اس کا بچنا مشکل ہو جائے۔ اس کے بعد اس کا بچنا مشکل ہو جائے۔ اس کے بعد اس کا بچنا مشکل ہو جائے

نکال کر پانی ڈالا جائے۔ پھر نہلانے والا مرد کو بیٹھا کر اس کے پیٹ کو سہلائے۔ اس سے خارج ہونے والی نجاست وغیرہ خارج ہو اس کو دھو ڈالے۔ دو بار غسل دینے کی ضرورت نہیں۔ نہلانے کے بعد کسی کپڑے سے اس کے بدن کو خشک کر دیا جائے۔ اور اس کے سر اور داڑھی پر حنوط خوشبو لگائی جائے اور اس کے جوڑوں کی ہڈیوں (یعنی گھٹنوں، ٹخنے، پاؤں) پر کافور ملا جائے۔ جیسا کہ ابن مسعود وغیرہ کے اثر سے ثابت ہے (مصنف ابی شیبہ) متفق علیہ عن ابن مسعود (عبدالرزاق عن ابن عیینہ عن علی) اور مرد کے (مرنے کے) بالوں میں سر اور داڑھی (کے بالوں) میں کنگھی نہ کی جائے اور نہ اس کے ناخن تراشے جائیں اور نہ بال کاٹے جائیں۔ کیونکہ یہ سب چیزیں زینت کیلئے ہوتی ہیں اور مرد ان تمام چیزوں سے مستغنی ہو چکا ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ کی حدیث "علام عصمت میتکم" جس پر گفتگو کی گئی ہے۔ (عبدالرزاق محمد بن حسن عن یحییٰ بن ابی اسحاق عن القاسم بن سلام) سرقانی میں ہے کہ مرنے کے بعد ناخن نہیں جاؤ نہیں۔ اور اگر ناخن یا بال کاٹے جائیں تو مردے کے کفن میں رکھ دیئے جائیں (کذا فی الاتحاف)

فرحیلہ ظفر گنگوہی

وَكُفِّنَ سُنَّةً إِزَارٌ وَ قَمِيصٌ وَ لِفَافَةٌ وَ يُكَفَّنُ إِزَارٌ وَ لِفَافَةٌ وَ خِرْقَةٌ مَا يُوضَعُ وَلَفٌّ مِنْ بِسَاطِهِ

مرد کا مسنون کفن چادر، کرتہ اور بڑے کفن کا چادر اور لفافہ ہے اور کفن کا چادر اور لفافہ ہے اور ضروری جو سمیر ہو جائے اور لپیٹا جائے، کپڑے کی طرف سے

ثُمَّ مِنْ عِمَامَتِهِ وَعِمَامَةِ ابْنِ جَدِّهِ الْمُتَعَمِّمِ وَكُفِّنَتْ سُنَّةً دِرْعٌ وَ إِزَارٌ وَ لِفَافَةٌ وَ خِمَارٌ وَ خِرْقَةٌ

پھر اس کی طرف سے اور کفن کفایہ کے اگر کپڑے کا کرتہ ہو عورت کا مسنون کفن کرتہ، چادر، اوڑھنی، چادر اور ٹیکہ پٹی ہے

تُرْبَطُ بِهِ ثَدْيَاهَا وَ يُكَفَّنُ إِزَارٌ وَ لِفَافَةٌ وَ جَنَازَةٌ وَ لَيْسَ الدَّرْعُ إِزَارٌ ثُمَّ يُخَافُ الْحَرُّ فَالْبَرْدُ عَلَى عَكْسِهِ

جو اس کی چھاتیوں پر باندھی جائے اور کفن کفایہ ازار اور لفافہ اور جنازہ ہے اور پہنایا جائے کرتہ ازار نہیں پھر اگر گرمی کا خوف ہو تو بکر کر دیا جائے، سردی کا خوف ہو تو اس کے برعکس ہے

فَوْقَ الدَّرْعِ ثُمَّ الْخِمَارُ فَوْلَهُ نُدِبَ اللِّفَافَةُ وَيُحَنَّطُ لَا كُفِّنَ أَوْلَا وَنَوَاهُ

کرتہ کے اوپر پھر اوڑھنی اس کے اوپر پٹ کی چادر کے نیچے اور بہتر ہے کفن کے کپڑوں کو اس طرح لپیٹنا

توضیح اللغۃ: اوزار جمع ہے چادر، قمیص کہتے ہیں کفنانے پوت کی چادر نما کپڑے کو جو سر سے لیکر پاؤں تک پہنا دیا جائے اور لفافہ کہتے ہیں چادر کو جو قمیص کے اوپر لپیٹا جائے، خمار اوڑھنی، خرقہ بمعنی تر بند باندھا جائے، حنوطی یا حنوط، عنبر یا چوبی، صدر، بیدہ، اکفان جمع کفن۔

تشریح المتن: قولہ و یکفن الخ احناف کے نزدیک مرد کے لئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں۔ ازار یعنی چادر سر سے لیکر پاؤں تک، قمیص یعنی بلا سلائی کھلی کرتہ سے پاؤں تک لفافہ یعنی پٹ کی چادر کہتے ہیں "کہ حضرت علیؓ کا کفن تین ہی کپڑوں پر مشتمل تھا جیسا کہ حدیث میں ہے" سوال حضرت عائشہؓ کی حدیث میں تو قمیص کی نفی ہے۔ جواب دوسری روایات میں قمیص کی صراحت ہے نیز نفی حضرت عائشہ کی حدیث میں قمیص کی نفی کا مطلب یہ ہے کہ سلا ہوا قمیص نہیں تھا۔ بغیر سلا ہوا جسے کھلی کہا جاتا ہے۔ اور عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں اور درع یعنی قمیص ازار اور اوڑھنی پوت کی چادر سینہ اور جسم سے عورت کی چھاتیاں اچھی طرح باندھ دیا جائے۔ نہلانے کے درع اور قمیص میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ ازار کی گرہ بیان چھاتی کی طرف ہوتا ہے اور قمیص کا سوراخ سر کی طرف اور کفن کفایہ سر کیلئے ازار اور لفافہ ہے اور عورت کے لئے ازار، لفافہ اور اوڑھنی ہے۔ اور کفن مسنون مرد و عورت کیلئے ہے جو سمیر ہو چنانچہ حضرت مصعب بن عمیرؓ جب شہید ہوئے تو قمیص ایک چادر میں لپیٹا گیا جو چھوٹی تھی کہ سر ڈھکا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکے تو سر کھل جاتا۔ آنحضرت ﷺ نے سر ڈھکنے کا حکم فرمایا اور پاؤں گھاس سے چھپا دیئے گئے۔[1]

---

[1] الحاشیہ: ۱ کذا فی ہامش نسخہ دہلی۔

۲ کذا فی ہامش نسخہ دہلی۔ ۳ کذا فی ہامش نسخہ دہلی۔

فائدہ ۔۔۔ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

الفصل المتطهر احي معصوم وهي فرض كفايه وشرطه اسلام الميت وطهارته ثم الفاجر ان حضر

(فصل) پاکیزہ مومن تر و تازہ ہے اور اس کا جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے اور اس کی شرط مردہ کا مسلمان اور پاک ہونا ہے پھر فاسق ہے اگر وہ حاضر ہو

ثم تعلم الصبي ثم الوصي وله ان يكون بغيره الا صلى غير الولي والسلطان احق الولي

پھر سمجھدار نابالغ پھر اس کا ولی اور اس کو امامت کے لئے اجازت دینے کا حق ہے اور ولی اور بادشاہ کے علاوہ اس کی اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور

ولو نصل غيره بعده وان قضى ولا صلاة على قبر مطلقا

ولی کے بعد ولی اور اس کے بعد جس کو ولی حکم دے اور اگر ولی قبر پر نماز پڑھ چکا ہو تو پھر دوسرا شخص نہیں پڑھ سکتا ہے

تشریح الفقہ قولہ فالمتطهر الخ نماز جنازہ کے سبب سے مراد وہ شخص ہے کہ اس کا وقت ہے۔ بشرطیکہ وہ حاضر ہو کیونکہ حضرت حسن سے جنازہ کی نماز کے لئے حضرت حسین سے مصلیٰ بچھانے کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس سے وضو کرنے کے لئے جانا ثابت ہے اور اس لئے کہ یہ فرض ہے اور اس کے ادا کرنے کا مکلف وہ ہے جو اس کے وقت میں موجود ہو اور جو موجود نہ ہو اس کی ادائیگی کا مکلف نہیں ہوتا ہے۔

قولہ وهي فرض الخ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یہ کہنا مراد ہے کہ اس کا ادا کرنا مقصود ہے "اصل الفرض" قید بڑھانا اچھا ہے تاکہ "فرض" کا لفظ جو کہ اصطلاح میں ایک خاص معنی کے ساتھ مخصوص ہے اس کے ساتھ مشتبہ نہ ہو کیونکہ حضرت ابن عباس سے ایک روایت میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ چلنا فرض ہے اور اس سے مراد فرض کفایہ ہے۔

رفع یدیہ بتکبیر اب بھی بعد الاولیٰ وصلوۃ علی النبی علیہ السلام بعد التکبیر ودعاء بعد التحلیلہ

اور دوسری رکعت کی جو تکبیریں ہیں ان میں ثنا کیا جائے گا تکبیر کے بعد اور صلوٰۃ ہے درود کے ساتھ اور دوسری تکبیر کے بعد اور دعا کیا جائے گا تیسری تکبیر کے بعد

وتسمیۃ بعد الرابعۃ فوکثر خمسا لم یتبع ولا یستفتح لصبی ولا مجنون ویقول

اور تسمیہ کہا جائے گا چوتھی کے بعد پس اگر امام پانچویں تکبیر کہے تو تابعین نہ کی جائے گی اور نہ پڑھا جائے گا ثنا کے لئے نہ بچہ اور مجنون کے لئے۔ اختصار کرے بلکہ یوں کہے

اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا وبیض لہ فی قبرہ وافسح لہ فی قبرہ

کسی کو یاد رکھنے کے لئے آگے بھیجنے والا۔ اور ذخر کا معنی ہے اور شفاعت کرنے والا۔ اور شفاعت قبول کیا جانا۔ اور اختصار کرے تیسری تکبیر کے بعد۔

لا من کان حاضر فی خانہ ینتظرہ ویقوم للجنازۃ والمرأۃ محدثۃ والضرائر ولم یصلوا وکفیلا ولا فی مسجد

امام کیساتھ نہ وہ شخص جو موجود ہو گھر میں کی حالت میں اور کھڑا ہو جنازہ اور عورت کے لیے نئے مقابل اور ضرائر نہ پڑھیں نماز اور کفیل اور نہ مسجد میں

توضیح اللغۃ فرد آگے بڑھنے والا پیش رو جو راستہ کو فرض کیا جائے۔ مشتق حس کی سفارش نہیں ہوتے رکھا جائے گا سفارش کرنے والے کی حالت میں۔

تشریح الفقہ قولہ وھی ۔ یعنی نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اور ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے۔ کیونکہ متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ چار تکبیریں کہتے تھے۔ (اخرجہ الدارقطنی والبیہقی والطبرانی عن ابن عمر و الدارقطنی عن ابن عمر و عاصم بن ابی امامہ عن ابیہ عن جدہ عن ابن عمر) سوال یہ کہ حضرت ﷺ نے پانچ اور سات تکبیریں بھی پڑھی ہیں؟ جواب پانچ تکبیریں تو ہاشم کے لئے اور سات تکبیریں بدریین کے لئے فاصل تھیں۔ جیسا کہ ابونعیم کی تاریخ اصبہان میں حضرت انس عباس سے تصریح مروی ہے ان الصلوٰۃ علی اھل بدر سبع تکبیرات والی ہاشم خمس تکبیرات ثم کان آخر صلوتہ علی الجنازۃ اربعا۔ سوال دیگر اور یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے چوتھی پر جنازہ کی نماز پڑھی ہے اور پانچویں کی نفی تو نہیں ہوئی جواب آنحضرت ﷺ نے چوتھی پر جنازہ کی نماز پڑھی ہے۔ اور پھر وفات شریف تک یہی عمل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں پانچ سات تکبیروں کا ذکر ہے وہ آپ کے آخری فعل سے منسوخ ہیں۔ سوال نسخ کے لئے متاخر ہونا شرط ہے۔ اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ افعال متاخر ہے؟ جواب نجاشی کی موت کا قصہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ کی روایت سے موجود ہے اور ابوہریرہ متاخر الاسلام ہیں اور نجاشی کی موت حضرت ابوہریرہ کے اسلام کے بعد ہے۔ نیز حضرت عمر ابن عباس ابن ابی اوفی جابر کی روایات میں تاخیر کی صراحت موجود ہے۔

قولہ بثناء ۔ نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی دفعہ کبیر کہا جائے اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اس کے بعد احناف کے نزدیک ہاتھ نہ اٹھائے۔ شوافع اور ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ سب تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے اور یہ ایک زائد عمل ہے جس کا علم سے بھی ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عمر ہر تکبیر پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ لیکن ظاہر الروایہ پہلا قول ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (دارقطنی عن ابن عباس و ابوہریرہ و اعل حدیث ابن عمر بالضعف۔ کیونکہ حضرت ابن عمر اور حضرت علی سے یہ روایت بھی ہے کہ تکبیرات صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (ابن سعد عن نافع) نیز فعل النبی ﷺ پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھے پھر دوسری تکبیر کہے اور درود پڑھے تیسری تکبیر کے بعد "اللھم اغفر لحینا الخ" دعا پڑھے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے۔ امام شافعی کے یہاں پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ خفیہ ہے۔ ہمارے نزدیک یہ جائز ہے اور یہ قرأت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سے قرأت فاتحہ ثابت نہیں ہے۔

قولہ ولا یستفتح ۔ نماز جنازہ میں بچہ اور دیوانہ کے لئے مغفرت کی درخواست نہ کی جائے کیونکہ یہ مکلف ہی نہیں بلکہ یہ دعا بچے کے والدین کے لئے ہے۔ اور مجنون سے مراد وہ ہے جو اصلی ہو یعنی موت تک اس کی عقل درست نہ ہوئی ہو۔

ہو جو نفس پاک کرنے سے بعد وضو ان کے لئے ضروری ہے تو اس کے لئے استنجا کرنا ہوگا۔ پھر وضو کرنا ہوگا۔ بعض نسخوں میں جو مرقوم ہے کہ جاوید نہیں ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ صحیح نسخوں میں ہے کہ ہے۔ اگر کپڑے کو ان دونوں کا نقض یا طہارت کا یقین ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نقض پر بنا کرے۔ سوال یہ ہے کہ یہ سوال دونوں صورتوں کے لئے ہوں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر نجاست کا ظن غالب ہو تو اس کے لئے آگے کے جملے میں جواب ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر نجاست کا ظن غالب ہو تو اس صورت میں بھی اس کے لئے سعید ہوگی۔ انشاء اللہ

قولہ (بشرطیکہ اس کو کسی نجاست کے ساتھ ملوث نہ پائے) اور بعد میں شریک ہونے والے طریقے کے بارے آتے ہی تکبیر کہے۔ امام کو تکبیر کا انتظار کرے اور اس کی متابعت کرے۔ امام جو بھی کرتا ہے یہ کرے۔ امام جو تکبیر کہے۔ اس کے ساتھ ہو جائے یا کچھ اس کی بعد تکبیر کہے۔ اور مسبوق تکبیر کہنا بھی ہے۔ لیکن یہ اس وقت کہے جب امام کو رکوع میں پائے۔ اور امام کے ساتھ تکبیر کہے۔ لیکن دوسری تکبیر کا انتظار نہیں کرے۔ بلکہ طریقہ کے قول کے مطابق یہ ہے کہ تکبیر کی تکبیر ایک رکعت کے لئے کافی ہے۔ مسبوق پر فوت شدہ رکعتیں جب امام سلام پھیر دے تو اس کے بعد ادا کرتے ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو فوت شدہ رکعتوں میں امام کے ساتھ شریک ہوا ہو۔ کیونکہ وہ امام کے ساتھ سلام پھیرے گا۔ اور امام کے بعد تکبیر کہنے کی صورت میں بھی تکبیر اس سے ساقط نہیں ہوگی۔

قولہ (یعنی وضو کرنا اور نماز کا) یہ عبارت کا ماحاصل کے بیان کے مقابلی کھڑا ہونا کیونکہ سیدھا ہونا تب ہے جس میں اور برابری ہے۔ یہاں اس کے سیدھے کے مقابلی بلکہ یہ کہ اس کے ایجاب کے بعد شروعات کی طرف اشارہ ہوگا۔ مگر یہ بھی اچھا جواب ہے۔ اگر یہ ہے کہ نماز کا وضو کیونکر ہوسکتا ہے۔ نماز وضو پر مقدم ہوتی ہے کیونکہ یہ ہی صحیح ہے۔ بنا یا عادہ تمام کو شرع نہیں کیا جائے گا۔ اس کی بحث ہوا ہوا ہے۔

قولہ (لاحق مسجد میں شریک ہوا) کہا جاتا ہے کہ اس نماز پر بنا کرنے سے بعض نے ایک تحریمی اور بعض نے دو تحریمی کہا ہے۔ اور اگر امام نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اس کے لئے بھی بیٹھنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اس کے لئے بھی بیٹھنا ہے۔

(صحیح مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد، مؤطا امام مالک، سنن دارمی)

مسئلہ یہ ہے کہ اس روایت کو دوسرے امام مذہب صحابی کے مقابلہ میں لے تو کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ عدم حجیت ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابن حزم ظاہری نے اس کو صحیح کہا ہے کیونکہ صحابی ہے۔ امام شافعی کا بھی یہ مذہب رہا ہے کہ صحابی کی روایت حجت ہے۔ کیونکہ ان کی روایت سے ہے اور صحابہ سے ان کی روایت قدیم ہے۔ امام مالک سے صحابی کی روایت کے بارے میں دو قول ہیں۔ "صحابی مرفوع حدیث جیسا ہے" اور "علم ہے" کہا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور روی عبد القدوس سے بھی یہ ہی مروی ہے۔ اس مسئلہ میں ہی حدیث مسئلہ کی دلیل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (مسلم) اصحاب حدیث نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر کہا کہ یہ کیسی بات ہے کہ آپ امام علی فرماتے ہیں کہ کل دن بھر آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

سے نہ ہٹایا گیا آپ نے مسجد میں نماز پڑھی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ بات شروع میں تو نہیں تھی ایک مرتبہ حضرت عائشہ پر کچھ گرگیا تھا۔ اسی روایت میں یہ موجود ہے۔

سوال حدیث کو الصدر من صلی علی میت فی المسجد کے تحت فی المسجد میں نہیں ہوتی ہیں۔ نماز کا حکم ہے جنازہ کا حکم ہے۔ بلکہ یہاں اس صورت میں روایت نہیں ہوتی جائے۔ اس صورت میں نماز کی جگہ ہے اور میت مسجد کے اندر ہو بلکہ یہ نہ ہو تو نماز کی نماز ہو تو کراہت نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ یہ ہو کہ کراہت نماز میت ہو اس کے قدموں سے مگر مقصد ہوتی۔ اگر ایک آدمی ہو اور ایک ہو تو کراہت نہیں ہونی چاہیے۔ پھر کیف حدیث مذکور سے مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ مدعا ثابت کراہت ہے۔

جواب جس اصل کی ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں کچھ معمول پر ظاہر ہوتا ہے جیسے ضرب اول اور ثانی میں معمول پر ظاہر ہیں ہوتا ہے مگر کبھی ہوتا ہے اگر ظرف پہلی صورت میں ذکر کیا جائے تو معمول ظرف ہوتا ہے۔ اس میں جائز ہوتا ہے۔ حنفیہ میں نہیں ہے۔ دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے ظرف ہے خواہ مظلم ہو یا نہ ہو۔ دوسری صورت میں ظرف متعلق فعل سے ہوتا ہے خواہ اس میں معمول ہو یا نہ ہو۔ مثلاً یوں کہیں گے۔ ہو کہ مسجد میں یا کہ مسجد مظلم کا ظرف ہے۔ تو اگر یہ کہے کہ میں نہ پڑھا پھر اگر کوئی شخص حرم کے شکار کو تیر مارے تو وہ قاتل ہو جائے گا۔ کو حرم سے ماہر ہو۔ ساتھ جنازہ قسم کا ہے۔ معلوم ہو کہ مسجد سابق کا ظرف ہے خواہ اس میں میت ہو یا نہ ہو۔ نماز کے لئے مرگ ہو۔ آنحضرت ﷺ کا مسجد سے نکل کر عیدگاہ میں نماز پڑھنا اس کا شاہد ہے۔ اس سے کہ اگر مسجد میں نماز جائز ہوتی۔ تو باہر نکلنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ بیشک جنازہ مسجد میں رکھا جائے۔ جنازہ نماز پڑھنے کے بعد خود مسجد میں داخل ہوتی تو مردہ کو مسجد میں داخل کرنا نظر آتا ہوں ناجائز ہوگا۔

کوشش مولانا انور

وصلی اصحابہ خلفہ و لا لا تصلین معی احد انہ الا ان یسلم احدھما فلو
در کسی پیچھے آدمی کی نماز پڑھی جائے اور کسی نہیں پیچھے وہ جو حاضر ہو گیا ہو کہ ساتھ والے کے دین پر ہو یا وہ پیچھے ہو
ولم یسلم احدھما معہ و یصلی وہی مسلم مکانہ وبلغہ وبلغہ وبلغ عدد سبعۃ لو بعدہ الاربع ویصلی بہ
پڑھی گئی ہو اور ہو گیا ہو ساتھ مسجد کے اور کوئی نہ ہو کہ اس کے ساتھ ہو اور نماز پڑھا کرتا ہے اور چار ہی کرتا ہے۔ اور ہو
یصلی کی ہو اور ہو گیا ہو ساتھ مسجد کے اور کوئی نہ ہو کہ اس کے ساتھ ہو اور نماز پڑھا کرتا ہے اور چار ہی کرتا ہے۔ اور ہو
یصلی وکرہ جلوس قبل رفعہ والسنۃ قدمھا وضع قدمیہ علی یمینک ثم توضعہ
سے پہلے اور ہو کہ سے پہلے بیٹھنا اس کے آگے کے پیر اور سنت ہے کہ پہلے داہنا پیر رکھے پھر اس کے بعد
ثم قدمیہ علی یسارک ثم موضعہ یحفز غیر وقدمہ ویدعو ثم یرفع قبل القبلہ ویقول واصنعہ
بائیں کو پھر وہ کہ ان کی جگہ پر اپنے ہاتھ رکھے پھر دعا کرے پھر اٹھے قبلہ کی طرف سے اور کہے

بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ وہو حقہ الی القبلۃ ویحل الضعفۃ یسری نظر علیہ والمنصب لا الاحر والمنصب
اللہ کے نام سے اور اللہ کے رسول کے طریقہ پر اور قبلہ رخ کر دیا جائے اور بیٹھ جائے۔ پھر کی جگہ کو دیکھتا رہے اور مرد کی نماز پڑھی جائے
وسنی قبرھا لا قبرہ ویھان العرابہ رسنم نسبۃ و لا یرفع و لا یجصص

اور بنائی جائے عورت کی قبر سے کہ مرد کی نہ بنائی جائے گی اور قبر کا ہاں نہ بنائی جائے گی۔ پختہ کی نہ بنائی جائے

---

(۱) ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی القبر بعد ما یدفن (۲) ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراہیۃ الجلوس علی القبر
(۳) ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی القبر بعد ما یدفن

ولا يخرج من القبر الا ان يكون الارض مغصوبة

اور مردہ کو قبر سے نہ نکالا جائے گا یہ کہ زمین غصبی ہو۔

توضیح اللغۃ: اخرج الشیء: کسی چیز کو نکالنا۔ یہ باب تفعیل سے ہے جب دو مفعول ہوں تو کبھی ایک مفعول کا صیغہ بدل کر دوسرا مفعول بنا لیا جاتا ہے۔ مثلاً زید عمرا کھودنا۔ یہاں بھی قبر بدل کر مقبور کھودا جائے۔ مقبور کو بسولی وغیرہ کر دیا جائے یعنی کچی اینٹ کے قبر میں ہوں جیسے بانس رکھنا وغیرہ۔ تو کچی اینٹ خشت کہلاتی ہے اور کچی قبر میں ہوں جیسے بانس رکھنا وغیرہ۔ تو کچی اینٹ خشت کہلاتی ہے اور کچی قبر لحد کہلاتی ہے۔ یہاں لحد کی قید اس لئے لگائی ہے کہ لحد میں جنازہ کو رکھنا آسان ہوتا ہے۔ لاینبغی چونکہ ممنوع کا لفظ ہے اس لئے ترجمہ نہ کیا جائے۔ بلکہ مفہوم کو سمجھ کر ترجمہ کیا جائے۔ مغصوبۃ: غصب کیا ہوا۔

تشریح الفقہ: قولہ ومن صلی الخ: کفن دفن کے بعد اگر کوئی چیز نکلے جس سے کفن یا میت کی توہین ہو تو اس سے اس کا نکالنا ہو سکتا ہے جیسے اس کا دفن کرنا معلوم ہو چکا ہے اور اس پر نماز بھی ہو چکی ہے۔ یعنی شریعت میں ایسے بچہ کا حکم نہ کیا ہے بلکہ اس کا نام بھی رکھا جائے گا کہ وہ زندہ ہے اور اس کا غسل و کفن دفن کیا جائے گا۔ اور وراثت بھی جاری ہوگی۔ اور اگر ایسی علامت ظاہر نہ ہوئی ہو (مثلاً یوسف کے مردہ کا نام رکھا جائے گا۔ اور غسل بھی دیا جائے گا۔ لیکن اس کی نماز نہیں پڑھی جائے گی جیسے اس بچہ پر نماز نہیں پڑھی جاتی جس کے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ وہ اس طرح سے قید کیا گیا ہو۔ کہ وہ دوسری طرف کے ساتھ ملنے کا ہو۔ ہاں اگر اسکے ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو وہ اس پر نماز پڑھی جائے گی

قولہ ولی مسلم الخ: اگر کوئی کافر مر جائے اور اس کا ولی مسلمان ہو تو وہ اس کو غسل دے۔ اور کفن دفن کرے۔ کیونکہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کافر چچا کے انتقال کی اطلاع کی تو آپ نے حضرت علی کو یہی حکم فرمایا تھا (ابن سعد عن علی) لیکن کافر کے جنازہ میں طریق مسنون کی رعایت نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اس کو اس طرح غسل دیا جائے گا جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہیں۔ پھر کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دیا جائے گا۔

قولہ بقدر ما یواری الخ: یعنی چار انگل اپنے کندھوں پر اٹھائیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص جنازہ کو اٹھائے تو میت کے چاروں پایوں کو اٹھانا چاہئے (ابوداؤد) اور ابن ماجہ میں بسند حسن ابن مسعود سے مرفوعاً فرماتے ہیں کہ دو دو پایوں کو اٹھائیں۔ اگلا پایہ گردن پر اور پچھلا پایہ سیدھے کندھے پر۔ کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ اسی طرح اٹھایا گیا تھا۔ (ابن سعد) مطلب یہ ہے کہ یہ اس طرح سے اٹھائے کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو سکے۔

قولہ ویعجل بالمشی الخ: جنازہ کو جلد لے جائیں لیکن تیز نہ چلیں۔ بلکہ اتنی رفتار سے چلیں کہ میت جلد پھٹ نہ جائے اور اس طرح حرکت نہ کرے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جنازہ کو جلد لے جاؤ کہ مردہ صالح تو جلد اس کو اچھی جگہ پہنچنے کے لئے اور اگر برا ہے تو جلد اپنی گردنوں سے برائی کو دور کرنے کے لئے (ابوداؤد)

قولہ ولا یترک الخ: اور قبر پر جوں نہ بنائی جائے پختہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ مٹی کو پختہ کر کے چونہ کی شکل نہ کیا جائے نہ چونہ میں سے شکل کو بنا کر اوپر سے پکی کر دی جائے کما مر۔ اور اس روایت کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے قبروں پر چونہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور امام مسلم نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبروں کے پختہ کرنے اس پر لکھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔

قولہ ولا یخرج الخ: کفن دفن کے بعد مردہ کو نہیں نکالا جائے گا۔ الا یہ کہ کسی زمین میں اس کو دفن کیا گیا ہو جو غصب کی ہو۔ اور غصب کے باعث اس کو دوسرے نے لے لیا ہو۔ اور مالک یا شفیع اس زمین میں مردہ کا رہنا پسند نہ کرے۔

فائدہ: فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اگر میت کی بہتری کیلئے منتقل کیا جائے تو افضل ہے۔ اگر میت کیا تو فرق نہیں ہے مثلاً کوئی شہید دفن کیا گیا ہو اور اس کی فضیلت ہو سکے کہ جنازہ کیا جائے میں زندہ مردہ دونوں کیا جائے مسنون ہے اس لئے اس کا ثواب زیادہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ طاؤس جنازہ کو اٹھا کر لے جاتے تو اس کا ثواب کثیر اجر دیا کرتا ہے۔

محمد حبیب غفرلہ تلمذہ۔

بَابُ الشُّهِيْدِ

باب شہید کے بیان میں

وغو من قتله اهل الحرب والباغي او قطاع الطريق او وجد في معركة وبه اثر او قتل ظلما

شہید وہ ہے جس کو قتل کردیا ہو کافروں یا ڈاکوؤں نے یا میدان جنگ میں پایا گیا ہو اور زخم کا نشان ہو یا مسلمان سے ظلماً قتل کیا گیا ہو

ولم يجب به دية فانه يكفن ويصلى عليه بلا غسل ويكفن بثيابه الا ما يلبس من جلد

اور یہ وہ ہے جس کے قتل کی دیت واجب نہ ہو تو اس کو کفن دیا جائے بلا غسل، اور اس کے خون اور کپڑوں کے ساتھ کفن دیا جائے مگر جو چیز

او فرو او تحنط ويغسل ان غسل جنبا او اصابت الدماء ثيابه كما كان يفعل باهل احد

کھال سے بنی ہو اور نہ لی جائے اور غسل دیا جائے اگر وہ جنبی یعنی ناپاکی کی حالت میں یا کپڑوں میں ناپاکی اصابت کر گئی ہو جیسا کہ احد والوں

او تصاوى او مضى وقت صلوة وهو يعقل فيصلى عليه في الصحيح كما يصلى على الجنازة ولم يغسل

یا دوا کی ہو یا نماز کا وقت گذر گیا اور وہ ہوش میں تھا تو صحیح یہ ہے کہ اس پر نماز پڑھی جائے جیسا کہ جنازہ پر پڑھی جاتی ہے، اور نہ غسل دیا جائے

انه قتل بحضرة طلمة اوقتل بحد اوقود او قتل وهو طويل

اس اختصار سے ظاہر ہوا کہ یہ باعتبار قسم کے ہے کیونکہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ظلماً قتل کیا گیا ہو یا حد کے طور پر قتل کیا گیا ہو یا قصاص کے طور پر قتل کیا گیا ہو۔

توضیح اللغۃ: قولہ قطاع الطریق: ڈاکو، سرکہ میدان جنگ۔ اثر: زخم۔ دماء: خون۔ تحنط: خوشبو لگانا۔ تصاوی: دوا کی ہو۔ یعقل: ہوش میں ہو۔ یصلی: نماز پڑھی جائے۔ یغسل: غسل دیا جائے۔ قود: قصاص۔

تشریح الفقہ: قولہ باب الخ: مصنف نے شہید کے لئے مستقل باب قائم کیا ہے حالانکہ وہ میت میں داخل اور اس کا ایک فرد ہے۔ اس واسطے کہ شہید کے لئے خصوصیت اور تواب الگ ہیں جو دوسرے مردوں کے لئے نہیں ہیں۔ پس سنت میں سے شہید کو علیحدہ ذکر کرنا ایسے ہے جیسے ملائکہ میں سے حضرت جبرئیل کو علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے۔ شہید شہید ہونے کی وجہ سے اور ملائکہ مقربین ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شان کے لحاظ سے بلند مرتبہ ہیں۔ شہید شہید ہونے کی وجہ سے اور ملائکہ مقربین ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شان کے لحاظ سے بلند مرتبہ ہیں۔ شہید شہید ہونے کی وجہ سے اور ملائکہ مقربین ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شان کے لحاظ سے بلند مرتبہ ہیں۔

قولہ هو من قتله الخ: شہید کی دو قسمیں ہیں حقیقی حکمی۔ حقیقی شہید وہ ہے جو اسلامی سربلندی کی خاطر بالارادہ میدان جہاد میں اپنی جان نثار کرتا ہے۔ حکمی شہید کی دو قسمیں ہیں بلحاظ حکم اخروی شہید، بلحاظ حکم دنیاوی اول کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی وہ بکثیر مقدار میں حلال دنیاوی جو حقیقی شہیدوں کے قریب کی طرح تغلیظ و تکثیر ہوتی ہے۔ علامہ ابن کمال نے اس کی تعداد ۷۰ بتائی ہے جو مرتبہ کیا ہے جن میں اخروی شہداء بکثرت ہیں جن کی تعداد ۷۰ کے قریب ہے۔ اور ان کی تفصیل حواشی الہدایہ اور حاشیہ شرنبلالی میں موجود ہے۔ علامہ سیوطی نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب الرحیق السلسبیل فی حکم الشہید القتیل کے نام سے لکھی ہے۔ یہاں جس شہید کے احکام مذکور ہیں وہ وہ ہے جس کو کسی حربی کافر یا باغی یا راہزن نے قتل کردیا ہو میدان جنگ میں ذمی مرد پایا گیا ہو یا کسی مسلمان نے ناحق قتل کردیا ہو اور نفس قتل کے سبب سے دیت واجب نہ ہو۔ جیسے شخص کو قتل دیا جائے گا اور غسل دیے بغیر دفن کیا جائے گا۔ اس کے خون آلود کپڑوں کیساتھ دفن کردیا جائے گا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے شہداء احد کے متعلق فرمایا تھا کہ ان کو خون اور زخموں کیساتھ کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کردو۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ تلوار زخموں کو صاف کردیتی ہے۔ لہٰذا شہید پر نماز کی کوئی ضرورت نہیں اور اس حدیث میں بھی لوگوں پر نماز پڑھنے

کے ساتھ آیا ہے، یہاں صرف یہ کہنا کافی تھا کہ ہم نے یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ایامہ پر پہنچنا دشوار ہے۔ (تبیین الحقائق، ۱/۱۵۱) اور ابن ماجہ نے اپنے ہوتے ہوئے یہاں کا قول "الدار" صلوۃ الدار، کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟"

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْكَعْبَةِ

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان میں

صح لو صلى داخلها وفرضه أو نفل ظهره إلى أي شيء فيها صح وإلى وجهه لا صح لو صلى داخلها وفرضه أو نفل ظهره إلى أي شيء فيها صح وإلى وجهه لا

صحیح ہے اگر کعبہ کے اندر نماز پڑھی اور اس کا فرض یا نفل ظہر کی طرف کر لیا کعبہ کی جس چیز کی طرف کر لیا صحیح ہے اور منہ کی طرف کرنا صحیح نہ ہوگا

وإن تحلقوا حولها صح إلى من قرب إليه من إمامه إن لم يكن في جانبه إمامه اگر کعبہ کے گرد حلقہ کر کے نماز پڑھی تو صحیح ہے کہ ہر شخص کی نماز اس طرف صحیح ہے جو اس کے قریب تر ہو اور اس طرف نہ ہو جدھر کعبہ کے امام کی طرف سے ہو۔

تشریح الفقہ قولہ باب ہذا ترجمۃ المتضمن قد یتعلق کہ یہ باب کا بیان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "باب الصلوٰۃ فی الکعبۃ" کا تعلق مناسبات سے ہے اور یہ اس سے منتقل ہوا ہے کہ مصنف نے کتاب الصلوٰۃ کا افتتاح کیا ہے کہ کتاب الصلوٰۃ ایک متعین چیز پر مشتمل ہے پھر باب کا قصد کیا تعین عبادت کرنے کی وجہ سے کہ کعبہ میں پڑھنے والا کعبہ کی وجہ سے منتقل (قبلہ رخ) ہوتا ہے اور کعبہ منتقل نہیں ہوتا ہے اور کعبہ شریفہ عظمہ اللہ مدوح ہوتا ہے اور عظمت اس کی وجہ سے۔

قولہ صح الخ کعبہ کے اندر امام کی اقتداء میں فرض یا نفل پڑھنے والے کی نماز صحیح ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ امام شافعی کا مذہب ہے کہ کعبہ کے اندر فرض نماز صحیح نہیں ہے۔ ابن منذر نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے امام شافعی کی مخالفت کی ہو۔ ہماری دلیل حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیت اللہ میں نماز پڑھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا کیا؟ حضرت بلال نے کہا کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ (ابن ماجہ، ص ۷۴) آپ کی مراد نفل نماز سے ہے۔ اس لئے کہ آپ نے کعبہ کی پشت کی طرف (بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق) کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہے اور یہ فرض نماز میں صحیح نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک فرض نماز بھی درست ہے، لیکن کراہت کے ساتھ۔ اس لئے کہ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا واجب ہے اور کعبہ کے اندر ہر طرف قبلہ ہے۔ اس لئے کہ کعبہ کی چھت کی طرف بھی قبلہ ہے۔ اور یہ اس لئے کہ کعبہ کی چھت کی طرف سجدہ کرنا صحیح ہے۔ اور اس کی طرف رکوع کرنا بھی صحیح ہے۔ اور اس کی طرف اشارہ کرنا بھی صحیح ہے۔ اور اس کی طرف قیام کرنا بھی صحیح ہے۔ اور اس کی طرف قعود بھی صحیح ہے۔ اور اس کی طرف قعود بھی صحیح ہے۔ اور اس کی طرف قعود

كِتَابُ الزَّكٰوةِ
زکوٰۃ کا بیان

هِيَ تَمْلِيكُ جُزْءٍ مَالٍ عَيْنٍ مُسْلِمٍ غَيْرِ هَاشِمِيٍّ وَلَا مَوْلَاهُ مُسْتَرِدَّةٍ قَطْعَ الْمَنْفَعَةِ عَنِ الْمُمَلِّكِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ فِي الدُّنْيَا

زکوٰۃ مال کا ایک جزو کسی مسلمان فقیر کو جو کہ ہاشمی نہ ہو اور نہ ہاشمی کا غلام ہو شرع سے ثواب کی منفعت منقطع ہو جانے کی وجہ سے مالک کی ملک سے نکال دینا ہے

تشریح اللغۃ لفظ کتاب اہل عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ بدنی جیسے نماز۔ مالی جیسے زکوٰۃ۔ بدنی و مالی جیسے حج۔ ترتیب کے لحاظ سے نماز کے بعد روزہ کو بیان کرنا چاہئے تھا کیونکہ دونوں عبادت بدنیہ ہیں۔ مگر قرآن پاک میں اکثر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا تذکرہ ہوا اس کی دلیل ہے کہ ان دونوں میں نہایت ارتباط اور کمال اتصال ہے اس لئے مصنف نے یہاں زکوٰۃ کو نماز کے بعد اور روزہ سے پہلے ذکر کیا۔ زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے پاکیزگی اور بڑھوتری۔ اسی لئے کہا جاتا ہے زکا الزرع یعنی کھیتی بڑھ گئی۔ چونکہ مال کی زکوٰۃ سے مال پاک ہوتا ہے اور اس میں برکت ہوتی ہے اس لئے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ کہتے ہیں مال کے ایک حصہ کو شرع کے مقرر کردہ مصارف میں خرچ کرنے سے مکمل طور پر مالک کا قبضہ سے نکل جانا۔ اور بعض حضرات زکوٰۃ کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ زکوٰۃ کا اطلاق صدقہ واجبہ پر بھی ہوتا ہے جو کہ مال کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ اصطلاح فقہاء میں زکوٰۃ کی تعریف یہ ہے ہی تملیک المال یعنی زکوٰۃ مسلمان فقیر کو مال (کے اس حصہ) کا مالک بنا دینا ہے (جس کو شرع نے معین کیا ہے) بشرطیکہ وہ فقیر ہاشمی اور ہاشمی کا آزاد کردہ غلام نہ ہو۔ مالک بنانے سے منفعت کا منقطع ہو جانا۔ اور یہ مالک بنانا پوری قسم کی ملک کا ہو۔ تعریف میں پہلی قید تملیک ہے۔ کیونکہ یہ زکوٰۃ کا تمام افراد کو شامل ہے۔ اور یہ تملیک ہے۔ مصنف کا یہ کہنا کہ زکوٰۃ اس حصہ مخصوص مال کا نام ہے جیسا کہ تحقیق کی ہے یہ۔ اور یہی صحیح ہے پہلے زکوٰۃ کا وجوب کیوں مصنف ہوئی ہے اور اس سبب فعل کی صفت ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی مصنف کو تملیک فقراء کے بعد ظاہر ہونا چاہئے تھی۔ (یعنی پہلے طریقہ پر مالک بنا دے شرح ضروری ہے) تاکہ کفارہ خارج ہو جائے۔ کیونکہ کفارہ بطریق ادائے تملیک ہوتا ہے اور زکوٰۃ میں تملیک ضروری ہے۔ مگر یہ جواب ہے کہ زکوٰۃ کی نیت کرنا کافی ہے زکوٰۃ ادا ہو گی۔ جب کامل مال میں سے کچھ حصہ ہے۔ شریعت میں مال زکوٰۃ کا بطریق تملیک ہی معتبر ہے۔ پس قید احتراز کی ہے دوسری قید مسلم سے کافر سے کیونکہ کافر کو مالک بنانے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ کیونکہ یہ حدیث ہے امرت ان آخذ الصدقۃ من اغنیائھم فاردھا علی فقرائھم میں الفریضۃ من غیر مسلمین کی طرف راجع ہے۔ تیسری قید غیر ہاشمی ہے اس سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ کیونکہ صدقہ اوساخ ہے اس سے منع کر دیا ہے۔ چوتھی قید غیر مولاہ ہاشمی کے آزاد کردہ غلام کے ہے۔ کیونکہ اصل اور فرع ایک حکم میں ہوتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے مولی القوم منھم۔ پانچویں قید مستردۃ ہے جس سے مراد یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کی منفعت ادائی زکوٰۃ سے منقطع ہو جائے۔ اور یہ مالک بنانا پوری قسم کی ملک کا ہو۔ اور یہ قید احتراز کی ہے ان سے جو کہ مالک بنانے سے منفعت منقطع نہیں ہوتی۔ جیسے مکاتب کو مالک بنانا۔ اور یہ مالک بنانا پوری قسم کی ملک کا ہو۔ اور یہ قید احتراز کی ہے ان سے جو کہ مالک بنانے سے منفعت منقطع نہیں ہوتی۔ جیسے مکاتب کو مالک بنانا۔ اور یہ مالک بنانا پوری قسم کی ملک کا ہو۔ اور یہ قید احتراز کی ہے ان سے جو کہ مالک بنانے سے منفعت منقطع نہیں ہوتی۔ جیسے مکاتب کو مالک بنانا۔

---

(۱) قال الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ (۲) روی ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
(۳) ہو سب اس لئے کہ اس کی ادائیگی سے ثواب دینے والے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اس کے حق میں یہ عبادت ہے۔ محمد

الشرط وحولها عقل والبلوغ والاسلام والحرية وملك نصاب حولي فارغ عن الدين وحاجته الاصلية

زکوۃ کی شرط عاقل بالغ مسلمان آزاد ہونا اور نصاب کا مالک ہونا جو کہ حاجت اصلیہ سے زائد ہو اور قرض سے بھی زائد ہو اور سال گزرنا واجب ہونے کے لئے

بلو تقديرا وشرط اداتها نية مقارنة للاداء او بعزله وجب والصحيح بكله

یہ سب شرطیں ہیں اور زکوۃ کی ادائیگی کی شرط یہ ہے کہ ادا کرتے وقت نیت ہو یا ادا کرنے سے پہلے نیت کرلے تو واجب ہو جائے گی اور صحیح یہ ہے کہ

توضیح الفاظ حولہ: سال گزرنا۔ فارغ: جو چیز اصلی اور حقیقی ضرورت سے زائد ہو۔ حاجت اصلیہ: جو چیز انسان کی ضروریات میں سے ہو اور اس کے بغیر گزارہ نہ ہو سکے۔

وجوب وادائیگی زکوۃ کی شرطوں کا بیان

تشریح العقد قولہ وشرط وجوبہ: یہاں وجوب سے مراد فرضیت ہے۔ کیونکہ زکوۃ ایک فرض فریضہ ہے جس کا منکر خارج از اسلام ہے۔ زکوۃ کے فرض ہونے کی پانچ شرطیں ہیں جن کا حامل ہونا ضروری ہے۔ پس مجنون اور بچہ پر زکوۃ نہیں ہے۔ کافر پر بھی فرض نہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: رفع القلم عن ثلاثة النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يحتلم وعن المجنون حتى يعقل (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی، حاکم، بیہقی، ابن حبان، ابن ابی شیبہ) تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے اور بچہ سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے یہاں تک کہ عقل آجائے۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ بچہ اور مجنون پر بھی زکوۃ واجب ہے۔ کیونکہ زکوۃ مالی عبادت ہے پس جس طرح دیگر عبادات مثلاً نماز، روزہ، صدقہ فطر اور کفارہ کی ادائیگی میں کیسے ضروری ہے اسی طرح زکوۃ کی ادائیگی بھی ضروری ہوگی۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ زکوۃ عبادت ہے۔ پس اس کی ادائیگی بلا اختیار نہیں ہونی چاہئے اور مجنون کو عقل کے زوال کی وجہ سے اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر زکوۃ فرض نہیں۔ بلکہ نفقات و ضمانات کے کہ وہ حقوق العباد میں سے ہیں اور حدود و تعزیرات کے۔ وہ ثابت رہتی ہے۔ اور مخالف صدقہ فطر کے کہ وہ بھی عبادت محضہ نہیں ہے۔ جو بسہولت ادا کیا جا سکے کا اور پر زکوۃ کے۔ (اصلی جواب یہ ہے) کیونکہ زکوۃ عبادت ہے اور کافر سے عبادات مختص نہیں ہوتیں۔ کیونکہ یہ دونوں عبادتیں ہی نہیں ہوتیں اور نہ ہی خطاب ہے۔ لہٰذا کافر پر زکوۃ واجب نہیں۔ کیونکہ فرضیت زکوۃ کے لئے حکمیت ضروری ہے۔ اور یہ کسی چیز کے مالک کو۔ اور مالک کا اہل ہونا ہے مگر اس کی حکمت قابل نہیں ہوتی۔ تمام ہوتی ہے۔ نصاب جو مالک ہونے والی ہے جس سال کی طرف منسوب ہے جس پر اس کا گزر جائے۔ اس لئے حولہ کہتے ہیں۔ سال گزرنے کی شرط اس لئے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مال میں زکوۃ نہیں ہے یہاں تک کہ اس پر سال گزر جائے۔ (ابن ماجہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا) یہ حدیث حولی کی دلیل ہے۔ حولی فارغ سے مراد ضروریات اصلیہ سے زائد ہونا ہے۔ ضروریات اصلیہ مثلاً رہنے کا گھر، سردی گرمی کے موسم کے کپڑے، پیشہ ور کے اوزار، سواری کے جانور، اہل علم کے کتب وغیرہ۔

ترجمہ: عبدالغفور قاسمی

(۱) عقد اصل اقوال و اصل معنی ہے ربط کے لئے اور عقد فقہ کی اصطلاح میں ایجاب و قبول کے ربط کو کہتے ہیں۔ (۲) ایجاب و قبول کے معنی ہیں ایجاب کرنے والے کا کلام جو پہلے صادر ہو اور قبول کرنے والے کا کلام جو بعد میں صادر ہو۔ (۳) ایجاب و قبول کے ربط کو عقد کہتے ہیں۔ (۴) ایجاب و قبول کے ربط کو عقد کہتے ہیں۔

(۱) عقد اصل اقوال و اصل معنی ہے ربط کے لئے اور عقد فقہ کی اصطلاح میں ایجاب و قبول کے ربط کو کہتے ہیں۔ (۲) ایجاب و قبول کے معنی ہیں ایجاب کرنے والے کا کلام جو پہلے صادر ہو اور قبول کرنے والے کا کلام جو بعد میں صادر ہو۔ (۳) ایجاب و قبول کے ربط کو عقد کہتے ہیں۔ (۴) ایجاب و قبول کے ربط کو عقد کہتے ہیں۔

بَابُ صَدَقَةِ السَّوَائِمِ[1]

باب چرنے والوں کی زکوٰۃ کے بیان میں

وَفِي لَفْظٍ لَهُ: تُكْتَبُ بِالْقَرْعِ فِي أَكْثَرِ النُّسَخِ وَيُعْجَبُ فِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ إِبِلًا بِنْتُ مَخَاضٍ وَفِي سِتٍّ وَثَلَاثِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي سِتٍّ وَأَرْبَعِينَ حِقَّةٌ وَفِي إِحْدَى وَسِتِّينَ جَذَعَةٌ وَفِي سِتٍّ وَسَبْعِينَ بِنْتَا لَبُونٍ وَفِي إِحْدَى وَتِسْعِينَ حِقَّتَانِ وَفِي مِائَةٍ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثٌ وَفِي عِشْرِينَ أَرْبَعٌ وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَفِي سِتٍّ وَثَلَاثِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي سِتٍّ وَأَرْبَعِينَ حِقَّةٌ وَفِي إِحْدَى وَسِتِّينَ جَذَعَةٌ وَفِي سِتٍّ وَسَبْعِينَ بِنْتَا لَبُونٍ وَفِي إِحْدَى وَتِسْعِينَ حِقَّتَانِ وَفِي مِائَةٍ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثٌ وَفِي عِشْرِينَ أَرْبَعٌ وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَفِي سِتٍّ وَثَلَاثِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي سِتٍّ وَأَرْبَعِينَ حِقَّةٌ وَفِي إِحْدَى وَسِتِّينَ جَذَعَةٌ وَفِي سِتٍّ وَسَبْعِينَ بِنْتَا لَبُونٍ وَفِي إِحْدَى وَتِسْعِينَ حِقَّتَانِ وَفِي مِائَةٍ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثٌ وَفِي عِشْرِينَ أَرْبَعٌ وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَفِي سِتٍّ وَثَلَاثِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي سِتٍّ وَأَرْبَعِينَ حِقَّةٌ وَفِي إِحْدَى وَسِتِّينَ جَذَعَةٌ وَفِي سِتٍّ وَسَبْعِينَ بِنْتَا لَبُونٍ وَفِي إِحْدَى وَتِسْعِينَ حِقَّتَانِ وَفِي مِائَةٍ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثٌ وَفِي عِشْرِينَ أَرْبَعٌ

توضیح اللغات سوائم: چرنے والے جانور۔ سائمہ کی جمع ہے۔ عرفی گھاس چرنا۔ اہل مائۃ: سو تک۔ مخاض: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ لبون: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ حقہ: تیسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ جذعہ: چوتھا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ حقتان: دو حقے۔ بنت لبون: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ ثلاث بنات لبون: دوسرا سال پورا کرنے والی تین اونٹنیاں۔ اربع: چار۔ بنت مخاض: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ شاتان: دو بکریاں۔ ثلاث: تین۔ اربع: چار۔ بنت مخاض: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ بنت لبون: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ حقہ: تیسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ جذعہ: چوتھا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ بنتا لبون: دو بنت لبون۔ حقتان: دو حقے۔ ثلاث بنات لبون: دوسرا سال پورا کرنے والی تین اونٹنیاں۔ اربع: چار۔ بنت مخاض: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ شاتان: دو بکریاں۔ ثلاث: تین۔ اربع: چار۔ بنت مخاض: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ بنت لبون: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ حقہ: تیسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ جذعہ: چوتھا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ بنتا لبون: دو بنت لبون۔ حقتان: دو حقے۔ ثلاث بنات لبون: دوسرا سال پورا کرنے والی تین اونٹنیاں۔ اربع: چار۔ بنت مخاض: دوسرا سال پورا کرنے والی اونٹنی۔ شاتان: دو بکریاں۔ ثلاث: تین۔ اربع: چار۔

تشریح الفقہ فوله في اثنى سائرلغت میں پورے دوسرے کو کہتے ہیں اور شرعاً اس جانور کو کہتے ہیں جو سال کے اکثر حصہ میں مباح چرائی پر اکتفا کرے۔ اپنے مالکوں کا کھانا طلب نہ کرے۔ پس چالیس تک ہر پانچ میں ایک بکری ہے۔ اور 25 میں بنت مخاض اور 36 میں بنت لبون اور 46 میں ایک حقہ اور 61 میں ایک جذعہ اور 76 میں دو بنت لبون اور 91 میں 120 تک دو حقے۔ اس کے بعد ہر سو حساب لگایا جائے گا۔ پس ہر پانچ میں ایک بکری ہوگی 125 تک اور 125 میں دو حقے ایک بنت مخاض اور 150 میں تین حقے اس کے بعد پھر اضافہ ہوگا۔ اور ہر پانچ میں ایک بکری ہوگی 175 تک تین حقے ایک بنت مخاض ہوگی۔ اور 186 میں تین حقے اور بنت لبون اور 196 میں چار حقے 200 تک ہوں گے اس کے بعد پھر اسی طرح حساب ہوگا جس طرح دو حقہ ہونے کے بعد پچاس میں ہوا تھا۔ پس 205 میں پانچ حقے ایک بکری اور 210 میں چار حقے دو بکری اور 215 میں چار حقے تین بکری اور 220 میں چار حقے چار بکری اور 225 میں چار حقے ایک بنت مخاض اور 236 میں چار حقے ایک بنت لبون اور 236 میں پانچ حقے 250 تک اور 255 میں پانچ حقے ایک بکری اور 260 میں پانچ حقے دو

---

[1] ... [illegible]

[2] ... [illegible]

بکری۔ ۱۲۱ میں پانچ گنے تین بکری، ۱۳۰ میں پانچ گنے چار بکریاں ہے ۱۴۰ میں پانچ گنے ایک بنت لبون۔ ۱۴۱ میں پانچ گنے ایک بنت لبون اور ایک بکری ۱۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون ہے ۱۶۰ میں پانچ گنے تین بنت لبون۔ ۱۷۰ میں پانچ گنے ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۸۰ میں پانچ گنے ایک بنت لبون اور ایک بکری ۱۹۰ میں پانچ گنے ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون ہے ۲۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۲۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۲۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۲۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۳۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۳۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۳۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۳۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۳۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۳۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۳۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۳۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۳۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۳۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۳۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۳۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۳۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۳۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۳۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۳۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۳۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۳۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۴۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۴۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۴۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۴۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۴۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۴۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۴۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۴۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۴۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۴۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۴۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۴۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۴۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۴۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۴۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۴۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۴۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۴۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۵۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۵۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۵۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۵۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۵۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۵۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۵۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۵۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۵۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۵۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۵۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۵۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۵۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۵۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۵۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۵۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۵۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۵۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۶۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۶۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۶۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۶۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۶۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۶۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۶۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۶۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۶۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۶۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۶۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۶۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۶۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۶۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۶۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۶۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۶۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۶۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۷۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۷۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۷۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۷۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۷۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۷۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۷۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۷۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۷۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۷۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۷۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۷۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۷۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۷۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۷۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۷۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۷۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۷۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۸۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۸۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۸۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۸۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۸۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۸۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۸۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۸۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۸۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۸۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۸۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۸۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۸۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۸۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۸۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۸۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۸۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۸۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۹۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۹۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۹۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۹۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۹۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۹۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۹۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۹۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۹۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۹۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۹۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۹۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۹۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۹۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۹۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۹۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۹۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۹۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۰۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۰۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۰۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۰۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۰۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۰۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۰۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۰۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۰۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۰۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۰۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۰۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۰۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۰۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۰۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۰۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۰۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۰۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۱۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۱۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۱۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۱۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۱۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۱۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۱۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۱۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۱۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۱۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۱۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۱۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۱۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۱۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۱۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۱۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۱۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۱۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۲۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۲۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۲۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۲۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۲۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۲۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۲۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۲۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۲۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۲۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۲۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۲۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۲۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۲۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۲۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۲۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۲۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۲۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۳۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۳۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۳۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۳۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۳۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۳۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۳۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۳۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۳۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۳۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۳۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۳۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۳۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۳۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۳۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۳۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۳۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۳۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۴۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۴۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۴۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۴۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۴۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۴۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۴۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۴۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۴۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۴۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۴۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۴۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۴۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۴۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۴۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۴۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۴۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۴۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۵۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۵۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۵۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۵۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۵۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۵۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۵۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۵۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۵۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۵۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۵۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۵۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۵۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۵۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۵۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۵۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۵۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۵۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۶۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۶۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۶۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۶۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۶۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۶۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۶۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۶۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۶۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۶۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۶۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۶۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۶۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۶۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۶۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۶۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۶۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۶۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۷۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۷۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۷۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۷۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۷۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۷۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۷۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۷۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۷۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۷۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۷۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۷۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۷۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۷۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۷۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۷۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۷۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۷۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۸۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۸۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۸۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۸۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۸۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۸۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۸۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۸۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۸۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۸۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۸۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۸۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۸۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۸۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۸۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۸۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۸۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۸۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۹۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۹۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۹۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۹۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۹۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۹۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۹۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۹۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۹۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۹۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۹۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۱۹۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۱۹۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۹۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۱۹۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۱۹۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۱۹۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۱۹۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۰۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۰۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۰۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۰۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۰۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۲۰۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۰۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۲۰۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۰۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۰۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۰۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۰۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۲۰۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۰۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۲۰۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۰۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۰۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۰۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۱۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۱۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۱۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۱۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۱۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۲۱۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۱۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۲۱۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۱۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۱۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۱۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۱۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۲۱۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۱۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۲۱۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۱۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۱۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۱۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۲۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۲۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۲۱۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۲۲۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۲۲۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۲۲۳۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۲۳۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۲۲۴۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۲۴۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۲۵۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۲۶۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۲۶۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بکری ۲۲۷۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۲۷۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون ہے ۲۲۸۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۲۸۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۲۹۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور دو بکریاں ہے ۲۲۹۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور دو بنت لبون ہے ۲۳۰۰ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور تین بکریاں ہے ۲۳۰۱ میں پانچ گنے دو بنت لبون اور ایک بنت لبون اور ایک بکری ہے ۲۳۱۰ میں پانچ گنے د

(فصل فی الغنم) وفی اربعین شاۃ شاۃ وفی مائۃ واحدی وعشرین ثنتان وفی مائتین وواحدۃ ثلث شیاہ (فصل بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا بیان) چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے۔ ایک سو اکیس تک یہی واجب رہتا ہے۔ ایک سو اکیس سے تین سو تک دو بکریاں واجب ہیں۔ اور دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک تین بکریاں واجب ہیں۔ اور چار سو تک چار بکریاں واجب ہیں۔ اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری واجب ہوتی ہے۔

بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا بیان

توضیح اللغۃ الغنم بکریاں۔ اربعین چالیس۔ شاۃ بکری۔ مائۃ سو۔ واحدی واحد کی تانیث۔ عشرین بیس۔ ثنتان دو۔ مائتین دو سو۔ واحدۃ ایک۔ ثلث شیاہ تین بکریاں۔

تشریح الفقہ قولہ فی اربعین الخ بکریوں کی زکوٰۃ کا نصاب چالیس ہے۔ چالیس میں ایک بکری ہے اور ۱۲۱ میں دو بکریاں۔ ۲۰۰ میں تین بکریاں اور ۴۰۰ میں چار بکریاں ہیں۔ اس کے بعد ہر سو میں ایک بکری بڑھتی ہے۔ ۲۰۰ میں بھیڑ بکری والوں پر ۳ بکریاں اور ۳۰۰ میں ۳ بکریاں ہیں۔ ۴۰۰ میں ۴ بکریاں ہیں۔ اور ۵۰۰ میں ۵ بکریاں ہیں۔ اور ۶۰۰ میں ۶ بکریاں ہیں۔ اور ۷۰۰ میں ۷ بکریاں ہیں۔ اور ۸۰۰ میں ۸ بکریاں ہیں۔ اور ۹۰۰ میں ۹ بکریاں ہیں۔ اور

و لا شيء في الخيل والبغال والحمير والجنان والفصلان والفواكه والجواهر واللؤلؤة
(کوئی چیز واجب نہیں گھوڑوں میں خچروں میں گدھوں میں معمولی کپڑوں میں بچھڑوں میں گھروں میں کاشتکاری کے مویشیوں اور گھریلو
والنقو و الهلاك بعد الوجوب ولو زجب ثم توجد ثمة على بها
والوں میں مقدار نصاب میں۔ وجوب کے بعد ہلاک ہو جانے والوں میں اگر واجب ہو کوئی ضرورت ہو اور وہ گلے میں نہ ہو تو۔ اگر ضرورت ہے
ولو احد الخراج والعشر والمؤنة نماه ثم توجد ثمة الثمرة وبوشتغل به بصاب فيبي ولنصب صح
اور لے لیں خراج عشر اور کوتوال کی تنخواہ وغیرہ جو کچھ پیدا ہو جائے اور اگر پیدا ہو جائے پھل بعد سالوں کی پھر سالوں کی زکوٰۃ واجب ہے

جانوروں کی زکوٰۃ کے مختلف مسائل

توضیح اللغۃ: خیل گھوڑوں کا گروہ، بہت جمع مثل خچر جمع خچر ہے۔ بقر گو حیوان جمع مثل بکری کا جمع فصلان جمع فصیل اونٹ کا بچہ جو ایک سال سے کم کا ہو۔ جانیل جمع جنین بمعنی کھیت۔ فواکہ جمع فاکہۃ۔ جواہر جمع جوہر۔ لؤلؤۃ موتی۔ نقو بمعنی نقی مغز۔ ہلاک بمعنی ضیاع۔ مؤنۃ خرچہ۔ عشر پیداوار کے دسویں کا حصہ۔ نماء بمعنی زیادتی۔ ثمرۃ بمعنی پھل۔ نصاب جمع نصاب۔

تشریح اللغۃ: قولہ ولا شیء الخ صاحبین کے نزدیک ہر چرنے والے گھوڑوں میں زکوٰۃ ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان پر اس کے غلام میں اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ائمہ ستہ عن ابی ہریرہ) اسی قول پر فتویٰ ہے (ہدایہ ظہیریہ، سراجیہ، شامی، بحر، جواہر، کافی) یہی قول امام شافعی، مالک، احمد کا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے یہاں اس کی تفصیل ہے کہ گھوڑے سائمہ ہوں یعنی جنگل میں چرتے ہوں ہر ایک برائے تجارت ہو تو پائیں۔ اگر تجارت کیلئے نہ ہوں تو طلاق۔ اگر تجارت کیلئے ہوں، ہوں سائمہ، اور اگر تجارت کیلئے نہ ہوں تو ہر ذکور و اناث کے کیلئے ہوں یا کسی ایک کے کیلئے ہوں۔ اگر ہر ذکور و اناث کے کیلئے ہوں تو فیہ ہوں اور اگر کسی ایک کے لئے ہوں تو فیہ نہیں اور اگر سائمہ ہوں تو فیہ ہیں اور اگر سائمہ نہ ہوں تو فیہ نہیں اور ان دونوں میں اور عربی اصیل ہوں تو قیمت کو اختیار ہے چاہے ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار دے دے اور چاہے تو سب کی قیمت لگا کر ہر دو سو درہم پر پانچ درہم دے دے۔ اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "ہر سائمہ گھوڑے کی طرف سے ایک دینار ہے یا دس درہم" (دار قطنی) نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عامل حمص کو لکھا تھا کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ میں ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار یا دس درہم وصول کرو۔ اور ہمارے نزدیک ہر

چیز نامل نہیں ہوتی۔ (تبیین حسن بن علی بن زیاد) مگر یہ صورت ہے جب پھل تجارت کے لئے نہ ہوں۔ اگر تجارت کے ہوں تو زکوٰۃ واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ صورت زکوٰۃ کا تعلق بیع سے ہوگا جبکہ دوسرا حال تجارت میں زکوٰۃ کا تعلق مالیت سے ہوتا ہے۔

قولہ وقد اختلف الخ (علی بن ابی زید) اس مسئلے کے بیان میں زکوٰۃ نہیں ہے یہ اصبغ کا آخری قول ہے اسی کو ابن حبیب نے اختیار کیا ہے۔ یہی ابن دینار کا بھی قول ہے۔ قاضی ابو محمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب پھل پھولوں میں واجب ہونے سے پہلے تجارت کے لئے خرید لئے ہوں۔ اور تمام مالکیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر پھل پھولوں میں واجب ہونے کے بعد تجارت کے لئے خریدے ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور اسی طرح اگر پھل پھولوں میں واجب ہونے سے پہلے خریدے ہوں اور پھل پھولوں میں واجب ہونے کے بعد ان کو تجارت کی نیت کرلی ہو تو بھی

باب زکوۃ المال

باب نقد مال کی زکوٰۃ کے بیان میں

وَيَجِبُ فِي مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَعِشْرِينَ دِينَارًا رُبُعُ الْعُشْرِ لَا غَيْرُ إِذَا تَمَّ الْحَوْلُ

واجب ہے [illegible] میں سے [illegible] پس [illegible]

تشریح قولہ مائتی الخ [illegible] دونوں میں کوئی مال [illegible] جس کا نصاب مائتی درہم [illegible] چاندی [illegible] شمار فرمائے [illegible] اسلئے مصنف نے اس [illegible] صحیحین میں [illegible] علامہ عینی کی رائے یہ ہے کہ [illegible] ہے [illegible] حدیث عاصم [illegible] الحکم [illegible] سوائے [illegible] کے [illegible]

قولہ یجب الخ [illegible] ہر ایک دینار [illegible] ہر ایک [illegible] چاندی کا نصاب [illegible] ہے [illegible] درہم [illegible] ہے [illegible] چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے اور [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

فَفِي كُلِّ خَمْسٍ بِحِسَابِهَا وَالْمُخْتَارُ وُجُوْبُهَا اَدَاءً وَوُجُوْبًا وَفِي الدَّرَاهِمِ رُبُعُ عُشْرِهَا

پس ہر پانچ میں حصہ اسی کے حساب سے ہے اور صحیح ان کا وجوب ہے ادا کرنے اور واجب ہونے میں اور درہموں میں دسواں حصہ

وَهُوَ اَنْ يَّكُوْنَ الْعَشْرُ مِنْهَا وَزْنُ سَبْعَةٍ مَثَاقِيْلَ

اور وہ یہ ہے کہ چالیسویں کے ذکر ہونے سات مثقال ہونے کے ساتھ ہوں۔

تشریح لغت قولہ فی کل خمس بحسابہا پانچوں حصہ میں پانچ ہونے چالیس میں چالیسواں حصہ واجب ہے اور ہر نصاب کے ہر پانچویں حصہ میں اسی نصاب سے واجب ہے پس ہر چالیس درہم میں ایک درہم اور ہر چار بیس میں دو قیراط اور جو مقدار نصاب سے کم ہو اس میں کچھ نہیں ہاں بشرطیکہ وہ کم نصاب کا کوئی جزء ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ وجوب زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس کے حساب سے ہوتا ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "عفوت عن الخیل فھاتوا صدقۃ الرقۃ" (اور دوسری حدیث میں امام ابو عبید کی دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے "لیس فیما دون خمس اواق صدقۃ" نیز آپ کے فرمایا "لیس فیما دون خمس ذود صدقۃ"۔

(عبد الحق غفرلہ عفا اللہ عنہ عن عمہ وعن مشایخہ)۔

قولہ والمختار الخ وجوب زکوٰۃ کے اعتبار سے ہونے چوتھائی کے نقصان میں مالی اموال اس بنا پر ہوتے ہیں کہ ان کی قیمت ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس سو درہم کے ایام وزن چوتھائی کم ہو جائے تو اس کی قیمت بھی سو درہم کی بجائے اس پر زکوٰۃ نہیں جب تک اس کا وزن پورا سو درہم کا نہ ہو جائے۔ شافعیین کے نزدیک ادائیگی زکوٰۃ میں وزن معتبر ہے۔ امام محمد و فر کے نزدیک قیمت کا اعتبار ہے۔ امام محمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو فقہ کے حق میں انفع ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ پس اگر کسی شخص نے پانچ کھرے درہموں کی زکوٰۃ میں پانچ کھوٹے درہم دیدیئے جن کی قیمت چار کھرے درہموں کے برابر تھی۔ شافعیین کے نزدیک زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ امام محمد و فر کے نزدیک ادا نہ ہوگی۔ اگر پانچ کھوٹے درہموں کی زکوٰۃ میں چار کھرے درہم دیئے جن کی قیمت پانچ کھوٹے درہموں کی قیمت کے برابر ہوتا ہو تو امام محمد کے نزدیک زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ شافعیین کے نزدیک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ امام محمد و فر کے نزدیک ادا ہو جائے گی۔

قولہ وفی الدراھم الخ آنحضرت صلعم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مختلف اوزان درائج تھے۔ (۱) بغلی درہم جس کا ہر ایک وزن آٹھ دانگ تھا (۲) اور طبری درہم جس کا ہر ایک وزن چار دانگ تھا اور ان دونوں کا مجموعہ بارہ دانگ ہوتا تھا (۳) اور ان دونوں کے مجموعہ کا نصف یعنی چھ دانگ کا درہم اوسط درہم ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خراج میں سب سے زیادہ درہم کا مطالبہ کرنے والوں کو یہ چیز گراں گزری۔ انہوں نے تخفیف کی خواہش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق سب درہموں کو جمع کر کے ایک وزن مساوی نکال لیا۔ جس کو دس سے تقسیم کیا۔ اس طور کہ دس درہم کا مجموعہ ۶۰ دانگ ہے۔ جس کو دس پر تقسیم کرنے سے سات ہوتے ہیں۔ اسی کو دیوان خارجی میں زکوٰۃ خراج، عشر اور تجارت میں مقرر کیا۔ اور اسی کو درہم شرعی کہتے ہیں۔ اس کو زکوٰۃ کے مسئلہ میں اس وجہ کا اختلاف ہے وہ بھی درہم وافعہ ہے۔ جس کے عراق اور عجم میں مثقال کہتے ہیں۔ تخریج اوزان سبعہ کی کیفیت اس نقشہ سے معلوم کرو۔

نقشہ نمبر ۱ اظہر فی اوزان سبعہ

نمبر	اسمائے اوزان	ہر وزن درہم	مجموعہ وزن	مقدار درہم	مقدار قیراط	کل مقدار قیراط	عدد ما فوق (شدہ)	کیفیت
۱	دس عشرہ	بارہ دانگ درہم	۱۲۰ دانگ	۱۰ درہم	۲۰ قیراط	۲۰۰	۶۵	کل مقدار قیراط ۲۶۵
۲	دس ستہ	چھ دانگ درہم	۶۰ دانگ	۵ درہم	۱۲ قیراط	۱۲۵	۴۰	۴۰ سے جس بالمائۃ ۳۲
۳	دس سبعہ	سات دانگ درہم	۷۰ دانگ	۵ درہم	۱۴ قیراط	۱۴۰	۴۴	۴۴ سے بالمائۃ ۳۱
۴	دس سبعہ	ساڑھے سات دانگ درہم	۷۵ دانگ	۵ درہم	۱۵ قیراط	۱۵۰	کل ۱۴۰	کیفیت نقشہ

وخالف ... وفي ... عشر ... في ... النصاب ... في ... وقت ... وجوب ... الأداء ... وفي ... الوقص ... بحساب ... وقته ... في ... الوجوب ... لا ... يتصور ... كمل ... في ... وقته ... وقصا ... يتغير ... في ... الثمن ... لأن ... الواجب ... هناك ... وإن ... تغير ... بتغير ... السعر ... لكن ... الواجب ... هنا ... لا ... يتغير ... بتغير ... السعر

الواجب ... في ... القصة ... قيمة

... ... في ... قيمة ... ...

توضیح: مختصر وقایہ میں جو عبارت ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

تشریح: فولاد وغالب الوری اس آخری چاندی کی طرح ہے جو ساتھ ملی ہوئی ہو اور ان میں سے کون سی چیز غالب ہے اس کا اعتبار دلائل سے ہوگا۔ غالب ہونے کی صورت میں پوری قیمت پر زکوٰۃ ہوگی اور اس صورت میں چاندی کی زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

فائدہ: کسی مصنوعی چیز میں جو چاندی ملی ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز اس قدر ہو کہ اس میں چاندی کا اندازہ نہ لگایا جا سکے تو وہ چیز مال تجارت ہے۔ اس میں سے کوئی مقدار نصاب نہیں۔ اس میں سے دو سو درہم کی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوگی کہ وہ غالب ہو یا مغلوب ہو اور اگر چاندی کی مقدار نصاب ہو۔ (۲۰۰ درہم) تو پھر دیکھا جائے گا کہ اگر چاندی غالب ہے تو پوری قیمت پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر مغلوب ہے تو چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہوگی۔ اگر دونوں برابر ہوں تو بھی پوری قیمت پر زکوٰۃ ہوگی۔

(نقشہ نمبر ۱ اختلاط تجانس وترجیح کے حکم)

سونا غالب ہو چاندی سے نصاب کے لحاظ سے	چاندی مغلوب ہو ایک قدر نصاب کے لحاظ سے	دونوں برابر ہوں ہر ایک بقدر نصاب کے ہوگا
سونا غالب ہو نصاب سے کم ہو	چاندی نصاب کو پہنچ جائے مگر غالب نہ ہو	دونوں برابر ہوں نصاب کے لحاظ سے نصاب مکمل ہوگا
سونا نصاب سے کم ہو چاندی نصاب کو پہنچ جائے	چاندی نصاب کو پہنچ جائے اور غالب ہو	دونوں برابر ہوں نصاب مکمل ہوگا
سونا نصاب سے کم ہو چاندی نصاب سے کم ہو	چاندی نصاب سے کم ہو اور غالب ہو	دونوں برابر ہوں نصاب مکمل نہ ہوگا

قولہ ولی عروض ان ... کان ... نصاب ... کسی ... باب ... جس ... کی ... قیمت ... سونا ... چاندی ... سے ... نصاب ... کو ... پہنچ ... جائے ... اس ... پر ... زکوٰۃ ... واجب ... ہے ... یہ ... حکم ... حضور ... صلی اللہ علیہ وسلم ... نے ... بھی ... فرمایا ... ہے ... اور ... تمام ... مسلمانوں ... کی ... اجماع ... ضرورت ... کے ... ہے ... اور ... یہ ... بھی ... ظاہر ... ہے۔

قولہ بقصد ... مال ... کے ... لئے ... کسی ... سامان ... کا ... مال ... ہونا ... جب ... ہی ... ہو ... سکتا ... ہے ... جب ... اس ... کو ... تجارت ... کی ... نیت ... سے ... خریدا ... ہو ... اور ... اگر ... کسی ... نے ... بغیر ... نیت ... کے ... خریدا ... ہو ... تو ... اس ... پر ... زکوٰۃ ... واجب ... نہیں ... ہوگی ... اور ... اگر ... کسی ... نے ... کوئی ... چیز ... بغیر ... نیت ... کے ... خریدی ... پھر ... اس ... کو ... تجارت ... کی ... نیت ... سے ... رکھ ... لیا ... تو ... اس ... پر ... زکوٰۃ ... واجب ... ہوگی ... اس ... کے ... لئے ... سال ... بھر ... کا ... گزرنا ... ضروری ... نہیں ... ہے۔

قولہ وقصد ... مال ... تجارت ... کی ... نیت ... سے ... چاندی ... کی ... طرف ... مال ... جاتی ... ہے ... جس ... کو ... سونا ... کی ... نیت ... سے ... چاندی ... مال ... نہیں ... ہوگی ... اور ... نہ ... اس ... پر ... زکوٰۃ ... واجب ... ہوگی۔

قولہ المذهب الخ اگر کسی کے پاس تھوڑا سونا ہو تھوڑی چاندی ہو تو ان کی قیمت لگائی جائے گی اگر قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کو پہنچ جائے تو امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہوگی اور نہ نہیں یہی امام شوری کا قول اور امام احمد سے ایک روایت ہے، صاحبین وائمہ ثلاثہ کے نزدیک اجزاء نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ایک سو درہم اور پانچ مثقال سونے میں جس کی قیمت ایک سو درہم ہو۔ امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہوگی صاحبین کے نزدیک نہیں وجہ یہ ہے کہ سونے چاندی میں مقصد اعتبار ہے کہ قیمت کا سکہ ہونا ہے کہ جو ہر قسم کی چیز کے لئے حکم ہو اور ان کی قیمت دونوں سے ہو اس معاملہ میں باہم اتفاق ہے کہ نہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ایک کو دوسرے کے ساتھ ملانا جائز ہے جیسے ہے جس کا مختلف قیمت ان کے اعتبار سے ہوسکتا ہے۔ اور برتن کا مسئلہ ہمارے نزدیک ہے جو ذکر ہوچکا اس میں قسم شرعی نہیں ہے۔

بابُ الْعَاشِرِ

باب زکوٰۃ وصول کرنیوالے کے بیان میں

هُوَ مِنْ بَعْثَةِ الْإِمَامِ لِيَأْخُذَ الصَّدَقَاتِ مِنَ الْعُمَّارِ فَمَنْ قَالَ لَمْ يَمُرَّ الْحَوْلُ أَوْ عَلَيَّ دَيْنٌ وَافَقَتْ فَلَا عَاشِرَ وہ ہے جس کو امام زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجتا ہے پس جو شخص یہ کہے کہ ابھی سال نہیں گزرا یا مجھ پر قرض ہے پاس وہ عاشر

أَوْ إِلَى غَائِبٍ آخَرَ وَخَلَفَ صَدَقَ إِلَّا فِي الْمَوَاشِي فَفِيهِ بِقَسَمِهِ نہ ہوگا یا دوسرے غائب کی طرف بھیجا ہے اور قسم کھائے تو اس کی تصدیق کی جائے گی مگر چوپایوں کی زکوٰۃ کے متعلق اس کے کہنے میں

وَفِي مَا صَدَقَ الْمُبْلِغُ صَدَقَ فَقَطْ لَا مَحْزِنِيَ إِلَّا فِي ثَمَنِ وَلَدِهِ اور جس میں تصدیق کی جائے گی مسلمان کی اس میں تصدیق کی جائے گی نہ کہ کافر کی مگر اس کی ام ولد کے بارے میں

وَالْعَبْدُ مَا رَفَعَ الْعُشْرَ وَمِنَ الدَّيْنِ ضِعْفُهُ وَمِنَ الْحَوْلِ الْعُشْرُ بِضَرْبِ الْحِسَابِ وَحُدِسَ مَا لَمْ يَقُمْ فِي الْحَوْلِ اور غلام کا دسواں حصہ اور ذمی سے سو میں اور حربی سے دسواں عشر بشرطیکہ حساب پورا ہوا اور اگر ہم سے بیتے ہوئے سال کا اندازہ کیا جائے تو سال میں

بِلَا عَوْدٍ وَعُشْرُ الْخَمْرِ لَا الْخِنْزِيرِ وَمَا فِي بَيْتِهِ وَالْبِضَاعَةِ وَمَالِ الْمُضَارَبَةِ لوٹنے بھیجے اور دسواں لے شراب کا نہ کہ سور کا اور اس کا جو اس کے گھر میں ہو یا مال بضاعت ہو یا مال مضاربت ہو

وَكَتْبِ الْحَائِكِ وَفِّيَ إِنْ عَشَرَ الْمُصَوِّرِ بِقَلَمٍ کی کتابی ہو اور مصور یا جلاد اگر حاجیوں نے کچھ لے لیا ہو۔

توضیح اللغۃ: عاشر مال کا وہ حصہ لینے والا جو نصاب مقرر کرنا چاہتا ہو تاجر دول سال پورا ہونے پر قرض مطلب۔ عشار جمع سلامتی، نصف روپیہ، لبریش روپیہ کہا جائے گا۔ حولان سال گزرنا خمر شراب، بضاعت وہ مال جس کا کامل مالک کا ہو، سرمایہ، پونجی، مال مضاربت وہ مال تجارت جس کے نفع میں شرکت ہو۔ کسب کمائی، مارون وہ غلام جس کو آقا کی طرف سے تجارت کی اجازت ہو۔ خوارج ذمی لوگ۔

تشریح اللغۃ: قولہ باب العاشر الخ عاشر (ن) عشرا سے اسم فاعل ہے۔ یعنی مال کا دسواں حصہ لینے والا۔ اس لفظ سے عاشر کا اطلاق صرف اس پر ہوتا ہے جو حربی سے مال وصول کرے۔ کیونکہ عشر تو حربی ہی سے لیا جاتا ہے نہ کہ مسلمان اور ذمی سے

(قال ما) عشر مصدر ہے مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اسی وجہ سے ما کو اس کا فاعل قرار دیا گیا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ما کو مفعول بہ قرار دیا جائے اور عشر کو نائب فاعل قرار دیا جائے اور ما کو مبتدا قرار دیا جائے اور عشر کو اس کا خبر قرار دیا جائے اور جملہ کو مفعول بہ قرار دیا جائے۔ فتدبر

بابُ الرِّکَاز

باب رکاز کی زکوٰۃ کے بیان میں

خُمُسُ معدنٍ يُؤخَذُ مِنْهُ مَتَى وُجِدَ وَلَوْ قَلِيلًا وَدِفْنُهُ وَكُفْرُ

پانچواں حصہ معدن کا ہے جو اس سے جب پایا جائے اور اگرچہ تھوڑا ہو اور اس کا دفینہ اور کافر

وَعَبْدٍ لِلْمُسْلِمِ لَهُ وَرِبْحٌ لِلْمُكَرِّ صَحِيحٌ وَفِي الْمُكَاتَبِ وَالْمَأْذُونِ وَكُلُّ

اور غلام مسلمان کا ہے اور پانچواں حصہ لیا جائے گا اس کا جو مکاتب کے قبضہ میں ہو اور مکاتب اور ماذون اور ہر

تو ضیح اللغۃ: کا معدن پیدائش والی دھاتیں۔ معدن کان کھودنا۔ رکاز امام سے پہلے بعد سے ملا ہوا۔ دفین پوشیدہ۔ خمس پانچواں حصہ۔

تشریح المتن: فرماتے ہیں جاہلیت کا دفینہ اگر کوئی پائے تو اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرائے۔ دفینہ کہتے ہیں زمین میں گڑے ہوئے مال کو۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک جاہلیت کا دفینہ، دوسرا اسلامی دفینہ، تیسرا مشترک۔ جاہلیت کا دفینہ وہ ہے جو کافروں کا گاڑا ہوا ہو۔ اسلامی دفینہ وہ ہے جو مسلمانوں کا گاڑا ہوا ہو۔ مشترک وہ ہے جس پر کافر اور مسلمان دونوں کا نشان ہو۔ جاہلیت کے دفینہ کا حکم یہ ہے کہ اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرایا جائے۔ اسلامی دفینہ لقطہ کے حکم میں ہے۔ مشترک کا حکم اسلامی دفینہ کا ہے۔

قولہ خمس معدن: معدن کان کو کہتے ہیں۔ کان سے جو چیز نکلتی ہے اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرایا جائے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کان کسی کافر کی ملکیت میں ہو۔ اگر کان مسلمان کی ملکیت میں ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اس میں بھی پانچواں حصہ لیا جائے گا۔ ولو قلیلا: اگرچہ تھوڑا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نصاب معتبر نہیں ہے۔ ودفنہ جاہلیۃ: اس سے جاہلیت کا دفینہ مراد ہے۔ وکفر: اس سے کافر کی ملکیت مراد ہے۔ وعبد لمسلم: اس سے مسلمان کا غلام مراد ہے۔ لہ: یعنی غلام کے لئے۔ ورجح للمکر: اس سے مکاتب مراد ہے۔ صحیح: یعنی مکاتب کا حکم صحیح ہے۔ وفی المکاتب: یعنی مکاتب کے قبضہ میں جو دفینہ ہو۔ والمأذون: یعنی ماذون کے قبضہ میں جو دفینہ ہو۔ وکل: یعنی ہر ایک کے قبضہ میں جو دفینہ ہو۔

وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِمَوْلَاهُ وَلَا شَيْءَ لِلْمُسْتَأْجَرِ وَالْمُسْتَعِيرِ وَالْمُودَعِ وَالْوَكِيلِ

ان دونوں میں سے اس کے مولیٰ کا ہے اور کچھ نہیں مستاجر اور مستعیر اور مودع اور وکیل

وَالْمُضَارِبِ وَالْمُرْتَهِنِ وَالْمُسْلِمِ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَالْمُسْتَأْمَنِ وَالذِّمِّيِّ

اور مضارب اور مرتہن اور مسلمان دار الحرب میں اور مستامن اور ذمی

تو ضیح اللغۃ: لمولاہ: اپنے مولیٰ کا ہے۔ المستاجر: اجارہ پر لینے والا۔ المستعیر: عاریت پر لینے والا۔ المودع: امانت رکھنے والا۔ الوکیل: وکیل۔ المضارب: مضاربت پر لینے والا۔ المرتہن: رہن رکھنے والا۔ المسلم فی دار الحرب: دار الحرب میں مسلمان۔ المستامن: امان لینے والا۔ الذمی: ذمی۔

تشریح المتن: فرماتے ہیں کہ مکاتب اور ماذون اور ہر ایک کے قبضہ میں جو دفینہ ہو تو وہ انہیں کا ہے۔ وہ کسی کا نہیں ہے۔ اجیر مشترک کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ ایک میں مذکور ہے کہ وہ مستاجر کا ہے۔ دوسری روایت میں مذکور ہے کہ وہ اجیر کا ہے۔ اجیر مشترک وہ ہے جو کام کرنے والوں کی جماعت میں سے ہو۔ اجیر خاص وہ ہے جو ایک شخص کے ساتھ مخصوص ہو۔

قولہ خمس الخ: یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ ارباب طلب قول کس القوم خمسا کو دلیل بناتے ہیں۔ صاحب ہدایہ رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیا ہے۔ بعض حنفیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ ان لوگوں نے خمس کو خمس غنیمت پر قیاس کیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ خمس غنیمت کا مصرف مختلف ہے۔ اور خمس رکاز کا مصرف مختلف ہے۔ اس لئے قیاس صحیح نہیں ہے۔

قولہ معدن: معدن سے مراد سونا چاندی ہے اور جو چیز سونا چاندی کے درجہ میں ہو جائے جیسے تانبا، پیتل، رانگ وغیرہ ان سے یہاں چیزیں حاصل ہوتی ہیں جن کا ثمن بننا ممکن ہے۔ اور جو چیزیں کھانے کی نکلتی ہیں جیسے گندھک، نمک، نوشادر، گیرو، ہڑتال وغیرہ ان میں خمس نہیں ہے۔ اسی طرح جو چیزیں کھانے کی نہیں ہیں جیسے یاقوت، فیروزہ، مرجان وغیرہ ان میں بھی خمس نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ان تمام چیزوں میں خمس ہے۔ ان کا استدلال عام ہے۔ ہمارا استدلال خاص ہے۔ خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک ان چیزوں میں خمس نہیں ہے۔ معدن میں سے جو چیز نکلے اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرایا جائے۔ اس کے بعد جو کچھ بچے وہ اس کا ہے جس کی کان ہے۔ اگر کان مشترک ہو تو اس میں سے بھی پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرایا جائے۔ اس کے بعد جو کچھ بچے وہ ان کا ہے۔ اگر کان مسلمان کی ملکیت میں ہو تو اس میں سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اس میں بھی پانچواں حصہ لیا جائے گا۔ ولو قلیلا: اگرچہ تھوڑا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نصاب معتبر نہیں ہے۔ ودفنہ جاہلیۃ: اس سے جاہلیت کا دفینہ مراد ہے۔ وکفر: اس سے کافر کی ملکیت مراد ہے۔ وعبد لمسلم: اس سے مسلمان کا غلام مراد ہے۔ لہ: یعنی غلام کے لئے۔ ورجح للمکر: اس سے مکاتب مراد ہے۔ صحیح: یعنی مکاتب کا حکم صحیح ہے۔ وفی المکاتب: یعنی مکاتب کے قبضہ میں جو دفینہ ہو۔ والمأذون: یعنی ماذون کے قبضہ میں جو دفینہ ہو۔ وکل: یعنی ہر ایک کے قبضہ میں جو دفینہ ہو۔

---

۱ یہ ایک نسخہ کی عبارت ہے۔ دوسرا نسخہ یہ ہے کہ اس کے بعد یہ عبارت ہے۔

۲ یہ ایک نسخہ کی عبارت ہے۔ دوسرا نسخہ یہ ہے کہ اس کے بعد یہ عبارت ہے۔

ہلاک ہو جائے تو اس ذاتی مال میں سے پیش کرنا واجب ہے۔ المجد: وہ جو بہت عطیہ دیتا ہو۔

قولہ: لا کفارہ: اگر کوئی شخص اپنے مکان یا اپنی ملکیت، مثلاً باغ وغیرہ کا مالک ہو اور اس کے مکان میں معدن پائے تو امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک اس میں کوئی چیز واجب نہیں۔ صاحبین کے نزدیک اس میں بھی خمس ہے کیونکہ حدیث میں "وفی الرکاز الخمس" مطلق ہے جس میں دار وغیرہ کی کوئی تفصیل نہیں امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ وہ معدن بھی اسی کی زمین کے اجزاء میں سے ہے جس طرح زمین کے اجزاء میں عشر واجب نہیں اسی طرح اس میں بھی نہیں۔

بَابُ الْعُشْرِ

باب عشر کے بیان میں

يَجِبُ فِي عَسَلِ أَرْضِ الْعُشْرِ وَمَمَرِّهِ وَمَسِيلِ مَائِهِ وَإِنْ سَبَقَ بِلَا مُؤْنَةٍ بِخِلَافِ الْأَرْضِ وَالنَّخْلِ وَالْحَطَبِ وَالْحَشِيشِ

عشر واجب ہے شہد میں زمین کے شہد میں اور اس کے راستہ میں اور اس کے پانی کے بہاؤ میں اگر وہ بغیر کسی محنت کے ہو برخلاف زمین کے اور

وَنَحْوِهِ فِي عَسَلِ عَرَبٍ أَوْ دَالِيَةٍ وَلَا يَرْفَعُ الْمُؤْنَةَ وَحَفْنَةٌ فِي أَرْضِ عُشْرِيَّةٍ لِمَسْقِيٍّ

اور کھجور وغیرہ کے شہد میں جو عرب یا دالیہ کے ہو اور خرچ عشر کو ساقط نہیں کرتا جب کہ کوئی شخص ایک مٹھی بھر عشری زمین

وَفِي سَمْنٍ أَوْ إِوَزٍّ مِنْهُ مُسْلِمٍ أَوْ ذِمِّيٍّ وَخَرَجَ إِنِ اشْتَرَى مِنْهُ لِأَرْضٍ خَرَاجِيَّةٍ أَوْ لِمُسْلِمٍ وَعُشْرُ

کی مسلمان یا ذمی سے خریدے تو اس پر عشر واجب ہوگا اور اگر خراجی زمین کے لیے یا کسی مسلمان کے لیے خریدے تو عشر واجب نہیں ہوگا

إِنْ أَحْمَاهُ مُسْلِمٌ بِمَحْمَاةٍ وَهُوَ عَلَى الْبَيْعِ بِخِلَافِ الْمُصْطَادِ وَإِنْ حَمَى مُسْلِمٌ دَارَةً بِمَسَافَةٍ

اگر اس کو مسلمان نے چراگاہ بنا لیا ہو اور وہ بیچنے پر قادر ہو برخلاف شکار کے اور اگر کسی مسلمان نے اپنے گھر کے چاروں طرف

قَدْرُ مَسْرُوحِ سَهْمٍ مِنْ مَالِهِ بِخِلَافِ الْمَبْنِيِّ وَدَارِهِ حُرِّكَمِيَ فَيُؤْخَذُ فِي أَرْضِ عُشْرٍ وَيُؤْمَنُ رَبُّ خَرَاجٍ يَجِبُ الْخَرَاجُ

تقدر تیر کے چلنے کی جگہ اپنے مال سے چراگاہ بنا لی ہو برخلاف عمارت کے اور اپنے گھر کی طرح اگر کسی نے عشری زمین میں وہ چراگاہ بنائی ہو تو اس پر عشر واجب ہوگا اور

تشریح: ماخذہ عشر: اس سے مراد وہ چیز ہے جس پر عشر واجب ہو۔ عسل: شہد مسیل: پانی بہنے کی جگہ۔ مرار: پانی بہنے کی جگہ۔ حطب: لکڑی۔ حشیش: گھاس۔ عرب: وہ شہد جو عرب کے علاقہ میں پیدا ہوتا ہے۔ دالیہ: وہ شہد جو عرب کی ایک قوم بنی دالیہ نے دوسرے علاقوں میں پیدا کیا۔ خراج: وہ ٹیکس جو غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے۔ اوز: بطخ کی ایک قسم ہے جس کو کشتی پر رکھتے ہیں۔

تشریح المتن: قولہ: یجب الخ: امام عشر کے لیے عشر کے متعلق چند چیزیں جان لینی چاہئیں۔ ان کی فرضیت کیفیت وجوب قدر نصاب وقت وجوب۔ ان میں سے فرضیت عشر کی فرضیت کتاب سنت و اجماع سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و اٰتوا حقہ یوم حصادہ حق کی تفسیر علماء المفسرین نے زکوٰۃ عشر یا نصف عشر سے کی ہے۔ اور حدیث میں ہے "فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر" کیفیت عشر میں وجوب کی دو طرح کی مختلف ہیں بعض کے نزدیک ہر ایک میں واجب ہے اور بعض کے نزدیک کل اخراج عشر کا سبب متحقق ہونے کے بعد وجوب ادا ہوتا ہے۔ عشر کی شرائط ہیں۔ اسلام شرط ہے۔ وعشر واجب ہے مسلمان پر بالاجماع۔ حریت شرط ہے۔ وعشر واجب علی الحر دون العبد۔ بلوغ شرط نہیں ہے۔ وعشر واجب علی الصبی والمجنون۔ عقل شرط ہے۔ وعشر واجب علی العاقل دون المجنون۔ زمین میں کسی عشر واجب ہے۔ شرط کیسے ہے کہ زمین جس پر کوئی عشر (خراج) واجب نہیں ہوتے نیز یہ کہ پیداوار ایسی ہو جس کی کاشت مقصود ہو پس گھاس اور لکڑیوں میں عشر نہیں۔ مقدار نصاب عشر میں امام

(۱) الحدیث رواہ البخاری عن ابن عمر مختصرا باب ما یستخرج من البحر من حلیۃ وغیرہ، فاروقی

صاحب کے نزدیک کم وبیش کی کوئی تحدید نہیں۔ صاحبین کے نزدیک اس کی مقدار پانچ وسق ہے۔ (نہایۃ) بہت عشر امام صاحب کے نزدیک واجب ہے جب کہ کھیتی اگ جائے اور پھل کا پیدا ہو جائے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک کھیتی کاٹنے سے اور ثمر صاحب کے نزدیک توڑنے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ صاحبین کے نزدیک پیداوار کی آفت زدہ ہونے سے ساقط ہو جاتا ہے اگر کل یا بعض ضائع ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک عشر ساقط نہیں ہوتا۔

قولہ وجب الخ یہ امام صاحب کے نزدیک غیر ظاہری یعنی کی قسموں میں عشر واجب ہے۔ امام شافعی و امام مالک فرماتے ہیں کہ شہد میں عشر نہیں کیونکہ یہ حیوان سے پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام کے مشابہ ہو گیا۔ ہمارے دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "فی العسل العشر" یعنی امام صاحب کے نزدیک کم وبیش کا کوئی اعتبار نہیں۔ امام ابو یوسف کے نزدیک پانچ وسق کی قیمت کا ہو اور ایک روایت کے لحاظ سے دس مشکیزہ کا اور امام محمد کے نزدیک پانچ اوقیہ کا اعتبار ہے۔ ایک فرق سو رطل کا ہوتا ہے۔

قولہ وصفی الخ عشر جو زمین اپنے کے پانی سے یا بارش پانی سے سیراب کی گئی ہو اس میں بھی عشر واجب ہے جو نہری اور بلند صاحب اور سال بھر تک پانی رہتا ہو۔ صاحبین کے نزدیک یہ پیداوار جو نہری صاحب اور سال بھر تک پانی نہ رہتا ہو۔ دلیل حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے۔ امام صاحب کی دلیل ارشاد باری ہے "خذ من اموالھم صدقۃ" اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے "فیما سقت السماء العشر" اور بھی کثیر تمام ہے۔ کم وبیش کی کوئی تحصیل نہیں۔ رہی پہلی حدیث جس میں پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہ ہونے کا ذکر ہے تو یہ عشر کے بارے میں ہے کیونکہ عرب لوگ وسق کے ذریعہ غلہ کو ناپتے تھے اور ایک وسق کی قیمت پچاس درہم ہوتی تھی پس پانچ وسق کی قیمت دو سو درہم ہونے سے ظاہر ہے کہ دو سو درہم سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ اشتراط عشر میں صاحبین کی دلیل یہ حدیث ہے۔ لیس فیما (فی الخضر اوات تتمہ) "سبزیوں میں کچھ نہیں ہے۔ امام صاحب کی طرف سے جواب یہ ہے کہ حدیث غریب ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔

قولہ وصح بیع الخ کسی کی عشری زمین سے دعا عشر لیا جائے گا۔ اگرچہ کسی مسلمان ہو جائے یا اس سے دوسرے مسلمان کوئی مسلمان خرید لے۔ بخلاف خراج کے زمین کے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں زمین عشری ہو جائیگی۔ اور محصول وغیرہ نہیں لیا جائیگا۔ اور اگر کسی سے کوئی ذمی خرید لے تو بالاتفاق وہ لیا جائیگا۔

قولہ وعشر الخ اگر کوئی ذمی عشری زمین مسلمان سے خرید لے تو امام صاحب کے نزدیک اس سے خراج لیا جائیگا۔ کیونکہ عشر میں محض عبادت ہی ہوتا ہے اور خراج عبادت کے منافی ہے۔ صاحبین ابو یوسف کے نزدیک یہ عشری ہی رہے گی۔ کیونکہ ذمی کا مال عشری ہو رہے گی۔

قولہ وعشر الخ مسلمان نے ایک عشری زمین ذمی کے ہاتھ فروخت کی اس سے دوسرے مسلمان نے حق شفعہ کی بنا پر لے لی تو عشر لیا جائیگا۔ کیونکہ حق شفیع کی طرف منتقل ہو گیا۔ یہی کہا جائیگا اس نے مسلمان سے خریدی ہے۔ اور اگر ذمی نے شفعہ کی وجہ سے لی کر لی تب بھی عشر لیا جائیگا۔ کیونکہ جب شفیع کی ملکیت سے نہیں ہو گی تو بالجملہ نہیں ہوئی۔ لہٰذا زمین بدستور عشری رہے گی۔

قولہ وان تحول الخ اگر کسی مسلمان نے اپنے عشری زمین کو خراجی بنا لیا تو اس کے جیحون کا دریا پانی سے سیراب ہو۔ عشری پانی سے سیراب ہو تو عشر اور خراجی پانی سے سیراب کیا تو خراج ہوگا لیکن ذمی کے کہنے سے ہر حال میں خراج لیا جائے گا۔ کیونکہ ذمی کے حق میں ہے۔

---

(۱) کذا فی الدر المختار وغیرہ (۲) ہدایہ، باب العشر والخراج والموات، ص ۱۲۲

(۳) ہدایہ، باب العشر والخراج والموات، ص ۱۲۲ (۴) الخراج کو عشری بنانے کی کیا صورت ہے؟ اس کے متعلق کچھ نہیں ملا۔ (۵) ہدایہ، باب العشر والخراج والموات، ص ۱۲۲

بَابُ الْمَصْرَفِ

باب مصرف زکوٰۃ کے بیان میں

وهو الفقير والمسكين وهو امرة حالا من الفقير والعامل والمكاتب والمديون وفي سبيل الله

مصرف زکوٰۃ فقیر اور مسکین ہے اور مسکین فقیر سے بھی خراب حال ہے اور مصرف زکوٰۃ وصول کرنے والا اور مناسب مقدار میں اور وہ شخص جس پر قرض ہے اور

وابن السبيل فصرف الى كلهم او الى صنف واحد لا الى المغنى وصح عكسه

اللہ کے راستے میں اور مسافر ہیں پس اس کو ان سب پر یا کسی ایک قسم پر خرچ کرنا جائز ہے اور مالدار کو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں ہے اور اس کا برعکس بھی صحیح ہے

ويكفي صب وقضاء دينه وشراء ثوب للغلق واصله ان علا

یعنی کسی کو زکوٰۃ دینا کافی ہے اور اس کے قرض کی ادائیگی میں اور کپڑا خریدنے میں جب کہ وہ ننگا ہو اور اصل یہ ہے کہ

وفرعه ان سفل وراعى حيه ورحمه وعمه ومكاتبه وعبده وامته ومعتق البعض وعبيه يملك بملكه

اپنے فرع یعنی بیٹے بیٹی پوتے پوتی اور نواسے نواسی کو اور اپنے اصل یعنی باپ دادا ماں نانا دادی نانی کو اور اپنے حی یعنی بھائی بہن چچا پھوپھی ماموں خالہ کو اور اپنے رحم یعنی

وعبده وطفله وزوجه وحواليهم وتوديع بحاجي ضار الله عبي رشدي وكفر اوائده

اور اپنے مکاتب اور اپنے غلام اور اپنی لونڈی اور اپنے نابالغ بچے اور اپنی بیوی اور ان کے علاوہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو نقصان پہنچانے والے

اوانه صح دو عبده ومكاتبه لا وكره لاغناء بعد لاغناء عن السؤال

اس کا بھائی قرار دیتا ہے اور اپنے غلام اور مکاتب کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے اور مکروہ ہے غنی بنانے کے بعد سوال سے بے نیاز کرنے کے بعد

وكره النقل الى بلد اخر لغير قريب او محوج والا سقط من له فوت يوسف

اور مکروہ ہے مال زکوٰۃ کو دوسرے شہر میں لے جانا جس میں وہ مال خرچ کیا جائے مگر کسی قریبی رشتہ دار کی طرف لے جانا یا کسی ایسے شخص کی طرف لے جانا جو

توضیح ترجمہ: مصرف جائے خرچ اور وہ شخص ہے جس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اس کی مکمل تفصیلات مندرجہ ذیل سطروں میں آرہی ہیں۔ ترجمہ کرتے وقت ہم نے ہر ایک قسم کے لئے علامت نمبر لگا دیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ مولف علام نے اس باب کا نام مصرف رکھا ہے اور علامہ کنز نے مصارف رکھا ہے۔ دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ مولف علام نے مصارف کو جمع لانے میں ظاہر بیں اتحوں کی رعایت ضروری سمجھی۔

تشریح العقد: قولہ باب المصرف الخ اس باب میں زکوٰۃ کے چھ مصارف زکوٰۃ کا بیان کیا ہے اس لئے یہاں اس کو بیان کرتا ہے۔ مصرف اصل میں مکان صدور ہے جہاں سے چیز کی ابتداء ہوتی ہے ثم تعدی الیہ وہم بعد والمعنی مصرفا یہاں خرچ کرنے کی جگہ مراد ہے۔ فی الزکوٰۃ زکوٰۃ کو خرچ کرنے میں خرچ کرنا فریضہ سے متعدی ہوا ہے اور مصارف زکوٰۃ کے سلسلہ میں اصل آیت یہ ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ اس میں آٹھ مصارف بیان کئے گئے ہیں۔ 1 فقراء 2 مساکین 3 عاملین جو حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے کے کام پر مامور ہوں 4 مؤلفۃ القلوب جن کے اسلام لانے کی امید ہو یا اسلام میں کمزور ہوں 5 رقاب یعنی غلاموں کا خریدنا 6 غارمین جن پر کوئی قرض ہو 7 فی سبیل اللہ یعنی جہاد کرنے والے غازیوں کی ضروریات 8 ابن السبیل یعنی مسافر۔ ان آٹھ مصارف میں سے ہر ایک کی تفصیل مندرجہ ذیل سطروں میں آرہی ہے۔

والمراد بالفقير هنا من له اقل من نصاب او قدر نصاب غير نام مستغرق في الحاجة

اور یہاں فقیر سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو یا نصاب کے برابر مال ہو جو نامی نہ ہو اور حاجت میں مستغرق ہو

نہ ہو گو بعض پر دولت رکھتا ہو۔ مصنف نے ان آٹھ میں سے 4 کو ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ کثر علماء کے نزدیک مصرف، کرم الٰہی، وفات نبی، بعد میں کفر، برقی یا قوامی وجہ سے کہ مسلمانوں کا وجود کو قائم رکھا جاتا تھا۔ اسلام کی عزت اور غلبہ کے لئے دی جاتی تھی۔ جب وقت آیا اسلام اور مسلمان کی ضرورت نہیں رہی۔ اس وجہ سے کہ ان لوگوں کو دینا "تعلیم قلوبہم" "وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ" کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔ بعض "الفقراء" سے انتفاع ہی پر ان کا مانے تھے یہ صحیح نہیں کیونکہ "نبی" کی حیات میں بھی اور ان کی حیات کے بعد۔

قولہ وھو الموسر الذی یقدر علی الکسب کہتے ہیں جس کے پاس تھوڑا سا مال ہو مگر بقدر نصاب نہ ہو۔ اور مسکین اس کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ کا مذہب اصحاب لغت میں سے اصمعی "فراء" "ثعلب" کا یہی قول ہے اور یہی صحیح ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "او مسکینا ذا متربۃ" یا مسکین کو جو (خاک آلودہ) خاکساری سے ہاتھ میں رہتا ہو۔ اور شافعی، ابوداؤد اصمعی کا قول اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ آیت "امّا السفینۃ فکانت لمساکین" میں "مسکین" مالک کشتی ہونے کے باوجود بیان کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ ان کے پاس کشتی ان کی ملکیت میں نہ تھی بلکہ بطور عاریت تھی یا وہ حق داری پر کام کرتے تھے۔

قولہ فبعد فی تعیین ما حب المال کو اختیار ہے چاہے زکوٰۃ کا روپیہ مذکورہ بالا اصناف میں سے سب کو دے چاہے کسی ایک صنف کو یا صنف علہ کے ایک ہی شخص کو دے یا چند کو۔ یہ سب افراد کے برابر ہوں یا کم و بیش ہو جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور اس کے خلاف کسی صحابی سے منقول نہیں بلکہ اجماع کے درجہ میں ہے۔ امام شافعی سے ایک قول ہر صنف کے کم از کم تین افراد کو دینا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کے یہاں ہر ایک کو زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ کم از کم تین آدمیوں کو زکوٰۃ دینا واجب ہے فرماتے ہیں کہ آیت میں اصناف لام کیساتھ مصرف اختصاص ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اصناف لام اختصاص کیلئے نہیں بلکہ بیان مصارف کیلئے ہیں۔

قولہ وھو الذی اذا اعطی زکوٰۃ کی رقم سے غلام نہ خریدا جائے تاکہ اس کو آزاد کیا جائے کیونکہ اعتاق تملیک نہیں بلکہ اسقاط ملک ہے اور زکوٰۃ کے لئے تملیک رکن ہے۔ اعتاق سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ ان کے یہاں "فی الرقاب" کی یہی تاویل ہے۔

قولہ ولو دفع الخ ایک شخص نے اٹکل کر کے زکوٰۃ ایسے شخص کو دیدی جس کے متعلق گمان غالب کیا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف ہے لیکن بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مالدار تھا یا کافر تھا یا اس کا باپ تھا یا اس کا لڑکا تھا تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو گئی کیونکہ جو بات اس کے بس میں تھی یعنی ملک بنانا وہ کر گزرا۔ ہی سبب کہ وہ ادائیگی میں یہ جانتے کہ "کون" ہے کہاں رہتا ہے۔ کیا کرتا ہے "فقیر" تو وہ ہاں کا مکلف نہیں ہاں اگر اٹکل کیسے بغیر دیدی تو صحیح نہیں ہاں امام ابو یوسف نے ہر ایک دو ان صورتوں میں اعادہ کرنا ضروری کہا کیونکہ غلطی کا یقین ہو چکا۔ طرفین کی دلیل حضرت معن بن یزید کی روایت ہے کہ ان کے والد نے آنحضرت ﷺ سے دینے کے ارادہ سے کچھ روپے دیئے تھے جو انہوں نے مسجد میں فقراء کے سامنے رکھ دیئے تھے۔ "فجئت فاخذتھا فاتیتہ بھا فقال واللہ ما ایاک اردت بما اعطیت فخاصمتہ الیہ فقال لک ما اخذت یا معن وان لک ما نویت یا یزید" (بخاری ص ۱۹۵ ج ۱) یزید تیرے لئے ہے وہ جس کی تو نے نیت کی اور اے معن تیرے لئے وہ ہے جو تو نے لیا۔ اور اگر وہ کافر نکلے تو اس کا غلام ہوا کرے اس کا غلام ہونا اس کا عبد ہونا کسب خواجہ کو ثابت ہوا کیونکہ غلام مرد عورت سب مال زکوٰۃ کی ملکیت میں رہا اور مکاتب کی صورت میں چونکہ مکاتب کی کمائی میں مالک کا حق ہوتا ہے اس لئے تملیک تام نہ ہوئی۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

باب صدقۂ فطر کے بیان میں

يجب على حُرّ مُسْلِمٍ ذِي نِصَابٍ فَضْلٌ عَنْ مَسْكَنِهِ وَآلَتِهِ وَقُوتِهِ وَسِلَاحِهِ وَعَبْدِهِ
صدقۂ فطر واجب ہے ہر اس مرد پر جو مسلمان ہو، مالک نصاب کا، نصاب اس سے زائد ہو جو اس نے گھر کے کپڑوں سے، گھر کے سامان سے، غلاموں سے، ہتھیار
غَيْرِ مَتَاعِ تِجَارَتِهِ وَفَاضِلٍ عَنْ دَيْنِهِ الظَّاهِرِ وَعَبِيدِهِ لِخِدْمَةٍ وَمَدَنِيِّهِ وَأُمِّ وَلَدِهِ لَا عَنْ دَارٍ وَخَادِمٍ وَرَاكِبٍ الْكُلِّ وَثِيَابِ بَذْلَتِهِ وَعَبِيدِ غَيْرِ
سے اور سواری کے جانور سے، اور تجارت کے سامان سے، اور ظاہر قرض سے، اور اپنے خدمت کے غلاموں سے، اور اپنی ام ولد سے، اور نہ واجب ہے گھر پر اور خادم پر اور
خَدَمِهِ وَمُكَاتَبِهِ وَمُدَبَّرِهِ وَمُشْتَرَكٍ وَمَرْهُونٍ وَآبِقٍ وَمَغْصُوبٍ وَمَفْقُودٍ وَغَائِبٍ وَعَبْدِ غَيْرِهِ
سواری کے جانور پر اور کام کے کپڑوں پر اور ان غلاموں پر جو خدمت کے نہ ہوں، اور مکاتب پر اور مدبر پر اور مشترک پر اور گروی رکھے ہوئے پر اور بھاگے ہوئے پر اور
يَخْرُجُ عَنْ نَفْسِهِ وَمَنْ مَاتَ بَعْدَ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَعَمَّنْ أَسْلَمَ بَعْدَهُ لَا عَمَّنْ وُلِدَ بَعْدَهُ وَصَحَّ لَوْ فَقِيرًا وَآخَرُ
چھنے ہوئے پر اور غصب کئے ہوئے پر اور گم ہوئے پر اور غائب پر اور دوسرے کے غلام پر جو اپنی طرف سے ادا کرے اور اس شخص کی طرف سے جو مر گیا ہو فجر کے بعد عید الفطر کے دن اور اس شخص کی طرف سے جو مسلمان ہوا ہو فجر کے بعد عید الفطر کے دن، اور نہ واجب ہے اس شخص کی طرف سے جو پیدا ہوا ہو فجر کے بعد عید الفطر کے دن اور صحیح ہے اگر وہ فقیر ہو اور دوسرا شخص

يَخْرُجُ عَنْ مَالِ قَبْلَ أَوْ أَسْلَمَ أَوْ وُلِدَ بَعْدَهُ لَا يَجِبُ وَصَحَّ لَوْ فَقِيرًا أَوْ آخَرُ
اس کی طرف سے ادا کرے جو فجر کے پہلے مر گیا ہو، یا اسلام لایا ہو فجر کے بعد، یا پیدا ہوا ہو فجر کے بعد، تو واجب نہیں اور صحیح ہے اگر وہ فقیر ہو یا دوسرا شخص

توضیح الفاظ حر آزاد، مسلم مسلمان، ذی نصاب جس کے پاس نصاب کے برابر مال ہو، فضل زائد، مسکن گھر، آلہ گھر کا سامان، قوت غلہ جو جمع کیا ہو، سلاح ہتھیار، عبد غلام، متاع تجارت سامان تجارت، دین قرض، ظاہر جو ثابت ہو، عبید غلام، مدنی خدمت کے، ام ولد لونڈی جس سے بچہ ہو، دار گھر، خادم نوکر، راکب سواری کا جانور، ثیاب بذلۃ کام کے کپڑے، مکاتب جس نے کچھ رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا ہو، مدبر جس کو آقا نے مرنے کے بعد آزاد کرنے کا وعدہ کیا ہو، مشترک جو دو شخصوں کی ملکیت ہو، مرہون گروی رکھا ہوا، آبق بھاگا ہوا، مغصوب چھینا ہوا، مفقود گم ہوا، غائب جو نظر سے غائب ہو، عبد غیر دوسرے کا غلام، یخرج ادا کرے، عن نفسہ اپنی طرف سے، من مات جو مر گیا، قبل فجر یوم الفطر عید کے دن فجر سے پہلے، اسلم مسلمان ہوا، بعدہ اس کے بعد، لا یجب واجب نہیں، صح صحیح ہے، لو فقیرا اگر وہ فقیر ہو، آخر دوسرا شخص۔

تشریح الفاظ قولہ باب الخ صدقۂ فطر کا باب، زکوٰۃ کا باب صوم یعنی روزہ کے ساتھ مناسبت ہے۔ زکوٰۃ کا روزہ کے ساتھ بایں معنی کہ یہ دونوں ملیف ہیں اور صوم کیساتھ بایں معنی کہ وجوب صدقۂ فطر کی شرط فطر ہے کیونکہ صدقۂ فطر صوم کے بعد ہوتا ہے اس سے مصنف نے روزوں کے درمیان میں ذکر کر دیا۔ صدقہ کے معنی عربیہ کے ہیں جس سے اللہ کا ثواب مقصود ہو۔ چونکہ اس کی ادائیگی عبادت صدقہ کی ثابت کا ظہار کرتی ہے۔ اس لئے اس کو صدقہ کہتے ہیں جیسے صداق بھی مہر کو اس کی دینی شوہر کی رغبت کا ظہار کرتی ہے۔ فطر کا لفظ بالفتح یا بالضم یا بالتحریک کے اصطلاح قائم ہے اسلوک خوصدقۂ فطر کے لئے لفظ فطرہ بولنے میں بھی کراہت ہوا ہے۔ ابوحامد کا سوں نے کہا ہے "الفطرۃ بالکسر صدقۃ الفطر" معلوم ہوا کہ یہ لفظ بنا ہوا نہیں ہے۔ نواب صاحب مرحوم نے بہت سی جگہ حقائق شریعہ کو خواہ مخواہ علوم یونانیہ پر منطبق کیا ہے۔ یہ قول بھی ان ہی مقامات میں شمار ہے۔ علامہ نووی نے "تحریر" میں کہا ہے کہ لفظ فطرہ مشہور ہے اور مراد اس سے فطر بمعنی مفطر ہے خود ہے گویا یہ بدن کی زکوٰۃ ہے۔ ابوالبقاء نے بیان کیا ہے کہ فطر صوم کی ضد ہے۔ فطر الصائم "اکل شرب کیا فطر" والصوم الامساک عن الاکل والشرب والکلام" (قاموس) معلوم ہوا کہ لفظ فطر اسلامی نہیں ہے۔ نواب صاحب کا یہ مطالبہ نہیں ہے کہ قبل از اسلام کسی نے اس کا لفظ نہیں کہا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ ایک حقیقت شرعیہ ہے جس کو فطر صائم کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ جیسے لفظ صلوٰۃ کہ عبادت مخصوصہ کے لئے اس کا ظہور اسلام میں ہوا ہے گو اس سے پہلے کسی اور معنی میں مستعمل تھا۔

قولہ یجب الخ صدقۂ فطر ہر آزاد مسلمان پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو۔ وہ نصاب اس کی اور اس کے اہل، عیال کی ضروریات عامہ کے سوا ہو، یہ ترجمہ فاضل ہے۔ حصر "لم یجب" کا ارشاد ہے کہ ہر ایک صاع گیہوں، یا دو ایک صاع کھجور یا جو ہر شخص کی طرف سے جو مسلمان ہو، آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا "حدیث ابن عمر" حدیث اخبار حادثی سے ہے جس سے وجوب کی ثابت ہو سکتا ہے نہ کہ فرضیت۔ کیونکہ یہ دلیل قطعی نہیں ہے۔ امام شافعی "مالک" احمد کے نزدیک صدقۂ فطر فرض ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے "فرض

الجنہ ۔ ۔ ۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔ امام شافعی فرماتے ہیں: اپنے اہل دیال کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔ امام شافعی فرماتے ہیں: اپنے اہل دیال کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: نصف صاع گیہوں کی مقدار ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

قولہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا صدقۃ الا عن ظہر غنی ۔

اور ان کے ہم خیال حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم صاع سب ماپوں سے بڑا ہے اور ہمارا ماپ سب ماپوں سے بڑا ہے۔ آپ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی بلکہ یہ دعا فرمائی "اللھم بارک لنا فی صاعنا و کیلنا و مدنا" لہٰذا جو حضرات کہتے ہیں کہ اس سے مقصد صاع کا مدنی صاع سب سے چھوٹا ہے۔ اور وہ پانچ رطل اور رکٹ عمل ہے طرفین کی دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک مد یعنی دو رطل سے وضو فرماتے ایک صاع یعنی آٹھ رطل سے غسل فرماتے لہٰذا حضرت عمرؓ کے صاع کی مقدار کو ہی کیوں لیا گیا؟

قولہ صبح یوم الفطر الخ شرح: اب یہاں جو مکمل فصل ہے اس سے مقصود یہ ہے۔ یعنی ہمارے نزدیک صدقۃ فطر عید کی صبح صادق کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے (امام شافعی کے یہاں رمضان کے آخری دن کے آفتاب غروب ہونے پر) لہٰذا جو شخص فجر سے پہلے مرجائے۔ یا فقیر ہو جائے یا فجر کے بعد پیدا ہو یا اسلام لائے یا فقیر ہو جائے تو ان پر فطرہ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ وقت وجوب الفطرۃ سے خارج ہیں۔

قولہ وصح تقدیمہ الخ صدقۃ فطر کی ادائیگی یوم الفطر سے پہلے بھی درست ہے۔ اور اس کے بعد بھی۔ کیونکہ سنن بخاری میں ہے کہ صحابہ عید سے ایک دو روز پہلے فطرہ ادا کر دیتے تھے۔ نیز الدرایہ میں ہے کہ صحابہ کا پہلے ہی ادا کرنا آنحضرت ﷺ پر مخفی نہ تھا بلکہ آپ کے اذن ہی سے ہوتا۔ کذا قال الطحاوی۔ پھر تقدیم کی یہ مدت جو مذہب احناف میں ظہیریہ سے دو دن یا مقدار کی شرط منقول ہے۔ یعنی اگر رمضان سے پیشتر ادا کر دیا تو صحیح ہوگا۔ لیکن ہم حنفیہ شروع شوال کا طلوع فجر کی تقدیم پر متفق ہیں۔ اور بعض علماء نے اسی کو صحیح کہا ہے۔ صاحب نہر نے والوالجیہ سے نقل کیا ہے کہ یہی ظاہر الروایہ ہے۔

۱۔ اس جملہ سے مقصود حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ ہیں۔ ۲۔ یعنی امام ابوشیبہ رحمہ اللہ حسن بن صالح رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔

كِتَابُ الصَّوْمِ

هو ركن الأكل والشرب والجماع من الصبح على المغروب بنيته من تبيته وصح صوم رمضان وهو فرض بمن جزء ليلة يعلم بها الصوم كأكل السحور وقول المنجم وشهادة الأسير بعد صحو وشهادة عبدين أو أمتين أو عبد وحر أو حرة عدلين على الأصح وهو واجب والنفل يتأدى بنية من الليل الى ما قبل نصف النهار وبمطلق النية وبنية النفل

اور نہ، لیکن کہا، ۲۵ واجب ہے اور نفل بلا نیت رات کے ساتھ رات سے کر دو پہر تک اور مطلق نیت کیے ہو اور نفل روزہ کی نیت کب تک ہو

وما بقي له يجز الا بنية معينا حينئذ

اور دن کے علاوہ باقی حالوں سے درست نہیں مگر رات کی سے معین نیت کے ساتھ

تشریح الفقہ قولہ کتاب الصوم امام قدوری نے جو صوم مصدر کو بصیغہ جمع ذکر کیا ہے اس کی وجہ ذکر کی ہے بایں معنی کہ روزوں کی عبادت مختلف ہیں کچھ فرض، کچھ واجب، کچھ مسنون کے لحاظ سے بعد کو تاویل کرتے ہوئے روزہ کو واجب کہا ہے۔ کیونکہ آیت "والمحافظین والحافظات" اور حدیث ارکان بنی کی ترتیب ہے۔ صوم کے معنی لغت کے اعتبار سے مطلقاً کسی چیز سے باز رہنا ہے۔ اصطلاح شرع میں ہے "امساک عن شہوتین مخصوصین فی وقت مخصوص" اور شرعاً طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے اپنے کو روکنا جو اہل کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ قال تعالیٰ "کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل"۔

قولہ وصح الخ روزہ کی دو قسمیں ہیں۔ فرض، جب سے مندوب نفل مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی مستحب، اور حرام جیسا کہ اول رمضان اور کفارے کے روزے۔ فرض جیسے رمضان کا روزہ جیسے صوم رمضان شہر اوائل (تین تاریخ) کے ساتھ یا ثانی (تیس تاریخ) کے ساتھ یا ثالث جیسے صوم ہلال یا شوال (تین تاریخ) کے غیر (اور صوم ہر جان۔ سابع جیسے ایام تشریق اور عیدین کے روزے اور رمضان کے اداء اور بعد رمضان اور نفل، اور واجب جیسے نذر مطلق سے لے کر نصف النہار سے قبل تک نیت کر لے صحیح ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔ اور امام مالک کے یہاں ہر روزہ میں ضروری ہے بایں معنی کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اس شخص کا روزہ نہیں ہے جس نے رات سے روزہ کی نیت نہیں کی" ہماری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو اطلاع دو کہ جس نے کھایا ہو وہ باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ روزہ رکھے[1] یہ حدیث مذکور روزہ نفلی کی دلیل پر محمول ہے۔

قولہ ومطلق الخ مطلق روزے سے درست ہیں کیونکہ ماہ رمضان میں کوئی دوسرا روزہ مشروع نہیں ہوتا جس میں مطلق نیت سے تعین ہو لہٰذا مطلق نیت کافی ہے۔ نیز مطلق کی نیت سے بھی صحیح ہے کیونکہ اس کا کوئی حرام نہیں ہوتا شافعی کے نزدیک نفل کی نیت سے روزہ واجب ہوگا۔ اور مطلق نیت میں ان کے دو قول ہیں ایک یہ کہ نفل ہوگا جیسا کہ ہمارا مذہب ہے دوسرا قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔ مصنف نے روزہ کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ کیونکہ تمام روزے بعد تعیین مساوی حکم ہیں۔ ہاں نذر کے یہاں مرتبہ اور مساوات کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔ نذر یوم النحر اور ایام تشریق اور رمضان کی قضا مطلق کفارہ، نفل، کفارہ نفل کفارہ یعنی جو بصیغہ مطلق نیت سے درست نہ ہو سکے کیونکہ ان میں وقت معین نہیں

---

(۱) وهذا حسن من قول قدوري "ايما من اصبح" نيت (صبح) لغوي في اكثر طرقه بل قوله ان نصف اليوم من طلوع الفجر الصادق الى الغروب الشمس في اول يوم من رمضان ولم يصم ولم يفطر الى الليل يوم عاشوراء كما في الصحيحين من حديث

رجب	رمضان	بریرۃ	ھلال	از	بعد	شعبان	ملعبی

ا	ثبت	دو	ے	مہینے	چاند	کے	شعبان	ے	تیس	دن

رویت ہلال کا بیان

تشریح الفاظ: **لولا** وہ ہے اس کے معنی ہیں کہ اگر مجھے یہ خبر نہ پہنچتی یا شعبان کی ۳۰ تاریخ پوری ہو جانے سے ہمارے یہ کہنے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ (صحیحین عن ابی ہریرہ، ابوداؤد و نسائی عن ابن عباس، ابوداؤد طیالسی عن ابن عباس) مطلب یہ ہے کہ جب مطلع صاف ہو اور رمضان کا چاند کہیں دیکھا جائے تو روزہ رکھو اور عید کا چاند کہیں دیکھا جائے تو افطار کرو۔ اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو گنتی کے تیس دن پورے کرو۔ یعنی شعبان کے تیس دن پورے کر لینے کے بعد روزہ رکھنا شروع کرو۔ اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان کا چاند دیکھنے کا انتظار کرو۔ جب یہ ہو سکے کہ دلیل عدم قاطع ہو اور چونکہ پہلے سے صحیح عبارت فلاں دلیل اس کے ختم ہونے میں شک ہے تو شک چاند دیکھنے سے ختم ہو گا یا تیس دن پورے کرنے سے رہے۔ اگر ان میں سے کوئی دن شعبان کا دن نہیں پائی، ہے گا۔

فائدہ: کامل محدث ہر ملک اور شہر یا ہر جماعت اور رمضان کے چاند کے سلسلہ میں مختلف ہوتی ہے۔ اور کثرت و تشہیر اسی ہوتی ہے کہ ہر شہر والے اس کے اشاری ہے تو کہیں دو شہر والوں میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اور جو ہر ملک معیشت آلات جدیدہ کی خبر ہوئی کہ تیسرے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے یہاں اس کے متعلق چند ضروری باتیں پیش کر دی جائیں

(۱) ملک رمضان کے علاوہ عید بقر عید یا کسی اور مہینہ کے لئے دو شاہد، فائدہ شہادت کے بغیر نہیں ہو سکتا اور شہادت کیلئے شاہد کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ فائدہ تحریروں سے یہ چیز شہادت نہیں بن سکتی۔

(۲) اور جس شہر میں چاند دیکھنے کی شہادت پر اطمینان کر کے عید یا رمضان کا اعلان کر دیا گیا ہو اس اعلان کو سن کر یا تحریر پڑھ کر جانے والے شہر کے قاضی یا دیانتدار شخص نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر والوں کے مصالحات دیانت کو دیکھ کر اور ان پر اعتماد کر کے اعلان پر عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ اپنے یہاں چاند دیکھنے کی شہادت مختلف جگہوں سے نہ مل جائے۔ اور یہ فیصلہ قاضی یا بااثر کمیٹی نے دیا ہے اس کے نشر میں پوری احتیاط سے کام لے۔ جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہو وہ الفاظ اعلان میں شریک کرے

(۳) اگر ملک کے مختلف حصوں، رسالوں سے ان کی رویت ہلال کے متعلق تحریریں موصول ہوں تو اختلاف مطلع کے لحاظ سے ہر حصہ کے رہنے والوں کو اپنے حصہ کے فیصلہ پر عمل کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کسی حصہ کی تحریر سے یہ اطمینان ہو جائے کہ وہاں کی رویت شہادت کی بنا پر ہے تو اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہاں کے قاضی نے چاند دیکھا ہے یا یہ کہ وہاں سے قاضی شہر کے سامنے شہادت پیش ہوئی اس نے شہادت کا اظہار کرتے ہوئے فیصلہ دیا ہے۔

(۴) رمضان کے چاند میں چونکہ شہادت کا انتظار نہ چاہئے ایک شخص مسلمان کی خبر کافی ہے اس لئے خبر اور شہادت جدیدہ کی خبر میں یہ فرق ہے کہ خبر میں کم از کم دو سچے آدمیوں سے ہونا ضروری ہے اور شہادت میں ایک شخص کا چاند دیکھنا بیان کرنا اور اس کی گواہی کے ساتھ دوسرے شخص کا چاند دیکھنا بیان کرنا اور اس کے ساتھ خبر دینے کی بنا پر ہے۔ اور شہادت کو قاضی معتبر سمجھتا ہے۔

(۵) اسٹیمر، ہوائی جہاز، ریل، آلی وائرلیس میں چونکہ خبر دینے والے کی شناخت نہیں ہو سکتی اس لئے محض ایسی خبر پر ملک میں ثابت نہیں ہو گا البتہ ٹیلیفون، ٹیلیگرام، ریڈیو پر آواز کی شناخت ہو جاتی ہے اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ خبر دینے والا ثقہ مسلمان عاقل بالغ ہے تو اس کی خبر سے اور نوٹ دینے پر چاند دیکھنے کی خبر دینے سے۔ رمضان کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔

(کمالات جدید، مظہر صفحہ نمبر ۱۸۸ تا صفحہ نمبر ۱۸۹)

ولا يصح يوم الشك الا بعارض بان رآه الكل او شهد برؤيته من لا يرد قوله عند القاضي او سمع الناس القاضي يقضي برؤيته فان لم يكن بعارض لم يقبل الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين او جمع عظيم لا تقع الغلبة بكذبهم

ترجمہ: اور صحیح نہیں یوم شک مگر ساتھ کسی عارض کے بایں طور کہ دیکھے اس کو سب لوگ یا گواہی دے اس کی دیکھنے کی ایسا شخص کہ نہ رد کیا جاتا ہو اس کا قول قاضی کے نزدیک یا سنیں لوگ قاضی کو کہ وہ فیصلہ کرتا ہے دیکھنے اس کے سے اور اگر نہ ہو ساتھ کسی عارض کے تو قبول نہیں کرتا ہے مگر گواہی دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی یا جماعت بڑی کہ نہ واقع ہو غلبہ ان کے جھوٹ پر

شک کے دن روزہ رکھنے کا بیان

تشریح الفقہ: ۔۔۔ رمضان کا چاند مشتبہ ہو جائے اور علم و گمان کی تمام راہیں بند ہو جائیں تو اس دن کو یوم شک کہتے ہیں اس میں اصل کے علاوہ اور کوئی روزہ نہیں ہے۔ یہ حدیث میں آیا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ اگر اس دن کسی نے نفل روزہ رکھ لیا تو جائز ہے کیونکہ اس صورت میں نفل کی ادائیگی ہوگی۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو یا چاند کی تاریخ پوری ہو۔ لیکن اس میں اصل کتاب کے مخالف ہے کیونکہ اس میں ہے کہ جو شخص نفل روزہ رکھنے کی عادت رکھتا ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ شک کے دن روزہ رکھ لے۔ اب اگر یہ عادت نہ ہو جب بھی رمضان کی نیت پر روزہ رکھ لے تو رمضان کا روزہ ہو جائے گا۔ اور اگر رمضان کی نیت نہ کی تو رمضان کی نہیں ہوگی۔ اور اگر رمضان کی نیت کی تو رمضان کا روزہ ہو جائے گا۔ اور اگر رمضان کی نیت نہ کی تو رمضان کا روزہ نہیں ہوگا

روزہ رکھ لینا اس سے زیادہ پسند ہے۔ کہ رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دے۔ شافعی کہتے ہیں کہ اگر شک کی وجہ سے افطار کیا، اور رمضان کی وجہ سے افطار نہیں کیا تو اس پر قضا واجب ہے۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ رمضان باقی ہے۔ اور اگر شک کی وجہ سے افطار کیا، اور رمضان کی وجہ سے افطار نہیں کیا تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ رمضان باقی نہیں ہے۔ اور اگر رمضان کا روزہ رکھنے کا نیت نہیں کیا تو اس پر قضا واجب ہے۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ رمضان باقی ہے۔ اور اگر رمضان کا روزہ رکھنے کا نیت کیا تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ رمضان باقی نہیں

قولہ ولا جمع عظیم الخ جب مطلع صاف ہو تو ایک شخص کی خبر معتبر ہوتی ہے تحقیم، جماعت کے قول معتبر ہوگا۔ جس کی خبر سے علم شرعی پیدا ہو یعنی غلبہ ظن حاصل ہو جو ہم جب ظن ہوتا ہے۔ صدر الشریعہ نے علم یعنی یقین لیا ہے۔ جس کے تحقیق ابن کمال نے کہا ہے کہ صدر الشریعہ کی مراد یہ ہے کہ ظن بھی یقین کے قائم مقام ہے اسلام شرط ہے۔ عقل بلوغ شرط نہیں ہے۔ لیکن مجنون اور مغمی علیہ کی گواہی قبول نہیں ہے۔ کیونکہ مجنون سے مراد یہاں پر وہ ہے جس سے عقل زائل ہو جائے اور اسلام شرط نہیں ہوتا بلکہ عقل غلبہ ظن ہونا مراد ہے اور اس میں اسلام کا شرط ہونا قابل صریح کا محتاج ہے۔

قولہ ولا عبرہ الخ اور اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک شہر والوں نے چاند دیکھا تو سب کیلئے رمضان ثابت ہو جائے گا۔ اس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں۔ دلیل مظہر کریب کی روایت ہے جو یہ ہے کہ میں شام میں تھا۔ جمعہ کے روز میں نے چاند دیکھا۔ پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ میں آیا تو ابن عباس نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے چاند کب دیکھا تھا۔ میں نے کہا جمعہ کی رات میں۔ آپ نے فرمایا تم نے خود دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہاں اور لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا اور معاویہ نے بھی روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات کو دیکھا ہے۔ پس ہم روزہ رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس دن پورے کر لیں یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا کیا آپ کو معاویہ کا دیکھنا اور روزہ رکھنا کافی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں ہم کو حضور ﷺ کا یہی حکم ہے۔ شمس الائمہ حلوانی نے کہا کہ یہ قول ظاہر الروایہ ہے اور یہی معتمد ہے۔ (فتح القدیر)

یہی ظاہر مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (خلاصہ)۔

عربیت علوم عثمانی

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُ

باب ان چیزوں کے بیان میں جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا

إِنْ أَكَلَ الطَّعَامَ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَامَعَ نَاسِيًا وَإِنْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ مُتَعَمِّدًا أَوْ احْتَجَمَ أَوِ احْتَقَنَ أَوْ قَبَّلَ أَوْ لَمَسَ فَأَنْزَلَ عَامِدًا أَوْ أَنْزَلَ بِنَظَرٍ أَوْ فَكَّرَ فَأَنْزَلَ أَوْ احْتَلَمَ أَوِ اكْتَحَلَ أَوْ تَدَاوَى بِمَا يُعْلَمُ أَوْ يُظَنُّ أَنَّهُ يَصِلُ إِلَى جَوْفِهِ أَوْ دِمَاغِهِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَعَادَ فِي جَوْفِهِ أَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ غُبَارُ الطَّرِيقِ أَوْ غَرْبَلَ دَقِيقًا فَدَخَلَ جَوْفَهُ أَوْ مَضْمَضَ فَسَبَقَهُ الْمَاءُ أَوْ أَقْطَرَ فِي إِحْلِيلِهِ أَوْ أَدْخَلَ فِي إِحْلِيلِهِ أَوْ فِي دُبُرِهِ أَوْ فِي جَائِفَةٍ أَوْ آمَّةٍ فِي حَلْقِهِ دُهْنًا أَوْ بَلَّ خَيْطًا فَابْتَلَعَهُ أَوْ أَكَلَ بَعْرَةً أَوْ حَصَاةً أَوْ مَا لَا يُؤْكَلُ عَادَةً أَوْ ابْتَلَعَ حَصَاةً فَسَدَ صَوْمُهُ فِي الْكُلِّ وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ وَالْقَضَاءُ فَقَطْ فِي الْبَاقِي

اگر کھانا کھا لیا یا پی لیا یا صحبت کر لی بھول کر یا حجامہ لگوایا یا پچکاری لی یا بوسہ لیا یا چھوا یا قصداً منی نکالی یا نظر سے یا فکر سے یا احتلام سے یا سرمہ لگایا یا دوا استعمال کی جس کے متعلق یہ معلوم ہو یا گمان ہو کہ حلق یا دماغ میں پہنچے گی یا قے آئی پھر لوٹ گئی یا راستہ کی گرد حلق میں گئی یا چھلنی سے آٹا چھانا پس وہ حلق میں گیا یا کلی کی پس پانی حلق میں گیا یا پیشاب کی نالی میں یا پاخانہ کی راہ میں یا زخم میں دوا ڈالی یا تر کیا دھاگا نگل لیا یا مینگنی یا کنکر یا جو چیز عادۃً نہیں کھائی جاتی نگل لی یا کنکر نگل لیا تو ان سب صورتوں میں روزہ فاسد ہو گیا اور کھانے پینے اور صحبت کی صورت میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں اور باقی صورتوں میں صرف قضا لازم ہے۔

توضیح اللغات: اور اگر نگل لیا یا نگل چکنا کھایا یا نگل سرمہ لگایا یا نگل باب ضرب سے ہیں۔ اور باقی باب سمع سے ہیں۔ اور اللہ اعلم۔

تشریح الفاظ: قولہ باب الخ انواع صوم کے بعد مفسدات وغیر مفسدات صوم کا بیان ہے۔ کیونکہ یہ عوارض میں سے ہے۔ اس لئے ان کو ذکر کیا ہے۔ مفسدات کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس سے صرف قضا لازم ہو۔ دوم وہ جس سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں۔ غیر مفسدات کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کا کرنا مکروہ ہے دوم وہ جس کا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ ہر ایک کی تفصیل آگے آرہی ہے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جنایت میں فساد اور بطلان دونوں ہی برابر ہیں۔ ہاں مفسدات میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ کوئی مفسد اگر مرتب نہ ہو تو بطلان ہے مثلاً کوئی شخص مرد یا عورت کو بوسہ دے اس سے مگر انزال نہیں ہوتی۔ مگر یہ بوسہ باعث ہو اور اگر مرتب ہو تو بطلان اگر شرعاً اس کا منع مطلوب ہو۔ ورنہ فساد ہے جیسے کوئی غلام کو شرعاً فاسد کے ساتھ بیع ہو اور مشتری کے حوالہ کر دے تو مشتری اس کا مالک ہو جاتا ہے لیکن دونوں کے ذمہ اس کا فسخ کرنا ضروری ہے۔ پس بیع فاسد ہوئی اور اگر شرعاً منع مطلوب نہ ہو تو یہ صحت ہے۔

قولہ ثم عطف ... [illegible] ... ہے اور اس کے بعد ... [illegible] ... ہے اور اس کے بعد ... [illegible] ... ہے اور اس کے بعد

موجبات تضاد کفارہ کا بیان

حسن الفتاوی ج ۴ ۔ ۔ ۔

نہیں۔ حضرت حسن بصری، ابراہیم نخعی اور ابو العالیہ، ابو صنیفہ سب کا یہی قول ہے۔ ابن المنذر نے امام شافعی سے بھی بلا کراہت جواز نقل کیا ہے۔ اشہب، سفیان ثوری، ابن المبارک، احمد، اسحاق سے بھی کراہت کے قائل ہیں۔ امام مالک، امام احمد سے ایک روایت ہے کہ اگر خلق میں دھبہ کا خوف آجائے تو روزہ ختم ہو جائے گا۔ سلیمان بن یحییٰ، سلیمان بن المختار، ابن ابی شیبہ، ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک اگلی دلیل کی وجہ سے مطلق صوم میں مفطر ہے حافظ ابن حجر کو ہم اور میر کلاں کہتے ہیں۔[1]

فوائد: مسواک ارطب روزہ کی حالت میں مسواک کرنا کیسے ہے؟ اس میں چند قول ہیں: (۱) مسواک تر ہو یا خشک، زوال سے پہلے کرلے یا بعد میں۔ امام ابو حنیفہ، مفتی بن سیرین، اوزاعی، ابن عیینہ کے نزدیک مکروہ نہیں۔ حضرت علی، ابن عمر، ابو امامہ، سعید بن مسیب، عطاء سے یہی مروی ہے (۲) امام شافعی، ابو ثور فرماتے ہیں کہ زوال کے بعد مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ "جب تم روزہ رکھو تو زوال سے پہلے مسواک کرو۔" زوال کے بعد مکروہ ہے کیونکہ جب روزہ دار کے منہ میں خشک ہو جائیں تو قیامت کے روز اس لیے کہ "خلوف" تیر زوال کے بعد مسواک کرنے سے مشکور ہوتی ہے۔ لیکن جمہور اللہ کو مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے دلیل ہے۔ یہاں یہ مسئلہ کے مشابہ ہے۔ امامی دلیل "حضرت علی" کا ارشاد ہے "حلال الصائم السواک" روزہ دار کی بہترین خصلت مسواک کرنا ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہ کی حدیث ہے کہ میں نے "حضرت ﷺ کو روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے اتنی مرتبہ دیکھا ہے کہ شمار نہیں کر سکتا۔" امام شافعی نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں راوی کیسان غلام عائشہ راوی ضعیف ہے جو قابل حجت نہیں ہے۔ عقلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ جو اجر و ثواب مسواک کا اثر ہے جس کو عقلی دیکھنا ہی مناسب ہے بخلاف رائحہ مشکیہ کے کہ وہ نظر کا اثر ہے۔ علاوہ ازیں خلوف سے مراد وہ بو ہے جو خلا معدہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا وہ مسواک کرنے سے زائل نہیں ہوتی۔ (۳) عصر کے بعد مکروہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ (۴) فرض روزہ میں زوال کے بعد مکروہ ہے۔ یہ قول مسیوطی نے ہمارے اور مالکیہ کا قول صاحب مغنی نے قاضی حسین شافعی کا نقل کیا ہے۔ (۵) نفل روزہ میں مسواک مکروہ ہے۔ کرخی نے کہا کہ نفل روزہ زوال کے بعد ہو یا پہلے دونوں امام مالک کا قول ہے۔

لمن خاف رائحة الفم أو المسلم وصومه: أحب إن لم يخرج

(اصل) جائز ہے اس کیلئے جو بواسیر کی مرض کا حوالہ رکھتا ہو اظہار کرنا اور صائم کے لئے اور اس کا روزہ رکھتا ہو اور بعد دیدہ ہے اگر مسئلہ ہو۔

صحیح افطار عوارض کا بیان

تشریح الفاظ: لفظ فصل: اس اسم صوم کے بعض ما کا متوا ہے ہیں جو روزہ کو شامل ہیں۔ فرض ہو یا نفل، رمضان کا ہو یا غیر رمضان کا اور بعض اقسام ایسے ہیں جو بعض روزوں میں ہیں۔ جیسے حائض روزہ میں نہیں ہوتی۔ اور خاص ہے کہ یہ عذر روزہ کو فاسد کرنے سے محفوظ ہوگا کیونکہ فعل ابطال عمل جائز عوارض ہے۔ قال تعالیٰ "ولا تبطلوا اعمالکم" اور اگر کسی عذر صحیح کی وجہ سے افطار کیا تو تمہارا روزہ معدوم ہوا کیونکہ اختلاف عذر کے سبب سے مختلف ہو جاتا ہے، پس ان اعذار کا معلوم ہونا ضروری ہوا جس کی وجہ سے گناہ ساقط اور مواخذہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور "عوارض" اس کو کہتے ہیں جو کسی آفت مثلاً کسی بھی مرض یا سفر وغیرہ پیش آجائے۔ (صیام باب صوم) اس باب صوم میں جس افطار کی اجازت دی گئی ہے وہ آٹھ ہیں مرض سفر اکراہ، اصباح، حمل، بھوک، بڑھاپا۔ کبھی بعض نے اول عذر غازی کا ذکر نہیں کیا تھا قال کہ بلکہ ذکر کیا ہے کیونکہ غازی کو اس کا اندیشہ ہو کہ دشمن روزہ رکھنے سے اس کو قتل کر دیں گے لہٰذا افطار جائز ہے۔ علامہ شامی نے اس جملہ اعتراضیہ کو اس ہیئت میں بیان کیا ہے۔

حمل وارضاع واكراه وسفر
مرض جهاد هو له عطش كبر

---

(۱) قال حسن بن زیاد: یفسد الصوم ما یفسد الصلوٰۃ من الاکل والشرب والجماع اور (۲) بخاری ابن عباس مرفوعاً ۱۲ (۳) ابن ابی شیبہ عن علی مرفوعاً ۱۲ (۴) ابو داؤد عن ابی ہریرۃ مرفوعاً ۱۲ (۵) ابو داؤد عن ابی ہریرۃ مرفوعاً ۱۲

قولہ لعمر خطاب اگر کسی شخص کو دیکھے کہ مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے۔ قال وفی کل حکمہ مریضاً اگر مسافر بیمار ہو تو اس کے لئے افطار کی رخصت ہے۔ اطلاق شروع ہو جاتا ہے جس کے ساتھ کہ روزہ کی مشقت برداشت نہ کر سکے۔ اور یہ اجتہاد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ علیہ السلام نے خود صحابہ سے سنا ہے یا پھر یہ مسئلہ ان کے علم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صرف بیماری کی وجہ سے افطار کی رخصت نہیں ہے۔ ہاں اگر بیماری کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو تو افطار کر سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر بیماری کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو تو افطار واجب ہے اور اگر اس طرح کا خوف نہ ہو تو افطار کی رخصت ہے۔ یہ اختلاف اس بنا پر ہے کہ امام شافعی کے نزدیک روزہ کی مشقت برداشت کرنا عزیمت ہے۔ ہمارے نزدیک عزیمت یہ ہے کہ مرض اور اس کا اشتداد بھی برداشت کر

ضروری ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ فرضیت ہے اور عبادت نہیں۔ نیت کا ہونا ضروری ہے اس لئے وہ نیت کا ہونا ضروری ہے۔ پھر یہ نیت۔ ابتداء شروع کے وقت میں ہوتی ہے اس سے اس کا افتتاح شمال سے ہوگا (وعند مالک والحسن یجوز الدوال)۔

قولہ کا فصاعداً اس لئے کہا کہ مقصد صرف مقدار فدیہ کو بیان کرنا ہے برابر ہے کہ وہ ایک ہی مسکین کو دے دے یا متعدد مساکین کو ایک صاع گندم یا جو یا کھجور یا منقی یا پنیر کا ایک صاع۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ امام مالک نے کہا کہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع دوسری چیزوں میں سے دیا جائے۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ امام شافعی نے کہا کہ ہر مسکین کو ایک صاع ہر چیز میں سے دیا جائے۔ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع دوسری چیزوں میں سے دیا جائے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم دیا جائے۔ اور امام شافعی کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ ہر مسکین کو ایک صاع دیا جائے۔ اور امام مالک کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ ہر مسکین کو ایک صاع گندم یا ایک صاع دوسری چیزوں میں سے دیا جائے۔ اور امام ابو حنیفہ کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع دوسری چیزوں میں سے

قولہ وللمسافر الخ نفلی روزہ رکھنے کے لیے بھی، یہ روزہ سے خلاف ورزی کرنے پر بطور کفارہ دینا لازم ہے۔ واللہ اعلم

وصف کی ہے۔ ظاہر الروایہ کے اعتبار سے بلا عذر افطار کرنا جائز نہیں، اسی پر فتویٰ ہے (کفایۃ النائی)

مصنف نے پہلی روایت کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ روایت از روئے دلیل راجح تر ہے اسی لئے محقق علامہ ابن الہمام نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ صاحب جیحا نے اس کی تصحیح کی ہے لیکن اوپر دلائل سے گذرا کہ عدم دوبارہ کے بعد قضا کرنا امام ابو حنیفہ کا امام شافعی اور صاحبین کے خلاف ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اس نے بتقاضا روزہ کھایا ہے اس میں وہ مجبور ہے جس بنا پر حصر مانی ہے وہ اس پر لازم نہیں۔ لفظ "فاتی" مالفلی المحسوس من سبیل" کہہ گئے ہیں کہ روزہ کھانا یا پینا وہ ایک فرمت اور کھل صحیح ہے۔ نہ اس کا بھل ہے نہ اس کے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ القولہ تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم۔

(فائدہ اولیٰ) مصنف نے نفلی روزہ کی قضا کو مطلق ذکر کیا ہے۔ جو اعذار قصدی اور اضطراری غیر قصدی پر دو کو شامل ہے۔ افطار قصدی تو ظاہر ہے۔ افطار غیر قصدی کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک عورت نفلی روزہ رکھ کے سو گئی تھی کہ حیض آنا شروع ہو گیا تو صحیح روایت کے مطابق اس کو اس روزہ کی قضا کرنی چاہیے۔

(فائدہ ثانیہ) یہ بات تو پہلے مقام پر گذر چکی ہے کہ نفلی روزہ کے لئے بلا عذر افطار کرنا جائز نہیں۔ یہ وہ چیز ہے جس پر بات کرنے میں ہر زمانہ میں مشائخ کا اختلاف رہا ہے بعض تو منع کرتے ہیں اور بعض نہیں مانتے لیکن صحیح یہ ہے کہ ممانعت ہے کیونکہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے افطر و اقض یوماً مکانہ" کا امر وارد ہے۔ قاضی خاں نے شرح جامع صغیر میں اسی کو صحیح کہا ہے اور اسی کو فاضل علی القاری نے قبول کیا ہے۔ فتاویٰ ظہیریہ میں بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اگر میزبان کو ترک افطار سے تکلیف ہو تو روزہ توڑ دینا صرف ساعت ہو جانے سے ہی خوش ہو جائے تو افطار نہ کرے روزہ افطار کر دے۔ صاحب غنیہ فرماتے ہیں یہ سب اس وقت ہے جب دلیل سے قوی تر ہو۔ والی کے کہنے پر افطار جائز نہیں ہے کیونکہ افطار ریا اور اظہار کی مانند لازم آتا ہے۔

تنبیہ مذکورہ بالا روایت "افطر و اقض یوماً مکانہ" کے رد میں علامہ نوادری کا یہ کہنا کہ حدیث نہیں ہے بلکہ قول صحابہ میں سے ہے۔ انتہا ملخصاً۔ کیونکہ اوپر اس کا رد ہو چکا ہے اس حدیث میں ابو سعید خدری ہے اور یہ نفلی کے سن میں حضرت ہے ہے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور نفلی کے الفاظ یہ ہیں "کل وصم یوماً مکانہ" اس کے علاوہ وہ کتب ثلاثہ سنن ترمذی مصنف عبدالرزاق شرح معانی الآثار صحیح ابن حبان مسند بزار معجم طبرانی مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کے شواہد موجود ہیں۔

قولہ ولو بلغ الخ اگر نابالغ بچہ رمضان میں بالغ ہو گیا یا کوئی کافر اسلام لے آیا یا دیوانہ افاقہ میں آ گیا تو ان مفطرات صوم سے کہ جن میں اور اس دن کی اور اس سے بقیہ دن کی امساک لازم ہے۔ کیونکہ ان ایام میں بالغ ہونا وغیرہ ان کے حق میں معتبر نہیں تھا اس واسطے کہ اس وقت یہ فرمایت کے مخاطب نہیں تھے۔ ہم اوپر یوسف سے ایک روایت لے آئے ہیں کہ اگر بچپن اور گھر دلال سے پہلے زائل ہو جائے تو قضا ہے۔ اور اس لئے کہ اس صورت میں ان کو نیت کا وقت مل گیا۔ ظاہر الروایہ یہ ہے کہ روزہ میں تجزی نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر الروایہ ہے جو بلحاظ اول وقت میں معدوم ہے لفظ تقاضا اب نہیں بلکہ اس صورت میں بچہ کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ نفل روزہ کی نیت کرے کیونکہ روایت کی اہلیت رکھتا ہے بخلاف کافر کے کہ اس میں نیت کی اہلیت نہیں۔

تنبیہ روزہ کا جو مسئلہ اوپر گذرا اور یہ مسئلہ نماز کے خلاف ہے چنانچہ اگر کوئی بچہ نماز کے وقت کے اثنا میں بالغ ہو جائے یا کوئی کافر اسلام لائے تو بالاتفاق اس پر نماز واجب ہے۔ ان دونوں مسئلوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ نماز وقتیہ ہے صلوٰۃ وقت کا

آخری وقت ہے تو اس کا روزہ کیسا ہوگا؟ تو مکمل ہوگا یا نہیں؟ اس میں بہت پانی گئی ہے۔ وہ سب، جو اس کو ملا ہے، اس کی اہلیت مستقر ہے لہٰذا اس کو وہ ملے گا۔ اس میں اہلیت مستقر ہے لہٰذا اس کو وہ ملے گا۔ یہ بات معلوم ہو گئی کہ اس کا جو یہ کہنے والا ہے کہ "طلوع فجر کے بعد بھی کچھ وقت تک مکروہی کا سبب موجود ہوتا ہے جیسے وقت ناقص ہوتا ہے جیسے وقت مکروہ ہوتا ہے جیسے وقت مغرب۔ یہ قول بھی درست نہیں ہے کیونکہ اس کا مقتضی تو یہ ہے کہ ان دونوں قسموں میں سے ہر ایک سبب پورا وقت ہوتا ہے، یہاں پر کسی کے حق میں ثابت ہو گیا۔

فائدہ: طلوع فجر اور اسلام کا فرائض وواجبات وسنن سے متعلق سے ایک قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس شخص کو دھوکہ میں شروع کر لیا کوئی ایسا عذر جو مانع ہو جو صوم کے منافی ہو، اس کی وجہ سے لفظ مباح ہو اور پھر وہ عذر زائل ہو جائے اور وہ شخص اسی حالت میں ہو جو کہ اس نے شروع کی تھی تو اس پر وہ واجب ہو جاتا ہے جو اس نے شروع کیا تھا، جیسے کہ مسافر روزہ سے ہو اور پھر وہ مقیم ہو جائے، یا مریض ہو اور پھر وہ تندرست ہو جائے، یا کافر مسلمان ہو گیا ہو، یہ سب کے سب اگلے مسافر سفر سے واپس آ گئے، اسی طرح جس شخص پر سبب وجوب اور اہلیت سے پائے جانے کی بنا پر روزہ واجب ہو پھر اس کا ہوا، یا اس کی بے ہوشی سے جنون یا مرتد ہو کر مسلمان ہونے کی بنا پر اس کا اسلام زائل ہو گیا، اس کے بعد صحیح ہو گیا تو یہ سب کے حق میں صحیح ہو گیا۔

فَصْلٌ وَمَنْ نَوَى صَوْمَ النَّحْرِ أَفْطَرَ وَقَضَى وَبِنِيَّةِ صَوْمٍ كَفَّرَ أَيْضًا

اصل: جو شخص نحر کے دن روزہ کی نیت کرے تو افطار کرے اور قضا کرے، اور اگر تم کی نیت کرے تو کفارہ بھی دے

وَلَمْ يَصِحَّ صَوْمُ هٰذِهِ الْأَيَّامِ فِيهِ أَيْضًا مُطْلَقًا وَفِي يَوْمِ التَّشْرِيقِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ

اور نحر کے دن کے بعد ان تین دنوں کو کہتے ہیں یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کو ایام تشریق میں سے کہتے ہیں

وَقَضَاهَا لَا إِنْ شَرَعَ فِيهِ ثُمَّ أَفْطَرَ

اور پھر ان کی قضا کرے، اور کفارہ نہیں، جو شخص ایام میں روزہ شروع کرے اور افطار کر لیا ہو

تشریح الخلاصۃ: فرماتے ہیں کہ جو شخص قربانی کے دنوں میں سے نحر کے بعد ان روزوں کی نیت کرے جن کو آدمی خود اپنے اوپر لازم کر لے جس کو نذر کہتے ہیں، اگر کوئی شخص یوم نحر میں روزہ رکھنے کی نذر مان لے تو صحیح یہ ہے کہ اس کے لئے صوم نہیں ہے کہ اس روز روزہ رکھے بلکہ عید میں تضا رکھے امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کہ نذر، معصیت کے ہے کیونکہ ان ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت جہاں وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے ہمارے نزدیک صحیح ہیں کیونکہ ان نے صوم مشروع کی نذر مانی ہے جیسے نذر کرتے ہیں، نفلی روزہ شروع کرنے والے کے بارے میں ہے کہ اس میں دخول جائز ہے اور اس کے بعد اس کو پورا کرنا واجب ہے اور اگر اس نے ایام نحر میں روزہ شروع کیا تب بھی افطار جائز ہے قضا واجب ہوگی۔

فائدہ: اس عبارت میں "نذر" کے ساتھ لفظ کی بھی نیت کر لی اور پھر روزہ توڑ دیا تو قضا ہے ساتھ کفارہ یمین بھی ہے، کہنے والے صاحب جواب دے کر کہا ہے کہ اس مسئلہ میں چھ صورتیں ہیں۔ 1۔ نذر کی نیت کی یہ یمین کی 2۔ صرف نذر کی نیت کی 3۔ نذر کی نیت کی اور یمین کی ہو گئے کی تین صورتوں میں نذر ہو گی۔ 4۔ یمین کی نیت کی اور نذر نہ ہونے کی صورت میں یمین ہو گی کیونکہ اس کے کلام میں یمین کا احتمال تھا خاص کر اس نے بچنے روزے معین کر دیا۔ 5۔ نذر اور یمین دونوں کی نیت کی۔ حرفین کے نزدیک نذر اور یمین اکٹھی ہوں گی امام ابو یوسف کے نزدیک صرف یمین ہو گی۔ 6۔ صرف یمین کی نیت کی اس صورت میں بھی طرفین کے نزدیک دونوں ہوں گی۔ امام ابو یوسف کے نزدیک صرف یمین ہو گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ "لا نذر" نذر ہی حقیقت ہے اور یمین مجازی ہے، کہ نذر نیت پر موقوف نہیں اور یمین نیت پر موقوف ہے۔ ہمارا یہ کلام نذر یمین پر دخال نہ ہوگا۔ ۔۔۔ صحیح بین الفقیہ و مجاز، ہمارا کلام

ہو جائیں گی اس نظریہ پر کہ ایک شخص اپنی بیوی سے "انت علی حرام" کہہ کر طلاق مرد دیتا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور دو طلاق سے کم میں کفارہ واجب ہو جائے گی۔ لیکن طلاق دو تین بار دی جائیں یہ نہیں ہے، بلکہ چونکہ نیت سے تعین ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایک ہی بار میں بھی ہوگی اور مختلف دو یا زیادہ دفعہ کی صورت میں مختلف کو ترجیح ہوگی۔ اس لئے ایک ہی طلاق ہوگی۔ طرفین فرماتے ہیں کہ جب تک دو یا دو سے زیادہ نہیں ہوتی طلاقیں نہیں ہوتیں کیونکہ دو طلاقوں کا تعلق جب ہے کہ ان میں تعدد ہو۔ جو ایک میں نہیں ہوتا۔

فائدہ: ولو منوی ثلاثا کی نسبت فرمایا کہ یہ قول اس صورت کا ہے کہ جب کہ کلام دو طلاق پر ہو اور تیسری طلاق کا ارادہ دو کے بعد میں متعلق کرے کیونکہ پورے سال کی عدت میں ہو سکتی ہیں۔ اور یہ بھی داخل ہیں جن کی نسبت اختلاف کیا ہے امام شافعی کے نزدیک صحیح ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح نہیں کیونکہ حرام کلام کا ارشاد ہے "فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" پس طلاق میں ہوتے ہوئے کوئی کنایہ کہے اور طلاق کی نیت کرے تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(تنبیہ) مصنف کے قول "اظہر" میں وجہ یہ اختلاف مراد ہے۔ چنانچہ مصنف نے اپنی کتاب "الکافی" میں اسی کی تصریح کی ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور صاحب ہدایہ نے جو امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے یہ امام صاحب کی اصل نہیں ہے۔

فائدہ: صاحب اکمال نے کہا کہ امام مالک نے کہا ہے کہ اگر کہنے کے بعد توڑ دیا تو اس پر قضا نہیں کیونکہ قضا اس پر ہے کہ فعل واجب شارع حرمت سے سلامت ان دو ان شاء اللہ اور اللہ تعالیٰ اعلم۔

باب الاعتکاف

باب اعتکاف کے بیان میں

مَنِ اعْتَكَفَ فِي مَسْجِدٍ جَمَاعَةٍ يَصُومُ وَنِيَّةٍ وَاللَّهُ تَعَالَى سَاعَةً وَالْمَرْأَةُ تَعْتَكِفُ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا

مسجد بیت میں رہنا اور عبادت کیساتھ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نیت سے ایک وقت ہے۔ عورت اعتکاف کرے گھر کی مسجد میں

فائدہ: باب الاعتکاف کو صوم سے جدا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے اور شرط مشروط پر مقدم ہوتی ہے۔ اعتکاف لغت میں رہنے اور التحائی ہے۔ جو قول صاحب ہدایہ نے متعدی بھی آتا ہے اور لازم بھی۔ متعدی کا مصدر لکف ہے اور لازم کا لکوف متعدی بھی ہوتا ہے۔ قال تعالیٰ "والعاکفین" اسی سے مسجد میں رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اور لازم بھی کبھی متعدی کی جگہ مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ قول اعشیٰ "یلکون بہا کانہ" اصطلاح شرع میں اعتکاف بیت کہا ہے مسجد میں ٹھہرنے کو کہتے ہیں پس نفس کے اس مسجد میں ہونا نیت کرنا معتکف کا مسلمان ہونا عاقل ہونا جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا صحت اعتکاف کے لئے شرط ہے۔

فائدہ: صوم لقولہ "لیس" سے صحت اعتکاف "الشرط" سے رکن اور "فی المسجد بصوم" سے شرائط اعتکاف کی طرف اشارہ ہے صحت اعتکاف میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اعتکاف واجب ہے ان الفاظ کی شرح قدوری میں گزری ہے کہ یہ ہمارے اصحاب کی دلیل ہے "مسجد" میں ہے کہ اعتکاف قربت مقصودہ ہے قدوری نے اس کو مستحب کہا ہے۔ صاحب ہدایہ نے سنت مؤکدہ ہونے کی تصحیح کی ہے "صحیحہ" ذخائر تحفہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ دلیل حق یہ ہے کہ اعتکاف سنت ہے نہ مستحب بلکہ سنت کی تین قسمیں ہیں۔ واجب جو طریق ہدیٰ لازم کیا جائے۔ سنت مؤکدہ جو رمضان کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے۔ مستحب جو اس کے علاوہ ہو۔ (۲) کے مسنون ہونے کی دلیل "مواظبت" ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "آپ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دیدی۔ آپ کے بعد ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا" یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مواظبت

فی المسجد بصوم کی قید اس لئے لگائی کہ اعتکاف اعتکاف نہیں ہوتا مگر مسجد میں اور روزہ کے ساتھ اور اعتکاف کی مشروعیت کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد" اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دیدی پھر آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی تھیں" اور اجماع امت اس پر ہے کہ اعتکاف مشروع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اعلم۔

جائے تو واجب ادا ہو جائے گا اور اس پر حضور کریم ﷺ کے بعض دشمنوں میں شرک کا اختلاف ثابت ہے۔ حاصب نعمات سے اسی کی تائید ملتا ہے۔ واللہ یہ کہ معتکف کا باہر نکلنا مکروہ نہ کرے بلکہ اس پر کسی کا انکار نہ کرنا سنت کی دلیل ہے۔

قولہ فی المسجد الخ: مسجد اعتکاف کے لئے پہلی شرط ہے ترجمہ کی ہو کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ سے مقامات مذکورہ سے قریب تھا کما افاد فی الحاشیہ اعتکاف کی مسجد "معتکف" سے مسجد کو متعلق کر کے یہ بتایا ہے کہ اعتکاف ہر مسجد میں ہو سکتا ہے۔ بعض حضرات نے اس کو مسجد میں قائل بتایا ہے اس کو امام طحاوی نے اختیار کیا ہے۔ اور یہی امام شافعی مذہب حنفیہ والبیان میں بھی صحیح بھی ہے کیونکہ قولہ تعالیٰ "وانتم عاکفون فی المساجد" مطلق ہے۔ کسی خصوص مسجد کی تعیین نہیں۔ لیکن فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ اعتکاف ہر اس مسجد میں صحیح ہے جس میں قرآن و اقامت جماعت ہوتی ہو۔ علامہ ابن ہمام نے اسی کو صحیح کہا ہے۔ اور صاحب ہدایہ نے جو یہ کہا ہے کہ اعتکاف کے لئے کسی مسجد جماعت میں آنا بھی کی شرط ہے۔ کیونکہ جس مسجد میں اذان و اقامت نہ ہو وہ مسجد جماعت نہیں ہے امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اعتکاف واجب مسجد جماعت کیساتھ خاص ہے۔ نفل اعتکاف ہر مسجد میں ہو سکتا ہے۔ یہ تفصیل صحت کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ افضلیت و مسجد سے نفس مسجد حرام میں ہے پھر مسجد نبوی میں پھر بیت المقدس میں پھر مسجد جامع میں۔

قولہ بصوم الخ: دوسری شرط یہ ہے کہ روزہ ہو کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "لا اعتکاف الا بصوم"۔ حضرت علیؓ ابن عباسؓ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جابر بن عبداللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہی مروی ہے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی کا قول جدید ہے۔ امام احمد بن حنبل کا قول بھی یہی ہے۔ امام طحاوی نے اس پر اجماع صحابہ نقل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ کا قول قدیم یہ ہے کہ روزہ شرط نہیں لیکن مسجد اور عبد الحمید زہیر اور ابو یوسف بھی یہی کہتے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ "اعتکاف پر روزہ ضروری نہیں ہاں اگر خود رکھ لے تو بات اچھی ہے"۔ نیز روزہ دو مستقل عبادتیں ہیں دوسرے کے لئے شرط کیسے ہو سکتا ہے۔ جواب یہ روایت مدرج ہے۔ موقوف ہے۔ اور حضرت عائشہ کی روایت مرفوع ہے۔ دلائل اصولیہ کے مقتضا سے مرفوع ہی قابل قبول ہوتا ہے۔

(فائدہ)۔ اعتکاف کے یہاں جو اعتکاف پہلے دو شرط ہے صرف اعتکاف واجب کیلئے ہے۔ باقی کے لئے نہیں؟ سوال کے بارہ میں تو قول، روایت دو شرط ہے اور حسن کی روایت پر نفلی کیلئے بھی شرط ہے۔ تیسرا روایت اصل کے اعتبار سے نفلی اعتکاف کیلئے روزہ شرط نہیں جیسا کہ شرح نقایہ کی عبارت فتاویٰ قاضی خاں و ذخیرہ ظہیریہ کمافی البدائع کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ تیسرا سب میں اس کی تصریح موجود ہے۔

ولا یخرج منہ الا لحاجۃ شرعیۃ کالجمعۃ او طبیعیۃ کالبول والغائط فان خرج ساعۃ بلا عذر

اور نکلے کسی سے مگر حاجت شرعیہ کے لئے جیسے جمعہ یا حاجت طبعیہ کے لئے جیسے پیشاب پاخانہ کی اگر نکلا تھوڑی ساعت کو بلا عذر

فسد واکملہ وضرتہ وصیرتہ رویتہ فیہ وکرہا الحصاد المجمع والصحیح

تو اعتکاف فاسد ہو گیا اور اس کا کرنا پڑا ہوتا ہے اور صحت مسجد میں ہوگا۔ مگر وہ ہے جمع کو مسجد میں لانا اور عاشوں رہنا

والتکلم لا بخیر وحرم الوطی ودواعیہ وبطل بوطیہ

اور بات کرنا مگر نیک بات اور حرام ہے صحبت اور اس کے لوازم اور باطل ہو جانے کا صحبت کرنے سے

ولزم القضاء ایضا بنذر متتابع فیہ ولیلہ بنذر یومین

اور لازم ہو جاتا ہے، قضا بھی اعتکاف کی دن کے اعتکاف کی نذر ماننے سے اور دو راتوں کا دو دنوں کی نذر ماننے سے

ناظرہ، حسن کی نقل کرنا حاشیہ ابن عابدین ۔ ابو یوسف کی نقل کرنا حاشیہ ابن عابدین ۔ ابو یوسف کی نقل کرنا حاشیہ ابن عابدین

شرح الفقہ ۔ قولہ (ویجوز) الخ مکتفی ہے بضرورت مسجد سے نکلنا جائز نہیں اور ایک ساعت کہنے کی وجہ سے اعتکاف فاسد ہو گیا۔ علامہ عینی نے بھی یہ بات نقل کی ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک بھی ضرورت عادت سے ثابت ہے کہ "الضرورات تبیح المحظورات" مکتفی سے مراد وہ ضروریات ہیں جن کے بغیر چارہ نہیں اور پیشاب پاخانہ کے لئے نکلنا بھی ضروریات میں سے ہے۔ اس لئے بغیر کسی عذر کے نکلنا بھی مفسد اعتکاف ہے۔

قولہ (ولا یعود مکتفی کا لوٹنا جائز ہے) یہ بھی ہمارے نزدیک صحیح ہے اور احناف کے نزدیک بھی ثابت ہے کہ اعتکاف مفسد نہیں ہوتا۔ امام مالک کا قول ہے کہ اگر بلا عذر نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ امام مالک اور شوافع میں سے ابن خویز منداد کے قائل ہیں۔ امام مزنی اور ابو ثور شوافع نے یہاں کھانے پینے نکلنے کی اجازت دی ہے۔

قولہ (ویکرہ الخ) مسجد میں خرید و فروخت کا سامان حاضر کرنا مکروہ ہے کیونکہ مسجد اللہ کی عبادت اور اہل دنیا کے امور کے لئے نہیں مسجد کو تجارت بنانا کراہت تحریمی کا باعث ہے۔ اعتکاف میں بالفعل ناغہ نہیں ہوتا بلکہ وہ بحکم صوم مکمل ہوتا ہے۔ یہ صوم شرعی ہے۔ اس لئے جن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے ان سے اعتکاف بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ان سے اعتکاف بھی نہیں ٹوٹتا۔ جیسے احناف کا استدلال قرآن کریم کی آیت "ثم اتموا الصیام الی اللیل" اور احادیث صحیحہ سے ہے۔ اسی طرح مکتفی کے لئے بھی ضروری حوائج (پیشاب پاخانہ وغیرہ) کے لئے نکلنا حرام ہے۔ اگر نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ جائز ہونا تو کراہت کے ساتھ ہی کہا جائے گا۔ کیونکہ بلا عذر نکلنا بھی مثل خلاف ہے۔ قال تعالیٰ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔

قولہ (ولو مرض الخ) اگر مکتفی بیمار ہو جائے تو اس کے لئے بھی ان احکام کا ثابت ہونا (جو اوپر بیان ہوئے) اس بات کی دلیل ہے کہ مریض کا کسی مکان میں رہنا کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ طبیب حاذق اس کے علاج کی غرض سے اس کے مکان کی طرف نہ آ سکے۔ اس لئے مریض کا مسجد میں رہنا ہی بہتر ہے۔ اور اسی کو "مکتفی" کہا جاتا ہے۔ اور اسی کے لئے یہ احکام ثابت ہیں۔ اسے نکلنا جائز نہیں۔ اس میں رات اور دن دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اس کے اعتکاف کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے اعتکاف کا بھی اسی طرح اعتکاف لازم ہوتا ہے جس طرح تندرست کا نذر کی وجہ سے۔

محمد عبدہ گنگوہی

كِتَابُ الْحَجِّ

هُوَ زِيَارَةُ مَكَانٍ مَخْصُوصٍ فِي زَمَانٍ مَخْصُوصٍ بِفِعْلٍ مَخْصُوصٍ فَرْضٌ مَرَّةً عَلَى الْحُرِّ

حج زیارت کرنا ہے ایک مخصوص جگہ کی خاص وقت میں خاص افعال کے ساتھ فرض کیا گیا ہے ایک بار آزاد عورت پر

تشریح الفقہ: قولہ کتاب الحج مصنف نے کتاب الحج کو کتاب الصوم سے مؤخر کیا ہے جس میں ترتیب حدیث بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ کی رعایت ملحوظ ہے روایت کے بعض طرق میں صوم مؤخر ہے۔ امام بخاری۔ نماز کے بعد ذکر کرتے ہوئے حج کو صوم پر مقدم کیا ہے۔ صاحب نظر حضرات سے پوشیدہ نہیں کہ حج عبادت بدنیہ، عبادت مالیہ دونوں سے مرکب ہے اس لئے اس کو مؤخر کیا ہے تاکہ مرکب مفرد سے متاخر ہو اگر اس توجیہ پر علامہ زیلعی نے اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ حج محض عبادت بدنیہ ہے۔ مال واجب نہیں کیلئے شرط ہے کہ حج صحیح تک حج کو مرکب کہنا صحیح نہیں۔

قولہ ھو زیارۃ الخ: مخلص زینی نظم الفوائد میں ہے کہ حج کے لغوی معنی مطلق قصد و ارادہ کے ہیں۔ لیکن صاحب کراب حب حج عمرہ۔ زیارت کا اضافہ کیا ہے اور کہا ہے کہ حج کے معنی کی تعمیم الاشباہ سبکی کی مراد ہے اور اس شعر سے استشہاد کیا ہے

واشهد من عوف حلولا كثيرة

يحجون بكر العوذ للشر عكرا

ابو بکر دمامینی الیاس اسکیلہ نے کہا حج کے اصل معنی بیس بتائے ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں کہ جب اہل لغت نے حج کے معنی مطلق قصد کے لئے ہیں تو پھر صاحب فتح عمرہ کا تعمیم اشتہار معنی کے ساتھ متعدد کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے اس کے لئے کوئی ہونی چاہیئے۔ شعر سے استشہاد اس سے مناسب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ شاعر نے لفظ حج کو اس کے بعض معانی لغت میں استعمال کیا ہے۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ حج مطلق قصد میں استعمال نہیں ہوتا۔ اصطلاح شرع میں حج کے معنی مخصوص اور خاص ہونے میں ایک خاص جگہ کی زیارت کرنا ہے۔ زیارت سے مراد طواف اور وقوف بعرفہ ہے اور مکان مخصوص سے مراد بیت اللہ شریف اور اس کے متعلقات ہے جس سے اطراف مخصوصہ (میقات زمانی ہے) کا کام ہے جیسے سعی اعمال مخصوصہ (تمام طواف و سعی) کا کام ہے۔

فائدہ: حج کی شرطیں تین قسم پر ہیں۔ شرط وجوب شرط صحت شرط وجوب و صحت۔ شرط وجوب پانچ ہیں۔ اسلام، عقل، بلوغ، حریت، استطاعت۔ شرط وجوب و صحت تو توقف پر اور ادائیگی پر موقوف ہونا فرضیت حج کا تمام ہونا۔ مصنف نے پہلی اور آخری شرط کو ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ یہ دونوں اور عورت کیلئے شوہر یا محرم کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔ عقل وہ ہے جس کے ساتھ تکلیف شرعی کا دارومدار ہوتا ہے۔ بلوغ کی چار شرطیں ہیں اور اس وقت مخصوص، مکان مخصوص، اسلام۔ بعض سے حرام ہونا بجائے بیت کو کرکیا ہے۔

قولہ فورا وجب الخ: حج فوراً فرض ہو جانے کی صحت تین ایک حج بیت اللہ فرض ہے۔ قال علیہ السلام (دلائل) عباس حج اپنی فرضیت حدیث میں ہے "فحجوا رسول اللہ ﷺ فقال" اگر حج ہر سال فرض ہوتا تو حضرت اقرع سے عرض کرتے یا رسول اللہ حج ہر سال فرض ہے یا صرف ایک مرتبہ" آپ نے فرمایا صرف ایک مرتبہ" نیز فرضیت حج کا سبب بیت اللہ ہے جس میں تعدد نہیں اور اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ سبب میں تکرر نہ ہونے سے مسبب میں تکرار نہیں ہوتا۔

قولہ علی الفور الخ: جب کسی پر حج فرض ہو جائے تو اس پر حج کرنا فوراً واجب ہو جاتا ہے۔ تاخیر کرنے کی گنجائش نہیں۔ یہ امام ابو یوسف امام محمد کے نزدیک فوری واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ کیونکہ شریعت نے حج کے لئے ایک خاص وقت معین کیا ہے۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ فوراً کیا جائے۔ امام محمد، امام شافعی کے نزدیک تاخیر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وجوب مطلق ہے۔ فاستبقوا الخیرات کا تقاضا فی الفور ہے۔

شرط حرية وبلوغ وإسلام وعقل وصحة وبصر وقدرة زاد وراحلة فاضلتان عن نفقة ومسكن لما لا بد منه

وقدرة على محرم تصح إجارته وإن لم يحج عنه ولا على قدرة بمشي على المعتاد في الأصح

وبقدرة دفاتيه وإياب وعياله وأمن طريق وسفينة أو زوج لامرأة في سفر

فلو أحرمت بلا إذن فلمنعه التحلل ولو أحرم عبد فحر أو كافر فأسلم أو صبي فبلغ وقفا بعرفة أجزأهم

فلو أحرم صبي فبلغ قبل أن يقف بعرفة لم يجزه عن فرضه ولو أعتقت الأمة أو أيسرت الأعرابية وقفتا بعرفة

فلهما الرجوع ولو أحرم مملوك بإذن سيده ثم عتق مضى فيه وإلا فلا ولو أحرم بنذر معضوب أو مديون

وحفظة وقوت يسعهم لذهاب ومجيء ومرض ومرض يلحقه مؤنة بمكة ولو بثمن غال ولو بالاستدانة

ومن أحصر بعدو أو مرض أو ذهاب نفقة بعث هديا إن كان معه وإلا اشترى بمكانه ولو بالنسيئة

وبعث بها ليذبح عنه في يوم النحر وإن لم يعلم متى ذبح حل بعد ظن ذبحها وإن ذبح قبل بعثها

فعليه القضاء وإن فاته الحج بقران أو بتأخير طواف القدوم أو بالوقوف بعرفة قبل الزوال

فعليه دم وعليه الحج من قابل وإن فاته بعد الوقوف بعرفة فلا دم عليه وعليه الحج من قابل

وإن أحصر بعد طواف الزيارة فلا شيء عليه وإن أحصر بعد الوقوف بعرفة وقبل طواف الزيارة

فعليه دم وإن أحصر بعد الوقوف بعرفة وقبل طواف الزيارة فعليه دم

شروط وجوب حج و مواقیت احرام کا بیان

توضیح اللغات قولہ شرط اصل سوال جواب ہوتا ہے اور یہاں مراد ہے وجوب حج کے شرائط۔ قولہ حرية یہ غلام پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ بلوغ یہ نابالغ پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ إسلام یہ کافر پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ عقل یہ مجنون پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ صحة یہ بیمار پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ بصر یہ نابینا پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ قدرة زاد وراحلة یہ زاد راحلہ پر قدرت حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ فاضلتان عن نفقة ومسكن یہ نفقہ و مسکن سے زائد زاد راحلہ پر قدرت حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ لما لا بد منه یہ ضروریات اصلیہ کے لئے ہے۔ قولہ وقدرة على محرم یہ محرم پر قدرت حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ تصح إجارته یہ محرم کے اجیر بننے کی شرط ہے۔ قولہ وإن لم يحج عنه یہ محرم کے اجیر بننے کی غایت ہے۔ قولہ ولا على قدرة بمشي على المعتاد في الأصح یہ پیدل چلنے پر قدرت حج کے وجوب کی شرط نہیں ہے۔ قولہ وبقدرة دفاتيه وإياب وعياله یہ دفاتیہ و ایاب و عیال پر قدرت حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ وأمن طريق یہ امن طریق حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ وسفينة یہ سفینہ حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ أو زوج لامرأة في سفر یہ زوج یا محرم کا عورت کے ساتھ سفر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ قولہ فلو أحرمت بلا إذن فلمنعه التحلل یہ اگر عورت بغیر اذن زوج احرام باندھ لے تو زوج کو اس کے تحلل کا حق ہے۔ قولہ ولو أحرم عبد فحر أو كافر فأسلم أو صبي فبلغ وقفا بعرفة أجزأهم یہ اگر غلام آزاد ہو جائے یا کافر اسلام لے آئے یا نابالغ بالغ ہو جائے اور تینوں عرفات میں وقوف کر لیں تو حج ادا ہو جائے گا۔ قولہ فلو أحرم صبي فبلغ قبل أن يقف بعرفة لم يجزه عن فرضه یہ اگر نابالغ نے احرام باندھا اور بالغ ہونے کے بعد عرفات میں وقوف کیا تو حج فرض ادا نہیں ہوگا۔ قولہ ولو أعتقت الأمة أو أيسرت الأعرابية وقفتا بعرفة فلهما الرجوع یہ اگر لونڈی آزاد ہو جائے یا دیہاتی مالدار ہو جائے اور دونوں عرفات میں وقوف کر لیں تو دونوں کو رجوع کا حق ہے۔ قولہ ولو أحرم مملوك بإذن سيده ثم عتق مضى فيه وإلا فلا یہ اگر غلام نے آقا کی اجازت سے احرام باندھا پھر آزاد ہو گیا تو حج پورا کرے گا ورنہ فاسد کر دے گا۔ قولہ ولو أحرم بنذر معضوب أو مديون یہ اگر معذور یا مقروض نے نذر کا احرام باندھا۔ قولہ وحفظة وقوت يسعهم لذهاب ومجيء ومرض یہ ان کے پاس آنے جانے اور بیمار ہونے کے لئے کافی زاد راحلہ ہو۔ قولہ ومرض يلحقه مؤنة بمكة ولو بثمن غال ولو بالاستدانة یہ مکہ میں بیمار ہونے کی صورت میں اتنا زاد راحلہ ہو جو مکہ میں علاج کے لئے کافی ہو۔ قولہ ومن أحصر بعدو أو مرض أو ذهاب نفقة بعث هديا إن كان معه وإلا اشترى بمكانه ولو بالنسيئة یہ محصر کا حکم ہے۔ قولہ وبعث بها ليذبح عنه في يوم النحر وإن لم يعلم متى ذبح حل بعد ظن ذبحها وإن ذبح قبل بعثها فعليه القضاء یہ محصر کا حکم ہے۔ قولہ وإن فاته الحج بقران أو بتأخير طواف القدوم أو بالوقوف بعرفة قبل الزوال فعليه دم وعليه الحج من قابل یہ محصر کا حکم ہے۔ قولہ وإن فاته بعد الوقوف بعرفة وقبل طواف الزيارة فلا دم عليه وعليه الحج من قابل یہ محصر کا حکم ہے۔ قولہ وإن أحصر بعد طواف الزيارة فلا شيء عليه وإن أحصر بعد الوقوف بعرفة وقبل طواف الزيارة فعليه دم یہ محصر کا حکم ہے۔

تشریح اللغات قولہ شرط اصل میں سوال جواب کو کہتے ہیں۔ (۲) اصطلاح میں وجوب حج کی شرائط کو کہتے ہیں۔ قولہ حرية یہ غلام پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) غلام پر حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) غلام کو حج کرنے کی اجازت آقا دے دے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۳) غلام کو حج کرنے کی اجازت آقا نہ دے تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۴) غلام کو حج کرنے کی اجازت آقا دے دے پھر وہ آزاد ہو جائے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۵) غلام کو حج کرنے کی اجازت آقا نہ دے پھر وہ آزاد ہو جائے تو حج ادا نہیں ہوگا۔ قولہ بلوغ یہ نابالغ پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) نابالغ پر حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) نابالغ کو حج کرنے کی اجازت ولی دے دے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۳) نابالغ کو حج کرنے کی اجازت ولی نہ دے تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۴) نابالغ کو حج کرنے کی اجازت ولی دے دے پھر وہ بالغ ہو جائے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۵) نابالغ کو حج کرنے کی اجازت ولی نہ دے پھر وہ بالغ ہو جائے تو حج ادا نہیں ہوگا۔ قولہ إسلام یہ کافر پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) کافر پر حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) کافر کو حج کرنے کی اجازت مسلمان دے دے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۳) کافر کو حج کرنے کی اجازت مسلمان نہ دے تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۴) کافر کو حج کرنے کی اجازت مسلمان دے دے پھر وہ مسلمان ہو جائے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۵) کافر کو حج کرنے کی اجازت مسلمان نہ دے پھر وہ مسلمان ہو جائے تو حج ادا نہیں ہوگا۔ قولہ عقل یہ مجنون پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) مجنون پر حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) مجنون کو حج کرنے کی اجازت ولی دے دے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۳) مجنون کو حج کرنے کی اجازت ولی نہ دے تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۴) مجنون کو حج کرنے کی اجازت ولی دے دے پھر وہ عاقل ہو جائے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۵) مجنون کو حج کرنے کی اجازت ولی نہ دے پھر وہ عاقل ہو جائے تو حج ادا نہیں ہوگا۔ قولہ صحة یہ بیمار پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) بیمار پر حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) بیمار کو حج کرنے کی اجازت دے دے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۳) بیمار کو حج کرنے کی اجازت نہ دے تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۴) بیمار کو حج کرنے کی اجازت دے دے پھر وہ تندرست ہو جائے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۵) بیمار کو حج کرنے کی اجازت نہ دے پھر وہ تندرست ہو جائے تو حج ادا نہیں ہوگا۔ قولہ بصر یہ نابینا پر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) نابینا پر حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) نابینا کو حج کرنے کی اجازت دے دے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۳) نابینا کو حج کرنے کی اجازت نہ دے تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۴) نابینا کو حج کرنے کی اجازت دے دے پھر وہ بینا ہو جائے تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۵) نابینا کو حج کرنے کی اجازت نہ دے پھر وہ بینا ہو جائے تو حج ادا نہیں ہوگا۔ قولہ قدرة زاد وراحلة یہ زاد راحلہ پر قدرت حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) زاد راحلہ پر قدرت نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) زاد راحلہ پر قدرت ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) زاد راحلہ پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) زاد راحلہ پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) زاد راحلہ پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) زاد راحلہ پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ فاضلتان عن نفقة ومسكن یہ نفقہ و مسکن سے زائد زاد راحلہ پر قدرت حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) نفقہ و مسکن سے زائد زاد راحلہ پر قدرت نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) نفقہ و مسکن سے زائد زاد راحلہ پر قدرت ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) نفقہ و مسکن سے زائد زاد راحلہ پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) نفقہ و مسکن سے زائد زاد راحلہ پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) نفقہ و مسکن سے زائد زاد راحلہ پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) نفقہ و مسکن سے زائد زاد راحلہ پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ لما لا بد منه یہ ضروریات اصلیہ کے لئے ہے۔ (۱) ضروریات اصلیہ کے لئے زاد راحلہ نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) ضروریات اصلیہ کے لئے زاد راحلہ ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) ضروریات اصلیہ کے لئے زاد راحلہ ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) ضروریات اصلیہ کے لئے زاد راحلہ نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) ضروریات اصلیہ کے لئے زاد راحلہ ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) ضروریات اصلیہ کے لئے زاد راحلہ نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ وقدرة على محرم یہ محرم پر قدرت حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) محرم پر قدرت نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) محرم پر قدرت ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) محرم پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) محرم پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) محرم پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) محرم پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ تصح إجارته یہ محرم کے اجیر بننے کی شرط ہے۔ (۱) محرم اجیر بن سکتا ہے۔ (۲) محرم اجیر نہیں بن سکتا ہے۔ قولہ وإن لم يحج عنه یہ محرم کے اجیر بننے کی غایت ہے۔ (۱) محرم اجیر بن سکتا ہے اگرچہ حج نہ کرے۔ (۲) محرم اجیر نہیں بن سکتا ہے اگر حج نہ کرے۔ قولہ ولا على قدرة بمشي على المعتاد في الأصح یہ پیدل چلنے پر قدرت حج کے وجوب کی شرط نہیں ہے۔ (۱) پیدل چلنے پر قدرت نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) پیدل چلنے پر قدرت ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) پیدل چلنے پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) پیدل چلنے پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) پیدل چلنے پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) پیدل چلنے پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ وبقدرة دفاتيه وإياب وعياله یہ دفاتیہ و ایاب و عیال پر قدرت حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) دفاتیہ و ایاب و عیال پر قدرت نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) دفاتیہ و ایاب و عیال پر قدرت ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) دفاتیہ و ایاب و عیال پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) دفاتیہ و ایاب و عیال پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) دفاتیہ و ایاب و عیال پر قدرت ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) دفاتیہ و ایاب و عیال پر قدرت نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ وأمن طريق یہ امن طریق حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) امن طریق نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) امن طریق ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) امن طریق ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) امن طریق نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) امن طریق ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) امن طریق نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ وسفينة یہ سفینہ حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) سفینہ نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) سفینہ ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) سفینہ ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) سفینہ نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) سفینہ ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) سفینہ نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ أو زوج لامرأة في سفر یہ زوج یا محرم کا عورت کے ساتھ سفر حج کے وجوب کی شرط ہے۔ (۱) زوج یا محرم نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ (۲) زوج یا محرم ہو تو حج واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) زوج یا محرم ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۴) زوج یا محرم نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ (۵) زوج یا محرم ہو تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۶) زوج یا محرم نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ فلو أحرمت بلا إذن فلمنعه التحلل یہ اگر عورت بغیر اذن زوج احرام باندھ لے تو زوج کو اس کے تحلل کا حق ہے۔ (۱) عورت بغیر اذن زوج احرام باندھ لے تو زوج کو اس کے تحلل کا حق ہے۔ (۲) عورت بغیر اذن زوج احرام باندھ لے تو زوج کو اس کے تحلل کا حق نہیں ہے۔ قولہ ولو أحرم عبد فحر أو كافر فأسلم أو صبي فبلغ وقفا بعرفة أجزأهم یہ اگر غلام آزاد ہو جائے یا کافر اسلام لے آئے یا نابالغ بالغ ہو جائے اور تینوں عرفات میں وقوف کر لیں تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۱) غلام آزاد ہو جائے یا کافر اسلام لے آئے یا نابالغ بالغ ہو جائے اور تینوں عرفات میں وقوف کر لیں تو حج ادا ہو جائے گا۔ (۲) غلام آزاد ہو جائے یا کافر اسلام لے آئے یا نابالغ بالغ ہو جائے اور تینوں عرفات میں وقوف نہ کریں تو حج فاسد ہو جائے گا۔ قولہ فلو أحرم صبي فبلغ قبل أن يقف بعرفة لم يجزه عن فرضه یہ اگر نابالغ نے احرام باندھا اور بالغ ہونے کے بعد عرفات میں وقوف کیا تو حج فرض ادا نہیں ہوگا۔ (۱) نابالغ نے احرام باندھا اور بالغ ہونے کے بعد عرفات میں وقوف کیا تو حج فرض ادا نہیں ہوگا۔ (۲) نابالغ نے احرام باندھا اور بالغ ہونے کے بعد عرفات میں وقوف نہ کیا تو حج فرض ادا نہیں ہوگا۔ قولہ ولو أعتقت الأمة أو أيسرت الأعرابية وقفتا بعرفة فلهما الرجوع یہ اگر لونڈی آزاد ہو جائے یا دیہاتی مالدار ہو جائے اور دونوں عرفات میں وقوف کر لیں تو دونوں کو رجوع کا حق ہے۔ (۱) لونڈی آزاد ہو جائے یا دیہاتی مالدار ہو جائے اور دونوں عرفات میں وقوف کر لیں تو دونوں کو رجوع کا حق ہے۔ (۲) لونڈی آزاد ہو جائے یا دیہاتی مالدار ہو جائے اور دونوں عرفات میں وقوف نہ کریں تو دونوں کو رجوع کا حق نہیں ہے۔ قولہ ولو أحرم مملوك بإذن سيده ثم عتق مضى فيه وإلا فلا یہ اگر غلام نے آقا کی اجازت سے احرام باندھا پھر آزاد ہو گیا تو حج پورا کرے گا ورنہ فاسد کر دے گا۔ (۱) غلام نے آقا کی اجازت سے احرام باندھا پھر آزاد ہو گیا تو حج پورا کرے گا۔ (۲) غلام نے آقا کی اجازت سے احرام باندھا پھر آزاد ہو گیا تو حج فاسد کر دے گا۔ قولہ ولو أحرم بنذر معضوب أو مديون یہ اگر معذور یا مقروض نے نذر کا احرام باندھا۔ (۱) معذور یا مقروض نے نذر کا احرام باندھا۔ (۲) معذور یا مقروض نے نذر کا احرام نہیں باندھا۔ قولہ وحفظة وقوت يسعهم لذهاب ومجيء ومرض یہ ان کے پاس آنے جانے اور بیمار ہونے کے لئے کافی زاد راحلہ ہو۔ (۱) ان کے پاس آنے جانے اور بیمار ہونے کے لئے کافی زاد راحلہ ہو۔ (۲) ان کے پاس آنے جانے اور بیمار ہونے کے لئے کافی زاد راحلہ نہ ہو۔ قولہ ومرض يلحقه مؤنة بمكة ولو بثمن غال ولو بالاستدانة یہ مکہ میں بیمار ہونے کی صورت میں اتنا زاد راحلہ ہو جو مکہ میں علاج کے لئے کافی ہو۔ (۱) مکہ میں بیمار ہونے کی صورت میں اتنا زاد راحلہ ہو جو مکہ میں علاج کے لئے کافی ہو۔ (۲) مکہ میں بیمار ہونے کی صورت میں اتنا زاد راحلہ نہ ہو جو مکہ میں علاج کے لئے کافی ہو۔ قولہ ومن أحصر بعدو أو مرض أو ذهاب نفقة بعث هديا إن كان معه وإلا اشترى بمكانه ولو بالنسيئة یہ محصر کا حکم ہے۔ (۱) محصر کا حکم ہے۔ (۲) محصر کا حکم نہیں ہے۔ قولہ وبعث بها ليذبح عنه في يوم النحر وإن لم يعلم متى ذبح حل بعد ظن ذبحها وإن ذبح قبل بعثها فعليه القضاء یہ محصر کا حکم ہے۔ (۱) محصر کا حکم ہے۔ (۲) محصر کا حکم نہیں ہے۔ قولہ وإن فاته الحج بقران أو بتأخير طواف القدوم أو بالوقوف بعرفة قبل الزوال فعليه دم وعليه الحج من قابل یہ محصر کا حکم ہے۔ (۱) محصر کا حکم ہے۔ (۲) محصر کا حکم نہیں ہے۔ قولہ وإن فاته بعد الوقوف بعرفة وقبل طواف الزيارة فلا دم عليه وعليه الحج من قابل یہ محصر کا حکم ہے۔ (۱) محصر کا حکم ہے۔ (۲) محصر کا حکم نہیں ہے۔ قولہ وإن أحصر بعد طواف الزيارة فلا شيء عليه وإن أحصر بعد الوقوف بعرفة وقبل طواف الزيارة فعليه دم یہ محصر کا حکم ہے۔ (۱) محصر کا حکم ہے۔ (۲) محصر کا حکم نہیں ہے۔

محدث کے ساتھ حج سفر میں بیوی محرم ہیں یوں ان کے ساتھ اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ اس کی تفصیل و تحقیقات ہیں جس پر خصوص دار دیکھیں۔

مشکوٰۃ "وعد علی الخاص" اور حدیث "قد غفر لکم" یہ کہتے ہیں کہ ان تخصیصات میں تعمیم تو بالاتفاق بالاولیٰ ہے پتا چلا عام شامل ہیں ان طریق شرط ہے ہیں کہ محرم کا ہونا بھی شرط ہوگا کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "کوئی عورت محرم کے بغیر حج نہ کرے"۔

فائدہ: اس طریق کی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ وجوب حج کیلئے شرط ہے یا ادائی کیلئے۔ صاحب بدائع اور سرخسی نے اول کی اور قاضیخان نے ثانی کی تصحیح کی ہے۔ فائدہ اختلاف چند صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اول یہ کہ محرم راستہ کے دوران فوت ہو جائے اس پر وصیت کرنا لازم ہے یا نہیں۔ دوم یہ کہ اگر محرم راستہ میں واپس چلا گیا تو عورت کا کوئی حرج نہیں کہ وہ کسی اور محرم کو طلب کرے یا نہیں۔ سوم یہ کہ عورت کا کوئی محرم نہ ہو تو حج کی ادائیگی کی خاطر اس پر شادی کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ سو ان دونوں کے نزدیک یہ شرط وجوب ہے جس کی وجہ سے عورت پر اس میں سے اول حج لازم نہیں اور نہ ہی کے پاس محرم نہ ہونے کی وجہ سے یہاں سب لازم ہیں۔

قولہ وھو الصحیح الخ: مصنف نے جو شروع حج کے بیان سے قرائت کے بعد ان امور کا بیان ہے جہاں سے احرام حج کا آغاز ہوتا ہے۔ جن کو مواقیت کہتے ہیں۔ مواقیت میقات کی جمع ہے جو وہ معین وقت کو کہتے ہیں پھر یہاں مکان کیلئے مستعار لے لیا گیا ہے جہاں سے حجاج احرام باندھتے ہیں جیسے آیت "هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ" میں مکان کو وقت کیلئے مستعار لے لیا گیا (نور) اب ہر ایک میقات کو وقت نہیں اور مکان نہیں میں مشترک ہے جو کہ یہ ہیں۔

قولہ ذوالحلیفہ الخ: مصنف نے جن مواقیت کو ذکر کیا ہے ان میں سے وقت عراق کے علاوہ باقی سب تعیین کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہیں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اہل شام کے لئے جحفہ اور نجد کے لئے قرن اور اہل یمن کے لئے یلملم کو معین فرمایا ہے۔ یہ مکان ان لوگوں کے احرام کے لئے بھی میقات ہیں جو ان شہروں سے ہو کر گذریں۔ اہل عراق کیلئے میقات ذات عرق ہے جس کا ثبوت مسلم (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) شریف میں ابن الزبیر سے ہے۔ سوال: آنحضرت مسلم نے اہل عراق کیلئے ذات عرق کو کیسے معین فرمایا حالانکہ عراق تو بعد میں فتح ہوا تھا۔ جواب: یہ ایسا ہے جیسے آپ نے اہل شام جیسے کوفہ معین فرمایا حالانکہ شام بعد کو فتح ہوا۔ اور یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بطریق وحی یا بذریعہ معجزہ کشفی کے یہ دونوں مقام (۱۲۳ ھ) علاء ہو جائیں گے۔

قولہ وصح للقارن الخ: قارن حج قران کیلئے اور عمرہ کیلئے علیحدہ علیحدہ میقات سے احرام باندھے گا (۱۲۴) یہ جائز نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص بھی ان مواقیت سے بلا احرام نہ گذرے۔ سوال: تعیین میں حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو سوطاء نام وادی میں تشریف لے گئے آپ اس وقت محرم نہیں تھے جواب: آنحضرت ﷺ کا بلا احرام داخل ہونا بھی اسی وقت کے ساتھ مخصوص تھا چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اسی دن ارشاد فرمایا تھا "کہ حرام ہے کسی شخص کیلئے کہ بعد اس دن کے مکہ میں بلا احرام داخل ہو" (نور)

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال وقت رسول اللہ ﷺ لاھل المدینۃ ذا الحلیفۃ ولاھل الشام الجحفۃ ولاھل نجد قرن المنازل ولاھل الیمن یلملم ھن لھن ولکل آت اتی علیھن من غیرھن ممن اراد الحج والعمرۃ ومن کان دون ذلک فمن حیث انشا حتی اھل مکۃ من مکۃ۔ (متفق علیہ)

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ وقت لاھل العراق ذات عرق۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

بَابُ الْاِحْرَام

(کیفیت احرام کا بیان)

وَهُوَ اَنْ يَّنْوِيَ اِنْ يَّدْخُلَ فِيْ حُرْمَةِ الصَّلٰوةِ وَيَلْبَسَ اِزَارًا وَّرِدَاءً جَدِيْدَيْنِ اَوْ غَسِيْلَيْنِ وَيُطَيِّبَ رَاْسَهٗ وَلِحْيَتَهٗ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلَ اِنْ خَافَ الْفَوْتَ اَوْ اِذَا اَرَادَ الْحَجَّ عَقِيْبَ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ اَوْ نَافِلَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ وَاَعِنِّيْ عَلٰى اَدَاءِ مَنَاسِكِهٖ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَاِنْ اَرَادَ الْعُمْرَةَ اَحْرَمَ بِهَا فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِيْ غَيْرِهَا وَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَاِنْ اَرَادَ الْقِرَانَ قَرَنَ بَيْنَهُمَا وَاِنْ اَرَادَ التَّمَتُّعَ اَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَفَرَغَ مِنْهَا وَاَحْرَمَ بِالْحَجِّ مِنْ عَامِهٖ وَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

اور وہ یہ ہے کہ نیت کرے داخل ہونے کی حرمت نماز میں اور پہنے تہبند اور چادر نئے یا دھلے ہوئے اور خوشبو لگائے اپنے سر اور داڑھی کو اور پڑھے دو رکعت نماز اور کہے اگر ڈرے فوت ہونے کا یا ارادہ کرے حج کا بعد کسی فرض یا نفل نماز کے تو کہے اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں حج کا پس آسان کر دے اس کو میرے لیے اور قبول کر اس کو مجھ سے اور مدد کر مجھ کو ادا کرنے اس کے مناسک پر اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اور اگر ارادہ کرے عمرہ کا تو احرام باندھے اس کا مہینوں حج کے میں اور غیر ان کے میں اور وہ سنت مؤکدہ ہے اور اگر ارادہ کرے قران کا تو جمع کرے دونوں کو اور اگر ارادہ کرے تمتع کا تو احرام باندھے عمرہ کا مہینوں حج کے میں اور فارغ ہو اس سے اور احرام باندھے حج کا اسی سال میں اور کہے حاضر ہوں میں اے اللہ حاضر ہوں میں حاضر ہوں میں نہیں ہے تیرا کوئی شریک حاضر ہوں میں بیشک تعریف اور نعمت تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہی بھی نہیں ہے تیرا کوئی شریک

تشریح: الحقہ قولہ واذا خاف الخ جو احناف کہتے ہیں کہ اگر کسی کو خوف ہو کہ اگر میں فرض یا نفل نماز سے پہلے احرام باندھوں گا تو حج فوت ہو جائے گا تو وہ پہلے احرام باندھ لے پھر نماز پڑھے اور یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں نماز پڑھی پھر احرام باندھا اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ کو تو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ حج فوت نہیں ہوگا تو ہم کہیں گے کہ ہمیں بھی تو یہ معلوم ہے کہ حج فوت نہیں ہوگا کیونکہ ہم کو حدیث سے ثابت ہے کہ احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے اور یہ غسل احرام کے لیے وضو کے قائم مقام ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حائضہ کو بھی احرام کے لیے غسل کا حکم دیا گیا ہے اور حائضہ سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ غسل احرام کے لیے نماز شرط نہیں ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں غسل کر کے احرام باندھا اور وہاں نماز نہیں پڑھی

وفتل الضفيرة والاشارة اليه والتلاعب عليه وليس المختص والشراب بيده والخاتم والقلنسوة والخفين
شکار کرنے سے اس کی طرف شارہ کرنے سے اور اس کو نگلنے سے اور کوئی پیدا کیا ہوئی تو اور سونے پہننے سے

الا ان لا تجد النعلين فاقطعوا اسفل من الكعبين
الا یہ کہ تو پہنے تو جوتے تو کاٹ لے ان کو نیچے کے پیچ سے۔

ان سب کا بیان تحریم کے ممنوع ہیں

توضیح اللغۃ۔ وفتل کندی کنگھا کرنا۔ تلاعب کھیلنا۔ مختص تولیہ۔ قلنسوۃ ٹوپی۔ پاپاق ٹوپی۔ خفین موزوں کی قلنسوۃ ٹوپی۔

تشریح الفقہ۔ قولہ وورد فی خبر آخر یعنی ایک اور حدیث میں ہے کہ فی قولہ تعالیٰ والصلقکم فی جذوع النخل "کہ تو ضرور ان کھجور کے درختوں پر سولی دیا جائے گا" کہ درختوں پر سولی دینا (الصراط) تعجیب کے طور پر ذکر ہوا ہے اس لئے اس کا جواز ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی ترغیب ہے۔ بلکہ ابن ملک نے تو شرح مجمع میں اس کو خلاف مروت لکھا ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مثلاً ایک شخص بہت ہی ایذا دینے والا ہو اور ایک شخص اس کو قتل کرنا چاہتا ہو تو ایسی صورت میں اس کو سولی دینا جائز ہو۔ واللہ اعلم۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ احرام والے کو خلوق کپڑا نہ پہنائے۔ خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلوق کپڑا پہننا احرام میں منع ہے۔ اور اس کا پہننا فدیہ کا موجب ہے۔ اور یہ حدیث اس حدیث کے معارض ہے جس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے احرام میں زعفرانی کپڑا پہنا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے معارض نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس کپڑے کے خلوق ہونے کا علم نہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کپڑے کو دھو کر پہنا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کپڑے کو احرام باندھنے سے پہلے پہنا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کپڑے کو احرام باندھنے کے بعد

والثوب المصبوغ بورس او زعفران او عصفر الا ان يكون غسيلا لا ينفض وسئل الرأس والوجه
اور پہنے ہوئے کپڑے یا زعفران یا عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے سے مگر یہ کہ بہت دھلا ہوا ہو کہ اس سے گرد آلود نہ ہوتا ہو اور سر اور چہرہ کے دھونے سے
والمحرم بالحطمي وسئل الثوب وحلق شعره اوقص شعره وشعره لا الاغتسال ودخول الحمام والاستظلال
اور ان کو دھونے سے بھی کیا حکم ہے اور محرم کے سر منڈانے یا بال اور ناخن کاٹنے سے نہانے اور حمام میں جانے اور کجاوہ کے سایہ میں ٹھہرنے
بالثوب والمحمل وهذه الجملة في وجه واكثر الثوب هي صليت اوعوذت حرفا اوقطعت وثنيت
اور کجاوہ میں سواری وغیرہ کے بھی کیا حکم ہے اور کپڑے سے کیسے کپڑا، جب تہ تہ اور چوڑے پاوں کی جگہ پر چوڑے پاجامے میں اترے یا سوراخوں سے لے
تلبيا وبالاسحر رفعه صوبك بها وابدأ بالمسجد يدخل مكة وكبر اذا دخل بفناء البيت
اور صبح کے وقت آواز بلند کرکے اور ابتداء کرے مسجد حرام سے مکہ میں داخل ہو کر اور اللہ اکبر کہے جب وہ داخل ہو اللہ کے گھر کے صحن کو
ثم استقبل بصرا لاشرفة مشيرا فهللا مستغفرا بلا قيد
پھر نظر اسود کے سامنے ہو کر اللہ کو ایک کہے اللہ کی بڑائی بیان کرے اللہ کی تعریف کرے اس کو بہت سے کسی کی تحدید نہ کرے

ترجمہ الفاظ مصبوغ رنگا ہوا ورس ایک گھاس ہے جس سے رنگا جاتا ہے زعفران کا رنگ پیلا ہوتا ہے عصفر ایک گھاس ہے جس سے سرخ رنگ نکلتا ہے حطمی ایک گھاس ہے جس سے بال صاف ہوتے ہیں۔ حلق سر منڈانا قص کاٹنا اظفر ناخن اغتسال نہانا۔ محمل کجاوہ ثنیت پہاڑی درہ یا پہاڑی خیمہ ملبیا بلند آواز سے۔ اشرف بلند مکان صلیت نماز پڑھی۔ عوذت قرآن پڑھا۔ مستغفرا استغفار کرتا ہوا۔

تشریح الفاظ قولہ والثوب المصبوغ ورس زعفران او عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے بھی مت پہنے۔ کیونکہ حدیث میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔ ہاں اگر ایسا کپڑا دھلا ہوا ہو مگر اتنا نہیں کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت موجود ہے۔ امام شافعی مالک احمد کے نزدیک مرد کپڑے پر وہ دھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "احرام الرجل فی رأسه واحرام المرأة فی وجهها" یہ ہی دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دیہاتی محرم کے انتقال پر ارشاد فرمایا تھا کہ "اس کے جیتے جاگتے اور کپڑوں سمیت دھا جائے۔ کیونکہ یہ قیامت کے روز تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔" حال حدیث میں جو ممانعت ہے یہ ممانعت تنزیہی ہے یا تحریمی اس کے متعلق ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ محرم کپڑے پر وہ دھا جا سکتا ہے اور حدیث کے مخالف عمل نہیں کرے گا۔ کیونکہ کپڑے بیان کرنا مگر مردوں کی طرح عورت محرم کا بھی سر اور چہرہ کھلا رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے جو اس نے کہا کہ یہ حدیث دوسری حدیث سے معارض ہے۔ حدیث میں ہے کہ حسب ذیل امور احرام کی وجہ سے ممنوع ہو جاتے ہیں۔ اور احرام کھلنے کے بعد یہ بھی منقطع ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا احرام کے بعد یہ بھی منقطع ہو جائے گا۔ اس حدیث کے راوی ہیں کہ "ہم جانتے ہیں کہ صحابہ کے اجماع پر بالاتفاق جائز نہیں تو حدیث میں ہے کہ "اپنے مردوں کے چہروں کو ڈھانپو" یہ حدیث کے ساتھ متابعت مت اختیار کرو" حدیث کے بعض طرق میں تصریح ہے کہ آپ کا ارشاد مرد محرم کے متعلق ہے۔ رہا احرافی مذکورہ کا قصہ تو وہ اس سے ممکنی ہے۔ کیونکہ اس کے احرام کی وجہ حضور ﷺ کو علم نہ ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔ ہاں اس کا محض اجتہاد ہو سکتا ہے۔

سوال۔ حاکم نے کہا ہے کہ حدیث مذکور میں لفظ ہذہ تصحیف ہے۔ کیونکہ لفظ اولیٰ نے صرف اس کو کر کیا ہے۔

جواب۔ صحیح مسلم میں دونوں احادیث میں خالد جو ربعی مسلم ابی الخلاء کم ہے نہ کثیر الاوہام۔

احرام کے بعد دھلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ وغیرہ کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "حاجی وہ ہے جو اگندہ بال پراگندہ

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) مسلم میں ابن عباس۔ (۵) [illegible] (۶) مسلم میں [illegible]

حدیث ۱۱۱۱ ہے۔ مراد یہاں کے بال کی جڑ ہے۔ قولہ تعالیٰ "تفثھم" یعنی میل کچیل جو بال اگ آنے میں اور اس سے متعلق ہیں۔

قولہ لا الاحسان رائے احرام کے لئے غسل کرنا جائز ہے کیونکہ حیض والے عورت کو احرام کا غسل فرمایا ہے۔ حضرت عمر سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہے۔ نیز حائضہ اور نفاس والی عورت کا سایہ اصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت اسماء سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "

وکلف منصفہ وراء الحطیم اخذا من یمینک حتی یلی الباب سبعۃ اطواف ترمل فی الثلثۃ الاول منھا اور طواف کرو حطیم سمیت ٹھہرتے ہوئے داہنی طرف سے جو دروازے کی طرف ہے سات پھیرے اور دوڑو کر پہلے تین پھیروں میں مرد

والمنتم الحجر تکف مروت بہ اذا استطعت والمشی الطواف بہ وبین الصفا والمروۃ سے تیز چلو کہ جب بھی اس کے پاس گذرو ہے کرو لے اور قدم کر طواف کو اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا سعی میں

او علیک ان تسعی من المسجد وھذا الطواف للقدوم وھو سنۃ لغیر المکی فی الحج اجمالی یعنی ہے کہ جائے لئے قدوم کا یہ طواف سنت ہے غیر مکی کے لئے حج کے۔

طواف قدوم کا بیان

توضیح اللغات: سفصفا۔ چاہ کو دائیں طرف سے بائیں کرنا۔ میں سوڈھے پر ڈال لے۔ حطیم: وہ جگہ جو رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے۔ اس میں چھ ہاتھ جگہ بیت اللہ کی شامل ہے۔ اور بقول صاحب غایۃ البیان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کی قبر یہیں ہے۔ اشتمال: ضبع شوذ بکر: ڈول۔ مثل کندھوں کو ہلاتے ہوئے دوڑنا۔ مقام: ٹھہرنا بسنا۔

تشریح اللغات: قولہ طواف القدوم: حجر کے بعد اپنی جا، کو واپسی منزل سے بیان کرنا۔ میں سوڈھے پر ڈال کر: یعنی داہنی طرف سے جو حجر بیت اللہ کا دروازہ ہے حطیم سمیت بیت اللہ کے سات پھیرے طواف کرے۔ اس صورت میں کعبہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب واقع ہوگا۔ دائیں طرف سے شروع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ طواف کرنے والا جو کعبے کا مقتدی ہے اور کعبہ اس کے امام کے ہے۔ اور ایک مقتدی امام کے داہنی طرف ہی کھڑا ہوتا ہے۔ طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل کرے۔ یعنی شانوں کو حرکت دیتا ہوا اکڑ کر چلے جیسے بہادر لوگ حملوں کے درمیان اکڑ کر چلتا ہے اور باقی پھیروں میں اپنی ہیئت پر چلے۔ آنحضرت ﷺ کا طواف اتفاقی و عادی طور پر ہوا تھا۔

فائدہ: طواف میں رمل سنت ہے یہ نہیں اس میں حضرت عبداللہ بن عباس کا اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رمل سنت نہیں۔ کیونکہ طواف میں رمل کا سبب قوت کا اظہار تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ جب آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینہ تشریف لائے۔ تو یہ مشرکین نے طعن کیا کہ یہ لوگ طواف نہیں کر سکتے کیونکہ مدینہ کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہے اور اس قول نے چھوڑا کہ طواف کریں اس پر آنحضرت ﷺ نے رمل کا حکم فرمایا تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان کمزور نہیں چنانچہ جب مشرکین نے یہ دیکھا تو یہ کہنے لگے کہ گمان کرتے تھے ان کو بخار نے کمزور کر دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ علت ختم ہو چکی اس لئے رمل کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔ جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے مرفوع روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ دن میں طواف کیا اور پہلے تین پھیروں میں رمل فرمایا حالانکہ اس وقت مکہ میں کوئی بھی مشرک باقی نہ تھا۔ لہٰذا یہ حکم جیسے اظہار سبب ضروری نہیں۔ اسی طرح بقاء سبب کے باوجود حکم اٹھا ہے جیسے رمل جماعت کا سبب تھا حضرت ابراہیم سے شیطان کو دور کرنا، اکل و شرب۔ یعنی رمی جمار کا حکم جو ابھی باقی ہے۔ علامہ ابن الہمام نے باب الاحرام والخروج میں جو سبب علت کیلئے حکم کے ثابت ہونے کی حق کے ساتھ تردید کی ہے اور کہا ہے کہ عقل شریعت حکم کیلئے صرف علامات ہوتی ہیں حکم میں مؤثر نہیں ہوتیں بعد زوال علت کے بعد حکم کا باقی رہنا جائز ہے۔ صاحب ہدایہ نے اس مسئلہ میں جو تحقیق کی ہے اس کا حاصل یہ

(۱) اخرجہ احمد وابو داؤد عن ابن عمر (۲) مسلم (۳) بخاری عن ابی قلابۃ عن انس (۴) مسلم عن ابن عباس

(۵) اخرجہ ابن ابی شیبۃ عن ابن عباس "

ہے کہ ایک حکم کئی مختلف اوقات میں مختلف انداز سے ہو سکتی ہیں اس کی مثل حرمتیں کا ظہور فتح مکہ کے بعد ہوا، قیاس کے خلاف ہونے کے بعد نصوص سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے "یا عمل عربا" تو تغیر وتبدیلہ تھا تقاضا دلیل کی نظیر خراج ہے کہ وہ تا قیام طریق حجت ہوتا ہے اس لئے اجتہاد اسلمین پر قیاس کا اس سے بعد شریعت کا حکم رہا اس کی علت ہو چکی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی مسلمان خراجی زمین خرید لے تو اس پر بھی خراج ہی لازم ہوتا ہے (کذا فی الدر المختار فی اوائل باب استیلاء الکفار عن عباد، ولہ حکم صار بعد حکم شرع من قبلنا وان لم یقص کما ذکر الاصولیون فی شرع من قبلنا ہدایہ ۲)۔

قولہ (مسلم محصنہ الخ) طواف کرنے والے وقت جبکہ اس کی تعداد سات کے قریب کو کرے تو اس کا حکم اور ہے، یا سنت ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔ یعنی اس میں اس کا حیض یا کوئی اور عذر ہو جس سے کوئی مسلمان تکلیف نہ ہو اور یہ اور عام مسلمان کو تکلیف پہنچے گا اور یہ تکلیف ہو تو اجازت نہ کرنا چاہئے بعد والی فرض یا چھوڑی یا پھر اگر اسود سے لگا کر چھوڑ سکے تو چھوڑ دینا چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا عمر تم بہت قوی آدمی ہو اسلام کے دشمن لوگوں کے ساتھ مت کرنا اپنے ساتھ مت کرنا اپنا ہاتھ ہو کہ مجبوری و تکلیف پہنچے اگر بھیڑ ہو تو استلام نہ کرنا اور اس کی طرف ہاتھ سے تکبیر و تہلیل یا اللہ اکبر کہنا" مصنف سے لفظ "کلہ" سے یہ بتلانے کہ ہر دو چیزوں کے، یہاں استلام سنت ہے جس کی تصریح غایۃ البیان میں موجود ہے۔ البتہ سعید اور فروق نواجیہ میں ہے کہ استلام طواف کے اول اور آخر میں سنت ہے اور درمیان میں نہیں۔

فائدہ: مصنف نے جو ہر دفعہ کسی اور چیز کے ساتھ استلام کو ذکر کیا اس واسطے کہ رکن عراقی اور رکن شامی کا استلام سنت نہیں۔ بلکہ رکن یمانی کے متعلق بھی صرف امام محمد سے ایسا روایت ہے کہ "سنت ہے" اور ظاہر الروایۃ میں اختصار سے رکن یمانی کا استلام بھی مستحب ہے۔ (ہدایہ، کافی) علامہ کرمانی نے اس کی وجہ لکھی کہ رکن یمانی کو چھونا دیگر ارکان کے متعلق بدرائع میں ہے کہ یہ بالاتفاق سنت نہیں ہے۔ راجح یہی اصول ہے کہ قابل ہو چکا ہے۔ البتہ صاحب حجر نے کچھ تردد ظاہر کیا ہے جو کہ "معلوم ہوتا ہے کہ انکی تفصیل کسی سنت ہے۔

قولہ (رکعتین الخ) طواف کا تمام ہونا، طہر اور ستر عورت تمام کیا ہو جانے سے طواف کے بعد استلام کرنا سنت ہے اور دو رکعت نماز واجب طواف فرض ہو یا واجب سنت ہو یا نفل ہو بہت کی دلیل یہ ہے کہ جب "آنحضرت ﷺ مقام ابراہیم پر پہنچے" تو یہ آیت "واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی" تلاوت فرمائی اس امر پر تنبیہ فرمائی کہ یہ دو رکعت نماز "واتخذوا" امری تعمیل سے پڑھی ہے اور حضرت جابر سے مروی روایت ہے کہ "ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ طواف کی دو رکعت مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کیں تو آپ نے مقام ابراہیم اور بیت اللہ کے درمیان کسی کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا" ابن ماجہ۔ اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے حرم شریف سے باہر پڑھی اگر چہ اپنے وطن یا دوسرے آدمی کے گھر میں ہو جائز ہے جیسا کہ "ہدایہ" میں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مقام ابراہیم سے مکہ بھر کہ پھر تمام حرم شریف پھر جو حصہ حرم سے کعبہ کے قریب ہے بعینہ کعبہ کی طرح ہے پھر جو حرم شریف ہے۔

قولہ (فی المقام الخ) مقام سے مراد وہ حجر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دیوار کے تعمیر فرمائے تھے اور اترتے وقت اس پتھر پر قیام فرماتے تھے۔ قاضی بیضاوی نے ذکر کیا ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں۔ افضل یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے حرم شریف کے اندر مقام ابراہیم کے

قولہ (المفروض الخ) فرض طواف کا اوپر کر دیا اسی طواف قدوم (تحیہ) یا جنب نہیں سنت ہے۔ اور سنت بھی آفاقی کے لئے ہے کہ اہل مکہ کے لئے مقام مکہ کے مرید واجب ہے (قولہ علیہ السلام "من طاف البیت فلیحیہ بالطواف" (ہماری دلیل یہ ہے کہ آیت

(۱) الحدیث: عن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ لعمر رضی اللہ عنہ یا عمر انک رجل قوی فلا تزاحم علی الحجر فتؤذی الضعیف ان وجدت خلوۃ فاستلمہ والا فاستقبلہ وہلل وکبر۔ (مسند احمد بن حنبل، ۱/۲۱، رقم: ۱۶۶)، واخرجہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف، ۳/۳۵۳، رقم: ۱۴۳۲۱۔

وفیہ فوائد: اس میں مطلق طواف کا حکم ہے اور مطلق امر مقتضی تکرار نہیں ہوتا[1] اور مطلق امر کا صادق ہونا (بار بار) جماع متعین ہو چکا بلکہ طواف قدوم واجب نہیں ہو سکتا۔ رہی حدیث مذکور سو اس کا جواب تو یہ ہے کہ یہ ثابت نہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو چھوڑ دینا کسی عذر کی وجہ سے تھا یا بغیر عذر کے اور بغیر عذر کے ہونا بھی ثابت نہ ہوا کہ آپ کا ترک کرنا بطریق تشریع کے تھا یا بطریق عفو کے کیونکہ ترک کے معنی کرام طریق تشریع کے ہیں پس یہ جب دلالت نہیں کرتا اگر جمہور امر بوجوب کی آیت ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ میں تعمیم صیغہ امر سے جو قول شافعی رحمہ اللہ جو جب پر دلالت نہیں کرتا میں سلام کا جواب دینا واجب ہونا چاہئے جو کہ خلاف اجماع ہے کے ساتھ متفید ہے اور ظاہر ہے کہ نفس جواب واجب ہے سوام کلمہ کے سلام سے بہتر ہو یہ واجب نہیں۔

ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ قَرَأَ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللَّهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَفْعَلُ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ قَالَ إِنِّي لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِلْأَبَدِ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرَى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ

پھر آپ صفا کی طرف نکلے جب صفا کے قریب ہوئے تو یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ میں شروع کرتا ہوں اس سے جس سے اللہ نے شروع کیا ہے پھر صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا قبلہ کی طرف منہ کیا اللہ کی توحید اور بڑائی بیان کی اور کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے ہی لشکروں کو شکست دی پھر اس کے درمیان دعا کی تین بار یہ کیا جیسا صفا پر کیا تھا اور طواف کرتے ہوئے مروہ پر آئے یہاں تک کہ طواف کے آخری پھیرے مروہ پر ہوئے تو فرمایا اگر میں اپنے کام کے پیچھے کو پہلے سے جانتا جو اب جانا ہوں تو قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور عمرہ کر ڈالتا پس تم میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ حلال ہو جائے اور عمرہ کر ڈالے سراقہ بن مالک کھڑے ہوئے اور پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ حکم ہمارے اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا عمرہ حج میں اس طرح دو بار داخل ہوا نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان

ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا: صفا ایک چکنا پتھر ہے صفا اور مروہ مسجد حرام کے پاس دو پہاڑیاں ہیں۔ صفا حضرت آدم علیہ السلام کی نشست گاہ ہے اس لیے اس کو صفا کہتے ہیں۔ اور مروہ حضرت حوا کی نشست گاہ ہے اسی لئے اس کو مروہ کہتے ہیں۔ اسی لیے یہ لفظ مؤنث ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صفا ایک مرد کا اور مروہ ایک عورت کا نام تھا جنہوں نے بیت اللہ میں زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پتھر بنا ڈالا۔ اور دونوں پہاڑیوں پر بطور عبرت رکھ دیا گیا۔ واللہ اعلم (فتح الباری ۳/۴۷۴) ہبوط آدم علیہ السلام زمین پر ہوا تو صفا پر اترے اور حوا جدہ پر اتریں۔ اور یہ دونوں پہاڑیاں جو مسجد حرام کی پشت کی طرف ہیں شعائر اللہ سے ہیں۔

---

(۱) قال الحافظ في الفتح الباري ۳/۴۷۴ (۲) مسلم بن الحجاج في صحيحه ۱/۲۸۱
(۳) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستاني في سننه ۱/۲۷۴ (۴) ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني ابن ماجه في سننه ۲/۹۸۶

(تشریح) ... کے لئے ... ہے ... اور ... کے ... ہے ... کے ... ہے ... کے ... ہے

ایک ساتویں تاریخ کو مکہ میں ہوں گے پھر یہ لوگ عرفات میں ہوں گے یہ تینوں خطبے ایک ہی دن میں ہوں گے ایک خطبہ نماز ظہر سے پہلے ہوتا ہے اور دو خطبے ظہر کی نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ حالانکہ خطبہ عرفات کے دو خطبوں کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے ہوتا ہے۔ امام ظہر کے یہاں یہ خطبے نہیں پڑھتا۔ یعنی آٹھویں ذوالحجہ کو یہ خطبہ نہیں پڑھتا اور ان تینوں خطبوں کی حیثیت خطبہ جمعہ کی طرح ہے ظہر کے ساتھ پھر قصر کے ساتھ وہ بھی ہے اور اگر تین خطبوں میں کوئی خطبہ جس خطبہ استسقاء اور خطبہ نکاح میں قصر سے ثابت نہیں (ع) (فتح الملہم اردو ہشتمی)۔

قولہ فلما صلی الخ آٹھویں تاریخ کو جب ظہر کی نماز پڑھ چکے تو سیدھے منیٰ میں آئے اور یہاں کی ظہر تک ٹھہرے۔ نویں تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات آئے جہاں ظہر کی نماز سے پہلے خطبہ جمعہ کی طرح کا دو خطبے پڑھے جن میں وقوف عرفات اور اس کے دونوں سے واجبی امور حج، حقوق العباد اور طریقہ زیارت وغیرہ کے احکام سکھلائے۔ خطبہ کے بعد لوگوں کو ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ ظہر کے لیے اذان اور اقامت دونوں کہے۔ اور ظہر پڑھ کر عصر کے لیے اقامت کہے کیونکہ عصر کی نماز خلاصہ ہابت اس کے وقت سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے اطلاع کرنا ضروری ہے اور اسکے لیے اقامت کافی ہے۔ یہ جمع بین الصلوٰتین جمع تقدیم کہلاتی ہے۔ جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)۔

قولہ بالاذان الخ عرفات میں ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا ہوتا ہے۔ اس لیے ہر نماز کے لیے اذان و اقامت کہے۔ ایک اقامت کہے یا دو اقامت کہے اس میں چار مذاہب ہیں۔ احناف کا مذہب جو ہم پڑھ کر ہوا ایک اذان اور ایک اقامت ہے قال الظہر بہ حضرت علامہ شامی رحمہ اللہ۔ امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے۔ علامہ شوکانی کا بھی قول ہے۔ امام ابوجعفر الطحاوی نے اسی کو اختیار کیا ہے (۱) اور دلائل سے ثابت کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود، حضرت علی اور حضرت جابر سے مروی ہے کہ ایک اذان دو اقامتیں ہے حضرت عمر، حضرت علی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک اذان اور ایک اقامت ہے۔ امام شافعی کا امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ دو اذانیں اور دو اقامتیں ہے حضرت عمر، حضرت علی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، انس بن مالک سے مروی ہے۔ امام مالک کا قول ایک اذان اور ایک اقامت ہے۔ امام شافعی کا قول ایک اذان اور دو اقامت ہے۔ امام احمد بن حنبل سے دونوں قول مروی ہیں۔ امام ابوحنیفہ کا قول ایک اذان اور ایک اقامت ہے۔ امام ابوداؤد نے کہا کہ ان دو اقامتوں میں سے ایک اقامت ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔

قولہ بمشورۃ الامام الخ امام جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک جمع میں الصلوٰتین کا جواز تین شرطوں پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ امراء یا بادشاہ یا اس کے نائب قاضی وغیرہ کا ہونا اگر بادشاہ یا اس کا نائب نہ ہو تو لوگ جملہ علماء و فقراء جمعہ پڑھیں اور ظہر پڑھ کر عصر وقت میں نماز جمع کا امام ہو۔ اگر ظہر کی نماز کو احرام سے اور عصر کی نماز جمع کے احرام سے پڑھے تو جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہوتا کہ کسی کے ظہر کی ملاحیا پڑھنے والوں کے لئے عصری نماز امام کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہوتا عصر کی نماز اس کے وقت میں پڑھے گا صاحبین کے نزدیک صرف احرام حج کا ہونا کافی ہے۔ امام احمد، امام اوزاعی، امام مالک، لیث کا بھی یہی قول ہے۔

قولہ ثم اتی الموقف الخ پھر عرفات کے بعد مزدلفہ کی طرف جائے اور جبل رحمت کے قریب بڑے بڑے سیاہ پتھروں کے پاس جہاں نماز پڑھی جائے۔ یہی ظہر یا عصر کا وقت ہے تو امام پہلے پڑھ کر گذرے ہوئے ہیں وہ بالکل ہے اصل اور باطل ہے۔ کل عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ جہاں چاہے ٹھہر جائے مگر بطن عرنہ میں ٹھہرنا جائز نہیں۔ کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت ہے (۱)۔

فائدہ: وقوف عرفہ کا رکن اعظم حج میں سے ہے حدیث میں ہے کہ "الحج عرفۃ" حج وقوف عرفہ ہے۔ اس کی حکمت کیلئے دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ عرفات کی زمین میں ہو۔ دوم یہ کہ اس کے وقت میں ہو۔ وہاں کا ہونا نسبت کرنا وقوف عرفہ کیلئے شرط ہے اور نہ یہ ہے کہ اگر کسی نے جہاز سے یا ہوائی جہاز سے گذرا ہو تو اس کا وقوف نہ ہوا ہو۔ وقوف کہا جاتا ہے کہ اس اسکے فریضہ وقوف عرفہ ادا ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

قولہ واذا دفع الخ عرفہ کے دن کریم مطلق کا دیدار رحمت خوب جوش میں ہوتا ہے اسلئے بصد ذوق و شوق اور نہایت گریہ زاری کے ساتھ دعا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ وقت قسمت کے سکندروں کو نصیب ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ افضل دعا یوم عرفہ کی

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفۃ کلہا موقف وارفعوا عن بطن عرنۃ۔ رواہ البیہقی ج ۵ ص ۱۱۶

دعا ہے ۔۔۔ اللھم بجاہ النور و قاسم الحرام و بحرمۃ سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

فائدہ: مذکورہ مقام میں پانچ مقامیں ایسی ہیں جہاں پر دعا قبول کی جاتی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے صاحب سیر کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے "دعا بالمیزاب مستجاب" بلتزم والمتکیں کذا الخ طواف دسعی مروتین اولزم۔ مقام اور بھی ہے جو مذکور نہیں ہوا مثلاً ملتزم و کل الاسرار میں مناسک حسنی خاش سے دو مقامات بھی مذکور ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے اور وہ یہ ہیں بیت اللہ میں عصر کے بعد دو ستونوں کے سامنے) ملتزم میں آمنے سامنے عرفات میں بوقت غروب۔ مقام مزدلفہ میں بوقت طلوع طواف میں بوقت سعی میں اور صفا مروہ پر بوقت عصر یوم عرفہ کے پاس بوقت غروب مقام ابراہیم میں اور میزاب رحمت کے نیچے سحر کے وقت حجر کے پاس بوقت طلوع من الفجر میں روایت دواعظ حسن بصری کے کتاب سے ثابت ہے جو آپ نے اہل مکہ کو لکھا تھا شیخ عبدالحق ابن جمال الدین نے اذکار و حصانی سے ایک نکتہ لکھا ہے جس میں مواقع مذکورہ مع ساعات قدرے اختلاف کے ساتھ مذکور ہیں وہ یہ ہے

قد ذکر الفاسی فی المناسک	وھو لعمری عمدۃ فلتمسک
ان الدعاء فی خمسۃ وعشرۃ	بمکۃ بفضل من ذکرہ
وھی المطاف ملتقا والملتزم	مستجاب لیل فھو شرط ملزم
وداخل البیت بوقت العصر	بین یدی جانبہ الاستر
وتحت میزاب کہ وقت السحر	وھکذا خلف المقام المعتبر
وعند بئر زمزم شرب الشحرور	اذ ذات شمس انھا ملاقول
ثم الصفا و مروۃ والمسعی	ہو قت عصر فیہ یرعی
کذ منی فی لیلۃ القدر قد	تنصف اللیل فلا تقیدی
ثم لدی الجمار والمزدلفۃ	عند طلوع الشمس ثم عرفہ
بمزلف عند غروب الشمس قل	ثم بدی السدرۃ ظہر اوکمل
وقدروی ھذا الوقوف ظہر	من غیر تالید بما قد مرا
بحر العلوم الحسن البصری عن	خیر الوری فالوا ورصہ وسمی
صلی علیہ اللہ ثم سلما	وآلہ وصحب ماغیث ھما

ثم قف مرتفعا بعد الغروب وترتل بقرب جبل قزح وصل بالناس العشائین بالمزدلفۃ
پھر جبل قزح کی طرف دن چھپے ہوئے قریب جبل قزح کے قریب اور نماز پڑھ شامت کیا قریب مغرب اور عشاء کی ایک اذان و ایک اقامت کہہ کر
ولم یحز المغرب فی الطریق ثم صل الفجر بغلس ثم قف مکبرا مھللا مائیا مصلیا علی النبی ﷺ
اور جائز نہ ہوگی نماز مغرب راستہ میں پھر پڑھ عشاء قریب قزح کے پھر وقوف کر تکبیر و تہلیل تلبیہ اور صلوٰۃ ﷺ پر زور کہتا ہوا
تائبا الیک بحاجتک والف علی حبل قزح ان امکنک والا فبقرب منہ وھی موقفہ الا بطن محسر
اپنے رب سے اپنی مراد مانگتا ہوا اور ٹھہر جبل قزح پر اگر ہو سکے تو ورنہ اس کے قریب اور موقف ٹھہرنے کی جگہ ہے سوائے بطن محسر کے

ثم ائتی منی بعد ما اشار فرمم جمرۃ العقبۃ من بطن الوادی بسبع حصیات کحصی الخذف و کبر

پھر آئیں منیٰ کی طرف بعد اس کے جو اشارہ کیا تھا انہوں نے جمرۃ عقبہ کی بطن وادی سے اور مارے سات کنکریوں کے جیسا کہ چنی جاتی ہیں کنکریاں اور تکبیر کہہ

مع کل حصاۃ والطلق الفضل یلونها ثم اذبح ثم احلق ثم افعل ما شئت وحلق لک غیر الشعر

کنکری کے ساتھ اور فرمایا تم نے کہ چنی جائیں کنکریاں مسجد خیف کی اور پھر مرے پاس آئے اور کہا کہ ذبح کر لے اور حلق کرا لے پھر جو چاہے کر تجھ پر ضرر نہیں ہوگی بے مگر بال کے۔

وقوف مزدلفہ اور رمی کا بیان

توضیح اللغات قولہ مزدلفہ میں مائے۔ یہاں ہے جس پر فعول بعض حضرات آدمیوں کی ہی ادا کی روایت میں ہے کہ یہ موقف انبیا ہے۔ لفظ قزح علامت اور حدود کی ہے نیز منصوب ہے۔ کیونکہ یہ قزح کھلی مرتع سے معمول ہے جس آخرات کی تاء کی بکسر بھی جائز کر دیئے فاعل ہے مزدلفہ کے درمیان ایک راہ کی ہے۔ یہاں چونکہ اصحاب فیل پر جو سنگ باری ہوئی تھی اسلئے اسکو متکثر کہتے ہیں۔ (الحلوانی) سفر جمع روشن ہوا، بمعنی ہے جس قزح ہمارے ہاں کی چھوٹی چھوٹی پتھریوں کو کہتے ہیں اسی جمار ان تین مکانوں کا نام ہے جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں ایک کو جمرۂ اولیٰ کہتے ہیں جو مسجد خیف کے پاس ہے دوسرا وسطیٰ ہے اور تیسرا جمرۂ عقبہ۔ حصیات حصاۃ کنکری کی جمع ہے۔ خذف کنکری سے روڑے کے چھوٹے کو کہتے ہیں۔

تشریح اللغات قولہ ثم افاض حتی اتی المزدلفۃ الخ جب عرفات سے آگے بڑھے۔ جب وہاں تو وہاں سے مزدلفہ آئے۔ اور بقول قزح کے قریب اترے۔ کیونکہ وہ حضرت مشعر اور حضرت عمر نے بھی یہی روش فرمایا تھا۔ عن ابن عباس قال لم افض من عرفات نافح رداف اللہ عنہ المشعر الحرام المشعر حرام سے مراد یہی محل قزح ہے۔ عرفات سے غروب کے بعد چلنا ضروری ہے۔ گر غروب سے پہلے چلے گا تو دم واجب ہوگا۔ عرفات سے افاضہ کیا تو دو دم واجب ہوگا۔ کیونکہ عرفات سے پہلے چلنا خلاف سنت ہے۔ بلکہ وہیں مغرب و عشاء کی ساتھ ایک اذان و ایک اقامت کیساتھ پڑھے۔ یہ جمع بین الصلاتین جمع تاخیر کہلاتی ہے۔

سوال عرفات کی جمع بین الصلاتین کی طرح یہاں بھی دو اقامتیں ہونی چاہئیں چنانچہ امام زفر اسی کے قائل ہیں۔ اور ائمہ کو ام خلافی سے اعتبار کیا ہے۔

جواب نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ کے یہ کہنے پر کہ نماز پڑھی جائے۔ فرمایا الصلوٰۃ امامک (نماز تیرے امام کے ساتھ ہے) اصلی وقت پر ہے۔ اور لوگ سب جمع ہیں اسلئے دو بار اقامت سے اطلاع کرنا ضروری نہیں۔ بخلاف عرفات کے۔ وہاں عصر کی نماز اپنے وقت پر نہیں ہوئی۔ سوال امام صاحب کے نزدیک جمع بین الصلاتین میں امام اور جماعت کا ہونا شرط نہیں اور عرفات میں شرط ہے۔ فرق کیا؟ جواب یہ ہے کہ وہاں جماعت کا ثبوت ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب اسلئے کہ یہاں مغرب اپنے وقت سے مؤخر ہے اور وقت کر رہے کے بعد نماز پڑھنا امام متقول ہے۔ بخلاف عرفات کے کہ وہاں عصر اپنے وقت سے مقدم ہوئی ہے۔ اور نماز کا سکے وقت پر مقدم کرنا خلاف قیاس ہے۔ اسلئے اس میں ضروری تمام شروط اور کمال روایت کرنا ضروری ہے۔

قولہ ولم یجز علی اثر کسی نے مزدلفہ الصبح سے پہلے جماعت میں مغرب کی نماز پڑھی تو امام طرفین، فرقہ حسن بصری کے نزدیک جائز نہ ہوگی بلکہ اس کو مزدلفہ پہنچکر دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ اس نے مغرب اس کے وقت میں پڑھی ہے۔ لہٰذا اعادہ ضروری نہیں البتہ خلاف سنت ہے۔ طرفین کی دلیل یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے روانہ ہوئے تو راہ میں ناز آپ سے پوشاک کیا اور ناشام ہو گیا۔ حضرت اسامہ سے عرض کیا۔ سوال اللہ۔ نماز پڑھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا نماز تیرے آگے ہے۔ پس آپ مزدلفہ پہنچے اور وہاں پر وضو کر کے مغرب و عشاء کی نماز پڑھی۔ معلوم ہوا کہ یہ نماز ان

---

(۱) ... (۲) ... (۳) ... (۴) ... (۵) ... (۶) ... (۷) ... (۸) ... (۹) ... (۱۰) ... (۱۱) ... (۱۲) ...

وکان وقت الصبح کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ظہر کی نماز کو بھی عشاء کے وقت کے ساتھ ملا لیا ہے۔

فائدہ: علامہ شامی نے لکھا ہے کہ مقتدی کو مغرب پڑھنے کا حکم اور پڑھنے کا طریقہ اور وقت سب مغرب امام ہی کی رعایت سے ہے اور کہیں اور ملتا ہے کہ درمیان میں مغرب کی نماز عشاء تک ملتوی کر دیتے ہیں۔ (ہدایہ)

فقہی جیسی علم حدیث کی تحقیق سے کہ یہ مسئلہ فقہی ہے کیونکہ اس پر چند سوالات ہوتے ہیں جن کے جواب میں فقہاء حنفیہ نے جو کچھ بیان کیا ہے ہم یہاں وہ سوالات صحیح جوابات نقل کرتے ہیں۔ سوال دو دن کی فرض نماز سے جس میں سے ایک ہے یہ کہ

کیا صحیح ہے جواب عشاء کی نماز پڑھ جو رات کے بعد کی جاتی ہے (اشرحیکہ مغرب عشاء میں ملتی ہے)

سوال دوم کون سی نماز ہے جو بارش کی شرط کے ساتھ جماعت پر ادا کی جاتی ہے اور پڑھنے والے کو جواب مغرب کی مغرب اور عشاء کی عشاء کے جواب میں پڑھنی ہے۔ سوال۔ دو نمازیں عشاء کے مکمل سب ترتیب مغرب سے پہلے پڑھے اور صحیح ہوا جب مزدلفہ کی عشاء سے پڑھا وقت پر بھی گئی۔ اور بلکہ صحیح صادق ہوئی۔ سوال اور دن کی نماز سے مکمل ایک عاص جلد شرعاً عصر ورنہ ہے؟ جواب۔ الذی مغرب۔ استغاثہ ما یلی

قولہ وبنی مولف امام مزدلفہ تمام مغرب کا مقام ہے مسائے۔ ذی ۲ نے کہ مذکر فرمات میں بطن عرنہ اور مزدلفہ میں وادی محسر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

قولہ دوم فرع جب بھی ہے تو جمرہ ۔ عورت مغلیاں بچوں کے سر سے ہوا سمان کے رہے کو ہوئے کے سر پر کہ کرنے کی قید مقصد یہ ہے کہ اس سے کم ہو۔ کنکریاں مارنے اور حلق کے درمیان پانی کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ امام الموحدین سے حسن بن زیاد کی روایت ہے۔ (یہ ہو) اور اس میں طبیعہ یہ ہے مقبول ہے کہ تمام فاصلہ ادب ہے کنکری۔ ہوا کنکری کے درمیان طبیعہ ہو۔ اور اس طرح ہو سو پانچ ہو یا کنکریاں ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپ نے حلق کے پاس کنکریاں ماریں۔ اور پہلی کنکری ہمارے حلق کے پاس ماری کنکری کو کنکریاں کہا گیا۔ کیونکہ حدیث سے ثابت ہے۔

(تنبیہ) بعض لوگ جس کو یہ سمجھتے ہیں کہ کنکر کی حد سے باہر جانا ہے لازم ہے جو غلط ہے اور جمرہ کے درمیان سے ہونا ہے کنکریاں مسجد میں جانے سے اور جو کنکریاں مسجد میں گرتی ہیں وہ نہ ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں ہوتیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے جمرات پر کنکریاں پہنچتے ہیں اور کنکریوں کا بار بار کرنا اس وقت میں کنکریوں کا ایک پہاڑ ہو جاتا ہے فی الحال نہیں کرتا۔ حضرت ابن عباس کے برابر جمعے ہیں کہ جس قبول ہوتے ان کنکریاں اٹھائی جاتی ہیں۔ اور جو کنکریاں مقبول نہیں ان کی کنکریاں میں پڑی رہتی ہیں۔ اسی کی ایک مرفوع حدیث بھی ہے۔

(فائدہ) الحرم کی حد رمی الجمار سے خارج ہے کوئی چلے کی برابر ہو کر کنکریاں سے نہ ہو یا کچھ کمی سے تب بھی جائز ہے ان سب جمرات کی کنکریوں کی تعداد ستر ہے۔ اسی سات جمرہ عقبہ کی رمی کے تین دنوں میں ہوتی ہیں جمرات کی سب سات کنکریاں۔

(حدیث) عن حسن بن عبد الله عن ابیه عن جده انه قال

وادی منی مسجد فیها ثلاثة ... لا تصلح فیه صلاة فاعلموا

وبه جمرة تعقد لها موضعها ... فلا وحملان فلا توطن بقاعه

وبه حسی لمصلی فلا تصلی ... فانی حسی لمصلی فلا تصلی

تتبع جزئی ۱۲ ... [illegible] ۱۲

ثُمَّ الى مكة يوم النحر او بعده فيطوف بالركن سبعة اشواط بلا رمل وسعي ان لم يطفهما ولا يحلق بمنى ويرجع الى مكة في اليوم الثالث من

مقرر ہے کہ ظہر و عصر مغرب عشاء وہیں پڑھے۔ اور عصب میں ایک چیز نکلتی ہے اسے حدیث میں ہی طرن کہتے ہیں، امام شافعی نے اسے ایک سخت بیماری دیا ہے فرماتے ہیں کہ اس کا قصہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ہمارے دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں فرمایا تھا کہ ہر کمزور سیدھی سانس میں اتر سکتے ہیں۔

قولہ فلیطف الخ: سے مراد یہ ہے کہ مکہ سے واپسی کے وقت اہل مکہ کا آخری طواف کرے جسکو طواف وداع کہتے ہیں۔ یہ حنفیہ اور اہل حدیث کے نزدیک تمام قافلوں پر واجب ہے۔ امام مالک، امام شافعی کے نزدیک سنت ہے۔ ہمارے دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی حاجی نہ کرے بغیر طواف کے[1]۔

فَلْيَنْزِلْ مِنْ ثَمَّ بِمُحَلِّ مَكَّةَ وَوَقَفَ بِعَرَفَةَ سَقَطَ عَنْهُ طَوَافُ الْقُدُومِ وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَاتٍ سَاهِيًا

(فلیزل) جو شخص نہیں جانتا اور ایک حیض یا نفاس طاری ہو جائے تو اس سے طواف قدوم ساقط ہو جاتا ہے اور جو شخص وقوف کرے عرفہ کے دن ایک ساعت

بِاللَّيْلِ قَبْلَ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَلَيْسَ جَاهِلًا لَوْ نَائِمًا لَوْ مُغْمًى عَلَيْهِ وَلَمْ يَعْلَمْ عَنْهُ

رات میں فجر سے پہلے دسویں کی صبح تک تو اس کا حج پورا ہو گیا خواہ سوتے ہوئے بے ہوشی کی حالت میں ہو اور اگر احرام باندھے ہوئے بے ہوشی کی طرف سے

رَفِيقُهُ بِمُضِيِّهِ صَحَّ وَإِلَّا فَكَأَحَدِ الْغَيْرِ إِنْ أَغْمِيَ عَلَيْهِ مُكَشَّفَ وَجْهُهُ لَا رَأْسُهَا وَلَا تُلَبِّي مُحْرِمًا

اس کا ساتھی اس بیہوشی کی حالت سے نکل گیا ہے اور عورت بالغہ مرد کے بے ہوش ہونے کی حالت میں کہ اس کا سر اور منہ کھلا ہو اور عورت احرام باندھے ہوئے ہو

وَلَا تُهَرْوِلُ وَلَا تَخْتَضِبُ بِالْحِنَّاءِ وَلَا تَحْتَفِلُ بِالْخُرُوجِ تَعْتَمِدُ وَتَلْبَسُ الثِّيَابَ وَمَنْ فَاتَهُ بِعَرَفَةَ تَطَوَّعَ أَوْ بِدُونِ الْوُقُوفِ صَيَّدَ

اور نہ دوڑے اور نہ مہندی لگائے اور نہ حج کے لئے نکلنے میں جلدی کرے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر چلے اور سلا ہوا کپڑا پہنے اور جو شخص عرفہ کے دن وقوف نہ کر سکا نفل حج

يَنْحَرُ وَيَحْلِقُ مَعَهَا يُرِيدُ الصَّحِيحَ فَقَدْ الْحَرَمَ ثُمَّ بَعَثَ بِهِ ثُمَّ تَوَخَّهُ لَا حَتَّى يَنْحَرَ

کے لئے میں اور متوجہ ہوا کے ساتھ مارا وہ حج تو اس کا حرام ہو گیا پھر اگر وہ حرم میں ذبح کرے اس کو پھر متوجہ ہو احرام کرے۔ ہدایہ جب تک کہ قربانی کے

إِلَّا فِي الْبُدْنَةِ فَإِنَّ جَنَّبَهَا أَوْ أَشْعَرَهَا أَوْ قَلَّدَهَا وَلَمْ يَكُنْ مُحْرِمًا وَيُبَدِّنُ بِالْإِبِلِ وَالْبَقَرِ

گھر پہنچ جائے سوائے اونٹ کے اگر اس پر جھول ڈالے یا کوہان چیرے یا گلے میں پٹا ڈالے اور احرام نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے اور اونٹ اور گائے کا حکم یہ ہے

افعال حج سے متعلق متفرق مسائل

تشریح الفقہ: قولہ من لم یعلم الخ: کسی نے میقات سے احرام باندھا اور کہ جانے کے بعد اسے عرفات چلا گیا تو اس سے طواف قدوم ساقط ہو گیا کیونکہ اب حج میں طواف قدوم کی مشروعیت اس طور پر ہے کہ باقی افعال حج اس پر مرتب ہوں پس اسکے خلاف طواف کرنا سنت نہیں ہو سکتا۔ مقصود اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ اب اس کے حق میں طواف قدوم سنت نہیں رہا۔ مگر اس پر کچھ واجب بھی نہیں لازم ترک سنۃ لا ایجاب۔

قولہ ومن وقف الخ: جو شخص نویں تاریخ کو دن رات سے دسویں کی فجر تک عرفات میں تھوڑے وقت کے لئے ٹھہرا، اس کا حج پورا ہو گیا کیونکہ معلوم ہے کہ عرفات میں پہنچنے سے بیہوشی کی حالت میں ٹھہرا ہو۔ کیونکہ حج عرفات کے وقوف کا نام ہے جب کہ حدیث میں صراحت ہے اور وقوف عرفات کے لئے شرط صرف وہاں موجود ہونا ہے۔ خواہ بیدار کرنا عرفات کا معلوم ہوتا یا نہ ہوتا۔

---

[1] بخاری کتاب الحج باب من اہل فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما اہل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ قولہ ومن اخر الخ: عن طاؤس

قارن وہ ہے جس نے حج کا احرام باندھا اور پھر اس کے لیے تلبیہ کہا یا اس نے تلبیہ کہا اور پھر اس کے ساتھ حج کا احرام باندھ لیا۔ پھر کسی طرف سے سیکھ کر یا بھول کر اس نے یہ کہہ دیا کہ میں نے حج کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا تو اس سے احرام حج ہی منعقد ہوگا۔ عمرہ کا احرام اس کے ساتھ منعقد نہیں ہوگا کیونکہ احرام حج کے بعد عمرہ کا احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اس کے برخلاف صاحبین کا قول ہے کہ اس کے ساتھ عمرہ کا احرام بھی منعقد ہو جائے گا۔ اور اس سے یہ لازم آئے گا کہ اس کے ذمہ دو عمرے اور ایک حج ہو۔ اور اس کا مقصد احرام ہے کسی سے دو عبادتوں کا ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا یہ احرام حج کی عبادت موجود ہے۔

قولہ ومن ساق الخ۔ قران کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے یا میقات کے اندر سے عمرہ کا احرام باندھ کر بیت اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے محرم ہو جائے اور ساتھ ہی قربانی کا جانور بھی لے کر چلے۔ کیونکہ روایت میں ہے کہ جس نے ہدی کے لیے تلبیہ کہا وہ محرم ہو گیا۔ اس کے لیے تین فرض ہیں۔ (۱) تقلید ہدی (۲) احرام (۳) حج کی نیت جو کہ اس کو اپنی تلبیہ اور ہدی بھیجنے سے محرم ہونا اب تک کرواتی ہیں اس سے یہ بات ثابت نہ کرے۔ شرح مجمع الانہر میں جو یہ کہا کہ صرف ہدی بھیجنے سے محرم ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

قولہ ولا یحل الخ۔ قارن کے لیے حج کے دونوں افعال کا مکمل کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کا احرام بھی اور شروع کا بھی ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ ہے۔ قولہ الجر والقصر۔ امام شافعی نے کہا کہ قارن کے لیے صرف ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے۔ امام شافعی کے مزید یہ صرف ایک کا مستحب ہے۔ یہ حدیث "صلیت" تحریم میں بطور کا عطف ہے۔ اور عطف تفصیل مغایرت کا ہوتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ عدم مغایرت کی تفصیل ہے۔ اس میں دونوں اوقات کے ساتھ شریک ہیں۔ اس لئے دونوں کی طرف سے کافی ہوتے ہیں۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ سے دو طوافوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا کہ تم نے کس کے متعلق پوچھا تو ہم نے فرمایا کہ فلاں کے متعلق تو آپ نے فرمایا کہ وہ سنت کے مطابق ہے۔ (مسلم) اس حدیث کو ہم سوال میں لکھ چکے ہیں۔ اور ہر ایک طواف کے ساتھ علیحدہ علیحدہ سعی جزء ہے چنانچہ مسلک ہے کہ ہر طواف کے ساتھ سعی ہے۔

بَابُ الْقِرَانِ

باب قران کے بیان میں

هُوَ	اَفْضَلُ	مِنَ	التَّمَتُّعِ	وَالْاِفْرَادِ	ثُمَّ	التَّمَتُّعُ ثُمَّ الْاِفْرَادُ
قران	افضل	من	تمتع	وافراد	پھر	تمتع پھر افراد

تشریح الفقہ۔ قولہ باب القران۔ قران کا مصدر ہے۔ اور حج قران پر مبنی مرکب کے ہے کیونکہ حج افراد میں صرف حج کا احرام ہوتا ہے اور قران میں حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام مرکب پر مشتمل ہوتا ہے۔ جسے حج افراد سے احرام کا حکم ہوتا ہے کہ صاحب حج قران کو جان رکھا ہے۔

قولہ القران حج قران قرن (ن) کا مصدر ہے۔ بمعنی ملانا جمع کرنا جیسے یہاں پر دونوں کو ملانا مراد ہے۔ یہاں قران جمع کرنا کا مصدر ہے۔ یہاں قران کا لفظ دو کاموں کو ایک ساتھ ملانے کے معنی میں ہے چونکہ حج قران میں بھی چونکہ عمرہ کا حج کے ساتھ ملانا ہوتا ہے اس لئے اس کو حج قران کہتے ہیں

قولہ ہو افضل الخ حج کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) قران (۲) تمتع (۳) افراد۔ ان تینوں قسموں میں طلاق وشہ جاریں جس پر علماء امت کا اجماع ہے۔ کیونکہ ہر ایک نص قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ آیت ہے اتموا الحج والعمرة لله اور حج تمتع طلب حج افراد کی اور واتموا الحج

---

(۱) حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ ہدی تھی جس کی وجہ سے آپ قارن تھے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا ہے۔ (۲) یہ حدیث مسلم میں ہے۔

والعمرة فلانه [illegible] ہے [illegible]

(ترجمہ) اور [illegible] اصل [illegible] کی بنا پر [illegible] ہے [illegible] روایات میں ہے کہ [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے

عمرہ کو مقدم کرنا ضروری ہے تاکہ احرام حج سے پہلے ہو سکے۔

سوال۔ آیت تو تمتع کے بارے میں ہے، اور آپ قارن کے سلسلہ میں ہے۔

جواب ٹھیک ہے لیکن قرآن تمتع ہی کے معنی میں ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو دو عبادتوں کو ادا کرنے کا التزام ہوتا ہے۔

فائدہ جو طریقہ اوپر مذکور ہوا کہ پہلے عمرہ کے لئے پھر حج کے لئے یہ مکمل اور ایک ایک سعی کرنا یہ ہمارے نزدیک ہے امام شافعی، امام احمد اور ایک روایت میں امام احمد کے نزدیک دونوں کے لئے ایک طواف اور ایک سعی ہے۔ دلیل حضور صلعم کا یہ ارشاد ہے کہ قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔ بعض روایات میں آیا ہے عمرہ حج تک داخل ہو گیا۔ کہ قران میں حج اور عمرہ دونوں کے لئے ایک ہی طواف کافی ہے۔ حضرت مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کا قول بھی یہی منقول ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ جب حضرت صفیہ بنت عبید نے دو طواف اور دو سعی کیں تو حضرت عمر نے فرمایا جو حدیث مسند دیک امام ابو حنیفہ نے یہ روایت اسی طرح ذکر کی ہے جس کی تائید دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے۔ نیز قران کے معنی یہ ہیں ایک عبادت (عمرہ) کو دوسری عبادت (حج) کیساتھ ضم کیا جائے۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہر ایک کے افعال کو پورے طریقہ پر ادا کیا جائے۔ حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ عمرہ داخل ہو گیا حج کے ساتھ عبادت مقصودہ میں شامل نہیں ہے۔ رہا امام شافعی کا استدلال سواس کے معنی یہ ہیں کہ عمرہ کا وقت حج کے وقت میں داخل ہو گیا جس میں اہل جاہلیت کے عقیدہ باطلہ کی تردید ہے کہ حدیث میں مذکور کے خلاف کرکے خلاف ایک کو ختم کر دیا گیا۔ جو ثابت اور ظاہر ہے۔ بقیہ کلام ظاہر ہی ہے۔

قولہ الحمد اللہ قرآن میں پہلے عمرہ ادا ہوتا ہے پھر حج اس لئے عمرہ کو پہلے ذکر کرنا مستحب ہے۔ مصنف نے عمرہ کو حج پر مقدم کرکے یہی بتایا ہے۔

قولہ فان طاف الخ قارن کو پہلے عمرہ کے لئے طواف اور سعی کرنا چاہئے۔ پھر حج کے لئے لیکن اگر پہلے پے در پے دو طواف کرکے پھر دو بار سعی کر لے تو یہ بھی جائز ہے مگر ایسا کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ اس صورت میں طواف قدوم عمرہ کی سعی پر مقدم ہو جائیگا۔ پس خون واجب نہیں۔ کیونکہ صاحبین کے نزدیک قدوم کا ترک سے خون واجب نہیں ہوتا اور امام کے نزدیک طواف قدوم سنت ہے۔ جسکو ترک کرنے سے بھی خون واجب نہیں ہوتا۔ اس تاخیر سے تو طریق اولیٰ خون واجب نہ ہوگا۔ یوم عرفہ میں عمرہ فوت ہو گیا کے بعد قران کے شکر یہ میں بکری یا گائے یا بدنہ کی قربانی کرے اور اگر کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکے تو ایام تشریق کے بعد جہاں چاہے رکھے۔ ان کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں ہے۔ اور اگر یوم نحر تک روزے نہ رکھ سکا تو دم ساقط نہیں ہو جائیگا۔ قارن پر قربانی کرنے اور بصورت عدم قدرت اس کے روزے رکھنے کا وجوب اس آیت سے ثابت ہے۔ فمن تمتع بالعمرة الى الحج فما استيسر من الهدي الخ۔

---

(۱) ۔ مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، عن ابن عباس، احمد بلفظ کی عن شیبہ نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی عن عمر رضی اللہ عنہ۔

(۲) ۔ مسلم عن عائشہ رضی اللہ عنہا، احمد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

(۳) ۔ صحیحین میں ابن عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم بلفظ ابن عباس رضی اللہ عنہما دارقطنی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دارقطنی میں جابر رضی اللہ عنہ دارقطنی عن علی رضی اللہ عنہ اور بلفظ ابن عباس رضی اللہ عنہما

(۴) ۔ نسائی، ابو یعلی، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، صحیحین میں بلفظ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، شیبہ عن [illegible]

بَابُ التَّمَتُّعِ

باب تمتع کے بیان میں

هُوَ اَنْ يُحْرِمَ بِعُمْرَةٍ مِنَ الْمِيْقَاتِ فَيَطُوْفَ لَهَا وَيَسْعٰى وَيَحْلِقَ اَوْ يُقَصِّرَ وَقَدْ حَلَّ مِنْهَا

تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے عمرہ کا میقات سے اور عمرہ کے لئے طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا کتروائے اور اس سے حلال ہو جائے

وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ بِاَوَّلِ الطَّوَافِ ثُمَّ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ مِنَ الْحَرَمِ وَيَحُجُّ وَيَذْبَحُ دَمَ عُجْرِ لَقَدْ مَرَّ

اور موقوف کرے تلبیہ شروع طواف میں پھر احرام باندھے حج کا آٹھویں تاریخ کو حرم سے اور حج کرے اور ذبح کرے وہ جس کا گزر چکا ہے

دَمِ صَوْمِ قِنَّةٍ مَرَّ اَلْمَوْتُ لَمْ يُجْزِهُ عَنِ اللّٰهِ وَصَحَّ لِوَصِيِّهِ تَنَفُّذُ مَا اَخْرَمَ بِهَا

گزرا چکا ہے اگر تمتع والے کے ذمہ میں پھر عمرہ کرے تو کافی نہ ہوں گے تمتع کے حج اور دم کی طرف سے اور صحیح ہے اگر عمرہ کے احرام کے

ثُمَّ اِنْ يَطُفْ قَالَ زُفَرُ سَوْقُ الْهَدْيِ اَحْرَمَ بِهَا رُسَاقَ وَقَدْ بِنَحْرِهِ بِمُزْدَلِفَةَ اَوْمِنًى وَلَا يَتَحَلَّلُ

بعد یا طواف سے پیشتر بس کرلے جانا ہدی کا تو احرام باندھ رہا تھا ذبح کرنا ہدی کے کل میں قربانی کے یا تو منیٰ میں یا مزدلفہ سے اور تم نہ کرے گا

وَلَا يَحْلِقُ بَعْدَهُ عُمْرَتِهِ وَيُحْرِمُ بِالْحَجِّ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَلَمْ يَحُجَّ الْآنَ

اور نہ حلال ہو عمرہ کے بعد اور احرام باندھے حج کا آٹھویں تاریخ کو اور اس سے پہلے حج نہ کیا ہو اب کے

حَلَّ مِنْ اِحْرَامِهِ وَلَا تَصِحُّ وَلَا تُجْزِئُ بِمَكِّيٍّ وَمَنْ بِمَنْزِلِهِمْ

تو حلال ہو جائے، وہ اس احرام سے اور نہ صحیح ہے اور نہ کافی ہے مکی اور جو اس کی مانند ہو مکہ والے کے یا شہر والے کے لیے

تمتع کی تعریف یہ ہے کہ آدمی میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے اور حج کے افعال ادا کرے۔ اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جانور وہی گائے ہے۔

تشریح کلمات قولہ ہو ان یحرم الخ تمتع لغت کے اعتبار سے منافع پانے سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ تمتع والا دو سفروں کے اخراجات سے بچ جاتا ہے۔ اصطلاح شرع میں تمتع اس کو کہتے ہیں کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے، عمرہ کے لئے طواف و سعی کرے۔ پھر حلق یا تقصیر کرا کے عمرہ کے اعمال سے فارغ ہو جائے اور پھر آٹھویں تاریخ کو حرم سے حج کا احرام باندھے اور حج کے افعال ادا کرے۔ اس کو تمتع اس لئے کہتے ہیں کہ اس کو دو سفروں کے اخراجات سے بچنے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کو قران بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی احرام میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی سفر میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی مہینہ میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی دن میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی رات میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی گھنٹہ میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی منٹ میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی سیکنڈ میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی لمحہ میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی آن میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی ساعت میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی وقت میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی زمانہ میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی عہد میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی دور میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی صدی میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی ہزار سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی لاکھ سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی کروڑ سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی ارب سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی کھرب سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی نیل سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی پدم سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی شنکھ سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی مہاشنکھ سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی ارب شنکھ سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی کھرب شنکھ سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی نیل شنکھ سال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو تمتع اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ کے افعال کو ایک ہی پدم

اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام کس میقات سے باندھا تھا؟

تو ان حضرات کے نزدیک اگر کوئی شخص عمرہ کا احرام باندھے۔ تو یہ تین روزے کافی نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان روزوں کا سبب تمتع ہے۔ اور وہ روزہ رکھنے کی حالت میں تمتع نہیں ہے لہٰذا ان روزوں کا تمتع سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ کیونکہ ان روزوں کا سبب وہ احرام ہے جو عمرہ کے لئے باندھا گیا ہے۔ پھر اگر احرام کے بعد عمرہ کے طواف سے پیشتر روزے رکھ لے تو صحیح ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ان کا سبب متحقق ہو چکا۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک یہ بھی جائز نہیں کیونکہ آیت میں ﴿فمن تمتع بالعمرة الی الحج﴾ حج کی قید ہے۔ لہٰذا حج سے پہلے روزے رکھنا جائز نہ ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں حج سے مراد اس کا وقت ہے۔ اور یہ مجازاً صحیح ہے۔

تو ان حضرات کے نزدیک تمتع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو ہدی کا جانور اپنے ساتھ لیتا ہے۔ اور ایک وہ جو ہدی ساتھ نہیں لیتا۔ ان میں پہلی صورت افضل ہے کیونکہ یہ سنت نبوی کے موافق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قرون سے ذوالحلیفہ سے ہدی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ لہٰذا اگر متمتع اپنے ساتھ ہدی لیجانا چاہے۔ تو اسکو چاہئے کہ پہلے احرام باندھے۔ پھر ہدی لے جائے۔ اب اگر ہدی کا جانور بکری ہے تو اسکی قیمت مسنون نہیں۔ خواہ گرجنہ (اونٹ یا گائے) ہو تو اسکی قیمت مسنون ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اس کے گلے میں پٹا یا جوتا یا کوئی اور علامت ڈال دے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ جانور ہدی کا ہے۔ بلکہ زخم کر کے بھی جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ حدیث سے ثابت ہے۔ پھر اگر ہدی کا جانور عمرہ کے احرام کے بعد احرام سے حلال ہونے سے پہلے قربان کر دیا تو اس کا ذبح کرنا بھی جائز ہے۔ اور جب یوم النحر میں حلق کرا لے تو دونوں احرام سے حلال ہو جائے۔

قولہ وبالشروع الخ۔ احناف کا استدلال یہ ہے کہ آیت کی دو باتیں ہیں ایک جانب سے چھڑا کر نہیں لا سکتے کہ لوگوں کو شادی ہوا معلوم ہو جائے اور گھنٹہ وغیرہ بجوانے کے ساتھ نہ کرے۔ صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک یہ استحباب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ امام صاحب کے نزدیک واجب ہے کیونکہ اس کو ہر شخص خوب نہیں کر پاتا۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ گوشت اور بالی کھدر رہ جاتی ہے۔ اگر کوئی صدقہ بھیجنے پر استطاعت نہ رکھتا ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ ایسا شخص معذور ہے۔ (کفایہ) اطلاق صاحب غایۃ البیان اور ابن الہمام وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ صاحب جلوہ وغیرہ نے امام صاحب کی جانب سے کراہت کی نفی پر بیان کی ہے۔ کہ استحباب مشکل کرنا لازم آتا ہے۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ علامہ انتقانی فرماتے ہیں کہ شعار مسئلہ کا اطلاق مشکل ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ سے متعلق صحیح فرمایا ہے جب آپ نے تقریر کر دی اور عمدہ الرعایہ میں اسے پسند کیا ہے۔ مگر یہ قابل مسئلہ ہوا تو آپ اختیار نہ کریں۔ کیونکہ آپ کے قول سے تو صحیح کر دیا ہے۔

قولہ والتمتع الخ۔ شہر والے مکہ اور اسکے قرب و جوار (مواقیت) میں رہنے والے قران اور تمتع نہ کریں بلکہ صرف حج کریں۔ کیونکہ حضرت سے روایت ہے کہ اہل مکہ کے لئے تمتع ہے نہ قران۔ لیکن اگر کوئی قران یا تمتع کر لے تو جائز ہے کیونکہ قران اور تمتع کی بھی سے مرادعت کی گئی ہے نہ کہ حقیقت کی مگر چونکہ کمی کے لئے دم کرنا پڑتا ہے بعد اس قصور کی وجہ سے ان پر دم واجب ہے۔ یہ مذہب ہے امام شافعی کے نزدیک امام شافعی کے بال اہل مکہ کے لئے قران اور تمتع کی اجازت ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ آیت میں تمتع بالعمرۃ الی الحج ہے اس میں کی وغیرہ کی سب کو شامل ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آیت غیرہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ ملائکہ لیس لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام میں ارشاد تمتع کی طرف ہے۔ جو کہ تمتع بالعمرۃ سے مشہور ہے۔ جدی اور صوم کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ جیسے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یوں کہا جاتا۔ لمالک علی من لم یکن۔ کیونکہ وجوب کے لئے علی استعمال ہوتا ہے نہ کہ لام۔

[illegible]

قال عاد التمتع الى حيه بعد العمره ولم يسق فهدى حتى يحل يوم النحر

اس کو لوٹ یا تمتع ہے اپنے گھر کی طرف عمرہ کے بعد اور نہیں ہے اس پر قربانی تو حلال ہو جائے اس کا تمتع اور اگر نہ پایا تو نہیں ہے

ومن طاف اول قدوم العمره قبل ان يظهر الحج وانشأ فيها حج كان متمتعا وعمله لا وهي سواء

جس نے عمرہ کا کیا طواف پہلے ظاہر ہونے حج کے پہلے اور باندھا ہے اس میں حج کو تو ہے وہ تمتع کرنے والا اور اس کے لئے ہے وہ

وقد العدد وعشرا ذي الحجه و صح الاحرام به قبلها و كره ولم يفسد كوفي فيها وعام بمكه او بصره

کی قعدہ اور دس روز ہیں ذی الحجہ کے اور صحیح ہے احرام اس کا پہلے ان دنوں سے اور مکروہ ہے اور نہیں فاسد ہوتا ہے کوفی اس میں اور حج کرنے والا مکہ یا بصرہ میں

وحج صح نفله وان افسدها فامر به وقضى وحج لا الا ان نذره الى اهله

اور حج کرے نفل کا اگر فاسد کر دے عمرہ کو تو حکم دیا جائے گا اس کو اور قضا کرے اور حج کرے تو نہیں مگر یہ کہ نذر مانی ہو اس نے اپنے گھر کی طرف

وليها فسد مضى فيه ولاده ولم يمنع مضى به بحر عن ثم فسده

اور چاہیے کہ فاسد کرے تو اس کے افعال کو اور نہ روکے اس کو حج کرنا اور اس کو کرنا اور نہ روکے اس کو حج کرنا قربانی کی تو کافی ہوں گے تمتع کی طرف سے

ولو حلت عند الاحرام امت بغير الطواف يؤخر عند الصبر تركت حتى تمام بمكه

اگر حلال ہو گئی عورت احرام سے وقت حج کے طواف کے بغیر تو مؤخر کرے صبر کے وقت تک کہ پاک ہو جائے اور طواف کرے تو چھوڑ دی جائے یہاں تک کہ پورا کر لے

شرح الترجمة قولہ حال حاذ الخ یعنی تمتع اپنے گھر والوں کے پاس کیا اور عمرہ کے بعد حج ادا کیا تو اس کا تمتع باطل ہو گیا اگر اس نے قربانیاں اپنے ساتھ لیں اور حج تمتع کا احرام کیا تو تمتع باطل ہو جاتا ہے۔ (بحر) ایک روایت میں ہے کہ جب حلق کرا دیا اور قربانی ذبح کر دی تو تمتع باطل ہو جاتا ہے۔ (بحر) اور اگر عمرہ کے بعد اپنے گھر کو چلا گیا

بَابُ الْجِنَايَاتِ

باب جنایات کے بیان میں

لحيته فاخذ في طيب مخرم غضوا ولا تصدق او خضب رأسه او لحيته بحناء او ادهن بزيت او لبس الخف اكره خوشبو لگائی محرم نے پورے عضو کو یا صدقہ کرے یا سر منڈا لیوے سر کو یا سینہ کے یا ڈاڑھی کو یا تہائی یا بھی ایک

ميتا رعطى رأسه بزنا ولا تصدق رحلق ربع رأسه او لحيته ولا تصدق كالمحلق

مردہ یا کہ پورا یا چوتھائی سر کو یا ڈاڑھی کو صدقہ کرے یا صدقہ کرے منڈانے والے کے مثل صدقہ کرنے کے

او ربعه وبالطيب او بمخيط او بحلقه او بقلم ظفره وفي الكل شاة مذبوحة مأكولة على وفي شارب حلال

صدقہ یا قربانی کرے یا دونوں کو اکٹھا کرے۔ بچھانے کی جگہ کو خوشبو لگائے یا سی ہوئی چیز پہنے تو ان سب کاموں کا حکم ہے اور بال کی یا ناخن کو توڑے

او لبس قلنسوة طعام او قفز اطعم يدية وفي حلقه بمجلس واحد او يد او رجلا ولا تصدق

یا پہنے ٹوپی کھانا دے یا کودے کھلائے اپنا ہاتھ اور ایک پاؤں کے ناخن یا ایک کل میں یا ایک ہاتھ اور پاؤں کے ناخن صدقہ کرے

كحسوة متفرقة ولا شيء باخذ ظفر مكسر فان نبت لا لسن او حلق بعذر

کل پانچ مسکین کے کھانے کے برابر کچھ نہیں کھوئے ہوئے ناخن کے بدلے کہ توڑے میں کہ خوشبو لگائی یا پہنا یا موئے بدن سے

ذبح شاة او تصدق بثلثة اصوع على ستة مساكين او صام ثلثة ايام

تو ذبح کرے بکری یا صدقہ کرے تین صاع چھ مسکین پر۔ یا روزے رکھے

توضیح اللغۃ جنایات جمع جنایۃ ہر محرم کا فعل حرام جنب کرنا بمعنی دور کرنا۔ مجدی۔ قبلہ ملا ہوا۔ عقلی ذوالحاب لباس اطلس ریشم کا کپڑا۔ مقبہ گھونگھرو والا۔ بخل نخل کھجور کا جگہ مناسب۔ مناسب ہونا۔ مجمع الغلظ۔ جمع مقعر ناخن۔ فعل مکاف۔ مکسر۔ باب افعال۔ صحیح صارع

ترجمہ باب الجنایات جنایۃ کی جمع ہے۔ جو محرم کے لئے حرام ہے۔ یہاں فعل مراد ہے مسکی حرمت احرام کے سبب سے احرام میں داخل ہونے کے سبب سے۔ جنایت کی وجہ سے کبھی ایک خون واجب ہوتا ہے کبھی دو۔ واجب ہوتا ہے کبھی صدقہ۔ اس باب میں ان تمام کی صورتوں کی تفصیل کر رہا ہے۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کے یہاں خون مانع محرم پر واجب ہوتا ہے۔ جو کچھ واجب ہوتا ہے امام شافعی اس کے خلاف ہیں۔

قولہ اوادھن الخ محرم نے زیتون کا تیل استعمال کیا تو امام صاحب کے نزدیک خون واجب ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ سر کے بالوں میں استعمال کیا تو خون واجب ہے۔ کیونکہ اس سے بالوں کی پراگندگی زائل ہو جاتی ہے۔ حدیث مالطاب المشعث الشعث کے خلاف ہے۔ ہمارے کوئی چیز واجب کئے صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ زیتون کا تیل طیب میں داخل ہے مگر اکثر استعمال میں ایک کو نہ کو نہ نکالی ہی ہے۔ بالوں میں گندگی کی اس سے جو کمیں مر جاتی ہیں اس سے پراگندگی ہو جاتی ہیں۔ اسلئے بنا بر کمی ہے مگر جنایت کامل سے بعد الصدقہ واجب ہوگا۔ خون۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ زیتون کا تیل تو خوشبو کی اصل ہے۔ یہی معنی کہ اس میں خوشبو اس کا طیب ہونا بھی ظاہر ہے۔ جب خوشبو ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے بڑی بڑی مرتی ہیں۔ سال بھر ہوتے ہیں سال میں چھ مہینے ہوا کرتی ہے۔ یہ کمزوری دور ہوتی ہے۔ جس سال تمام سر کے محرم۔ بنابر کامل ہونے کے واجب ہوگا

قولہ لبس الخ احرام کے سوا کپڑا پہنا اگر محرم نے پہنا تو خون واجب ہوگا۔ بشرطیکہ مطرح پہنا ہو۔ لبس مطرح پہننے کی حالت ہے۔ اگر کپڑا پہنا یا کوئی [illegible] طور پر پہنا ہے دونوں صورتوں میں کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ کی طرح

ماس نہ لیں، بچوں سے بدن اور اپنا سر چھپا لیں، حوض والے سے کہا جائے کہ حوض کو خالی کر دے، چھپایا جائے، پھر وہ اپنے گھر جائے۔

قولہ: والحق الخ: اس سے یہ مختار ہے جو بعض صریح روایتوں کے بنا پر مسجد سے باہر کا ہے اور یہ کہ اگر مسجد سے باہر کے دروازے قریب ہوں تو ان سے نکلنا واجب ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر پورے سر کے بال مسجد سے تو نکلنا واجب ہے، ورنہ نہیں کہ "والا لمحدثوں علم" کے اظہار پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس پر سر کہتے ہیں۔

امام شافعی کے یہاں یہ صورت خون سے کم ہونا یا ناپاک دوا لگوں کو ہم ا گھس پر قیاس کرتے ہیں، کہ اس میں قلیل و کثیر برابر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ سر کے حق میں مسجد سے باہر ہونے میں کامل ہونا ہے کیونکہ یہ امر مستبعد ہے۔ پھر یہ حکم تمام لوگوں کو اور بعض علماء کو بھی پریشانی کے بغیر لوگوں کو مسجد کے ہیں بیچ حصہ میں داخل ہونے میں ہوتا ہے لہٰذا اس کو واجب ہوگا۔

کتبہ حنیف عفر اللہ لہ

فضل وللناس ۔ طوف الی فرج مرتج بجنبوۃ طھبی وتجب شاۃ ان قبل ۔ سعی بجنبوۃ
(العمل) اور اس کو نظر کی حرمت کی بیطاب قادی طرف تجویز کیا جائے اور اس کی قبل کی وجہ واجب ہوگی طرف کہ [illegible] تجاوز کیا جائے
۔ الجمعہ حفیۃ بجماعۃ فی احد المسلمین قبل الوقوف بعرفات ینطبی (یعطی) ولم یعطوا فیہ
۔ فاسد کرے یہ حج جماع کرے یہ اس کی ایک دو مرتبہ وقوف فرد سے قبل ۔ اعمال کرے اور قضا کرے ۔ دعا ہوں قضا میں
وندۃ وبدنۃ ولا فساد لوخرج بعد الحلق او ھو الاکثرۃ قبل ان یطوف لاکثر وبعد
اور واجب ہوگا بدنہ کے قول کے بعد اور حج کا فساد ہونا کیا جائے گا اس کے بعد یا کہ اس کی بلا کثر طواف کرنے سے پہلے بدنہ کا بعد ہو جائے گا
ویمضی ویقضی لو بعد طواف الاکثر ولا فساد وجماع اناسی کالاول
عمرہ اور قضا کرے یہ اور رخصت کرے یہ طواف کے بعد اور کثر ہونا بعد ہوگا اور فساد نہیں ہوگا اور جماع انسانی کی مثل اول کے
و طاف للرکن لحدث وجنب وعید وصدقۃ لو محدثا بلفتوح
کے لئے یہ طواف رکن کیا جائے گا اور وہ شاذ ہے جب ہوگا کہ اپنا ہی کی حالت میں کیا ہو اور اول یہ طواف کو ہو مستحب ہے واجب ہے کہ اس کا وضو ہے
وانصر ارنوک الی طواف الرکن وترکہ اکثرہ فی محرمۃ وترک اکثر الصدر توطانا شیا
عمرہ اور اس کا اکثر یا ہو [illegible] طواف رکن کا پھیرنا اور گرا کر پھیرنا ہے تو کہ مرتبہ ہے کہ پھر یہ کہ اکثر طواف صدر کو طواف صدر یا اس کی
صلقۃ بترکہ اللہ اوطاف للرکن محدثا وبنصر طاھرا فی اخر ایام التشریق
ہے تو کہ اللہ اور طواف رکن کیا وضو کے ساتھ اور طواف صدر کو ناپاکی کی حالت میں آخر ایام تشریق کے
وعدم للوطاف لترکہ شیا او طاف للعمرۃ وسعی فحدثا ولم یعدھما اوترک السعی
اور نہ ہونا واجب ہے اگر طواف رکن کیا ناپاکی کی حالت میں یا عمرہ کے لئے طواف اور سعی کی ہو وضو سے اور نہ لوٹائے ان دو کو یا چھوڑ دے کسی کو
و الناس من طواف قبل الامام وترک الوقوف بالمزدلفۃ وزمی فلجمار کلھا او رمی یوم النحر الحلق
یا ناس سے عرفات سے امام سے قبل یا چھوڑ دے وقوف مزدلفہ کو اور کل رمی جمرہ کو یا یوم نحر کی رمی کو یا حلق کرنے کو
او طواف الرکن او حلق فی الحل ودمان لو خلق القارن قبل تذبح
یا طواف رکن کو یا حلق حدود حل میں اور واجب ہوں گے دم قارن پر اس سے قبل یا ذبح

مفسد حج وغیر مفسد حج امور کا بیان

قولہ اور فسخ اس کا کہ عمرہ سے تمتع کرے تو احرام کی بنا پر جو حج اور عمرہ کیلئے باندھا تھا اس کو عمرہ بنا دے یہ تو واجب نہیں کیونکہ عمرہ بنانے سے تو یہ حج موجود نہیں نہ حقیقۃً نہ معنیً کیونکہ یہاں حج بنانا ہے اور عمرہ کو بوسہ لینے کیلئے یا جھوٹ کہنا ہے اور یا دون الفرج میں ہمبستری کرنا تو حلال واجب ہے۔

تشریح: صاحب ہدایہ نے امام شافعی کی طرف منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک ان تمام صورتوں میں احرام فاسد ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ذکر کیا ہے یہ اقتباب صحیح نہیں کیونکہ امام وکیع [illegible] شرح مہذب میں تصریح کی ہے کہ ان صورتوں میں احرام شافعی کے یہاں بھی صحیح رہتا ہے۔

قولہ اور فاسد کرے حج کو وقوف عرفہ سے پیشتر قبل یوم النحر میں جماع کرکے حج فاسد کر دیا تو قضا حج کے ساتھ ساتھ ہدی بھی واجب ہے فوت حج کا قائل کے یہاں حج ادا ہے ہدی کا قائل واجب ہوتا ہے [illegible] ہے اور قضا کے بارے میں اختلاف ہے۔

یہ حضرت فوت عرفہ کے بعد جماع کرنے پر قیاس کرتے ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے صحبت کی اور احرام کھولے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تم دونوں اپنے حج کی قضا کرو۔ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کی ذاتی فضیلت ہے۔ اور یہ روایت کو مرسل ہے تو ہم کو اس کے رد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہمارے مؤید ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جماع سے حج کا فاسد ہو جانا معقول ہے کیونکہ جب حج کامل تھا تو اس کو ناقص کرنا اس کے فساد کا موجب ہوگا۔ اور ہدی کا واجب ہونا اس کی قضا کے لئے ہے۔ اور ہدی کا واجب ہونا اس کی قضا کے لئے ہے۔ اور ہدی کا واجب ہونا اس کی قضا کے لئے ہے۔

قولہ اور لازم بعد فاسد حج کے قضا حج کیلئے دوسرے سال آئیں تو ان پر ایک دوسرے سے ملیحدہ رہنا ضروری ہے کیونکہ ترک جماع کیلئے قضا حج کی مشقت ہی کافی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمبستری جائز ہے۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ اثر کے جماع میں مبتلا نہیں ہوئے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب ان کے درمیان احرام حج فاسد تھا تو تلاقی کے وقت ان کو اندیشہ تھا کہ کہیں دوبارہ جماع نہ کر بیٹھیں اور احرام کو فاسد کر دیں۔ اس کے لئے جماع ممنوع ہے اور بعد احرام عمرہ کے ایک ذرا سی مدت جماع حاصل کرنے کی وجہ سے احتراز مشقت مخصوصہ لاحق ہوتی ہے اسکو برداشت کر لیں گے پھر ان حضرات کے یہاں موضع احرام کی تخصیص نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ کے یہاں مکہ سے نکلنے کی جگہ تک واجب ہے۔ امام زفر کے یہاں حرم سے نکلنے کے وقت اور امام شافعی کے یہاں اس جگہ پہنچنے کے وقت جس جگہ انہوں نے احرام باندھا تھا۔

قولہ اور جماع ناسی اور مکرہ اور محرم نے وقوف عرفہ کے بعد جماع کیا تو حج فاسد ہوگا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص عرفات میں ظہر کے وقت سے طلوع فجر تک پالے تو اس کا حج پورا ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس کی حدیث مذکور تصریح کر رہی ہے۔

قولہ جماع ناسی اور مکرہ اور محرم کا بھول کر جماع کرنا ایسا ہی ہے جیسے ہاں جو جبراً جماع کرے کیونکہ وقوف عرفہ کے بعد تو حج فاسد ہو جاتا ہے۔ امام شافعی کے یہاں احرام ہی فاسد نہیں ہوتا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھولے سے یا زبردستی سے جماع کر لے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے مؤید ہے۔ کیونکہ اس میں یہ فرماتے ہیں کہ نسیان اور قوم اکراہ میں یہ مثل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ احرام میں جماع محسوس حج کا باعث ہے۔ اور یہ انتفاء کفارہ کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ لہٰذا حج فاسد ہو جائیگا۔

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

فَصَلٌ ان قتل محرم صيدا او دل عليه من قتله ضمنه الجزاء وفرقهما لقيد بتعويم المدلول على مطلقه (فصل) اگر محرم نے شکار کو مار ڈالا یا اس قاتل کی رہنمائی کی تو اس پر واجب ہے کہ جزا ادا کرے (یعنی) اس شکار کی قیمت جو اس کے قتل کی جگہ میں

او قرب موضع فمثله من النعم يهدى بها وديته ان سبع هديا او اطعام وتصدق به كالفطرة او الصوم عن طعام كل مسكين يوم وله فضل قتل من نصف صاع صدق به او صام يوما

یا اس سے قریب کسی جگہ میں قیمت ہو اس سے بدی اور جانور کرے جو پہنچایا جائے قیمت جزا کی اور صدقہ کرے جیسے فطرہ کی طرح اور صدقہ کرے کھانے سے ہر مسکین کے ہر ایک دن کے عوض ایک روزہ رکھے ہر ایک نصف صاع سے کہ تمام میں کو خیرات کرے یا ایک روزہ رکھ لے

جزائے صید کا بیان

تشریح المتن قولہ ان قتل محرم اگر محرم نے شکار کیا شکار کرنے کو بتلایا شکار کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر جزا واجب ہے اگر پہلی صورت میں تو اسلئے کہ ثابت ہوا اس قتلہ منکم متعمدا فجزاء اور میں جو جزا مقصود ہے دوسری صورت میں اسلئے کہ حضرت ابوقتادہ والی حدیث میں اشرتم ام قتلتم میں شکار بتلا دینے والی مخلوقات میں شمار کیا گیا ہے۔ امام شافعی کے یہاں اگر اشارہ نہ کیا ہو تو واجب نہیں کیونکہ جزا کا تعلق قتل سے ہے اور دلالت قتل نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے یہاں جزا واجب ہے اگر چہ اشارہ نہ کیا ہو امام شافعی پر حجت ہے۔

قولہ وقیمتہ یا شیخین کے نزدیک جزا صید میں مماثلت معنوی صرف ہے یعنی اسکی قیمت کا اعتبار ہے جو دو عادل مسلمان مقرر کر دیں اور قیمت مقرر کرنے میں اس جگہ کا لحاظ ہے

جہاں شکار کیا ہے اگر وہاں آبادی نہ ہو تو کسے قریب وہاں کا اعتبار ہے۔ امام شافعی و امام محمد کے نزدیک مماثلت ظاہری یعنی جزا میں شکار کا مشکل ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ انکے یہاں ہرن میں بکری مرغ کوئل میں بکری کا بچہ شتر مرغ میں دنبہ گورخر میں گائے۔ لازم ہے۔ شیخین کی دلیل یہ ہے کہ آیت اور اشکال میں اس طرح مثل مطلق ہے۔ اور مماثلت مطلقہ وہ ہے جو ادراک عقل سے معلوم ہو اور یہ مماثلت ہے مماثل مماثلت مطلقہ الا اقتران صورتیں لہذا مماثلت معنویہ متعین ہوگی یہ کہ شرع میں بھی معتبر ہے۔ چنانچہ حقوق العباد میں مماثلت معنوی کا اعتبار ہے۔ ہر کہ شیخین کے نزدیک شکار کی قیمت واجب ہے۔ اب چاہے تو اس قیمت سے ہدی خرید کر کعبہ بھیج دے اور چاہے تو کھانا خرید کر ہر مسکین کو صدقہ صاع گیہوں یا ایک صاع جو خرما وغیرہ کا مقدار سابق کے مطابق تقسیم کر دے یا ہر مسکین کے کھانے کے عوض میں ایک دن کا روزہ رکھے۔ اور اگر نصف صاع سے بچ جائے تو چاہے کسی کو پورا صدقہ کر دے اور چاہے اس کے عوض میں ایک روزہ رکھ لے۔

فائدہ صید فعلی نے دو طرح کہا ہے۔ جو اصل پیدائش کے اعتبار سے وحشی ہو یعنی اگر اسکو پکڑا چاہیں تو بھاگ جائے۔ تو چاہے وہ پرندوں صید میں داخل ہے۔ کیونکہ وہ اصل خلقت میں وحشی ہے۔ اور وحشی اونٹ اور گائے صید سے خارج ہے۔ کیونکہ انکی اصل خلقت میں وحشت نہیں۔ پھر صید کا حل و حرم کون سا شکار ہے۔ کہ محرم کے لئے اتلاف حرام ہے۔

ومن حرمة او قطع فصوله او نتف شعره لزمه بكل شعرة طين وبعض بشعرتين فصاعدا قطع قوائمه

اور اگر کسی نے محرم کا صوف یا بال کاٹ دیئے تو ہر بال کے بدلے ایک مٹھی گیہوں کا واجب ہوگا اور دو بالوں کی تہائی کے بدلے ہے اور اس سے زیادہ کے بدلے ایک صاع گیہوں کا واجب ہوگا۔ اگر کسی نے

وعقره و كسر بيضه وخرج قوائم ثبت به ولا شيء بقتل غراب وحدأة وذئب وحية وعقرب والوة

اور انڈے توڑ دیئے اور انڈا نکالا تو ہر ایک کے بدلے ایک مٹھی گیہوں کا واجب ہوگا۔ کوے کے اور چیل بھیڑیے سانپ بچھو جو

و كلب عقور و نحوه ومن مرغوث وقراد وسنحفاد وبعل قملة وحرقة تصدق بملء ... ولا تجوز على شاة ... ولا بجوز على شاة ... ولا بجوز على شاة ... ولا ب

الیوم سنت علیہ کلما من کلاوبک' محرم کو غیر کے پھاڑ کھانے والے درندے کے مارنے کا جواز اجماع ہو گیا۔

قولہ بخلاف ما لم یحرم یعنی حلال کی مملوکہ بکری کو شکار کرنے پر محرم ہونے کی وجہ سے کفارہ واجب ہے کیونکہ جب کفارہ بھی قرآنی کے حکم میں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب جزا میں اصل لفظ کے اعتبار سے متوحش ہونے کا اعتبار ہے اور کبھی اصل لفظ کے اعتبار سے وحشی ہے گھوڑے پالتو ہونے کی وجہ سے۔ یہ اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ ورنہ اس کا لازم ہوگا سرے سے امر عارض ہے جس کا اعتبار نہیں۔

قولہ وبوضع الخ محرم کا ذبح کیا ہوا جانور اس کیلئے حلال ہے نہ غیر کیلئے' امام شافعی کے نزدیک غیر کیلئے حلال ہے لہٰذا محرم سے حلال ہو جانے کے بعد جو اس نے کیلئے بھی حلال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ جب وہ کفارۃً موجود ہے تو اس کا ذبح ہونا بمنزلہ عدم ہے کیونکہ محرم نے جو کچھ بھی ذبح کیا ہے اس کا ارتکاب کیا ہے اس بنا پر اس کے لئے مطلقاً حرام ہے پس غیر کے حق میں اصل حلت باقی رہے گی ہم یہ کہتے ہیں کہ محرم کے احرام نے شکار وصید سے اور ذبح کو حلال کرنے کی صفت سے نکال دیا ہے اس کا فعل زکوٰۃ نہیں ہو سکتا اور صید حرام "صید" ہونے کی وجہ سے میتہ ہو گیا ہے۔ اور حدیث ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کے آیت "لا تقتلوا الصید وانتم حرم" میں قتل سے تعبیر کیا گیا ہے نہ کہ ذبح سے۔

قولہ اکل بخلاف الخ محرم کیلئے اس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے جس کو غیر محرم نے شکار کیا ہو اگر یہ محرم کی وجہ سے شکار کیا ہو بشرطیکہ محرم نے شکار نہ کرایا ہو۔ حکم کی بنا اس پر اضافت کی ہو امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک محرم کیلئے وہ شکار جائز نہیں جو غیر محرم نے محرم کیلئے کیا ہو کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے شکار حلال ہے جب تک کہ تم شکار نہ کرو یا تمہارے واسطے نہ کیا جائے۔" ہماری دلیل حضرت ابو قتادہ کی حدیث "اکل منہ غیر انکم حرم" ہے امام طحاوی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ نے صرف اپنے واسطے شکار نہیں کیا تھا بلکہ محرم ہی کے لئے بھی کیا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے اس کو سراً فرمایا ہے کہ حضرت جابر سے اس کا سماع ہم کو معلوم نہیں۔ ابو الشعثاء نے عمرو بن ابی عمرو کے متعلق کہا ہے کہ وہ ابو مالک سے روایت کرتے ہیں مگر یہ بات نہیں طبرانی کی روایت میں یوسف بن خالد ہے جس کو بخاری نسائی اور ابن معین نے مطلقاً الفاظ میں ضعیف کہا ہے اور احمد کی روایت میں اسحاق بن خالد ہے جس کے متعلق ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی اکثر احادیث غیر محفوظ ہیں اگرچہ بھی ہوں بایں معنی ہے کہ جب محرم کے حکم سے شکار ہوا ہو تو حلال نہیں۔

قولہ اور اگر حلال نے ایک شخص سے غیر محرم ہونے کی حالت میں شکار پکڑا پھر اس نے احرام باندھا اور کسی نے اس کے ہاتھ میں سے شکار چھین لیا تو امام صاحب کے نزدیک چھوڑنے والے پر جزا لازم ہے۔ یہ ثوری اور امام شافعی کے نزدیک لازم نہیں کیونکہ اس پر ازروئے احسان عدم ہی سے حال تلف لازم ہوا ہے۔ ہمارے اصحاب نے اس کو اعوان المحرم علی الصید پر قیاس کیا ہے۔ وہاں اصحاب یہ فرماتے ہیں کہ محرم حلال ہونے کی حالت میں ملک محرم کیساتھ اس کا مالک ہوا ہے اور احرام کہتے ہیں اس کا احترام باطل نہیں اور مرسل نے اس کو تلف کر دیا لہٰذا ضمان ہوگا یہی اختلاف آفات اموال کے توڑنے میں ہے کہ صاحبین کے نزدیک تاوان لے پر متعین نہیں۔ امام صاحب کے نزدیک ضمان ہے۔ لوٹ کر محرم کا شکار محرم نے پکڑا ہو تو اس کا چھوڑنے والا ضامن نہیں کیونکہ محرم شکار کا مالک نہیں ہوتا پس اس کے حق میں شکار غیر متقوم کے حکم میں ہو گیا۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

فإن قتله محرم فعرضهما ويرجع العدل على قاتله إن لم يطعم حشش المحرم أو صام أطعم كل مسكين نصف صاع من بر أو صاع من غيره أو صام يوما مكان كل مسكين وإن قتل ما فيه الجزاء مرارا لم تتكرر الجزاء وإن قتل ما لا مثل له قوم قيمته ثم اشترى بقيمته طعاما وتصدق به على كل مسكين نصف صاع من بر أو صاع من غيره أو صام عن كل مسكين يوما وإن قتل ما لا مثل له من الطير قوم الطعام ثم صام عن كل مسكين يوما وإن قتل ما لا مثل له من الوحش قوم الطعام ثم صام عن كل نصف صاع

اس لیے مستحب ہے تو حرم کی طرف ہے کیونکہ حرم کی طرف کامل مسافت ہی کی ہے اور حرم کا نام لینے پر ہو جانا کعبے کی عادت ہے یا یہ کہ وہ دار السلام کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قولہ: (قارن) قِران کے معنی لغت میں جمع کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں عمرہ پر ایک حج واجب ہونا۔ قارن میں قارن پر دو طرح واجب ہوتے ہیں ایک حج کا اور ایک عمرہ کا کیونکہ قرن اللہ ۔ یہ بیان ہوا اس کا جس کا حرم ہوتا ہے۔ ائمہ ثلثہ کے نزدیک قارن ایک احرام کا حرم ہوتا ہے اسی لئے ان کے یہاں قارن پر بھی ایک ہی دم واجب ہے۔ ہاں اگر قارن احرام کے لیے میقات سے آگے بڑھ جائے تو اس پر دو دم واجب ہیں۔ کیونکہ جب اس نے احرام نہیں باندھا تھا تو اس وقت بھی وہ قارن نہیں تھا

محمد مصنف عفر لہ محمدی

باب مجاوزۃ الوقت بغیر احرام

باب میقات سے بلا احرام بڑھ جانے کے بیان میں

مَنْ جاوز الْمِيقَاتَ غير مُحْرِمٍ ثُمَّ عاد مُحْرِمًا حَلَّتْ	و جاوز ثُمَّ أفسد وقضى
جو شخص بڑھ گیا میقات سے بلا احرام پھر لوٹ آیا احرام پر بڑھ کر بیک حلال ہو گیا	آگے بڑھ گیا اور عمرہ کا احرام باندھ کر فاسد کر دیا اور قضا کر لیا
بِمِثْلِ الدَّمِ فَلَوْ دخل الْكُوفِيُّ الْبَصْرَةَ لِحَاجَةٍ له فَجَاوَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إحرام رَفَضَهُ الْبَصْرَةَ	
تو خون واجب ہو گیا اگر داخل ہوا کوفی بصرہ میں کسی ضرورت سے تو جاوز کیا اس نے مکہ میں بلا احرام اور اس کی میقات بصرہ ہے بلا احرام	
ثُمَّ دخل مَكَّةَ بِغَيْرِ إحرام ثُمَّ يَحُجُّ عَلَيْهِ فِي عَامِهِ ذلك	
پھر شخص داخل ہوا مکہ میں بلا احرام تو واجب ہے اس پر دو عبادتوں میں سے ایک پھر اس نے حج کیا جو اس کے ذمہ تھا اسی سال	
صح بِنِيَّةِ دُخُولٍ مَكَّةَ بِلَا إحرام فَإِنْ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ لَا	
تو صحیح ہوگا اس کے لئے نیت جو ہے احرام داخل ہونے کی وجہ سے۔ پس اگر ہوا فتنہ کا خوف اور اگر بلا خوف چلا جائے تو صحیح نہ ہوگا	

تشریح الفقہ: قولہ باب الخ یہ باب چونکہ معنی جنایت میں باب سابق کے مناسب ہے اسلئے مصنف نے اسی کے ساتھ پیوست کیا ہے پھر میقات سے بلا احرام آگے بڑھنا جنایت قبل الاحرام سے ہے۔ باب سابق میں جن جنایتوں کا بیان ہوا ہے وہ بعد از احرام ہیں اور باب حج میں سب کا تعلق اسی پر ہوا ہے بعد الاحرام ہوں یا متعلق بہ احرام ہوں یا جنایات کے متعلق ہوں اس باب کو موخر کیا ہے

قولہ من جاوز الخ جو شخص حج یا عمرہ کا ارادہ کرے اور بغیر احرام باندھے میقات سے آگے بڑھ جائے تو اس پر خون واجب ہے۔ اب اگر یہ میقات واپس جا کر احرام باندھ لے اور تلبیہ پڑھ لے میقات سے بلا احرام گذرنے کے بعد داخل میقات سے مکرر بلا احرام باندھ کر عمرہ کو فاسد کر دے اور پھر اس کی قضا کرے تو ان دونوں صورتوں میں خون ساقط ہو جائیگا کیونکہ ان دونوں میں میقات کا تدارک ہو گیا

قولہ فلو دخل الخ ایک کوفی جس کا راستہ بصرہ سے ہو کر شام کی طرف جاتا ہے وہ بصرہ میں داخل ہوا بلا احرام کے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ نہیں تھا لیکن بعد میں مکہ کا ارادہ ہو گیا تو اسکو بلا احرام مکہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ بصرہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ بصرہ واجب تعظیم نہیں لہذا اسکے بغیر احرام باندھے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے اور بصرہ میں داخل ہو گیا قبل ستین کیلو میٹر کے اور اس کا ارادہ تھا کہ ستین سے پہلے احرام مکہ میں داخل ہوگا تو اس کے لئے بھی جائز ہے۔ اب اگر یہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرے تو اس کیلئے میقات ستین ہے یعنی داخل ستین کے لئے میقات ہے

قولہ من دخل الخ جو شخص بغیر احرام کے داخل ہو حرم میں یا حرم مکی کے علاوہ حرم مدنی کی تعظیم کی خاطر بغیر احرام داخل ہوا ہے میں حج یا عمرہ واجب

معین الحجاج شرح ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

بَابُ الْإِحْصَارِ

باب (حج اور عمرہ سے) روک دیے جانے کے بیان میں

ہے۔ کہ صحت سب کا۔ یا آدمی کا باقی حوائج سے بڑی ہے چونکہ ان کی بیماری بڑا خوف ہے کیونکہ ان کا اندیشہ ہے

من احصر بعدو او مرض او بعث شفة مضى فتحلل

جو شخص کہ روکا جائے دشمن سے یا بیمار ہو جائے یا اس کے پاؤں میں کوئی تکلیف ہو جائے تو وہ چلا جائے

ولو فاته الحج بعث دمي ويرجع بالعمرة لايجزه الحج وعلى المحصر والحج من قصد حجه وعمره

اور اگر فوت ہو جائے اس کو حج تو وہ ذبح کرے جانور اور لوٹ جائے عمرہ کے ساتھ اور نہ کافی ہو گا اس کو

يعني المحصر عمرة وعلى قضاء حجة وعمرة من قابل بعث هدي ولا يحلق حتى يبلغ الهدي محله

یعنی محصر عمرہ ہے اور قضا کرے حج کی اور عمرہ کی اگلے سال بھیجے قربانی اور نہ منڈائے سر یہاں تک کہ پہنچ جائے

ولا يحل ولا يحصر احد ملوكين بعرفة ومن تبع بمكة على مكسين فهو محصر ولا يحل

اور نہ حلال ہو گا اور نہ محصر ہو گا کوئی مگر دو شخص کہ ٹھہرے ہوں عرفات میں اور جو شخص کہ پیچھا کرے مکہ میں دو شخصوں کا تو وہ محصر ہے اور نہ حلال ہو گا

محصر کے باقی احکام

توضیح اللغة : ... اور محصر وہ شخص ہے جو کسی عذر سے رہ جائے اور فوت ہو جائے اس سے حج اور وقوف عرفہ سے کوئی چیز۔

تشریح المتن : ... اور جس شخص کو دشمن یا بیماری کی وجہ سے روک لیا جائے اور حج نہ کر سکے تو اس کے لئے جائز ہے کہ احرام کھول دے اور حلال ہو جائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ ذبح کرے جانور یا روانہ کرے جانور ہے تو دنبیاں ہم نے بھیجی ہیں جو قربانی کرنے کی طرف سے ... اور نہ منڈائے سر اپنا یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی اپنے ٹھکانے پر اور ٹھکانہ اس کا حرم ہے ... اور اگر محصر کے ساتھ اس کی بیوی ہو تو اس پر بھی قربانی ہے کیونکہ ... اور اگر محصر نے حج کا احرام باندھا تھا پہلے سال تو اس پر حج کا قضا کرنا ہے اگلے سال اور عمرہ بھی

فائدہ یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ یعنی اسکی چار صورتیں ہیں۔ (۱) حج اور عمرہ دونوں کے فوت ہونے پر قادر ہو۔ (۲) دونوں پر قادر نہ ہو۔ (۳) فقط حج پر قادر ہو۔ (۴) فقط عمرہ پر قادر ہو۔ (۱) اس جانور کو ضرور ذبح کرے۔ باقی تین کیلئے۔ پھر امام صاحب کے نزدیک یوم نحر سے قبل رفع کیا جائے۔ لہذا ان کے نزدیک ایک حج کا فوت ہونا اور ایک حج کا ادا کرنا ممکن ہے اور صاحبین کے نزدیک یوم نحر سے قبل رفع کرنا جائز نہیں۔ اسلئے ان کے نزدیک ایک حج کا فوت ہونا اور ایک حج کا ادا کرنا بھی لازم ہے۔

بَابُ الْفَوَاتِ

باب حج نہ ملنے کے بیان میں

من فاته الحج يهراق الزلوم بعمرة فيحلل بعمرة وعليه الحج من قابل بالاهم ولا فوت بعمرة

جس کا حج فوت ہو جائے وہ وقوف عرفہ کا فوت ہونا ہے کہ جب وہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اس پر لازم ہے اگلا سال حج ہے بالاہم اور عمرہ فوت نہیں ہوتا

وهي حلوات وسعي واصبح في جميع السنة وتكره يوم عرفة ويوم النحر وايام التشريق وهي منى

اور وہ حلوات کرنی ہے اور پورے سال میں حج ہے اور مکروہ ہے عرفہ اور قربانی کے دن اور ایام تشریق میں اور وہ منیٰ ہے

تشریح اللغۃ قولہ من فاتہ الحج جس شخص سے وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو سکا حج فوت ہو گیا۔ لہذا وہ بالکل دم ذبح کرے جو اسکا فاسد ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ عمرہ کرے۔ احلال ادا کرے احرام سے حلال ہو جائے اور آئندہ سال حج قضا کرے۔ یہاں دو باتیں واجب نہیں۔ کیونکہ حدیث میں اسی کا حکم ہے۔ جس امام نے قضا کو واجب کہا ہے۔ اسکے پاس حدیث کا کوئی معارض ہے۔ خیر امام مالک، لیث سے جو مروی ہے کہ آئندہ سال کر وقوف عرفہ تک محرم نہ رہے۔ دلیل کی رو سے ضعیف ہے۔

قولہ وروایت الحج عمرہ ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی وقت معین نہیں۔ پورے سال میں جب چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن افضل وقت رمضان ہے اور یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا حدیث سے منع معلوم ہوتا ہے۔

قولہ وهي حلوات اور یہ ایک عمرہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایک عمرہ ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عمرہ حج کی طرح عمرہ بھی فرض ہے۔ اس معنی میں اور بہت سی احادیث متعدد طرق سے مروی ہیں۔ گو سب ضعیف ہیں۔ ہماری دلیل یہ حدیث ہے کہ حج فرض ہے (ایک روایت میں ہے کہ حج جہاد ہے) اور عمرہ نفل ہے۔ لہذا عمرہ کا غیر موقت ہونا اور حج کی نسبت سے ادا ہونا نفل اور نفل کی مثل ہونا ہے۔

بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ

باب دوسرے کی طرف سے حج کرنے کے بیان میں

تشریح اللغۃ قولہ باب الحج عن الغیر اصل کے احکام سے فراغت کے بعد نیابت کے احکام بیان کرتا ہے۔ کیونکہ انسان کے اعمال کا تعلق اسی کے لئے ہوتا اصل ہے اور غیر کے لئے ہونا خلاف اصل ہے۔ اور اصل کا خلاف اصل پر مقدم ہونا بالکل کھلی ہوئی بات ہے۔ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عبادت کنندہ اپنی عبادات کا ثواب دوسرے کو دے سکتا ہے۔ خواہ وہ عبادت کوئی ہو۔ حج ہو یا طواف، قراءۃ قرآن ہو یا ذکر الغرض نیک انسان کا نیک عمل دوسرے کیلئے سود مند ہوتا ہے۔ البتہ معتزلہ اس کے منکر ہیں۔ انکا خیال ہے کہ عبادت کا ثواب

---

(۱) ابن ابی لیلیٰ، ابن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر۔ (۲) ابوبکر بن عیاش۔ (۳) ابن ابی لیلیٰ عن عطاء عن ابن عباس۔

(۴) ابان بن ابی عیاش، حماد عن ابراہیم عن علقمہ عن ابن مسعود۔ (۵) ابن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر۔ (۶) ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن ابراہیم عن الاسود عن عائشہ۔ (۷) ابن ابی لیلیٰ عن عبد الرحمن بن الاسود عن ابیہ عن عائشہ۔

قائل کیا ہے کسی دوسرے کو کیوں، بہتر تقریر جہاں خاتم ہے کیونکہ آیات قرآن اور احادیث تو یہ خلق ہیں ایک قائل دوسرے کو تفہیم کرتا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد کی روایت میں ارشاد ہے کہ والدین کے دعا سے یوں دعا کرے، رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا (اے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی) تو والدین کی دعا والدین کے حق میں بھی کارگر ہوتی۔ اور آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے دو مینڈھوں کی قربانی دی ایک اپنی امت سے اور ایک اپنی صلب اطہر سے (امتی والصلبی کی روایت ہے) تو واضح ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ میرے والدین حیات تھے تو میں ان کے ساتھ کیسی نیکی کرتا تھا میں اب والدین کا چھوڑا ہوا مال اب ان کے ساتھ کیسی کروں؟ آپ نے فرمایا ان کے واسطے اپنی نماز اور روزہ کے ساتھ نماز پڑھ کر اور روزہ رکھ کر۔ حضرت علی سے بھی یہ حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان پر گزرے اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو بقدر حسنات ثواب دیا جائے گا۔ سوال: لیس للانسان الا ما سعیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا عمل دوسرے کیلئے کارآمد نہیں۔ جواب: آیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو دوسرے کے عمل سے کوئی فائدہ نہیں مگر جب کہ وہ اس کو ثواب پہنچا دے اس استثنائی حدیثوں کی وجہ سے اوپر کہہ دیا گیا انسان میں ام متصل ہے جیسے دوسری آیت "سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم" میں ام متصل ہے پس کلی حضرت کی نہ ہوئی مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت "والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم" سے مخصوص ہے یعنی انسان سے مراد کافر ہے۔ نہ کہ مؤمن تاکہ آیت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی توراۃ سے مخصوص ہے۔ غیر و بطریق اولیٰ ثواب میں ملانا کیلئے ہر نیکی بعد نیکی فضل ثابت ہے۔ (حاشیہ شرح کنز وغیرہ) علیہ الاوطار میں ہے کہ صحیح و ظاہر کی بنا پر جو کہ بہت بڑا ہے تحریر کی گئی کتاب الحج میں بالاصالۃ کیلئے اجمالی ثواب حاصل ہو گیا۔ اور اپنا اختمال کمال بیشتر واللہ الموفق۔

باب المواقیت

الْمِيقَاتُ فِي الْعِبَادَاتِ الْمِيقَاتُ عِنْدَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَهُوَ الْمَوْضِعُ فِي الْبُقْعَةِ يَحِلُّ وَفِي الْمَوْقُوفِ بِهَا

نیابت ہو گئی ہے مالی عبادت میں بوقت تحریکی اور بوقت قدرت کبھی اور نہیں ہو سکتی بدنی عبادت میں کسی حالت میں اور خواہ دونوں سے مرکب ہو

فَجَوَازُ عِنْدَ الْحَجِّ فَقَطْ وَشَرْطُ الْعَجْزِ الدَّائِمِ فِي وَقْتِ الْمَوْتِ وَأَمَّا شَرْطُ عَجْزِ الْمَنُوبِ لِلْحَجِّ الْفَرْضِ

اس میں ہو سکتی ہے صرف حج کے وقت اور عمرہ جائز ہونے ہے بیشہ سوت کے وقت تک اور شرط یا گیا ہے نائب کرنے والے کا حج فرض سے جائز ہونا

لَا بِسُقُوطِ وَمَنْ حَجَّ عَنْ غَيْرِهِ صَحَّ لَهُ نَفْلًا وَقَدْ الْإِحْصَارِ عَلَى الْأَمْرِ وَقَدْ الْفَرْضِ وَالْجِنَايَةِ

نہ کہ فرض ہونے کے وقت اور بارہ حادثہ تحکم ہے ماں کی طرف سے ہو گا نفلا اور دم احصار اگر ہو گا اور دم قران اور دم جنایت

عَلَى الْمَأْمُورِ ثُمَّ مَاتَ فِي الطَّرِيقِ يَجِبُ عَلَى وَرَثَتِهِ مِنْ مَالِهِ بِقَدْرِ مَا بَقِيَ

ہو گا پر مگر اگر مر جائے نائب حج کی راہ میں تو حج کر دیا جائے اسکی طرف سے اس کے گھر سے باقی مانہ کے مکہ کے راستہ

وَعَنْ ابْنِهِ يَجُوزُ عَنْ ابْنِهِ فَضْلٌ صَحَّ

اور جس نے حج کا حرام باندھا تھا دوسرے کی طرف سے پھر کیا ایک کے لئے جس کر دیا تو حج ہے۔

عبادت میں نیابت کے جواز وعدم جواز کا بیان

تشریح الفقہ: قولہ العبادات: عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ مالیہ محضہ جیسے زکوٰۃ صدقہ فطر عشر نفلات۔ بدنیہ محضہ جیسے صلوٰۃ روزہ اعتکاف قراءۃ قرآن ذکر و تسبیح وغیرہ۔ مرکبہ جیسے حج عمرہ جہاد مالی میں ہر طرح سے نیابت ہے بوجہ قدرت ہونے

---

(۱) ابن ماجہ عن ابن عباس (۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۲۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۳۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۴۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۵۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۶۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۷۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۸۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۰) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۱) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۲) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۳) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۴) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۵) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۶) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۷) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۸) ابوداؤد عن ابن عباس (۹۹) ابوداؤد عن ابن عباس (۱۰۰) ابوداؤد عن ابن عباس

عبادت تھہرے کیونکہ عبادت بدنیہ میں بالواسطہ کی "رسائل اور نیابت کی حاجت کا احتمال ہوتا ہے۔ نیابت کے قبول سے بھی وصول ہو سکتا ہے۔ لیکن عبادات بدنیہ محضہ میں کسی صورت سے نیابت جائز نہیں "لیس للانسان الا ما سعیٰ" یہ حکم اس پر مبنی ہے کہ افعال مخصوصہ سے روح اور بدن پر کلفت و مشقت پڑے تاکہ نفس اور روحی سروری اور روح کی صفائی اور قرب الٰہی حاصل ہو یہ چیز نائب کے فعل سے حاصل نہیں ہوسکتی اس لئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے "لا یصم احد عن احد ولا یصل احد عن احد" اس کا مطلب یہ ہے کہ صوم و صلوٰۃ میں نیابت نہیں چلتی رہا فرض ساقط نہیں ہوتا۔ اور عبادات مرکبہ میں عبادت محرزہ یا بدنیہ جائز ہے۔ اور عبادات محضہ ناجائز عبادات مالی ہونے کی وجہ سے عبادات بدنیہ کے ساتھ ملنے سے عبادت بدنیہ کے حکم سے خارج ہوجاتا ہے۔

قولہ وکذا لو احرم الخ ایک شخص کو دو آدمیوں نے حج کرنے کا حکم کیا اور دونوں کے حکم کے موجب حج کیلئے چل گیا تو اب دونوں کی نیابت سے حج کا احرام باندھ لے گا یا غیر معین طور پر اس میں کسی ایک کی نیابت یا مطلق نیابت سے یعنی تعیین نہ کرے تو حج حمہ کے متعلق سکوت ہوگا پہلی صورت میں حج آمری طرف سے ہوگا کیونکہ امر متعین خود حج کرنے والے کی طرف سے ہوگا اور اس نے حکم کنندگان کا ایجنٹ ہونے کی وجہ سے حج کیا ہے اس کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ امر سے ان کے حکم کے خلاف کیا ہے۔ اس واسطے کہ ان میں سے ہر ایک کو یہ اختیار تھا کہ حج مطلوب تھا اور ہر ایک پر تو واجب نہیں کہ حج ان میں سے کسی ایک کیلئے قرار دے۔ کیونکہ حج کا امر حج لازم کرتا ہے لہٰذا حج حمہ کی طرف سے ہوگا اس صورت کا حکم تو کتاب میں مذکور ہے۔ رہا دوسری اور تیسری دو صورتیں صورت میں اگر دو متعین کے تعیین کے بغیر ہی احرام کر لے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر افعال حج ادا کرنے سے پہلے پہلے کسی ایک کو متعین کر لے تو طرفین کے نزدیک جائز ہے اگر احصار یا قیاس کی رو سے یہ بھی ناجائز ہے چنانچہ امام زفر کا یہی قول ہے۔ کیونکہ اس کو تعیین کا حق ہے اور ہم تعیین کے خلاف ہے۔ انسان کی عبادت ہے کہ حرام مقصود بالذات نہیں بلکہ وہ افعال حج کا وسیلہ ہے اور وسیلہ کے ذریعہ سے تبھی تعیین ہو سکتی ہے۔ تیسری صورت کے متعلق کافی میں ہے کہ اس کے بارے میں کوئی نص نہیں ویشبہ ان یصح التعیین ھھنا جمعا بالحکم المختلف۔

قولہ فان مات الخ کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے وصی یا ورثہ نے وصیت کے موجب ایک شخص کو حج کے لئے بھیجا یا بغیر بھیجے ہی نقد روپیہ اس کو دیا تو امام صاحب کے نزدیک متروک۔ اس کے تہائی حصہ کے ذریعہ میت کے گھر سے حج کرایا جائے گا۔ صاحبین کے نزدیک وہاں سے کہ جہاں سے امور کا تعامل ہوا ہے۔ پھر اگر کچھ بچ رہے تو امام کے نزدیک اس مال کا اعتبار ہے جو امور کو دیا گیا تھا جس جگہ سے بتایا ہے اس سے حج کرایا جائے گا اور باقی سے وہ موصی الیہ لے جائیگی۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ثلث اصل سے دیا جائے گا یہ قول ہمارا اعتبار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

---

(۱) سنن الدارقطنی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

سبیل الہدیٰ

باب ہذا کے بیان میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قولہ یعنی ہدی والے حصہ ہدی کی قربانی کے دن سے پہلے یوم عرفہ تک ہے اس سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں یوم سے مراد مطلق وقت ہے یعنی ذبح اوقات محرم (Ihram) کو ذبح کرسکتا ہے اس کے علاوہ دم تمتع دم احصار اور کل جزاء شکار کے ساتھ خاص نہیں کہ حرم کے فقراء سے ہر قسم کا دم مراد ہے البتہ دم تمتع دم احصار اور ہدی کا گوشت خود کھانا اور صدقہ کرنا ضروری ہے جس قدر قریب ہو جائے دے سکتا ہے لیکن افضل یہی ہے کہ حرم کے فقراء پر صدقہ کرے۔

فائدہ: خون چار قسم کے ہیں کچھ ان دو جگہوں اور مکان پر دم کیساتھ خاص ہیں جیسے دم احصار دم قران دم تطوع (بروایت قدوری) اور مسائل (صاحبین) کے نزدیک ایام نحر میں صرف وقت کے ساتھ خاص ہیں جیسے دم تطوع (بروایت اصل) سوم وہ جو صرف وقت کے ساتھ خاص ہیں جیسے دم اضحیہ چہارم وہ جو ان میں سے کسی کے ساتھ خاص نہیں جیسے دم تمتع (عند الحنفیہ کے نزدیک)۔

قولہ وتصدق الخ اور ہدی کے جانور کی جھول اور کھل خیرات کردے اور اس کے گوشت میں سے اصحاب کو مزدوری نہ دے آنحضرت ﷺ نے حضرت علی کو یہی فرمایا فقراء اور بالضرورت ہدی میں سوائے دو کے حدیث میں ہے کہ ہدی پر سوار ہونے اور دودھ کے مطابق اب تک کچھ ضرورت نہیں پڑی کا اور دودھ بھی نہ دوہے بلکہ اس کے تھنوں پر غلہ سے پانی کا چھینٹا مارتا رہے تاکہ دودھ چھپا رہ جائے مگر اس وقت ہے جب ذبح کرنے کی جگہ قریب ہو اگر دور ہو تو دودھ کو خیرات کرنا بہتر ہے کہ بچا ہوا بچہ کھانوں کے کھانے سے بہتر ہے۔

محمد حنیف عفر اللہ لہ

مسائل متفرقہ: ولو شهدوا بوقوفهم قبل يومه بفعل ربعة لا

(مسائل متفرقہ) اور گواہی دی لوگوں نے کہ وہ نے عرفہ سے ایک روز پہلے وقوف کیا تو گواہی قبول کی جائیگی اور ایک روز پہلے کے متعلق ہوگا قبول نہ ہوگی

ولو تركَ الجمعةَ الأولى هل اليومُ الثاني كالكلِّ أو الأولى فقط ومَن أوجب عليه مغلبًا لا يَرجِعُ

اور اگر جمعہ کی جمعہ لوگوں کی رکاوٹ یا بیماری کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تو کیا دوسرا دن کل کی طرح ہے یا صرف پہلی اور جس نے واجب کیا ہے غلبہ کے وجہ سے تو پھر نہ لوٹے

حتى يقِفَ الثاني ولو بالشرى امرأة فأخرجها طلقها وجامعها

یہاں تک کہ دوسرا دن وقوف کرے اور جس نے خرید عورت باندی کو تو اس کو طلاق دے کر جماع کرے

مسائل متفرقہ

تشریح الفقہ: خود مسائل الخ مصنف کی عادت ہے کہ اواخر سابقہ میں جو چیزیں رہ جاتی ہیں یا ذکر ہوتی ہیں ان کو کتاب کے آخر میں مسائل متفرقہ مسائل شتی مسائل ہم تحلی فی الاواب وغیرہ فروع وغیرہ کے عنوان کے ساتھ ملحق کر دیتے ہیں یہاں بھی اسی قسم کے چند مسائل مذکور ہیں

قولہ ولو شهدوا الخ وقوف عرفات کے بعد لوگوں نے گواہی دی کہ ہمارے ناوقوف عرفہ کے دن نہیں ہوا پہلے ہوا ہے تو گواہی قبول ہوگی اور وقوف عرفات کا اعادہ لازم ہوگا لیکن نہ ادراک ممکن ہے اور اگر لوگوں نے گواہی دی کہ وقوف عرفات یوم عرفہ کے بعد ہوا ہے تو گواہی قبول نہ ہوگی کیونکہ ادراک کا وقوف استعمال نہیں ہوا ہے گا کیونکہ اس قسم کا اختلاف اکثر ہو جاتا ہے جس سے بچنا مشکل ہے اگر دشواری کوشش کے بعد بھی تحقیق نہ ہو سکے تو لوگوں میں تحقیق ہوتی رہے اور مسئلہ دریافت ہوتا رہے گا اور مسئلہ خوں کے قلب اس طرف کی معلوم ہو جائے گا اس وجہ سے کہ مشقت تمام ہو جائے گی اور مسائل متفرقہ ختم ہوئے۔

---

(۱) اخرجہ ابن ابی شیبۃ (۱۲/۴۶۹)، مسلم حسن صحیح ۱۲

قارن کہتے ہیں ایک شخص نے دس حج کیے ہیں اور ہر حج کا احرام الگ الگ باندھا اور ہر حج کی رمی کی اور ہر حج کا دم (جو کہ جنایت سے متعلق ہے) بھی الگ الگ ادا کیا تو ہر حج کے متعلق جنایت کی رمی کے بعد جب وہ احرام کھولے گا تو یہ بھی جائز ہے کہ صرف ایک مرتبہ سر منڈا لے یا ایک مرتبہ بال کتروا لے اور یہ بھی جائز ہے کہ ہر حج کی رمی کے بعد ایک مرتبہ سر منڈائے یا بال کتروائے یہ بھی مستحب ہے کہ ہر حج کے بعد ایک مرتبہ سر منڈائے یا بال کتروائے۔

قارن کی طرح اگر کسی شخص نے پے در پے حج کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کو بھی اختیار ہے کہ ہر حج کے بعد احرام کھولتا جائے اور ہر حج کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے یہ بھی مستحب ہے کہ ہر حج کے بعد ایک مرتبہ سر منڈائے یا بال کتروائے۔

قارن کو اختیار ہے کہ ایک احرام سے دو حج کرے یا تین حج کرے یا چار حج کرے یا اس سے بھی زیادہ حج کرے اور ہر حج کے بعد احرام کھولتا جائے اور ہر حج کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے یہ بھی مستحب ہے کہ ہر حج کے بعد ایک مرتبہ سر منڈائے یا بال کتروائے۔

قارن کو اختیار ہے کہ ایک احرام سے دو حج کرے یا تین حج کرے یا چار حج کرے یا اس سے بھی زیادہ حج کرے اور ہر حج کے بعد احرام کھولتا جائے اور ہر حج کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے یہ بھی مستحب ہے کہ ہر حج کے بعد ایک مرتبہ سر منڈائے یا بال کتروائے۔

قارن کو اختیار ہے کہ ایک احرام سے دو حج کرے یا تین حج کرے یا چار حج کرے یا اس سے بھی زیادہ حج کرے اور ہر حج کے بعد احرام کھولتا جائے اور ہر حج کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے یہ بھی مستحب ہے کہ ہر حج کے بعد ایک مرتبہ سر منڈائے یا بال کتروائے۔

كتاب النكاح

هو عقدة يرد على علك الصنعة قعدا و هو [illegible] وعند الفقر [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
وعقد بالجبان بخيل وعدا للعاصي او الحسنة
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

نماز کی تعریف اور اس کا حکم

تشریح اللغت [illegible] کے صدری معنی [illegible] ہیں اور اصطلاح شرع میں [illegible] کے معنی [illegible] ہیں [illegible] [illegible] [illegible]

اور بضع پر ماضی کی دلالت کرتی ہے خلوف زمانہ کے کہ اس کی کچھ قیمت نہیں ہوتا ہے ماضی اور مستقبل ہونے سے اور اختلاف زمانہ استقبال کے کہ وہ بہت تکلم سے اور المضمون ہوتا ہے اس سے ماضی کا سیدھا ہونا سمجھ لیا ہے فرق ان لوگوں سے ماضی کا عیب ہونا ان میں سے کسی نے ایک کہنے والے

وانما يصح لفظ النكاح والتزويج وما وضع لتمليك العين في الحال تمليك عقد حوض او ما يخصص بلفظ النكاح والتزويج وان اطلق لفظ البيع والشراء ونحوهما عاقب بالعين فخصص او لم يخصص او خصص الثمن دون المثمن وصح بروح مسلم دون ذمية

لوگوں کی سوداگری میں ہو مثل بائع اور مشتری ہوں جیسا کہ اور ہوا ہے بیچنے والے سے اس اوصاف کے ساتھ نکاح کرنے کا ہے

عقد لعبيد ومن لهو ولعلا ان يزوجا صغيرة

کے ساتھ وہ دیہاں کی سوداگری میں اور ہیں سے حکم کیا ہے بیچنے کو اپنی چھوٹی لڑکی کے نکاح کرنے کا

لزوجها عقد وحل والات حاضر صح ولا لا

اس کے نکاح کرنا ایک مرد کیلئے اور بلیغ ہونا ہے تو نکاح صحیح ہے درست ہے

تشریح الحدیث - قولہ والصداق کل ما صح ان یکون ثمنا او اجرا الخ صداق ہر چیز ہوسکتا ہے جو ثمن بننے کی صلاحیت رکھتی ہو یا اجرت بننے کی صلاحیت رکھتی ہو یعنی ہر وہ چیز جو بیع کے ذریعہ مملوک بنائی جاسکتی ہو یا اجارہ کے ذریعہ منفعت حاصل کی جاسکتی ہو صداق بن سکتی ہے اس لئے کہ نکاح بھی ایک قسم کی تملیک ہے اور تملیک کے لئے ضروری ہے کہ جس چیز کی تملیک کی جارہی ہے اس کی قیمت لگائی جاسکتی ہو اور اس کو اجارہ پر دیا جاسکتا ہو تاکہ تملیک میں عدم جہالت کی وجہ سے کوئی نزاع پیدا نہ ہو اور تملیک کے لئے یہ دونوں باتیں ضروری ہیں اسی طرح یہ بات بھی ضروری ہے کہ صداق حلال ہو اس لئے حرام چیزیں مثلاً شراب خنزیر وغیرہ صداق نہیں بن سکتیں اسی طرح وہ چیز بھی صداق نہیں بن سکتی جو مجہول ہو یا جس کا وجود ہی نہ ہو مثلاً ہوا میں اڑنے والے پرندے یا پانی میں تیرنے والی مچھلی وغیرہ اسی طرح وہ چیز بھی صداق نہیں بن سکتی جو ناقابل سپرد ہو مثلاً بھاگا ہوا غلام یا اڑا ہوا پرندہ وغیرہ اس لئے کہ ان چیزوں کو حاصل کرنا اور سپرد کرنا دشوار ہے اور اس میں نزاع پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

قولہ ویصح النکاح بلفظ الھبۃ الخ یہاں سے مصنف یہ بیان کررہے ہیں کہ نکاح کے لئے کن الفاظ کا ہونا ضروری ہے اور کن الفاظ سے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ نکاح کے لئے لفظ انکاح یا تزویج کا ہونا ضروری ہے اور ان کے علاوہ دوسرے الفاظ سے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ قرآن کریم میں صرف انہی دو لفظوں کے ساتھ نکاح کا ذکر ہے اور ان کے علاوہ دوسرے الفاظ سے نکاح کا ذکر نہیں ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح اور تزویج کے علاوہ اور کسی لفظ سے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں لفظ تملیک پر دلالت کرتے ہیں اور تملیک کے لئے ہر وہ لفظ کافی ہے جو تملیک پر دلالت کرتا ہو اور امام مالک کے نزدیک نکاح کے لئے لفظ انکاح یا تزویج کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ہر وہ لفظ کافی ہے جو عرف میں نکاح کے لئے استعمال ہوتا ہو اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نکاح کے لئے لفظ انکاح یا تزویج کا ہونا ضروری ہے اور ان کے علاوہ دوسرے الفاظ سے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے۔

قولہ ویصح بروح مسلم دون ذمیۃ الخ یہاں سے مصنف یہ بیان کررہے ہیں کہ نکاح کے لئے گواہوں کا آزاد اور مسلمان ہونا ضروری ہے اس لئے کافر، غلام اور فاسق گواہوں کی موجودگی میں نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے کیونکہ شہادت ایک ایسی ذمہ داری ہے جو صرف انہی لوگوں کو ادا کرنا چاہئے جو اس کے اہل ہوں اور اس کے اہل صرف آزاد مسلمان ہی ہوسکتے ہیں کافر اور غلام نہیں ہوسکتے ہیں اسی طرح فاسق بھی اس کا اہل نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ فاسق کی گواہی قابل اعتماد نہیں ہوتی ہے اور اس کی گواہی کی بنیاد پر کسی کے نکاح کو صحیح قرار دینا درست نہیں ہے اسی طرح نابینا کی گواہی بھی نکاح کے لئے معتبر نہیں ہے کیونکہ نابینا کو گواہی کے لئے ضروری چیزوں کا علم نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی وہ ان کو دیکھ سکتا ہے اس لئے نکاح کے لئے گواہوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے کہ واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء (البقرة: ۲۸۲) اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرو۔

(۱) یہاں ان عبارت ناقابل فہم ہے اور اس کا صحیح مفہوم معلوم نہیں ہوسکا ہے۔

ہو جاتا ہے۔ اور عورتوں کی موجودگی میں بھی نکاح ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بھی مرد ہونے کی وجہ سے مرد کے حکم میں ہیں۔ اور اسی طرح گونگے کی شہادت بھی ہے۔ فاضل مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اور دوسرے فقہاء کی موجودگی میں بھی نکاح صحیح ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک شہادت کیلئے کامل مرد ہونا شرط ہے۔ اور عورت کی گواہی کو ناقص ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کرتے۔ اور ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں ہے کہ عورتیں نماز اور روزہ کے بارے میں ناقص ہیں۔ اور ہمارا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں ہے کہ عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔ اور ان کی گواہی بھی مردوں کی گواہی کی مثل ہے۔ اور ہمارا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں ہے کہ عورتیں ناقص العقل ہیں۔ اور ان کی گواہی بھی ناقص ہے۔ اور اس حدیث سے بھی ہمارا استدلال

کرامات کی تفصیل

فلو تزوج احد ابنه الموطوءة ثم بانا واحداً منهما حتى يبينها ولو تزوج المتغير

پس اگر نکاح کر لیا اپنی موطوءہ باندی کی کسی نے تو جدائی کرے کسی ایک سے یہاں تک کہ طلاق دے دے وہ کسی کو اور نکاح کیا دونوں سے

بين عليه ولم يطأ الآن فرق بينه وبينهما ولهما نصف مهر المثل لهما بين ثلثة فوجب ثلثه وكره حرام النكاح

دونوں نے علیحدگی کر لی اور وطی نہیں کی اب تو جدا کر دے اس میں اور دونوں میں اور دونوں کے لئے نصف مہر ہوگا درمیان تینوں کے ان دونوں کو تین کرنا پس ایک کو

والوطء بالنظر بشهوة توجب حرمة المصاهرة

ملنا ہے نکاح کرنا اور نظر کرنا اور چھونا اور بوسہ لینا شہوت کے ساتھ ثابت کرتا ہے حرمت کو

وحرم بوطء حيض فحشه وامة وبنتيه وملاعنة والوثنية

اور حرام ہے نکاح کرنا اپنی حیض والی عورت کی اور اپنی باندی اور دو بیٹیوں اور لعان کرنے والے شوہر کی بت پرست عورت سے۔

توضیح اللغات: پس چھوڑ دے صاحب ارسال رشتہ دار کی کچھ پرواہ نہ کرے بت پرست عورت وثنیہ بت پرست عورت۔

تشریح المتن تو جب ظہور کرے کسی کے باندی موطوءہ۔ مراد ہے نکاح کر لیا تو نکاح ہو جائے گا دونوں میں سے کسی کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتا مالک وہاں میں سے کسی ایک کی علت بتلانے کر اپنے اوپر حرام کر لے مثلاً یہ کہے باندی کو فروخت کر دے یا کسی دوسرے کے ساتھ اس کی نکاح کر دے یا آزاد کر دے یا مکاتب کر دے یا مدبر کر دے یا ام ولد بنا دے یا اس کو کھانا دے یا کپڑا دے یا اس کے پاس رات کو سوئے یا اس کے ساتھ سفر کرے یا اس کو مارے یا اس کو گالی دے یا اس کو بوسہ لے یا اس کو شہوت سے چھوئے یا اس کو شہوت سے دیکھے یا اس کے ساتھ جماع کرے یا اس کے ساتھ خلوت کر

قولہ یا حرمت بائن اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جس ایک کو مرد داخل کیا جائے تو دوسری اس پر حرام ہو جاتی ہے اگر مرد فرض کرنے کی صورت پر دوسری حرام ہو تو اختلاف عدد کے باوجود بھی ایک نکاح جائز نہیں ہے۔ مثلاً ایک عورت ہو اس کے شوہر کی بیٹی اگر عورت کو مرد فرض کیا جائے تو اس پر عورت کے شوہر کی بیٹی حرام نہیں ہوتی اور اگر شوہر کی بیٹی کو مرد فرض کیا جائے تو عورت اس پر حرام ہے لہٰذا دو عورتوں کے درمیان جمع کرنا جائز ہے اسی طرح باندی اور اس کے مالک کی بیٹی کے درمیان جمع کرنا کہ اگر بیٹی کو مرد قرار دیا جائے تو ماں حرام نہیں ہوتی اور اگر باندی کو مرد فرض کیا جائے تو بیٹی حرام ہے لہٰذا اس میں بھی جمع کرنا جائز ہے۔

قولہ والوطء الخ عورت کے ساتھ رہنا سہنا اور صحبت کے ساتھ چھوا اس کی فرج داخل کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھنا حرمت مصاہرت کو واجب کرتا ہے۔ امام شافعی کے یہاں ان چیزوں سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی وہ فرماتے ہیں کہ مصاہرت ایک نعمت ہے کیونکہ اجنبی اجنبیات کے ساتھ اور اجنبیہ مرد بالغ کے ساتھ ملاقی ہو جاتے ہیں۔ ان میں ایک رشتہ قائم ہو جاتا ہے جس پر حرام کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتی ہم کہتے ہیں کہ ملکی یا ساوات جزئیت کا سبب ہے اسی لئے بچہ دونوں میں سے ہر ایک کی طرف منسوب ہوتا ہے جس سے حرمت کے اصول اور فروع ملکیت کے اصول و فروع کی طرح ہو گئے کہا جاتا ہے کہ مصاہرت ایک بعد ہے لہٰذا اس کا اصلی حرام محل سے نہ ہونا لازم ہے۔ جواب یہ ہے کہ ملکی جو موجب حرمت مصاہرت ہے وہ یہاں حیثیت نہیں کہ وہ زنا ہے ہاں باعتبار حیثیت ہے کہ وہ بچہ کا سبب ہے کہ بچہ میں کوئی فرق نہیں بلکہ وہ مکرم ہے اور آیت "ولقد کرمنا بنی آدم" کے تحت میں داخل ہے پس اس حیثیت سے سبب میں بھی فرق نہیں۔ اور صحبت کے ساتھ فرج داخل کی طرف نظر کرنا یا عورت کو چھونا چونکہ ملکی کے سبب دونوں کی طرف سے ان کے اختیار و ارادہ کے قائم مقام ہیں۔

قولہ حرم الخ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی یا طلاق بائن دیدی تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے تو اس وقت تک اس کی بہن سے شادی کرنا حرام ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر اس کی عدت طلاقوں کی طلاق ہو تو اس کی بہن سے شادی کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں نکاح بالکل ختم ہو چکا۔ ہمیں وجہ ہے کہ اگر وہ عورت عدت گذارتے ہوئے اس کے ساتھ صحبت کرے تو حد واجب ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ نکاح بالکل ختم نہیں ہوا کیونکہ نکاح کے احکام ہوتی ہیں مثلاً ان الفاظ واجب ہونا صحبت کے حق میں مشروع ہونا غیر مرد اجنبی کا واجب ہونا۔ سو اول تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ اس پر حد واجب ہے جیسا کہ مسوط کی کتاب الطلاق میں اس کی طرف اشارہ ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیں تو جواب یہ ہے کہ عدت کی حالت کے علاوہ تو مرد کی حیثیت، اہل ہو جانے کی وجہ سے اس کے ساتھ صحبت کرنے سے زنا متحقق ہو گیا لیکن مہر مؤکد کے لحاظ سے نکاح باقی ہے اس لئے اس کی بہن کے ساتھ نکاح کرنے سے مانع الانتہین ہوگا۔ حاصل یہ کہ یہاں سے ان دونوں کا نکاح ختم ہو گیا اور حرمت دونوں میں باقی ہے۔

قولہ والجمع الخ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پرست اور عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن" مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اکے ساتھ والی بتاؤ کہ وہ جو قبل کتاب کے ساتھ کرتے ہو۔ پھر اس کے کہ ان کی عورتوں سے نکاح کرو اور ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ۔ فتح القدیر میں ہے کہ آفتاب پرست ستارہ پرست مجوسی پرست مطلقہ "زندیق، ظاہر اور باطن سب بت پرست ہیں

محمد عفی عنہ

وحل مروج الكبابة والصنجة والمعزفة ولو مغنيا ولا بأس بالكرة والجوزة على هيئة لا تفحش

اور حلال ہے نکاح کرنا کتاب سے عورت سے گو وہ ذمی محرم سے ہو اور ہاں ہو گو کتابیہ ہو اور "رواج عورت سے بانسری کے نکاح پر کہ اس کا کسی

والوقوف عنده الحرة والبالغ والأمة فقط وفيه للعبد وعلى من المرأة لا من غيره

کہتا ہے اس وقت ملے ہوئے جانا۔ اور اگر وقوف سے پہلے عورتوں سے اور عام کے لئے صرف رات کو اس سے خوف ہو تو رات کو کنکریاں مارے کہ کنکریاں مارنا اس کے علاوہ ہے

وطهور الواجد بيلك والوضوء والمنشوعة بين مجزية والتسمي بها

اور پانی سے نہیں ملی کی گئی اور ملک (رہائے) ... رجیدار اس سے جو طلاق کی موجود کے ساتھ ہو اس کے لئے ہے

حلال نکاحوں کا بیان

توضیح اللغۃ صاحبِ منظومہ حنبلی مذہب سے ہیں اور فقہ حنبلی کے مطابق مسائل بیان کرتے ہیں۔

تشریح النظم قولہ والمحصنات الخ: اس سے صاحب کے نزدیک صابیہ عورت سے نکاح جائز ہے حالانکہ ہمارے نزدیک جائز نہیں اور یہ اختلاف اس بات پر مبنی ہے کہ فرقہ صابیہ اہل کتاب میں سے ہے یا نہیں؟ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ فرقہ توحید پر مستقل ہیں داخل ہے کیونکہ یہ بتوں کو، نہ ستاروں کی پرستش کرتے ہیں اور صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بت پرستوں میں داخل نہیں کیونکہ یہ بتوں کو، نہ ستاروں کی پرستش نہیں کرتے بلکہ ان کی تعظیم کرتے ہیں جیسے مسلمان میلاد النبی کی تعظیم کرتے ہیں اسی اختلاف کی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ اگر صابیہ عورت کسی کی اور آسمانی کتاب پر ایمان رکھتی ہو تو نکاح درست ہے ورنہ درست نہیں۔

قولہ والمحرمۃ الخ: محرمہ عورت یا تو احرام کا احرام باندھے ہوئے ہو یا غیر احرام والے کے نزدیک اس سے احرام کی حالت میں نکاح جائز ہے عورت کا اپنے یا دوسرے کے نکاح کرنا خواہ محرم ہو یا حلال حضرت عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، مالک اسی کے قائل ہیں صاحب نہر الفائق نے حدیث ابن عباس کو لکھ کر وہی کہا ہے جو لائق اعتنات کہ ائمہ اربعہ شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ دلیل ہماری حدیث ہے "لا ینکح المحرم ولا ینکح" بخاری و مسلم ہے "حضرت ﷺ نے حضرت میمونہ سے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا" سوال حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت میمونہ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا تھا جواب ابو رافع طحاوی نے حضرت ابن عباس سے بسند صحیح روایتوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ محرم تھے اسکے علاوہ کہا ہے کہ "ابو رافع" سے سوال دیدہ بن اسلم نے خود حضرت میمونہ کا قول روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے میرے ساتھ حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا تھا" جواب یزید بن اصم کی روایت زیادہ صحیح نہیں جو حضرت ابن عباس کی روایت کے برخلاف ہے کیونکہ وہ ائمہ ستہ کی متفق علیہ روایت ہے بخلاف یزید بن اصم کی روایت کے کہ اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نہیں لیا ہے اور مسلم نے ہر چند متفقہ طور میں یزید بن اصم سے روایت لی ہے لیکن امام بخاری سے ہر امر میں مخالفت، یزید بن الاصم عراقی ہیں اس لئے متفقہ اتفاقیہ مسلم میں ابن عباس کی روایت ہے جو حضرت میمونہ سے ہے اور ان دونوں میں "احرام" کے الفاظ ہیں اس کا مصنف حلال ابن عباس یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس جرم میں داخل تھے۔ یہ محرم تھے جیسے کہا جاتا ہے "اجد" اذا دخل فی جیوشہ تکثر الخاطر۔

فلنوا لمن عفان الخليفة محرماً
ودعا فلم ير فطه محظوراً

(۱) ... (۲) ... (۳) ... (۴) ... (۵) ... (۶) ... (۷) ... (۸) ... (۹) ... (۱۰) ... (۱۱) ... (۱۲) ... (۱۳) ... (۱۴) ... (۱۵) ... (۱۶) ... (۱۷) ... (۱۸) ... (۱۹) ... (۲۰) ... (۲۱) ... (۲۲) ... (۲۳) ... (۲۴) ... (۲۵) ... (۲۶) ... (۲۷) ... (۲۸) ... (۲۹) ... (۳۰) ... (۳۱) ... (۳۲) ... (۳۳) ... (۳۴) ... (۳۵) ... (۳۶) ... (۳۷) ... (۳۸) ... (۳۹) ... (۴۰) ... (۴۱) ... (۴۲) ... (۴۳) ... (۴۴) ... (۴۵) ... (۴۶) ... (۴۷) ... (۴۸) ... (۴۹) ... (۵۰) ... (۵۱) ... (۵۲) ... (۵۳) ... (۵۴) ... (۵۵) ... (۵۶) ... (۵۷) ... (۵۸) ... (۵۹) ... (۶۰) ... (۶۱) ... (۶۲) ... (۶۳) ... (۶۴) ... (۶۵) ... (۶۶) ... (۶۷) ... (۶۸) ... (۶۹) ... (۷۰) ... (۷۱) ... (۷۲) ... (۷۳) ... (۷۴) ... (۷۵) ... (۷۶) ... (۷۷) ... (۷۸) ... (۷۹) ... (۸۰) ... (۸۱) ... (۸۲) ... (۸۳) ... (۸۴) ... (۸۵) ... (۸۶) ... (۸۷) ... (۸۸) ... (۸۹) ... (۹۰) ... (۹۱) ... (۹۲) ... (۹۳) ... (۹۴) ... (۹۵) ... (۹۶) ... (۹۷) ... (۹۸) ... (۹۹) ... (۱۰۰) ... (۱۰۱) ... (۱۰۲) ... (۱۰۳) ... (۱۰۴) ... (۱۰۵) ... (۱۰۶) ... (۱۰۷) ... (۱۰۸) ... (۱۰۹) ... (۱۱۰) ... (۱۱۱) ... (۱۱۲) ... (۱۱۳) ... (۱۱۴) ... (۱۱۵) ... (۱۱۶) ... (۱۱۷) ... (۱۱۸) ... (۱۱۹) ... (۱۲۰) ... (۱۲۱) ... (۱۲۲) ... (۱۲۳) ... (۱۲۴) ... (۱۲۵) ... (۱۲۶) ... (۱۲۷) ... (۱۲۸) ... (۱۲۹) ... (۱۳۰) ... (۱۳۱) ... (۱۳۲) ... (۱۳۳) ... (۱۳۴) ... (۱۳۵) ... (۱۳۶) ... (۱۳۷) ... (۱۳۸) ... (۱۳۹) ... (۱۴۰) ... (۱۴۱) ... (۱۴۲) ... (۱۴۳) ... (۱۴۴) ... (۱۴۵) ... (۱۴۶) ... (۱۴۷) ... (۱۴۸) ... (۱۴۹) ... (۱۵۰) ... (۱۵۱) ... (۱۵۲) ... (۱۵۳) ... (۱۵۴) ... (۱۵۵) ... (۱۵۶) ... (۱۵۷) ... (۱۵۸) ... (۱۵۹) ... (۱۶۰) ... (۱۶۱) ... (۱۶۲) ... (۱۶۳) ... (۱۶۴) ... (۱۶۵) ... (۱۶۶) ... (۱۶۷) ... (۱۶۸) ... (۱۶۹) ... (۱۷۰) ... (۱۷۱) ... (۱۷۲) ... (۱۷۳) ... (۱۷۴) ... (۱۷۵) ... (۱۷۶) ... (۱۷۷) ... (۱۷۸) ... (۱۷۹) ... (۱۸۰) ... (۱۸۱) ... (۱۸۲) ... (۱۸۳) ... (۱۸۴) ... (۱۸۵) ... (۱۸۶) ... (۱۸۷) ... (۱۸۸) ... (۱۸۹) ... (۱۹۰) ... (۱۹۱) ... (۱۹۲) ... (۱۹۳) ... (۱۹۴) ... (۱۹۵) ... (۱۹۶) ... (۱۹۷) ... (۱۹۸) ... (۱۹۹) ... (۲۰۰) ... (۲۰۱) ... (۲۰۲) ... (۲۰۳) ... (۲۰۴) ... (۲۰۵) ... (۲۰۶) ... (۲۰۷) ... (۲۰۸) ... (۲۰۹) ... (۲۱۰) ... (۲۱۱) ... (۲۱۲) ... (۲۱۳) ... (۲۱۴) ... (۲۱۵) ... (۲۱۶) ... (۲۱۷) ... (۲۱۸) ... (۲۱۹) ... (۲۲۰) ... (۲۲۱) ... (۲۲۲) ... (۲۲۳) ... (۲۲۴) ... (۲۲۵) ... (۲۲۶) ... (۲۲۷) ... (۲۲۸) ... (۲۲۹) ... (۲۳۰) ... (۲۳۱) ... (۲۳۲) ... (۲۳۳) ... (۲۳۴) ... (۲۳۵) ... (۲۳۶) ... (۲۳۷) ... (۲۳۸) ... (۲۳۹) ... (۲۴۰) ... (۲۴۱) ... (۲۴۲) ... (۲۴۳) ... (۲۴۴) ... (۲۴۵) ... (۲۴۶) ... (۲۴۷) ... (۲۴۸) ... (۲۴۹) ... (۲۵۰) ... (۲۵۱) ... (۲۵۲) ... (۲۵۳) ... (۲۵۴) ... (۲۵۵) ... (۲۵۶) ... (۲۵۷) ... (۲۵۸) ... (۲۵۹) ... (۲۶۰) ... (۲۶۱) ... (۲۶۲) ... (۲۶۳) ... (۲۶۴) ... (۲۶۵) ... (۲۶۶) ... (۲۶۷) ... (۲۶۸) ... (۲۶۹) ... (۲۷۰) ... (۲۷۱) ... (۲۷۲) ... (۲۷۳) ... (۲۷۴) ... (۲۷۵) ... (۲۷۶) ... (۲۷۷) ... (۲۷۸) ... (۲۷۹) ... (۲۸۰) ... (۲۸۱) ... (۲۸۲) ... (۲۸۳) ... (۲۸۴) ... (۲۸۵) ... (۲۸۶) ... (۲۸۷) ... (۲۸۸) ... (۲۸۹) ... (۲۹۰) ... (۲۹۱) ... (۲۹۲) ... (۲۹۳) ... (۲۹۴) ... (۲۹۵) ... (۲۹۶) ... (۲۹۷) ... (۲۹۸) ... (۲۹۹) ... (۳۰۰) ... (۳۰۱) ... (۳۰۲) ... (۳۰۳) ... (۳۰۴) ... (۳۰۵) ... (۳۰۶) ... (۳۰۷) ... (۳۰۸) ... (۳۰۹) ... (۳۱۰) ... (۳۱۱) ... (۳۱۲) ... (۳۱۳) ... (۳۱۴) ... (۳۱۵) ... (۳۱۶) ... (۳۱۷) ... (۳۱۸) ... (۳۱۹) ... (۳۲۰) ... (۳۲۱) ... (۳۲۲) ... (۳۲۳) ... (۳۲۴) ... (۳۲۵) ... (۳۲۶) ... (۳۲۷) ... (۳۲۸) ... (۳۲۹) ... (۳۳۰) ... (۳۳۱) ... (۳۳۲) ... (۳۳۳) ... (۳۳۴) ... (۳۳۵) ... (۳۳۶) ... (۳۳۷) ... (۳۳۸) ... (۳۳۹) ... (۳۴۰) ... (۳۴۱) ... (۳۴۲) ... (۳۴۳) ... (۳۴۴) ... (۳۴۵) ... (۳۴۶) ... (۳۴۷) ... (۳۴۸) ... (۳۴۹) ... (۳۵۰) ... (۳۵۱) ... (۳۵۲) ... (۳۵۳) ... (۳۵۴) ... (۳۵۵) ... (۳۵۶) ... (۳۵۷) ... (۳۵۸) ... (۳۵۹) ... (۳۶۰) ... (۳۶۱) ... (۳۶۲) ... (۳۶۳) ... (۳۶۴) ... (۳۶۵) ... (۳۶۶) ... (۳۶۷) ... (۳۶۸) ... (۳۶۹) ... (۳۷۰) ... (۳۷۱) ... (۳۷۲) ... (۳۷۳) ... (۳۷۴) ... (۳۷۵) ... (۳۷۶) ... (۳۷۷) ... (۳۷۸) ... (۳۷۹) ... (۳۸۰) ... (۳۸۱) ... (۳۸۲) ... (۳۸۳) ... (۳۸۴) ... (۳۸۵) ... (۳۸۶) ... (۳۸۷) ... (۳۸۸) ... (۳۸۹) ... (۳۹۰) ... (۳۹۱) ... (۳۹۲) ... (۳۹۳) ... (۳۹۴) ... (۳۹۵) ... (۳۹۶) ... (۳۹۷) ... (۳۹۸) ... (۳۹۹) ... (۴۰۰) ... (۴۰۱) ... (۴۰۲) ... (۴۰۳) ... (۴۰۴) ... (۴۰۵) ... (۴۰۶) ... (۴۰۷) ... (۴۰۸) ... (۴۰۹) ... (۴۱۰) ... (۴۱۱) ... (۴۱۲) ... (۴۱۳) ... (۴۱۴) ... (۴۱۵) ... (۴۱۶) ... (۴۱۷) ... (۴۱۸) ... (۴۱۹) ... (۴۲۰) ... (۴۲۱) ... (۴۲۲) ... (۴۲۳) ... (۴۲۴) ... (۴۲۵) ... (۴۲۶) ... (۴۲۷) ... (۴۲۸) ... (۴۲۹) ... (۴۳۰) ... (۴۳۱) ... (۴۳۲) ... (۴۳۳) ... (۴۳۴) ... (۴۳۵) ... (۴۳۶) ... (۴۳۷) ... (۴۳۸) ... (۴۳۹) ... (۴۴۰) ... (۴۴۱) ... (۴۴۲) ... (۴۴۳) ... (۴۴۴) ... (۴۴۵) ... (۴۴۶) ... (۴۴۷) ... (۴۴۸) ... (۴۴۹) ... (۴۵۰) ... (۴۵۱) ... (۴۵۲) ... (۴۵۳) ... (۴۵۴) ... (۴۵۵) ... (۴۵۶) ... (۴۵۷) ... (۴۵۸) ... (۴۵۹) ... (۴۶۰) ... (۴۶۱) ... (۴۶۲) ... (۴۶۳) ... (۴۶۴) ... (۴۶۵) ... (۴۶۶) ... (۴۶۷) ... (۴۶۸) ... (۴۶۹) ... (۴۷۰) ... (۴۷۱) ... (۴۷۲) ... (۴۷۳) ... (۴۷۴) ... (۴۷۵) ... (۴۷۶) ... (۴۷۷) ... (۴۷۸) ... (۴۷۹) ... (۴۸۰) ... (۴۸۱) ... (۴۸۲) ... (۴۸۳) ... (۴۸۴) ... (۴۸۵) ... (۴۸۶) ... (۴۸۷) ... (۴۸۸) ... (۴۸۹) ... (۴۹۰) ... (۴۹۱) ... (۴۹۲) ... (۴۹۳) ... (۴۹۴) ... (۴۹۵) ... (۴۹۶) ... (۴۹۷) ... (۴۹۸) ... (۴۹۹) ... (۵۰۰) ... (۵۰۱) ... (۵۰۲) ... (۵۰۳) ... (۵۰۴) ... (۵۰۵) ... (۵۰۶) ... (۵۰۷) ... (۵۰۸) ... (۵۰۹) ... (۵۱۰) ... (۵۱۱) ... (۵۱۲) ... (۵۱۳) ... (۵۱۴) ... (۵۱۵) ... (۵۱۶) ... (۵۱۷) ... (۵۱۸) ... (۵۱۹) ... (۵۲۰) ... (۵۲۱) ... (۵۲۲) ... (۵۲۳) ... (۵۲۴) ... (۵۲۵) ... (۵۲۶) ... (۵۲۷) ... (۵۲۸) ... (۵۲۹) ... (۵۳۰) ... (۵۳۱) ... (۵۳۲) ... (۵۳۳) ... (۵۳۴) ... (۵۳۵) ... (۵۳۶) ... (۵۳۷) ... (۵۳۸) ... (۵۳۹) ... (۵۴۰) ... (۵۴۱) ... (۵۴۲) ... (۵۴۳) ... (۵۴۴) ... (۵۴۵) ... (۵۴۶) ... (۵۴۷) ... (۵۴۸) ... (۵۴۹) ... (۵۵۰) ... (۵۵۱) ... (۵۵۲) ... (۵۵۳) ... (۵۵۴) ... (۵۵۵) ... (۵۵۶) ... (۵۵۷) ... (۵۵۸) ... (۵۵۹) ... (۵۶۰) ... (۵۶۱) ... (۵۶۲) ... (۵۶۳) ... (۵۶۴) ... (۵۶۵) ... (۵۶۶) ... (۵۶۷) ... (۵۶۸) ... (۵۶۹) ... (۵۷۰) ... (۵۷۱) ... (۵۷۲) ... (۵۷۳) ... (۵۷۴) ... (۵۷۵) ... (۵۷۶) ... (۵۷۷) ... (۵۷۸) ... (۵۷۹) ... (۵۸۰) ... (۵۸۱) ... (۵۸۲) ... (۵۸۳) ... (۵۸۴) ... (۵۸۵) ... (۵۸۶) ... (۵۸۷) ... (۵۸۸) ... (۵۸۹) ... (۵۹۰) ... (۵۹۱) ... (۵۹۲) ... (۵۹۳) ... (۵۹۴) ... (۵۹۵) ... (۵۹۶) ... (۵۹۷) ... (۵۹۸) ... (۵۹۹) ... (۶۰۰) ... (۶۰۱) ... (۶۰۲) ... (۶۰۳) ... (۶۰۴) ... (۶۰۵) ... (۶۰۶) ... (۶۰۷) ... (۶۰۸) ... (۶۰۹) ... (۶۱۰) ... (۶۱۱) ... (۶۱۲) ... (۶۱۳) ... (۶۱۴) ... (۶۱۵) ... (۶۱۶) ... (۶۱۷) ... (۶۱۸) ... (۶۱۹) ... (۶۲۰) ... (۶۲۱) ... (۶۲۲) ... (۶۲۳) ... (۶۲۴) ... (۶۲۵) ... (۶۲۶) ... (۶۲۷) ... (۶۲۸) ... (۶۲۹) ... (۶۳۰) ... (۶۳۱) ... (۶۳۲) ... (۶۳۳) ... (۶۳۴) ... (۶۳۵) ... (۶۳۶) ... (۶۳۷) ... (۶۳۸) ... (۶۳۹) ... (۶۴۰) ... (۶۴۱) ... (۶۴۲) ... (۶۴۳) ... (۶۴۴) ... (۶۴۵) ... (۶۴۶) ... (۶۴۷) ... (۶۴۸) ... (۶۴۹) ... (۶۵۰) ... (۶۵۱) ... (۶۵۲) ... (۶۵۳) ... (۶۵۴) ... (۶۵۵) ... (۶۵۶) ... (۶۵۷) ... (۶۵۸) ... (۶۵۹) ... (۶۶۰) ... (۶۶۱) ... (۶۶۲) ... (۶۶۳) ... (۶۶۴) ... (۶۶۵) ... (۶۶۶) ... (۶۶۷) ... (۶۶۸) ... (۶۶۹) ... (۶۷۰) ... (۶۷۱) ... (۶۷۲) ... (۶۷۳) ... (۶۷۴) ... (۶۷۵) ... (۶۷۶) ... (۶۷۷) ... (۶۷۸) ... (۶۷۹) ... (۶۸۰) ... (۶۸۱) ... (۶۸۲) ... (۶۸۳) ... (۶۸۴) ... (۶۸۵) ... (۶۸۶) ... (۶۸۷) ... (۶۸۸) ... (۶۸۹) ... (۶۹۰) ... (۶۹۱) ... (۶۹۲) ... (۶۹۳) ... (۶۹۴) ... (۶۹۵) ... (۶۹۶) ... (۶۹۷) ... (۶۹۸) ... (۶۹۹) ... (۷۰۰) ... (۷۰۱) ... (۷۰۲) ... (۷۰۳) ... (۷۰۴) ... (۷۰۵) ... (۷۰۶) ... (۷۰۷) ... (۷۰۸) ... (۷۰۹) ... (۷۱۰) ... (۷۱۱) ... (۷۱۲) ... (۷۱۳) ... (۷۱۴) ... (۷۱۵) ... (۷۱۶) ... (۷۱۷) ... (۷۱۸) ... (۷۱۹) ... (۷۲۰) ... (۷۲۱) ... (۷۲۲) ... (۷۲۳) ... (۷۲۴) ... (۷۲۵) ... (۷۲۶) ... (۷۲۷) ... (۷۲۸) ... (۷۲۹) ... (۷۳۰) ... (۷۳۱) ... (۷۳۲) ... (۷۳۳) ... (۷۳۴) ... (۷۳۵) ... (۷۳۶) ... (۷۳۷) ... (۷۳۸) ... (۷۳۹) ... (۷۴۰) ... (۷۴۱) ... (۷۴۲) ... (۷۴۳) ... (۷۴۴) ... (۷۴۵) ... (۷۴۶) ... (۷۴۷) ... (۷۴۸) ... (۷۴۹) ... (۷۵۰) ... (۷۵۱) ... (۷۵۲) ... (۷۵۳) ... (۷۵۴) ... (۷۵۵) ... (۷۵۶) ... (۷۵۷) ... (۷۵۸) ... (۷۵۹) ... (۷۶۰) ... (۷۶۱) ... (۷۶۲) ... (۷۶۳) ... (۷۶۴) ... (۷۶۵) ... (۷۶۶) ... (۷۶۷) ... (۷۶۸) ... (۷۶۹) ... (۷۷۰) ... (۷۷۱) ... (۷۷۲) ... (۷۷۳) ... (۷۷۴) ... (۷۷۵) ... (۷۷۶) ... (۷۷۷) ... (۷۷۸) ... (۷۷۹) ... (۷۸۰) ... (۷۸۱) ... (۷۸۲) ... (۷۸۳) ... (۷۸۴) ... (۷۸۵) ... (۷۸۶) ... (۷۸۷) ... (۷۸۸) ... (۷۸۹) ... (۷۹۰) ... (۷۹۱) ... (۷۹۲) ... (۷۹۳) ... (۷۹۴) ... (۷۹۵) ... (۷۹۶) ... (۷۹۷) ... (۷۹۸) ... (۷۹۹) ... (۸۰۰) ... (۸۰۱) ... (۸۰۲) ... (۸۰۳) ... (۸۰۴) ... (۸۰۵) ... (۸۰۶) ... (۸۰۷) ... (۸۰۸) ... (۸۰۹) ... (۸۱۰) ... (۸۱۱) ... (۸۱۲) ... (۸۱۳) ... (۸۱۴) ... (۸۱۵) ... (۸۱۶) ... (۸۱۷) ... (۸۱۸) ... (۸۱۹) ... (۸۲۰) ... (۸۲۱) ... (۸۲۲) ... (۸۲۳) ... (۸۲۴) ... (۸۲۵) ... (۸۲۶) ... (۸۲۷) ... (۸۲۸) ... (۸۲۹) ... (۸۳۰) ... (۸۳۱) ... (۸۳۲) ... (۸۳۳) ... (۸۳۴) ... (۸۳۵) ... (۸۳۶) ... (۸۳۷) ... (۸۳۸) ... (۸۳۹) ... (۸۴۰) ... (۸۴۱) ... (۸۴۲) ... (۸۴۳) ... (۸۴۴) ... (۸۴۵) ... (۸۴۶) ... (۸۴۷) ... (۸۴۸) ... (۸۴۹) ... (۸۵۰) ... (۸۵۱) ... (۸۵۲) ... (۸۵۳) ... (۸۵۴) ... (۸۵۵) ... (۸۵۶) ... (۸۵۷) ... (۸۵۸) ... (۸۵۹) ... (۸۶۰) ... (۸۶۱) ... (۸۶۲) ... (۸۶۳) ... (۸۶۴) ... (۸۶۵) ... (۸۶۶) ... (۸۶۷) ... (۸۶۸) ... (۸۶۹) ... (۸۷۰) ... (۸۷۱) ... (۸۷۲) ... (۸۷۳) ... (۸۷۴) ... (۸۷۵) ... (۸۷۶) ... (۸۷۷) ... (۸۷۸) ... (۸۷۹) ... (۸۸۰) ... (۸۸۱) ... (۸۸۲) ... (۸۸۳) ... (۸۸۴) ... (۸۸۵) ... (۸۸۶) ... (۸۸۷) ... (۸۸۸) ... (۸۸۹) ... (۸۹۰) ... (۸۹۱) ... (۸۹۲) ... (۸۹۳) ... (۸۹۴) ... (۸۹۵) ... (۸۹۶) ... (۸۹۷) ... (۸۹۸) ... (۸۹۹) ... (۹۰۰) ... (۹۰۱) ... (۹۰۲) ... (۹۰۳) ... (۹۰۴) ... (۹۰۵) ... (۹۰۶) ... (۹۰۷) ... (۹۰۸) ... (۹۰۹) ... (۹۱۰) ... (۹۱۱) ... (۹۱۲) ... (۹۱۳) ... (۹۱۴) ... (۹۱۵) ... (۹۱۶) ... (۹۱۷) ... (۹۱۸) ... (۹۱۹) ... (۹۲۰) ... (۹۲۱) ... (۹۲۲) ... (۹۲۳) ... (۹۲۴) ... (۹۲۵) ... (۹۲۶) ... (۹۲۷) ... (۹۲۸) ... (۹۲۹) ... (۹۳۰) ... (۹۳۱) ... (۹۳۲) ... (۹۳۳) ... (۹۳۴) ... (۹۳۵) ... (۹۳۶) ... (۹۳۷) ... (۹۳۸) ... (۹۳۹) ... (۹۴۰) ... (۹۴۱) ... (۹۴۲) ... (۹۴۳) ... (۹۴۴) ... (۹۴۵) ... (۹۴۶) ... (۹۴۷) ... (۹۴۸) ... (۹۴۹) ... (۹۵۰) ... (۹۵۱) ... (۹۵۲) ... (۹۵۳) ... (۹۵۴) ... (۹۵۵) ... (۹۵۶) ... (۹۵۷) ... (۹۵۸) ... (۹۵۹) ... (۹۶۰) ... (۹۶۱) ... (۹۶۲) ... (۹۶۳) ... (۹۶۴) ... (۹۶۵) ... (۹۶۶) ... (۹۶۷) ... (۹۶۸) ... (۹۶۹) ... (۹۷۰) ... (۹۷۱) ... (۹۷۲) ... (۹۷۳) ... (۹۷۴) ... (۹۷۵) ... (۹۷۶) ... (۹۷۷) ... (۹۷۸) ... (۹۷۹) ... (۹۸۰) ... (۹۸۱) ... (۹۸۲) ... (۹۸۳) ... (۹۸۴) ... (۹۸۵) ... (۹۸۶) ... (۹۸۷) ... (۹۸۸) ... (۹۸۹) ... (۹۹۰) ... (۹۹۱) ... (۹۹۲) ... (۹۹۳) ... (۹۹۴) ... (۹۹۵) ... (۹۹۶) ... (۹۹۷) ... (۹۹۸) ... (۹۹۹) ... (۱۰۰۰) ...

ناشر

ناشر

ناشر

وبطل النكاح فيهما والمرأة أمة وعلى حرا أحمد عليه الله ورحمها
عدم باطل ہے نکاح حد اور نکاح موقت اور اس عورت سے جس حال میں ہے امام نے دلیل کیا کہ اس نے لفظ نکاح کیا ہے

ولعلي بكاحها بنتي ولم يذكر فرقها
عدم جواز ہے نکاح کا لیکن کیا کہ یہ نکاح نہیں کیا ہے

نکاح حد اور نکاح موقت باطل ہے

تشریح اللغۃ: آپ حال ہی آئے کہ کوئی شخص عورت سے کہے کہ میں تجھ سے دس دن تک یا ایک مہینے تک تجھ سے حد کرتا ہوں تو میں نکاح حد کرتا ہوں یا کہے کہ میں ایک مہینے کے لئے تجھ سے نکاح کرتا ہوں تو یہ نکاح موقت کہلاتا ہے یہ دونوں صورتیں اصطلاح میں ان لفظوں کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں کہ نکاح موقت میں وقت کا لفظ ذکر کیا جاتا ہے اور حد میں ذکر نہیں کیا جاتا۔ صحیح صاحب نے یہ ترجمہ باندھا ہے کہ نکاح موقت کا باطل ہونا اس کی وجہ سے ہے کہ اس میں وقت کا ذکر ہے اور حد میں ذکر نہیں ہوتا اس لئے یہ کہنا کہ نکاح حد میں وقت کا ذکر نہیں ہوتا اس لئے نکاح حد صحیح ہے یہ درست نہیں ہے بلکہ حد میں بھی وقت کا ذکر ہوتا ہے جو نکاح حد میں ہے وہی نکاح موقت میں ہے کہ نکاح حد اور نکاح موقت دونوں باطل ہیں اور یہ کہنا کہ نکاح حد صحیح ہے اور نکاح موقت باطل ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ نکاح حد کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باطل قرار دیا ہے اور نکاح موقت کو تو سب ہی نے باطل کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے نکاح حد کو حلال کہا تھا لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکاح حد کو حرام کہتے تھے اور اس کے حلال ہونے سے رجوع کر چکے تھے چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اس طرح مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے فتوے تو دور دور تک پہنچ گئے اور لوگوں نے غلط باتیں بھی مشہور کر دیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ میں نے شاعر کے اشعار پڑھے

قد قلت قلتك فيما قال باطل ... يا صاح هل لك في فتوى ابن عباس
هل لك في رخصة الاطراف آنسة ... تكون مثواك حتى مصدر الناس

آپ نے فرمایا سبحان اللہ۔ لیکن میں نے تو اس کا فتویٰ نہیں دیا میرے نزدیک تو یہ حد باطل ہے جیسے مردار خون سور حرام ہے۔ ہاں اگر ضرورت ہو جیسے مردار کھانا حرام ہے لیکن اضطرار کی حالت میں کھا لینے سے کسی کو عذاب نہیں ہوتا اور حلال کہنے کے حرام کہنا اور حرام کہنے کے حلال کہنا بڑا ہے۔ اسی طرح حد کے ہر ایک حصہ کا حلال ہونا جائز سمجھنا حرام ہے اور قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ حضرات حنفیہ میں سے کرخی نے حد کو حلال جانا ہے مگر یہ بات غلط ہے کسی کرخی کا قول اس کے خلاف معتبر نہیں ہے اور نہ ہونا چاہئے۔

تنبیہ: صاحب ہدایہ نے امام مالک کی طرف حد کا صحیح کہا ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ امام مالک سے بھی اس کے جواز کا قول نہیں ہے سب کے نزدیک حرام ہے ہدایہ کے بعض شارحین نے ایک عبارت نقل کی ہے اور یہ پڑھا ہے کہ امام مالک کے نزدیک حد جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ہدایہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے اس لئے صاحب ہدایہ کی طرف یہ انتساب کرنے ہوئے کہ امام مالک کے نزدیک حد صحیح ہے صاحب ہدایہ کے ساتھ بڑی بے انصافی ہے امام مالک کا کوئی قول ہدایہ میں نہیں ہے اور نہ ہی کسی شرح کے اندر یہ انتساب ہے بلکہ یہ صاحب ہدایہ کے ساتھ بڑی زیادتی ہے اور ظلم ہے اور صاحب ہدایہ کی طرف سے یہ بات کہنا کہ امام مالک کے نزدیک حد صحیح ہے بالکل غلط ہے اور صاحب ہدایہ کے ساتھ بڑی زیادتی ہے کہ خواہ مخواہ ان کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں جس سے وہ بالکل بری ہیں۔

فوائد: قاضی صاحب نے قاضی کے دل میں ایک آدمی پر حملہ کیا کہ اس نے میرے ساتھ ظلم کیا تو امام صاحب کے نزدیک قاضی کا یہ خیال غلط ہے کہ اس شخص کو یہ عورت کیسے حلال ہو سکتی ہے کیونکہ عورت کا حاضر ہونا اور امام کا قاضی کے لئے ایک دلیل ہونا ممکن ہے کیونکہ گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اور قاضی نے فیصلہ میں غلطی کی ہے لہٰذا یہ فیصلہ غلط نہیں ہوگا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے نزدیک گدھے کے ساتھ جماع کی حرمت ہے کیونکہ حقیقت معدوم ہے گر فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ حلال ہو گیا۔

[1] مسلم، ابی داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، مؤطا امام مالک، مسند شافعی، مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی عوانہ، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ

باب الأولیاء والاکفاء

سب پرستوں اور اجنبیوں کے بیان میں

[illegible]

تشریح اللغة [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

ولا تضيرُ بكرٌ بالغةٌ على النكاح قبل استئذانها الولي فسكتت أو ضحكت فإنّ سكوتها ورضاها كما تقدم، لكن لو بكرٌ بالغة فزوجها الولي فسكتت أو ضحكت فإنّ سكوتها ورضاها كما تقدم، لكن لو بكرٌ بالغة فزوجها الولي فسكتت فهو إذنٌ وإن استأذنها غيرُ الولي فلا بدّ من القول كالثيب

اور کنواری بالغہ نکاح پر ولی کے اجازت مانگنے سے پہلے راضی ہو جائے تو اس کا راضی ہونا اور خاموش رہنا جیسا کہ پہلے گزرا، لیکن اگر کنواری بالغہ کا ولی اس سے اجازت مانگے اور وہ خاموش رہے یا ہنس پڑے تو اس کا خاموش رہنا اور ہنسنا اجازت ہے اور اگر اجازت مانگنے والا ولی نہیں ہے تو ثیبہ کی طرح زبان سے کہنا ضروری ہے

وسن ذلك بكرٌ بالغةٌ وحيضةٌ وهو مضيّ ثلاثة أطهار لمن تحيض وإلا فبالسن وهو بكرٌ

اور جس کی پاکی کے دن مقرر ہوں گے تو حیض سے اور جو حیض نہ آتا ہو تو عمر سے، اور وہ کنواری ہے

توضیح الفقہ اگر کنواری لڑکی بالغہ ہو جائے اور اس کا نکاح کسی شریر کفو میں کر دیا جائے تو وہ اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے۔

تشریح الفقہ قولہ: مجبور ولی عاقلہ بالغہ عورت کا ولی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا کیونکہ عاقلہ بالغ ہونے کی وجہ سے اپنا برا بھلا سمجھتی ہے حدیث میں ہے کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میرے والد نے میری مرضی کے بغیر میری شادی کر دی ہے آپ نے اسے اختیار دیا۔ [1] آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے"۔ [2] یہی مسلک امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا ہے کہ باپ کو بھی اپنی کنواری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرنے کا حق نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ باپ کو کنواری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرنے کا حق ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی دلیل میں سنن دارقطنی کی یہ روایت پیش کرتے ہیں "لیس للثیب امر دون ولیھا والبکر یزوجھا ولیھا ویستامرھا فان سکتت فھو اذنھا وان ابت فلا جواز علیھا" ثیب اپنے ولی سے زیادہ اختیار نہیں رکھتی اور کنواری کا نکاح اس کا ولی کرے گا اور اس سے اجازت لے گا اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہے اور اگر وہ انکار کرے تو اس پر کوئی جبر نہیں ہے۔ [3] اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ کنواری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرنے کا حق باپ کو حاصل ہے۔ [4] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ [5] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ [6] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [7] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [8] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [9] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [10] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [11] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [12] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [13] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [14] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [15] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [16] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [17] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [18] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [19] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [20] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [21] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [22] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [23] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [24] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [25] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [26] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [27] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [28] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [29] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [30] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [31] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [32] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [33] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [34] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [35] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [36] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [37] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [38] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [39] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [40] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [41] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [42] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [43] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [44] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [45] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [46] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [47] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [48] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [49] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [50] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [51] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [52] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [53] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [54] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [55] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [56] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [57] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [58] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [59] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [60] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [61] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [62] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [63] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [64] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [65] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [66] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [67] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [68] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [69] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [70] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [71] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [72] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [73] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [74] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [75] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [76] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [77] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [78] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [79] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [80] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [81] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [82] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [83] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [84] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [85] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [86] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [87] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [88] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [89] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [90] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [91] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [92] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [93] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [94] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [95] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [96] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [97] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [98] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [99] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [100] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [101] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [102] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [103] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [104] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [105] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [106] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [107] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [108] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [109] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [110] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [111] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [112] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [113] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [114] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [115] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [116] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [117] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [118] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [119] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [120] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [121] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [122] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [123] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [124] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [125] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [126] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [127] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [128] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [129] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [130] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [131] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [132] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [133] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [134] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [135] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [136] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [137] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [138] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [139] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [140] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [141] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [142] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [143] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [144] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [145] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [146] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [147] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [148] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [149] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [150] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [151] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [152] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [153] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [154] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [155] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [156] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [157] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [158] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [159] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [160] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [161] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [162] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [163] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [164] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [165] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [166] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [167] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [168] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [169] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [170] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [171] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [172] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [173] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [174] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [175] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [176] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [177] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [178] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [179] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [180] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [181] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [182] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [183] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [184] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [185] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [186] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [187] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [188] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [189] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [190] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [191] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [192] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [193] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [194] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [195] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [196] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [197] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [198] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [199] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [200] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [201] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [202] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [203] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [204] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [205] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [206] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [207] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [208] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [209] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [210] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [211] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [212] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [213] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [214] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [215] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [216] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [217] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [218] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [219] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [220] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح ہے۔ [221] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرجوح نہیں ہے۔ [222] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ [223] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [224] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ [225] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث مؤول نہیں ہے۔ [226] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض ہے۔ [227] اس حدیث کے جواب میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث معارض نہیں ہے۔ [228] اس حدیث کے جواب میں ائمہ ثلاثہ کی طرف سے کہ

(۲۱) قائم کا سکوت بوقت تزویج اصالہ بکر ہے (۲۲) کل از ایجاب کا نیب بن کر مشتری کا سکوت، صاحب طیب ہے بشرطیکہ ثیر عاقل ہو (۲۳) مولیٰ کا سکوت تزویج ولی معلوم ہونے کے وقت رضا شمار ہے (۲۴) وجہ کا زمین کو فروخت کرنا اور مشتری کا اس پر عاشق ہونا قرار ہے کہ وہ زمین مشتری کی ملک ہو جائے اسی طرح اس کو گلگش (۲۵) ایک شخص نے کسی ماکر کہا کہ میں نے اسباب خریدنے کو دیا اور ایک مدت مقرر ہوئی اس میں سودے کرتا رہا پھر بھی مالک خاموش رہا تو اس کا سکوت مستلزم رضا ہے (۲۶) شریک، شرکت کنان میں سے ایک کا یہ کہنا کہ اس بیماری کے میں عاشق ہوں یہ بیع ان اور دوسرے کا خاموش رہنا (۲۷) اس کی شرکت نہ ہوگی (۲۸) وکیل نے کہا کہ یہ چیز میں نے خریدی ہیں موکل خاموش رہا تو وہ چیز وکیل کی ہوگی (۲۹) حسن قائل کو ثیر فروخت کرتے۔ خلوکر دلی کا سکوت اذن ہے (۳۰) غیر کو اپنی مشک چلاتے دیکھ کر مالک کا سکوت۔ دعوے سے چھوٹنے والا صاحب نہ ہوگا (۳۱) مالک نے قسم کھائی کہ غلام سے خدمت نہ لوں گا غلام خدمت کرے لگا اور وہ خاموش رہا تو حانث ہو جائے گا (۳۲) اس نے بیٹی کو جہیز میں کچھ اسباب دیا اور باپ خاموش رہا تو باپ دینے کا مقر نہیں (۳۳) کہ بیٹی نے بیچ دی روح کے مطابق جہیز دیا اور باپ خاموش رہا تو اس کا حق نہ ہوگی (۳۴) مالک زید سے باندی کو بالشرط واپس کرنے کی شرط پر کسی کے حوالے کرنے اور واپس کرنے پر باندی مالک خاموش رہی تو مشتری زید کی ملک ہو جائے گی (۳۵) وقت قرأت تکبیر استاد کا سکوت انزال حق ہے (۳۶) اجازت عامیہ سکوت کا انکار ہے (۳۷) عزیزوں پر مرگیں خط کرتے وقت راوی کا سکوت صاحب (۳۸) قاضی سے شاہد کے عدالت کی کاروائی ہوئی خاموش رہا تو یہ شاہد کی تعدیل ہے۔ پہلے میں مسئلہ جائز ہے دوسرے میں نہیں اور بعد کے بیان شہادت کے مصنف نے زیادہ کیے ہیں۔ تحوی نے الشباہ کے حاشیہ میں پورا کیا اور اضافہ کیا ہے کل (۳۹) ان ہے ہیں۔ وهذه كلها مشهورة لا محصورة وقد نظم سبعا منها ابن الشحنة فقال۔

وحكم المرء اعطوا سكوت وقيلو ... له صورا مجموعها قد سادكر
من البكر في عقد و قبض صداقها ... وعقد بيوع ثم لا تتخير
كذا شاهد من بعد عقد و طالب ... واني قبض موهوب كطالبه تدكر
وعتقك شيئا عليه بقصه ... عبر له بالعمال تبرا تسطر
كوهبي وكيل بعد فعل موكل ... عب وبعض ده لا يوثر
وقبض مبيع لا يضر بفاسد ... وبالعيب عن البيع من هو مخبر
كما بيع عبد الوصي وصغير ... مشرها خيار المشتري فهو يهدر
وسالك طريق رأى بيع هدم ... وروج بعد توفوه بهناء وقدر
لصوم يوم واسر ثم بكر ... له ثم وله ثم لا تغير
بعقده من البيت لا تحدده ... كلا سكين قا والسكوت مقرر
وقول وكيل في شراء معين ... عصى لقد به له الملك يظهر
كذلك عتيب الثوب قرى ثم بكر ... كوضع متاع عند من هو ينشر
قبول الذي واقعد قد جعلته ... صحيحا وعقد الاجارة مؤمر
سكوت الذي امسى لها مفوضا ... ومجهول اسباب يباع فيحصر
وقيد بعض بالفيلد زيده ذا ... لكت عنه دعوة يقي محرر
زوجته او وكله او قريبه ... بحضرته بيع العقار يقرر
فيمنع دعواه و بعض بحضرة ... كزيه عن والتعرف يصدر
من المشتري شفرا فدونك حفظها ... بنظم حكاه بالنفاسة جوهر

(باقی ہے) اللہ سبحانہ تعالیٰ مرحوم خادم الشیخ پر غفار انعام کرے۔

مرتب فقیر کلیمی۔

والقول لها في السكوت والثيب للنكاح الصغير بالصغيرة والولي الخصومة
اور قول عورت کا معتبر ہے اگر وہ اختلاف کریں سکوت میں اور ولی کو اختیار ہے چھوٹے لڑکے کی نکاح کرے کا اور دونوں خصومت کرتے ہیں
ترتيب الأولياء فيها الفسخ بالنكاح في غير الأب والجد سوى الخصومة
وہ خصومت کی ترتیب پر اور ان کو اختیار ہے ہونے کے بعد بلوغ کے اگر باپ اور دادا کے علاوہ سے نکاح کیا ہو بشرطیکہ کفو ہو
وبطل بتكليفها إن خصم بكرًا لا بتكليفه عالم برضى ولو دلالة
اور ختم ہو جاتا ہے خصومت کی عورت سے اگر چپ رہی وہ لڑکا سے پس نہ کہ خیار کی تو سوچنے سے جب تک کہ راضی نہ ہو گی دلالۃ ہو
وعورضا قيل للصمت ولا ولاية لفاسق وصبي ومجنون وكافر على مسلمة وإن لم يكن لها عصبة فالولاية للإمام
اور راضی قیل خاموشی ہونے کے اور نہیں ہے ولایت فاسق اور بچہ اور مجنون اور کافر غلبہ مسلمہ پر اگر نہ ہو اس کے لیے عصبہ تو ولایت ہے حاکم کیلئے
ثم للأخ لأب ثم لابنه كذلك ثم للأم ثم لابنها الأقرب فالأقرب ثم للجد كالأب وللابنة والولاية للتزويج
پھر بھائی باپ سے کے لیے پھر بھائی بھی کے لیے پھر ماں کیلئے پھر بیٹا ماں کا اقرب کے بعد اقرب کم کے لئے اور بیٹی کے لئے تزویج کے
بعيبه لا لقرب مساه فقير ولا يفتى بعدوه دولتي فلمجلوبة الابن لا الأب
عیب کے لا قرب مساوی فقیر اور نہ فتویٰ ہو دولتی کے لئے مجلوبہ کے لئے بیٹا باپ نہیں

نکاح کرنے کا ولی قریب کی عصبہ محرم کو ہے اور اگر نہ ہو تو نکاح ولی قریب کے آگے سے اور دونوں عورت کا ولی اس کا نکڑا اور باپ ہے۔

توضیح الفاظ: الانکاح: نکاح کرانا۔ عصب: باپ کیجانب سے رشتہ دار۔ ارث: وارث ہونا۔

تشریح العقد: قولہ والقول الخ: اس میں اختلاف ہے مشہور کہتا ہے کہ مجھے نکاح کی خبر نہیں تو قول معروف ہی یہ ہے کہ نہیں میں ہے تو وکیل بنا اور بیہ کسی کے پاس نہیں تو اس صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا امام صاحب کے نزدیک جو قسم اور صاحبین کے نزدیک وکالت کی قسم کیونکہ تحلف اور قضائی صاحبین کے قول پر ہے۔

قولہ والولی الخصومۃ الخ: یہ نکاح کی دوسری قسم ہے جو باب ولایت میں عصبہ ثابت ہوتا ہے جیسے نکاح کیا باپ نے بیٹے کا پھر بیٹا باپ نے پوتا کا پھر پوتا دادا کا پھر بھائی پھر بیٹا بھائی پھر چچا پھر اعمام پھر بعد کے عصبات پھر ذوی الارحام امام مالک کے یہاں باپ کے علاوہ اور دادا کے علاوہ اور کسی کیلئے ولایت نکاح نہیں ہے اگر چچا یا کسی کا نکاح باپ دادا کے علاوہ نے کیا تو بلوغ کے بعد لڑکی کو اختیار ہوگا چاہے نکاح باقی رکھیں اور چاہے فاسخ کے ذریعہ فسخ کرا دیں امام ابو یوسف کے نزدیک اختیار نہیں ہے وہ باپ اور دادا پر قیاس کرتے ہیں۔ کہ اگر باپ دادا نکاح کرائے تو ان کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں ویسے ہی باپ دادا کے علاوہ دوسرے اولیاء کو بھی اس کا اختیار نہ ہوگا طرفین یہ فرماتے ہیں کہ باپ دادا کے علاوہ دیگر اولیاء میں اتنی شفقت کامل نہیں ہوتی جتنی باپ دادا میں ہوتی ہے لہٰذا ان کے عقد کو ناقص قرار دیا جائے گا۔ ان کے حق میں عقد کامل واقع ہو جائے گا اس لئے لڑکی کو فسخ کرنے کے حق کا اختیار ہوگا۔

قولہ فلو بعد ان اگر قریبی ولی موجود نہ ہو تو بعید ولی ابعد کے لئے انکاح کر دیا ہے پھر اگر قریبی ولی آ جائے تو دونوں ابعد کا کیا ہوا نکاح باطل نہ ہوگا کیونکہ ولی ابعد کا کیا ہوا نکاح اس وقت کا ہے جب ولایت کے ساتھ ہے۔ پھر متاخرین کے ہر دو ولی اقرب کا بعید مسافت سفر شرعی دور ہونا مستحب ہے مصنف نے اسی کو اختیار کیا ہے علامہ شلبی نے کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔

غرضب نعمہ اللہ گنگوہی۔

فَصْلٌ فِي الْأَكْفَاءِ مِنَ الْكَفْءِ عِنْدَهُمْ فَرْقٌ الْوَلِيُّ وَرِضَاءُ الْمَتْنِ كَالْكُلِّ وَقَالَ شَهْرٌ وَنَحْوُهُ رِضَاءُ

(فصل کفو میں ہے کفو سے مراد ہے برابر کا ہونا اور ان کے نزدیک ولی اور عورت کی رضامندی کل کی رضامندی کی مانند ہے اور مہر، نفقہ کرنا بھی ہے

لَا الْحُكُوكُ وَالْكَفَاءَةُ لَيْسَتْ مِنَ الْفَرَائِضِ الْأَكْفَاءُ وَالْعَرَبُ الْكُفَاءُ وَحُرَّةٌ وَبِنْتُ

(کفو کا ہونا اور کفاءت فرض نہیں ہے اور عرب کے لوگ ہے ہیں کفو ہیں اور عربی لونڈی آزاد عورت اور اسلام کے لحاظ سے

رَئُوفٍ فِيهِمَا كَالْأَبِ وَدِيَانَةٌ وَمَالٌ وَحِرْفَةٌ وَلَوْ عَفَتْ عَنْ مَهْرِهَا فَلِلْوَلِيِّ لَمْ يُفَرِّقْ

اور باپ دادا ان میں کفو ہیں جو مال دار اور پیشہ ور ہیں اگر عورت مہر معاف کر دے تو ولی کو اختیار نہیں ہے کہ تفریق کرا دے

بَيْنَهُمَا وَبِرُوْجٍ بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ وَمَنْ لَا حَسَبَ لَهُ وَلَمْ يَجُزْ ذَلِكَ لِلْأَبِ وَالْجَدِّ

باپ کو قبول کرلے اور اگر کوئی اپنے کو کفو نہ سمجھے تو اس کا نکاح پھیر دے اور جو باپ دادا کے حسب کا نہ ہو تو باپ دادا کے لیے جائز نہیں ہے

تشریح الفاظ: قولہ فصل فی الاکفاء کفو کی جمع ہے جس کا معنی "کفاءۃ" برابر کے ہونا ہے۔ باب نکاح میں کفاءت سے مراد ایک خصوصی برابری ہے جس کا اعتبار مرد کی جانب سے ہوتا ہے کیونکہ شریف عورت کا کمتر مرد سے نکاح پر راضی ہونا عار کا موجب ہوتا ہے۔ اور یہ فضیلت کے لیے ہے واجب نہیں کہ اس کی مخالفت عورت کے لیے مناسب فراق ہوتا ہے جس کیلئے کفو کی فراش یا عورت ہونا شرط نہیں لہٰذا کفاءت کا اعتبار نکاح میں ہوتا ہے بعد میں نکاح کے وقت عورت کے برابر ہونا اور بعد میں اس سے کمتر ہو جانے سے نکاح فاسد ہو جائے تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ کفاءت کا اعتبار نکاح کے وقت ہوتا ہے بعد کو نہیں۔ یعنی اگر کوئی عورت کسی سے نکاح کرے اور عورت کو اسلام معلوم ہو اور بعد میں وہ مرد اسلام سے پھر جائے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ نکاح صحیح ہو یا فاسد۔ اور اگر دونوں کو کفاءت کا علم ہو اور عورت کو نکاح کے بعد اس کی رضا کا علم ہو تو یہ بھی ہوگا کہ عورت کو اختیار نہیں تو دونوں کو اس نکاح کا حق ہوگا اور نہ عورت کو۔

قولہ **الکفاءۃ** صاحب نے چھ چیزوں میں کفاءت کا اعتبار کیا ہے (۱) نسب کیونکہ لوگ نسب پر فخر کرتے ہیں پس قریشی[1] میں ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔ باقی عجمی یا موالی دوسروں کے برابر ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیا تھا۔ حالانکہ آپ ہاشمی ہیں اور حضرت عثمان امیہ ہیں۔ کہا گیا۔ اور حضرت علی نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا تھا حالانکہ آپ ہاشمی ہیں اور حضرت عمر عدوی ہیں۔ لہٰذا عجمی کے سوا باقی عرب آپس میں ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔ صاحب ہدایہ نے اسی پر اعتماد کیا ہے کیونکہ لوگ اس مسئلہ میں مشہور ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ تمام عرب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ کفو ہونے کے لیے نسب میں یہی کافی ہے۔ البتہ بعض لوگ عربوں کے مساوی ہیں۔

قولہ **دیانۃ** کفاءت نسب کا اعتبار فاسقوں کے لئے نہیں صرف عربوں کے لئے ہے۔ یعنی عجمی اپنے نسب کو صالح کر چکے ہوں فاجر نہ ہوں تو اسلام میں برابری ہو جاتی ہے۔ پس جو شخص خود مسلمان ہوا آزاد ہوا اس کی بہت سی نسبتیں ہیں جن کا آپ مسلمان ہونا، آزاد ہونا اور اس جیسی عورت کا مساوی ہونا ہے جس کا آباء و اجداد مسلمان ہیں مگر تحریر میں اسلام کا اعتبار صرف باپ دادا تک ہے یعنی دو پشت کی آزادی اور اسلام یہ دونوں چیزیں آزادی اور اسلام کے برابر ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نسب تمام ہو جاتا ہے۔ (۴) **دیانت**۔ غایۃ البیان میں ہے کہ دیانت سے مراد یہ ہے کہ پرہیزگاری ہے اس میں بھی مساوات ہوتی ہے۔ کیونکہ جو پرہیزگار ہے وہ بدکار کے برابر نہیں ہے۔ ہاں صالح عورت فاسق، فاجر مرد میں کفاءت نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔ امام کے یہاں اس کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق فروعی مسئلہ سے ہے یا یہ کہ وہ نکاح قبول ہو کر بے اصل ہو جاتا ہے۔

قولہ **وحرفۃ** یعنی پیشہ میں برابری ہو یعنی جولاہا، حجام، دباغ صرافی، اور کپڑا بیچنے والے (درزی) کفو نہیں ہیں۔ اختلاف ہے بعض نے ایک کو دوسرے کا کفو قرار دیا ہے۔ بعض نے اس کی نفی کی ہے۔ بعض میں یہ ہے کہ شوہر پیشہ ور عورت کی کفاءت کے لئے کفو ہے۔

(۱) قریشی کی بھی چند قسمیں ہیں جن کا ذکر کتب فقہ میں موجود ہے۔

پڑھ کر ہو تو دونوں کا گھر سے جمع ہونا مستحب ہے۔ (۲) بیشتر مسلمات یہ کہ لوگ شریف بیٹیوں کی فکر کرتے ہیں پس خاوند کو وہ سب کچھ کرنا چاہیے جو اس کی شرافت کا تقاضا ہے ظاہر الروایہ یہی ہے۔ لیکن حسن کی امام ابو یوسف کی مخالف پر دلیل یہ ہے کہ گر پہلے مقابلہ پر اس کی تحقیر ہوئی ہو تو بعد میں تحقیر ہونا بہت تفاوت کا مقتضی نہیں۔ کفاءت ثابت ہو جائے گی۔

فصل (فصل) اپنی بالغ کے لئے اختیار ہے دوسرے بچے کی نابالغ کا نکاح پہلے ہو جائے۔ اور اگر دونوں نے اختیار کر دیا پہلی کا نکاح ہے اگر کرے

ونکاح الصغیر والصغیرۃ من الاب والوصی والجد ولیس للاخ والام ولایۃ فی النکاح الا ان یزوجہ السلطان او یاذن لہ الاب فی التزویج وللاخ ولایۃ التزویج عند عدم الاب والجد وللعم ولایۃ التزویج عند عدم الاخ

اور نابالغ یا نابالغہ کا نکاح باپ وصی باپ کے اور دادا کے صحیح ہوتا ہے اور بھائی اور ماں کو نکاح میں ولایت نہیں ہے مگر یہ کہ بادشاہ نکاح کرے یا باپ اجازت دے اور بھائی کو ولایت نکاح کی ہے باپ اور دادا کے نہ ہونے کے وقت اور چچا کو ولایت نکاح کی ہے بھائی کے نہ ہونے کے وقت

والصغیرۃ	نکاح	الا او	مخالف	بقولین	لابیہ

موقوف نہیں رہتا اور جو فعل غیر عورت نے نکاح کا کیا ہے وہ موقوف ہوتا ہے جائز کرنے والے کے مخالف کرنے والا ہے یہ کہ بالغی کہہ دے

توکیل نکاح و تولیہ و کفایت

تشریح المتن قولہ ونکاح الصبی الخ بالغی اور نابالغ کا نکاح آزاد کی عبارت پر موقوف ہے۔ یہ کلام مدبر و مکاتب اور ام ولد پر بھی صادق ہے جیسے فضولی "وہی نکاح کرے جو دوسرے کی ملکیت پر موقوف ہو" یہ کلام شامل ہے اس کے بیان فضولی کے جملہ تصرفات داخل ہیں یہ کلام اس سے بھی بالکل روایت کیا ہے۔ کیونکہ عقد کی وضع حکم کے ثبوت ہوتی ہے اور فضولی ثبوت حکم پر قادر نہیں ہوتا لہٰذا یہ تصرف داخل ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ ایجاب آپس کا صدور ایک محل سے بدلل ہوتا ہے اور اس کے ہوتے کے ابائی حق نہ ہونے پر دلالت دیتا ہے ہوگا کہ موقوف ہو جائے گا اور فضولی کو ثابت حکم پر قادر نہیں کرتا کیونکہ عقد دو طرفین سے صرف ہوتا ہے جیسے بیع ثابت ظاہر میں حکم ہوتا ہے۔

قولہ واذا وقف الخ شرح عقد سے عرفاً جواب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص مجلس عقد میں موجود نہ ہو اس کی نسبت پر ایجاب موقوف رہے گا اب جواب حاصل ہو جائیگا۔ مثلاً ایک عورت نے کہا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ فلاں (غائب) سے شادی کروں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے فلاں عورت سے شادی کرنی تو یہ جواب فلاں غائب کے قبول کرنے پر موقوف ہوگا۔ نکاح حاصل ہو جائیگا۔ یہاں تک کہ آدمیوں غائب کو اگر اطلاع ہو جائے تو وہ اسے مسترد کر دے تو اب کوئی نکاح نہ ہوگا۔ اور اگر وہ اس عورت کے اس کلام کے جواب کو سنا تھا اور اس کا فعل سے سکوت ہوا تو اس سے اگر وہ اس عورت سے شادی کرنا چاہے تو یہ جائز ہے۔ اس پر فضولی کے مسئلہ کو قیاس کرلو۔ پوری تفصیل طرفین کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اس سب صورتوں میں عقد موقوف ہوگا۔ حاصل اختلاف یہ ہے کہ غائب سے مجلس عقد کا قبول ہونا یا ایک جانب سے اصیل اور دوسری طرف سے وکیل ہونا یا ایک جانب سے وکیل اور دوسری طرف سے اصیل ہونا یا ایک جانب سے اصیل اور دوسری طرف سے وکیل ہونا ملاقی کے درجہ ایک جائز ہے۔ اور گزشتہ دوں طرف سے فضولی ہونا یک جانب سے فضولی اور دوسری طرف سے اصیل ہونا طرفین کے نزدیک جائز نہیں ہے بعد الاجازت سب محل ہو جائیگا۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے۔ لہٰذا ایجاب موقوف ہوگا۔

قولہ واما صغیر الخ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو کسی عورت سے میرا نکاح کر دے مجلس عقد میں دونوں نے ایسا ہی کیا تو یہ عقد کس کا ہوگا تو امر یہ ہے کہ اگر عورت نے پہلے اس کو وکیل کیا تھا تو وکیل کا ہوگا۔ ورنہ عورت کی طرف سے فضولی ہوگا۔ اور اگر مرد نے پہلے اس کو وکیل کیا تھا تو مرد کا ہوگا۔ ورنہ مرد کی طرف سے فضولی ہوگا۔ اور اگر دونوں نے پہلے کسی کو وکیل نہ کیا تھا تو عقد موقوف ہوگا۔ اور اگر دونوں نے ایک ہی مجلس میں ایک ہی شخص کو وکیل کیا تھا تو عقد اسی کا ہوگا۔ اور اگر دونوں نے دو مختلف مجلسوں میں ایک ہی شخص کو وکیل کیا تھا تو عقد موقوف ہوگا۔ اور اگر دونوں نے دو مختلف شخصوں کو وکیل کیا تھا تو عقد موقوف ہوگا۔ اور اگر دونوں نے ایک ہی شخص کو وکیل کیا تھا تو عقد اسی کا ہوگا۔

(۱) بعض نسخوں میں لکھا ہے کہ ایجاب عورت سے صادر ہو اور قبول مرد سے ہو تو یہ ضروری نہیں۔ فضولی کے متعلق ہونے سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ایجاب موقوف ہونا عقد کا ہے۔ ثبوت حکم کا نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ عقد کامل ہونے سے پہلے ایجاب موقوف ہوتا ہے۔ کیونکہ ایجاب کا موقوف ہونا عقد کا ہے ثبوت حکم کا نہیں۔ منہ

دوسری عورت سے نکاح کرے تو اس صاحب کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ آخر نے لفظ امرأۃ مطلق بولا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ باندی امرأۃ کا ایک فرد ہے۔ صاحبین کے نزدیک جائز نہیں۔ کیونکہ مطلق سے مراد کامل فرد متعارف ہے۔ یعنی آزاد کیونکہ باندی کو ہدیہ کرنا ابو الیقظان نے صاحبین ہی کا قول اختیار کیا ہے اور اسبیجابی نے شرح مختصر الطحاوی میں کہا ہے کہ فتوی کے لئے صاحبین کا قول احسن ہے۔

باب المَهْر

باب مہر کے بیان میں

صَحَّ النِّكَاحُ بِلَا ذِكْرِهِ وَنَفْيُهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ فَإِنْ سَمَّوْا لَهَا أَقَلَّ مِنْهَا لَزِمَتْ وَلَهُ أَنْ يُطَلِّقَ قَبْلَ الدُّخُولِ بِلَا شَيْءٍ وَالْمُتْعَةُ بِالطَّلَاقِ قَبْلَ الْمَوْطِئِ وَالْخَلْوَةِ بِالْمُنْقَطِعِ

نکاح ہے بغیر ذکر مہر کے اور نفی مہر کی دس درہم ہے پس اگر مہر مقرر کیا عورت کے لئے دس درہم سے کم تو لازم ہوگا اور شوہر کو اختیار ہے کہ طلاق دے عورت کو قبل صحبت کے بغیر کچھ دینے کے اور متعہ طلاق کا قبل صحبت کے اور خلوت کا منقطع ہونے سے

تشریح اللغۃ قولہ باب المہر۔ مہر کا لفظ اور اس کی جمع مہور ہے۔ کیونکہ مہر کسی چیز کا عوض ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے عورت کے ساتھ صحبت کا انتفاع حاصل ہوتا ہے۔ منتقر حلبی نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور نکاح بلا وجود تقدیر کے صحیح ہوتا ہے۔ لہذا یہ ہبہ میں ہے کہ مہر کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ صداق لفظ صفیہ اجر اور رقت طلاق اور عطاء۔

قولہ صح النکاح الخ نکاح صحیح ہے اگر چہ مہر کو ذکر نہ کیا ہو یا اس کی نفی کر دی ہو۔ کیونکہ نکاح محض انضمامی کا نام ہے جس کے معنوی مفہوم میں مال داخل نہیں۔ آیت "لا جناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ" سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بالفعل مہر طلاق کا متحقق ہو سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ طلاق کا تحقق نکاح صحیح ہی پر ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ صحت نکاح ذکر مہر پر موقوف نہیں پھر شرط کیا ہے۔ اتقوا اللہ الذی تسئلون بہ والارحام۔"

قولہ واقل المہر عشرۃ دراہم کم سے کم مقدار مہر کے نزدیک دس درہم ہیں اور امام مالک کے نزدیک ربع دینار یا تین درہم امام شافعی و احمد فرماتے ہیں کہ جو چیز عقد بیع میں ثمن بن سکتی ہے وہ مال نکاح میں مہر بن سکتی ہے۔ کیونکہ ہر عورت کا ثمن ہے۔ پس جس مقدار پر دونوں راضی ہو جائے وہی مہر ہے دارقطنی وغیرہ مرفوعا بطریق ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ "مہر دس درہم سے کم نہیں ہوتا" سوال حافظ زیلعی نے کیا ہے کہ "یہ روایت بالکل ضعیف ہے" ابو حنیفہ کا یہاں ہے کہ عبدالرزاق عبدالرزاق متروک الحدیث ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کی حدیثیں سب موضوع اور جھوٹی ہیں۔ جواب اول تو یہ روایت کثرت طرق کے سبب سے جبکہ حسن تک پہنچتی ہوئی ہے اس لئے لائق حجت ہے۔ دوم یہ کہ شیخ جمال الدین زیلعی نے شرح بخاری میں علامہ ابوعلی سے اس کی تحسین نقل کی ہے۔ کیونکہ یہ روایت دوسرے طریق سے بھی مروی ہے۔ جس میں کوئی کلام نہیں۔ سوم یہ روایت میں ہے کہ "ایک انصاری نے حضور سے عرض کیا کہ میں نے فلاں عورت سے نکاح کر لیا اگر چہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے" حضور نے فرمایا "تو کچھ نکاح کر لا اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو" نیز حضور کا ارشاد ہے کہ "جس نے اپنی عورت کے مہر میں ستو یا کھجور دیدی تو اس نے ولی کو حلال کر لیا" نیز آپ نے فرمایا "طلاق دو۔ سوال ہوا یا رسول اللہ طلاق کیا ہے؟" آپ نے فرمایا "جس پر اہل طاقتی ہو جائیں۔ اگر چہ پانچ درہم قیمت کی شاخ ہی ہو۔" حالانکہ یہ سب کی الگ الگ پیداوار کی شاخ ہے اور اتنے ستو کھجور کی قیمت دس درہم نہیں ہو سکتی۔ جواب اول تو پہلی روایت کے علاوہ یہ روایتیں ضعیف ہیں۔ دوسرے یہ کہ مہر مثل پر محمول ہے۔ کیونکہ عرب کی یہ عادت تھی کہ اہل طاقت دس کچھ ادا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابن عباس

(۱) ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن یسار مطلبی مدنی تابعی (۲) ان کی حدیث ابوداؤد ۱۰۱۱ ابن ماجہ ۱۸۷۹ ابن حبان ۱۲۷۴ حاکم ۲۷۴۰ ابن ابی شیبہ ۱۷۱۱۱ ابویعلی

ان ہر ایک کا حق دوسرے متعلق ہے کہ اس کے حق کو ادا کرے اور اس کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے ان کا ساتھ رہنا ممکن نہ رہے اور ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے۔

وإن لم يسلم حتى قبض مهرها ثم أسلم وهي في عدتها فلها المهر في قولهم جميعا. وكذلك إن كان أسلم قبل أن يقبض مهرها ثم قبضت مهرها ثم أسلم وهي في عدتها فلها المهر في قولهم جميعا. وإن كان أسلم قبل أن يقبض مهرها ثم قبضت مهرها ثم أسلم بعد انقضاء عدتها فلا مهر لها في قولهم جميعا.

وإن أسلم وأسلمت معه في العدة أو بعد انقضاء العدة فهما على نكاحهما الأول ولا يحتاجان إلى تجديد نكاح ولا إلى شهود ولا إلى ولي. وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها. وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها.

وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها. وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها.

وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها. وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها.

وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها. وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها.

وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها. وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها.

وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها. وإن أسلم أحدهما قبل انقضاء العدة وأبى الآخر أن يسلم حتى انقضت العدة فقد بانت منه بتطليقة ولا سبيل له عليها.

تو وہ النکاح ایک شخص نے عورت سے بوعوض ہزار درہم اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کو شہر سے باہر نہ لے جائے گا پس کہے کہ میں نے اس نکاح کو قبول کیا اگر اس شوہر نے وعدہ خلافی کی اور ایک ہزار ایک درہم دیا تو عورت کو ہزار درہم پورے ملیں گے کیونکہ عورت پر راضی ہے بوجہ مثل واجب ہوگا۔ کیونکہ عورت تو صفت ملتوت ہی ہوئی ہے پر کسی پر راضی نہیں لیکن آخری صورت میں مہر مثل ہزار سے بڑھ جائے گا اور ایک ہزار سے کم نہیں کر سکتے۔

وَلَوْ نَكَحَهَا عَلَى هٰذَا الْعَبْدِ وَعَلَى هٰذَا الْمُكَاتَبِ فَخَرَجَ الْعَبْدُ وَهُوَ حُرٌّ فَلَهَا مِائَةُ دِرْهَمٍ وَلَوْ خَرَجَ الْمُكَاتَبُ فَلَهَا قِيمَتُهُ

اگر نکاح کیا عورت سے اس غلام پر اور اس غلام پر تو حکم ہوا جائے گا مہر مثل کو اور کھوٹے پر یا گھٹیے پر تو واجب ہوگا روپیہ یا اسکی قیمت

وَعَلَى ثَوْبٍ أَوْ خَمْرٍ أَوْ خِنْزِيرٍ أَوْ عَلَى هٰذَا الْحُرِّ فَلَهَا فِي هٰذِهِ الْوُجُوهِ مَهْرُ مِثْلِهَا وَلَوْ سَمَّى عَلَى هٰذَا الْعَبْدِ فَإِذَا هُوَ حُرٌّ فَلَهَا مِائَةُ دِرْهَمٍ

اور کپڑے پر یا شراب پر یا خنزیر پر یا اس پر کہ یہ آزاد ہے یا اس غلام پر اور وہ آزاد ہے تو واجب ہوگا مہر مثل

فَإِنْ اخْتَلَفَ الزَّوْجَانِ وَاخْتَلَفَا خَيْرٌ فَمَهْرُهَا الْأَقَلُّ وَفِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِ دَائِمًا يَجِبُ مَهْرُ مِثْلِهَا بِالْوَطْءِ

اگر مہر کہیں یا دو غلاموں کو اور ایک ان میں سے آزاد نکلا تو مہر صرف غلام ہوگا اور نکاح فاسد میں مہر مثل صرف ولی سے واجب ہوتا ہے

وَلَمْ يَرْضَ عَلَى الْمُسَمَّى وَبِنَفْسِ التَّسْمِيَةِ وَالْخَلْوَةِ وَمَهْرُ مِثْلِهَا يُعْتَبَرُ بِقَوْمٍ تَنْكِحُ نِسَاؤُهُمْ إِذَا اسْتَوَوْا جَمَالًا وَمَالًا وَبَلَدًا

اور اس پر راضی نہ ہوا مسمی پر اور نفس تسمیہ اور خلوت کا مہر مثل اسکے باپ کی قوم کی عورتوں سے قبیلہ دونوں برابر ہوں شرف میں مال میں

وَبِكَارَةً وَعَصْرًا وَعَقْلًا وَدِينًا فَإِنْ لَمْ تُوجَدْ فَفِي الْأَجَانِبِ وَضِعُ حَسَنِ الْخُلُقِ الْمُوَافِقِ

اور کنواری ہونے میں اگر نہ پائی جائے تو پھر اجانب سے اور ولی کا حاضر ہونا صحیح ہے

وَلِلطَّالِبِ زَوْجُهَا أَوْ وَلِيُّهَا وَلَهُمَا مَنْعُهُ مِنَ الْخُرُوجِ وَالْإِسْوَاجِ لِلْمَهْرِ دُونَ وَطْئِهَا

اور مطالبہ کرے عورت شوہر سے پاؤں سے اور عورت روک سکتی ہے دل سے اور باہر لے جانے سے اور شوہر کے گھر بیٹھنے سے مہر کی وجہ سے کہ شوہر ولی کر لیگا۔

مہر مثل واجب ہونیکی صورتوں کا بیان

تشریح الفقہ۔ قولہ وان تزوجها الخ اور اگر نکاح کیا اس غلام پر یا اس غلام پر یعنی مہر میں ایسی دو چیزوں کا نام لیا جو قیمت میں مختلف ہوں تو مہر مثل واجب ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک ان میں جو اقل ہو وہ دیا جائیگا۔ کیونکہ اقل متیقن ہے اور اگر مہر میں کسی مجہول غلام کا نام لیا اور اسکی صرف جنس بیان کی نوع بیان نہیں کی مثلاً یوں کہا کہ گھوڑے پر نکاح کرتا ہوں تو شوہر کو اختیار ہوگا چاہے ادنیٰ قسم کا گھوڑا دیدے۔ اور چاہے اعلیٰ قیمت کا دیدے۔ اور اگر مجہول الجنس ہو مثلاً یوں کہے کہ کپڑے پر نکاح کرتا ہوں یا کسی حرام چیز پر مہر بنایا ہو جیسے شراب اور خنزیر وغیرہ یا مہر میں کسی ایسی چیز کی صرف اشارہ کیا جو مہر میں نہیں ہو سکتی ہو مثلاً وہ اسکے خلاف ظاہر ہو مثلاً کسی نے کہا کہ میں اس سرکہ پر نکاح کرتا ہوں یہ دیکھا تو وہ شراب تھی یا کہا کہ میں اس خنزیر پر نکاح کرتا ہوں یہ دیکھا تو وہ آدمی تھا تو ان صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک تسمیہ نہیں ہوا۔ بلکہ مہر مثل واجب ہو جائیگا۔

قولہ وان اختلف الخ اگر مہر میں دو اشیاء میں سے ذکر کیا گیا مثلاً کہ ان میں سے ایک آزاد تھا۔ تو امام اعظم کے نزدیک عورت کا مہر وہی ایک غلام ہوگا جو اقل ہے۔ اقل مہر مثلاً دس درہم کے برابر ہو اور دو درہم پورے کئے جائینگے۔ مثلاً غلام سات درہم کا ہے تو تین درہم دیکر پورے کئے جائینگے اور ابو یوسف کے نزدیک عبد و غلام ہونے کا اور آزاد کی قیمت ہوگی تک دیکھا جائیگا کہ آزاد غلام ہوتا تو اسکی کتنی قیمت ہوتی کیا وہ قیمت بھی دی جائیگی۔

قولہ وفی النکاح الفاسد الخ نکاح فاسدہ وہ ہے۔ جس میں شروط صحت میں سے کوئی شرط مفقود ہو مثلاً دو گواہ نہ تھے یا مہر کا ذکر نہ کیا۔ یا مہر قبول کرلیا۔ نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرلیا۔ ایک تک کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح کرنا۔ جو تین عورت کی عدت میں پانچ ہیں سے شامل

(قاعدہ) حقوق زوجین میں سے جو حق زوجہ کا زوج پر ہے اس کا بیان قاعدہ [illegible] میں ہے اور جو حق زوج کا زوجہ پر ہے اس کا بیان قاعدہ [illegible] میں ہے۔ [illegible] قاعدہ [illegible] قاعدہ [illegible] قاعدہ

ولو اختلفا في قدر المهر فهو كما يسميه الزوج أو يتحالفان ويفسخ القاضي النكاح بطلقة بائنة ولو اختلفا في أصل التسمية بأن ادعى أحدهما تسمية المهر دون الآخر فالقول لمن ينفي التسمية ولو اختلفا في قدر المهر بعد الدخول فالقول قول الزوج مع يمينه إلا أن يزيد على مهر نسائها أو على ما ادعته وإن اختلفا قبل الدخول فالقول قول الزوج مع يمينه إلا أن يدعي أقل من مهر نسائها أو أكثر من ما سمى لها فإن مات أحدهما فالقول قول الورثة أو قول الحي منهما أنه لا يعلم وإن اختلفا في متاع البيت فما يصلح للرجال فهو للرجل وما يصلح للنساء فهو للمرأة وما يصلح لهما فهو للرجل

اگر اختلاف کریں زوجین مقدار مہر میں تو حکم یہ ہے کہ جو شوہر کہے وہی معتبر ہوگا اور اگر اختلاف کریں اصل تسمیہ میں یعنی ایک کہے کہ مہر مقرر ہوا تھا اور دوسرا کہے کہ مقرر نہیں ہوا تھا تو جو تسمیہ کا منکر ہو اسی کا قول معتبر ہوگا اور اگر اختلاف کریں مقدار مہر میں بعد دخول کے تو بھی قول شوہر کا معتبر ہوگا مگر یہ کہ بیوی مہر مثل عورتوں اپنے خاندان کی سے زیادہ مانگتی ہو یا جو مقدار شوہر کہتا ہے اس سے زیادہ مانگتی ہو اور اگر اختلاف کریں قبل دخول کے تو قول شوہر کا معتبر ہوگا مگر یہ کہ بیوی مہر مثل عورتوں اپنے خاندان کی سے کم مانگتی ہو یا جو مقدار شوہر کہتا ہے اس سے زیادہ مانگتی ہو اور اگر مر جائے ایک زوجین میں یا دونوں تو قول معتبر ہوگا ورثہ کا یا قول اس کا جو ان میں سے زندہ ہو کہ میں نہیں جانتا اور اگر اختلاف کریں متاع بیت میں تو جو چیز عورتوں کے لائق ہو وہ عورت کی ہوگی اور جو چیز مردوں کے لائق ہو وہ مرد کی ہوگی اور جو چیز دونوں کے لائق ہو وہ مرد کی ہوگی

مقدار مہر میں زوجین کا اختلاف

تشریح: قولہ واذا اختلفا الخ اگر مہر کے سلسلہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کی چند صورتیں ہیں۔ اختلاف زوجین کی حیات میں ہو گا یا بعد الممات ایک کی موت کے بعد ہو گا۔ دونوں کی موت کے بعد بھی تعدد صورت اختلاف مہر کی مقدار میں ہو گا یا اصل مہر میں۔ ہر صورت میں اختلاف حالت قیام نکاح ہو گا، طلاق کے بعد طلاق قبل الدخول ہو گی یا بعد الدخول سو اگر زوجین کا اختلاف مقدار مہر میں بحالت قیام نکاح ہو تو طرفین کے نزدیک مہر مثل کا حکم ہو گا اور بہر حال جس کا شوہر ہوا اسی کا قول معتبر ہو گا۔ یعنی اگر مہر مثل شوہر کے دعوی کے موافق ہو یا کم ہو تو شوہر کا قول معتبر ہو گا بشرطیکہ بیوی کے دعوی کے موافق یا اس سے زائد ہو تو اس کا قول معتبر ہو گا۔ اسی قسم کے ساتھ۔ اور اگر زوجین میں سے کوئی ایک بینہ قائم کر دے تو بینہ قول کیا جائے گا بینہ مہر مثل کے موافق ہو یا موافق ہو۔ اور اگر دونوں بینہ قائم کریں تو عورت کا بینہ مقبول ہو گا اگر مہر مثل مرد کے موافق ہو۔ اور مرد کا بینہ مقبول ہو گا اگر مہر مثل عورت کے موافق ہو کیونکہ بینہ کی مشروعیت خلاف ظاہر کو ثابت کرنے کیلئے ہے اور صاف ظاہر جو ہوتا ہے کہ جس کے موافق مہر مثل ہو۔ ہو اور اگر مہر مثل دونوں کے دعووں کے درمیان ہو تو دونوں کا مہر مثل کا اعتبار کر دیا جائے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ہر صورت میں شوہر کا قول اس کی قسم کیساتھ معتبر ہے۔ اور اگر زوجین کا اختلاف مقدار مہر میں قبل از دخول اور طلاق کے بعد ہو تو متعہ دیا جائے گا بیس متعہ مثل جس کے موافق ہو گا اسی کا قول معتبر ہو گا اس کی قسم کیساتھ بشرطیکہ مہر کسی حد تک یعنی دس درہم دینار ہو اور اگر مہر کسی میں یعنی کسی چیز قیمتی ہو تو تقویم متعہ مثل دیا جائے گا اور اگر کوئی بینہ قائم کر دے تو قبول کر لیا جائے گا۔ امام ابو یوسف کے نزدیک یہاں بھی ہر صورت میں شوہر کا قول معتبر ہے۔ مقدار مہر کی اتنی کمی کہ کم از کم مقدار نہ رہے کہ اس کا ظاہر ہونا خلاف نہ ہو اور اگر خلاف ہو بحالت حیات اصل مہر میں ہو تو اس کا فرق ظاہر ہو جائے گا۔ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کی موت کے بعد اختلاف ہو تو اصل مہر میں۔ خلاف ہو یا اس کی مقدار میں ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو زوجین کی حیات کی صورت میں اختلاف کا حکم ہو گا۔ اور ایک کی موت سے مہر مثل ساقط نہیں ہوتا۔ اور اگر مختلف دونوں کی موت کے بعد مقدار مہر میں، تو امام صاحب کے نزدیک ظاہر ہے ورثہ کا تو ان کی قسم کیساتھ معتبر ہو گا قبل

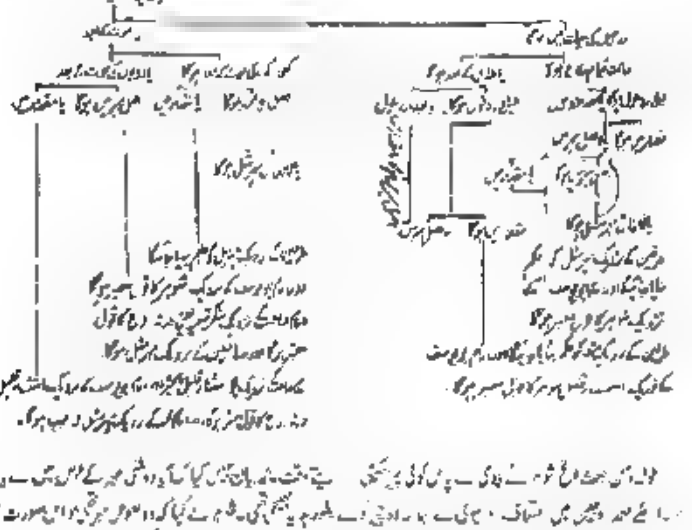

باب نکاح الرقیق

باب غلام کے نکاح کے بیان میں

لم يأخذ نكاح العبد والأمة وكتابته والمدبر وأم الولد والأبناء العبد فلينكح عبده وأمته بإذنه فإذا نكح جاز طلاق العبد وعدة الأمة طلقتان وعدة الحر ثلاث قروء وإن كانت الأمة تحت حر فعدتها حيضتان وإن كان العبد تحت حرة فعدته ثلاث حيض وإن كان تحت عبد فحيضتان

آقا نے عبد اور امہ کا نکاح اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد اور ان کے بیٹوں کا نکاح نہیں لیا ہے تو غلام اپنے غلام اور باندی کا نکاح کر دے اگر آقا کی اجازت سے نکاح کیا ہے تو طلاق غلام کے ہاتھ میں ہے اور باندی کی عدت دو طلاق ہے اور آزاد کی عدت تین قروء ہے اور اگر باندی آزاد کے نکاح میں ہے تو عدت دو حیض ہے اور اگر غلام آزاد عورت کے نکاح میں ہے تو عدت تین حیض ہے اور اگر غلام باندی کے نکاح میں ہے تو عدت دو حیض ہے

وإن أعتقها قبل أن يدخل بها فلا عدة عليها وإن أعتقها بعد ما دخل بها فعدتها عدة الحرة وإن أعتقها وهي حامل فوضعت ولدا فقد انقضت عدتها وإن أعتقها وهي حامل فوضعت ولدا ميتا فعدتها ثلاثة قروء وإن أعتقها وهي حامل فوضعت ولدا ميتا فعدتها ثلاثة قروء وإن أعتقها وهي حامل فوضعت ولدا ميتا فعدتها ثلاثة قروء

اور اگر آقا نے باندی کو آزاد کر دیا قبل اس کے کہ اس سے ہم بستری کرے تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے اور اگر ہم بستری کے بعد آزاد کیا ہے تو عدت آزاد عورت کی ہے اور اگر حاملہ کو آزاد کیا ہے اور اس نے بچہ جنا ہے تو عدت ختم ہو گئی اور اگر حاملہ کو آزاد کیا ہے اور اس نے مردہ بچہ جنا ہے تو عدت تین قروء ہے اور اگر حاملہ کو آزاد کیا ہے اور اس نے مردہ بچہ جنا ہے تو عدت تین قروء ہے اور اگر حاملہ کو آزاد کیا ہے اور اس نے مردہ بچہ جنا ہے تو عدت تین قروء ہے

وإن أعتقها وهي حامل فوضعت ولدا ميتا فعدتها ثلاثة قروء وإن أعتقها وهي حامل فوضعت ولدا ميتا فعدتها ثلاثة قروء وإن أعتقها وهي حامل فوضعت ولدا ميتا فعدتها ثلاثة قروء

اور اگر حاملہ کو آزاد کیا ہے اور اس نے مردہ بچہ جنا ہے تو عدت تین قروء ہے اور اگر حاملہ کو آزاد کیا ہے اور اس نے مردہ بچہ جنا ہے تو عدت تین قروء ہے اور اگر حاملہ کو آزاد کیا ہے اور اس نے مردہ بچہ جنا ہے تو عدت تین قروء ہے

توضیح مسئلہ: رقیق غلام، عبد، باندی، امہ غلام اس آقا کی طرف سے فریدا ولاء ملکیت کی اجازت حاصل ہو، امہ کا عقد، رام، جمع حرام، حرۃ آزاد عورت، حیض ہر ماہ ایک مرتبہ ہونے والا عیب، عدۃ عورت کا خاص شرعی مکان میں رکنا۔

تشریح الفقہ: تو باب اس نکاح کی اہلیت رکھنے والوں کے نکاح کے احکام بیان کرنے کے لئے ان لوگوں کے نکاح کے احکام بیان کر رہا ہے۔ جن میں نکاح کی اہلیت نہیں ہے جیسے بندی غلام وغیرہ۔ یعنی کوئی عورت نکاح کرنے اور جس میں غلام مقرر کرے تو غلام جمع بن سکتا ہے۔ اس فاعلہ باب الجمع کے ساتھ منہ سبعہ بالکل واضح ہے۔

تو ہے: لفظ لم عدم جہاد سے مراد عدم نفاذ ہے۔ یعنی ہمارے نزدیک غلام، باندی، مکاتب، مدبر، ام ولد کا نکاح ان کے آقا کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوتا۔ آقا کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ امام مالک کے نزدیک غلام کا نکاح جائز ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ جب غلام مطلق کا مالک بنے تو نکاح کا بھی مالک ہوگا۔ ہماری دلیل آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانی ہے۔

تو ہے: فلینکح الخ عبد غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا۔ آقا نے غلام سے کہا کہ تو طلاق دیدے تو آقا کا یہ کہہ اس کا نکاح موقوف کو جائز نہیں نافذ کرتا ہے کیونکہ طلاق وہی نکاح صحیح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر آقا نے کہا اس کو طلاق دیدے یہ شرط اسے تو بغیر نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا مقصد عقد نکاح کو باقی رکھنا ہو اور عقد صحیح پر بحال رکھا جائے گا۔

تو ہے: فإذا نكح الخ آقا کا اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دینا نکاح صحیح اور نکاح فاسد دونوں کو شامل ہے پس اگر غلام نے کسی عورت سے نکاح فاسد کر لیا اور وہی بھی کر لی تو غلام کو جدا کر دیا جائے گا۔ حالانکہ یہ کہنا کہ یہ اجازت ذکورہ میں

[illegible]

وَلَوْ أَعْطَى [illegible] وَلَوْ رَهَنَهُ جَازَ وَلَوْ كَفَّتْ بِلَا إِذْنِ الْمَوْلَى ضَمِنَتْ

[illegible]

بِخِيَارٍ فَلَوْ رَضِيَ فَهُوَ كَالْبَيْعِ وَلَا لَهَا وَمَنْ وَهَبَ لَهُ وَلَدٌ فَوَلَدَتْ فَأَخَذَهُ

[illegible]

ثَبَتَ نَسَبُهُ وَصَارَتْ أُمَّ وَلَدٍ وَعَلَيْهِ قِيمَتُهَا لَا عُقْرُهَا

ولا لهما ولد ودخلوا بها فجاء كذبوا الاب حال عصمه ز روج ماذا لو لصد
اور جو کی نسبت ہو، اور اگر طلاق دینے والے باپ سے یہ کہا جائے کہ تو نے جھوٹ بولا ہے اور کہہ دیتے ہیں کہ باپ کے جھوٹ کا گناہ لڑکی پر ہوگا
لم تعلم ثم بلده وكذب الشهر لا الصبية ولد فحد حرة قلف بلد وهما عقله على
تو اس کی عدم علم تسلیم ہوگی اور مہر واجب ہوگا، لیکن لڑکی پر نہیں، اور اگر لڑکی نے کہا کہ میرا باپ جھوٹ بولتا ہے
بالاب فعل فسد النكاح والولاء لها ولو به نفى بالعكس لا بعكسه ولو قالا له
باپ کے کہنے پر، اور لڑکے نے کہا کہ میرا باپ جھوٹ بولتا ہے تو نکاح فاسد ہوگا، اور عورت لڑکے کے ذمہ مہر ہوگا، اور ولاء لڑکی کو ملے گی، اور اگر لڑکے نے کہا کہ میرا باپ جھوٹ بولتا ہے تو نکاح فاسد نہیں ہوگا، اور ولاء باپ

لڑکا ہے جس کی ولاء حاصل ہوئی ہے۔ اس صورت سے باپ بیٹے کے بل کا، مگر ضعیف اور ساقط ہوگئی۔ لب بنا، ہے ایک باپ پر صرف، دوسری کی نسبت واجب ہوگی۔ اور پوتی قسمت واجب نہ ہوگی۔ ہم بتا چکے ہیں کہ ایک غیر واجب ہوگا

فائدہ: اس مسئلہ میں چھ صورتیں ہیں۔ کیونکہ جب باپ کے دی کرنے سے عاقل کے پہلے ہیں اور باپ کا انکار ہوئی کرے تو یا صورتیں ہیں بیٹا باپ کی تصدیق کرتا ہے کہ بیٹا باپ کے ساتھ بیٹا کفل دعوی کرتا یا خاموش رہے گا ۲ ایک کی پکڑ ہو صورتیں ہیں۔ موجود یا مدعی اولی یا مدعی ثانی یا کفیل۔ ان صورتوں میں سے ہر ایک کی پکڑ تیں صورتیں ہیں۔ بیٹا کفیل باندی کا مالک ہوگا یا اس کے ساتھ کوئی شریک ہوگا یا باندی بیٹے اور باپ کے درمیان مشترک ہوگی۔ ان اڑتالیس صورتوں میں سے ہر ایک کی پکڑ دو صورتیں ہیں۔ یا تو باپ دولت کا اہل ہوگا یا نہ ہوگا تو کل صورتوں کا مقتضیٰ ۹۶ ہے۔ فکام کے لئے معلومات کی طرف رجوع کرو۔

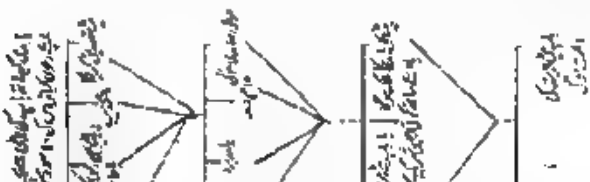

قولہ: اور وہ جنایت اور آزمیٹے نے اپنی باندی کا نکاح اپنے باپ کے ساتھ کر دیا تو اس سے پیدا ہوا تو وہ باندی باپ کی ام ولد ہوگی۔ کیونکہ باپ بچہ کا لانے کے ذریعہ سے پیدا ہوا ہے۔ کہ ملک کے ذریعہ سے اس واسطے کہ جب ہر حیثیت سے بیٹا ملک ہے تو اس باپ کا باس ہوا۔ کیونکہ اور باپ ام ولد ہوئی تو اس کا نکاح کیسے ہے باپ پر صرف مہر واجب ہوگا۔ بچہ کی قسمت واجب نہ ہوگی۔ اور بچہ آزاد ہوگا۔ یہ نکاح اس کا بھائی اس کا مالک ہوگیا۔ اور قرابت کیونکہ سے ملوک آزاد ہو جاتا ہے

قولہ: اور اگر ایک آدمی نے کسی غلام کے نکاح میں کسی لونڈی نے اپنے شوہر کے آقا سے کہا کہ اس کو میری طرف سے ایک ہزار درہم پر کے عوض میں آزاد کر دے۔ آقا نے آزاد کر دیا تو عورت پر ہزار درہم لازم ہو گئے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک فاسد نہیں ہوتا۔ اس اختلاف کی اصل یہ ہے کہ ان کے نزدیک آزادی آقا کی جانب سے ہوتی ہے اس لئے تبرع ہوا آقا مرد کو پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ آقا اس حق سے رجوع کر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک آزادی عورت کی جانب سے ہوتی ہے اس لئے تبرع ہوا عورت کو پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ آقا اس حق سے رجوع نہیں کر سکتا ہے اور یہ بیع ہوگئی۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ملکیت کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اس اصل کی وجہ سے امام زفر فرماتے ہیں کہ آقا مرد سے ہوا ہے۔ کیونکہ ملکیت کو اپنی طرف سے ادا کرتا ہے۔ اور آدمی جس کا خود مالک نہ ہو اس کا ادا کرنا کیسے صحیح ہے لہٰذا صحیح۔ صاحبین کی جانب سے ہوا اس لئے نکاح باقی رہا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں ادا کا طریق اختلاف ہوا ہے۔ کیونکہ آقا کی جانب سے صحت حق جیسے ملکیت ثابت ہے گویا عورت نے حق کیا کہ ایک ہزار کے عوض میں ملکیت طلب کی ہے۔ اس کے بعد اپنی طرف سے آزاد کر دیا علم کیا ہے۔ اس صورت سے آزادی عورت کی طرف سے ہوئی اور ادا آقا کی طرف سے ہوئی اور جب ملک ہوئی تو نکاح فاسد ہو گیا کیونکہ ملک نکاح اور ملک یمین دونوں کا جمع نہیں ہوتا ہاں اگر عورت لفظ خلع کہہ کر مہر یہ کہے کہ میری طرف سے آزاد کر دے تو نکاح فاسد نہ ہوگا۔ کیونکہ اب عورت ملک نہیں ہوئی اس صورت میں وہ کا مقتدر ہوئی ہوگا یا لفظ آزاد کرنا ہوتی ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک یہ مسئلہ اور پہلا مسئلہ دونوں برابر ہے۔

باب نکاح الکافر

باب کافر کے نکاح کے بیان میں

تزوج كتابية بالمشرق او في جلها كتابي ولا فرق بينهم حل وطؤهم اسلما او ترافعوا الينا

نکاح کیا ایک کافر نے کتابیہ عورت سے مشرق میں اور یا ان کے ملک میں جو ہے پھر اسلام لے آئے تو حلال ہے ان کا آپس میں جماع کرنا

وان ثبت بينهما فرق بينهما ولا يكتم مرتد او مرتدة احدا والولد يتبع خير الابوين دينا

اور اگر ثابت ہو گئی ان دونوں کے درمیان جدائی تو جدا کر دیا جائے گا ان دونوں کو اور نہ چھپائے مرتد اور نہ مرتدہ کسی کو اور بچہ تابع ہوگا ماں باپ میں سے بہتر دین والے کا

والمجوسي شر من الكتابي وان اسلم احد المجوسيين عرض الاسلام على الآخر فان اسلم

اور آتش پرست برا ہے کتابی سے۔ جب اسلام لے آئے ان میں سے کوئی تو پیش کیا جائے گا اسلام دوسرے پر اگر وہ بھی اسلام لے آئے تو ٹھیک ہے

والا فرق بينهما وبانائه طلاقي لا بقلبه ولو اسلم فاخلف لم

ورنہ تفریق کی جائے گی اور مرد کا انکار کرنا طلاق متصور ہوگا نہ کہ عورت کا انکار کرنا اگر سلام سے پہلے ان میں سے کوئی ایک دار الحرب میں تو

لم يبن حتى تحيض فان ولو اسلم زوج الكتابية بقي نكاحه

الگ نہ ہوگی جب تک کہ نہ حیض آ جائے اور اگر اسلام لے آیا کتابیہ کا شوہر تو اس کا نکاح باقی رہے گا۔

توضیح المفردات: شہد: جمع شاہد گواہ۔ مرتد: اسلام سے پھر جانے والا۔ مبتی: تابع ہونا۔ بکماد: انکار کرنا۔ التحق: جدا ہوگی۔

تشریح الفقہ: قدوری باب کا عنوان "کفار اور افراد مسلمین کے احکام نکاح بیان کرنے کے بعد نکاح کفار کا بیان کر رہا ہے۔ مصنف نے عنوان میں اضافت کا فرد کر کے بتلا دیا ہے کہ یہ باب کفار کے ساتھ مختص ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں جو "باب نکاح اہل الشرک" سے تعبیر کیا ہے یہ تعبیر نکاح کتابی کو شامل نہیں۔ ہمارے یہاں نکاح کفار کے سلسلہ میں تین اصول ہیں (۱) جو نکاح مسلمان کے یہاں صحیح ہے وہ کافروں میں بھی صحیح ہوگا۔ امام مالک اس کے خلاف ہیں۔ انکے یہاں صحیح نہیں۔ مگر قرآن و حدیث سے ان کے اس قول کی تردید ہوتی ہے "حق تعالیٰ نے "واحراله حملة الحطب" میں امرأة کی نسبت ابیب کی طرف فرمائی ہے۔ جو صحت طرف پر دلالۃ ہے صحت نکاح پر دال ہے۔ نیز حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میں نکاح سے پیدا ہوں کہ میرے "معلوم ہوا کہ قبل از اسلام نکاح صحیح تھا (۲) جو نکاح کسی شرعہ کے فوت ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے حرام ہو وہ کفار کے حق میں جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ سکے متعلقہ ہوں۔ جیسے کافر اگر تین کے مسلمان ہونے کے بعد برقرار رکھا جائے گا کیونکہ جب کفار مسلمان ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کے نکاح کی تجدید نہیں فرمائی بعد کسی سے استفسار فرمایا کہ تم نے نکاح کس طرح کیا تھا؟ جو نکاح حرمت جمع کیوجہ سے حرام ہو جیسے کوئی مسلمان کے ساتھ نکاح کرتا تو وہ بطلان اول سے نکاح باطل ہے۔ صاحب کے نزدیک ان کے حق میں جائز واقع ہوگا۔ اور مسلمان ہونے کے بعد عدت کا لحاظ لازم ہوگا۔ اگر ان کو کوئی رعایت دی جائے گی تو اس پر عمل جاری کیا جائے گا۔ مثلاً نکاح عراق کہتے ہیں کہ جائز ہوگا۔ دلالۃ اول صحیح ہوسکتا ہے۔

قدوری ترجمہ: کہ کافر نے کسی کافر مرد نے شاہدوں کے بغیر نکاح کیا یا حالت کسی کافر کی عدت میں تھی اس سے نکاح کر لیا پھر آ کر ہمارے یہاں جائز ہے اس کے بعد اسلام لے آئے تو قول امام ابو حنیفہ کے نزدیک نکاح نہ ہوگا۔ رکھے جائیں گے اور امام زفر فرماتے ہیں دونوں صورتوں میں نکاح فاسد ہے۔ اور صاحبین پہلی صورت میں امام صاحب کے ساتھ ہیں اور دوسری صورت میں امام زفر کے ساتھ۔ امام زفر یہ کہتے ہیں کہ نکاحات مثلاً آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے "انکاح الجاهلية" غیر مسلم کے حق میں عام ہیں بلکہ ان کو بھی

لازم ہوں گے قبل از اسلام جو ان سے تعرض نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ ان کے عقائد کی تقریر تصحیح مقصود ہوتی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ان سے اعراض کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ دیگر اعراض کفار کو ان کی بات پر باقی چھوڑا جاتا ہے۔ اسی لئے کہ بعد میں پیش آنے والے حوادث کی وجہ سے ان کا حکم بدل جاتا ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حرمت نکاح مرتد پر مرتب ہوگی۔ بخلاف حرمت نکاح بالشراء کے کہ یہ متلف پر ہرچند کہ دوام ملک اور اذن ابقاء ملک کو جائز کہتے ہیں مگر ہم نہیں کرتے۔ امام صاحب جب یہ فرماتے ہیں کہ کافر کیلئے حرمت کا ثبوت تو اس بنا سے ہو سکتا ہے کہ وہ اہل عقوبت ہے۔ کیونکہ کافر حقوق شرع کا مخاطب ہی نہیں بلکہ اس بنا سے ہو سکتا ہے کہ وہ زوج کافر کا اہل ہے۔ اس واسطے کہ وہ اس کا مستحق نہیں۔ لاحالہ نکاح صحیح جانبین ہوگا۔ اور حرمت نکاح ہوتا حالت اسلام حالت بقاء نکاح ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حالت بقاء نکاح کے لئے شہادت شرط نہیں۔ اور حالت بقاء کے منافی نہیں۔ اور اگر کافر نے کافرہ عورت سے نکاح کیا اور پھر اسلام لے آئے تو بالاتفاق ان کے درمیان تفریق کیا جائے گی۔ صاحبین کے نزدیک تو ظاہر ہے کیونکہ ان کے یہاں بقاء نکاح کا حکم کفار کے حق میں بھی داخل ہے۔ رہا امام صاحب کے نزدیک کفار کے حق میں نکاح کا حکم گو ثابت ہے تاہم حرمت حالت بقاء نکاح کے منافی ہے لہٰذا تفریق ضروری ہے۔

قولہ لان الخ مرتد کی عورت کسی کافر سے نکاح نہیں کر سکتی۔ مسئلہ ہوا کا رہا کیا یہ کیونکہ مرتد تو جب قتل ہے اس کو جو بہت ہی جلدی ہے وہ صرف اس لئے ہوتی ہے کہ وہ عود و فکر کرلے۔ اور تائب کرنے سے وہ حفاظت میں پڑ جائے گا۔ اسی طرح مرتدہ عورت کسی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ وہ بھی غور و فکر کی کے منتظر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ان کے درمیان مصالح نکاح کا قیام نہیں ہو سکتا حالانکہ نکاح ان شروعیت اس کی مصالح کے لئے قابل نظر ہوتی ہے۔

قولہ والولد الخ والدین میں جو کوئی دین کے اعتبار سے بہتر ہوگا بچہ اسی کے تابع ہوگا۔ اگر باپ مسلمان ہو تو باپ کا تابع ہوگا اور مسلمان قرار دیا جائے گا۔ اور ماں مسلمان ہو تو ماں کے تابع ہوگا اور اگر والدین کوئی اور کتابی ہوں تو پھر کتابی ماں ہوگا کیونکہ کتابی ہے بہتر ہے۔ اس واسطے کہ اس کتاب کا دین ہونے کے وجوہ کے اعتبار سے آسمانی ہے اسی لئے ان کا ذبیحہ حلال ہے اور کتابیہ عورت سے نکاح کی اجازت ہے بخلاف مجوسی کے کہ اس کا دین بالکل باطل ہے۔

قولہ والا مسلم الخ والدین کتابی ہوں یا مجوسی ان میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو قاضی بدستور پر اسلام پیش کرے گا اگر وہ قبول کر لے تو عورت اس کی بیوی رہے گی۔ اور اگر قبول نہ کرے تو قاضی ان کے درمیان تفریق کر دے گا امام شافعی فرماتے ہیں کہ اسلام پیش نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر قبل از دخول اسلام لایا تو قبل الدخول فرقت ہو جائے گی۔ اور اگر بعد از دخول اسلام لایا تو بغیر فیصلہ کے بھی تفریق کر دی جائے گی۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ زید بن صغیرہ کی سات اولاد تھی جو حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ میں تھیں اور سب کے سب اسلام لے آئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے درمیان تفریق کیں فرمائی ہیں تک کہ تفریق نہیں کیا۔ علاوہ حضرت عثمان نے اسلام قبول کیا راسی نکاح پر برقرار رہے[1] پھر قاضی کا تفریق کرنا طلاق بائن کے درجہ میں ہوگا۔ اگر شوہر نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اگر زوجہ نے انکار کیا تو طلاق کے درجہ میں نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں صورتوں میں طلاق نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس فرقت کے سبب میں زوج اور زوجہ دونوں شریک ہیں لہٰذا فرقت طلاق نہ ہوگی۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ شوہر کا اسلام سے انکار کرنا اس کے ماسوا سے ہے کہ حالانکہ وہ اسلام قبول کرنے کے درجہ زوجہ کو رکھنے پر قادر ہے۔ بخلاف زوجہ کے شوہر سے پہلو تہی کرنے میں کہ قاضی اس کو مجبور کر سکتا ہے اور جب قاضی مجبور کر سکتا ہے تو جب اس نے قبول نہ کیا تو فرقت طلاق کے درجہ میں ہوگی۔ بخلاف عورت کے کہ وہ طلاق کی اہل نہیں لہٰذا قاضی اس کی طرف سے نائب نہیں ہو سکتا۔

---

[1] مالک بن انس عن ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ۔

وَالْبَيْنُ الْمُفَارَقَةُ سَمِّيَ الْفُرْقَةُ لَا النَّسَبِ وَنِكَاحُ الْمُهَاجِرَةِ الْعَبْدَ بِلَا إِذْنٍ

اور بین کا لفظ ہونا سبب ہے حرمت کا نہ کہ قید کرنا اور شادی کرنا کی ہے مہاجر عورت کا اپنے غلام سے بغیر

وَرِضَاهُ وَحَبَسَهَا فَسْخٌ فِي الْحَالِ فَالْمُوَطُوْءَةُ الْمَهْرُ وَبِغَيْرِهَا نِصْفُهُ إِنْ لَمْ

اور ان میں سے کسی ایک کا مرد ہونا اپنی اپنی نکاح کا وہ چاہتا ہے پس موطوءہ کیلئے کل مہر ہوگا اور غیر موطوءہ کیلئے نصف اگر مہر مقرر ہو

وَإِلَّا فَالْمُتْعَةُ لَا وَالْإِبَاءُ نَظِيْرُهُ وَلَوْ لَحِقَتْ أَوْ أَسْلَمَا فَسْلِمَتْ مَعًا

اور اگر صورت مقرر نہ ہو جائے تو تبدیر نہ ملیگا اور انکار کرنا انکی تحریر ہے اور اگر دونوں مرتد ہونے کے بعد ایک ساتھ مسلمان ہو جائیں

لَمْ يَبِنْ وَبَانَتْ لَوْ أَسْلَمَا مُتَعَاقِبًا

تو عورت جدا نہ ہوگی اور جدا ہو جائیگی اگر اسلام لانے کے بعد دیگر ہے۔

توضیح المتن یعنی: قید کرنا حائل، غیر حاملہ، انکار کرنا الم تعین جدائی ہوگی متعاقبا یکے بعد دیگرے قسم مصنف رح دوگا۔

قولہ بین الدارین اگر زوجین میں سے ایک مسلمان ہو کر دار الحرب سے نکل آیا یا کسی کو قید کر لیا گیا تو ان دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ جدائی نہیں ہوگی۔ اور ان دونوں کو جدا کر دیا گیا تو جدائی نہ ہوگی۔ امام شافعی کے نزدیک جدائی ہو جائیگی حاصل یہ کہ ہمارے یہاں جدائی کا سبب تباین دارین ہے نہ کہ قید۔ اور امام شافعی کے نزدیک اس کا عکس ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ تباین دارین کا اثر انقطاع ولایت میں ہوتا ہے اور یہ وقت میں مؤثر نہیں۔ مخالف یعنی کے کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کو قید کیا گیا ہے وہ خاص قید کرنے والے کے لئے ہوتا ہے اسی وقت اولاد کے لئے ہے کہ جب نکاح منقطع ہو جائے اولاد کی بدل پر ہے کہ دارین کا اختلاف اور علماء دونوں اختلاف سے تباین ہونا مصنف رح نکاح کو ختم کر دیتا ہے۔ یہاں پر عورت کے مشابہ ہو گیا۔ (جس کا بیان اوپر گزر چکا) مخلوف یعنی کے کہ وہ سبب ملک رقبہ ہے۔ اور ملک رقبہ ابتداء نکاح کے منافی نہیں۔ لہٰذا بقاء بھی منافی نہ ہوگی۔

قولہ وبانت لو اسلما اگر کوئی عورت ہجرت کر کے دار الاسلام میں آ جائے اور حاملہ نہ ہو تو امام صاحب کے نزدیک وہ اپنے شوہر سے بلا عدت جدا ہو جاتی ہے۔ فوراً اس سے نکاح کر لیا جا سکتا ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک جب تک اس کی عدت نہ گذر جائے نکاح کرنا درست نہیں یہ حضرات اس کو حاملہ پر قیاس کرتے ہیں کہ جب تک وضع حمل نہ ہو اس وقت تک حاملہ سے نکاح درست نہیں۔ امام صاحب کی دلیل یہ آیت ہے "ولا تمسکوا بعصم الکوافر" اس میں بیان کیا گیا ہے کہ مطلق الاطلاق نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے پس اقتضاء عدت کیا تھا مقید کرنا زیادتی علی النص ہے۔

---

(۱) بخلاف ما لو کان الزوج ذمیا فاسلم بدار الحرب او حربیا فاسلم ثم دخل الینا فان نکاحه لا یرتفع بل یتوقف ان لم تسلم حتی تحیض ثلاث حیض فحینئذ یرتفع نکاحه منها۔

(۲) لان الاسلام یوجب الحرمة علی المسلم فلو قلنا بالفرقة لاجل الاسلام لکان ذلک ایجابا للحرمة علیه بغیر سبب فلا یجوز۔

(۳) ای لان الحرمة تحدث بعد دخول دار الحرب فلا تکون سببا لفرقة ثابتة قبل دخول دار الحرب فلا یجوز ان یکون سببا لها بغیر سبب فلا یجوز۔

(۴) ای کان الزوج ذمیا دخل دار الحرب فسبی فاسلم ثم دخل الینا فان نکاحه لا یرتفع بل یتوقف ان لم تسلم حتی تحیض ثلاث حیض فحینئذ یرتفع نکاحه منها۔

کتاب الایمان ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

كِتَابُ الرَّضَاعِ

هو مص الرضيع من ثدي الآدمية في وقت مخصوص وحرم به وإن قل في الثدي ظهرا من محرم بالنسب

دودھ پینے بچے کا کسی عورت کی چھاتی سے ایسا ان ایک خاص وقت میں اور ثابت ہو جاتی ہے اس رضاعت سے نسب کی وجہ سے حرام ہونے کے اگرچہ تھوڑا دودھ پیا ہو بچے نے

تشریح اللغۃ قولہ کتاب الرضاع کا اصلی مقصد تحصیل علم ہے نہ کہ تحصیل شہوت رانی اور بچہ کی بلا ضرورت دل میں بار بار حاضر ہونا ممکن ہے اس سے یہاں شبہ ہو گی کہ احکام کو ذکر کر رہا ہے اور ثبوت نہیں کیونکہ نکاح کا ثبوت ہے اور اثر دی ثمرہ ہے موقوف ہوتا ہے اس لئے الحق رضاع پر رضاعت کو لایا ہے۔ رضاع اور اصل، دونے لغۃ کیساتھ ہے اور رضاعت اور رضاع کسرہ کی بھی ہے (کتاب) جمع لغۃ در ہی ہے کہ جمع کا بار نہیں ہیں اور بچہ کیوں نہ ہے گو مرد بھی ہے، رضاعت میں، رضاع کسرہ کا اختیار کیا ہے اصباح میں ہے کہ رضاع اسم رضاعت اصل بھر کی لغت میں باب ضرب سے ہے اور اہل تہامہ اور اہل مدینہ کے یہاں باب ضرب سے ممکن ہے شرح ہدایہ سے علیحدہ میں ذکر کیا ہے کہ اس کا صحیح اہل باب علم سے ہے اور اہل بجد اس کو مصدر سے بولتے ہیں۔ وعلیہ قول الشاعر

یلم علیہ ربہ وہموا لنا الینا وہم یرضعونہ

کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ صاد میں تینوں حرکتیں جائز ہیں کیونکہ صاحب قاموس نے کہا ہے کہ یہ سمع وضع میں باب منع و ضرب و کرم۔

قولہ ہو مص الخ رضاع اخت کے اقسام سے ہے اس کی اصلی پہچان یہ ہے کہ عورت کی چھاتی سے دودھ کی دھار کا نکلنا ہو اور اس کی پہچان یہ ہے کہ بچے کے پیٹ میں دودھ کا پہنچ جانا منہ سے ہو یا کسی اور راستے سے ہو یہ کہ اس کے پیٹ میں دودھ کی شیشی وغیرہ میں نکال کر بچہ کے حلق میں ڈالا جائے تو اس سے بھی رضاعت ثابت ہو جائیگی گو چوسا نہیں پیا تو اس میں وصب اور سطع دونوں (یعنی چوسنے کے لئے جو حرکت اور نکالنے) میں کوئی فرق نہیں۔ چوسنا چونکہ بچہ کے کسب سے ہے اس لئے مصنف نے مص سے تعبیر کر دیا گویا صب بول کر مصب مراد لیا ہے جو صاحب حبر نے قویت بن بانک کہا ہے کہ چوسنا (مصنف) سے مشتق ہے کیونکہ صاحب قاموس نے مص کو شرب رقیق سے تعبیر کیا ہے اس نے مشاہدہ کے خلاف کی قید لگائی ہے اور اس لئے کہ کان بالا اصلیل وغیرہ میں دودھ نکالنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ الا یہ کی قید سے مراد وہ چوسنے کی حالت ہے کہ ان کے دودھ سے رضاعت ثابت ہوتی ہے اور اس لئے کہ ایک دودھ چوسنے والی بکری مطلق ہے لہٰذا اگر دودھ زندہ مردہ سب کو شامل ہے۔

قولہ وحرم الخ رضاعت کے سبب سے احکام، الحرمۃ نسب حرام ہو جاتی ہیں خواہ نسب سے حرام ہیں (جیسا کہ ذکر محرمات کے ذیل میں گذر چکا ہے) اگر چہ دودھ کم ہو یا زیادہ اور یہ عنایہ حضرت علی، ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر کا قول ہے اور امام شافعی اور امام احمد فرماتے ہیں کہ پانچ مرتبہ کم پیالیوں کے بغیر رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ ایک دو چوسنے کا ایک دوسرا چوسنے میں حرمت ثابت نہیں کرتا ہماری دلیل یہ ہے کہ آیت "وامہتکم اللتی ارضعنکم" اور حدیث "یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب" میں کوئی تفصیل نہیں اور خبر واحد سے زیادہ مقدار علی الکتاب جائز نہیں، رہی حدیث مذکور سو اس کا صحیح ہے اور رد کی تصحیح حضرت ابن عباس سے ثابت ہے "کسی نے آپ سے کہا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک چوسنا حرام نہیں کرتی آپ نے فرمایا یہ

[illegible] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی [illegible]

[illegible] عشر ذی الحجہ [illegible] اللہ صلعم والا مر علی ذلک [illegible] اللہ صلعم نے فرمایا کہ [illegible] آپ نے بعد میں حکم [illegible] سال ہے یہ قرآن [illegible] اور [illegible] قرآن کی مخلوق ہونے [illegible] اللہ صلعم

قرآن کی تدوین [illegible] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں [illegible] شافعی کے نزدیک ۲۰ سال امام زہری کے نزدیک تین سال بعض نے ۱۵ سال اور بعض نے چالیس سال بعض نے پوری عمر صحابہ تابعین سے امام [illegible] فرماتے ہیں کہ سال میں ایک سال سے دوسرے سال کی طرف [illegible] سال [illegible] اور [illegible] کی بعد [illegible] کی نکل [illegible] وحمدہ ولصلوٰۃ [illegible] شہر [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] مدت [illegible] قصر کے [illegible] مدت [illegible] بھیجیں نکل [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] دو چیزیں [illegible] کے مدت قرار [illegible] مدت [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] لقولہ علیہ [illegible] الفوۃ حطہ الی شہرین [illegible] پانچ [illegible] میں سے ہر ایک کی مدت [illegible] سال [illegible] مدت [illegible] نکل [illegible] مدت [illegible] نکل [illegible] حدیث سے

[illegible] مدت [illegible] میں [illegible] مدت [illegible] پوری [illegible] نکل [illegible] حدیث [illegible] ہیں کہ [illegible] اور [illegible] ہے کہ اس [illegible] مضمون [illegible] سے [illegible] عائشہ [illegible] حضرت صلعم سے [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] پوری [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] حضرت صلعم [illegible] پوری [illegible] کی [illegible] ہے جس [illegible] مدت [illegible] چاہئے جس [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] کے [illegible] مدت [illegible] کی [illegible] مدت [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] مدت [illegible] نکل [illegible] مدت [illegible] سے [illegible] مدت [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] مدت [illegible] نکل

تسمیہ علامہ زیلعی نے حضرت حسن کی روایت ذکر کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اگر صرف رضاع گندم سے ہو تو پھر بھی دودھ کے سوا غذا کی عادت ہو گئی تو حرمت ثابت ہو جائے گی ایک مرتبہ ثابت نہیں ہوتی اور اسی پر فتویٰ ہے یہ قول لائق اعتماد نہیں یونکہ اس بات کے وقوع تک تو یہ ظاہر مروایہ کو ترک کرنا ہے اور ظاہر مروایہ یہ ہے کہ مدت رضاع کے اندر بلا الاطلاق حرمت ثابت ہے

الا	ام	امه	وانثت	ابنه	وزوج	فوعلوه	ابنها	جدا	ابن	للرضيع

مگر رضاعی بہن کی ماں اور رضاعی بیٹے کی بہن اور شوہر اس دودھ کا جس کو دودھ اس سے پلایا ہے شیر خوار کا

وابنه	اخ	وبنته	ضئ	واخوه	هم	واخته	عمته	

اور اس کا لڑکا رضاعی بھائی اور اس کی لڑکی اس کی بہن اور اس کا چچا اس کا چچا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی ہے۔

تشریح لفظ قولہ علیہ السلام الخ قول سابق "حرم" سے استثناء ہے یعنی رضاعت کے سبب سے تمام وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو قرابت نسب کی وجہ سے حرام ہیں سوائے رضاعی بہن کی ماں اور اپنے بیٹے کی رضاعی بہن کے کہ یہ حلال ہیں کیونکہ نسبی بہن کی ماں تو اپنی ماں ہے اور اپنے باپ کی حوالہ ہے اور یہ دونوں حرام ہیں رضاعت میں یہ بات نہیں یعنی رضاعی بہن کی ماں نہ اپنی ماں ہے اور نہ باپ کی حوالہ ہے اسی سبب سے کہا گیا ہے اپنے بیٹے کی بیٹی بالغہ ہو گی بالاجماع رضاعت میں یہ بات نہیں وتخصیصا بحدیث "یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب" سے "الا ثلاث" وام اخت الابن (وغیرہ) کا استثناء کرتے ہیں اس پر الزام قائم ہوتا ہے کہ یہ تینوں نسبی کیونکر ہیں میں نکلی ہیں رضاعت سے حدیث کے عموم کی تخصیص لازم آتی ہے جواب یہ ہے کہ یہ تینوں صورتیں کی حرمت مصاہرت کے سبب سے ہے نہ کہ نسب سے اور معنی "انتقل ربیہ" میں تینوں صورتوں کو انتہائے "منی کیا ہے" ان کو حدیث نہ کور شامل ہی نہیں یہاں تک کہ تخصیص یا تخصیل لازم آئے۔

فائدہ: امام خلف اور اسلاف امت میں چھ رشتے داخل ہیں جن سے رضاعت میں اور نسب میں حرمت ثابت ہے میں حرمت نسبی صورتیں یہ ہیں۔

۱۔ بکر

زید بکر کی لڑکی ہے جو سعدی کی حقیقی بہن ہے اس کو سعدی کے حقیقی بھائی عمرو سے نکاح کر سکتا ہے۔

(۲) ماں رضاعی ہو اور بہن نسبی خلاد کی حقیقی بہن کو حافظ نے دودھ پلا کر اپنی لڑکی بنا لیا تو حافظ کیلئے خلاد سے نکاح کرنا درست ہے۔

یہ تصویر خالد اور زینب کی بھی ماں ہے نکاح کر سکتا ہے

(۳) بہن رضاعی ہو اور ماں نسبی جیسے عمرو کی رضاعی بہن رشید نے دودھ پلا کر اپنی لڑکی بنا لیا تو رشید کی نسبی ماں خالد کی رضاعی بہن ہے۔

زید کی رضاعی بہن رشید کی رضاعی ماں عمرو سے نکاح کر سکتا ہے۔

(۴) دونوں رضاعی بہنیں خالد رشید نے سعید اور عمرو اور حفص کا دودھ پلا کر لڑکے بنا لیا تو رشید کی رضاعی ماں نام عدل ہے دوسری تین اور ہیں یہ چار۔

(۱) ۔۔۔ وصال ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

(۷) نسبی بھائی کے کسی رضاعی بھائی مثلاً زید کے لیے خود عمرہ اپنے دودھ پلانے والی عورت کی ماں جو عبداللہ کی رضاعی ماں ہوئی ہے کے لئے حلال ہے

(۵) رضاعی بیٹے کی نسبی ماں مثلاً زید کا رضاعی باپ عمرہ کی نسبی ماں ہند کے لئے حلال ہے۔

(۶) رضاعی بیٹے کی رضاعی ماں بھی اس کے لئے حلال ہے جس کی تخریج مثال نمبر ۵ کے اعتبار سے آسان ہے۔

لیکن رضاعی بیٹے کی نسبی ماں بھی نسبی بہن بھی ہے جس کی تخریج مثال نمبر ۱ کے اعتبار سے آسان ہے۔

رضاعی کی نسبی ماں کی مختلف صورتیں ہیں

(۷) نسبی ماں رضاعی نانی بھی ہے۔

(۸) کبھی نسبی ماں رضاعی بہن بھی۔

(۹) کبھی رضاعی ماں اور رضاعی بھی ہے۔

ماموں کی اولاد کو بھی کبھی کبھی تمام حصہ مل جاتا ہے۔

(۱۱) ماموں نسبی بھائی اور رضائی بہن زید کے نسبی ماموں ہارون کو زید والدہ نے دودھ پلایا تو زید کے لئے ماموں کی وہ

زید حقدار ہے۔

زید اپنے نسبی ماموں ہارون کو رضائی ماں زبیدہ سے ملنے والا حصہ دلا سکتا ہے۔

(۱۲) ماموں رضائی ہارون اور نسبی ماموں زید کے رضائی ماموں کی نسبی ماں خلاں ہے۔

زید اپنے رضائی ماموں ہارون کو والدہ کا ملنے والا حصہ دلا سکتا ہے۔

(۱۳) دونوں رضائی ماموں تو زید کے رضائی ماموں کی رضائی ماں ہارون کے لئے حقدار ہے۔

زید اپنے رضائی ماموں ہارون کی رضائی ماں سے ملنے والا حصہ دلا سکتا ہے۔

بیٹے کی بھوپی کی تین صورتیں ہیں۔

(۱۴) بیٹا نسبی ہو اور پھوپی رضائی مثلاً زید کا حقیقی یا نسبی ہے اس نے اجنبیہ عورت خالدہ کا دودھ پیا جو خالد کی زوجہ ہے اور خالد کی بہن نسبیہ ہے تو زید کے لئے خالدہ حلال ہے جو حسن کی رضائی پھوپھی ہے۔

زید اپنے حقیقی بھتیجے حسن کی رضائی بھوپی خالدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

(۱۵) بیٹا رضائی ہو اور پھوپی نسبی مثلاً قاسم نے زید کا رضائی بیٹا ہے تو قاسم کی نسبی پھوپی زید کے لئے حلال ہے۔

زید اپنے رضائی بیٹے قاسم کی نسبی پھوپی سالمہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

(۱۶) دونوں رضائی بہن بھائی قاسم نے زید کی بیوی کے سوکھی اور اجنبیہ عورت کا دودھ پیا تو کریمہ کے خاوند کی کمسن زید لیے لئے حلال ہے یہاں تک ایسی صورتوں کا مفصل بیان تحریر ہو

زید اپنے رضائی بیٹے قاسم کی حقیقی پھوپی سے نکاح کر سکتا ہے۔

علامہ لکھنوی نے ذکر کیا ہے کہ ان دیوان سے شرح مقصود میں مسائل استنباط فقہ پر بھی توجہ دی ہے۔ مصنف کو کہتے ہیں کہ یہ اس کی کتاب کا خاصہ ہے۔ مصنف کرے مسائل کو ان کے اقسام کی حد بھیجنا کرنا کہ یہ میری کتاب کا خاصہ ہے۔ اس حد تک ایک سو گفتگو کرکے کہ یہ فقہی کتب کا خاصہ ہے۔ صاحب قدوری نے یہ نہیں کہا کہ یہ اچھا کرکے ہے کہ یہ میری کتاب کا خاصہ ہے۔ اس حد تک ہونا چاہیے کہ یہ میری کتاب کا خاصہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہر پڑھنے والے کو متون کے ساتھ بھی میری کتاب کا خاصہ ہے واللہ الموفق۔ کہیں تک ہے کہ انصاف تکمیل بالاحق الاکمل۔

قولہ (روح الخ) یعنی ہے مراد دودھ ہے کہ حمل کے ابتدائی ہونے پر دلالت کرتے سبب سے پیدا ہونے والا دودھ مراد اس عورت کا شوہر ہو جس کے دودھ آتا ہے یہ اس کا آقا ہو اس مثل میں دودھ کی دلیل حقیقی نہیں اتفاقی ہے مطلب یہ ہے کہ جب عورت سے بچہ کو دودھ پلایا تو اب اس کی ماں ہوئی اور اس کا شوہر بچہ کا باپ ہو گیا (فلا یحل لکل منھما موطوءۃ الاخر بشبھۃ۔ دودھ اس شوہر سے پیدا ہوا ہو، اگر دودھ پہلے شوہر سے ہو تو دوسرا شوہر بچہ کا باپ نہ ہوگا بلکہ وہ شبہ خود اس کا وارث ہوگا حتی حل ذلک الولد ولا یروج باولا ولا تتزوج من غیرھا)

ولحلِّ أختِ ابنِه رضاعًا وبنتًا ولا يحلُّ بنو رضيعِ لبنِ وبنِ فرعِه وولدُ فرعِها

اور حلال ہے بھائی کی رضاعی بہن اور نسبی بہن اور نہیں ہے حلال ایک چھاتی کے دودھ پر شریک ہونے والوں کے اور اس کی بہن کے اور بیٹے کے

وزوجِ ولدِها وعمُّ المغلوظِ بالطعامِ لا بالحرامِ

اور اصل کے بچے سے اور دیوران اور کھانے کے ساتھ غلیظ ہوا ہو دودھ حرام ہونے میں بہ کرنا

ويُعتبرُ الخالفُ بمأبوِ فوقَه لو قدرَ لبنِ شاةٍ لو بقربِه اخرى

اور اعتبار کیا جاوے گا خالب کا اگر دودھ میں پایا جاوے کسی دوسری عورت کے دودھ کے ساتھ تو غلبہ ہو

توضیح المفردات: حلّ حلت سے مشتق ہوتا ہے۔ لبن شیر خوار بچہ کی چھاتی۔ مرضعہ دودھ پلانے والی عورت۔ فحل خاوند، اصل مراد ہے۔ لبن دودھ۔

تشریح المتن: قولہ (حلّ الخ) رضاعًا کا تعلق "اخت ابنہ" سے مضاف سے بھی ہو سکتا ہے اور مضاف الیہ سے بھی اور مضاف و مضاف الیہ دونوں سے بھی ہو۔ اگر مضاف کیا تو رضاعت نے تعلق کی صورت میں ہے کہ اس کے نسبی بھائی کی رضاعی بہن ہو اور مضاف الیہ کیا تو تعلق کی صورت یہ ہے کہ اس کے متبنیٰ رضاعی بھائی کی نسبی بہن ہو۔ اور اگر مضاف و مضاف الیہ دونوں سے تعلق کیا تو رضاعی بھائی کی رضاعی بہن ہو۔ بنتًا کا تعلق بھی تینوں سے ہو سکتا ہے۔ ولا یحل ابنِ رضیعِ لبنِ فرعِ الخ۔ یہ جملہ بھی تینوں سے ہو سکتا ہے۔ اگر صرف مضاف الیہ سے ہو تو مضاف نسبی ہوگا یعنی دودھ شریک بھائی کے بیٹے سے نکاح حلال ہے۔ اگر صرف مضاف سے ہو تو مضاف الیہ رضاعی ہوگا یعنی رضاعی بھائی کے بیٹے سے نکاح حلال ہے۔ اگر دونوں سے ہو تو مضاف الیہ رضاعی ہوگا اور مضاف نسبی ہوگا یعنی رضاعی بھائی کے نسبی بیٹے سے نکاح حلال ہے۔ ولا یحل ابنِ رضیعِ لبنِ فرعِ الخ۔ یہ جملہ بھی تینوں سے ہو سکتا ہے۔ اگر صرف مضاف سے ہو تو مضاف الیہ رضاعی ہوگا یعنی رضاعی بھائی کے بیٹے سے نکاح حلال ہے۔ اگر صرف مضاف الیہ سے ہو تو مضاف نسبی ہوگا یعنی نسبی بھائی کے بیٹے سے نکاح حلال ہے۔ اگر دونوں سے ہو تو مضاف الیہ رضاعی ہوگا اور مضاف نسبی ہوگا یعنی رضاعی بھائی کے نسبی بیٹے سے نکاح حلال ہے۔ ولا یحل ابنِ رضیعِ لبنِ فرعِ الخ۔ یہ جملہ بھی تینوں سے ہو سکتا ہے۔ اگر صرف مضاف سے ہو تو مضاف الیہ رضاعی ہوگا یعنی رضاعی بھائی کے بیٹے سے نکاح حلال ہے۔ اگر صرف مضاف الیہ سے ہو تو مضاف نسبی ہوگا یعنی نسبی بھائی کے بیٹے سے نکاح حلال ہے۔ اگر دونوں سے ہو تو مضاف الیہ رضاعی ہوگا اور مضاف نسبی ہوگا یعنی رضاعی بھائی کے نسبی بیٹے سے نکاح حلال ہے۔

قولہ (الاصل الخ) کہ دو بچوں نے کسی ایک ہی عورت کا دودھ پیا تو دونوں بچوں میں بھائی بہن ہیں ان میں حرمت کی ہوئی صورت نہیں۔ لیکن اگر اس عورت کا خاوند ہو تو دونوں بچے "ابن" کی مثل میں داخل ہیں اور شریک بھائی ہیں اور اگر دونوں ایک شوہر سے ہوئے تو وہ ان باپ شریک بھائی ہیں ہیں اسی طرح شیر خوار لڑکی اور اس کی لڑکی کے بچے کے بارے میں حکم نہیں کیونکہ وہ دونوں رضاعی بہنیں ہیں۔ شیر خوار لڑکی اور اس کی لڑکی کے پوتے کے بارے میں بھی حرمت نہیں کیونکہ یہ پوتا بھتیجا ہوتا ہے

قولہ (لبن الخ) کہ دودھ کھانے کے ساتھ ملا ہوا مغلوب ہو مثلاً مصنف صاحب کے نزدیک اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

عدم تعین کے باوجود یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لعان کے لیے شوہر کا مرد ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کلام میں غالب کی تاکید ہوتا ہے۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ لفظ 'یعنی' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہ نوع ہیں جو اس کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔ اس لیے یہ مخصوص نہیں رہے گا کہ وہ مرد ہی ہو۔

تو امام صاحب کے نزدیک اگر کسی شخص کی بیوی یا کسی عورت کی دوسری عورت کے ساتھ ملتی جلتی ہو تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس کے ساتھ ملتی جلتی ہو۔ اس میں امام شافعی کا اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر پانچ میں سے پانچ چشم دید گواہ ایک ہی بچے کو دو عورتوں کے ساتھ ملا دیں تو وہ عورت ثابت ہو جائے گی جس کے ساتھ بچہ زیادہ مشابہت رکھتا ہو۔ ہمارے نزدیک اس صورت میں کسی عورت کے ساتھ بھی بچے کی مشابہت ثابت نہیں ہوگی۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ایک اور روایت امام صاحب سے بھی ہے کہ دونوں عورتیں بچے کی ماں ہوں گی۔ لیکن امام محمد کے نزدیک بچہ اس عورت کا ہوگا جس کے ساتھ اس کی مشابہت زیادہ ہوگی۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ جس شخص پر لعان کیا گیا ہے اس کی بیوی لاتنفی عنہ حملہ لاحتمال الحصول۔

ولان الظاہر ولعلمہ ضعیف لا لاحتمال وہی الرجل او وصف صریح حرمۃ

اور کیونکہ ظاہر اور علم ضعیف ہے کیونکہ اس کا احتمال کہ وہ مرد ہے یا کوئی اور وصف صریح حرمت ہے

والاصل للکبیرۃ ان لم یعدما والشبہۃ بضدہ وترجح بہ علی الکبیرۃ ان لعدمت والحد

اور اصل کبیرہ کا ہونا ہے اگر وہ معدوم نہ ہو اور شبہ اس کے برعکس ہے اور شبہ کبیرہ پر راجح ہے اگر کبیرہ معدوم ہو اور حد

وَلَا لَا وَيُثْبِتُ الْوَضَاحُ بِهِ يُثْبِتُ بِهِ الْمَالُ

اور نہیں اور وہ جو ثابت کرتا ہے اس سے جو ثابت کرتا ہے مال

شرح الکلام

تو اس میں لعان کو نوعی کو اور لڑکی کے دودھ سے اور مرد عورت کے دودھ سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مرد کے دودھ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ ثبوت کے سلسلہ میں اصل حرمت ہے اور اس کے ساقط ہونے کا دعویٰ اس وقت کیا جاتا ہے جب دوسرے سے حرمت ثابت ہو جائے۔ اور جب تک حرمت ثابت نہ ہو تو حرمت ہی کی رائے دی جائے گی۔ ہمارا کہنا ہے کہ مرد عورت کی طرح دودھ پلا سکتا ہے اس لیے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ سبب حرمت ہونا ثابت نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ تو ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سبب حرمت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ سبب حرمت ہونا ثابت نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ تو ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سبب حرمت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ سبب حرمت ہونا ثابت نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ تو ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سبب حرمت ہے۔

تو یہ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ شبہ ہے اور یہ شبہ اس کبیرہ گناہ پر راجح ہے جو اس کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ تو شوہر پر دو حد واجب ہو گئی کیونکہ اس نے دو عورتوں پر زنا کی تہمت لگائی ہے۔ اور صحابی ماں بچی ہو گئی۔ اور صحابی ماں بچی ہو گئی۔ اب اگر شوہر کبیرہ یعنی تہمت زنا کرنے کا مرتکب ہوا ہے تو اس پر حد واجب ہو گی۔ اور اگر شوہر کبیرہ یعنی تہمت زنا کرنے کا مرتکب نہیں ہوا ہے تو اس پر حد واجب نہیں ہو گی۔ اور اگر شوہر کبیرہ یعنی تہمت زنا کرنے کا مرتکب ہوا ہے تو اس پر حد واجب ہو گی۔ اور اگر شوہر کبیرہ یعنی تہمت زنا کرنے کا مرتکب نہیں ہوا ہے تو اس پر حد واجب نہیں ہو گی۔

[illegible]

کرنے کی وجہ ہوتا ہے اور یہاں رضاعت کا ثبوت ان کے ہوتا ہے جس سے دودھ ثابت ہوتا ہے اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں رضاعت کی گواہی دیں تو ہم ان کی گواہی سے رضاعت کا ثبوت ہونا بیان کرتے ہیں کیونکہ رضاعت کا ثبوت ہونا بیان کرنا یہ ہے ک

اور بری طلاق یعنی حسن بدعی کے اعتبار سے احسن ہے۔ فرمایا کہ پہلی طہر میں طلاق احسن ہے کسی روایت میں ہے کہ فقہاء صحابہ کا یہی فتویٰ ہے۔

وثلاثة في اطهار حسن وبدعي وثلاثا في طهر او بكلمة بدعي وغير الموطوءة تطلق واحدة وغير مدخول بها

اور تین طلاقیں تین طہروں میں دینا حسن اور بدعی ہے اور تین طلاق ایک طہر میں یا ایک کلمہ کے ساتھ بدعی ہے اور غیر موطوءہ کو ایک طلاق دے دینا حسن ہے

وتوقع على الاشهر فيمن لا تحيض وقبل طلاقها لغو الوعي وطلاق الموطوءة

گو دونوں صورتوں میں بدعی ہے لیکن جو عورت حیض نہ آتی ہو اس کی طلاق کا حکم مہینوں پر موقوف ہے۔ جس کو طلاق دینا بدعی کے ہم معنی ہے۔ موطوءہ عورت کو

حائضا يدعي فيرجعها ويطلقها في طهر اخر او قبل بموطوئه او ان ولا تحل بعد ثلاث للسنة

حیض میں طلاق دینا بدعی ہے اس لیے رجعت کرے دوسرے طہر میں طلاق دے یا کہے کہ میں نے اپنی موطوءہ کو تین طلاقیں دیں اس سے

وقع بعد كل طهر طلقة وان جامع في الكل الثالثة الواقعة كل شهر واحدة صحت وبطل

واقع ہوگی ہر طہر میں ایک طلاق اور اگر ہمبستری کرے درمیان میں تو وہ طلاق اس پر ہوگی جو اس کے بعد واقع ہوگی تیسری طلاق جو ہر مہینہ میں ایک واقع ہوئی ہے

طلاق كل زوج غائل بالغ ومكرها وسكران ولو هذا والمرض بالاشارة ولو اخرسا لا طلاق الصبي

طلاق دے شوہر کی وکالت بالغ اور مکرہ کا اور سکران کی اور بیمار کی اشارہ سے اگر گونگا ہو اور نہ طلاق نابالغ کی

والمجنون والنائم وسيد على عبده واعتبارا بالنساء طلاق الحرة ثلث والامة تنتي

اور دیوانے کی اور سوتے کی اور آقا کی اپنے غلام کی اور طلاق لونڈی پر دو طلاق کا اعتبار کرتے ہوئے ہے کیونکہ طلاق میں عورتوں کا اعتبار ہے آزاد عورت کی طلاق تین ہیں اور لونڈی کی دو

طلاق کی اقسام کا بیان

توضیح الطلاق: اس سے پیشتر طلاق کی کتاب السنۃ کے لحاظ سے زوجی طلاق کی دو قسمیں بیان کی گئی تھیں یعنی طلاق احسن اور طلاق حسن۔ اب یہاں طلاق کی تین قسمیں بیان کی جا رہی ہیں۔ احسن، حسن اور بدعی۔ احسن کی تعریف تو پہلے آ چکی ہے۔ حسن وہ طلاق ہے جو عورت کو تین طہروں میں دی جائے۔ بدعی وہ طلاق ہے جو حالت حیض میں دی جائے یا تین طلاقوں کو تین طہروں میں دینے کے باوجود ان کو ایک ہی مجلس میں یکجا کر دیا جائے۔ بدعی طلاق کی ایک اور قسم وہ ہے جو حالت طہر میں دی جائے لیکن اس طہر میں ہمبستری کر لی گئی ہو۔ ان تمام صورتوں میں طلاق دینے والا گناہ گار ہوگا۔ لیکن طلاق واقع ہو جائے گی۔ اس لیے اس کو بدعی طلاق کہا جاتا ہے۔ بدعی طلاق کی ایک اور قسم وہ ہے جو حالت طہر میں دی جائے لیکن اس طہر میں ہمبستری نہ کی گئی ہو۔ اس کو طلاق سنی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

تشریح الفاظ: قولہ وثلاث الخ طلاق حسن یہ ہے کہ تین طہروں میں علیحدہ علیحدہ تین طلاقیں دی جائیں جیسا کہ پہلے آ چکا ہے۔ جمہور اور عامۃ الناس کا یہی مسلک ہے۔ مصنف نے حسن کے ساتھ بدعی کا ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف طلاق حسن ہی بدعی اور طلاق احسن کی نہیں ہو سکتے۔ جب طلاق حسن بدعی ہو سکتی ہے تو طلاق احسن بطریق اولیٰ بدعی ہو سکتی ہے۔ بدعی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں مالک بے مقصد ہے کیونکہ وہ رجعت کر لیتا ہے اور رجعت کرنے میں اور نہ کرنے میں اصل کا فرق واقع ہوتا ہے مگر بعض دفعہ ایسی صورت واقع ہوتی ہے اس لئے اس کو مباح کر دیا گیا ہے۔ اور صورت ایک بہت ضروری ہو سکتی ہے یعنی ایک ایسے زانیہ مسموم مزاج بیوی کی جو ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابن عمر سے فرمایا تھا کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد ہر طہر میں طلاق دے دینا۔ طلاق بدعی کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) ایک طہر میں متفرق ایک ایک کر کے تین طلاقیں دینا، (۲) ایک طہر میں ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دینا، (۳) ایک لفظ سے دو طلاقیں دینا۔ (۴) طلاق دینا حالت حیض میں یا ایسے طہر میں جس میں ہمبستری کر لی گئی ہو۔ (۵) جس کیفیات میں طلاق دینا (۶) ایسی عورت کو طلاق دینا جس میں حمل ظاہر ہو گیا ہو۔ (۷) طلاق سے قبل جس میں دخول ہو چکا ہو۔ (۸) حالت اغلاق میں طلاق دینا۔

قولہ طلاق الموطوءۃ الخ موطوءہ عورت کو حالت طہر میں طلاق دینا بدعی کیوں حرام ہے اور ناپاکی کی حالت میں رجوع کرنا جائز ہے اس کے بعد حیض سے پاک ہو جائے تو چاہے تو اپنے نکاح میں رکھے اور چاہے تو طلاق دیدے اس واسطے کہ حضرت ابن عمر نے جب اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی تو حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ "مرہ فلیراجعہا" یعنی کہہ دو رجوع کر لے۔

اور حالت اغلاق میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو (جو دوست تھی) کہا کہ تجھے بطریق ست تین طلاق تو ہر طہر میں

یہ تعلیق طبرانی نے بھی وصل کی ہے۔ دیکھئے مجمع الزوائد، ص ۳۳۰، ج ۴۔ ۲ مسند احمد، ص ۱۵۲، ج ۲۔ ۳ مسند احمد، ص ۱۵۲، ج ۲۔

ایک طلاق واقع ہوگی یہ ایک خلعت ہے ... کے لئے ہے ... قال "وقت السنة" ... طلاق کی کیا وقت طہر ہے جس میں جماع ... ہو ... برائے انتفاص ہے ... ہیں طلاقیں موقت کے ساتھ تخصیص ہیں اور طلاق مطلق ہے ... ہے عورت حائل ہوگا اور طلاق ... کامل وہی ہے جو بعد ... وقت پورے استبراء سے ... ہو ... ایسی طلاقیں ... طہروں میں واقع ہوں گی ... تین طلاقیں ... واقع ہونے کی ... ہے ... کرنے سے باہر ہیں ... ہے ... طلاق واقع ہونے کی سنت کرنے کو بھی ... ہے کیونکہ کام ... اس کا ... ہے ...

قولہ واقع ہوگی ... ہے ... طلاق ... واقع ہوسکتی ہے ... اگرچہ وہ کہہ ... کسی سے ... ہے ... طلاق ... ہو ... ہر ... ہو ... یا ... ہے ... ہو ... ہے ... ہو ... ہے ... ہو

عدت کا اقرار کرلیں تو کیا ان کے اقرار کی وجہ سے عدت کا آغاز ہو جائے گا یا نہیں؟ اس کی عدت اس وقت سے شمار ہوگی جس وقت سے انہوں نے اقرار کیا ہے یا اس وقت سے جب سے طلاق دی گئی ہے؟ اس کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا جواب یہ ہے کہ اس میں اقرار طلاق کا اعتبار ہوگا یعنی جس وقت سے انہوں نے اقرار کیا ہے اس وقت سے عدت شمار ہوگی۔

باب الطلاق الصريح

باب طلاق صریح کے بیان

هو كلمات طالق وطلقتك فيقع به واحدة رجعية وإن نوى الاثنتين أو الثلاث

طلاق صریح وہ ہے جو طلاق دینے کے لئے وضع کیا گیا ہو یعنی جس کے ذریعہ سے کوئی شخص طلاق دینے کا ارادہ کرے اور وہ طلاق دینے کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ اور وہ طلاق صریح کے الفاظ ہیں: طالق، طلقتك۔ ان الفاظ کے ساتھ اگر کوئی شخص طلاق دے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ وہ دو یا تین طلاق کی نیت کرے۔

وقلت طالق طالق طالق يقع به واحدة رجعية وإن نوى الثلاث أو ثلاثا أو ثلاثا في ثلاث أو قال أنت طالق الطلاق أو أنت الطلاق الطلاق يقع واحدة رجعية وإن نوى

اور اگر کہا: طالق طالق طالق یا ثلاثا ثلاثا یا ثلاثا فی ثلاث یا انت طالق الطلاق الطلاق تو ان سب صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ تین طلاق کی نیت کرے۔

واحدة أو الثنتين وإن نوى ثلاثا ثلاث وإن أضاف الطلاق إلى عضو منها أو إلى جزء شائع منه كيدك أو ربعك أو شعرك أو ظفرك أو روحك وقع الطلاق

اور اگر کہا: انت طالق واحدة او اثنتین اور نیت تین کی تو ایک یا دو ہی واقع ہوں گی اور اگر کہا: انت طالق ثلاثا اور نیت ایک یا دو کی تو تین ہی واقع ہوں گی۔ اور اگر کہا: انت طالق فی ثلاث تو تین ہی واقع ہوں گی اگرچہ ایک یا دو کی نیت کرے۔ اور اگر کسی عورت کے کسی عضو یا اس کے کسی جزء شائع کی طرف طلاق کی اضافت کی جیسے: یدک طالق یا ربعک طالق یا شعرک طالق یا ظفرک طالق یا روحک طالق یا عنقک طالق یا رقبتک طالق یا نصفک طالق یا ثلثک طالق یا جزء منک شائعا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

وإن نوى دون ذلك أو إلى الفرج أو إلى الجسد أو البائن والخلية والبرية والحرام وإن نوى ثنتين أو ثلاثا وقعن وإن نوى واحدة أو ثنتين وقعت واحدة رجعية

اور اگر کہا: انت طالق یا بعضک طالق یا جزء منک شائع طالق یا جسدک طالق یا فرجک طالق یا بائن یا خلیہ یا برئیہ یا حرام تو ان سب صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ دو یا تین کی نیت کرے۔ اور اگر کہا: انت طالق واحدة او اثنتین اور نیت ایک یا دو کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

وإن نوى واحدة بائنة أو واحدة لا رجعة فيها فهي بائنة وإن نوى واحدة أو ثنتين في ثلاث لم يصدق وإن نوى الظهار أو الإيلاء أو اللعان أو التحريم أو الحلال أو اليمين فليس بشيء

اور اگر کہا: انت طالق واحدة بائنة یا واحدة لا رجعة فیہا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا: انت طالق ثلاثا فی ثلاث اور نیت ایک یا دو کی تو دیانۃً اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ تین ہی واقع ہوں گی۔ اور اگر کہا: انت علی کظہر امی یا آلیت منک یا لاعنتک یا حرمتک یا احللتک یا حلفت بک تو ان سب صورتوں میں کچھ نہیں ہوگا۔

وإن نوى ثلاثا فثلاث وإن نوى اثنتين في ثلاث لم يصدق وإن نوى الظهار واحدة فظهار وإن نوى واحدة أو ثنتين فواحدة بائنة وإن نوى واحدة رجعية أو ثلاثا فواحدة رجعية

اور اگر کہا: انت طالق ثلاثا اور نیت تین کی تو تین ہی واقع ہوں گی۔ اور اگر کہا: انت طالق اثنتین فی ثلاث اور نیت دو کی تو دیانۃً اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ تین ہی واقع ہوں گی۔ اور اگر کہا: انت طالق واحدة اور نیت ظہار کی تو ظہار ہوگا۔ اور اگر کہا: انت طالق واحدة او اثنتین اور نیت ایک یا دو کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور اگر کہا: انت طالق واحدة رجعیة او ثلاثا اور نیت ایک رجعی کی تو ایک رجعی ہی واقع ہوگی۔

وإن نوى ثنتين فواحدة وإن نوى بالبائن ثنتين فثنتان وإن نوى بالخلية والبرية والحرام واحدة بائنة وإن نوى ثلاثا فثلاث وإن نوى بالحلال واليمين فليس بشيء

اور اگر کہا: انت طالق اثنتین اور نیت دو کی تو ایک ہی واقع ہوگی۔ اور اگر کہا: انت بائن یا خلیہ یا برئیہ یا حرام اور نیت دو کی تو دو ہی واقع ہوں گی۔ اور اگر کہا: انت طالق ثلاثا اور نیت تین کی تو تین ہی واقع ہوں گی۔ اور اگر کہا: انت حلال یا یمین اور نیت طلاق کی تو کچھ نہیں ہوگا۔

تشریح الفاظ: قولہ: ثم شروع المصنف فی بیان الطلاق الخ: مصنف طلاق بیان کرنے کے بعد شروع میں بیان کر رہے ہیں کہ طلاق صریح کن الفاظ کے ساتھ ہوگی یا کنائی الفاظ کے ساتھ۔ طلاق صریح کن الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے جو بوجہ ظہور استعمال طلاق ہی میں مستعمل ہوں جیسے انت طالق یا طلقتک الخ الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہوگی اگر شوہر نے دو یا تین کی نیت کر لی ہو تب بھی طلاق رجعی ہی واقع ہوگی کیونکہ آیت طلاق میں طلاق صریح کے بعد عدت کی مراجعت دی گئی ہے معلوم ہوا کہ طلاق صریح سے رجعی واقع ہوتی ہے۔ طلاق رجعی واقع کرنے کے بعد اگر شوہر نے رجوع نہیں کیا یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو عورت بائنہ ہو جائے گی اور اگر عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لیا تو عورت بدستور بیوی رہے گی۔ طلاق رجعی واقع کرنے کے بعد اگر شوہر نے رجوع نہیں کیا یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو عورت بائنہ ہو جائے گی اور اگر عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لیا تو عورت بدستور بیوی رہے گی۔

---

۱ طلاق الحسن ان یطلقہا واحدۃ رجعیۃ فی طہر لم یجامعہا فیہ ثم یترکہا حتی تنقضی عدتہا وطلاق السنۃ ان یطلقہا ثلاثا بکلمۃ واحدۃ او فی اطہار متفرقۃ او واحدۃ بائنۃ فی الحیض او فی طہر جامعہا فیہ

۲ وہذا اذا کانت ممن تحیض وتطہر وہی حرۃ او امۃ تحت حر وہی ممن یجری علیہا الطلاق وہو غیر سکران ولا مکرہ ولا صغیر ولا مجنون

تو وہ وہاں اکٹھی کی بیٹھ گئی تو تین واقع ہو جائیں گی کیونکہ مصنف اکٹھی سے بعد اگلی عدت کا آغاز ہو سکتا ہے اس لئے تین قرء کی بجائے تین کامل طہر کی گنتی کا آغاز کامل سے نظر انداز دے کر حقیقی عدت کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

قولہ ان اضاف الخ کہ اگر شوہر نے طلاق کی سب شرط کے کامل کی طرف نسبت کر دی جیسے کہ اگر میں صرف ایک طلاق دوں تو تین طلاق ہیں یا تین کے ساتھ مقید کر دیا جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں تو ان دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

قولہ ان اضافہ الخ کہ اگر شوہر نے طلاق کی نسبت کامل کی طرف نہ کی بلکہ اس کے سوا کسی اور طریقہ سے کی جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو ایک طلاق ہے یا اگر میں تین طلاق دوں تو طلاق ہے تو ان دونوں صورتوں میں ایک طلاق واقع ہو گی۔

قولہ ان الجمع الخ کہ جمع کی طرف نسبت کرنے سے مراد یہ ہے کہ شوہر نے تین طلاقوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں یا تین کے ساتھ مقید کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں تو ان دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

قولہ وخص الخ خصہ بالذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر شوہر نے تین طلاقوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں یا تین کے ساتھ مقید کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں تو ان دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

قولہ وخص الخ خصہ بالذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر شوہر نے تین طلاقوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں یا تین کے ساتھ مقید کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں تو ان دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

قولہ وخص الخ خصہ بالذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر شوہر نے تین طلاقوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں یا تین کے ساتھ مقید کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں تو ان دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

قولہ وخص الخ خصہ بالذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر شوہر نے تین طلاقوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں یا تین کے ساتھ مقید کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں تو ان دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

قولہ وخص الخ خصہ بالذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر شوہر نے تین طلاقوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں یا تین کے ساتھ مقید کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں تو ان دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

قولہ وخص الخ خصہ بالذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر شوہر نے تین طلاقوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں یا تین کے ساتھ مقید کر دیا ہو جیسے کہ اگر میں تین طلاق دوں تو تین طلاق ہیں تو ان دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

فصل في اضافة الطلاق الى الوقت فصل طالق غدا وفي غد نطق عند الصبح ونيته المصر تصح فيه ويقبل
قضاء وديانة وان نوى يقع في الحال ولو قال طالق امس وقع الساعة ولغا ذكر امس ولو قال انت
طالق امس الا يوم يقع في الحال ولغا الاستثناء ولو قال انت طالق امس الا يوم يقع في الحال
ولغا الاستثناء ولو قال انت طالق امس الا يوم الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق
اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت
طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك
وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان
اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق
قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول
انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز
الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة
بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها
يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها
ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار
فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا
دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت
طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان
اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت
طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز
الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة
بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها
يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار
فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا
دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك
وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل
ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول
انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة
بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها
يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار
فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا
دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك
وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق
قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز
الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع
واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها
ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت طالق اذا دخلت
الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان اتزوجك وانت
طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت طالق قبل ان
اتزوجك وانت طالق اذا دخلت الدار فتزوجها ودخلها يقع واحدة بالتنجيز الاول انت
طالق

طلاق کو ایسے وقت میں مشروع کیا ہے جس میں وہ طلاق کا مالک نہیں ہے اس وجہ سے طلاق کا مالک بننے کے بعد ہوتا ہے کہ یہ کلام سے پہلے مہمل "کلمہ شرطیہ" سے ثابت کر چکا ہو تو اس وقت طلاق ہو جائے گی کیونکہ اس کے ذمہ صحیح بصورت انشاء ثابت ہے لہٰذا اس کو دیانۃً بھی قضاءً بھی انشاء ہی قرار دیا جائے گا۔

قول ماتم الطلاق: یعنی شوہر نے کہا: انت طالق عاد مطلقہ ہو گئی اور پھر عاشق ہو گیا تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ اس نے طلاق کو ایسے زمانہ کی طرف منسوب کیا ہے جو طلاق دینے سے ہوئی ہو اور جب اس نے سکوت کیا تو طلاق دے چکا تھا، طلاق ہو جائے گی اور اگر اس نے "لم اطلقک" کہا تو اس وقت تک عدالتیں کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں اس نے عدم طلاق سے ساتھ متعلق کیا ہے اور عدم طلاق کا تحقق اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ عدالت سے باہر ہو جائے ساتھیں کے لئے تک اس صورت میں کبھی عاشق ہو سکتا ہی نہیں کیونکہ اس وقت طلاق ہو جائے گی کیونکہ یہ متصل کلام "استثناء" کا قرینہ

وہ لا تکون کریمۃ اعجبنی لھا (الا ابخلھا فتحبس یعجبنی جذبھا

یعنی "الا ابخلھا" اتنی لم اطلقک (اس بار میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ کلام مطلق طلاق کو مقید کرنے میں مشغول ہے۔ (ناظر)

وہ واسعلی ان اطلاک ربک ناصبی (اذا نصبک حماصۃ فتحمل

اب یہ وقت مراد ہوگا تو ان الفاظ میں طلاق ہو گئی اور شوہر مراد ہو (راقم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ کون سے بیمار شوہر کی بیوی ہیں جو بیمار شوہر کی طلاق واقع نہیں کیا کرتے۔

قولہ: انت کذا ثم کذا ثم کذا: یعنی اس نے عورت سے کہا: میں نے تجھ سے طلاق کو روز تجھے طلاق ہے پھر اس سے رات میں طلاق ہے پھر اس سے صبح طلاق ہے تو یہ طلاق واقع ہو جائیں گی یعنی پہلی طلاق واقع ہو جائے گی یہ کلام میں یوم سے مراد متصل وقت ہے جیسے "صمت یوما" کہتے ہیں تو اس کے معنی ہیں "صمت بعض یوم" کیونکہ یہ اس کا متعارف ہے کہ یوم سے بعض یوم مراد ہوتا ہے جیسے امر بالیہ میں مراد بعض یوم ہوتا ہے اور جب کسی نے کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی ہے تو اس سے متصل وقت مراد ہوتا ہے عورتوں اور دن سب کو شامل ہوتا ہے جیسے انجاز طلاق تو دخول خروج متصل وقت ہوتا ہے۔

قولہ: انت طالق ثلثا الخ: ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے تین طلاق ہیں اگر تجھے دو طلاق دینے کے بعد آئندہ کے آنے کے ساتھ آئندہ کرے تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور عدت کا انتظار کرنا ہوگا کیونکہ یہاں طلاق کے لئے آئندہ شرط ہے اور شرط مشروط پر مقدم ہوتی ہے تو پہلے عورت آزاد ہو گی پھر اس پر طلاق پڑے گی اور عورت سے دو طلاق نے عدت واجب ہے ہوں گی مع تفصیل مقدرت ہے یہاں نقد ہے جبکہ عورت کی کنیز ہو اور طلاق کا ہے ہے اور خبر ہے کہ "تا ہے قال لہا انی مع الضرب" (ناقل بعفا اللہ عنہ) اگر انہوں نے کہا کہ جب کل دن ہے تو آزاد ہے اور شوہر نے کہا کہ جب کل دن آئے تجھے طلاق ہے اور پھر کل کا دن آ گیا تو شوہر کو دو عدت کا انتظار کرنا ہوگا کیونکہ یہاں صورت میں آزادی اور طلاق دونوں ایک ہی وقت کے ساتھ مشروط ہیں لیکن عدت دونوں صورتوں میں تین حیض ہوگی کیونکہ عدت میں اختیار نہیں دیا جاتا ہے

قولہ: عدت طلاق دو ہیں اگر شوہر نے یوں کہا کہ تجھے طلاق دو عدتوں کے ساتھ ہے تو ایک طلاق واقع ہو گی کیونکہ اس نے ایک طلاق کو دو عدتوں کے ساتھ مقید کیا ہے اور اگر قائل نے زوجیت میں اور عدت میں طلاق دی تو دو طلاقیں واقع ہوں گی کیونکہ صورت میں قرینہ تعدد کا قائل ہوتا ہے اور شافعی کے یہاں ان تمام الفاظ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے جو تین میں مذکور ہیں مگر صریح بصورت مدخول بہا میں

[illegible]

تشریح اللغۃ قولہ طلاق فی الحرکی نے اپنی بیوی کو ایسے وقت میں طلاق دی جس میں وہ حیض سے پاک تھی۔ قولہ بعد الدخول دخول کے بعد طلاق دینے کی قید اتفاقی ہے ورنہ دخول سے پہلے بھی طلاق دینا جائز ہے۔ قولہ بائن یا رجعی طلاق بائن اور رجعی کی تعریف ہم پہلے کر چکے ہیں۔ قولہ ثلاثا تین طلاقوں کو ایک ساتھ ملا کر دینا۔ قولہ فی طہر واحد ایک ہی طہر میں۔ قولہ بکلمۃ واحدۃ ایک ہی کلمہ سے۔ قولہ او کلمات متفرقۃ یا متفرق کلمات سے۔ قولہ فی طہر لم یجامعہا اس طہر میں جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو۔ قولہ او حاملا یا اس حمل کی حالت میں جس کا حمل ظاہر ہو چکا ہو۔ قولہ بعد ما استبان حملہا حمل ظاہر ہونے کے بعد۔ قولہ او آیسۃ یا ایسی عورت جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو۔ قولہ او صغیرۃ یا ایسی لڑکی جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچی ہو۔ قولہ او بعد ما مسہا یا ایسی عورت کو طلاق دینا جس سے صحبت کر چکا ہو۔

قولہ یقع واحدۃ رجعیۃ ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔ قولہ ویکرہ یہ طلاق مکروہ ہے۔ قولہ لانہ ایقاع الثلاث فی وقت واحد کیونکہ یہ تین طلاقوں کو ایک ہی وقت میں واقع کرنا ہے۔ قولہ وہو بدعی یہ طلاق بدعی ہے۔ قولہ لانہ جمع بین الطلقات الثلاث کیونکہ اس میں تین طلاقوں کو جمع کیا گیا ہے۔ قولہ وہو حرام یہ طلاق حرام ہے۔ قولہ لقولہ علیہ السلام آپ کا ارشاد ہے۔ قولہ ویقع واحدۃ رجعیۃ ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔ قولہ لانہ ایقاع فی وقت السنۃ کیونکہ یہ طلاق سنت کے وقت میں دی گئی ہے۔ قولہ ولو قال لمدخول بہا الخ اگر مدخول بہا عورت سے کہا۔ قولہ انت طالق ثلاثا تجھ کو تین طلاق۔ قولہ للسنۃ سنت کے مطابق۔ قولہ وقعت واحدۃ ایک طلاق واقع ہوگی۔ قولہ لانہ ایقاع فی وقت السنۃ کیونکہ یہ طلاق سنت کے وقت میں دی گئی ہے۔ قولہ ولو قال للبدعۃ اگر بدعت کے مطابق کہا۔ قولہ انت طالق ثلاثا تجھ کو تین طلاق۔ قولہ وقعن یہ طلاقیں واقع ہوں گی۔ قولہ لانہ ایقاع فی وقت البدعۃ کیونکہ یہ طلاق بدعت کے وقت میں دی گئی ہے۔ قولہ ولو قال لغیر مدخول بہا اگر غیر مدخول بہا عورت سے کہا۔ قولہ انت طالق ثلاثا تجھ کو تین طلاق۔ قولہ بانت واحدۃ ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ قولہ لانہ لا عدۃ علیہا کیونکہ اس پر عدت نہیں ہے۔ قولہ ولا رجعۃ فیہا اور نہ اس میں رجعت ہے۔ قولہ ولو قال لآیسۃ اگر ایسی عورت سے کہا جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو۔ قولہ او صغیرۃ یا ایسی لڑکی سے جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچی ہو۔ قولہ انت طالق للسنۃ سنت کے مطابق۔ قولہ وقعت واحدۃ ایک طلاق واقع ہوگی۔ قولہ لانہ لا سنۃ فی حقہا کیونکہ اس کے حق میں سنت نہیں ہے۔ قولہ ولا بدعۃ اور نہ بدعت ہے۔ قولہ ولو قال لحائض اگر حیض والی سے کہا۔ قولہ انت طالق للسنۃ سنت کے مطابق۔ قولہ وقعت واحدۃ ایک طلاق واقع ہوگی۔ قولہ لانہ ایقاع فی وقت السنۃ کیونکہ یہ طلاق سنت کے وقت میں دی گئی ہے۔ قولہ ولو قال لمن لم تحض من الصغار اگر ایسی لڑکی سے کہا جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچی ہو۔ قولہ انت طالق للبدعۃ بدعت کے مطابق۔ قولہ وقعت واحدۃ ایک طلاق واقع ہوگی۔ قولہ لانہ لا بدعۃ فی حقہا کیونکہ اس کے حق میں بدعت نہیں ہے۔ قولہ ولا سنۃ اور نہ سنت ہے۔ قولہ ولو قال لمن تحیض اگر ایسی عورت سے کہا جو حیض والی ہو۔ قولہ انت طالق للبدعۃ بدعت کے مطابق۔ قولہ وقعن یہ طلاقیں واقع ہوں گی۔ قولہ لانہ ایقاع فی وقت البدعۃ کیونکہ یہ طلاق بدعت کے وقت میں دی گئی ہے۔ قولہ ولو قال لمدخول بہا اگر مدخول بہا عورت سے کہا۔ قولہ انت طالق ثلاثا تجھ کو تین طلاق۔ قولہ بانت واحدۃ ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ قولہ لانہ لا عدۃ علیہا کیونکہ اس پر عدت نہیں ہے۔ قولہ ولا رجعۃ فیہا اور نہ اس میں رجعت ہے۔ قولہ ولو قال لآیسۃ اگر ایسی عورت سے کہا جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو۔ قولہ او صغیرۃ یا ایسی لڑکی سے جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچی ہو۔ قولہ انت طالق للسنۃ سنت کے مطابق۔ قولہ وقعت واحدۃ ایک طلاق واقع ہوگی۔ قولہ لانہ لا سنۃ فی حقہا کیونکہ اس کے حق میں سنت نہیں ہے۔ قولہ ولا بدعۃ اور نہ بدعت ہے۔ قولہ ولو قال لحائض اگر حیض والی سے کہا۔ قولہ انت طالق للسنۃ سنت کے مطابق۔ قولہ وقعت واحدۃ ایک طلاق واقع ہوگی۔ قولہ لانہ ایقاع فی وقت السنۃ کیونکہ یہ طلاق سنت کے وقت میں دی گئی ہے۔ قولہ ولو قال لمن لم تحض من الصغار اگر ایسی لڑکی سے کہا جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچی ہو۔ قولہ انت طالق للبدعۃ بدعت کے مطابق۔ قولہ وقعت واحدۃ ایک طلاق واقع ہوگی۔ قولہ لانہ لا بدعۃ فی حقہا کیونکہ اس کے حق میں بدعت نہیں ہے۔ قولہ ولا سنۃ اور نہ سنت ہے۔ قولہ ولو قال لمن تحیض اگر ایسی عورت سے کہا جو حیض والی ہو۔ قولہ انت طالق للبدعۃ بدعت کے مطابق۔ قولہ وقعن یہ طلاقیں واقع ہوں گی۔ قولہ لانہ ایقاع فی وقت البدعۃ کیونکہ یہ طلاق بدعت کے وقت میں دی گئی ہے۔

ایک طلاق واقع ہوتی ہے کیونکہ [illegible] دوسری بعد کے ساتھ متصف ہے [illegible] جب تو طہر میں تو طلاق واقع ہوتی ہے [illegible] طلاق واحدہ بائنہ ہے کیونکہ [illegible] طلاق میں طلاق واقع ہوتی ہے۔ جس میں طلاق واقع کرنا مالک واقع کرنا ہے جس والی ایک ساتھ واقع ہوتی ہے (وعلیہ علماء الہوالی) تو اس واسطے کہ [illegible] علت اندراج واحدہ ہے [illegible] جو کہ اس میں داخل ہوتی تو ایک طلاق واقع ہوتی اور ثلاثہ [illegible] کہ [illegible] کہ اگر کہا تو طالق ثلاثا فی ثلاث تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے [illegible] جس میں ثلاثہ [illegible] ہوتی ہے [illegible] ثلاثہ [illegible] ہوتی ہے [illegible] کیونکہ واحد متعدد کے ساتھ [illegible] کیونکہ [illegible] ثلاثہ [illegible] وقت واقع ہوتا ہے [illegible] حالت حالت [illegible] ہے لفظ [illegible] طلاق ایک ساتھ [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] طلاق ثلاثہ پر مشتمل ہوتا ہے [illegible] ہے [illegible] کے وقت واقع ہوتی طلاق بدعی کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور [illegible] طلاق دے تو دوسری طلاق واقع نہیں ہوتی تاکہ [illegible] ہو جائے گی [illegible] ہوتے میں بھی۔ اور اس حال [illegible] حکی [illegible] الاخر الشرط لان عند الکلام فوقان علی آخرہ او وجود المقدر۔

باب الکنایات

باب کنایات کے بیان میں

لا یقع بها الا بنیة او دلالة الحال لانها لغلبة و حقة و حیة فی الجملة و تبین بها لحمکم علی الخلاف بیانه فی الکنایات ہے کہ [illegible] کنایات سے [illegible] ہے [illegible] ہوتی ہے [illegible] ہے [illegible] طلاق واقع ہوتی ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]

واحب واحدة وهی عورها بائنة وان نوی ثنتین وقعت به الثلث

تو طلاق ہے طلاق واحدہ [illegible] اس کے [illegible] میں [illegible] ہوتی ہے [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

وهي باين بتة بتة حرام حرمة غليظة حتى تنكح زوجا غيره ولا يلحقها طلاقك ولا عدة عليها منك

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے یا حرام ہو جا یا حرام ہو گئی یا حرام ہے میں تجھ سے حرام ہوں یا حرام ہوں یا حرام ہوں میں تجھ سے یا حرام ہوں میں تجھ پر یا حرام ہوں میں تجھ پر یا حرام ہوں میں تجھ سے

[illegible]

[illegible] چھ صورتوں میں ایک طلاق [illegible]

نقشہ صورتِ ہذا [illegible] مع حکم ہر صورت

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

كذا[1] اخر لا يملك مع منعه الا اذا علقه من قبله
لانكل امراة وقد حلج والحق الصريح بعد لم يقع
وليعظهم في يتم الصبا الصغار صريح طلاق لصريحي منله
وملحق الصغار كان قبله كذا مكلمة لامرئ بعد بني
سوء، ماش قد كان عنز فعله

باب تفويض الطلاق

باب سپرد کئی طلاق کے بیان میں

وہو قال لها اختاري فقالت اختارت فيما يجيبها بائنة لو واحدة او ثلاثا وقعن لو اختارت نفسها ثلاثا فواحدة بائنة ولو قال امرك بيدك فاختارت نفسها ثلاثا وقعن لو نوى اكثر من واحدة ولو قال طلقي نفسك فطلقت نفسها ثلاثا فواحدة رجعية الا ان ينوي اكثر من واحدة ولو قال طلقي نفسك واحدة فطلقت نفسها ثلاثا لم يقع شيء الا ان ينوي واحدة ولو قال طلقي نفسك ثلاثا فطلقت نفسها واحدة وقعت واحدة رجعية ولو قال طلقي نفسك واحدة او ثلاثا فطلقت نفسها اثنتين لم يقع شيء الا ان ينوي واحدة ولو قال طلقي نفسك واحدة او اثنتين فطلقت نفسها واحدة وقعت واحدة رجعية ولو قال طلقي نفسك واحدة او ثلاثا فطلقت نفسها واحدة فاختارت نفسها ثلاثا فواحدة بائنة ولو قال طلقي نفسك ثلاثا ان شئت فطلقت نفسها واحدة فاختارت نفسها ثلاثا فواحدة رجعية ولو قال طلقي نفسك ثلاثا ان شئت فطلقت نفسها ثلاثا فواحدة رجعية ولو قال طلقي نفسك ثلاثا ان شئت فطلقت نفسها واحدة فاختارت نفسها ثلاثا فواحدة رجعية ولو قال طلقي نفسك ثلاثا ان شئت فطلقت نفسها ثلاثا فواحدة رجعية ولو قال طلقي نفسك ثلاثا ان شئت فطلقت نفسها واحدة فاختارت نفسها ثلاثا فواحدة رجعية

ترجمہ اور اگر کہا اس کو اختیار ہے تو اختیار کیا اس نے اپنے تئیں جواب میں ایک بائن یا دو بائن یا تین طلاق واقع ہوں گی اگر اختیار کیا اپنے تئیں تین طلاق کا اور اگر کہا تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے پس اختیار کیا اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں پس طلاق دی اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی ایک رجعی مگر یہ کہ نیت کرے زیادہ کی اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں ایک طلاق کا پس طلاق دی اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی ایک رجعی اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں ایک یا تین کا پس طلاق دی اپنے تئیں دو طلاق کا واقع نہ ہوگی کچھ مگر یہ کہ نیت کرے ایک کی اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں ایک یا دو کا پس طلاق دی اپنے تئیں ایک طلاق کا واقع ہوں گی ایک رجعی اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں ایک یا تین کا پس طلاق دی اپنے تئیں ایک طلاق کا پھر اختیار کیا اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی ایک بائن اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں تین کا اگر چاہے تو پس طلاق دی اپنے تئیں ایک طلاق کا پھر اختیار کیا اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی ایک رجعی اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں تین کا اگر چاہے تو پس طلاق دی اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی ایک رجعی اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں تین کا اگر چاہے تو پس طلاق دی اپنے تئیں ایک طلاق کا پھر اختیار کیا اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی ایک رجعی اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں تین کا اگر چاہے تو پس طلاق دی اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی ایک رجعی اور اگر کہا طلاق دے اپنے تئیں تین کا اگر چاہے تو پس طلاق دی اپنے تئیں ایک طلاق کا پھر اختیار کیا اپنے تئیں تین طلاق کا واقع ہوں گی ایک رجعی

شرح قولہ باب تفویض طلاق جس طلاق کا شوہر بیوی کو حوالہ کرتا ہے اس کی دو قسمیں (صریح کنایہ) ہیں صریح کے حوالہ کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے شوہر کے کہنے اور قسم کرنے کی حاجت نہیں ہے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) تفویض یعنی حوالہ طلاق کا مالک بنانا تو یہ کامل ہے (۲) وکالت طلاق کا (۳) رسالت یعنی کہے تیرے ہاتھ طلاق ہے یا تفویض کے احکام جاری ہوتے ہیں اور کنایہ میں نیت معتبر ہے مگر بائنہ کہ نیت معتبر نہیں کیونکہ یہ صریح کا حکم ہے۔

قولہ ولو قال لها اختاري فيما يجيبها بائنة الخ اگر کہا تجھ کو اختیار ہے اپنی ذات کا پھر اختیار کر لیا اس نے اپنے تئیں بائنہ طلاق یا رجعی طلاق کا اختیار کرنا تو صحیح ہے اگر اختیار کیا تین طلاق کا تو تین طلاق ہیں۔ اور اگر کہا تو اختیار ہے کہ تو اختیار نہیں کرتی کہ تو طلاق دے اپنے تئیں ایک طلاق کا پھر اختیار کیا تین طلاق کا تو ایک طلاق بائن ہوگی۔

---

[1] اس سے پہلے ایک لفظ ہے جو کرم خوردگی کی وجہ سے پڑھا نہیں جاتا۔ [2] اس سے پہلے ایک لفظ ہے جو کرم خوردگی کی وجہ سے پڑھا نہیں جاتا۔

دوسرے کو ملک کی نہیں ہے کیونکہ تفویض طلاق واقع ہونے کی کیونکہ تفویض طلاق میں اپنی ذات کو اختیار کرنے کا بیان ہوتا ہے کتابۃ ثابت ہے (۱) یہاں اگر دو مجلس سے اٹھ گئی تو عورت کا اختیار ختم ہو جائے گا کیونکہ تفویض طلاق میں ایسا ہی ہے۔

قولہ وقع الثلث الخ۔ یہ اس بات سے ہے کہ اختیاری دو طلاق بائنہ کا اختیار عورت سے جانب میں تفویض سے کیلئے دو طلاق تیسری طلاق اختیاری کی بالکل سے کہ خصوصاً جب کہ تو تمام صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوں گی جس میں شوہر کی نیت کی ضرورت نہیں کیونکہ لفظ اختیار کی تکرار کرکے طلاق پر دال ہے جب تک کے ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی کیونکہ یہ شافعی قول ہے وہ کہتے ہیں ک

غير المدخول بها وكنت قد سميت لها صداقا فلها نصف ما سميت ولا عدة عليها وإن لم تكن سميت لها صداقا فليس لها صداق وهي بالخيار ما لم يمسها فإن مسها فلها صداق نساء قومها لا وكس ولا شطط وعليها العدة ثلاث حيض وإن كان طلقها واحدة أو اثنتين فإن المرأة تتربص بقية الحيضة التي هو فيها ثم تعتد بعد ذلك بثلاث حيض وإن كان زوجها توفي عنها وهي في بيتها ولم يكن سمى لها صداقا ولم يدخل بها فإن لها صداق نساء قومها لا وكس ولا شطط وعليها العدة كاملة أربعة أشهر وعشرا وإن كان طلقها واحدة أو اثنتين فإن المرأة تتربص بقية الحيضة التي هي

طلاق کا مالک بنایا ہے اور ایک مکمل سے طلاق ہے۔ بخلاف شوہر کے کہ وہ پہلی حالت سے نہ نکلے مگر تین طلاق کا مالک کر دینے سے۔ اس لئے تین واقع ہو جاتی ہیں اور باقی نہ ہو چکی ہیں اور یہاں شوہر نے عورت کو تین کا مالک نہیں بنایا اور ایک جو اس نے واقع کی ہے شوہر نے اس کی طرف نہیں نسبت طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔

قولہ واصف طلاق الخ شوہر نے کہا کہ تو طالق ان مشیت "عورت نے کہا مشیت اللہ مشیت اور شوہر نے اس سے طلاق کی نیت کی یا عورت نے کسی معدوم (ممکن الوجود) کے پر معلق کرتے ہوئے کہا مشیت ابی کان کذا تو ان سب صورتوں میں عورت کا کام پورا ہو گیا اور طلاق واقع ہو گئی کیونکہ شوہر نے طلاق کو مطلق مشیت معلق کیا تھا اور عورت نے اپنی مشیت کو ایک قید کے ساتھ متقید کر دیا پھر شوہر نے جو قید لگائی وہ نہیں پائی گئی اور یہ تفویض ذکر کے جو پائی گئی ثابت ہو گئی اور پر معلق کرتے ہوئے کہا مشیت ابی کذا تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ عدم مشیت باپ پر تحقیق وقوع طلاق میں تحقیق نہیں ہوئی۔

قولہ وفی کلما مشیت الخ شوہر نے کہا کہ طالق کلما مشیت تو عورت نے کہا مشیت واحدۃ یا اکثر سے کہ وہ میں تین مشیت ہو تو ایک طلاق واقع ہو گی یا تین طلاقیں واقع ہو گئی یہ اختلاف ہے کیونکہ کلما میں عموم افراد کی ہوتا ہے کہ جتنی بار تو چاہے گی اتنی طلاقیں واقع کرنے کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ اس سے طلاق پا کر پھر شوہر اول کے پاس آ جائے اور طلاق واقع کرتا چاہے تو طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ کلما مشیت کی تفویض صرف ملک حال تک تھی اس لئے وہ اس ملک میں استناف نہ ہو گی۔

قولہ وفی حیث مشیت الخ شوہر نے کہا کہ انت طالق حیث شئت یا کہا انت طالق این شئت تو عورت اسی مجلس میں طلاق واقع کر سکتی ہے کہ اگر مجلس فسخ سے اٹھ کھڑی ہوئی تو پھر اس کی مشیت کا اختیار نہ ہو گا کیونکہ حیث، این اسم مکان ہیں اور ظرف ہے یہ طلاق کا تعلق کسی مکان کے ساتھ نہیں ہے اس لئے مکان کو کر کر نا تو ہو اور مطلق مشیت باقی رہی مطلق مشیت سے جو اختیار ثابت ہوتا ہے وہ مجلس پر موقوف ہوتا ہے

(ترجمہ صدر افغانی)

بَابُ التَّعْلِيقِ

باب تعلیق کے بیان میں

انما یصح بی الملک تنجیزہ لتکونہ جعلہ ای ربط طالب طالق او مضاف الیہ کان یکتفک تین صرف تب میں تنجیز ہے جیسے شوہر بی بی سے کہے کہ تو طالق ہے یا عورت کی نسبت طلاق سے یا ملک کی طرف مضاف ہو جیسے کہ

فانت طالق فتح بعدہ فلو قال لاجنبیہ ان ذرجت فانت طالق فنکحہ لو ب تو میں تجھ سے نکاح کروں تو تو طالق ہے پھر نکاح کے بعد فسخ ہو گئی یعنی کسی وجہ سے کالعدم ہو گیا جیسے تو نے زینب کی تو طالق ہے پھر اس سے نکاح کیا لم تطلق لانعقاد الشرط ان راد واحدا وکل وکلما ومی ومتی ما عمیم ان وجد الشرط انصب طلاق اور اس نے ارادہ کیا تو طلاق ہو گی شرط کے انعقاد پر میں ان اور اذا کل کلما متی متی ما ان میں سے شرط پائی گئی تو حکم ثابت ہو جائے گا

الاولی کلما لانہا تستعمل فی الافعال کالمشیۃ، کل معموم الاسماء فتوقف کلما مرۃ وحدۃ اصرا ۃ تعلق طلاق پہلی کلما کے کہ یہ اصل ہے افعال کی جیسے مشیت تو اسماء کے عموم کو چاہتا ہے اس لئے کہا کہ جتنی بار میں بی بی عورت سے نکاح کروں تو طالق ہو جائے گی

بعینہ یکن مرۃ ولو بعد زوج اخر وزوال الملک لابطال اسمیں کے ساتھ نکاح کرنے سے حالانکہ یہ ہو چکا تھا دوسرے شوہر سے بعد ہونے اور قسم کے بعد ملک کا زائل ہو جانا اس کو باطل نہیں کرتا

فإن وجد الشرط في الملك طلقت والمنجز يلحق البائن وإن اختلفا في وجود الشرط فالقول له

ہیں اگر شرط ملک میں پائی گئی تو طلاق پڑ جائے گی اور منجز لاحق ہو جائے گی اور اگر دونوں میں سے جو شرط میں اختلاف کیا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا

إلا إذا برهنت وغالم يعلم إلا منها فالقول لها في عدم

مگر یہ کہ عورت ثبوت پیش کر دے اور جو عورت کی بات سے ناواقف ہوتے ہیں ان میں سے ہو تو اس صورت میں کہ اس کی تصدیق نہ کرے

كإن حلفت فأنت طالق وإلا فلا وإن كنت تحبني فأنت طالق وإلا فلا فقالت

جیسے یوں کہے اگر تو حیض سے ہو تو تو اور اگر نہیں تو عورت طلاق ہے یا اگر تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو تو طلاق ہے پس عورت نے کہا

حلفت أو أحبك طلقت هي فقط وبوزية البع لا يقع إلى تسعة ثلاثا

میں حلف سے ہوگئی یا میں تجھ سے محبت رکھتی ہوں تو صرف اس کو طلاق ہوگی اور صرف اس پر بیچنے سے دو طلاقیں واقع ہوں گی تین طلاقیں ان کو نہیں

وفي حيض وأنت وفي إن حلفت حيضة يقع حتى تطهر وفي إن ولدت ذكرا فأنت طالق واحدة

واقع ہوں گی۔ تجھ کو طلاق ہو حیض میں یا تجھ پر طلاق ہو حیض میں اگر حلف کیا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر تو پاک ہو جائے اور اگر تو نے لڑکا جنا تو تجھ

وإن ولدت فثنتين فثلاثا لم يقع الأول تطلق وحده فصاعدا وتنقضي عدتها وملكت البضعة

اگر طلاق اور لڑکی ہوئی اور دو بچے جنے تو دو طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر تین بچے جنے تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اس کی عدت بھی کو پورا کر لے گی

تشریح الفقہ قولہ باب ایقاع تعلیق الطلاق طلاق کو تعلیق سے واقع کرنے کا بیان۔ تعلیق کسی چیز کو کسی چیز کا سبب بنانا۔ فقہاء کی اصطلاح میں تعلیق دو کلاموں میں سے ایک کے مضمون کو دوسرے کے ساتھ مربوط کرنے کو تعلیق کہتے ہیں جیسے انت طالق ان دخلت الدار اس میں دخول الدار کے ساتھ مربوط ہونے کی وجہ سے تعلیق کہلائے چند شرطیں ہیں نمبر ۱ شرط یقینی عدم ہو اور جائز الوجود ہو محال نہ ہو جیسے انت طالق ان کانت الشمس طالعة فوقعها تعلیق نہیں تنجیز ہے فی الحال طلاق ہو جائے گی کیونکہ شرط تو تھی لیکن وقت سابق تھا عدم تھی ثابت الوجود ہے اور انت طالق ان لم تحل النجم فی سمع الخیط طالق ہو جائے گی کیونکہ شرط کا تحقق محال ہے۔ نمبر ۲ شرط، شرط کے ساتھ متصل ہو یعنی انت طالق کہہ کر سکوت کے بعد شرط کو ذکر کرنے سے تعلیق نہ ہوگی مثلاً کہے کہ سکوت کسی عذر کی وجہ سے ہو مثلاً کھانسی آ گئی یا کوئی بات مشکل سے یاد آ گئی اور نمبر ۳ مذکور تعلیق عورت کے کلام یا جواب یا مخصوص ہو اگر عورت نے شوہر سے کہا ہے غیر ت، کہیے اس شوہر نے کہا ان کنت کذا فانت طالق تو یہ تعلیق نہیں فی الحال طلاق ہو جائے گی۔ نمبر ۴ شرط کے ساتھ شرط مذکور ہو صرف انت طالق ان کہنے سے طلاق نہ ہوگی (اگلی برائی ہے)

قولہ اذا وصل الخ نمبر ۴ تعلیق کیلئے ملک کا ہونا شرط ہے خواہ ملک تحقیق ہو جیسے آقا نے اپنے غلام سے کہا ان خدمت کذا فانت حر یا ملکی ہو جیسے شوہر اپنی منکوحہ یا معتدہ سے کہے ان وقعت فانت طالق یا ملک کی طرف مضاف ہو جیسے کوئی اجنبی سے کہے ان ملکتک فانت طالق ان سب صورتوں میں ہمارے نزدیک شرط پائے جانے پر طلاق واقع ہو جائیگی امام احمد بھی یہی فرماتے ہیں امام شافعی کے نزدیک انت طالق ان ملکتک کی صورت میں طلاق نہیں ہوتی امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر اس نے عورت کا نام لیا تب تو کہہ دیا ان فلان زینب بنت زید بن خالد یا اس کے قبیلہ کو ذکر کر دیا ان فلان قرشیۃ تو اس صورت میں طلاق ہو جائیگی ورنہ تعلیق کالعدم ہو جائیگی کیونکہ حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کا نکاح نہیں طلاق کے ذریعہ اس کا نام یا قبیلہ ذکر کرے تو اس پر کچھ نہیں (۱) امام شافعی کی دلیل یہ حدیث ہے کہ "لا طلاق الا بعد نکاح" نیز حدیث میں ہے کہ "طلاق نہیں مگر خاص کے بعد" ہماری دلیل یہ روایت ہے کہ "اگر کوئی شخص کسی عورت کو طلاق دینے کی قسم کھا لے تو طلاق بھی اس پر واقع ہو جاتی ہے" اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا

(۱) مالک عن ابن مسعود (۲) وابن عدی عن ابن عمر وعلی (۳) وابن ابی شیبۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ (۴) والدقطنی عن ابن عمر وعلی وابن عباس (۵) نصب الرایۃ ۳ ص ۲۵۲

اس پر نکاح کے بعد لازم ہو جاتا ہے، امام شافعی اور امام مالک کے مسلک پر وہ طلاق تفویض کی تمام پر کھوں میں فسخ، ربیع، بکول، سالم قاسم، عروہ، عبدالعزیز، فقہاء سبعہ، ابن عبدالرحمن، سب سے یہی مروی ہے۔[1]

قولہ الا فی کلما الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مقام میں ایک شرط پائی جائے گی مگر یہ کلما کے مسئلہ میں نہیں ہوگا۔ یہ طلاقات کے اعتبار سے مقتضی عموم ہوگا۔ اور یہیں جہاں یہ لفظ کلما ہیں وہاں ہر ایک مرتبہ شرط پائے جانے سے یمین ختم نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے یا یہ کہا جائے کہ کلما کا استعمال جس عموم پر ہوتا ہے قال تعالیٰ کلما دخلت امۃ لعنت اختھا۔ ہر بار داخل ہونے پر لعنت کی جاتی ہے۔ میں عموم پایا جاتا ہے، اگر کوئی شخص یوں کہے کلما تزوجت امرأۃ فھی طالق، جب بھی نکاح کرے عورت کو طلاق واقع ہو جائیگی اگر چہ بعد میں نکاح کرے کیونکہ اس نے طلاق کو سبب تک پہنچا دیا جس پر داخل کہ جب بھی کسی عورت سے نکاح کرے گا طلاق واقع ہو جائیگی۔

قولہ او زوال الملک الخ یعنی کے جواب ملک زائل ہو جانے سے یمین داخل نہیں ہوتی مثلاً کسی نے بیوی سے کہا ان دخلت الدار فانت طالق پھر اس کو ایک یا طلاق بائن دیدی اور اس کی عدت گزر گئی پھر اس نے اس کی عدت میں یا عدت گزرنے کے بعد نکاح کیا اور اب تعلیق کی شرط پائی گئی یعنی بیوی گھر میں داخل ہوئی تو طلاق واقع ہو جائیگی اور یمین بھی ختم ہو جائے گی اور اگر شرط ملک میں نہ پائی گئی تو طلاق نہ ہوگی لیکن یمین ختم ہو جائیگی حاصل یہ کہ یمین تو یہ صورت میں ختم ہو جائے گی لیکن طلاق کا وقوع بہ ملک میں شرط کے پائے جانے کے ساتھ مشروط ہے۔

قولہ ولا یعلم الخ شوہر نے طلاق کو کسی ایسی شرط پر معلق کیا جس کا وجود صرف عورت ہی کی جانب سے معلوم ہو سکتا ہے، پھر وہ شرط پائی گئی لیکن شوہر کو اس کا علم نہیں ہوا تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، اس کا قول معتبر ہوگا، بشرطیکہ اس کی تصدیق عورت نہ کرے، اگر عورت تصدیق کرے تو طلاق واقع ہو جائیگی اور یمین بھی ختم ہو جائیگی کیونکہ اب عورت کہتی ہے کہ مجھے معلوم تھا کہ میں نے یہ کام کیا ہے اس پر طلاق واقع ہو جائیگی اور یمین ختم ہو گئی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے اور قول انکار کی کو مقبول ہوتا ہے، اور احتمال یہ ہے کہ یہاں بھی شوہر کا قول معتبر ہو کیونکہ اس کی جانب سے ہو سکتا ہے کہ نسیان آیت لا یعلم الغیب الا اللہ کے مضمون میں داخل ہو، میں سمجھتا ہوں کہ یہی زیادہ ظاہر ہے، اگر اس کے قول کو معتبر مانا جائے تو جب ظہار کا کوئی خاوند کہے کہ میں نے ظہار کا کفارہ ادا کر دیا ہے تو اس کا قول بھی معتبر ہونا چاہئے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کما ھو المعلوم۔

والملک بشرط الأجر الشرطي ويبطل تنجيز الثلاث نفيه ولو علق الثنت							
اور ملک مشروط ہے وہ شرط جس میں سے آخری کے لئے اور نہیں طلاقوں کو ایک طلاق واقع کرنا ان کی تعلیق کو باطل کر دیتا ہے۔ تعلیق کیا نہیں تین طلاق							
إن تعلق بالولي لم تجب الغرة بالسبب ولم يصر نواحذه به بي طرحين لا بد توقع دنيا							
کو تو اور دی کو طرح پڑتا ضرور ہے نہ تو گھر کے دروازہ کے ساتھ اس کے بعد دروازہ بند کرنے والا، نہ کاٹنا دانتوں کے ساتھ ہی طرح کے دانتوں کا کرنے							
والمطلق بن لم يكفها عليك فهي طالق فتكح غيرها فجاءت طالق لم تطلق إن شاء الله تعالى							
والا طلاق نہ پڑے گی اس لئے کہ اگر فلاں سے نکاح کروں تجھ پر تو وہ طالق ہے پھر اس پر نکاح کر لیا تو طلاق بائن کی عدت میں یا عدت کے بعد طالق							
منصلا	وإن	عاجب	قبل	قوله	إن	شاء	الله تعالى
کے بعد متصلا ان شاء اللہ کہے تو اگرچہ مرجائے عورت شوہر کے ان شاء اللہ کہنے سے پہلے							

[1] ۔ المدونۃ الکبری ۔ کتاب الطلاق ۔ فی ایلاء الرجل

باب طلاق المریض

باب بیمار کی طلاق کے بیان میں

یرثہ فیہ وھما فی المرض بالشرط لانہ غرضہ ولا لذا لہا منہ ولھا فی المرض
بسبب یتعلق بالمرض کما یتعلق بالصحۃ صورۃ المرض من سبب یکون الغالب منہ الموت
او غلبۃ وورث وھی غیرہ لا ان ابانھا فی مرضہ فصح فصحت
وصرحت شرائط ارث میں جو وارث ہوگی اور مرد مذکور میں صحت سے ہوگی گر اس کو مرض میں طلاق دینا اس کے تہمت ہونے کے بعد مرض
او ابانھا فارتدت فاسلمت فصحت لم ترث ولو طاوعت ابنہ الزوج او لاعن او الی
یا اس کو بائن یا اور وجہ سے جدائی جیسا ملاعنہ میں کی یا عدہ ہو گیا تو وارث نہ ہوگی اور عورت سے خلع کرنے کے بعد مرض
مریضا ورثت وان الغی فی صحتہ ومات فی مرضہ لا
یا ایلاء یا ہاری کی صحت میں تو وارث ہوگی اور اگر یہ کام صحت میں کیا اور مرض میں ان کی میعد آ گئی اس مرض میں تو وارث نہ ہوگی۔

توضیح الحل باب اور جدا کرنا ملاعنہ ملتعن کرانا یا الغرض پیدا کرنا اور مبہم اور آمد سلہ کرنا اور قصاص اور حد قائم کرنا مقصود ہے
طلاق عورت سے اپنے اوپر قائم رہنا۔

تشریح الفقہ قولہ وان ابانھا الخ یعنی نے اپنی بیوی کو اس کے حکم کے واجب طلاق بائن دیدی یا خلع دیدیا اس کو اختیار دیا اور
عورت نے اپنی ذات کو اختیار کر لیا عورت نے شوہر سے صلح کر لی اس کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا تو عورت تین مہینوں میں عدت سے وارث
ہوگی کیونکہ اس نے اپنا حق عورتوں باطل کر دیا ہے اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق رجعی دیدی تھی شوہر نے کہا طلاق بائن دیا تھی،
عورت وارث ہوگی، کیونکہ طلاق رجعی میں اکثر علماء کے نزدیک عورت کا حوالہ اپنے نفس کو باطل کرنا جائز نہیں آیا۔

قولہ ہو مریض الخ مرض کی بیماری سے مراد ہے کہ تو نے طلاق بائن دی ہے یا طلاق رجعی دی ہے بیماری کے
زمانے میں کہ میں نے اپنی عدت میں تجھے طلاق دیدی تھی اور تیری عدت گزر گئی عورت نے اس کی تصدیق کر دی اس کے بعد زید
نے عورت کے پہلے کی چیز کا اقرار کیا یا اس کیلئے وصیت کی اور مجروح کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں عورت کو میراث اور وصیت کا
مال ملے گا۔ یعنی اگر وصیت کا اقرار کا مال کم ہو تو وہ اور میراث کم ہو تو میراث، امام ابو حنیفہ کے نزدیک وصیت اور
اقرار کا مال ملے گا کیونکہ جب عورت کے سوال طلاق کی وجہ سے میراث باطل ہو گئی تو صحت اقرار وصیت ہے جو چیز مانع تھی یعنی
تہمت وہ ختم ہو گئی۔ دوسرے مسئلے میں صاحبین کے نزدیک بھی قرار اور وصیت کا مال ملے گا کیونکہ بعد وقوع طلاق اور انقضاء عدت
میں رجعی سے بائن ہونے کی تہمت زائل ہو گئی اور شبہ تہمت زائل ہو گیا بخلاف پہلے مسئلے کے کہ اس میں عدت باقی
ہے اور عدت کا باقی رہنا تہمت کا سبب ہے اس نے پہلے مسئلے میں نکتہ مقدر لے گی امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ دونوں مسئلوں میں
تہمت کا امکان ہے کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عورت اقرار یا وصیت کرنے کا دعوی کرنے کیلئے طلاق واقع کرا لیتی ہے بھی ایسا ہوتا ہے کہ
شوہر انتظار وصیت کی وجہ سے اقرار یا وصیت کرنے سے رہ گیا ہے تہمت کا امکان باقی ہے مگر یہ تہمت صرف ذاتہ مقدر ہے نہ کہ مقدار
میراث میں اس لئے عورت کو نکتہ مقدر دے گی۔

قولہ وان علق الخ یعنی کسی نے اپنے قولی مزاوی کے متعلق کہدیا کہ جب تو فلاں کے گھر میں داخل ہو گی تو تجھ کو طلاق ہے
اس کو فلاں کے گھر میں داخل کرنے کیلئے دھوکہ دیا گیا اور ان عادات میں اس نے جن کو ہاتھ طلاق دے دی تھی اور پھر رجوع کر لیا تھا جس سے اس کا انتقال
ہو گیا یا اس کو قتل کر دیا گیا تو ان سب صورتوں میں عورت وارث ہوگی اور اگر وہ مسند بیماری میں کیا، اور اسی بیماری میں وہ پھر یہ صورت پیش آ گئی
تو عورت وارث نہ ہوگی۔ اس مسئلے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو شخص ایسی حالت میں طلاق دے جس میں ہلاکت غالب ہو خواہ ہلاکت مرض

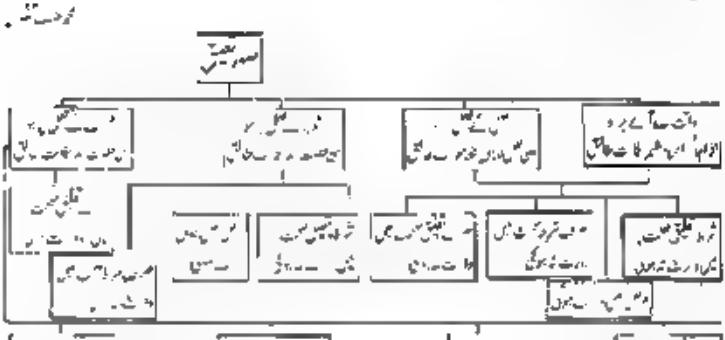

قولہ ہو ایہا الخ ۔ اگر بیوی کو طلاق دی ہو اور عدت میں کچھ طلاق باقی ہو تو اس کے مرنے پر عورت وارث ہوگی اور اگر عدت گزر چکی ہو تو وارث نہ ہوگی۔ اور اگر عدت میں رجعی طلاق دی ہو اور عورت مر جائے تو شوہر وارث ہوگا اور اگر شوہر مر جائے تو عورت وارث نہ ہوگی کیونکہ عورت نے عدت گزار کر اپنا حق ختم کر دیا۔ اور اگر عدت میں بائن طلاق دی ہو تو دونوں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

قولہ ہو ایہا الخ ۔ اگر بیوی کو طلاق دی ہو اور عدت میں کچھ طلاق باقی ہو تو اس کے مرنے پر عورت وارث ہوگی اور اگر عدت گزر چکی ہو تو وارث نہ ہوگی۔ اور اگر عدت میں رجعی طلاق دی ہو اور عورت مر جائے تو شوہر وارث ہوگا اور اگر شوہر مر جائے تو عورت وارث نہ ہوگی کیونکہ عورت نے عدت گزار کر اپنا حق ختم کر دیا۔ اور اگر عدت میں بائن طلاق دی ہو تو دونوں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

باب الرجعة

بات رجعت کے بیان میں

هي استدامة ملكك الذي في العدة وصح في العدة وإن لم يعلم بالرجعة حتى راجعها في العدة بالقول أو بالفعل ويكره تركها بغير عذر ولو طلقها ثلاثا أو واحدة بائنة أو ثنتين فليس له أن يراجعها إلا بنكاح جديد في الحرة والأمة

رجعت وہ رجعت ہے کہ عدت کے اندر تیرا ملک اس پر لوٹ آوے اور رجعت عدت میں کرنا صحیح ہے اگرچہ عورت کو رجعت کی خبر نہ ہو یہاں تک کہ اگر رجعت کی عدت میں اس سے قول یا فعل سے رجعت کرلی اور بغیر عذر کے رجعت کا چھوڑنا مکروہ ہے اور اگر تین طلاق دیدی یا ایک بائن یا دو بائن تو اس کو رجعت کا حق نہیں ہے مگر نکاح جدید سے آزاد اور لونڈی میں

راجعتك وراجعت امرأتي وارتجعت امرأتي وأنا راجعتها وأنا مرتجعها وأنا رادها إلى نكاحي وأمسكتها وأنا ممسكها وأنا على إمساكها وأنا على نكاحها وأنا على تزويجها وأنا على عقدها وأنا على عقد نكاحها وأنا على عقد تزويجها وأنا على عقد عدتها وأنا على عقد عدة نكاحها وأنا على عقد عدة تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقدها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقدها وأنا على عقد عدة عقد نكاحها وأنا على عقد عدة عقد تزويجها وأنا على عقد عدة عقد

[illegible] (صحیح) رجعت ثابت ہے [illegible] رجعت کا انکار رکھتے ہیں حنفیہ [illegible] ان کے نزدیک رجعت ثابت نہیں [illegible] رجعت کی نیت سے [illegible] رجعت ثابت ہو جاتی ہے [illegible] رجعت ثابت نہیں ہوتی۔

قولہ وصح الیٰ آخرہ: یعنی رجعت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ عورت کو رجعت کی اطلاع ہو بلکہ رجعت صحیح ہے اگرچہ عورت کو اطلاع نہ ہو جیسے بیع کہ اگر بائع نے مبیع مشتری کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری کو اطلاع نہ ہوئی تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے۔ اسی طرح رجعت صحیح ہے اگرچہ عورت کو اطلاع نہ ہو۔ امام شافعی کے نزدیک رجعت صرف قول کے ساتھ ہو سکتی ہے فعل کے ساتھ نہیں ہو سکتی جیسے نکاح کہ قول کے ساتھ ہوتا ہے فعل کے ساتھ نہیں ہوتا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ امام شافعی نے ہمارے اس قول کا انکار نہیں کیا کہ رجعت فعل کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

قولہ والافضل الخ: یعنی رجعت کے متعلق احادیث وآثار میں استحب یہ ہے کہ رجعت پر گواہ بنا لے جیسے کہ آیت قرآنی فاشہدوا ذوی عدل منکم میں امر وارد ہوا ہے اور اس امر سے رجعت کے متعلق استحباب مراد ہے۔

قولہ ولا تحل الخ: یعنی جب عدت گزر جائے تو رجعت نہیں ہو سکتی اور نہ شوہر کو عورت سے جماع کرنا حلال ہے۔ امام مالک کے نزدیک اگر شوہر نے عدت کے اندر جماع کیا تو رجعت ہو گئی۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ جماع سے رجعت ہو جانا ثابت نہیں ہے۔

قولہ ولو طلق الخ: یعنی اگر کسی نے اپنی عورت کو طلاق دی اور کہا کہ میں نے رجعت کر لی تو رجعت صحیح ہے اگرچہ عورت اس کی تصدیق نہ کرے کیونکہ اب تصدیق نہ کرنا عورت کا حق ہے۔ اگر عورت انکار کر دے تو رجعت صحیح ہو گی بلکہ عورت کا انکار کرنا رجعت کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہے۔

قولہ ولو طلق الخ: یعنی اگر کسی نے اپنی عورت کو طلاق دی اور کہا کہ میں نے رجعت کر لی اور عورت نے اس کی تصدیق کر دی تو رجعت صحیح ہے کیونکہ اب تصدیق کرنا عورت کا حق ہے۔ اگر عورت انکار کر دے تو رجعت صحیح ہو گی بلکہ عورت کا انکار کرنا رجعت کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہے۔

قولہ ولو طلق الخ: یعنی اگر کسی نے اپنی عورت کو طلاق دی اور کہا کہ میں نے رجعت کر لی اور عورت نے اس کی تصدیق کر دی تو رجعت صحیح ہے کیونکہ اب تصدیق کرنا عورت کا حق ہے۔ اگر عورت انکار کر دے تو رجعت صحیح ہو گی بلکہ عورت کا انکار کرنا رجعت کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہے۔

ہو گئی اس کے بعد دوسرے پیٹ سے آپ پیدا ہوا تو وہ دوسری طلاق ہو گئی کیونکہ اس کا حق عدت کے ساتھ متصل باقی ہو چکا ہے قرار دیا جائے گا۔ اور اگر شوہر نے لفظ کلما استعمال کیا اور عورت نے تین بچے مختلف بطنوں سے پیدا ہونے کے بعد کسی ولادت سے ایک طلاق ہو جائے گی اور دوسرے پیٹ کی ولادت سے طلاق اول ہی پر عدت قرار دی جائے گی کیونکہ اس کا حق عدت کے ساتھ متصل باقی چلا آتا ہے۔ کیونکہ طریقہ دوسری ولادت کو کہنے کے لئے لفظ کلما مخصص ہو گیا ہے۔

(فصل) ويكمل ثلاثة في الحرة و بعدها لا العبدة بالحيض وحرة وأمة بالشهور لو

(فصل) اوپر کی بات مذکورہ سے ملا کر کہتے ہیں کہ عدت تین حیض ہے لیکن اگر آزاد کو تین اور باندی کو دو طلاقوں سے مالک کر دیا

حتى بطلقا غيرة ولو فوقها بنكاح صحيح وضحيي عدة لايملك يمين

تو نہیں کر سکتا یہاں تک کہ دوسرا اس سے ملی کرے نکاح صحیح کے ساتھ کہ وہ دوسرا بھی ہو اور اس کی عدت گزر جائے نہ کہ ملک یمین سے

وكره بسرعة التحلي وبن حلت للاول وبهدم الزوج الثني دون الثلث ولو اخبرت مطلقه انقضت

اور کرہ ہے حلال کرنے کی شرط کے ساتھ کہ کوئی کہنے حلال ہو جائیگی اور حکم کرتا ہے دو کا تین طلاقوں سے کہ طلاقوں کو اگر شوہر نے تین طلاقوں والی عورت سے

بمضي عشه وعدة الزوج الثني والمدة يحتمل له ان يصدقها بن قلب على ظنه صدقها

شوہر اول اور شوہر ثانی کی عدت گزر چکی عورت میں دونوں کو شوہر ثانی کی تصدیق کرنا چاہئے اگر دل اس کی تصدیق کرتا ہے اگر اس کی سچائی کا گمان غالب ہو۔

طلاق کے احکام

توضیح المتن: مباشرہ وہ عورت جس کو طلاق دینے کی نیت سے شوہر اپنے قریب الملاپ تخلیہ دوسرے پہلے طلاق کرنا۔

تشریح المتن: قولہ ويكمل الخ اگر کسی نے اپنی زوجہ بیوی کو ایک یا دو طلاق سے مالک کر دیا یعنی باندی کی کسی کو ایک طلاق دے کر یا کہ کر دیا تو وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے عدت میں بھی اور عدت کے بعد بھی کیونکہ کامل تین حرمت مغلظہ تین طلاقوں سے ثابت ہوتی ہے اور یہاں ایک یا دو طلاقوں سے باندی کو مالک کیا ہے جو کامل نہیں ہے اور اگر شوہر نے تین طلاقیں دے کر یا لکھ کر دیا تو اب اس سے نکاح نہیں کر سکتا یہاں تک کہ کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح صحیح کے ساتھ وطی کرے۔ پھر طلاق دے اور اس کی عدت گزر جائے کیونکہ حق بضاعہ دخانی کا ارشاد ہے۔ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره۔ لفظ قاموس طلاق میں طلاق سے مراد تیسری طلاق ہے اور نکاح سے مراد وطی ہے کیونکہ لفظ نکاح کے معنی وطی اور لفظ زوج کے طلاق ہی سے حاصل ہوتے اگر نکاح سے بھی عقد نکاح ہی مراد ہو تو کلام میں تعرف نا کیا جائے گا حالانکہ کلام کو تعریف پر محمول کرنا راجح ہے لان الافادة خير من الاعادة جیسا کہ کہا جائے کہ فلاں عورت فلاں کا شوہر ہے اس کا شوہر ہونا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جس سے دخانی علی الکتاب جائز ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اس نے دوسرے شخص سے شادی کر لی پھر اس کو دوسرے نے بھی طلاق دیدی لیکن وطی نہیں کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ یا رسول اللہ کیا وہ عورت شوہر اول کیلئے شوہر ثانی کے وطی کے بغیر حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ شوہر ثانی شوہر اول کی طرح لذت جماع حاصل نہ کرے۔ شوہروں کے لئے حلال نہیں۔ (۱) ہیر کیف شوہر ثانی کا وطی کرنا مجوسی کے نزدیک شرط ہے اس کے بغیر اول کیلئے حلال نہ ہوگی خلیفہ اور خوارج جو اس کی نفی کرتے ہیں وہ بالکل مردود ہے اور حضرت سعید بن المسیب سے جو اس کے مخالف مروی ہے وہ بھی لائق اعتنا نہیں کیونکہ مرجوع ثابت ہے (کذا فی المنیہ) پھر شوہر ثانی کا بالغ ہونا ضروری نہیں بلکہ مراہق سے بھی کام چل سکتا ہے بشرطیکہ آلہ تناسل جماع صحیح الاسلام ہو اس کا خاندانی سال کی عمر کے ساتھ کہا ہے نکاح صحیح کی قید سے نکاح فاسد نکل گیا اگر شوہر ثانی نکاح فاسد کرے۔ بعد وطی کرے تو اول کیلئے حلال نہ ہوگی۔

(۱) احمد و ابو یعلی و ابن حبان۔

[illegible] ایک طلاق سے ایک [illegible] دو طلاقوں سے [illegible] تین طلاقوں سے [illegible] ہو جاتی ہے۔ [illegible] دوسرے سے [illegible] ہو جاتی ہے۔ [illegible] ہو جاتی ہے۔ [illegible] ہو جاتی ہے۔

باب لایلاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وسقط اليمين لو حلف على أربعة أشهر وتلبث لو حلف على الأبد فيوقفها فإن فاء وإلا طلقت السلطان
اور ساقط ہو جاتی ہے اگر قسم کھائی ہو چار مہینے پر اور ٹھہرتی ہے اگر قسم کھائی ہو ہمیشہ کے لیے تو روکتا ہے اس کو حاکم پھر اگر رجوع کر لے (تو خیر) اور نہ طلاق دے دے حاکم

بلا فيء بانت بتطليق لبن فكفر زوج غر لم تطلق ولو وطئ كفر
بلا رجوع کے پس جدا ہو جائے گی ایک طلاق سے پھر اگر وہ مرد نے شوہر کے دھوکہ دیا تو طلاق نہ پڑے گی اور اگر وطی کرے تو کفارہ دے

إلقاء اليمين ولا إلقاء فيما دون أربعة أشهر وإن قال والله لا أقربك شهرين وشهرين بعد هذين فثلاثة
حلف چھوڑنے کی جو قسم کھائی ہے یا چار مہینے سے کم ہیں تو نہیں ڈالا جائے گا حلف تیرے قریب نہ آؤں گا دو مہینے پہلے اور دو مہینے کے بعد یہ تین

ولو ملك يومًا ثم قال والله لا أقربك شهرين بعد شهرين الأولين فولى لا أقربك سنة إلا يومًا
ہوئے اور اگر ایک روز کا مالک ہوا پھر کہا خدا کی قسم تیرے قریب نہ آؤں گا دو مہینے پہلے دو مہینوں کے علاوہ تو یہ قریب ۱۲ مہینے ہوئے ایک دن کم سال بھر تک

ثم قال بالبصرة والله لا دخلت مكة ومن في الكعبة لا وإن حلف بحج فوصوم ثم صدقة ويصح الإيلاء
پھر کہا بصرہ میں خدا کی قسم نہ داخل ہوں گا مکہ میں اور جو کعبہ میں ہے نہ ہوں گا اور اگر قسم کھائی حج کی پس لازم ہے روزہ پھر صدقہ اور صحیح ہے ایلاء

ثم إلى متى المطلقة الرجعية فهو مولٍ ومن الشابة والأجنبية لا ونفقة بقاء الأمة شهرين
پھر کہا مطلقہ رجعیہ سے تو وہ ایلاء کرنے والا ہے اور طلاق دینے والا اور اجنبیہ عورت سے ایلاء نہ ہوگا اور باندی کے ایلاء کی مدت دو مہیں

وإن عجز المولى عن وطئها بمرضه أو مرضها فوقوف أو بالصغر أو بقدر حشفة
اور اگر عاجز ہو ایلاء کرنے والا وطی کرنے سے اپنی بیماری کی یا عورت کی بیماری یا اس کے کم سن ہونے کی وجہ سے

فلها فيء بقول بفئت لها وفيء قدر على الحشفة فيئة بالوطء
تو اس کے رجوع کی صورت یہ کہہ دینا ہے کہ میں نے اس سے رجوع کر لیا اور آلہ مرد حشفہ بقدر کٹا ہوا ہو گیا تو رجوع صرف وطی سے ہوگا

فإن فاء حرم الوطء إن نوى الثلاث أو لم ينو شيئا وظهار إن نواه وكفيء إن نوى الكفر
پس اگر رجوع کر لیا تو حرام ہو جائے گا اگر نیت کی تین کی یا کچھ نیت نہ کی اور ظہار ہے اگر ظہار کی نیت کی اور کفر ہے اگر کفر کی نیت کی

وبانية إلى نوى الطلاق وفسخ إن نواه وإلى القاضي إن قال لا أراجعك
اور جدا ہو جائے گی ایک طلاق بائن سے اگر طلاق کی نیت کی اور تین طلاقیں ہیں اگر تین کی نیت کی اور فسخ ہے اگر اس نے کہا کہ میں رجوع نہ کروں گا تجھ سے

فبانت بواحدة ولم ينو شيئا وإن نوى الثلاث أو لم ينو شيئا وظهار إن نواه وكفيء إن نوى الكفر
تو جدا ہو جائے گی ایک طلاق سے اور کچھ نیت نہ کی اور اگر نیت کی تین کی یا کچھ نیت نہ کی اور ظہار ہے اگر ظہار کی نیت کی اور کفر ہے اگر کفر کی نیت کی

وبانية إلى نوى الطلاق وفسخ إن نواه وإلى القاضي إن قال لا أراجعك فبانت بواحدة ولم ينو شيئا
اور جدا ہو جائے گی ایک طلاق بائن سے اگر طلاق کی نیت کی اور فسخ ہے اگر اس نے کہا کہ میں رجوع نہ کروں گا تجھ سے تو جدا ہو جائے گی ایک طلاق سے

وإن نوى الثلاث أو لم ينو شيئا وظهار إن نواه وكفيء إن نوى الكفر وبانية إلى نوى الطلاق وفسخ إن نواه
اور اگر نیت کی تین کی یا کچھ نیت نہ کی اور ظہار ہے اگر ظہار کی نیت کی اور کفر ہے اگر کفر کی نیت کی اور جدا ہو جائے گی ایک طلاق بائن سے اگر طلاق کی نیت کی

وإلى القاضي إن قال لا أراجعك فبانت بواحدة ولم ينو شيئا وإن نوى الثلاث أو لم ينو شيئا وظهار إن نواه
اور فسخ ہے اگر اس نے کہا کہ میں رجوع نہ کروں گا تجھ سے تو جدا ہو جائے گی ایک طلاق سے اور کچھ نیت نہ کی اور اگر نیت کی تین کی یا کچھ نیت نہ کی اور ظہار ہے اگر ظہار کی نیت کی

وكفيء إن نوى الكفر وبانية إلى نوى الطلاق وفسخ إن نواه وإلى القاضي إن قال لا أراجعك
اور کفر ہے اگر کفر کی نیت کی اور جدا ہو جائے گی ایک طلاق بائن سے اگر طلاق

یا اور چار یا بائن کر دے تو تیسری طلاق واقع ہو گئی اس سے رجوع صرف لفظ کے ساتھ نہیں ہو سکتا اس کے بعد یہ اس سے نکاح کر سکتا ہے طلاق واقع ہونے کی تین وجوہ کی ساتھ مقید کرنے سے کفارہ لازم ہوگا کیونکہ نہیں ہوتی ہے۔

قولہ و لا یلزمہ الخ یا طلاق اکثر سے اپنا کی مدت چار ماہ ہے اس سے کم میں ایلاء ہوتا ہے فقہ قولہ تعالیٰ "للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر" نیز حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ "چار ماہ سے کم میں ایلاء نہیں ہے"۔

قولہ و لو حلف الخ یہاں تین مسئلے ہیں جن میں ایلاء نہیں ہوتا (۱) ایک شخص نے کہا واللہ لا اقربک شہرین پھر کہا ایک اور خدا کی قسم اس کے بعد اس نے کہا واللہ لا اقربک شہرین بعد شہرین الاولین تو ایلاء ثابت ہوگا کیونکہ یہاں دونوں یمین کے چار مہینے ہوئے اور درمیان سے نیف دن موقوف کا ساقط ہو گیا کیونکہ ایک دن کم چار ماہ تک عدم وطی سے ایلاء نہیں ہوتا۔ (۲) ایک شخص نے کہا واللہ لا اقربک مدۃ لا یوجد فیھا وطء کہ خدا کی قسم میں وطی نہیں کروں گا ایسی مدت میں جس میں وطی کا پایا جانا ممکن نہ ہو مثلاً ایک گھنٹہ یا ایک دن کی قید لگا دی تو ایلاء ثابت نہیں ہوگا کیونکہ عورت کو ایک ساعت یا ایک دن کی وطی سے ضرر لاحق نہیں ہوتا۔ (۳) ایک شخص نے کہا واللہ لا اطاعک ما عشت او ما عشت او ما عشنا معا یا ما عشنا جمیعا تو ایلاء نہیں ہوگا کیونکہ عورت کو کبھی بھی وطی سے یاس نہیں ہوتا۔

قولہ و ھو المطالبۃ الخ مطالبہ یا رجعت کے ساتھ فیئ نہیں ہوتا کیونکہ یہ یمین کو ختم کرنے والی ہے اور رجعت کو صرف طلاق کے ساتھ کی قوت دینے والی ہے اور یہ دونوں چیزیں اس میں موجود نہیں ہیں لہٰذا یہ مسئلہ بالکل ظاہر ہے۔

قولہ ان عجز الخ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا پھر کسی وجہ سے وطی کرنے سے عاجز ہو گیا مثلاً اس وجہ سے کہ وہ عورت بہت موٹی ہو گئی ہے یا بیمار ہو گئی ہے اور اس صورت میں ظاہر مذہب کے مطابق اس کو طلاق بائن کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ عورت ایلاء میں اپنی بیماری کے بعد صحت یاب ہو جائے پھر اس کو طلاق دے دی اس سے رجوع کر لیا تو اس کا ایلاء لوٹ آئ

بَابُ الْخُلْعِ

باب خلع کے بیان میں

هُوَ الْمَصْدَرُ مِنَ الْخَلْعِ وَالْوَاقِعُ بِهِ وَبِالطَّلَاقِ عَلَى مَالٍ طَلَاقٌ بَائِنٌ وَلَزِمَهَا الْمَالُ وَكُرِهَ لَهُ

خلع باب سے مصدر ہے اور مال سے اس طلاق سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور عورت پر مال لازم ہو جاتا ہے اور مکروہ ہے شوہر کو

أَخْذُ شَيْءٍ إِنْ نَشَزَ وَإِنْ نَشَزَتْ لَا وَمَا صَلَحَ مَهْرًا صَلَحَ بَدَلَ الْخُلْعِ وَإِنْ فَاسِدًا

کچھ لینا اگر خود بی بی کی طرف سے زیادتی ہو اور اگر عورت زیادتی کرے تو مکروہ نہیں اور ہر چیز جو مہر بن سکتی ہے وہ خلع کا عوض بن سکتی ہے اور عورت سے خلع کیا

وَحَلَفَ بِطَلَاقِ الْأَجْنَبِيِّ أَوْ عَبْدِهِ وَقَعَ بَائِنٌ بِالْخُلْعِ وَرَجْعِيٌّ فِي غَيْرِهِ مَجَّانًا كَطَلَاقِهِ

یا اس کو طلاق دی شراب یا لغو پر اور اگر خلع کی صورت میں طلاق دی اور غیر خلع میں رجعی واقع ہوگی طلاق دینے والے کے

عَلَى مَنْ يَلِي وَلَا شَيْءَ لَهُ فِي بِضْعِهَا وَبِالثُّلُثِ مِنْ مَالٍ لَوْ مِنْ دَرَاهِمَ رَدَّتْ مِنْ مَهْرِهَا

ذمہ جو اس کے قریب ہے اور اس کو کچھ نہیں بدلے بضع کے اور طلاق مال پر دینے سے اگر عورت نے درہم دیے تو عورت کے مہر سے

ثُلُثَهُ ذِرْهَمٌ وَثُلُثَا دِرْهَمٍ عَلَى عَبْدٍ أَبَى فَلَهَا عَلَى أَنَّهُ بَرِيءٌ مِنْ حِصَابِهِ بِهِ تَبَرَّأَ وَبِالثُّلُثِ

تین درہم واپس کر دے اگر شوہر نے عورت کے بھگوڑے غلام پر خلع کیا اس شرط پر کہ عورت اس کے غلام سے بری ہے تو بری ہو جائے گا اور عورت سے

طَلْقَتَيْنِ ثَلَاثًا بِأَلْفٍ بِطَلْقَتَيْنِ وَاحِدَةٌ بِهِ ثِنْتَانِ بِأَلْفٍ رَجْعِيٌّ

تین طلاقوں میں تین طلاقیں واقع ہوں گی اور شوہر نے ایک طلاق دی تو اس کے لئے ہزار روپیہ کا لینا جائز ہوگا اور عورت پر رجعی

وَفِي أَلْفٍ وَقَعَ رَجْعِيٌّ مَجَّانًا طَلِّقِي نَفْسَكِ ثَلَاثًا بِأَلْفٍ وَقَالَتْ بِأَلْفٍ طَلَّقَتْ وَاحِدَةً

اور اگر اس نے کہا کہ ہزار میں طلاق دے دو تو دو طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر عورت نے کہا کہ ہزار روپیہ پر عورت نے ایک طلاق دی

لَمْ يَجِبْ شَيْءٌ أَنْتِ طَالِقٌ بِأَلْفٍ فَقَبِلَتْ فَرْعٌ وَبَانَتْ

تو کچھ نہ پڑے گی تو طلاق سے پیشتر کے عوض ہاں اگر یہ عورت نے قبول کر لیا تو ہزار لازم ہو جائے گا اور طلاق واقع ہو جائے گی

أَنْتِ طَالِقٌ وَعَلَيْكِ أَلْفٌ أَوْ أَنْتِ حُرَّةٌ وَعَلَيْكِ أَلْفٌ طَلُقَتْ وَفِي مُعَاطَاةٍ

تو طلاق ہے اور تجھ پر ہزار ہیں یا تو آزاد ہے اور تجھ پر ہزار ہیں تو طلاق اور آزادی واقع ہو جائے گی۔

تشریح الفقہ قولہ باب الخلع الخ اس کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک بھی معصیت ہوتا ہے اور کبھی مباح مگر خلع میں تین مال ایک عقلی زائد ہے اس لئے اس کو دوسرے سے مؤخر کر دیا ہے خلع لغۃ مصدر ہے کھلنا اخذ من خلعت الثوب عن البدن سے ہوتا ہے اور دونوں اصطلاح میں ازالہ ملک کو کہتے ہیں حوالہ خلع یا اس کے معنی اللفاظ کے ساتھ جہاں کی صحت عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے ملک نکاح کی قید سے طلاق رجعی نکل گئی اور طلاق بائن کی طرح طلاق مغلظہ بھی نکل گئی کیونکہ وہ بھی غیر مزیل ہے نکل گیا کیونکہ وہ بھی ملک کی ہوتی ہے مگر شوہر بیوی سے یہ نیت طلاق بول کے خلعتک تو طلاق بن جائے گی کہ خلع میں یہ قبولیت عورت کی قید سے طلاق مؤثر ہو گیا کیونکہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں انما خلع کی قید سے طلاق بائن خارج ہو گئی کیونکہ طلاق مذکورہ رجعیہ ہے بخلاف خلع کے تو اس لفظ سے مبادلت اور خلع مقصود ہوتا ہے اور اس لئے طلاق بائن ہوتا ہے یا کیونکہ خلع کی طرح یہ بھی مستقیم ہے۔ مصنف نے خلع کی تعریف "هو الفصل من النكاح" کے ساتھ کی ہے اور "الفصل" کے ساتھ صرف نظر کرتے ہوئے دوسری تعریف خلع کی ہے اس واسطے کہ مصنف کی تعریف طلاق بعوض مال سے ٹوٹ جاتا ہے یہ خلع میں بھی حاصل ہے مالانکہ یہ خلع نہیں اس لئے بعض شراح نے کہا ہے کہ یہ

تحریف ہے بلکہ تحریف ہے بلکہ بعید یہ صاحب کا اور ابلیس سے بن جاتا ہے کہ ہی نہیں یا لفظ ہے کہ ہی نہیں

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے دے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی مہینہ میں تین طلاقیں دے دے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی سال میں تین طلاقیں دے دے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی عمر میں تین طلاقیں دے دے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی زندگی میں تین طلاقیں دے دے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی دن میں تین طلاقیں دے دے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی ہفتہ

وَضَعَ شَرْطَ الْخِيَارِ لَهَا فِي الْخُلْعِ لَا لَهُ طَلَّقَكِ امْسِ بِالْفِ فَهُوَ تَطْلِيقٌ وَلَاثٌ
اور صحیح ہے خیار شرط عورت کے لئے خلع میں نہ شوہر کے لئے تیرے کل ہزار کے عوض میں طلاق دی مگر تو نے نہیں کہا عورت نے کہا
قَبِلْتُ صَحَّ بِخِلَافِ الْبَيْعِ وَيَسْقُطُ الْخُلْعُ وَمُبَارَأَةٌ كُلُّ حَقٍّ لِكُلِّ وَاحِدٍ عَلَى الْآخَرِ
میں نے قبول کر لیا تو شوہر کی تصدیق ہوئی بخلاف بیع کے اور ساقط کر دیتا ہے خلع اور مبارات ہر حق کو ہر ایک کا دوسرے پر ہو
بِالنِّكَاحِ حَتَّى لَوْ خَالَفَهَا وَبَرِئَهَا بِمَالٍ مَطْلُوحٍ كَانَ لِلزَّوْجِ مَطْلُوبُهُ لَهُ
حقوق نکاح سے یہاں تک کہ اگر شوہر عورت سے خلع یا مبارات کرے کسی مال کے عوض تو شوہر کے لئے وہی مال جو عورت سے ٹھہرایا ہے
وَلَهُمْ بِرَاءَةُ كُلٍّ لِاحْتِمَالِ قَبُولِ صَاحِبِهِ دَعْوَى فِي الْمَهْرِ مَقْبُوضًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَقْبُوضٍ قَبْلَ الدُّخُولِ بِهَا
اور ان کو ہر ایک کے لئے دوسرے پر کوئی حق باقی نہ رہے گا بہ سبب احتمال قبول کرنے دوسرے کے دعوی مہر کا عورت نے قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، مگر
أَوْ بَعْدَهُ إِنْ عَالِمٍ الْأَبِ صَغِيرَةٌ بِمَالِهَا لَمْ يَجُزْ عَلَيْهَا وَطَلَّقَ
اگر باپ کرے صغیرہ کا تو لی اس کے شوہر سے سنبوہ کے اس کے ہوں تو جائز نہ ہوگا صغیرہ پر اور طلاق پڑ جائیگی
وَلَوْ بِأَلْفٍ عَلَيَّ أَنَّهُ ضَامِنٌ طَلُقَتْ وَلَا أَلْفَ عَلَيْهِ
اور اگر ہزار کے عوض خلع کرے اس شرط پر کہ وہ ضامن ہے تو طلاق پڑ جائیگی اور ہزار دینا اس پر لازم نہ ہوگا۔

بقیہ احکام خلع

تشریح: المختلعۃ: خلعت یخلع خلعا کا مصدر ہے خلع میں سات شرط عورت کیلئے ہونا امام صاحب کے نزدیک صحیح ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہیں ہوتا صاحبین کے نزدیک دونوں کیلئے صحیح نہیں مثلاً شوہر نے بیوی سے کہا انت طالق بالف علی انک بالخیار فقالت قبلت اور عورت نے اس کو قبول کر لیا تو امام صاحب کے نزدیک صحیح ہے اور اگر شوہر نے یوں کہا انت طالق بالف علی انی بالخیار تو صحیح نہیں، یہ عقد بمنزلہ فاسد کے ہوگا اس کو فسخ کر دے تو بائن ہو جائیگی اور نہ کرے تو طلاق رجعی ہو جائیگی صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں طلاق بائن واقع ہوگی اور ہزار درہم بھی واجب ہوں گے کیونکہ یہ عقد صحیح کرنے کیلئے ہوتا ہے اور یہاں، ان کے تصرفات بھی مانند صحیح کے ہیں امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عقد صحیح نہیں کیونکہ فسخ عورت کی جانب سے بھی ہوتا ہے اور عورت کی جانب سے شرط اور تعین شرط میں صحیح کا احتمال نہیں۔ امام صاحب کے نزدیک عورت کی جانب سے خلع بیع کے درجہ میں ہوتا ہے یہاں تک کہ عورت رجوع کرنا چاہے تو رجوع کرنا صحیح ہے اس وجہ سے طلاق میں عورت کیلئے خیار شرط صحیح ہے۔

قولہ طلقتک امس الخ شوہر نے بیوی سے کہا میں نے کل تجھے ایک ہزار کے عوض میں طلاق دی مگر تو نے ہزار درہم پر قبول نہ کیا عورت نے کہا میں نے تو قبول کر لیا تھا تو اس صورت میں شوہر کی تصدیق ہوگی کیونکہ بیع کے کل مقام کا مالک کسی سے یہ کہے کہ میں نے اس غلام کو کل تیرے ہاتھ ایک ہزار کے عوض میں فروخت کیا تھا تو نے قبول نہ کیا مشتری نے کہا میں نے قبول کر لیا تھا تو یہاں مشتری کی تصدیق کی جائیگی وجہ فرق یہ ہے کہ شوہر کی جانب سے طلاق بالمال تعلیق ہوتی ہے اور طلاق کی تعلیق بیوی کے قبول کرنے سے موقوف نہیں ہوتی شوہر کے جائز ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور شوہر مشتری ہوا اس لئے شوہر کا قول معتبر ہوگا اور بیع کا فسخ کر لینا عقد بیع کو باطل کر لینا ہے یہی اقرار بیع کے بعد تو بیع سے انکار کرنا گویا بیع کا انکار ہے اس سے بیع کالعدم نہیں ہو سکتا۔

قولہ وبسقط الخ مبارات مفاعلت کا مصدر ہے بمعنی طرفین سے ابراء جل اور عقد ہر ایک کا دوسرے سے بری ہونا یہاں اس کی صورت یہ ہے کہ بیوی نے شوہر سے کہا مجھے طلاق پر بری کر دے شوہر نے کہا میں نے تجھے بری کر دیا خلع اور مبارات دونوں میں سے ہر ایک سے تمام

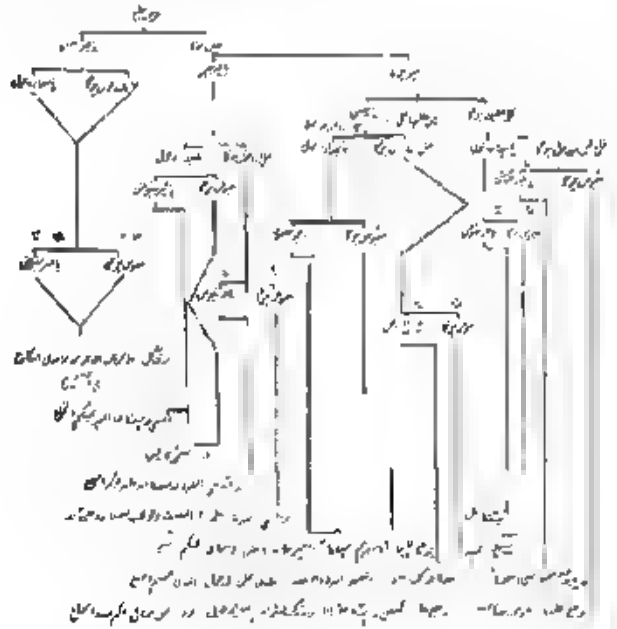

باب الظہار

باب ظہار کے بیان میں

قولہ حرام الخ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے "انت علی کظھر امی" (تو میرے اوپر حرام ہو گئی جب تک کفارہ ادا نہ کر دے) تو اس صورت میں یہ بیوی کے ساتھ ظہار کی ہوئی بھی ہوں کفارہ ظہار سب پر لازم ہے۔ قولہ تعالیٰ والذین یظاھرون من نسائھم الآیۃ۔ حاصل یہ ہے کہ ظہار ایک زمانہ جاہلیت کی طلاق ہے جو اسلام میں حرام کی گئی کیونکہ حرمت کا ثبوت آیت سے ہوتا ہے اور آیت میں تمام ظہار والے کو کہا ہے پھر کوئی کے تحقیق حق کسی ظہار کرنے والے کے بیوی سے جماع کرنے کا امکان سے قبل ہی حرمت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایک روایت ہے کہ اگر مظاہر عورت کو طلاق بائن دے دے تو وہ بالاتفاق اس پر حلال ہو جاتی ہے اور اگر طلاق رجعی دے دے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور صاحبین کے نزدیک ثابت نہیں ہوتی۔ قولہ ثم یعودون الخ اس سے پہلے بھی گزر چکا ہے کہ عود سے مراد عزم جماع ہے اور ظہار کا صرف ایک کفارہ ادا کرنا اس وقت ہے کہ ظہار ایک ہی بیوی کے ساتھ ظہار کے بعد دوسری کفارہ سے قبل ہی کفارہ دے دیا ہو۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کے بعد دوسری کفارہ سے قبل ہی کفارہ دے دیا حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ کفارہ ادا نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا یہ حدیث ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمارے لئے حلال ک

صوفه بخيّر وقيّة ولم يجز الأعمى ومقطوع اليمين او الرجلين والمجبوب والمسلول

(اصل) کفارہ ظہار آزاد کرنا ہے ایک غلام کو اور نہیں جائز ہے نابینا اور دونوں ہاتھوں یا دونوں پاؤں کٹا ہوا اور نہ وہ جو نامرد ہو اور

ولم يجز المدبر وام الولد والمكاتب الذي ادى شيئا ولم يعتق ولم يجز الا شرى قريبه ناويا بالشراء الكفارة او حرّ نصف عبده

ام ولد اور نہ مکاتب جس نے کچھ ادا کیا ہو اور آزاد نہ کیا ہو اور نہ خریدنا اپنے قریب کو جبکہ خریدتے وقت کفارہ کی نیت کرے یا اپنا نصف غلام کفارہ میں

عن كفارته ثم حرّ باقية عنه صح وإن حرّ نصف عبد مشترك وضمن حصة

آزاد کیا پھر نصف باقی کو بھی کفارہ کی طرف سے آزاد کر دیا تو صحیح ہے اور اگر مشترک غلام کے نصف کو آزاد کیا اور باقی کا ضامن ہو گیا

لو حرّ نصف عبده ثم وطئ الثنى ظاهر منها ثم حرّ باقيه لا فإن لم يجد فيتحق

اور اپنا نصف غلام آزاد کیا پھر وطی کر لی اس عورت سے جس سے ظہار کیا تھا پھر باقی کو آزاد کر دیا تو صحیح نہیں پس اگر نہ پائے غلام جس کو آزاد کرے

صام شهرين متتابعين ليس فيهما رمضان وايام نهي فإن وطئها فيهما ليلا عامدا او ناسيا او المظاهر مسافر

تو روزے رکھے دو مہینے پے در پے جس میں رمضان اور ایام منہیہ نہ ہوں اگر وطی کر لی اس عورت کو ان دنوں میں کہ روزہ رکھتا ہے ظہار کرنے والا خواہ عمداً

الصوم ولم يجز للعبد الا الصوم وان اعتقه المولى عنه سيده فإن لم يستطع الصوم

رکھے اور کبھی یا بھولے سے یا ظہار کرنے والا مسافر ہو تو لوٹائے اس کی طرف سے اس کا آقا کہ نہیں رکھ سکتا روزہ غلام مگر روزہ اور نہ جائز ہے

اطعم ستين فقيرا كالفطرة وإباحة قبل ان يتماسا فلو امر غيره ان يطعم عنه من غير امره فعل

کھانا ساٹھ مسکینوں کو کھانے فطرہ کی طرح پس اس کی قیمت دے اگر کسی دوسرے کو اپنے کفارہ کی طرف سے کھانے کا حکم کیا اور اس نے کھلایا

صح وتصح الاباحة في الخمسات والعشر دون الصدقات والغشر

تب بھی کافی ہے اور صحیح ہے اباحت کھانے میں اور نہیں ہے یہ کہ صدقات و عشر میں

کفارۂ ظہار کا بیان

تشریح الفقہ: قولہ وهو اتباع لما مر کا مرجع ماقبل ہے یعنی کفارہ ظہار ایک غلام آزاد کرنا ہے جس میں ہمارے نزدیک مسلم و کافر صغیر و کبیر مذکر و مونث سب برابر ہیں اور شافعی کے نزدیک کافر غلام آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا کیونکہ کفارہ اللہ کا حق ہے پس اس کو اللہ کے دشمن پر صرف کرنا صحیح نہ ہوگا جیسے کافر مال زکوٰۃ صرف کرنا جائز نہیں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ آیت میں رقبہ مطلق ہے جس کا مصداق ہر دو حالت ہے جو ہر اعتبار سے مملوک ہو اور یہ چیز ہر دو میں موجود ہے پس ان کی فضیلت کا زیادتی علی الکتاب ہے جو جائز نہیں اور کفارہ کا حق اللہ ہونا سوائے اس کے نہیں ہے کہ متعلق بالمقصد یہ ہے کہ نفس اپنے آقا کی خدمت سے سبکدوش و گویا مولیٰ حقیقی کی اطاعت میں لگ جائے اب اگر وہ اپنے کفر میں پڑا رہتا ہے تو یہ حاصل کہ ہوا ہے اس کے سوا اختیار پر محمول ہوگا۔

قولہ ولم يجز الخ کفارہ میں ایسے غلام کا آزاد کرنا کافی ہے ہوگا جس میں جس نقصت فاحش ہو گئی ہو جیسے اپاہج جس کو بالکل حرکت نہ ہو یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا دونوں گھٹنے کٹے ہوئے اور وغیرہ یا نابینا ہو اور مکاتب جس نے بدل کتابت کا کچھ مال ادا کر دیا ہو اس کو آزاد کرنا بھی کافی نہ ہوگا کیونکہ [illegible] کے متحق ہو چکے ہیں ان میں کفارہ تو کالعدم متفقہ ہے

قولہ فان وطئ الخ یہ ہے صحیح تک تین مسئلے ذکر ہیں مسئلہ کفارہ ظہار میں مکاتب غلام کو آزاد کیا جس نے بقدر بدل کتابت ادا نہیں کیا تھا تو یہ ہے رویت صحیح ہے امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک صحیح نہیں کیونکہ وہ مکاتب کتابت کی وجہ سے قریب کے متحق ہو چکا ہم یہ کہتے ہیں کہ [illegible] مکاتب دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جس نے کچھ ادا نہ کیا ہو دوسرا وہ جس نے کچھ ادا کیا ہو پہلا مکاتب تو ایسا ہے جیسا کہ [illegible] سے چنانچہ ملکیت آقا کے علاوہ دیگر

[illegible] کے لئے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

والشرط عند ان تتحدد وعندهما يجوز بعشاء واحد لان الخطاب لغير واحد فيتوزع ويصير

اور شرط یہ ہے کہ مرتفق کے پیچھے ہر ایک نماز ادا کرے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر ایک نماز کو الگ الگ وقت میں ادا کرے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ایک ہی عشاء سے دونوں نمازیں ادا کر لے کیونکہ خطاب متعدد لوگوں کو ہے پس ہر ایک کے لیے ایک عشاء ہو جائے گی

كل واحد منهما عشاء على حدة لا ان يصلي الوتر بجماعة بعد الاصح وان اصحهما على ظاهر

لیکن یہ اس وقت ہے جب وتر کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے کہ اصح قول کے مطابق یہ بھی ایک عشاء ہو جائے گی

مذهبهما لان الكل لغير معين صح عن واحد وعن الباقين ظهر لوجود الخطاب

صاحبین رحمہما اللہ کے مذہب کی وجہ سے کیونکہ وتر بھی ایک نماز ہے جو ایک آدمی کی طرف سے صحیح ہے اور باقیوں کی طرف سے ظاہر ہے کیونکہ خطاب موجود ہے

على الظاهرين وله ان عشاءها صح عنهم وعنه بغيره والاصل ان حق الاصل

ظاہر الروایۃ کے مطابق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ عشاء کی نماز ان کی طرف سے اور اپنی طرف سے صحیح ہے اور اصل یہ ہے کہ

لكل واحد منهم صح عن واحد وظهر في حق الباقين لا

ہر ایک کی نماز ایک کی طرف سے صحیح ہے اور باقیوں کی طرف سے ظاہر ہے

تشریح: الفقہ: فرمایا وعن الخطاب الخ یہ پہلے قول کا دوسری دلیل سے بیان ہے مگر ایک ہی امام کے پیچھے بھی کئی نمازیں ادا کرنے کا حکم ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے جو کہ درست نہیں ہے کیونکہ تین نمازیں ایک ہی عشاء کی طرح ہیں کیونکہ ان کا وقت ایک ہی ہے اور ایک ہی عشاء سے تینوں نمازیں ادا ہو جاتی ہیں پس ایک ہی عشاء کو کئی عشاء ایسا سمجھنا جیسے ہر نماز کے لیے علیحدہ علیحدہ عشاء ہو جائے گی ایک بڑی غلطی ہے۔

قولہ ولو صلوا الخ: یہ مقتدیوں کے دو گروہوں کی طرف سے سائل مسئلہ کو پوچھ گچھ کی ایک صاع کیسوں دے دے اس طرح سے ایک کنارہ پر ہو جائے گا کیونکہ دکانوں میں ایک سو بیس ٹکیوں کو حاضر دیکھ کر ان سے مقدار میں تو اضافہ کر دیا گیا بجائے نصف صاع کے ایک صاع دیا گیا مگر وہ گنتی میں زیادتی کی وجہ سے ایک سو بیس کے صرف ساٹھ یا ساٹھ کا عدد ہی گنا جائے گا۔ نیز تعداد فرض کی صورت میں بیت المال کا مال ہے اور دکانوں کی حیثیت کو دیکھا جائے گا تو وہ مشتمل ظاہری ہے۔ باقی رہی ان کی مقدار تو اس کی دلیل دکانوں کا وسعت شکن ہونا ہے ایک دکاندار سے جا کر پوچھ لیا جائے کہ کس بنا پر ایک کو نصف صاع کے بجائے ایک صاع دیا ہے جواب کا امید نہیں کیونکہ نصف صاع کی مقدار دو مقررین کی نے تجویز کی ہے کہ نصف صاع سے زائد ہو نہیں بلکہ اس سے کچھ کم ہے کہ نصف صاع سے کچھ بھولی جائے۔

قولہ وعن الفطر الخ: اور اگر فقراء کثیر و اغنیاء کثیر ہوں تو ہر ایک کو تمام مسکینوں میں سے ہر ایک کو تھوڑی تھوڑی ایک صاع گندم دینا واجب ہو جائے گا کیونکہ اختلاف جنس کی صورت میں بیت المال کا مال ہے اور فقراء کے دکانداروں کی طرف سے وکیل ہونے کا علم نہیں ہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی بدلہ کو تعین کیا گیا ہے یا ایک صاع میں مسکین کو کھانا کھلانا بدلہ تعین نہیں کی جب بھی ہو سکتا ہے اس لیے قبض کی ضرورت نہیں۔

قولہ وان خرج عشاء الخ: اور اگر دکانداروں کی طرف سے ایک صاع آٹا پایا جائے تو ایک قول کے مطابق صحیح ہو گا اور ایک قول کے مطابق صحیح نہیں ہو گا کیونکہ ایک کی طرف سے جائے گا اور دوسرا فقراء کی طرف سے جائے گا اور کسی ایک کی طرف سے بھی صحیح نہ ہو گا کیونکہ یہ علم ہو چکا ہے کہ دکاندار نمائندہ کی طرف سے اجازت ہوتا ہے کہ دکاندار کل میں کو تقسیم کر دے جائز نہیں ہے کہ ایک ہی فقیر کو دے دے۔

بَابُ اللِّعَانِ

باب لعان کے بیان میں

فإن لم يفعل فلها صداقها كله وإن صلح رهي منه لا يحل فداؤها

اور اگر شوہر ایسا نہ کرے تو اس کا مہر اسی کا ہے اور اگر شوہر تو قابل تعریف ہو تو عورت فدیہ نہ لے۔

فلا أحد عليه ولا لعان وصفته ما نطق به القرآن قرن فلاعنا بدأ بالحاكم

کوئی حد نہیں ہے اور نہ لعان ہے اور اس کا طریقہ وہ ہے جو قرآن میں مذکور ہے جب کوئی لعان کرنے لگے تو حاکم کو چاہیے کہ وہ

وإن قذف بولد نفي نسبه والحد عامه فإن كذب نفسه حد

لعان کرانے سے پہلے تہمت لگائی تو اس کا نسب منتفی کر دے اور حد کا حکم عام ہے اگر اس نے اپنی تکذیب کر دی تو اس پر حد جاری کی جائے گی

وله أن يكحلها وكحل ابن فلان عرف فحد إن وجد فحدت

اور اس کو اختیار ہے کہ اس عورت کو سرمہ لگوائے اور سرمہ لگانے والے کو پہچانتے ہیں کہ فلاں کا بیٹا ہے اور اس کو حد لگائی جائے گی اگر وہ

ولا بعد بقذف الأخوين ونفي الحمل وبلاعنا يؤتيه وظاهر منه

اور اس عورت نے اس کو جنم دیا ہو اور حمل کی نفی کرنے سے اور دونوں لعان کر لیں تو نفی ثابت ہو جائے گی اور یہ حمل اسی سے ہے

ولم ينف الحمل ونفى الولد عند النبهاني ولاعن الولد ع الولادة نسخ وبقذفه لا

اور حمل کی نفی ہوئی اور اگر نفی کی بھی تو نبہانی کے نزدیک یا اسباب ولادت کی خریداری کے وقت تو نفی نہیں ہے کہ اس کے بعد

ولاعن فيها وإن نفى الحمل الخواصي وقفر بالنافي حد

اور لعان کرے دونوں صورتوں میں اور اگر جڑواں بچوں میں سے اول کی نفی اور دوسرے کا اقرار کرے تو حد جاری کی

وإن عكس لاعن وثبت نسبهما فيهما

اور بچے کی نفی کرے تو لعان کرے اور سب دونوں صورتوں میں ثابت ہوگا۔

تشریح الفقہ: قولہ فان لم یصلح الخ اگر شوہر ظاہری کافر ہونے کی وجہ سے شہادت کی اہلیت نہ رکھتا ہو اور دوسری پر تہمت لگانے سے شاذ ہو مثلاً شروع میں یہ دونوں کافر تھے اس کے بعد کسی وجہ سے اسلام لے آئے اور شوہر پر اسلام پیش کئے جانے سے پیشتر ان دونوں کا کوئی یا شوہر مرتد ہو گیا تو اس صورت میں لعان ساقط ہو جائے گی کیونکہ جب اس کی جانب سے لعان متعذر ہو گیا تو موجب اصلی یعنی حد کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر شوہر قابل شہادت کا اہل ہو لیکن عورت اہل شہادت میں سے نہ ہو مثلاً کافرہ یا مرتدہ ہو گئی یا قاذف یا صغیر یا مجنون ہو گیا تو شوہر پر حد جاری ہو گی کیونکہ عورت محصنہ نہیں ہے اور دونوں ہوگا کیونکہ عورت اہل شہادت میں سے ہو گئی ہے۔

قولہ فان نکلا فالمنع جب دونوں میں سے ایک لعان کر چکا تو قاضی ان میں تفریق کرے گا اور تفریق قاضی سے عورت پر حرمت غلیظہ واقع ہو جائے گی امام شافعی رحمہ اللہ اس سے اختلاف کرتے ہیں کہ فسخ سے حرمت واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ ہمارے اور امام احمد سے مروی ہے کیونکہ حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ "لعان کرنے والوں میں کبھی اجتماع نہیں ہو سکتا" (۱)۔ ہماری دلیل حضرت سہل بن سعد کی طویل حدیث ہے جس کے آخر میں ہے کہ عجلانی کا قول ہے۔ کذبت علیها یا رسول اللہ ﷺ یہ استدعا ظاہر ہے کہ میرے آنحضرت صلعم کے پاس لعان کے بعد کیا کذبت علیها یا رسول اللہ اگر فسخ لعان سے فرقت ہو جاتی تو آپ ضرور فرما دیتے۔

فائدہ: تفریق میں قاضی کی ضرورت کہاں ہوتی ہے اور کہاں نہیں ہوتی؟ ان جگہوں کو فضل مقداد نے اس اشعار میں کہا ہے۔

(۱) اخرجہ البخاری کتاب الطلاق باب ۲۰ ح ۵۳۱۲ ومسلم کتاب اللعان ح ۳۷۲۵ وابوداؤد کتاب الطلاق باب ۳۱ ح ۲۲۵۶ والترمذی کتاب الطلاق باب ۲۱ ح ۱۱۹۳ والنسائی کتاب الطلاق باب ۴۲ ح ۳۴۷۹ وابن ماجہ کتاب الطلاق باب ۲۸ ح ۲۰۶۹ من حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ۔

فی حیاۃ النبوع ولا عتق ۔۔۔ قرف سکف بغیر طلاق
فلد کثیر کذا رخصتن ۔۔۔ و نکاح فسادہ ۔۔۔
ملکک احد الزوجین ۔۔۔ زوج وارثہ علی الاطلاق
ہ حب وعتقہ ولعلہ ۔۔۔ والہ الزوج قرنہ بطلاق
وطف، خاصی فی الحر شرط ۔۔۔ غیر ملکہ ۔۔۔ وردہ وصف

قولہ وان لحقت بدارالحرب الخ وہ نے پہلی کی کہ پہلی صحت کلائی نہ قاضی پر نے اب سے سب کی وے وہاں کا نصب اس وہاں سے ثابت کرے کیونکہ حضرت مسلم ۔۔۔ جانب ۔۔۔ کے بیچے کے سب کی رتبہ ۔۔۔ کے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

بَابُ الْعِنِّينِ وَغَيْرِهِ

باب نامرد وغیرہ کے بیان میں

هُوَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَى النِّسَاءِ وَيَصِلُ إِلَى الثَّيِّبِ دُونَ الْأَبْكَارِ وَلَهُ وَجَدَتْ زَوْجَهَا

نامرد وہ ہے جو عورتوں تک نہ پہنچ سکے یعنی صحبت نہ کر سکے یا بیاہی عورتوں سے صحبت پر قادر ہو نہ کنواریوں سے ایک عورت نے اپنے شوہر کو

مَجْبُورًا كَرَفْعِ إِلَى الْحَاكِمِ وَخَيَّرَهَا وَجَّلَ سَنَةً وَوَجَبَ فَرْضُ الْعِنِّينِ وَهِيَ

مقطوع الذکر یا ذکوان الخایہ کہا ہو تو حاکم کے پاس لے گئی اور اس نے ایک سال کی مہلت دی اور نپلی کر دیا یا عنین ہو یعنی اگر دوا دلی پر قادر ہو مگر عورت

رِوَايَةٌ بِتَعْرِيفِ الْقَاضِي إِنْ حَلَفَتْ فَلَهَا كَمَا لَوْ وَجَبَ إِنْكَارُهُ

روایت قاضی کی تعریف سے یا حلف دیا جانا کہ نامرد ہے طلب کرے تو بھی اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے ابھی کر لیا تو عورت انکار کرے

وَقَالَ هُوَ بِكْرٌ خُيِّرَتْ فَإِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا صُدِّقَ بِيَمِينِهِ

اور کہے کہ شوہر کنواری ہے تو اختیار دیا جائے گا اور اگر بیاہی ہو تو شوہر کی تصدیق کیا جائے گا بایں طور کہ اس کی قسم کے ساتھ

وَإِنْ اخْتَارَتْهُ بَعْدَ عِلْمِهَا بِحَالِهِ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ لَمَسَهَا بِشَهْوَةٍ أَوْ نَظَرَ إِلَى فَرْجِهَا فَلَا خِيَارَ لَهَا

اگر عورت نے شوہر کو پسند کر لیا یا عورت کا بوسہ لیا یا شہوت سے چھوا یا عورت کی شرمگاہ پر نظر کی تو اختیار نہ رہا۔

ترجمہ: نامرد وہ ہے جو عورتوں تک نہ پہنچ سکے یعنی صحبت نہ کر سکے مگر ثیبہ تک پہنچ سکے یعنی کنواریوں سے صحبت نہ کر سکے مگر بیاہی عورتوں سے کر سکے یا ذکر کٹا ہو یا خایہ نکلا ہو یا عنین ہو یعنی صحبت پر قادر نہ ہو مگر دوا دلی پر قادر ہو۔

تشریح الفاظ: قولہ باب العنین: عنین کو نامرد اور قرنت دونوں کے ساتھ موسوم کیا ہے اس لئے مصنف نے باب کا عنوان عنین رکھا ہے اور قرنت کو ضمناً ذکر کیا ہے۔ عنین کے لغوی معنی روکنے والا کے ہیں۔ شارع علیہ السلام نے اس کو اس لئے کہا کہ وہ عورت کو روکتا ہے۔ عنین کے معنی عاجز کے بھی آتے ہیں۔ قرنت کے معنی کٹے ہوئے ذکر والا کے ہیں۔ قرنت کو عنین کہنا مجاز ہے۔ کیونکہ عنین کا حقیقی معنی عاجز ہے اور قرنت کا حقیقی معنی کٹے ہوئے ذکر والا ہے۔ قولہ هُوَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَى النِّسَاءِ: عنین کی تعریف میں مصنف نے اختلاف کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ فقط وجدت سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ عورت کو کنواری ہے گی شوہر کا حال معلوم ہو اور اس پر راضی ہو گئی تو تفریق کا مسئلہ نہیں کر سکتی اور اگر شوہر نامرد ہونے کا دعویٰ کرے۔ مثلاً کہے کہ میں نے صحبت کر لی ہے جیسا کہ حضرت علی، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود سے یہی مروی ہے ( ) جو یہ ہے کہ سال چار مختلف مجلسوں پر مشتمل ہو تو یہ کہنا مردی ہے اور اگر سال کی مدت سے کم کی مدت میں صحبت کی تو تفریق نہ ہو گی۔ سال بھر میں دوا ہو سکتی ہے۔ پس اگر دوا صحبت سے باز آ جائے تو بہتر ہے ورنہ قاضی کی تفریق سے عورت جدا ہو جائے گی۔

فائدہ: سنہ تاجیل کتنی ہو گا اس پر ائمہ کا اختلاف ہے۔ شافعیہ کے نزدیک مطلقاً ایک سال ہے۔ حنابلہ میں ابن ابی موسیٰ نے کہا کہ اگر عورت راضی ہو جائے تو زیادہ مدت بھی ہو سکتی ہے۔ ابن قدامہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ تین سال ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا کہ دو سال ہے۔ ابن ابی لیلیٰ کی دلیل یہ ہے کہ تین سال میں عورتوں کی عادت کا اختلاف ہوتا ہے۔ ابن شبرمہ کی دلیل یہ ہے کہ دو سال میں موسموں کی تبدیلی سے سال بھر میں دوا ہو سکتی ہے۔ ہمارے ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ سال میں موسموں کی تبدیلی سے عورت کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے سال کی مدت کافی ہے۔

قولہ فَلَهَا الْخِيَارُ الخ: عدت تاجیل کے بعد شوہر نامرد ثابت ہو گیا یا کسی ایک کی دلیل پر فیصلہ ہو گیا تو عورت کو اختیار ہے کہ شوہر کو اختیار کر لے یا جدا ہو جائے۔ اس کا اختیار کرنا یہ ہے کہ عورت کو کہے کہ میں نے تجھ کو اختیار کیا یا کوئی ایسا لفظ کہے جو اختیار پر دلالت کرے۔ اگر عورت نے شوہر کو اختیار کر لیا تو اس کی قسم کھائی جائے گی کہ اس کو معلوم نہ تھا کہ شوہر نامرد ہے۔ اگر قسم کھا لی تو اختیار باطل ہو گیا اور اگر قسم سے انکار کر دیا تو اختیار باقی رہا۔ اگر عورت نے شوہر کا بوسہ لیا یا شہوت سے چھوا یا شرمگاہ پر نظر کی تو اختیار باطل ہو گیا۔

(۱) عبد الرزاق عن الثوری عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ ان الی شبرمۃ ہو ابن الطفیل عن عبد اللہ بن مسعود فی العنین یوجل سنۃ

بَابُ الْعِدَّةِ

باب عدت کے بیان میں

هِيَ مِنْ طُهْرِ الْمَرْأَةِ عِدَّةُ الْحُرَّةِ مُطْلَقًا أَوْ الْمُسْلِمَةِ إِنْ كَانَتْ تَحْتَ حُرٍّ أَوْ حَيْضٍ

عدت عورت کے طہر سے ہے عدت آزاد عورت کی مطلقاً یا مسلمان بیوی کی اگر وہ آزاد کے نکاح میں ہو یا حیض سے

شرح لغات: قولہ عدت جمع عدد ہے مدت کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس مدت کو کہتے ہیں جس میں عورت دوسرا نکاح نہ کر سکے۔ قولہ طہر سے عدت ہے یعنی طلاق کے بعد جو طہر آئے اس سے عدت شروع ہوتی ہے۔ قولہ مطلقاً یعنی خواہ آزاد ہو یا کتابیہ ہو یا لونڈی ہو۔ قولہ مسلمہ یعنی مسلمان بیوی کی عدت تین حیض ہے بشرطیکہ آزاد کے نکاح میں ہو۔ قولہ حیض سے عدت ہے یعنی جس عورت کو حیض آتا ہو اس کی عدت تین حیض ہے۔ قولہ ان کانت تحت حر یعنی اگر لونڈی آزاد کے نکاح میں ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ قولہ او حیض یعنی جس عورت کو حیض آتا ہو اس کی عدت تین حیض ہے۔

قولہ عدۃ الحرۃ الخ: حرہ کو کہتے ہیں جو آزاد ہو کسی کی لونڈی نہ ہو۔ قولہ مطلقاً یعنی خواہ کتابیہ ہو یا مسلمہ اور خواہ لونڈی ہو یا آزاد۔ قولہ ھی من طھر المرأۃ الخ: اس میں قال نحوی والمصنف یتبع ظاھر قولہ تعالیٰ الخ سے ثابت ہوتا ہے کہ عدت طہر سے ہے۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ عدت حیض سے ہے۔ اور آیت کریمہ ثلاثۃ قروء میں قروء کے معنی حیض کے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ طلاق لونڈی کی دو حیض ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ عدت

وثلثة اشهر الى ثم تحض والمتوب لربعة اشهر وعشرا وثلاثة قروء ان
یا تیں ماہ تک پھر اسے حیض نہ آئے اور وہ کمپنی پر ماہ حال سے ہیں اور باندی کی عدت دو
یعتف المطلق بالحیض وحیضة والزوجة الحاز ایمة لاجلی
اور حیض سے آزاد ہونے کی عدت کا اعتبار ہے اور طلاق کی عدت دو حیض ہے اور زوجہ آزاد کی عدت تین حیض ہے
ولم اعتف فی عدة طلاقی لاجلی والمتوب کمثله
اور جو عورت آزاد ہو جب طلاق دی گئی کسی عدت میں نہ کہ اپنی اور جو عورت کی اس کو حکم مثل ہے۔

عدت وفات کا بیان

تشریح الفاظ ۔۔۔ قولہ الحاقہا بالحرۃ عورت کو حر سمجھنے کی وجہ سے یہاں نہ آنا ہو اس کی عدت نہیں ہوتی بقولہ تعالیٰ "واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتہن ثلثۃ اشہر" یا کم عمری کی وجہ سے یہاں نہ آتا ہو کہ سو برس سال کی نہیں ہوتی تو اس کی عدت تین حیض ہے بقولہ تعالیٰ واللائی لم یحضن۔

قاعدہ ۔۔۔ عام اہل علم کہتے ہیں کہ کمسنی کی عدت ختم نہیں ہوتی بلکہ جب تک کہ حیض کو پہنچ کر حیض آنا بند ہو جائے اتنی عمر کا انتظار ہے (نتیاز) لیکن بعض روایات میں اس کی تعیین سے حضرت عمر کا مختلف اقوال ہیں ۱۵ سال یا نو سال یا ملا صغار کا ہے جس سے متعلق ہو گیا ہے یہ امام محمد سے ایک روایت ہے اور ۱۳ سال یا بعض کاموں سے۔ قید ۱۰۔۳ سال امام محمد سے مروی ہے کہ آپ نے غیر مرئی عورتوں کے حق میں یہی مدت لگی ہے۔ قید ۱۰۔۵ سال یہ قول محمد بن مقاتل رازی کا ہے کہا ہے یہ حضرت عائشہ سے مروی ہے صاحب کنز الدقائق نے کہا ہے کہ فتاویٰ ہے کہ فتاویٰ ہے کہ فتاویٰ

وَمَنْ عَادَتُهَا دَمُهَا عَشَرَةُ الْأَطْهَرُ اسْتَحَاضَتْ بِالْحَيْضِ وَالْمُكَرَّرَةُ بِتَكَرُّرِ فَاسِدَةٍ وَالْمُوَحَّدَةُ بِمُتَّحِدِهِ

اور جس عورت کو حیض آنے کے مہینوں کے بعد اس کی مدت معلوم ہیں اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا اور جس سے وطی شبہ ہوئی ہو

وَلَمْ تُوَلَّدْ الْمُحَقَّقَ لِلْمُؤَبَّدِ أَخِيرَةٌ وَلَوْ وَجَبَا الْمُضْمَرُ الْمُتَحَامِلُ بِهِ مِنْهُ وَحَمْلُهُ

اور ہم بلد کی مدت حیض جس عورت دفعہ عورت پر دو کپڑے اور پیڑ کی مدت جو آگے کی عورت کے لئے حلال ہو اور حمل ہے

وَالْمُتَحَامِلُ بِهِمَا الشُّهُورُ وَكَانَتْ مُتَعَبِّ فِيهِ وَلَمْ تَحِضْ بِحَيْضِ مُدَّتْ فِيهِ وَنَصَبَ

اور عورت کے جماع کی حالت میں ہو اور ہے۔ ان صورتوں میں عدت ہوگی اور عدت شمار کرنے میں حیض کی طرح طلاق بھی ہے اور اب ہوگی

أُخْرَى بِوَطْيِ الْمُتَدَارَكِ بِشُبْهَةٍ وَعَدَ خَلَا وَالْمُبَانِيَ وَمَهْمَا

دوسری عدت اگر متدارک ہے شبہ کی وطی سے ہوگئی ہو اور وطی سے پہلے تین حیض ہو جائیں گی اور جو اس وطی سے جدا ہوگیا ہو اور شمار ہوگا

وَكَمُلَ الْبَاقِيَةُ مِنْ نِصْفِ لَا رَبِّ وَبِيدَاءِ الْمُدَّةِ بَعْدَ الْخَلْوَةِ وَالْمَوْتِ وَالنِّكَاحِ فَاسِدٍ بَعْدَ الْمُفَرِّقِ أَوْ أَقَرَّ

اور پوری کرے گی دوسری عدت اگر پہلی پوری نہ ہوئی ہو۔ پہلی عورت کا آغاز طلاق اور موت کے بعد سے ہوتا ہے اور جدا ہونا مرد کی تفریق یا ترک کی

عَلَى تَرْكِ وَطْيِهَا وَإِنْ قَالَتْ قَضَتْ عِدَّتِي رَكَنَّهُ الزَّوْجُ فَالْقَوْلُ لَهَا مَعَ الْحَلِفِ

پر عزم کے بعد سے ہوتا ہے اگر عورت نے کہا کہ میری عدت گزر چکی اور شوہر نے اس کی تکذیب کی تو عورت کا قول اس کی قسم کے ساتھ

وَلَوْ نَكَحَ مُعْتَدَّةً وَطِئَهَا فَلِي الْوَطْيِ بِحَدِّ مَهْرٍ لَا وَجِدَّةٌ مُتَدَارَكَةٌ وَتَوَطَّئَ دُبُرًا فَمُتَّحِدَةٌ بِهِ فَقَطْ

اگر نکاح کیا معتدہ سے اور وطی کی اس نے جبکہ وہ جانتا ہو اور مستحل عدت واجب ہوگی مہر اگر طلاق دی گئی ہے اور عدت شمار کرنا

احکام عدت کی تفصیل

تشریح اللغات: وَمَنْ عَادَتُهَا الخ: جن عورتوں سے عدت گزر رہی ہے کہ حیض آنا شروع ہوگیا تو ان کی عدتوں کی عدت باطل ہوگئی ہے وہ اگر مہینوں کے حساب سے عدت گزارتے کیونکہ عدت مائسہ اصل ہے اور عدت بالاشہر نائب اور نائب ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ ابتدائے عدت اصل سے نہ ملی ہو۔ حیض آنے کے بعد پہلی پہلی ہی اس نے عدت بالحیض کا نائب ہونا باطل ہوگیا۔

فائدہ: اگر حمل ظاہر ہونے کی مراد میں چند قول ہیں۔ ابن رستم کہتے ہیں کہ خون دو مہینہ تک مسلسل آتا رہے تو ایک ماہ حیض اور ایک ماہ طہر اور ایک ماہ حیض ہو تو تین مہینے عدت بالشہر باطل ہوگئی۔ ابن سماعہ کہتے ہیں کہ اکثر حیض جو ہے اس کے ساتھ ساتھ خون سرخی یا کالا خون ہو تو یہ حیض ہے۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر حمل ظاہر ہوگیا تو عدت باطل ہوگئی۔ ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر حمل کی علامات پر محمول ہے کہ قبل ظہر یا اس، دودھ آنا، خون کا نہ آنا تو عدت باطل ہوگئی۔ امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر حمل کی علامات ظاہر ہوگئی ہیں لیکن حمل کی کوئی خبر نہیں ہے تو عدت باطل ہوگئی۔ علامہ عینی

ہیں اگر اس کی عدت مختلف ہو تو ان کے لحاظ سے عدت کامل نہ ہوگی جب ایسا ہوا تو جو عدت اس پر زیادہ آسان ہو اسی میں اس کو ڈالا جائے گا یعنی اسی پہلو اور حساب سے جو سہولت ہو اسی کی طرف رجوع ہوگا کیونکہ عدت میں سہولت ہی ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک اس صورت کے حکم کو ہم نے بیان کیا ہے اور عدت کامل ہو جائے گی اور کسی حکم میں تقاطع نہیں ہوگا کیونکہ یہ قول ضعیف ہے اور تقاطع میں اسی کی تصحیح ہے۔ علامہ ابن کمال وغیرہ سے بھی یہی نقل کیا ہے اور عدت باطل ہوگی جس کی تردید ابن بلاق نے کی ہے اور یہ عدت کامل ہے اور یہی قول اصح ہے اسی کی تصحیح ہے

قولہ و منکوحۃ الغیر یعنی اس عورت سے نکاح کرنا حرام ہے جو کسی غیر کے نکاح میں ہو اور یہ حکم عدت کے ختم ہونے تک ہے اور اس عورت سے بھی نکاح حرام ہے جس کی عدت رجعی ہو کیونکہ اس کو طلاق دینے والے کو رجعت کا حق حاصل ہے اور اس کا انتقال کر گیا ہو یا اس نے اس کو آزاد کر دیا ہو اس سب کی عدت گھر میں رہنے کے حساب سے ہے عدت وفات ہو یا عدت طلاق ہو یہ اگر مکلفہ ہو اور اس کو حیض آتا ہو اور طلاق دی ہو یا وفات ہوئی ہو تو ان کی عدت تین حیض ہیں اور اگر حیض نہیں آتا ہو تو صحیح قول یہ ہے کہ ان کی عدت مہینوں کے اعتبار سے تین مہینے ہے جیسا کہ عنقریب حکم مذکور ہوگا۔

قولہ و رجعۃ غیر البائن یعنی جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو تو گیا اس عورت کی عدت طہر والی ہے اور یہ ہمارے امام مالک امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کی عدت تین حیض ہے اور یہ اختلاف اس عورت کے حکم میں ہے جس کو طلاق دی ہو یا اس کا شوہر مر گیا ہو اور

وَالْخُطْبَةُ سُنَّةٌ وَصِحَّ التَّعْرِيضُ وَالْخُرُوجُ مُخْتَارٌ لِلطَّلَاقِ بَيْنَ لَيْلَتِهَا وَنَفَقَةُ الْمُوتِ مُتَعَرِّجٌ

اور بیام نکاح دیا جائے عدت گزارنے والی پر تعریض کرنا جائز ہے اور طلاق کی عدت والی عورت اپنے گھر سے اور عدت وفات کی عدت والی عورت نکل سکتی ہے

يَوْمًا وَبَعْضُ الْأَوَّلِ وَمَضَاءُ فِي بَيْتٍ وَجَبَ فِيهِ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ أَوْ تَنْهَدِمَ

دن میں اور عورت کے بعض حصہ میں اور پہلی رات کی اسی گھر میں عدت گذارنی جس میں وہ واجب ہوئی ہے۔ یہ کہ نکالدی جائے یا وہ منہدم ہو جائے

وَلَوْ بَانَتْ فَلَهَا زِيَارَتُهَا فِي الشَّهْرِ وَتَبِيتُ وَبَيْنَ بِضَرَرٍ الْأَوَّلِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَبْوَيْهِ وَلَوْ لِلَّهِ

عدت سے میں یا زنا کی گواہی اس کا شوہر مر گیا اس کے اور قبر کے درمیان کچھ اس سے کوئی مسافت ہے تو پہلے قبر کو دیکھ آئے اور اگر کچھ اس کا مال

رَجْعَتُ لَوْ تَحْتَ فَهَا وَلِيُّ قَوْ لَا وَلَوْ فِي مِصْرٍ نَفَقَةٌ نَفَقَةُ فَتَعَرُّجٍ بِمُحْرِمٍ

ہو تو لے سکتی ہے جائے اپنے باپ کی طرف چلی جائے اور اس کے ساتھ اور ان کے ساتھ اور ان کا ولی شرعی ہو تو دیں عدت گذارے اگر ان کے ساتھ نکلے

شوہر کے مرنے پر عورت کے سوگ منانے کا بیان

تشریح اللغات: قولہ تعداد ایام عدت جمع عدت (ن ض) اصل عدد (ن ض) پس عدت عورت جاہلیہ کا اپنے شوہر کے مرنے پر سوگ منانا لیکن اصطلاح میں بعد انقضاء طہر یا حیض (مصباح) قاموس میں ہے کہ عدد اور عدت عورت جو عورت کے سبب سے زینت ترک کرے خواہ طلاق یا ان ہو یا جس کو حمل ہو یا مسہ صغیرہ ہو یا کبیرہ لیکن شریعت میں عدۃ بائنہ یا عدۃ الموت کے رہنے اور شوہر وغیرہ کے ترک کرنے کو عدت کہتے ہیں گو یا اصطلاحی معنی عام ہیں اور شرعی خاص ہیں۔

قولہ مسدۃ الیہ عدۃ وفات یا عدۃ الموت شوہر کے انتقال پر زینت کی اشیاء مثلاً خوشبو، سرمہ، مہندی اور مصبوغ کپڑوں اور تیل وغیرہ کے استعمال کو ترک کرکے سوگ منانے کو کہتے ہیں عدت ہے (مدیث قریب میں گزر چکی) مسدۃ مفعلۃ کی قید سے طلاق رجعی اور بائنہ کی قید سے صغیرہ اور مسہ کی قید سے کافرہ نکل گئی۔ کما فی الفتح میں ہے کہ عدت عورتوں پر سوگ نہیں ہے کافرہ، لڑکی صغیرہ، لڑکی سے مجامعت نہ کی گئی ہو، عدۃ موت الاتفاق الفاسد، لڑکی صغیرہ عدۃ طلاق یا لڑکی جس سے مجامعت نہ کی گئی ہو۔

قولہ ولا تخطب الیہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام دینا حرام ہے خواہ عدۃ وفات ہو یا عدۃ الاقراء ہو یا عدۃ الاشہر الحق شافعی کا ارشاد ہے "ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ" یہ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی منگنی پر نکاح کا پیام دے ہاں تعریض کی اجازت ہے بشرطیکہ عورت عدۃ وفات کی ہو یعنی کوئی عورت ہو مثلاً یوں کہنا کہ میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں یا مجھے رزق کی ضرورت ہے کہ رزق تعالیٰ نیک ہے عورت عدت وفات کی ہے۔ حدیث ابن عباس سے تعریض کی بھی تغییر منقول ہے۔

قولہ ولا تخرج الیہ عدۃ وفات والی عورت کو اس کے گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں جس میں وہ فرقت کے وقت تھی اس میں عدت پوری کرے الخ قولہ تعالیٰ "ولا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ" ابراہیم نخعی کے طریق سے حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ اس سے مراد نشوز ہے یعنی گالی دینا بدزبانی کرنا ہے تو اس سے عدت کے لیے نکالا جا سکتا ہے ہاں عدۃ والی کا دن کو اور رات کے کچھ حصہ میں نکل سکتی ہے کہ اس کا نفقہ اور خرچہ نہیں ہوتا۔

---

(۱) ۔ الجامع الصحیح للامام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، مسند الامام احمد بن حنبل، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للزیلعی، صحیح ابن خزیمۃ ۔

بَابُ ثُبُوْتِ النَّسَبِ

باب نسب ثابت ہونے کے بیان میں

وَمَنْ قَالَ إِنْ تَحْمِلِيْ فَهِيَ طَالِقٌ فَتَحْمِلُ فَوَلَدَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ لَمْ يَثْبُتْ بِهِ

جس شخص نے کہا کہ اگر میری بیوی نے حمل ٹھہرایا تو وہ طلاق ہے پھر اس نے حمل ٹھہرایا اور چھ ماہ بعد اس کے بچہ ہوا تو اس سے

نَسَبُهُمَا وَلَتْ بِسِتِّ سِنِيْنَ مُنْذُ تَزَوَّجَهَا وَلَمْ يَلْتَعِنْ أَوْ بِسَنَتَيْنِ

اور عورت کا مہر لازم ہوجائے گا اور بچہ سے نسب ثابت ہوگا اگر عورت نے بچہ کو چھ سال کے اندر جنا ہو جب سے اس نے اس سے نکاح کیا ہو اور لعان

عَلَى نَفْيِ بَعْضِ الْمُدَّةِ وَكَذَّبَ رَجُلٌ فِي الْأَكْثَرِ بِنَفْيِهِمَا لَا فِي أَقَلَّ بِهِمَا

نہ کیا ہو یا دو سال کے اندر جنا ہو جب سے اس نے اس سے نکاح کیا ہو اور لعان نہ کیا ہو اور ایک شخص نے اکثر مدت کی نفی کی ہو اور عورت نے

حتی تک کہ عورت مدت گزرنے کا اقرار کرے یا دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہو گیا ہو اور ایک شخص نے دو سال سے کم کی صورت میں

تشریح کی لغت

قولہ باب الخ مدت کی اقسام کا بیان مدت یا تو حمل مدت ہوگی یا غیر حمل مدت ہوگی حمل مدت سے فراغت کے بعد ثبوت نسب کو بیان کرتا ہے کہ باپ سے بچہ کا نسب کس صورت میں ثابت ہوگا اور کس صورت میں نہیں ثابت ہوگا کیونکہ ثبوت نسب حمل کے آثار میں سے ہے اس لئے اس کی مدت کے بعد ذکر کرنا مناسب ہے۔

قولہ ومن قال الخ ایک شخص نے بیوی کو کہا کہ اگر میں تیرے حمل سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق ہے پھر اس سے نکاح کر لیا اور حاملہ ہو گئی اور چھ ماہ سے بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب ثابت ہو جائے گا اور مہر بھی لازم ہو جائے گا نسب تو اس لئے کہ عورت اس کے فراش سے ہے اور حد لعان کی حالت میں ساقط ہوئی کیونکہ لعان میں نسب کا انکار اور بچہ کی ولادت کی حالت میں ہوتا ہے اور یہاں ساتھ ساتھ ہوا اور ثبوت نسب کیلئے اتنا تخمین کافی ہے پس اہل طلاق کے بعد لازم ہونے والے مہر کی اور میراث کے لئے ثابت ہے کہ جب نسب ثابت ہوا تو حمل ظاہر ہوئی تو طلاق بدعی ہو کر ہو گیا۔

قولہ وبچہ الخ سے مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اگر بچہ کی پیدائش کا اقرار کرنے کے بعد عورت گزر جائے تو اس وقت بھی اس بچہ کا نسب ثابت ہو جائے گا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اس کی یہ مثال بھی پہلے گزر چکی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میری بیوی نے حمل ٹھہرایا ہے اور یہ بچہ اسی سے ہے اور عورت نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ حمل نہیں ٹھہرا ہے اور بچہ بھی پیدا نہیں ہوا ہے تو اس صورت میں بچہ کا نسب ثابت ہو جائے گا اور عورت پر عدت لازم ہوگی اور اس کا مہر بھی لازم ہوگا اور اس کی عدت وضع حمل سے ہوگی اور اگر بچہ کی پیدائش کا اقرار کرنے کے بعد عورت گزر گئی تو بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا اور اس کی عدت تین حیض

من وقت الاقرار ولا لا والعدة ان حدث ولادتها بنهد

گزشتہ ثابت ہوگا تو نسب ثابت ہوگا اور اگر عدت کے بعد ولادت کا اقرار کیا ہو تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور اگر عدت کے اندر ولادت کا اقرار کیا ہو تو نسب ثابت ہوگا

وثبت الاقرار او حمل ظاهر او الفراد به او بتصديق الورثة والمكذوبة فيه صغيرا ان سكت

شوہر سے بالغ ہونے کا اقرار یا حمل ظاہر کا اقرار یا ورثاء کی تصدیق سے نسب ثابت ہوگا لیکن اگر شوہر نے بچہ کا نسب نہیں ثابت ہوگا اور اگر شوہر خاموش رہے

وان جحد شهادة امرأة على الولادة فلو ولدت ثم اختلفا فقالت

اور اگر وہ انکار کرے تو ولادت پر ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوگا بشرطیکہ اگر ورثاء کے بچہ کا انکار کیا ہو اور اگر ورثاء نے اقرار کیا ہو

مكثت عندي ستة اشهر فصاعدا وانكر فالقول لها وهو انه

کہ اتنے عرصے پیدا ہوئے ہیں۔ (شوہر نے اس سے کم بتایا) تو اگر عورت کا تعلق ہو تو عورت کا اور اگر نہ ہو تو شوہر کا اور اگر عدت کی اس کی طلاق

بولادته وشهدت امرأة على الولادة لم يثبت وان كان الزوج ميتا فقالت بلا شهادة

ہوئے ہوئے ہو ایک عورت نے گواہی دی ولادت کی تو ثابت نہ ہوگا اگر شوہر مر گیا ہو اور عورت نے بغیر گواہوں کے کہا کہ میں نے بچہ جنا ہے تو ثابت ہوگا

ثبوت نسب کے بقیہ احکام

قولہ لنفی الخ یعنی اگر طلاق یا ان امر مقدمہ قریب الوقوع عورت کو دے چکا ہو تو انکار کرنا مقبول ہے۔

تشریح الفاظ قولہ ولدت الخ اگر عورت دو سال سے کم کی عمر میں بچہ جنے تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا کیونکہ طلاق کے وقت حمل موجود ہے کا احتمال ہے اور ثبوت نسب کیلئے احتمال کافی ہے اور اگر پورے دو سال بعد یا دو سال سے زائد عرصہ بعد بچہ جنے تو نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں طلاق بائن طلاق کے بعد سے بچہ دو سال کی مدت سے زائد میں پیدا ہوا ہوگا جو ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ نسب ہمیشہ وہیں ثابت ہوتا ہے جہاں ممکن ہو اگر شوہر اس کا دعویٰ کرے تو نسب ثابت ہو جائے گا کیونکہ اس نے خود اپنے اوپر اقرار کر لیا (فقد جعل الخ جواب اس اعتراض کا)۔

قولہ او لدون ستة الخ یعنی ستہ سے مراد وہ لڑکی ہے جو بلوغ کی عمر کو نہ پہنچی ہو لیکن علامت بلوغ ظاہر ہوئی ہوں جیسا کہ لڑکی اگر چھ مہینے سے کم میں بچہ جنے (اور وہ حمل ہونا اس نے شوہر کے عدت کا اقرار کرنے کے بعد ظاہر ہوا ہو) اپنے عدت ہونے کا دعویٰ کیا ہو) تو اس بچہ کا نسب ثابت ہو جائے گا اور اگر چھ مہینے یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا یہ حکم طرفین کا ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر دو سال تک بچہ جنے تو نسب ثابت ہو جائے گا۔ امام ابو یوسف نے مرتبہ کو کبیرہ پر قیاس کیا ہے طرفین فرماتے ہیں کہ مراہقہ کے لئے عدت گزارنی ناممکن ایک ہی طریقہ سے ممکن ہے جس کی وجہ سے اس کی عدت گزر جائے گا حکم ہوگا اور ولادت کے حق میں حکم قریبی اس کے اقرار سے بھی ہو جائے گا۔ (انقضاء عدت کے اقرار کے بعد چھ مہینے میں بچہ جنے سے نسب ثابت نہیں ہوتا تو اس صورت میں بطریق اولیٰ نہ ہوگا۔

قولہ والصغیرۃ الخ یعنی صغیرہ نے اپنی عدت گزر جانے کا اقرار کر لیا اور پھر اقرار کے وقت سے چھ ماہ کی مدت سے کم میں بچہ جنا تو نسب ثابت ہو جائے گا کیونکہ چھ ماہ سے پہلے بچہ پیدا ہونے سے اس کی روح کی ظاہر ہو گئی اور یہ معلوم ہو گیا کہ اقرار کے وقت رحم میں مضغہ تھا جس انقضائے عدت کا اقرار باطل ہوگا ہو نسب ثابت ہو جائے گا (اگر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا۔

قولہ والمعتدۃ الخ یعنی ایک عورت عدت میں تھی اس نے دعویٰ کیا کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے اور شوہر نے (جبکہ عدت طلاق کی ہو) اور شوہر نے (جب عدت وفات کی ہو) ولادت کا انکار کیا تو اس صورت میں نسب ثابت ہونے کیلئے دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہو

ہو سکتا ہے کہ جب عورت نے وضع حمل اختیار کر لیا ہو تو اس سے رجوع کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ اگر کسی نے یہ بات کہی کہ عورت حمل سے تھی اس لئے ہم نے اس سے رجوع کر لیا تھا تو ہم کہیں گے کہ یہ بات اس وقت قابل قبول ہوتی جب عورت نے حمل کا اظہار کیا ہوتا۔ کیونکہ حمل کا علم عورت کے بتانے پر ہی موقوف ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے بغیر حمل کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حمل کی علامتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی ایک علامت ہوتی ہے اور کبھی دوسری۔ اور کبھی ایک علامت ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم نے کہا کہ ہر ایک صورت میں عورت کے بتانے پر ہی اعتماد کیا جائے گا۔ اور اس کے بتانے کے بعد ہی رجوع قائم ہو گا۔ اور اس کے بتانے سے پہلے رجوع قائم نہیں ہو گا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حمل کا علم صرف عورت کے بتانے سے ہوتا ہے۔ اور اس کے بتانے سے پہلے رجوع کا قائم ہونا ثابت نہیں ہوت

عمال ۔ وراثت ۔ ۔ ۔

بَابُ الْحَضَانَةِ

باپ بچے کو کو دمیں لینے کے بیان میں

اصل بالنون لانہ قلیل الوقوع وتقطعا لو تزوجت الام او ماتت او ارتدت او لحقت او سافرت الا اذا رجعت فی مصرہ او ماتت الام ثم الاخت لاب ثم الام ثم لاب ثم فی الخلاصۃ کذلک بشرط کونہا ذات رحم محرم من الصغیر کبنت الاخ والعم والخال والعمۃ والخالۃ ولا حضانۃ لبنت العم ونحوہا ثم بنت الاخت ثم الاخ ثم العم ثم الخال ثم بنت الاخ ثم بنت العم ثم العمۃ ثم الخالۃ

جب تک کہ وہ آزاد نہ ہوں اور ذمہ پر مسلم کے لیے جہاد ہے جب تک کہ وہ مدینہ کو نہ چھوڑے اور یہ کہ کوئی اختیار نہیں والاتساہل خطاقة يخلص الي وطيها وقد مكنها ثم

اس سے سنی کرے طلاق عورت اپنے بچے کیساتھ کھو بے وطن کی طرف جہاں اس کا نکاح ہوا تھا۔

قولہ ثم العصبات الخ مستحق ہیں ماں کے بعد عصبات کے بعد پرورش کا حق عصبات کو ہے اور عصبات کی ترتیب وہی ہے جو وراثت میں ہے یعنی سب سے پہلے باپ مستحق ہے پھر دادا پھر پردادا (مگر دادا) اس کے بعد مستحق بھائی پھر اپنے شریک بھائی پس کے بعد حقیقی بھائی کی اولاد پھر باپ شریک بھائی کی اولاد پھر حقیقی چچا پھر چچا کے بیٹے۔

قولہ والام والحضانة الخ ماں اور دادی یا نانی یا کوئی اور عصبہ عورت لڑکے کی پرورش کی اس وقت تک مستحق ہے جب تک وہ لڑکا عورتوں کے پاس رہنے سے مستغنی نہ ہو جس کی عمر بقول امام حنفہ سات سال ہے اور بقول صاحبین نو سال ہے اور لڑکی جب تک حیض نہ آئے یا شادی نہ ہو جائے اور لڑکا جب تک اپنے کھانے پینے، بیت الخلاء جانے اور کپڑے پہننے پر قادر نہ ہو جائے اور اس کے بعد لڑکا باپ کے پاس رہنے کی عمر کو پہنچ جائے اور لڑکی باپ کے پاس رہنے کی عمر کو پہنچ جائے اور ضروریات کے اخراجات و تادیب تعلیم و تادیب اور ساز و غیرہ دیکھ کانتظام ہے اور ان امور کی تحصیل پر باپ کو زیادہ قدرت ہے۔

قولہ وهي الام الخ اور ماں یا دادی لڑکی کی پرورش کی حق ہے یہاں تک کہ اس کو حیض آنے لگے یعنی بالغ ہو جائے خواہ بالغ ہونے سے پہلے حیض آ جائے یا بعد میں آئے اور لڑکے کی پرورش آٹھ برس سے کامل سات سال تک ہے جب تک کھانے پینے، بیت الخلاء جانے اور کپڑے پہننے میں دوسروں کی محتاج ہے اور بلوغ کے بعد حضانت کی محتاج ہے اس لیے باپ کو اس پر ولایت حاصل ہے اور ماں اور دادی کے علاوہ عاصبہ عورتیں جیسے پھوپھی وغیرہ لڑکی کی پرورش کی مستحق ہیں یہاں تک کہ لڑکی شوہر والی ہو جائے جس سے مباشرت ممکن الجماعیت ہو، اس لیے نام محرم سے ایک روایت ہے کہ ماں اور دادی نانی کے پاس بھی لڑکی نو برس سے زیادہ نہ رہے اسی پر فتویٰ ہے۔

تحریر فرمودہ مورخہ ۔

بَابُ النَّفَقَةِ

باب نفقہ کے بیان میں

تجب النفقة على زوجها والكسوة بقدر حالهما والواجب لها نفسها لمطهر لا مائدة وصغيرة

واجب ہے بیوی کا نفقہ اور کپڑے شوہر پر دونوں کی حالت کے مطابق کم یا زیادہ ہونے کے اعتبار سے اور واجب ہے بیوی کا کھانا اور کپڑا اور کھانا نہ ہونا اور

لا توطأ ومخدمة بدين ومفوضة وحاجة مع غيبة الزوج ومريضة لم توت ولخدمها لو موسرا

قابل وطی اور خدمت کی اور بیمار اور جس کی ہو اور شوہر کے غائب ہونے کی حالت میں اور بیمار بیوی سے جو مر نہ گئی ہو اور اس کے خادم کا نفقہ شوہر پر واجب ہے اگر

تشریح اللغات۔ قولہ النفقة الخ ماده ن ف ق سے مشتق ہے بمعنی خرچ ہونا، فروخت رائج ہونا، فروخت رائج ہونا، یہ موت جیسے نفقت الدابة نفوقا جانور کا مر جانا، یہ فناء جیسے نفقت الدراهم ختم ہو گئے ونفق الرجل آدمی فقیر ہو گیا صاحب نکت کہتا ہے کہ یہاں جو نفقہ مراد ہے وہ حقوق ہیں جو ملک نکاح سے مشتق ہے اور نہ نفقہ سے مگر نفقہ اس پر کا نام ہے جو آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے اور شریعت میں نفقہ کے یہ معنی اس معین خرچ کے ہیں جس پر باقی موقوف ہو جیسے ماں کا مناسب استعمال طعام و لباس اور مکان و سکونت میں ہوتا ہے جیسا کہ امام محمد سے منقول ہے نفقہ کا وجوب قرآن، حدیث اور اجماع امت جیسوں سے ثابت ہے

لقولہ تعالیٰ وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے ہند سے فرمایا کہ تم اپنے اور اپنے بچوں کے نفقہ میں سے جو دستور کے مطابق ہو لے سکتی ہو۔ (مترجم)

قولہ وجب الخ وجوب نفقہ کے اسباب تین ہیں۔ نکاح، رحم، قرابت۔ ہر ایک کیلئے مستقل حصہ پہلے رہ چکا ہے۔ اب یہ نفقہ کا باب شروع کرتے ہیں چونکہ کتاب النکاح سے یہاں تک بالکل متصل ہے اور وجوب کے احکام بیان ہوتے چلے آتے ہیں اس لئے اس کو بالکل کے ساتھ مناسبت ہے شوہر پر بیوی کا نفقہ ہونا بھی ظاہر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے وعلی المولود لہ رزقھن الخ۔ (مترجم)

قولہ لانھا محبوسۃ الخ وجہ اس کی یہ ہے کہ بیوی مسلمہ ہو یا کافرہ، آزاد ہو یا مکاتبہ، صغیرہ ہو یا کبیرہ، مریضہ ہو یا تندرست، آزاد مولودہ ہو یا غیر مولودہ کیونکہ آیت وعلی المولود لہ الخ میں کوئی تفصیل نہیں ہے اور گو عورت اپنے آپ کو شوہر کے سپرد کر چکی ہو مگر جب تک شوہر اس کو اپنے گھر نہ لے جائے اور وہ اس کے گھر میں نہ آ جائے تب تک نفقہ ساقط ہوگا۔ پھر نفقہ میں شوہر اور بیوی دونوں مساوی ہیں کہ اگر دونوں ہی تونگر ہوں تو نفقہ بھی برابر ہوگا اور دونوں ہی فقیر ہوں تو نفقہ بھی برابر اور اگر شوہر مالدار اور عورت فقیر ہو تو عورت کو اوسط درجہ کا نفقہ ملے گا اور اگر شوہر فقیر ہو اور عورت مالدار ہو تو عورت کو نفقہ معسرین کا ملے گا۔ (مترجم)

قولہ لانھا الخ اگر عورت بیمار ہو یا کوئی شرعی عذر ہو کہ شوہر اس کو اپنے گھر لے جا نہ سکے اور باجازت شوہر کے گھر سے کسی حاجت کو گئی ہو یا اس کی چھوٹی سی کوٹھری ہو کہ اس سے دوسرا شخص نہ رہ سکتا ہو یا اور قید میں ہو (قرض کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی نے ظلماً قید کر دیا ہو) یا کوئی اس کو غصب کر لے گیا ہو یا عورت شوہر کے علاوہ کسی اور کے ساتھ تنہا چلے چلی گئی ہو اگرچہ وہ بھی اس کا کوئی رحم محرم ہو یا عورت بیماری کی وجہ سے شوہر کے ساتھ نہ اصلی مکان پر جا سکی ہو ان سب صورتوں میں شوہر پر نفقہ واجب ہے کیونکہ نفقہ اس لئے واجب ہوتا ہے کہ عورت شوہر کے پاس اس کے قبل کی وجہ سے محبوس ہے اور یہ صورتیں اور ان جیسی اور صورتیں اسی حکم میں ہیں۔ (مترجم)

ولا نفقة بعضو منه إلا بالاستدانة عليه وتؤمر بالاستدانة عليه وتبيع نفقة المعسر بظروف
اور بیوی کیلئے کوئی نفقہ نہیں ہے مگر جبکہ حکم کیا جائے شوہر کے ساتھ اور شوہر کے نام سے قرض لینے کا اور یہ قرض لینا جائز ہوگا اور عورت کا نفقہ ادا کرنا بھی
ورد الفضل نفقة الأصل، ولا يجب عليه فيما مضى إلا أن يقضي، أو الزمان يموت أحدهما فيسقط المستحق
پڑے گا اور اگر نفقہ مقرر کیا ہوا ہو تو بھی واجب ہے نفقہ گزشتہ اگر قضا کے ساتھ یا سال یا اس سے زیادہ کی ایک مدت کے مقرر ہونے سے مقرر ہوا ہو۔ اور
والمتروك المعولة وبائع الغير في نفقة زوجته ونفقة الأمة المنكوحة إذا نعت بالنشوة
ساقط ہوگا۔ اور جو چیز کہ دوسرا بیچ رہا ہو اس کے نفقہ اور عورت کے نفقہ میں اور مکاتب کی بیوی کے نفقہ میں اور مکاتب اور مکاتبہ کے نفقہ میں بائع کو اختیار ہے
والناشزة لا نفقة لها حتى تعود إلى منزله أو يعود إليها ولهم النظر والخلوة معها
واجب ہوتا ہے اور بیوی وہ ہے کہ گھر میں رکھنا واجب ہے جو بیوی بیوی کے اعلیٰ سے نافرمانی ہو اور بیوی کے گھر آنے کی بات چیت کرنے اور
وقرض لوجوه الجانب وخطبته ونحوها إلى مال فمه من يقر به وبالزوجية
دیکھنے کی جانب ہے اور غائب شخص کے بیوی بھی ہونے اور اس کا نفقہ مقرر کر لینے کا اس سے ہو جو یہ کہتا ہو کہ میں اس کی بیوی ہوں اور اس کا
ويؤخذ كفيلاً بها والمعتدة الطلاق لا الموت والمعصية

زن نفقہ کے تحصیل احکام

توضیح المتن: استدانت کرنا، قرض لینا (مادہ دین) ظروف (جمع ظرف) اسم ظرف مکان کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں برتن۔

تشریح الحدیث: قولہ ولا الحرق الخ اگر شوہر عورت کے نفقہ سے عاجز ہو جائے اور اسے اپنے پاس تو اس کی عدم سے دور نزدیک زوجین میں تفریق نہیں کی جائے گی بلکہ عورت سے کہا جائے گا کہ وہ شوہر کے حوالہ پر کسی سے قرض لے لیا کرے۔ حضرت حسن بصری اور ابی لیلیٰ رحمہ اللہ ظاہر یہ کا یہی قول ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر عورت مطالبہ کرے تو تفریق کر دی جائے گی کیونکہ یہ نفقہ کا وارث ہے "فامساک بمعروف او تسریح باحسان" اور امساک بالمعروف یہ ہے کہ شوہر عورت کے تمام حقوق ادا کرے نفقہ دینا اگر کہ جب وہ اس سے عاجز ہو گیا تو حدیث کے مطابق چھوڑ دینا متعین ہو گیا پھر امام مالک کے نزدیک یہ تفریق طلاق ہوگی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فسخ نکاح ہماری دلیل یہ ہے کہ "وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ" سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگدستی کی وجہ سے ابتداء نکاح سے فسخ نہیں ہوتا۔ نظر دینا بدون نکاح کے متصور نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں تفریق میں شوہر کی طرف کا ظلم لازم آتا ہے اور قرض لینے میں اس کے حق کی تاخیر رہتا ہے جو تفریق پر بدرجہا آسان ہے لہٰذا تفریق بجائے خود بھتر ہوگا۔

قولہ ولا یجب الخ یہ بتلانا ہے کہ عورت سے نکاح کرنا اور پھر اس کا نفقہ نہ دینا کس کو لازم نہیں۔ یا لکھ عورت مطالبہ کرتی ہے تو شوہر کا نفقہ دینا واجب نہ ہوگا بلکہ یہ نفقہ قاضی نے مقرر کیا ہو یا عورت سے نفقہ کی کسی مقدار پر شوہر کے ساتھ صلح کر لی ہو کہ اس صورت میں نفقہ واجب ہوگا۔ صاحب سبل فرماتے ہیں کہ نفقہ ماضی اور مصالحت دونوں کے بغیر بھی نفقہ شوہر کے ذمہ دین ہوگا کیونکہ یہ بھی دیگر قرضوں کی طرح نفقہ بھی واجب ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ نفقہ ایک قسم کا قرضہ ہے پس نفقہ ماضی یا مصالحت دونوں کے بغیر اس کا وجوب مسلم ہوگا بخلاف مہر کے کہ واضح محترم کا عوض ہے پس اس میں نفقہ ماضی اور نفقہ ماضی کی صورت نہیں۔

قولہ ولا نفقۃ المعتدۃ الخ یہ بتلانا ہے کہ بیوی کو ایک سال کا نفقہ دینا پھر اس میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو ورثہ میں کے ذمہ ایک تہائی نفقہ واپس نہیں لیا جائے گا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ورثہ کی واپس کرے کیونکہ نفقہ سال کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور جب سال پورا ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو عورت بقیہ نفقہ کی مستحق نہیں ہوئی۔ ہم یہ فرماتے ہیں کہ نفقہ ایک قسم کا صلہ ہے جس پر قبضہ ہو چکا اور صلات وعطیات میں موت کے بعد رجوع نہیں ہوتا۔

قولہ وعلیٰ الامۃ الخ اگر کوئی شخص باندی کے ساتھ نکاح کرے تو شوہر پر اس کا نفقہ اس وقت واجب ہوگا جب آقا ان کو علیحدہ مکان میں سکونت اختیار کرائے اور باندی سے خدمت نہ لے اور نہ طور پر اس کا نفقہ واجب نہیں۔

قولہ والکسوۃ الخ اسی مختصر نفقہ پر ہے جو شوہر پر باب میں مذکور ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح شوہر پر بیوی کا نفقہ ضروری ہے اسی طرح اس کو اپنے مکان میں رکھنا بھی ضروری ہے جس میں رہنے سہنے کا مال و عیال ماں بہن، لڑکی وغیرہ رہ سکیں۔ اصل قول اللہ تعالیٰ "اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم"۔

قولہ والفرض الخ اگر شوہر غائب ہو اور اس کا مال کسی کے پاس ہو تو عورت یا اولاد قرض لے سکتے ہیں اور پھر اس کے مال میں سے اس کے نفقہ کا حکم کیا جائے گا اور بیوی جو قرض لے لیتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حاکم نے اس کا نفقہ مقرر کیا ہو

کے شوہر ہے اس کو تین طلاقیں دیدی تھیں والد سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا تو آپ نے اس کیلئے نفقہ اور سکنی مقرر نہیں فرمایا (۱) روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما السکنی والنفقۃ لمن کان یملک الرجعۃ" (۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آیت "اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم" میں علی الاطلاق سکنی مرحمت فرمایا ہے نیز دار قطنی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ "حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق ثلاث کیلئے سکنی اور نفقہ ثابت ہے" رہی حدیث فاطمہ مذکور تو وہ قابل حجت نہیں کیونکہ خود صحابہ نے اس پر نکیر کی ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت ایک ایسی عورت کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتے جسکے متعلق یہ معلوم نہیں کہ اس کو بات کہنا یاد بھی رہا یا بھول گئی (مسلم) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ "فاطمہ کو کیا ہوا کہ وہ (لاسکنی لک ولا نفقۃ) کہتی ہیں اللہ سے نہیں ڈرتی (بخاری) اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود زید بن ثابت عروہ ابن سعد، ابن المسیب، شریح، شعبی، حسن، اسود، نخعی، احمد بن حنبل سب نے اس کو رد کیا ہے مسئلہ ذیل طویل ہونے کی وجہ سے تفصیل طور پر الگ عنوان سے ملاحظہ ہو۔

وَوَلَدُهَا بَعْدَ الْبَيْنِ نَسَبُهُ ثَابِتٌ لَا يَسْكُنُ أَبَاهُ وَيَطْلُبُهُ الْمَهْرَ

اور عورت کا مرتد ہونا یا طلاق بائن کے بعد ساتھ کر دینا ہے اس کے نفقہ کو نہ کر شوہر کے لڑکے کا دودھ پینا اور نفقہ واجب ہے اپنے نابالغ بچے کا

وَالْمُتَجَرِّ لَهُ لِوَجْهِهِ وَيَسْتَأْجِرُ مِنْ نَوْعِهِ جَنْسِهَا لَا أَنْ يُوَسِّعَ أَوْ مُضَارَّةً

اور مال کو بورس کیے جائیگا وہ چاہے یہ بچہ اجرت پر دیگا اس کو جو کچھ مال کے پاس ہو وہ چاہے نہ کرے کس کی مال کو کہ وہ تنگدست ہو مضارہ

وَهِيَ حَقُّ بِعَدِهَا مَالَمْ تَطْلُبْ زِيَادَةً وَلَا يَرِثُ أَحَدُهُمَا وَجَدَّهُ لَوْ فَقِيرًا وَلَا نَفَقَةَ

اور مال زیادہ عقد کے بعد جبکہ زیادہ نہ مانگے اور نفقہ جب ہے باپ اور دادا میں کا فقیر ہو اور نفقہ واجب نہیں ہوتا دین کے

مَعَ اخْتِلَافِ الدِّينِ إِلَّا بِقَرَابَةِ الْوِلَادِ لَا بِشَرِيكِ الْأَبِ وَالْأُمِّ فِي عِدَّةٍ وَلَدٍ وَتَمُوتُ وَاحِدَةٌ

مختلف ہونے سے مگر ولادت اور باپ بیٹا ہونے کے تعلق سے اور شریک نہ ہو باپ اور ماں کا اور دین کے نفقہ میں کوئی دوسرا شخص

وَالْقَرِيبُ مُعْدِمٌ فَقِيرٌ عَاجِزٌ عَنِ الْكَسْبِ بِفَقْرِ الْأَبِ لَوْ مُوسِرًا وَصَغِيرٌ بِغَيْرِ أَبِيهِ

اور نفقہ واجب ہے رشتہ دار محرم کیلئے جو تنگدست ہو کمانے سے عاجز ہو بقدر والد کی تنگدستی کے اور اپنے بچے کیلئے جو باپ کے سوا دوسرے کے ہو بشرطیکہ

لَا بِغِنَاهُ نَفَقَةُ وَلَدٍ أُنْثَى مُؤْنَةُ نِكَاحِهَا عَلَى أَبِيهِ لَا الْوَلَدِ حَتَّى وَلَدُ الْوَلَدِ مَا عَصَبَهُ

اس کی زمین کو اور اگر فریق ساموں نے ساتھ مال ہو تو والدین پر یا اجداد تو شامل ہوگا اور اگر والدین نے فریق کر ساتھ شامل ہو گئے

لَا لَهُ نَصِّي بِمَالِهِ الْوِلَادِ وَالْقَرِيبِ وَصَحَّتْ هِبَةُ سَاقِطَتْ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ الْقَاضِي لَا بِنَفَقَةِ

اگر قاضی سے ماں باپ یا بیٹے رشتہ دار کیلئے نفقہ کا حکم ہو اور مدت گزر گئی تو ساقط ہو جائیگا الا یہ کہ حکم کرے قاضی قرض لینے کا

وَلِمَمْلُوكِهِ لَا بِنِ ابْنِي قَضَى كُسْوَتِهِ وَالْأَمْرِ بِيَتِهِ

اور نفقہ واجب ہے اپنے غلام کیلئے اگر آقا نہ دے تو نفقہ کی کمائی سے بڑھئی دینہ غلام کو فراغت کر دیا جائیگا

(۱) ۔۔۔ اخرجہ مسلم بطولہ عن ابی بکر بن ابی شیبۃ عن ابی معاویۃ عن الاعمش عن ابراہیم عن الاسود عن عائشۃ ان فاطمۃ بنت قیس اخبرتہ ان زوجہا طلقہا ثلاثا فلم یجعل لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکنی ولا نفقۃ الخ ۱۲

(۲) ۔۔۔ اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس بلفظہ ۱۲

بقیہ احکام نفقہ

تشریح الفقہ ... قولہ ولا تجب مع اختلاف الملۃ الخ ... یعنی مختلف دین کی وجہ سے نفقہ واجب نہیں ہوتا کہ مسلم پر مسلم یا کافر پر سوائے بیوی اور اصول و فروع کے کسی کا نفقہ اختلاف دین کے باوجود واجب ہے کیونکہ واجب ہے کہ وجوب نفقہ کا مدار کو واجب علی الغیر کی اہلیت پر ہے اور مسلم کافر کے مابین وراثت نہیں بخلاف ... اور اصول و فروع کے کہ ان پر نفقہ کی علت قطعی ہے اور اصول و فروع کی علت وجوب جزئیت ہے اور جزئیت میں اختلاف دین کی وجہ سے کوئی اخلال نہیں ہوتا۔

قولہ ولا یشارک الخ الا الولد والد ... یعنی باپ اور بیٹے کا کوئی مشارک نہیں یعنی اولاد کا نفقہ باپ ہی پر واجب ہے اور باپ کا نفقہ اولاد پر واجب ہے کہ اس کے چچا یا بھائی پر اسی طرح بیوی کا نفقہ شوہر ہی پر واجب ہے نہ کہ عمر پر یعنی باپ کے ہوتے ہوئے اس کی اولاد کے نفقہ میں کوئی شریک نہیں باپ اور بیٹا یا بیٹی سب پر روایت قدوری کی جس کو امام الصحاب متون نے اختیار کیا ہے اور شروح میں اسی روایت پر اعتماد کیا ہے اور یہی مفتی بہا ہے صاحب ہدایہ نے جو کہا ہے کہ متون نقد رست کرنا چاہئے کیونکہ باپ تنگدست ہو تو اس کی اولاد کا نفقہ ... والوں پر واجب ہے یہ باقی الصحاب نہیں کہ بلکہ اصحاب پہلے متون کی تصحیح میں بحر صاحب نہر کا اس مقام پر حاشیہ دیکھ لیں اور صاحب عرف عام چالی پر تنبیہ کرنا غالب جزئیات ہے کیونکہ صاحب اشرفیہ عنوان کر کے اور ایسے مقام میں بحث ... ان کی عام عادت ہے۔

كِتَابُ الْعِتَاقِ

هُوَ اِثْبَاتُ الْقُوَّةِ الشَّرْعِيَّةِ فِي الْمَمْلُوْكِ وَهُوَ مَشْرُوْعٌ مِنْ حُرٍّ نَكَّلَفَ بِمَمْلُوْكِهِ بَالِغٍ حُرٍّ وَهُمَا

... یہ شرعی قوت کا ثابت کرنا ہے مملوک کے لئے اور مشروع ہے یہ ... عاقل بالغ سے مملوک کے لئے جو کہ ... ہے اور وہ عاقل بالغ ہے جس نے

مُتَبَرِّعٌ عَنْ كُلِّ وَاجِبٍ وَعَتَقْتُ وَنَسَقٌ وَمُحَرَّرٌ وَحَرَّرْتُكَ اَوْ اَعْتَقْتُكَ وَوَلَاءُ وَلَا

... یہ کل کی تعبیر ہوتی ہے ... سے کہ تو آزاد شدہ ... آزاد کردہ ہے اور میں نے تجھے آزاد کردیا ہے کرے ... کرے

وَلَاءَ بِذَلِكَ لِيْ عَلَيْكَ وَلَا دَيْنَ لِيْ وَلَا سَبِيْلَ لِيْ عَلَيْكَ وَلَوَاءُ

... اس سے تو تجھ پر میرا کوئی ... قضیہ کچھ نہیں تجھ پر میرا کوئی ... نہیں ہے

تشریح الفقہ ... قولہ كتاب العتاق الخ ... طلاق اور عتاق دونوں رفع قید میں مشترک ہیں طلاق میں قید نکاح مرتفع ہوتی ہے اور عتاق میں قید مملوکیت مرتفع ہوتی ہے عتاق کے ساتھ طلاق کی مناسبت تامہ ہے اس لئے طلاق کے بعد عتاق کو ذکر کر رہے ہیں شرعیت میں لفظ عتاق کو غرض اشتہار پیدا کرنے کے واسطے منتخب کیا گیا ہے چونکہ عتاق حقوق خاصہ کو لوٹا دیتا ہے اس لئے عتاق اور طلاق کو اور استلاء اور کتابت کو ایک رتبہ کا اعتاق۔

قولہ هو اثبات الخ ... عتاق (اعتاق) کا مصدر ہے عتاق سے نکلنے کو کہتے ہیں (مغرب) عتاق بھی قوت حکمی کو ثابت کرتا ہے کیونکہ رق بھی ایک وصف ہے جمال کو ثابت کرتا ہے رق اور حق دونوں ... کو کہتے ہیں جو قوت ہستوم سے ... (مجموعہ اصطلاح شرع میں عتاق اس قوت شرعیہ کا نام ہے جو غلام کو حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے ... شرعی تصرفات جیسے شہادت ... ولایت وغیرہ کا اہل ہو جاتا ہے اس قوت کے اثبات کا نام اعتاق ہے ... تعریف کے بعد سے اعتاق میں تجوری کیوں ہوسکتی صاحب ... اس کے قائل ہیں حدیث کے ظاہر ... ہے یکی ... عتاق قوم علیہ فاستسعی العبد غیر مستوق علیہ ... پر دال ہیں امام صاحب کے نزدیک اعتاق میں تجوری ممکن ہے کیونکہ ظاہر حدیث "لا اعلمہ حق منہ عاتق" سے یہی معلوم ہوتا ہے جب صاحب کے نزدیک عتاق کی

(۱) ... اس صاحب ... نے جو کہا ہے کہ ... اس لئے کہ ... اعتاق ... اعتاق ... الخ ... اور ... اعتاق ... الخ ... ہے ... الخ ... ہے

تقریب اول حق اللہ ہے اور ثانی حق العبد ہے۔

فائدہ: حق کی چار قسمیں ہیں حق واجب جیسے کہ وجوب [illegible] حق ثابت جیسے کہ [illegible] حق مباح جیسے [illegible] حق ممنوع جیسے [illegible] اس کی دلیل یہ ہے کہ [illegible] حق اللہ ہے اور [illegible] حق العبد ہے [illegible] حق اللہ ہے [illegible] حق العبد ہے [illegible] حق اللہ ہے [illegible] حق العبد ہے [illegible] حق اللہ ہے

جائے گی اور اگر غلام کو جنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو مالک کی خوشی پر موقوف ہوگی اور اگر مالک کی عمر پوری ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گی اور اگر مالک سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ آزاد نہیں ہوگی۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آزاد ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک آزاد نہیں ہے۔

اسی طرح کی تفصیل بڑھانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ یہ لفظ اصولی ہے جس میں عام اور خاص کوئی فرق نہیں۔ وہاں صورتوں میں حق تنخ ہے اور یہاں صورت میں وہ اس کے کہ لفظوں کو سمجھنے والے نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔ والشافی ہے اور کافی الشافی ہے۔ تمت بحمد اللہ۔ نے تیرے کہنے کی طرح کہ جائے گا سوائے تو کے کسی حق نہیں ہے اس کے علاوہ کوئی حق نہیں ہے اس کے علم کے ساتھ واقف ہونے کی صورت میں اس نے کہ سب پر مشتمل الفاظ کے ہے۔ حق کو کہا "پہنچے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے حق ہے" اسی طرح اس سے کسی حق نہیں ہے کا لفظ ہے۔ ہمزہ ابراہیم رحمۃ اللہ کے نزدیک ہے اور وہ مفصل فاطمہ ان شاء اللہ۔

بَابُ الْعَبْدِ يُعْتِقُ بَعْضَهُ

باب اس غلام کے بیان میں جس کا کچھ حصہ آزاد کیا جائے

ومن اعتق بعض عبده فهو حر كله عند ابي حنيفة وقالا يسعى له فيما بقي وهو كالمكاتب وهذا اعتق حصة شائعة في عبده وهو موسر لان تجزي الاعتاق عنده ثابت فيسري كما لو اعتق كل حصته وعندهما لا يتجزى الاعتاق فلا يسري لانه لا ملك له في الباقي فصار معتقا بعضه فيسعى في باقي قيمته كالمكاتب لانه عبد ما بقي عليه درهم وله ان الاستسعاء وجب تخليصا للمولى عن الرق الفائت وهو يحصل بالسعاية في قدر ما يخصه من الرق وهو الواجب عليه عند ابي حنيفة رحمه الله لان الواجب عليه اعتاق الكل وقد عجز عن البعض فيسقط عنه ما يقابله من الواجب وهو القيمة ويبقى ما يقابل المعتق من الرق على حاله لان الساقط لا يعود وعندهما الواجب عليه اعتاق نصف العبد لان الاعتاق لا يتجزى عندهما فيسعى في نصف قيمته لان الاستسعاء وجب تخليصا للمولى عن الرق الفائت وهو يحصل بالسعاية في قدر ما يخصه من الرق وهو الواجب عليه عند ابي حنيفة رحمه الله لان الواجب عليه اعتاق الكل وقد عجز عن البعض فيسقط عنه ما يقابله من الواجب وهو القيمة ويبقى ما يقابل المعتق من الرق على حاله لان الساقط لا يعود وعندهما الواجب عليه اعتاق نصف العبد لان الاعتاق لا يتجزى عندهما فيسعى في نصف قيمته

تشریح الفاظ: فهو حر كله عند ابي حنيفة وقالا يسعى له فيما بقي وهو كالمكاتب: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پورا آزاد ہو جائے گا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک آزاد نہیں ہوگا بلکہ باقی حصہ کی قیمت ادا کرنے کے لیے محنت مزدوری کرے گا۔ وهذا اعتق حصة شائعة في عبده وهو موسر لان تجزي الاعتاق عنده ثابت فيسري كما لو اعتق كل حصته: یہ اس لیے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اعتاق میں تجزی ثابت ہے اس لیے سرایت کرے گا جیسا کہ اگر کل حصہ آزاد کر دیتا۔ وعندهما لا يتجزى الاعتاق فلا يسري لانه لا ملك له في الباقي فصار معتقا بعضه فيسعى في باقي قيمته كالمكاتب لانه عبد ما بقي عليه درهم: صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اعتاق میں تجزی نہیں ہے اس لیے سرایت نہیں کرے گا کیونکہ اس کو باقی میں ملکیت نہیں ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا بعض کا اور باقی کی قیمت کی ادائیگی کے لیے محنت مزدوری کرے گا جیسا کہ مکاتب کا حکم ہے کہ جب تک اس پر ایک درہم بھی باقی ہے وہ غلام ہی ہے۔ وله ان الاستسعاء وجب تخليصا للمولى عن الرق الفائت وهو يحصل بالسعاية في قدر ما يخصه من الرق وهو الواجب عليه عند ابي حنيفة رحمه الله لان الواجب عليه اعتاق الكل وقد عجز عن البعض فيسقط عنه ما يقابله من الواجب وهو القيمة ويبقى ما يقابل المعتق من الرق على حاله لان الساقط لا يعود وعندهما الواجب عليه اعتاق نصف العبد لان الاعتاق لا يتجزى عندهما فيسعى في نصف قيمته: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ استسعاء واجب ہوا ہے آقا کو غلام سے فوت شدہ رق سے نجات دلانے کے لیے اور یہ حاصل ہوتا ہے محنت مزدوری کرنے سے اس مقدار میں جو اس کے حصہ رق کے برابر ہے اور یہ واجب ہوا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس لیے کہ اس پر کل کو آزاد کرنا واجب تھا اور وہ بعض سے عاجز ہو گیا تو اس سے واجب ساقط ہو جائے گا جو اس کے مقابل ہے یعنی قیمت اور معتق کا رق اپنی حالت پر باقی رہے گا کیونکہ ساقط لوٹتا نہیں ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اس پر نصف غلام کو آزاد کرنا واجب ہے کیونکہ اعتاق ان کے نزدیک تجزی نہیں ہوتا ہے تو وہ نصف قیمت کی ادائیگی کے لیے محنت مزدوری کرے گا۔

قوله وهو كالمكاتب: یعنی مکاتب کا حکم اس غلام کا ہے جس کا کچھ حصہ آزاد کیا گیا ہو۔ اس کی بیع جائز ہے اور وہ بیع فسخ ہو جاتی ہے مکاتب کی موت سے اور اس کی اولاد اس کے ساتھ ہو جاتی ہے تو حاملہ کی طرف واپس کرنے کے اور اولاد کی کتابت سے کی موت سے پہلے ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر معتق بعض اور حاملہ لونڈی کو بیچ دیا جائے تو وہ اس کی بیع باطل ہو جانے کی مخالف ہے۔ کیونکہ مکاتب اور اس کی اولاد کی صورت میں بیع مکاتب کی طرف واپس کی گئی ہے۔ اسی طرح اگر معتق بعض کی موت ہو جائے تو وہ اس کی بیع باطل ہو جانے کی مخالف ہے۔ کیونکہ مکاتب اور اس کی اولاد کی صورت میں بیع مکاتب کی طرف واپس کی گئی ہے۔ اسی طرح اگر معتق بعض کی موت ہو جائے تو وہ اس کی بیع باطل ہو جانے کی مخالف ہے۔ کیونکہ مکاتب اور اس کی اولاد کی صورت میں بیع مکاتب کی طرف واپس کی گئی ہے۔

قوله وان اعتق الخ: ایک غلام کے دو شریک ہیں ہر ایک کے لیے نصف حصہ ہے۔ ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے کو چار چیزوں میں اختیار ہے اگر غنی ہو، دوسرا شخص چاہے اپنا حصہ کل آزاد کر دے اور چاہے تو معتق سے اپنے حصہ کی قیمت کا مطالبہ کرے

اور جو سے تو غلام سے مدد لے کر آزاد کرتا ہے تو آزاد کرنا غلام سے مدد لینے کی وجہ سے ہوگا اور اگر مشترک غلام سے مدد لینے کی وجہ سے ہوگا اور اگر مشترک غلام سے باقی قیمت وصول کرلے تو صرف مشترک کیسے ہوئی اور اگر مشترک تندرست ہو تو شریک کو چاہیے کہ حصہ آزاد کرے جو وہ غلام سے مدد لے کر آزاد کرے پھر دونوں صورتوں میں ولاء دونوں کے لیے ہوگی۔ عکرمہ اور ابن سیرین فرماتے ہیں کہ اگر مشترک غلام کا ایک شریک مرض موت میں مبتلا ہے کا اور تندرست ہو تو غلام سے مدد لینا کیا اور غلام سے مدد لینے کی صورت میں مشترک کیسے ہوگی یہ اختلاف دو اصلوں پر مبنی ہے ایک اختلاف کو فوری ہونے اور نہ ہونے پر دوسرے اس پر کہ غلام جب کسی کے نزدیک مشترک کا اور ابن سیرین کے نزدیک ہے۔

وإن شهد كل واحد منهما على صاحبه سعى لهما وإن شهد أحدهما عتق نصفه وسعى في نصف قيمته لشريكه وإن شهد أحدهما على صاحبه سعى لهما وإن شهد أحدهما عتق نصفه وسعى في نصف قيمته لشريكه

اگر ہر ایک نے اپنے شریک کے حصہ کے آزاد ہونے پر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں سے گواہی پیش کی یا ایک نے دوسرے پر دو مردوں سے گواہی پیش کی اور دوسرے نے ایک مرد اور دو عورتوں سے گواہی پیش کی تو غلام سعایت کرے گا دونوں کے لیے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کے خلاف گواہی پیش کی اور گواہی کا نصاب پورا نہ ہوا تو صرف آزاد ہوجائے گا اور نصف قیمت شریک کے لیے سعایت کرے گا

وتوجب كل واحد بعتق شقصه لو يعتق واحد ولو ملك ابنه مع غيره

اور اگر ایک شریک نے اپنے حصہ غلام کو آزاد کردیا تو آزاد ہوگا جو شخص مالک ہوگا اپنے بیٹے کا دوسرے کے ساتھ

حق حقه ولم يضمن ولشريكه أن يعتق نصفه الباقي فله أن يضمن لأنه

تو اپنے حصہ آزاد ہوجائے گا اور شریک کا حق باقی رہا تو اگر چاہے آزاد کرے اور چاہے سعایت کرے اور اگر پہلے آزاد کرے تو پھر شریک چاہے اپنے

أو يستسعي وإن اعتق نصفه ثم مات ولا يضمن ورثته

حصہ کا تاوان لے چاہے سعایت کرائے۔ اگر مرجائے بیٹے کے حصہ کو تو اس میں سے کچھ مال کا مالک نہ ہوگا تو نہ اپنے حصہ کا تاوان لے سکے گا باپ کے لیے

عبد بين رجلين دبره أحدهما أو جنى أو وطئ إحدى الجاريتين فاستولد

ایسا غلام ہے جس میں دو آدمیوں کا ایک نے اس کو مدبر کیا ہو یا اس نے جنایت کی ہو یا ایک نے دونوں باندیوں میں سے ایک سے وطی کی ہو تو اس نے ان کو

والمستولد الموسر ثلثا عقرا لا ما نقص ولو ضمن شريكه

اولاد بنالیا ہو تو مستولد پر لازم ہوگا دو تہائی عقر کا نہ کہ جو اس میں کمی ہوئی ہے اگر کمی ہوئی ہے اس کے شریک نے

هو ولو ضمن فالكل مدبره وعبده ولو أعتق أحدهما ولو أعتق أحدهما

تو وہ ضمان نہیں لے سکے گا اور اگر شریک نے ضمان لیا تو سارا مدبر اسی کا ہوگا اور اسی کا غلام شمار کیا جائے گا اور ایک شریک نے

تشریح الفقہ قولہ ولو شهد الخ اگر ہر شریک نے دوسرے شریک کے حق آزاد کرنے پر علیحدہ علیحدہ گواہ پیش کیے تو سعایت لازم ہوگی ہر ایک کے لیے خواہ گواہ دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں کیسے سعایت کرے گا دونوں کے لیے حالانکہ دونوں میں سے کوئی ایک شریک نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے حق میں شریک ہے اور ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کے حق میں قابل قبول نہیں ہوتی ہے اور اپنے حق میں ہر ایک کی گواہی ہے ہی نہیں ہے ہر ایک کا قول تو اس کے حق میں متہم ہوگا اور غلام ہر ایک کیلئے سعایت دے گا یعنی ہر ایک کیلئے نصف قیمت ادا کرے گا اس میں سے ہر ایک کا نہال ہے کہ میرا حصہ بحالت سعایت آزاد ہوجائے حالانکہ ان میں سے ایک کے حق میں گواہی ہے تو سعایت واجب نہیں ہونی چاہیے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک کے حق میں گواہ دو مرد ہیں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں تو سعایت واجب ہوگی اور اگر ایک کے حق میں ایک مرد اور دو عورتیں ہیں اور دوسرے کے حق میں دو مرد ہیں تو بھی سعایت واجب ہوگی کیونکہ دونوں کے حق میں سعایت کے گواہ ہیں اور اگر ایک کے حق میں ایک مرد اور دو عورتیں ہیں اور دوسرے کے حق میں ایک مرد اور دو عورتیں

دوسرے شریک پر احسان کا بدلہ نہیں بلکہ غلام پر سعایت کا بدلہ ہے بخلاف مدبر کے کہ وہ اس پر احسان کا بدلہ ہے پھر وہ لازم نہیں کیا جاتا ہے اور یہاں ایک دوسرے پر لازم کرتے ہیں اس لئے جب تک کسی ایک کے ذمہ لازم نہ ہو اس وقت تک دوسرا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

قولہ ولو اعتق الخ غلام کے دو حصوں میں سے ایک حصہ مثلاً کسی نے آزاد کر دیا، یا گھر میں داخل ہونے آزاد ہونے کے یا گھر میں داخل ہونے کے ذریعہ سے آزاد ہو گیا، پھر دوسرے نے کہا کہ میں نے بھی اپنا حصہ آزاد کر دیا یا گھر میں داخل ہونے کے ذریعہ سے آزاد کر دیا تو اس صورت میں ولاء کا حق صرف پہلے کو ہے دوسرے کو نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ ولاء کا حق نعمت کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور نعمت کامل اسی کو ہوتی ہے جو آزاد کرنے میں مستقل ہو اور دوسرا شریک اس میں مستقل نہیں ہے اس لئے کہ اس کا آزاد کرنا ایسے وقت میں ہوا ہے جب کہ غلام کا نصف حصہ آزاد ہو چکا تھا اور اس کے آزاد کرنے کا کوئی اثر نہیں ہوا اور اس کا آزاد کرنا ایسا ہے جیسا کہ کسی اجنبی نے آزاد کر دیا ہو اور اجنبی کو ولاء کا حق نہیں ہوتا ہے۔

قولہ ان ضمن الخ اگر کوئی شخص شریک کے حصہ کو ضمان دے دے یعنی اس کی قیمت ادا کر دے تو اس صورت میں بھی دوسرے شریک کے حق میں غلام آزاد ہو جائے گا اور ضامن پر اس کی قیمت لازم ہوگی اور یہ قیمت اس کے حصہ کی ہوگی جو اس نے آزاد کیا تھا اور اس کی قیمت کا مالک وہ شریک ہوگا جس کا حصہ آزاد کیا گیا تھا اور اس کی قیمت سے دوسرے شریک کا کوئی تعلق نہیں ہوگا اور نہ اس کو غلام سے سعایت کرنے کا حق ہوگا اور یہ اس لئے کہ ضمان کی صورت میں ولاء کا حق ضامن کو نہیں ہوتا اور نہ اس کو دوسرے شریک کے حق میں سعایت کا حق ہوتا ہے

دوسرے حدیث بخلاف تمہارے بیان کے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ترک کی چیز ہے، پس اس کی ملکیت کم ہو جاتی ہے سوائے ایک علامت کی قیمت کے اور ہم یہاں تو شریک ثالث کو بیچنے کا حق نہیں دیتے بلکہ اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے اور ہم نے کہا کہ وہ اس کی قیمت کم کر دے اور ہم نے اس کو ثالث کی قیمت کم کرنے کا حکم دیا ہے۔

ابو حنیفہ وابو یوسف رحمہما اللہ: یہ دونوں حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ اگر دو شریکوں کے درمیان مشترک تھی ان میں سے ایک نے اپنا حصہ بیچ دیا اور دوسرے شریک کی اجازت سے اس کو آزاد کر دیا تو یہ جائز ہے اور دوسرے شریک کی ایک رائے یہ ہے کہ اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو آزاد کرنے والے شریک کو ضمان دے دے اور چاہے تو خریدار کو ضمان دے دے اور چاہے تو غلام کو ضمان دے دے اور یہ اختیار اس کو اس وقت تک رہے گا جب تک کہ وہ اس کی قیمت وصول نہ کر لے اور اس کی قیمت وصول کرنے کے بعد اس کا اختیار ختم ہو جائے گا کیونکہ شریک نے اپنا ارادہ پورا کر لیا ہے اور اس کی ملکیت ختم ہو گئی ہ

قولہ اصح ہے ایک قول کے مطابق ہم میں سے ہر ایک کو دوسرے سے کہا جائے گا کہ تم میں سے ایک کو دوسرے سے کیا تعلق ہے اس کے بعد وہ اپنا اپنا راستہ لیں گے ہم میں سے ایک کو دوسرے سے کہا جائے گا کہ تم میں سے ایک کو دوسرے سے کیا تعلق ہے اس کے بعد وہ اپنا اپنا راستہ لیں گے

قولہ اور لو فی الصوص ہے اگر وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہوں

قولہ ولو فی الصوص ہے اگر وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہوں

قولہ وھو الصحیح الخ ہو کلام صحیح ہے یعنی واقعی طلاق قسم میں بیان ہے مثلاً ایک شخص نے اپنی دو بیویوں سے کہا تم میں سے ایک پر ایک کی طلاق ہے اور نیت کی ایک کے ساتھ دوسری طلاق تو دوسری پہلی طلاق ہو جائے گی کیونکہ پہلی کرنے سے یہ بیان ہو گیا کہ واقعہ قسم سے مراد دوسری بیوی تھی اور اگر ایک کا انتقال ہو گیا تو دوسری جو زندہ ہے اس کو طلاق ہو جائے گی کیونکہ جس پر نیت تھی وہ تو کل طلاق نہیں ہوئی۔

قولہ ولو قال الخ ایک شخص نے اپنی منکوحہ باندی سے کہا اگر تو پیدا کرے تو تو آزاد ہے یا باندی کے فرزند اور اس کا دودھ اس کے ساتھ پیدا ہوئے تو یہ معلوم نہیں کہ پہلے کون پیدا ہوا تو فی الحال میں ظاہر ہے کہ لڑکا پہلے ہوا تو اس لئے ظاہر یہ ہے کہ یہ بولنا وقت اس کی ماں کے آزاد ہونے کا ہے کیونکہ اس کی آزادی جمیع حمل کے بعد ہوگی اور لڑکی پہلے ہوئی اس کی ماں آزاد نہ ہوئی کیونکہ حمل کی شرط نہیں پائی گئی اور جب کہ ایک کا پہلے ہونا معلوم نہیں تو کل اور لڑکی دونوں نصف نصف آزاد ہوں گی اور اپنی نصف قیمت میں سعایت کریں گی۔

قولہ ولو شھد الخ دو آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف گواہی دی کہ اس نے اپنے رفیق سے کہا میں یا دو بیویوں میں سے ایک کو آزاد کر دیا تو امام صاحب کے نزدیک یہ گواہی ہوئی نہ چاہئے کیونکہ یہ گواہی حق قسم پر ہے جو مسموع نہیں ہوتی اور ہم کو یہ معیت باطلاق مسموع نہ ہونا مختار القول ہے فرق کی وجہ سے کہ طلاق قسم لوجہ کو لازم کرتی ہے اس لئے اس میں دو گواہوں کی شرط نہیں کیونکہ یہ حق اللہ سے کنایہ ہے۔ حق اللہ میں گواہی ملاحظہ قبول ہے بخلاف حق قسم کے کہ وہ امام صاحب کے نزدیک محض ہے اس لئے اس میں گواہی بلا دو گواہوں کے مقبول نہ ہوگی لیکن اس مقام میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ دینا جائز نہیں کیونکہ یہ قول مفتی بہا نہیں ہے۔

بابُ الْحَلِفِ بِالْعِتْقِ

باب آزادی پر قسم کھانے کے بیان میں

ومن قال ان دخلت الدار فکل مملوک لی یومئذ حر فعبر عنی ما یملک بعدہ یہ کسی نے کہا کہ اگر میں گھر میں داخل ہوں تو ہر ایک مملوک میرے ملاحظہ ہوں سب آزاد ہوں اس شرط کے بعد جس غلام کو وہ آزاد ہوں گا

ولو لم یقل یومئذ لا یعتق المملوک لانہ اوجب العتق فی کل مملوک لہ یوم حلف اور اگر یہ نہ کہے کہ آزاد ہوں گا یہ غلام اس کے کل مملوک جو اس روز حلف کے ہیں آزاد ہو جائیں گے اور جو غلام اس کے بعد خریدے گا اس سے

یعتق من ملکہ بعد حلفہ وھو عبد عتق من ملک بعدہ حین ملکہ آزاد نہ ہوگا کیونکہ یہ غلام کہ جو اس نے حلف کے بعد خریدا ہے اس کو اس نے حلف کے وقت نہیں خریدا تھا اس لئے اس کا وہ مالک نہیں ہوا تھا جس کا

قولہ باب الحلف بالعتق تحریر کے بیان سے فراغت کے بعد عتق تعلیق کو بیان کرنے کے واسطے حلف بالعتق کا باب لائے اور کلام سابق کا حاصل یہ ہے کہ عتق تحریر کے بیان سے یا قبل حلف (قسم) طلاق قسم کا بیان ہو چکا ہے اس کے آخر میں ناسب بھی اس کا ہو چکا ہے قال بعض الشراح

ثم ترقی طالبت ربی واقی فحین تاج کاملا واتقام
حتی حلفہ لاکثم الدھر مرسلی ولا فرہا من فی ورد کلام

حلف بکسر حا ساکون لام جمع بیان کرتے ہیں یہاں حلف سے مراد حلف کی تعلیق ہے۔

قولہ ومن قال الخ ایک شخص نے کہا کہ میں گھر میں داخل ہوں تو اس دن جو میرے غلام ہوں وہ آزاد پھر گھر میں داخل ہو گیا تو مرد

(۱) یعنی قسموں کو کھول دینا حلف کے توڑنے سے بیان میں ہے۔

غلام آزاد ہو جائے گا جو بیوقت دخول کملوک ہو ترجمہ تعلیق سے قبل اس کا مالک ہونا تعلیق کے بعد کیونکہ یہاں جو عبد کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت میں گھر میں داخل ہوں میں دخول کے وقت جو مملوک ہوگی اس کا اعتبار ہوگا اور اگر یہ عبد کو ذکر نہ کرے صرف یوں کہے ان دخلت الدار فکل مملوک لی حر تو صرف وہی غلام آزاد ہوگا جو تعلیق کے وقت مملوک تھا کیونکہ لفظ ان غایت اسم ظاہر سے متعلق ہے جس میں زمانہ حال کیلئے موضوع ہے کہ استقبال کیلئے پس لفظ مملوک سے مراد مملوک متکلم ہے یعنی جو بالقصد مملوک ہو اس لئے اس میں حمل داخل نہ ہوگا کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر حمل یہ کہے کہ کل مملوک لی حر اور وہ وصیت وغیرہ کے ذریعہ کسی کا مملوک ہو جائے تو حمل آزاد نہ ہوگا کیونکہ کل میں داخل مملوک ہونے کا قصد نہ تھا۔

قولہ کل مملوک الخ اگر شخص نے کہا کل مملوک لی حر بعد عدا کیا تو بعد عدا سوائے یہ کہنے کے کہ میں مملوک لی حر بعد عدا کی صورت میں صرف وہی غلام آزاد ہوگا جو بیوقت ملک مملوک تھا سابق کے بعد جس غلام کا مالک ہوا وہ آزاد نہ ہوگا کیونکہ اس کی وجہ پہلے آزاد ہونے کی صورت میں یہ ہے کہ ضمیر ملک کی طرف راجع ہے اور احتمال دونوں میں مستعمل ہے لیکن بوقت اطلاق عرفاً اثر ہونا اقرب ہے بخلاف زمانہ حال کی مراد ہونے کے اور بعد عدا میں کی صورت میں جو عدم قبل از تعلیق قید ہے ہر مطلق ہوگا اور جو تعلیق کے بعد کسی مملوک کو ہبہ وغیرہ دیا لیکن اگر ایک کا انتقال ہو جائے تو ترجمہ تعین کے ذریعہ یہ ہوگا کہ جس غلام کو میں نے آزاد ہونا تھا میں نے آزاد ہو جانے کی کہ دیا۔ بیان یہ ہے کہ حق اور جائداد وغیرہ جو بعد حال کا استعمال ہوتا ہے مثلاً ہے کہ کوئی شخص جائداد غلاموں کی ملکیت میں رہے اور وصیت کے بعد اس کا مالک ہو جائے تو اس پر وصیت جاری ہوگی۔

بَابُ الْعِتْقِ عَلَى جُعْلٍ

باب مال کے عوض آزاد کرنے کے بیان میں

حُرٌّ عَبْدُهُ عَلَى مَالٍ فَقَبِلَ عَتَقَ وَلَزِمَهُ الْمَالُ وَلَا خِيَارَ لِلْمَوْلَى وَلَا لِلْعَبْدِ وَلَا يَبْطُلُ بِرَدِّهِ وَلَا بِمَوْتِ الْعَبْدِ

آزاد کیا اپنے غلام کو مال پر غلام نے قبول کر لیا تو آزاد ہو جائیگا اور مال اس کی آمدنی مال کی اور نکلی پر لازم ہو جائے گا اور آزاد ہو جائے گا اور نہ ہی مولیٰ کو اور نہ ہی غلام کو بالعجلۃ وَإِنْ قَالَ أَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ مَوْتِي بِأَلْفٍ فَالْقَبُولُ بَعْدَ مَوْتِهِ وَلَوْ خَيَّرَهُ عَلَى عَبْدِهِ سَنَةً

مال حاضر کرنے سے اگر کہا تو ہزار دے تو آزاد ہے میں تیرے مرنے کے بعد آزاد ہے تو قبول کرنا موت کے بعد معتبر ہوگا اگر آزاد کیا ایک سال کی مدت کے

فَقَبِلَ عَتَقَ وَعَبْدُهُ لَهُ وَإِنْ بَاتَ فَجَاءَ فَقَبِلَهُ وَلَوْ قَبِلَ الْغَائِبُ بِالْبَيِّنَةِ

عوض اور غلام نے قبول کر لیا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر مالک مر جائے تو غلام آزاد ہو جائے گا اور قیمت واجب ہوگی کسی نے کہا کہ اس پر گواہ پیش کرو پھر کسی

عَلَى نَفْسِهِ بِأَلْفٍ وَعَبْدُهُ فُلَانٌ فَمَاتَ فَقَبِلَ لَمْ يَعْتِقْ وَلَوْ جَاءَ بِهِ عَتَقَ

آزاد کرے اس شرط پر کہ اس کا غلام مجھ سے کر لیا مالک نے آزاد کر دیا اور مالک نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو مہر آزاد

وَلَوْ زَادَ فِي قِيمَتِهِ أَلْفًا عَلَى قِيمَتِهِ لَزِمَهُ وَعَتَقَ فَإِنْ اخْتَلَفَا فَلَهُ

ہو جائیگی اور اگر غلام نے ہزار زیادہ دیا تو ہزار کی قیمت اور اس کے لحاظ سے تقسیم کیا جائیگا اور قیمت سے زیادہ نہ ہوگا مرد عورت واجب ہوگا۔

قولہ باب الخ جعل اسم ہے جعالۃ مزدوری کو کہتے ہیں جو اعمال آتی ہے بحال اور جعیلہ بھی کہتے ہیں جہاد میں جنگ کرنے والوں کے وظیفہ کا نام ہو گیا یہاں عتق بشرط المال مراد ہے۔

قولہ حر عبدہ علی مال الخ کسی شخص نے اپنے غلام کو مال کے عوض میں آزاد کیا اور غلام نے اس کو قبول کر لیا تو آزاد ہو جائے گا اور مال اس پر لازم ہو جائیگا کیونکہ یہ معاوضہ مال ہے لہٰذا مال پر لازم ہوگا اور مولیٰ کو رجوع کا اختیار نہ ہوگا اور نہ ہی غلام کو اور نہ ہی مولیٰ کے مرنے سے عتق باطل ہوگا اور نہ ہی غلام کے مرنے سے عتق باطل ہوگا اور قیمت واجب ہوگی۔ مصنف نے

مال کا حق رہے گا کیونکہ تدبیر وصیت کے مشابہ ہے اور وصیت میں ثلث مال معتبر ہوتا ہے اسی طرح تدبیر میں بھی ہوگا اور یہ صحیح ہے کیونکہ تدبیر اور وصیت میں مال کی ادائیگی مؤخر ہوتی ہے اور ان کی ادائیگی موت کے بعد ہوتی ہے اور موت کے بعد ورثاء کا حق متعلق ہو جاتا ہے لہٰذا ان کی ملکیت کمزور ہوگی اور مدبر کے تجارت کے ذریعہ بڑھانے کا حق ہوگا کیونکہ تجارت کی زیادتی میں ورثاء کا حق متعلق ہوتا ہے اور مدبر کے پاس مال حاضر رہے گا تو وہ ہلاک ہو جائے گا

قولہ ولو قال الخ اگر ایک شخص نے کہا کہ تو میرا مدبر ہے اگر میں اس مرض سے مر جاؤں یا اگر میں اس سفر میں مر جاؤں تو اس کا یہ کہنا صحیح ہے اور اگر مرض یا سفر کے بغیر کہا تو صحیح نہیں ہے امام زفر رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور ہمارے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ یہ صحیح ہے کیونکہ یہ تعلیق بالشرط ہے اور تعلیق بالشرط یمین کے مشابہ ہے اور یمین کے ساتھ عتق معلق کرنا صحیح ہے اسی طرح یہ بھی صحیح ہے امام زفر رحمہ اللہ کا استدلال یہ ہے کہ یہ تعلیق بالشرط وصیت کے مشابہ ہے کیونکہ وصیت بھی تعلیق بالشرط ہوتی ہے اور وصیت میں رجوع کا احتمال ہوتا ہے اسی طرح تدبیر میں بھی رجوع کا احتمال ہوگا ہماری دلیل یہ ہے کہ تدبیر میں تعلیق بالشرط یمین کے مشابہ ہے کیونکہ تدبیر میں مولیٰ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے غلام کو شرط کے پائے جانے پر مجبور کرے اور یہ مقصد یمین سے حاصل ہوتا ہے اور وصیت میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ مولیٰ کے بعد غلام آزاد ہو جائے

بَابُ التَّدْبِيرِ

باب مدبر کرنے کے بیان میں

هُوَ تَعْلِيقُ الْعِتْقِ بِمَوْتِهِ كَقَوْلِهِ إِنْ مِتُّ فَأَنْتَ حُرٌّ أَوْ أَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ مَوْتِي أَوْ عَلَى أَنِّي إِنْ مِتُّ فَأَنْتَ مُدَبَّرٌ

وہ عتق کو اپنی موت پر معلق کرنا ہے جیسے اگر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے یا میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے یا اس پر کہ اگر میں مر جاؤں تو تو مدبر ہے

وَلَا يَمْلِكُ فَسْخَهُ وَلَا بَيْعَهُ وَيَسْتَخْدِمُهُ وَيُؤَاجِرُهُ وَيَطَأُ جَارِيَتَهُ وَتَسْعَى فِي ثُلُثِ قِيمَتِهَا وَوَلَدُهَا فِي حُكْمِهَا وَيَصِحُّ رُجُوعُهُ عَنْهُ بِقَوْلِهِ رَجَعْتُ فِيهِ أَوْ أَبْطَلْتُهُ وَبِكُلِّ فِعْلٍ يُزِيلُ الْمِلْكَ كَالْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَبِكُلِّ فِعْلٍ يُزِيلُ بَعْضَ مَا سُمِّيَ فِيهِ كَالتَّدْبِيرِ لِبَعْضِهِ وَالْكِتَابَةِ وَلَا يَصِحُّ رُجُوعُهُ بِقَوْلِهِ كَاتَبْتُهُ وَلَا بِوَطْئِهِ إِيَّاهَا وَلَا بِبَيْعِهِ مِمَّنْ يَعْتِقُ عَلَيْهِ وَلَا بِتَزْوِيجِهِ إِيَّاهَا وَلَا بِإِجَارَتِهِ وَلَا بِرَهْنِهِ وَلَا بِتَسْلِيمِهِ فِي جِنَايَةٍ وَلَا بِتَسْلِيمِهِ فِي صَدَاقِ جَارِيَةٍ وَلَا بِإِعْتَاقِهِ عَنْ كَفَّارَةٍ وَلَا بِإِيلَادِهِ إِيَّاهَا

اور مولیٰ کو اس کے فسخ کرنے کا اور اس کے بیچنے کا اختیار نہیں ہے اور مولیٰ اس سے خدمت لے سکتا ہے اور اس کو اجارہ پر دے سکتا ہے اور مولیٰ اس کی باندی سے وطی کر سکتا ہے اور باندی اپنی قیمت کے ثلث میں سعی کرے گی اور اس کا بچہ اس کے حکم میں ہوگا اور مولیٰ کا اس سے رجوع کرنا صحیح ہے اس کے قول سے کہ میں نے اس سے رجوع کر لیا یا میں نے اس کو باطل کر دیا اور ہر اس فعل سے جو ملکیت کو زائل کر دے جیسے بیع اور ہبہ اور ہر اس فعل سے جو بعض مسمیٰ کو زائل کر دے جیسے بعض کا تدبیر کرنا اور کتابت کرنا اور مولیٰ کا رجوع صحیح نہیں ہے اس کے قول سے کہ میں نے اس کو مکاتب بنا لیا اور نہ اس کے وطی کرنے سے اور نہ اس کے بیچنے سے اس شخص کے ہاتھ جو اس پر آزاد ہو جائے گا اور نہ اس کے نکاح کرنے سے اور نہ اس کے اجارہ پر دینے سے اور نہ اس کے رہن کرنے سے اور نہ اس کے جنایت میں سپرد کرنے سے اور نہ اس کے باندی کے مہر میں سپرد کرنے سے اور نہ اس کے کفارہ سے آزاد کرنے سے اور نہ اس کے باندی سے اولاد پیدا کرنے سے

وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ مِنْ مَرَضِي هَذَا أَوْ فِي سَفَرِي هَذَا فَأَنْتَ حُرٌّ فَصَحَّ رُجُوعُهُ وَإِنْ مَاتَ فِيهِ لَمْ يَعْتِقْ وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ فَأَنْتَ حُرٌّ وَلَا مَالَ لَهُ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ فِي صِحَّتِهِ بَطَلَ التَّدْبِيرُ

اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے مر جاؤں یا اپنے اس سفر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے تو اس کا رجوع صحیح ہے اور اگر وہ اس میں مر گیا تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور اس کا اس کے سوا کوئی مال نہ ہو پھر اس نے اس کو اپنی صحت میں بیچ دیا تو تدبیر باطل ہو گئی

وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ فَأَنْتَ حُرٌّ وَعَلَيَّ دَيْنٌ يُحِيطُ بِرَقَبَتِكَ فَبِيعَ فِيهِ ثُمَّ قَضَى اللَّهُ دَيْنَهُ عَتَقَ وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ فَأَنْتَ حُرٌّ وَعَلَيَّ دَيْنٌ لَا يُحِيطُ بِرَقَبَتِكَ فَبِيعَ فِيهِ ثُمَّ قَضَى اللَّهُ دَيْنَهُ لَمْ يَعْتِقْ

اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور میرے اوپر اتنا قرض ہے جو تیری قیمت کو محیط ہے پھر تو بیچا گیا اس قرض میں پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا قرض ادا کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور میرے اوپر اتنا قرض ہے جو تیری قیمت کو محیط نہیں ہے پھر تو بیچا گیا اس قرض میں پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا قرض ادا کر دیا تو وہ آزاد نہ ہوگا

وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ مِنْ مَرَضِي هَذَا فَأَنْتَ حُرٌّ وَإِنْ صَحَّ فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ سَنَةٍ فَصَحَّ ثُمَّ مَاتَ فِيهِ عَتَقَ وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ مِنْ مَرَضِي هَذَا فَأَنْتَ حُرٌّ وَإِنْ صَحَّ فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ سَنَةٍ فَصَحَّ ثُمَّ مَاتَ بَعْدَ سَنَةٍ لَمْ يَعْتِقْ

اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور اگر میں صحت یاب ہو جاؤں تو تو ایک سال کے بعد آزاد ہے پھر وہ صحت یاب ہو گیا پھر اس میں مر گیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور اگر میں صحت یاب ہو جاؤں تو تو ایک سال کے بعد آزاد ہے پھر وہ صحت یاب ہو گیا پھر ایک سال کے بعد مر گیا تو وہ آزاد نہ ہوگا

وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ فَأَنْتَ حُرٌّ وَإِنْ صَحَّ فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ سَنَةٍ فَصَحَّ ثُمَّ مَاتَ بَعْدَ سَنَةٍ عَتَقَ

اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور اگر میں صحت یاب ہو جاؤں تو تو ایک سال کے بعد آزاد ہے پھر وہ صحت یاب ہو گیا پھر ایک سال کے بعد مر گیا تو وہ آزاد ہو جائے گا

وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ فَأَنْتَ حُرٌّ وَإِنْ صَحَّ فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ سَنَةٍ فَصَحَّ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ سَنَةٍ لَمْ يَعْتِقْ

اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور اگر میں صحت یاب ہو جاؤں تو تو ایک سال کے بعد آزاد ہے پھر وہ صحت یاب ہو گیا پھر ایک سال سے پہلے مر گیا تو وہ آزاد نہ ہوگا

وَإِنْ قَالَ إِنْ مِتُّ فَأَنْتَ حُرٌّ وَإِنْ صَحَّ فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ سَنَةٍ فَصَحَّ ثُمَّ مَاتَ بَعْدَ سَنَةٍ وَيَوْمٍ عَتَقَ

اور اگر مولیٰ نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے اور اگر میں صحت یاب ہو جاؤں تو تو ایک سال کے بعد آزاد ہے پھر وہ صحت یاب ہو گیا پھر ایک سال اور ایک دن کے بعد مر گیا تو وہ آزاد ہو جائے گ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کتاب الفرائض ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

سے بچہ کا نسب ثابت ہو جائے گا۔ دیا ہوا مال اس کی ام ولد ہو جائے گی اور مدعی پر باندی کی نصف قیمت اور نصف مہر مثل واجب ہوگا۔ یہ مہر مثل بچہ کی قیمت واجب نہ ہونے کی وجہ سے ہوگا کیونکہ ضمان یوم ولوق سے واجب ہے اور یہ وقت علوق حق سے ثابت النسب ہے کیونکہ مدعی کا دعوی کہ یہ بچہ اس کا اور مدعا علیہ کا شریک ہے کی ملک میں۔

قولہ ولو ادعیا الخ یعنی دونوں شریک مدعی ہوں تو بچہ کا نسب دونوں سے ثابت ہو جائے گا اور باندی دونوں کی ام ولد ہو جائے گی اور مدعا علیہ کے لئے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں یہ ثابت النسب ان دونوں کے حق میں حر ہوگا اور ان دونوں کی طرف سے اقرار ہوگا کہ یہ بچہ ان دونوں کی ام ولد باندی سے ہے اور یہ اقرار دونوں شریکوں پر نصف نصف واجب ہوگا اور مدعا علیہ کو کچھ نہیں ملے گا یعنی دونوں شریک بچہ کی قیمت کا نصف نصف آپس میں ایک دوسرے کو ادا کریں گے اور بچہ ان دونوں شریکوں کا ثابت ہوگا اور جو حصے کی وراثت ہوتی ہے وہ پائے گا اور اگر بچہ بالغ ہو جائے تو دونوں شریک اس کے وارث ہوں گے اور جو حصہ ان کے لئے مقرر ہوتا ہے وہ پائیں گے

قولہ ولو ادعی الخ اگر مدعی نے بچہ کے مکاتب ہونے کا دعوی کیا اور مکاتب نے اس کی تصدیق کر دی تو نصف بچہ کا نسب ثابت ہو جائے گا اور شریک کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا اور مدعی کا مہر مثل اور بچہ کی قیمت واجب ہوگی کیونکہ مدعی کی ام ولد ہوگی کیونکہ اس کی ملک نہیں اور اگر مکاتب نے اس کی تکذیب کر دی تو نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ اگر کسب مکاتب میں تصرف کا حق نہیں اس لئے مکاتب کی تصدیق معتبر نہیں ہے۔

كتاب الأيمان

بعض نقوله احد طرفي الخبر بالمعنى به فحسنه على ما مر كتبنا عند قوله

ہیں محدود کرتا ہے وہ کسی ۔ حدوں میں سے کہ مقسم بہ ۔ ۔ ۔ دیوے پس قسم کی ماہیت ۔ یعنی جس پر واقع کر حدوں سے

وهذا القول وهم لي الأول حدوث الثاني

۔ ۔ ۔ یہ قول وہم ہے ۔ ۔ ۔ گزرا ہوا اول ہیں ۔ ۔ ۔ کہ ہیں ثانی۔

قولہ کتاب الیمین الخ۔ امام فخر الدین رازی وغیرہ نے بعد بیان کرنے کے کہ ہیں ان میں سے ایک ہے اس سے بعد ہونے کے اور وہ یہ کہ جس طرح خرق شرع اور اکرام کا کوئی باعث نہیں ہے اسی طرح یہاں بھی ان کی کوئی ماہیت نہیں ہے جس طرح خالق سے قوت لگی حاصل ہوتی ہے اسی طرح یہیں سے بھی قسم لگ لیتے ہیں۔ یہ بیچ ہے یہاں یہیں کی نیچ ہے بلفظ لفظ یہیں باعث قوت ہو قسم میں حلف کرنے سے چونکہ خدا کے نام سے قسم میں قوت و تاکید پیدا ہوتی ہے اس لئے اس کو یمین کہتے ہیں۔ عرف شرع میں فقہا کی اصطلاح (صدق) کذب میں سے ایک کو قسم پر (حلف) یا اس کی صفت پر کرنے کے شہادت کرنے کو یمین کہتے ہیں۔

قولہ فی اصطلاح الشرع یمین کی تین قسمیں ہیں یہیں قسموں میں سے ہیں منعقدہ یہیں قسموں کو زبان سے بولنا اور قصد سے قسم کھانے کو کہتے ہیں اصطلاح شرع میں یا اور پھر قسم کرنے کے بعد اس کے خلاف کسی شخص کا ہونا مصنف کے اس قول میں کسی کی تخصیص کرنے پر دلالت کرتا ہے کہ یہ یمین منعقدہ ان کے نزدیک اس وقت منعقد ہوتی ہے کہ یمین قسموں میں سے کسی قسم کی شرطوں کی جان میں بھی پائی جائیں جس کے ساتھ کہ یہ یمین متعلق ہے کے بھی یا یمین قسم کھانے والے کے گمان میں ہو تے ہے اس لئے اس کو یمین قسموں کہتے ہیں آئندہ امر مستقبل کا ہونا ہے کہ یہ قسم کے ساتھ شریک کر لیا جائے یہ قول ان کا اس قید کو نہ لگانا جس قید کو لگانا ہے ہمارے نزدیک اس کا احتراز کرنا ہے اس قید سے جو مستقبل کے خلاف واجب ہیں نفس ۔ ۔ ۔

وعلى أب منعقدة وفيه الكفارة فقط ولو محرفا لو ماضيا أو حب كذلك وشمل بالله والرحمن
... منعقدة ... الكفارة ... ماضيا ... حب ... كذلك ... شمل ... بالله ... والرحمن
وعزته وجلاله وكبريائه القسم وعلمه وقدرته ولم يقل بالله
... عزته ... جلاله ... كبريائه ... القسم ... علمه ... قدرته ... لم ... يقل ... بالله
ولعمر الله وأيم الله وعهد الله ومثاقه وحلفت بالله وقسمت بالله ولئن فعل كذا فهو كافر لا بعلمه رضه
... لعمر ... الله ... أيم ... الله ... عهد ... الله ... مثاقه ... حلفت ... بالله ... قسمت ... بالله ... لئن ... فعل ... كذا ... فهو ... كافر ... لا ... بعلمه ... رضه
ومصحفه وبحرمته والتي في هذه المكتوبة وحق الله وفي هذه لعمري حلفت أو سخطه والعرش والمنابر
... مصحفه ... بحرمته ... التي ... في ... هذه ... المكتوبة ... وحق ... الله ... وفي ... هذه ... لعمري ... حلفت ... أو ... سخطه ... والعرش ... والمنابر
... أو ... لا ... أو ... والله ... والله ... لتفعلن ... أو ... لتتركن ... أو ... لتضربن ... أو ... لتأكلن ... أو ... لتشربن ... أو ... لتلبسن ... أو ... لتدخلن ... أو ... لتخرجن ... أو ... لتكلمن ... أو ... لتقضين ... أو ... لتقبضن ... أو ... لتبيعن ... أو ... لتشترين ... أو ... لتهبن ... أو ... لتصدقن ... أو ... لتعتقن ... أو ... لتطلقن ... أو ... لتظاهرن ... أو ... لتؤلين ... أو ... لتحجن ... أو ... لتعتمرن ... أو ... لتغزون ... أو ... لتصومن ... أو ... لتصلين ... أو ... لتعتكفن ... أو ... لتحلفن ... أو ... لتنذرن ... أو ... لتحرمن ... أو ... لتظهرن ... أو ... لتسافرن ... أو ... لتقيمن ... أو ... لتدخلن ... أو ... لتخرجن ... أو ... لتكلمن ... أو ... لتقضين ... أو ... لتقبضن ... أو ... لتبيعن ... أو ... لتشترين ... أو ... لتهبن ... أو ... لتصدقن ... أو ... لتعتقن ... أو ... لتطلقن ... أو ... لتظاهرن ... أو ... لتؤلين ... أو ... لتحجن ... أو ... لتعتمرن ... أو ... لتغزون ... أو ... لتصومن ... أو ... لتصلين ... أو ... لتعتكفن ... أو ... لتحلفن ... أو ... لتنذرن ... أو ... لتحرمن ... أو ... لتظهرن ... أو ... لتسافرن ... أو ... لتقيمن
كما في البحر وكسوتهم معلوم ينظر في محرر عند قوله ولا بالله إلخ منه لكن لا يكفر
... كما ... في ... البحر ... وكسوتهم ... معلوم ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... لكن ... لا ... يكفر
كذا في الحلبي وهي بيان تكسون التي يوثا به ... الخ ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله

قل الحنث وزمن حلف على مضيه نفي أن بغت وتكفر
... قل ... الحنث ... وزمن ... حلف ... على ... مضيه ... نفي ... أن ... بغت ... وتكفر

تحرر ... قوله ... وعلى أب ... الخ ... تبين ... بالقسم ... بعده ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... وشمل ... بالله ... والرحمن ... قيد ... بالله ... لأنه ... لو ... قال ... والرحمن ... لا ... أفعل ... كذا ... فإنه ... يكون ... يمينا ... واحدة ... كما ... في ... البحر ... عن ... المحيط ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... ولم ... يقل ... بالله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... والرحمن ... لا ... أفعل ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... ولعمر الله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لعمر ... الله ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... وأيم الله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... أيم ... الله ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... وعهد الله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... عهد ... الله ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... ومثاقه ... الخ ... أي ... بل ... قال ... مثاقه ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... وحلفت بالله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... حلفت ... بالله ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... وقسمت بالله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... قسمت ... بالله ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... ولئن فعل كذا فهو كافر ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لئن ... فعل ... كذا ... فهو ... كافر ... لا ... بعلمه ... رضه ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... ومصحفه ... الخ ... أي ... بل ... قال ... مصحفه ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... وبحرمته ... الخ ... أي ... بل ... قال ... بحرمته ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... والتي في هذه المكتوبة ... الخ ... أي ... بل ... قال ... التي ... في ... هذه ... المكتوبة ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... وحق الله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... حق ... الله ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... وفي هذه لعمري حلفت ... الخ ... أي ... بل ... قال ... في ... هذه ... لعمري ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو سخطه ... الخ ... أي ... بل ... قال ... سخطه ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... والعرش ... الخ ... أي ... بل ... قال ... العرش ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... والمنابر ... الخ ... أي ... بل ... قال ... المنابر ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لا ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لا ... أفعل ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... والله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... والله ... لأفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... والله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... والله ... لا ... أفعل ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... والله ... الخ ... أي ... بل ... قال ... والله ... لتفعلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتتركن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتتركن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتضربن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتضربن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتأكلن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتأكلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتشربن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتشربن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتلبسن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتلبسن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتدخلن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتدخلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتخرجن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتخرجن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتكلمن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتكلمن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتقضين ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتقضين ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتقبضن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتقبضن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتبيعن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتبيعن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتشترين ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتشترين ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتهبن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتهبن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتصدقن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتصدقن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتعتقن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتعتقن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتطلقن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتطلقن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتظاهرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتظاهرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتؤلين ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتؤلين ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتحجن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتحجن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتعتمرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتعتمرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتغزون ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتغزون ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتصومن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتصومن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتصلين ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتصلين ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتعتكفن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتعتكفن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتحلفن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتحلفن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتنذرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتنذرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتحرمن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتحرمن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتظهرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتظهرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتسافرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتسافرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتقيمن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتقيمن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتدخلن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتدخلن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتخرجن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتخرجن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتكلمن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتكلمن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتقضين ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتقضين ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتقبضن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتقبضن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتبيعن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتبيعن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتشترين ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتشترين ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتهبن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتهبن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتصدقن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتصدقن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتعتقن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتعتقن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتطلقن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتطلقن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتظاهرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتظاهرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتؤلين ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتؤلين ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتحجن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتحجن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتعتمرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتعتمرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتغزون ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتغزون ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتصومن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتصومن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتصلين ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتصلين ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتعتكفن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتعتكفن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتحلفن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتحلفن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتنذرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتنذرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتحرمن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتحرمن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتظهرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتظهرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتسافرن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتسافرن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه ... قوله ... أو لتقيمن ... الخ ... أي ... بل ... قال ... لتقيمن ... كذا ... وبه ... كسي ... ينظر ... في ... محرر ... عند ... قوله ... ولا ... بالله ... إلخ ... منه

قوله فقط الخ ... أي ... لا ... بالله ... ولا ... بالرحمن ... ولا ... بالعزة ... ولا ... بالجلال ... ولا ... بالكبرياء ... ولا ... بالقسم ... ولا ... بالعلم ... ولا ... بالقدرة ... ولا ... بالعظمة

روایت مشہور ہے کہ ابن ماجہ نے بھی اسے بطریق معاذ عنہ علیہ السلام اور غیر مشہور ہے۔ یا وہ تصحیف جائز ہے۔

قولہ ولا یکفر الخ حاصل یہ ہے کہ قتل عمداً حرام ہے جائز نہیں امام شافعی کے یہاں کفارہ واجب قتل ہے۔ حدیث میں ہے "فکفر عن یمینک ثوب الذی ھو خیر" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کفارہ سے پہلے قسم توڑنے بعد میں کفارہ ادا کرے۔ امام شافعی نے تو "لکفارۃ تعدد الکفارۃ" سے مستفید ہوکر کہا ہے اور حدیثوں میں ہے کہ ابوموسیٰ اشعری اور عبدالرحمن بن سمرہ وغیرہ سے روایات کی تو ضیح کی ہے نیز کفارہ کی مشروعیت گناہ چھپانے کے لئے ہے اور قتل از قسم کوئی گناہ نہیں جس کو کفارہ چھپائے۔ امام شافعی کے مستدلات سوال کا جواب یہ ہے کہ ابوالحسن بن سمرہ سے صحیحین میں جو روایت ہے اس میں واؤ "فکفر" کیلئے ہے۔ تعقیب کیلئے ہے جیسی کہ روایت چونکہ قسم میں مقدم ہے اس لئے ابوداؤد کی روایت میں تاخیر کی جائے گی لفظ ثم واؤ کے معنی میں ہے اور قصہ عائشہ کے بخاری کی روایت سے "فلیکفر عن یمینہ ثم لیات الذی ھو خیر" اس میں قسم مقدم ہے اور کفارہ کا عطف واؤ کے ساتھ ہے جو ترتیب کو مستلزم نہیں اور حدیث مواس میں "فلیات الذی ھو خیر ثم لیکفر عن یمینہ" ثم کا ذکر ہے۔

قولہ یعنی الخ جو شخص کسی معصیت پر قسم کھالے مثلاً یوں کہے جھوٹی اپنے والدین سے نہ بولوں گا تو اس کو چاہئے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے یہ لفظ حدیث میں ہے "یدع یمینہ" یعنی قسم کھانے کے خلاف میں بھی جو قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے یہ قسم توڑنے میں اس صورتوں میں سے ایک کا حکم اس نقشہ سے معلوم کرو۔

صورت مع احکام

صورت نمبر	محلوف علیہ	حال	حکم
۱	فعل ہے اور معصیت ہے	واللہ لا افعل الیوم کذا	حنث واجب ہے
۲	ترک فعل ہے ==	واللہ لا اکلم الیوم ابی	==
۳	فعل ہے اور واجب ہے	واللہ لاصلین الیوم الظہر	پورا کرنا واجب ہے
۴	ترک فعل ہے --	واللہ لا اشربن الخمر	==
۵	فعل ہے اور غیر سے اولیٰ ہے	واللہ لاعطین الفقراء	قسم پر قسم بنا افضل ہے
۶	ترک فعل ہے	واللہ لا اضرب عبدی ضربتی	==
۷	فعل ہے اور اس کا ترک اولیٰ ہے	واللہ لا کلن الیوم لحما	قسم توڑنا افضل ہے
۸	ترک فعل ہے --	واللہ لا اضرب زوجتی	==
		شہراء	
۹	فعل ہے اور محلوف علیہ غیر محلوف علیہ کے برابر ہیں	واللہ لا البس ھذا الثوب	قسم پوری کرنا افضل ہے
۱۰	ترک ہے ==	واللہ لا اکل ھذا الطعام	==

(۱) ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، ابن حبان عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔

(۲) عالم کبیر، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، ابن حبان عن عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ۔

وہ کفارۃ عمی کفارۃ وان حنث صنعا ومن حلف بملۃ غیر الاسلام کالیہودیۃ والنصرانیۃ کفر

(یعنی ہے کہ وہ کفارہ پر واجب ہوا اسلام کی حالت میں ہے تو اگر اس نے کہا کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں یہودی ہوں گا پھر اس نے وہ کام کیا تو اس پر کفارہ ہے)

وکذا حلف علی معصیۃ کشرب الخمر والضرب والقتل بغیر حق والاصل فیہ قولہ علیہ السلام من حلف علی یمین فرای غیرھا خیرا منھا فلیات الذی ھو خیر ولیکفر عن یمینہ رواہ مسلم وابو داؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح وفی روایۃ لہ فلیات بالذی ھو خیر ثم لیکفر عن یمینہ وھذا یدل علی ان الکفارۃ بعد الحنث لقولہ ثم لیکفر ولان الکفارۃ شرعت لرفع الاثم والاثم یتحقق بعد الحنث

ولا کفارۃ قبلہ لانہ لا اثم قبلہ ولا یجوز ان یکون الحنث معصیۃ لان الیمین علی المعصیۃ منعقدۃ بالنص ولا یجوز ان یکون الحنث معصیۃ لان الیمین علی المعصیۃ منعقدۃ بالنص ولا یجوز ان یکون الحنث معصیۃ لان الیمین علی المعصیۃ منعقدۃ بالنص

باب اليمين في الدخول والخروج والسكني والاكل وغير ذلك

باب داخل ہونے، نکلنے، رہنے اور کھانے وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان میں

حلف لا يدخل بيتا لا يحنث بدخول الكعبة والمسجد والبيعة والكنيسة والحمام والحمام والحمام وبيت الشعر وبيت الشعر وبيت الشعر

والواقف على السطح داخل وفي حق الباب لا وجوام القبر والزنجوب والشجرة كذلك
چھت پر کھڑا ہونے والا داخل کے حکم میں ہے کہ وہ لوگوں کی طرف میں داخل ہونے والا اور چوتھائی سیڑھی کی طرح ہے یہ تعبیر ہوتا گویا ابتدا کرتا ہے
لا دوام الدخول لا يمكن هذه الدار او البيت او البيعة فخرج وبقي متاعه واهله حنث
کہ داخل ہونے والا اس مکان یا کوٹھری یا کلیسا میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا پس خود چلا گیا اور مکان اسباب داخل وعیال رہیں۔ ہے تو حانث ہو جائے
بخلاف البيت لانه خرج محمولا ومتاعه حنث وبعده لا بانه لو حلف لا
بخلاف شہر کے، جس سے نکلوں تو پس نکالا گیا محمولا اس کے حکم سے تو حانث ہو جائیگا اور گھر اس کی رہائش سے بلا حکم، وہ اپنی نکالا گیا تو حانث نہ ہوگا
يخرج لا فلي الحال فخرج الفور ثم الى حاجة اخرى لم يحنث ولا يخرج او لا يذهب الى مكة
جیسے نہ نکلوں مگر جلدی کے لئے پس نکلا اس کے بعد کسی ضرورت سے چلا گیا۔ اگر کہا میں نکلوں گا یا نہ جاؤں گا تو نکلے بغیر کہ کے علاوہ سے نکلا
فخرج فوجهها ثم رجع حنث وفي لا يخرجها لا حتى يدخلها فاتيانه فلم يأته حتى مات حنث في الاخير خيوته
اور دوسرا آیا تو حانث ہو جائیگا اگر یہ کہ کہ میں داخل نہ ہونگا تو حانث ہوگا تیسرے پاس نہ آیا مرنے تک تو حانث نہ ہوا پہلا "تو جانے تک
لانه لم يستطع فيه استطاعة الصحة وان خوى القدرة فيه لا يخرج الامامي
مرد آدمی کا اس کے پاس گھر ہونا تو ممکن تندرستی کے ساتھ ہوگا، اور اگر قدرت مراد لی وہ جیسا، ان لیا جائے تب نکل کر بیمار حالت سے
شرط ان يكلمه فخرج وانت بعذاب ثم ان رجع حتى ولو اذنب الخروج فقال ان خرجت او ضرب العبد
تو مر جائے گا کیونکہ عبادت شروع ہوگی بخلاف ان اور کہا تھا کہ جب تک کہ میری بے اجازت نہ نکلو شوہر نے کہا اگر تو نکلی یا غلام کو مارا تو
فقال ان ضربت عبدك فانت طالق فقعد حتى قام عبده فقال ان قعدت
شوہر نے کہا اگر تو نے غلام کو مارا تو طلاق نکلے اور مارنے کیساتھ تھا ہوا جیسے کسی نے کہا بیٹھ جا، میرے پاس نہ اٹھ کر اس نے کہا اگر میں نہ اٹھوں
وعبده عنده كمن قال لي الجنب ان وطئ ولا دين عليه
غلام کی سوائی تو اسی کی سوائی ہے اگر اس کی نیت کرے اور غلام پر قرض نہ ہو

قولہ والواقف على السطح مكان کی چھت پر کھڑا ہونے والا گھر میں داخل ہونے والے کے حکم میں سے ہے، اگر کوئی یوں کہے واللہ لا ادخل هذه الدار، اور گھر کی چھت پر کھڑا ہو جائے تو حانث ہو جائے گا، کیونکہ حانث ہو جانا اس وجہ سے ہے کہ چھت بھی گھر کے حکم میں ہے جیسا کہ صحن مسجد کے حکم میں ہے، چونکہ صحن مسجد تک آنے سے معتکف کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور حائضہ اور جنبی کیلئے صحن مسجد پر کھڑا ہونا جائز نہیں۔

فائدہ: متاخرین کے یہاں چھت پر آنے سے حانث نہ ہوگا اور متقدمین کے یہاں حانث ہو جائیگا ان دونوں قولوں میں بعض حضرات نے تطبیق دی ہے کہ متقدمین کے زمانہ کے گھر سے مراد وہ ہے جس کے ہر چار طرف پردہ کی دیوار ہو اور متاخرین کے زمانہ کے گھر جس میں پردہ کی دیوار نہ ہو لیکن بعض کمال نے کہا ہے کہ داخل حکم کے عرف میں اس کو داخل نہیں کہتے لہٰذا حانث نہ ہوگا اسی پر فتویٰ ہے۔

قولہ وقوام المسجد الخ: ایک شخص نے کہا بخدا میں یہ کپڑے پہنوں گا حالانکہ وہ پہنے ہوئے ہے یا کہا کہ اس سواری پر سوار نہ ہوں گا اور اسی پر سوار ہے یا کہا کہ میں اس گھر میں نہ رہوں گا اور اسی میں ساکن ہے تو قسم کے بعد ایک ساعت ٹھہرا رہنے سے حانث ہو جائیگا اور اگر یوں کہا کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا تو فوراً نکلنے سے حانث نہ ہوگا وجہ یہ ہے کہ حنث کا تعلق میں استمرار پایا جاتا ہے ان میں دوام فعل کا حکم بھی دیا جاتا ہے جو ابتدا فعل کا ہے جیسے رکوب، لبس، سکنی وغیرہ اور جس میں استمرار نہیں ہے جیسے دخول، خروج، تکلیم وغیرہ ان کے دوام کا حکم ابتدا فعل ہی کا حکم ہے۔

قولہ لا یسکن البیع ایک شخص نے کہا کہ میں اس گھر میں یا اس مکان میں یا اس نظر میں نہ رہوں گا یا چلا جاؤں گا یا نکل جاؤں گا لیکن اس کا سامان وہاں اور اہل و عیال وہیں رہے تو حانث نہ ہوگا کیونکہ عرف میں کہا جاتا ہے کہ میں اس گھر سے نکل گیا حالانکہ اس کا سامان اور اہل و عیال اس گھر میں ہوتے ہیں اور اس لئے کہ بیع میں مکان کے خالی ہونے کا اعتبار نہیں ہوتا ہے بلکہ امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک چونکہ سامان منتقل کرنا ضروری ہے اگر ایک کیل بھی وہاں رہ گئی تو حانث ہو جائے گا امام ابو یوسف کے نزدیک اکثر سامان منتقل کر دینا کافی ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ضروری اسباب خالی منتقل کر لینا کون سے بڑی مشکل آسان ہے اور مفتاح کے اس کو چند کپڑے ہے منتقل کرنا ضروری ہے اسی پر فتویٰ ہے اور گویں قسم کھائی کہ اس شہر یا گاؤں میں نہ رہوں گا تو صرف اس کا منتقل ہو جانا کافی ہے اگر چہ اہل و عیال اسی شہر میں رہیں کیونکہ عرف میں اس کو اس شہر کا چھوڑنا شمار نہیں کیا جاتا۔

قولہ فان خرج البیع ایک شخص نے کہا کہ میں جب سے نہ نکلوں گا پھر اس کو اس کے حکم سے نکالا گیا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ بامور کا فعل آمر کی طرف مضاف ہوتا ہے اس پر قیاس ہے جیسے وہ خود نکلا ہو اور اگر وہ گھر اپنی نکالا گیا کہ گرا گیا ہو تو حانث نہ ہوگا اگر چہ وہ گرانے کے بعد نکلے پر راضی ہو گیا ہو اسی طرح اگر اس نے کہا کہ میں صرف بتانے کیلئے نکلوں گا یا چند چیزیں لینے کیلئے نکلا اور پھر کسی کام کیلئے چلا گیا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ گھر سے باہر نکلنا شرط ہے جو موجود ہے پس دوسری ضرورت کیلئے جانا تعین کیلئے معتبر نہیں۔

قولہ لا بامر البیع ایک شخص نے کہا کہ میں مکہ کی طرف جاؤں گا یا نکلوں گا اور پھر مکہ کے ارادہ سے باہر نکلا اور مکہ پہنچنے سے پہلے واپس آگیا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ حرف ہے جانا شرط نہیں کیلئے تصور تک پہنچا شرط نہیں بخلاف لفظ اتیان کے کہ اس کیلئے وصول شرط ہے اس لئے لفظ اتیان استعمال کرنے کی صورت میں حانث ہوگا جب تک کہ وہاں نہ پہنچ جائے۔

قولہ لا تخرج الا باذنی البیع ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا لا تخرج الا باذنی تو ہر بار نکلنے کیلئے اجازت شرط ہوگی اگر بیوی ایک مرتبہ اجازت سے نکل اور پھر بلا اجازت نکل گئی تو حانث ہو جائے گا اور گر کر نکلنے کا لفظ استعمال کیا تو ہر بار اجازت شرط نہیں ہوگی کیونکہ یہ لفظ بار بار کے الحاق میں بار بار کے الحاق کے ساتھ متعلق ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے "وطلقوھن لاستقبال عدتھن" میں لام کو بار بار کے الحاق کے ساتھ متعلق کیا ہے اسی طرح یہاں بھی ہر مرتبہ اجازت کے ساتھ خروج متعلق ہو گا اور ہر مرتبہ اجازت سے بیمین ختم ہو جائے گی۔ بلا ان سورہ مکلف حق ہے کیونکہ یہاں کل کا احتمال ہے ہو سکتا ہے سوال آیت "ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا" میں لا ان یؤذن لکم" میں لا ان ہے حالانکہ کسی کے گھر میں داخل ہونے کیلئے ہر مرتبہ اجازت شرط ہے جواب ہر مرتبہ اجازت کا شرط ہونا "خروج" سے ثابت ہے یعنی "الی طعامکم کان یؤذی فلسی" سے کیونکہ بار بار مرتبہ داخل ہونے میں موجود ہے پس لئے کہ عربی ملکہ میں بلا اجازت داخل ہونا حرام ہے۔

قولہ وھو کرہ البیع ہو دونوں اختیار ہو اور مالک غلام کی سواری اس کے مالک کی بھی ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ ایک یہ کہ غلام پر دین مستغرق نہ ہو دوسرے یہ کہ مالک نے اس سواری کی نیت کی ہو اگر کسی نے قسم کھائی کہ زید کی سواری پر سوار ہوں گا پھر زید کے غلام کی سواری پر سوار ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دین مستغرق نہ ہو اور مالک نے اس سواری کی نیت کی ہو تو حانث ہو جائے گا۔

باب اليمين فى الاكل والشرب واللبس والكلام

باب کھانے پینے اور کلام کرنے پر قسم کھانے کے بیان میں

لا يأكل من هذه النخلة حنث بثمرها بلو عين البسر لو الرطب لو التمر لا بخشب لو الليف لا بجذعها بوطبه وقصره بحنثه فى الكل لو الشرب من الاناء المعتاد بجنثه بما يؤكل من ذلك ولو حلف لا يشرب من هذا الكوز فشرب بما فيه حنث وفى لا يأكل رطبا بسر او تمر او لا يأكل بسرا او تمرا حنث بالمتلون لا بخشب بشرط كاسر فيهما وقت يمين بلا بقاء الحال كما لو حلف لا يأكل هذا الرطب فصار تمرا او هذا الحنطة فصار دقيقا لا يحنث وفى لا يأكل لحما لا يحنث بشحم ظهر وكبد وكرش وفى لا يأكل شحما او لحما او رأسا او بيضا او لبنا او سمنا او لحم بقر او لحم هذا الكبش او هذا الجدى او هذا الحمل او هذا الثور او هذا البقر او هذا الجاموس او هذا الجدى او هذا الحمل او هذا الثور او هذا البقر او هذا الجاموس

ترجمہ

نہ کھائے گا اس کھجور سے تو حانث ہوگا اس کے پھل سے خواہ بسر ہو یا رطب ہو یا خشک ہو نہ حانث ہوگا اس کے پتے سے اور نہ اس کے چھلکے سے اور نہ اس کے تنے سے اور نہ حانث ہوگا اس کے بنے ہوئے ٹوکرے سے اور نہ اس کے چھوٹے ٹوکرے سے اور نہ حانث ہوگا اس کے کھانے سے اور شربہ بخلاف عذا الفضيخ يعنى اگر کہے کہ نہ کھاؤں گا کھجور پھر کھائی پتے تو حانث ہوگا اور اگر کہے کہ نہ کھاؤں گا اس کا پتہ یا اس کی چھال تو نہ حانث ہوگا اگر کھائے اور اگر کہے کہ نہ کھاؤں گا تازہ کھجور یا خشک کھجور تو حانث ہوگا اگر کھائے اور اگر کہے کہ نہ کھاؤں گا کچی کھجور یا پکی

سے بچنا ہو تو ایسی جگہ میں جائے یا نہ جائے یہی حکم ہر اس شراب کا ہے جو ذوق میں قوم کے نزدیک مطرب ہو اگرچہ اس کے پینے سے نشہ نہ ہوتا ہو اور اس کی طرف میلان نہ ہو اگرچہ اس کی طرف میلان ہو اگرچہ اس کی حقیقت مشتبہ ہو اگرچہ اس کو پینے والے کو نشہ نہ ہوتا

وَلِيِّ بِي لَيْسَتْ لَوْ كُنْتَ وَ عَلَيْهِ وَلِيِّ مَعْهُ بِي يَصْدُقُ اصْلًا وَلَوْ رَادَ تُوتَ وَ طَفْطَا وَشُرْدَةَ دَقِّي
لَا يَصْرِفُ مِنْ دَجْلِهِ عَلَى الْخُرُوجِ بِخِلَافِ مَا مَاتَ دَخَلَ اَنْ لَوْ اَشْرَفَ حَاجِ هَذَا الْفَكْرِ الْيَوْمِ فَكَذَ وَلَا هَذَهِ بِهِ
وَكَانَ نَصِبَتْ وَ اَطْفَلَ وَلَا مَاءَ فِيهِ لَا يَجِبُ وَاِنْ كَانَ نَصِبَتْ حَتَّى
لَا يَاكُلُ طَعَامَ فُلَانٍ وَ لَا يَدْخُلُ دَارَهُ وَ لَا يَلْبَسُ ثَوْبَهُ وَ لَا يَرْكَبُ دَابَّتَهُ وَ لَا يُكَلِّمُ عَبْدَهُ
وَحَتَّى بِالْمَسْجِدِ لَا يُكَلِّمُ صَاحِبَ هَذَا الطَّيْلَسَانِ فِيهِ فَكَلَّمَهُ حَتَّى
وَالرَّمْثِ وَ يَجِبُ رَمَضَانُ فَقَطْ سِتَّةُ شَهْرٍ وَالشَّهْرُ وَلَدُهُ الْقَمَرُ وَدَهْرٌ مُجَمَّسٌ
بِالْاَدَاءِ اَيْضًا كَثِيرَةٌ وَشَهْرُونَ بِالشُّؤُونِ عَشَرَةٌ وَشَكَرَهُ اللَّهُ

تشریح: لفظ "لا" کے ساتھ ملانے کی شرط اگر کوئی ہوں جیسے "واللہ لا اکلت شربت" یا "واللہ لا اکلت شربت غدا" یا "واللہ لا اکلت شربت الیوم" وغیرہ اس کی نفی تو ہوگی لیکن یہ قید بعد کو ختم ہو جائے گی کیونکہ نفی کا انعقاد ابتدا میں ہوتا ہے بعد میں یہ قیود ذکر کرنے سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا اگرچہ وہ متصل ذکر کرے۔ "واللہ لا اکلت طعاما من شہوۃ غدا" یا "واللہ لا اکلت شربت غدا" یا "واللہ لا اکلت شربت الیوم" وغیرہ میں اگر کسی چیز کی نیت کرے تو نیت کی جائے گی اگر صرف یہ کہے کہ اس مجلس میں میں نے ایسا نہیں کیا جو تو نے تفصیل سے ذکر کیا ہے تو یہ تفصیل عام ہی ہوگا اور نیت نہیں ہوگی۔

قولہ اذا لم تقترن الخ یعنی اگر یہ قید ملی ہوئی نہ ہو مثلاً کہے "واللہ لا اکلت شربت" پھر چند دنوں کے بعد کہے "واللہ لا اکلت شربت الیوم" تو یہ ایک نئی قسم ہوگی اور پہلی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے بعد دوسری قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قولہ ان لم تقترن الخ یعنی اگر یہ قید ملی ہوئی نہ ہو مثلاً کہے "واللہ لا اکلت شربت" پھر چند دنوں کے بعد کہے "واللہ لا اکلت شربت الیوم" تو یہ ایک نئی قسم ہوگی اور پہلی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے بعد دوسری قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قولہ ان لم تقترن الخ یعنی اگر یہ قید ملی ہوئی نہ ہو مثلاً کہے "واللہ لا اکلت شربت" پھر چند دنوں کے بعد کہے "واللہ لا اکلت شربت الیوم" تو یہ ایک نئی قسم ہوگی اور پہلی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے بعد دوسری قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قولہ ان لم تقترن الخ یعنی اگر یہ قید ملی ہوئی نہ ہو مثلاً کہے "واللہ لا اکلت شربت" پھر چند دنوں کے بعد کہے "واللہ لا اکلت شربت الیوم" تو یہ ایک نئی قسم ہوگی اور پہلی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے بعد دوسری قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قولہ ان لم تقترن الخ یعنی اگر یہ قید ملی ہوئی نہ ہو مثلاً کہے "واللہ لا اکلت شربت" پھر چند دنوں کے بعد کہے "واللہ لا اکلت شربت الیوم" تو یہ ایک نئی قسم ہوگی اور پہلی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے بعد دوسری قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قولہ ان لم تقترن الخ یعنی اگر یہ قید ملی ہوئی نہ ہو مثلاً کہے "واللہ لا اکلت شربت" پھر چند دنوں کے بعد کہے "واللہ لا اکلت شربت الیوم" تو یہ ایک نئی قسم ہوگی اور پہلی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے بعد دوسری قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قولہ ان لم تقترن الخ یعنی اگر یہ قید ملی ہوئی نہ ہو مثلاً کہے "واللہ لا اکلت شربت" پھر چند دنوں کے بعد کہے "واللہ لا اکلت شربت الیوم" تو یہ ایک نئی قسم ہوگی اور پہلی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے بعد دوسری قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کے بعد "واللہ لا اکلت شربت الیوم" کہے تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

قولہ والمعرف الخ اگر کسی نے لفظ اللہ پر یا علماء معرف استعمال کیا تو پھر بھی معرف ہوگی اور نکرہ استعمال کیا تو صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ بھی معرف ہوگا لیکن امام صاحب سے اس میں کوئی تحدید منقول نہیں توقف سے کیونکہ غلبہ کا ادراک قیاس سے نہیں ہوتا اور عرف میں کوئی مدت معین نہیں لہٰذا توقف کیا جائے گا مگر تعریف صاحبین کا قول راجح ہے۔

قولہ و لا یلحق الخ اگر حالف نے لفظ الامام یا کثیرہ یا المشہورہ یا المسلمون استعمال کیا تو امام صاحب کے نزدیک الایام میں اور المشہورہ میں دس اور المسلمون میں اس سال مراد ہوں گے کیونکہ تابع معرف بلام جنسی استعمال متبوع کی طرف منصرف ہوتا ہے اور وہ اس لیے کیونکہ لغت عرف میں تین سے دس تک جمع استعمال ہوتا ہے بعض ثلثہ و حالی الی عشرہ فرجال اور اس کے بعد مقررا استعمال ہوتا ہے بخلاف احد عشر اور جملہ صاحبین کے نزدیک الایام میں جملہ اور المشہورہ میں دو ماہ مراد ہوں گے کیونکہ عرف مشہور کی طرف منصرف ہوتا ہے اور مشہور جمعہ کے ہاں اور سال سے پہلے ہیں اور المسلمون میں کوئی حد متعین نہیں لہٰذا پوری عمر یمین ہوگا اور اگر اس کو مقید کر دیا تو ہر یمین کو اس پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اقل متیقن یہی ہے۔

المصنف غفرلہ المکتوبی

باب اليمين في الطلاق والعتاق

باب طلاق دینے اور آزاد کرنے کی قسم کھانے کے بیان میں

ان ولدت فانت طالق فولدت ولدا میتا یقع وان ولدت فهو حر فولدت ولدا میتا لم یعتق الا ان یولد حیا وحدہ

اگر تو جنے تو ایک طلاق ہو جائے گی پھر بچہ مردہ جنے تو اس کے خلاف دل کے کہ ایک طلاق اور ہو جائے گی اور اگر تو جنے تو تو آزاد ہے پھر مردہ جنے تو آزاد نہ ہوگی الا یہ کہ زندہ جنے اگر وہ

اولا غیرہ فلانہ فهو حر فعبدک عبدا حی ولو میتا غیلبن ما لم یعم الاکثر

آزاد ہوگا وہ غلام جس کا مالک ہوا اس وقت آزاد ہے پھر مالک ہوا غلام کا آزاد ہو جائے گا اگر وہ مالک ہو پھر تیسرے کا

لا یعتق بعضه ولو زاد وحده وعدا فلو ولد توامین عتق الثانی

تو کوئی غلام آزاد نہ ہوگا اگر تو نے وحدہ وعمدا دو بچے جنے تو تیسرا غلام آزاد ہو جائے گا

تشریح لفظہ قولہ باب الخ اس باب کے مسائل بکثرت ہونے کی وجہ سے پرسوں پیر نمبر مصنف نے اپنی کتاب الکافی میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی کے مردہ بچہ پیدا ہوا تو وہ مرد اپنے حق میں وعدہ نہیں ہوتا چنانچہ اس کا نام رکھا جاتا ہے جنازہ میں شامل کیا جاتا ہے جنازہ میں پڑھا جاتا ہے اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جاتی ہے نہ دفن کیا جاتا ہے اور نہ اس کے حق میں وصیت جاری ہوتی ہے اور وہ آزاد ہوتا ہے لیکن دوسرے کے حق میں اس کا حکم اور ہے وہ یہ ہے کہ اگر اس کی ماں حاملہ ہوئی ولادت سے پہلے تو مر جائے گی اور اس کے بعد جو جنے آئے گا وہ غلام ہوگا اور اگر اس کی ماں نے دو بچے جنے ہوں گے اور اگر اس کی دو بچے پر طلاق معلق کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی لہٰذا اول اس کو کہتے ہیں جس پر اس کا غیر مقدم نہ ہو اور آخر وہ ہے جس کو کہتے ہیں جس کے مفہوم میں غیر سابق کا احتمال نہ ہو اور وسط اس کو کہتے ہیں جو دو یا دو سے زائد کے درمیان ہو پھر واو جو ذات عطف ہے (واو مطلقہ) میں تین کسی ایک کے ساتھ موصوف ہوتا ہے دوسرے کے ساتھ موصوف نہ ہوگا مثلاً جو واو اللہ کے ساتھ موصوف ہے وہ اخروی کے ساتھ موصوف نہ ہوگی کیونکہ ان میں صفات ہے لیکن فعل میں یہ بات نہیں ہوتا واو دنیا وآخرت کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے ان اصول کے بعد مسائل سمجھو ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا ان ولدت فانت طالق ثلاثا اور اس کے مردہ بچہ پیدا ہوا تو طلاق ہو جائے گا کیونکہ مردہ بچہ کے حق میں عدم ہے اور اگر یوں کہا ان ولدت فهو حر اور تو نے ایک مردہ اور ایک زندہ بچہ جنا تو صرف زندہ بچہ آزاد ہوگا کیونکہ مردہ اپنے حق میں معدوم ہے اور معدوم کے لیے کچھ بھی

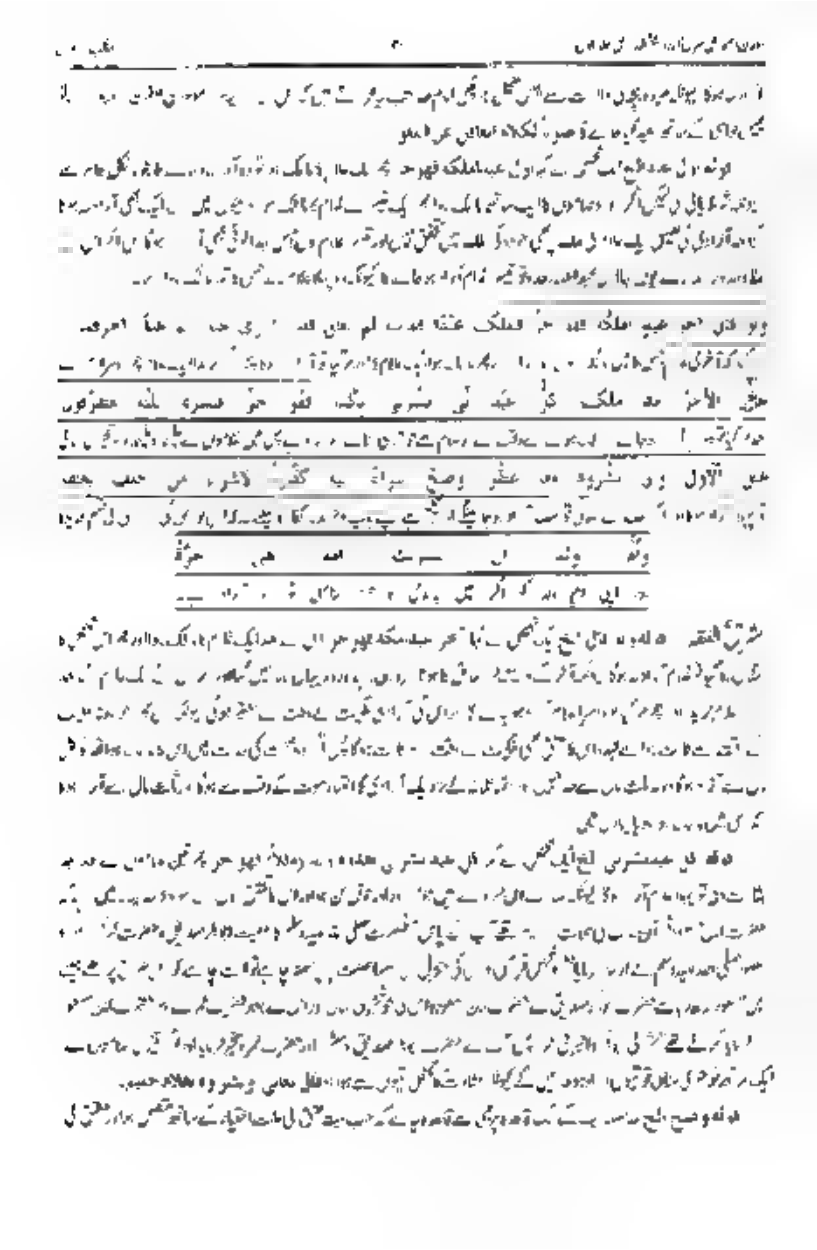

رقبت کا ہیں ہو اس حق سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے اور کفارہ نہ دیا ہو تو حق کی رقبت کامل ہے ہوتا کفارہ واجب ہوتا ہے اب ایک شخص نے دائیگی کفارہ کی نیت سے اپنے باپ کو خرید لیا تو اس کا کفارہ ادا ہو جائے گا کیونکہ حق کی اضافی کی اسے خریدنے کے وقت نیت موجود ہے تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔ مشائخ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کفارہ ادا نہ ہوگا لیکن حدیث "لن یجزی ولد والدہ الا ان یجدہ مملوکا فیشتریہ فیعتقہ" نماوی مرد ہے اور گویا اس کلام کے متعلق یہ کہہ چکا ہے کہ اس میں اختیار ہوں تو یہ آزاد ہے پھر اس کو کفارہ کی نیت سے خریدے تو کفارہ نہ ہوگا کیونکہ یہاں ملک حق نہیں ہے اور خریداری حق کی شرط ہے نیت شرط کے ساتھ متصل ہونی کہ نیت حق کے ساتھ ہو حالانکہ حق کے ساتھ مقارن ہونا ضروری ہے اس طرح اگر کسی سے غیر ہندی سے کتابت کیا پھر اس سے کہا کہ اگر میں تجھے خریدوں تو تو بھی قسم کے کفارہ کی طرف سے کتابت ہو جس کے بعد اس کو خریدا تو وہ آزاد ہو جائے گی لیکن کفارہ ادا نہ ہوگا کیونکہ استیلاد کی وجہ سے اس کی حریت حق ہو گئی جس کی بنا پر کہ اس کو بیچنا جائز نہ ہوا لہٰذا کفارہ کیلئے محل قابل نہ رہا۔ صحیح ہے۔

صح اما فی قولہ وان کل مملوک لی حر فجعلہ وانتفاء ارادۃ وقدیرہ لامکان ما قالہ ہو ان یکون فی ملکہ ما یصیر بہ حرا اذا اراد ذلک وقد اراد وہو ما ذکرہ الکرخی وغیرہ وہذا ہو الذی یقع فی قلبی ہذا ہو الذی ذکرہ الطحاوی وغیرہ وہو الذی یقع فی قلبی ہذا ہو الذی ذکرہ الطحاوی وغیرہ

تشریح: لفظ ہذہ عائد الی الحالف ایک شخص نے اپنی تین بیویوں کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ طالق ہے یا اور یہ تو سب والی عورتیں طلاق ہوں گی ہر ایک کو تین تین طلاق ہو جائیں گی اس لئے کہ اپنے شوہر کو تنہا جس کسی نے اپنے طلاق دے دی تو اس کی بیوی سے پہلے دو عورتوں کے درمیان کسی کو حائل کیا ہے جو کہ ذکر شدہ دو عورتوں میں سے ایک کیلئے ہوتا ہے اور تیسری کا عطف ہے دونوں سے اس عورت پر کہ جس پر طلاق واقع ہوئی ہے تو سب کو شامل ہو گیا کہ تم دو طرفوں میں سے ایک طلاق سے اور یہ چھٹے سے ہی طلاق واقع ہوگی۔ ۔ اپنے کسی غلاموں سے کہا کہ جو کوئی میرا غلام ہے تو آزاد ہے تو اس کے کہنے سے کوئی غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ اس کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو کوئی میرا غلام ہے تو آزاد ہے اور اس

والحضومة وضربة العبد ويجوز بعدها النكاح والطلاق والخلع والعتق والكتابة والصلح عن دم عمد والهبة بعوض والصدقة والقرض والاستقراض وضرب القنب والصبغ والخياطة والابداع والاستبداع وقبول قرض دينا قرض لينا غلام كودرا ذبح كرنا سكان وغيره بنا بنانا ثابت ہونا ثابت كرنا والاجارة والاستقراض والقنية الغنى والكتابة والحمق مارنا پر دينا مارنے پر لينا قرض چكانا قرض وصول كرنا پوشاك دينا كسى چيز كو اكھاڑنا

تشریح الفقہ قولہ باب الخ اس باب کے مسائل سمجھنے کیلئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حقوق تین قسم پر ہیں اول وہ جن کے حقوق عاقد اور معقود علیہ کے متعلق ہوں (یعنی عاقد علیہ ثابت ہو) جیسے خرید فروخت اور اجارہ وغیرہ دوم وہ جن کے حقوق عاقد سے متعلق نہ ہوں بلکہ جس کے واسطے عقد ہوا ہے اس سے متعلق ہوں جیسے نکاح، طلاق، خلع، کتابت وغیرہ سوم وہ جن میں حقوق ہی نہ ہوں جیسے ہبہ وصدقہ وغیرہ قسم اول میں خود کرنے سے عاقد پر حقوق ثابت ہوں گے اور دوسرے میں خود کرنے سے بھی ثابت ہو جائے گا اور دوسرا فعل وکیل کرنے سے بھی ثابت ہو جائے گا۔

قولہ صاحبت الخ جن حقوق میں عاقد خود اپنے کرنے سے ثابت ہوتا ہے مثلاً کہ حکم کرے یہ واقعہ ہے میں نے بیع، شراء اجارہ، اقرار کیا تو ثابت ہو جائے گا اور وکیل کے بیع یا شراء کے ثابت نہ ہوگا کیونکہ فعل کا ذمہ وکیل ہے، رہا یہ مقتضیٰ بھی اور حکم بھی یہی ہے کہ ان کے حقوق وکیل کی طرف دافع ہوتے ہیں پس موکل کی طرف سے فعل بیع یہ تقاضا پایا گیا نہ حکم کہ خود عاقد ثابت نہ ہوا اسی پر باقی عقود کو قیاس کرلو۔

قولہ صاحبت بهما الخ اور وہ حقوق جن میں ذاتی مباشرت سے بھی عاقد ثابت ہو جاتا ہے اور عاقد کے کرنے سے بھی یہ ہیں نکاح، طلاق، خلع، اگر موکل نے قسم کھائی کہ نکاح نہ کروں گا تو عاقد ثابت ہو جائے گا خواہ بذات خود نکاح کیا ہو یا اس کے وکیل نے اس کا عقد کیا ہو وکیل بذاتہ خیار مجلس یقبض معقود

فائدہ:

حاصل سارے وہ حقوق جن میں عاقد اپنے فعل اور وکیل کے فعل ہر دو سے ثابت ہوتا ہے چار ہیں کتاب میں بھی تو یہی جو کتاب میں مذکور ہیں یعنی نکاح، طلاق، خلع اور باقی یہ ہیں جرم، قطع، قتل، شرکت، ضرب، ربا، مضرب، رد صغیر، تسلیم، شفعہ اول، عتق، قربانی نہیں، تحریر، بیعت حاکم الخ، وصیت، حوالہ، کفالہ، قسامہ، شہادت، اقرار، توبت وفی النہر عن شرح الوهبانية ان كل ما لا تصح فيه الوكيل مشير الى حسنه فيما بقي فتامل.

يفعل وكيل ليس يحنث حالف	مبيع شراء صلح عتق خصومة
اجارة استيجار الغريب لأنه	كذا قسمة واحنث في غير البت

وتحرك الولاء على الشراء والهبة والصدقة والضحية والبدء كان بدئ لك قولا لاختصاص الفعل
اور لام حرف عامل ہوا فتح شراء اور اس کے ساتھ جو اس کی طرح ہے جیسے یوں کہے کہ اگر بچوں میں تیرے سے کپڑوں کے اختصاص کے لئے ہوتا ہے
بالمحلوف عليه بان كان مقره كان ملكه قولا على الاعراب والضرب واللحم والمضروب والمقتضى
محلوف علیہ کے ساتھ پائی جائے گا کہ وہ اس کا مالک ہو جائے گا اور قول اعراب اور ضرب اور ضرب کیے ہوئے پر دال ہوتا
كان بعت قولا لك لاختصاصها به بين كان ملكه اقرة او لا
ہے اگر بچوں میں تیرا کپڑا ہونے کے اختصاص کیلئے ہوتا ہے محلوف علیہ کیساتھ یعنی جس کی ملک ہے حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو
وبيع موه عبرة صدق فيما عليه بن بعثه بفقه فهو هر فقد بالجبر
اور اگر اس کے علاوہ کی بیت کرے تو تصدیق ہوگی اس صورت میں جس میں اس کا نقصان ہو اگر بیع فاسد ہو اور آزاد ہے عاقل یا
حب وكذا بالغاصب والمغلوب ولا بالباطل بن ثم بيع فكذا لاشي وديعة حدث قالت
کیا تو کہ جو ثابت ہوا ہے ذی ضرر ہونے کے اور مغلوب ہے کہ باطل اگر بیع باطل ہو ایسے پھر آزاد کی بیع کرنا یا نہ ہونا جائز ہوگا۔ اگر
خواجت علي فقال كل امرأتي فهو طالق فلمعت المحلفة على المشي الى بيت الله تعالى ر الى الكعبة
کہ تجھ پر لازم کیا تو ہر بے کہا میری ہر بیوی کو طلاق تو قسم طلاق کی کسی متعلق ہو جائے گی جو پیادہ پا جانے حاجی ہو بیت کی طرف
حج او اعتمر ما شاء ان ركب لزمه في قول بخلاف الخروج والذهاب الى بيت الله او الى مني في الحرم او الوقف
تو حج یا عمرہ کرے پیدل اگر سوار ہوا تو لازم ہوگا ایک قول پر بخلاف خارج ہونے اور جانے کعبہ کی طرف یا منی حرم کے یا وقوف کرنے
بعرفة عبدة حر ان لم يحج لعده فسهما بحجه بحجره بحجتكم له
عرفات میں آزاد اگر اس سال حج نہ کرے پس دو گناہوں سے کہ حج میں تاخیر کرنے کی گواہی ہے تو آزاد ہوگا
لم يصل وحنث لي لا بصوم بصوم بصلاة بصلاة لي صوم لا يوما بيوم
نہ پڑھی اور حانث ہوا میں کہ نہ روزہ رکھوں گا روزہ رکھنے کے ساتھ روزہ کے ساتھ نماز کہ نہ پڑھوں گا میں نماز کو دن کے ساتھ دن
ولي لا يصلي بركعة ولي لا يصلي صلوة بصلوة لي لبثت بن عربك عهد
اور میں نہ پڑھوں گا ایک رکعت پڑھنے سے اور میں نہ پڑھوں گا نماز کو نماز کے ساتھ اگر میں ٹھہرا تیرے
هذي فنبذك فطلقا لعزمه وتسع وليس فهو هذي وليس خالع ذهب وخلط لو لو كليس خلي لا
تو وہ ہے یہ مرد مالک ہوا رد کی اور گذشت ہے اس کو کہ اگر بھیجا اس نے اپنے تو وہ یہ ہے کہ یہ تو ہے اور نہ ہے وہ جو کہ میں ہوں کہ ہار ہے یہ
خادم فطلقة لا يخلص على لا ترضي فجلس في بساط او حصير لزلا يجلس هذا الفرش فجلس فوقه لم يحنث او
مگر چادری کہ اگر نہ زمین پر نہ بچھونا پھر فرش یا زمین پر بیٹھا اور کہا کہ نہ سوؤں گا اس فرش پر پھر تو اس پر فرش بچھا کر سو گیا

بخلاف الخروج عن جميع عرفات ج ۲

۲ ان کا کلام بیع باطل میں ہے اور یہ بیع فاسد میں ہے اور فاسد میں ملک ثابت ہوتی ہے اصول الشاشی ص ۱۱۲

۳ ہدایہ الاحکام شرح الوقایہ ج ۱ ص ۱۲۲ ۴ ہدایہ الاحکام شرح الوقایہ ج ۱ ص ۱۲۲

۵ ہدایہ الاحکام شرح الوقایہ ج ۱ ص ۱۲۲ ۶ ہدایہ الاحکام شرح الوقایہ ج ۱ ص ۱۲۲

[illegible] لا يجب [illegible] لا يجب [illegible] لا يجب

[illegible] وليوصين على [illegible] وعلى المشترى [illegible]

[illegible] بجوا عرش پر پہنچ گیا ہے قرآن و [illegible]

تو صحیح الفقہ صیغہ ہے کہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible] شرط پائے جانے سے ذات ظلی بھی ہو سکتا ہے۔ جس کو اس تجربے کے بعد یہ [illegible] جس [illegible] ہے وہ مقدر کو بالقوہ اور ملکہ ثابت ہوتی [illegible] اور [illegible] ہو جاتا ہے۔ یہ ملکہ جب فاسد ہو جاتا ہے تو اس سے فعل [illegible] جاتے ہیں اور [illegible] ہے، وہ فاسد نہیں ہوتا۔ لیکن خیال [illegible] ہو سکتا۔

[illegible] ایک شخص نے [illegible] کہا [illegible] کے [illegible] نے [illegible] کہا [illegible] نے [illegible] کہا [illegible] کہا [illegible] کہا

[illegible] بعده ولو حلفه والی بعلمه بکذا دائم یحنث لانه حلف علی فعل غیره ولا یملکه

[illegible] بخلاف ما لو حلف لا یدخل الدار هذه السنة فدخل بعد سنة لا یحنث لانه حلف علی فعل نفسه

[illegible] بالطبیعة بلا فتوی بخلاف البیع لانه لا یتم ویلزم لا یحنث لانه حلف علی فعل غیره

[illegible] ویلزم ہے کہ حلف کرنے والے کی طرف سے خلاف ہو گا۔ بخلاف بیع کے کہ وہ تام اور لازم ہو جاتی ہے اور حانث نہ ہوگا کیونکہ

وبمسح وجوده علی الرؤس حتی لا تجوز مزوجه لصوفه واجزء بالفتوی حتی

حتی کہ اس پر کھجلی ہو گی تو اس پر مسح جائز نہ ہوگا بخلاف چمڑے کے موزے کے کہ اس پر مسح کرنا جائز ہو گا اور

وبالقدم لا وداوه بالمسلک والاجارة حلف بهذا لانسان لا یملک دین علی مفلس ومیت له بحیث

اور قدم سے ہو کہ نہیں ہوتا ہے اور اجارہ سے حلف کرنے والے کی مراد یہ ہے کہ کسی آدمی کا مفلس اور میت پر کوئی قرض نہ ہو۔

توضیح اللغۃ: [illegible] بھیجنا۔ [illegible] گندہ۔ [illegible] موزہ۔ [illegible] خارش۔ [illegible] مفلس۔

ترجمہ: اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا تو اس کا حانث ہونا اس کام کے کرنے پر موقوف ہے اس کے علم پر موقوف نہیں ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا تو اس کا حانث ہونا اس کام کے کرنے پر موقوف ہے اس کے حکم پر موقوف نہیں ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے علم کے بغیر کیا تو حانث نہ ہوگا۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے حکم کے بغیر کیا تو حانث ہوگا۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے علم کے بغیر کیا تو حانث نہ ہوگا۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے حکم کے بغیر کیا تو حانث ہوگا۔

فائدہ: اوپر مسئلہ گزرا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا تو اس کا حانث ہونا اس کام کے کرنے پر موقوف ہے اس کے علم پر موقوف نہیں ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق اس بات سے ہے کہ قسم کھانے والے کی مراد کیا تھی۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا تو اس کا حانث ہونا اس کام کے کرنے پر موقوف ہے اس کے علم پر موقوف نہیں ہے۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا تو اس کا حانث ہونا اس کام کے کرنے پر موقوف ہے اس کے حکم پر موقوف نہیں ہے۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے علم کے بغیر کیا تو حانث نہ ہوگا۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے حکم کے بغیر کیا تو حانث ہوگا۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے علم کے بغیر کیا تو حانث نہ ہوگا۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے حکم کے بغیر کیا تو حانث ہوگا۔

فائدہ: اوپر مسئلہ گزرا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا تو اس کا حانث ہونا اس کام کے کرنے پر موقوف ہے اس کے علم پر موقوف نہیں ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق اس بات سے ہے کہ قسم کھانے والے کی مراد کیا تھی۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا تو اس کا حانث ہونا اس کام کے کرنے پر موقوف ہے اس کے علم پر موقوف نہیں ہے۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا تو اس کا حانث ہونا اس کام کے کرنے پر موقوف ہے اس کے حکم پر موقوف نہیں ہے۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے علم کے بغیر کیا تو حانث نہ ہوگا۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے حکم کے بغیر کیا تو حانث ہوگا۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے علم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے علم کے بغیر کیا تو حانث نہ ہوگا۔ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں فلاں کام کو فلاں کے حکم سے کروں گا پھر اس کام کو فلاں کے حکم کے بغیر کیا تو حانث ہوگا۔

قولہ لا یحنث الخ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنا قرض ایک ایک درہم وصول کروں گا پھر اس نے تھوڑا قرض وصول کیا یا مثلاً پانچ یا دس اور ابھی تک پورا قرض متفرق طور سے وصول نہ کرنے جانے نہ ہوگا اگر قرض بھر یقی ضروری متفرق وصول کیا تو حانث ہوگا۔ مثلاً قرض کوئی روپئی چیز تھی اور وہ سب ایک روپئہ میں نہیں ہو سکتی تھی اس لئے چند بار میں کر کے وصول کیا تو حانث نہ ہوگا۔

قولہ ولو حلف الخ ایک شخص سے حاکم نے قسم کھوائی کہ جو شخص شہر میں داخل ہو اس کی مدد واعانت کرے گا اس نے قسم کھالی قسم ہو گئی ہے لیکن اس حاکم کی حکومت باقی نہ رہے تک معیر ہوگی کیونکہ مطلق یمین دلالت کی وجہ سے مقید ہو جاتی ہے اور یہاں قسم لینے سے حاکم کا مقصد یہ ہے کہ فساد کو دور کرنا ہے اور زوال حکومت کے بعد رفع فساد ممکن نہیں لہٰذا یمین اس کی حکومت کے ساتھ مقید ہوگی۔

قولہ بر الخ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ضرور ہے کہ زید کا مال چرائے اس نے کوئی چیز بھی مگر سوئی سے تو اس کی قسم پوری ہو گئی۔ اب وہ حانث نہ ہوگا اور اگر یہ قسم کھائی کہ فروخت کرے گا پھر اس نے کوئی چیز مرابحت کی لیکن مشتری نے بیع قبول نہیں کی تو یہاں قسم پوری نہ ہوگی۔ بعد فرق یہ ہے کہ بیع خروج ہے جس میں سوا سب کے قبول کرنا ضروری نہیں بخلاف بیع کے کہ وہ عقد معاوضہ ہے اور یمین سے فعل کا متعلق ہے۔ اس نے مشتری کے قبول کئے بغیر تمام نہ ہوگا۔

قولہ حلف لا یتزوج الخ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنا نکاح نہ کروں گا پھر کسی شخص نے اس کا نکاح کر دیا اور حالف نے اجازت قولی سے نکاح جائز کر دیا تو حانث ہو جائیگا یہی اظہار ہے (تبیین) اسی پر عام مشائخ ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے (عنایہ) ہمیں جامع الفصولین میں جو یہ کہا ہے کہ اجازت قولی سے بھی حانث نہ ہوگا صحیح نہیں۔ کیونکہ اجازت قولی بمنزلہ کلام کے ہے گویا اس نے وکالۃً اس کو وکیل بنایا۔ لہٰذا اگر اجازت فعلی جیسے جائز کیا تو حانث نہ ہوگا۔ کیونکہ محلوف علیہ تزویج ہے اور تزویج سے مراد عقد ہے۔ اور عقد قولی کے ساتھ حاصل ہے۔ فعل سے نہیں ہوتا۔

قولہ ولو دخل الخ ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوگا۔ پھر اس کے حملہ کر مکان میں یا کرایہ کے مکان میں داخل ہو گیا تو حانث ہو جائیگا کیونکہ عادت سے مراد عرفاً اس کا ممکن ہے۔ بلکہ جس گھر میں وہ رہتا ہو وہ قسم میں داخل ہوگا خواہ اس کا مالک ہو یا بطریق اجارہ یا بطریق عاریہ ہو ایک شخص نے قسم کھائی کہ میرا کچھ مال نہیں ہے حالانکہ مفصل مقروض ہے اس کا یہ کہنا دین ہے تو حانث نہ ہوگا۔ کیونکہ دین کو عرفاً مال نہیں کہا جاتا۔

كتاب الحدود

الحد لغة المنع ومنه سمي البواب حدادا ومنه حدود الدار لمنعها من الاختلاط وحد السيف لمنعه من القطع ومنه حد الزنا لمنعه من معاودته وشرعا عقوبة مقدرة تجب حقا لله تعالى وقيل هي عقوبة مقدرة وجبت في جناية لحق الله تعالى وقيل هي عقوبة مقدرة لمنع الجاني من معاودة مثل جنايته وقيل هي عقوبة مقدرة لمنع الجاني ومن يريد مثل فعله

وَالسُّجُودُ بِهِ دُونَ [illegible] لِأَنَّهُ [illegible] وَبِدَأَ الْإِمَامُ بِـ [illegible] [illegible]

[illegible] ولو [illegible] سنة وخمسين جلدة فلقيه بعبد لا يملك له غيره [illegible]
[illegible] ويقرن [illegible] على يديه الا ربطه و وجهه وضرب المرجل قائما في الحدود على عبده [illegible]
[illegible] ولا يمد [illegible] تنكيه الا الضرب وتحسر ثيابه ويجرد [illegible] في الرجم لا له
[illegible] ويفرق [illegible] ويتقى الوجه والفرج والمقتل ولا يضرب [illegible] ويضرب [illegible]
[illegible] ولا يجمع [illegible] ولا يمد [illegible] ولا يضرب [illegible] ولا يجرد [illegible]
[illegible] ولا يفرق [illegible] ولا يتقى [illegible] ولا يضرب [illegible] ولا يجرد [illegible]
[illegible] ولا يجمع [illegible] ولا يمد [illegible] ولا يضرب [illegible] ولا يجرد [illegible]

[illegible] ولا يفرق [illegible] ولا يتقى [illegible] ولا يضرب [illegible] ولا يجرد [illegible]

کا حکم فرمایا کیونکہ اس وقت تک سنت رجم نازل نہیں ہوئی تھی اس کے بعد سنت رجم پر شروع اسلام تا آخر یہ ہی حکم رہا کہ غیر واسلام ہوا (کذا فی الفتح) علاوہ ازیں ہماری پہلی فوا حدیث ہے اور وہ ایک واقعہ حزنیہ ہے واللہ اعلم۔

فائدہ: مذہب کو مدنظر رکھ کر کہا گیا ہے ورنہ حقیقت میں شروط احصان سات ہیں۔

مشروط احصان است ستہ فحد ہا ۔۔۔ ہا فی النص مستفہما
بلوغ وعقل وحریۃ و واہبہا ۔۔۔ کونہ مسلما
وعقد صحیح وطئی مباح ۔۔۔ ہنی الحل شرط لا یرجحہ

یعنی شروط احصان چھ ہیں ان کا حکم۔ سوا یافت کر (۱) بلوغ (۲) عقل (۳) حریت (۴) اسلام (۵) نکاح صحیح (۶) وطی مباح۔ جب ان شرائط سے کوئی شرط مفقود ہو تو رجم۔ ہوگا اس میں ایک شرط یعنی وقت دخول واجب ہونا صفت احصان کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے وقد جمعہا ابن وہبان فقال

شرائط احصان بہ الرجم قرروا ۔۔۔ بلوغ و عقل و اسلام بحروا
بنکاح صحیح والدخول بہا بہ ۔۔۔ وکل من بروحین بالوصف یظہر

قولہ ولا یجمع الخ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک جلد اور رجم کے درمیان اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جلد و نفی کے درمیان جمع کرنا جائز ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کنواری کے مرد کو کنواری عورت کیساتھ زنا کرنے پر سزا ایک سو کوڑے مارنا اور ایک سال جلاوطن کرنا ہے اور شادی شدہ مرد کو شادی شدہ عورت کیساتھ زنا کرنے پر سزا رجم مقرر کرنا ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ماعز وغیرہ کو صرف رجم کیا اور کوڑے نہیں مارے۔ معلوم ہوا کہ یہ حکم سورۃ نور کی آیت کے نزول سے پہلے تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا (کذا فی الفتح) اور حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ جو کہ صحیح مسلم میں ہے اس کا ناسخ ہے۔ اور حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کا ناسخ ہونا اس لئے ہے کہ یہ حدیث فتح مکہ کے بعد کی ہے اور حدیث عبادہ فتح مکہ سے پہلے کی ہے۔ اور حدیث عبادہ کا منسوخ ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع نہ کرنا حکم منسوخ ہے۔ کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں۔ اور جواب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے سنتے ہی رجم کرا دیا تو اس کے محصن ہونے کا علم ہوا اور کنواری کا محصن ہونا معلوم ہوا تو آپ نے سنگسار کیا اور کنواری عورت کے ساتھ زنا کرنے کی سزا رجم نہیں تھی بلکہ سو کوڑے مارنا اور ایک سال جلاوطن کرنا تھا۔ اور حدیث ماعز میں جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عدم رجم سے عدم رجم پر استدلال کیا گیا ہے وہ اس پر محمول ہے۔[1]

قولہ والحامل الخ حاملہ عورت حاملہ ہونے کے بعد جماع حمل کے بعد جماع ہو گی کیونکہ اس سے قبل بچہ کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ پھر اگر حاملہ کو رجم کیا جائے تو نہ ہو۔ سوا حاملہ عورت ہو یا اور سنگسار کی ہوئی عورت وضع حمل کے بعد ہی حد رجم کی جائے گی یہ کیوں بچہ کی پرورش کرنے والا سوا کوئی اس صورت میں موجود نہ ہو تو بچہ کی جان ضائع ہو جائے گی جبکہ بچہ دانی وغیرہ کھانے سے متعلق حدیث مذکور ہے۔ یہی کفایت ہے۔[2]

---

(۱) صحیح مسلم باب حد الزنا

(۲) ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، ابن جارود، ابن خزیمہ، ابن حبان، طحاوی، بیہقی، دارقطنی، مستدرک حاکم، مسند طیالسی، مسند ابن راہویہ، مسند ابن ابی شیبہ، مسند ابن ابی عمر، مسند ابن ابی اسامہ، مسند ابن ابی عاصم، مسند ابن ابی حاتم، مسند ابن ابی داؤد، مسند ابن ابی نسائی، مسند ابن ابی ماجہ، مسند ابن ابی دارمی، مسند ابن ابی احمد، مسند ابن ابی جارود، مسند ابن ابی خزیمہ، مسند ابن ابی حبان، مسند ابن ابی طحاوی، مسند ابن ابی بیہقی، مسند ابن ابی دارقطنی، مسند ابن ابی حاکم، مسند ابن ابی طیالسی، مسند ابن ابی

باب ما جاء في الحذر الذي لا يوجد

باب اس چیز کے بیان میں جس سے بچنا ممکن ہے وہ موجود نہیں ہے

[illegible] على [illegible] وحده كوفي [illegible] وحده [illegible] ومشقة الكلمات وبسيطه النصر [illegible] على عبده كفاه الله وأعزه [illegible] وأرضاه وأسبغ [illegible] في الآخرة [illegible] [illegible] وأصحابه [illegible] [illegible] وأهله وعشيرته [illegible] [illegible] وأهله وامرأة [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ہے اس میں [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

باب الشهادة على الزنا و الرجوع عنها

باب زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے بیان میں

شهدوا بحد متقادم يسع حد القذف لم يحد وحصن الشرفة ولو ألزنا زنا بجنونه حد

گواہی دی کسی پرانی سبب حد بہت پر حد قذف کے علاوہ اور حد نہ لگائی جائے گی اور تارک دین کا حال گزرا ہے کہ اس کا زنا کسی کا اس پر کیا ہوا تو حد

بخلاف الشرفة ولو أقر بالزنا بمجنونه حد وإن شهدوا بذلك لا

لگائی جائے گی بخلاف چوری کے اور اگر اقرار کرے کسی پاگل عورت کے ساتھ زنا کرنے کا تو حد لگائی جائے گی اور اگر گواہوں نے اس کی گواہی دی تو نہیں

تقبل على فعلها لو في البلد ولو كان على ثمل ربا لو بغلة ولو اختلفوا في ثيب وبعد

جیسے گواہوں کا اختلاف کرنا زنا کے۔ میں اور شہر میں کوڑا مارنا ہو چار گواہوں سے اگر ایک ہی کا شہر کے بارے میں اختلاف کریں

حد القتل والعزلة ولو شهدوا على زنا الرقيق وهي بكر أو الشهود فسقة لو شهدوا على شهادة الزنا

تو مرد عورت دونوں کو حد لگائی جائے گی۔ اگر گواہی دی کسی لونڈی کے ساتھ زنا کرنے کے یا بتلایا کہ وہ حد سے باہر ہے یا گواہ فاسق ہیں یا ان کو شبہ ہے گواہی دینے میں

وإن شهد الأصول أو بعد أحد ولو كتبوا عملا لو محلوفين ولدة حد الشهود لا المشهود عبه

کر یہ حد اصل شاہد بھی گواہی دیں تو کسی کو حد نہیں لگائی جائے گی اور اگر گواہ بڑھیا ہوں یا تین ہوں تو گواہوں کو حد لگائی جائے گی نہ کہ مشہود علیہا کو

ولو حد فوجد حدهم عبد أو مكاتب حدا

اور اگر حد لگائی گئی پھر گواہوں میں سے کوئی غلام یا مکاتب ہوا تو سب کو حد لگائی جائے گی

ولو في ضرب هدر وإن رجم فديته على بيت المال

اور اس کی ضرب کا اہتمام ہے اور اگر سنگسار کر دیا تو اس کی دیت بیت المال سے دی جائے گی

توضیح اللغات متقادم گذشتہ پرانی بات۔ مرتد پھری ہوئی، طوع رضامندی کے ساتھ۔ بغیر فاسق، میاں بیوی آپس میں۔ ثمل مدہوش، بغلہ خچر۔ ثیب جس کا پہلے خاوند سے وطی ہو چکا ہو۔ عبد غلام۔ مکاتب جو آزادی کا معاہدہ کر چکا ہو۔ ربط ظاہر ہے۔

تشریح المسئلہ قولہ شهدوا بحد متقادم الخ شاہدوں نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی۔ تو ان کی شہادت مسترد ہوگی اور حد قائم نہ ہوگی۔ کیونکہ یہاں تہمت کا امکان ہے۔ اسی طرح سے کہ شاہد حد کو واجب ہونے میں متہم ہے۔ ایک اور وجہ شہادت میں دوسرے پر وہ پوشی ہیں۔ تو اتنی تاخیر یا تو پردہ پوشی کی وجہ سے ہوئی یا کسی اور وجہ سے۔ اگر پردہ پوشی کی وجہ سے ہوئی تو اب گواہی دینا کیسا اور حد ثابت ہونا کیسا۔ اور اگر پردہ پوشی کی وجہ سے نہیں تھی تو تاخیر کی وجہ سے فاسق ہوا اور فاسق کی شہادت مقبول نہیں۔ لیکن حد قذف اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس میں خاوند کے بعد بھی گواہی مقبول ہے کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

اور اس میں دلیل کرنا شرط ہے جس شہادت دینے میں گواہوں کا تاخیر کرنا اتہام پر دلیل ہو کا تبھی یہ سمجھا جائے گا کہ گواہوں نے اس لئے تاخیر کی کہ جب حق کی طرف سے دلیل نہیں تھی۔ بھاگ گئے گواہوں سے۔ ایک حد کے علاوہ حد سرقہ پر گواہی دی تو گواہوں پر حد

---

۱ قال في الحاشية هذا دليل لما في المتن حيث قال بالتقادم وإنما قال ذلك لأن الشهود كانوا شهدوا بالزنا وقد تقادم الزمان فلا يقبل شهادتهم بالزنا ولا يحد المشهود عليه لأن الشهود متهمون بالتأخير لأنهم لو شهدوا بالزنا حين وقوعه لحد المشهود عليه فلما تأخروا عن الشهادة إلى أن تقادم الزمان علم أنهم تأخروا لعداوة بينهم وبين المشهود عليه فلا يقبل شهادتهم لأنهم متهمون بالتأخير لأجل العداوة (تبيين الحقائق، ج ۴، ص ۲۰۱)

۲ قال في الحاشية قوله وإن شهد الأصول أو بعد أحد الخ أي وإن شهد أصول المشهود عليه أو بعد أحد من الشهود الذين شهدوا على المشهود عليه بالزنا (تبيين الحقائق، ج ۴، ص ۲۰۱)

۳ قال في الحاشية قوله فوجد حدهم عبد أو مكاتب حدا الخ أي وإن رجع بعد القضاء بالرجم وجد حدهم عبد أو مكاتب حدا (تبيين الحقائق، ج ۴، ص ۲۰۱)

جانب سے ہوگی لیکن صاحب مسترد فرما چکا لان ما ظهر من الشاهد كالمعدوم لا يلزم الدعوى نفسه۔

قوله ولو الشهود الخ: گواہوں نے زنا کا لیکن گواہوں نے کسی ایک عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا جو معین ہے (اور شوہر اس کو پہچانتے ہیں۔ اگر شوہر نے قاضی کے پاس جانے سے پہلے اس عورت کے بال کی چوٹی پر کاٹ لی تو گواہی ختم نہ ہوگی۔ برخلاف اس صورت کے کہ شوہر نے عورت کو طلاق دے دی ہو کیونکہ وہاں گواہی ختم ہو جاتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ جب شوہر نے بال کاٹے تھے تو گواہوں کو عدم علم کا علم ہو۔ اور اگر گواہوں کو علم ہو تو گواہی ختم نہ ہوگی۔ مثلاً گواہوں نے دیکھا کہ شوہر نے بال کاٹے ہیں۔ اور شوہر کو بھی علم ہے کہ گواہوں نے دیکھا ہے تو گواہی ختم نہ ہوگی۔ کیونکہ شوہر کا علم گواہوں کے علم کے قائم مقام ہے۔ اور اگر شوہر کو علم ہے اور گواہوں کو علم نہیں ہے تو گواہی ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ شوہر کا علم گواہوں کے علم کے قائم مقام نہیں ہے۔

قوله ولو الشهود الخ: اس عبارت سے ان حضرات کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ زنا کے گواہوں میں عدد شرط نہیں ہے۔ بلکہ ایک گواہ کی گواہی بھی کافی ہے۔ اور اس عبارت میں عدد شرط ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ سے معلوم ہو گیا کہ دو گواہوں کی گواہی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ایک گواہ ہوتا تو ختم نہ ہوتی۔ اور ایک گواہ کی گواہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدد شرط ہے۔ اور ایک گواہ کی گواہی کافی نہیں ہے۔

قوله وهي الموجبة الخ: اس عبارت سے ان حضرات کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ زنا کے گواہوں کی تعداد چار ہے۔ اور ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں زنا کے گواہوں کی تعداد چار بیان کی گئی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں

رجوعا وقع دية الموجوم وضمن المعزى دية المرجوم ان ظهروا عبدا كما لو قتل من امر برجمه ثم رجع فان ظهروا كذلك وان رجع فاحقوا عبدا فانه لا شيء على الشاهد لان المعتمد النظر فلا يضمن بالرجوع كما لو رجع شهود القصاص بعد القضاء بالقتل ولو قال شهود الزنا كنا شهدنا على رجل بالزنا وانكر الاحصان فشهد عليه رجلان وامرأتان ثم رجعت واحدة منهن قبل شهادتهم ولو انكر الاحصان لا يحصن فشهد عليه رجلان ثم رجعت واحدة منهن قبل شهادتهم لان شهادتهن حجة وان رجعت واحدة منهن لا يحصن لان شهادتهن ليست بحجة وان رجعت اثنتان منهن يحصن لان شهادتهن حجة وان رجعت ثلاث منهن لا يحصن لان شهادتهن ليست بحجة

تشریح کلمات: قولہ رجع احد الاربعۃ الخ چار گواہوں کی شہادت سے مشہور طریقہ سے محصن کا ثبوت کرایا گیا اس کے بعد ان میں سے ایک نے شہادت سے رجوع کر لیا تو رجوع کرنے والے پر حد قذف جاری کی جائے گی کیونکہ اس کی شہادت منتفی بالقذف ہوگئی۔ اس پر رجم واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر اختلاف نفس میں کی شہادت کی ہو۔ اور جب اس نے رجوع کر کے اقرار کر لیا کہ اختلاف کس پر نقل کیا تو اس کے حساب سے دیت واجب ہوگی

قولہ ولو رجع احد المحصنة الخ پانچ گواہوں کی شہادت سے مشہور طریقہ سے محصنہ کا ثبوت کرایا گیا اس کے بعد پانچ میں سے ایک نے رجوع کر لیا تو رجوع کرنے والے پر حد قذف جاری کی جائے گی کیونکہ شہادت کا کامل حصہ باقی رہا۔ اختیار باقی رہنے والے گواہوں کا ہے۔ نہ کہ رجوع کرنے والے کا۔ لیکن اگر پانچوں کے ساتھ ایک دو رجوع کرنے والوں پر حد لگائی لازم ہوگی اور رجم ثبوت شہادت کی بنا پر نہ ہوگا۔

قولہ وصح من الكل الخ اگر شہادت کیلئے شاہدوں کی عدالت کے ثبوت کی ضرورت تھی گواہوں سے ان کے متعلق یوں یا اہل شہادت میں سے کسی نے کہا کہ ہم فلاں کی شہادت کو جانتے ہیں یا ان کی شہادت پر شہادت ادا کی گئی اس کے بعد معلوم ہوا کہ گواہ عادل نہ تھے یا فاسق تھے اور رجموں سے پتھر بھی گر گئے تو عاقلہ پر دیت واجب ہوگی۔ اس طرح اگر قاضی نے تعدیل شہود کے بعد ایک شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا قاضی نے اس کو رجم کے بجائے قتل کر دیا۔ بعد میں ظاہر ہوا کہ جن گواہوں کی شہادت سے قاضی نے یہ حکم کیا تھا وہ شہادت کے اہل نہ تھے تو قاتل پر قتل کی دیت کا ضمان لازم ہے۔ اور اگر اس شخص کو سنگسار کر دیا گیا جس پر رجم کا حکم ہوا تھا پھر گواہ فاسق نکلے تو مرحومہ کی دیت بیت المال سے ہوگی۔

باب حد الشرب

باب شراب نوشی کی حد کے بیان میں

من شرب خمرا حد قائما ويضربه مضروب الحد وتولى ضربه الامام وشهد رجلان او اقر مرة حد في غير مجلس الحد وان شهد اثنان او اقر مرتين حد في مجلس واحد وان اقر مرة حد في مجلس واحد وان شهد رجلان على اقراره بعد ما حد لم يحد وان شهد رجل وامرأتان او رجل ويمين المدعي حد وان شهد رجل ويمين المدعي لا يحد المسلم

جس نے شراب پی اس کو حد قائم کیا جائے اس حال میں کہ اس کی ہوجائے گی، مست قائم کرنے والے کی مار مارے اور اس کی مار امام لگائے اور اگر ایک مرد نے یا دو مردوں نے شراب نوشی کی گواہی دی یا ایک مرد نے ایک بار اقرار کیا تو حد لگائی جائے گی مجلس حد کے علاوہ میں اور اگر دو مردوں نے گواہی دی یا ایک مرد نے دو بار اقرار کیا تو حد لگائی جائے گی ایک ہی مجلس میں اور اگر ایک مرد نے ایک بار اقرار کیا ایک ہی مجلس میں تو حد لگائی جائے گی ایک ہی مجلس میں اور اگر ایک مرد نے گواہی دی اس کے اقرار پر حد لگائے جانے کے بعد تو حد نہ لگائی جائے گی اور اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی یا ایک مرد نے اور مدعی کی قسم کھانے پر حد لگائی جائے گی اور اگر ایک مرد نے گواہی دی اور مدعی نے قسم کھا لی تو حد نہ لگائی جائے گی مسلمان

حرمی ان کے کہنے پر ہو کر ان کی شہادت ہو تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ (عاقل شہادت دیں)

لو وجد حدا وتجرعا الخمر و قيئا او دعم غما فلو اقر سكر ان حد ولو شرب عصفة بإبائه كما مر او اكره عليه او لم يعلم انه خمر او اضطر اليه حل له ولو اقر بالسكر لم يحد لاحتمال الرد بخلاف الاقرار بالزنا لا يحد السكر بالخمر والنبيذ والفقاع والطلاء والمثلث قبل ان يطبخ ثلثاه ويذهب ثلثه ويبقى ثلثه والمنصف قبل ان يذهب ثلثاه ويبقى نصفه فقاع هي ما يقذف بزبده كحب الزنا

اور سکر شراب یا نبیذ یا فقاع یا طلاء یا مثلث یا منصف سے حد نہیں لگائی جائے گی اور شراب وہ ہے جو ایک موزن کے قذف سے پہلے پہلے پکڑا جائے اور حد لگائی جائے گی جس پر شراب کی بو پائی جائے یا اس کے منہ سے شراب کی بو آتی ہو یا اس کی آنکھیں سرخ ہوں یا اس کا نشہ ظاہر ہو یا اس کے ساتھ گانا ہو یا اس کے ساتھ ناچ ہو یا اس کے ساتھ ایسی چیز ہو جو شراب کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ایسی چیز نہ ہو جو شراب کے ساتھ نہیں ہوتی اور

بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ

باب تہمت زنا کی حد کے بیان میں

وَهُوَ كَحَدِّ الشُّرْبِ كَيْفِيَّةً وَ كَمِّيَّةً فَلَوْ قَذَفَ مُحْصَنًا أَوْ مُحْصَنَةً بِزِنًا حُدَّ بِطَلَبِهِ مُرَتَّبًا

وہ حد شرب کی طرح ہے مقدار میں بھی اور ثبوت میں بھی سو اگر تہمت لگانے والا محصن یا محصنہ کو زنا کی تہمت لگائے تو حد لگائی جائیگی اس کے طلب کرنے سے

وَلَا يَتَوَقَّفُ عَلَى الْفَرْعِ وَالْخُصُومَةِ وَالْحَضَانَةِ بِخِلَافِ مَنْكُوحَةٍ خَرْسَاءَ مَسْلُولَةٍ عَنِ الزِّنَا فَلَوْ قَالَ لِغَيْرِهِ

اور سکتا جائیگا کسی سے پوچھنے اور دعوی دائر کرنے کے علاوہ اور اس کا محصن ہونا عاقل بالغ آزاد مسلمان اور زنا سے پاکدامن ہونا ہے پس اگر کسی سے کہا

لَسْتَ بِابْنِ فُلَانٍ أَوْ لَسْتَ بِابْنِي فَعَلَى فِي عَصَبٍ حَدٌّ وَفِي غَيْرِهِ لَا كَمَا لَوْ قَذَفَ عَنْ جَدِّهِ

تو نے باپ اگر اس کا باپ فلاں کا بیٹا نہیں عصبہ کی حالت میں تو حد لگائی جائے گی اور غیر عصبہ کے نہیں جیسے نانی کہا اس کی اس کے دادا سے

وَقَوْلِهِ لِغَرَبِيٍّ يَا سِنْدِيُّ وَيَا ابْنَ حَائِكِ السَّمَاءِ وَبِشِبْهِ إِنْ عَمَّهُ أَوْ خَالَهُ أَوْ زَانَّهُ وَلَوْ قَالَ

اور جیسے کسی عربی سے کہنا اے سندھی اور اے آسمان کے پانی کے بیچنے والے اس کے باپ یا ماموں یا پرورش کنندہ کی طرف منسوب کرنا اگر کہا

لِابْنِ الزَّانِيَةِ. وَأُمُّهُ تَبْكِ الضَّرْبَ الْوَجِيعَ أَوْ وَلَدَهُ حُدَّ وَلَا يَطْلُبُ وَلَدُ وَلَدِهِ

کہ اے زنا کے بچے حالانکہ اس کی ماں مر چکی ہے جس مار کو کہ ایلام دے چکے ہے تو اے تو حد لگائی جائیگی اور اس کا بیٹا یا پوتا حد لگا سکتا ہے یا غلام

أَبَاهُ وَسَيِّدَهُ بِخِلَافِ أَبِيهِ وَيَسْقُطُ بِمَوْتِ الْمَقْذُوفِ لَا بِالرُّجُوعِ وَالْعَفْوِ

اپنے باپ اور اپنے آقا سے اپنی ماں پر تہمت لگانے کے حق اور حد ساقط ہو جاتی ہے مقذوف کے مر جانے سے نہ کہ رجوع اور معاف کرنے سے

وَلَوْ قَالَ زَنَأْتَ فِي الْجَبَلِ وَعَنَى الصُّعُودَ حُدَّ وَلَوْ قَالَ يَا زَانِي وَعَكَسَ حُدَّا وَلَوْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا زَانِيَةُ

اگر بہتان لگانے والا حد لگائی جائے گی اور اگر کہا اے زنا کرنے والے اور دوسرے سے بھی یہی کہا دونوں کو حد لگائی جائیگی اگر بیوی سے کہا اے زنا کرنے والی

وَعَكَسَتْ خُلِدَتْ وَ لَا لِعَانَ وَلَوْ قَالَتْ زَنَيْتُ بِكَ بَطَلَا

اور اس نے کہا تو نے تو عورت کو حد لگائی جائیگی اور لعان نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کہ میں نے تیرے ساتھ زنا کیا ہے تو دونوں باطل ہو جائیں گے

وَإِنْ أَقَرَّ بِوَلَدٍ ثُمَّ بِعِدَّةٍ يَلْحَقُ وَإِنْ عَكَسَ حُدَّ وَلَوْ قَالَ لَهُ أَنْتَ وَلَا أَبَ لَكَ لَيْسَ بِأَبِي وَلَا بِأَبِيكَ

اگر بچے کا اقرار کرے پھر عدت کا دعوی کرے تو لعان کرنے کے ساتھ اس کا نسب ثابت ہو جائے گا اور اگر اس کے برعکس کرے یعنی پہلے عدت کا دعوی کرے پھر بچے کا اقرار کرے تو حد لگائی جائے گی اور اگر کہا تو ایسا ہے کہ تیرا باپ نہیں ہے نہ میرا نہ تیرا

بَطَلَا وَمَنْ قَذَفَ امْرَأَةً وَثَمَّ يَلُوطُ أَبُو وَلَدِهَا أَوْ لَاعَنَتْ بِوَلَدٍ أَوْ رَجُلًا

تو دونوں باطل ہو جائیں گے جس نے تہمت لگائی کسی عورت کو جس کے بچے کا باپ معلوم نہیں یا لعان کر چکی یا بچے کے متعلق کہا تہمت لگائی جس نے

وَطِئَ فِي غَيْرِ مِلْكِهِ أَوْ أَمَةً مَجُوسِيَّةً أَوْ مُشْتَرَكَةً وَفِي فِي خَالِ كُفْرِهِ أَوْ نِكَاحٍ

غیر ملک میں اپنی کسی باشرکت کنیز سے اپنی کی یا بچے مسلمان کو تہمت لگائی جس سے کفر کی حالت میں زنا کیا تھا یا ایسے عقد نکاح کی تہمت لگائی

بَانَ عَنْ وَلَاءٍ لَا يَحُدُّ وَحُدَّ لَاثِنٍ وَفِي امْرَأَةٍ مَجُوسِيَّةٍ وَحَائِضٍ وَنُفَسَاءَ

جو دلالت کتابت جھوڑ کر گیا تو حد نہیں لگائی جائیگی حد لگائی جائیگی آتش پرست باندی حائضہ اور نفاس والی کو کسی نے تہمت لگانے والے کو

وَمُسْلِمٍ بِكَافِرٍ أَمَةً لِبَنِي كُفْرِهَا وَمُسْتَبِينٍ

اور مسلمان پر تہمت لگانے والے کو جس نے کفر کی حالت میں اپنی ماں سے زنا کیا ہو حد لگائی جائیگی اس مسلمان کو جس نے تہمت لگائی ہو

فَلَدَفَ صَبْيًا وَمَنْ قَذَفَ أَوْ رَمَى أَوْ ضَرَبَ مَرَّةً فَحَدُّهُ فِيهِ لِكُلِّهِ

مسلمان پر جس نے تہمت لگائی یا کسی کو مارا یا پتھر یا چھڑی کی تو یہ حد کل امور کی طرف سے ہوگی۔

تشریح کلمات: قولہ القذف الخ کے لغوی معنی پتھر پھینکنے کے ہیں اور شرعاً زنا کی تہمت کو قذف کہا جاتا ہے حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "سات مہلک گناہوں سے بچو" ان میں سے ایک زنا کی تہمت لگانا ہے۔ الشیخ شیخ علیہ شافعی کے نزدیک غیر محصنہ یعنی صاحبہ یا عورت کو زنا کی تہمت لگانا کبیرہ نہیں صغیرہ ہے۔ (کذا فی النہر) مگر صحیح نہیں کیونکہ فقہاء نے جو احصان کی شرط لگائی ہے وہ وجوب حد کے لئے ہے نہ کہ کبیرہ ہونے کے لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ذمی کو تہمت لگائے گا اس پر قیامت کے روز آگ کے کوڑے پڑیں گے۔

تنقیح: صاحب بحر نے بحوالہ المحیط البرہانی جامع شامل کی طرف منسوب کیا ہے کہ ان کے یہاں ظلوت میں زنا کی تہمت لگانا صغیرہ ہے مگر یہ انتساب صحیح نہیں ہے انہوں نے قذف کا "زنا صغیرہ" ہونا صرف شیخ علیہ کے نزدیک ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس لئے کہ جامع الجوامع میں ہے عند الشافعیہ یہ عبارت حتوں ہے "اظہار ان قذف المحصن فی علوۃ لیس بکبیر او حبۃ للحد" صغیرہ ہونا عبارت نہیں ہوتا۔ کیونکہ کلام جب چند جملوں کو کہا جائے تو صغیرہ تو صرف آخری جملہ کی طرف منسوب ہوتی ہے پس صحیح یہ ہوگی کہ کبیرہ ہوگی۔ "کما قال المحشی اللقانی" اس تقریر سے صاحب کنز کا یہ بھی رد ہوا کہ "الواجب الاول" کی "فاء" کا ہے۔ (منہ عفا اللہ عن عبدہ السلام)

قولہ یا ابن عبد اللئیم الخ یا ابن ۔۔۔ کہیے یہ حد قذف نہیں۔ کیونکہ اس سے عورت کی حسن وعفاف کی تنقیص مراد ہوتی ہے چنانچہ ابو حرجیلی عامر بن حارثہ کا لقب تھا اور مقصد اس کا یہ تھا کہ قبیلہ سان کے درمیان اپنے دب باش کی طرح رہتا تھا۔ اسی طرح ابن الزنیہ حسین وجمال کی وجہ سے ملقب ہوا۔ الیس قبیح ابن الزنا بھی لقب تھا کثرت ستر کی وجہ سے۔ (منہ عفا اللہ عنہ)

قولہ ولو قال الخ اگر ایک شخص نے کسی کو کہا بات کی انتقال اور بہانہ پر جھگڑا کرتا ہے تو شیخین کے نزدیک اس کو حد لگائی جائیگی۔ امام شافعی کے نزدیک حد نہیں لگائی جائیگی کیونکہ بات ہوسکتی ہے تحقیق سچ چیز ہے کے جیسا قال اللہ تعالیٰ فی القرآن

اشد ابا مھک اللہ جندل ۔ ولا تکونن کھلوف وکل

لصبح فی مضجعہ قد انجدل ۔ واروق ذی الضعیرات رداء فی الجدل

شیخین یہ فرماتے ہیں زنا کی بہتان تراشی اور مکاری میں مستقل ہے اور تہمت وغضب کی حالت میں بھی معنی متضمن ہیں۔

قولہ ولو قالت الخ شوہر نے بیوی سے کہا کہ یا زانیہ بیوی نے کہا تو نے بھی (نہیں بلکہ) تو زانی ہے تو عورت پر حد قائم ہوگی اور لعان نہ ہوگا کیونکہ حد مرد اور عورت دونوں پر قائم ہوتی ہے۔ امام شافعی کا مقصد یہ ہے کہ جب دونوں پر حد قائم ہوئی تو لعان کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ ہم احناف کہتے ہیں کہ حد کے مقدم کرنے میں دوسرے کا سقوط ہوتا ہے نہ کہ اس کی عرض سے سقوط حد کی تقدیم ضروری ہے پس عورت پر حد قائم کی جائیگی تاکہ وہ لعان کے ذائقہ بد سے کیونکہ حد دونوں کی مختلف لعان کا قائل نہیں ہوتا بخلاف لعان کے کہ اس کی تقدیم سے حد باطل نہیں ہوتی۔ سوال تو حد مرد اور عورت دونوں پر قائم ہوتی ہے تو اس صورت میں بھی کہ جب دونوں پر حد قائم ہوئی لعان ہونا چاہیئے۔ جواب لعان کی مشروعیت بھی ناز جاد کیلئے ہے پس لعان حد کے قائم مقام نہیں ہے۔

قولہ ولو قال الخ اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ یا زانیہ بیوی نے جواب دیا کہ میں نے تجھ سے سوا کسی سے زنا نہیں کیا ہے تو قیاس یہ ہے کہ حد اور لعان دونوں ساقط ہوجائیں گے کیونکہ عورت کی مراد میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ بے عار اور بے تہمت ہو جو قبل از نکاح ہے دوسرے دوسرا نکاح کے بعد ہو بھی اس نے نکاح کیا تھا اور تصدیق کیا اور پہلی صورت میں حد واجب ہوتی ہے کہ لعان کیونکہ بیوی نے شوہر

تصریح نہیں کی۔ شوہر نے اس کی تصدیق نہیں کی۔ اور اسی صورت میں لعان واجب ہوگا کیونکہ قذف کرنے کی جانب سے ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرف سے ہو اور دونوں کے ثبوت میں شک پیدا ہو جائے گا۔

قولہ وان اقر بالولد فلا حد الخ اگر شوہر اقرار کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو اس پر حد واجب ہوگا کیونکہ اقرار کی بنا پر نسب ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کے انکار سے وہ کلام ختم ہو جاتا ہے اور اگر اس نے فوراً بچہ کی نفی کی بعد میں اس کو ثابت کر دیا تو حد ساقط ہو جائے گی کیونکہ جب اس نے اپنی تکذیب کر دی تو لعان باطل ہو گیا اور اس کی حد بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ بچہ اس عورت سے نہیں ہے تو حد واجب ہوگی کیونکہ وہ بچہ اولاد کے حکم میں ہے اور لعان اولاد سے ساقط نہیں ہوتا۔

قولہ ومن قذف صریحا الخ یہاں سے لے کر باب تک چھ مسئلے ذکر کیے ہیں اور سب کا حکم مذکور ہے (۱) اس عورت پر ثابت ہوتا ہے جس سے بچہ کا نسب ثابت ہو چکا ہو۔ (۲) اس عورت پر ثابت ہوتا ہے جس سے بچہ کی ولادت کے بعد لعان واقع ہوا ہو۔ (۳) اس عورت پر ثابت ہوتا ہے جس کو عورت کی طرف سے زنا کی شہادت موجود ہو۔ (۴) اس عورت پر ثابت ہوتا ہے جس سے حمل ظاہر ہو۔ (۵) یا حمل کے متعلق عورت کی دونوں صورتوں میں شرط احصان مفقود ہونے کی وجہ سے حد نہیں۔ (۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے جس سے گفتگو کی حالت میں زنا ہو تو قاذف پر حد لگتی ہے۔ (۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ قذف سے شوہر نے انکار کیا ہو۔ (۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت سے پہلے لعان ہو چکا ہو۔ (۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۲۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۳۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۴۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۵۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۶۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۷۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۸۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۱) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۲) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۳) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۴) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۵) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۶) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۷) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۸) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۹۹) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔ (۱۰۰) اس صورت پر ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد لعان ہو چکا ہو۔

والسنة الضرب بالتخيير ثم حدا فاذن ثم حدا فاقام ويضرب ثم حدا فاقعد ومن حدا او غنى فاعادت فقهر

اور سب سے بہتر عورت مار تخییر کی ہے پھر حد کی پھر حد کی پھر مار کی جس کو حد لگائی گئی ہے پھر کہا کہ تو بیٹھ جا اور اگر گایا یا

یعلاعلیہ الزوج الا عزر زوجۃ بترک الزینۃ او الاجابۃ اذا دعاھا الی فراشہ

خاوند غالب ہے مگر وہ سزا دے بیوی کو ترک زینت پر یا جانے سے جب وہ بلائے اس کو صحبت کے لئے

او بترک الصلوٰۃ والصلوٰۃ والخروج من البیت

اور مار دے بیوی کو ترک کرنے پر نماز کے اور نماز سے باہر جانے کو ترک کرنے پر

توضیح اللغۃ تخییر کے لغوی معنی اختیار دینا ہیں یعنی جو اپنی بیوی کو کچھ کہہ کر مارنا چاہے تو اختیار دیتا ہے کہ چاہے تو زدوکوب کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ اصطلاح میں تخییر کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقوں میں سے کوئی سی طلاق دینے کا اختیار دیتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شوہر کہے کہ میں نے تجھ کو ایک طلاق دی اور تجھ کو اختیار ہے کہ چاہے تو دو طلاقیں اور لے لے۔ دوسری یہ کہ شوہر کہے کہ میں نے تجھ کو ایک طلاق دی اور تجھ کو اختیار ہے کہ چاہے تو تین طلاقیں لے لے۔ تیسری یہ کہ شوہر کہے کہ میں نے تجھ کو دو طلاقیں دیں اور تجھ کو اختیار ہے کہ چاہے تو تین طلاقیں لے لے۔ ان تینوں صورتوں میں اگر عورت نے ایک طلاق کا اختیار کیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر دو یا تین طلاقوں کا اختیار کیا تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ اس کو تخییر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں عورت کو اختیار دیا جاتا ہے۔

تشریح اللغۃ قولہ فصل یہ زوائد المتن سے ہے۔ اس سے مصنف رحمہ اللہ نے اس عبارت کو جدا کیا ہے جو متن کا جزء نہیں ہے بلکہ اس کی شرح ہے۔ اس تخییر کی شرعی حیثیت کتاب وسنت اور اجماع کی رو سے کیا ہے اس سے آگے بحث ہے۔ آیت ﴿واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا﴾ میں مار کا جواز بیان کیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ کے خاندان کی عورتوں کے پاس ستر سے زیادہ لونڈیاں تھیں جب کسی لونڈی کو مارتے تھے تو اس کو مارنے سے پہلے اختیار دیتے تھے کہ چاہے تو مار کھا لے اور چاہے تو ترک کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مار کا جواز منسوخ ہے۔ اجماع بھی یہی بتاتا ہے۔ کہ الفاظ قرآن کا مقتضا تو یہ ہے کہ مار کا استحباب ہو لیکن اس کا استحباب اس لئے نہیں ہے کہ اس کی عادت نہ پڑے۔

قولہ فی اللغۃ یہ لغت میں تخییر کے مفہوم کی تعبیر ہے کہ جس میں شوہر کو بیوی کی نافرمانی کے ساتھ یا بغاوت کوئی کے ساتھ گو شوہر کے ساتھ ہو، دو باتوں کا اختیار دیا جائے۔ (درع زاہدی) صاحب کنز کا منشا یہ ہے کہ تخییر کا اطلاق اس صورت پر ہوتا ہے جو مقدار حد سے کم ہو۔ اس تخییر کی تحدید سے یہ شبہ نہ ہو کہ تخییر کے شرعی معنی میں نہ کہ لغوی مگر یہ تقاضا ہے جا ہے کیونکہ صاحب قاموس نے صرف ادائے تخییر کی التزام نہیں کیا بلکہ اس کی عادت کو وہ مقدار شرعیہ اور اصطلاحیہ قرار دیا ہے لہٰذا فارسیہ کی تخییر حد کے پیش نظر کر دیتا ہے۔

قولہ ومن ضاف الخ تخییر دو متخیر میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص مخاطب کو ایسے فعل اختیاری کی طرف منسوب کرے جو شرعاً حرام ہو اور عرفاً بھی عیب ہو، اس میں قائل پر تعزیر واجب ہے اگر وہ فعل منسوب اختیاری نہ ہو، اختیاری ہو مگر شرعاً حرام نہ ہو یا شرعاً حرام ہو مگر عرفاً عیب نہ ہو تو اس میں تعزیر نہیں اس قاعدہ کی پیش نظر بعد الفاظ کا حکم معلوم کیا جا سکتا ہے۔

قولہ واختار الخ بعض ائمہ صاحب کے نزدیک تخییر کی کم از کم مقدار دو طلاقیں ہیں کیونکہ ابو یوسف کے نزدیک ایک طلاق رجعی ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ایک طلاق بائن ہے جو کہ ظاہر روایت کے اعتبار سے مختار ہے۔ اور جو کہ بعض اعتبارات سے امام صاحب کے ساتھ بھی ہے بعض کے نزدیک ابو یوسف سے جو تخییر میں اصل دلیل یہ حدیث ہے ﴿ان مغیث جاء الی عھد فطلق بریرۃ﴾ یہ حدیث گو مرسل ہے لیکن امام صاحب اور اکثر اہل علم کے نزدیک حدیث مرسل حجت اور قابل عمل ہے۔ اور حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ تخییر کی مقدار دو سے کم ہونی چاہیے۔ اور امام صاحب نے

اور احتیاط مدعی کی حد سے (جو چالیس لڑنے میں) ایک کوڑا کم ہے۔ یہ امام ابو یوسف سے اخیر کی حد کا مذہب ہے کیونکہ حریت اصل ہے۔ مگر شام کی روایت تو یہی ہے کہ سو کوڑے ہیں۔ اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے۔ لیکن امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ پچھتر کوڑے ہیں۔ یہ حد سے کم کوڑے ہیں اور مدام کی انتہائی حد پچاس کوڑے ہیں۔ پس ہر ایک نصف ہوا پچیس کی حد کے۔ اور پچاس غلام کی حد کے اس قاعدہ سے کہ ہر کل کا نصف پچھتر ہوتے ہوئی سو۔ اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ غلام کی حد لونڈی کی حد سے دو (۲) ہونا چاہیے۔ جواب یہ ہے کہ ہمارا کامل اس کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ منسوخ ہے۔ اور یہ کہنا اس کی مخالفت نہ کرتے۔ کیونکہ وہ احکام شرعیہ میں اعلم الناس ہیں۔

كِتَابُ السَّرِقَةِ

هِيَ أَخْذُ مُكَلَّفٍ حِصَّةَ قَدْرِ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ مَضْرُوبَةٍ مُتَغَيِّرًا بِمَكَانٍ أَوْ حَافِظٍ فَيَنْقَطِعُ بِالْمَرَّةِ

(وہ چوری کہ) مکلف کا چھپ کر لینا دس درہموں کے بقدر جو ڈھالے ہوئے ہوں کسی جگہ کی جو متغیر ہوتی ہے۔ (یعنی جس کا محافظ نہ ہو) یا کسی محافظ کے پاس سے

وَبِسَهْلٍ وَلَوْ خَمْرًا وَالْأَحَدِ بِخِلَافِهِمْ فَلَوْ بِنَاصِبٍ لِكُلٍّ عَلَى

یا جگہ میں (جو متغیر نہ ہو) لیکن شامت ہو جو پینے کا ہو اگر چہ شراب ہو کسی کا ہو تو نہ کاٹا جائے گا۔ بخلاف ایک کے

شرح قولہ کتاب السرقہ چونکہ حد سے تعلق حفظ مال کا ہے اور حفظ مال کا ذریعہ ہے اس لئے مصنف نے حدود کو مقدم کیا۔ اور مال سے جان اور عزت کی حفاظت مقصود ہوتی ہے۔ اس لئے حدود کے بعد سرقہ کو بیان کرنا مناسب ہے۔

قولہ هي اخذ الخ ترجمہ چھپ کر لینا۔ اخذ کا معنی کبھی جائز ہے جیسے دوسرے کی ذاتی چیز چھپ کر لینے کو کہتے ہیں۔ بخلاف سرق منه مالاً سرقاً وسرقاً اور کبھی ناجائز بھی جیسے سرقہ سے تشبیہ کرتے ہیں۔ (قریب ۱۲ شریعت میں سرقہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سرقت کے قہار سے دوسرے سرقت علی شرف کے۔ سرقہ۔ خلسہ عرف میں اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی چیز چھپا کر لے لی جائے خواہ وہ چیز بھاگ جائے یا نہ جائے۔ اور یہاں پر جو علی شرف کی قید لگائی ہے جو مصنف نے اخذ مکلف سے ذکر کی ہے۔ یعنی ترتب علم مالک کے ساتھ سرقہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ شخص جو مال مکلف کی دوسرے کی چیز چھپا کر لے اس کی قیمت سکہ رائج دراہم کے دس کے برابر ہو اور مکان۔ کسی محافظ کے۔ جو اسے گھر۔ مصنف نے اخذ کو مکلف کے ساتھ۔ جو اخذ صبی یا مجنون کا شامل ہے۔ اخذ حقیر جیسے خوشہ گندم یا مٹھی بھر جو کے نکالنے سے۔ اخذ کی جیسے چند ساروں دیوان میں داخل ہوں اور وہاں چرا لے۔ کہ ایک شخص نے بیٹھ کر باہر کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ کاٹ جانے کا فتویٰ مکلف کی قید سے صغیر اور مجنون نکل گئے۔ ان پر قطع نہیں ہاں مال کا تاوان ہوگا۔ ہے حفیہ کے قید سے ذمی اور باغی۔ ایک چور سارسہ کے قریب سے نکلا گیا۔ پھر گیا۔ پھر چوری کی تیسرے دن میں اور اخذ متعدد میں بھی اور اخذ متعدد میں بھی اس اخذ شرط سے۔ اگر سارات میں پہرہ ہوتی تو صرف ابتدا میں اخذ شرط ہے۔ ورنہ ہر جزو میں داخل ہوگا۔ چاہے ٹھہرا ہوا مال لے لیا ہو یا اٹھا کر لے جا رہا ہو۔ قدر عشرہ۔ اس کی بابت عقد سرقہ کے حکم سے مگل نہیں ہوا اس سے کم ہو (یہاں) عشرہ۔ کی قید سے یہ بھی بیان کر دیا کہ جس کی قیمت اس درہم سے کم ہو اور ہو گئے۔ کہ ان میں قطع ید نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ درہم بھی تو کئی قسم کا ہوتا ہے کہ کونسے درہم سے یہ قیمت ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ درہم سے غیر مضروبہ درہم مراد نہیں لیا جاتا ہے۔ بلکہ جو بھی سکہ رائج ہو۔ اسی کا اعتبار ہوتا ہے۔

قولہ قدر عشرہ دراهم الخ ہر مال مسروق میں ہاتھ کاٹا جائے گا اس کی کوئی مقدار معین ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ حسن بصری رح۔ ظاہری اور خوارج کے نزدیک ایک قیراط کے لئے کوئی مقدار معین نہیں۔ کیونکہ آیت "السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما" میں اطلاق ہے کوئی مقدار معین نہیں۔ جواب یہ ہے کہ یہ آیت کو اطلاق غیر پر محمول کیا جائے تو اولیٰ ہے کیونکہ یہ کپڑوں کے ایک دامن میں

(۱) [illegible]

اس لفظ سے ہو جاتا کہ اس کا کوئی قائل نہیں معلوم ہوا کہ آیت میں اطلاق مراد نہیں بلکہ مقید ہے اور ایک مخصوص مقدار مراد ہے مگر اس مخصوص مقدار کی تعیین میں اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ربع دینار ہے۔ اور امام مالک، امام احمد کے نزدیک تین درہم ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ربع دینار میں ہاتھ کاٹو اس سے کم میں نہ کاٹو (۱) نیز حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قطع ید ایک ڈھال کی چوری میں تھا جس کی قیمت تین درہم تھی (۲) یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ڈھال کی کم (کم قیمت تین درہم متقول ہے اور اکثر مقدار متعین ہے۔ بزاز ابی کا مختصر ہوگا۔ سوال متعلق علیہ حدیث سے ایک دوسری حدیث میں بھی قطع ید ثابت ہے۔ پھر تین درہم کی تعیین پر کیسی دلیل ہے؟ جواب حدیث مذکور "لا تقطع ید السارق فی ربع دینار فصاعدا" کو بدر سے اس حدیث میں تاویل پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی ربع دینار والی روایت سے مراد بیت المال ہے (۳)۔ احناف کے یہاں سرقہ کا نصاب دس درہم ہے کیونکہ ڈھال کی قیمت تین درہم ہے یہ دلیل ثابت ہے۔ اور حدود کے باب میں اکثر پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ کیونکہ یہ "الحدود تدرء بالشبہات" کے منشا کے مطابق ہے۔ پھر دس درہم کی تعیین حدیث ابن عباس سے چنانچہ دارقطنی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قطع ید نہیں ہوا مگر ایک ڈھال میں اور اس وقت اس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی (۴) اس روایت میں جس کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ صحابی ہیں یا تابعی۔ امام شافعی حاکم ابن ابی حاتم بن عبدالبر وغیرہم کی تحقیق یہ ہے کہ صحابی ہیں (۵) ابن اسحٰق نے تو یہاں تک ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر حنین میں شریک تھے۔ اور عباس کے ان اشعار میں یہی مراد ہیں۔

حضرت رسول اللہ فی الناس سبعۃ	وقد فرس الفارس فاقشعرا
وقلنا لاقی الحتام عقبہ	بعاصفۃ فی الیم لا یتقع

مگر یہ اختلاف کچھ مضر نہیں کیونکہ اگر یہ صحابی ہیں جب تو کوئی اشکال ہی نہیں۔ اور اگر تابعی ہیں تو حدیث مرسل ہے۔ اور حدیث مرسل ہمارے اور ایک بڑا گروہ اہل علم کے نزدیک قابل حجت ہے۔ خصوص جبکہ اس کو دیگر روایات کی تائید بھی حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قطع ید نہیں مگر تین درہم میں (۶)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کا ہاتھ ڈھال کے سرقہ میں کاٹا جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی (۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم میں سارق کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں (۸) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ڈھال کی قیمت دس درہم تھی (۹)۔ تارکی اسی کے موید ہیں (۱۰)

قولہ فیقطع۔ یعنی چور جب چوری کا ایک مرتبہ اقرار کر لے یا دو مرد گواہی دیدیں تو سارق کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مصنف نے مرۃ کی قید سے اور صاحبین یوسف نے کل کی تردید کی ہے۔ کیونکہ آپ کے یہاں دو گواہوں کی دو بار اقرار کرنے سے چوری ثابت ہوتی ہے مگر اس تردید کی ضرورت نہیں کیونکہ امام ابو یوسف سے چوری کا ثابت ہونا دو مردوں کی گواہی سے لے کر ثبوت سرقہ میں عورتوں کی گواہی مستحب ہیں اور اگر چوری میں ایک گروہ شریک ہو اور مال چلے جانے والے مختلف اوقات میں ہو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے بشرطیکہ ہر ایک کو ملا ہوا نصاب مال پہنچا ہو۔ یہ ہے کہ جمہور علماء سے اختیار کرتے ہیں کہ بعض مال نکالنے کیلئے اور چلے جاتے ہیں اور بعض کچھ مال لیکر باہر کھڑے رہتے ہیں اگر سب کے تہمت کاٹے جائیں تو چوروں کے ہاتھ ایک چوتھائی چوری کا رہ جائیگا اور مقصد حاصل نہ ہوگا۔

(۱) احکام القرآن للجصاص، مسلم، باب حد السرقۃ، نسائی، کتاب السارق، ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب حد السارق
(۲) ابوداؤد، کتاب الحدود، باب ما یکون حرزا، ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی کم تقطع ید السارق، نسائی، کتاب السارق
(۳) شرح معانی الآثار، کتاب السرقۃ، باب ما یقطع فیہ السارق
(۴) سنن دارقطنی، کتاب الحدود والدیات، باب ما یقطع فیہ السارق
(۵) اسد الغابہ، باب الصاد والعین، الاصابۃ، باب الصاد والعین، تہذیب التہذیب، باب الصاد والعین
(۶) ابوداؤد، کتاب الحدود، باب ما یکون حرزا
(۷) عبدالرزاق، کتاب السرقۃ، باب ما یقطع فیہ السارق

ولا يقطع بعنب وحشيش رطب وسمك وصيد وطير وزرنب وعود وكوز وفاكهة رطبة وعلى شجر
وبقل ۔ کوئی چیز کاٹی جائے گی نہ تو سبز گھاس پر نہ سبز ترکاری پر نہ انگور پر نہ ترکاری میں اگر پھل درخت پر ہو
وكلب وفهد وزرع لم يحصد وخشب وخمر وطنبور وقصب ولؤلؤ ومعلى وباب مسجد وصليب ذهب وشطرنج وبرذون
اور درندہ گوشت کے کی کھال اور شطرنج اور قرآن کی چوری میں کوئی چیز کاٹی جائے گی اور نہ باب مسجد کو سونے کی صلیب شطرنج اور
وصنج وحمام ولوحة فضة وكتب وعود بمزمار وطنبور بخلاف الطنبور وطبل الغزاة وكلب وفهد وذئب وكبش
آلہ جنگ چوری کی گئی ہو تو کاٹے جائیں گے اور نہ بے دام اور ہاتھ کی چوری میں بخلاف طبل غازیاں اور جنگی درندوں کے اور کتے چیتے اور بھیڑ
وزنبور وسرجين وبحبوحتها وجب واحتطاب ونمش وغربال عطلة لو مشتركا وسبق فيه وسمك في ماء
بھڑ کی نکالی ہوئی شہد اور گوبر اور اس کا بیچ اور لکڑی کاٹنا اور چھلنی بیکار اگر مشترک ہو اور پکڑنے میں سبقت کرنے والے نے اپنے لیے کھود لیا ہو اور مچھلی پانی میں ہو
ولم يثمر وقطع بسرقة الساج والقنا والأبنوس والصندل والخيزران
اس باغ کا کاٹا گیا ہو اور وہ جنگل نہ ہو اور ہاتھ کاٹا جائے گا چوری ساج کی لکڑی نیزے کی لکڑ آبنوس صندل بید چھڑی

والطرفاء والقرط والكمثرى والأترج والموز المنتزعة من المغصب
یا لکڑی درخت صنوبر بید درختوں کی پرتی میں جنگلوں کے سے ہوئے ہوں۔

موجب قطع وغیر موجب قطع اشیاء کی تفصیل

تشریح المتن قولہ ولا يقطع الخ مصنف سے یہاں تک ان چیزوں کو بیان کیا ہے جن کے بارے میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قطع ید نہیں ہے اور ہمارے نزدیک ایک یا دو چیزوں کے علاوہ قطع ید ہے اور ان چیزوں کی تفصیل یہ ہے کہ ہر اس چیز کی چوری میں قطع ید ہے جو کاٹنے کے بعد بھی اپنی اصل پر باقی رہے اور اس کی نسبت صاحب کو نہ پہنچے جائے ہمارے یہاں قاعدہ کلیہ

فصل فی الحرز ومن سرق من ذی رحم محرم لا یوجب القطع ومن زوجها وزوجته وسیده وزوجته (فصل محفوظ جگہ کے بیان میں) جس نے مال چرایا اپنے غیر رحمی محرم کا یا اپنی بیوی کا یا اپنے شوہر کا یا اپنے آقا کا یا آقا کی بیوی کا

وزوج ابنته ومکاتبه وعبده وصغیره ومن مغنم وسهم وقف أو ودیعة لم یقطع یا اپنی لڑکے کے شوہر کا یا اپنے مکاتب کا یا اپنے غلام کا یا اپنے نابالغ کا یا مسلمانوں کے حصہ کا جس میں" سے کی امانت ہو تو ان کو قطع نہ کیا جائے گا۔

تشریح کے لفظ: قولہ فصل الخ واجب القطع اور غیر واجب القطع میں سرقہ کے بیان سے فراغت کے بعد ترتیب کو ملحوظ کرکے ہے۔ کیونکہ واجب القطع کے لیے مال کا محفوظ ہونا شرط ہے۔ مگر حرز مال پر تو کلام ہو چکا تھا اس لئے اس کو بعد میں لا رہا ہے۔ حرز کے لغوی معنی "الحفظ" کے ہیں کہتے ہیں "احرزه الحافظ" محافظ نے اس کی حفاظت کی۔ کہتے ہیں "احرز المتاع فی الحرز" (ضرب) اس نے مال اس جگہ کے اندر رکھا جس میں اس مال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ "مکان حرز" محفوظ جگہ کو کہتے ہیں۔

قولہ ومن سرق مال مولیٰ جو شخص اپنے کسی قرابت دار محرم کی کوئی چیز چرالے اور قرابت رضاعت کے علاوہ سے ہو تو قطع نہ ہوگا کیونکہ اصول و فروع کے مال سے عموماً انقطاع حاصل کیا جاتا ہے۔ بعد کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ پس شبہ پیدا ہو گیا جو حد ساقط کرنے کا سبب ہے اگر قرابت رضاعت کے سبب سے ہو تو منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ رضاعی بھائی ہو کر رضاعی قرابت دار ہے اور رضاعت کے اعتبار سے محرم ہے تو اس کی چیز چرانے سے قطع ہوگا۔

قولہ ومن زوجة الخ شوہر بیوی کی کوئی چیز چرالے یا بیوی شوہر کی کوئی چیز چرالے تو ان سے بھی قطع نہیں کیونکہ یہ بھی محرم محرم میں داخل نہیں لہٰذا یہ رضاع کی ضرورت نہیں۔ علامہ عینی اور صاحب تحریر نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس قید کی ضرورت ہے کیونکہ قرابت نسبی بغیر محرمیت رضاعی کا انقطاع ہو جاتا ہے۔ اس واسطے کہ قرابت صرف نسبی ہوتی ہے اور محرم کی کسی کو تب ہوتا ہے کہ رضاعی بھی محرم رضاعی کو حاصل کرنے کیلئے لا یرضاع کی ضرورت ہے۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہاں حضرت کی حاجت ہے کیونکہ بہت شرح علامہ کاسانی کے پیش نظر تھیں کہ جو یہ لفظ کہا ہے "ذی رحم محرم منه" تو یہ کہنا خود رضاعی بھائی ہونے سے اس سے خارج ہو گیا کیونکہ محرم رضاعی ہے نہ کہ محرم نسبی فلو قاله بلا رضاع لم یفد شیئاً فافهم۔

قولہ ومن زوجة الخ شوہر بیوی کی کوئی چیز چرالے یا بیوی شوہر کی کوئی چیز چرالے تو ان سے بھی یہ قطع نہیں گرچہ یہ بھی دونوں کے گھر خاص سے ہوں مگر اس واسطے کہ دونوں کے مال میں بے تکلفی کا برتاؤ ہوتا ہے پس حرز نہیں شمار کیا گیا۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں (۱) قطع ہے جیسا امام مالک و امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ قطع نہیں ہے ایک روایت میں امام احمد سے بھی ہے۔ (۳) اگر شوہر بیوی کا مال چرائے تو قطع ہے اور بیوی شوہر کا مال چرائے تو قطع نہ ہوگا۔

قولہ وعبده الخ اگر کوئی اپنے نابالغ بیٹے کا مال چرالے تو اس میں بھی امام صاحب کے نزدیک قطع نہیں صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قطع ہے کیونکہ یہاں مال اور حرز میں کوئی شبہ نہیں جس کی وجہ سے قطع ہو۔ لہٰذا امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ انقطاع اسباب کے مابین اشتباہ ہوتا ہے تو یہ ایک دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہو سکتے ہیں۔ پس حرز میں شبہ موجود ہے اس لئے قطع نہ ہوگا "وفی المجمع ابن الولی لامام هو الصحیح" اس طرح کہا گیا کہ کوئی مال بیٹے چرالے تو اس میں بھی قطع نہیں ہے گھر اس میں بھی حصہ ہے کیونکہ مال بیٹے سے ہی حاصل ہے پس شبہ آ گیا۔ روایت میں ہے کہ حضرت بلال کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے مال غنیمت چرایا تھا تو آپ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا آخر حضور صلعم کی خدمت میں ایک غلام گرفتار کیا گیا جس نے مال غنیمت میں چوری کی تھی تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹا نہیں بلکہ یہ فرمایا "لا تحل لك سرق بعض بعضنا"۔

---

[1] ابو داؤد، الترمذی، النسائی، ابن ماجہ، احمد، ابن ابی شیبۃ، عبد الرزاق، ابن ابی شیبۃ، ابن جریر، ابن المنذر

اب چور نے اس سامان کے کسی گھر سے کوئی چیز چرائی اور گھر خانہ تک لیا آیا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ ہر گھر ساکن گھر کے خانہ سے مستقل حرز ہے اس لئے حرز بار بار اخراج صورتیں ہیں ۱۲ گھر میں سے کسی نے دوسرے گھر والے پر غارتگری کی۔ اور کوئی چیز چرالی تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (والبیت وغیرہ) ایک چور نے نقب لگایا اور گھر میں داخل ہو گیا وہاں سے کوئی چیز طشت اٹھا کر باہر پھینکا دی اور پھر باہر نکل کر اسے اٹھالے گیا تو قطع ید ہوگا۔ کیونکہ باہر پھینکنا ایک حیلہ اور تدبیر ہے اور جو چوروں کی عام عادت ہے اس لئے نقب لگانا داخل ہو کر پھینکنا پھر اٹھانا سب ایک ہی فعل شمار ہوگا اور سارق سے مال مسروق جانور پر لادا۔ پھر جانور کو باہر نکال لیا تو قطع ید ہوگا۔ کیونکہ حامل و محمول کا چھنا اور نکالنا اسی کی طرف منسوب ہے۔

قولہ و ان تناول الخ یہاں بھی چار مسئلے ہیں جن کا حکم مذکور ہوا قطع ید ہے۔ چور نے نقب لگا کر گھر میں گیا۔ اور وہاں سے مال لے کر دوسرے کو دیدیا۔ جو گھر سے باہر اٹھا لے تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ پہلے چور سے اخراج نہیں پایا گیا اور دوسرے سے نقب حرز نہیں کسی ایک پر بھی سرقہ صادق نہ آیا۔ ۲ چور نے نقب لگایا اور نقب کے باہر سے گھر میں ہاتھ ڈال کر مال نکال لیا تو قطع ید نہ ہوگا۔ عدم هتک[1] الحرز ۳ ایک شخص کی چوبائی اس کے سامنے سے باہر گلی چور نے اس کو پھاڑ کر دو پیسے نکال لیا تو قطع ید نہ ہوگا لعدم هتک الحرز ۴ سارق نے لوٹوں کی قطار سے ایک لوٹے کی پیاس پر پڑے ہوئے بوجھ کی چوری کی تو قطع ید نہیں اس واسطے کہ نقار اکٹھے اور چادر لے سے تھیلی محصور نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ نقب حرز مستقل ہو یا کہ صرف تضع مسافت اور حمل متاع محصور ہوتا ہے۔

مَطْلَبٌ فِي كَيْفِيَّةِ الْقَطْعِ وَأَدِلَّتِهِ وَيُقْطَعُ يَمِينُ السَّارِقِ مِنَ الزَّنْدِ وَتُحْسَمُ

(فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اس کے اثبات کے بیان میں) چور کا داہنا ہاتھ پہنچے سے کاٹ کر داغ دیا جائے۔

تشریح لفظ: قولہ وتقطع الخ اگر چور چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ پہنچے سے کاٹا جائے اور گرم تیل سے داغا جائے جاری رہے اور امام شافعی کے نزدیک اختیاری۔ نفس قطع کا ثبوت تو نص قرآنی سے ہے جو مشہور ہے۔ پہنچے سے کاٹنا متواتر ہے اور نص حدیث سے بھی اس کی ثابت ہے۔ کل خارجیوں کا ہاتھ کہنی سے کاٹا جانا چاہیے مخالف اجماع ہے۔ اور داغنا اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس سے خون بند ہو جاتا ہے یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں ایک چور کو گرفتار کر کے لایا گیا آپ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دو اور داغ لگاؤ[2] امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک قطع ید اور داغنے کے بعد گلے میں لٹکانا بھی مسنون ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حکم ہرگز ثابت نہیں۔ دوسرے یہ کہ روایت ضعیف ہے جو ابن ماجہ نے بطریق ابن ابی لیلیٰ بسند ضعیف روایت کی ہے۔

وَرِجْلَةُ الْيُسْرَى بِ عَلَّةٍ فَإِنْ سَرَقَ ثَانِيَةً خُيِّرَ حَتَّى يَمُوتَ وَلَمْ يُقْطَعْ كَمَنْ سَرَقَ

اور بایاں پاؤں کاٹا جائے اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے یہاں تک کہ توبہ کرنے تک اس کے کہ چوری کرے **وَإِبْهَامُ الْيُسْرَى مَكْفُوفَةٌ أَوْ كَلَّاءُ أَوْ اصْطَبَلَ بِهَا سِوَاهُ أَوْ رِجْلَةُ الْيُمْنَى مَعْطُوفَةٌ وَلَا يُضَمَّنُ بِقَطْعِ الْيُسْرَى مِنْ**

اور اس کا بایاں انگوٹھا کٹا ہوا ہو یا چلانے کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہ کرتا ہو اور اس کا بایاں پاؤں کٹا ہوا ہو اور داہنا صحیح سالم نہ ہو تو داہنا ہاتھ کاٹنے سے دائمی

---

(۱) عدم تضمن الحرز بالشبهة لان ابيح له الدخول فلا يصير الدخول شبهة في الاخذ (عينی شرح کنز الدقائق ج ۱۰ ص ۱۰۰)

(۲) عن محمد بن علی بن عبد الله الشمی ان ابا بکر الصدیق رضی الله عنه (الجوهر النقی ج ۸ ص ۲۷۱)

(۳) ذکر الحاکم بن الشهید فی الکافی (الجوهر النقی ج ۸ ص ۲۷۱)

اجر بخلاف رطب السرزق منه شرط القطع ولو مودعا او غاصبا و صاحب الزبد ويقطع بطلب المالك
جس والے سے غلام نے سکھ کیا ہو اور سرقہ میں مودع یا غاصب شرط ہے قطع ہے کے لئے گو غلام غاصب یا مودع ہو اور ہاتھ کاٹا جائے گا مالک کی
لو سرق منهم لايضمن المالك والشريك لو سرق من سارق بعد القطع ومن سرق ثم
درخواست پر اگر چور مودع سے یا شریک سے یا درخواست پر آیا ہوا چور کے پاس سے قطع کے بعد اس نے کوئی چیز چرائی
ورد قبل الخصومة الى مالكه او وكيله بعد القضاء او ادعى انه ملكه او قضت قيمته من النصاب
اور قطع سے پہلے مالک کے پاس واپس کر دی یا وکیل اس کا مالک ہونے کا قاضی کے بعد دعوی کیا۔ یا دعوی یا سے پہلے قیمت نصاب
لم يقطع ولو اقر بسرقته ثم قال احدهما هو ملكي لم يقطعا ولو سرق وهب منه متاعه
سے کم ہو گئی تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور دعوے پر دو گواہ اقرار سرقہ کے لئے نہ کیے پھر مال سے کوئی کہا ہاتھ کٹ گیا کہ دے چوری کی اور کہے غلام
وشهدا على سرقتهما قطع الاخر ولو اقر عند بسرقة قطع وردّ الشركة التي بالمسروق منه
ہے کہ اور دو گواہوں نے چوری پر گواہی دی تو صرف دوسرا ہاتھ کاٹا جائے گا غلام نے چوری کا اقرار یا تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور جو مال مسروق منہ کو واپس کیا جائے گا
ولا يقطع قطع وجمان ولد الغين او قاتل ولو جمع تحص الشركاء لا يحصن منه
اور قطع ہے مجروح ہو جائے اور عین فی والی کی ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا اگر مجروح ہو کر مر گیا تو کچھ نہ لیا جائے گا اور جو چیزوں کے چوری کے ساتھ نہ ہو گا اس کی چیز کا
ولو خرق في الدار ثم اخرجه قطع ولو سرق شاة فذبحها واخرجها لا ولو جمع السرق دراهم
اگر چوری کی اور دار میں کپڑا پھاڑا پھر مال لے کر باہر نکلا تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر بکری چرا کر ذبح کر کے نکال لیا تو نہ کاٹا جائے گا اگر چوروں کی جماعت نے مال چرایا ہو
او دنانير قطع ولو سرق خمرا لذمي او صليبا او طنبورا لا يقطع ولا يضمن ولو اسود عبده
تو ہر ایک پر نصاب کے برابر مال چرانے کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جائے گا اگر کسی ذمی کی شراب یا صلیب یا طنبورہ چرایا تو نہ ہاتھ کاٹا جائے گا اور نہ ضمان دینا ہو گا اگر اپنے غلام کو کپڑا دکھا کر چرا لیا تو ہاتھ کاٹا جائے گا

توضیح الفقہ: ہر ایک کو فقہاء علیہ السلام نے بیان فرمایا۔ انہا ہاتھ سوائے جس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی گئی ہو یعنی جس کا

تشریح الفقہ: قولہ (وجمعہ الیسری الخ) یعنی چور دوسری بار چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا کیونکہ بعد چوری کے اعضاء سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور کاٹنے سے کاٹا حضرت علیؓ کے قول سے ثابت ہے۔ پھر اگر تیسری بار چوری کرے تو قتل ہے۔ بلکہ قید کیا جائے گا یہاں تک کہ اس سے توبہ کرے اور ظاہر ہوا کہ یہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب چور چوری کرے تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹو اور دوبارہ چوری کرے تو بایاں پیر کاٹو گے اور تیسری بار چوری کرے تو قید رکھو گے یہاں تک کہ اس سے توبہ ظاہر ہو یعنی جب تک اللہ سے ڈرتا ہے اور توبہ نہیں کرتا ہے اور یہ حد اس لئے ہے کہ وہ چلے نہ سکے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ لیا تو صحابہ نے حضرت علیؓ کے قول کے مطابق مشورہ دیا اور اسی پر اجماع ہو گیا تمام شارحین کے نزدیک تیسری بار کی چوری میں بایاں ہاتھ اور چوتھی بار کی چوری میں داہنا پاؤں کاٹا جائے گا کیونکہ حدیث میں

ا: قولہ لم يقطع، وجہ: قولہ لم يقطعا، قولہ يضمن الخ
ج: قولہ او ادعى الخ يقطعان بالسرقة على الاصح، قولہ يقطع الخ
ب: قولہ ولو اقر الخ وكذا لو شهد احدهما بالاقرار والآخر بالسرقة يقطع كما في الزيلعي، قولہ ولو سرق الخ
ح: قولہ ولو سرق الخ، قولہ ولو جمع الخ

باب قطع الطریق

باب رہزنی کے بیان میں

قولہ باب قطع الطریق سرقہ صغریٰ (چوری) کے بیان سے فراغت کے بعد سرقہ کبریٰ (رہزنی) کے احکام بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ اہل کثرۃ الوقوع ہے اور ناقل تکمیل الوقوع "راہزنی" کو طاقہ ہوتی ہے تمام احکام اور اس کا تحقق سے پہلے وقوع ہوتی ہے اسلئے یہ باب بجائے اس کے بھی سرقہ کہا جاتا ہے۔ نظر اس کے لئے پانچ شرطیں ہیں (۱) راہزن صاحب قوت (شوکت والا) ہو یا کوئی اور اس کا ساتھ دینے والا باقوت ہو جو خارج پر مدد ہو۔ (۲) راہزنی شہر سے باہر ہو۔ شہر میں راہزنی نہیں ہوتی۔ البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک رات کے وقت میں شہر کے اندر بھی متحقق ہو سکتی ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے (اختیار) (۳) دارالاسلام میں ہو (۴) مال مأخوذ نصاب ہو (۵) راہزن صاحب مال کے قبضہ سے نکل جائے (۶) راہزن قتل اور تعذیب کرتا ہوں تو توبہ کرنے کے بعد گرفتار ہونے سے حد ساقط ہو جائے گی۔

(تشکیل تمہید و ترجمہ متن)

أحد قاطع قطع الطريق قبله وحبس حتى يتوب وإن أخذ مالاً مضموناً قطع يده ورجله

پکڑا گیا راہزنی کا قصد کنندہ ہو جانے سے قبل تو اس کو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اگر لے گیا وہ مال مضمون تو کاٹا جائے اس کا ہاتھ پاؤں

بخلاف ما لو قتل قبل حله وإن على الورثى وإن اعفا وقتل قطع وقتل وصلب

برخلاف اگر کسی کو مارا الا تحقق کے پائے گئے کو دی معاف کر دے تحقق کے بعد اولیاء مقتول کی ہو تو ہاتھ کاٹا جائے قتل کیا جائے سولی پر لٹکایا جائے

أو قتل و صلب وحد حتما ثلثة أيام يسقط بالتوبة

یا صرف قتل یا صرف سولی پر چڑھایا جائے اور حد کو سوائے ٹلا جاتا ہے تین دن تک اور اس کے بعد نہیں جیسے دیگر حدود کہ توبہ سے ساقط ہو جاتی ہیں

حتى بمؤنث ولم يضمن ما حد وغير المباشر كالمباشر وتقتل بالعصا و الحجر كالسيف

یہاں تک کہ سرجائے اور حاصل یہ ہوگا اس مال کا جو اس سے ہلاک ہو۔ اور غیر مرتکب جنگ مرتکب کے ہے اور لاٹھی پتھر قتل کرنے کے ہے

وإن حد مثلاً وخرج فقطع وقتل المخرج وإن جرح فقط او قتل لم يحد فلو كان بعض القطاع غير مكلف

اگر اس نے مال لوٹا ہو اور نہ ہی کسی کو قتل کیا ہو تو ہاتھ پاؤں کاٹا جائیگا اور نکلنے کا اس کا حصہ ہوگا اگر ضرب لگی ہو قتل کیا ہو تو کوئی حد نہیں اور اگر مکلف

أو دخل المخرج من المقطوع عنه أو قطع بعض القافلة هلى البعض او قطع الطريق ثلاثاً أو أقلهن بمصر أو بين

یا مقطوع علیہ کا قرابتدار ہو یا قافلہ کے بعض حصہ پر ڈاکہ ڈالا یا راستہ کو تین بار یا اس سے کم بار شہروں کے بیچ میں یا شہروں کے بیچ میں نہ ہو تو حد قائم ہوگی

مصرين لم يحد الذي أخذ وإن خنق في المصر حتم قتل به

کسی دو قصاص سے یا معاف کرے جس نے گلا گھونٹا شہر میں تو کی بار تو اس کو قتل کیا جائے۔

توضیح المفردات: قاطع (بطور چوکیدار) ۔ حبس (قید) ۔ يتوب (توبہ کرے) ۔ مضمونا (ضمان لازم ہوا) ۔ قطع (کاٹا جائے) ۔ قتل (قتل کیا جائے) ۔ صلب (سولی پر لٹکایا جائے) ۔ حد (حد قائم کی جائے) ۔ يسقط (ساقط ہو جاتی ہے) ۔ بمؤنث (مؤنث کے ساتھ) ۔ يضمن (ضمان لازم ہوگا) ۔ المباشر (مرتکب) ۔ غير المباشر (غیر مرتکب) ۔ تقتل (قتل کیا جائے) ۔ بالعصا (لاٹھی سے) ۔ بالحجر (پتھر سے) ۔ كالسيف (تلوار کی طرح) ۔ حد (حد قائم کی گئی) ۔ خرج (نکلا) ۔ فقطع (پس کاٹا گیا) ۔ قتل (قتل کیا گیا) ۔ جرح (زخمی کیا گیا) ۔ لم يحد (حد قائم نہ کی جائے گی) ۔ مكلف (عاقل بالغ) ۔ مقطوع عنه (جس پر ڈاکہ ڈالا گیا) ۔ القافلة (قافلہ) ۔ بعض القافلة (قافلہ کا بعض حصہ) ۔ قطع الطريق (راستہ کو روکنا) ۔ ثلاثا (تین بار) ۔ أقلهن (تین سے کم بار) ۔ بمصر (شہر میں) ۔ بين مصرين (دو شہروں کے بیچ میں) ۔ لم يحد (حد قائم نہ کی جائے گی) ۔ خنق (گلا گھونٹا) ۔ قتل به (اس کو قتل کیا جائے)۔

تشریح الفقہ: قولہ احد قاطع راہزن کے پانچ احوال ہیں (۱) راہزنی کے ارادہ سے نکلا اور کوئی چیز لیتے اور کسی کو قتل کرنے سے پہلے گرفتار کر لیا گیا۔ تو اس صورت میں اس کو قید کیا جائیگا لما مر "انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله" الآیہ میں قتل سے بھی مراد ہے (۲) راہزنی کیلئے نکلا اور مال معصوم یعنی کسی مسلمان یا ذمی کا مال لے بھاگا تو اس کا دہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائیگا لقول اللہ تعالیٰ "او تقطع ايديهم وارجلهم من خلاف" (۳) مال لوٹا تو نہیں لیا لیکن کسی کو قتل کر ڈالا تو اس کو قتل کیا جائیگا اور یہ قتل بطور حد کے ہوگا نہ کہ قصاص یہاں تک کہ اگر اولیاء مقتول معاف کریں تو معاف نہ ہوگا کیونکہ یہ حق شرع ہے نہ کہ حق عبد (۴) مال بھی لیا

کسی وقت بھی مرد نہ ہو تو اس صورت میں عورت کو چند سال کا اختیار دیا جاتا ہے اور یہاں یہ بات نہیں کہ جو قتل ہوئے اس کے بعد سوکن ہاتھ سے یا صرف قتل کرنے سے، صرف سوکن پر حق ہوا ہے۔

قولہ و القصاص بالسیف الخ یعنی قصاص کی الف اور چھرا کا حکم کا حساب یعنی کوئی ظالم ہے اس کو تلوار سے قتل کرنے سے مدعی نہیں لیکن یہاں صورت میں قتل یہ ہو گیا ہے کہ طریق قصاص نہیں بلکہ جزائی ہے پس ظالم اور مظلوم میں کوئی فرق نہ رہا۔

قولہ و ان اعتدا بمثل ما اتیا الخ کسی کو کوئی بھی کرنا چاہئے اس صورت میں، مثلاً جانور اور مال پانی وغیرہ اور ظلم کی وجہ سے کچھ ادب سے ہوگا کہ یہ قصہ ہو اور طریقہ دوں ہی ہیں ہوتے کہ اس پر۔

قولہ و ان جوع مع ان چھ سنوں میں نہ دیں۔ (۱) سود نہ لینا کیونکہ (۲) بیع نہ کرنا اور مرتد کی سے قتل ہو جانا کیونکہ (۳) کافروں میں ہونی خیر مکلف ہو جیسے بچہ اور مجنون (۴) مشتری علیہ کوئی وکیل ہو کہ مجرم ہو (۵) اہل قافلہ سے ایک آدمی پر ڈاکہ نہ ہوا ہو (۶) کسی نے دست کو یا کسی کو ایک شہر میں یا دو شہروں کے درمیان راہزنی کی ہو۔ ان تمام مصروفوں میں حد ساقط ہے۔ البتہ مقتول کا ولی ضرور ہوا تو یعنی قتل عمد کی صورت میں قصاص اور خطا کی صورت میں مال دیت کرنا کہ عورت نہ ہو تو ضمان دینا واجب ہوگا۔

كِتَابُ السِّيَرِ

الجهاد هو فرض كفاية ابتداءً لان الله به قوم مقصد على الكل ولانه اعلاء كلمة الله بصفة به وهو فرض كفاية في العمر مرة على الكل ولا يجب على الصبي والمرأة و العبد و الاعمى و المقعد و المفلج و الشيخ الكبير الذي لا يقدر على شيء و المريض الذي لا يقدر على المشي و الاقطع اليد اليمين او الرجل اليسرى او الاشل اليمين او الاعرج الذي لا يستمسك على الدابة

تشریح الفقہ۔ قولہ کتاب الجہاد الخ جہاد ہر دور کا مقصد دین اسلام کی اعلاء ہے۔ مگر جہاد کا سوال مسلمانوں سے متعلق ہے اور جہاد جہاد سے ہوتا ہے اسلئے جہاد کے بعد حج کو لائے ہے۔ ہر میرۃ کی جمع ہے بمعنی وہ بات جو قابل ذکر ہو اور یہاں 'بمعنی' مقابل ہو جس السیرۃ وہ بھی عادت والا ہے۔ مطلب یہ ہے اس کو طلاق مقرر کرنے جنگ کرنے والے مقامات بیان کرتا ہے۔ جیسے نماز کا اطلاق افعال مجموعہ شامل کے مجموعہ اس کا سبب کافروں کا کفر ہے اور ہمارے ہر دو یک ان کا ہر پیدا کرنا ہے۔

قولہ الجہاد فرض کفایۃ الخ کفایہ کے معنی یہ ہے کہ جب کسی ضرورت واقعیہ ہوتا جہاد فرض کفایہ ہے۔ کفایہ بعض کے کرنے سے فرضیت سب سے ساقط ہو جاتی اور کسی کی ضرورت ہوتا جس مسلمانوں پر حق جاتا ہو تو اس وقت عین ہے۔ جس فرضیت کی دلیل اور اس قضیہ ہیں۔ جیسے "فاقتلوا المشرکین کافۃ" "انفروا خفافا" وغیرہ۔ سوال ان آیات کے عام ہے پھر وہ بیان کرنا اور یہ خصوص ہے۔ اور عام بعض عنہ البعض ظنی الدلالۃ ہوتا ہے۔ جس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ جواب یہ ہے وہ بیان کا رجوع عقلی ثابت ہے اور ایک قضیہ میں یہ عام نہیں ہوتا اور عورت اور مریض بیماری سے جہاد کے مخاطب نہیں اور فرض کفایہ ہوتا اس لئے ہے کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ غیرہ ہے کیونکہ یہ فی نفسہ ایسا ہے یہ صرف دین کی غالب کرنے اور مسلمانوں سے شر دور کرنے کے لئے فرض کیا گیا ہے تو جب یہ مقصد بعض سے حاصل ہو جائے تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جائیگا۔ سوال ظاہر آیات سے تو جہاد فرض عین معلوم ہوتا ہے۔ پھر فرض کفایہ کہنا کیسے صحیح ہوا؟ جواب حق تعالیٰ نے آیت "لا یستوی القاعدون" کے آخر میں "و کلا وعد اللہ الحسنی" فرمایا ہے کہ اگر جہاد فرض عین ہوتا تو کاعدوں سے بھی کا وعدہ جنت نہ فرماتے مستحق عذاب ہوتے۔

[illegible] ولا [illegible] ولا [illegible] وعليهم [illegible] وعليهم [illegible] ويقتلهم [illegible] ويقتلهم [illegible] وعلى [illegible] وعلى [illegible] وعلى

تشریح: الفقہ: ہر وہ شخص جو اگر دشمن یک بگی کر دے تو وہ اس کا مقابلہ کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر مسلمان کمزور ہوں تو جہاد فرض نہیں ہے بلکہ ترک قتال مسلمانوں کے لیے بہتر ہے۔ اگر وہ قتال نہ کریں تو ان کے لیے جائز ہے۔ چنانچہ ہوازن کے وفد نے جب آپ سے قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا: میرے ساتھ جو لوگ ہیں ان کی رائے تم دیکھ رہے ہو۔ میں سچی بات کو جھوٹ پر ترجیح دیتا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے قیدی واپس کیے جائیں یا تمہیں مال دیا جائے؟ انہوں نے کہا: ہمارے قیدی واپس کیے جائیں۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب وفد ہوازن، حدیث: ۴۳۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان کمزور ہوں تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہ قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہ قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ ن

باب الغنائم وقسمتها

باب مال غنیمت اور اس کی تقسیم کے بیان میں

وقسمتها: فالجيش الإمام خمسة أسهم يقسم الباقي على الغانمين وهم الجيش والسرية الذين شهدوا الوقعة على وجه يستحقون به السهم أو الرضخ، فيعطى الفارس ثلاثة أسهم سهمين لفرسه وسهما له، والراجل سهما واحدا، ويشترك في الغنيمة من حضر الوقعة قبل حيازتها ولو لم يقاتل كالمريض والتاجر والأجير إذا حضروا الوقعة، ويشترك من حضر من التجار والأجراء بعد الوقعة وقبل الحيازة، ولا يشترك من لم يحضر أصلا، ولا من حضر بعد حيازة الغنيمة وإحرازها بدار الإسلام، ويشترك من حضر من المدد قبل القسمة، ولا يشترك من حضر بعدها، ويشترك من حضر من أهل الذمة القتال مع المسلمين، ولا يشترك من حضر منهم بغير إذن الإمام، ويشترك من حضر من العبيد القتال بإذن سيده، ولا يشترك من حضر منهم بغير إذنه، ويشترك من حضر من النساء والصبيان القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من المرضى والزمنى والعميان والشيوخ الذين لا يقاتلون إذا حضروا القتال، ولا يشترك من حضر منهم ولم يحضر القتال، ويشترك من حضر من الأسرى القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من المرتدين القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من الخوارج القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من البغاة القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من المحاربين القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من المرتزقة القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من المتطوعة القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من المجاهدين القتال إذا قاتلوا، ولا يشترك من حضر منهم ولم يقاتل، ويشترك من حضر من المقاتلين

قولہ وحرم بیع کافر حربی اور مسلمانوں کے قبضے میں آنے سے پہلے ان کو لانا اور انسان بدن کی عادت کے بارے میں جائز نہیں کیونکہ قبضے کے بعد غازی لوگ ان کے مالک ہو گئے تو اب ملک چھوڑنے میں ان کی کل ملکی ہے امام شافعی۔ ان کو جائز رکھا ہے۔ اور مثل یہ آیت ہے فاما منا بعد واما فداء فلا یجوز بیع الاسیر من الغانمین قبل القسمۃ جواب یہ ہے کہ یہ آیت جب اذن القتال سے منسوخ ہے کیونکہ سورۃ انفال سورۃ محمد کے بعد نازل ہوئی تھی اور آیت سورۃ برأۃ کی ہے جو بعد میں نازل ہوئی تھی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اس طرف گئے ہیں۔ نیز جو کفار دار الحرب سے قید ہو کر آجائیں ان کو مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں چھوڑا جا سکتا ہے۔ قوی جنگ سے پہلے۔ اس کے بعد کیونکہ وہ قوت حاصل کر کے لڑائی کا سامان بن جائیں گے صاحبین کے نزدیک قوی جنگ سے قبل مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں کافر قیدیوں کو رہا کرنا جائز ہے۔ یہی اقرب ہے کا مذہب ہے اور یہی امام صاحب سے ظاہر الروایہ ہے کیونکہ مقاصد حسنہ کا حرمت سے مقدم ہونا بہتر ہے۔

قولہ وعفو عن الفیٔ کر مال غنیمت میں سے کچھ معاف کرنا اور ان کو دار الاسلام میں لانا مناسب ہو تو ان کی کوشش نہ کرنی چاہیں کیونکہ یہ تم ہے ملک کو ذبح کر کے علاوہ جائے۔ دوسری پیشتر چلانے کی اجازت نہیں کیونکہ جانور کا گوشت میں جلانا مناسب ہے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر جانوروں کو مشقل ہو تو جلا دینا چاہئے۔ لکڑی وغیرہ میں چھوڑ دیا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے علاوہ کسی اور غرض سے بکری کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے ہم کہتے ہیں کہ کسی غرض صحیح کے پیش نظر جانور کو ذبح کرنا جائز ہے اور دشمن کی شان و شوکت پامال کرنے سے یہ وہ غرض صحیح اور کیا ہو سکتی ہے۔

قولہ وقسمۃ الغنیمۃ بمقاتلۃ وحضور الوقعۃ میں مال غنیمت تقسیم کرنا بھی جائز نہیں الا یہ کہ امام کو اس پر زیادتی کا کوئی انتظام ہو تو اس غرض سے وطن والوں کی فائدوں پر تقسیم کر دینا کہ وہ ان کی حفاظت کریں جائز ہے۔ دار الاسلام میں پہنچ جائے اور وہاں پھر از سر نو تقسیم ہو تو جائز ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر لشکر میں کوئی عورت نہ ہو تو اس لشکر میں مال غنیمت تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اگر لشکر میں عورتیں نہ ہوتیں تو میں مال غنیمت تقسیم کر لیتا۔ ہم کہتے ہیں کہ ان کی تقسیم دار الاسلام میں کی جائے گی اور یہ اخذ ہے اس اصل سے کہ ہمارے نزدیک دار الحرب میں اس وقت تک ملکیت ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ دار الاسلام میں آکر قبضہ نہ کر لیا جائے اور اس حضرت کے بعد علیحدہ عمل کرنے کے بعد غازیوں کا حق ملکیت ثابت ہو جاتا ہے۔ (والادلۃ فی المطولات)۔

قولہ وشرک الجیش فی مغنمہ الخ جو لشکر دار الحرب میں ہو کر لڑے وہ اتفاق فقہاء مال غنیمت میں غازیوں کے برابر ہے پس وہ بھی مال غنیمت میں شریک ہوں گے لیکن لشکر والوں میں سے جو لوگ راستہ میں اور شریک رہیں گے کیونکہ اس کا وہاں جانا قتال کی نیت سے نہیں۔ ہاں اگر وہ کفار سے قتال کریں تو بیشک شریک ہوں گے۔ لقولہ علیہ السلام المسلمون یسعی بذمتھم ادناھم مطلقاً۔

قولہ ویستطیع فیھا الخ کھانے کی چیزیں جو لوگ دار الحرب سے مال غنیمت میں سے کھانا لکڑی ہتھیار، تیل وغیرہ بغیر تقسیم بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ کیونکہ حدیث سے اس کی اجازت ثابت ہے مصنف نے اپنے اشیاء کے انتفاع کو مطلق رکھا ہے لیکن صاحب وقایہ نے ہتھیار کے انتفاع کو مقید بحرب کیا ہے جو صحیح ہے کیونکہ اشیاء کے انتفاع کو اسی پر اجازت دینا مقید ہے۔

(۱) ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ
(۲) ابن عبد اللہ بن مغفل عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی سفیان عن ابیہ

فصل في قسمة الغنيمة للراجل سهم وللفارس سهمان وهو له ولفرسين وللزائد لا يرضخ كالعكس
(فصل) بیان کیفیت تقسیم غنیمت پیدل کے لئے ایک حصہ اور سوار کے لئے تین حصے ہیں اور سوار کے پاس دو گھوڑے ہوں تو پانچ حصے ہیں اور جو
لا للوتر والفيل والبغل والعبد للفارس والراجل عشرة مجاورة والمستأمن والمرأة وصبي ومعتوه
زائد گھوڑے ہوں ان کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور اونٹ اور خچر اور غلام اور عورت اور بچے اور پاگل کے لئے
الرضخ لا السهم ويحرز المغنم دار ومعسكر وطريق وبعض المفازة بحفظ الجيش فقط وسهم لهم
کچھ نہیں دیا جائے گا یہ سب حصہ کے مستحق ہیں اور غنیمت کی حفاظت کے لئے شہر اور لشکر اور راستہ اور بعض جنگل
لا لأصحاب الأسواق وذكر الله تعالى للتبرك وسهم النبي عليه السلام سقط بموته كالصفي
اور لشکر والوں کا حق ہے بازار والوں کا کوئی حق نہیں ہے اللہ کا ذکر تبرک کے لئے ہے اور آنحضرت ﷺ کا حصہ آپ کی وفات سے ساقط ہو گیا جیسے صفی کا حق
وإن دخل صبي دار الحرب فأخذ شيئا لم يخمس فيما يظهر وإلا لا ويقاتل إن بلغ
اور اگر نابالغ بچہ دار الحرب میں داخل ہوا اور کچھ مال لے آیا تو ظاہر روایت کے مطابق اس میں خمس نہیں ہے اور اگر بچہ لڑائی میں شریک ہوا
بقوله من قتل قتيلا فله سلبه وبقوله نفله ربع الربع بعد الخمس
تو اس کو مال غنیمت میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا اور بچہ کے قول سے کہ جو کسی کو قتل کرے اس کا سامان اس کا ہے اور بچہ کے قول سے کہ میں تم کو ربع الربع دیتا ہوں خمس نکالنے کے بعد
وبقوله بعد الإحراز نفلتكم ثلث الثلث بعد الخمس فقط وانتصب للكل إن لم يفعل
اور بچہ کے قول سے کہ میں تم کو ثلث الثلث دیتا ہوں خمس نکالنے کے بعد ان تینوں قسموں کا استحقاق ہے اگر بچہ ایسا نہ کہے تو بھی یہ استحقاق ہے

وهو مرتبة وبإذنه وسلامة وما معه

اور یہ سب مقرر کی ہوئی ماں کے لیے ہے بشرطیکہ اجازت اور سلامتی کے ساتھ ہو

سوار اور پیادہ پا کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرنے کا بیان

لغوی تشریح: فصل جہاد کے احکام کا بیان ہے، مصنف رحمہ اللہ نے جہاد کو ان تمام احکام کے درمیان ذکر کیا ہے جو مقاتلہ سے متعلق ہیں، اسلام علیہ کی مال غنیمت کا حصہ جو مسلمان اپنے لئے لے لیتا ہے۔ رضخ کا معنی تھوڑا حصہ دینا ہے۔ احراز کا معنی حفاظت کرنا ہے۔ سلب مقتول کا ساز و سامان ہے۔

تشریح: قولہ وللفارس الخ ہمارے نزدیک جو فوج سوار ہوں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے دو حصے ہیں اور جو فوج پیدل ہوں ان کا ایک حصہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہی مروی ہے صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ سوار کے تین حصے ہیں ابن سیرین، عمر بن عبدالعزیز اور ابن ابی لیلیٰ رحمہم اللہ بھی یہی فرماتے ہیں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ سوار کے چار حصے ہیں امام صاحب کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سوار کے دو حصے مقرر فرمائے ہیں ایک حصہ گھوڑے کا اور ایک حصہ سوار کا۔ اور گھوڑے کے دو حصے مقرر فرمائے ہیں ایک حصہ اس کی ذاتی ضرورت کے لئے اور ایک حصہ جہاد کے لئے۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے تین حصے مقرر فرمائے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے تین حصے مقرر فرمائے ہیں اور اس حدیث میں زیادتی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہے اس لئے امام صاحب کے دلائل قوی ہیں اس لئے امام صاحب نے ان حضرات کو جو پیدل اور تین حصوں والی روایات

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

کا تحمل نہیں اسی پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ اس روایت کی بنیاد منع پر ہے اباحت پر نہیں اور اصل ہی اول ہے۔

قولہ ولو لم یقاتل الخ اگر کوئی غازی لڑائی میں شریک ہوا لیکن اس نے کوئی دشمن نہیں مارا تو اس کو بھی ایک حصہ ملے گا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ دو گھوڑوں سے زیادہ پر حصے نہیں ملے گا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے دو گھوڑوں کے علاوہ حصے مقرر نہیں فرمائے تھے[1] ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ قتال دو گھوڑوں پر نہیں ہو سکتا ایک ہی گھوڑے پر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایک ہی گھوڑے کا حصہ مقرر کیا جائے گا۔ رہا یہ کہ صحابہ کرام کو دو گھوڑوں کا کتنا حصہ ملتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار حصے عطا کئے تھے ایک خود ان کا ایک ان کی والدہ حضرت صفیہ کا اور دو حصے ایک گھوڑے کے تھے اگر پانی کی دیوی بھی ہو تو وہ تحمل پر محمول ہے یعنی یا یہاں حصہ لگانا مراد ہے یا یہ کہ آپ نے حضرت سلمہ کو اور بڑھا دیئے تھے کیونکہ آپ پیدل چلتے تھے اور بہت اچھا دوڑتے تھے[2]

قولہ والفرس الخ سوار اور پیدل کے حصوں کا اختلاف دارالحرب کے اعتبار سے ہے یعنی دارالاسلام سے چلتے وقت سوار کا اور دریا پار کرتے وقت کشتیوں کا حصہ باب کا ہی ہے اگر کوئی مقاتل دارالحرب میں سوار ہو کر داخل ہوا پھر اس کا گھوڑا مر گیا تو دونوں حصوں کا مستحق ہے۔ نوادر اور الحرب میں یہ قول کیا ہے اور یہاں جا کر گھوڑا خریدا تو ایک حصہ کا مستحق ہوگا۔ امام محمد کے یہاں تمام حصے کا وقت معتبر ہے۔ "کما فی عامۃ الکتب والظاہر من مذھبہ انہ معتبر مجرد شہود الوقعۃ"۔

قولہ والخمس الخ "آیۃ" واعلموا انما غنمتم من شیء الآیۃ میں مال غنیمت کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے کہ کل مال کے پانچ حصے کر کے ایک حصہ جس کو خمس کہتے ہیں اللہ کیلئے اور اللہ کے رسول کے لئے اور رسول کے قرابتداروں یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب کیلئے ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا نام محض تعظیم و تبرک کے لئے ہے۔ جیسا کہ آیت "قل الانفال للہ والرسول" میں ہے یا یہ کہ تمام مہمات دینیہ کی مد اس کو حصہ کی ضرورت نہیں بعد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو العالیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اللہ کا حصہ خانہ کعبہ کی تعمیر و مساجد کی ضروریات میں صرف ہوگا یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تعمیر کعبہ اور مساجد کی ضروریات کو پورا کرنا اہل اسلام پر فرض ہے۔ لہٰذا آنحضرت صلعم کا حصہ بھی آپ کی وفات کے بعد حصہ کے مد ایک ساتھ ہوگیا۔ کیونکہ اب آپ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ خلفاء نے اس پر عمل کیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کا حصہ خلفاء کی اور اہل بیت کی ضروریات میں صرف کرتے تھے۔ مگر اقارب کی تحریر کی اس میں داخل ہے اور جب آنحضرت صلعم کی ذوی القربیٰ یہ ہے ہو گئے تو یہ حق بھی ساقط ہو گیا۔ بنی قیس کے صدقات صرف نہ ہونے سے۔ یتامیٰ مساکین اور مسافرین جن میں بعض کے نزدیک آنحضرت صلعم کی قرابت ہاشمیہ کو جذبہ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بنو ہاشم کے ساتھ ان میں فروعیت کی وجہ سے۔

قولہ وقدم الخ "آیۃ" قس کی تقسیم قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ یتامیٰ اور مساکین و مسافرین پر مقدم کئے جائیں گے بعض بنو ہاشم یتیم اور غریب ہوں گے اور بعض بنو ہاشم نہ ہوں گے اور ان کا مستحق دوسرے مستحقین سے زیادہ ہوگا۔

قولہ ولیس لہ حق الخ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت دارالحرب میں رہنے والے قوی میں سے قس پر ہاتھ ڈالے اور اس سے قوت نہ ہٹا سکے تو یہ ہاتھ ڈالنا ہی کافی ہے۔ کیونکہ قس وظیفہ جنگ سے ہے اور جنگ دے چکا حاصل اس کا یہ ہوا کہ قس کا مستحق وہ ہے جو اہل جنگ میں سے ہو۔

قولہ ولا حق الخ لوگوں کو قتال پر اکسانے کیلئے یا یہ کہا ہے کہ جو قس کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کا قاتل کا سب سامان اس کو دیا جائے گا کسی دوسرے کے متعلق کہہ دے کہ تم کو چوتھائی ملے گی "کما لو نوع الامام بعض ما یحق للغانمین فقال لمن قتل قتیلا فلہ سلبہ او قال لمن اخذ شیئا فلہ ثلثہ او ربعہ"۔

---

[1] اخرجہ الشافعی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بلفظ "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسہم للزبیر یوم خیبر اربعۃ اسہم سہما لہ ولفرسہ وسہما لذوی القربی" (نصب الرایہ ۴/۲۳۲)

[2] یہ مسلم ہے کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بہت تیز دوڑتے تھے اور ان کے متعلق یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے ایک دن میں ستر میل دوڑ کر طے کئے تھے۔

باب استیلاء الکفار

باب کافروں کے غلبہ کے بیان میں

التعبید بالضرب والاسترقاق واختصاصہم المملوکین بالبیع

مسئلہ اگر کفار مسلمانوں پر غلبہ پا لیں اور ان کا مال اور عورتوں کے مالک ہو جائیں تو ان کے مالک ہو جائیں گے اور اگر ہم ان کے مالک ہو جائیں تو ہم ان پر

وإن غلبوا على أموالنا وحرزوها بدارهم ملكوها فإن غلبنا عليهم لم يملكوا إلا بالحيازة بدارهم وإن غلبنا عليهم بعد ما حازوها بدارهم ملكناها

غالب آ جائیں، اگر وہ ہمارے اموال پر غالب ہو جائیں تو جو چیز کوئی ان کے گھر میں لے گیا تو اس کو ملے گا۔

ومن أسر عبدا مسلما أو ذميا فغلبوا عليه وذهبوا به إلى دارهم ثم ظفرنا به أخذه بغير شيء وإن أبق عبد مسلم أو ذمي فلحق بهم فأخذوه فباعوه من تاجر فذهب به إلى دار الإسلام فجاء مولاه فأقام البينة أخذه بالثمن الذي وقع عليه البيع

اور اگر ہم نے بعد قبضہ کے ان کے ہاتھ اس کو بیچ دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ ان سے اس کی قیمت لے کر اس کو چھوڑ دے اور اگر ہم نے ان سے اس کی قیمت نہیں لی تو مالک کو اختیار ہے کہ ان سے اس کو بغیر قیمت کے لے لے۔

وإن نكح الحربي الحربية ثم استرق أحدهما فسبي الزوج وحده أو الزوجة وحدها أو سبيا معا فقد انقطع النكاح بينهما وإن سبي أحدهما بعد ما دخل بها فعليها العدة

اور اگر حربی حربیہ سے نکاح کرے پھر ان میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو قید کر لیا گیا تو ان کا نکاح ٹوٹ گیا اور اگر ان میں سے کسی ایک کو قید کیا گیا بعد اس کے کہ اس نے اس سے صحبت کر لی تھی تو اس پر عدت ہے

ولو أسلم عبد ثم جاءنا أو ظهرنا عليهم عتق

یا کوئی غلام ہم مسلمان ہو کر ہمارے پاس آ گیا یا ہم اس پر غالب ہو گئے تو غلام آزاد ہو جائے گا۔

توضیح الالفاظ: التعبید، غلام بنا لینا، رقیق بنا لینا۔ الاسترقاق، کسی کو غلام بنانا۔ الحیازۃ، قبضہ کرنا۔ الابق، بھاگنا۔ اللحاق، ملنا۔ الظفر، غلبہ پانا۔

تشریح المسائل: قولہ وإن غلبوا على أموالنا الخ: اگر ہمارے اموال پر کفار غلبہ پا لیں اور وہ ان کو دار الحرب میں لے جائیں تو ان کے مالک ہو جائیں گے، اور مالک کے لیے بھی دار الحرب میں جا کر ضروری نہیں کہ وہ غلبہ پا لینے سے ہی مالک ہو جائے۔ امام محمد سے اس بارے میں دو روایتیں ہیں ایک میں مالک کے لوٹ کے مال کی طرح ایک قول ان کا بھی ہے کہ مالک ہو جائے گا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ کفار مالک نہیں ہو سکتے کیونکہ مسلمان کا مال محترم ہے لقولہ علیہ السلام لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفسہ منہ۔ ولنا قولہ تعالیٰ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم الآیۃ۔ اس آیت میں مہاجرین کو فقراء کہا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ فقیر وہی ہو سکتا ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو۔ تو اگر کفار کا غلبہ مال کے مالک ہونے کا سبب ہوتا تو مہاجرین فقراء کہنا صحیح نہیں، کیونکہ اب تو وہ مالک ہیں۔

قولہ وان عبدا یبیع حربی الخ کا مسلمانوں کا دار حرب سے لگے ان کے بعد مسلمانوں کا پر غلاب آ گئے تو اسے جو مسلمان یا ذمیوں کے درمیان مال تقسیم ہونے سے پہلے اپنی کوئی مملوک شئی بیچ دے تو اس کو اختیار ہے اور اگر تقسیم ہو چکی ہو تو پھر وہ بلا قیمت سے بیکار قیمت دیئے بغیر لے سکتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک مال اپنی پہلی تقسیم پر باقی ہے تو وہ بلا قیمت سے اور تقسیم کے بعد بغیر قیمت کے واپس لے سکتا ہے اگر کوئی شخص اس چیز کو ان لوگوں سے خرید کر دار الاسلام میں لے آئے تو پھر اس قیمت کے ساتھ لے سکتا ہے جو اس نے خرچ کی ہے اگرچہ وہ مملوک غلام ہو اس کی قیمت دی گئی ہو یا مشتری کے ہاتھوں بیچا گیا ہو اس شئے کے علاوہ کسی شئے کے متعلق یہ کوئی قیمت نہیں پڑتی۔

قولہ فان تکفر واتبع بیک فلیس کا مطلب کوئی دلیل ظاہر نہ کرے کہ وہ ذمی ہو گیا جو اس کو خرید کر دار الاسلام میں لے آیا ہاں اگر وہ ذمی ہو کر کسی دوسرے شہر میں چلا گیا ہو یا دار الاسلام میں رہتا ہو تو پھر اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور اس کی قیمت کے ساتھ اس کو لینے کا حق نہیں ہوگا کیونکہ اس کا ذمی ہو کر چلے جانا اس کی طرف سے اس کی ملکیت کو ختم کرنے کا ارادہ ہے

(مستامن دارالاسلام میں ایک سال سے زیادہ نہیں رہ سکتا)

فقرہ 1 تا ۔

آجائیں اور جزیہ دینا قبول کریں (۲) یا غلبہ حاصل کرنے کے بعد قتل کردیں (۳) غلبہ حاصل کرنے کے بعد ان کو قید کرلیں۔ مصنف فرماتے ہیں کہ امام کو اختیار ہے ان تینوں صورتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرلے۔ یہ اختیار اس لئے ہے کہ وہ یہ دیکھے گا کہ کس صورت میں مسلمانوں کا فائدہ ہے اور کس صورت میں نقصان ہے۔ اس کے مطابق عمل کرے گا۔ لیکن یہ اختیار اس وقت ہے جب کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں مسلمانوں کا نقصان نہ ہو۔ کیونکہ دین کا مقصد دشمن کے قتل کی ممانعت ہوتا ہے۔ لیکن یہ اختیار اس وقت ہے جب کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں مسلمانوں کا نقصان نہ ہو۔ کیونکہ دین کا مقصد دشمن کے قتل کی ممانعت ہوتا ہے۔ لیکن یہ اختیار اس وقت ہے جب کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں مسلمانوں کا نقصان نہ ہو۔ کیونکہ دین کا مقصد دشمن کے قتل کی ممانعت ہوتا ہے۔

قولہ ولو اسلم قبل الخ اور اگر حربی کافر مسلمان ہونے سے پہلے گرفتار ہوگیا۔ اور اپنے بیوی بچے اور مال کو چھوڑ کر دار الحرب میں بھاگ گیا۔ پھر دار الحرب سے مسلمان ہو کر آگیا۔ تو اس کا مال اور بیوی بچے اس کو واپس نہیں ملیں گے۔ اب وہ مال غنیمت کی طرح ہوگا۔ اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ اور بیوی اس کے لئے حلال ہوگی۔ اور اس کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس سے نکاح کرلے۔ اور چاہے تو اس کو طلاق دیدے۔ اور اس کی عدت تین حیض ہوگی۔ اور اس کے بچے اس کے لئے حلال نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ دار الحرب میں ہیں۔ اور یہ دار الاسلام میں ہے۔ جو بچے مسلمان ہونے سے پہلے ان کی ماں مسلمان ہوگئی تو وہ بچے اس کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے۔ کیونکہ ان کا دین ماں کے تابع ہوتا ہے۔ اور اگر ماں مسلمان ہونے سے پہلے مرگئی تو بچے اس کی طرف لوٹائے نہیں جائیں گے۔ کیونکہ ان کا دین باپ کے تابع ہوتا ہے۔ اور باپ کافر ہے۔ اور اگر بچے بالغ ہوگئے تو ان کا دین ان کے اپنے اختیار کے تابع ہوگا۔ اگر وہ چاہیں تو اسلام قبول کرلیں۔ اور اگر چاہیں تو کفر پر قائم رہیں۔ کیونکہ بالغ ہونے کے بعد ان کا دین ان کے اپنے اختیار کے تابع ہوتا ہے۔ اور اگر بچے نابالغ ہوں۔ اور ان کا باپ مسلمان ہوگیا۔ اور اپنی بیوی بچے اور مال چھوڑ کر دار الاسلام میں آگیا۔ پھر دار الحرب سے مسلمان ہو کر آگئے تو ان کا مال ان کو واپس کردیا جائے گا۔ اور بیوی بچے بھی ان کو واپس کردیئے جائیں گے۔ کیونکہ اس صورت میں دار الحرب میں ان کا کوئی مال نہیں ہوتا۔ اور اسلام ہونے میں ان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور اگر بچے نابالغ ہوں۔ اور ان کا باپ مسلمان ہونے سے پہلے مرگیا۔ پھر وہ مسلمان ہو کر آگئے تو ان کا مال ان کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کا مال مال غنیمت ہوگیا۔ اور بیوی بچے بھی ان کو واپس نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ ان کا باپ مسلمان ہونے سے پہلے مرگیا۔ اور بچے اس کی طرف لوٹائے نہیں جائیں گے۔ کیونکہ ان کا دین باپ کے تابع ہوتا ہے۔ اور باپ کافر ہے۔ اور اگر بچے بالغ ہوگئے تو ان کا دین ان کے اپنے اختیار کے تابع ہوگا۔ اگر وہ چاہیں تو اسلام قبول کرلیں۔ اور اگر چاہیں تو کفر پر قائم رہیں۔ کیونکہ بالغ ہونے کے بعد ان کا دین ان کے اپنے اختیار کے تابع ہوتا ہے۔ اور اگر بچے نابالغ ہوں۔ اور ان کا باپ مسلمان ہوگیا۔ اور اپنی بیوی بچے اور مال چھوڑ کر دار الاسلام میں آگیا۔ پھر دار الحرب سے مسلمان ہو کر آگئے تو ان کا مال ان کو واپس کردیا جائے گا۔ اور بیوی بچے بھی ان کو واپس کردیئے جائیں گے۔ کیونکہ اس صورت میں دار الحرب میں ان کا کوئی مال نہیں ہوتا۔ اور اسلام ہونے میں ان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور اگر بچے نابالغ ہوں۔ اور ان کا باپ مسلمان ہونے سے پہلے مرگیا۔ پھر وہ مسلمان ہو کر آگئے تو ان کا مال ان کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کا مال مال غنیمت ہوگیا۔ اور بیوی بچے بھی ان کو واپس نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ ان کا باپ مسلمان ہونے سے پہلے مرگیا۔ اور بچے اس کی طرف لوٹائے نہیں جائیں گے۔ کیونکہ ان کا دین باپ کے تابع ہوتا ہے۔ اور باپ کافر ہے۔ اور اگر بچے بالغ ہوگئے تو ان کا دین ان کے اپنے اختیار کے تابع ہوگا۔ اگر وہ چاہیں تو اسلام قبول کرلیں۔ اور اگر چاہیں تو کفر پر قائم رہیں۔ کیونکہ بالغ ہونے کے بعد ان کا دین ان کے اپنے اختیار کے تابع ہوتا ہے۔

قولہ ومن غنم منهم مسلم الخ اور اگر حربی کافروں کے علاقہ میں ہی مسلمان ہوگیا۔ اور اپنی بیوی بچے اور مال وہیں چھوڑ کر دار الاسلام میں آگیا۔ پھر دار الحرب سے مسلمان ہو کر آگئے تو ان کا مال ان کو واپس کردیا جائے گا۔ اور بیوی بچے بھی ان کو واپس کردیئے جائیں گے۔ کیونکہ اس صورت میں دار الحرب میں ان کا کوئی مال نہیں ہوتا۔ اور اسلام ہونے میں ان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور اگر بچے نابالغ ہوں۔ اور ان کا باپ مسلمان ہونے سے پہلے مرگیا۔ پھر وہ مسلمان ہو کر آگئے تو ان کا مال ان کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کا مال مال غنیمت ہوگیا۔ اور بیوی بچے بھی ان کو واپس نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ ان کا باپ مسلمان ہونے سے پہلے مرگیا۔ اور بچے اس کی طرف لوٹائے نہیں جائیں گے۔ کیونکہ ان کا دین باپ کے تابع ہوتا ہے۔ اور باپ کافر ہے۔ اور اگر بچے بالغ ہوگئے تو ان کا دین ان کے اپنے اختیار کے تابع ہوگا۔ اگر وہ چاہیں تو اسلام قبول کرلیں۔ اور اگر چاہیں تو کفر پر قائم رہیں۔ کیونکہ بالغ ہونے کے بعد ان کا دین ان کے اپنے اختیار کے تابع ہوتا ہے۔

باب العشر والخراج والجزية

باب عشر وخراج اور جزیہ کے بیان میں

فصل في العشر والخراج والجزية اراض الفرب وحكم فعله او ترك عنوة وقسمة بين الغانمين عشرية

عرب کی زمینوں اور ان پر عائد ہونے والے عشر کے بیان میں جو غلبہ کے ساتھ فتح کی گئی ہو اور ان زمینوں کو تقسیم کرنے کی یا نہ کرنے کی

والبلدة وما فتح عنوة وقرّ اهله غلبة و صالحهم عواجبة و لو اخبى مولى

اور شہروں کے بیان میں جو غلبہ سے فتح کی گئی ہو اور اس کے باشندوں پر قرار دیا گیا ہو یا صلح کے ساتھ فتح کی گئی ہو اور ان پر خراج عائد کیا گیا ہو

يخبر بفروجه العشرية وخراج عربية بصلح لجزء صاع ودوهم

کرتی ہیں اور ان کے قرب کا اعتبار ہوگا اور بصرہ عشری ہے اور وسط اصفہان میں ایک جزیہ کا خراج ایک درہم ہے

وفي جريب الرطبة عشرة دراهم وفي الكرم والنخل المتصل عشرة دراهم

اور کھجوروں کی ہر جریب میں ایک درہم ہے اور انگور اور کھجور کے متصل درختوں والی زمین میں ایک جریب کا خراج دس درہم ہے

وفي قم نطق ما وظف عليهم بصلح الا بزيادة ولا خراج عن غلب على ارضه الماء

اور قم کے رہنے والوں پر جو مقدار کی تحمیل نہ ہو تحصیل کم کر دیا جائے بخلاف رہائی کے اور خراج نہیں ہے اگر غالب ہو جائے زمین پر پانی

او انقطع او اصاب الزرع الة وان عطلها صاحبها او اسلم او اشترى مسلم ارضا جراج

یا منقطع ہو جائے یا کھیتی کو کوئی آفت پہنچے اور اگر زمین کا مالک اس کو بیکار کر دے وہ مسلمان ہو جائے یا کوئی مسلمان خریدے زمین خراج سے

بحث ولا عشر فيما يخرج اوجاوز الوقص الخارج

تو خراج واجب ہوگا اور عشر نہیں ہے خراجی زمین کی پیداوار میں

تشریح اللغۃ قولہ باب الخ جس چیز کے ذریعہ خراجی مساحت معلوم کی جاتی ہے اس کے بیان کرنے کے بعد وظائف وغیرہ کو ذکر کرنا چونکہ خراج ہی پر ہوتے ہیں۔ لہٰذا عشر میں چونکہ محض عبادت ہیں بخلاف خراج کے کہ وہ عبادت محضہ ہے۔ اسلئے عشر کو مقدم کر رہا ہے۔ عشر بضم عین وسکون شین مصدر کہتے ہیں۔ اور عشر ان (مثلث العین) کاس کو کہتے ہیں جو مقدار میں دسویں حصہ کے برابر ہو۔ یعنی کل پیداوار سے دسواں حصہ زمین یا قیمت کا محصول جو یہاں مال کو کہتے ہیں جو تجارت کا سامان ہے کے بدلے میں وصول کیا جائے۔

قولہ فی الخراج الخ کل کی کل اور وہ زمین جس کے مالکوں نے صلح قبول کر لیا ہو اور وہ ملک جو بزور بازو فتوحات اسلام فتح کیا گیا ہو اور ان کی زمین کے درمیان تقسیم کر دی گئی ہو وہ سب عشری ہیں۔ کیونکہ عرب کے قبائل جو مسلمان ہو جانے تھے ان کی زمینیں ایسی کی ملک رہنے دی گئیں اور مفتوحہ زمین غازیوں کے درمیان تقسیم ہوئی تھی۔ وہ غازیوں کی ملک ہوئی تھی۔ ان سب زمینوں پر کسی قسم کا کوئی خراج نہ تھا بلکہ اس کی پیداوار میں عشر یا نصف عشر تھا۔ عرب کی زمین سے عشر کے سوا اور کسی قسم کا خراج نہ لینا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ خلفاء راشدین سے اس لئے عرب کی کل زمین عشری ہے۔

فائدہ امام کرخی نے ذکر کیا ہے کہ عرب سے مراد حجاز ہے اور یمن قاز تہامہ لیکن نہ کہ طائف جنگل ہے جعل نے کہا کہ عرب کی تہامہ میں داخل ہونا ہے عدن سے وادی القریٰ تک اور عراق کی زمین کا نام ہے اور حجاز کی زمین کا نام ہے جو تہامہ اور نجد کے درمیان واقع ہے سواد عراق عرب کی حدود یہ ہیں عدن ابین لبنان (یعنی وادی عبرہ سے حدود شام تک عوالی اور بلد اور اس کے ماوراء یعنی حلوان تک سے حدود تمام تک العذیب اور اطراف حیرہ کی انتہا سے مراد ساحل فرات کے درمیان کا مقام ہے۔

قولہ وطسوا الخ سواد عراق کی زمین اور وہ زمین جو غیر غالب کے ساتھ فتح کی گئی ہو اور اس کے باشندوں کو دیں پر قرار رکھا گیا ہو وہ صلحاً فتح کی گئی ہو یہ سب زمینیں خراجی ہیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے سواد عراق پر اس لئے فتح ہونے کے بعد خراج ہی مقرر فرمایا تھا جس کی تفصیل یہ ہے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سواد عراق حضرت سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو ملک عرب میں پہلی تقسیم نشان فتح تھی۔ حضرت عمرؓ نے دہاں کی زمین غازیوں کے درمیان تقسیم کرنے کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا تو بعض صحابہ نے مخالفت کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس کی تقسیم نہ کیجئے تاکہ یہ مسلمانوں کا مستقل سرمایہ رہے حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ اگر آپ نے اس کو تقسیم کر دیا تو قوم کے ہاتھ میں بہت بڑی رقم ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ کسی طرح تمام زمین کسی واحد کے ہاتھ میں چلی جائے اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے کچھ نہ رہے۔ حضرت بلالؓ وغیرہ نے اس کے خلاف کہا اور کہا کہ ہم

بقیہ: [illegible] کتاب الاموال [illegible] ص ۷۴ [illegible] ص ۳۵ [illegible]

نے اس کو رد کیا ہے اور اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد عراق کو غانمین میں تقسیم نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کو مسلمانوں کی عمومی ملکیت قرار دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کی زمین، جس سے کاشتکار روزی حاصل کرتے تھے، کو ان کے قبضہ اور ملکیت میں برقرار رکھنے کا حکم دیا تھا اور تمام مجتہدین نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ: سواد عراق کی حدود یہ ہیں۔ عذیب سے لے کر حلوان تک طولاً اور لعلث سے عبادان تک عرضاً۔ عذیب بالتصغیر قادسیہ کے پاس ایک گاؤں کا نام ہے۔ یہ کوفہ سے چار مرحلہ کے فاصلہ پر ہے۔ لعلث عراق اور خوزستان کے درمیان ایک پہاڑ کا نام ہے۔ حلوان بضم حاء و سکون لام و فتح واو و نون و ثاء مثلثہ کے ساتھ ایک شہر کا نام ہے جو عراق کی حد ہے۔

عبادان بفتح عین مہملہ و سکون باء موحدہ و فتح الف و دال مہملہ و آخر نون ایک شہر کا نام ہے جو ساحل بحر پر ہے اور خلیج فارس کے ساحل پر واقع ہے۔ یہ شہر دجلہ کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور عراق کا آخری شہر ہے۔ اس کے بعد بحر فارس شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن حنیف اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ سواد عراق کی پیمائش کریں۔ انہوں نے طول و عرض کی پیمائش کی تو طول میں دوڑتے ہوئے اونٹ کی تیز رفتار سے چھتیس روز کا راستہ نکلا اور عرض میں ایک شخص کے دوڑتے ہوئے گھوڑے کی تیز رفتار سے بیس روز کا راستہ نکلا۔ (کذا فی ہدایہ)

فوائد و خواص: جو زمین فتح ہوئی اس کی زمین کے پانی پر اور زمین پر خراج مقرر کرنے کا اختیار ہے کہ ایک جریب کا خراج ایک درہم یا ایک قفیز (ایک خاص قسم کا پیمانہ) گندم سے کم خراج سے اور جو زمین اس سے بہتر ہو اس میں دو درہم یا دو قفیز گندم یا ایک درہم اور ایک قفیز گندم یا ایک درہم اور دس صاع گندم یا ایک درہم اور دس صاع جو یا ایک درہم اور ایک جریب کا خراج ہے اور جو زمین اس سے بھی اعلیٰ ہو اس میں دس درہم یا دس قفیز گندم کی مقدار پیداوار ہو۔ زیادہ کا اور گندم کا خراج مقرر کرنا جائز ہے۔ ایک جریب کا خراج اس اندازہ میں مقرر کرنے کا مدار زمین کی پیداوار پر ہے۔ اس کی کوئی خاص مقدار نہیں ہے۔

قولہ: اور لو بقی الخ جس زمین پر خراج کی کوئی خاص مقدار مقرر کی گئی ہو۔ پھر اس کی پیداوار میں کمی ہو جائے یا مقدار مقرر میں کمی کی جا سکتی ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی مقدار میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا اگرچہ اس زمین کی پیداوار میں اضافہ ہو جائے۔

قولہ: اور اگر فتح کے وقت زمین پر پانی غالب آ جائے۔ یا پانی منقطع ہو جانے کی وجہ سے زمین بیدار کے قابل نہ رہی یا کھیتی پر کوئی دوسری آفت آ جائے تو خراج موقوف ہو جائے گا۔ کیونکہ خراج کا مدار پیداوار کی کثرت پر ہے۔ اس صورت میں معطل ہو جائے گا۔ کوئی مسلمان خراجی زمین خرید لے۔ اس طرح حاصل کرنے سے خراج ساقط ہو جائے گا۔

قولہ: لا عشر الخ: خراجی زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہوتا اور حنفیہ کے نزدیک دونوں جمع نہیں ہوتے۔ شافعیہ فرماتے ہیں کہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ مزارعت کے مختلف فیہ مسئلہ پر مبنی ہے۔ جب ہم نے ان کے جمع نہ ہونے کی وجہ بیان کی تو ان کے جمع ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے ہیں۔ خراج اس زمین کی واجب ہوتا ہے جو غلبۂ اسلام کے وقت مفتوح تھی۔ اور جو زمین بعد میں فتح کی گئی ہو اس میں خراج نہیں ہوتا۔ شافعی فرماتے ہیں کہ غلبۂ اسلام کے وقت کی زمین اور بعد کی زمین میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں میں خراج واجب ہو سکتا ہے۔

---

۱ صحیح مسلم، باب حکم الفیء، رقم الحدیث ۱۷۵۷، ۲ صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فرض الخمس، رقم الحدیث ۲۹۹۶، ۳ صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ، رقم الحدیث ۳۱۲۶، ۴ صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ، رقم الحدیث ۳۱۲۶

فضہ فی الجزیۃ لو وضعت جزیۃ من لا یقبل عنہا والا توضع علی الفقیر المعتمل فی کل سنۃ اثنی عشر درھما

(فصل) جزیہ اگر فریقین کی رضامندی سے مقرر ہوتا کہ اس سے عدول کیا جائیگا اور نہ مقرر کیا جائے فقیر پر جو کہ کماتا ہو ہر سال بارہ درہم

وعلی وسط الحال ثمانیۃ واربعین وعلی الموسر ثمانیۃ واربعین

اور درمیانی حال والے پر اس کا دوگنا اور مال دار پر اس کا دوگنا

جزیہ کے احکام

تشریح الفقہ: لو فرض الجزیۃ فلیس لہ ان یعدل عنہا یعنی جزیہ مقرر ہوجانے کے بعد اس کا مقرر کرنے والا یا کوئی اور اس کو بدل نہیں سکتا اور نہ اس کی جگہ کوئی اور چیز مقرر کرسکتا ہے کیونکہ جزیہ کی مقدار کا تعین صلح کے وقت ہوچکا ہے اور صلح کے بعد اس میں کوئی تبدیلی جائز نہیں کیونکہ اس کو بدلنا عہد شکنی ہے اور اگر مقررہ جزیہ معین نہ ہو جیسا کہ کافروں کے غلاموں اور عورتوں کا مالک پر جزیہ مقرر کرنے کے بعد ظہور ہوا تو اس کے تین درجے ہیں (۱) اگر کافر غریب ہو کچھ کماتا کھاتا نہ ہو تو اس پر بارہ درہم سالانہ جزیہ مقرر ہوگا اور یہ بارہ درہم ایک درہم لیا جائے گا (۲) اگر درمیانہ درجہ کا آدمی ہو تو اس سے سالانہ چوبیس درہم لئے جائیں گے (۳) اور اگر مالدار ہو تو سالانہ اڑتالیس درہم لئے جائیں گے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ فقیر ہو یا غنی ہر فریق سے ایک دینار لیا جائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فرمایا تھا کہ ہر بالغ مرد سے ایک دینار وصول کرو۔ منتہ عبدالرزاق فی ہر سال سے بھی زیادہ دینار لینے کا حکم ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی سے وہی مقدار منقول ہے جو ابو یوسف نے ذکر کی ہے نیز وہی حدیث معاذ سورہ بقرہ کی آیت "ولذا امر بالا عتصام الحاصلۃ ولا جزیۃ علیہما"۔

وتوضع علی کنائسہم ومتعبدہم ودورہم ونخلہم وضیاعہم واموالہم وعبیدہم وثمارہم وانعامہم وتغیر بموت

اور مقرر کیا جائے گا کنائسی پر اور کنیسہ پر اور گھر بت پرست یا کہ کے عربی بت پرست پر تجارت پر جو گھوڑے غلام کھیت باغ انعام سے کمانے والے فقیر

الراس وتضعف بتغیر الاسلام والتکرر والمؤنث

اور اپنے کو شیخ کہنے پر جو لوگوں سے کھیل لیتا ہو۔ رکھتا ہو اور مالدار ہوجاتا ہے مسلمان ہونے اور مرد سے عورت اور گنوار ہونے سے۔

تشریح الفقہ: لو وضع الخ یہ اصل کتاب میں ہے کہ جزیہ مجوسی ہوں یا نصرانی اور یہودی سب کافروں پر جزیہ مقرر کیا جائیگا۔ تورہ تعالیٰ (من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ) نیز ان لوگوں کا جزیہ لینا جو زمرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کیا گیا ہے یہ اصل ہے کہ ان اور ایسے کافروں کا جو نصرانی تھے اور ان کے دین میں اکثر عرب کے یہود تھے اور کہیں سے کہیں کے یہود کا سوائے سمرہ کے مجوس کے ساتھ بعد پر مقرر ہونے جزیہ لینے میں اختلاف ہے کیونکہ کسی بت پرست سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جزیہ لینا ثابت نہیں۔ امام ابو حنیفہ امام مالک امام احمد فرماتے ہیں کہ اصل کتاب اور بت پرست سب کا جزیہ قبول کرنا درست ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ صرف اصل کتاب سے جزیہ قبول کرنا درست ہے بت پرستوں سے نہیں کیونکہ کتاب اللہ میں اصل کتاب کی قید ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اصل کتاب ہی سے لیا ہے جو پہلے ہو کہ آتش پرست اور بت پرست میں کوئی فرق نہیں بلکہ بعض اوقات مجوسیوں کی حالت بت پرستوں سے بھی بدتر ہے کیونکہ بت پرست حاذق کے قائل ہیں اور کوئی حاذق خدا حاذق شر سمجھتے ہیں کوئی کرامات بدیہ کہتے ہیں اپنی بیٹی اور بہن سے نکاح درست

ع ۱۲ از تقریر مولانا اسلم صاحب دامت برکاتہم

(۲) ابی شیبہ، ابن ابی شیبہ، ابن سعد، ابن ابی عمر، عبدالرزاق فی مصنفہ

کہتے ہیں ہر بت پرست ان عربیت سے اور جو ان عربوں کے باوجود بھی ہیں ہے۔ لیکن ان کو ان کے دین پر رہنے کی اجازت نہیں بلکہ بت پرستوں کو یہ اجازت کیوں نہ حاصل ہو کی روایۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ بت پرستوں سے جزیہ نہ لیا حالانکہ ان کی وہ عبادت بدتر ہے کیونکہ جب جزیہ کا حکم نازل ہوا اس سے پہلے تقریباً تمام بت پرست قبائل میں اسلام داخل ہو چکا تھا اور اس کے بعد بت پرست قبائل سرنگوں کی ضرورت نہیں ہوئی اور ہمارے کتب سے مستفاد ہوا اور یہی ہر جزیہ مقرر ہوا۔

قولہ لانعرفی اتفاق احناف وہ مالک کے یہاں کہ اہل کتاب اور بت پرستوں پر جزیہ ہے مگر خاص عرب کے بت پرست اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہی میں پیدا ہوئے اور انہی کی زبان میں قرآن نازل ہوا اور اس کے معنی اور حقیقت و بلاغت سے زیادہ واقف ہیں پس ان کا کفر شدید تر ہے لہٰذا حکم بھی سخت ہوگا یعنی یا اسلام قبول کریں یا مقتول ہوں بخلاف عجم کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے کہ عجم پر جزیہ مقرر فرمایا کیونکہ عجم میں اسلام اتنا نہیں ہوا تھا کہ اس لئے جزیہ لیکر وہاں بت پرستی کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

قولہ والمحکم والمحکم کی کسی سے چند سالوں کا جزیہ لے لیا گیا ہو تو امام صاحب کے نزدیک ہر ایک سال نئے گزشتہ کا جزیہ ساقط ہو جائے گا اور صرف اس سال کا جزیہ لیا جائے گا صاحبین کے نزدیک ساقط نہ ہوگا بلکہ گزشتہ سالوں کا بھی جزیہ وصول کیا جائے گا یہی ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے کیونکہ ہر سال کا جزیہ مستقل طور پر واجب ہے لہٰذا تاخیر سے ساقط نہ ہوگا امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ جزیہ بطور عقوبت واجب ہوتا ہے اور جب عقوبت ساقط ہو جاتی ہے تو ان میں داخل ہو جاتا ہے جسکا ایک ہی سال لازم ہوگا۔

ولایؤخذ "بیعۃ ولاکنیسۃ فی دارنا وبعثوا انمنعہم ویضرب القاضی علی الذمی والمرتد والمشرک الذی یاتی بمحکمہ اور گرجا دار الاسلام میں سے بنایا جائے یا منہدم کردہ دوبارہ بنایا جا سکتا ہے اور کنائس رکھا جائے ذمی کو ہم سے بیت اور صوامع اور ان فلا یمکنون خمرا ولا یظہرون ضلالۃ ولا یظہرون بالصلیب والکنیسۃ ویمکنون من الکنائس ولا یتظاہرون بالاکل فی شہر رمضان فی الطریق میں کسی جگہ نہ کھولے اور نہ ظاہر کرے اور نہ صلیب کو استعمال کرے اور ظاہر نہ کرے ناقوس کو اور سوائے اپنے شہروں کے اور جہاں کہیں پر ہو اس کا ہمیں کوئی حق نہیں ہوتا اس کا ہمیں حق ہوتا ہے والزنا بمسلمۃ وقتل قتلہ رسب النبی علیہ السلام بل بالحدی نشہ اور زنا کرے مسلمان عورت کیساتھ تو مسلمان کو یہ سزا نہیں ملے گی بلکہ اس کو قتل کیا جائے گا اور حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا بلکہ اس کو حد شرعی لگائی جائے گی فو بالقسمہ علی موضع للحرب وصار کالمرتد ویوخذ من الحربی والعشر ہو ذمی کی تجارت کیلئے کسی ملک یا شہر میں جائے سے تو اس پر دسویں حصہ کا مال لیا جائے گا جس طرح حربی سے جو مال لیا جاتا ہے ضعف وکلوب ومولاہ کمولی لقریش فی الخراج والجزیۃ ومن تغلبی وعلیۃ نصف الحرب وصاحفا بہم ہر ایک کو ثابت ہے جو ان کا آزاد کردہ غلام قریشیوں کے آزاد کردہ کی طرح ہے اور جو تغلبی کا مال ہے اس پر کفار کی طرح عشر لیا جائے گا اور جو مال ہم ان سے بلا قتال حاصل کریں بغیر فی معناہا کالمتروک وسکانہ کالقناطر والجسور یہ قتال حاصل کریں اس کو ہماری مجبوری میں صرف کیا جائے مثلاً پل بنانے اور چھوٹے بڑے نہر کھودنے وکفایۃ القضاۃ والعمال والمقاتلۃ وذراریہم ومن مات فی بعض الثغور حرم علی العطاء اور قاضیوں عالموں سپاہیوں اور ان کی اولاد کے روزینے مقرر ہیں اور جو شخص سرحد کے کسی حصہ میں مر جائے تو وہ محروم ہوگا سالانہ سے۔

لو تصح الصلح بغیر شیء کہ اگر کچھ مال دینا صلح میں طے نہ ہو تو صلح صحیح ہے اور ہر سال کے بدلہ ایک دینار ہوگا جس کو ادا کرنا ہے اس پر ہر سال کے

---

1 (ابن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابو بکر الکوفی المتوفی ۲۳۵ھ، المصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجہاد، باب من قال لیس علی اہل الذمۃ جزیۃ، ج ۶، ص ۴۸۲، مکتبۃ الرشد)

جمع الاقاف بالال سب کمال ریا صفت وہ بندہ التوبیخ ظاہر ہونا قاہر بالظہر پہلی وہ صدقہ دینا بخشنا جمع جمع ہونا ہواری جمع ذو ریا

تشریح الفقہ قولہ وہو صدقۃ الخ تغلبی غلب (بکسرہ) الغین اسمال بن ریعہ کی طرف منسوب ہے یہ عرب کی ایک قوم تھی جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہوگئی تھی حضرت عمرؓ نے ان سے جزیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ جس طرح تم عربوں سے یعنی مسلمانوں سے مال صدقہ وصول کرتے ہو اسی طرح ہم سے لو حضرت عمرؓ نے ان سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تمہارے کو صدقہ نہیں لینے دیں گے ان میں سے کچھ انکار کر کے چلے گئے اور کچھ منتشر ہو گئے تو نعمان بن زرعہ کے حضور سے یہ بات طے ہوئی کہ ان سے جزیہ میں دگنی زکوٰۃ لی جائے اور صدقہ کے نام سے لی جائے چنانچہ اسی پر معاہدہ ہو گیا اور چونکہ زکوٰۃ کو تو توں سے بھی لیا جاتا ہے اس لئے مذکب کی عورتوں سے بھی لی جائے گی۔ لوامشورہ دیا۔

لولہ وسولاہ الخ تغلبی کے آزاد غلام سے بھی جزیہ اور خراج لیا جائے گا جیسا کہ تغلبی کے آزاد غلام سے لیا جاتا ہے اور حدیث "لا یؤخذ الفقہ مسلم بلا جزیہ" حرمت صدقہ کے ساتھ مخصوص ہے یعنی جس نام مسلم صدقہ نہیں لیا جاتا اس سے اس قوم کے آزاد غلام سے بھی صدقہ لینا درست نہیں۔

باب المرتدین

باب مرتدین کے بیان میں

یُعْرَضُ الْاِسْلَامُ عَلَی الْمُرْتَدِّ وَتُکْشَفُ شُبْهَتُهٗ وَیُحْبَسُ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فَاِنْ اَسْلَمَ وَاِلَّا قُتِلَ

پیش کیا جائے گا اسلام مرتد پر اور دور کیا جائے گا شبہ اور قید کیا جائے گا تین دن پس اگر مسلمان ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دیا جائے گا

وَاِسْلَامُهٗ اَنْ یَّتَبَرَّاَ عَنِ الْاَدْیَانِ سِوَی الْاِسْلَامِ اَوْ عَمَّا یَدُلُّ عَلَیْهِ وَکُفْرُ فُلَانٍ

اور اس کا اسلام یہ ہے کہ بیزار ہو تمام دینوں سے باطل کی ہر اس چیز سے جو دلالت کرتی ہو اس پر اور کفر فلاں

وَلَمْ یَعْلَمْ فَاَنَا بَرِیْءٌ وَتُقْبَلُ الْمَرْاَةُ بَدَلَ تَحْبِسَ حَتّٰی تُسْلِمَ

کا نہیں جانتا میں تو میں بیزار ہوں اور قبول کی جائے گی عورت بجائے قید کیے جانے کے یہاں تک کہ اسلام لے آئے

وَیَزُوْلُ مِلْکُ الْمُرْتَدِّ عَنْ مَّالِهٖ وَلَا مَوْقُوْفًا فَاِنْ اَسْلَمَ حَادَ اِلَیْهِ

اور زائل ہو جائے گا مرتد کے مال سے اس کی ملکیت نہ تو موقوف کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کی ملکیت لوٹ آئے گی۔

تشریح الفقہ قولہ باب حکم کفر اصلی کے احکام سے فراغت کے بعد کفر طاری کے احکام بیان کر رہا ہے مرتد خلع میں منتقل ہونے کو کہتے ہیں اسلام سے پھر جانے کو ارتداد کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں خاص کر کہتے ہیں اسلام سے پھر جانے والے کو مرتد کہتے ہیں اور ظاہری کافرین ایمان کے بعد زبان پر کلمہ کفر جاری کرنا ہے اس کی صحت کے لئے عقل و شعور کی اور خود اختیاری شرط ہے پس مجنون و سوتے ہوئے شخص نادان مست اور اس شخص کا مرتد ہونا صحیح نہیں جس پر زبردستی کی گئی ہو البتہ اس سے اگر مست ہونے کی وجہ سے اصل اعتقاد علیحدہ ہو گیا ہو تو اس کا حکم مرتد کا ہوگا اور نشہ والے سے توبہ نہیں کرائی جائے گی بلکہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور نشہ والے سے توبہ کرانے کی جو روایت ہے وہ اس پر محمول ہے کہ اس کا حکم مرتد جیسے ہو اور اس نے اسلام اور جدید خوشی استعمال کی ہو اور وہ دونوں کے حکم واحد ہے

لولہ یعرض الخ جو شخص مرتد ہو جائے تو حاکم اس پر اسلام پیش کرے طریق استحباب (صحیح مسلک یہی ہے) اور یہ تین کے معاملہ میں اس کو اندیشہ ہے کہ اس کو دور کیا جائے اور تین دن تک قید میں رکھا جائے بشرطیکہ وہ مہلت طلب کرے یہ امام شافعی کا بھی صحیح

لہذا جب یہ شاب آدمی اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دیا جائے لقولہ صلعم من بدل دینہ فاقتلوہ۔ (۱)

قولہ ولا یقتل الخ کوئی عورت مرتد نہیں ہے اور نہ ہی بالغ ہونے کے بعد اگر کوئی بچی یا بچہ مرتد ہو تو اس کو قتل کیا جائے گا بلکہ قید کر کے اسلام کے لئے مجبور کیا جائے گا کیونکہ عورتوں کی عقل اور حضرت عمار فرماتے ہیں کہ اس کو بھی قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ عقل عورتوں میں کم ہوتی ہے عام طور پر عورتوں کا اسلام سے نکلنا دل لگی کے لئے ہوتا ہے کہ حضور صلعم نے قتل سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

قولہ وبزوال المنعۃ مرتد کے مال سے اس کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے مگر وہاں موقوف رہتی ہے اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کی ملک لوٹ آئے گی صاحبین کے نزدیک اس کی ملک زائل ہو گئی ہے کہ وہ مکلف ہے اور اس کے بغیر کوئی معاملہ نہیں کر سکتا لہذا جب تک واپس نہ ہو اس وقت تک ملک باقی ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ وہ حربی ہے اور مسلمانوں کے قبضہ میں ہے مقہور ہے اور مظہر ہونے کی صلاحیت کی علامت ہے جو صاحب مال ملک ہے مگر چونکہ اس پر اسلام قبول کرنا ضروری ہے اور اسلام قبول کرنے کی امید بھی ہے اس لئے اس کی ملک کو موقوف کیا جائے گا۔

وإن مات على ردته ورثت كتسبه اسلامه وورثه قسمته بعد قضاء دين سلامه وكسب ردته ولو أعتق عبدا أو دبره أو استولد جاريته ثم عاد مسلما كان كل ذلك نافذا ولو قتل على ردته أو مات أو لحق فحكم بلحاقه عتق مدبره وأم ولده وكسبه بعد قضاء دين ردته وإن ح

فمات ابنه الوارث قبله وسلما منه حتى انقطع بعض الفاضل في حاله ... کی جگہ سے مر جائے اور اس کا بیٹا اس سے پہلے مر گیا ہو اور وہ بیٹا بھی ... ہو

وورثه فلم يعلق وعلم وعلم حتى وتوفي ابنك وتخلف ... کے وارث بنے کے لئے ... اور اس کے وارث بنے ہوں ...

فعند ... وعلى قول ... وعلى قول ... فعند ... وعلى قول ... فعند ...

ورثه الله وورثه الله عليهم فالوارث غير فيجب ... کے ... ہو گئے ہوں ... ہو گئے ہوں ...

والوارث ... الفاضل صحيح ... وعلى قول ... وعلى قول ...

مرتد کے احکام کی تفصیل

تشریح: الحاصل ... مرتد ... ہو جائے یا مرتد ہو کر ... ہو جائے ... اسلام کی طرف ... ہو جائے ... اس کی ... ہو جائے ... اس کی ... ہو جائے ... اس کی

ثابت ہوتا ہے کہ ظاہر عدالت اسلام پر دال ہے اور مسلمان باپ مرتد ہو یا اس کا بچہ مرتد ہو اور دوسرے مرتد کا وارث ہو اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے اب باقی رہا اگر وہ مسلمان ہو کر مرا تو بچہ اس سے وارث ہوگا بچہ سے کم عمر میں یہ اس وقت ہوگا جب وہ بالغ ہونے سے پہلے مسلمان ہو کر مرے اور اگر بالغ ہونے کے بعد مسلمان ہو کر مرا تو بچہ اس کا وارث نہیں ہوگا کیونکہ بچہ مرتد کا وارث ہوتا ہے جبکہ مرتد مرتے وقت دار الحرب میں ہو جائے

قولہ ولو ترک بعد القطع الخ اگر کسی شخص نے حد قطع کی مستحق کا مال تلف کیا اور مرتد ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا یا دار الحرب چلا گیا تو حاکم نے اس کے ذمہ کا فیصلہ نہیں کیا یہاں تک کہ مسلمان ہو کر آ گیا اور اسی حالت میں مر گیا جب سے مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں قاطع کے ہاتھ پر قصاص ہے کاٹا جائے ہوا اور ہو مرتد کے مال میں سے کچھ نہ ہوگا کیونکہ قصاص اتلاف نفس کا حکم ہے جو معصوم ہے ہو چکا ہے لہذا اس کا مقتضا یہ ہوگا کہ ورثہ کو کچھ نہ ملے اور اسی لئے اگر وہ دار الاسلام میں رہتا ہوا مسلمان ہو کر اسی حالت میں مر گیا یا دار الحرب چلا گیا تھا تو حکم متعلق سے کچھ نہیں لیا جائے گا اور جو کچھ مرتد کے مال میں سے ہاتھ کاٹنے کے وقت موجود تھا وہ ورثہ کو ملے گا اور جو کچھ اس کے بعد ہوا وہ فے ہوگا ان دونوں صورتوں میں وہ وقت جب کہ معصوم الدم ہو گیا ہے ہاتھ کاٹنے کا وقت ہے کیونکہ اس وقت مرتد کے ذمہ کا فیصلہ ہو چکا تھا اور یہ دونوں صورتیں ہمارے نزدیک ہیں۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے ان دونوں صورتوں میں اختلاف ذکر کیا ہے۔

قولہ ولو ارتد حربی الخ اگر حربی نے مرتد ہو کر دار الحرب میں ایک بچہ جنا پھر اس بچہ نے بھی ایک بچہ جنا پھر ان سب نے مسلمانوں کا علاقہ پایا پھر ان سے قبضہ سے نکل کر دار الحرب چلے گئے تو یہ بچہ اور پوتا دونوں غنیمت ہو جائیں گے کیونکہ یہ مرتد کے مال میں سے نہیں ہیں بلکہ دار الحرب میں پیدا ہوئے ہیں اور اسی لئے ان کا ذبیحہ حلال ہوگا اور یہ غنیمت ہوں گے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ان کی والدہ کو بھی ساتھ لے گئے ہوں کیونکہ اس صورت میں ان کے والد کے تابع ہوں گے اور اگر والدہ کو نہ لے گئے ہوں تو یہ بچے والدہ کے تابع ہوں گے اور ان کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا اور یہ غنیمت نہ ہوں گے۔

قولہ و وعدہ الحصی الخ اگر کفار نے مسلمانوں سے کچھ مال لے کر یا بغیر مال لئے امان دیدی اور مرتد ہو جائے تو حاکم کو یہ حق ہے کہ اس کو قتل کر دے یا غلام بنا لے اور اس کا مال غنیمت ہوگا۔ ہمارے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ امان باقی رہے گا کیونکہ یہ امان کے تابع ہوا ہے اس کو اصل پر ہی ٹھہرنا چاہئے ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امان لی پھر آپ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اقرار مشہور ہے وہ بھی ابن ابی یوسف والا قصہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابو یوسف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس لئے اس کی تحقیق نہیں کی کہ ولید بھاگا ہوا تھا حالانکہ وہ حقیقۃً و لا مرتد حقیقۃً۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

باب البغاۃ

باب باغیوں کے بیان میں

خروج قوم علی امامۃ الامام وغلبتھم علی بلد دعاھم الیہ وکشف شبھھم وبین مقالتھم

کچھ مسلمانوں کا کسی امام سے باہر ہو کر کسی شہر پر غلبہ کر لینا اور ان کو اپنی اطاعت کی طرف بلانا اور ان کے شبہات کو دور کرنا اور ان کی باتوں کو بیان کرنا

ولو کان لھم فئۃ تجمع ھنی خربعھم رتبع موتبھم وَاِلَّا لا ولم نسأ دریتھم ولم یجز

اگر ان کی کوئی جماعت ہو تو ان کے زخمیوں کو مار ڈالے اور بھاگنے والوں کا پیچھا کرے اور قیدیوں کی اداء کو نہ چھوڑے اور

اموالھم حتی یتوبوا وان احتاج قوم بسلاحھم وخیلھم

اموال کے مالکوں کو دے یہاں تک کہ وہ توبہ کریں اور اگر ضرورت ہو تو ان کے ہتھیاروں اور گھوڑوں کو کام میں لائے

وإن قتل تابع مسلم فظهر عليه لم يجب شيء، وإن علم عتق بعض عضو فعتل عتق جميعه

فظهر على العمى أن [illegible] فمن عاقل بعبد وقيمته درهم وإن [illegible] على حق وإن

وإن قال [illegible] غني باطل لا يكون بيع سلاح من أهل الفتنة وإن لم يكن منهم لا

تشریح: الفتنہ: الفتنہ خوارج ہوں جب مسلمانوں کا کوئی امیر عدل کی حکومت کرے، اور باغی ظلم کرے تو باغی ظلم چھوڑ کر اپنی اطاعت کی طرف لوٹ آئے اور امام عادل باغیوں سے جنگ کرنا ترک کر دے، اور یہ دونوں باتیں ظاہر ہو جائیں تو باغی کی کوئی چیز ضمان میں نہ لی جائے گی، اور نہ ہی باغی کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ ان کا خروج تاویل پر مبنی ہوتا ہے، اور ان کا حکم باغی کا نہیں ہوتا ہے، کیونکہ باغی کی تاویل ایسی ہوتی ہے جو صحیح نہ ہو، اور ان کا نام قتل کرنے والے باغیوں کے لئے ہے، جو اپنی تاویل کی وجہ سے حق کو ظاہر کرنے کے لئے جنگ کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل میں ہوا، اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوا۔

قولہ: وإن قتل تابع مسلم الخ: مراد یہ ہے کہ اگر باغی عادل امام کے ساتھ قتال کرتا ہوا قتل ہو جائے تو اس کا وارث ہوتا ہے، اور باغی پر اس کی دیت نہیں ہے، کیونکہ باغی کا خون ہدر ہوتا ہے، اور اس کا مال غنیمت ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ باغی کا خون ہدر نہیں ہوتا ہے، اور اس کا مال غنیمت نہیں ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ باغی کا خون ہدر ہوتا ہے، اور اس کا مال غنیمت ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ باغی کا خون ہدر ہوتا ہے، اور اس کا مال غنیمت نہیں ہوتا ہے۔

كِتَابُ اللُّقَيْطِ

وينبغي للملتقط أن يشهد على التقاطه وهو حر ومعتقه في بلد تعارفوه

وحسبه ولا يحتاج فيه إلى وصف ذكورة أو أنوثة أو حرية أو رق وصف خطه علامة به

فهو أحق به من الذمي وهو مسلم إن لم يكن في مكان إلا الفئة ومن عبد وهو حر

والأب [illegible] وإن وجد معه مال فهو له

ولا يشتري [illegible] ويشتري عليه بكل ربح وجدة وسلمه إلى حرفة ويقبض هبة

تشریح: [illegible]

[illegible]

[illegible]

تشریح الفقہ قولہ کتاب اللقط اصل میں تو جمع ہے لقیط کی جیسا کہ عنقریب آئے گا لیکن یہاں پر یہ اس واسطے کہ جس طرح جمع میں جان و مال وغیرہ سب شریک ہوتے ہیں اسی طرح التقاط (پڑا ہوا پانا) اور لقیط (پڑا ہوا بچہ) خطرہ میں ہوتا ہے۔ اور لقیط کو اس کے مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق بیان سے ہے اور التقاط مال پر مقدم ہے لقیط کی اصل لقط ہے لقیط بمعنی مفعول ہے لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین پر پڑا ہوا ملے اور اس کا کوئی مالک معلوم نہ ہو لیکن شریعت کا اطلاق ان چیزوں کے امور پر ہے جیسے "من فعل فعلا لغیرہ فعلیہ" شریعت میں لقیط انسان کے اس بچے کو کہتے ہیں جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہو اور اس کے والدین کا پتہ نہ ہو۔

قولہ مستحب الخ اگر لقیط کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اس کو اٹھانا مستحب ہے کیونکہ اس میں ایک قسم کی نیکی ہے۔ دوسرے ایک جان کو بچانا ہے جو سب آدمیوں کو محبوب ہے۔ قال تعالیٰ ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا اور یہ حکم کفایہ پر ہے اگر ایک نے اٹھا لیا تو سب کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے۔

قولہ فوجد الخ یعنی دار الاسلام میں اور دار الکفر اور دیہات میں پایا جائے گا خواہ کسی کافر کے قبضہ میں ہو یا آزاد ہو یا غلام کیونکہ کفر کی وجہ سے اصل آزاد ہونا ہی ہے۔ دیہات تو اس واسطے کہ وہاں پر اکثر کا خروج بیت المال سے نہیں ہوتا۔ حضرت عمر اور حضرت علی سے یہی مروی ہے اور یہ اس کی میراث بیت المال میں جاتی ہے۔ عباس کے قصور میں کا تالاب بیت المال سے دیا جاتا ہے۔

قولہ وھی الخ یعنی لقیط کے متعلق دو آدمی یہ دعویٰ کریں کہ یہ بچہ ہمارا ہے اور کوئی مرجح نہ ہو تو اس کا نسب دونوں سے ثابت ہو جاتا ہے کافر ہونے کی حالت میں یا دونوں کے مسلمان ہونے کی حالت میں۔ درمیان مشترک ہونے کی وجہ سے اور دونوں شریک بچہ کی ماں کی طرف سے بھی شریک ہو جاتے ہیں۔

كتاب اللقطة

لُقَطَةُ الْحَيَوَانِ وَالْحَرَمِ اَمَانَةٌ اِنْ عَلِمَ لَيَرُدَّهَا عَلَى رَبِّهَا وَاِلَّا يُشْهِدُ وَعَرَّفَ لَهُ

حل وحرم کی پڑی ہوئی چیز امانت ہے اگر اٹھانے والے کو اس کے مالک کے پاس لوٹانے کی بات سے اعتماد ہو جائے ورنہ اٹھانے والا گواہ بنا لے اور اس کا اعلان کرتا رہے یہاں تک کہ

اَنَّ غَلَبَ اَنَّ رَبَّهَا لَا يَطْلُبُهَا ثُمَّ تَصَدَّقَ اِنْ جَاءَ رَبُّهَا خُيِّرَ

غالب گمان ہو جائے کہ اب اس کا مالک تلاش کرتا ہوا نہیں آئے گا پھر اس کو صدقہ کر دے اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو اختیار ہے

اَوْ ضَمَّنَ فَالْتِقَاطُ وَصْفِ الْتِقَاطِ الْبَهِيمَةِ وَهُوَ مُتَرَدِّدٌ بَيْنَ الْاِلْتِقَاطِ عَلَى التَّقَاطِ وَ بِالْتِقَاطِ يَدْخُلُ دَيْنًا

تو صدقہ کرنے والے کو ضمان دے دے صحیح یہ ہے کہ جانور کے پکڑنے کا حکم لقطہ کا اور وہ مترد ہے التقاط اور لقطہ پر خرچ کرنے میں تو اگر مالک کے آنے پر

وَلَوْ كَانَ لَهَا نَفْعٌ اُجْبِرَ رَاكِبٌ عَلَيْهَا وَلَا بَاعِثُهَا وَمُودِعُهَا مِنْ رَبِّهَا

قرض ہو گا اور اس سے کوئی شے وصول کرے گا جو اس پر خرچ کیا ہے اس کے حکم سے اس پر خرچ کیا ہے اور وہ تبرع کرنے والا نہیں ہے اور لکھنے والے

حَتَّى يَاْخُذَ النَّفَقَةَ وَلَا يَمْنَعُهَا اِلَّا لِنَفَاعِهَا بِلَا بَيِّنَةٍ دُوْنَ عَلَامِهِ حَتَّى الدَّفْعِ بِالْحَبْسِ

مگر یہ کہ اپنے خرچوں کو لے لے اور اس سے انکار کرے مطلوبہ سے بغیر گواہ کے اور اس کی نشانی بتانے سے انکار کرے مگر جو اس

وَيَنْتَفِعُ بِهَا لَوْ غَنِيًّا وَاِلَّا بِاِذْنِ عَنِ اجْنَبِيٍّ وَضَمَّ عَلَى اَمِيْنِهِ وَوَدِيْعِهِ لَوْ فَقِيْرًا

کے ساتھ خود بھی انتظام کرتا ہو اور کھانے کی چیز کو خرچ کرے اور بے انتظام کرے اور بے انتظام کی چیزوں پر بھی حبس کر سکتا ہے اگر وہ مالدار ہو

(۱) مالک کا اس کی چیز کو پہچاننا۔ (۲) اس کی نشانی بتانا۔ (۳) اس کا مطالبہ کرنا۔ (۴) اس کا حبس کرنا۔

تشریح اللغۃ: قولہ لفظہ الخ: یعنی الفاظ کے ساتھ یعنی ظاہر کے ساتھ اور خلاف کے فتح کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں چیر اٹھنے والے دو پتے ہیں اور خاء کے سکون کے ساتھ لا یتبع کہتے ہیں کہ جو اٹھایا جائے جیسے منخل اسم آلہ ہے اور طاء کے سکون کے ساتھ اسم مفعول ہے یہ تین لغتیں ہیں۔ صحیح: یعنی اسم فاعل اور فراء کے اسم مفعول ہونے کی حالت میں خاء کے فتح کو جائز لکھا ہے۔

قولہ تحفظہ الخ: اگر وہ چیز حرکت کی ہو یا حرکت کرتی ہو جیسے گھوڑا اور گائے وغیرہ اور اگر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو پھر ضرورتی ہے شرعیہ ہے مالک کے پاس پہنچانے کی نیت سے اٹھائے اور لوگوں کو گواہ کرے یعنی یہ کہے کہ جس کو گم گشتہ کی تلاش کرتا پائے اس کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ اور جب وہ اس نیت سے اٹھائے جس کے پاس امانت ہوگی اگر بھی اگر بلا قصد وہ ہلاک ہو جائے تو اس پر تاوان نہ ہوگا اب اس کو چاہئے کہ اعلان کرے مساجد بازاروں اور عام اجتماعوں میں تاوان کرتا ہے یہاں تک کہ غالب گمان ہو جائے کہ اب اس کا مالک تلاش کرتا ہوا نہ آئے گا اور اگر اس کا مالک آ گیا تو اختیار ہے پھر اگر اس کا مالک نہ ملے تو اس کو خیرات کر دے اور اگر فی ضرورت خرچ ہو جائے تو بھی مضائقہ نہ ہوگا۔

قولہ فان جاء الخ: اگر اٹھانے والے نے چیز کے خیرات کرنے کے بعد اس کا مالک آ گیا تو اختیار ہے چاہے اس کے صدقہ کو جائز کرے اس صورت میں وہ ثواب پائے گا اور چاہے تاوان اٹھانے والے سے لیکن اس نے دوسرے کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر صرف کیا ہے "فیکون ضامنا من جھۃ الشرع لا لتافی الضمان حق للعبد"۔

ضرورۃ بعد شرع: لفظ اور اٹھانے والے کے مکان پر خرچ کرے گا اور تبرعا احسان ہوگا۔ مگر یہ اس خرچ کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگر قاضی نے بعد یا بعد کو ان پر خرچ کرنا روا کر دیا ہو تو اس صورت میں مالک سے لے لے تو اس صورت میں مالک کے ذمہ دین ہو جائے گا۔

محمد عفی عنہ

کتاب الآبق

فصل: ف قولہ عليه ومن رقة فلة اربعون درهما ولو قيمة اقل منه يعني اگر اٹھانے والے کے مکان پر اچھا ہے اگر اس پر گواہ ہو اور جو چیز کہ دو درہم سے زائد نہ ہو اس کو چاہیے کہ اس کو چالیس درہم تک کے گواہ ہم جنس کے گواہ ہم جنس کی قیمت سے کم ہو ومن رقة لا اقل منه فنصابه والمعتبر وقت وجوبه كالغصب وزاد ابن عن الفرقة اور جو اس سے کم قیمت سے ہو پس کم از کم اس کا نصاب سے پانچا اور معتبر ہوگا وقت وجوب غلام کے مثل ہیں اور گواہی کے والے کے بارے میں لايضمن وينبغي انه احلفه ليوفه وعجل الوفي على الغريم وسقط عنه كالقطة جائے تو ضمان ہوگا اگر اٹھانے والے نے اس کو قاضی سے نہ کہا ہو اور بہتر ہے کہ قاضی کو اختیار ہے اور بہتر ہے کہ قاضی اس کو قسم دے اور ادا کرنے کے وقت سے ساقط ہو جائے گا جیسا کہ لقطہ کا حکم ہے۔

تشریح اللقطہ: قولہ فصل الخ: فصل کہا کیونکہ یہ بھی اٹھانے کے مسائل میں سے ہے اور آبق کہتے ہیں غلام کو جو اپنے مالک سے بھاگ جائے۔ صرف آبق کہنا سے کہ لقطہ اور لقیط میں عروض تلف ذات کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور آبق میں اخلاق عمل کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے اور اشرافت و سرکشی غلام اور باندی کے بھاگ جانے کو کہتے ہیں (کذا عرفہ ابن الکمال) اس تعریف میں وہ غلام بھی داخل ہے جو آقا کے ستانے اور مارنے پر لے اور اٹھانے والے کے پاس سے بھاگ جائے۔

قولہ احلفه الخ: مستحب ہے غلام کو قیمت لینا مستحب ہے بشرطیکہ پکڑنے والا اس کی حفاظت پر قادر ہو اور اگر قابو نہ پا سکے اور اگر اس پر قادر ہو تو پھر واپسی مستحب نہیں ہے اب جو شخص اس کو پکڑ کر لائے گا اگر وہ دو سو درہم یعنی تین روپے کی مسافت سے پکڑ کر لائے تو اس کا حصہ چالیس درہم ہیں۔ اگر یہ غلام کی قیمت اس سے کم ہو اور اس سے کم مسافت سے پکڑ کر لائے تو حصہ اس حساب سے ہوگا۔ مام

شرائع فرمائے ہیں کہ آٹھ سال سے پہلے نکاح نہ کرے۔ اور مختار قول یہی ہے۔ کیونکہ عدتِ وفات اس مصلحت کی متحمل ہے کہ کل گمشدہ غلام کی خبر آجائے۔ ہمارے دلائل بیت کہ نص ضروری پر محمول کرام کا اجماع ہے۔ ثبوت شہادت میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے چالیس اور ہم مروی ہے۔ اور حضرت عمر و حضرت علی سے ایک روایت دس اور ہم ہے حضرت عمر سے پچیس اور ہم مروی ہیں۔ پس ہم نے مسافت سو میں چالیس اور ہم اعتبار کئے۔ اور اس سے کم میں چالیس سے کم تو غالب ظن نہیں ہوتا۔

قولہ وان لحق فلج کرنا واپس کرنے والے کے پاس سے بھاگ جائے تو غلام ان نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے پاس غلام امانت تھا اور امانت میں یا تعدی یا ضمان نہیں ہوتا اگر دوبارہ بھاگ کر اپنے کسی ولی کام میں لگا۔ اور غلام ہو گیا۔ جائے تو ضامن ہوگا

قولہ وجعل الوصی الخ اگر عہد عہد ہوں مرتہن کے پاس سے بھاگ جائے تو اس کی کفایت مرتہن پر واجب ہے بشرطیکہ اس کی قیمت دین کے برابر ہو اس سے کم یا زیادہ قیمت زائد ہونے پر مرتہن پر نہیں۔ دین کے بقدر موافق اور باقی امانت ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب المفقود

هو غائب لم يدر موضعه وحوله وحيّ لم يأته حقه يحفظ ماله

مفقود وہ غائب ہے جس کی خبر اور موت نہیں معلوم ہے کہ وہ کس جگہ ہے اور اس کا حال معلوم کرنے والے اس کے اہل کی

ويقوم عليه بنفقة منه على قريبه ولاه وزوجته ولابعرق بينه وبينها

حفاظت سے اور برابر ہاری کرے۔ اور فرق کرے اس کے مال سے نفقہ زوجہ کے اور اس کی ہوی پر واجب ہے کہ عدت میں اس سے علیحدہ نہ ہو

وحكم بموته بعد تسعين سنة ونحفظ ميراثه ووريث ما جهت لا قبله

اور حکم کیا جائے اس کی موت کا نوے سال کے بعد اس کی عمر کا۔ اور اس کی میراث محفوظ رکھی جائے اور وارث کو دی جائے جو اس کی موت کے وقت موجود ہو۔ نہ کہ اس سے پہلے

ولابوث من احد ولوكان مع المفقود وارث يحجب به أو لم يفقد شيء

اور نہ ورثہ ہوگا کسی کا اگرچہ مفقود کے ساتھ کوئی وارث ہو جو اس کو حجب کرتا ہو یا نہ پایا جائے کوئی شے

وان تصرف حقه به بعض الورثة ونفقت النفقة كان متعديا

اور اگر اس کا حق کم ہو جائے جو تو اس کو لے لیا اور مال رکھ چھوڑے گا اس کی طرف۔

تشریح: قولہ هو غائب الخ مفقود شریعت میں مفقود اس شخص کو کہتے ہیں جس کی کوئی خبر معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے۔ زندہ معلوم ہو یا مردہ۔ ایسے شخص کے احکام میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اپنے سے سن میں زیادہ شخص ہونے تک اس کی بیوی کی عدت سے نکاح نہ کرے۔ یہاں تک کہ اگر کسی زندہ کا مال وارثوں پر تقسیم کیا جائے گا اور اس کا پورا نفع بگاڑ کر لیا جائے گا اور اس سے لئے ہوئے مال میں مرد اشام ہوتا ہے کہ کسی اور کسی دوسرے کا وارث ہو گا اور کوئی اس کے مرنے کے بعد اس سے مر گیا تو وہ مفقود کی میراث سے کچھ نہ لے گا۔ بعد اس کا حصہ اس کے؟ محصول کی صورت سے محفوظ رکھا جائے گا۔

قولہ ولا يفرق الخ مفقود کی بیوی کے بارے میں قاضی تفریق نہ کرے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی جہاد میں مفقود ہو جائے تو قاضی اس کی بیوی میں تفریق کر دے اور عورت عدت وفات عدت کرے اور جس سے چاہے نکاح کرے۔ حضرت عمر نے اس شخص کے متعلق یہی حکم فرمایا تھا کہ جس کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تھا۔ ہماری دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مفقود کی

---

(۱) ... ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود وابن ابی شیبۃ عن علی وعمر وعلی ... (۲) ... (سورۃ البقرۃ ۲۳۴)

(۳) ... (۴) ... (۵) ... (۶) ...

عورت کی بول ہے یہاں تک کہ اس کو (موت یا طلاق) خبر پہنچے حضرت علی فرماتے ہیں کہ وہ عورت جلدی کرے جس اس کو سر کرنا چاہتے۔ یہاں تک کہ شوہر کی موت معلوم ہو جائے یا طلاق کی اطلاع پائے۔ (رواہ البیہقی) یہ حکم سب کا ہے لوگوں سے اور ہم مالک و حضرت عمر سے قول راشد لال صحیح ہیں کیونکہ حضرت عمر سے حضرت علی کے قول کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے۔

اول و حکم عدت اگر جب متوفی عنہا کی عمر نو سال کی ہو یا ہیں تو حاضر اس کی عدت کا ہے کہ کرے اور اس کی بول عدت وفات گزارے کیونکہ وہ نو سال سے یا دو کم نو سال سے۔ یا دو کچھ نہیں جیسا (کہ ظاہر مروی ہے) ظاہر الہدایہ کے دلائل سے عدت حاضر اس وقت لگایا جائے جب اس کے تمام حیض کو لوگ ختم ہو جائیں گے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ حیض معتبر ہوں سے، وہ کثرت نو، بتاتا ہے ۱۰۰،۹۰،۸۰،۷۰،۶۰ سال گزر جانے کے بعد عدت کا ختم ہونے کے اقوال بھی ہیں مگر یہ قول ہیں۔

قولہ ولو کان الخ مگر متوفی کیسا تھ کوئی ایسا شخص ہو جو متوفی کی موجودگی میں محجوب ہو جاتا ہو جیسا کہ اس کا بیٹا کو محجوب دیا جائے گا اور کوئی ایسا وارث ہو کہ وہ محجوب نہ ہوتا ہو بلکہ اس کا حق کم ہو جاتا ہو جیسا کہ ماں کے حق میں سے کثر حصہ رہا جائے گا اور باقی گھوڑا دیکھ جائے گا مثلاً ایک شخص دو بیٹیاں ایک متوفی چھوڑا ایک چچا اپنی چھوڑ کر مر الہ مال کی اپنی کے بعد میں سے اور بیٹے کے متوفی ہونے میں سب دینے کا اتفاق ہے تو دونوں بیٹیوں کو نصف حصہ دیا جائے گا کیونکہ صف ہر صورت متعلق ہے اور نصف مال کو گھوڑا رکھا جائے گا۔ اور بیٹے پوتی کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ یہ محجوب ہیں۔ (متوفی عنہا) وہ عورت ہے جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو۔

كِتَابُ الشَّرِكَةِ

وهي خبر عن تركة الملك وهي ان يملك اثنان عينا بيع او شراء وكل واحد في جميعها جزء شائع

شرکت ملک ہے کہ مالک ہونا دو کی چیز کے طریق ہونے یا طریق خرید اور ان میں سے ہر ایک متعین ہونا ہے سب کے حصہ میں

وشركة العقود ان يقول احدهما شاركتك في كذا فيقبل الآخر

اور شرکت عقد یہ ہے کہ ایک دوسرا سے کہے کہ میں نے تجھ سے اس چیز میں شرکت کی اور دوسرا اس کو قبول کرے۔

تشریح کی لغت۔ قولہ کتاب الخ حس طرح متفرد کا مال متعدد کے پاس امانت ہوتا ہے۔ اسی طرح شرکت میں سے ہر ایک کا مال دوسرے کے پاس امانت ہوتا ہے اس مناسبت سے مصنف کتاب المفقود کے بعد کتاب مشترکہ کو لایا ہے۔ مگر شرکت کی مشروعیت کتاب نہ سے بھی ہے۔ قال تعالیٰ فھم شرکاء فی الثلث اور حدیث سے بھی ہے "نھی المحدیث عن السائب انہ قال طلبنی علیہ السلام کنت شریکی فی الجاھلیۃ کنت خیر شریک لاتشاری ولاتماری (۱) وقال علیہ السلام قال اللہ تعالیٰ انا ثالث الشریکین مالم یخن احدھما صاحبہ (۲) شرکت امت میں دو فصل دو کی طرح تقسیم کرنا کہ امانت اور جدائی مانی ہے۔ یہ متعدد شرکت دو کی ہے اگرچہ اس میں اختلافات ہوں لیکن بسبب اطلاع شرع کے شرکت ان عقد کہتے ہیں جو اس طرح امانت دونوں میں جاری ہو یعنی اگر ہر ایک مال میں شرکت ہو جو صرف امانت میں ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف امانت میں ہوتا ہے اس کو جدا جدا بیچنا جائز نہیں ہوگا۔

---

(۱) اخرجہ ابن ماجہ فی التجارات باب الشرکۃ والمضاربۃ ص ۱۷۰ (۲) اخرجہ ابوداؤد فی البیوع باب فی الشرکۃ ص ۴۸۰ ج ۲

(۲) ذکرہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ فی مصنفہ وقال ابن حجر فی الدرایۃ لم اجد لہ اصلا ۱۲ منہ

(۳) اخرجہ ابوداؤد فی البیوع باب فی الشرکۃ ص ۴۸۰ ج ۲ (۴) اخرجہ الحاکم فی المستدرک ص ۱۳۶ ج ۲

(۵) یا نفسہ ہو جیسا کہ شرکت ملک کی جدا جدا ہوتا ہے (۶) وقال علیہ السلام اخرجہ ابوداؤد فی البیوع باب فی الشرکۃ ص ۴۸۰ ج ۲

ھو ان شرکۃ الملک نوع شرکات کی دو قسمیں ہیں۔ شرکت املاک یہ ہے کہ دو شخص یا زیادہ اشخاص کسی چیز کے مالک ہو جائیں خواہ یہ شرکت اختیاری ہو جیسے دو شخص کسی چیز کو خرید کر یا ہبہ یا وصیت کے طریق سے مالک بن جائیں یا جبری ہو جیسے کہ وہ کسی چیز کے وارث بن جائیں۔ شرکت عقد یہ ہے کہ دو شخص اس امر پر معاہدہ کریں کہ ان کے مابین جو کچھ نفع ہوگا وہ ان میں مشترک ہوگا۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ دو شخص مال میں شریک ہوں اور کام بھی دونوں مل کر کریں۔ دوسری یہ کہ مال میں شریک ہوں مگر کام ایک ہی کرے۔ اس کی چند قسمیں ہیں جو آگے آ رہی ہیں۔

وھی عقد یوجب الشرکۃ فی المبلغ والربح بمال وعمل وھی ثلاثۃ اقسام مفاوضۃ وعنان وصنائع وتسمی ایضا شرکۃ الابدان وشرکۃ الاعمال وشرکۃ التقبل وشرکۃ الاکتساب وشرکۃ الاشتراک وشرکۃ الاشتراک وشرکۃ الاشتراک

بھی شرکتوں میں سے ہر ایک دوسرے شریک کی اجازت کی طرف سے وکیل بھی ہوتا کہ تصرف یعنی خرید کردہ مال میں شرکت ثابت ہو۔ تحقیق ہو سکے کہ ایک نے اپنے شریک کی چیز خریدی ہے یا اس کو دوسرے کی ملک میں کی وقت داخل کر سکتا ہے جب اس کو اس کی وکالت حاصل ہو۔ یہ روایت کفالت کے لئے نہیں ہوسکتی۔ (۲) اور شریک مال میں برابر ہوں (۳) تصرفات میں برابر ہوں (۴) مال (راس المال) میں برابر ہو۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر شرکت مساوات کے جواز کے قائل نہیں امام ابو حنیفہ نے فرمایا تک کہ یہ کہ لا یصح عقد المضاربۃ، قیاس بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ اس میں مجہول الجنس کی وکالت اور کفالت ہوتی ہے اور یہ جائز نہیں لیکن استحسان جائز ہے اور تعامل اس سے کہ عام طور سے اس قسم کا معاملہ پایا جاتا ہے اور اعمال ناس کے سامنے تو اس متروک ہونا ہے یا مکوں الجنس کی وکالت کا جائز ہونا جواس کو سبب ہے کی وکالت الجنس کی وکالت جائز نہیں ہوتی جیسے مختص مساوات مجہول الجنس کی خرید فروخت کی وکالت ہوتی ہے۔

تنبیہ مصنف نے شرکت عنان کی دو اور قسمیں نہیں کی ہیں جس سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ شرکت تعمل و وجوہ میں شرکت مساوات ممکن نہیں ہوتی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے کہ تقسیم یہ ہے کہ شرکت یا تو اعمال ہوگی یا مال یا مال و اعمال دونوں میں ہے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں مساوات و عنان پھر کل چھ قسمیں ہوگئیں۔ رشیدیہ عثمانیہ کراچی صاحب خیر و برکت نے یہی ذکر کیا ہے۔

قولہ فلا تصح الخ مساوات میں تصرف پر تفریع ہے یعنی ایک آزاد اور غلام کے درمیان یا دو صبیان شرکت مفاوضہ صحیح نہیں کیونکہ آزاد عاقل بالغ تو اپنی ضرر فاحش کا مالک کوئی ہر طرح ممکن کے نزدیک ہے کہ اس کے ذمہ ہو کر اس کے ذمہ ہو کر اس کے ذمہ ہو کر

[illegible] فی نفس المسک حیوانا او خلطه وصناع صبی او بغتلا لاحدهما وسکت الآخر فعمل فخلطه او تقبل [illegible] وعمل احدهما بالنصف وکتب احدهما بنصفه وزوجه فی النصف کذلک بلا مال علی ان یشتریا ویبیعا فهو باطل وله اجر مثل عمله وما اشتریا فهو بینهما علی شرکة ولو اشتری احدهما بالنصف وکتب

شرکت فاسدہ کا بیان

قولہ فصل الخ اس فصل میں شرکت فاسدہ کے احکام مذکور ہیں شرکت فاسدہ وہ ہے جس میں صحت شرکت کی شروط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے جو چیزیں مباح الاصل ہیں جیسے لکڑی شکار وغیرہ انکے حاصل کرنے میں شرکت صحیح نہیں۔ کیونکہ شرکت متضمن وکالت ہوتی ہے اور مباح الاصل کی تحصیل میں وکالت متصور نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مباح چیزوں کا خود بخود کوئی مالک نہیں ہوتا تو اپنی جگہ دوسرے کو قائم مقام کر دینا کسی کا مالک نہ ہوگا۔

قولہ و ملک کسب الخ ایک شخص نے کوئی مباح چیز حاصل کی دوسرے نے اس کی اعانت کی تو وہ حاصل کرنے والے کی ہوگی۔ اور اعانت کرنیوالے کی مثلی و قیمی مزدوری مروجہ دستور کے مطابق ہوتی ہو اتنی مزدوری ملے گی۔ یہ حکم امام محمد کے رد یک ہے جس کے متعلق مروی نے سفارش نقل کیا ہے کہ فتوی کے لئے یہی اختیار ہے اور امام ابو یوسف کے رد یک بھی معین کو اجرت مثل ملے گی۔ لیکن حاصل کردہ شی کی نصف قیمت سے زیادہ نہ ملے گی۔ غایۃ البیان میں ہے کہ یہ قول مفتی بہ اختیار ہے۔

قولہ و اربح الخ اگر کسی وجہ سے شرکت فاسدہ ہو جائے تو اس میں جو نفع ہوگا وہ مال کی مقدار کے موجب ہوگا اگر چہ نفع کی شرط کم کی گئی ہو اب اگر سب مال ایک شریک کا ہو تو دوسرے شریک کو اس کی محنت کی اجرت مثل جائیگی۔ قنیہ میں ہے کہ ایک شخص نے اپنا مال ایک شخص کو دیا کہ اس سے تجارت کرے اور جو کچھ نفع ہوگا دونوں میں نصف نصف ہوگا اور جو نقصان ہوگا اس کا ہر ایک مالک کا اور اپنی محنت کا دونوں کے درمیان برابر تو یہ شرکت فاسدہ ہے اور جو کچھ نفع ہوگا سب رب المال کا ہوگا اور اس عامل کو اس کے عمل کی اجرت مثل دینی ہوگی۔

قولہ لم یرک الخ ایک شریک دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اس کے مال کی زکوۃ نہ دے کیونکہ شرکت یقینی میں سے ہر ایک کو دوسرے کی طرف سے تصرف کی اجازت ہے وہ امور تبرعات میں ہے اور زکوۃ ان میں سے نہیں ہے اور اگر شرکت یقینی میں سے ہر ایک نے دوسرے کو ادائیگی زکوۃ کی اجازت دے دی تھی اور ہر ایک نے ایک سال تک زکوۃ نہ دی تو دونوں ضامن ہونگے اور دونوں باہم مجرا کریں گے اور اگر دونوں نے بیک وقت زکوۃ ادا کی تو جس نے پہلے ادا کی اسی پر ضمان ہوگا۔

قولہ وان ادی الخ شرکت متفاوضہ کے ایک شریک نے دوسرے کو برائے دین باعمال خریدنے کی اجازت دی اس نے باعمال خرید لی تو باعمال خاص اس خریدنے والے کی ہوگی اور کچھ دینا نہ پڑیگا کیونکہ باعمال کے لئے خریدنے کی اجازت دینا یہ تضمن ہے کیونکہ یہاں دین ثابت ہونے کے لئے مدیون کا اقرار کرنا دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ وقالا یضمن حصۃ شریکہ وھو قول الائمۃ الثلاثۃ۔

كِتَابُ الْوَقْفِ

هو حبس العين على ملك الواقف والتصدق بالمنفعة
وہ کتاب ہے جس میں وقف کی ملک پر اور خیرات کرنا ہے منفعت کو۔

تشریح اللغات: قولہ کتاب الوقف: وقف کی مناسبت یہ ہے کہ دونوں سے اس مال کا انتقاع المقصود ہوتا ہے جو اصل باقی پر دائم ہو۔ مگر شرکت میں اصل مال صاحب مال کی ملک پر رہتا ہے اور وقف میں اکثر علماء کے نزدیک واقف کی ملک سے نکل جاتا ہے۔ وقف کسی جس سے بھی ہو کتابوں کو وقف اصحاب اس لئے کہتے ہیں جہاں مالک قیامت کے دن صاحب کے لئے روتے جائیں گے۔

قولہ هو حبس الخ اصطلاح شرع میں وقف اس کو کہتے ہیں کہ کسی چیز کو اپنی ملک میں سے کر کے دوسرے کی ملک میں منفعت خیرات کر دے۔ وحلہ علی مذهب الامام رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقف یہ ہے کہ کسی چیز کو اللہ کی ملک پر روک لے اور اس کا نفع کسی پر پہونچنے کرے۔

والملك يزول بالقضاء لا الى مالك ولا إلى منتهى ويلزم
اور ملک زائل ہو جاتی ہے قاضی کے حکم سے اور دوسرے مالک کی طرف نہیں ہوتا اور وقف پر اگر موت ہو جائے یہاں تک کہ وصیت کر دیا جائے

ويتقل العوة بموته لا تصح ووقف المشاع بكرها وكرهه وصح
اور اس کی صورت یہ ہے کہ مشاع ہو۔ یعنی کسی چیز میں ایک حصہ کا وقف کرنا دوسروں کی رضامندی پر ہے اور جبری کرنا دوسروں کی ناراضگی پر ہے۔ اور مشاع کا وقف کرنا جائز ہے۔

فحبس بخلوه وتسليم اليه ثم مات ولا يملك ولا يقسم وإن وقف على ولاده وبعدهم على جهة يعمها وقته
قائم ہو گیا ہو اور اس کی حفاظت بھی کرتا ہو اور وقف کو نہ تسلیم کیا ہو۔ پھر مر گیا تو وقف باطل ہو جائے گا اور وقف کی پیداوار سے اس کے ورثاء کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر اپنی اولاد پر وقف کیا ہو تو ان کے بعد محتاجوں پر وقف ہو جائے گا۔

بلا خراج ولو دارا فعمارته على من له الغلة ولو بنى لم يجبر عمر الحاكم بأجرته
کیا ہے یا گھر کا وقف کیا ہو تو اس کی مرمت اس شخص پر ہے جو اس کا نفع لے رہا ہو۔ اگر وہ انکار کرے تو حاکم اس کی اجرت سے مرمت کرائے

وصرف غلته الى عمارته ان احتيج اليه ولا يخط لبناء ولا يغرس بين مستحقي الوقف
اور اس کا غلہ اس کی عمارت میں لگا دیا جائے اگر اس کو ضرورت ہو اور مرمت کیلئے کھود کر کھائیں اور مستحقین وقف کے درمیان درخت نہ لگایا جائے

وإن جعل الواقف غلة الوقف لنفسه ازحق الولاية اليه صح ويرجع ولو عائنا
اگر واقف نے وقف کی پیداوار اپنے لئے کر لی تو درست ہے اور واقف کو اس سے نکال دینا جائز ہے اگرچہ واقف نے خیانت کی ہو

كالوصي ويضم أمين وإن شرط وإن لا فلا يشترط
جیسے وصی کو [illegible] کا شرط کرنا ضروری ہے

احکام وقف کی تفصیل

توضیح اللغات: مجرز: نکالنے والا۔ حجر: روکنا۔ حظر: روکنا۔ مالک: مالک کی جمع ہے بمعنی شریک۔ غیر منقسم: مشترک۔ نوٹ: ملحوظ۔

تشریح اللغات: قولہ والملك الخ جمہور کی روایت کے مطابق امام صاحب کے نزدیک وقف صحیح نہیں کیونکہ سنت معروف ہے اور صدقہ جاریہ دائمی ہوتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ وقف سب کے نزدیک جائز ہے یعنی امام صاحب کے نزدیک لازم نہیں یعنی واقف کو

ف: [illegible]

ابطال وقف کا احتمال ہے اس لئے امام صاحب کے یہاں وقف کی ملک کا دوام ہو بھی۔ ہو گا کیونکہ نبی ساکن میں مجتہدین کا اختلاف ہوتا ہے اس میں قاضی کے حکم کی ضرورت ہوتی ہے۔ امام محمد کے نزدیک وقف کی ملک اس وقت زائل ہوتی ہے جب وقف کا وارث ضرور ہو جائے اور اسے مسجد کے جماعت میں رہنے ہوئے مشائخ نے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

قولہ ولا یتم الخ طریقہ کے مزدیک تمامیت وقف کے لئے موقوف کا اپنے اوپر اور اس کی اولاد پر ہونا ضروری ہے جبکہ فقیر موقوف تمامیت پر موقوف ہے تقسیم کرکے جدا کر دے اور حنفیہ کے یہاں امام محمد کے یہاں بعد شرط ہے اس لئے ان کے یہاں وقف متم جائز تھا خلافاً امام ابو یوسف کیونکہ ان کے یہاں قبضہ شرط نہیں اس لئے وقف متم جائز ہے لیکن تحمل الضرر کا وقف بالاتفاق جائز ہے دلیل مسجد اور مقبرے کے دوام کا وقف ہے حالانکہ تمامیت کے باوجود دوام نہیں ہوتا۔ مشائخ نے امام ابو یوسف کے قول کو اور مشائخ نے امام محمد کے قول کو اپنایا ہے خواہ ریہ خواہ ہبہ۔ شرح مجمع المنتقی اور عبد الرحمٰن کی کہ وقف متم ہی ہے کیونکہ امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے۔

قولہ وہو صحیح الخ طرفین نے یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وقف کی صورت اجماعی طور پر کر دی جائے کہ وہ منتقل ہو جائے جو ری ہے یعنی جائداد وقف کا مالک ہو جائے ضروری ہے مقصود اگر چند مالک ہوں تو ہر وقف کیلئے ان کا ملک ہونا بھی ممکن ہے اور یہ کہ جائداد کے لئے نہ ہو تے وقت وقف کا مالک نہیں ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف سے اس کے مسجد بھی ہونا ضروری ہے لیکن ہم یہ کہتا ہے وقف صحیح ہے لیکن وہ کہ دوام شرط نہیں اور یہ کی شرط ہے دوام پر کیونکہ دوام ہم شرط نہیں۔

قولہ وصح الخ حنفیہ کے یہاں وقف کرنا بلا اختلاف صحیح ہے کیونکہ یہ مستحب سمجھا کر عمل سے ثابت ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا ایک مکان مکہ میں اور حضرت عمر نے اپنے کچھ مال مدینہ کے قریب اور حضرت عمرو بن العاص نے اپنا مکان مدینہ میں اور حضرت علی نے اپنا مکان اور مکان مصر میں وقف کیا تھا۔ نیز حضرت عثمان نے ایک چشمہ جس پر لوگ بہت مشکل سے پانی لیتے تھے وقف کیا تھا۔ لیکن شیبانی حنفیہ کو وقف، امام صاحب کے زدیک جائز نہیں اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر زمین کو اپنے بیوی اور کارندوں کیلئے وقف کرے تو صحیح ہے کیونکہ مقصود کے ثبوت سے یہ بیوی ہیں۔ شرح محمد مع ابی یوسف فی جواز وقف المنقول منفا۔

قولہ وشرط الخ اور مشائخ بھی نہیں یا وقف، بعین کا وقف کی مرضی ہے۔ جبکہ قاضی نے اسے جائز کا حکم کر دیا۔ اور چونکہ جواز وقف مشائخ مختلف فیہ ہے اس لئے قاضی کا حکم ضروری ہے۔ اسی طرح جو چیز منقولی ہوں اور ان میں پہلے سے وقف ہونا یا جاری وقف بھی مروجہ ہے جیسے قرآن، اسلامی کتابیں، آلات حرب وغیرہ اور ہمارا کتاب الاکراہ والسلاح فلا خلاف فیہ بین الشیخین فلا تغتر بما فی المشہور۔ فافہم

قولہ ولا یملک الخ جب وقف باجماع شروط اور قضاء صحیح تام ہو جائے تو واقف کی بیع جائز نہ ہے نہ تملیک۔ عاریت پر دیا جا سکتا ہے۔ اور نہ اس کو رکھا جا سکتا ہے اور نہ مستغلین وقف کے زمرہ میں قسم کیا جا سکتا ہے۔ اس واسطے کہ وقف تسلیم کا حق متولی وقف میں ہے نہ کہ واقف میں اور تملک و تملک اس کے منافی ہے۔

قولہ وان جعل الخ اگر واقف نے وقف کی بعض غلہ آمدنی کو اپنے لئے شرط قرار دے لیا تو شیخین کے نزدیک صحیح ہے۔ امام محمد کے نزدیک دونوں صورتیں صحیح نہیں ہیں۔ اور ہمارے مشائخ کے نزدیک پہلی صورت صحیح ہیں۔ تعلیل کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخیریق صحابی کے لئے اپنے اوپر اسی وقت اور اسی کے کہ جب آپ پہلے شرط کر لیتے ہوں۔ کیونکہ جائز کھانا تو الاجماع جائز نہیں معلوم ہو کہ اپنے لئے آمدنی کی شرط لگانا صحیح ہے۔

(باقی ذیل)

فصل من ہبی مسجدا ہو ارض جعلہ غلتہ حتی تغرز فیہ من ملکہ بطریقہ

(فصل) جس نے کچھ جائداد مسجد بنا دی ہے یا کسی زمین کو غلہ بنا دیا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے لئے شرط کر لیا ہے اپنے ملک سے جدا کر دے

ويُؤذن بالصلوة فيه متى صلى فيه واحد وال ملكه

اور جائز ہونے کی عبارت دیدے بس اگر اس میں کوئی ایک شخص بھی نماز پڑھ لے تو اس کی ملکیت زائل ہو جائے گی۔

تشریح الفاظ قولہ میں بھی الخ جو شخص مسجد بنادے تو وہ اس کی ملک سے تب تک نہیں نکلے گی جب تک وہ اس کو اپنی ملک سے نکال کر راستہ کے حوالہ نہ کردے اور اس میں لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیدے، ملک سے جدا کرنا تو اس وقت ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ مسجد حاصل کرنے کے لئے کہیں ہو سکتی اور نماز کی اجازت دینا اس لئے ضروری ہے طریقوں کے زد یک وقف میں تسلیم بھی قبضہ کرنا ضروری ہے اور جہاں قبضی قبضہ متعذر ہے۔ اس لئے وقف سے جو مقصود ہے یعنی نماز پڑھنا اس کو قبضہ کے قائم مقام کر دیا جائے گا۔ اب اگر اجازت دینے کے بعد ایک شخص نے بھی نماز پڑھ لیا تو مالک کی ملک ختم ہو جائے گی۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر مالک نے اتنا کہدیا کہ میں نے اس کو مسجد بنادیا تو صرف اتنا کہنے ہی سے اس کی ملک زائل ہو جائے گی۔ کیونکہ لوگوں کے یہاں تسلیم عام ہے۔

ومن جعل مسجده تحته سردابا أو فوقه بيتا وجعل بابه الى الطريق وعزله

اور جو شخص مسجد بنائے جس کے نیچے تہ خانہ بنا دے یا اوپر مکان بنا دے اس کا دروازہ راستہ کی طرف کر کے اس کو جدا کر دے

او الصعد وسلم داره مسجدا ولم يشترط فيه كل ذلك وصلوا فيه لم يعد ميراثا

یا اس کے علاوہ مسجد بنائے اور اس میں لوگوں کو آنے کی اجازت دیدے تو اس کو واقف کہا جائے گا اور وہ اس کے ملک سے نکل

ومن بنى مقبرة أو خانا أو رباطا أو مقبرة لم يزل ملكه عنه حتى يحكم به حاكم

اور جو شخص مقبرہ یا سرائے یا قبرستان بنائے تو اس کی ملکیت زائل نہ ہوگی یہاں تک کہ حاکم اس کا حکم کر دے

وإن جعل فيها من الطريق مسجدا صح كمسجد

اور اگر کچھ راستہ مسجد بنا دیا گیا تو درست ہے جیسے اس کا کل حصہ مسجد ہے۔

توضیح الفاظ سرداب تہ خانہ، عزل جدا کرنا۔ مقبرہ پامال دفن کرنے کی جگہ، رباط خان سرائے، سرائے وہ جگہ جہاں لشکر خانہ سر حد کے لئے قیام کرے، مقبرہ قبرستان۔

تشریح الفاظ قولہ ومن جعل الخ ایک شخص نے مسجد بنائی اور اس کے نیچے ایک تہ خانہ بنا دیا اس کے اوپر گھر بنا دیا اور مسجد کا دروازہ راستہ کی طرف نکال کر اس کو اپنی ملک سے مسجد کر دیا یا اپنے مکان میں ایک مسجد بنالی اور لوگوں کو نماز کی اجازت دیدی تو ان سب صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک مالک اس کو رجوع کر سکتا ہے اور اگر وہ مر جائے تو ترکہ میں اس کے وارثوں کو ملے گی۔ مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد وقف کے حکم میں نہیں ہے کیونکہ اس میں حق العبد باقی ہے بعد والے حاصل نہ کر سکتے ہوں۔

قولہ ومن جعل الخ اگر مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو اور حسب ضرورت راستہ کا کچھ حصہ مسجد میں شامل کر دیا جائے یا اطراف کی زمین خرید کر مسجد میں شامل کر دی جائے۔ یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسجد حرام کی توسیع اسی طرح کی تھی، نیز اگر مسجد کے حصہ میں سے کچھ حصہ میں راستہ میں شامل کر دی گئی تو یہ بھی جائز ہے۔

واللہ الذی لا الہ الا ھو انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی

ان تم المجلد الثانی فی الیوم المبارک عند صلوۃ العصر

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

مَعدِنُ الحقَائِق

شرح اُردو

کنزُ الدقَائِق

مع جدید اضافات

مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب
فاضل دار العلوم دیوبند

مَعْدِنُ الحقائق

شرح اردو

کنزُ الدقائق

مع جدید اضافات

جلد دوم

مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب

دار الاشاعت

جملہ حقوق طبع بحق ناشر محفوظ ہیں

کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر 3792

بہتمام خلیل اشرف عادل
طباعت ۲۰۰۲ء مکتبہ فاروقیہ کراچی
ضخامت 416 صفحات

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ فاروقیہ اردو بازار کراچی
۲۔ مکتبہ قرآن ۔ ۔ ۔ کراچی
۳۔ مکتبہ فاروقیہ ۴۳/3 بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا
۴۔ مکتبہ فاروقیہ ۱۱۱ بلال ٹاؤن ۔ ۔ ۔ گلشن اقبال کراچی
۵۔ مکتبہ فاروقیہ 120 مزنگ روڈ لاہور
۶۔ مکتبہ اسلامیہ سرکلر روڈ ۔ ۔ ۔ کراچی
۷۔ مکتبہ اسلامیہ ۹۰ ۔ ۔ ۔ گلگت
۸۔ مکتبہ رشیدیہ ۔ ۔ ۔ پشاور
۹۔ مکتبہ ۔ ۔ ۔

فہرست مضامین کتاب معدن الحقائق شرح کنزالدقائق (جلد دوم)

کتاب البیوع	۱
مقدمہ شروط بیع	۱۵
جو چیزیں مبیع میں داخل ہوتی ہیں جو خارج ہیں	
کس سے ہوتی	۱۸
باب خیار شرط کے بیان میں	۲۱
باب خیار رویت کے بیان میں	۲۷
باب خیار عیب کے بیان میں	۲۹
باب بیع فاسد کے بیان میں	۳۳
بیع فاسد کے احکام	۳۴
ثمن و بیع میں بائع اور مشتری کے تصرفات کے احکام	۴۰
بیوع مکروہہ کا بیان	۴۱
باب اقالہ کے بیان میں	۴۲
باب تولیہ اور مرابحہ کے بیان میں	۴۳
باب سود کے بیان میں	۴۵
معنی ربوا اور علت ربوا کی تحقیق	۴۶
اقسام ربوا کی تفصیل	۵۰
باب التفرق کے بیان میں	۵۴
باب الخیار کے بیان میں	۵۵
بیع صرف کے احکام	۵۷
باب بیع سلم کے بیان میں	۵۸
وہ چیزیں جن میں سلم جائز نہیں	۵۹
شروط بیع سلم کا بیان	۶۱
فقہ سلم کے باقی احکام	۶۲
باب مسائل متفرقہ کے بیان میں	۶۳
وہ امور جو فرد فاسد سے داخل ہو جاتے ہیں	۶۶
اور جو داخل نہیں ہوتے	۶۶
کتاب الصرف	۶۸
اقسام بیع صرف	۶۹
بیع صرف کے باقی احکام	۷۱
کتاب الکفالہ	۷۳
کفالت بالنفس اور اس کے احکام	۷۳
کفالت بالمال اور اس کے احکام	۷۵
کفالت کے متفرق مسائل	۸۰
باب مکاتب کے اور غلام کے مکاتب غلام کی طرف سے ضامن ہونے کے بیان میں	۸۳
کتاب الحوالہ	۸۵
کتاب القضاء	۸۷
احکام قضاء کا بیان	۸۹
باقی احکام قضاء	۹۰
قبول قاضی کے احکام	۹۲
ایک قاضی کی طرف سے دوسرے قاضی کو خبر دینے کی جانب خط لکھنے کے بیان میں	۹۳
باب رجوع عن الشہادت کے بیان میں	۹۸
متفرق مسائل	۹۹
کتاب الشہادۃ	۱۰۵
فقہ شروط شہادت	۱۰۶
رد شہادت کا بیان	۱۰۷
باب گواہان مقبول و غیر مقبول کی شہادت کے بیان میں	۱۱۲
باب شہادت کے اختلاف و اختلاف کے بیان میں	۱۱۸

مضمون	صفحہ
باب گواہی پر گواہ دینے کے بیان میں	۱۲۱
باب گواہی مسترد ہونے کے بیان میں	۱۲۳
کتاب الوکالۃ	۱۲۵
احکام وکالت کی تفصیل	۱۲۸
باب شرط و فرصت لگا کر وکیل کرنے کے بیان میں	۱۲۹
[illegible]	۱۳۰
تعدد وکالت کا بیان	۱۳۳
باب جواب دعویٰ یا سوال پھیلے وکیل کرنے کے بیان میں	۱۳۷
کیل کو طلاق دینے کے بیان میں	۱۳۹
کتاب الدعویٰ	۱۴۰
احکام دعویٰ کی تفصیل	۱۴۲
باب آپس میں قسم کھانے کے بیان میں	۱۴۵
احکام متفرق کی تفصیل	۱۴۸
خالص کے ہاں احکام	۱۴۹
دعویٰ و گواہی کا بیان	۱۵۱
باب ایک چیز پر دو شخصوں کے دعویٰ کرنے کے بیان میں	۱۵۲
باب دعویٰ نسب کے بیان میں	۱۵۷
کتاب الاقرار	۱۶۰
باب استثناء و رجوع عن الاقرار کے بیان میں	۱۶۵
باب اقرار کے فرار کے بیان میں	۱۶۸
کتاب الصلح	۱۷۱
تفصیل احکام صلح	۱۷۲
ان چیزوں کا بیان جن کی طرف سے صلح جائز ہے اور جن کی طرف سے جائز نہیں	۱۷۴
باب دین سے صلح کرنے کے بیان میں	۱۷۷
دین مشترک کا بیان	۱۷۷
کتاب المضاربۃ	۱۸۱
حقیقت مضاربت	۱۸۱
تفصیل دعاوی مضاربت	۱۸۱
باب مضاربت کے منعقد کرنے کے بیان میں	۱۸۲
مصارف مضاربت کے احکام	۱۸۵
کتاب الودیعۃ	۱۸۸
ودیعت کے باقی احکام	۱۹۰
کتاب العاریۃ	۱۹۲
احکام عاریت کی تفصیل	۱۹۳
کتاب الہبۃ	۱۹۵
باب ہبہ اور اس کے بیان میں	۱۹۶
رجوع عن الہبہ کی تفصیل	۱۹۸
مسائل متفرقہ	۲۰۰
کتاب الاجارۃ	۲۰۲
احکام اجارہ کی تفصیل	۲۰۳
باب اجارہ کی ان قسموں کے بیان میں جو جائز ہیں اور جو نہیں اور متفرقات سے	۲۰۵
باب اجارہ فاسدہ کے بیان میں	۲۰۸
تفصیل احکام اجارہ فاسدہ	۲۰۸
احکام اجارہ [illegible]	۲۰۸
تعلیم قرآن	۲۰۹
باقی احکام	۲۱۲
باب جنس کے مختلف ہونے کے بیان میں	۲۱۳
باب کسی ایک شریک پر اجارت ٹھہرانے کے بیان میں	۲۱۴
باب غلام کے اجارہ کے بیان میں	۲۱۵

مضمون	صفحہ
باب جادو کرنے کے بیان میں	۲۱۶
متفرق مسائل	۲۱۸
کتاب المکاتب	۲۱۹
باب مکاتب کیلئے جن افعال کا کرنا درست ہے ان کے بیان میں	۲۲۱
ہدایا اور ضیافت وغیرہ کی کتابت کے بیان میں	۲۲۳
باب مشترک غلام کی کتابت کے بیان میں	۲۲۶
باب مکاتب کی موت اور اس کے بجز اور آقا کی موت کے بیان میں	۲۲۸
کتاب الولاء	۲۳۰
احکام ولاء کی تفصیل	۲۳۱
ولاء موالاۃ کا بیان	۲۳۲
کتاب الاکراہ	۲۳۳
تفصیل احکام اکراہ	۲۳۵
کتاب الحجر	۲۳۷
فصل مرض طلاق میں	۲۴۰
کتاب الماذون	۲۴۱
ماذون کے احکام کی تفصیل	۲۴۲
کتاب الغصب	۲۴۶
غصب سے متعلق متفرق مسائل	۲۵۰
کتاب الشفعہ	۲۵۳
اقسام شفیع و ترتیب شفعہ	۲۵۳
باب شفعہ طلب کرنے والے اس میں خصومت کرنے کے بیان میں	۲۵۲
تصرفات مشتری کے احکام	۲۵۹
باب ان چیزوں میں جن میں شفعہ واجب ہوتا ہے	

مضمون	صفحہ
... میں واجب نہیں ہوتا	۲۶۰
باب ان چیزوں میں جن سے شفعہ باطل ہو جاتا ہے	۲۶۲
تدبیر متعلق شفعہ کا بیان	۲۶۳
کتاب القسمۃ	۲۶۵
احکام تقسیم کی تفصیل	۲۶۱
جن صورتوں میں تقسیم ہوتی ہے اور جن میں نہیں ہوتی	
... کے بیان	۲۶۸
طریق تقسیم و کیفیت قسمت کا بیان	۲۶۹
دو متفرق مکانوں کی تقسیم کا بیان	۲۷۰
باری مقرر کرلینے کا بیان	۲۷۱
کتاب المزارعۃ	۲۷۲
... فاسدہ کا بیان	۲۷۳
کتاب المساقات	۲۷۴
کتاب الذبائح	۲۷۶
کس کا ذبیحہ حلال ہے اور کس کا حلال نہیں	۲۷۶
فصل ان میں جن کا کھانا حلال ہے اور جن کا حلال نہیں	۲۷۹
کتاب الاضحیۃ	۲۸۳
تفصیل احکام اضحیہ	۲۸۵
کتاب الکراہیۃ	۲۸۶
مکروہات خرید و فروخت کا بیان	۲۸۷
مکروہات لباس کا بیان	۲۸۸
عورت کو دیکھنے اور چھونے کے احکام	۲۹۰
استبراء اور غیر کے احکام	۲۹۱
فصل بیچ اور غلہ بھرنے کے اور اجارہ وغیرہ میں	۲۹۲
کسب، فتاویٰ اور متفرقات	۲۹۶
کنویں کھودنے وغیرہ کے ضرر کا بیان	۲۹۷

مضمون	صفحہ
کفالت کے احکام	۲۹۸
کفالت کے باقی احکام	۲۹۹
کتاب الشرکۃ	۳۰۰
شرکت کے اقسام کا بیان	۳۰۰
شرکت عنان کا بیان	۳۰۳
شرکت مفاوضہ کا بیان	۳۰۴
شرکت عنان کا تفصیلی بیان	۳۰۷
کتاب الوکالۃ	۳۰۷
تفصیل احکام وکالۃ	۳۰۹
کتاب الرہن	۳۱۰
تفصیل احکام رہن	۳۱۵
باب ان چیزوں کا بیان جس کا رہن رکھنا اور رہن کے ساتھ رہن رکھنا جائز ہے اور جن میں جائز نہیں	۳۲۰
باب مرتہن اور جس کے پاس رہن رکھنے کے بیان میں	۳۱۷
باب مرہون میں تصرف کرنے اور اس کی نگہداشت کے بیان میں	۳۱۹
باب جنایۃ المرہون وجنایۃ علیہ کے بیان میں	۳۲۲
رہن سے متعلق متفرق مسائل	۳۲۳
کتاب الجنایات	۳۲۳
قتل عمد کا بیان	۳۲۳
قتل شبہ عمد اور قتل خطاء کی بحری دعا قتل بالسبب کا بیان	۳۲۵
باب موجب قصاص اور غیر موجب قصاص امور کے بیان میں	۳۲۶
تفصیل احکام قصاص	۳۲۷
مسائل متفرقہ قصاص بعد از تحقیق نفس قصاص	۳۲۹
باقی احکام قصاص	۳۳۱
باب جان کے علاوہ کے قصاص کے بیان میں	۳۳۲

مضمون	صفحہ
موجب قتل کی طرف سے صلح کرنے کے بیان میں	۳۳۳
قصد جنایات کا بیان	۳۳۵
باب قتل کے مستحق کو جاننے کے بیان میں	۳۳۸
باب قتل کی حالت سے متعلق امور کے بیان میں	۳۳۹
کتاب الدیات	۳۴۰
دیت خطاء اور غیر موجب کے احکام	۳۴۱
اطراف حر اور اعضاء کی دیت کے احکام	۳۴۱
شجاج کی دیت کے احکام	۳۴۳
باب شکم کی چوٹ کے بیان میں	۳۴۶
باب جانب دار اور اونٹ کی چوٹ کے بیان میں	۳۴۹
جنگی جانوروں کے ضمان کے احکام	۳۴۹
باب چوپائے کی جنایت اور چوپائے پر جنایت کے بیان میں	۳۵۱
غصب کے بیان میں	۳۵۳
باب غاصب کے حکم اور اس پر جنایت کے بیان میں	۳۵۳
موجب قتل غصب کے احکام کی تفصیل	۳۵۷
باب غلام اور جانور کے غصب کرنے کے بیان میں	۳۵۹
احکام میں ان سے تصرف واقع ہونے کے بیان میں	۳۶۱
باب مسائل کے بیان میں	۳۶۳
تفصیل احکام مسائل	۳۶۵
کتاب الحظر والاباحۃ	۳۶۵
کتاب الوصایا	۳۶۸
تفصیل احکام وصیت	۳۶۸
باب تملک المال الموصی بہ کی وصیت کے بیان میں	۳۶۹
تملک مال کی وصیت کے احکام کی تفصیل	۳۷۰
باب مرض الموت میں اقرار کرنے کے بیان میں	۳۷۲
باب مشترکوں کے لئے وصیت کرنے کے بیان میں	۳۷۲

مضمون	صفحہ
باب مخاصمت در ہائش اور بچوں کی وصیت کے بیان میں	۳۷۸
باب ذوی کی وصیت کے بیان میں	۳۷۹
باب وصی کے بیان میں	۳۸۰
شہادت وصی کا بیان	۳۸۳
کتاب الفرائض	۳۸۴
متفرق مسائل	۳۸۵
کتاب الفرائض	۳۹۳
باپ کی میراث کا بیان	۳۹۶
دادا کی میراث کا بیان	۳۹۹
ماں کی میراث کا بیان	۴۰۰
دادی کی میراث کا بیان	۴۰۱
شوہر کی میراث کا بیان	۴۰۷
بیوی کی میراث کا بیان	۴۰۷
بیٹی کی میراث کا بیان	۴۰۸
پوتی کی میراث کا بیان	۴۰۸
حقیقی بہن کی میراث کا بیان	۴۱۱

مضمون	صفحہ
علاتی (باپ شریک) بہن کی میراث کا بیان	۴۱۴
اخیافی (ماں شریک) بہن کی میراث کا بیان	۴۱۵
عصبات کا بیان	۴۱۵
عجیب کا بیان	۴۱۶
اولاد کر یا کل کر مرنے والوں کی میراث کا بیان	۴۱۷
اولاد الاولاد کی میراث کا بیان	۴۱۸
خارج فروض کا بیان	۴۱۸
عول کا بیان	۴۲۵
کسر بندی کرنے کی ترکیب	۴۲۶
مسائل رد کی تفصیل	۴۲۹
مناسخہ کے احکام	۴۳۲
مثال مناسخہ	۴۳۳
تصحیح میں ہر فریق کے حصے کی شناخت کا طریقہ	۴۳۴
تصحیح سے ہر فریق کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ	۴۳۴
ورثہ پر تقسیم ترکہ کی ترکیب	۴۳۵
تخارج کا بیان	۴۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب البیوع

قولہ کتاب البیع منقول لغۃ بمعنی مبادلۃ مطلقا سواء کانت بالتعاطی او بالصیغۃ وشرعا بمعنی مبادلۃ مال بمال علی وجہ مخصوص کما فی الدرر وغیرہ فخرج بقید المال النکاح وبقید المبادلۃ الھبۃ بلا عوض والوصیۃ والاجارۃ وبقید الوجہ المخصوص القرض والغصب والودیعۃ والعاریۃ والرھن والشرکۃ والمضاربۃ والوکالۃ والصلح عن انکار والحوالۃ والکفالۃ والقسمۃ والھبۃ بعوض والصلح عن دین والاقالۃ والمراد بالوجہ المخصوص ان یکون مفیدا للملک او للتملک او للاختصاص المفضی الی احدھما کما فی الدرر ایضا فخرج بقید المفید للملک الاجارۃ فانہ مفید للاختصاص المفضی الی الملک وبقید المفضی الی احدھما الاباحۃ فانہ مفید للاختصاص المفضی الی الاباحۃ فقط کما فی الدرر ایضا وقولہ بمقابلۃ مال بمال خرج بہ النکاح فانہ مبادلۃ مال بغیر مال وقولہ علی وجہ مخصوص خرج بہ الھبۃ بلا عوض والوصیۃ والاجارۃ وبقولہ مال بمال خرج بہ ال

شرح: الفقہ فی الدین ۔۔۔ اس سے مراد فقہ کی وہ قسم ہے جو عقائد سے متعلق ہو، اور جو عقائد سے متعلق نہ ہو اس کو فقہ نہیں کہتے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے فقہ کی فلاں کتاب پڑھی ہے اور اس کا مطلب یہ ہو کہ میں نے اس کتاب کے مسائل کو سمجھ لیا ہے، تو یہ کہنا درست نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے فقہ کی فلاں کتاب پڑھی ہے اور اس کا مطلب یہ ہو کہ میں نے اس کتاب کے مسائل کو سمجھ لیا ہے، تو یہ کہنا بھی درست نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے فقہ کی فلاں کتاب پڑھی ہے اور اس کا مطلب یہ ہو کہ میں نے اس کتاب کے مسائل کو سمجھ لیا ہے، تو یہ کہنا بھی درست نہیں ہوگا۔

مسئلہ: حج کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حج کی تعریف یہ ہے کہ اس میں سے حج مکروہ کو نکال دیا جائے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ حج کی تعریف یہ ہے کہ اس میں سے حج فاسد کو نکال دیا جائے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ حج کی تعریف یہ ہے کہ اس میں سے حج باطل کو نکال دیا جائے۔

جواب: حج کی تعریف میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حج کی تعریف کے لئے شرعاً یہ ضروری نہیں کہ اس میں سے حج مکروہ، حج فاسد اور حج باطل کو نکال دیا جائے۔ بلکہ حج کی تعریف کے لئے یہ کافی ہے کہ اس میں سے حج مکروہ کو نکال دیا جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حج کی تعریف کے لئے یہ کافی ہو کہ اس میں سے حج فاسد کو نکال دیا جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حج کی تعریف کے لئے یہ کافی ہو کہ اس میں سے حج باطل کو نکال دیا جائے۔

لوله وبالرفع ۔۔۔ متعاقدین کا جب سے ایجاب قبول منعقد ہو جائے کے بعد بیع لازم ہو جاتی ہے متعاقدین میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس بیع کو فسخ کر دے۔ اور اس اختیار کو خیار مجلس کہتے ہیں۔ اور اس اختیار کو خیار مجلس اس لئے کہتے ہیں کہ اس اختیار کا تعلق مجلس سے ہوتا ہے۔ اور اس اختیار کو خیار مجلس اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس اختیار کا تعلق مجلس سے ہوتا ہے۔ اور اس اختیار کو خیار مجلس اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس اختیار کا تعلق مجلس سے ہوتا ہے۔

لوله وبالرفع ۔۔۔ متعاقدین کا جب سے ایجاب قبول منعقد ہو جائے کے بعد بیع لازم ہو جاتی ہے متعاقدین میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس بیع کو فسخ کر دے۔ اور اس اختیار کو خیار مجلس کہتے ہیں۔ اور اس اختیار کو خیار مجلس اس لئے کہتے ہیں کہ اس اختیار کا تعلق مجلس سے ہوتا ہے۔ اور اس اختیار کو خیار مجلس اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس اختیار کا تعلق مجلس سے ہوتا ہے۔ اور اس اختیار کو خیار مجلس اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس اختیار کا تعلق مجلس سے ہوتا ہے۔

دوسرے نے بھی قبول نہ کیا ہو اور ایجاب وقبول سے پہلے ان کو منتشر ہوتے نہ دیکھا ہو اس طرح مجلس عقد تمام ہونے کے بعد خیار ان کو نہ ملے گا۔ بس حقیقت پر تحمل رہا بہتر ہوگا کہ اعتراض قرآن کے خلاف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واشہدوا اذا تبایعتم" اس میں اذا تبایعتم کا حکم ہے "ولا یضار کاتب ولا شہید" اور "وان تفعلوا فانہ فسوق بکم" اس آیت میں بعد ایجاب وقبول کے بعد جو کچھ ہوا اس کو فسوق قرار دیا گیا ہے۔ اگر ایجاب وقبول کے بعد بیع لازم ہو جاتی ہے تو پھر یہ کہنا کہ بیع فاسد تھی اور ہونی چاہئے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول "کنا نشتری الطعام فیبعث علینا من یامرنا بانتقالہ من المکان الذی ابتعناہ فیہ قبل ان نبیعہ" کی تشریح کیا ہے؟

جواب: دونوں قولوں میں کوئی تعارض نہیں ہوتا۔ حدیث میں "قبل ان نبیعہ" کی تشریح "قبل ان نقبضہ" سے ہوئی ہے۔

قولہ: وھو المختار الخ: ایجاب اول سے مراد جو مفید ہے جو دوسرے کو مالک بنانے اور مالک ہونے پر دلالت کرے خواہ دونوں ماضی کے صیغوں سے ہو جیسے بعت واشتریت یا دونوں حال یعنی یبیع اور یشتری سے ہو جیسے ابیعک اور اشتریہ یا ماضی اور حال ہر دو کا استعمال بیع کسی خاص لفظ پر منحصر نہیں بلکہ جب تمسک اہل عقد کے کسی ایسے کلام سے ہو جس سے قرائن کے ذریعہ بائع کا مشتری کو مالک بنانا اور مشتری کا مبیع پر مالک ہونا سمجھا جاتا ہو بیع ہو جاتی ہے جن کو فقہاء "کنایہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ قدوری میں ہے کہ بیع کا انعقاد ایجاب وقبول کے علاوہ دوسرے کنایہ کے الفاظ سے بھی ہو جاتا ہے۔ مختار یہی ہے۔

سوال: حضرت ایسے ہونے کی قید لگانے کی کیا وجہ ہے؟ کیا بیع میں تعاطی کافی نہیں ہے؟

جواب: بعض حضرات نے اس قید کو نہ لگایا ہے اور صرف اس کو لکھا ہے جس نے بیع کے لئے ایجاب وقبول کیا ہو مگر ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہوتا کیونکہ بیع تعاطی میں بھی ایجاب وقبول موجود ہے اور کبھی حال یہ حال دلالۃ بائع کے خاموش رہنے اور مشتری کے اخذ پر قرائن سے بیع صحیح ہو جاتی ہے اور کبھی بیع صحیح ہو جاتی ہے اور کبھی بطریق انعقاد۔

قولہ: وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث الخ: اس مسئلہ کی بنیاد یہ ہے کہ تعاطی بھاؤ تاؤ کئے بغیر ہو جس کو بیع مشتری کہتے ہیں یا بھاؤ تاؤ کرکے ہو جس کو بیع مساومۃ کہتے ہیں۔ مصنف نے اس کو مختلف فیہ بتایا ہے کہ تعاطی کیسی بیع میں ہوتی ہے؟ بیع قلیل قیمت کی یا ہر قسم کی بیع میں صورت بیع منعقدہ ہو جاتی ہے اور اسی اختلاف کی وجہ سے فقہاء کے اقوال مختلف ہو گئے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں "بیع" کا لفظ ہے جس میں منعقدہ ہو جانے کی تمام قسمیں داخل ہیں کیونکہ جس بیع میں ایجاب وقبول نہ ہو اس کا انعقاد ہی نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ اصل بیع کا انعقاد ہر قسم کی بیع میں ایجاب وقبول سے ہوتا ہے اور تعاطی بھی بیع منعقد ہو جاتی ہے اور اس کا انعقاد ایجاب وقبول کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس لئے بیع تعاطی میں بھی ایجاب وقبول کی طرح ہر قسم کی بیع منعقد ہو جاتی ہے۔ اس کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں داخل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول میں بیع تعاطی کا داخل ہونا اس لئے مشکل ہے کہ ان کے نزدیک بیع تعاطی صرف قلیل قیمت کی اشیاء میں ہوتی ہے۔ ہر قسم کی بیع میں نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کے قول میں بیع تعاطی کا داخل ہونا مشکل ہے۔ اس کو مصنف نے مختلف فیہ بتایا ہے۔

(قولہ) بیع تعاطی میں انعقاد سے مراد صرف اباحت ہے یا انعقاد بمعنی ایجاب وقبول ہے اس میں اختلاف ہے۔ مختار یہ ہے کہ انعقاد بمعنی ایجاب وقبول ہے۔ علامہ شامی نے اس کو مختار بتایا ہے کیونکہ امام محمد نے تصریح کی ہے کہ بیع تعاطی میں ہر قسم کے الفاظ سے بیع ہو جاتی ہے اور بیع تعاطی اور بیع مساومہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور شامی نے جو کہا ہے کہ "فی الظہیریۃ وفی الفتح وھکذا صححہ الکمال فی الفتح وفی الکرخی وبہ یفتی وھو المختار" بیع تعاطی میں یہ مختلف ہو جاتی ہے کہ بیع تعاطی میں بیع منعقد ہو جاتی ہے یا نہیں ہوتی۔ علامہ شامی نے کرخی کے حوالہ سے جو کچھ نقل کیا ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیع تعاطی میں بیع منعقد ہو جاتی ہے لیکن اکثر علماء کا تحریر یہ ہے کہ انعقاد نہیں ہوتا ہے۔ ہر طرف سے اس کو ایسا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ تعاطی مقاولہ سے مخلصت ہے جو جانبین سے ہوا کرتی ہے" علامہ کرمانی نے صحیح بخاری کی شرح میں امام ابو حنیفہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہے جس کو علامہ شامی نے اختلاف کا خلاصہ بتایا ہے اور اصل امام محمد کا کلام ہے کہ آپ نے تعاطی کی تفسیر میں انعقاد یعنی ایجاب وقبول کو نہیں بتایا ہے لیکن اس سے صرف تسلیم بیع

(۱) [illegible]

قولہ وصحیح مقبلۃ الخ۔ حال یہ ہے کہ یہ عورت حیض سے متشکل ہے (یعنی حال بول کر محل مراد لیتے ہیں، جیسا کہ اقرب میں ہے) سبب یہ ہے کہ صحیح کون حال اور کون محل ہے دونوں کیساتھ تعلق سے کون سا ساتھ تو اسلئے کہ متقضی عقد حیض ہے کہ کون حال ہو اور کون محل کیونکہ صحیح کہنا "اصل الصحیح" میں علی الاطلاق ہے اور "خصوصت" نے اس کو مقید کر دیا ہے اور اسی طرح "اصل الصحیح" میں "الفیض" کا حال ہونا کی صورت میں بہت کم معلوم ہوتا ہے فرمودی ہے کہ حیض میں اس کی صورت نہیں ہے۔

قولہ ومطلقا الخ۔ کم کی مقدار مذکور ہونا اور کس کی طرف پھیر دیا گیا ہو تو [illegible] مختلف ہوں ہے ہیں: دفعہ ۱۰ رائے ہوا کی اعتبار ہوگا اور اگر وہاں مختلف نہ ہوں اور بلیت میں مختلف ہوں جیسے بغدادی تاجر ہیں جیسے مغربی فوری اور ہر ایک کو پہچان سکے گر ہو تو صحیح فاسد ہوگی کیونکہ جہالت باعث منازعت ہے۔

(فائدہ) مختلف کی چار صورتیں ہیں (۱) کہ ان اور بیت ہر دو میں ہوں (۲) ہر دو میں مختلف ہوں (۳) صرف بیت میں برابر ہوں (۴) صرف بیت میں برابر ہوں اس میں سے "شیخ" کا قول ہے کہ بیت کی حالت کا اعتبار ہوگا اور "طحاوی" میں ہے کہ اس میں عورت کے حال کا اعتبار ہوگا اور یہی مختار ہے۔

قولہ وہو ثلثۃ الخ۔ حرف حیض میں کوئی کا خلاف نہیں اور اس کے آگے پڑھنا ہے مگر یہاں صرف تین ہوں اس کی تین قسم کا خلاف مراد ہے کہ آیا حیض کو اس کی مختلف بنس کے ساتھ میں فرد ثابت کیا جائے مثلاً گیہوں کو جو کے ساتھ میں تو پہلے سے ناپ کر نکالا جائے یا گیہوں کی مقدار معلوم نہ ہو کی ایسے تجربہ سے تین کرنے کی دونوں صورتوں میں ہر طرح سے ہے کہ کل حیض ہوتا ہے کہ ہر ایک کا شمار ہے کہ جب دونوں حیض میں مختلف ہوں تو جیسے چاہو ثابت کرو (۱) کہ معرفت کیلئے چند حیض میں ہیں (۱) جیسے تمیز و مشاہدہ (۲) عادت کے پہلے کی صورت میں (۳) دنوں تک متحد ہو جیسے کہ ہر ایک ہے (۴) جیسے کہ ہر ایک ہے (۵) جیسے کہ ہر ایک ہے (۶) جیسے کہ ہر ایک ہے (۷) جیسے کہ ہر ایک ہے (۸) جیسے کہ ہر ایک ہے (۹) جیسے کہ ہر ایک ہے

ومن باع صبرة كل صاع بدرهم صح في صاع ولزم ثلثة او لزم كل شاة او ثوب بدرهم
اور جس نے بیچا ڈھیر کو ہر صاع ایک درہم میں تو صحیح ہوگی ایک صاع میں اور لازم ہوگا تین کا یا لازم ہوگا ہر بکری یا کپڑے کا ایک درہم میں
فسد في الكل ولو سمى الكل صح في الكل فلو نقص كيل احد بعضه او صح
تو فاسد ہوگا سب میں اور اگر بیان کرے سب کو تو صحیح ہوگا سب میں سو اگر کم نکلے ایک کیل تو لے سکے بعض کے عوض یا صحیح ہے
وإن زاد فللبائع ولو نقص بزرع فسد بكل الثمن او ترك وإن زاد فللمشتري ولا حبار للبائع
اور اگر زیادہ نکلے تو واپس کرے گا ہے اور اگر کم ایک گز تو پورے ثمن کے عوض لے جائے یا چھوڑ دے اور اگر زیادہ نکلا تو وہ مشتری کا ہے اور اختیار نہیں ہے بائع کو
ولو قال كل ثوب بكذا ونقص احد بعضه او ترك وإن زاد احد كملة كل ذرع بكذا
اور اگر کہا کہ ہر کپڑا اتنے میں ہے اور کم نکلا کپڑا تو اس کے حصہ کے عوض لے جائے یا چھوڑ دے اور اگر زیادہ نکلا تو لے جائے ہر کپڑا اتنے ہی داموں میں
او فسخ وفسد بيع عشرة اذرع من دار لا انهم وإن اشترى جملة على انه عشرة ثوب نقص
یا فسخ کردے اور فاسد ہے بیع دس گز کی گھر سے نہ کہ حصوں کی اور اگر خریدی پورا گھر کہا کہ دس ہیں گز میں اس شرط پر کہ کم ہیں تو زیادہ نہیں ہیں اور وہ کم یا زیادہ نکلی
او زاد فسد وإن بين لكل ثوب ونقص صح فقط وخير وإن زاد فسد
تو بیع فاسد ہوگی اور اگر بیان کردیا گز ہر کپڑے کا پھر کم نکلا تو صحیح ہوگی اسی کے بقدر اور اختیار یا جائیگا اور اگر زیادہ نکلا تو فاسد ہوگی
ومن اقر لرجل انه غصبه عشرة اذرع من هذا الثوب باعه بعشرة فله عشرة وعصب
اور جس نے اقرار کیا ایک شخص اس شرط پر کہ وہ دس گز ہے ہر گز ایک درہم میں تو لے اس کپڑے کو درہم میں سارا دے دس گز ہونے کی صورت میں

بالاختيار وبعشرة في سعة وبضعف بخيار.
یا اختیار اور نو میں لے سارے کو مگر ہونے کی کی صورت میں اختیار کے ساتھ

توضیح الفقہ صبرۃ ڈھیر کا اسیر غلہ کپڑوں ہر چیز مازرع یعنی کہ جو چیز ماپ کر بیچی جاتی ہو مثل صندل آٹا وغیرہ کی جاتی ہے

تشریح الفقہ قولہ ومن باع الخ ایک شخص نے کسی سے کہا کہ آپ ڈھیر فروخت کیا اور کہا کہ اس کا ہر صاع ایک درہم کے عوض میں ہے اور کل اسیر کی مقدار بیان نہیں کی کہ وہ صاع ہے پچاس تو امام صاحب کے نزدیک صرف ایک صاع میں بیع جائز ہوگی اور باقی میں موقوف رہے گی۔ کیونکہ مبیع اور ثمن کی اتنی ہی مقدار معلوم ہے اور باقی مجہول ہے صاحبین کے نزدیک کل اسیر کی بیع جائز ہے وہ فرماتے ہیں کہ باقی کی مقدار میں جو جہالت ہے اس کو اور کرنا اس کے بیان میں ہے اور کر سکتے ہیں اور کر سکتی ہے کہ بڑیوں کا ایک تھان بیچا اور کہا کہ ہر بکری درہم کے عوض ہے یا ہر کپڑا ایک درہم کے عوض میں ہے تو امام صاحب کے نزدیک ایک بکری اور ایک کپڑا نہیں بیچی جائے گی بلکہ تمام میں فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ یہاں بیع کے الفاظ میں اضافت ہے تو سب پر قیمت برابر تقسیم نہیں ہو سکتی۔ بخلاف مزارع الخ کہ وہاں بیع بھوسا اور دودھ بکری سے نہیں ہے اور مشتری بڑی اور موٹی بکری پائے گا۔ بخلاف پہلے مسئلے کے کہ اس میں کپڑوں کے اندر بھی اس کے الوان میں کوئی تفاوت نہیں اسلئے وہاں ایک صاع میں بیع جائز ہے ہاں اگر بوقت عقد کل ڈھیر کی اور کل بڑیوں کی اور کل تھان کی مقدار بیان کر دی جائے تو بالاتفاق کل کی بیع صحیح ہو جائے گی۔ قولہ الا الصاع وهو ظاهر۔

قولہ فلو نقص الخ بائع نے بوقت عقد ڈھیر کی کل مقدار بیان کردی مثلاً یوں کہدیا کہ یہ ڈھیر سو صاع ہے اور کل ڈھیر آپ کو

صورت میں مبیع کے دو حصے ہوں گے ایک حصہ مبیع کا اور دوسرا حصہ ثمن کا۔ اور دونوں صورتوں میں بائع کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اور چاہے تو ثمن کا حصہ لے لے۔ اس واسطے کہ جب بائع نے ہر گز کی قیمت علیحدہ علیحدہ ہر ایک گز کے مقابلہ میں مقرر کی تھی تو گویا ہر گز کا ثمن علیحدہ علیحدہ مبیع کا ہوگیا۔ اور یہ صورت ایسی ہوگئی جیسے کہ دو چیزوں کی بیع ہو اور ایک چیز مستحق نکل جائے۔ یا ایک چیز کی صورت میں اس پر نصف درہم قیمت لازم ہو اور کسی کی صورت میں کپڑا اس کی شرط کے خلاف ہوا اس لئے دونوں صورتوں میں اس کو اختیار ہوگا۔ اگر اس کا نقصان نہ ہو۔ صاحب ہدایہ وصف یہ فرماتے ہیں کہ جب بائع نے ہر گز کے مقابلہ میں ایک درہم کہا پھر ہر گز مستحق نکلا کپڑے کے حکم میں ہو گیا یعنی گز ایک درہم میں بیچا یا دو گز کم ہونے کی صورت میں قیمت سے کچھ ساقط نہ ہوگا۔ کیونکہ درہم وصف ہے گز کے مقابلہ میں قیمت نہیں ہوتی۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا اصل وصف ہے لیکن شرع کی وجہ سے مقدار کا حکم حاصل کر لیتا ہے۔ اور یہاں شرط ہے کہ پورا ایک گز ہو اور ایک درہم کے مقابلے میں دو جب یہ دونوں چیزیں ثابت ہو گئیں تو گویا پورے اصل کی طرف لوٹ آئے گا یعنی وصف ہو جائے گا اور وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی پھر وہ دونوں ہی صورت میں گویا شرط کے خلاف ہے مگر یہ مخالفت اس کے لئے نافع ہے کہ دو گز کپڑا صحت کل رہا ہے اور اندازہ کی صورت میں اختیار نہ ہوگا کہ کم ہونے کی صورت میں چونکہ وصف مرغوب ہوتا ہے تو گویا اس نے پورے لینے میں اقتدار نہ پایا۔ **لوصف بغیر کذلک**

فصل يَدْخُلُ الْبِنَاءُ وَالْمَفَاتِيحُ فِي بَيْعِ الدَّارِ وَالشَّجَرُ فِي بَيْعِ الْأَرْضِ بِلَا ذِكْرٍ وَلَا يَدْخُلُ الزَّرْعُ

(فصل) داخل ہوتی ہے عمارت اور کنجی گھر کی بیع میں اور درخت زمین کی بیع میں ذکر کئے بغیر اور نہیں داخل ہوتی کھیتی میں کی بیع میں

فِي بَيْعِ الْأَرْضِ بِالتَّسْمِيَةِ وَلَا الثَّمَرُ فِي بَيْعِ النَّخْلِ إِلَّا بِالشَّرْطِ وَيُقَالُ لِلْبَائِعِ اقْطَعْهَا وَسَلِّمِ الْمَبِيعَ

ذکر کئے بغیر اور نہ پھل درخت کی بیع میں مگر شرط کے ساتھ اور کہا جائے بائع سے کہ توڑ لے پھل اور حوالے کر دے مبیع اور جس نے

وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ مَا أَبَّرَتْ أَوْ لَا ثَمَرَ فِيهَا فَالثَّمَرُ لِلْبَائِعِ وَلِلْمُشْتَرِي فِي الْفَصْلِ وَإِنْ شَرَطَ تَرْكَهُ عَلَى النَّخْلِ حَتَّى

بیچا کھجور کا درخت بعد اس کے کہ گابھن ہو چکا ہو یا نہیں ہوتا ہے پھل تو بائع کا ہے اور مشتری کا ہے کھیتوں میں اگر شرط کرے ان کو درختوں پر رہنے دینے کی تو فاسد ہوگی۔

جو چیزیں تحت المبیع داخل ہوتی ہیں اور جو نہیں داخل ہوتیں

توضیح اللغۃ بناء عمارت 'مفاتیح' مفتاح کی جمع ہے اس سے مراد آلۂ قفل (کنجی) کی جمع ہے بعض علماء نے دونوں لفظوں کو ایک ہی چیز کے لئے بولا ہے۔ **زرع** کھیتی جو اگانے اور بونے کے لئے بولا جاتا ہے۔ **ثمر** پھل کھجوروں میں بولتے ہیں۔ **ابّرت** تابیر سے ماضی مؤنث غائب ہے بمعنی گابھن ہونا۔ **اقطعہا** قطع سے امر حاضر مؤنث غائب ہے بمعنی توڑ لینا۔ **سلّم المبیع** بمعنی حوالے کر دینا۔ **اقتضاء** بمعنی طلب کرنا۔

تشریح المتن **قولہ یدخل** یعنی بیع میں داخل ہوتی ہیں عمارتیں اور کنجی جو اس گھر کی ہو جس کی بیع ہو رہی ہے۔ اور درخت زمین کی بیع میں داخل ہیں بغیر ذکر کئے ہوئے اس کے کہ یہ چیزیں مبیع کے ساتھ خاص ہو جائیں۔ اور یہ بھی شئ مبیع میں داخل ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو چیز ان دونوں قسموں میں سے ہو بلکہ متعلق مبیع ہو اور مبیع کے حقوق میں سے ہو وہ بھی مبیع کے ساتھ داخل ہو جاتی ہے اور حقوق مبیع کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو مبیع میں داخل ہوتی ہے۔ **قولہ** کھیتی کو بھی نہ لگے تو اب ایک شخص نے مکان یا درخت کی بیع کی اور شرط کر لی کہ بائع کی کھیتی اور فصل (جو متصل ہو) تحت المبیع داخل ہوگی اور اس کو حق ہوگا کہ اس کو کاٹ لے۔ اور یہ شرط فاسد ہے اس لئے کہ یہ چیز مبیع میں داخل نہیں ہوتی۔ **قولہ** بالتسمیۃ یعنی ذکر کئے بغیر۔ **قولہ** الا بالشرط یعنی اگر بائع نے شرط کر لی کہ درخت کا پھل میرا ہوگا تو یہ شرط فاسد ہے اور پھل بائع کا ہوگا۔ **قولہ** ویقال للبائع الخ یعنی اگر بائع نے شرط کر لی ہو کہ پھل میرا ہوگا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ یا تو بیع کو فسخ کر دے یا بائع سے کہے کہ پھل کاٹ کر مبیع حوالے کر دے۔ **قولہ** ومن باع الخ یعنی اگر کسی نے کھجور کا درخت بیچا جس پر گابھن ہو چکا ہو یا نہیں ہوتا ہے پھل تو بائع کا ہے اور مشتری کا ہے کھیتوں میں اگر شرط کرے ان کو درختوں پر رہنے دینے کی تو فاسد ہوگی۔

قولہ والاظہر الخ وراثت کی بیع میں بعض شرائط کے بعد فاسد نہ ہونے کے ساتھ بعض کو فاسد کرنے کے لئے کسی کے یہاں کچھ قیاس کئے گئے ہے مصنف نے بجز تو فیق رکھا ہے جو آپ وراثت کا حال ہے اور اس کو اور غیر موجود کرنا ہے اور بیع کچھ تو اصل میں ثابت ہوئی تو شرط باطل ہوگی اور بیع درست ہوگی، اور مشتری کا حق کہ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اوپر گزرا ہے اور وراثت بھی اس کی تابع اور اصل بیع کا ہے تو یہ شرط "واقع" کے خلاف ہے

کہ یہ حدیث مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے رجال ہیں "محمد بن ابی الاصبغ" اور "ابو کریب" اور "ابو معاویہ" حدیث جو اوپر گزرے اصل میں روایت کی ہے "ابو کریب" اور "ابو معاویہ" حدیث جس میں کچھ ہے وراثت ہوں تو اصل بیع کا ثابت ہونا اور مشتری کا حق اس حدیث کی تحصیل نہیں ہوتا ہے اور اس پر ہے اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں چلتا ہے اور اس تخریج سے اس حدیث کا پتہ چلتا ہے کہ "لفظ عبد" "لفظ" اس حدیث کو "ابو معاویہ" کے "اعمش" کی "محمد" کی "کریب" کی "ابن عباس" کی "حدیث" کی "نقل" ہے

قولہ وان باع الخ وہ بیع جس میں کچھ شرائط ہوں جن کے ساتھ بیع فاسد ہوتی ہے اور اس میں مساوات نہ ہو گئی ہو، جس کا حکم یہ ہے کہ اس میں بیع فاسد ہوتی ہے اور اس میں مساوات نہ ہو گئی ہو، جس کا حکم یہ ہے کہ اس میں بیع فاسد ہوتی ہے

فائدہ بیع فاسد کی چند صورتیں ہیں ان میں سے صرف ایک صورت میں تفاسد ہے، باقی میں نہیں (۱) بیع میں شرائط کا ہونا جو کہ آگے آئے ہے (۲) شرط کا فاسد ہونا (۳) شرط کا مفسد ہونا (۴) شرط کا مفسد ہونے کے ساتھ بیع کا فاسد ہونا (۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۱۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۱۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۱۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۱۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۱۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۱۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۱۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۱۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۱۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۱۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۲۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۲۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۲۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۲۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۲۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۲۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۲۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۲۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۲۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۲۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۳۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۳۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۳۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۳۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۳۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۳۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۳۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۳۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۳۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۳۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۴۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۴۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۴۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۴۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۴۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۴۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۴۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۴۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۴۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۴۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۵۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۵۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۵۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۵۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۵۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۵۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۵۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۵۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۵۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۵۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۶۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۶۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۶۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۶۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۶۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۶۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۶۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۶۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۶۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۶۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۷۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۷۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۷۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۷۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۷۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۷۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۷۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۷۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۷۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۷۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۸۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۸۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۸۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۸۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۸۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۸۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۸۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۸۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۸۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۸۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۹۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۹۱) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۹۲) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۹۳) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۹۴) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۹۵) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۹۶) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۹۷) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۹۸) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا (۹۹) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا فاسد ہونا (۱۰۰) بیع کا فاسد ہونے کے ساتھ شرط کا مفسد ہونا

قولہ وان اشترط الخ اگر مشتری نے بعض پھلوں کے توڑنے کی شرط کر لی تو بعض کے نزدیک بیع فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے امام محمد صاحب فرماتے ہیں کہ اگر پھل چند حد پر ہوں تو فاسد نہیں ہوتی ہے اور یہ بیع جائز ہے اور یہ بھی ایک قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور زفر رحمۃ اللہ علیہ کا اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ کا اور داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابن شبرمہ

وَلَوِ اسْتَثْنَى مِنْهَا أَرْطَالًا مَعْلُومَةً صَحَّ كَبَيْعِ قَرْيَةٍ إِلَّا بَيْتًا وَبَقَالَةٍ فِي بَيْدَرٍ وَأَشْجَارٍ إِلَّا شَجَرَةً عَلَى الْأَصَحِّ

اور اگر استثنا کر لیا ان سے چند من رطل معلوم کا تو صحیح ہے جیسے بیچ گیہوں کے اس کی ڈھیر میں اور بیچ کی اس سے مکئی میں اور بیچ کی

وَأَجَرَةٍ غَيْرِ الْحَمْلِ وَرُؤْيَةٍ خِلَافَ الْمَنْصُوصِ وَمَنْ بَاعَ بِبَعْضِ مَنْ سَمَّاهُ أَوَّلًا أَوْ مَعَهَا

باغ میں سے درخت درخت کے سوا اس کے کہ کوئی شخص کرایہ پر لے رہا ہو اور نہیں سے جو کوئی سامان لدنے کے سوا ہو اور ایک ساتھ

توضیح الفاظ صاع چوبیس رطل کا ہوتا ہے۔ مختار نووی رطل کا ڈیڑھ سو مثقال کہتے ہیں۔

تشریح فرمایا صحیح ہے بیع ایک مُن سے زیادہ گیہوں کی جس میں سے مستثنیٰ کر لیا جائے کچھ من یا رطل معلوم کا یا ڈھیر میں سے مستثنیٰ کر لیا جائے کچھ گیہوں کا یا باغ میں سے مستثنیٰ کر لیا جائے کچھ درخت۔ امام مالک کی یہی رائے ہے۔ امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ بیع فاسد ہے۔ امام شافعی سے بھی ایک قول ایسا ہے۔ ہمارے مستثنیٰ کے بعد باقی مبیع معلوم نہیں ہے کیونکہ ظاہر الروایہ یہی قول ہے کہ مستثنیٰ کے بعد باقی مبیع معلوم نہیں ہے۔ ہمارے مستثنیٰ کے بعد باقی مبیع معلوم ہے کیونکہ جو چیز قابل فروخت ہو کیل سے یا وزن سے یا عدد سے جب اس میں سے کچھ مستثنیٰ کر لیا جائے تو باقی معلوم ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی نے بیچا ایک ڈھیر گیہوں کا سو من کے سوا۔ یا بیچا ایک باغ سو درخت کے سوا۔ یا بیچا ایک گھر ایک کوٹھری کے سوا۔ یا بیچا ایک کھیت ایک بیگھہ کے سوا۔ ان سب صورتوں میں مستثنیٰ کے بعد باقی مبیع معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیع صحیح ہے۔

قولہ کبیع بقفیز الخ یعنی جیسے کسی نے بیچا ایک ڈھیر گیہوں کا سو من کے سوا۔ یا بیچا ایک باغ سو درخت کے سوا۔ یا بیچا ایک گھر ایک کوٹھری کے سوا۔ یا بیچا ایک کھیت ایک بیگھہ کے سوا۔ ان سب صورتوں میں مستثنیٰ کے بعد باقی مبیع معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیع صحیح ہے۔

قولہ کبیع بقفیز الخ یعنی جیسے کسی نے بیچا ایک ڈھیر گیہوں کا سو من کے سوا۔ یا بیچا ایک باغ سو درخت کے سوا۔ یا بیچا ایک گھر ایک کوٹھری کے سوا۔ یا بیچا ایک کھیت ایک بیگھہ کے سوا۔ ان سب صورتوں میں مستثنیٰ کے بعد باقی مبیع معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیع صحیح ہے۔

قولہ وأجرة غير الحمل الخ یعنی جیسے کسی نے بیچا ایک باغ سو درخت کے سوا۔ یا بیچا ایک گھر ایک کوٹھری کے سوا۔ یا بیچا ایک کھیت ایک بیگھہ کے سوا۔ ان سب صورتوں میں مستثنیٰ کے بعد باقی مبیع معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیع صحیح ہے۔

قولہ ومن باع بعض الخ یعنی جیسے کسی نے بیچا ایک باغ سو درخت کے سوا۔ یا بیچا ایک گھر ایک کوٹھری کے سوا۔ یا بیچا ایک کھیت ایک بیگھہ کے سوا۔ ان سب صورتوں میں مستثنیٰ کے بعد باقی مبیع معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیع صحیح ہے۔

وحرف الحديث الخ يعني جيسے كسى نے بيچا ايک باغ سو درخت کے سوا۔ يا بيچا ايک گھر ايک کوٹھری کے سوا۔ يا بيچا ايک کھيت ايک بيگھہ کے سوا۔ ان سب صورتوں ميں مستثنیٰ کے بعد باقی مبيع معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے بيع صحيح ہے۔

باب خیار الشرط

باب خیار شرط کے بیان میں

صح للمتبايعين او لاحدهما ثلثة ايام او اقل وان كثر لا فان اجاز في اقلت صح

ترجمہ: صحیح ہے متعاقدین یا ان میں سے ایک کے لئے تین دن یا اس سے کمتر اور اگر زیادہ ہو تو نہیں جب اجازت دیدی ان کے لئے تو بیع صحیح ہوگئی۔

اس باب میں بیع میں معنی خیار ہے اور اضافت اگرچہ مختص بمبیع ہے۔ مگر وجہ اختیار جواز بیع اور مشتری کو مال کے لینے کیلئے ہے حاصل ہوتا ہے اس سے دور نہ کہا جائے گا۔ بیع خیار سے ہوتی ہے اور گاہے غیر اور اگر وہ ہے جس میں شرائط بیع موجود ہونے کے بعد اختیار نہ ہو اور غیر اور اس میں اختیار ہوتا ہے۔ چونکہ خیار اقسام بیع کی ہے اس لئے مصنف نے پہلے بیع خیار کو ذکر کیا اس کے بعد غیر خیار کو ذکر کرتا ہے۔ مصنفؒ نے کہا کہ بیع کی دو قسمیں ہیں بیع غیر خیار اور بیع خیار اس میں علت سے تم ذاتی جائز ہے جیسے امور کیساتھ ہوتا ہے۔ قال الشیخ ابو منصور العدة فتطلبه مادة وصاحب الحكم بعد علت شرعی جیسے بیع کیلئے بیت اللہ شریف سامنے ہونا کعبہ تک کے لئے بیع کا تم میں علت سے تم ہی ذاتی جائز ہوتی ہے۔ پھر بیع خیار کی چند قسمیں ہیں اور باعتبار مدت کے بیع جیسے بیع کی مدت کی آدمی کی طرف رہنا (۲) جو قوائی مدت سے بائع ہے بیع ہوں مدت غیر مال کی طرف کرنا (۳) جو بنا بر حکم سے بائع ہو جیسے خیار شرط (۴) جو قانونی حکم سے بائع ہو جیسے خیار رویت (۵) لازم حکم سے بائع ہو جیسے خیار عیب تو خیار شرط چونکہ حکم سے بائع ہوتا ہے اسلئے مصنف نے پہلے اس کو ذکر کیا پھر خیار رویت کو اسکے بعد خیار عیب کو۔

قولہ صح الخ خیار شرط کا خلاف قیاس ہے۔ نیز حدیث میں بیع اور شرط کی ممانعت بھی موجود ہے۔ مگر چونکہ خیار شرط صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لئے جواز کا قول اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں امام شافعی سے مختلف خیار شرط صحیح ہے دونوں مسئلوں میں ایک کے سے روایت میں ہے کہ حبان بن منقذ بن عمرو انصاری ایک مرد مسلمان تھا اور سخت سر میں اس کو دھوکہ ہوتا تھا جس کی وجہ سے عقل میں فتور آگیا تھا زبان میں بھی قفل تھا اور عموماً خرید و فروخت میں دھوکا کھایا کرتا تھا حضرت صلعم سے اس کی نسبت ذکر کیا گیا۔ فرمایا کہ تو خرید کیا کر اور یہ تعدیہ کیا صاحبہ بیٹھ کر لیا کر دیا۔ اس پیالہ کا تاقا اور جو یہ لوگ دھوکہ کے پاس آتا تو وہ کہتے ہیں تو ہاں قیمت ہے تو جو سودا دیتا کہ حضرت صلعم نے مجھکو بیع میں اختیار دیا ہے۔

قولہ وہو الشرط الخ خیار شرط کی چند صورتیں ہیں (۱) مشتری یہ کہے کہ مجھکو اختیار ہے جو چند روز تک خیار ہے یا ابہت کیلئے اختیار ہے۔ یہ صورت بالاتفاق جائز ہے (۲) بائع کہے مجھکو تین دن یا اس سے کم یا اختیار ہے (۳) تین دن سے زیادہ کی شرط لگائے مثلاً دس روز یہ صورت مختلف ہے۔ مشائخ کرامؒ میں سے کوئی تو یہ کہتا ہے کہ اصل بطلان ہے جیسے فروخت کرنا تین دن کے لئے یہاں آئندہ دن سے فاسد اختیار ہوگا اور کوئی کہتا ہے کہ صرف تین دن میں جائز ہے کیونکہ تین دن سے زیادہ کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ یہ باب ہوا کہ ثمن جیسا کہ ثمن کے مقتضی العقد کے خلاف ہوتے ہیں۔ جو مثیل ثمن جائز ہے مدت معلوم یا اجل معلوم سے فرماتے ہیں کہ شرط خیار مقتضی العقد (یعنی لزوم بیع) کے خلاف ہے اس لئے اس کا جواز صرف حد تک ہی ہوا جو حد تک ہی سے صرف تین دن کی مقدار ہے۔

ع ... ابو منصور بن محمد بن عبد الملک بن یوسف بن احمد بن عبد الرحمن بن فضل بن عبد الله بن عبد الرحمن بن احمد بن عبد الله بن یزید بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی الاندلسی ابو منصور الجوالیقی (۴۶۵ھ - ۵۴۰ھ)

ع ... ابو الحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ المرسی اللغوی صاحب المخصص والمحکم (۳۹۸ھ - ۴۵۸ھ)

ع ... ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی المفسر صاحب التفسیر

چنانچہ فرمایا:۔ جس نے کوئی شخص بیع خرید اور چار دن تک اختیار شرط کر لیا تو آپ نے بیع کو باطل کر دیا اور شرط کیا کہ اختیار صرف تین دن ہے لہٰذا تین دن سے زائد خیار شرط ہونے کی صورت میں اگر مدت خیار نے تین دن کے اندر رقم ثمن کی ادائیگی کی اجازت دیدی تو امام صاحب کے نزدیک بیع جائز ہو جائے گی کیونکہ اس نے مطلوبہ مقدار تک اقرار ساقط کر دیا۔ امام شافعی کے نزدیک جائز نہ ہوگی۔

وَلَوْ بَاعَ عَلَى أَنَّهُ إِنْ لَمْ يَنْقُدِ الثَّمَنَ إِلَى ثَلَاثَةٍ أَيَّامٍ فَلَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا وَإِلَى أَرْبَعَةٍ لَا فَإِنْ نَقَدَ فِي الثَّلَاثِ صَحَّ

اگر اس شرط پر بیچا کہ اگر ثمن تین دن تک ادا نہ کرے تو بیع نہیں ہوگی تو بیع ہے اور چار دن تک کی شرط ہو تو بیع نہیں ہوگی۔ دوسری صورت میں اگر ثمن تین دن میں ادا کر دیا تو بیع صحیح ہو جائے گی۔

وَإِلَّا بَطَلَ وَلَوْ بَاعَ عَلَى أَنَّ الْبَائِعَ بِالْخِيَارِ يَوْمَيْنِ فَالْمُشْتَرِي بِالْخِيَارِ يَوْمًا وَاحِدًا فَإِنْ أَجَازَ الْمُشْتَرِي فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ أَوْ الثَّانِي جَازَ

اور اگر بیچا اس شرط پر کہ بائع کو دو دن اختیار ہے اور مشتری کو ایک دن اختیار ہے تو بیع فاسد ہے۔ اگر مشتری نے پہلے یا دوسرے دن بیع کو جائز کر دیا تو بیع جائز ہو جائے گی۔

وَإِلَّا فَسَدَ وَلَوْ بَاعَ عَلَى أَنَّ الْبَائِعَ بِالْخِيَارِ يَوْمًا وَاحِدًا وَالْمُشْتَرِيَ يَوْمَيْنِ فَالْبَيْعُ فَاسِدٌ فِي قَوْلِ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

اور اگر بیچا اس شرط پر کہ بائع کو ایک دن اختیار ہے اور مشتری کو دو دن اختیار ہے تو بیع فاسد ہے۔ اکثر اہل علم صحابہ وغیرہم کا یہی قول ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ الْخِيَارُ لِلْبَائِعِ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَإِذَا كَانَ الْخِيَارُ لِلْمُشْتَرِي فَالْبَيْعُ فَاسِدٌ

امام شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر خیار بائع کو ہو تو بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے اور اگر خیار مشتری کو ہو تو بیع فاسد ہے۔

وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَإِذَا كَانَ الْخِيَارُ لَهُمَا جَمِيعًا فَالْبَيْعُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ

اور اگر خیار دونوں کو ہو تو بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔

تشریح الفقہ

قولہ ولو باع الخ ایک شخص نے کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ اگر تین دن تک ثمن ادا نہ کیا تو ہمارے درمیان بیع نہیں ہوگی یہ بیع بشرط خیار فقد ہوئی تو امام صاحب کے نزدیک بیع صحیح ہے اور اتنا ساقط ہو جائے گا اس کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوگی اس میں اقالہ کی شرط ہے باقی اور اقالہ کی شرط سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ امام زفر اور ائمہ ثلاثہ کے قائل ہیں۔ اور اگر چار دن کی شرط لگائی تو بیع صحیح نہیں۔ امام ابو یوسف سے اور روایت ہے اور اصح یہ ہے کہ آپ امام صاحب کے ساتھ ہیں۔ اب اگر مشتری تین دن کے اندر اندر ثمن ادا کر دے تو بالاتفاق امام محمد کے نزدیک بیع صحیح ہو جائے گی۔ امام صاحب کے نزدیک اگر قوالیں کہ خیار فقد بھی خیار شرط کی طرح ہے تو بیع صحیح ہوگی اور اگر خیار شرط تک محدود ہے تو بیع فاسد ہی رہے گی۔ اور اگر صورت میں بیع صحیح ہوگی اور اگر خیار فقد بھی تین دن تک محدود ہے تو بیع فاسد ہی رہے گی اور اگر خیار شرط تک محدود ہے تو بیع صحیح ہے کہ ان کے یہاں خیار شرط میں تین دن کی تحدید نہیں۔ امام ابو یوسف فاختلفت الاصل بالا ثر هو ملاروی عن عمر اجاز الخیار الی ثلثة ایام ولی العدد بالقیاس۔

فائدہ:۔ ہر عقد لازم محتمل الفسخ میں خیار شرط صحیح ہے جیسے مزارعہ، مخابرہ، قسمت، صلح عن الاقرار، اجارہ، مساقاۃ کی قید سے بیع مستثنیٰ نکل گئی کیونکہ موسیٰ روحی کی عمر وصیت میں رجوع کر سکتا ہے اور موسیٰ کے قبول وعدم قبول کا اختیار ہے۔ اور محتمل الفسخ کی قید سے طلاق اور نکاح وغیرہ نکل گیا کہ ان میں خیار شرط نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ نے کل عقود لازمہ کا شمار نہیں ذکر کیا ہے۔

بیع خیار الشرط فی ترکہ اصحابنا	(۲) بیع بیع واجر ۔ (۳) یوقف (۵) کفالہ
ولی (۱) بالسنۃ (۷) بخلع (۸) وعفو (۹) فقاد	(۱۰) یوصلح عن الاقرار فی (۱۱) بالعروض
(۲) بمکاتبۃ (۱۳) یرض کفالک (۱۴) بجارہ	وزید (۱۵) مساقاۃ (۱۶) مزارعۃ ل
وماصح لی (۱) بصرف (۲) بکتاب (۳) کالہ	ولی (۴) بسلم (۵) بآجر (۶) بالاقالۃ (۷) وکالۃ
کفالک (۸) بقرض ورہن (۹) بوصیۃ	کما ترجمنا فافہم ذی المقام

(۱) قیدہ بالمحتمل لیخرج نحو النکاح حتی صح رجوع احد المتعاقدین فی الہبۃ قبل القبض عند ابی حنیفۃ خلافا لابی یوسف

۱۰۱ اس کی موت سے منتقل ہو گیا ہے اس کی وارثت جاری نہیں ہوگی اور خیار شرط فوت ہو گیا۔ خیار تعیین پر قیاس کرتا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ وہ اس بیچ کا مقتضی ہے۔ برخلاف اس کے خیار شرط اس بیع کا مقتضی نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس کا علیحدہ ہے۔ پس وارث کے لئے سب خیار ہونا ثابت ہوا۔ کہ اس کا ہونا اس بیع کا مقتضی ہے۔ اس کی وجہ سے کہ وارث کے تعیین کا ثابت ہونا اس سے ممکن کہ وہ موت کے خیار کا وارث بنا لیا جائے۔ جس کی اس کی ملک دوسرے کی طرف منتقل ہونے کا باعث ہو۔ (۲) موت خیار کا کہ جائز ہو خیار بائع کے لئے ہو یا مشتری کے لئے۔ کیونکہ سبب خیار کو یعنی بیع کی وجہ سے معلوم ہوا کہ موت خیار کو ہر حال میں ختم کر دے گی۔ کذا فی الاصل خلافا لما فی الملتقی۔

قولہ والا تحقق بیع (۳) صاحب خیار کا اقرار بالبیع کرنا یا اس کا بیع کو صحیح قرار دینا (۴) کوئی ایسا فعل جس سے وہ بیع پر رضامند ہونا معلوم ہو جیسے تمام دام دے دینے کے بعد مشتری سے کہنا کہ خیار مشتری کے لئے ہوا اور اس سے استعمال کا صدور۔ ہوا اور اس نے بیع کیلئے ہوگا۔ بیع تمام ہو جائے گی۔ (۵) جس مکان کو صاحب خیار نے اجارہ پر دیا ہو اس کے دینے سے شفیع طلب شفعہ باطل ہو گیا۔ کیونکہ مکان کا خیار کے ہاتھ سے نکل جانا اس کے حق میں بیع کے تمام ہو جانے کی طرح ہے۔ اور اس کے مکان کا مشتری کے ہاتھ میں آنا بیع کے تمام ہو جانے کی طرح ہے۔ کیونکہ شفیع طلب کرنا جب ہوتا ہے کہ اس وقت سے کہ حق شفعہ باطل نہیں ہوا تھا۔ جب اس نے مکان اجارہ پر دیا تو خیار ساقط ہو گیا اور بیع تمام ہو گئی۔

قولہ لو موصی علیہ فلمشتری (یا بائع کے) وصی کا بھی ایسے ہی ہے جیسا کہ مشتری کے وکیل کا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ وکیل کی ۔ سے جائز نہیں۔ بخلاف وصی کے کہ اس میں اس کے خیار دام مقتضی ہے۔ پس غیر کیلئے اس کی برابر کا مقتضی ہونا کے حاصل ہے۔ اور اختیار۔ کہ اگر مشتری نے اس کی بھی مدت مقرر ہوئی ہے کہ خیار کی اپنے کیلئے ہو تو اس کی ذات کے حق میں ابطال ہوا اور اس کے لئے خیار باقی رہا۔ اور اگر بائع نے

وصح بيع الثمين فيما دون الاربعة وفوّ لضرر على انّهم مخيّرون احدهما لا يزيله لا يعوّ

اور صحیح ہے بیع ثمین میں چار سے کم میں اور اگر ضرر ہو تو ان میں سے اس شرط پر کہ ان میں کا اختیار ہے کہ بیع کو باطل کر دے یا نہ کرے

وفوّ الخيري عنده على انّه ضامنٌ لو تلفت فكان بمثابة الخمر فو تركه

اور اگر کہا خیار اس شرط پر کہ وہ ضامن ہے اگر وہ تلف ہو جائے تو یہ اس کے خلاف کہا تو اس کی کوئی قیمت نہیں

تشریح الفاظ: فولہ وصح بیع الخ یہ بھی دو قسم چیزوں میں مشتری کے لیے خیار ثمین ثابت ہے۔ متتابع مشتری سے ہے کہ ثمن کے ان مکانوں سے ایک چنے کو اختیار دیا گیا اس شرط پر کہ ان میں سے ایک کو بند کر لے۔ خیار ثمین کا جواز بھی بر احسان ہے قیاس کی وجہ سے جائز نہیں کیونکہ مبیع مجہول ہوتی ہے۔ چنانچہ امام زفر اور امام شافعی جواز کے قائل نہیں۔ وجہ استحسان یہ ہے کہ خیار کی مشروعیت ثمن سے بچنے کیلئے ہے خوب بھی طرح سوچ بچار جس کو اپنے لئے مناسب سمجھے قبول کرے اور یہ ضرورت خیار ثمین میں بھی متحقق ہے اس لئے خیار شرط کی طرح خیار ثمین بھی جائز قرار دیا گیا اور مدت کا جہل چونکہ نہیں مٹ سکتا ہے کیونکہ ثمن میں عموماً ثمن اور متاع متفاوت ہوتے ہیں اس لئے تین سے زائد میں خیار ثمین کی اجازت نہیں۔

تنبیہ: خیار ثمین صرف قیمت والی چیز میں ہی ہوتا ہے مثلیات میں نہیں۔ قیمت والی چیز یہ ہوتی ہیں جن کے افراد میں تفاوت ہو جیسا باندی غلام کپڑا کتاب غیرہ اور مثلی چیزیں وہ ہیں جن کے افراد یکساں ہوں جیسے گیہوں وغیرہ قیمتی چیز میں تو جب مشکیات میں تفاوت نہیں ہوتا تو ان میں خیار ثمین کی شرط کرنا بطریق اولیٰ ہے۔ ولہم بانہ شرط مناسب خیار الشرط مع خیار الثمین لانہ خلاف القیاس بشروط وقیل لا۔

فولہ وفو الخیر یا الخ مدعا اس عبارت کا یہ ہے کہ اگر مشتری نے کوئی چیز شرط خیار پر خریدی پھر ان میں سے ایک ہلاک ہو گیا تو تمام صاحب کے نزدیک دوسرا ثمن اپنے حصہ کا واپس نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کا خیار باطل ہو گیا صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک واپس کر سکتا ہے۔ یعنی خلاف خیار صاحب اور خیار دونوں کی صورت میں ہے ثمن ایک نے اس چیز کو خرید کیا پھر دوسرے نے چھین لیا۔ ایک شخص بیع کے ساتھ باطل ہو گیا اور دوسرا ثمن امام صاحب کے نزدیک واپس نہیں کر سکتا صاحبین کے نزدیک کر سکتا ہے۔ صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ شرکین کے لئے خیار ثابت ہونا ثمن سے ہو ایک کیلئے ثابت کرنا ہے بس ایک کے ساتھ کرنے سے دوسرے کا خیار باطل نہ ہوگا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ بیع کرنے کی صورت میں ہلاکت کا نقصان لازم آتا ہے۔ کیونکہ اس میں کل واحد اس کا شریک تھا اب اس کا دوسرا شخص شریک ہو گیا اور شرکت باعث عیب ہے۔ کیونکہ مشترک چیز میں ہر شریک بلا استقلال تصرف نہیں کر سکتا۔

فولہ وفو الخیری الخ ایک شخص نے غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ ضامن ہوگا کتاب ہے مثلی ہے اس کا بیان ہے۔ پھر وہ اس کے خلاف ظاہر ہوا یعنی اس میں سے کچھ پایا گیا تو مشتری کو اختیار ہے چاہے قیمت دے کر لے لے چاہے چھوڑ دے۔ یعنی کمی صورت میں پوری قیمت دینے لازم ہے کہ وصاف کے مقابلہ میں قیمت نہیں۔ کیونکہ وصاف تابع ہوتے ہیں ذکر اصل ہے اور چونکہ بدن پر ہی اور کتابت مرغوب اوصاف ہیں۔ اس لئے ان کے نہ ہونے کی صورت میں بیع کا اختیار ہوگا۔

توضیح فاضل محمدی

ای ان ممکن لا ہ فو فعدہ فرہ ۔۔۔ مع المشتری علی خلاف مقتضاہ فی ظاہر الروایۃ وہو الاصح ۱۲ تصحیح الاخر

بَابُ خِيَارِ الرُّؤْيَةِ

باب خیار رویت کے بیان میں

شراءُ عالمٍ برؤيةِ جائزٌ ولَهُ ان يَرُدَّهُ اذا رآهُ وان رضِيَ قبلَهُ ولا خيارَ بعدَ علمٍ بما يعلمُ به مع سلامةِ قدرِهِ

خریدنا عالم کا بغیر دیکھی چیز کو جائز ہے وہ واپس کر سکتا ہے جب دیکھے کے بعد اگر اس سے پہلے ہی راضی ہو گیا ہو اور نہیں ہے اختیار اس کو جو پہلے سے بھی چیز کو

ويَبْطُلُ بمباطِلِ به خيارُ الشَّرْطِ وكلُّ تصرُّفٍ زائلٍ وهو الصُّفرةُ والزُّرقةُ والذَّابلةُ وكعيبٍ

اور باطل ہو جاتا ہے ان چیزوں سے جن سے باطل ہو جاتا ہے خیار شرط اور کوئی بھی تصرف جیسے رنگنا، جیسے زرد، نیلا، سیاہ کے چہرہ کو اور جیسا اس کے پتے کو

تشریح اللغۃ قولہ باب خیار رویت امر کا حکم سے ماخوذ ہوتا ہے اور خیار رویت خیار عیب کے مقابلہ میں حکم سے ماخوذ ہوتا ہے اور امر و حکم تابع حکم کے حدوث کا ہے اس لئے مصنف نے خیار رویت کو خیار عیب پر مقدم کیا ہے یعنی اگر رویت کی اضافت مبیع کی طرف ہو تو مبیع خیار رویت مشتری کو ثابت ہوتا ہے دیکھنے کے بعد حاصل ہوتا ہے خیار رویت چار مقام میں ثابت ہوتا ہے (۱) جس وقت مشتری نے خریدی تھی (۲) اجارہ میں (۳) قسمت میں (۴) اس صلح میں جو مال کے بدلہ میں کسی معین چیز پر ہو یہ دلیل ہے امام زفر اور امام شافعی کے قول پر جو خیار رویت نہ ہونے کا ترجیح کرتے ہیں ہمارے نزدیک ہوتا ہے جیسے مبیع میں صلح بدل صلح میں اقتضاء صلح کے مقتضا ہے کہ جب دیکھے میں خیار رویت نہیں ہے اسی طرح بدل صلح میں خیار رویت نہ ہوگا

قولہ شراءُ عالمٍ الخ اصحاب موطا کے نزدیک خیار رویت سب کے لئے ایک ہے خواہ عالم ہو یا جاہل ہو اور ہمارے نزدیک خیار رویت عالم کے لئے ہے جاہل کے لئے نہیں ہے اور شافعی کے یہاں سے بھی ایک قول ایسا ہی ہے ہماری دلیل حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ "جو شخص ایسی چیز خریدے جس کو اس نے نہیں دیکھا تو دیکھنے کے بعد اس کو اختیار ہے چاہے لے لے چاہے رد کر دے"

قولہ ولا خيارَ لعالمٍ الخ عالم کو اس چیز کے خریدنے پر اختیار نہیں مثلاً کسی کو کوئی چیز وراثت میں ملی اور اس نے بے دیکھے فروخت کر دی تو اس کو دیکھنے کے بعد رد کرنے کا اختیار نہیں ہدایہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ عام سے مراد "جاہل یعلم" ہے یعنی "ثبوت خیار رویت کے قائل تھے بعد میں اس سے رجوع کر لیا جیسا کہ مبسوط وغیرہ میں ہے کہ یہ قول امام صاحب کا اول ہے اور یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی تھی پھر جب پہنچی تو

وظاهر الثوب مطويا ولا يدخل الدار ونظر وكيله بالقميص فخطبه لا نظر رسوله

اور ظاہر کپڑے کو لپیٹے ہوئے کہ دیکھے اور اگر گھر کے اندر کپڑا بیچنے کو اور وکیل بالقمیص کا کپڑا دیکھا گیا ہے تو اس کے وکیل کا دیکھنا اس کے حق میں

وصح خلط الاعمى ويسقط خياره اذا اشترى بحضرة المبيع وشمه وذاقه وفي العقار بوصفه

صحیح ہے عقد نابینا کا اور ساقط ہو جاتا ہے اس کا اختیار جبکہ خریدے مبیع کو اس کی موجودگی میں سونگھ کر یا چکھ کر اور جائداد میں اس کے وصف کیا ہوا

وعن رأى احد ثوبين فاشتراهما ثم رأى الآخر له رده فقط ولا يرث كالخيار الشرط

اور جس نے دیکھا ایک کپڑا پھر خریدا دونوں کو پھر دوسرا دیکھا تو وہ دونوں کو واپس کر سکتا ہے اور یہ حق نہیں ہے اس کا جیسا کہ شرط کا اختیار نہیں ہوتا

وعن اشترى ما يرى او لا لا وان اختلف في غير فاحش وبالعيب

اور جس نے خریدی کوئی چیز دیکھی یا نہ دیکھی اس کو اختیار نہیں ہے مگر جبکہ دیکھی ہو اور اختلاف کرے اس میں تو ثابت ہوگا اس کو حق واپسی کا

و للمشتري لو في الرؤية وتم الشرى عدلا وماع مذ ثوب

اور مشتری کا قول معتبر ہوگا اگر اختلاف دیکھنے میں ہو اگر خریدے کپڑا گانٹھ اور بیچے اس میں سے ایک کپڑا

او وهب وسلم رده بعيب لا بخيار رؤية او شرط

یا ہبہ کر دے اس کو اور سپرد کر دے تو واپس کر سکتا ہے جب سے کہ عیب پر مطلع ہوا ہو اور نہ ہو یہ خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے

تو صحیح ہے اس کا اور ہو جائے گا تم خریدنے والے پر اور نہیں واپس کر سکتا مگر دیکھنے کے اختیار میں خصت پر سے کی گانٹھ۔

تشریح الفقہ قولہ و ظاهر طلع لانہ صاحب اور صاحب کپڑے کو ایک لپیٹے ہوئے کپڑے پر ظاہر دیکھا ہے کہ کپڑا لپیٹا ہوا ہے اس سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب پورے کپڑے کا کھول کر دیکھنا کپڑوں کے بیچنے والے کو کچھ بھی ضرری ہے اس وقت مسلمان میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ہی پر فتویٰ ہے اور یہ اختلاف حاصل اختلاف عادت پر ہے کہ زمانہ اور علاقہ کے مناسبات میں بعض نے دیکھا ہے اور بعض نے نہیں دیکھا ہے اور ان دونوں اختلاف سے ہوتا ہے صحیح اگر ظاہر کر دیکھ لینا کپڑا کا کھولنا فعل مکلف کے مناسبات میں یہ مختلف ہوتا ہے چنانچہ کپڑے کے مکانات والی اور بڑے مکانات کے بڑی جائے والے فعل ہے اور اختلاف ہوتا ہے ان سب کو کھلا ہوا ہے۔

قولہ و نظر وکیله الخ ایک فعل نے دوسرے کی کہ اگر اپنے میری طرف سے کپڑا خریدا ہو کسی چیز کو فعل نے تو اس کپڑے کو صحیح کر لینا اپنے وکیل کے دیکھنے کے ساتھ ہے کہ اس مثال اس چیز کو کہ دیکھنے کے بعد خیار رویت کے لحاظ سے اپنی کپڑا کھلا ہوا اور مشتری نے اس کو بیچ دیا کپڑا مشتری کے دیکھنے کے مانند ہے یعنی مشتری دیکھنے کے بعد واپس کر سکتا ہے یہ تمام امام صاحب کے نزدیک ہے صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وکیل بالقمیص خود قمیص دونوں عدم اعتبار خیار رویت کے سلسلہ میں برابر ہے

قولہ وصح خلط نابینا کی خرید فروخت صحیح ہے گونگے اور اندھا اور گونگا نابینا کی طرح ہے مگر اشارہ اور خریدار خیار رویت ساقط ہو جاتا ہے اس شخص سے بینا ہو اندھا ہونے کے بعد اور نابینا صحیح ہے اگر اس نے بیع کو قبول کر لیا ہو یا بیچ کر دیا ہو اور نہ دیکھے ہو اس چیز کو جس کو خریدا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو بیچا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو ہبہ کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو رہن رکھا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو اجارہ پر لیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو اجارہ پر دیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو شفعہ کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو قسمت کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو صلح کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو مضاربت پر دیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو شرکت پر دیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو وکالت پر دیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو امانت پر دیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو عاریت پر دیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو ودیعت پر دیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو غصب کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو چرایا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو لوٹا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو چھینا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو خیانت کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو سرقہ کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو ڈاکہ مارا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو قتل کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو زنا کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو لواطت کیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو شراب پی ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو سور کھایا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو مردار کھایا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو خون پیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو پیشاب پیا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو پاخانہ کھایا ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو منی کھائی ہے اور نہ دیکھے ہے اس کو جس کو منی پی

باب خيار العيب

باب خیار عیب کے بیان میں

من وجد بالمبيع عيبا لم يعلمه كقران في بيضة ونحو لحم وجب بقيمان النقص عند عيب كالابق والبول في الفراش والسرقة والجنون والسكر والبول دونها في الجارية وتكفي قيمة واحد من اثنين وعدم الحيض والاستحاضة والقروح والثآليل والبخر والصنان والبواسير في الفتى والرتق والقرن والعفل في الجارية وثيوبة المشتراة صغيرة وكل ما ينقص القيمة نقصانا يفوت به غرض صحيح

جو شخص بیع میں عیب پائے جیسے انڈے میں چوزہ یا گوشت وغیرہ میں بدبو ہو یا دودھ میں پانی ملا ہوا ہو یا غلام بھاگنے والا ہو یا بستر پر پیشاب کرتا ہو یا چور ہو یا شرابی ہو یا لونڈی زنا کرتی ہو یا پیشاب کرتی ہو یا حیض نہ آتا ہو یا مستحاضہ ہو یا پھوڑے ہوں یا مسے ہوں یا بدبودار منہ ہو یا بغل سے بدبو آتی ہو یا بواسیر ہو یا لڑکا خصی ہو یا لونڈی کا پیشاب کی جگہ گوشت بڑھا ہوا ہو یا بچہ دانی سے گوشت لٹکتا ہو یا بچہ دانی کا منہ بند ہو یا لونڈی کنواری ہو اور ہر وہ چیز جو قیمت کو اتنا کم کر دے کہ اس سے کوئی صحیح غرض فوت ہو جائے

توضیح اللغۃ قمار جمع ہے قمارۃ کی جو کہ انڈے کے اندر کی زردی کو کہتے ہیں۔ صنان بدبودار پسینہ کو کہتے ہیں۔ ثآليل مسے کو کہتے ہیں۔ رتق بچہ دانی کے منہ کا بند ہونا۔ قرن بچہ دانی کے منہ کا گوشت بڑھا ہوا ہونا۔ عفل بچہ دانی کا گوشت لٹکا ہوا ہونا۔ ثيوبة کنواری ہونا۔

تشریح الفقہ قولہ خيار العيب الخ عیب میں خیار ثابت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عیب سے اصل مبیع میں یا وصف مبیع میں نقص واقع ہوتا ہے اور عیب کی وجہ سے عموماً لوگوں کے یہاں اس چیز کی قیمت کم ہو جاتی ہے جیسے غلام کا بھاگنا یا بستر پر پیشاب کرنا وغیرہ۔ جو شخص بھی کوئی چیز خریدتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کم قیمت دے کر کسی مطلق منفعت کو حاصل کرے یہ نہیں کہ کسی عیب سے یا عیب ہونے کی صورت میں اس کو تباہ ہونے کا تاوان دے۔ یہ خیار چند شرطوں کے ساتھ متعلق ہے۔ (۱) مبیع میں جو عیب ہے وہ بیع کے پاس رہتے ہوئے پیدا ہوا ہو اور (۲) مشتری کے پاس پیدا ہوا ہو اور (۳) مشتری کو خریدتے وقت عیب معلوم نہ ہو (۴) قبضہ کے وقت بھی معلوم نہ ہو (۵) مشتری کا مشکل اور ناقابل عیب پر قادر ہونا (۶) اس عیب سے عموماً عیوب سے برأت کی شرط نہ ہو (۷) مبیع ہونے سے پیشتر وہ عیب زائل ہو جائے۔

---

۱ الابق والبول في الفراش والسرقة عيب في صغير صغيرة ومن الشارع فلا عبرة بعد البلوغ يكون عيبا ۱۲

۲ من مستوفيه فلو اطلع عليه المشتري ۱۲ المنتقي حلله كالابق والبول في الفراش فلا بد من اتصافه بالعيب وقت البيع وقبوله في يد المشتري وعدم علمه به وقت القبض فلو حدث عنده في جميع الصغير عيب لا رد به لحدوثه في يد المشتري وان قبضه عيبا حتى لو رد بعيب قديم لم يرد الحادث بل يرجع بنقصان القيمة ۱۲ الجوهرة وكذا الصغيرة حتى لو حدث عند المشتري ان قبضته عيبا حدوث الصغر فليس له رده ۱۲ منه

۳ ليس من الفاظة عيب في الجارية دون الغلام لانه يدخل بالصغيرة ويهم هنا ۱۲ نقر ني وطب اور ۱۲

۴ قوله صح المسلم يعني عن صحبة المكروهي اعرب ما ذكره الزيلعي وقوله على سالمي سد او ستر الدبر ۱۲ اور ۱۲ منه

يكون الاسلام جبريا لا يكون الكفر عيبا ۱۲ المجمع

۵ قوله ان كانت تكون منسولة او بكرا مقتضى عدم الخيار ۱۲

۶ قوله بعدم قبض الصغير وزوال الحادث فلو مات الصغير عند المشتري او باعه ثم رد عليه بعيب قديم لم يرجع ۱۲

فلو حدث المشتری عند المشتری رجع بنقصه لو رده برضاه بالعیب ومن المشتری لو بقضاء بالعیب فقط فوجد به عیبا رجع بالعیب وإن قبله البائع كذلك لله ولی بائعه المشتری لم یرجع بشیء فلو قطعة وخاطه لو صبغا لو ثیبا بستعی فاطلع علی عیب رجع بنقصانه

غلام اس کو کاٹ کر پھر پاس میں عیب تو رجوع کرے بعد عیب ہونے کے اگر کٹا ہوا کپڑا بائع خود کر لے بائع تو اس کپڑے کا نقصان ہے اور جس سے خریدا ہے اس کو واپس کر چکا ہے اور اس نے قبول کر لیا ہے تو رجوع کرے مشتری کے پاس عیب ہونے کے بعد

قولہ وعن الشعبی الخ کسی نے کپڑا خرید کر جوت کر دیا پھر مطلع ہوا تو فسخ نہ کرے۔ شعبی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ عیب نہیں ہے کیونکہ ایسا کپڑا اپنے پر راضی ہو تو واپس کر سکتا ہے کیونکہ بائع نے اس کی حق خواہی ساقط کر دیا اور گرانے کے بعد مشتری نے کپڑے کو فروخت کر دیا تو اب بائع پر رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ فروخت کرنے سے پہلے بائع کی رضا معتبر ہے۔ یہ بیع کو واپس کرنا مگر نہیں تھا جب اس نے فروخت کر دیا تو بیع کو رد کرنے والا ہو گیا۔ فلا یرد مع النقصان۔

قولہ ولو قطعہ الخ اور گرفتار ہوا کپڑا جوت سری ڈالا یا رنگ دیا یا ستر خرید اتھا اس میں کچھ عادیا اور پھر عیب قدیم پر مطلع ہوا تو بقدر نقصان ثمن واپس لے سکتا ہے بیع واپس نہیں کر سکتا کیونکہ بیع اور مشتری کی حوائج اور منافع واپس ہوں اس واسطے یہاں مشتری کی طرف سے اصل بیع میں مرمت ہوئی اب اس کپڑے میں کے ساتھ واپس ہو تو شبہ ہوا اور ربا آتا ہے اور ربا واپسی ہے اس واسطے کہ جو واپس کیا جا سکتا تھا بیع الرد سے وہ اگر مشتری نے نہ کھویا ہو سلے ہوئے رنگے ہوئے کپڑے کو اگ کے ساتھ ملے ہوئے ستو کو جو بیچ کے لینے کے بعد فروخت کر دیا جب بھی یہی حکم ہے کیونکہ فروخت کرنے سے پہلے بیع کی واپسی ممتنع ہو چکی تھی لہٰذا مشتری اس کو فروخت کرنے سے روکنے والا نہ ہوا اس طرح اگر خریدہ غلام مر گیا (غلام کے مر جانے سے بیع کا فسخ ہو جانے سے ظاہر ہوا یا کوئی اور طرح) مشتری نے بلا عوض مال غلام کو آزاد کر دیا جب بھی بقدر نقصان ثمن واپس لے گا اس لئے کہ آزادی میں ملک کا شبہ ہے اس کی مالیت کے لحاظ سے بیع کا ربا سے اور صورت کی وجہ سے مالیت نکلی ہو چکی تو ملک بھی نکلی ہوگی پس واپسی ممتنع ہو گئی اب اگر رجوع بالنقصان بھی جائز نہ ہوتا اس میں مشتری کا نقصان لازم آتا ہے جو بے صورت اتلاف سوا قیاس تو نہیں چاہیئے کہ رجوع جائز ہو کیونکہ یہاں جب اعتبار اور بیع خرابی کا محل ہے۔ پس یہ ایسا ہوا جیسے اس کو قتل کر دیا کہ اس صورت میں رجوع نہیں کر سکتا مگر چونکہ حق سے بھی ملک نکلی ہو جاتی ہے اس لئے استحساناً رجوع بالنقصان جائز ہے۔

قولہ فان اعتقہ الخ اور اگر مشتری نے خرید کردہ غلام کو مال کے عوض میں آزاد کر دیا قال کر دیا (یعنی اور قسم کھا گیا کہ اس نے کچھ کھایا تو اس سے کچھ کھا گیا تو تمام صاحب کے نزدیک مشتری رجوع نہیں کر سکتا صاحبین کے نزدیک ایک غلام کی صورت میں رجوع کر سکتا ہے بخلاف اقتباء وغیرہ کے اس میں قرطبی وغیرہ صاحبین کے قول پر ہے۔

قولہ ولو باع المبیع الخ خالد نے عمرو کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی خالد نے عمرو کے ہاتھ فروخت کر دی عمرو نے عیب کیا دوسرے خالد کو واپس کر دی تو اگر عمرو نے قاضی کے حکم سے واپس کی ہے تب تو خالد اپنے بائع زید کو وہ چیز واپس کر دیگا کیونکہ حکم قضا بیع کا واپس ہونا ان سب کے حق میں فسخ بیع کا حکم رکھتا ہے تو گویا بیع سرے سے ہوئی ہی نہیں اور اگر عمرو نے بلا حکم قضا صرف خالد کی رضا مندی سے واپس کی ہے تو خالد یہ کو وہ چیز واپس نہیں کر سکتا اس واسطے کہ یہ واپسی گو عمرو اور خالد کے حق میں فسخ بیع ہے لیکن ان کے غیر کے حق میں فسخ جدید ہے اور زید کے لحاظ سے غیری ہے۔

قولہ ولو قبض المشتری الخ مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لینے کے بعد کسی سے عیب کا دعویٰ کیا جو مبیع بیع یا نقصان ثمن کا باعث ہے تو مشتری کو ثمن دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہو اور بائع کو گواہوں کے ذریعہ عیب ثابت کر کے یا بائع سے عیب پر قسم لے لیگا اگر وہ قسم کھانے سے نکول کرے یا قسم کھائے تو عیب ثابت ہو جائے گا اور مشتری یہ کہے کہ میرے گواہ یہاں نہیں ہیں ملک شام میں ہیں شاید اور بائع قسم کھائے تو مشتری بائع کو ثمن دیدے اس کے بعد جب وہ گواہ پیش کرے۔ تو ثمن واپس لے لے۔

ع وعلیٰ ھذا کل فرقعہ فقیل رجل کان علیہ لفلان دین وہ علی مالہ ان کان بعترافہ فی غیر المطل لان بیع المبیع قبل القبض لایجوز ولا یمکن جعلہ بیعاً جدیداً الی حق غیر الغاصب ۱۲

و قولہ ھی لغۃ القطیعۃ من القناص ولو اشتری عبدین صفقۃ فخرج احدھما حرا او وجد احدھما عبد

[illegible]

احدھما فوجدھما ولو قطیعۃ لہ وجد احدھما عیبا رد المعیب وحدہ ولو وجد بعض احدھما

[illegible]

او وجد بعضا عیبا رد کلہ او وجد بعضا مستحق بطلت فی الکل ولو تلف بعض احدھما

[illegible]

والکوثب والنساء وما یعیب لا الکوثب یشفی والنزف یسیر وقد یطلع فی الحد علی حسب

[illegible]

عند البائع رده وقیمۃ النقص ولو جری من کل عیب بہ صح وان بہ یحل ولا یرد عیب

[illegible]

[illegible]

توضیح اللغۃ صفقۃ [illegible] پہنانا اور کاٹنا ہے۔

تشریح الفقہ قولہ والعبرۃ [illegible] کے اعتبار میں اختلاف کیا ہے امام شافعی کا قول مختار ہونا خلاف ہے اس لئے کہ ہمارے [illegible] ہے اور ان کا قول ہے [illegible]

باب البيع الفاسد

باب بیع فاسد کے بیان میں

قولہ باب البیع الخ بیع کی دونوں قسموں یعنی جائز وغیر جائز کے بیان سے فراغت کے بعد بیع فاسد کو بیان کر رہا ہے کیونکہ بیع فاسد دین کے خلاف ہے (بیع فاسد) اضافت بیانیہ ہے (بیع) مضاف الیہ نے تصریح کی ہے کہ بیع فاسد معصیت ہے جس کو ترک کرنا واجب ہے فاسد سے تعلق کا اعتبار عرفی علماء منوع مراد ہے جو عمل اور کرنے والے بھی شامل ہے اور بیع فاسد چونکہ متعدد اسباب کی وجہ سے کثیر انواع ہے اس لئے مصنف نے اس باب کو "ابواب الفاسدۃ" کے ساتھ مخاطب کر دیا۔

قولہ البیع الفاسد الخ بیع کی دو قسموں میں سے جائز کی دو قسمیں بیان فرمائی تھیں یہ فاسد بھی دو قسموں پر مشتمل ہے (۱) جس کا وصف فساد (ممنوع) سے مستفاد ہے ضد اصلاح کہتے ہیں یعنی وصف کا تغیر ہونا مگر حاوا خراب ہونا اصلاح میں بیع فاسد وہ ہے جو باعتبار وصف مشروع ہونا اور باعتبار اصل مشروع ہونا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ مبیعہ قبضہ سے پہلے ہلاک ہو جائے تو مشتری پر کچھ لازم نہیں ہوتا اور بائع قبضہ کے سبب سے مبیعہ کا مالک ہو جاتا ہے پھر بیع فاسد میں اسباب متعدد ہونے میں متفاوت ہوتے ہیں مثلاً بیع میں جہالت کا ہونا جو منشی الی المنازعہ ہو تسلیم سے عاجز ہونا اگر کے کا ہونا خلاف مقتضی عقد شرط کا ہونا "لیث کان ہونا" لقوہ کا ہونا اور غیرہ بیع باعتبار وصف ہونے کے مشروع اور باعتبار اصل بیع ہونے کے غیر مشروع ہونا اس کی یہ قسم کسی طرح مبیعہ ملک نہیں ہوتی اور نہ ہی قبضہ ہونے پر ملک ہوتا ہے جو بھی ہلاک ہو جائے تو مشتری پر کچھ لازم نہیں ہوتا اور کسی دوسری شئی کی ملکیت کے سبب سے مضمون ہونا جیسے بیع باطل اور بیع فاسد کی بھی تین قسمیں ہیں بعد از قبض مبیعہ ہلاک ہو جائے تو وہ ناقابل ضمان ہے جو باعتبار اصل مشروع ہونا اور کسی دوسرے کے ساتھ اس سے متعلق نہ ہونا اس میں کوئی خیار ہونا جائز نہیں ہوتا ہے جس سے دوسرے کا حق متعلق نہ ہو لیکن اس میں کوئی خیار ہو مثلاً وہ ہے جس میں خیار مجلس ہو قبضہ کے بعد بائع کا مبیع کو مشتری کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا یا کسی اور کو ہبہ کرنا یا مبیع کو فروخت کرنا اس شخص کے ہاتھ جس کے ہاتھ سے خریدا تھا فروخت کیا جب کہ مشتری اس کو نہ جانتا ہو اور اس ذریعہ کی بیع ثمن کی دوسرے مال سے بیع ثانی پر واپسی بیع جس کی تحویل سے نکلا خیار، وصل کل یا بعض کا وصف غلام کو خریدا (جب کہ پورا غلام خریدنے کا وکیل ہو) خلوط مال سے ایک شریک کا اپنے حصہ کو فروخت کرنا اس چیز کو فروخت کرنا جس کی تسلیم میں ضرر ہو مرہون آدمی کا اپنے مال سے کسی معین شئی کو جس پر مرتہن کا ہاتھ فروخت کرنا آقا کا اپنے ماذون وشریک غلام کو فروخت کرنا نظارت کا بیع سے کہ کوئی فروخت کرنا جو مشترق الیہ ان کو مستحق بھی کم مثل دے دیا گیا ہے

(بقیہ حاشیہ گذشتہ)

قولہ ولو قطع الخ ایک شخص نے کوئی غلام خریدا جس نے بائع کے پاس سے اپنے کسی کے یہاں جانے کی غرض سے سواری کو لیا تھا اور مشتری کو اس کا علم نہ تھا اور قبضہ کرنے سے قبل مشتری کے یہاں آنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تو اس صاحب کے کہ ایک مشتری اس کو ہلاک ہوا ہے کہ اس جس نے لیا تھا جس نے اس کو ایک کی ثمن نہیں لے سکتا بلکہ سواری اور غلام دونوں ہونے کے درمیان جو قیمت ہوتی ہے اس کا تاوان دینا پڑے گا اور جب کہ بیع سے قبل ہی غلام ہلاک ہو گیا ہے تو وجوب قطع یدا ہی جب کی صرف مسئلہ ہوگا جو بائع کے یہاں تھا۔ فصار بمنزلۃ الاستحقاق غیر جمیع بکل الثمن۔

---

(۱) ملخص ما حاصل من الوجیز للکردری (۲) ایضاً قولہ ملخصاً من الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی ۱۲ منہ (۳) ما مصرف سے ماخوذ ہے ۱۲ منہ (۴) بیع ثمن کی بیع ثانی کے کوئی ساقط بھی ہو

لم يجز بيع الميتة والدم والخمر والخنزير والحر والميتة والدم والخمر والخنزير فلو فعلوا

[illegible]

عند الشافعي لم يصح وتمسك فيه بالحديث والنظير في الحرة والخمر والخنزير وعند في الشرع

[illegible]

والقرآن في الصدف والثوب على غير العدد والجديد في الصدف والثوب وعند القاضي والجرابة

[illegible]

بیع کا حکم دکام

توضیح [illegible] جو مسلمانوں کے لئے قابل [illegible] ہے [illegible] جن کو [illegible] اور پشت [illegible] ان کو [illegible]

تشریح [illegible] بحوالہ [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] کے ساتھ [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible] (۸) [illegible] (۹) [illegible] (۱۰) [illegible] (۱۱) [illegible] (۱۲) [illegible] (۱۳) [illegible] (۱۴) [illegible] (۱۵) [illegible] (۱۶) [illegible] (۱۷) [illegible] (۱۸) [illegible] (۱۹) [illegible] (۲۰) [illegible] (۲۱) [illegible] (۲۲) [illegible] (۲۳) [illegible]

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ بیع حقیقۃً بیع کے ساتھ اسی محل میں ملحق کیا جاتا ہے۔ جو حقیقت بیع کو قبول کرتا ہو اور اجارہ اور مضامین وغیرہ حقیقت بیع کو قبول نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ معاف کی طرح غیر مضمون رہیں گے۔

قولہ وتسلیم المبیع قبل التفرق الخ: مبیع کو جدا کرنے سے پہلے محل کی بیع جائز نہیں۔ کیونکہ اس کا ملک ناقص ہے۔ لہٰذا اس سے مراد ما رواہ ابن ماجہ کی ہے "لا تشتروا السمک فی الماء فانہ غرر" صدر الشریعہ نے شرح وقایہ میں کہا ہے کہ یہ اگلی حدیث میں ہوگا۔ (ل) (ما رواہ ابن ماجہ) نافع کے قول کی وجہ سے کہا جائے تو قابل اصلی چاہیے۔ اسباب کے قول کی وجہ سے کہا جائے تو اسد اصلی چاہیے۔ کیونکہ مبیع ہونے سے پہلے ہر حکم باطل ہے۔ اس لئے کہ قبض سے پہلے مبیع سے منتفع ہونا درست نہیں۔ منفعت حاصل نہیں ہوتے ہوئے بدل کی نظیر باطل ہے کیونکہ وہ ملک ہے۔ بعد اگر بائع نے مبیع کو بیچ کے بعد درست ہونا قبض کا فائدہ ہے۔ کیونکہ وہ غیر مقصود تسلیم ہے۔

قولہ وفسخ العقد فی المحل قبل القبض باطل ہے (ل: ابن ماجہ) کیونکہ فسخ محل سے قبل اس بیع اور اس کی خرید سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ جو پہلے گزرا ہے۔ (۱۲)

اور محل کے قبض کی بیع باطل ہے۔ کیونکہ مبیع میں اس کی کمی لازم ہے۔ جس کے لئے اس کی بیع جائز ہے۔ (بعد کو بیع نے اس کے ملکان پر یقین ظاہر کیا ہے۔ لہٰذا وہ بیع لازم ہے) (۱) معلوم نہیں کہ قبض میں مبیع ہلاک ہوا (۲) مبیع ہلاک ہونے کی کفایت میں رجوع واقع ہونے کا امکان ہے (۳) مبیع ہلاک ہونے سے پہلے مبیع کی بیع میں رجوع کا مل مشتری کے لئے ہے۔ لہٰذا فسخ ہوگا۔ (۴) قبض کے بعد مبیع کی بیع کی بیشتر ہلاکت کی بیع سے ہے۔ (علامہ ابو یوسف اور امام مالک نے اس کی بیع کو جائز کہا ہے۔ ہمارے علماء نے کہا ہے کہ ایک بیع میں اصلی کی بیع باطل ہے۔ کیونکہ اس کا بدل معلوم نہیں۔ (قبض)

قولہ والتصرف فی المبیع قبل القبض الخ: مبیع پر قبض سے پہلے تصرف کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں بھی ہلاکت سے پہلے ہلاکت ہے۔ کیونکہ کمی کی بیع کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا اگر بائع نے مبیع کو ہبہ کر دیا یا بیچ دیا تو مشتری کی ملکیت سے زائل ہو جائے گی۔ کیونکہ ملکیت اگر ہبہ کیا ہو تو اس میں بھی ایک بار مال ملکیت میں ہوتا ہے اور اس کی بیع باطل ہے (اگر تصرف کیا ہو) کیونکہ بیع محل ہے اور یہ بیع ہی کی ملکیت کے ساتھ ہے کہ بدل ملکیت میں آئے۔

قولہ والتصرف فی الثمن الخ: ثمن کے تصرف کا حکم یہ ہے کہ گندم کے بدلے میں جو کی کھجوریں لی جائیں یہاں کہ ملک کی ہوئی گندم کے ادائی کے ساتھ کیل کے ذریعہ ادا کیا جائے۔ یہی جائز ہے۔ کیونکہ حضور صلعم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ دونوں جانب سے ایک مجلس میں ہو تو جائز کہتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے خرید سے منع فرمایا ہے۔ اور ہمارا استدلال حدیث ہے ہے کہ ابو عبید کی جمع ہے جس کی تفسیر امام شافعی کے یہاں وہی ہے جو ہم نے ذکر کی۔ اخیر تک۔ باقی رہا وہ جس سے کہ ہمیں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اصل مذہب کو کہتے ہیں بدل الصرف ۱۲ فقہاء نے کہا ہے کہ ایک سال کے لئے مجمل ہے کیونکہ بدل الصرف میں ہلاکت کی وجہ سے بائع کی ذمہ داری ہے کہ بدل کو ادا کرے۔ اور ہمارے علماء نے کہا ہے کہ ایک سال کی مسکین کو ہبہ کر دیتے تھے۔ اور جب مجمل کے ساتھ ہم میں بیان کا ملحق ہے تو مجمل کے ساتھ ملحق ہے۔ اور اگر بیان کے ساتھ ملحق نہیں کی ہے۔ کیونکہ اس میں تبدیلت کے دلیل نظر ہے کہ اس کی تبدیلت ہوئی کہ وہ مسکین ان جگہوں کے بجائے دوسرے مسکین کے ہے۔ مجمل ہونے کے ظاہر کے لحاظ سے کہ بیان کی صحت ہے۔ لیکن درحقیقت بیان نہیں ہے۔

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

والملامسة والقاء الحجر وثوب من ثوبين وشاة من شياه وبعارها والشعب وبيع ذوات القرء
اور بیع ملامسہ اور بیع کنکر ہے کپڑے کی دو قسموں سے ایک کپڑے کی اور بیع کا وہ کہ اس کا جانور یا شہر کی کسی اور جانور سے یا شہر کے کپڑے
والمضامين والملاقيح لأن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيعة ومن بيوعهم كانوا يتبايعون الجزور
اور ان کے دودھ اور بچہ۔ دلیل اس کی یہ کہ پیغمبر خدا کے ساتھ جو یہ کہتا ہے کہ غلام میرے پاس ہے اور تجھ سے کہتا ہے کہ دودھ کی اور نگہ کے بال کی
وبعضه بالقرود وشفر الإنسان والانتفاع به وجلد الميتة قبل الدباغ ونجاسة
اور بیع جانور کے ان سے مثلاً اونٹ کا اور انسان کے بال کی اور اس سے نفع اور دوسری کسی کی دوغت سے پہلے اور دوغت کے بعد نجاست
الدباغ وبيع ما يكتفي به كعظم الميتة وعصبها وقرنها وظفرها وسنها وعظم السمك
دباغ اور بیع ہے کہ کفایت کیا جاتا ہے مردار کی ہڈی اور پٹھے اور سینگ اور ناخن اور دانت اور ہڈی مچھلی
والانتفاع بجلد الميتة بعد الدباغ وبيع الكلب والفهد وسباع البهائم والطير وكل ما لا يؤكل لحمه
کے بعد دباغ کے اور نفع ہے مردار کی کھال سے دباغ کے بعد اور بیع ہے کتے اور چیتے اور درندہ چوپایوں اور پرندوں اور ہر ایک کی جو نہیں کھایا جاتا اس کا گوشت
وانما تجوز الإجارة لأن المنفعة عندنا هي المعقود عليها وهي مال متقوم والمال ما يمكن ادخاره
اور اس کا بیچنا جائز ہے اجارہ اس لئے جائز ہے کہ منفعت ہمارے نزدیک وہی ہے جس پر عقد کیا جاتا ہے اور وہ مال متقوم ہے اور مال وہ ہے جس کا جمع کرنا

تشریح الغریب قولہ ملامسہ ایک دوسرے کو چھونا القاء پھینکنا ذراع ہاتھ کی کہنی تک کی ہڈی۔ کپڑا تقریر یہ ہے کہ جب تو نے میرا یا میں نے تیرا کپڑا چھوا بیع واجب (مقرب) یا میں یہ سلعہ تیرے ہاتھ بیچتا ہوں تو خریدتا ہے۔ دوسری قسم کہ تو کپڑوں یا ہاتھ لگانوں تو بیع واجب ہے (نخاوی) یا ایک دوسرے کا کپڑا چھوئے اور چھونے سے کپڑا دیکھنا شرط ہو۔ (فتح القدیر) منابذہ یہ ہے کہ جب کپڑوں پر نگریزے پھینکے اور جس کپڑے پر نگریزا پڑے اس میں بیع لازم ہو جائے۔ بیع کی یہ صورتیں زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں۔ حضرت صلعم نے ان سے منع فرمایا۔ دو کپڑوں میں سے ایک خیار تعین کپڑے میں بیع کی ناجائز ہے۔ کیونکہ بیع مجہول ہے۔

قولہ والمراعی بیع گھاس چارہ کی بیع اور اگر گھاس جانور کھا چکا ہے۔ بطلان بیع کی وجہ سے عدم ملکیت ہے۔ نصر صلعم نے منع کیا ہے کہ تمام سلعہ تیرا جانور میں شریک ہیں یعنی پانی گھاس اور آگ۔ شہد میں بطلان بیع کی وجہ یہ ہے کہ عام زمینوں کے مشترک پر ہے۔ اور جب مملوک تھی کی اجازت کے بغیر اجارہ جائز نہیں جب بطریق اصل ناجائز ہوگا مگر یہ کہ کہا جائے کہ گھاس کی بیع کا ناجائز ہونا اس وقت ہے جب کہ خود رو ہو اور اگر اس کو پانی دیکر پرورش کرے تو جائز ہے۔ (فتح، محیط، ذخیرہ)۔

قولہ دباغ حل بیع کے نزدیک مچھلی کی بیع جائز نہیں۔ کیونکہ یہ مشترک ہے۔ جیسے شہد میں ہے جیسے شہد مباح ہے مچھلی وغیرہ عام مگر اس کا ملک کے نزدیک جائز ہے۔ جلد مذکور ہے۔ یہی حکم کتے اور چیتے کے مرتبہ بیع ہونے کا ہے۔ بیع کی مشروعیت اور شرعاً ہونے کی دلیل ہے۔ اس کا تاجر ہونا ہے۔ حدادوں کی کھال کے بیع جائز ہے۔ مگر خنزیر یعنی خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ خنزیر کی بیع کے فساد پر ہے۔

قولہ وبیع الخ ہڈی اور سرخہ کے روپیہ کے بدلے بیع اور اس کے علاوہ نجس بیع جس کو اہل عرب مدر الفیح کہتے ہیں باطل ہے جائز ہے۔ کیونکہ یہ بھی مال متقوم ہے۔ ابن ہمام یہ صفت فرماتے ہیں کہ اگر اس پر نجاست ظاہر ہو چکی ہو تو یہ نجس بیع فاسد ہے۔ میں

---

۱ تخریج ابن ابی شیبہ عن ابی ہریرۃ ۲ تخریج ابن ابی شیبہ

حدیث ۔۔۔ صاحب کے یہاں اس کا رواج جاری نہیں کیونکہ یہ حضرات تلاش بہت کرتے ہیں لیکن فتویٰ امام کے قول پر ہے۔

قولہ والافضل الخ ۔۔۔ امام شافعی کے نزدیک افضل تمتع ہے کیونکہ حضرت مسلم نے اس کو اختیار فرمایا ہے۔ اور جو شخص یہ اختیار کرتا ہے اس کے پاس ہدی ہے۔ اس کے ہاتھ ۔۔۔ کیونکہ حدیث میں تمتع کی ترجیح اس علام پر ہے جو متعہ قرین کے حق میں کرتا ہے اور یہاں اس کا شکر نہیں کرتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ ہدی ہے۔

قولہ ویلبی اھل الحلال الخ ۔۔۔ یہ یہاں سے کہ وہ بھی حج جائز ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک حلال ہونا شرط ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ آدمی فاسق ہے۔ اور ہمارے نزدیک اس کا فسق اس کے حج کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ ہر مسلمان کے لئے حج جائز ہے۔ کیونکہ حج کی ممانعت کی وجہ سے ہے کہ وہ حج کی ادائیگی کے لئے ہتھیار لے کر نکلے اور یہ بات حلال و حرام کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ حلال کے لئے بھی ہتھیار ہوتے ہیں۔

قولہ ولیس لاھل الحرم الخ ۔۔۔ یہ یہاں سے کہ وہ بھی حج جائز ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک حلال ہونا شرط ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ آدمی فاسق ہے۔ اور ہمارے نزدیک اس کا فسق اس کے حج کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ ہر مسلمان کے لئے حج جائز ہے۔ کیونکہ حج کی ممانعت کی وجہ سے ہے کہ وہ حج کی ادائیگی کے لئے ہتھیار لے کر نکلے اور یہ بات حلال و حرام کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ حلال کے لئے بھی ہتھیار ہوتے ہیں۔

تشریح ۔۔۔ کا قابل ہونے کی جانب سے ظہار یا نکاح ہے اور اس کے بعد کہ عدت کے بیت کر دینے کے لائق نہ ہو۔ اس لئے قید لگا دی کہ وہ عدت کی مدت جو چار ماہ دس دن ہے آج کل حمل والی عورت کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس سے انتقال جائز نہیں۔ علامہ ابن ہمام سے ایک روایت کی ہے کہ ۔۔۔ ہے کہ وہ بچہ کو دودھ پلانے کے لئے عدت میں ہیرا پھیری کرتی ہیں۔

قولہ وعلیہ دم ۔۔۔ الخ ۔۔۔ کا بار ۔۔۔ عاقلہ معاف ہو جائے تو اس کی بیع جائز نہیں کیونکہ قطوط کے بعد صرف حق ذبح ہے۔ مال نہیں ہوا۔ اگر کسی شخص نے اس کی بیع کر لی تو اس کا بائع چار درہم سے زیادہ نہیں لے سکتا ہے کیونکہ یہ چار درہم ہی اس کا مال ہے۔

قولہ ولا یذبح الخ ۔۔۔ کسی ایک شخص کو اس شرط پر وکالت کرنا کہ وہ ذبح کرے بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ غلام ہے یا اس شرط پر کہ وہ غلام ہے پھر وہ غلام ظاہر ہوا تو یہ وکالت آزاد کی وکالت کی طرح جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کے قائل ہیں کیونکہ وکالت ۔۔۔ ہونے کا اصل وصف کا اختلاف ہے۔ اور اختلاف اوصاف سے عقد فاسد نہیں ہوتا۔ بلکہ عیار ملتا ہے۔ جو انتقال سے پہلے ذبح ہو جائے کا اختلاف کا انسداد رائے جلد ہوں کہتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک کے مقاصد جداگانہ ہوتے ہیں۔

قولہ وھو ما یجاع الخ ۔۔۔ کسی نے کوئی چیز اس شرط پر ہبہ کی کہ اس کا ۔۔۔ اس پر قبضہ کر لیں۔ بائع ۔۔۔ کسی شخص سے اس کو چھین لیں تو اس کا کوئی چیز مشتری سے پانی اور اس میں تبدیلی ہو جائے تو ہبہ باطل ہو جائے گا۔ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے کیونکہ قبضہ ہو جانے کی وجہ سے مشتری کی ملک تام ہو گئی۔ اب وہ اپنے بائع کے ساتھ فروخت کرنے یا ہبہ کے ساتھ مثل اول کے ساتھ فروخت کرنے یا اس سے زائد کے ساتھ۔ ہماری دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ ۔۔۔ اور ہے کہ ۔۔۔ میرے پاس بلیہ ۔۔۔ کی تھی جس نے ان کو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے ۔۔۔ تھا مدت طلاق ۔۔۔ تو ہم کو اختیار دیا۔ اس کے بعد اس سے پوچھا کہ ہم اس کو کھا سکتے ہیں۔ بریرہ نے کہا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا تین پر فروخت ترتیب ہے۔ بریرہ سے کہا کہ تم اپنا ۔۔۔ کو پکڑ لے۔

سوال اس حدیث کی ۔۔۔ یہ ہے کہ ۔۔۔ تھی اور اس کو ۔۔۔ بتایا ہے اور کیا ہے کہ اس کی روایت قبول نہیں ہوتی۔ اصل جواب ۔۔۔ خط سے یہ ہے کہ ۔۔۔ مشہور ۔۔۔ مرتبہ کی حدیث ہے اس سے ۔۔۔ ان کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔۔۔ العالمة ۔۔۔ الفقیہ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

علیہ اجمعین اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب جو یہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک مشہور معروف حدیث ہے اس کے صاحب کے پاس اس کے شاہد اور متابع بھی ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث بھی ہے۔ ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام بیہقی کا ارشاد ہے کہ اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ ہم نے ان کی احادیث کو اپنی کتابوں میں بھی ذکر کیا ہے۔

قولہ وصح قبل تمام البیع وبعدہ بقضاء او رضا یہ مسئلہ اس پر مبنی ہے کہ بیع کی تکمیل کا کیا معیار ہے۔ کون سی چیز ہے جس کے ذریعہ بیع کی تکمیل کا فیصلہ کیا جائے۔ اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ بیع کی تکمیل مجلس کے ختم ہونے سے ہوتی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بیع کی تکمیل تین دن کے بعد ہوتی ہے۔ اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ تین دن کے بعد خیار ثلاثہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور بیع لازم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد اس کو فسخ کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اس لئے اس کے بعد بیع کی تکمیل کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد بیع کو فسخ کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ اور اس کے بعد بیع کی تکمیل کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد بیع کو فسخ کرنا ممکن نہیں رہے گا۔

وَرُدَّتْ عَلَى اَنَّ عِوَضَهَا بِطَرِيْقِهَا وَيَخْرُجُ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ ضَرْبٍ خَمْسِيْنَ دِرْهَمًا وَصَحَّ لَوْ شَرَطَ اَنْ يَّخْرُجَ عَنْهُ

اور جانور کی واپسی کے عمل کی تکمیل اس شرط پر کہ اس کا عوض اپنے راستہ سے واپس آئے گا اور ہر ضرب کے عوض پچاس درہم کم کرے گا اور بیع صحیح ہے اگر یہ شرط ہو کہ کمی کرے گا

بِزِيَادَةِ الْخُرُوْبِ وَاِنْ اَطْلَقَ فِي الْعَقْدِ فَالْقَوْلُ لِلْمُشْتَرِيْ وَلَوْ اَخَذَ دَابَّتَهُ بِغَيْرِ عِوَضٍ وَرَدَّهَا بِغَيْرِهِ صَحَّ

اس سے ضرب کے حکم میں زیادتی کرنے کی شرط کے ساتھ۔ اگر اطلاق کرے عقد کے وقت میں تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اگر حکم کرنے والی شرط پر دینے کا فرق ہے

وَرَدَّ عَلَى اَنْ يُّبْقِيَ الْمُشْتَرِيْ لَوْ بِدِيْنَارٍ لَوْ بِكِتَابٍ لَوْ بِسَنْدِكَ اِلَّا خَمْسَةً اَوْ يُسْقِطُهُمُ الْبَائِعُ فَهَذَا

اور جانور کی واپسی کی بنا اس شرط پر کہ مشتری اس کو اور دینار دے یا کتاب یا اپنا سند دے یا پانچ درہم کے علاوہ سب کو ساقط کر دیا جائے تو ایک

اَوْ فَاسِدًا عَلَى اَنْ يَّسْكُنَ اَوْ يَخْرُجَ الْمُشْتَرِيْ دَيْنَهُ اَوْ يُهْدِيَ لَهُ اَوْ لِاَجْنَبِيٍّ اَبَى كُلَّهُ

دونوں صورتیں فاسد ہیں اس شرط پر کہ بائع رہے گا یا مشتری بیچ دے گا یا مشتری بیچ دے گا یا ہدیہ دے گا یا اجنبی سے تک مشتری کے ذمہ

اَوْ ثَوْبٍ عَلَى اَنْ يَّخِيْطَهُ الْبَائِعُ وَيَحْفِرَهُ فَوَجَدَهُ وَصَحَّ بَيْعُ نَعْلٍ عَلَى اَنْ يَّحْذُوَهُ اَوْ بِشِرْكِهِ

کپڑا ہو کپڑے کی بیع اس شرط پر کہ بائع اس کو کاٹ کر سی دے۔ بیع صحیح ہے جوتے کی بیع اس شرط پر کہ بائع اس کو کاٹ کر سی دے

لَا الْبَيْعُ اِلَى النَّيْرُوْزِ وَالْمِهْرَجَانِ وَصَوْمِ النَّصَارٰى وَفِطْرِ الْيَهُوْدِ اِنْ لَمْ يَدْرِ الْخَالِدُ اَنَّ ذٰلِكَ وَاِلَى قُدُوْمِ

لگا دے۔ بیع صحیح نہیں ہے نوروز اور مہرگان اور نصاریٰ کے روزہ اور یہود کی عید تک۔ اگر جانتے ہوں خالد اس کو اور بیع صحیح ہے حاجیوں کی آمد

الْحَاجِّ وَالْحَصَادِ وَالدِّيَاسِ وَالْقِطَافِ وَلَوْ كَفَّلَ اِلٰى هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ صَحَّ وَاِنْ سَقَطَ الْاَجَلُ فَبَلَ حُلُوْلِهِ صَحَّ

اور کٹنی کٹنے یا گاہنے اور میوہ توڑنے تک اور اگر ضامن ہو گیا ان حضرات تک تو صحیح ہے اور اگر ساقط کر دی مدت کی نے سے پہلے بیع صحیح

وَمَنْ جَمِيْعِ بَنِيْ حُرٍّ وَعَبْدٍ اَوْ مَنْ شَاءَ دَبَّرَهُ وَبَعْدَ بَعْضِ الْمَبِيْعِ بَطَلَ الْبَيْعُ فِيْهِمَا وَاِنْ جَمَعَ بَنِيْ عَبْدِهِ وَمَلَكَ

ہو جانے کی اور بیع سے بیع کیا آزاد اور غلام یا دو غلام اس کے مدبر کو بیع کی تو باطل ہو گی بیع دونوں میں اور اگر بیع کی غلام اور مدبر کو

اَوْ بَنِيْ غَيْرِهِ وَعَبْدِ غَيْرِهِ اَوْ بَنِيْ مُكَاتَبِهِ وَوَقَفَ صَحَّ فِي الْكُلِّ وَعَبْدِهِ وَالْمُكَاتَبِ

یا بیچ اور دوسرے کے غلام کو یا مکاتب اور موقوف کو تو صحیح ہوگی بیع خاص غلام اور اپنے مکاتب اور فی الحال مملوک میں

---

(۱) ... اخرجہ ابن ماجہ فی التجارات باب الرجل یشتری الشیء فیحتقد ان قد ربح فیہ فیبیعہ (۲) ... اخرجہ ابن حبان فی الحدود باب الحکم فی المرتد (۳) ... اخرجہ ابن ماجہ فی الاحکام باب من ترک مالا فلورثتہ (۴) ... اخرجہ ابن ماجہ فی الحدود باب من لا یقطع السارق الا فی ربع دینار فصاعدا (۵) ... اخرجہ ابن ماجہ فی الحدود باب من لا یقطع السارق الا فی ربع دینار فصاعدا

توضیح اللغۃ ... [illegible]

تشریح اللغۃ قولہ وبیع فیہ ایک شخص نے زید سے کہا کہ میں نے اپنا گھر تجھ سے اس شرط کے ساتھ بیچا کہ تو اپنا غلام مجھ کو بیچ دے یا میرے ہاتھ کوئی چیز بیچ دے یا میرے ساتھ کرایہ پر چلے یا میرے ساتھ نکاح کرے یا میرے ساتھ مضاربت کرے یا میرے ساتھ شرکت کرے یا میرے ساتھ کوئی اور ایسا معاملہ کرے جو اس عقد کے مناسب نہ ہو۔ کیونکہ شرعی عقد کے موافق اس عقد کے احکام نہیں ہوتے اور یہ شرط عقد کے مناسب نہیں ہے۔

تشریح المتن قولہ ویبطلہ ایک شخص نے زید سے کہا کہ میں نے اپنا گھر تجھ سے اس شرط کے ساتھ بیچا کہ تو اپنا غلام مجھ کو بیچ دے یا میرے ہاتھ کوئی چیز بیچ دے یا میرے ساتھ کرایہ پر چلے یا میرے ساتھ نکاح کرے یا میرے ساتھ مضاربت کرے یا میرے ساتھ شرکت کرے یا میرے ساتھ کوئی اور ایسا معاملہ کرے جو اس عقد کے مناسب نہ ہو۔ کیونکہ شرعی عقد کے موافق اس عقد کے احکام نہیں ہوتے اور یہ شرط عقد کے مناسب نہیں ہے۔

قولہ ویبطلہ ... [illegible]

قولہ ویبطلہ ... [illegible]

قولہ ویبطلہ ... [illegible]

فَهُنَّ قَصَى لِمُشْتَرِي لِمَبِيعِ فِي الْبَيْعِ لِفَسَادِ وَهُوَ الْبَيْعُ وَكُلُّ مِنْ عَوْضَيْهِ مَالٌ مَلَكَ الْمَبِيعَ بِقَبْضِهِ
الْكَامِلِ بِإِقْبَاضِ الْبَائِعِ فِي بَيْعٍ فَاسِدٍ مِنْ غَيْرِ إِجَازَةٍ لِأَنَّهُ مِمَّا يَمْلِكُ بِالْعَقْدِ الصَّحِيحِ (بِخِلَافِ الْمَبِيعِ)
وَلِكُلٍّ مِنْهُمَا فَسْخُهُ الْأَوَّلُ بَيْعُ الْمُشْتَرِي وَهِبَتُهُ وَنَحْوُهُ وَيَنْفُذُ إِلَّا أَنْ يَمْنَعَ الْمَبِيعَ عَنِ الْمَبِيعِ
[illegible] [illegible]
حَتَّى بِأَحَدِ نَفْسِ مَنْ وَطْءٍ كَسْبِ مَبِيعٍ لَا لِلْمُشْتَرِي
[illegible] [illegible]
وَلَا دَعْوَى أَجْرِ دَارِهِمْ الْفَسَادِ [illegible] ثُمَّ تَصَادَقَا أَنَّهُ لَا شَيْءَ لَهُ عَلَيْهِ طَابَ لَهُ رِبْحُهُ
[illegible] [illegible]

ثمن مبیع میں بائع اور مشتری کے تصرفات کے احکام

قَوْلُهُ فَهُنَّ قَصَى الخ جب بیع فاسد میں مشتری نے قبضہ سے مبیع پر تصرف کرلیا اور عقد کے دونوں جانب میں ثمن اور مبیع مال ہوں تو عقد کے بیان مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے اب مبیع مثلیات میں سے ہو تو مثل اور اگر قیمیات میں سے ہو تو قیمت دینا پڑے گی اور یہ تصرف کرنا مشتری کا اس وقت ہوگا جب کہ بیع مشتری کے حق میں ہبہ کی طرح تام ہوجائے یعنی حق تصرف سے مبیع فاسد کو مشتری کے لیے ہونا ہے اور یہ تصرف کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جس سے مبیع کا عین ہی ضائع ہوجائے جیسے کھانا یا کپڑا پہننا اور دوسرا وہ جس سے مبیع کا عین ضائع نہ ہو جیسے کپڑا پہننا یا سواری پر سوار ہونا یا اس کو کرایہ پر دینا یا اس کو ہبہ کردینا یا بیچ ڈالنا یا اس کو رہن رکھنا یا اس کو صدقہ کردینا یا اس کو عاریۃ دینا یا اس کو وقف کردینا یا اس کو مکاتب بنانا یا اس کو مدبر بنانا یا اس کو ام ولد بنانا یا اس کو بٹائی پر دینا یا اس کو اجارہ پر دینا یا اس کو وصیت کردینا یا اس کو نکاح میں دینا یا اس کو مضاربت پر دینا یا اس کو شرکت پر دینا یا اس کو ودیعت رکھنا یا اس کو وکیل بنانا یا اس کو وکالت پر دینا یا اس کو شفعہ میں لینا یا اس کو ہبہ بشرط العوض کردینا یا اس کو بیع بشرط الخیار کردینا یا اس کو بیع بشرط الفساد کردینا یا اس کو بیع بشرط الاستبراء کردینا یا اس کو بیع بشرط الرجوع کردینا یا اس کو بیع بشرط الاقالہ کردینا یا اس کو بیع بشرط الشفعہ کردینا یا اس کو بیع بشرط الرد کردینا یا اس کو بیع بشرط الرد بالعیب کردینا یا اس کو بیع بشرط الرد بالخیار کردینا یا اس کو بیع بشرط الرد بالفساد کردینا یا اس کو بیع بشرط الرد بالاستبراء کردینا یا اس کو بیع بشرط الرد بالرجوع کردینا یا اس کو بیع بشرط الرد بالاقالہ کردینا یا اس کو بیع بشرط الرد بالشفعہ کردینا

قَوْلُهُ وَلِكُلٍّ مِنْهُمَا الخ فاسد بیع میں جو کہ معصیت سے منعقد ہوئی ہو اس کے فسخ کرنے کا حق بائع اور مشتری دونوں کو ہے اور اس کے فسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں نے بیع فسخ کردی اور مشتری کہے کہ میں نے فسخ کردی یا بائع کہے کہ میں نے بیع واپس لے لی اور مشتری کہے کہ میں نے واپس کردی یا بائع کہے کہ میں نے بیع توڑ دی اور مشتری کہے کہ میں نے توڑ دی یا بائع کہے کہ میں نے بیع ختم کردی اور مشتری کہے کہ میں نے ختم کردی اور اس طرح کے اور الفاظ جن سے فسخ کا مطلب ادا ہوتا ہو

باقی ان چیزوں میں سے ہے جو تعین عوام کی وجہ سے ہوتی ہیں چنانچہ اگر کوئی شخص معین جانور کی قربانی کرے اور دوسرا کسی جگہ دوسرا جانور نہیں۔ اسے ملکیت عقد کا تعلق تعین کے ساتھ ہوا اور اس کے قطع کرنے کی وجہ سے فاسد ہو گیا اس لئے کہ تعین کی وجہ سے اس کی قیمت میں اضافہ ہو گیا۔ بخلاف اس کے جو تعین کے بغیر خریدا گیا ہو کہ اس عقد میں تعین نہیں ہوتا ہے لہٰذا عقد تعین مال سے متعلق نہیں ہوا پس اس کے ضائع ہونے سے عقد میں کوئی خلل نہیں آتا کیونکہ وہ عین قبضہ کے حق میں قائم ہے۔

قولہ ولو ذبح الخ ایک شخص نے دوسرے کی بکری ذبح کر دی تو مالک کو اختیار ہے کہ ذبح کرنے والے سے بکری کی قیمت لے لے یا بکری لے لے اور ذبح کرنے والے سے کچھ نہ لے۔ اگر مالک نے بکری لے لی تو ذبح کرنے والے نے جو کچھ بکری پر خرچ کیا ہے اس کا بدل بھی اس سے لے لے گا اور اگر مالک نے قیمت لے لی تو ذبح کرنے والے نے جو کچھ بکری پر خرچ کیا ہے اس کا بدل بھی اس سے نہیں لے گا۔ اس لئے کہ ذبح کرنے والے نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ اس کی اپنی ملک کے لئے خرچ کیا ہے اور جو شخص اپنی ملک کے لئے خرچ کرے اس کا بدل نہیں لے سکتا۔ ہدایہ۔

قولہ وعلیہ الخ اور ذبح کرنے والے پر بکری کا ارش واجب ہے۔ ارش اس مال کو کہتے ہیں جو کسی مال کے نقصان کی وجہ سے اس کے مالک کو دیا جائے۔ اس کی جمع ارشوں آتی ہے۔ ارش کی مقدار میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ارش اس کمی کو کہتے ہیں جو کسی مال کے نقصان کی وجہ سے اس کی قیمت میں آ جائ

فرمایا: ان کے درمیان تفریق کر دو۔ (۲) نابالغ غلام اور اس کے نسبی قرابتدار کے درمیان تفریق کی جائے جیسے باپ اور بیٹے کے درمیان اور بھائیوں کے درمیان کیونکہ حدیث میں اس کی اجازت موجود ہے جو آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کو دی تھی (۳) نابالغ غلام جب کسی آزاد میں بھائی بھائی تھے اس کے بعد ان کا حال دریافت فرمایا حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے ایک کو فروخت کر دیا آپ نے فرمایا تم دونوں ایک ہو۔ ایک روایت میں ہے: دونوں واپس کر دو۔ نابالغ ہوں تو تفریق میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم سے ثابت ہے کہ ان کے درمیان تفریق ثابت ہے جو آپس میں محرم نہیں ولا یدخل الفرق بین الاخ والاخت الصغیر علی ما ورد۔

فائدہ: نابالغ غلام جو اس نے نسبی قرابتدار کے درمیان تفریق بیان کی ہے تین طریق پر ہے تفریق کی جاتی ہے (۱) افتراق (۲) تفاوت افتراق (۳) اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جس نے غلام آزاد کرنے کے حکم کا انکار کیا ہو (۴) جب غلام کا مالک کافر ہو (۵) جب مالک متعدد ہوں (۶) جب نابالغ کے کئی قریب رشتہ دار ہوں (۷) جب نابالغ کا قریب ترین رشتہ دار کسی قسم کا مستحق نکلے (۸) غلام کو غلامی جنایت میں دے دے (۹) غلام کو مدین غلام نے بیع میں فروخت کرنا (۱۰) مال غیر کے خلاف میں غلام کو فروخت کرنا (۱۱) عیب کے سبب سے واپس کرنا جب کہ نے غلام میں حدث یہ احداث ہے کہ نابالغ قریب البلوغ ہو اور اس کی بول اس کی نیکی سے واپس ہو۔ واللہ اعلم۔ حررہ العبد

باب الاقالة

باب اقالہ کے بیان میں

فی فسخ فی حق المتعاقدین بیع فی حق ثالث واصح بمثل الثمن الاول
وہ بیع ہے متعاقدین میں اور بیع ہے تیسرے کے حق میں اور صحیح ہے مثل ثمن اول کے جس کے ساتھ
وشرط الاکثر فی الاقل ولا تجب وجنس اخر لزم وزلزمہ الثمن الاول وهلاک الثمن لا یمنع الاقالة
اور شرط کرنا کی بیشی کی معیوب ہونے میں یا جنس آخر کی طرف سے اور لازم ہوگا اس کو پہلا ثمن اور ہلاک ہو جانا ثمن کا اقالہ نہیں
وهلاک المبیع بیع وهلاک بعضه بعضه
ہیں ہلاک ہو جانا مبیع کا اور ہلاک ہو جانا بعض مبیع کا بعض ہے اسی قدر کے اقالہ سے

تشریح اللغة: قولہ باب البیع بیع فاسد کے ساتھ اقالہ کی مناسبت یہ ہے کہ ان دونوں میں شے حقد کے درمیان مبیع بائع کے پاس اور ثمن ہوتی ہے "اقالہ" ہوتی ہے یقال "قلته البیع واقاله" میں بیع اور تو نے (تو نے) کو (اقالہ) کیا ہے اور "عفوہ" عفو سے ماضی مذکر غائب ہے یعنی گزرے سے اخذ کیا گیا ہے گزرنا (عصیں) بعض حضرات نے اس قول سے مشتق مان کر اجوف واوی کہا ہے اور "عفوہ" کو سب سے بنا ہے مگر یہ کئی وجہ سے صحیح نہیں ( ) کرب "قلب البیع" کہتے ہیں اگر قول سے مشتق مانا تو ثلاثی مجرد ہوتا (۲) اس کا ثلاثی مصدر یائی آتا ہے حالانکہ واوی فی مجموع اللغة "قال البیع قیلا فسخه" (۳) اس لغت صاحب تاموس وصحاح نے اس کو (ق ی ل) کے مادے میں ذکر

ف: اخرجه ابن ابی شیبة والدارقطنی عن انس ۱۲ منه ۔ ورواه حاکم واحمد وبیهقی وابن ابی شیبة والدارقطنی عن ابی ایوب انصاری وابن ابی شیبة والدارقطنی عن سلیمان التیمی حاکم عن عمران بن حصین والدارقطنی عن ابی موسی الاشعری ۲ منه ۔ ورواه ابن ماجه والدارقطنی حاکم احمد عن ابن عمر علی ۱۲ منه ۔ ورواه عن مرة عن عبدالله عمر بن عبدالله الدارمی وخالد بن ابی یزید ۲ منه ۔

ہے کہ ... اصطلاح شرع میں ... کے بعد اول ... کے ساتھ ... کے ساتھ ... ہو

... ہے ... کے ساتھ ... اور ... کے ساتھ ... ہے۔

قولہ ھی فسخ البیع ... کے ساتھ ... کے علاوہ ... کے ساتھ ... کے بیان میں

... کے ساتھ ... کے ساتھ ... کے ساتھ

حقیقت کے دروازہ میں بتاتا ہے وہ اس پہلی صورت میں کہتا ہے میں نے پانچ درہم لگا کر ایک کپڑا لیا اور درہم کے عوض میں بیچ دیا تو پھر پانچ درہموں کے مقابلہ میں ہو گئے اور پانچ درہم کے مقابلہ میں کپڑا ہو گیا اور دوسری صورت میں بائع کہتا ہے کپڑا اس درہم کے عوض میں بیچ دیا تو اس درہم کی درہم کے مقابلہ میں ہو گئے اور کپڑے کے مقابلہ میں کچھ باقی نہیں رہا واللہ اعلم بالصواب کتبہ حبیب احمد کیرانوی

وَبِوَاشْرِي مَاذَرْ مِائَةٍ فَوَنَا بِعَشَرَةٍ وَبِعْهُ حَتَّ سِتَّةٍ بِخَمْسَةَ عَشَرَ بِيَقَةٍ فَرِبْحَةٌ عَلَى عَشَرَةٍ

اگر تو یہ کہے (مشتری غلام سے) کہ کوئی کپڑا میں اور بیچ اس کو دینے والے کے ہاتھ بارہ درہم کے تو، تو اس کو جائز ہے اور اس پر فروخت کرے

وَكَذَا فَلَكَسْبُ وَلَوْ كَانَ مُضَارِبًا بِالنِّصْفِ يَبِيعُ فَرِبْحَةٌ رَبُّ الْمَالِ بِاثْنَيْ عَشَرَ وَيَحْسِبُ وَيَرْبَحُ

اسی طرح اس کا حکم ہے اور اگر خریدا مضارب بالنصف ہو تو رب المال کا اور مضارب کا نفع برابر برابر ہے فروخت کرے مضارب اور مرابحت کرے

بِالثَّمَانِ بِالنِّصْفِ وَوَطْيُ الثَّيِّبِ وَبِهَا بِالنَّصِيبِ وَوَطْيُ الْبِكْرِ

یا ان کے بھرا اگر نفع خود مضروب ہوتی ہو دو ثیبہ کے ساتھ وطی کرنا اور جماع کرنے کے ساتھ مضروب کردہ باندی کی کمی کو

وَلَوْ اشْتَرَى بِالْفٍ بِسِتَّةٍ وَبَاعَ بِرِبْحِ مِائَةٍ وَلَمْ يُبَيِّنْ خَيَّرَ الْمُشْتَرِي فَإِنْ تَلِفَ فَعَلِيهِ

اگر خریدی کوئی چیز ایک ہزار چھ سو درہم کے اور بیچا اس کو ایک سو کے نفع سے اور بیان نہیں کیا تو مشتری کو اختیار دیا جائے گا چاہے تو لے لے اگر تلف کرنے کے بعد

لُزُومُ بِالْفٍ وَمِائَةٍ وَكَذَا الدُّوَلِيَّةُ وَمَنْ وَلِّي رِخْلًا شَيْئًا بِمَا قَامَ عَلَيْهِ

معلوم ہوا تو لازم ہوگی گیارہ سو تیس یہی حال تولیہ کا ہے اور جس نے کوئی چیز لگائے میں فروخت کی پیٹھ میں اس کو چاہئے

وَلَمْ يَعْلَمِ الْمُشْتَرِي بِكَمْ قَامَ عَلَيْهِ فَسَدَ وَلَوْ عَلِمَ فِي الْمَجْلِسِ خَيَّرَ

اور مشتری کو معلوم نہیں کہ کتنے میں پڑی ہے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر اس کو مجلس میں معلوم ہو جائے تو اختیار ہوگا

تشریح لغت قولہ ولو اشتری الخ، دوسرا فرض غلام نے ایک کپڑا میں خرید کر اپنے آقا کے ہاتھ بارہ درہم میں فروخت کر دیا آقا نے اس میں خرید کر اپنے ماذون کے ہاتھ پندرہ میں فروخت کر دیا تو ان میں سے ہر ایک دس درہم نفع پر فروخت کر سکتا ہے اس واسطے کہ یہ حقیقت غیر میں خیانت دینے کی وجہ سے کو جائز ہے مگر اس میں عدم تقدیر کا شبہ موجود ہے کیونکہ علام کا مال آقا کے حق سے خالی نہیں ہوتا تو گویا آقا نے اپنی ہی ملک کی خرید فروخت کی بنا ت کے ساتھ تعلق ہے اسلئے مرابحہ میں اس کو معدوم فرض کیا جائے گا۔

قولہ ولو کان مضاربا الخ ایک شخص کے پاس مضاربت بالنصف کے طور پر مال تھا اس نے اس میں سے چند خرید کر صاحب مال کے ہاتھ پندرہ روپے میں فروخت کر دالا تو اب جب مال اس کی طرف سرا سر منتقل ہو گیا تو بارہ میں فروخت کرے گا وجہ یہ ہے کہ قیاس کی رو سے مضارب کا رب المال کے ہاتھ فروخت کرنا عدم انقطاع ہونے کی وجہ سے جائز نہیں کیونکہ نفع تو آپس کے ہاتھ فروخت کرنے سے ہوتا ہے لیکن یہاں ایک عرفی فائدہ کے پیش نظر بیع کو جائز رکھا گیا ہے وہ فائدہ یہ ہے کہ جب یہ رب المال نے اس مضارب کے حوالے کر دیا تو مال سے اس کا حق متعلق ہو گیا اور مضارب سے خرید لینے کی صورت میں اس کو حق ذمہ حاصل ہو سکتا ہے اس لئے بیع کو منعقد مان لیا گیا مگر اس میں عدم جواز کا شبہ موجود ہے کیونکہ بیع سرا رب المال کا مال ہے اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب تباد لہ غیر کے مال سے ہو اور جب یہ شبہ موجود ہے تو نصف درجے کے حق میں بیع باطل معدوم ہوگی کیونکہ نصف درجے میں، نہ حقیقی، نہ حکمی رب المال

(۱) ان میں سے ہر ایک کو دس دس روپے نفع ہوا (۲) جو مال بالکل خیانت والی نہیں ہوئی اس میں ہر ایک کو دس دس روپے نفع ہوا۔ (۳) جو مال خیانت والی تھی۔ اس کا نصف نفع ہوا یعنی پانچ پانچ روپے۔ اس طرح ہر ایک کو پندرہ پندرہ روپے ہوئے۔ اب ہر ایک نے پندرہ پندرہ روپے میں فروخت کر دیا تو ہر ایک کو پانچ پانچ روپے نفع ہوا۔ اس طرح ہر ایک کو کل بیس بیس روپے ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فاسق یا عیب بیانات سے بچنے کے لئے جن سے ازدواجی دائمی تعلقات میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

قولہ وبیع علم ایک شخص نے کوئی چیز بیچی اور اس نے پوچھا کسی نے اس چیز کو خریدنے کی خواہش ظاہر کی تھی اس نے کہا ہاں ظاہر کیا تھا تو یہ بیع صحیح ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسا کہنا عیب بیان کرنا نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسا کہنا عیب بیان کرنا نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسا کہنا عیب بیان کرنا نہیں ہے۔

قولہ ولو اشتری الخ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور اس کو دیکھا اور اس کو پسند کیا اور اس کو خرید لیا اور اس کو دیکھا اور اس کو پسند کیا اور اس کو خرید لیا اور اس کو دیکھا اور اس کو پسند کیا اور اس کو خرید لیا

قولہ ولو الخطبۃ ہو جمع اگر مکمل چیز کو کہیں کے اور پڑھ لیا تو جب تک اس کو نہیں سنتا ہے۔ اس وقت تک اس کو فروخت کرنا اور کھانا حرام ہے یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ یہ تک خطبہ ختم ہونے کا علم ہو سکتا ہے جب تک اس میں مشغول رہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ ایک مذہب یہ ہے کہ اس کا علم ہو سکتا ہے اور مشتری کا اس سے ملتفت ہونا شرط ہے لیکن اگر خرید و فروخت کرنے والے دونوں اس کے ہونے سے غافل ہوں تو جائز ہے۔ اور یہ مذہب اصل ہے یہی مختار ہے اور صحیح ہے۔ کراہت اور ثواب کرنے سے پہلے کھانا اور فروخت کرنا جائز نہیں۔ اذان ثانی کے بعد بیع فاسد ہے پہلے تصرف جائز ہے مگر بشرطیکہ بیع فاسد ہو اس کا ہونا کہ بیع فاسد میں ملک ثابت ہوتی ہے اور اس کا ہونا خواہ اس کو آزاد کر دے۔

تنبیہ کیلئے جن میں کیل کیا ہوا غیر تصرف کا جائز ہونا اس وقت ہے جب بائع نے استحقاق سے قبل مشتری کی عدم موجودگی میں کیل کیا ہو۔ اور اگر بائع نے بعد استحقاق مشتری کی موجودگی میں کیل کیا ہو تو قبول کرنے کے بعد کیل کرنا کافی ہے۔ کیونکہ کیل ماضی سے متحقق کی مقدار معلوم ہو گئی اور یہ بھی صورت میں بیع فاسد سے قبل تصرف کا جائز ہونا اس وقت ہے جب ہر گز فاسد ہو جائے۔ لیکن اگر بیع فاسد سے قبل بیع ہو رہا ہو تو اس کی تصرف جائز نہیں۔

قولہ وصح التصرف الخ قبضہ کرنے سے پہلے ثمن میں تصرف کرنا جائز ہے۔ طریق قبض ہونا یا طریق ہے۔ ثمن معین ہو یا نہ ہو جیسے کیل یا معین نہ ہو جیسے غلہ اور ہمیشہ ثمن میں بیع فاسد کرنا بھی جائز ہے۔ (بشرطیکہ بیع پاک نہ ہو) مشتری کی موجودگی سے ہو یا اس کے حاضر کی جواب سے یا حکم مشتری کی اجنبی کی جانب سے اور بائع کی جانب سے قبض میں بیع فاسد کرنا بھی جائز ہے۔ (بشرطیکہ زیادتی مسلم نہ ہو) سے اس طرح ثمن اور مبیع میں کمی زیادتی جائز ہے۔ (بشرطیکہ مبیع دین نہ ہو یعنی نہ ہو کھانا ہو بشرطیکہ اور اشیاء کے یہاں مبیع اور ثمن میں کمی بیشی کو مساوی ہو۔ کیلئے سے مبیع ہے۔ ثمن دین کے یہاں کمی بیشی اصل مقصد کیلئے تصور ہوتی نہیں ہوتی۔ ہم کہتے ہیں کہ حقیقت میں مبیع اور ثمن میں کمی کرنے کے حقیقتاً کوئی ایک مقصد ہوتا ہے دوسرے وصف شروع کی طرف تبدیل کرتے ہیں۔ اور اب طریق ہے اقالہ نفس عقد ہی ہو جاتا ہے کیونکہ کمی بیشی کے مقتدر طریق ہوتا ہے۔ مگر اس کی بیشی کے بعد جس مقدار پر عقد قرار پائے گا۔ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اس کا استحقاق ہوگا۔ شامل شے صحیح میں مضاف کیا تو مضاف کے ساتھ ہو جاتا ہے ہوگا۔ اور اگر کیل وغیرہ کی وجہ سے مبیع واپس کی گئی تو مشتری ثمن میں واپس کر دیا۔

قولہ وما حصل کل دین الخ ہر قسم کے دین کی تبدیل صحیح ہے۔ خواہ دین مذہب ہو یا سبب اختلاف کہ طلبہ قرض کی تبدیل صحیح نہیں۔ بس اگر مبیع ہو کہ جس سے قرض ہو یا ثمن قرض خواہ طرفین سے فی المجلس مطالبہ کر سکتا ہے۔ امام شافعی کے یہاں قرض کی طرح غیر قرض کی بھی تبدیل صحیح نہیں۔ جواب یہ ہے کہ جب صاحب دین کو معاف کر دیا جائے ہے تو اخیر مطالبہ اس طریق ادنیٰ جائز ہوگی۔ امام مالک کے یہاں مگر دیوں کی طرح قرض کی بھی تبدیل صحیح ہے۔ جملہ ہے کہ قرض بقاء کے اعتبار سے ادا ہوتا ہے۔ صحیح ہو جاتا ہے کہ لفظ ادا سے صحیح ہو جاتا ہے۔ اور جب ادا ہو گیا تو ختم ہو گیا۔ تو تبدیل لازم ہوگی۔ کیونکہ جو چیز ہو رہی ہو کر ہو جانے سے پہلے لے سکتا ہے۔ اور اس کے لئے قرض معاوضہ ہوتا ہے۔ صحیح ہے اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہے تبدیل صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم کی سے ہو اور یہ بالکل بریار ہے۔ مقتضی فساد ہے۔ واللہ اعلم ان الشفع صلی اللہ وسلم علیہ علی جزیرہ۔

لہ سید عزیز الرحمٰن

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

باب الربوا

باب سود کے بیان میں

وضو	فصل	حلال	مخصوص	نبی	فعرضة	مال	بعمال
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تشریح اللغات: قولہ باعد الیہ مراد کیا تجارت یا کسی اور صورت سے کہ دونوں میں سے کوئی ہوتی ہے مگر یہ تجارت میں زیادہ ہوتی ہے اور عام ہے۔ اور باعتبار ہونے کے وقطعاً حرام ہے اور اشیاء میں اصل حلت ہے جب اس کے مصنف نے مراد کو عدم فی اور ربو کو ثبوت پر دلیل قرار دیا ہے۔ باب الربوا: ربوا کی جمع ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات۔ قال رسول اللہ ﷺ: اجتنبوا السبع الموبقات وعد منہا الربوا۔ وقال تعالیٰ: فلکم رؤوس اموالکم۔ یہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکرہ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے اور اس سے کہ "سود کا گناہ ستر حرام کاموں کے گناہوں سے بڑھ کر ہے" اچھی طرح معلوم ہوتا ہے۔

تشریح: [illegible] لوگوں نے سود کو بیع سمجھ رکھا ہے کہ اس کا فرق لیتے ہیں اور بیع کہتے ہیں اور اس میں اس کی سختی مذمت ہے بلکہ اس کی تباہی کے باعث اور دنیا میں بھی کہ سود کی وجہ سے دنیا میں تجارت اور ترقی ختم کے خلق میں حسد ہوتا ہے۔ علامہ ابن القیم نے فوائد اور عبرتوں سے کہ حقیقت یہ ہے کہ سود خوری اور ثروت میں برکت ہوتی ہے تو معدوم اور ملک کو برباد کیا ہے۔ سود کی [illegible] پر جو تجارت ہوتی ہے [illegible] سب باطل ہوتی ہے [illegible] باقی رہا جائے کی سود ذرہ کم ہو [illegible] کہ ان اولوا معروف [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے [illegible] رکھنے کے [illegible] کے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] کی

معارف اسلامی ۔ ۔ ۔

دوسرے بالقدر معلوم تو کیل اور وزن سے مماثلت مساوی حاصل ہوتی ہے اور حنطہ کھجور سے مماثلت معنوی ہے اس لئے امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ قدر مساوی ہونے کی علت اطعام ہے جنس کے ساتھ کیل یا وزن کا ہونا ہے۔ تو امام صاحب کے نزدیک کیلوں میں اور ان چیزوں میں جو وزن اور پیمانہ سے فروخت نہیں ہوتیں مساوات معتبر ہے (قال احمد فی روایۃ)

قولہ فلو خالف الخ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ علت حرمت ربوا قدر و جنس ہے تو جہاں یہ دونوں چیزیں پائی جائیں وہاں ربوا ہوگا اور جہاں دونوں نہ ہوں وہاں ربوا نہیں ہوگا۔ پس ایک قفیز گیہوں کو ایک قفیز گیہوں کے عوض بلا برابری کرنا جائز ہوگا اور ربوا کی علت کے ساتھ کرنا گیہوں اور جو دونوں کیلی ہیں یہ صرف جنس پائی جاتی ہے جیسے مکان کو مکان کے عوض یا بڑی کپڑے کے بڑی کپڑے کے عوض فروخت کرنا کہ نقد ہو اور کپڑا غیر کیلی و غیر وزنی تو ان دونوں صورتوں میں کمی بیشی جائز ہوگی اور بدون ہاتھ فروخت کرنا حرام ہوگا۔ اور اگر دونوں نہ پائی جائیں تو دونوں صورتوں میں جائز ہوگا۔ سوال ابوداؤد کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمن عمرو بن عاص کو ایک لشکر دے کر ان کے عوض مدت کیلئے خریدنے کا حکم فرمایا۔ نیز سوطائر روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک اونٹ تین اونٹوں کے عوض میں ادھار فروخت کیا۔ معلوم ہوا کہ ادھار جنس سے ہونا کی حرمت ثابت نہیں ہوتی امام شافعی کی رائے بھی یہی ہے۔ جواب اصحاب سنن ترمذی و غیرہ نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حیوان کو حیوان کے عوض ادھار فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ علت حرمت ربوا ایک چیز یعنی ادھار جنس تحریم ہونا کی پوری علت ہے۔ رہی پہلی دو حدیثیں تو وہ دونوں منسوخ ہیں اور حدیث سمرہ بن جندب محکم ہے اور محکم کو منسوخ نہیں ہوتی ہے۔

قولہ وصح بیع المکیل الخ ان اشیاء کا شروع نے کئی قسم فرمایا ہے جیسے گیہوں جو کھجور تک اور غیر معیشہ کئی قسمیں ہیں گی۔ گو انکو ان نے ان میں کیل کو ذکر کر دیا اور ان اشیاء کو شامل نے روئی کے علاوہ جیسے سونا چاندی وغیرہ جو کیلی و موزونی ہیں گی تو جب ان اشیاء کو انہیں کی جنس کی عوض میں فروخت یا جائے تو مساوات ضروری ہوگی۔ کمی بیشی جائز ہوگی اور مساوات کا اظہار کیلی میں کیل کیساتھ ہوگا اور وزنی میں وزن کے ساتھ ہوگا۔ سوا اگر کسی نے گیہوں کو گیہوں کے عوض بدون کیل کے اندازہ سے مساوات کیساتھ فروخت کیا تو بیع جائز نہ ہوگی۔ کیونکہ گیہوں شرعاً کیل ہے کذا فی بدائع علی ھذا۔ لہ منیب غفر اللہ لہ

وَمَا يُبَاعُ فِي الزِّنْبِيلِ يُجْعَلُ مَبِيعًا لِلْاِشْتِبَاهِ وَخِيَافَةَ تَرَدِّيْهِ وَتَعَسُّرَ التَّعْيِيْنِ

اور ان چیزوں کی جو منسوب ہوں زنبیل کی طرف انکی جنس سے ہونا سرایۃ نہ کرنے کی بیشی کے ساتھ اور اس کا کہ کھجور ردی ہے اور متعسر ہے تعیین

لِأَنَّ التَّفَاضُلَ فِي غَيْرِ الصِّنْفِ وَصِحَّ بَيْعُ الْحَفْنَةِ بِالْحَفْنَتَيْنِ وَالْقَفِيْزِ بِالْقَفِيْزَيْنِ

نہ کرنا فاضل غیر صنف میں اور صحیح ہے فروخت ایک مٹھی غلہ کی دو مٹھی سے اور ایک جب کی دو جبوں سے اور ایک قفیز کی دو قفیزوں سے

وَالْجَوْزَةِ بِالْجَوْزَتَيْنِ وَالتَّمْرَةِ بِالتَّمْرَتَيْنِ وَالْفَلْسِ بِالْفَلْسَيْنِ بِالْفَلْسَيْنِ

اور ایک اخروٹ کی دو اخروٹ سے اور ایک کھجور کی دو کھجوروں سے اور ایک پیسہ کی دو پیسوں سے

احکام ربوا کی تفصیل

توضیح اللغات: جیہ مہ روی کذا فی القاموس۔ حفنۃ بھ ملء الکفین۔ جوزۃ بھ اخروٹ۔ فلس بھ پیسہ

تشریح الکلمات: قولہ وصح بیع الخ اصول ربوا میں حمد اور گھٹیا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ ایک دونوں برابر ہیں۔ پس جید کو ردی کے عوض بیشی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ بھی ربوا کی شروط میں مرقوم ہوچکی وہ مطلق ہے۔

قولہ وبعدم الطبخ ۔۔۔ یہ بھی اس وقت ہے جب گوشت کا سکھانا آگ کے بغیر ہو، اگر آگ پر سکھایا جائے تو ناجائز ہے، کذا فی الدر المختار۔

قولہ وصح بیع الخ ۔۔۔ یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسی طرح ایک بیع کی دو بیعوں کے ساتھ بیع جائز ہے کیونکہ یہ اشیاء میں داخل ہے جن میں قسط کی ادائیگی کی مدت مقرر کرنا درست ہوتا ہے، جو یہ ہے کہ مساوات کا اعتبار ہوتا ہے اور یہاں اعتبار نہیں ہوتا جس سے مساوات مطلوب ہو۔ اس لئے کہ ثمن میں جہالت مدت جہالت مالیت کے برابر نہیں ہوتی کیونکہ یہ کثیر تفاوت کی طرف لے جاتی ہے، بخلاف اس کے کہ مدت معدوم نظر انداز کر دی جائے، اس لئے کہ یہ کثیر تفاوت کی طرف نہیں لے جاتی، پس یہ جہالت مفضی بالنزاع نہیں ہوتی، صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے، امام مالک بھی اسی کے قائل ہیں، امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے، امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ درست نہیں کیونکہ ثمن کا اس طرح معلوم نہیں ہوتا جس طرح اس کی معرفت ہونے تک جو چیز دونوں میں اصلاح سے ثابت ہوتی ہے وہ صرف قدیم کی اصلاح سے کیسے حاصل ہو سکتی ہے، جبکہ کیف حلول میں شرط ہے اور ثمان میں تعیین نہیں ہوتی، پس یہ جہالت کیسے حاصل ہو سکتی ہے، ہم کہتے ہیں کہ ایک بار ثمن معین ہوں کہ بالاتفاق جائز ہے، حنفیہ فرماتے ہیں کہ متعاقدین کے حق میں حلول کی جہالت خود انہی کی اصلاح سے ثابت ہوئی ہے، تو جو چیز انہی کی اصلاح سے ثابت ہوئی ہو دونوں کی اصلاح سے زائل بھی ہو سکتی ہے اور جب جہالت زائل ہو گئی تو پھر تسلیم کرنے سے معین ہو جائیں گے، کیونکہ وہ قابل قبول عروض ہو گئے بخلاف اس صورت کے کہ جب دونوں ثمن معین ہوں کہ اس پر اتفاق ہو گیا ہو، جیسا کہ ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے، بخلاف اس صورت کے کہ ثمن میں سے ایک معین ہو۔ کما ذکرہ صدر الشہید۔ محمد عفی عنہ

وَتُطْعِمُ الْحَيَوَانَ وَالْكَرْمِيُّ بِالْقَطْنِ وَكَذَا بِالْعَزْلِ كَتَبَّنَ وَالْقَرْطَمِ بِالْقَرْطَمِ لَوْ سَمْسُمٌ مُقَابَلاً

اور گوشت کی جانور سے اور روئی کی روئی سے اسی طرح موت سے پہلے بھی ہو اور بیج خرما کی بیج خرما سے برابر اور انگوری تخم

وَالْعَسَبِ بِالْعَسَبِ وَبِالزَّيْتِ وَالْمُخْتَارُ الْمَنْعُ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ مُطْلَقاً وَلَبَنِ الْبَقَرِ بِلَبَنِ الْغَنَمِ

خشک سے اور تخم گوشتوں کی ایک دوسرے سے کی جنس کیساتھ اور کاسنی کے دودھ کی تخم کے دودھ سے۔

توضیح اللغۃ: "تطعم" گوشت کرنا، "حیوان" ہر وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہو، "کرمی" تخم، "عزل" روئی کا تخم، "تبن" بھوسہ، "قرطم" بیج خرما، "عسب" تخم، "زیت" تخم، "مختار" صحیح، "بعض" ایک دوسرے کی جنس، "لبن" دودھ۔

تشریح المتن: قولہ الطعم الخ ۔۔۔ اگر یہ گوشت جانور کی جنس سے ہو مثلاً گائے کا گوشت گائے کے عوض میں فروخت کیا جائے تو جائز ہے، امام محمد فرماتے ہیں کہ گوشت جانور کی جنس سے ہو تو گوشت کا قدر سے زائد ہونا ضروری ہے تاکہ گوشت گوشت کے مقابلہ میں ہو جائے اور زائد گوشت جانور کے مقرر کی دیگر اشیاء کے مقابلہ میں ہو جائے، اگر ایسا نہ ہو تو ربوا آ جائے گا۔ حنفیہ فرماتے ہیں کہ یہاں روئی چیز کم بیش ہونے کے ساتھ ہے، کیونکہ جانور وزنا نہیں تولا جاتا۔ روئی کی بیع غیر روئی کیساتھ ہو جائز ہے، برابر سرابر ہو یا کم بیش (بشرطیکہ نقد ہو) اسی طرح موت سے پہلے بھی جانور کی بیع

---

۱ کما فی الدر المختار وغیرہ من کتب الحنفیۃ۔ ۲ کما فی الشرح الکبیر وغیرہ من کتب الحنابلۃ۔ ۳ کما فی الدر المختار وغیرہ من کتب الحنفیۃ۔

روٹی کے عوض میں اور سوت کے عوض سوت بیچنا جائز ہے۔ برابر برابر ہونا کم و بیش کیونکہ یہ چیزیں جنس کے اعتبار سے مختلف ہیں، ہاں نقد ہونا کپڑا ادھار کے بدلے سوت اور روئی نہیں ہوتا۔

قولہ والرطب الخ پانچ کھجور کے عوض حتماً نہ رخصت کرنا بالاتفاق صحیح ہے لیکن امام صاحب کے نزدیک کھجور کو کھجور کے عوض کیل کے اعتبار سے برابر برابر فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ ان کے یہاں فی الحال مساوات کا ہونا کافی نہیں بلکہ باعتبار مآل کے بھی مساوات ضروری ہے۔ دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پختہ کھجور کی بیع کے متعلق سوال فرمایا تو آپ نے دریافت فرمایا کیا وہ خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ کم ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر جائز نہیں۔ امام صاحب کے یہاں حالت حقہ مساوات ہونی چاہیے۔ انجام کے لحاظ سے مساوات کا ہونا ان کے منافی نہیں۔ بشرطیکہ اس کا موجب امر شرعی ہو، امام صاحب فرماتے ہیں کہ طرفین کا دلیل سے خالی نہیں بلکہ وہ قابل ہے تو اگر ہے تو آثار حدیث "التمر بالتمر الا هاء" کی رو سے بیع جائز ہوئی اور اگر قابل نہیں ہے تو آثار حدیث "لا تباعوا التمر بالتمر الا كيلا بكيل" کی رو سے بیع صحیح ہوئی۔ یہ استدلال مذکور سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مفاد زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس میں جنس کے متحد ہونے کی حالت میں بیع کی طرفین صحیحہ سے منع کرنا مقصود ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سے اسی کے متعلق دریافت کیا گیا تھا چنانچہ صحیح ابی داؤد مستدرک حاکم اور طحاوی کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے "نعم" نہی رسول ﷺ عن بيع الرطب بالتمر نسيئة" سوال مذکور میں حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے پختہ کھجور کو خشک کھجور کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جناب والا شان کی یہ مضمون دوسری سے مروی ہے ایک میں لفظ بیع ہے اور ایک میں اسوی بن عبیدہ رہ بڑی اور یہ دونوں قول ابن جوزی سراج کی الحدیث سے اور بیع الخشف بالرطب يصح عندنا خلافا لمن تعلم وله مابيناه في الرطب والتمر من الحانين وقيل لايجوز اتفاقا۔

وعن الذلل بخلاف الجنب رشحم لحم بالالية لو باللحم والخبز بالخبز او الدبس متفاضلا

کھجور کے سرکے کی اگوری سرکے سے۔ اور پیٹ کی چربی کی تانت کی چربی یا گوشت سے اور روٹی کی جنس یا آٹے کی جنس کساتھ

لابأس البر بالدقيق او بالسويق والزيتون بالزيت والسمسم والشيرج

کہ گیہوں کی آٹے یا ستو کے ساتھ اور زیتون کی اس کے تیل سے اور تل کی روغن تل سے

حتى يكون الزيت والشيرج اكثر منه في الزيتون والسمسم ويستقرض الخبز وزنا لاعددا

یہاں تک کہ ہو روغن زیتون اور روغن تل زیادہ اس سے جو زیتون اور تل میں ہے اور قرض لی جائے روٹی وزن سے نہ کہ شمار سے

ولا ربوا بين المولى وعبده ولابين المسلم والحربي ثم

اور نہیں ہے سود آقا اور اس کے غلام کے درمیان اور نہ مسلمان اور حربی کے درمیان دارالحرب میں

توضیح اللغات: الذلل سرکہ جو کھجور سے۔ لحم چربی۔ الية چربی دنبہ کی۔ السويق ستو۔ الزيتون مشہور۔ الشيرج تیل۔ السمسم تل۔ الربوا سود۔

تشریح المسائل: قولہ لا بأس الخ امام صاحب کے نزدیک گیہوں کے آٹے یا ستو کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں بدلیل قدوری

۔ واللہ اعلم بالصواب [illegible]

یہ طریق خلاص۔ مقاصد ان سے جدا نہیں کردو اس میں اور مذہبوں کی کتابوں سے جزا بیں اور سزا دی ہیں ہے یہ جو کسی کہ دنیا کا معیار کل ہے اور مل سے تسویہ نہیں ہو سکتا کیونکہ نیکوں کے اعمال کی قلت کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ بلکہ ان کی نیکی اور بدیوں کے جوں اور جس کی بدی اس کی نیکی سے زیادہ ہو بلا توقف دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ جس کی نیکی اور بدی برابر ہو وہ اعراف میں رہے گا۔ جس کی نیکی بدی سے زیادہ ہو بلا توقف بہشت میں جائے گا۔ یہاں تک کہ دوزخیوں اور دوزخیوں کی اس روشن سے زیادہ ہو بلا توقف دوزخ میں ڈالا جائ

باب الحقوق

باب حقوق کے بیان میں

الحقوق جمع حق وهو لغة الثابت وشرعا ما يختص به مستحقه او يلزم غيره وهي لا تكون حقا لمالكها الا بشروط ثلاثة ان لا تكون مجردة عن الملك فلا تكون حقا لمالكها ان لا تكون تابعة لملك غيره فلا تكون حقا لمالكها ان لا تكون متعلقة بالعين فلا تكون حقا لمالكها وتدخل الطريق والمسيل والشرب الا ان يخالف العرف فيها

حقوق جمع ہے حق کی اور حق لغت میں ثابت کو کہتے ہیں اور شرع میں ہر وہ چیز جو اس کے مستحق کے ساتھ خاص ہو یا غیر پر لازم ہو حقوق کہلاتی ہے اور حقوق اپنے مالک کے لیے حق نہیں ہوتا مگر تین شرطوں کے ساتھ ایک یہ کہ حقوق ملک سے مجرد نہ ہوں پس کوئی حق حقوق کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا جو اپنے مالک کی ملک سے مجرد ہو دوسری شرط یہ کہ حقوق دوسرے کی ملک کے تابع نہ ہوں پس کوئی حق حقوق کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا جو دوسرے کی ملک کے تابع ہو تیسری شرط یہ کہ حقوق عین کے ساتھ متعلق نہ ہوں پس کوئی حق حقوق کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا جو عین کے ساتھ متعلق ہو داخل ہیں حقوق میں راستہ اور پانی پینے کی جگہ اور گھاٹ مگر جب کہ عرف کسی حق کو حقوق کہنے کے خلاف ہو تو وہ حق حقوق میں داخل نہ ہوگا جیسے راستہ اور پانی پینے کی جگہ اور گھاٹ کو حقوق کہنے کے خلاف عرف ہے

توضیح اللغۃ: علم بالحاء۔ مرافق ساتھ کے۔ کعب پاؤں۔ مصر ساباط مسیل پانی بہنے کی جگہ۔ شرب پانی پینے کی باری۔

تشریح الفاظ: قولہ باب الخ ترتیب کے لحاظ سے اس باب کا ذکر کتاب البیوع میں تمام معاملات سے پہلے آنا تھا۔ مگر یہ چونکہ مصنف جامع صغیر کی ترتیب کا احترام کیا ہے۔ اس لیے باب الحقوق کو مسائل بیوع کے متصل ابواب حقوق کی تابع بنا دیا۔ حقوق حق کی جمع بمعنی ثابت کو کہتے ہیں۔ لغوی حق الشیء ثبت۔ یعنی ثبت و مصاح، شرعی مستحق ہے کہ جس اس چیز کو جس کے ساتھ وہ خاص ہو یا غیر پر لازم ہو کہتے ہیں جس کے لیے کوئی ملک نہ ہو اصطلاحی تعریف میں اس کو کہتے ہیں جو حق تابع ہو دوسرے کے لیے ضروری ہو مگر مقصود بالذات نہ ہو۔

قولہ الحقوق الخ مسئلہ لکھنے سے پہلے بیت حقوق اور ملک کا فرق معلوم کر لینا چاہیے بیت ان کو کہتے ہیں جس میں رہنا اور سونا اور چھپنا اور شب باشی کے لئے ہو (محل کے لئے ایک اور شرط ہے) منزل اس کو کہتے ہیں جو بیت سے کچھ زیادہ ہو جس میں بیت کے علاوہ اور کوٹھریاں بالاخانہ، نیچی دالان یا صحن وغیرہ ہو مگر جس میں کوئی بیت مسقف اور اصطبل وغیرہ نہ ہو۔ مگر کو کہتے ہیں جس کے گرد دیوار ہو جس میں بیت اور کوٹھریاں بالاخانہ اصطبل اور چند ضروریات پر مشتمل ہو۔ جب یہ فرق تجھ میں آ گیا تو اب کوئی شخص نئے بیت (کمرا) یا نئی بیت کی تعمیر میں مشغول ہو تو اس کو چاہیے کہ بالکل حق هو له بالکل قلیل و کثیر کی کوشش نہ کرے کیونکہ یہ مسقف ہونے میں اور شب باشی کے لئے ہونے میں بیت کے مشابہ ہے اور شبہ سے احتراز کی تاکید ہوتی ہے۔ لہذا کسی منزل کی تعمیر میں کبھی داخل نہ ہوگا۔ تاکہ جمیع حقوق هو له بالکل قلیل و کثیر پائے کر مرافق اور حقوق میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ ممکن ہے بانی کا ارادہ بیت بنانے کا ہو اور بیت دونوں کے ساتھ مشابہت ہے تو اگر بیت کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے نہ کرے تو مرافق میں داخل ہوگا اور بیت کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مرافق کی صورت میں داخل ہوگا۔ اور خریدار کو بالخاصہ بالاخانہ کنواں نہ ملے گا۔ بلکہ بیع کے ساتھ سب داخل ہو جائیں گے۔ حقوق جو مرافق مذکور ہوئی بیان ہوئے ساباں داخل نہ ہوگا۔ جب تک کہ کل حقوق کے ساتھ خریدا جائے۔ لفظ ہو یہ ہے کہ یہ کل تفصیل روانہ دینے کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ عرف میں مذکور ہونا تمام صورتوں میں داخل ہونا ضروری نہیں ہوتا ہے۔

قولہ ولا یدخل مع ہاتھ میں مثل ہوگا جس پر دروازہ اور پانی پینے کا پانی ہوگا۔ اس کی حقوق کہ کے طریق میں ہوتی کیونکہ وہ چیزیں حدود میں حقوق ہیں مگر چونکہ حقوق تابع ہیں اس لئے بیع میں داخل نہ ہوں گے۔ بخلاف بالاخانہ کے کہ وہ بھی حقوق ہیں مگر داخل ہوں گے۔ کیونکہ عقد ایجاد استحقاق کے لئے ہوتا ہے۔ ہمارا مطلب جس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

ع قولہ الحقوق جمع حق لغۃ الثابت وشرعا ما يختص به مستحقه او يلزم غيره وهي لا تكون حقا لمالكها الا بشروط ثلاثة

باب الاستحقاق

باب: استحقاق کے بیان میں

الْبَيِّنَةُ حُجَّةٌ مُتَعَدِّيَةٌ وَالْإِقْرَارُ وَالنَّاكِلُ يَقْطَعُ دَعْوَى الْمِلْكِ لَا الْحُرِّيَّةَ وَالطَّلَاقَ وَالنَّسَبَ مِيرَاثٌ وَقَبْضُ

پیش بینہ حجت متعدیہ ہے کہ اقرار اور نکول مدعا علیہ سے دعوی ملک کو قطع کر دیتا ہے دعوی حریت، دعوی طلاق اور دعوی نسب سے کی ہوئی باندی سے پیدا ہوا

الْمُسْتَحَقِّ بِمَنْزِلَةِ بَيِّنَةِ بَيْنَهُمَا وَلَوْ بَاعَ بِهَا الْمُوَكِّلُ لَا وَإِنْ قَالَ عَبْدٌ لِلْمُشْتَرِي

بچہ دونوں سے ملتی پیش ہے اگر اس کا بچہ اس کا تابع ہوگا اور اگر وکیل مشتری نے باندی کا نسب ثابت کر دیا تو بچہ ہوگا کر کہ غلام ہے خریدار سے

الْغَرِيمِ فَأَنَا عَبْدُ الْمُشْتَرِي فَإِنَّمَا هُوَ حُرٌّ إِنْ كَانَ الْبَائِعُ حَاضِرًا أَوْ غَائِبًا غَيْبَةً مُنْقَطِعَةً فَلَا شَيْءَ عَلَى الْعَبْدِ

کہ مجھے قرض خواہ نے میں غلام ہوں اس نے خریدا اور وہ آزاد ہوگا اگر بائع حاضر ہو یا غائب ہو لیکن اس کا پتہ معلوم ہو تو مشتری کے لئے کچھ نہیں

وَالْأَرْجِعُ الْمُشْتَرِي عَلَى الْعَبْدِ وَالْعَبْدُ عَلَى الْبَائِعِ بِخِلَافِ الْمَوْهُوبِ وَمَنِ ادَّعَى خُفًّا فِي ذِرَاعِ فَصَوَّبَ عَلَى جَانِبِهِ

غلام پر نہ رجوع کرے مشتری غلام پر اور غلام بائع پر بخلاف رہن کے جس سے دعوی کیا کچھ حق نہ تھی اس میں اور صحیح کر دی جگہ پر

فَاسْتَحَقَّ بَعْضَهُ لَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ وَلَوْ ادَّعَى كُلَّهَا رَجَعَ بِقِسْطِهِ

پھر کچھ مکان دوسرے کا نکلا تو مدعی کچھ نہیں لے سکتا اور اگر دعوی کل کا ہو تو اس کے حصہ کے مطابق لے سکتا ہے۔

تشریح الفقہ: قولہ باب الخ متقدمین نے قیاس پیش کیا کہ یہ باب تمام ابواب بیوع کے بعد ہونا چاہئے تھا اس کو تقدیم کی کیا وجہ ہے اس کا جواب ہے کہ یہ باب بیوع کے متعلق ہے اس لئے اس کو تقدیم کے بعد ذکر کرنا مناسب ہے۔ استحقاق کہتے ہیں کسی کے حق کو ثابت کر دینا۔ اس کو استحقاق بمعنی طلب حق بھی کہتے ہیں اصطلاح میں استحقاق اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی شی کا مستحق ہو جائے اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ شیء جو ملک ہے جیسے مبیع حق حریت تدبیر کتابت یہ قسم بالاتفاق موجب فسخ عقد ہوتی ہے۔ جس میں قبضہ ہو کسی کی بھی ضرورت نہیں ہوتی اگر کسی نے کوئی غلام خرید کر آزاد کر دیا یا مدبر بنا دیا تو ظاہر ہوا کہ بائع اور مشتری دونوں ہی ملک باطل ہوگی۔ دوسرا استحقاق بمعنی ملک جیسے خرید نے کر بیچنا کیا کہ جو غلام اس کے قبضہ میں ہے وہ میرا ہے اس سے اور اس پر گواہ قائم کر دیئے یہ قسم ظاہر الروایہ کے اعتبار سے موجب فسخ نہیں بلکہ عقد برابل مستحق کی اجازت پر موقوف رہے گا اور عدم رجوع مشتری عقد فسخ ہوگا۔

قولہ البینۃ الخ مسائل بیان کرنے سے پہلے بینہ کا اصول ذکر کر رہا ہے جو مسائل کے لئے مبرہن ہیں پہلا اصول یہ ہے کہ بینہ حجت متعدیہ ہے جس کا ظہور مقصد کے قاصی حق۔ کثرت تدبیر آنسیں، ذلال حسب اور واد، قرنی، طیر، ماسور میں ہر شخص کے حق میں ہوتا ہے کیونکہ بینہ کا حجت ہونا قضائے قاضی کے رد پر ہوتا ہے۔ اور قاضی کو ولایت عامہ حاصل ہے جس کا حکم تمام کے حق میں نافذ ہوگا لہٰذا بینہ بھی ہر قرار حجت مطلقہ ہیں بلکہ حجت قاصرہ ہے کیونکہ اس کا حجت ہونا مقر کے اقرار کے رد پر ہوتا ہے اور مقر کو صرف اپنی ذات پر ولایت حاصل ہے نہ کہ غیر پر لہٰذا جس کا اقرار ہوگا اسی پر حجت ہوگا نہ غیر پر۔ دوسرا یہ کہ نکاس یعنی خاموشی کا ظاہر کلامی ہونا جیسے کسی سے دین کا مطالبہ کیا جس کا ظاہر یہ ہے کہ دعوی ملک اور دعوی منفعت مثلاً باندی کے مستحق دعوی سنے کے بعد اس کے نتاج کی درخواست کرنا یا کسی عورت پر دعوی نکاح کے بعد اس کے ذاتی کلمہ پر جانے کی درخواست کرنا یہ سب امور ظاہر ہیں کہ ان کا مدعی ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ تی

قولہ جعلہ البائع یہ مسئلہ پہلے گذر چکا ہے کہ بیع کی تین قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ ایک شخص نے بائع سے کہا کہ ہندی فروخت کی مشتری کے بیہاں ہوا استیلاء یا تبدیل کے بغیر پیدا ہوا اور پھر ہندی بیچنے کے بعد کیل کی مستحق ترازو پائی تو صحیح ہے ہندی بائع کو صحیح اس کے بچے کے لے لیگا اور اگر مشتری نے کسی شخص کیلئے ہندی کا وکیل قرار کر لیا تو مقررہ صرف ہندی کے لئے بعد تحقق وعی قائم رہے ہے اور پر وکیل ہوا کہ بیع صحیح مطلقہ ہوئے لہٰذا صاحب جعلہ حاصل بیع ہندی کا مالک ہوگا اور پیاس کا تابع ہوگا۔ بخلاف اقرار کے کہ وہ بیع فاسد ہے بعد اقرار بیچنے کا مالک نہ ہوگا۔

قولہ و من قال البائع یہ مسئلہ دوسرے قاعدہ پر متفرع ہے کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ ایک شخص غلام بائع سے کہا کہ تو مجھے فروخت کر دے میں غلام ہوں اس نے اس کو خرید لیا اور وہ آزاد نکلا تو اس پر کچھ لازم نہیں کیونکہ یہاں مشتری کو دھوکا ہوا ہے اسی مقدمہ نہیں ہے اگر وہ غلام نہیں تھا بلکہ آزاد تھا تو مشتری اس پر رجوع نہیں کر سکتا

ومن باع ملك غيره فلمالك ان يفسخه او يجيزه ان بقي المعقودان والمفقود عليه وله ربه
خرید و فروخت کرے دوسرے کی ملک تو مالک کو اختیار ہے بیع کے رد کرنے کا یا جائز رکھنے کا اگر باقی ہوں معاقدین اور معقود علیہ یعنی مبیع و
لو عرف وصح بخلاف مشتر من غاصب باخذه منه لانه نفذ عليه ولو قطعت يده عندالمشتري
اگر مشتری سامان ہو بیع سے پہلے اور مشتری کا ہو رہے غاصب سے تو نہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے بیع کو نہیں مانا اور اگر غاصب نے اس کا ہاتھ مشتری کے یہاں
فالاصح يرجع الاجنبي لانه تعذر عليه تسليمه وتصدق ان رد على بصنف الشهر ولو باع عبده
تو اس سے لے لیا پھر بیع جائز رکھی گئی تو بیت مشتری کو ہوگی اب وہ صدقہ کرے یا کچھ اور کرے اور اگر بیچا غلام غصب کا اور دوسرے نے غلام
بغير اذنه فاعتقه المشتري على ظن انه ملكه او وت النفذ لانه لم يملكه والولاء وذ البيع
اس کی اجازت کے بغیر اور مشتری نے آزاد کر دیا غلام کو اس کے گمان پر کہ وہ اسی کا ہے تو آزاد کرنا مشتری کا نافذ ہوگا اور اس سے بیع کو رد کر
لم نفذ وان اقر البائع بملك غلامه للقاضي بقطر بيع ان طلب المشتري ذلك
دیا تو کچھ اختیار نہ ہوگا اور اگر اقرار کیا بائع نے اس کا قاضی کے پاس تو باطل ہو جائے گی بیع اگر طلب کرے مشتری یہ
ومن باع دار غيره فاتخذها المشتري في بنائه لم يخصم البائع
جس نے بیچا دوسرے کا گھر اور بنا لی مشتری نے اس کو عمارت میں تو خصومت نہ ہوگا بائع۔

بیع فضولی کے احکام

تشریح: قولہ ومن باع الخ جس نے دوسرے کی مملوکہ شئی فروخت کر دی تو اس کی بیع منعقد تو ہو گئی۔ لیکن مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی۔ مالک کو بیع کے رد کرنے کا اختیار رہے گا۔ بشرطیکہ متعاقدین (یعنی فضولی اور مشتری) اور معقود علیہ (یعنی مبیع) اور معقود بہ (یعنی ثمن) باقی ہوں۔ اس واسطے کہ بیع کو جائز رکھنا معاملہ میں تصرف کرنا ہے جو اسی وقت ہو سکتا ہے جب عاقد باقی ہوں اور جو معاقدان چیز ہوں اس کی بقا پر موقوف ہے۔ امام شافعی کے یہاں فضولی کی بیع منعقد ہی نہیں ہوتی کیونکہ بیع کا انعقاد بہ شرعیہ سے ہوتا ہے اور ولایت شرعیہ مالک کے بیٹے یا مالک کی اجازت سے ہے اور یہاں دونوں منتفی ہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے حضرت عروہ بارقی کو ایک دینار عطا فرمایا تاکہ ایک بکری خرید لائیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا" بارک الله لك في صفقتك "(۱) یہ حدیث بیع فضولی کے جواز پر دلیل ہے۔ اس لئے احناف کا قول کرنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ اس میں مالک کا کوئی نقصان نہیں جب کہ اس کو اختیار رہے گا بیع رد کرنے کا اختیار رہا ہے۔

قولہ وصح عتق مشتر الخ ایک شخص نے کسی کا غلام غصب کر کے فروخت کر دیا اور مشتری نے خرید کر اس کو آزاد کر دیا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اس کے بعد مالک نے غاصب کی بیع کو جو سرے سے تو حق نافذ ہو جائے گا۔ لیکن اگر مشتری نے غلام پھر غاصب کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اس کی بیع نافذ نہ ہوگی اس واسطے کہ انتقال میں جو ملک کی اضافت ہوتی ہے وہ اس کے نافذ ہونے کے وقت ہوتی ہے نہ کہ ثابت ہونے کے وقت بخلاف بیع کے کہ اس میں ملک کی اضافت ثابت ہوتی ہے۔ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک عتق بھی

(۱) نصب الرایہ لتخریج احادیث الہدایہ ج ۴ ص ۳

... امام ابو یوسف ... منقطع قرار دی ہے۔ ... حضرت ... کا ارشاد ہے لا یحل ... وقد قبضه (یعنی ...) واسے ... ہے ...

قولہ وہو قطف الخ یہ ایک عنقود ... کوئی ... اور عشری کے بیان ... کہ بظاہر ... تھا کیونکہ عشری نے اس کی ... سے ... بعد ... کے ... لیا ... ہوئی ... ہے ... مالک کی اجازت ... سے ... عشری ... ہوئی ... ہے ... ہوئی ... ہے ... ہے ... ہے

تشریح اللغۃ قولہ باب الخ حنفیہ کے ہاں سلم میں تعیین راس المال کے بعد ایک مجلس میں قبضہ ضروری ہے اور مجلس کے بعد قبضہ کرنے سے سلم فاسد ہو جاتی ہے۔ اور ائمہ ثلاثہ کے ہاں سلم میں تعیین راس المال کے بعد قبضہ ضروری نہیں ہے۔ اور سلم فاسد نہیں ہوتی۔ جب تک پیسے دو بیع تک ہیں سلف ہی کہتے ہیں اور سلف (مطلب) اصطلاح شرع میں سلم بیع الاجل والعاجل کو کہتے ہیں۔ اجل سے مراد سلم ہے اور عاجل سے راس المال مراد ہے۔ اور اسی کو السلم اسم بمعنی آخر وسلم بایہ ضرب اور فتح کے ساتھ بھی راس المال کہتے ہیں۔

فائدہ اس روایت سے قیاس سلم جائز نہیں کیونکہ بیعت معدوم اور مبیع موجود نہیں ہوتی اور یہ کتاب وسنت اور اجماع سب سے ثابت ہے اس لئے قیاس کو ترک کرنا پڑے گا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں "اشہد ان اللہ تعالیٰ نے سلف یعنی سلم کو حلال فرمایا ہے۔ اور اس کے بارے میں اطول آیت یعنی "یایھا الذین امنوا اذا تداینتم الخ نازل فرمائی ہے۔ نیز یہ حدیث گذشتہ سے بھی رخصت سلم ثابت ہے۔

قولہ ما یکال الخ جس چیز کی مقدار ناپ کر معلوم ہوتی ہو جیسے گیہوں وغیرہ اور جس چیز کی مقدار وزن سے معلوم ہوتی ہو جیسے کپڑا وغیرہ اور جس چیز کی مقدار عدد سے معلوم ہوتی ہو جیسے انڈے وغیرہ ان تینوں چیزوں میں سلم جائز ہے۔ بشرطیکہ ان کی مقدار معلوم ہو۔ اور جس چیز میں تفاوت فاحش ہو جیسے جانور وغیرہ ان میں سلم صحیح نہیں ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰ کا مذہب ہے کہ ہر چیز میں سلم صحیح ہے۔ اور یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ اور ارشاد ہے کہ جو شخص کسی چیز میں سلم کرنا چاہے تو کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلومہ تک سلم کرے۔

قولہ النھی الخ اس قید سے وہ روایت نکل گئی کہ یہ گوشت میں سلم کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن مشکل نہیں بلکہ خود ان ہی سے سلم ثابت ہے ممکن ہے کہ اس سے

لا فی الحیوان و ظرائف والجلود عدد والخطب شرطا والرطبة جزرا

سلم صحیح نہیں ہے جانوروں کے اور ہانڈی وغیرہ میں اور کھالوں میں عدد کے ساتھ اور لکڑی میں کٹنے کے اعتبار سے اور ترکاریوں میں گڈیوں سے

والجوھر والفواکہ والمطابخ والمسک بصبر رضح وزنا ومذاعا واللحم

اور جواہر اور پھلوں میں اور مصالحہ والی چیز میں اور مشک میں اور سیر ہے تول کر اور گز سے ناپ کر اور ہو اور گوشت میں

وبمکیال لا بزراع فی بقر ندوة ورقرقیة لا بعین بخلیة نعنیة

اور ایسے پیمانہ سے کہ جس کی مقدار معلوم نہ ہو اور خاص بستی کے گیہوں میں اور معین درخت کی کھجوروں میں

وہ چیزیں جن میں سلم جائز نہیں

توضیح اللغۃ الظرائف جمع ظرف ہر وہ چیز جو ہاتھ یا دانت وغیرہ سے بنائی جائے۔ الخطب جمع خطبۃ لکڑی۔ الرطبۃ جمع رطبۃ ترکاری۔ الجزر جمع جزرۃ گاجر۔ الصبر جمع صبرۃ گڈی۔ الرضح کھجور کی تازہ شاخ۔ الرقرقیۃ بستی کا نام۔ النعنیۃ کھجور کا درخت۔

تشریح اللغۃ۔ قولہ لا فی الحیوان الخ جن چیزوں کے افراد اور ان کی مالیت میں تفاوت ہو اور ضبط ممکن نہ ہو ان میں سلم صحیح نہیں ہے۔ ہاں جانوروں میں سلم صحیح نہیں خواہ کوئی جانور ہو شمائل کے باب صحیح ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو ایک لشکر روانہ کرنے کا حکم دیا۔ سواریاں ختم ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ کی اونٹنیوں سے لے لو۔ فکان یاخذ البعیر بالبعیرین الی ابل الصدقۃ اور دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جانور میں سلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ وہی حدیث مذکور ہوا ولی تو وہ ضعیف مضطرب الاسناد ہے دوسرے یہ کہ مسلم بن خیثم اور مجزر بن زیاد حرملی ہیں جو مجہول الحال ہیں اور حسین کے متعلق بھی کلام ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے

[illegible] ہے کہ جو سوائی نیچ میوان کے خواص میں علاوہ سید جائز ہے۔ لانکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سے سن کر لیا تھا۔

قولہ و خولفہ الخ طرف حیوان (مرکی نکلی وغیرہ) اور اس کی کھال میں بھی سلم جائز نہیں کیونکہ یہ سب عددی اشیاء ہیں جن میں تفاوت ہوتا ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہ سب سرکی اور کھال میں عدد کے ساتھ سلم جائز ہے۔

قولہ والمطبوخ الخ جو چیز عقد سلم کے وقت سے استحقاق کے وقت تک بارہا دن میں متغیب ہوتی ہو اس میں بھی سلم جائز نہیں۔ ام ولی اور ام احمد فرماتے ہیں کہ اگر وہ چیز بوقت عقد موجود ہو اور اصول مدت کے وقت موجود ہو تو سلم جائز ہے ہماری دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "کھجوروں میں سلم کرو یہاں تک کہ کھانا قابل انتفاع ہو جائے"۔

قولہ والسمک الخ تازہ مچھلی میں سلم جائز نہیں۔ کیونکہ تازہ مچھلی ہر موسم میں دستیاب نہیں ہوتی۔ سردی کے موسم میں پانی جم جانے کی وجہ سے اس کا ملنا متعذر ہوتا ہے۔ شرعاً مچھلی کی چند صورتیں ہیں۔ مچھلی تازہ ہو یا نمک لگا کر خشک کی ہوئی ہو یا نمک لگا کر آفتاب میں خشک کی ہوئی ہو۔ پہلی صورت میں سلم متفقہ جائز ہے۔ دوسری صورت میں سلم متفقہ جائز نہیں۔ کیونکہ اس کے آغاز و انجام میں مخالفت ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اور مچھلی (غیر مچھلی) ہو تو سلم جائز ہے اور اگر مچھلی تازہ ہو اور عقد سلم سے ملنے مدت تک دستیاب ہو سکتی ہو تو سلم صحیح ہے۔ (درمختار)

قولہ واللحم الخ صاحب کے نزدیک گوشت میں سلم جائز نہیں اگرچہ بے ہڈی کا گوشت ہو صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے۔ جبکہ اس کی جنس نوع صفت وضع اور مقدار بیان کر دی جائے کہ گوشت بکری کا ہوگا یا گائے کا۔ جانور کا سال یا دو سال کا ہوگا یا کم و بیش کا ہوگا یا دبلا ہوگا یا موٹا (کذا بالہدایہ) پہلو یا ہوگا یا ران کا۔ (بحر) اگر مشروح ہو گیا ہو تو بھی صاحبین کے قول پر ہے۔

قولہ سمکیال الخ جس پیمانہ پر یہ اور تولہ کی مقدار معلوم ہو اس سے بھی بیع سلم درست نہیں کیونکہ اس کو کاٹ دینے سے ممکن ہے وہ ضائع ہو جائے اور بعد میں نزاع واقع ہو۔ ٹوکرے میں گاؤں کے پیمانہ وغیرہ میں حاصل درست کے ہونے میں بھی بیع سلم درست نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کوئی آفت آ جائے۔ اور اس پیمانوں میں کچھ پیدا ہو۔ اور اس کو کاٹ دینے والے الفاظ علیہ السلام بقولہ "الا صبع الله الثمرة فبم يستحل احدكم مال اخيه" میں اگر اس کی طرف صنعت بھائے بیان نوع ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

وشرطه بيان الجنس والنوع والصفة والقدر والاجل وكفاية شهر وقدر راس المكيل بالكيل والموزون
اور شرط سلم کی یہ ہے جس نوع صفت مقدار اور مدت کا اور کفایت ایک ماہ کے بیان کا اور راس مال کا کیل اور وزن
بالوزن والمعدود بالعدد لا بقيد لم يفد له حمل
سے اور عددی چیزوں میں اور ذراع کی قید کا بیان ہونا ایسی چیزوں میں جن میں باہمی کی ضرورت ہو
ولا حمل له يوجد حينئذ وقبض راس المال قبل الافتراق
اور جن میں باہمی کی ضرورت نہ ہو لانا کرے جہاں پایا جائے اور قبضہ کرنا راس المال پر جدائی سے پہلے
لان الدين بالدين فيهم في نكرة مثله دين عليه وماله فالمسلم في الثمن باطل

ہے اور عقد سلم کرنا ہے اس کے جس ایک کو پیسے ہیں اور اجل ہے سواس (اجل) سے ایک مہینہ کم نہ ہو اور ایک سو ظرف یا ایک سو ظرف میں قرض میں بیان ہے۔

[illegible] عالم اور افضل ہیں ابن عباس [illegible] ابن عباس عبد اللہ بن [illegible] ابن عباس [illegible] ابن عباس [illegible] ابن عباس

شروط بیع سلم کا بیان

توضیح الفاظ اجل: مدت معلوم پر کسی امر واجبی کو مسلم لہ کے سپرد کرنا۔ کیل: ناپ تول کے ساتھ مقدار کا معلوم ہونا۔ وزن: تولنے کے ساتھ مقدار کا معلوم ہونا۔ عدد: گنتی کے ساتھ مقدار کا معلوم ہونا۔ ذراع: گز کے ساتھ مقدار کا معلوم ہونا۔

تشریح الفاظ قولہ وشروط الخ: یہاں سے بیع سلم کی شرطوں کا بیان ہے مصنف نے بیع سلم کی آٹھ شرطیں ذکر کی ہیں۔ (۱) مسلم فیہ کی جنس بیان کرنا۔ جیسے گیہوں ہے یا جَو ہے (۲) نوع بیان ہو کہ گیہوں کے کتنے درجے ہوتے ہیں گے وہ بیان کرے گا۔ (۳) صفت بیان ہو کہ جو کس قسم کے ہوں گے۔ (عنبانی ۳) مقدار بیان ہو کہ وزن کتنا ہوں گے یا کیل کتنا۔ کیونکہ ان چیزوں کے اختلاف سے قیمت مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے یہاں کو بیان کرنا ضروری ہے تاکہ جھگڑا نہ ہو۔ (۵) مدت بیان ہو کہ پندرہ دن بعد دے گا یا بیس دن بعد۔ امام شافعی کے یہاں یہ مدت کسی نہ کسی اجل معین پر سلم ہوتی ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ "فی کیل معلوم" "وزن معلوم" "الی اجل معلوم" کی تصریح اور ضرورت یہی بتلا رہی ہے۔ ہمارے یہاں اجل مدت سلم میں مختلف قول ہیں۔ ایک قول ابوبکر رازی کا ہے کہ نصف یوم سے کم اجل مدت نہ ہو۔ اس لیے کہ اس سے کم میں تسلیم کی تحصیل ممکن ہے۔ دوسرا قول امام کرخی نے روایت کیا ہے کہ اجل مدت تین دن ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اجل مدت دس دن ہیں۔ چوتھا قول امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ اجل مدت ایک ماہ ہے جس کی تائید ابن سماعہ نے کی ہے اور یہی قول اصح ہے۔ (۶) رأس المال کی مقدار بیان ہو۔ کہ مقدار رأس المال کی متعلق ہو جیسے کیلی، وزنی، عددی یا ذرعی چیزوں میں صاحبین فرماتے ہیں کہ رأس المال کی طرف اشارہ ہو جائے تو مقدار بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ جواب یہ ہے کہ کبھی یہ ہوتا ہے کہ مسلم الیہ مسلم فیہ کی قسم پر قادر نہیں ہوتا تو رأس المال واپس کرنے کی احتیاج ہوگی۔ اور رأس المال تبدیل ہونے کی صورت میں واپسی مقدر ہے۔ (۷) جس مکان میں ناپ یا تول کی جائے وہ مکان بیان ہو صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جہاں عقد ہوا ہے وہاں کے لئے وہ جگہ متعین ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ تسلیم مسلم فیہ کی اجل واجب نہیں۔ بلکہ تسلیم کے لئے مکان متعین ہوا۔ (۸) مسلم فیہ عام طور پر اس اشیاء میں سے نہ ہو جن میں سلم جائز نہیں ہے جیسے سونا چاندی وغیرہ۔ لان السلم یبنی علی الحاجۃ وذلک بالتعیین فیما لا یتعین لیکون حکمہ علی وفق مقتضاہ اھ کذا فی الجوھرۃ والکفایۃ والنصر ف۔

قولہ فان اسلم الخ: مصنف شروط سلم بیان کرنے کے بعد اس پر تفریع ہے۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کے ایک سو درہم دوسرے پر قرض تھے اس نے مقروض کو ایک سو درہم اس شرط پر دیئے کہ گیہوں میں سے سو درہم کے عوض ایک کر گیہوں میں عقد سلم کیا پس اس رأس المال ایک سو درہم نقد پر جو ایک سو درہم دین تھا رأس المال کا جو حصہ دین سے اس میں سلم الیہ کے ذمہ تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اور باقی ساقط نہیں ہوا۔

ترجمہ: ختم شد

ف: یہاں تک علم کی شرط کا بیان ہوا۔ اب اگلی شرط کا بیان ہے۔ تحریر۔
ف: یہاں تک شرائط سلم فی المکیل کا بیان ہوا۔ اب اگلی شرط کا بیان ہے۔

ولا يصح التصرف في رأس المال والمسلم فيه قبل القبض بمرابحة او تولية او اشراك او صلح لان هذه التصرفات لا تصح الا في شيء مضمون بالعقد وهو الثمن في المرابحة ونحوها والمسلم فيه قبل القبض ليس بمضمون بالعقد لانه هلاك قبل القبض لان رأس المال سقط بالاقالة ولو بقي المسلم فيه على ملك المسلم اليه لانه لو هلك هلك على ملك المسلم اليه فلم يصح تصرفه فيه لانه تصرف في غير مضمون بالعقد ولو تصرف المسلم اليه في رأس المال بالاقالة بعد ما تصرف المسلم في المسلم فيه بالمرابحة ونحوها لم يصح تصرفه لانه تصرف في غير مضمون بالعقد لان رأس المال سقط بالاقالة ولو بقي على ملك المسلم لهلك على ملك المسلم اليه فلم يصح تصرفه لانه تصرف في غير مضمون بالعقد ولو تصرف المسلم اليه في رأس المال بالاقالة بعد ما تصرف المسلم في المسلم فيه بالمرابحة ونحوها لم يصح تصرفه لانه تصرف في غير مضمون بالعقد لان رأس المال سقط بالاقالة ولو بقي على ملك المسلم لهلك على ملك المسلم اليه فلم يصح تصرفه في

قولہ ولو قال طلاق الخ اگر بعد سلام اور سلام کے بعد کلام کرنا قاطع نہ ہوتا تو بعد سلام کے لئے سلام کرنے سے بھی رات اشتمال ہونی چاہئے تھی جب تک کہ وہ رات اشتمال پر قسم نہ کرلے۔ ہندی مصنف کہتا ہے کہ "لے تو کر" سے (یعنی مسلم فی صورت قیام مرتکب علم کیا ہوا اس اشتمال (بصورت الاستمرار مقید)۔

قولہ ولو اقتصر الخ ایک شخص نے کہیں سے ایک کپڑا لیا اور اس کی مدت آٹھ تو سلم الیہ دوسرے شخص سے ایک کپڑا بعد سلام کے یہ کہہ کر کہ میں نے تجھ سے آٹھ تک لیا ہے دوسرا کپڑا لیا اور اس سے سوال کرنے لگا اس کا سوال کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ دونوں واقعہ جمع ہوگئے ایک مسلم الیہ دوسرے سے واقع کے درمیان اور ایک مسلم الیہ کے درمیان حضور کریم علیہ السلام کی نیابت میں ہو یہ جب تک کہ کہا ہے ہیں اصلاح ہوسکتی ہے یہ مصلح ہے اور مصلح کے درمیان اس حدیث کا محمل وہی ہے جس میں مختصر ہوں بلفظ یہاں تک کہ ہوجائے اور جہاں کہیں ہو جائے اور جہاں کہیں ہو گا وہ ایک ہر قرئن ہوں اور وہ مقدر ہوں کو قید کرنے کا حکم کرے یا حکم کرے سب مسلم کا حکم کرے۔ یہ بیہ ہے لئے تجھ کر لیجائے لئے اور وہی ہی کرے تو صحیح ہے لیونکہ اس صورت میں وہ بیع ہی ہوگی کہ مسلم الیہ کی ہوگی۔

قولہ ولو اصرفہ الخ سلم الیہ نے کہا کہ تو مسلم الیہ کو اپنے ہاں رہنے دے تاکہ میں اس سے کھجور لے لوں عدم ضرورت کی بنا پر کہ وہ قبض میں رکھنا چاہتا ہے سلم الیہ کا حق ساقط ہوجائے گا اور اگر مسلم الیہ کی ضرورت ہو مثلاً وہ اس کے لئے کرایہ پر مکان لیتا ہے تو اس کا حق ساقط نہیں ہوگا اور یہی حکم ہے اگر مسلم الیہ نے کہا کہ تو میرے برتن میں رکھدے اور وہ نہ چاہتا ہو تو اس کی ضرورت کی بنا پر اس کے برتن میں رکھنا اس کا حق ساقط ہوجائے گا۔ ہاں اگر یہ ہے کہ مشتری کا مال بھی ہو تو اس صورت میں بنا ہے تو نہیں مقدم ہے اس کا حق ساقط نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں سلم الیہ کا حق ثابت فی الذمہ ہوتا ہے تو وہ قبضہ کے بغیر مالک نہیں ہوسکتا۔

قولہ ولو سلم الخ ایک شخص نے ماوزن کھجوروں کے ایک کر میں عقد سلم کیا اور مسلم الیہ نے ماوزن پر قبضہ کرلیا اس کے بعد رب السلم اور مسلم الیہ نے کہا کہ کر یہ تیرا ہی ماوزن کھجور ہے اور ہمارا ہی رب السلم کا قبضہ نہیں ہوا تھا کہ وہ ضائع ہوگئی تو وہ ضائع ہوگی رب السلم کی ہوگی اور اقالہ سے پہلے ہی مر جائے اس کے بعد کی ہوگی۔ اقالہ صحیح ہوگا اور اس صورت میں کہ ہر ایک کھجور کی قیمت اتنی ہو جتنی کہ اقالہ کے وقت ہے اور اگر اقالہ کے وقت کھجور کی قیمت زیادہ ہو تو اقالہ صحیح نہیں ہوگا۔ اور جب اقالہ صحیح ہوا تو بقاء بعد قبض صحیح ہوگا۔ لان الاقالہ فسخ فی حق المتعاقدین۔ پس عقد کی طرح ہے ماوزن کھجوروں میں اور مکیل ماوزن میں نہیں ہوتا کیونکہ کھجور کا مکیل مر جانا اس کے رب کی ضمان کے لئے کا

قولہ وعکسہ الخ مسئلہ سلم کے برعکس ہے یعنی دونوں صورتوں میں باطل ہوجائے گا مثلاً ایک من کے ایک مکان کے بدلہ میں بیع باطل کر دیا اور ہنوز قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع نے مبیع کو ہلاک کر دیا یا بائع نے پہلے ہی ہلاک کر دیا تو دونوں صورتوں میں اقالہ صحیح نہیں ہوا۔ علامہ ہندی نے کہا کہ صحیح حکم میں داخل ہے صورت یہ ہے کہ بائع نے مبیع کو ہلاک کرنے سے پہلے مشتری نے اقالہ کرلیا اور اقالہ کے بعد بائع نے ہلاک کیا تو اقالہ صحیح نہیں۔ وجہ فرق یہ ہے کہ عقد بیع میں بائع مقبوضہ مبیع کے ہلاک کرنے سے عقد ختم ہوجاتا ہے اس لئے اقالہ صحیح نہ ہوگا ابتداء اور بقاء بخلاف سلم کے کہ اس میں بائع مبیع کو ہلاک کرنے سے عقد ختم نہیں ہوتا ہے۔

قولہ والقول الخ متعاقدین سلم کے درمیان مثلاً رب السلم نے کہا کہ تو نے مجھ کو دراہم دیئے تھے اور میں نے انکار کیا تو قول رب السلم کا معتبر ہوگا اس لئے کہ وہ مشتری ہے اور مشتری کا قول معتبر ہوتا ہے بائع کے قول کا اعتبار نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ بائع نے مبیع کو ہلاک کیا ہے اور مشتری کا حق ساقط کیا ہے اور مشتری کا حق ساقط کرنے والا ضامن ہوتا ہے اور اگر بائع نے کہا کہ تو نے مجھ کو دراہم دیئے تھے اور میں نے مبیع کو ہلاک کیا ہے اور مشتری نے کہا کہ نہیں دیئے تھے تو اس صورت میں بائع کا قول معتبر ہوگا اس لئے کہ وہ مشتری کا حق ساقط کرنے والا ہے اور مشتری کا حق ساقط کرنے والا ضامن ہوتا ہے اور مشتری کا حق ساقط کرنے والا ضامن ہوتا ہے اس لئے کہ

معتبر ہوگا۔ صاحبین کے یہاں یہ تخصیص ہے جو مطلق سے مقید مذکور ہے۔

قولہ وصح السلم الخ جس چیز میں تعامل ہو جیسے موزوں اور مذروع میں بیع سلم درست ہے۔ اور اس کو کارگر سے سلم پر لینا بھی جائز ہے۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں۔ استحسان قیاس پر بھی ہے۔ کیونکہ یہ معدوم کی بیع ہے جو جائز نہیں لیکن جب تعامل ہو تو جائز ہے۔ پھر اس میں اختیار ہے چاہے پہلے لے لے اس کے دیکھنے سے پہلے یا دیکھ کر دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دینا بھی جائز ہے۔ اور اگر چیز دیکھ کر نہ لینے کا کوئی وقت معین کر دیا ہو تو اس کا حاصل بیع سلم کا ساہوگا۔ فیشترط فیہ شرائطہ۔

باب المتفرقات

باب مسائل متفرقہ کے بیان میں

صح بیع الکلب وشلوہ والسباع والطیور والفیل کالمسمع

صحیح ہے بیع کتے اور درندوں پرندوں کی اور ہاتھی مثل مسواک کے ہے شرب اور طہر کی بیع کے علاوہ میں

فی بیع غیر المحصر والجریر ولو قال بع عبدک من زید بالف علی انی ضامن لک مائۃ

اگر کہا بیچ دے اپنا غلام زید کے ہاتھ ایک ہزار روپیہ پر میں ضامن ہوں سو کا بزیادہ کے سوا

جاز الالف فباع صح بالف وبطل الضمان ولو زاد فی الثمن فالالف علی زید والزیادۃ علی المشاہیر

اس نے بیچ دیا تو بیع صحیح ہوگی ایک ہزار میں اور ضمان باطل ہوگا اور اگر زیادہ لگائی ہو تو ایک ہزار زید پر ہوں گے اور زیادہ ان پر

وعلی زوج الشنزلۃ فضل لا عقدہ ومن یشتری عنقا فباع فبرؤس الناس صح بیعہ

اور شوہر کو زیادتی کے ساتھ ہونا بھی کرنا چاہئے نہ کہ صرف عقد نکاح۔ جس نے خریدا ایک غلام اور غائب ہو گیا کہا بیچا تم کو یا بیچ نے اس کی سر کشی پر

وعینہ معروفۃ ثم یبیع بالثمن البائع والا بیع بالبیع ولو غاب احد المشریین

اور غریبا کا نکاح معلوم ہے تو بیچا۔ بائع کے ترکہ میں دیکھ لیا جائے اگر غائب ہو گیا خریداروں میں سے ایک

فلحاضر دفع کل الثمن ولبصیر وحدہ حتی یطلع شریکہ ومن باع امۃ بالف بشرط دفع وصیفۃ

موجود کل دام دے اور بصیر قبضہ کرے یہاں تک کہ اس کا شریک آ جائے جس نے بیچی باندی سو کے عوض اس شرط کے کہ دے اس کو ایک لونڈی

فلہما سمعان وان لصی رآہا ثم جن او لا بطل وکذا لو بصیر فجہر فلصیر

تو وہ دونوں سمعے ہیں کے اگر اندھے نے دیکھا پھر دیوانہ ہو گیا یا نہیں تو باطل اور صاحب حق کو معلوم نہیں اور وہ جاتا ہے تو حق ان کا ہے

وان فرخ طیر او باض وتکسر فلی فی ارض وحل فلہ لمن اخذہ

اگر بچے نکلیں پرند یا انڈے دینے لگے جانور کسی کی زمین میں تو وہ اسی کے ہیں جو اس کو پکڑ لے

---

۱ قولہ فی غیر المحصر والجریر الخ ۲ قولہ ومن باع امۃ بالف الخ

توضیح الوقایۃ کلک تقابلہ چیتا ساتھ اور مذہب بلوچ جمع طیر جیسی ہوگا ارفع کلوا میں کو بیت الاباحۃ لیتا ہوتا ہے لے لیتے ہوں جیسے کھر برس فطیر کن ہوتا ہے پرندے لفظ سے پہنچال یا اس کو فاش الاطلاق یا تنقیص کھی ہوتا ہے گھر میں داخل ہوگی

تشریح لغت قولہ صحیح الخ ہمارے یہاں تین صحیح ہے۔ صحیحین اور صحیح مسلم للمؤلف یہ صحیح حضرت علامہ ابو یوسف سے ایک روایت ہے کتاب الحظر والاباحۃ کے آخر تک اور علیہ عمل ہونے میں کرتا اس کی تین چار دلیلیں۔ قال فی مسموط فما هو الصحیح من المذهب الامام ثمانی اور امام احمد کے یہاں کتے کی بیع مطلقاً جائز نہیں۔ اصل سوال کتے کی بیع کے قائل ہیں لیکن امام مالک سے مشہور ہے کہ بیع جائز ہے۔ عدم جواز کی دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "کتے کی بیع حرام ہے" اور کتے کی قیمت اور پچھنا لگانے کی کمائی حرام ہے۔ حاوی میں ہے "آنحضرت ﷺ نے کتے کی بیع سے منع فرمایا ہے" اور شافعی کتے کا استدلال کیا ہے تو ہم صاحب نے مندرجہ ذیل حدیث ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتے کی قیمت اچھی ہے اس حدیث کو ہمارے مؤلف نے استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ دلالی عام ہے اور خاص۔ یہ حدیث سے حرف دلالی سے ثابت ہوئی۔ جواب شافعی نے کہا روشنی کے ساتھ دلالی کے ساتھ خاص ہیں واضح ہو مدعیہ ہو مسلم و اصطادوا ہو میرا لک (آیت) اور حدیث نبی سوداء بندر میں ہے کیونکہ ابتداء اسلام میں کتوں کے متعلق بڑی تشدد تھی وہ حدیث میں ارشاد ہوئی۔

قولہ والمعنی الخ وہی قولی حملہ حالات جیسے کہ ہمارے یہاں وغیرہ میں طلاقوں کی طرح ہیں کیونکہ وہ بھی حالات کے مختلف اور مؤثر ہوتے ہیں۔ بعض حالات مسلمانوں کے لئے جائز ہیں وہاں کے لئے بھی جائز ہیں۔ اور جو حالتیں مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔ وہاں کے لئے بھی جائز نہیں البتہ خنزیر اور شراب اس سے مستثنیٰ ہے کہ ان کی خرید و فروخت ان کے لئے جائز ہے بنا بر اس لئے جائز نہیں۔ کیونکہ وہ شراب اور خنزیر کی اہانت کے متعلق ہیں وہاں اور وہاں اور مطلقاً ہیں۔

قولہ والوطن الخ یہ کہنے سے کہ "اگر غلام بھاگ جائے تو اس کا مالک ایک دینار دے کر اس کو واپس لے لیتا ہے" یہ ہے کہ ایک دینار کے علاوہ ایک سو دینار بھی لے سکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ آزاد ہو جائے گا۔ تاکہ اس کے لوٹنے کی رغبت ہو جائے۔ اور غلام واپس ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ تکمیل رشوت ہے اور اگر کہے یا کے لفظ "ان شئتم" "اگر تم چاہو" اس صورت میں یہ معاوضہ باطل ہو جائے گا۔ اب ایک دینار دے کر غلام لے لیں گے۔ اور ایک سو کر غلام فرار ہو جائے گا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ وقد مر علیہ ہذا۔

قولہ وطئی الخ ایک شخص نے باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے کسی کے ساتھ اس کی شادی کر دی اس کے شوہر والی رضا فاسخ بیع ہے۔ کیونکہ سب وہبت یعنی ملک رقبہ طریق کامل موجود ہے۔ اور شوہر کا وطی کرنا مشتری کا قبضہ کرنا ہے کیونکہ وطی خصوصی مشتری کے مسلط کرنے سے ہوتا ہے۔ پس شوہر فاعل مشتری کے لئے کے مدہ گیا پس صرف خصوصاں سے مشتری قابض نہ ہوگا۔ یہ مشتری کی رضا ہے اور اگر نہیں ہوا تو باندی کی ہوت میں ہوئے تھے۔ ہذا فی الذخیرہ نصب حکمی

قولہ ومن اشتری الخ ایک شخص نے کوئی مقبول شی عام کر دیا۔ اس نے قبضہ کرنے سے پہلے اس کو بیچ دیا تو اس کی بیع قائم کیا کسی کے بقاء کے ساتھ نظام فرمایا کیا تو اس نے کہا میں نے لیا۔ گویا وہ اپنے لئے کر لیا۔ اور اگر اپنے لئے کرنا چاہتا ہے تو اگر مشتری اس جگہ موجود ہو تو اس کو قابض کر دے اور اگر موجود نہ ہو تو اس کے پاس جا کر اس کو قابض کر دے کیونکہ بائع مشتری کے پاس جا کر اس کو قابض کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ کہاں ہے تو بائع کے ذمہ میں خلاصہ فرار ہے کہ اس کا مطالبہ چھوڑ دیا جائے گا۔

---

۱ ۔ ۔ ۔

قولہ وان قضی الخ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی بیع کیا اس نے عرض کیا کہ میں نے تجھ سے خریدا تھا اس نے انکار کیا اور گواہ پیش کر دیئے تو قاضی نے ان کی گواہی قبول کر کے مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا پھر مدعی نے مبیع قبضہ کر لی پھر بائع نے اس کو ہلاک کر دیا تو قاضی کا فیصلہ ٹوٹ گیا اور مدعی کو قیمت ملے گی۔ اب وہ گواہوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اسی جیسے گھوڑے کے مسئلہ میں کہ مدعی نے گھوڑا لے کر بیچ دیا پھر فیصلہ ٹوٹ گیا تو مدعی کو قیمت ملے گی۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ

ما یبطل بالشرط الفاسد ولا یصح تعلیقہ بالشرط الفاسد البیع والقسمۃ والاجارۃ والمزارعۃ والمساقاۃ والشرکۃ والصلح عن مال والابراء عن المال وعزل الوکیل والاعتکاف والمضاربۃ والمعاملۃ والاقرار والوقف والتحکیم وما لا یبطل بالشرط الفاسد النکاح والھبہ والصدقہ والخلع والطلاق والعتق والنذر والایصاء والوصیۃ بالشرط والمخابرۃ والقسمۃ والاجارۃ والکفالۃ والحوالۃ والوکالۃ بعوض باطل والشرکۃ والمضاربۃ فاسدۃ والکفالۃ والحوالۃ والوکالۃ والوصیۃ والعاریۃ والودیعۃ والرھن والھبہ والصدقہ والابراء عن الدعوی والصلح عن دم العمد والمزارعۃ والمساقاۃ والکتابۃ والجعل والاجل

لاحسو تعمیں تفاقیں فہی فاسدۃ والاجارۃ بان آجر داوہ بشرط ان یہدی الیہ او لاجارۃ بان بایع الحلولی عبدہ فقال اجرتہ بشرط ان تہدی الی ' والرجعۃ بان قال لمطلقۃ الرجعیۃ راجعتک علی ان تقرضنی کذا والصلح عن مال بان قال صالحتک عنی ان تسکنی فی الدار سنۃ والابراء عن المجہول بان قال ابرئتک عن قفیز علی ان تہدیہ شہرا وعزل الوکیل بان قال عزلتک علی ان تہدی الی شہرا ' والاعتکاف بان قال اعتکفت ان شفی اللہ مریضی والنذر عنہا بان قال ان برئتک او ارضنی علی ان تقرضنی کذا والمعاطاۃ وہی المساقاۃ بان قال ساقیتک شجری او کرمی علی ان تقرضنی کذا والاقرار بان قال لفلان علی کذا ان قرضنی کذا والوقف بان قال وقفت داری ان اخبرتنی بقدومہ زید ' والتحکیم بان یقول المحکمان اذا اهل شہرا وقالا لعبدہ کافر اذا انعقدت الیمین فاحکم بینا۔

قولہ الفرض الخ بان قال الرتنک ہذہ المائۃ بشرط ان تقاضنی شہرا والہبۃ بان قال وہبتک ہذہ الجاریۃ بشرط ان یکون حملہا لی والصدقۃ بان قال تصدقت علیک ان تعطینی جمعۃ والنکاح بان قال تزوجتک علی ان لایکون لک مہر والطلاق بان قال طلقتک علی ان لاتتزوج غیری والخلع بان قال خالعتک علی ان یکون لی الخیار سنۃ کذا والعتق بان قال اعتقتک علی بی بالخیار والرہن بان قال رہنت عندک عبدی بشرط ان استخدمہ والایداع بان قال ارضیتک ابیک علی ان تتزوج ابنتی والوصیۃ بان قال اوصیت لک بثلث مالی ان اجار فلان والشرکۃ بان قال شارکتک علی ان تہدینی کذا والمقارضۃ بان قال ضاربتک

فی الف علی النصف فی الربح ان شاء فلان والقضاء بان قال الخلیفۃ وبتک قضاء مکۃ علی ان لاتسیر بہذا والا عزلا بان قال الخلیفۃ ولیتک امرہ الشام علی ان لاترکب والکفالۃ بان قال کفلت عریمک ان اقرضتنی کذا والحوالۃ بان قال احلتک علی فلان بشرط ان لا ترجع علی عساقولی والوکالۃ بان قال وکلتک ان تبرئنی عما لک والاقالۃ بان قال اقلتک عن ہذا البیع ان الفرضتنی کذا وکالکتابۃ بان قال الحولی لعبدہ کاتبتک علی الف بشرط ان لاتخرج من ملکہ وان مات ہذا فی الحولی العجزۃ بان قال الحولی لعبدہ ان مت لک فی العجزۃ علی ان تدبر حولی شہر توسعۃ وتحرۃ الولد بان ادعی الحولی نسب ولدہ بشرط ان لایرث منہ اوان وحسب امرأتہ بطلاک والصلح عن دم العمد بان صالح ولی المقتول عمدا القاتل علی شئی بشرط ان یقرضہ او یہدی لہ شیئا والاجارۃ الواحدۃ بان صالح منہا بشرط الفراض شئی او لعملہ وعلف الدابۃ بان قال الامام لمحرمی یطلب عقد النکاح صربت علیک الجزیۃ ان شاء فلان وتعلیق الرد بالعیب بان قال ان وجدت بالمبیع عیبا فردہ علیک ان شاء فلان وایجاب الشرط بان قال لہ خیار الشرط فی البیع اشترطت خیاری ان شاء فلان وعزل القاضی بان قال الخلیفۃ بقاضی عزلتک عن القضاء ان شاء فلان۔ ۱۲

كتاب الصرف

هُوَ بَيْعُ بَعْضِ الْاَثْمَانِ بِبَعْضٍ فَلَا تُعْتَبَرُ شُرُوطُ الثَّمَنِ وَالْمُثْمَنِ وَالْقَبْضُ وَاِنْ افْتَرَقَا جَازَ وَجَبَ قَبْضُ

وہ بیچنا ہے ثمن کا ثمن کے بعض سے دونوں ایک جنس سے ہوں یا دو ہوں اور قبضہ کرنا شرط ہے اگر فوری ہو تو جدا ہوں

وَالَّا شَرْطُ التَّقَابُضِ فَلَوْ بَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ تَحَرَّفَا صَحَّ اِنْ تَقَابَضَا فِي الْمَجْلِسِ

اور اگر شرط ہے تو اگر بیچا سونا چاندی کے عوض تو جدا ہوئے صحیح ہے اگر قبضہ کر لیا دونوں نے مجلس میں

تشریح لغات: قولہ کتاب الصرف: صرف کے بیان میں کتاب۔ باب الصرف: صرف کے معنوں میں مستعمل ہے۔ لغت میں بیع کی قسموں میں سے ہے صرف لغت میں مثل اور مثل کی بصیرت اور دونوں لفظ کو کہتے ہیں قال قوم الصرف الله الزيادة والنقص یعنی اللہ کی زیادتی اور کمی کو صرف کہتے ہیں۔ شرع میں کہتے ہیں بیع الاثمان بعضها ببعض یعنی ثمن کی بیع ثمن کے بعض سے۔ اس لئے کہ ثمن کو صرف کہتے ہیں اور اس لئے کہ ثمن کو صرف کہتے ہیں اور اس لئے کہ ثمن کو صرف کہتے ہیں اور

ولا یصح التصرف فی ثمن قبل قبضه فلو باع بدراهم او دنانیر او بمکیل او موزون بها ثم افترقا فسد البیع کالقرض

اور صحیح نہیں تصرف کرنا مقدار مصروف کے جس میں قبضہ سے پہلے مثلاً کہ بیچی اشرفی دراہم کے عوض میں یا اشرفی یا دراہم کے عوض میں پھر افتراق ہو گیا

وان باع نقدا مع طوی فیلسه کل الثمن بالقبض ونقد من الثمن الا فلو الطریق

کیم سے آٹھ اور ٹرنگی یا دی فلس سے ساتھ دو منزل کی اور ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہے پھر بیچے مشتری نے ثمن سے ایک پیسہ تو وہ بیع فاسد ہے کے ہم

وان اشتراها بالفین الا نقد وانسیئة فالنقد من الطریق وان باع سیفا محلاه عصفور

ہوں گے اور اگر خریدا مکہ نے ہزار کو دو ہزار میں ایک ہزار نقد اور ایک ہزار ادھار اور نقد فاضل کا ثمن ہوگا اور اگر بیچی تلوار جس میں چاندی کی مونڈھ ہو جس میں چاندی کی

بمائة ونقد عصفور فلهو حصتها وان لم یبین او قال من لجمتها ولو بطرق بلا قبض

ہو میں اندھے ہے پاس مختار دو ہم کا حصہ ہوگا اگر مشتری پہچان نہ کرے یہ کہے کہ ہر دانوں کے ثمن سے ہے اور اگر جدا جدا کہے کہ بقدر کے بھیر

صح فی السیف فزنها ان تعلقص بلا ضرر والا بطلا ولو باع بنقد بفضة وقبض بعض احدهما وافترقا

تو بیع ہوگی بیچ تلوار میں اگر جدا ہو سکتا ہے بغیر نقصان کے اور باطل ہوگی بیع اگر جدا نہ ہو سکے اور بیچی چاندی یا توتیا، قبضہ کیا کچھ ثمن پر اور جدا ہو گئے

صح فیما قبض والا فلا مشترک بینهما وان استحق بعض الاناء احد المشتری مابقی

تو بیع ہوگی اتنے حصہ میں جتنے کے دام لئے ہیں اور برتن دونوں میں مشترک ہوگا اور اگر کچھ برتن کسی اور کا نکل آئے تو لے مشتری باقی کو

بحصته لو وقة ولو باع قطعة نقرة فاستحق بعضها احد فللمشتری بحصته

اس کے حصہ کے مطابق اور واپس کردے اور اگر بیچا چاندی کا ٹکڑا پھر اس کا کچھ حصہ دوسرے کا نکلا تو لے باقی کو اس کے حصہ کے مطابق

بلا خیار رصح البیع فی درهمین ودینار بدراهم ودنانیر زکثر او وصیر بعضهما

بلا خیار اور صحیح ہے بیچنا دو درہم کا کہ ایک درہم اور دو دینار کے عوض اور ایک ایک کھیل اور موزون کے عوض دو کے

احکام بیع صرف

توضیح اللغات طوق چاندی سیف تلوار حلیہ زیور نقص جدا ہونا کھوٹا برتن اشرفی کی چادی کھرا ایک ماشہ یا سدا (دیکھیں ۲۱) شعیر جو

تشریح الفقہ قولہ ولا یصح التصرف الخ مثلاً صرف میں قبضہ کرنے سے پہلے ثمن میں تصرف کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وجوب قبض مبیع قبل القبض سے ہوا کرتی ہے دینار کو دراہم کے عوض فروخت کیا اور ابھی ان پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ ان سے کپڑا اشتریا تو کپڑے کی بیع فاسد ہوگی اب یہ ایک بیع میں ایک کا ہونا ضروری ہے اور اب صرف میں دونوں میں سے کسی ایک کا عدم قبضہ بعد کی وجہ سے بیع صحیح نہیں کر سکتے۔ تو حاصل یہ ایک کا ثمن جب مثلی ہو اور مبیع قرار دیں گے۔ اور مبیع کو قبضے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں لہذا دراہم پر قبضہ کرنے سے پہلے کپڑا بھی خریدا جائز نہ ہوگا۔

قولہ ولو باع فضة الخ زید نے ایک ہاشمی تلوار قیمت ایک ہزار درہم ہے اور اس کے گلے میں ایک ہزار نقرہ ہے دو ہزار درہم کے عوض فروخت کی اور ایک ہزار نقد وصول کیے یہ ہاشمی کو دو ہزار کے عوض اطلاع فروخت کیا کہ ایک ہزار نقد ہو گئے اور ایک ہزار ادھار ایک تلوار جو چاندی درہم سے دو ہزار درہم کی ہاں کو ایک سو درہم کے عوض فروخت کیا اور پاس دراہم نقد وصول کیے تو ان تمام صورتوں میں [illegible] کیے بیع [illegible] کالعدم ہوگا کیونکہ ہمارے نزدیک [illegible] عقد صرف میں مجلس کے اندر قبضہ کرنا ضروری

ہے تو کہا: ہمارا عقد کو اور مستحکم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور اگر یہی صورت ہے کہ ہمارا عقد بیع کا عقد ہی قرار دیا جائے گا۔ پھر اگر ہم نے بیع کی صورت میں اگر شفعہ کا دعویٰ کیا تو شفعہ ساقط ہو جائے گا کیونکہ مشتری بیع کے بارے میں جھگڑا کر رہا ہے اور بیع کا انکار کر رہا ہے۔ پھر شفعہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟ اور اگر ہم نے بیع کی صورت میں شفعہ کا دعویٰ نہیں کیا تو شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ بیع کا اقرار کرنے کے بعد شفعہ کا دعویٰ کرنا ناممکن ہے۔ اور اگر ہم نے بیع کی صورت میں شفعہ کا دعویٰ کیا تو شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ بیع کا اقرار کرنے کے بعد شفعہ کا دعویٰ کرنا ناممکن ہے۔ اور اگر ہم نے بیع کی صورت میں شفعہ کا دعویٰ کیا تو شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ بیع کا اقرار کرنے کے بعد شفعہ کا دعویٰ کرنا ناممکن ہے۔

قولہ ولو باع علی ان علیہ الف درھم الخ اور اگر کسی نے ایک ہزار درہم کے عوض ایک غلام بیچا اور یہ شرط لگائی کہ خریدار پر ایک ہزار درہم اور ہیں تو یہ بیع فاسد ہے۔ کیونکہ یہ شرط بیع کے مقتضیٰ کے خلاف ہے۔ اور اگر خریدار نے غلام پر قبضہ کر لیا تو بائع کو اختیار ہے کہ وہ غلام واپس لے لے یا ایک ہزار درہم کا مطالبہ کرے۔ کیونکہ بیع فاسد میں قبضہ سے ملکیت ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر بائع نے غلام واپس لے لیا تو بیع ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ بیع فاسد کو ختم کرنا واجب ہے۔ اور اگر بائع نے ایک ہزار درہم کا مطالبہ کیا تو بیع لازم ہو جائے گی۔ کیونکہ بیع فاسد میں قبضہ سے بیع لازم ہو جاتی ہے۔ اور اگر بائع نے غلام واپس لے لیا تو بیع ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ بیع فاسد کو ختم کرنا واجب ہے۔

قولہ وصح بیع درھم بدرھمین الخ اور اگر کسی نے ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچا تو یہ بیع صحیح ہے۔ کیونکہ یہ بیع دو مختلف جنس کے درہموں کے عوض ایک درہم کی بیع ہے۔ اور اگر کسی نے ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچا تو یہ بیع صحیح ہے۔ کیونکہ یہ بیع دو مختلف جنس کے درہموں کے عوض ایک درہم کی بیع ہے۔ اور اگر کسی نے ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچا تو یہ بیع صحیح ہے۔ کیونکہ یہ بیع دو مختلف جنس کے درہموں کے عوض ایک درہم کی بیع ہے۔

رحمہ عشر اوقیہ بعشرۃ دراھم ودینار وقرضہ صحیح ویؤخذ علی بدرھمین صحیحین
درہم کو دس اوقیہ کے عوض دس درہم اور ایک دینار کے عوض قرض دیا تو یہ صحیح ہے اور قرض دینے والے کو اختیار ہے کہ وہ دو درہم میں سے ایک کو لے لے

وبدرھم خلۃ ودینار بعشرہ علیہ و بعشرۃ مطلقہ وقع الدینار وعشرۃ بالعشرۃ
اور ایک درہم کو دس درہم کے عوض جو ادھار ہے اور قرض میں مطلق دس درہم کے عوض اور دس درہم اور ایک دینار مشتری کو اور دس درہم قرض دینے والے کے عوض

وعلیہ بعشرۃ والطلب بعشرۃ وھبت حتی لایصح بیع المحاطۃ بھما ولا بیع بعضھا بنصف
درہم میں جو ہبہ کی گئی ہے اب وہ ہبہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک کہ ہبہ کرنے والے کو اس کی واپسی کا اختیار نہ دیا جائے اور قرض کے عوض درہم کا بیچنا جائز نہیں

لا مساربۃ وزر ولا بصبح الاستغراق بھما الا ورد وعاب بعض نفس فی حکم الدراھم والدنانیر
اگر ہبہ کرنے والے کو اختیار دیا جائے تو ہبہ صحیح ہوگا اور اگر قرض دینے والے کو اختیار دیا جائے تو قرض صحیح ہوگا اور اگر درہم میں کھوٹ عیب ہو تو درہم کے حکم میں نہیں

مثل الزیوف جمع الزیف وھو الزائف من الدراھم والمراد بالزیوف ھنا ما فیھا غش کثیر لا یخرجھا عن اسم الدراھم وھذا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ

فصح بيعها بخيسها متفاضلاً والبيع والاستقراض بما يروج رواجا او نقدا او بعضا
صحیح ہے اپنے ہی کھوٹ کے ساتھ برابر اور زیادتی کے ساتھ اور ادھار اور قرض لینا ان کے ساتھ جس طرح رائج ہو رواج
بالخيس بكونهما اثمانا فتعين بالتعيين ان كاسد لانروج
کھوٹ کرنے سے کیونکہ وہ دونوں ثمن ہیں اور معین ہو جائیں گے اگر ان کا رواج بند ہو
والمستودى كالغصبة في البائع والاستقراض وفي المصرف كالغش
اور جس کے پاس بطور ودیعت ہو ان کی حیثیت میں جس کی چاندی غالب ہو بیع کے اور قرض لینے میں اور خرچ کرنے میں ان کی حیثیت میں
ولو اشترى به وزيوفا غلبته نبه وكسد قبل دفعه بطل البيع
اور اگر خریدی اس کے ساتھ کھوٹے اس کو غالب تھے اور بند ہو گئے پیش کرنے سے پہلے تو باطل ہو جائے گی
وصح البيع بالفلوس النافقة وان لم يعين وبالكاسدة لاحتى يعينه
اور صحیح ہے بیع روپے کے ساتھ جو رائج ہیں اگرچہ معین نہ کرے اور نہ چلتے ہوں اور نہ چلتے ہوں بیع صحیح نہیں ہے یہاں تک کہ معین کرے
ولو كسدت الدنس للفرس بحب رد مثلها ولو اشترى شيئا بنصف درهم فلوس صح
اور اگر بند ہو جائیں روپے کے پیسوں کا تو واجب ہے ادا کرنا اس کی مثل کی اور اگر خریدی کوئی چیز نصف درہم کے پیسوں کے عوض تو صحیح ہے
ولو بنصفي صريف بدرهم وقال اعطني به نصف درهم فلوسا وبعضها لا حيث صح
اگر دو نصف پرانے درہم اور کہا کہ دے مجھ کو اس کے بدلہ میں نصف درہم پیسوں کا تو صحیح ہے

بیع صرف کے باقی احکام

ترجمہ: اور کھوٹا ہونا اس قرض لینے میں کھوٹ نہ ہونے کے برابر ہے اور اگر کھوٹے پیسوں کے عوض کوئی چیز خریدی تو صحیح ہے۔

شرح: قولہ ولو الخ یعنی اگر کسی نے کسی سے کچھ روپے قرض لیے اور ان میں کچھ کھوٹے ہیں تو قرض لینے والے پر کچھ لازم نہیں ہے کیونکہ کھوٹ کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے اور اگر کسی نے کھوٹے پیسوں کے عوض کوئی چیز خریدی تو بیع صحیح ہے اور اس عقد کے بعد وہ پیسے رائج ہو جائیں گے اور اگر بند ہو جائیں تو بیع باطل ہو جائے گی اور اگر مبیع نے مطلق روپوں کے عوض بیع کی یعنی ان میں سے کوئی روپیہ معین نہیں کیا تو بیع صحیح ہے۔ بشرطیکہ بائع مشتری کو روپیہ دینے یا ادھار لینے کے متعلق کچھ نہ کہے اور اگر کہے تو بیع فاسد ہے کیونکہ اس صورت میں قبضہ سے پہلے عقد کا فسخ ہو گا کیونکہ ادھار لینے کی صورت میں عقد فاسد ہو گیا تو قبضہ اسی طرح ناقص ثابت ہو گا جس طرح بیع فاسد میں ہوتا ہے جیسا کہ ہدایہ میں کہا ہے بعت هذا الثوب منك بالعشرة فتحي لك علي۔

---

(۱) ... ہو مکتوب صحیح ہے تو ہر دو میں سے ہر ایک صرف کی مجلس سے جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لے ۱۲ منہ

(۲) ... یعنی خود ہی اس کی تعیین کر دے ۱۲ منہ

(۳) ... یہ اس صورت میں ہے جب کہ عقد میں ان کی تعیین نہ ہوئی ہو اور نہ ہی ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہو اور اگر ان کی تعیین ہو گئی ہو تو بیع صحیح ہے اگرچہ ان کی تعیین عقد کے بعد ہی ہوئی ہو جیسا کہ ہدایہ میں ہے ۱۲ منہ

(۴) ... یہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کی تعیین نہ ہوئی ہو اور نہ ہی ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہو اور اگر ان کی تعیین ہو گئی ہو تو بیع صحیح ہے اگرچہ ان کی تعیین عقد کے بعد ہی ہوئی ہو جیسا کہ ہدایہ میں ہے ۱۲ منہ

(۵) ... یہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کی تعیین نہ ہوئی ہو اور نہ ہی ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہو اور اگر ان کی تعیین ہو گئی ہو تو بیع صحیح ہے اگرچہ ان کی تعیین عقد کے بعد ہی ہوئی ہو جیسا کہ ہدایہ میں ہے ۱۲ منہ

قولہ وغالب الغش فرع اگر سونے چاندی کے سکوں غالب کھوٹ غالب کے روپے درہم و دینار کے حکم میں نہیں رہتے بلکہ سامان کے حکم میں ہو جاتے ہیں تو غالب الغش کو اس کم عیار کی بیشی کے ساتھ فروخت کیا۔ اور اگر غالب الغش عام طور سے رائج ہو اس کے ادھار بیع فروخت کرنا۔ قرض دینا مناسب جائز ہے۔ بظریق رواج ہو یا باضابطہ اظہار ہو دونوں کے مثل ہے ہو۔ نیز اگر غالب الغش رائج ہو تو وہ متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کی قیمت باصطلاح رائج ہے۔ جب تک اصطلاح قائم رہے گی اس وقت تک اس کی قیمت قائم رہے گی۔ اور متعین کرنے سے متعین نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس کا رواج نہ رہے تو متعین کرنے سے متعین ہو جائے گا۔ کیونکہ اصطلاح زائل ہو گئی۔

قولہ والخالص وفی اگر چاندی یا سونا خالص کھوٹ برابر ہو تو وہ خرید فروخت میں اور قرض لینے میں تو ذہب الذہب اور تاب الفضہ کے حکم میں ہے کہ خرید فروخت ہو یا استقراض ہو وزن کے ساتھ ہوگا اور بیع صرف میں غالب الغش کے حکم میں ہے۔ کہ اگر اس کو اس کی جنس کے ساتھ کم بیش فروخت کیا تو جائز ہو گا اس پر قیاس کرے اور اگر خالص چاندی یا سونے کے عوض فروخت کیا جائے تب بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ چاندی اور خالص سونا اس مقدار سے زائد ہو جو مغلوبیت میں ہے اگر خالص چاندی ہو تو مغلوبیت کی چوتھائی اور اس کے سونے کے ساتھ ملا ہوا ہے اور زائد چاندی یا سونا حکمت کے مقابلہ میں ہو جائے۔

قولہ ولو اشتری الخ ایک شخص نے دراہم مغشوشہ یا کچھ پیسوں کے عوض کوئی چیز خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے دونوں دراہم گم ہو گئے تو بائع کو دینے سے پہلے ان کا واپس جانا برابر ہے تو ان دراہم صاحب کے ذمہ ایک بیع باطل ہو جانے کی وجہ سے مثل پر مبیع واپس کرنا لازم ہوگا۔ اگر وہ موجود ہو اور اس کی قیمت واجب ہو گی۔ یعنی کساد کے زمانہ کی ایک بیع صحیح ہے۔ لہذا دراہم مغشوشہ یا ان پیسوں کی قیمت واجب ہو گی اور واجب قیمت میں دراہم ہو یوسف کے زمانہ ایک بیع کے دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ (یہ بائع کو قبضہ کرانے سے پہلے ہلاک ہونے کی صورت ہے اور قبضہ کرانے کے بعد ہلاک ہونے کی صورت میں) اور اگر مبیع قائم ہو تو بائع کو مبیع واپس لینا ہوگا۔ (یہ بائع کو قبضہ کرانے کی صورت ہے) اور اگر مبیع ہلاک ہو گئی تو بائع کو اس کی قیمت واپس کرنا ہوگا۔ جس دن کا رواج ختم ہوا ہے بعض نے کہا ہے کہ جس دن رواج ختم ہو جانے کی وجہ سے تسلیم نہیں کیا جاتا ہے اور بعض نے تسلیم کیا ہے۔ لہذا بیع صحیح ہے۔ کیونکہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ جس دن رواج ختم ہو جائے اس دن کی قیمت واجب ہوگی۔ کیونکہ دن کی تعیین اصطلاح کی وجہ سے تھی پس بیع باطل ہو گئی اور بیع باطل کا حکم باطل ہے۔

قولہ ولو اشتری الخ ایک شخص نے نصف درہم کے پیسوں سے کوئی چیز خریدی اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ پیسے کتنے میں خریدے ہیں اور خریدار پر جتنے پیسے واجب ہوتے ہیں اتنے نصف درہم ہیں یا اس سے زیادہ کے ہیں تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک خرید کردہ بیع صحیح نہیں۔ کیونکہ مقدار مبیع کی چیز میں سے ہے جس کا بیان ہونا ضروری ہے۔ جواب یہ ہے کہ ثمن مجہول نہیں ہے اس لئے کہ اصطلاح کے نصف درہم کو کہتے ہیں پھر نصف کو موصوف بیان کرنے سے یہ معلوم ہو گیا کہ اس نے قول مذکور سے اتنے ہی پیسوں کا ارادہ کیا ہے جتنے نصف درہم سے فروخت ہوتے ہیں اس لئے مقدار کو ذکر کرنے کی ضرورت نہ رہی۔

قولہ ولو اعطی الخ ایک شخص نے بعض دراہم کو ایک درہم کے بدلہ کھوٹا کر دیا اس کے بعض نصف درہم کھوٹے ہو گئے پھر کم نصف درہم دوسرے نصف درہم کے ساتھ ملا دیا۔ کیونکہ پھر کم اور درہم اس کے مثل کے مقابلہ میں ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس نے لفظ نصف کو ذکر کرکے پیسہ کا لفظ ذکر نہ کیا ہو۔ مثلاً اعطی بعضه فلوسا وبعضه هذا الاجاد تو امام صاحب کے نزدیک کل نصف فاسد ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں ربا لازم آتا ہے۔ صاحبین کے نزدیک نصف کھوٹے جائز اور باقی فاسد ہوگا۔ اس اختلاف کی اصل یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک ثمن کی تعیین تفصیل سے متعذر ہے۔ اس لئے کہ ثمن کی تعیین کے نزدیک عقد میں گھر جاتا ہے۔

ابتدائی کے لفظ سے اس کی مثل پیسوں کے گھر کر اس سے [illegible] پیسے سے بدلی کر کھوٹا نصف درہم

كتاب الكفالة

هي ضم ذمة الى ذمة في المطالبة وتصح بالنفس وان تعذرت

وہ ملانا ہے ذمہ کو ذمہ کے ساتھ ۔۔۔ میں اور صحیح ہے کفالت جان کی اگر متعذر ہو۔

تشریح الفقہ قولہ کتاب الکفالۃ وقوع کفالت اکثر اوقات بیع ہی میں ہوتا ہے کیونکہ کفالت بالنفس کی ہوتی ہے یا بیع کی اس مناسبت سے بیوع کے آخر میں کفالہ کو لایا ہے۔ اور چونکہ کفالت آمد و برآمد کو مستلزم ہوتی ہے اس لئے کفالہ سے بیع صرف کے ساتھ بھی مناسب ہوں مگر مقدم صرف ہر لحاظ سے بیع کا ہے بخلاف شرکت کے کہ اس میں بیع نہیں ہے اس لئے مصنف نے بیع صرف کو مقدم کیا ہے۔

قولہ هي ضم الخ کفالہ کا نام ہے یہ کہ "ضم الذمة الى الذمة في المطالبة" یعنی ایک ذمہ کا دوسرے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ملانا۔ کفالت کی اس تعریف سے اس کی پانچ قسموں کی طرف اشارہ ہو گیا۔ ایک کفالت بالنفس دوسری کفالت بالمال تیسری کفالت بالعمل چوتھی کفالت بالتسلیم پانچویں کفالت بالدرک۔ کفالت بالنفس کی تعریف یہ ہے کہ "ضم ذمة الكفيل الى ذمة الاصيل في المطالبة بالنفس" یعنی اصیل کے ذمہ کی ساتھ ملانا۔ کفالت بالمال کہتے ہیں "ضم ذمة الكفيل الى ذمة الاصيل في المطالبة بالمال" یعنی اصیل کے ذمہ کو کفیل کے ذمہ کے ساتھ ملانا۔ کفالت بالعمل کہتے ہیں "ضم ذمة الكفيل الى ذمة الاصيل في المطالبة بالعمل" یعنی اصیل کے ذمہ کی ساتھ ملانا۔ کفالت بالتسلیم کہتے ہیں "ضم ذمة الكفيل الى ذمة الاصيل في المطالبة بالتسليم" یعنی اصیل کے ذمہ کو کفیل کے ذمہ کے ساتھ ملانا۔ کفالت بالدرک کہتے ہیں "ضم ذمة الكفيل الى ذمة الاصيل في المطالبة بالدرك" یعنی اصیل کے ذمہ کو کفیل کے ذمہ کے ساتھ ملانا۔ اور جس کفالت سے مطالبہ لازم ہوتا ہے اس کو کفالت بالنفس کہتے ہیں۔ اور جس کفالت سے مطالبہ لازم ہوتا ہے اس کو کفالت بالمال کہتے ہیں۔ اور جس کفالت سے مطالبہ لازم ہوتا ہے اس کو کفالت بالعمل کہتے ہیں۔ اور جس کفالت سے مطالبہ لازم ہوتا ہے اس کو کفالت بالتسلیم کہتے ہیں۔ اور جس کفالت سے مطالبہ لازم ہوتا ہے اس کو کفالت بالدرک کہتے ہیں۔

قولہ وتصح الخ کفالت کی دو قسمیں ہیں کفالت بالنفس دوم کفالت بالمال۔ ہماری یہاں یہ دونوں قسمیں جائز ہیں۔ اور شافعی کفالت بالنفس کے قائل نہیں۔ کیونکہ کفالت کی وجہ سے تسلیم مکفول بہ لازم ہے۔ اور کفالت بالنفس میں کفیل اس پر قادر نہیں۔ کیونکہ اس کو مکفول بہ کی جان پر حق ولایت نہیں ہے۔ ہماری دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ کفیل ضامن ہے۔ یہ حدیث مطلق ہونے کی وجہ سے کفالت کی دونوں قسموں کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ رہا یہ کہنا کہ کفیل بالنفس تسلیم مکفول بہ پر قادر نہیں ہوتا سو یہ اس لئے ہے کیونکہ تسلیم کے بہت سے طریقے ہیں جن سے وہ اس کو حاصل کر سکتا ہے۔

لہ ہدایہ فصل کفالہ

---

(۱) کفالہ بالنفس کا لغوی معنی ہے ضم ذمہ کو ذمہ کے ساتھ اور اصطلاحی معنی ہے اصیل کا مکفول بہ کو حاضر کرنے کا التزام کرنا۔

(۲) کفالہ بالنفس کی تین قسمیں ہیں مطلق، معلق بالشرط، مضاف الی الوقت۔ مطلق کفالہ بالنفس یہ ہے کہ کفیل نے کفالہ کی اصیل کو حاضر کرنے کی شرط لگائی ہو اور نہ کسی وقت کی طرف اضافت کی ہو۔ معلق بالشرط کفالہ بالنفس یہ ہے کہ کفیل نے کفالہ کی اصیل کو حاضر کرنے کی شرط لگائی ہو۔ مضاف الی الوقت کفالہ بالنفس یہ ہے کہ کفیل نے کفالہ کی اصیل کو حاضر کرنے کی کسی وقت کی طرف اضافت کی ہو۔ (۳) کفالہ بالنفس کا حکم یہ ہے کہ اگر کفیل نے مکفول بہ کو حاضر کرنے کی شرط لگائی ہو تو کفیل پر مکفول بہ کو حاضر کرنا لازم ہے۔ اگر کفیل نے مکفول بہ کو حاضر نہ کیا تو کفیل پر مال واجب ہوگا۔ نیز کفیل پر مکفول بہ کو حاضر کرنا لازم ہے اگر کفیل نے مکفول بہ کو حاضر نہ کیا تو کفیل پر مال واجب ہوگا۔ نیز کفیل پر مکفول بہ کو حاضر کرنا لازم ہے اگر کفیل نے مکفول بہ کو حاضر نہ کیا تو کفیل پر مال واجب ہوگا۔

بكتب نفسه وبما عني به من العلوم ويخبره عن

[illegible] ويعتمد على والتي والله رقيبه وقبل به لا بالا صمن لسعرانه

[illegible] فان شرط تصديقه في وقت معينه حضرة فيه ، طلبة فان حضره

[illegible] ولا عبرة الحاكم فان غاب لعلة مدة ذهبه ولان فان غاب ولم يحضره عبرة

[illegible] وان غاب ولم يعلم مكانه لايطلب به فان سلمه بحيث يلقاه فالمكفول له ان يطالبه كمصر

[illegible] وان علم مكانه وهو مصر تسليمه في مجلس القاضي سلمه ثمه ويطل بموت المكفول به وبكفيل به

[illegible] المطالب وبرئ بدفعه له وبرئ له بقبض او دفعه اليك فلم يرئ

[illegible] وبتسليم المطالب نفسه من كفله وبتسليم وكيل بكفيل وبموله

[illegible]

کفالت بالنفس، اس کے دیگر احکام

[illegible]

تشریح: [illegible] کفالت بالنفس یہ کہ ہے کہ کفیل (جس اس کی ذات کا کفالہ کیا جائے) کی [illegible] جہاں ہے وہ کفالہ نفس کے ہو جائے گی اس طور پر کہ جب تک اس سے قلم سے کی تعمیر ہوتی ہے جیسے حق [illegible] اس جگہ [illegible] وہ جائے گا اس کا وصف ثابت ہو گا [illegible] کی ذات درست ہے۔ [illegible] ہو جائے گی کیونکہ [illegible] کی تعریف ہے [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی

ولو قال ان لم یوافک به غدا فهو ضامن بما علیه فلم یوافه به فلا شیء علیه لانه علق الضمان بشرط فلا یثبت قبل وجود الشرط ولو قال ان لم یوافک به غدا فعلی ان اوافیک به غدا فلم یوافه به غدا فعلیه الغداة لانه التزم بالشرط ما التزم بالاصل ولو ادعی علی آخر مالا فقال رجل انا ضامن بنفس هذا الرجل ان لم یوافک به غدا فعلیه الغداة فلم یوافه به غدا فعلیه نفس الذاهب لانه التزم بالشرط ما التزم بالاصل ولو قال انا ضامن بنفس هذا الرجل ان لم یوافک به غدا فعلی ان اوافیک به غدا فعلیه نفس الذاهب لانه التزم بالشرط ما التزم بالاصل ولو قال انا ضامن بنفس هذا الرجل ان لم یوافک به غدا فعلی ان اوافیک به غدا فعلیه نفس الذاهب لانه التزم بالشرط ما التزم بالاصل ولو قال انا ضامن بنفس هذا الرجل ان لم یوافک به غدا فعلی ان اوافیک به غدا فعلیه نفس الذاهب لانه التزم بالشرط ما التزم بالاصل

ولا یجب علی الکفیل بالنفس فی حد ولو ولا یحبس فیهما حبس بشبهة ساعتین او عملی ولا یحبس فی الکفالة بالنفس فی حد ولو ولا یحبس فیهما حبس بشبهة ساعتین او عملی

ولو مات المکفول به برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته ولو مات المکفول به برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته

ولو مات الکفیل لم یؤخذ ورثته بشیء لان الکفالة بالنفس لا توجب الا احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته ولو مات الکفیل لم یؤخذ ورثته بشیء لان الکفالة بالنفس لا توجب الا احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته

ولو مات المکفول له برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته ولو مات المکفول له برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته

ولو مات المکفول له برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته ولو مات المکفول له برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته

ولو مات المکفول له برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته ولو مات المکفول له برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته

ولو مات المکفول له برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته ولو مات المکفول له برئ الکفیل لان الکفالة بالنفس توجب احضار المکفول به وقد عجز عنه بموته

کفالت بالمال اور اس کے احکام

توضیح المتن یوافقہ کفالۃ پر کرنا تو وضاحت اداب کی ظہور جب ما فی ضمنہ مقتضا مصول کرنا

توجیح المتن قولہ لان قال الخ ایک شخص نے کسی کی کفالت کی اس پر کہ اگر میں اس کو کل حاضر نہ کروں تو جو مال اس کے ذمہ ہے اس کا کفیل ضامن ہوں پھر کفیل نے اس کو پیش کیا مگر نہ قبول کیا یا مکفول بالنفس کو حاضر کیا مگر نہ پایا کل سے پہلے مکفول بالنفس کا انتقال ہو گیا تو دونوں صورتوں میں کفیل بری الذمہ ہوگا۔ کیونکہ یہاں کفالت مال درکفالت بالنفس ہے اور ان

(۱) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کفالت بالنفس جائز ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

لا تصح ... فسخ الزيغ فان جعل ... تصح الكفالة ويبطل المال ...

... ان كفل ... عليه فبرهن على الكل ... لا صدق الكفيل ...

... كفل ... على قول ...

... ولا ... قول ...

... ...

... ...

...

تشریح الفقہ قولہ وتصح الخ مکفول عنہ کی اجازت سے یا اجازت دیئے بغیر سے کفیل ادا کرے صحیح ہے پس اگر مدیون کی اجازت سے کفیل ادا کرے تو مدیون سے وصول کر سکتا ہے کیونکہ کفیل نے مکفول عنہ کے قرض کو اس کے حکم سے ادا کیا اور اگر بلا حکم کفیل ادا کرے تو اب اپنے مکفول عنہ سے کچھ نہیں لے سکتا کیونکہ اس صورت میں اس کا یہ فعل احسان ہے اس لئے اس کو واپس نہیں لیا کرتا۔ (کفایہ)

قولہ وہو صالح الخ اصیل و کفیل میں سے کسی نے صاحب مال کے ساتھ ایک ہزار کی طرف سے پانچ سو صلح کر لی تو دونوں بری ہو جائیں گے۔ اگر اصیل نے صلح کی تو اس لئے کہ اصل کی صلح سے بری الذمہ ہو گیا اور اس کی برأت برأت کفیل کو مستلزم ہے اور کفیل نے صلح کی تو اس لئے کہ اس نے صلح کو ایک ہزار میں کی طرف مضاف کیا ہے جو اصیل کے ذمہ ہیں تو وہ اصیل سے بری ہو گیا اور اس کی برأت موجب برأت کفیل ہے۔ پھر کفیل نے پانچ سو ادا کرنے سے دونوں بری ہو جائیں گے۔ اور کفیل دو پانچ سو اصیل سے لے گا۔ (اگر اس نے حکم سے کفیل ادا کیا ورنہ کچھ نہ لے گا۔

فائدہ مسئلہ صلح میں چار صورتوں کا احتمال ہے۔ (۱) صلح میں اصیل و کفیل دونوں کی برأت مشروط ہو۔ (۲) فقط کفیل (۳) یا صرف اصیل کی۔ ان سے شروط ہو (۴) برأت سے سکوت اور علامہ محمدی فرماتے ہیں کہ مسئلہ میں آٹھ صورتوں کا احتمال ہے۔ چار باعتبار صلح اصیل اور چار باعتبار صلح کفیل۔ سو اگر دونوں کی بجائے صرف اصیل کی برأت مشروط ہو یا برأت سے سکوت ہو تو دونوں بری ہو جائیں گے۔ اور اگر صرف کفیل کی برأت مشروط ہو تو اس سے اصیل بری نہ ہوگا۔ بلکہ طالب کو اختیار ہوگا جس سے چاہے لے لے۔ اور پانچ سو سے صرف کفیل کی بری ہوگا۔

وإن قال الطالب بكفيلي برئت فلانٌ من المال ورجع على المطلوب وإلى برئت إلا من الكفالة لا

کر کہا طالب نے کفیل سے کہ تو بری ہے مجھ تک مال سے تو وہ رجوع کرے مطلوب پر اگر برأت دے کہا کہ تو نہیں

ويبطل تعليق البراءة من الكفالة بالشرط والكفالة بحالٍ وبؤجلٍ ومنجمٍ ومؤجلين والمطالبة

باطل ہے کفالت سے بری ہونے کو شرط کیساتھ معلق کرنا اور کفالت حال تھا اس کو ادھار کی

بالمنجم لازمةٌ وبالمقبوضا ومقبوضاً على سوم الشراء وبيعٌ فاسدٌ

اور بیع ہے اگر مکفول بہ ثمن یا مبیع یا متعین علی سوم الشراء یا بیع فاسد کی صبح اور

تشریح الفقہ قولہ وان قال طالب (مکفول لہ) کفیل سے کہا "برئت علی" اور کفیل مکفول عنہ کے حکم سے ضامن ہوا تھا تو مکفول لہ کی جانب سے کفالت بالمال فی الحال و مطلوں حصہ سے لے لیگا۔ کیونکہ کفیل فی انتہاء غایت کیلئے ہے۔ اور اس ترکیب میں تمنی صاحب دین ہے۔ اور تمنی کے لئے مبدأ کا ہونا ضروری ہے اور یہاں مبتدأ غیر کفیل کے دوسرا نہیں تو گویا مکفول لہ "برئت الی" سے اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ تو نے مجھ کو مال دینا ہے اور میں نے اس پر قبضہ کر لیا لہذا اصیل مکفول عنہ پر رجوع کر سکتا ہے اور اگر مکفول لہ نے برئت یا ابرأتک کہا تو اس صورت میں کفیل مکفول عنہ پر رجوع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے حق سے صرف کفیل کی برأت کا اقرار کیا ہے۔ کہ تجھ بال کا اقرار۔

قولہ وبطل الخ کفالت میں بری کرنے کو کسی شرط معلق پر معلق نہ ہونا چاہئے کیونکہ برأت میں تملیک کے معنی ہونے پر اور تملیک کا تعلق بالشرط کو قبول نہیں کرتا۔ نیز شرط قابل تحقیق ہوگی اور شرط قابل تحقیق نہ ہوگی اور شرط مجہول ہو تو فساد میں گویا طلاق بالشرط غیر مدخول بہا کا ہے کیونکہ نہر و عمر اس سے کہ طلاق و بیع کے خلاف ہر طلاق سے تدریج ملحق ہے۔

قوله: «فليتبوأ مقعده من النار» أي: فليتخذ منزله من النار، وهو كناية عن استحقاقه لها بسبب كذبه عليه ﷺ، وقيل: هو دعاء عليه بذلك، وقيل: هو خبر بمعنى الأمر، أي: فليتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى النهي، أي: لا يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى الشرط، أي: من كذب عليّ متعمداً فقد استحق أن يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى الوعيد، أي: فليتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى الإخبار، أي: فقد اتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى الإنكار، أي: فكيف يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى التهديد، أي: فليتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى التحذير، أي: فليحذر أن يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى التوبيخ، أي: فبئس ما يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى التعجب، أي: فما أعجب أن يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى التسلية، أي: فلا تحزن أن يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى التهوين، أي: فهو هين أن يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى التقرير، أي: فقد تقرر أن يتخذ مقعده من النار، وقيل: هو خبر بمعنى التأكيد، أي: فليتخذ مقعده من النار لا محالة، وقيل: هو خبر بمعنى التحقيق، أي: فليتخذ مقعده من النار حقاً، وقيل: هو خبر بمعنى التثبيت، أي: فليتخذ مقعده من النار ثابتاً، وقيل: هو خبر بمعنى الدوام، أي: فليتخذ مقعده من النار دائماً، وقيل: هو خبر بمعنى الخلود، أي: فليتخذ مقعده من النار خالداً فيها، وقيل: هو خبر بمعنى التأبيد، أي: فليتخذ مقعده من النار أبداً، وقيل: هو خبر بمعنى الاستمرار، أي: فليتخذ مقعده من النار مستمراً، وقيل: هو خبر بمعنى الاستقرار، أي: فليتخذ مقعده من النار مستقراً، وقيل: هو خبر بمعنى الاستيطان، أي: فليتخذ مقعده من النار موطناً، وقيل: هو خبر بمعنى الإقامة، أي: فليتخذ مقعده من النار مقيماً، وقيل: هو خبر بمعنى الملازمة، أي: فليتخذ مقعده من النار ملازماً، وقيل: هو خبر بمعنى المصاحبة، أي: فليتخذ مقعده من النار مصاحباً، وقيل: هو خبر بمعنى المرافقة، أي: فليتخذ مقعده من النار مرافقاً، وقيل: هو خبر بمعنى المجاورة، أي: فليتخذ مقعده من النار مجاوراً، وقيل: هو خبر بمعنى المخالطة، أي: فليتخذ مقعده من النار مخالطاً، وقيل: هو خبر بمعنى المعاشرة، أي: فليتخذ مقعده من النار معاشراً، وقيل: هو خبر بمعنى المؤانسة، أي: فليتخذ مقعده من النار مؤانساً، وقيل: هو خبر بمعنى المجالسة، أي: فليتخذ مقعده من النار مجالساً، وقيل: هو خبر بمعنى المحادثة، أي: فليتخذ مقعده من النار محادثاً، وقيل: هو خبر بمعنى المناجاة، أي: فليتخذ مقعده من النار مناجياً، وقيل: هو خبر بمعنى المكالمة، أي: فليتخذ مقعده من النار مكالماً، وقيل: هو خبر بمعنى المخاطبة، أي: فليتخذ مقعده من النار مخاطباً، وقيل: هو خبر بمعنى المشافهة، أي: فليتخذ مقعده من النار مشافهاً، وقيل: هو خبر بمعنى المواجهة، أي: فليتخذ مقعده من النار مواجهاً، وقيل: هو خبر بمعنى المقابلة، أي: فليتخذ مقعده من النار مقابلاً، وقيل: هو خبر بمعنى المحاذاة، أي: فليتخذ مقعده من النار محاذياً، وقيل: هو خبر بمعنى المسامتة، أي: فليتخذ مقعده من النار مسامت

قولہ وبالعدم الخ یعنی دوسرے کو اس شے کی خرید سے روکنے سے [illegible] اور مشتری [illegible] سے مسائل کہ اگر [illegible] ہو یا مطلب [illegible] ہاں کسی نے [illegible] کیا اور [illegible] کے لئے کہ [illegible] تو [illegible] کیونکہ [illegible] اور [illegible] کی صورت میں [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی طرح [illegible] کو [illegible] کے لئے [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible]

یہ طریقہ سوداگروں کے تجارتی شرکت کی نظر میں بہت مناسب ہے۔

قولہ "ثم" کا اشارہ "انا بعثنا مالحہ واضعوا الحذب الحذ واللہ وعلیہ علیکم عدوکم" جب تم طریق پکڑ لیے تو اپنے دشمن کے پیچھے پڑ جاؤ گے اور میدان کے پیچھے ہو جاؤ گے (یعنی لمبی بازی میں مشغول ہو کر جہاد سے غافل ہو جاؤ گے) تو تم ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ اور تمہارا دشمن تم پر غالب ہو جائے گا۔ امام محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بیع بالوفاء میں سے بھی زیادہ گمراہی سے ابعد ہے۔ صاحب کے نزدیک بیع فاسد نہیں۔ کیونکہ اکثر مشائخ نے یہ کہا ہے کہ محققین نے اس کو تحقیق پر مبنی کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قول تحقیق نہیں ہے۔ ھذا شہ فلیحفظ۔

قولہ وھو کقول الخ ایک شخص کسی کی طرف سے اس مال کا مختار ہو گیا جو اس نے مکفول لہ کے بارے میں طلب کیا ہے۔ یا اس مال کا مختار ہوا جس کا قاضی اس پر حکم کرے پھر حکم ثابت کرنے کے بعد مطلوب (مکفول عنہ) غائب ہو گیا۔ اس نے کفیل پر قاضی سے ثابت کیا کہ مطلوب میرے ایک ہزار روپے دیتا ہے۔ اس نے گواہی قبول نہ ہوگی۔ جب تک مطلوب حاضر نہ ہو جائے۔ جب وہ حاضر ہو جائے تو اب اس پر مال دینا لازم کر دیا جائے گا۔ اور جب مطلوب حاضر ہو کر مال دینے سے انکار کر دے تو کفیل سے مال ل

باب كفالة الرجلين والتفليس عنه

باب دو شخصوں کے کفیل ہونے اور ان میں سے ایک کے دیوالیہ ہونے کے بیان میں

كتاب الحوالة

لما فرغ من بيان الاستيفاء شرع في بيان الاعتياض لأن كل واحد منهما مبادلة المال بالمال إلا أن الاستيفاء مبادلة عن قرب والاعتياض مبادلة عن بعد والحوالة نوع من الاعتياض لأن المحيل يعتاض عن دينه دين المحتال عليه على المحتال وهو في الحقيقة مبادلة دين بدين

الحوالة لغة تحويل الشيء من مكان إلى مكان وشرعا تحويل الدين من ذمة إلى ذمة وركنها الإيجاب والقبول وهو أن يقول المحيل أحلت أو أحلتك بكذا على فلان أو قبلت الحوالة أو رضيت بها ونحو ذلك ولا يشترط قبول المحتال عليه عندنا وقال الشافعي رحمه الله يشترط لأن الحوالة استيفاء فلا بد من رضا المستوفي كما في الاستيفاء بالوكالة ولنا أن الحوالة اعتياض وهو مبادلة فلا يشترط رضا المحتال عليه كما في البيع ولأن الحوالة مشروعة لمصلحة المحيل وهو قضاء دينه بدين المحتال عليه وقد يكون المحتال عليه أجود قضاء وأيسر اقتضاء فلا يشترط رضاه لأن المحيل ربما يمتنع من الحوالة على من يرضاه المحتال لكونه أعسر أو مماطلا فيتضرر به المحتال

هي نقل الدين من ذمة إلى ذمة زيغ في الدين لا فرق بين ما إذا كان على المحتال والمحتال عليه دين مثل دين أو لا كما إذا كان على المحتال دين ولا دين على المحتال عليه وإنما سميت حوالة لأن الدين يتحول من ذمة إلى ذمة وهو يوجب للمحتال على المحيل إلا بالذي وهو أن يتحد الحوالة وإن اختلفا لم يجز كما إذا كان الدين دراهم فأحال بدنانير أو كان حالا فأحال بمؤجل أو كان مؤجلا فأحال بحال ويحتمل ولا شيء له بحلول فعلى قياس قول الشافعي رحمه الله يجوز لأن الحوالة استيفاء عنده وعندنا هي اعتياض وهو بيع فلا يجوز إلا بالتساوي في الحلول والأجل وإنما يجوز بالتحول من ذمة إلى ذمة لأن المحيل يعتاض عن دينه دين المحتال عليه وهو مبادلة دين بدين

وَلَوْ احتال بِمَا لَهُ عَلَى زَيْدٍ وَلِزَيْدٍ عَلَيْهِ ضَمِنَ فَلَانٌ فَلَكَ عَلَيْهِ وَلَكَ عَلَى الْمُحْتَالِ

اگر محتال علیہ کا محتال کے پاس اتنا مال ہے جو محتال کے قرض کے برابر ہے اور محتال محتال علیہ کا قرض دار ہے تو محتال علیہ کا قرض محتال پر ہوگیا اور محتال کا قرض محتال علیہ پر ہوگیا

توضیح اللغات: وَلَوْ (اگر) احتال (حوالہ کیا) بِمَا لَهُ (جو اس کا مال ہے) ضَمِنَ (ضامن ہوا) فَلَكَ عَلَيْهِ (تو اس کا تیرے اوپر)

تشریح الکلمات: قولہ فی قول صلعم حوالہ میں قبول شرط ہے محتال کے ذمہ محتال علیہ کے دوسرے کی طرف دین منتقل کرنے کو حوالہ کہتے ہیں جو محض ایجاب قبول کرنے سے ثابت ہوتا ہے اس کو محتال کہتے ہیں اور محتال علیہ کے دوسرے کی طرف دین منتقل کرنے کو احتال کہتے ہیں اور محتال علیہ کو محتال علیہ اس کو کہتے ہیں جو اپنا قرض کسی پر حوالہ کرے یا اپنے قرض کسی پر حوالہ کرنے والے کو محتال علیہ کہتے ہیں۔

قولہ وتصح الخ حوالہ صرف دین میں صحیح ہوتا ہے عین میں صحیح نہیں ہوتا۔ قولہ قول دین کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ "مالہ ومال ابن آدم الا ما قدم" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کا مال وہی ہے جو آگے بھیجا ہو اور جو مال کہ وارثوں کے لیے چھوڑ جائے وہ اس کا مال نہیں ہے اور حوالہ میں بھی یہی حکم ہے کہ محتال علیہ کا مال وہی ہے جو محتال کے ذمہ ہو اور جو مال کہ محتال علیہ نے اپنے وارثوں کے لیے چھوڑا ہے وہ محتال کا مال نہیں ہے۔

قولہ وبرئ المحیل الخ حوالہ کرنے سے محیل بری ہوجاتا ہے محتال علیہ پر محتال کا کچھ حق نہیں رہتا۔ قولہ قول حدیث میں ہے کہ "الحوالۃ برئ" حوالہ کرنے سے محیل بری ہوجاتا ہے۔ قولہ وبرئ المحتال علیہ الخ محتال علیہ محتال کے حق سے بری ہوجاتا ہے۔ قولہ قول حدیث میں ہے کہ "من احیل علی ملی فلیحتل" جس کو حوالہ کیا جائے مالدار پر تو حوالہ قبول کرل

لہٰذا ہے جس کا ہر جزء جزء کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اس کا کوئی حصہ الگ نہ ہو سکتا ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ میرا یہ مکان تمہارے مکان سے ملا ہوا ہے اور اس کی چھت میرے مکان کی چھت سے ملی ہوئی ہے اور اس کی دیوار میرے مکان کی دیوار سے ملی ہوئی ہے اور اس کا صحن میرے مکان کے صحن سے ملا ہوا ہے اور اس کا دروازہ میرے مکان کے دروازہ سے ملا ہوا ہے اور اس کا پانی میرے مکان کے پانی سے ملا ہوا ہے اور اس کا بیت الخلاء میرے مکان کے بیت الخلاء سے ملا ہوا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ میرا یہ مکان تمہارے مکان سے ملا ہوا ہے اور اس کی چھت میرے مکان کی چھت سے ملی ہوئی ہے اور اس کی دیوار میرے مکان کی دیوار سے ملی ہوئی ہے اور اس کا صحن میرے مکان کے صحن سے ملا ہوا ہے اور اس کا دروازہ میرے مکان کے دروازہ سے ملا ہوا ہے اور اس کا پانی میرے مکان کے پانی سے ملا ہوا ہے اور اس کا بیت الخلاء میرے مکان کے بیت الخلاء سے ملا ہوا ہے۔

قولہ ولو احال الخ یعنی اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ جو مال زید کے پاس ودیعت تھا یعنی میں نے مال عمرو سے کہہ دیا کہ میرا مال زید کے پاس ہے اور عمرو نے اس کو قبول کر لیا تو اس صورت میں اگر زید کے پاس مال ہلاک ہو جائے تو عمرو کا مال ہلاک ہو جائے گا اور زید عمرو کے پاس سے مال نہیں لے سکتا۔ کیونکہ زید کا مال عمرو کے پاس ہلاک ہو جائے گا اور زید کا مال عمرو کے پاس ہلاک ہو جائے گا۔

قولہ وکرہ الخ سلاح بمعنی ہتھیار (یعنی جنگی ہتھیار) کی بیع کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کسی شہر میں گیا اور وہاں اس نے کسی تاجر کے پاس جس کو مال خود قرض دیا اور یہ شرط کر لی کہ وہ لکھا دے فلاں آدمی کے نام یہ مکتوب ہے جو کسی دوسرے شہر میں ہے تاکہ وہاں سے وہ مال وصول کر لے اور اس طرح خطرہ راہ سے محفوظ ہو جائے۔ چونکہ اس صورت میں مقرض کو قرض سے زیادہ حاصل ہوتا ہے یعنی وہ خطرہ راہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور مقرض قرض سے زیادہ حاصل کر لیتا ہے جو حدیث میں اس کی ممانعت ہے اس لئے یہ صورت مکروہ ہے۔

کتاب القضاء

لِمَنْ اَهْلُ الشَّهَادَةِ وَالْفَاسِقُ اَهْلٌ لِلْقَضَاءِ كَمَا هُوَ اَهْلٌ لِلشَّهَادَةِ اِلَّا اَنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُوَلَّدَ

قابل قضاء ہے جو قابل شہادت ہے فاسق بھی قابل قضاء ہے جیسا کہ وہ قابل شہادت ہے مگر مناسب نہیں ہے کہ فاسق کو قاضی بنایا جائے

وَلَوْ كَانَ الْقَاضِيْ عَدْلًا فَفَسَقَ بَعْدَ الْوِلَايَةِ لَا يَنْعَزِلُ وَيَسْتَحِقُّ الْعَزْلَ (اِذَا اَخَذَ الْقَضَاءَ بِالرِّشْوَةِ

اگر قاضی عادل ہو پھر فاسق ہو جائے رشوت لینے کے سبب سے تو معزول نہ ہوگا ہاں مستحق عزل ہو جائے گا اگر حاصل کیا عہدہ قضا رشوت سے تو

لَا يَصِيْرُ قَاضِيًا وَالْفَاسِقُ يَصْلُحُ مُفْتِيًا وَقِيْلَ لَا وَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الْقَاضِيْ فَلَّا فَهِيْمًا حَتّٰى عِنْدَهٗ

قاضی نہ ہوگا فاسق مفتی ہو سکتا ہے اور کہا گیا ہے کہ نہیں اور مناسب نہیں ہے کہ ہو قاضی بدمزاج سخت کہ نہ سمجھنے والا

وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ مَوْثُوْقًا بِهٖ فِيْ عَقْلِهٖ وَعَقْلِهٖ وَصَلَاحِهٖ وَفَهْمِهٖ بِالْكُتُبِ وَالْاٰثَارِ وَوُجُوْهِ الْفِقْهِ

بلکہ ہونا چاہئے قابل اعتماد پر اپنی عقل میں سمجھ میں اور صلاح میں اور سمجھ والا کتابوں کے اقوال اور وجوہ فقہ کے ماہر ہونے میں۔

تَوْضِيْحُ الْمَتْنِ قَضَايَا سَيِّدُنَا عَادِلٌ فَيَكُوْنُ صَالِحًا لِلْعَزْلِ وَهٰذَا ظَاهِرٌ۔

تشریح المتن قولہ کتاب الخ چونکہ قرض اور دیون اور فرائض کے سلسلہ میں اکثر جھگڑے واقع ہوا کرتے ہیں جس کو شرعی قواعد کے مطابق طے کرنا ضروری ہے۔ اس لئے مصنف دیون اور فرائض کے احکام سے فراغت کے بعد قضا کے احکام بیان کر رہا ہے۔ قضا کا لغوی معنی مصدر ہے اور مختلف معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ (۱) حکم کرنا فیصلہ کرنا یا قال قضیت (علی) قضاء بین الخصمین۔ میں نے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ (مصباح) (۲) فرغ قال تعالیٰ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ (۳) فارغ کرنا قول قضیت حاجتی۔ میں نے اپنی ضرورت پوری کر لی۔ اور فارغ ہو گیا۔ (۴) امر کرنا یقال قضی سعید فلان مرگیا (۵) کرنا قول قضیت فلیس میں نے اپنا قرض ادا کر دیا۔ (۶) بیان کرنا قال تعالیٰ وقضینا الیہ ذالک الامر ای اوحینا الیہ واعلمناہ (۷) گزرنا

• اوائل کتاب الی القضاء سے ہدایہ اور شرح وقایہ میں کتاب الحدود ہے اور شرح نقایہ میں کتاب الجنایات ہے

قال القدوری فی قولہ تعالیٰ "ثم تصدالی ہی مصدر لی (۱) منظم ومشہور ہتا۔ قال تعالیٰ "فقضاہن سبع سموات" قال ابو دؤیب وعلیہا مسرودتان قضاہما داؤد او صنع السوابغ تبع الحکم فی شرح میں ضمیر ت کے بعد ہے اور قطع مساوات کو قضا کہتے ہیں" وفیہ الحکم من الخاص بالعمل القضا کے ارکان چودہ ہیں [ ] حکم (۲) محکوم بہ (۳) محکوم علیہ (۴) محکوم لہ (۵) سبب (یعنی مدعی علیہ) (۶) حاکم (۷) طریق (۸) حکم کا ان کی طرف۔

حکم کل قضیا حکمیۃ ۔۔۔ سبب جاح بعد ہذا الحکم
محکم ومحکوم بہ وله ۔۔۔ محکوم علیہ وحاکم وطریق

فائدہ: ابن ہمام نے بعد قضا یعنی تعلیم تین صفات بتائی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے یوم من ہمام بالعدل افضل من عبادۃ ستین عاما امام عادل کا ایک دن ۔۔ ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ علماء کرام نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص بلد القضاء ۔۔۔ لیکن یہ ہو کہ کوئی دوسرا شخص اس کی اہمیت نہ رکھتا ہو تو یہ فرض عین ہے اور اگر اس کے علاوہ اور لوگ بھی اہلیت قضاء رکھتے ہوں تو فرض کفایہ ہے اور اگر کسی کو ظلم کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے اگر ظلم کی جانب ہو تو حرام ہے اور اگر ظلم نہ ہو تو خلاف اولیٰ ہے۔ عدالت کی بہت تاکید ہے۔

قولہ: اہلہ الخ لائق قبول ہونے کی شہادت سے مراد ادائے شہادت ہے کہ محل شہادت پر کھڑے ہو کر حالت میں کسی شہادت پیش کرے۔ مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ قاضی کہیں ہو کہ "لیس لاہل العلم" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قاضی شہادت پر عمل نہیں کر سکتا قاضی پر عمل لازم آئے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ قضاء اور شہادت (ادائے شہادت) میں فرق ہے یعنی قاضی باغ آدمی سے معاملہ دل ہوتا اور اپنا علم ذاتی الگ ہے۔ کونکہ ذاتی علم اوصاف شہادت و صف قضاء سے مشہور ہے اس لئے وہ صفت قضاء کو اوصاف شہادت سے بیان کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شروط القضاء تسع علیک بحفظها ۔۔۔ تحر سرعاً فی طلابک تعملا
بلوغ وإسلام وعقل وعدل ۔۔۔ فصیح به فصل الخصومۃ قد جلا
ورؤیۃ حکماً دون صبح لدعوۃ ۔۔۔ وخرسا سمع ولا بصار قد ولا
وفقدان حد القذف قد شرطوا له ۔۔۔ کما لیس زین العابدین فی العجز عجملا

قولہ والفاسق الخ جب یہ بات طے ہو گئی کہ فاسق کی شہادت ہے۔ واقعی قضا بھی ہے تو فاسق شخص قضاء کا اہل نہیں کیونکہ وہ شہادت کا اہل ہے مگر فاسق کو قاضی بنانا چاہئے۔ کیونکہ قضاء تکمیل امانت ہے اور فاسق امور دین میں قلت مبالاۃ کی وجہ سے امانت دین کی لائق نہیں اسلئے اس کو قاضی نہیں بنانا چاہئے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فاسق جائز ہے کیونکہ نواورات میں ہمارے ائمہ ثلاثہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ علامہ شلبی فرماتے ہیں کہ فتویٰ اسی قول پر دیا جاتا ہے خصوصاً اس زمانہ میں لیکن صحیح ظاہر الروایہ میں ہے کہ گو اس کا اختیار کیا جائے تو قضا کا۔ علامہ شامی بھی فرماتے ہیں کہ اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ زمانہ میں یہی جو صفت ہے ذکر کیا ہے ذہبی اصح ہے جیسا کہ عنایہ اور علامہ زیلعی نے کہا ہے۔

قولہ ولو کان الخ شروع میں قاضی عادل ہو اور پھر رشوت لینے یا بھاری گناہ کبیرہ کرنے کی وجہ سے فاسق ہو جائے تو وہ لائق معزولی ہو جاتا ہے یا نہیں، دونوں پہلوؤں کو طرفین نے ذکر کیا ہے۔ یہ اصح ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے لوگوں کی نظر سے گر جاتا ہے (لجہالتی عن الوقائع) بعض حضرات کے نزدیک معزول نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کی ولایت عامہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ اور اگر کوئی رشوت دیکر عہدہ قضا حاصل کیا

مولانا وسیدنا ومولی الانام صلی اللہ علیہ السلام لعن الراشی والمرتشی والرائش

(ف ۱ مقدمہ اولی) اگر کوئی قاضی رشوت لیکر فیصلہ دے تو اس کا فیصلہ نافذ ہوگا یا نہیں؟ اس میں تین قول ہیں جن کو صاحب کنز نے مقدمہ اولی سے نقل کیا ہے۔ (۱) اس مقدمہ میں رشوت ہی ہے اس لئے حکم نافذ ہوگا۔ (۲) مگر مقدمات میں نافذ ہوگا جن میں انسان کا مال ہے۔ (۳) دونوں میں غیر نافذ ہے۔ (۳) دونوں میں نافذ ہے۔ یہ ہر دو کی قائل ہے اور صحیح القدوری میں کہ ترجیح اسی کو دی ہے کیونکہ رشوت حرام لعینہ ہے اور پہلے گزر چکا کہ ایسی موجب حرمان حسی تو اس کی وجہ سے حکم نافذ نہ ہوگا۔

(ف ۲ مقدمہ ثانیہ) رشوت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جو شے لینے والا دینے والے کی ہر حرام سے جیسے ظلم قتل وغیرہ رشوت پر ہو۔ (۲) نافذ قاضی کو حکم کیلئے۔ پہلے پر بھی دونوں حرام ہے قولہ محرم ہونے کا ہے۔ (۳) جو اس لئے دے کہ رشوت لینے والا سلطان اور حاکم کے پاس اس کا کام بنوا دے خواہ وہ کام ہو بھی جائز مصلحت پر مبنی ہو یہ لینے والے پر حرام ہے دینے والے پر نہیں۔ (۴) جو خود قوی الی الظالم کے خوف سے تاکہ وہ اس کا خوف ہو یا اس کا مدد دے یا بچائے یہ دینے والے پر حرام ہے۔ (حاشیہ الاشباہ والنظائر)

قولہ ولا یصح بضم الیاء ای لا یصح من علامات الفقہ ای الفقیہ

بعض کہتے ہیں کہ یہ مقلق ہوسکتا ہے کیونکہ فقہ کی تعریف ہے کہ "العلم بالاحکام الشرعیۃ عن ادلتہا التفصیلیۃ" اس کی کوشش کرتا ہے۔ مصنف نے اس قول کو مقدم کرکے اس کی طرف اشارہ کیا ہے مگر صاحب بحر نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ظاہر تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد سے تو اس لئے اور مسئلہ پوچھنا لاقال سوال کرنا اس لئے کہ اکثر کا بھی یہی قول ہے۔ اسی پر صاحب فتح نے جزم کیا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ بعید سے متاخرین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

والاجتہاد شرط الاولویۃ وقیل یکفی ان یکون عدلا و کرہ التقلد لمن خاف العجز

اور مجتہد ہونا شرط ہے بہتر ہونے کی اور کہتے ہیں کہ اتنا ہی کافی ہے کہ عادل ہو اور مکروہ ہے عہدہ قضا قبول کرنا اس کے لئے جس کو عجز کے کا خوف ہو

وان امہ لا ولا یسألہ ویحضر تعلم الفقہاء من السلطان لعادل والجائر ومن اہل البغی فی غلبتہم

اگر اس سے ماں ہو تو نہیں اور اس کا سوال نہ کرے اور حاضر ہو تعلیم فقہاء کی سلطان عادل اور جائر اور باغیوں سے جب کہ ان کا غلبہ ہو

یسأل فجور قاض قبلہ ویقبل ان فیہا المجالس والمحاضر وغیرہما ویظہر لی حال

تو پوچھ کرے پہلے قاضی کا فجور اور وہ جگہ جہاں مجلس قاضی کی اور حاضر ہونے کی ہے اور ظاہر ہوتی ہیں اور کچھ فیہ ہیں کہ حالت میں ہو

المحجوبین فمن اقر بحق او قامت علیہ بینۃ لزمہ والا ردی علیہ وعمل فی الود ائع وغلاب الوقف

کافر کے پاس یا جو پوشیدہ ہو جائے تو اس پر حق لازم کرے اور نہ ہو تو نہ لازم کرے اور ودائع میں عمل کرے اور وقف کی غلبہ میں

بینۃ او اقرار وله یعمل بقول المعزول الا ان یقر دراهب انه سلمها الیه فیقبل قوله فیه

جیسا اقرار پر اور عمل کرے معزول قاضی کی بات پر مگر یہ کہ اقرار کرے قاضی کہ یہ ان اوقاف کی معزول نے دیدیے تو اس میں اقرار قبول کرے

احکام قضاء کا بیان

قولہ القضاء یہ قضاء جائز ہونا اس کا ان شرائط کے ساتھ جو عنقریب آئیں گی اور اس کے احکام جو لکھے جائیں گے ان کے قطع نظر سے مصدر ہے۔

تشریح الفقہ قولہ والاجتہاد الخ قاضی کیلئے اجتہاد کا درجہ ضروری نہیں۔ ظاہر الروایہ یہی ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس دور میں کسی کا مجتہد ہونا مشکل ہے۔ حضرت علیؓ سے حضرت شریحؒ کا قاضی بنایا جانا اس وقت حدیث امن تھے مرتب ہونے سے پہلے ارتفاع کے زمانہ کے لحاظ سے ہے۔ ظاہر کلام صاحب قدوری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے نیز امام محمدؒ سے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ مقلد کا قاضی ہونا بھی صحیح ہے لیکن اصح صحیح مالک حنفاء۔

قولہ ولا یسالہ الخ یعنی زبان سے عہدہ قضا کا سوال نہ کرے۔ دل سے اس کی خواہش بھی نہ کرے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قضا کا سوال کرے گا اس کو اس کی ذات کے سپرد کیا جائے گا۔ (یعنی اس کو من جانب اللہ توفیق خیر نہ ہوگی) اور جس پر جبر کیا جائے گا (یعنی اس کو زبردستی قاضی کیا جائے گا) اس پر فرشتہ نازل ہوگا جو اس کو سیدھا مستقیم پر قائم رکھے گا۔ لحدیث ۔

احذر من الولایات او بعد لهن من الحتوف
واقرب الولایة والوکا له وهو صابة والوقوف

قولہ ویجوز الخ شاہ وقت کی جانب سے عہدہ قضا قبول کرنا جائز ہے خواہ ارشاد عادل ہو یا ظالم کیونکہ صحابہ کرام سے امیر معاویہ کی طرف سے عہدہ قضا قبول کرنا ثابت ہے حالانکہ وہ باغی پر تھے اور حضرت علی حق پر تھے۔ نیز علماء سے رجوع کرنے کا مامور بہ عہدہ قضا اور کیا اور خراج کے کام کا ہونا ہر ہونے میں کوئی شک ہی نہیں فانہ علی اصل الاول وصلہ۔

قولہ وعمل فی الوقائع الخ قاضی منصوب والی ولایت اور عامل وقف میں گواہی یا قاضی کے قرار پر عمل کرنے اور قاضی معزول کے فیصلوں پر نظر نہ کرے۔ کیونکہ اب وہ بمنزلہ کالعدم ہے۔ ہاں اگر قاضی یہ اقرار کرے کہ قاضی معزول نے مجھ کو وقائع اور فیصلوں کا قابل بنایا تھا تو قاضی معزول کا قرار قابل قبول ہوگا۔ کیونکہ قاضی کے قرار سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قاضی معزول کا بنایا ہوا تھا۔ محمد حنیف غفرلہ

وَيُقْضَى فِي الْمَسْجِدِ أَوْ دَارِهِ وَيُرَدُّ هَدِيَّةُ لَا مِنْ قَرِيبٍ أَوْ مِمَّنْ جَرَتْ عَادَتُهُ بِذَلِكَ وَدَعْوَةُ خَاصَّةٌ

اور فیصلہ کرے مسجد میں یا اپنے گھر میں اور واپس کردے ہدیہ مگر ہدیہ رشتہ دار یا اس کی عادت ہے ہدیہ دینے کی اور واپس کردے خصوصی دعوت کو

وَيَعُودُ الْمَرِيضَ وَيُسَوِّي بَيْنَهُمْ خُصُومٌ وَاقْبَالاً

اور آئے جنازہ کے لئے اور عیادت کرے اور برابری کرے مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان بیٹھنے اور متوجہ ہونے میں

وَلَا يَقْبَلُ عَلَى مُسَارَّةِ أَحَدِهِمَا وَيَقْبَلُ شَهَادَتَهُ وَيُضَيِّفُ وَيُجِيبُ الدَّعْوَةَ وَيَعُودُ الْمَرِيضَ

اور اعتراض کرے کسی ایک سے سرگوشی شامل نہ ہو گواہی قبول کرے اور مہمانی کرے اور قبول کرے دعوت کو اور عیادت کرے

بقیہ احکام قضاء

تشریح الفقہ قولہ ویقضی الخ قاضی مسجد میں یا اپنے گھر میں فیصلہ کرے اور لوگوں کو آنے کی عام اجازت دے قاضی شافعی کا مذہب ہے کہ مسجد میں فیصلہ نہ کرے کیونکہ مسجد میں فیصلہ چاہے گے۔ کسی کی تخصیص نہیں ہر شخص آئے گا شرک بھی آئے گا اور اجازت عام ہے اور

حاضر عورت بھی آسکے گی جس کے لئے دخول مسجد جائز نہیں۔ دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے معتکف میں عصمات کا بھی فرماتے تھے چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت کعب بن مالک کا بکرہ قرض تھا آپ نے مسجد میں تقاضا کیا دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں آنحضرت ﷺ آواز سن کر تشریف لائے اور حضرت کعب کو حکم سے اشارہ کیا کہ کچھ قرض معاف کردے حضرت کعب نے عرض کیا حضور آپ نے فرمایا تھا [illegible] لیکن حدیث میں کہا ہے کہ اس حدیث سے جواز ثابت ہوتا ہے اولیٰ طریق علماء متاخرین نا امین تھے اور غیر ہم فصل خصومات کے لئے مسجد میں بیٹھتے تھے۔ بدلہ تحریر نبیذی کے

پاس حضرت عمر بن خطاب کرمان سربان کا بھیجا کہا گیا ہے اور حضرت شریح قاضی کوفی بن الحر عن الحر بن عمرو بن حرام سعد بن ابراہیم عبداللہ بن عتبہ وغیرہم فیصلوں کیلئے مسجد میں بیٹھتے تھے۔ ہر کیف تعامل چونکہ ایک اہم ترین عبادت ہے اس نے نماز کی طرح یہ بھی مسجد کی بنا شد چاہئے۔ رہا مسئلہ مثالی کا استدلال ہم جواب یہ ہے کہ مشرک کی حاجت سے مسجد طہارت کیوں بلکہ نجاست باطنی (اعتقادی) امر ہے اور حائضہ عورت اپنے حیض سے اخیر کر دیگی تو قاضی اس کے لئے مسجد کے دروازے بند کر دیگا۔

تنقیح۔ علامہ حموی نے کہا ہے کہ زمان سابق کے قاضی فیصلہ کے لئے مسجد میں بیٹھنا صحیح تھا ہمارے زمانہ کیلئے مناسب نہیں۔ کیونکہ اب لوگ قاضی مسجد کا احترام نہیں کرتے۔ اور مساجد میں دوکام کرتے ہیں نوبہ گز زیبا ہیں حتیٰ کہ بدبودار کی حاضری میں داخل ہونے سے بھی احتراز نہیں کرتے۔

قولہ ویرد ھدیۃ الخ قاضی پر ہدیہ قبول کرنا حرام ہے۔ مائیں کہ کسی بڑے کوئی فرد ارباب شخص ہدیہ پیش کرے جس کی قبل از قضا دیا ہے کی عادت تھی تو ان کے معاملہ تحمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ ہدیہ عادت قدیمہ سے متعلق میں خصومت نہ ہو اور قبول نہ کرے۔ عدم قبول ہدیہ کی اصل دلیل وہ حدیث ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے ایک عامل کے متعلق فرمایا تھا "ھلا جلس فی بیت ابیہ وامہ فینظر یھدی لہ ام لا" (اس نے ایسا کیوں نہ کیا کہ گھر میں بیٹھا رہتا کہ دیکھا جاتا کہ اس کو ہدیہ ملتا ہے یا نہیں) جس میں واضح طور سے قاضی کی حاضری ہدیہ کی وجہ بتائی گئی ہے اگر حب عادت کو ہدیہ ملتا ہو جائے کہ قاضی نہیں رہے گا تو وہ ہدیہ نہ کرے۔ حنفی کے نزدیک ہدیہ مطلقاً حرام ہے خصومت قطعہ کے علاوہ بھی خصومت خاصہ ہے۔ بعض کے نزدیک زمانہ قدیمہ تک خصومت خاصہ ہے اس سے زیادہ خصومت عامہ۔

قولہ ویسوی الخ قاضی کے لئے ضروری ہے کہ دو خصمین دعویٰ اور مدعیٰ علیہ کے درمیان بیٹھے۔ اور متوجہ ہونے میں مساوات برتے اور سرگوشی اشارہ بالید اور ایسی تفہیم حجت اور نیابت وغیرہ سے پرہیز کرے۔ کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور قاضی پر تہمت نہ لگے۔ ظہیریہ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص مقدمہ لانا چاہے تو اسے چاہئے کہ مسلمانوں کے درمیان نشست اختیار کرے اور ان کے درمیان برابری سے بیٹھے اور خصمین پر آواز بلند نہ کرے تو طرفین کے نزدیک قاضی شہادت کو شہادت نہ کرے گا جس میں دو خصمین کی مخالفت ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ (ایک قول کے مطابق) امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ گر شاہد پر حجت ثابت ہو جس کی وجہ سے دو شہادت قبول کرنا واجب ہو جائے تو اس کی شہادت میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ محل تہمت نہ ہو کیونکہ گر اس کو قبول نہ کی جائے تو حقوق ضائع ہو جائے گا۔ جزاء ترتیب وغیرہ میں ہے کہ متعلقہ قضائی قاضی امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔ جو بقول علامہ طحطاوی کوئی پسند کرتا ہے

---

۱ [illegible] قال علیہ السلام "اذا اختصم الیکم احد فلا تقضوا [illegible] ۲ [illegible] قال علیہ السلام لکعب [illegible] ۳ [illegible] ۴ [illegible] ۵ [illegible] ۶ [illegible] ۷ [illegible] ۸ [illegible] ۹ [illegible] ۱۰ [illegible] ۱۱ [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۳ [illegible] ۱۴ [illegible] ۱۵ [illegible] ۱۶ [illegible] ۱۷ [illegible] ۱۸ [illegible] ۱۹ [illegible] ۲۰ [illegible] ۲۱ [illegible] ۲۲ [illegible] ۲۳ [illegible] ۲۴ [illegible] ۲۵ [illegible] ۲۶ [illegible] ۲۷ [illegible] ۲۸ [illegible] ۲۹ [illegible] ۳۰ [illegible] ۳۱ [illegible] ۳۲ [illegible] ۳۳ [illegible] ۳۴ [illegible] ۳۵ [illegible] ۳۶ [illegible] ۳۷ [illegible] ۳۸ [illegible] ۳۹ [illegible] ۴۰ [illegible] ۴۱ [illegible] ۴۲ [illegible] ۴۳ [illegible] ۴۴ [illegible] ۴۵ [illegible] ۴۶ [illegible] ۴۷ [illegible] ۴۸ [illegible] ۴۹ [illegible] ۵۰ [illegible] ۵۱ [illegible] ۵۲ [illegible] ۵۳ [illegible] ۵۴ [illegible] ۵۵ [illegible] ۵۶ [illegible] ۵۷ [illegible] ۵۸ [illegible] ۵۹ [illegible] ۶۰ [illegible] ۶۱ [illegible] ۶۲ [illegible] ۶۳ [illegible] ۶۴ [illegible] ۶۵ [illegible] ۶۶ [illegible] ۶۷ [illegible] ۶۸ [illegible] ۶۹ [illegible] ۷۰ [illegible] ۷۱ [illegible] ۷۲ [illegible] ۷۳ [illegible] ۷۴ [illegible] ۷۵ [illegible] ۷۶ [illegible] ۷۷ [illegible] ۷۸ [illegible] ۷۹ [illegible] ۸۰ [illegible] ۸۱ [illegible] ۸۲ [illegible] ۸۳ [illegible] ۸۴ [illegible] ۸۵ [illegible] ۸۶ [illegible] ۸۷ [illegible] ۸۸ [illegible] ۸۹ [illegible] ۹۰ [illegible] ۹۱ [illegible] ۹۲ [illegible] ۹۳ [illegible] ۹۴ [illegible] ۹۵ [illegible] ۹۶ [illegible] ۹۷ [illegible] ۹۸ [illegible] ۹۹ [illegible] ۱۰۰ [illegible] ۱۰۱ [illegible] ۱۰۲ [illegible] ۱۰۳ [illegible] ۱۰۴ [illegible] ۱۰۵ [illegible] ۱۰۶ [illegible] ۱۰۷ [illegible] ۱۰۸ [illegible] ۱۰۹ [illegible] ۱۱۰ [illegible] ۱۱۱ [illegible] ۱۱۲ [illegible] ۱۱۳ [illegible] ۱۱۴ [illegible] ۱۱۵ [illegible] ۱۱۶ [illegible] ۱۱۷ [illegible] ۱۱۸ [illegible] ۱۱۹ [illegible] ۱۲۰ [illegible] ۱۲۱ [illegible] ۱۲۲ [illegible] ۱۲۳ [illegible] ۱۲۴ [illegible] ۱۲۵ [illegible] ۱۲۶ [illegible] ۱۲۷ [illegible] ۱۲۸ [illegible] ۱۲۹ [illegible] ۱۳۰ [illegible] ۱۳۱ [illegible] ۱۳۲ [illegible] ۱۳۳ [illegible] ۱۳۴ [illegible] ۱۳۵ [illegible] ۱۳۶ [illegible] ۱۳۷ [illegible] ۱۳۸ [illegible] ۱۳۹ [illegible] ۱۴۰ [illegible] ۱۴۱ [illegible] ۱۴۲ [illegible] ۱۴۳ [illegible] ۱۴۴ [illegible] ۱۴۵ [illegible] ۱۴۶ [illegible] ۱۴۷ [illegible] ۱۴۸ [illegible] ۱۴۹ [illegible] ۱۵۰ [illegible] ۱۵۱ [illegible] ۱۵۲ [illegible] ۱۵۳ [illegible] ۱۵۴ [illegible] ۱۵۵ [illegible] ۱۵۶ [illegible] ۱۵۷ [illegible] ۱۵۸ [illegible] ۱۵۹ [illegible] ۱۶۰ [illegible] ۱۶۱ [illegible] ۱۶۲ [illegible] ۱۶۳ [illegible] ۱۶۴ [illegible] ۱۶۵ [illegible] ۱۶۶ [illegible] ۱۶۷ [illegible] ۱۶۸ [illegible] ۱۶۹ [illegible] ۱۷۰ [illegible] ۱۷۱ [illegible] ۱۷۲ [illegible] ۱۷۳ [illegible] ۱۷۴ [illegible] ۱۷۵ [illegible] ۱۷۶ [illegible] ۱۷۷ [illegible] ۱۷۸ [illegible] ۱۷۹ [illegible] ۱۸۰ [illegible] ۱۸۱ [illegible] ۱۸۲ [illegible] ۱۸۳ [illegible] ۱۸۴ [illegible] ۱۸۵ [illegible] ۱۸۶ [illegible] ۱۸۷ [illegible] ۱۸۸ [illegible] ۱۸۹ [illegible] ۱۹۰ [illegible] ۱۹۱ [illegible] ۱۹۲ [illegible] ۱۹۳ [illegible] ۱۹۴ [illegible] ۱۹۵ [illegible] ۱۹۶ [illegible] ۱۹۷ [illegible] ۱۹۸ [illegible] ۱۹۹ [illegible] ۲۰۰ [illegible] ۲۰۱ [illegible] ۲۰۲ [illegible] ۲۰۳ [illegible] ۲۰۴ [illegible] ۲۰۵ [illegible] ۲۰۶ [illegible] ۲۰۷ [illegible] ۲۰۸ [illegible] ۲۰۹ [illegible] ۲۱۰ [illegible] ۲۱۱ [illegible] ۲۱۲ [illegible] ۲۱۳ [illegible] ۲۱۴ [illegible] ۲۱۵ [illegible] ۲۱۶ [illegible] ۲۱۷ [illegible] ۲۱۸ [illegible] ۲۱۹ [illegible] ۲۲۰ [illegible] ۲۲۱ [illegible] ۲۲۲ [illegible] ۲۲۳ [illegible] ۲۲۴ [illegible] ۲۲۵ [illegible] ۲۲۶ [illegible] ۲۲۷ [illegible] ۲۲۸ [illegible] ۲۲۹ [illegible] ۲۳۰ [illegible] ۲۳۱ [illegible] ۲۳۲ [illegible] ۲۳۳ [illegible] ۲۳۴ [illegible] ۲۳۵ [illegible] ۲۳۶ [illegible] ۲۳۷ [illegible] ۲۳۸ [illegible] ۲۳۹ [illegible] ۲۴۰ [illegible] ۲۴۱ [illegible] ۲۴۲ [illegible] ۲۴۳ [illegible] ۲۴۴ [illegible] ۲۴۵ [illegible] ۲۴۶ [illegible] ۲۴۷ [illegible] ۲۴۸ [illegible] ۲۴۹ [illegible] ۲۵۰ [illegible] ۲۵۱ [illegible] ۲۵۲ [illegible] ۲۵۳ [illegible] ۲۵۴ [illegible] ۲۵۵ [illegible] ۲۵۶ [illegible] ۲۵۷ [illegible] ۲۵۸ [illegible] ۲۵۹ [illegible] ۲۶۰ [illegible] ۲۶۱ [illegible] ۲۶۲ [illegible] ۲۶۳ [illegible] ۲۶۴ [illegible] ۲۶۵ [illegible] ۲۶۶ [illegible] ۲۶۷ [illegible] ۲۶۸ [illegible] ۲۶۹ [illegible] ۲۷۰ [illegible] ۲۷۱ [illegible] ۲۷۲ [illegible] ۲۷۳ [illegible] ۲۷۴ [illegible] ۲۷۵ [illegible] ۲۷۶ [illegible] ۲۷۷ [illegible] ۲۷۸ [illegible] ۲۷۹ [illegible] ۲۸۰ [illegible] ۲۸۱ [illegible] ۲۸۲ [illegible] ۲۸۳ [illegible] ۲۸۴ [illegible] ۲۸۵ [illegible] ۲۸۶ [illegible] ۲۸۷ [illegible] ۲۸۸ [illegible] ۲۸۹ [illegible] ۲۹۰ [illegible] ۲۹۱ [illegible] ۲۹۲ [illegible] ۲۹۳ [illegible] ۲۹۴ [illegible] ۲۹۵ [illegible] ۲۹۶ [illegible] ۲۹۷ [illegible] ۲۹۸ [illegible] ۲۹۹ [illegible] ۳۰۰ [illegible] ۳۰۱ [illegible] ۳۰۲ [illegible] ۳۰۳ [illegible] ۳۰۴ [illegible] ۳۰۵ [illegible] ۳۰۶ [illegible] ۳۰۷ [illegible] ۳۰۸ [illegible] ۳۰۹ [illegible] ۳۱۰ [illegible] ۳۱۱ [illegible] ۳۱۲ [illegible] ۳۱۳ [illegible] ۳۱۴ [illegible] ۳۱۵ [illegible] ۳۱۶ [illegible] ۳۱۷ [illegible] ۳۱۸ [illegible] ۳۱۹ [illegible] ۳۲۰ [illegible] ۳۲۱ [illegible] ۳۲۲ [illegible] ۳۲۳ [illegible] ۳۲۴ [illegible] ۳۲۵ [illegible] ۳۲۶ [illegible] ۳۲۷ [illegible] ۳۲۸ [illegible] ۳۲۹ [illegible] ۳۳۰ [illegible] ۳۳۱ [illegible] ۳۳۲ [illegible] ۳۳۳ [illegible] ۳۳۴ [illegible] ۳۳۵ [illegible] ۳۳۶ [illegible] ۳۳۷ [illegible] ۳۳۸ [illegible] ۳۳۹ [illegible] ۳۴۰ [illegible] ۳۴۱ [illegible] ۳۴۲ [illegible] ۳۴۳ [illegible] ۳۴۴ [illegible] ۳۴۵ [illegible] ۳۴۶ [illegible] ۳۴۷ [illegible] ۳۴۸ [illegible] ۳۴۹ [illegible] ۳۵۰ [illegible] ۳۵۱ [illegible] ۳۵۲ [illegible] ۳۵۳ [illegible] ۳۵۴ [illegible] ۳۵۵ [illegible] ۳۵۶ [illegible] ۳۵۷ [illegible] ۳۵۸ [illegible] ۳۵۹ [illegible] ۳۶۰ [illegible] ۳۶۱ [illegible] ۳۶۲ [illegible] ۳۶۳ [illegible] ۳۶۴ [illegible] ۳۶۵ [illegible] ۳۶۶ [illegible] ۳۶۷ [illegible] ۳۶۸ [illegible] ۳۶۹ [illegible] ۳۷۰ [illegible] ۳۷۱ [illegible] ۳۷۲ [illegible] ۳۷۳ [illegible] ۳۷۴ [illegible] ۳۷۵ [illegible] ۳۷۶ [illegible] ۳۷۷ [illegible] ۳۷۸ [illegible] ۳۷۹ [illegible] ۳۸۰ [illegible] ۳۸۱ [illegible] ۳۸۲ [illegible] ۳۸۳ [illegible] ۳۸۴ [illegible] ۳۸۵ [illegible] ۳۸۶ [illegible] ۳۸۷ [illegible] ۳۸۸ [illegible] ۳۸۹ [illegible] ۳۹۰ [illegible] ۳۹۱ [illegible] ۳۹۲ [illegible] ۳۹۳ [illegible] ۳۹۴ [illegible] ۳۹۵ [illegible] ۳۹۶ [illegible] ۳۹۷ [illegible] ۳۹۸ [illegible] ۳۹۹ [illegible] ۴۰۰ [illegible] ۴۰۱ [illegible] ۴۰۲ [illegible] ۴۰۳ [illegible] ۴۰۴ [illegible] ۴۰۵ [illegible] ۴۰۶ [illegible] ۴۰۷ [illegible] ۴۰۸ [illegible] ۴۰۹ [illegible] ۴۱۰ [illegible] ۴۱۱ [illegible] ۴۱۲ [illegible] ۴۱۳ [illegible] ۴۱۴ [illegible] ۴۱۵ [illegible] ۴۱۶ [illegible] ۴۱۷ [illegible] ۴۱۸ [illegible] ۴۱۹ [illegible] ۴۲۰ [illegible] ۴۲۱ [illegible] ۴۲۲ [illegible] ۴۲۳ [illegible] ۴۲۴ [illegible] ۴۲۵ [illegible] ۴۲۶ [illegible] ۴۲۷ [illegible] ۴۲۸ [illegible] ۴۲۹ [illegible] ۴۳۰ [illegible] ۴۳۱ [illegible] ۴۳۲ [illegible] ۴۳۳ [illegible] ۴۳۴ [illegible] ۴۳۵ [illegible] ۴۳۶ [illegible] ۴۳۷ [illegible] ۴۳۸ [illegible] ۴۳۹ [illegible] ۴۴۰ [illegible] ۴۴۱ [illegible] ۴۴۲ [illegible] ۴۴۳ [illegible] ۴۴۴ [illegible] ۴۴۵ [illegible] ۴۴۶ [illegible] ۴۴۷ [illegible] ۴۴۸ [illegible] ۴۴۹ [illegible] ۴۵۰ [illegible] ۴۵۱ [illegible] ۴۵۲ [illegible] ۴۵۳ [illegible] ۴۵۴ [illegible] ۴۵۵ [illegible] ۴۵۶ [illegible] ۴۵۷ [illegible] ۴۵۸ [illegible] ۴۵۹ [illegible] ۴۶۰ [illegible] ۴۶۱ [illegible] ۴۶۲ [illegible] ۴۶۳ [illegible] ۴۶۴ [illegible] ۴۶۵ [illegible] ۴۶۶ [illegible] ۴۶۷ [illegible] ۴۶۸ [illegible] ۴۶۹ [illegible] ۴۷۰ [illegible] ۴۷۱ [illegible] ۴۷۲ [illegible] ۴۷۳ [illegible] ۴۷۴ [illegible] ۴۷۵ [illegible] ۴۷۶ [illegible] ۴۷۷ [illegible] ۴۷۸ [illegible] ۴۷۹ [illegible] ۴۸۰ [illegible] ۴۸۱ [illegible] ۴۸۲ [illegible] ۴۸۳ [illegible] ۴۸۴ [illegible] ۴۸۵ [illegible] ۴۸۶ [illegible] ۴۸۷ [illegible] ۴۸۸ [illegible] ۴۸۹ [illegible] ۴۹۰ [illegible] ۴۹۱ [illegible] ۴۹۲ [illegible] ۴۹۳ [illegible] ۴۹۴ [illegible] ۴۹۵ [illegible] ۴۹۶ [illegible] ۴۹۷ [illegible] ۴۹۸ [illegible] ۴۹۹ [illegible] ۵۰۰ [illegible] ۵۰۱ [illegible] ۵۰۲ [illegible] ۵۰۳ [illegible] ۵۰۴ [illegible] ۵۰۵ [illegible] ۵۰۶ [illegible] ۵۰۷ [illegible] ۵۰۸ [illegible] ۵۰۹ [illegible] ۵۱۰ [illegible] ۵۱۱ [illegible] ۵۱۲ [illegible] ۵۱۳ [illegible] ۵۱۴ [illegible] ۵۱۵ [illegible] ۵۱۶ [illegible] ۵۱۷ [illegible] ۵۱۸ [illegible] ۵۱۹ [illegible] ۵۲۰ [illegible] ۵۲۱ [illegible] ۵۲۲ [illegible] ۵۲۳ [illegible] ۵۲۴ [illegible] ۵۲۵ [illegible] ۵۲۶ [illegible] ۵۲۷ [illegible] ۵۲۸ [illegible] ۵۲۹ [illegible] ۵۳۰ [illegible] ۵۳۱ [illegible] ۵۳۲ [illegible] ۵۳۳ [illegible] ۵۳۴ [illegible] ۵۳۵ [illegible] ۵۳۶ [illegible] ۵۳۷ [illegible] ۵۳۸ [illegible] ۵۳۹ [illegible] ۵۴۰ [illegible] ۵۴۱ [illegible] ۵۴۲ [illegible] ۵۴۳ [illegible] ۵۴۴ [illegible] ۵۴۵ [illegible] ۵۴۶ [illegible] ۵۴۷ [illegible] ۵۴۸ [illegible] ۵۴۹ [illegible] ۵۵۰ [illegible] ۵۵۱ [illegible] ۵۵۲ [illegible] ۵۵۳ [illegible] ۵۵۴ [illegible] ۵۵۵ [illegible] ۵۵۶ [illegible] ۵۵۷ [illegible] ۵۵۸ [illegible] ۵۵۹ [illegible] ۵۶۰ [illegible] ۵۶۱ [illegible] ۵۶۲ [illegible] ۵۶۳ [illegible] ۵۶۴ [illegible] ۵۶۵ [illegible] ۵۶۶ [illegible] ۵۶۷ [illegible] ۵۶۸ [illegible] ۵۶۹ [illegible] ۵۷۰ [illegible] ۵۷۱ [illegible] ۵۷۲ [illegible] ۵۷۳ [illegible] ۵۷۴ [illegible] ۵۷۵ [illegible] ۵۷۶ [illegible] ۵۷۷ [illegible] ۵۷۸ [illegible] ۵۷۹ [illegible] ۵۸۰ [illegible] ۵۸۱ [illegible] ۵۸۲ [illegible] ۵۸۳ [illegible] ۵۸۴ [illegible] ۵۸۵ [illegible] ۵۸۶ [illegible] ۵۸۷ [illegible] ۵۸۸ [illegible] ۵۸۹ [illegible] ۵۹۰ [illegible] ۵۹۱ [illegible] ۵۹۲ [illegible] ۵۹۳ [illegible] ۵۹۴ [illegible] ۵۹۵ [illegible] ۵۹۶ [illegible] ۵۹۷ [illegible] ۵۹۸ [illegible] ۵۹۹ [illegible] ۶۰۰ [illegible] ۶۰۱ [illegible] ۶۰۲ [illegible] ۶۰۳ [illegible] ۶۰۴ [illegible] ۶۰۵ [illegible] ۶۰۶ [illegible] ۶۰۷ [illegible] ۶۰۸ [illegible] ۶۰۹ [illegible] ۶۱۰ [illegible] ۶۱۱ [illegible] ۶۱۲ [illegible] ۶۱۳ [illegible] ۶۱۴ [illegible] ۶۱۵ [illegible] ۶۱۶ [illegible] ۶۱۷ [illegible] ۶۱۸ [illegible] ۶۱۹ [illegible] ۶۲۰ [illegible] ۶۲۱ [illegible] ۶۲۲ [illegible] ۶۲۳ [illegible] ۶۲۴ [illegible] ۶۲۵ [illegible] ۶۲۶ [illegible] ۶۲۷ [illegible] ۶۲۸ [illegible] ۶۲۹ [illegible] ۶۳۰ [illegible] ۶۳۱ [illegible] ۶۳۲ [illegible] ۶۳۳ [illegible] ۶۳۴ [illegible] ۶۳۵ [illegible] ۶۳۶ [illegible] ۶۳۷ [illegible] ۶۳۸ [illegible] ۶۳۹ [illegible] ۶۴۰ [illegible] ۶۴۱ [illegible] ۶۴۲ [illegible] ۶۴۳ [illegible] ۶۴۴ [illegible] ۶۴۵ [illegible] ۶۴۶ [illegible] ۶۴۷ [illegible] ۶۴۸ [illegible] ۶۴۹ [illegible] ۶۵۰ [illegible] ۶۵۱ [illegible] ۶۵۲ [illegible] ۶۵۳ [illegible] ۶۵۴ [illegible] ۶۵۵ [illegible] ۶۵۶ [illegible] ۶۵۷ [illegible] ۶۵۸ [illegible] ۶۵۹ [illegible] ۶۶۰ [illegible] ۶۶۱ [illegible] ۶۶۲ [illegible] ۶۶۳ [illegible] ۶۶۴ [illegible] ۶۶۵ [illegible] ۶۶۶ [illegible] ۶۶۷ [illegible] ۶۶۸ [illegible] ۶۶۹ [illegible] ۶۷۰ [illegible] ۶۷۱ [illegible] ۶۷۲ [illegible] ۶۷۳ [illegible] ۶۷۴ [illegible] ۶۷۵ [illegible] ۶۷۶ [illegible] ۶۷۷ [illegible] ۶۷۸ [illegible] ۶۷۹ [illegible] ۶۸۰ [illegible] ۶۸۱ [illegible] ۶۸۲ [illegible] ۶۸۳ [illegible] ۶۸۴ [illegible] ۶۸۵ [illegible] ۶۸۶ [illegible] ۶۸۷ [illegible] ۶۸۸ [illegible] ۶۸۹ [illegible] ۶۹۰ [illegible] ۶۹۱ [illegible] ۶۹۲ [illegible] ۶۹۳ [illegible] ۶۹۴ [illegible] ۶۹۵ [illegible] ۶۹۶ [illegible] ۶۹۷ [illegible] ۶۹۸ [illegible] ۶۹۹ [illegible] ۷۰۰ [illegible] ۷۰۱ [illegible] ۷۰۲ [illegible] ۷۰۳ [illegible] ۷۰۴ [illegible] ۷۰۵ [illegible] ۷۰۶ [illegible] ۷۰۷ [illegible] ۷۰۸ [illegible] ۷۰۹ [illegible] ۷۱۰ [illegible] ۷۱۱ [illegible] ۷۱۲ [illegible] ۷۱۳ [illegible] ۷۱۴ [illegible] ۷۱۵ [illegible] ۷۱۶ [illegible] ۷۱۷ [illegible] ۷۱۸ [illegible] ۷۱۹ [illegible] ۷۲۰ [illegible] ۷۲۱ [illegible] ۷۲۲ [illegible] ۷۲۳ [illegible] ۷۲۴ [illegible] ۷۲۵ [illegible] ۷۲۶ [illegible] ۷۲۷ [illegible] ۷۲۸ [illegible] ۷۲۹ [illegible] ۷۳۰ [illegible] ۷۳۱ [illegible] ۷۳۲ [illegible] ۷۳۳ [illegible] ۷۳۴ [illegible] ۷۳۵ [illegible] ۷۳۶ [illegible] ۷۳۷ [illegible] ۷۳۸ [illegible] ۷۳۹ [illegible] ۷۴۰ [illegible] ۷۴۱ [illegible] ۷۴۲ [illegible] ۷۴۳ [illegible] ۷۴۴ [illegible] ۷۴۵ [illegible] ۷۴۶ [illegible] ۷۴۷ [illegible] ۷۴۸ [illegible] ۷۴۹ [illegible] ۷۵۰ [illegible] ۷۵۱ [illegible] ۷۵۲ [illegible] ۷۵۳ [illegible] ۷۵۴ [illegible] ۷۵۵ [illegible] ۷۵۶ [illegible] ۷۵۷ [illegible] ۷۵۸ [illegible] ۷۵۹ [illegible] ۷۶۰ [illegible] ۷۶۱ [illegible] ۷۶۲ [illegible] ۷۶۳ [illegible] ۷۶۴ [illegible] ۷۶۵ [illegible] ۷۶۶ [illegible] ۷۶۷ [illegible] ۷۶۸ [illegible] ۷۶۹ [illegible] ۷۷۰ [illegible] ۷۷۱ [illegible] ۷۷۲ [illegible] ۷۷۳ [illegible] ۷۷۴ [illegible] ۷۷۵ [illegible] ۷۷۶ [illegible] ۷۷۷ [illegible] ۷۷۸ [illegible] ۷۷۹ [illegible] ۷۸۰ [illegible] ۷۸۱ [illegible] ۷۸۲ [illegible] ۷۸۳ [illegible] ۷۸۴ [illegible] ۷۸۵ [illegible] ۷۸۶ [illegible] ۷۸۷ [illegible] ۷۸۸ [illegible] ۷۸۹ [illegible] ۷۹۰ [illegible] ۷۹۱ [illegible] ۷۹۲ [illegible] ۷۹۳ [illegible] ۷۹۴ [illegible] ۷۹۵ [illegible] ۷۹۶ [illegible] ۷۹۷ [illegible] ۷۹۸ [illegible] ۷۹۹ [illegible] ۸۰۰ [illegible] ۸۰۱ [illegible] ۸۰۲ [illegible] ۸۰۳ [illegible] ۸۰۴ [illegible] ۸۰۵ [illegible] ۸۰۶ [illegible] ۸۰۷ [illegible] ۸۰۸ [illegible] ۸۰۹ [illegible] ۸۱۰ [illegible] ۸۱۱ [illegible] ۸۱۲ [illegible] ۸۱۳ [illegible] ۸۱۴ [illegible] ۸۱۵ [illegible] ۸۱۶ [illegible] ۸۱۷ [illegible] ۸۱۸ [illegible] ۸۱۹ [illegible] ۸۲۰ [illegible] ۸۲۱ [illegible] ۸۲۲ [illegible] ۸۲۳ [illegible] ۸۲۴ [illegible] ۸۲۵ [illegible] ۸۲۶ [illegible] ۸۲۷ [illegible] ۸۲۸ [illegible] ۸۲۹ [illegible] ۸۳۰ [illegible] ۸۳۱ [illegible] ۸۳۲ [illegible] ۸۳۳ [illegible] ۸۳۴ [illegible] ۸۳۵ [illegible] ۸۳۶ [illegible] ۸۳۷ [illegible] ۸۳۸ [illegible] ۸۳۹ [illegible] ۸۴۰ [illegible] ۸۴۱ [illegible] ۸۴۲ [illegible] ۸۴۳ [illegible] ۸۴۴ [illegible] ۸۴۵ [illegible] ۸۴۶ [illegible] ۸۴۷ [illegible] ۸۴۸ [illegible] ۸۴۹ [illegible] ۸۵۰ [illegible] ۸۵۱ [illegible] ۸۵۲ [illegible] ۸۵۳ [illegible] ۸۵۴ [illegible] ۸۵۵ [illegible] ۸۵۶ [illegible] ۸۵۷ [illegible] ۸۵۸ [illegible] ۸۵۹ [illegible] ۸۶۰ [illegible] ۸۶۱ [illegible] ۸۶۲ [illegible] ۸۶۳ [illegible] ۸۶۴ [illegible] ۸۶۵ [illegible] ۸۶۶ [illegible] ۸۶۷ [illegible] ۸۶۸ [illegible] ۸۶۹ [illegible] ۸۷۰ [illegible] ۸۷۱ [illegible] ۸۷۲ [illegible] ۸۷۳ [illegible] ۸۷۴ [illegible] ۸۷۵ [illegible] ۸۷۶ [illegible] ۸۷۷ [illegible] ۸۷۸ [illegible] ۸۷۹ [illegible] ۸۸۰ [illegible] ۸۸۱ [illegible] ۸۸۲ [illegible] ۸۸۳ [illegible] ۸۸۴ [illegible] ۸۸۵ [illegible] ۸۸۶ [illegible] ۸۸۷ [illegible] ۸۸۸ [illegible] ۸۸۹ [illegible] ۸۹۰ [illegible] ۸۹۱ [illegible] ۸۹۲ [illegible] ۸۹۳ [illegible] ۸۹۴ [illegible] ۸۹۵ [illegible] ۸۹۶ [illegible] ۸۹۷ [illegible] ۸۹۸ [illegible] ۸۹۹ [illegible] ۹۰۰ [illegible] ۹۰۱ [illegible] ۹۰۲ [illegible] ۹۰۳ [illegible] ۹۰۴ [illegible] ۹۰۵ [illegible] ۹۰۶ [illegible] ۹۰۷ [illegible] ۹۰۸ [illegible] ۹۰۹ [illegible] ۹۱۰ [illegible] ۹۱۱ [illegible] ۹۱۲ [illegible] ۹۱۳ [illegible] ۹۱۴ [illegible] ۹۱۵ [illegible] ۹۱۶ [illegible] ۹۱۷ [illegible] ۹۱۸ [illegible] ۹۱۹ [illegible] ۹۲۰ [illegible] ۹۲۱ [illegible] ۹۲۲ [illegible] ۹۲۳ [illegible] ۹۲۴ [illegible] ۹۲۵ [illegible] ۹۲۶ [illegible] ۹۲۷ [illegible] ۹۲۸ [illegible] ۹۲۹ [illegible] ۹۳۰ [illegible] ۹۳۱ [illegible] ۹۳۲ [illegible] ۹۳۳ [illegible] ۹۳۴ [illegible] ۹۳۵ [illegible] ۹۳۶ [illegible] ۹۳۷ [illegible] ۹۳۸ [illegible] ۹۳۹ [illegible] ۹۴۰ [illegible] ۹۴۱ [illegible] ۹۴۲ [illegible] ۹۴۳ [illegible] ۹۴۴ [illegible] ۹۴۵ [illegible] ۹۴۶ [illegible] ۹۴۷ [illegible] ۹۴۸ [illegible] ۹۴۹ [illegible] ۹۵۰ [illegible] ۹۵۱ [illegible] ۹۵۲ [illegible] ۹۵۳ [illegible] ۹۵۴ [illegible] ۹۵۵ [illegible] ۹۵۶ [illegible] ۹۵۷ [illegible] ۹۵۸ [illegible] ۹۵۹ [illegible] ۹۶۰ [illegible] ۹۶۱ [illegible] ۹۶۲ [illegible] ۹۶۳ [illegible] ۹۶۴ [illegible] ۹۶۵ [illegible] ۹۶۶ [illegible] ۹۶۷ [illegible] ۹۶۸ [illegible] ۹۶۹ [illegible] ۹۷۰ [illegible] ۹۷۱ [illegible] ۹۷۲ [illegible] ۹۷۳ [illegible] ۹۷۴ [illegible] ۹۷۵ [illegible] ۹۷۶ [illegible] ۹۷۷ [illegible] ۹۷۸ [illegible] ۹۷۹ [illegible] ۹۸۰ [illegible] ۹۸۱ [illegible] ۹۸۲ [illegible] ۹۸۳ [illegible] ۹۸۴ [illegible] ۹۸۵ [illegible] ۹۸۶ [illegible] ۹۸۷ [illegible] ۹۸۸ [illegible] ۹۸۹ [illegible] ۹۹۰ [illegible] ۹۹۱ [illegible] ۹۹۲ [illegible] ۹۹۳ [illegible] ۹۹۴ [illegible] ۹۹۵ [illegible] ۹۹۶ [illegible] ۹۹۷ [illegible] ۹۹۸ [illegible] ۹۹۹ [illegible] ۱۰۰۰ [illegible]

عمل وإذا ثبت الحق بشاهدي امرأة يدفع ما غلبه ظن أنه حيلة في القرض والقرض واجب المنجح

(القرض) جب ثابت ہو جائے قرض کا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں سے وہ جو غالب گمان کرے قاضی کہ یہ حیلہ کرتے ہیں قرض پر تو قاضی اس کے

وما يقرره بالكفالة لا في غيره إن أدعى الضرر لا أن ثبت غرمه هذا

دینے میں حکم کا اس کے اوپر کفالت سے نہ کہ اس کے علاوہ میں اگر دعویٰ کرے ضرر کا اگر یہ کہ ثابت کرے قرض خواہ اس کی وجہ سے

فيحبسه بما وفى ثم يسأل عنه فإن لم يظهر له مال خلاه وإلا يحلف بينة وبين غرمائه

اس قدر کہ جس قدر مطمئن ہو جائے اس کے متعلق اگر اس کا کوئی مال ظاہر نہ ہو تو چھوڑ دے اور حال سے اس کے اور اس کے قرضخواہوں کے درمیان

ورد فلسه على الغلابه قبل حبسه وثيقة المسار اعتق وابنه حبس المؤسر

دریافت کرے پھر اس کو چھوڑ دے پھر اس کے افلاس پر جو پتہ سے پہلے اور قرضخواہوں کا وہ زیادہ قائل ہوگا ہے اور اپنے قید رکھے والد کو

ويحبس الرجل لنفقة زوجته لا في دين ولده إلا أبي بين الإنفاق عليه وإلا فعسر

قید کرے مرد کو اس کی بیوی کے نفقہ کی بات سے کہ چھوڑ دیا کی بیوی کو اگر اس وقت تک کہ وہ اس پر خرچ کرنے سے انکار کرے

قبیل خانہ کے احکام

توضیح اللغة: قبالہ داری خانہ بار کرنے والا مخل حامل بوجھ اٹھانے والا مع فرع قرض خواہ افلاس حریت آزاد والد باپ دادا ہمیشہ کرنا سود مال وارث حاق خرچ کرنا۔

تشریح المتن: فله فحبس فليع ان فصل میں قبیل خانہ کے احکام ہیں اور یہ دیکھا گیا کہ قاضی سے متعلق ہیں مگر ان میں سے بہت سے احکام مخصوص بالحکم ہیں اس لئے مصنف ان کو علیحدہ فصل میں ذکر کر رہا ہے جس لفظ منع کرنے اور روکنے کے آتے ہیں جیسے حبس) حبسا کا مصدر ہے۔ بمعنی اطلاق و منع حبس میں قبیل خانہ بنانے لگا۔ مجمع علی نہیں کنفس والوں۔ (مصارع) مشروب جس پر قرآن کریم سے ثابت ہے قول کا اور مثلہ ہے (وبعض الاوصی) یا ان کو (لغیر) کو ان کو کہ ان میں سے نکال دیا جائے۔ ہی میں قرض سے مراد حکم ہے۔ کیونکہ تمام سودے دین سے نکالنا مکمل نہیں۔

لا ترہ: آنحضرت ﷺ صدیق اکبر عمر فاروق عثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں کوئی مستقل قبیل خانہ نہیں تھا بلکہ مسجد میں یا ایوان میں محبوس کر دیا جاتا تھا (لیکن قول پیچھے ہے کہ عمر فاروق نے مکہ مکرمہ میں ایک گھر چار ہزار درہم میں خرید کر قبیل خانہ بنایا تھا) جب حضرت علی کا دور آیا تو آپ نے قبیل خانہ اپنی ذاتی عمارت سے بنایا یا تھا اور بنا کے نام سے مشہور تھا مگر اس میں قبیل چوری ایسا کرتے تھے کہ کھول (قفل) کھول دیتے ہیں کو اس لئے حضرت علی نے مٹی کے حصوں سے ایک قید خانہ بنایا جس کا نام مخیس تھا اسی موضع قبیل یا قبیل کرنے والا مکان وہ یہ ہوتا

الاترانی بما فعلیا — بیت بجدار ثقیل

(۱) ای الوثوق الفقیه لایحبس لاصل فی دین فرعه والعرفی فی دین عبده المکاتب غیر القادرین (۲) بالتعیین مرة والمیراثی بدین مکاتب ان کان ی حبس بعد الکتابة والمکاتب بدین الکتابة والمعسر عاجز دین الاستهلاک والعقلة فی دین درش خلافا لهم عظر فی الاخیر لایحبس فیه ۱۲ منه م قاضی ان له مالا ظاهرا او محبوسا حبس قضت لحسا ۱۲ منه

قولہ وان قضت علیہ الخ جب مدعی کا حق ثابت ہو گیا تو قاضی پر واجب ہے کہ مدعا علیہ کو فیصلہ کرنے میں متنبہ کرے بلکہ اس کو اس حق کا علم کرے جو اس کو مدعی کا حق ہے۔ کیونکہ اس کو اس سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ اب اگر مدعی علیہ اپنی نجات سے انکار کرے اور مدعی قائل ہو جائے (یعنی جو مال کا قرض ہے یا کسی حق کے ادا کرنے سے انکار کرلیا ہے جیسے کسی نے کسی کو کوئی چیز بیع یا اجارت) قرض (کوئی بھی کام) اور ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کے حق کے متعلق کفالت کی وجہ سے (یعنی ہو گئی ہو کفالت بالمال کی یا کفالت بالبدن کی صحیح طور پر جیسا کہ ان کے نزدیک ہے) اور اگر یہ کفالت بالنفس ہو (یعنی مدعی علیہ کو قید کرے اور اگر وہ کسی کے حق میں محتاج ہو اس کی حاجت سے کیونکہ وہ فی الحقیقت اس کا مدیون ہے مثلاً ہے اس کے ذمہ کسی کا حق ہے جب اس کے پاس مال ہو تو اس کو ادا کرے اور اگر وہ کسی کا قرض دار ہے یا اس کی بیوی پر نفقہ واجب ہو گیا ہے اور قرض خواہ حاجت یا نفقہ اس سے مانگتا ہے تو قاضی کے لئے جائز ہے کہ اپنا حق چھوڑ دے (یعنی اس کو مہلت دے دے) اور اس کو قید نہ کر

باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ

باب ایک قاضی کی جانب سے دوسرے قاضی وغیرہ کی جانب خط لکھنے کے بیان میں

ویکتب القاضی الی القاضی الی غیر حدّ ولو ردّ شهادة علی خصم حکم بالشهادة وکتب بحکمه

اور لکھتا ہے قاضی دوسرے قاضی کے پاس حد اور شہادت میں سے (اس میں) اگر گواہوں کی گواہی کو رد کر دیا ہو مدعا علیہ پر حکم دے کر اور لکھ دیا ہو اس نے حکم

وهو المسمع سجلاً ولا یحکم وکتب الشهادة یحکم بکتابه لانه یؤمن فیکتفی بالکتاب

کی دو گواہوں کے سامنے اور حکم نہ کرے اور لکھ دے گواہی کو تو حکم کرے مکتوب الیہ اس پر گواہوں کے سامنے کی وجہ سے کیونکہ امین ہے پس کفایت کرے گا مکتوب

وهو قول الشهادة لی الصحیفة وهو اعلمهم وحسبهم وسلم الیهم ان وصل الی المکتوب الیه

الیہ کے حق میں صحیفہ کے اور وہ سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے بہتر ہے اور سپرد کر دیا ہو اس کو گواہوں نے اگر پہنچ جائے مکتوب الیہ کو

وعلم ان ختمه وبه یقبله لاحتمل وشهود فلا شهادة ان کتاب قاضی الی قاضی ختمه

اور جان لیا ہو کہ اس کی مہر اور اس کا ہے تو قبول کرے گا اس کو احتمال کی وجہ سے اور گواہ نہیں ہیں پس کوئی گواہی نہیں ہے اگر خط لکھا ہو قاضی نے قاضی کی طرف

ب فی مجلس حکمه ولزمه علب وختمه صح القاضی وهو علی الخصم ولزمه مالم

کسی مجلس میں حکم کے اور لازم ہو جائے اس پر اور مہر لگا دی ہو قاضی کی (اس خط پر) تو صحیح ہے قاضی کے حق میں اور وہ لازم ہے مدعا علیہ پر جب تک

ویبطل بکتاب سموت الکتب وعزله ویعزب مکتوب الیه ان کتب بعد اسمه

قاضی کا خط پہنچنے سے پہلے مکتوب الیہ کی موت سے اور معزول ہو جانے سے لکھنے والے کے اور مکتوب الیہ کے غائب ہو جانے سے اگر لکھا ہو

ی الی من یصل الیه من قضاة المسلمین لا بموت الخصم وبقضی المراة فی غیر حدّ وقود

کسی مسلمان کے قاضی کی طرف جس کے پاس پہنچے سے حکم کے اور قصاص کے سوا اور عورت کی گواہی کے ساتھ مرد کے اور قسامہ میں

ترجمہ

قولہ ویکتب القاضی الخ یہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ قاضی کے پاس گواہوں نے گواہی دی ہو اور قاضی نے ان کی گواہی کو رد کر دیا ہو اور مدعا علیہ پر حکم بھی کر دیا ہو اور اس کو لکھ دیا ہو اور گواہوں نے گواہی لکھ دی ہو تو اس صورت میں قاضی کو خط لکھنا جائز ہے اور گواہوں کی گواہی پر اکتفا کرے گا اور مدعا علیہ پر حکم نہ کرے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گواہوں کی گواہی پر اکتفا کرنا اس وجہ سے ہے کہ گواہ امین ہیں اور امین پر اعتماد کیا جاتا ہے اور یہ امین ہونا اس وقت ہے جب کہ گواہ حکم کے وقت موجود ہوں اور جب گواہ حکم کے وقت موجود نہ ہوں تو ان پر اعتماد نہیں کیا جاتا ہے اور قولہ ولا یحکم الخ کا مطلب یہ ہے کہ قاضی مدعا علیہ پر حکم نہ کرے کیونکہ اس میں خصم کا ضرر ہے کہ اس کو دوبارہ گواہوں کو بلانا پڑے گا اور قولہ وکتب الشهادة الخ کا مطلب یہ ہے کہ قاضی گواہوں کی گواہی کو لکھ دے اور حکم نہ کرے اور قولہ یحکم بکتابه الخ کا مطلب یہ ہے کہ مکتوب الیہ قاضی گواہوں کی گواہی کے مطابق مدعا علیہ کے حق میں حکم کرے گا اور قولہ لانه یؤمن الخ کا مطلب یہ ہے کہ مکتوب الیہ قاضی گواہوں پر اعتماد کرے گا اس وجہ سے کہ گواہ امین ہیں اور امین پر اعتماد کیا جاتا ہے اور قولہ فلا شهادة الخ کا مطلب یہ ہے کہ اگر گواہ حکم کے وقت موجود نہ ہوں تو مکتوب الیہ قاضی گواہوں پر اعتماد نہیں کرے گا اور قولہ ان کتاب قاضی الی قاضی الخ کا مطلب یہ ہے کہ اگر قاضی نے دوسرے قاضی کی طرف خط لکھا ہو اور اس کو مہر لگا دی ہو اور مکتوب الیہ قاضی نے اس کو قبول کر لیا ہو اور اس کو اپنے پاس رکھ لیا ہو اور اس کو پڑھ لیا ہو اور اس کو یاد

سب جزئی طریقوں کے ذریعہ ایک ضروری امر ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی پیش کردہ اس کے دو شرطوں کو آپ نے رد کر دیا ہے کہ صرف گواہ کی بات پر فیصلہ دینا ہی ہے۔ یہ بالکل قوی دلائل سے خالی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم نے ان کی رائے کو اختیار کیا ہے۔ پھر جب یہ خط کتاب قاضی کے پاس پہنچے تو قاضی اس کو کھولے اور اس کے مضمون کو سمجھ لے۔ کیونکہ یہ احتیاط کے لحاظ سے ہے۔ اس لئے ان کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ اور جب شہادت کی گواہی دے تو قاضی کہے کہ فلاں قاضی کا خط ہے اس نے ہمارے لئے ہمارے سامنے پڑھا ہے اور ہم کو گواہ بنایا ہے اور ہم نے اس کا خط پہچان لیا ہے۔ اور اس کتاب کے مضمون کو اس کے سامنے پڑھا اور نہ کہے کہ اس پر ہم گواہ کرتے ہیں۔

قولہ ویعطی النسخ اگر مکتوب الیہ قاضی کے پاس خط دیکھے اس کے پڑھنے سے پہلے قاضی کا انتقال ہو جائے تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ شہادت پر شہادت کے قبیل سے ہے اور دو گواہوں کا انتقال شہادت سے قبل کر عمل کا انتقال ہو جانے تو فرع کی شہادت باطل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں اس کا خط دیکھ لینے کے بعد قاضی کا انتقال ہو جائے تو اس کا عمل باطل ہو جائے گا۔ اور اس کا نام پوچھ لینے اور نسب بتلانے کے بعد قاضی کا عمل باطل ہو جائے گا۔ اسی طرح ہے۔

قولہ وبقضی بنسخ عدد القضاۃ کے علاوہ دیگر حقوق میں شہادت قبول ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ حدود ہو یا نہ ہو لیکن عدد القضاۃ کے علاوہ دیگر حقوق میں شہادت کی قبول ہے۔ پہلے شرط ہو جائے کہ قاضی شہادت ہے۔ عمل قائم کرے۔ استحسان کے قاضی بنایا جانا ضروری ہوگا کیونکہ بخاری کی حدیث ہے کہ اس قوم کو ہلاکت ہے جس نے اپنا حاکم عورت کے پیرد کیا۔

ولا یستحلف القاضی الا ان یطعن الخصم فی ذلک بخلاف القضاء بالنکول والبینۃ اذا رفع الیہ حکم قاضی

قاضی کی دیانت سے ہوتے ہوئے کہ اس کو اس کی دیانت پر طعن کرے بخلاف اس کے کہ نکول اور بینہ کی بنا پر فیصلہ کرے جب اس کے پاس حکم

قاضیہ مصقا لم یحلف الکتاب الی قولہ الاستحلاف والاصح ویقف القضاء بشہادۃ الزور فی الاصح

قاضی کا خط کہ اس کو ثابت کر دے گواہ اور بعد شہادت قاضی کا انتقال ہو جانا قاضی کا حلف لینا جس کا ذکر ہوا ہے اور صحیح

والقسم خرج عدما واحلف لا فی الاملاک المرسلۃ ولا یقضی علی غائب الا ان یحضر من یقوم مقامہ

ظاہر ہوئی اور بلا شک کہ املاک مرسلہ میں اور نہ فیصلہ کیا جائے غائب پر مگر یہ کہ حاضر ہو اس کا قائم مقام

کالوکیل والوصی فی یکون ما یقضی علی الغائب بما یدعیہ علی الحاضر کمن ادعی علیہ فی ید

جیسے وکیل اور وصی پس ہو وہ جو فیصلہ کرتا ہے غائب پر جب اس کا کسی کا کوئی کرتا ہے۔ حاضر جیسے دعویٰ کرے شخص پر جائیداد کے قبضہ میں

غیرہ ثم استراہ من فلان فلغائب ویقرض القاضی مال الیتیم ویکتب فیکتسب لا الوصی والاب

سے کہ پھر خریدی ہے فلاں غائب سے اور قرض دے سکتا ہے قاضی یتیم کا مال اور لکھے نفع کرے کہ اس کو اور باپ

وقبض الغلۃ۔ اور وصول کرے غلات۔ طلاق مرسلہ میں جس کا کوئی معین سبب نہ ذکر ہوا ہو۔ ملک مغرب چاہے۔

تشریح قولہ ولا یحلف الخ قاضی معزول ہونے کے بعد میں کسی دوسرے قاضی کے پاس جائے تو اس کو قاضی کا حلف نہ لینا چاہئے کیونکہ قاضی کا حلف لینا اس کی اہانت ہے۔ اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ کسی طرف سے دوسروں کو قاضی بنائے۔ ہاں اگر کسی طرف سے اجازت ہو جائے تو پھر کہہ سکتا ہے کہ جس کو چاہے نائب بنالے تو میں نے تجھے قاضی بنایا۔ اس صورت میں حلف لینا ممکن ہو سکتا ہے۔ بخلاف اس کے جو دوسرا قاضی جواب سے اس کی مدت معزولی ہو چکی ہو اور اس کو اجازت نہ ہو۔ ایسے قاضی کے پاس جو گواہ شہادت دیں اس کے لئے ان کا حلف لینا جائز ہے۔ اور اس کی اجازت ہے۔ چنانچہ قاضی کے لئے اجازت ہے۔ نائب قاضی کی بھی اجازت ہے۔ ورنہ اس کا نائب معزول ہو جائے گا۔

---

۱ مولف سراج الامۃ ابو بکر بن علی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

فوائد: (۱) رفع الی القاضی کے بعد قاضی کے پاس کسی دوسرے قاضی کے حکم کا مرافعہ ہو تو قاضی اول کا حکم کتاب وسنت اور اجماع کے موافق ہونے کی وجہ سے نافذ کرے شرعاً حکم بحق نہ ہو تو اس میں بالاتفاق حرام ہے جو برزخ اور محشر میں بھی ظاہر ہوگا اور قاضی کے اس میں مجتہد ہونے کا اختلاف ہے اگر وہ اجتہاد کے ساتھ حکم نافذ کرے تو اس میں بھی حرام ہونے کا ذکر کیا ہے۔

فائدہ: جب قاضی نے فیصلہ کر دیا اور حکم کر دیا تو فریق مخالف جان گیا کہ اب دوسرے قاضی کے پاس کی تعلیم ہوگی جب کہ قاضی نے اپنے مذہب کے موافق حکم کیا ہو اگر حکم بعد کے مخالف ہو تو بھی نافذ ہو جاتا ہے کہ دوسرا قاضی بھی اس کو بدل نہیں سکتا ہے اور اگر حکم دیا کہ اس میں تعلیم دو حکم دینے والوں کی تعلیم ہی معتبر ہے تعلیم کے بعد قاضی کے پاس ایک مرتبہ اور مقدمہ پیش ہوگا اور اس کو بھی اختیار ہوگا کہ اپنے مذہب کے موافق حکم کر دے یہ تفصیل ہے اس قول کی جو ہمارے اصحابوں میں مختار ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تفصیل مختلف فیہ ہے اور یہ قول ہے کہ قاضی ثانی کے قول پر ہے۔

فوائد: (۲) رفع الی القاضی اگر کوئی دعوی یا مطلب ہو جس کی چیز کا دعوی کرے اگر اس سے اس کو ثابت کر دے تو قاضی اس کے حق میں دو باتوں کا فیصلہ کرے ایک تو اس مدعی کے حق میں کہ یہ چیز اس کی ہے (یہ قضاء علی المدعی علیہ ہے) دوسرا اس مدعی علیہ کے حق میں کہ اس کو اس چیز کے دینے کا حکم کرے (یہ قضاء علی المدعی ہے) اور قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے باطن میں نافذ ہونا نہیں ہوتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر قاضی کا فیصلہ مدعی کے حق میں ہو کہ یہ چیز اس کی ہے تو اس کا فیصلہ باطن میں نافذ ہوگا کیونکہ قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ باطن میں بھی نافذ ہوتا ہے اور اگر فیصلہ مدعی علیہ کے حق میں ہو کہ اس کو دینا چاہیے تو اس کا فیصلہ باطن میں نافذ نہیں ہوگا کیونکہ قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ باطن میں نافذ نہیں ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی کے سامنے ایک عورت پر دعوی کیا کہ اس کا خاوند ہے اور اس کے گھر سے اس عورت کو نکال دیا ہے اور اس عورت نے اس بات سے انکار کیا کہ اس کا خاوند ہے حضرت علی نے اس عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا کہ اس کا خاوند نہیں ہے اس پر اس عورت نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے کہ میرا خاوند نہیں ہے حضرت علی نے فرمایا کہ تو میرے فیصلہ کی وجہ سے اپنے خاوند پر حرام نہیں ہوئی تو اس کے ساتھ رہ سہ اور اس کو اپنے اوپر قدرت دے۔ غرض قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور باطن میں نافذ نہیں ہوتا ہے اس کی تفصیل اصول فقہ میں مذکور ہے۔

تنبیہ: بعض نے کہا ہے کہ قاضی کا فیصلہ باطن میں نافذ ہوتا ہے کہ جس چیز کا دعوی کیا ہے اس کا سبب ظاہر ہو اور گواہوں نے اس کی گواہی دی ہو اور قاضی نے اس کو حکم کیا ہو اس کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوگا اور باطن میں نافذ نہیں ہوگا۔ لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ قول ہے کہ اس کا فیصلہ باطن میں نافذ ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی کی جائداد پر قبضہ کر لیا ہو اور اس نے گواہوں کو گواہی دینے کا حکم کیا ہو اور گواہوں نے گواہی دی ہو اور قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا ہو تو اس کا فیصلہ باطن میں نافذ ہوگا اور اس کے لیے حلال ہوگا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے لیے اس کا لینا حلال ہوگا اور اس کا لینا حلال نہیں ہوگا۔

فوائد: (۳) رفع الی القاضی اگر کوئی دعوی یا مطلب ہو جس کی چیز کا دعوی کرے اگر اس سے اس کو ثابت کر دے تو قاضی اس کے حق میں دو باتوں کا فیصلہ کرے ایک تو اس مدعی کے حق میں کہ یہ چیز اس کی ہے (یہ قضاء علی المدعی علیہ ہے) دوسرا اس مدعی علیہ کے حق میں کہ اس کو اس چیز کے دینے کا حکم کرے (یہ قضاء علی المدعی ہے) اور قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے باطن میں نافذ ہونا نہیں ہوتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر قاضی کا فیصلہ مدعی کے حق میں ہو کہ یہ چیز اس کی ہے تو اس کا فیصلہ باطن میں نافذ ہوگا کیونکہ قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ باطن میں بھی نافذ ہوتا ہے اور اگر فیصلہ مدعی علیہ کے حق میں ہو کہ اس کو دینا چاہیے تو اس کا فیصلہ باطن میں نافذ نہیں ہوگا کیونکہ قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ باطن میں نافذ نہیں ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی کے سامنے ایک عورت پر دعوی کیا کہ اس کا خاوند ہے اور اس کے گھر سے اس عورت کو نکال دیا ہے اور اس عورت نے اس بات سے انکار کیا کہ اس کا خاوند ہے حضرت علی نے اس عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا کہ اس کا خاوند نہیں ہے اس پر اس عورت نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے کہ میرا خاوند نہیں ہے حضرت علی نے فرمایا کہ تو میرے فیصلہ کی وجہ سے اپنے خاوند پر حرام نہیں ہوئی تو اس کے ساتھ رہ سہ اور اس کو اپنے اوپر قدرت دے۔ غرض قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور باطن میں نافذ نہیں ہوتا ہے اس کی تفصیل اصول فقہ میں مذکور ہے۔

صاحب کے نزدیک قیصد ظاہر اور بالمنافاۃ ہے۔ خود مشتری کے لئے اپنی کیا ہوئی چیز کا خریدنا محال ہے۔ اسی طرح ایک عورت نے اپنے شوہر پر تین طلاقوں کا دعویٰ کیا۔ اور گواہوں سے دعویٰ ثابت کر دیا۔ قاضی نے ان کے درمیان تفریق کا فیصلہ کر دیا۔ اور عورت نے عدت کے بعد کسی دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو اس دوسرے کے لئے یہ پہلے شوہر کیلئے اس عورت سے وطی طرف نہیں ہے۔ طاہر اور ظاہر شہادت کے لئے ہر طرح حال سے واقف ہونا ضروری ہے۔ واقف ہونا جو اس حواس پر باقی تھا۔ اور سوچ کو قیاس کرلو۔

قولہ لانھا الخ۔ علامہ ابن ملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ملک کا حکم سبب مذکور کے بعد ان میں قائم نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ ملک کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں کبھی ملک شراء سے ثابت ہوتی ہے کبھی وراثت سے۔ تو اگر ملک "یہاں بطریق اقتضاء ثابت ہے سبب سابق علی الاقتضاء ممکن نہیں۔ کلاف اگر خیار ہو کہ کسی بطریق اقتضاء قائم پر مقدم ہو جاتے ہیں اس لئے ان میں تقدم قائم کی صحیح ممکن ہے۔

قولہ و لو بقضی الخ۔ حنفی کے یہاں قضاء غائب صحیح نہیں خواہ وہ اس کے حق میں ہو یا مطلقاً۔ کہ اس کا کوئی نائب موجود ہو اس کی موجودگی میں قضاء علی الغائب جائز ہے خواہ نائب حقیقی ہو جیسے اس کا وکیل یا حکمی اور متولی وغیرہ نائب حکمی ہوتا ہے۔ بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے انتیس صورتیں مختصر میں مذکور ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ مدعی جو غائب پر دعویٰ کر رہا ہے۔ اس دعویٰ کا سبب ہو جو مدعی شخص حاضر پر ہے۔ مثلاً زید کے ذمہ میں ایک مکان ہے کسی نے اس مکان کا دعویٰ کیا اور قابض پر تو قائم کئے کہ اس سے یہ مکان فلاں غائب سے خریدا ہے۔ حاکم نے قابض حاضر کے خلاف فیصلہ کر دیا تو یہی فیصلہ شخص غائب پر بھی ہو جائے گا۔ یہ اگر دعویٰ کے بعد، غائب شخص آ کر بینہ کا انکار کرے تو مقبول نہ ہوگا۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں قضاء علی الغائب جائز ہے۔ اور دلیل یہ حدیث ہے "البینۃ علی المدعی و الیمین علی من انکر" اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے مدعی کی بینہ قبول کرنے کا اور مدعا علیہ کی قسم کا حکم فرمایا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا تھا کہ اذا تقاضی الیک رجلان فلا تقض للاول منھما حتی تسمع کلام الآخر کہ جب تمہارے پاس دو شخص مقدمہ لے کر آئیں تو پہلے کے حق میں فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کا کلام نہ سن لو معلوم ہوا کہ دوسرے کے کلام کا معلوم ہونا حکم سے مانع ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب حکم اس کا نائب غائب ہو تو اس کے کلام کا علم نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کے لئے حکم ہو جوگی میں فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ نیز شہادت پر عمل کرنا قطع منازعت کیلئے ہوتا ہے اور منازعت اس وقت ہوگی جب دوسرے کی طرف سے انکار ہو اور یہاں انکار نہیں پایا گیا

فقیر محمد مظفر گڑھی

باب التحکیم

ثالث کے تقرر کے بیان میں

حکمه زيدا فحكم بينهما فحكم بينهما فحكم بينهما

مَسَائِلَ شَتَّى لَا يَبْقَ ذُوْ مَحَلٍّ فِيْهِ وَلَا يَنْقَلِبُ تَكْرَةً بِلَا رِضَى ذِى الْحَلِّ اِلَّعَةً مُسْتَصْبَةً يَنْشَعِبُ عَنْهَا (متفرق مسائل) باقی نہ رہے کوئی محل اس میں اور نہ لوٹایا جائے گا بغیر رضا مند کی رضا کے لحاظ کرنے والے کی لعنت کی جو کہ ٹوٹ جاتی ہے

مَنْظِمُ عِقْدِ الْاِنْتِظَمِ لِاَنْفِصَامِ عُقَلِ لَازِلِيْ فِيْهِ يَأْتِيْ بِخِلَافِ الْمُسْتَعِيْرَةِ ذَعِيْ دَارًا فِي بَيْتٍ يَدْخُلِ (جو) پروئی ہوئی ہے ہار کی لڑی کے ٹوٹنے سے ہمیشہ نکالنا جس کا ہمیشہ ہے برخلاف عاریت کے مثلاً کہا کسی نے کہ گھر میں داخل ہو جا

ثُمَّ وَضِعْهَا لَهُ فِيْ وَقْتٍ كَذَا فَسَتَاتِي الْبَيْتَ فَقَالَ جَحَدَتْهُ فَاَحْضَرَتْهُ وَبَرْهَنَ عَلَى الْعَارِيَةِ (پھر) رکھ دینا اس کو اس کے واسطے کسی وقت اس سے پس طلب کیا گیا تو انکار کر دیا اس نے پس لائی وہ اس کو اور ثابت کر دیا (گواہوں سے) عاریت کو

قَبْلَ الْوَقْتِ الَّذِيْ يَدْعِيْ لَيْهِ اِلَيْهِ لَا يُقْبَلُ وَبَعْدَهُ تُقْبَلُ اس وقت سے پہلے جس میں یہ کہا کہ دے تو قبول نہ ہوگا اور اس کے بعد ہو تو قبول ہوگا

قولہ فی الحال یعنی جو شخص حقوق کا دعویٰ کرے اس کے مقابلے کے وقت اور بعد کو پیش کرے گا جب کہ مدعی علیہ یہ کہے کہ تو نے یہ چیز مجھ سے نہیں لی تھی یا اس نے مجھ سے اس کا انکار کر دیا تھا۔

تشریح المتن **قولہ لا بعد الخ** یک مکان دو منزلہ ہے نیچے والا ایک شخص کا ہے اور اوپر والا دوسرے کا ہے تو نیچے والے کو حق نہیں ہے کہ اوپر والے کی امانت کے بغیر دیوار میں کھڑکی لگائے یا طاق کھولے کیونکہ اس میں دوسرے کا نقصان لازم آتا ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو ایسے فعل کی اجازت ہے جو دوسرے کیلئے مضر نہ ہو۔ لیکن **قولہ** مضر **قولہ**۔

قولہ واحد الخ ایک لمبا کوچہ ہے جس سے ایک اور لمبا کوچہ جدا ہوتا ہے مگر دونوں کا نافذ نہیں بلکہ دوسری جانب سے بند ہے تو پیچھے کوچہ والے اس قسم کے نافذ کوچہ میں دروازہ نہیں کھول سکتے۔ کیونکہ دروازہ بنانے سے عام راستہ کا حق مرور اپنے نافذ نہ ہے۔ سہ یعنی نافذ میں ہاں اگر لے لے کوچہ سے کوئی محل کو جو نافذ ہو اس میں دروازہ کھول سکتے ہیں کیونکہ گلی کوچہ محلہ مشترک کے مانند ہے کہ اس کی سب کیلئے حق مرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر گلی کوچہ میں کوئی شخص مرمت کرے تو حق شفعہ میں سب مشترک ہوں گے کوچہ متصل ہو یا نافذ، غیر نافذ کو اس نقشہ سے سمجھو۔

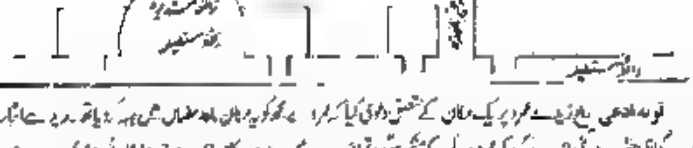

قولہ فادعی یعنی زید نے عمرو پر ایک مکان کے متعلق دعویٰ کیا کہ عمرو کو یہ مکان بعد عطاء میں ہبہ کر دیا تھا۔ زید سے ثابت نہ ہو سکا تو عمرو نے قسم کھائی اس سے کہ اس نے ہبہ کرنے سے انکار کیا تھا اس پر زید نے گواہ پیش کئے کہ عمرو نے ہبہ کر دیا تھا اور گواہوں سے ثابت ہو گیا تو اس کا لینا جائز ہے اس کو کہ جس کے پاس سے چیز ہے اس میں سکا دعویٰ ثابت نہ ہو سکا ہو مثلاً گواہوں نے کہا کہ ثابت ہے تو اس متصل کو کہ جو کہ ہبہ کا دعویٰ کرتا ہے اس میں تناقض ہے ہاں اگر زید نے وقت ہبہ کے ثابت نہ کیا ہو تو قبول ہوگا کیونکہ اب تو مدعی اور شہادت میں تناقض نہیں ہے۔

جدا اس کے لئے ثابت کرنا اگر پہلے مقر کا قرار قول کرنے کے بعد اگر کرے تو مقر رہے گا

قولہ ومن اقر لغیرہ الخ آخر نے عمرو سے کہا کہ تیرا غلام بکر میرے پاس ہے یا عمرو نے کہا کہ تیرا غلام بکر میرے پاس ہے یا عمرو نے کہا کہ تیرا غلام بکر میرے پاس ہے (عمرو) نے اپنے ثابت کیا کہ میں نے اگر چکا ہوں اس سے (عمرو) کا بیع قبول ہوگا۔ امام مقر کے دو ایک حقوق ہیں کہ وہ ثابت ہوتے ہیں اور وہ حق کے انکار کرنے کو نہیں ثابت ہوتے ہیں کہ یہاں کو لفظ ثابت ہے لیکن ثابت نہیں ہے ایں انکار کے وہ سب ثابت ہیں ہوتے ہیں اور وہ حق کا دلیل علیہ ہے اور وہ حق علیہ کے مقر ہونے کیلئے اور عمرو یا ثابت وہ حق کا قبول ہوا اور وہ حق سے رفع خصومت سے بیچ مقر معاف کرنا وہ حق علیہ سے کا کرنے کے بعد بھی نہیں ہوتا ہے کہ میں تجھے جانتا بھی نہیں تب تو اب اس کا بیچ قبول نہ ہوگا کیونکہ وہ آزادوں میں اقتدار اقتدار اقتدار

ومن اوصى اليه ولم يعلم بالوصية فهو وصيٌّ بخلاف الوكيل ومن قطعه بالوكالة صح تصرفه

جس کو وصی بنایا گیا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وصی ہے بخلاف وکیل کے کہ اگر کسی خبر دے، اگر وکالت کی تو اس کا تصرف صحیح ہے

ولا ينعزل بعزله لا عند ابي حنيفة خلافا لهما ومن مات وعليه دين ولغرمائه بينة قضى القاضي دينهم بالحضرة

اور معزول نہیں ہوگا اس کا معزول ہونا مگر یہ بعد معلوم ہونے معزولی کے۔ خلاف ہے صاحبین کے۔ اور جس کو کسی نے وصیت کی ہو اور وہ مر گیا اور اس پر قرض ہے اور قرض خواہوں کے پاس گواہ ہیں تو قاضی ان کے قرض ادا کر دے

وان لم يحضر الورثة ولو باع القاضي او رهن فباع الوارث او رهن فالقاضي اولى ومن مات وعليه دين ولغرمائه بينة

اگرچہ وارث حاضر نہ ہوں اور اگر قاضی نے بیچا یا رہن کیا پھر وارث نے بیچا یا رہن کیا تو قاضی کا بیچنا اور رہن کرنا اولیٰ ہے اور جس کے ذمہ قرض ہے اور قرض خواہوں کے پاس گواہ ہیں

فاستحق او جاء غريم فقضى القاضي دينهم ثم رجع المشتري على الورثة رجع الغرماء على الوصي ومن غصب عبدا

پھر وہ چیز کسی اور کا حق ثابت ہوئی یا کوئی قرض خواہ آ گیا تو قاضی نے قرض خواہوں کا قرض ادا کر دیا پھر خریدار نے وارثوں سے واپس لیا تو قرض خواہوں نے

تشریح الفقہ: قولہ ولو ادعى الخ ایک شخص نے کہا کہ میرے باپ نے اپنے بھائی کے لئے بطریق تبرع ایک سال کا وصی کیا، اور چچا کو اس سے ثابت کرنا یا امام صاحب کے نزدیک صرف چچا کا بیان کافی ہے اور باپ کا وصی ہونا ثابت ہو جائے گا اور قاضی کے پاس گواہ نہ ہونے کی وجہ سے قاضی نے بغیر کچھ دیئے غریم قاضی نے مدعی کے دعویٰ کا انکار کیا اور یہ کہا کہ ہو سکتا ہے کہ مورث نے وصی کی بابت میں جھوٹ کہا ہے۔ اس لئے میں اور جائیداد کو تقسیم کروں گا اور قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ نہیں دوں گا تو صاحبین کے نزدیک قاضی کو اختیار ہے کہ قرض خواہ کے قرض کو ادا کر دے اور امام صاحب کے نزدیک قاضی کو قرض ادا کرنا جائز نہیں البتہ وارثوں کے ذمہ سے قرض ساقط نہیں ہوگا۔ قاضی کو اختیار ہے کہ وارثوں سے قرض وصول کرے اور قرض خواہ کو دے دے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ قرض خواہ نے مدعی کے دعویٰ کا انکار کر دیا ہے تو گویا اس نے قاضی کے پاس ترکہ کے کچھ نہ ہونے کا اقرار کر لیا ہے اور قاضی کو اختیار ہو گیا کہ قرض خواہ کو ادا کر دے۔ امام صاحب کے نزدیک قاضی کو اختیار نہیں ہے۔

قولہ ومن اقر الخ ایک شخص نے کہا کہ میرا مال جس چیز میں ہے، مثلاً یہ مال وہ مساکین پر صدقہ ہے تو جس مال میں اقرار کیا ہے اس مال میں سے واجب ہوگی۔ اس کی جس پر محمول ہوگا۔ یعنی سائمہ عالور سونا چاندی ہو تو سال تمام پر اس میں سے صدقہ واجب ہوگا کہ یہ مال کا صدقہ اگر اس نے ثلث مال کی وصیت کی ہو تو یہ وصیت ہر چیز پر واقع ہوگی۔ امام زفر فرماتے ہیں کہ پہلی صورت میں بھی ہر مملوک چیز کا صدقہ واجب ہوگا۔ اور قیاس یہی چاہتا ہے کیونکہ مال قائم ہے۔ جیسے اقسام پر ہے۔ جس چیز میں قیمتی سے صدقہ واجب کیا ہے۔ صدقہ ایسے ہی ہے جس میں ستر ہوگا اور مال ذکر کرنا کسی چیز کی جنس پر محمول ہو گا جو کہ مخالف وصیت کے کہ وہ ہم جنس پر ہوتا ہے جیسے میراث ہر چیز میں جاری ہوتی ہے اسی طرح وصیت بھی ہر چیز میں جاری ہوگی۔

قولہ ومن اقام الخ ایک شخص نے کسی کو اپنا وکیل بنایا اور وکیل کو اس کا علم نہیں پھر کسی نے وکیل کو بتایا کہ فلاں شخص نے تجھ کو اپنا وکیل بنایا ہے تو وکیل ہو جائے گا اور اس کے تصرفات صحیح ہوں گے خواہ خبر عادل دے یا غیر عادل اصح یہی ہے کہ یہ حکم صرف تجارت میں ہے اور کوئی چیز شرط نہیں لیکن اگر موکل نے وکیل کو معزول کر دیا ہو اور وکیل کو اس کا علم نہ ہو تو امام صاحب کے نزدیک وہ معزول

---

(۱) ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (۲) یعنی ابو یوسف رحمہ اللہ (۳) یعنی ابو یوسف و محمد رحمہ اللہ (۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۲۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۳۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۴۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۵۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۶۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۷۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۸۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۱) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۲) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۳) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۴) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۵) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۶) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۷) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۸) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۹۹) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا (۱۰۰) یعنی اگر وکیل کو معزولی کا علم نہ ہو تو معزول نہیں ہوگا

کیونکہ ایسے عادل اور مستور حالت آدمیوں کا خبر دینا شرط ہے اس کے بعد اس کی تعریف میں کہتے ہیں: شہادت، تحمل، ادا، کلام سے مقام کی جہت کی اور تحمل کو مشروط کرنا کی رائے کی اور ادا کو مشروط کرنا کی رائے کی اور مقدمہ کے ساتھ مختص کرنا کی رائے کی اور اس کے ساتھ مختص نہ کرنا کی رائے کی اور یہ سب اقوال ہیں اور ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ شہادت کے لئے ادا شرط ہے اور تحمل شرط نہیں ہے اور یہ قول صحیح ہے کیونکہ یہ سب اقوال تحمل معاملات ہیں اور معاملات میں تحمل واجب نہیں ہوتا ہے اور مصنف یہ فرماتے ہیں کہ اس مقدمہ کو ہم نے اس لئے شہادت کے دو جزؤں میں سے ایک یعنی تحمل کو "مقدمہ" اور ادا کو "مقدمہ" پر شرط قرار دیا ہے۔ الزام کی توضیح یہ ہے کہ مقدمہ پر تصرف دخل پر موقوف ہوتا ہے اور مقدمہ پر تصرف کوئی دوسری نہیں ہوتی۔ اسی طرح تشہیر کے حکومت سے جس شخص کا مقدمہ لازم آتا ہے اور مقدمہ پر طلب اس پر کوئی چیز لازم نہیں آتی اور اس کو کسی حکومت سے نہیں لازم ہوتا ہے اور دعوے کے لئے حضور میں لازم نہیں ہوتا۔ اسی طرح حق وغیرہ کے صرف کے ذریعہ آتا ہے یہاں تک لازم ہوتا ہے اور یہ متصرف کی صورت میں بخلاف اس کے ہے جس صورت میں براہ راست سے قرض ثابت ہوتا ہے اس میں مقدمہ اور اقامت دونوں شرط ہیں۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ مقدمہ میں صرف شرط ہوتا ہے گواہ اقامت۔ اور جہاں کہیں مقدمہ اور اقامت میں شہادت کا ایک جزو شرط ہوگا یعنی اقامت شرط ہوگی مقدمہ ہوگی۔

قولہ وقولہ باع الیتیم یک شخص کا قول کہ میں نے یتیم جس کی ایک ہزار روپیہ قرض تھا اور اس کے ترکہ میں صرف یک غلام ہے اپنا غلام اس کے امین نے ادا کرنے دین کے سلسلہ میں غلام فروخت کر کے قیمت وصول کی اور وہ اس میں سے کسی کے پاس آ کر ہلاک ہوگئی اور غلام پر مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ہی کسی اور کا غاصب کہ تو قاضی اور اس کے امین پر ضمان نہ ہوگا کیونکہ قاضی کا امین نہ ہونا قاضی کے لئے مقام ہے اور قاضی یا اس کا قائم مقام ہے اور اس پر دونوں پر ضمان نہیں لازم ہوتا بخلاف اس کے قاضی کی جانب سے قسم بھی نہیں دی جاتی تو قاضی کے امین پر بھی ضمان نہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر ان دونوں پر ضمان نہ ہو تو لوگ یتیم سے معاملہ کرنے سے باز رہیں گے اور یہ ایسی تحقیق معطل ہو جائے گی۔ اور جب قاضی اور اس کے امین پر ضمان نہ ہوا تو مشتری قرض خواہوں سے ثمن وصول کرے گا کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب ماخذ کے متعلق حقوق کا تعلق متحد ہو جائے تو حقوق کا تعلق اس کے ساتھ ہوتا ہے جو ماخذ سے قریب تر ہو۔ اور یہ قریب تر ماخذ وہ ہوتا ہے جس کو ماخذ سے فائدہ حاصل ہو اور وہ یہاں قرض خواہ ہیں جن کے فائدے کے لئے غلام فروخت کیا گیا ہے

قولہ وان اعار العبد اور اگر مسئلہ کو اور میں قاضی وصی کو غلام فروخت کرنے کا حکم کر دے اور وہ فروخت کرے پھر قبل اس کے غلام مر جائے یا اس کو دوسرے کا قتل کر دے اور وصی کے پاس سے ثمن ضائع ہو جائے تو مشتری وصی سے وصول کرے گا۔ کیونکہ میت کا غاصب سے نائب ہونا کر کے فائدہ دیتا ہے اور وصی قرض خواہوں سے وصول کرے گا۔ کیونکہ جب کوئی شخص کسی کے فائدہ کیلئے کام کرے اور اس پر کوئی تاوان آ جائے تو وہ اسی سے وصول کرتا ہے جس کے فائدہ کے لئے اس نے کام کیا ہے۔

ولو قال قاضي عقل هذا العبد على هذا بالرجم أو بالقطع أو بالضرب فاقعده وسعك لقضاه أگر کہا قاضی نے کسی شخص سے کہ قتل کر دیا میں نے اس پر غلام کو یا ہاتھ کاٹ دے یا مار دے غلام کو تو حلال ہے تیرے لئے اس کے کرنے کی

وان قال قاضي محجور مرجل احلفت مسك لك ودفعته لي زيد فضيت به عليك فقال الرجل عندنا فلما اور اگر کہا محجور قاضی نے کسی سے کہ میں نے تجھ پر جو غلام لئے تھے وہ دیدو اور وہ بیچے جو میں نے تجھ پر ہبہ کئے تھے اس نے تیرے لئے لے لئے

والقول	للقاضي	وكذا	لو قال	قطعت	بقطع	يدك	في	حل

تو قاضی کا قول معتبر ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ تم کیا تھ میں نے تیرے ہاتھ کاٹنے کا حق کے طور پر

(۱)	كان	أسقطوا	بيده	وما سقطوا	به	المال	فقط	الله	وهو خاص

نسبہ مقطوع الید ہو وہ شخص جس سے ہاتھ پہنچا ہے اقرار سے کہ اس نے یہ فعل پہلی ہونے کی حالت میں کیا ہے۔

تشریح کلامہ قولہ ولو قال قاضی الخ قاضی رحمہ نے کہا کہ میں نے فلاں کا ہاتھ کاٹا ہے، تم کلہاں جو پر قطع ید کا ہاتھوں کا ان پر حد قذف کا تم کو دیدیا جائے گا اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس کو کوڑے لگائے جائیں گے تو تیجین کے نزدیک یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ کی گنجائش ہے۔ کیونکہ اس صورت میں امام صاحب سے ثابت ہے۔ امام محمد صاحب اول ہی کے قائل تھے بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے لئے اس کو ہاتھ کاٹنے کا حکم دینا جائز نہیں امام ملک بھی یہی فرماتے ہیں اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے لیکن ابن ابی لیلیٰ نے اس کے برعکس فیصلہ کیا ہے تو ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ صاحب البحر لکھتے ہیں بعد ذلک فی شرح الکنز القضاء بمصر الشهادة صح رجوع محمد الی قول ابی حنیفہ وابی یوسف رواہ هشام عن محمد الخ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اگر قاضی نے کوڑے مارنے کا حکم دیا اور جلاد نے قتل کر دیا تو قاضی ضامن ہوگا کیونکہ اس نے زیادتی کی ہے اور جلاد نے اس کے حکم کی تعمیل کی ہے پس جلاد پر قاضی کے حکم کی وجہ سے کوئی عمل نہیں ہوگا اور قاضی کا حکم اس صورت میں ہے جب قاضی اور جلاد عالم ہو کیونکہ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جو ہر عالم کو معلوم ہوتے ہیں اور اس کا حکم لائق اعتبار ہے تو گویا قاضی نے ناحق کا حکم دیا ہے۔ مصنف کے قول۔ ہمارے نزدیک کی تائید کا اشارہ کیا ہے۔

قولہ ولو قال قاضی الخ مسئولہ ذیل نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھ سے ایک ہزار روپیہ لئے ہیں حالانکہ یہ مقدمہ میں عمرو نے ہزار روپیہ میں نے تجھ پر ثابت کئے تھے وہ اس نے عمرو سے نہیں کہا تھا بلکہ تو نے مجھ سے ہزار روپیہ لئے تھے یا قاضی نے کہا کہ میں نے تیرا یہ حق کے مطابق کیا ہے جو تو نے کہا نہیں تھا۔ کا ہے تو دونوں صورتوں میں قاضی کا قول معتبر ہوگا حمرو روپیہ کے کہ الخ یا اور اقبال ہوئی ہے قضاء کہے یا کہے کہ کل یا تعمیل یا معزول ہونے کی بعد ہوئے ولو جحد القاضي القاضي ضامن بقضائي الذي بالجور ظاهر۔

۱۔ قال الشارح (ولو اقر بقطع يد رجل عمدا وقال قطعتها بحق وقال المقطوع ظلما فالقول للقاطع) وهذا قول ابي حنيفة وابي يوسف وقال محمد يضمن القاطع ويقتص منه وهو قول الشافعي وابن ابي ليلى وابن المنذر وابن حزم وابن حبان وابن الجارود وابن خزيمة وابن سكن وابن عبد البر وابن العربي وابن القطان وابن الصباغ وابن دقيق العيد وابن حجر العسقلاني وابن الرفعة وابن الملقن وابن الهمام وابن امير حاج وابن نجيم وابن عابدين وغيرهم من المتأخرين وحجتهم ما رواه البخاري ومسلم وابو داود والنسائي وابن ماجة وابن الجارود وابن خزيمة وابن حبان والدارقطني والبيهقي وغيرهم من طرق عديدة عن

كتاب الشهادة

هی	جائز	عن	مشاهدة	وعیان	لا ظن	بحبس	وحشر
وہ	خبر	دینا ہے	آنکھوں	سے	دیکھ	کر	یا	کو	انگلی	پر	دینی	ہے

تشریح اللغة: وہ کلمہ ہے جو قطعاً خبر دینے اور شہادت اس کا سبب ہے اور سبب پر مسبب کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے مصنف نے یہ اقتضاء فرمائی کہ عہد کی شہادتیں بھی ہوتی ہیں۔ شہادۃ اصل مصدر ہے بمعنی شہود (ص ک) شہادۃ عندالحاکم کہتے ہیں حاکم کے روبرو گواہی دینے کو۔ تحمل اور تحمیل جو ہمارے یہاں میں کسی تم کا شک نہ ہو تو ترجمہ یہ ہے۔ شریعت میں شہادت کہتے ہیں خبر کو جو کہ کہتے ہیں جو قطعی اور یقینی ہو۔ یہ کلمہ مخبر ہے جو شہادت کی تعریف ہے۔ هی اخبار صادق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی لاثبات الحق۔ یعنی اثبات حق کیلئے قاضی کی مجلس میں لفظ شہادت کہنا کے ساتھ کسی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں۔ تعریف کی اس قید سے کہ صادق راستبازے اخبار کاذب نکل گئیں اور لفظ شہادت کی قید سے معلوم ہوا کہ تعبیر بلفظ علم یقینی کافی نہیں۔ مجلس قاضی کی قید سے شہادتیں اور خبر نکل گئی جو غیر مجلس قضاء میں ہو کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور ثبت حق کو دیدے بعض عربیات کو مجلس قضاء میں لفظ الشہادۃ کے ساتھ ہونا ضروری ہوگیا۔

فائدہ: شہادۃ کی شرطیں۔ اقسام کی ہیں شرائط تحمل، شرائط ادا، شرائط قسم تحمل میں ہیں (۱) اسلام ہونے کے وقت تحمل کے (۲) بصارت (۳) مشہود بہ کا اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا ہو نہ کہ سنا ہو یا غیر عاقل سے اور اندھے ہو کر، یہ صحیح نہیں۔ تحمل شہادت کیلئے (۴) ذکورۃ اسلام اور عدالت شرط نہیں ہے کہ گواہی ہونے کے وقت صغیر عاقل ہونا کافر ہونا فاسق ہونا اندھا ہونا کفر سلطان یا قاضی صادر ہو جائے۔ اور پھر یہ لوگ قاضی کے سامنے حاضر ہو کر گواہی دیں تو قابل قبول ہوگی شرائط ادا کے بارے میں یہ ہے۔ اول وہ جو شہادت سے متعلق ہیں۔ دوم وہ جو شاہد سے متعلق ہیں۔ سوم وہ جو مکان شہادت سے متعلق ہیں۔ چہارم وہ جو مشہود سے متعلق ہیں جو چیز یں کسی شہادت سے متعلق ہیں وہ تین ہیں۔ (۱) لفظ شہادت (۲) لفظ ادائے شہادت (۳) مجلس قضاء اور جو شرطیں شاہد سے متعلق ہیں وہ گیارہ ہیں (۱) بلوغ (۲) عقل (۳) ہوش (۴) نطق (۵) سمع (۶) عدالت (۷) عدم ولی الولد نہ ہونا (۸) نہ ہونا اپنے جلب منفعت کا (۹) نہ ہونا دفع مضرت کا (۱۰) نہ ہونا متہم بسبب قرابت کے (۱۱) نہ ہونا دشمن کی بنیاد پر۔ اور جو شرطیں مکان شہادت سے متعلق ہیں وہ گیارہ ہیں (۱) مشہود بہ کا ایسا مکان ہونا جہاں قاضی کا حکم نافذ ہو (۲) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۳) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۴) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۵) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۶) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۷) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۸) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۹) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۱۰) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا (۱۱) شاہد کا مشہود بہ کے مکان سے قریب ہونا۔ اور جو شرطیں مشہود بہ سے متعلق ہیں وہ سات ہیں (۱) مشہود بہ کا ایسا ہونا جس کی شہادت قبول ہو سکے (۲) مشہود بہ کا ایسا ہونا جس کی شہادت قبول ہو سکے (۳) مشہود بہ کا ایسا ہونا جس کی شہادت قبول ہو سکے (۴) مشہود بہ کا ایسا ہونا جس کی شہادت قبول ہو سکے (۵) مشہود بہ کا ایسا ہونا جس کی شہادت قبول ہو سکے (۶) مشہود بہ کا ایسا ہونا جس کی شہادت قبول ہو سکے (۷) مشہود بہ کا ایسا ہونا جس کی شہادت قبول ہو سکے۔ یہ کل شرطیں صحیح اور قابل شہادت ہونے کیلئے ہیں۔ اور کچھ شرطیں بعض افراد شہادت کیساتھ خاص ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) اسلام۔ کہ مشہور علیہ مسلمان ہو (۲) اگر مشہود علیہ مرد ہو اور گواہی حد اور قصاص میں ہو تو اتحاد مجلس (۳) اتحاد مجلس شہادت میں (۴) اتحاد شہادت جس میں توقیت شرط ہے (۵) ایام ابکار شہادت زنا میں (۶) اصالت (۷) عدم تقادم فی شہادت میں (۸) عدم حضور اصل یعنی شہادت علی الشہادۃ کے۔ اور جو شرطیں کہ شہادت سے متعلق ہے وہ صرف ایک شرط ہے مثل حکم قضا کے جو شرطوں سے معلوم کرو۔ (شرائط کے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

ف: بالکتاب واللہ وسنۃ جدیدۃ او شہادۃ شاہدین او شاہد ویمین الطالب

ف: (اجب بالتسلیم) ف: (الاقتضاء شہادۃ علی الاقالۃ) ف: (قبل الدخول وبعدہ الا حیض واحد) ف: (ولا تقبل شہادۃ الصبیان) ف: (ولا تقبل شہادۃ المشہود علیہ) ف: (علی شرط العدالۃ فالحاصل ان شرائطہا خمسۃ وعشرون)

وتدرج بطلب المدعي وسرها في الحدود تحب ويقول في السرقة حد لاتوني

اور لازم ہوں ہے مدعی کی طلب سے اور اس کو چھپانا حدود میں مستحب ہے اور کہے چوری کی گواہی میرے اس سے لیے سے کہ کہ دے

تشریح الفقہ قولہ ویلزم الخ التزامی طلب شہادت کے لیے ہے حق خالص کا بیان ہے "ولا یأبی الشہداء اذا دعوا" وقال تعالیٰ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ سوا گر شاہدوں کے علاوہ کل اور ادائے شہادت کیلئے کوئی نہ ہو تو گواہی دینا فرض عین ہے اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور ہو تو فرض کفایہ ہے پھر اگر صاحب حق شاہد کی شہادت کو سن جانتا ہو اور عدم شہادت کی صورت میں حق کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو شاہد پر بلا طلب صاحب حق ادائے شہادت واجب ہے۔ اور اگر فوات حق کا اندیشہ نہ ہو اور صاحب حق شہادت کیلئے طلب کرے تب بھی ادائے شہادت لازم ہے لیکن باب حدود میں شہادت کو چھپانا اصل ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کے بھی یا بکر صدیق عمر الدوس کل امر فضل حسن یا ہو ہریرہ ماغر مسعود ابو الدرداء عمر و بن العاص ابو واقد لیثی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے رجم حدود کی تلقین کا سوال ہوا انتظیت ستر کی کھل رہیل ہے سوال قرآن پاک میں تو کتمان شہادت سے ہی بطریق عموم ہے جواب حدود میں کتمان شہادت کے متعلق جو احادیث وارد ہیں وہ متعدد عنوانوں کیجہ سے مروی ہوئی ہیں جن سے عموم آیت کی تخصیص جائز ہے۔

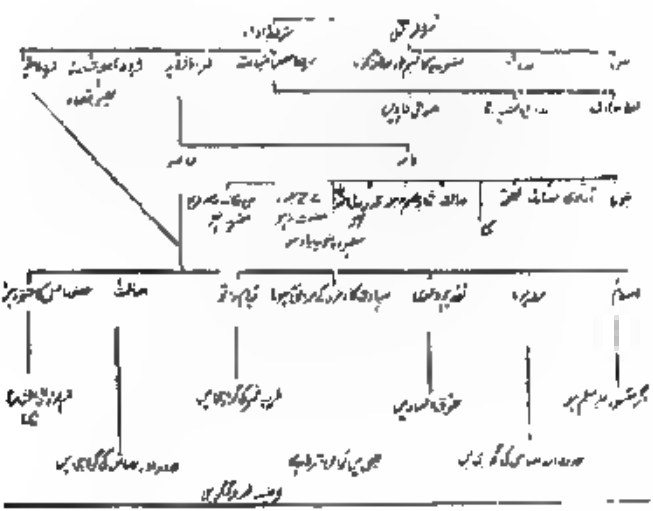

وشروط الركن لفظ أشهد وحضور شاهدين يسمعان كلامه ويعرفان اسمه ونسبه ولا يكتفي بسماعهما من وراء حجاب ولا بشهادة رجل وامرأتين ولا بشهادة النساء منفردات إلا في الولادة والبكارة

اور شرط ہے ہونے گواہ کے لیے ہر مدعا علیہ کے لیے گواہوں کے لیے اور ان دو ذات کے لیے اور گواہی ہونے کے لیے اور خصوصیت ہے عورتوں کے لیے ان امور میں جن پر مرد مطلع نہیں ہوتے کیونکہ

مدِ شہادت کا بیان

تشریح: لفظ ہ و شروط الخ شہادت کے چار مرتبے ہیں اصل شہادت دوسرے شہادت پر گواہ بنانا تیسرے مرتبہ میں ضروری ہے کیونکہ آیت "واستشهدوا شهيدين من رجالكم فإن لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء" میں اشہاد کا حکم ہے اور اشہاد کے معنی گواہ بنانے کے ہیں اور گواہ بنانا تحمل شہادت کے وقت ہوتا ہے اور تحمل شہادت کے وقت گواہ بنانا ممکن نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اشہاد سے مراد تحمل شہادت ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں کسی کا مجاز ہے یا حکمی اس سے کیونکر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ آیت میں اشہاد کا حکم ہے اور اشہاد مشروط ہے تحمل کے ساتھ اور تحمل کا حکم نہیں اور اشہاد مشروط ہے تحمل کے ساتھ اور تحمل کا حکم نہیں مگر چار صورتوں میں کہ ان صورتوں میں تحمل کا حکم ہے اور اشہاد کا حکم ہے اور ان صورتوں میں اشہاد مشروط ہے تحمل کے ساتھ اور تحمل مشروط ہے اشہاد کے ساتھ اور ان صورتوں میں اشہاد کا حکم ہے اور تحمل کا حکم ہے اور

وبصيرته حلاً و رحلٍ و عوامل ولكن لفظ الشهادة والعدالة وسائل عن السيد

سرا وعلنا في سير الخصوم وتعيين الخصم الصحيح و واجبه بكفي بلفظ تركيه والرسالة والفرجه

وبشيء بما سمع او ي كالبيع والاقرار وحكم الحاكم والغصب والقتل

ون لم تشهد عليه ولا تشهد على شهادة غيره عالم تشهد عليه

شرح: قولہ وصیغۃ الخ چونکہ شہادت اصولِ مذکورہ کے بغیر کے حقوق کے ثبوت کے لئے ہوتی ہے اس لئے حقوق میں سے ہوں یا غیر ہوں ہر حال میں شہادت کی صحت کے لئے یہ شرط ہے کہ لفظ شہادت یا اس کے مشتقات (جیسے اشہد یا شہدت) کا ہو اور اس کے ساتھ ہی ادا کیا جائے (یعنی شاہد کے لئے یہ کہنا کافی نہیں کہ میرے پاس اس کا علم ہے یا میں نے اس کو دیکھا ہے جب تک کہ وہ شہادت کا لفظ نہ کہے) اور یہ شرط اس لئے ہے کہ شہادت کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شاہد نے مشہود بہ کو اس طریقہ سے ادا کیا ہے جو شرعاً معتبر ہے اور یہ بات اس وقت ہوتی ہے جب

[illegible] [illegible] [illegible] [

ولا يفصل خاتمه وقاضي ورأيه في نوشته بر گردن كواه تحمل نكند ولا يشهد بما لم يعاينه ﷺ النسب والصوت والنكاح والدخول وولاية القاضي واصل الوقف الا ان يشهد بها اذا اخبره بها من يثق به رمز لي بده شنوي بصوت قول رواية قاضي واصل وقف كے كہ ان میں گواہی دے سکتا ہے جبکہ اس کو خبر دی ہو کسی معتبر شخص نے اور جس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو غلام کے مثل اور تو گواہی دے سکتا ہے کہ وہ اسی کی ہے اور اگر کہہ دیا قاضی سے صاف صاف کہ گواہی مجھ کو نہ دیجئے گا، سو دونوں کو تحمل نہ ہوگی

رمز شهد انه حضر دفن فلان فلا يصلي على جنازته فهذا حتى لو فسر للقاضي قبل جس نے گواہی دی کہ میں فلاں کے دفن میں حاضر تھا اس کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی یہ تو معائنہ کے برابر ہے یہاں تک کہ اگر قاضی کے روبرو اس کی تفسیر کردی تب بھی قبول نہ ہوگی۔

تشریح الفقہ قولہ ولا يعمل خاتم شاہد قاضی اور راوی حدیث کو اپنے نوشتہ پر عمل کرنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں جب تک کہ اس کو خوب طرح یاد نہ ہو۔ یعنی نہ شاہد نے اپنے نوشتہ کو دیکھ کر گواہی دے، نہ قاضی حکم کرے اور نہ راوی روایت کرے۔ علامہ عینی نے کہا کہ امام صاحب نے تمام امور میں تک روایت اختیار کی ہے۔ اسی لئے آپ سے احادیث بہت کم مروی ہیں حالانکہ آپ کو ۷۰ صحابہ تابعین سے بیس حدیث حاصل ہے۔ پس جب تک شاہد کو کامل کی مقدار اور اس کی صفت یاد نہ ہو اس وقت تک گواہی دینا امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں (فالعلاقة فيما لا يكتفى محفوظا فقط بدائع) بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ صاحبین کے یہاں بھی اطلاق جائز ہے۔ اور امام صاحب کے یہاں ناجائز ہے لیکن محرر دیرہ میں ہے کہ امام اعظم کے یہاں تینوں کے لئے عمل جائز ہے۔ اور امام ابو یوسف کے یہاں راوی اور قاضی کے لئے جائز ہے اور شاہد کے لئے ناجائز۔ شمس الائمہ حلوانی فرماتے ہیں کہ فتوی امام اعظم کے قول پر مناسب ہے۔ احتیاط بھی اسی میں ہے۔ اور بزازیہ میں بھی اسی پر جزم و یقین ظاہر کیا ہے۔ وفي السراج وعلقه ابو يوسف هو الصحيح عليه وفي المنح وقولهما هو الصحيح وفي الخلاصة وعليه الفتوى فرحتی علی الدر المختار

قولہ ولا بالشهيد الخ۔ جس شخص نے کسی چیز کا معائنہ کیا ہو یعنی جس چیز کا علم بذریعہ سماع حاصل نہ ہوا اس کی گواہی دینا بالاجماع جائز نہیں مگر دو مسئلوں میں بلا معائنہ گواہی درست ہے۔ (۱) نسب۔ جس شخص نے ایک جماعت سے (امام صاحب کے نزدیک ۷ اور دوسروں سے کم از کم ۵ سے (مساکین سے کم از کم ۱۰ کا ہونا اطمینان کا ذریعہ ہے) سنا کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا ہے تو وہ اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ تاتارخانیہ میں محیط سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص باہر سے آکر کسی شہر میں بس جائے اور وہاں ایک عرصہ تک رہے تو وہاں والے اس کے نسب کی گواہی نہیں دے سکتے جب تک کہ اس کے شہر کے دو عادل آدمی جو مدینہ کی امام صاحب نے اس کے لئے دو شرطیں ذکر کی ہیں ایک شہرت خبر دوسرے اس کا وہاں کم از کم ایک سال تک رہنا۔ وروی عن ابی یوسف انه قدره بستة اشهر۔ (۲) موت۔ جس شخص نے قاتل اور مقتول کو دیکھا کہ فلاں شخص مر گیا تو اس کی موت کی گواہی دے سکتا ہے۔ (۳) نکاح۔ جو شخص ایک جماعت سے (امام صاحب کے نزدیک ۷ اور دوسروں سے (مساکین کے نزدیک ۱۰ سنے کہ فلاں عورت فلاں شخص کی بیوی ہے تو وہ اس کی زوجیت کی گواہی دے سکتا ہے گو وہ عقد نکاح میں حاضر نہ ہوا ہو۔ (۴) دخول۔ اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں شخص نے فلاں عورت کیساتھ نکاح کرکے صحبت کی ہے تو وہ اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ (۵) ولایت قاضی۔ مختار نے کہا کہ اگر کسی شخص نے یہ سنا کہ فلاں شخص فلاں شہر کا قاضی ہو گیا تو وہ اس کی شہادت دے سکتا ہے (بحر الرائق میں معروج سے منقول ہے کہ امیر قاضی کے ماتحت ہے تو شہادت بالولایت بھی جائز ہوں چاہیے (۶) اصل وقف۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی عدالت ثابت نہ ہو اس کی بابت توقف کیا جائے گا اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کی عدالت کے بارے میں کوئی بات معلوم نہ ہو۔ اور اگر کسی نے یوں کہا کہ میں فلاں شخص کو نہیں جانتا تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور یہ بات کہ یہ شخص عادل ہے، اس کے لئے کافی ہے۔ لیکن ظاہر الروایہ میں ہے کہ قبول گواہی کے لئے یہ بات شرط نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ بلکہ قاضی کی طرف سے یہ بات ثابت ہونی چاہئے۔ (۷) جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے۔ (۸) جس شخص کی عدالت ثابت ہو جائے اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور اس کی عدالت کے بارے میں استفسار کرنا واجب نہیں ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کی عدالت کے بارے میں کوئی شبہ نہ ہو۔ اور اگر شبہ ہو تو پھر اس کی عدالت کے بارے میں استفسار کرنا واجب ہے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت کے بارے میں استفسار کرنا واجب نہیں ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان عدالت ہی اصل ہے۔ اور اس کے برخلاف جو کچھ ہے وہ عارضی ہے۔ اور اصل عارضی پر مقدم ہوتی ہے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت کے بارے میں استفسار کرنا واجب ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عدالت کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عدالت کے بارے میں جو کچھ ہے وہ عارضی ہے۔ اور اصل عارضی پر مقدم ہوتی ہے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت کے بارے میں استفسار کرنا واجب ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عدالت کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عدالت کے بارے میں جو کچھ ہے وہ عارضی ہے۔ اور اصل عارضی پر مقدم ہوتی ہے۔

قولہ وہی ہے جو ہدایہ میں ہے کہ شخص کی تعدیل اور اس کے علاوہ کوئی اور چیز، جس کی بنا پر اس کی گواہی قبول کی جائے، کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عدالت ظاہر ہو جائے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت ظاہر ہو جائے، اس کا سبب یہ ہے کہ جب تک اس کی عدالت ظاہر نہ ہو جائے اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اور یہ بات کہ اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عدالت کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عدالت کے بارے میں جو کچھ ہے وہ عارضی ہے۔ اور اصل عارضی پر مقدم ہوتی ہے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت کے بارے میں استفسار کرنا واجب ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عدالت کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ بات کہ اس کی عدالت کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عدالت کے بارے میں جو کچھ ہے وہ عارضی ہے۔ اور اصل عارضی پر مقدم ہوتی ہے۔

---

۱ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

تحقیق اس صورت میں ثبوت کا مقبول ہونا ہے۔ واقف (موت) کے مسئلہ میں یہ کہ کیا اس مسئلہ میں کیا کہنا ہے
شہید ثانی کا [illegible] مسئلہ کے متعلق [illegible] کا گمان ہے کہ ایک قول یہ ہے [illegible] امام علی
[illegible] میں [illegible] ما شهد الشهود [illegible] شهادة بسبب
[illegible] بسبب [illegible] الفضل شهادة [illegible] میں [illegible] ثبوت [illegible]
[illegible] مسئلہ [illegible] ہے۔ [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] ہے

باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل

باب گواہوں میں سے مقبول اور غیر مقبول کی شہادت کے بیان میں

ولا تُقبل شهادةُ الأخْمى والمَمْلُوك والصَّبيّ إلّا أن يتحمّلا في الرِّق والصِّغر وأدّيا بعد الحريّة والبلوغ

اور نہیں قبول کیا جائے گی گواہی اندھے اور غلام اور بچے کی مگر یہ کہ تحمل کریں حالت غلامی اور بچپنے میں ادا کریں آزادی اور بلوغ کے بعد

والمحدود في القذف وإن تاب إلّا ان يعلمَ الحاكمُ في قذفٍ ثُمّ اسلم والوقت لا يوفيه وجلده

اور جس کو حد قذف لگائی گئی ہو اگرچہ توبہ کرے مگر یہ کہ جانتا ہو حاکم کہ جس نے قذف کیا پھر وہ اسلام لے آیا اور وقت نہیں پاتا ہے اس کی واپسی کا اور اس نے اس کو حد قذف لگائی

وعَبْده وأحد الزوجين للآخر والشّريك لشريكه وعَكْسه وأحد المتفاوضين لصاحبه وعكسه وشريك شركة

اور اس کے غلام کی اور میاں بیوی میں سے کسی کی دوسرے کے لئے اور نہ آقا اپنے غلام اور مکاتب کے لئے اور ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کے لئے

فيما هو من شركتهما ونسخت ونتيجة وتضيّه وبعكسه إن ثمنت عقارا فتبيّة

اس چیز میں جو ان کی شرکت سے ہو اور نہ نقل کرنے والے کی گواہی اصل والے اور نہ شاگرد کی استاد کے حق میں اور نہ بچہ کی گواہی والد کے حق میں اور نہ والد کی بچہ کے حق میں اور نہ مضاربت کی گواہی رب المال کے حق میں اور نہ رب المال کی گواہی مضاربت کے حق میں اور نہ ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کے حق میں اور نہ ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کے حق میں اور نہ ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کے حق میں اور نہ ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کے حق میں

تشریح اللغات قولہ شہادۃ الاعمی الخ طرفین کے نزدیک اندھے کی شہادت مطلقاً غیر مقبول ہے۔ اور امام مالک کے نزدیک علی الاطلاق مقبول ہے۔ کیونکہ شہادت کا دارومدار ضبط اور عدالت کے اظہار پر ہے۔ اور اندھا ہونا کوئی ولایت و عدالت میں رکاوٹ نہیں ہوتا ہے شہادت مقبول ہونی چاہیے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اندھے کی شہادت مقبول نہیں ہے۔ امام ترمذی کے نزدیک ان چیزوں میں مقبول ہے جن میں سماع حاصل ہو جیسا ایک روایت امام صاحب سے بھی ہے کیونکہ امام ابو یوسف اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر وہ تحمل شہادت کے وقت بینا اور ادائے شہادت کے وقت نابینا ہو تو شہادت مقبول ہے۔ یہ قول طرفین سے ہے کہ ادائے شہادت کے لئے مشاہدہ اور مشاہدہ علیہ کے درمیان اشارہ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بغیر آلہ اشارہ سے امتیاز نہیں کر سکتا ہے وہ صرف آواز سے امتیاز کر سکتا ہے جو بہت ممکن ہے کہ مختلف ہو قائمہ کے موافق اس کو کچھ تشبیہ کر دے کیونکہ ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے مشابہ ہو جاتی ہے اس لئے اس کی شہادت مقبول نہیں۔

قولہ والمحدود الخ احناف کے یہاں حد قذف کی شہادت بھی قبول نہیں اگرچہ اپنی دروغ گوئی ظاہر کر کے تائب ہو گیا ہو امام شافعی کے یہاں توبہ کے بعد اس کی گواہی مقبول ہے۔ اور اصل اس مسئلہ میں یہ آیت ہے "والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا بارابعۃ شہداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابدا واولئک ھم الفسقون الا الذین تابوا" الخ

ع وفی الاصل الاعمی وھو الذی لا یبصر بالنھار ولا باللیل ھ ع وھو الذی لا یبصر باللیل دون النھار، منہ

ف اعلم ان الاعمی ان کان یعرف الاشیاء بالنھار دون اللیل فھو کالبصیر فی الشھادۃ علی ما ھو المختار لان الشرط ھو العدالۃ والضبط وھما یحصلان بالنھار، وان کان لا یعرف الاشیاء الا باللیل فھو کالبصیر فی الشھادۃ علی ما ھو المختار لان الشرط ھو العدالۃ والضبط وھما یحصلان باللیل، منہ

ق قال ابو یوسف رحمہ اللہ تقبل شھادۃ الاعمی فیما یجوز ان یتحمل الاعمی کالنسب والموت والنکاح والدخول والولادۃ والقضاء والولایۃ والوکالۃ والوصیۃ والملک المطلق وملک النکاح والاسباب والاملاک المرسلۃ وکل شیء لا یحتاج فیہ الی الاشارۃ الی المشھود علیہ وھو قول الشافعی رحمہ اللہ، منہ

قولہ والخائنۃ الخ اور عورت جو اپنے شوہر کی معصیت میں خیانت کرے اس کی شہادت مقبول نہیں نیز خائن عورت کی شہادت بھی مقبول نہیں اگر چہ اپنی پرورش کرنے کے لئے کافی ہو اور یہ وجوب اور تحمل کے لئے گناہ بلا شک حرام ہے وقد نہی علیہ السلام عن الصوتین الا حمقین الفاجرۃ والمغنیۃ۔

قولہ والعدو الخ دنیاوی عداوت کی وجہ سے دشمن کی گواہی بھی مقبول نہیں جیسے مال مقتول کی گواہی قاتل پر اور مجروح کی جماعت پر اور مقذوف کی قاذف پر کیونکہ دنیاوی عداوت حرام پر اصرار موجب فسق ہے۔　　محمد عفی اللہ عنہ الشکوی۔

وَتَقْبَلُ الشُّرْبَ عَلَى اللَّهْوِ وَمَنْ يَلْعَبُ بِالطُّيُورِ أَوْ يُغَنِّي لِلنَّاسِ أَوْ يَرْكَبُ حَرَامًا
اور بہو کھیل کے لئے شراب پینے والے کی اور اس کی جو کبوتروں سے یا گانا لوگوں کو سنانے کے لئے یا رکاب کرتا ہو جب حد سے بڑھ گیا
أَوْ يَدْخُلُ الْحَمَّامَ بِلَا إِزَارٍ أَوْ يَأْكُلُ الرِّبَا أَوْ يُقَامِرُ بِالنَّرْدِ وَالشِّطْرَنْجِ أَوْ تَعَوَّدَ الصَّغِيرَةَ بِسَبَبِهَا أَوْ يُوَالِي
یا داخل ہوتا ہو حمام میں بلا تہبند کے یا سود کھاتا ہو یا جوا کھیلتا ہو چوسر اور شطرنج سے یا عادت ہو لی ہو اس کی خرابی سے سبب سے یا پیشہ کرتا ہو
أَوْ يَأْكُلُ عَلَى الطَّرِيقِ أَوْ يَظْهَرُ مِنْهُ السُّكْرُ وَتُقْبَلُ لَا مِنْ وَلَدِهِ وَعَمِّهِ وَأَخِيهِ وَحَمِيمِهِ وَمَنْ أَبَانَهُ وَبَيْتُهَا وَزَوْجِ بِنْتِهِ
یا کھانا راہ میں یا ظاہر ہو کہ شراب پیتا ہے تو قبول کی جاوے گی نہ بیٹے کی نہ بھائی چچا بھائی اور اپنے ساس کی نہ کی لڑکی داماد
وَامْرَأَةِ أَبِيهِ وَابْنِهِ وَوَالِدِ الْمَوْلَى إِلَّا الْعَطِيَّةَ وَالْقَضَا عَلَى مِثْلِهِ
بھروسہ کرنے والے باپ کی بی بی کے لئے اور آل ہدا کی مگر خطیب کی ہدایا کی اس جیسے پر
وَالْعَزِيِّ عَلَى مِثْلِهِ لَا عَلَى الْمُتَّقِي وَمَنْ أَلَمَّ بِصَغِيرَةٍ إِنِ اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ
اور کام فریق کی اس جیسے پر ۔ کہ نہ ہو اس کی جو صغیرہ گناہ کرتا ہو اگر کبیرہ سے بچتا ہو۔

توضیح اللغۃ مدمن بمعنی کثیر الدوام کرنے والا از تہذیب اللغۃ مرقوم ہے۔ قولہ کالیمین سے کوئی مسئلہ پہلے بزرگ خطیب وقاضی بلخ سے ایک کردہ ہے۔

تشریح المتن قولہ و تقبل الشرب الخ شراب پینے کی شہادت بھی قبول نہیں اور شراب سے ہر وہ غیر شراب ہے صاحب کرخی نے ذکر کیا ہے کہ غیر خمر میں ان کا مذہب یہ ہے کہ کالی نہ ہو اس لئے شرط ہے کہ اس کا پینا قبل ظاہر ہونے اور اس کو گویا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ مرتکب حرام ہے کیونکہ جو شخص پوشیدہ طور پر شراب پیتا ہو۔ وہ حالت سے خارج نہیں ہوتا گو کہ یہ بکثرت پیتا ہو اور اس وقت ساقط ہوگی جب شراب بکثرت ہو جائے شراب خمر حرام ہونا تو دوسری جگہ پر ہے شراب کا ایک قطرہ پینے سے بھی مرتکب کبیرہ ہو جاتا ہے۔

قولہ ومن یلعب الخ جو شخص پرندوں سے کھیلتا ہو اس کی شہادت مقبول نہیں جیسے کبوتر بازی تیتر بازی وغیرہ کیونکہ یہ محدث غفلت ہے مگر ہر اس صورت میں کہ جب کبوتر اڑانے کی طرف نظر نہ پڑتا ہو اور اوقات نماز پر مطلع ہوتا ہو جو مصرف تفریح خاطر اور رفع وحشت کیلئے کبوتر وغیرہ پالنا اور گھروں میں رکھنا جائز ہے غیر جو شخص گانا گاتا اور لوگوں کو سناتا ہو اس کی گواہی بھی مقبول نہیں

---

(۱) الحمام کی تاء میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں (۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴) کان کل رنگ میں بھٹکنا ترک مروت ہے اور عادل شہادت کے منافی ہے (۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۲۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۳۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۴۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۵۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۶۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۷۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۸۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۱) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۲) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۳) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۴) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۵) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۶) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۷) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۸) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۹۹) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی (۱۰۰) اس حدیث کی تخریج نہیں مل سکی

گواہ جرأت نہ کیا ہو (کما فی الخلاصۃ) اسی طرح جو شخص سے صحابہ (یعنی گناہ کبیرہ) کا مرتکب ہوا ہو اس کی شہادت بھی مقبول ہیں گناہ کبیرہ وہ ہے جس کے مرتکب پر قرآن و حدیث میں وعید شدید کی آئی ہو اور یا اس کے مرتکب کو کافر کہا ہو جیسے جادو کرنا صلوۃ پنجگانہ کا ترک کرنا جس پر حد مشروع ہو جیسے زنا و سرقہ کا وقوع

طریق شہادت غیر ارادہ فعل ہے کی میں صورت کو کہتے ہیں جو کہ (افعال التحمل سمعت الدعلوی) اور طالب کی نے "قوت القلوب" میں لکھا ہے کہ میں نے ان اور سے کہا ہے کہ میں نے کہا کہ فقہ میں کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر شرعی سزا مقرر ہے جادو میں بھی شرک نیز اصرار معصیت سے توبہ کلی سے اصرار صغائر سے جو دینی اور دنیوی امور میں بھی سہو ہو اور نہ ہو اور نہ ہو اور نہ

والأخ والعصبة وولد الأب والأخت والأعمال والمحفل بالمنعي ولو شهدا ان ابنهما أوصى إليه
اور غیر متہم ہو اور آزاد مرد اور عادل ہو اور عاطس کی اور گواہ کرو کسی آدمی کو کہ گواہی دیں دو شخص کہ ہمارے باپ نے وصی کیا فلاں کو
والوصي يدعي جاز وإن انكر لا لو شهد ان أباهما وكله بقبض وديعته والدعي الوكيل
اور وصی بھی دعویٰ کرے کہ وکیل تھا تو جائز ہے اور اگر انکار کرے وصی ہونے سے اور گواہی دیں کہ ہمارے باپ نے وکیل کیا تھا فلاں کو اپنا قرضہ لینے کا اور دعویٰ کرے
او تكذب ولا يسمع المدعي الشهادة على جرح ومن شهد ومن يتزوج
وکیل یا انکار کرے اور نہ سنے قاضی شہادت مدعی پر جس نے گواہی دی اور کچہری ہی میں سے
حتى قال ترهنت بعض شهادتي تقبل لو عدلا
یہاں تک کہ کہا کہ میں نے بعض گواہی میں رہن کیا ہے تو یہ کہنا مقبول ہوگا اگر وہ عادل ہو۔

توضیح اللغۃ: الاخ: بھائی۔ العصبۃ: عصبات۔ عمال: جمع عامل جرح: جمع جارح۔ یہ ضمیروں کرنے والے زیادہ تر جمع دیتے ہیں۔ تزوج: اظہار شوق۔

تشریح المتن: قولہ ولو شہد الخ: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے دو لڑکے چھوڑے۔ ان دونوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے فلاں شخص کو ہمارا وصی مقرر کیا ہے سو اگر وہ شخص عدل وصایت ہو تو ان کی گواہی بطریق استحسان صحیح ہے۔ اور اگر وہ شخص قبول وصایت سے انکار کرے تو بھی صحیح نہیں اور اگر دونوں بجائے وصایت کے وکالت کی گواہی دیں تو بشرط وصولت گواہی صحیح نہیں خواہ وہ شخص عدل ہو یا منکر قیاساً کیونکہ وصولت میں بھی یہی ہے کہ گواہی صحیح نہ ہو کیونکہ یہ دونوں شاہد دین کے قائد نہ کیے گئے ہیں یعنی کہ قضی انہیں کی طرف رجوع کرتے والا ہے وجہ استحسان یہ ہے کہ قاضی کو غائب کی طرف سے وصی مقرر کرنے کی ولایت ہے۔ اب دو امر کا احتمال ہے کہ وصی کے متعلق غور کرے کہ وہ قابل مامونہ دیانت داری کی بنا پر صحیح وصیت ہے یا نہیں بدیں وصیت کے دو لڑکوں نے گواہی دی ہے کہ اس کی تعدیل کر دی تو قاضی اس شہادت سے یہ یقین کر سکتا ہے کہ غائب کی طرف سے وکالت کے کہ قاضی کو غائب کی طرف سے وکیل مقرر کرنے کا اختیار نہیں۔

قولہ ولا یسمع الخ: جرح سے مراد جرح مجرد ہے یعنی اس فسق کا ظاہر ہونا جو فسق متعلق باقی عدد کے اثبات سے خالی ہو۔ اور اس پر مشہور یہ ہے کہ جرح صورت مرتب نہ ہو تو جو گواہی جرح کار پر ہو وہ مقبول نہیں کیونکہ گواہی بحکم حکم کی وجہ سے مقبول ادنیٰ درجہ میں مظنون یا الحاق حکم داخل ہونا ضروری ہے اور فسق تحت حکم داخل نہیں کیونکہ حکم حرام ہوتا ہے اور بعض کی پرستش حرام نہیں کر سکتا کیونکہ قاضی تجربہ کر کے فسق کو دور کر سکتا ہے اس لئے قاضی جرح کرنے پر گواہی سننے اور اس کا حکم کرے وعند الشافعی تسمع فیحکم بہ کذا نقل عن الخصاف وھو روایۃ عن ابی یوسف۔

قولہ ومن شہد الخ: یعنی عادل شخص نے گواہی دی اور غیر عادل شخص نے تضاد سے جدا نہ دیا تھا اور عادل شخص جدا ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو اس کی گواہی بھی نہیں کی تھی کہ اس نے کہا کہ مجھے بعض شہادت میں خطا ہوئی خلاصہ اس نے جرح کی گواہی دی پھر کہا کہ میں رجوع کر گیا حقیقت میں یا نجس جیسا کہ عادل شخص کہ اگر گواہی بشرط عدالت مقبول ہے کیونکہ فصل قضا کے وقت سب کی ایسا ہو جاتا ہے۔

ع ان الشافعی لا یعمل بجرح لان الاصل عدالۃ المسلم وقیدہ الشافعی بان لا یکون فسقہ ظاہرا واما اذا ۲ ھدایہ ۔ لان فسق الآخرین لا یوجب فسق شہود الاصل کما ذکرنا فی الوکالۃ ۳ ھدایہ ۔ لانہ رجل لو اقتصر علی شہادۃ الحسبین علی قضاء القاضی ۴ ھدایہ ۔ المراد بہ السلطان لان نصب العمل بنصب الامام کذا فی الخلاصۃ ۱۲

باب لاختلاف فی الشہادۃ

باب شہادت کے اندر اختلاف کے بیان میں

الشهادة ان وقف للدعوى فلت ولا للدعوى دون ما لو جرح شهد بملك مطلق لم
یجب [illegible] کے گواہوں نے گواہی دی کہ مطلق ملک ہے [illegible]
والكفيه لا يتصور انفاق الشاهدين بقضاء واحد على شهد احدهما بالف والآخر بالفين
[illegible] کے گواہوں نے [illegible] کی گواہی دی کہ [illegible]
بالف فقضى وان شهد الآخر بالف وخمسمائة والقاضي يقضي ذلك فيما على الالف وان شهدا بالف
[illegible] کے گواہوں نے [illegible] کی گواہی دی [illegible]
وان احدهما قضاء بها جميعا لان الالف يدخل بالالف ولم يسمع انه قضاه الا ان يشهد معه آخر
[illegible] کے گواہوں نے [illegible] کی گواہی دی [illegible]
ويبقى ان لا يشهد حتى يقر المدعي بما قبض او يشهد بالقرض بالف ويشهد احدهما انه قضاه
[illegible] کے گواہوں نے [illegible] کی گواہی دی [illegible]
حرف الشهادة على القرض او شهد بالف قبل رمضان وشهد احدهما بالف بعد رمضان
[illegible] کے گواہوں نے [illegible] کی گواہی دی [illegible]
وذكر قال ابي حامد احدهما ان يطلب الآخر

[illegible] کے گواہوں نے [illegible] کی گواہی دی [illegible]

ترجمہ اگر گواہوں کا اختلاف شہادت کو دعوی کے وقت تک روکنے والا ہو تو شہادت باطل ہو جاتی ہے مثلاً ایک گواہ نے مطلق ملک کی گواہی دی اور دوسرے نے ایک ہزار کی تو شہادت باطل ہو جائے گی کیونکہ دو گواہوں کا ایک ہی گواہی پر اتفاق متصور نہیں ہے اور اگر ایک گواہ نے ایک ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے ایک ہزار پانچ سو کی تو قاضی ایک ہزار کا فیصلہ کر دے گا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولو شهدا على سرقة بعير وشهد على قوله قبل الذبح بخلاف المذكورة ولا توبة والغصب

[illegible]

وعن شهد برخيل لله الفرس عند فلان بالغبة وشهد الاخر بالغبة وخمس دانق يطلب الشهادة

[illegible]

وكذا بكتابة والخلع لان الشيخ قبض بالغبة لكن لو بقبض لم يقبض برؤية ولا مرّ الا ان يشهد

[illegible]

بسنته او بعده او عند فروعه او بعطيره وقت موت

[illegible]

ولو شهدا على شهر رمضان وهو اقر انه قضى عنه بعد ذلك او شهد شاهدان انه قد

[illegible]

[illegible]

تشریح: قولہ علی صورۃ الخ: یعنی جن لوگوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے فلاں کے ہاتھ میں ہتھوڑا مارا جس کے زخم سے وہ مر گیا، ان گواہوں نے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا کہ ہم نے اس کو مارا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، مثلاً ایک کہے کہ میں نے اس کو مارا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، دوسرا کہے کہ میں نے دیکھا تھا، یا ایک کہے کہ میں نے اس کو مارا ہوتے ہوئے دیکھا، دوسرا کہے کہ میں نے نہیں دیکھا، یا ایک کہے کہ میں نے اس کو مارا ہوتے ہوئے دیکھا، دوسرا کہے کہ میں نے اس کو مارا ہوتے ہوئ

باب الشهادة على الشهادة

باب گواہی پر گواہی دینے کے بیان میں

تقبل فيما لا يسقط بالشبهة ان شهد رجلان على شهادة شاهدين ولا تقبل شهادة واحد على شهادة واحد

ان امور میں جن میں شبہ سے ساقط نہ ہوتی ہو گواہی قبول کی جائے گی اگر دو گواہ دو گواہوں کی گواہی پر گواہی دیں اور ایک گواہ ایک گواہ کی گواہی پر گواہی دے تو قبول نہ ہوگی

والاشهاد ان يقول اشهد على شهادتي بي شهد ان فلانا اقر عندي بكذا

اور گواہی پر گواہ بنانا یہ ہے کہ اصل گواہ اپنے گواہ سے کہے میری گواہی پر گواہ بن جا میں فلاں شخص کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے میرے سامنے اقرار کیا ہے

واداء الفرع ان يقول اشهد ان فلانا اقر عنده بكذا

اور فرع کا ادا کرنا یہ ہے کہ گواہ یوں کہے میں گواہ بناتا ہوں کہ فلاں شخص نے اس کے سامنے اقرار کیا ہے

وقال لي اشهد على شهادتي بذلك ولا شهادة للفرع بالاداء اصله او عرضه او صكوه على خطهم

اور مجھ سے کہا ہے کہ گواہ بن میری گواہی پر اور فرع کی اصل گواہ کی موت، اس کے مرض یا اس کے حج میں جانے کی وجہ سے

الوزوع صح والا غفلوا او تبطل شهادة الفرع بانكار الاصل الشهادة ولو شهد

ان کا رجوع کرنا صحیح ہے ورنہ ان کی غفلت کی وجہ سے اور فرع کی گواہی اصل گواہ کے انکار کرنے سے باطل ہو جائے گی اگرچہ

على شهادة رجلين على فلانة بنت فلان الفلانية بكذا وقالا اشهدنا يعرفانها بعينها بعرفها

دو گواہوں نے فلاں بنت فلاں فلانیہ کے بارے میں گواہی دی ہو اور کہا ہو کہ ہمیں اس نے گواہ بنایا ہے ہم اسے پہچانتے ہیں

وقالا لم يقر لنا بذلك ثم لا قبل للمدعى عليه ان يدعي ان فلانة

اور کہا ہو کہ اس نے ہمارے سامنے اقرار نہیں کیا تو مدعا علیہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دعویٰ کرے کہ فلانہ

وكله كتاب القاضي الى القاضي ولو قالا فيهما الشهادة ثم يقر

اسی طرح قاضی کا قاضی کو خط لکھنا ہے اگر دو گواہوں نے گواہی دی ہو اور پھر اقرار کیا ہو تو

حتى يشهدا انه اقر عندهما ولو اقر انه شهد زورا لم يظهر ولا يغرم

جب تک کہ وہ دونوں گواہ اس کے اقرار کی گواہی نہ دیں اور اگر اس نے اقرار کیا ہو کہ اس نے جھوٹی گواہی دی ہے تو نہ اس کا اقرار ظاہر کیا جائے گا اور نہ اس پر تاوان ہوگا

تشریح: فقہ کا قاعدہ ہے کہ باب جتنے ثبوت ہیں ان کے بعد شہادت کا درجہ ہے۔ یہ سب سے کمزور ثبوت ہے۔ اگر شہادت کے ثبوت میں کوئی شبہ ہو تو وہ ساقط ہو جاتی ہے۔ مگر شہادت کے ثبوت میں کوئی شبہ ساقط نہیں ہوتا۔ اس لئے شہادت کی گواہی دینا بھی جائز ہے۔ اور شہادت کی شہادت پر بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ شہادت کی شہادت سے شہادت کا ثبوت بہت کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں بہت سی احتیاطیں ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ مثلاً اگر اصل گواہ مر جائے یا بیمار ہو جائے یا حج کو چلا جائے تو فرع کی گواہی ساقط ہو جائے گی۔ اگر اصل گواہ شہادت سے انکار کر دے تو فرع کی گواہی ساقط ہو جائے گی۔ اگر اصل گواہ شہادت سے غافل ہو جائے تو فرع کی گواہی ساقط ہو جائے گی۔ اگر اصل گواہ شہادت سے رجوع کر ل

القضاء لانہ شہد علی شہادۃ وہو لا یثبت۔ وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تقبل شہادتہما۔

قولہ ان شہد رجلان الخ اگر شہود اصل کے بیان میں دو شاہدوں کی شہادت پر دوسرے دو شاہدوں کی گواہی ہو تو امام شافعی کے یہاں جائز ہونا ضروری ہے کیونکہ فرع کے ہر دو شاہد اصل کے ایک شاہد کے قائم مقام ہیں۔ ہماری دلیل حضرت علی کا قول ہے "لا یجوز علی شہادۃ فلیست الا رجلان" "نہ حضرت علی سے مروی ہے لا تجوز شہادۃ الشاہد علی الشاہد حتی یکون اثنین"۔

قولہ فان حلفھم الخ اگر شہود فرع نے شہود اصل کی تعدیل کی تو ان کی تعدیل قبول کی جائے گی کیونکہ وہ اہل تعدیل ہیں اور اگر ان کی تعدیل نہ کریں جب بھی ان کی شہادت قبول ہے لیکن اس صورت میں قاضی شہود اصل کے متعلق یہ پوچھ گچھ کرے گا اس لئے کہ ردیف شہادت قبول نہ ہوگی کیونکہ شہادت بالشہادت قبول نہیں ہوتی۔ اور جب انہوں نے تعدیل نہیں کی تو ان کی طرف سے شہادت نقل نہیں کی۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ شہود فرع ہم صرف نقل شہادت کے واسطے ہیں کہ شہود فرع کی تعدیل فرع کی صورت میں قاضی ان کے حالات دریافت کرے گا۔

قولہ وبطل طلع گر اصل شہود نے شہادت سے انکار کر دیا یعنی یوں کہدیا کہ ہم اس حادثہ کے گواہ نہیں یا ہم نے ان کو گواہ نہیں بنایا اور یہ کہہ کر مر گئے یا غائب ہو گئے پھر شہود فرع نے ان کی شہادت پر گواہی دی تو ان کی شہادت مقبول نہیں کیونکہ اصل شہادت کیلئے تکمیل شرط سے اور وہ یہاں پائی نہیں گئی کیونکہ اصول اور فروع کی زبان میں متفاوت ہے۔ لیکن اگر شہود اصول نے شہود فرع کی شہادت کا سوال ہوا رہ اجاز دیدیں یعنی یہ اقرار کریں کہ ہم نے فرع کو اپنی شہادت قبول ہونے کی (خلاصہ، گویا اس مسئلہ میں سکوت لعنق کے حکم میں ہے۔

قولہ ولو شہدا الخ دو فرع نے دوسرے آدمیوں کی گواہی پر گواہی دی کہ فلاں عورت (مثلاً فاطمہ) جو فلاں شخص (مثلاً علی) کی لڑکی ہے اور فلاں شخص (مثلاً محمد) سے مثلاً دو سو درہم کا مہر آتا ہے اور فروع نے یہ بھی کہا کہ ہم کو شہود اصول نے بتایا کہ ہم اس عورت کو پہچانتے ہیں اس کے بعد دخل (مقرر) ہے۔ ایک عورت کو حاضر کر دیا جس کے متعلق شہود فروع نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ عورت وہی ہے جو شہادت میں ہے۔ اگر کوئی بعد ہے تو دخل ہے اور گواہ طلب کئے جائیں گے جن سے یہ ثابت ہو کہ یہ اور وہ ایک ہی عورت ہیں کیونکہ شہادت شاہدین سے قریب بالیقین ثابت ہو چکی مگر اوپر بھی کہہ رہا ہے کہ دوسرا ہی موجودہ عورت ہی ثابت ہے۔ اب ہو سکتا ہے کہ یہ عورت وہی ہو یا کوئی اور ہو اس لئے گواہی سے اس کو ثابت کرنا پڑے گا۔ ایک شخص کا خط جو دوسرے قاضی کے پاس جائے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ یہ بھی شہادت برشہادت کے قبیل میں ہوتا ہے۔ اور اگر ان دونوں صورتوں میں شہود فرع عورت کا اوپر والا حلیہ بیان کر دیں مشکل یہ ہے کہ وہ تعمیم ہے تو یہ کافی نہ ہوگا بلکہ جس کے حق میں فیصلہ کرانا ہو اس کے کسی خاص حلیہ کو ذکر کرنا پڑے گا کیونکہ اوپر والا حلیہ ذکر کرنے سے اچھی طرح پہچان نہیں ہو سکتی۔

قولہ فی قنیۃ المفتی الخ صاحب قنیہ (مفتی غنیہ) کی تعبیر عبارت صاحب کیدانی نے جو بیانی کے ساتھ۔ زمخشری نے ذکر کیا ہے کہ عرب کے چھ طبقات ہیں شعب۔ قبیلہ۔ عمارہ۔ بطن۔ فخذ۔ فصیلہ۔ عشیرہ۔ پہلا تعمیر اور دوسرا شعب ہیں باقی تعلی کہ ان سے آگے منسب ہوتے ہیں۔ اور کنانہ قبیلہ ہے اور قریش عمارہ اور قصی بطن اور ہاشم فخذ اور عباس فصیلہ۔

قولہ ولو قالوا الخ اگر کوئی شخص گواہی کے بعد اقرار کرے کہ میں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو امام صاحب کے نزدیک اس کو سزا نہیں دی جائے گی بلکہ اس کو تشہیر کی جائے گی وعلیہ الفتوی کما فی السراجیہ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ شخص بازاری ہو تو بازار میں اور محلہ بازاری ہو تو اس کی قوم میں اعلان کرایا جائے گا کہ یہ شخص شاہد دروغ ہے۔ لہذا تم اس سے خرید و فروخت نہ کرو اس کو گھی بیچا نہ۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کو سزا بھی دلائی جائے گی۔ اور قید بھی کیا جائے گا۔ کیونکہ حضرت عمر نے شاہد زور کے چہرے

---

۱ صحیح مسلم ۲ سنن ابی داؤد ۳ موطا امام مالک

کو سنے لگا کے تھے۔ اور اس کا منہ کالا کیا تھا۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ حاضی شرط شہادت کی تعیین ہی کر رہے تھے اور حضرت شریح حکم کے بارے میں قاضی تھے۔ آپ پر مجھ میں سے کسی کے تکبیر کہنے کی معلوم ہوا کہ حکم کے لئے ایک تشہیر شہادت ضروری ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ و سیاست پر محمول ہے۔ اور ہمیں سے کہ ثانی امام صاحب کے قول کی تائید ہے۔ لیکن صاحب فتح القدیر صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ یہی حق ہے بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ اگر شہود نے تعدیل کو بھی پر مصر رہا کر رجوع کیا ہو تو بالاجماع ضامن نہ ہوگا جائے گی اور اگر تو یہ کرے کہ رجوع کیا ہو تو بالاتفاق ضامن ہوگا۔ عرفیہ غفر لہ

باب الرجوع عن الشهادة

باب گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں

لا يصح الرجوع عنها الا عند قاض فان قضى بها قبل رجوعهم لم ينقض وضمنوا ما اتلفوه

گواہی نہیں پھیرا گواہی سے مگر قاضی کے پاس پھر اگر حکم کر چکا قاضی رجوع کے حکم سے پہلے تو نہیں حکم کرے گا اور اس کے حکم کو اور ضامن ہوں گے گواہ

المشهود عليه الا قيمة المقوم مال ذات او عينا فان رجع منهما ضمن النصف والمثل في

اس کے جو چیزوں سے تلف کرا دیتے گواہ تلف کر دیا ہو دوسرے سے اور اگر پھر گیا ایک گواہ تو ضامن ہوگا نصف کا شہادت کے

لا بدن ورجع فان شهد لثالث ورجع واحد لم يضمن وان رجع اخر ضمن النصف

خلاف بدن کے کہ اگر پھر گیا کوئی ان میں سے اور گواہی دی تیسرے نے اور پھر گیا ایک تو ضامن نہ ہوگا۔ اگر پھر گیا دوسرا بھی تو ضامن ہوں گے دونوں

وان شهد رجل وامرأتان فرجعت امرأة سدس الربع وان رجعت ضمت النصف

نصف کے اور اگر گواہی دی ایک مرد اور دو عورتوں نے اور پھر گئی ایک عورت تو ضامن ہوگی ربع کی اور اگر دونوں پھر گئیں تو ضامن ہوں گی نصف کی

وان شهد ثمان وعشرة بسرقة فرجعت ثمان لم يضمن وان رجعت عشرى ضمن ربعه فان رجعوا

اور اگر گواہی دی آٹھ مردوں اور عورتوں نے دو چار کٹیں تو تو ضامن ہوگی اور اگر پھر گئی دس تو ضامن ہوگی پانچ کی اور اگر سب پھر گئے

قبل القضاء بالقطع لم يضمنوا وان شهد رجلان على رجل انه اعتق عبد ابكاج بنصر غير عبده

قطع کا تو ضامن نہ ہوگا۔ گواہی دی دو نے ایک مرد پر عورت پر تلاق دی تھی اس نے جھوٹ کہے

وزوجه ثم رجعا لم يضمنا وان زالا فعليه نصف قيمته

اور دونوں پھر گئے تو ضامن نہ ہوں گے۔ اگر دونوں کی گواہی دی تو ضامن ہوں گے مرد کی

شرح الفقہ: قولہ یصح الرجوع الخ شرط ہے۔ رجوع کل قضاء نہیں۔ رجوع گواہان شہادت پر حکم قاضی سے قبل قضاء ضروری ہے تاکہ حکم کے شہادت کے لئے بھی ضروری ہے۔ اور شہادت سے رجوع کرنے کی گواہی سے ثابت ہو گیا اور قاضی اس پر کوئی حکم نہ کرے گا۔

(۱) ہدایہ ص ۲۰۰ ج ۲ (۲) ہدایہ ص ۲۰۰ ج ۲ (۳) البحر الرائق ص ۲۰۰ ج ۲ (۴) البحر الرائق ص ۲۰۰ ج ۲ (۵) البحر الرائق ص ۲۰۰ ج ۲

اور جب قاضی کی طرف سے کوئی حکم نہ ہو تو فریقین پر کوئی چیز لازم نہیں آتی گا۔ کیونکہ انہوں نے مدعی پر جو مطالبہ کوئی چیز ثابت نہیں کی ہوتا کہ قاضی کے حکم کے بعد رجوع کرنا قاضی کا حکم توڑنا ہوتا ہے کیونکہ صدق پر دلالت کرنے کے لحاظ سے فیصلہ بمنزلہ گواہوں کے ہے۔ اور جب ہر دو حال میں ساقط ہو گیا تو قاضی کا حکم بھی ساقط ہو گیا۔ بخلاف اس کے جب گواہوں نے مشہود علیہ کا مال تلف کرایا ہو تو اس کا ضمان ان کے ذمہ لازم آتا ہے۔ کیونکہ مال کے جب ہیں اور قاضی صرف ثابت کرنے اور ظاہر کرنے کے لئے ہے جب اعتبار نہیں ہوتا ہے جیسے کہ یہاں قاضی بمنزلہ گواہوں کے ہے۔ اور شہادت بالقتل سے ثابت ہوتا ہے سب ضمان کا قرار کر چکے ہیں اور ان پر نہیں پڑتا گا۔

قولہ لانا نقض الخ کوئی طرف کا یہ دعوی کرنا کہ قاضی نے اجتہاد کے موافق فیصلہ کیا ہے اس کی طرف سے صحیح نہیں ہوتا ہے کیونکہ اجتہاد کا یہ محل نہیں ہوتا ہے۔ لیکن مجتہد لاعلم ہونے کی وجہ سے خلاف اور مخالف اجتہاد میں ہے کہ شہود نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ اصل مسئلہ کے دو طریقے ہیں ہے۔ بعض مشائخ کے دو طریقے ہیں ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ خلاف اس کے مرجوع ہے جس میں ہے اور اصل تحریر کی ہے اس کی تفصیل ذکر کی ہے کہ اگر مال ہی ہو تو دونوں صورتوں میں ضمان دینا ہوگا۔ اور اگر مال دین ہو تو شخص کی صورت میں ضمان ہوگا۔ اور غیر مثلی صورت میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ نے اپنی تفصیل کو ذکر فرمایا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ یہ تو اس کی تفصیل میں مفصل معروف و مشہور تفصیل کی ہے اور حاصل یہ ہے کہ جب ضمان میں اصل مدعی کی طرف سے ہے۔

قولہ والصورۃ الخ جب ضمان میں یہ صورت ہے کہ مدعی مال ضمان میں مدعی علیہ کا مطالبہ کرتا ہے کہ مرجوع عنہ گواہ اس نے فلاں سے مال لیا ہے پس اگر شاہدین میں سے ایک نے رجوع کیا اور رجوع کرنے والے پر نصف مال کا ضمان ہوگا کیونکہ مدعی کی شہادت میں برشاہد کی شہادت سے نصف حجت قائم ہوتی ہے۔ جب ایک نے رجوع کیا تو نصف مال میں ثابت نہیں رہا۔ رجوع کنندہ پر اس کا ضمان ہوگا اس میں حجت باقی نہیں رہی اور نصف سے اگر شہادتوں میں سے ایک نے رجوع کیا کہ میں نے جھوٹ کہا ہے تو بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ شہادت باقی ہیں اس کی شہادت سے مال حق باقی رہے اور دوسرے سے بھی رجوع کر لیا تو بھی رجوع کنندگان سے مال کے ضامن ہوں گے۔ کیونکہ ایک شاہد کے باقی رہنے سے نصف مال باقی رہے اور رجوع کرنے والے کے ذمہ سے نصف کے ضامن ہوں گے۔

قولہ لان الخ وجہ یہ ہے کہ ہر ایک گواہوں نے گواہی دی اور سب نے رجوع کر لیا تو تمام مدعی علیہ کے ذمہ ایک مرد پر مال کے چھٹے حصہ کا ضمان آئے گا اور باقی پانچ سدس اور عورتیں ہے۔ عورتیں کے مرد ایک نصف مال کا ضمان مرد ہوگا اور نصف عورتوں پر۔ کیونکہ عورتیں شہادت میں ایک مرد کے قائم مقام ہوتی ہیں گو مختلف ہوں۔ پس جب کے مرد کے لئے ربع کی شہادت قبول نہیں ہے ایک مرد کی شہادت سے نصف مال ثابت ہوا تو نصف باقی ان کی شہادت سے ثابت ہوگا کہ نصف مال کا ضمان ہوگا۔ اسی پر قیاس کرتے ہیں کہ اگر تین آدمیوں نے گواہی دی اور دو عورتیں ہیں تو دو عورتیں ایک مرد کے قائم مقام ہوگئیں۔ قال علیہ السلام "عدل شہادۃ النساء مثل شہادۃ رجل واحد" جس پر یہ اور گیارہ مرد گواہی دیکر پھر گئے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر اس کے چھٹے حصے کا ضمان آتا ہے۔

قولہ وفی شہود الخ جب پہلے ایک کا حال گزر چکا ہے کہ اگر مشہود علیہ مال ہو تو تمام مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو ایک نصف مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال ہو اور دو گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو نصف مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو ربع مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی ربع مال کی ہے اور اگر مشہود علیہ مال ہو اور تین گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو ربع مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو ثمن مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی ثمن مال کی ہے اور اگر مشہود علیہ مال ہو اور چار گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو ثمن مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو سدس مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی سدس مال کی ہے۔ اور اگر پانچ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو سدس مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو عشر مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی عشر مال کی ہے۔ اور اگر چھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو عشر مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد عشر جزء مال کی ہے۔ اور اگر سات گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنی عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ عشر جزء مال کی ہے۔ اور اگر آٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ عشر جزء مال کی ہے۔ اور اگر نو گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ عشر جزء مال کی ہے۔ اور اگر دس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ عشر جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ عشر جزء مال کی ہے۔ اور اگر گیارہ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر بارہ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر تیرہ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چودہ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر پندرہ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر سولہ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر سترہ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اٹھارہ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر انیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر بیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اکیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر بائیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر تیئس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چوبیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر پچیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چھبیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و خمسین جزء مال کی ہے۔ اور اگر ستائیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و خمسین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اٹھائیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و خمسین جزء مال کی ہے۔ اور اگر انتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و خمسین جزء مال کی ہے۔ اور اگر تیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و خمسین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اکتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و ستین جزء مال کی ہے۔ اور اگر بتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و ستین جزء مال کی ہے۔ اور اگر تینتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و ستین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چونتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و ستین جزء مال کی ہے۔ اور اگر پینتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و ستین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و ستین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چھتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و سبعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر سینتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و سبعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اڑتیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و سبعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر انتالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و سبعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و سبعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و سبعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اکتالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و ثمانین جزء مال کی ہے۔ اور اگر بیالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و ثمانین جزء مال کی ہے۔ اور اگر تینتالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و ثمانین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چوالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و ثمانین جزء مال کی ہے۔ اور اگر پینتالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و ثمانین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و ثمانین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چھیالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و تسعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر سینتالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و تسعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اڑتالیس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و تسعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر انچاس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و تسعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر پچاس گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و تسعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و تسعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اکاون گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و مائۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر باون گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و مائۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر تریپن گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و مائۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر چون گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و مائۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر پچپن گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و مائۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و مائۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر چھپن گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و عشرۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر ستاون گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و عشرۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر اٹھاون گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و عشرۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر انسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و عشرۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر ساٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و عشرۃ جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و عشرۃ جزء مال کی ہے۔ اور اگر اکسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر باسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر تریسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چونسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر پینسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و عشرین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و عشرین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چھیاسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر سڑسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اڑسٹھ گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر انہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر ستر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و ثلاثین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و ثلاثین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اکہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر بہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر تہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چوہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر پچہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ثمانیۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من تسعۃ و اربعین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من تسعۃ و اربعین جزء مال کی ہے۔ اور اگر چھہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من احد و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من احد و خمسین جزء مال کی ہے۔ اور اگر ستہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اثنین و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من ثلاثۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من ثلاثۃ و خمسین جزء مال کی ہے۔ اور اگر اٹھہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من اربعۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من خمسۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من خمسۃ و خمسین جزء مال کی ہے۔ اور اگر انہتر گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کر لیا تو جزء من ستۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ مال نہ ہو تو جزء من سبعۃ و خمسین جزء مال کا ضمان ہوگا۔ کیونکہ ایک گواہ کی گواہی جزء من سبعۃ و خمسین جزء مال کی ہے

گواہوں پر خیانت ہونا ظاہر ہو گئی بشرطیکہ موت مرگ کی وصیت کی ہو کیونکہ گواہوں نے شہادت نکاح کے وقت سماع طبع کو تلف کیا ہے اور سماع طبع مال متقوم ہے اور مال متقوم کے اتلاف سے ضمان لازم آتی ہے اگر چہ وصیت منفعتی مماثلت ہے اور طبع اور مال میں کوئی مماثلت نہیں ہے اور اگر موت نے عروض نکاح کا دعوی کیا پھر موت نے دعوی پیش کیا تو اگر یہ موت مرگ کی موت نہ ہو جب بھی شہود ضامن نہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ اتلاف بعقابلہ عوض ہے بایں معنی کہ حقوق بالملک کی نسبت حقوق طبع قوی متقوم ہے۔ لہذا اگر یہ موت مرگ سے زندہ ہو تو شہود بقدر بضاعت ضمان ہوگا جو شہود شادی کریں گے۔ ابو حنیفہ اور محمد کا قول

ولم يضمنا في البيع إلا ما نقص من قيمة المبيع وفي الطلاق قبل الوطء نصف المهر ولم يضمنا

اور ضامن ہوں گے بیع میں مگر اس کے جو کم ہو مبیع کی قیمت سے اور طلاق قبل از وطی میں ضامن ہوں گے نصف مہر کے اور ضامن نہ ہوں گے

لو بعد الوطء وفي بعتق نصفها الموسر وفي الطلاق بعد الوطء ولم يقضا وإن رجع شهود الفرع

اگر وطی کے بعد اور باب عتق میں ضامن ہوں گے قیمت کے اور قصاص میں دیت کے اور نہ ضامن ہوں گے اگر پھر گئے شہود فرع

عينا لا شهود الأصل بخلاف شهود الفرع على شهادتهم أو اشهدهم وغاب وتوفي رجوع الأصول

اور دونوں ضامن ہوں گے کیونکہ اصل یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فرع کو گواہ کیا جبکہ اپنی شہادت پر یا گواہ بنایا ہم نے فرع کو یہ حکم دے کر پھر گئے اصول

والفروع ضمن الفروع فقط ولا يلتفت إلى قول الفروع كذب الأصول أو غلطوا

اور فروع دونوں تو صرف فروع ضامن ہوں گے اور التفات نہ کیا جائے گا فروع کے اس کہنے پر کہ اصل نے جھوٹ گواہی دی ہے غلطی کی

وضمن الموكل بالرجوع وشهود الجعل والوكيل لا شهود الإحصان والشرط

اور ضامن ہوگا موکل پھر جانے سے اور ضامن ہوں گے شہود جعل یعنی جو گواہ بنا ہے کہ شہود احصان اور شہود وکیل شرط۔

تشریح قولہ ولم يضمنا البيع اگر شہود بائع پر گواہی دیکر شہادت سے رجوع کر لیں تو جس قدر مبیع کی قیمت سے کم ہو گیا ہو اس کا ضمان دیں گے۔ خلافا لمشتری نے کہا کہ میں نے غلام اس شخص سے ہزار درہم کے عوض خریدا ہے اور یہ دو شخص گواہ ہیں اس کی گواہی پر انکار رجوع کر لیا تو گواہ بائع کو پانچ سو درہم دیں گے کیونکہ انہوں نے اس کے ہزار درہم تلف کئے ہیں بخلاف مشتری کے جو قدر قیمت سے زائد ہو اس کا تاوان نہ دینا ہوگا۔ مخالف بائع نے دلیل کیا کہ مشتری نے ربط سبب کو اس کے حوالہ نہ کیا ہے اور اس پر ثمن ہے اور مشتری نے اس کا مکر ہے اور گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے غلام دو ہزار درہم میں خریدا ہے تو گویا ایک ہزار کا ایک غلام اور ایک ہزار کا ایک غلام ہے اس کی بعد گواہوں نے شہادت سے رجوع کر لیا تو گویا کہ مشتری کو ایک ہزار درہم دیں گے کیونکہ انہوں نے مشتری کے مزدور رام تلف کئے ہیں۔ فصی هذا قال المصنف ولم يضمنا البيع والشراء الا ما نقص او لا لكن لو بين

قولہ وفي القصاص الخ قصاص کی صورت میں شہود پر دیت کا ضمان ہوگا۔ مثلاً شہود نے گواہی دی کہ خالد نے محمد کو قتل کیا ہے قاضی نے ان کی شہادت کو سن کر خالد کا حکم دیا بالفور وہ مقتول ہو گیا پھر شہود گواہی سے پھر گئے یوں کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی جہاں کے مال سے تین سال کے اندر وصول ہو جائے گی اور نہ قصاص لیا جائے گا کیونکہ ہمارے قول نے یہاں قصاص لیا ہے۔ قاضی نے کہا کہ تم نے محمد کو قتل نہیں کیا ہے تو قاضی نے قصاص میں سے لے لیا گیا۔ جناب یہ ہے کہ ان سے قتل نہیں پایا گیا نہ مباشرۃ نہ تسبب کیونکہ جب وہ ہوتا ہے بالقہر۔ قالب مقتضی مال یا قتل ہو اور یہاں یہ نہیں لان القصاص مندوب قال تعالیٰ ولكم في القصاص

قولہ وإن رجع الخ اگر شہود فرع نے شہادت سے رجوع کر لیا تو ضامن ہوں گے کیونکہ بائع کی مجلس میں شہادت فرع کی

سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول سے اور اصل کی شہادت پر فرع کا حکم مبنی ہے جبکہ اصل فرع کی طرف مضاف ہو۔ ۱۲

قولہ لا شہود الاصل الخ شہود اصل نہ کہیں کہ ہم نے شہود فرع کو کہا تھا کہ میری شہادت پر شہادت دینا بلکہ شہود اصل صاحب حق ہوں یا شہود فرع شہود اصل تو سکتے ہیں کہ ان کی طرف سے کلام نہیں ہے۔ اور شہود فرع اسکے حاکم نہ ہوں گے کہ اصل کی شہادت سے رجوع کیں کیونکہ شہود اصل یہ نہیں کہتے کہ ہم نے شہود فرع کو گواہ بنایا ہے لیکن ہم سے غلطی ہوئی ہے تو ہمیں کہنے کا حق ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شہود اصل فوت ہو جاتے ہیں اور شہود فرع کے رجوع سے شہادت ساقط ہو جاتی ہے تو اس لئے قاضی کا حکم بنسبت اس کے کہ شہود اصل سے شہادت لے لیوے بہتر ہے کیونکہ قاضی کے حکم کی شہادت کا معائنہ کر لیتے ہیں اور اصول سے سنتے ہیں شہود فرع کی شہادت میں اصول کے مناسب ہیں

قولہ وعلی ظاہر الروایۃ الخ ظاہر روایت یہ ہے کہ شہود کی عدالت ظاہر ہے سے مراد ہے کہ شہود عادتاً تہمت سے دور ہیں اور ظاہر الروایۃ کے رو سے حاکم نہ ہوگا حاکم نہ ہوگا کیونکہ اس سے شہود کی عدالت پر طعن ہے اور حسب بیان کرتے ہیں کہ حکم شہادت کی صرف صفت ہے اور شہود کی عدالت ثابت نہیں ہوئی اور عدالت جائز کہ بنا بر تہمت کے ہو اور حکم کے لئے علانیہ عدالت ہونا شرط ہے اور ظاہر روایت کے موافق حاکم ہوگا کیونکہ اس وقت ہے جب متہم عادتاً ہو اور ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے اور ظاہر روایت کے موافق ہونا علامہ ابن ہمام اور صاحب بحر الرائق نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ۱۲

قولہ وشہود النسب الخ گواہوں نے گواہی دی کہ آقا نے اپنے غلام کے بارے میں کہا کہ یہ میرا بھائی ہے یا اپنے باپ کے بارے میں کہا کہ یہ میرا باپ ہے یا اپنے بیٹے کے بارے میں کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور آقا نے اقرار کے بعد غلام کی ماں سے تزویج کر لی اور غلام نے اقرار کے بعد باپ کی بیٹی سے تزویج کر لی اور قاضی نے فیصلہ بر ایسا کے بعد فریقین نے شہادت سے رجوع کر لیا تو ضمان شہود پر ہوگا بسبب اس کے کہ شہود نے حکم کے شہود ہیں بہت حکم کے شہود ہیں۔ اور تحقیق باشرہ ماتع حکم کی تو شرط ہے جانے کے انت کف اپنی ملکیت کی طرف سے ہوگا۔ کسی طرح پر گواہوں نے کہا گواہی کی اور دوسرے گواہوں سے کہا کہ تم فلاں شخص ہے اس کے محمد نام گواہوں نے شہادت سے رجوع کر لیا تو ضمان شخص پر ہوگا کہ گواہ۔ ہدایہ۔ یہ مسئلہ علت ہے اور اوصاف میں صرف علامت ہے۔ شرح تحقیق۔

فرحت عفی عنہ۔

کتاب الوکالۃ

بكل مايحتاج بنفسه وبالخصومة في الحقوق برضاء الخصم الا ان يكون الموكل مريضا او غائبا

ہر اس معاملہ میں جس کو موکل خود انجام دے سکتا ہو خود بھی اور دوسروں کے لئے حقوق میں جھگڑنے میں مدعا علیہ کی رضامندی سے مگر یہ کہ موکل بیمار یا غائب

مسافة السفر او مريضا بمثله او محبوسا وبمسافتها الا في حد وقذف ولعان غائب مسافت سفر کی ہو یا بیمار ہو جیسا کہ بیماری ہو یا قید ہو اور مسافت سفر کی ہو مگر حد اور قذف اور لعان میں غائب ہو موکل

والخصوق فيما يضيفه الوكيل الى نفسه كالبيع والاجارة والصلح عن اقرار يتعلق بالوكيل ان لم يكن اور خصومت کے حقوق میں جو کچھ وکیل اپنی طرف نسبت کرے جیسے بیع اور اجارہ اور صلح جو متعلق ہوتے ہیں وکیل سے اگر وہ مجلس میں موجود

محجورا كمسلم بمسلم وفسخه ونكول الخصم والرجوع عند الاستحقاق وخصومة في عيب ہو جیسے مسلمان کا مسلمان کو بیچنا اور اس کا فسخ کرنا اور نکول کرنا مدعا علیہ کا اور رجوع کرنا مشتری کا مستحق کے ظاہر ہونے کے وقت اور جھگڑنا عیب میں

والملك بينة وتحليف على البت لا على العلم ولمن لا يعقل لرمد موكل حبس به وغيبة خصمه الى المجلس والملک کے ثابت کرنے میں گواہی پیش کرنا اور قسم دینا یقینی امر پر نہ کہ علم پر اور جو شخص عقل نہ رکھتا ہو جیسے پاگل اور نابینا موکل جو قید کیا گیا ہو اور مدعا علیہ کا مجلس میں حاضر ہونا

كالنكاح والصلح وخصم في دعوى عين في يد غيره وعلى الغير بتعلق بمولكه لا بعقاره وكفالة بمأمور وكيله جیسے نکاح اور صلح اور مدعا علیہ ہو دعوی عین کا جو دوسرے کے ہاتھ میں ہو اور دوسرے پر متعلق ہو اس کے موکل سے نہ کہ اس کی جائداد سے اور ضمانت ہو مامور وکیل کی

بمحضره والمشتري مع الموكل بين الملك وان نفع الله بحضرة الوكيل نيابة اور خریدار موکل کے ساتھ ہے ملکیت کے بیان میں اگرچہ اللہ نے نفع دیا ہو وکیل کے حاضر ہونے سے اس کی نیابت

وکالت کی تخصیص

وتخصيص الثلثة خصومة مراد بالخصم من يصلح ان يكون خصما حتى لو وكل بقبض دين لا يملك الخصومة تشریح: ثلثہ خصومت سے مراد خصم سے وہ شخص ہے جو خصم بننے کی صلاحیت رکھتا ہو حتی کہ اگر کسی کو قرض کی وصولی کا وکیل بنایا تو وکیل کو خصومت کا حق نہیں ہوگا

قال ويجوز توكيل المسلم الذمي في الخصومات وتوكيل الذمي المسلم في الخصومات كلها الا في حد وقذف ولعان قال: اور جائز ہے مسلمان کا ذمی کو وکیل بنانا خصومت میں اور ذمی کا مسلمان کو وکیل بنانا خصومت میں سب کی سوائے حد اور قذف اور لعان کے

لان الوكيل يستفيد الولاية من جهة الموكل والموكل ليس من اهل هذه الامور فكذا وكيله لان الانسان قد یہ اس لئے کہ وکیل ولایت حاصل کرتا ہے موکل کی جانب سے اور موکل اہل نہیں ان امور کا تو اس کا وکیل بھی اہل نہیں ہوگا کیونکہ انسان

يحتاج الى التوكيل في امر هو من اهل ان يتولاه بنفسه ولا يحتاج الى التوكيل في امر ليس هو من اهل ان يتولاه بنفسه کبھی محتاج ہوتا ہے وکیل بنانے کا ایسے امر میں جو اہل ہو کہ خود اس کو انجام دے سکتا ہو اور محتاج نہیں ہوتا وکیل بنانے کا ایسے امر میں جو اہل نہ ہو کہ خود اس کو انجام دے سکتا ہو

ولنا ان الوكيل يستفيد الولاية من جهة الموكل والموكل من اهل ان يتولى هذه الخصومات بنفسه فكذا وكيله اور ہماری دلیل یہ ہے کہ وکیل ولایت حاصل کرتا ہے موکل کی جانب سے اور موکل اہل ہے کہ خود ان خصومتوں کو انجام دے سکتا ہو تو اس کا وکیل بھی اہل ہوگا

لان الانسان قد يحتاج الى التوكيل في امر هو من اهل ان يتولاه بنفسه ولا يحتاج الى التوكيل في امر ليس هو من اهل ان يتولاه بنفسه کیونکہ انسان کبھی محتاج ہوتا ہے وکیل بنانے کا ایسے امر میں جو اہل ہو کہ خود اس کو انجام دے سکتا ہو اور محتاج نہیں ہوتا وکیل بنانے کا ایسے امر میں جو اہل نہ ہو کہ خود اس کو انجام دے سکتا ہو

ولهذا يجوز توكيل الصبي المحجور والعبد المحجور بالخصومات عند ابي حنيفة رحمه الله وعندهما لا يجوز اسی لئے جائز ہے وکیل بنانا نابالغ محجور کا اور غلام محجور کا خصومت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں

وهو نظير الوكالة بالبيع والشراء والخلاف معروف في الكتب وجه قولهما ان الوكيل يستفيد الولاية من جهة اور یہ نظیر ہے خرید و فروخت کی وکالت کی اور اختلاف معروف ہے کتابوں میں اور وجہ قول صاحبین کی یہ ہے کہ وکیل ولایت حاصل کرتا ہے

الموكل والموكل ليس من اهل هذه الخصومات فكذا وكيله ولابي حنيفة رحمه الله ان الصبي المحجور موکل کی جانب سے اور موکل اہل نہیں ان خصومتوں کا تو اس کا وکیل بھی اہل نہیں ہوگا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ نابالغ محجور

من اهل ان يتولى الخصومة بنفسه عند ابي حنيفة رحمه الله حتى يصح اقراره بالحدود والقصاص عنده اہل ہے کہ خود خصومت کو انجام دے سکتا ہو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہاں تک کہ صحیح ہے اقرار اس کا حدود اور قصاص میں امام صاحب کے نزدیک

وعندهما ليس من اهله فكذا وكيله وهذا لان الصبي المحجور يعقل الخصومة ويقدر على اداء الشهادة اور صاحبین کے نزدیک اہل نہیں ہے تو اس کا وکیل بھی اہل نہیں ہوگا اور یہ اس لئے کہ نابالغ محجور سمجھتا ہے خصومت کو اور قادر ہے ادا شہادت پر

والعبد المحجور يعقل الخصومة ويقدر على اداء الشهادة وانما يتضرر بلزوم العهدة وهو لا يمنع صحة اور غلام محجور سمجھتا ہے خصومت کو اور قادر ہے ادا شہادت پر اور ضرر ہوتا ہے لازم ہونے عہدہ کا اور یہ مانع نہیں ہے صحت

---

۴۷۵ ہو یہ عبارت ہے مصنف رحمہ اللہ کی جو کہ مختصر طحاوی میں ہے ۱۲ منہ ۴۷۶ اس لئے کہ خصومت میں موکل کا نقصان ہے ۱۲ منہ

قولہ و باعیانھا الخ حقوق جو حقوق موکل پر واجب الادا ہوں ان کے علاوہ اور جو حقوق موکل حاصل کرنے والا ہو ان کے متعلق میں وکیل بنانا صحیح ہے اور موکل کی طرف سے مطالبہ میں وکیل کی بھی تو کیل صحیح ہے۔ کیونکہ حدود و شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اور یہاں یہ شبہ موجود ہے کہ شاید اگر موکل حاضر ہوتا تو وہ معاف کر دیتا۔

قولہ والحقوق الخ وکیل جن حقوق کا مباشر ہوتا ہے وہ دو طرح کے ہیں ایک وہ جن میں وکیل ان کی نسبت اپنی طرف کرتا ہے جیسے بیع اجارہ اور صلح عن انکار۔ دوسرے۔ وہ جن میں وکیل ان کی نسبت موکل کی طرف کرتا ہے جیسے نکاح اعتاق صلح عن دم عمد اور صلح عن دم خطا تو جن حقوق کی نسبت وکیل اپنی طرف کرتا ہے ان میں حقوق عقد وکیل ہی کی طرف راجع ہوتے ہیں بطریق وکیل مستبع متصرف نہ ہونے جیسے مبیع کی سپردگی اور ثمن کی تسلیم جیسے تسلیم مبیع عیب اور خصومت فی العیب وغیرہ۔ اور حقوق کا مطالبہ وکیل ہی سے ہوگا اور جن حقوق کی نسبت وکیل موکل کی طرف کرتا ہے ان میں حقوق عقد وکیل کی طرف راجع ہوتے ہیں وکیل ان میں سفیر نہیں ہوتا ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہر عقد میں حقوق موکل ہی سے متعلق ہوتے ہیں کیونکہ حقوق حکم تصرف کے تابع ہیں اور حکم تصرف ملک کا متعلق موکل ہے لہٰذا حقوق بھی اسی سے متعلق ہونے چاہئیں ہم کہتے ہیں کہ وکیل عاقد ہے لہٰذا حقوق بھی اسی کی طرف راجع ہوں گے [illegible] تو اس لئے کہ حقوق کا تعلق حکم سے ہوتا ہے اور حکم کا تعلق ملک سے ہوا ہے اور ملک اس لئے کہ وہ موکل کی طرف عقد کی نسبت کرنے سے مستغنی ہے۔ پس حقوق کے سلسلہ میں وکیل اصل ہے لہٰذا حقوق اسی کی طرف راجع ہوں گے بخلاف عقد نکاح اور صلح، غیرہ کے کہ اس میں وکیل سفیر محض ہوتا ہے

قولہ و الملک الخ ملک ایک وہ ہے جو موکل کا ازالہ ہے۔ اور یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی صورت میں حقوق وکیل کیلئے ثابت ہوتے ہیں تو اگر وکیل موکل کے لئے اپنی کسی چیز کا خریدار ہو تو اس کو اختیار ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر وکیل کی بیوی کو کوئی دے دلا کر اس کو بائن کر دے تو اس کا نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔ یہ ازالہ کی وجہ ہے کہ یہاں وقت [illegible] ثابت ہوتی حالانکہ یہ ازالہ نہیں ہے بلکہ ملک ابتداءً موکل کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ وھذا ظاھر۔

باب الوکالۃ بالبیع والشراء

باب خرید و فروخت کے لئے وکیل کرنے کے بیان میں

قولہ بشراء ثوب هروی او فرس لم يعين شيئا فوكله بشراء عبد او دار صح ان سمى ثمنا والا لا وبشراء ثوب او دابة لا ان سمى ثمنا وبشراء متاع يقع على اكثر وقلله ولم يزد لم يجز وبشراء ثوب او دابة لا ان سمى ثمنا وبشراء متاع يقع على اكثر وقلله ولم يزد لم يجز

ترجمہ: ہروی کپڑا یا گھوڑا، کچھ خریدنے کا توکیل کرے کسی چیز کا تعین نہ کرے اور اگر غلام یا مکان خریدنے کا توکیل کرے اگر تعین کر دے تو توکیل صحیح ہے ورنہ نہیں۔ اور کپڑا یا جانور خریدنے کا توکیل صحیح ہے اگر تعین کر دے ورنہ نہیں۔ اور اگر کثیر یا قلیل کسی چیز کا توکیل کرے اور زیادہ نہ کرے تو توکیل صحیح ہے۔

وللوكيل الزائد بالغبن مادام المبيع في يده فلو سلمه الى الآمر لا يرده لا بامره وحبس المبيع لقبض الثمن وكيله وان كان الغبن فاحشا فلو هلك في يده قبل حبسه هلك من مال الموكل ولم يسقط الثمن وبعد حبسه هو كالمبيع ويتقرر التوكيل في التصرف والتسليم قبل العزل

ترجمہ: اور وکیل زائد قیمت کا مالک ہے جب تک مبیع اس کے پاس ہو اگر وکیل کو دیدی تو پھر نہیں لوٹا سکتا مگر اس کے حکم سے اور روک سکتا ہے مبیع کو ثمن کی وجہ سے اگرچہ وکیل نے اپنے مال سے ثمن ادا کر دیا ہو اگر مبیع اس کے پاس ہلاک ہو جائے تو ثمن ساقط ہو جائے گا موکل کے مال سے اور ساقط ہوگا اور حبس کے بعد مبیع کی طرح ہوگا اور توکیل تصرف اور تسلیم میں قائم رہتا ہے عزل سے پہلے۔

وان قرن التوكيل بالعزل او بالتصرف بعد موته او بالتصرف بعد عزله صح وصار وكيلا في الحال وان قال اذا جاء رأس الشهر فقد عزلتك لم يملك عزله قبله

ترجمہ: اور اگر توکیل کو عزل کے ساتھ ملا دیا یا تصرف کے ساتھ موت کے بعد یا تصرف کے ساتھ عزل کے بعد تو توکیل صحیح ہے اور وکیل ہو جائے گا فی الحال اور اگر کہا جب مہینہ آئے تو میں نے تجھ کو معزول کر دیا تو اس کو معزول کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

قولہ وجس الخصم الخ اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو قید کرا دیا تو اس کو بھی قید کیا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو مار ڈالا تو اس کو بھی مار ڈالا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو قید کرا دیا تو اس کو بھی قید کیا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو مار ڈالا تو اس کو بھی مار ڈالا جائے گا۔

قولہ وبعد الخصم الخ اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو قید کرا دیا تو اس کو بھی قید کیا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو مار ڈالا تو اس کو بھی مار ڈالا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو قید کرا دیا تو اس کو بھی قید کیا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو مار ڈالا تو اس کو بھی مار ڈالا جائے گا۔

قولہ وجس الخصم الخ اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو قید کرا دیا تو اس کو بھی قید کیا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو مار ڈالا تو اس کو بھی مار ڈالا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو قید کرا دیا تو اس کو بھی قید کیا جائے گا۔ اور اگر وکیل نے کسی وکیل کے موکل کو مار ڈالا تو اس کو بھی مار ڈالا جائے گا۔

ولو وكله بشراء عشرة فاشترى احدهما بعشرة دراهم فاشترى عشرين رطلا بعشرة دراهم فهلك عشرة بدرهم

اگر کسی نے وکیل کو دس رطل گوشت خریدنے کیلئے ایک درہم دیا تو اس نے خریدا بیس رطل گوشت ایک درہم میں اور دس رطل ہلاک ہو گئے

لزم الموكل عشرة بنصف درهم ولو وكله بشراء شيء معين لا يشتريه لنفسه

ایک درہم میں تو آمر پر دس رطل گوشت کا ثمن نصف درہم لازم ہوگا اگر کسی کپڑا یا کوئی خاص چیز خریدنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا

فلو اشتراه بغير النقد او بخلاف جنسه لم يلزم الموكل وان كان بغير عينه

پھر اس وکیل نے وہ چیز ادھار خریدی یا نقد کے علاوہ جنس میں خریدی تو یہ خرید وکیل کیلئے ہوگی اور آمر پر لازم نہیں اور اگر غیر معین چیز خریدنے کا وکیل بنایا

فالمشتراة للوكيل الا ان ينوي الموكل او يشتريه بمثله وان قال اشتر لفلان

تو وہ خرید وکیل کیلئے ہوگی مگر یہ کہ موکل کی نیت کرے یا وکیل اسی جیسا خرید کر موکل کو دیدے اور اگر کہا کہ فلاں کیلئے خرید

او بعينه فاشترى لنفسه وقع له الا ان يقول لم اشتر الا لك

یا اس کا نام لیکر خریدا تو وکیل کیلئے ہی واقع ہوگی مگر یہ کہ وکیل کہدے کہ میں نے تو آپ کے لئے ہی خریدا تھا

الا ان يسلمه المشترى اليه وان اشترى عبدين صفقة فقال المشترى لا احدهما صح

مگر یہ کہ بیچنے والا اس کو اس کے حوالہ کر دے اور اگر دو غلام ایک سودے میں خریدے اور بیچنے والے نے کہا کہ ان میں سے ایک میرا ہے تو صحیح ہے

ويلزمانه بالثمن وقيمتهما سواء فاشترى احدهما بعينه او لا فلو ضاع

اور دونوں کو خریدنے والے پر ثمن لازم ہوگا اور دونوں کی قیمت برابر ہے پھر ایک خریدا ہوا غلام بعینہ یا اس سے کم ہو تو بھی

وبالاكثر لا الا ان يشتري الباقي بما بقي فلو المحتوفه

کیل اس سے زیادہ ہو تو بھی کچھ نہیں لازم ہوتا یہ خرید اسی باقی کے عوض ہوگی بشرطیکہ

تشریح المتن قولہ ولو وکلہ بشراء عشرۃ فاشتری الخ ایک شخص نے کسی کو ایک درہم دیکر دس رطل گوشت خریدنے کیلئے وکیل بنایا۔ وکیل نے ایک درہم میں بیس رطل گوشت ایسا ہی خریدلیا جس کے کٹنے رطل ایک درہم میں آتے ہیں تو تمام سب کے سب ایک وکیل کو نصف درہم میں دس رطل گوشت لازم ہوگا خواہ بیس اور اسے ہلاک کر دے یا ایک درہم میں بیس رطل ہی خریدے کیونکہ وکیل سے اس کا فائدہ ہی کیا ہے جبکہ وہ درہم صاحب درہم کے پاس واپس آنے والے ہیں یعنی جس رطل زیادہ کا وکیل کو مامور بہ نہ تھا اس سے بھی آمر کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

قولہ ولو قال اشتر الخ کسی نے کسی کو غلام خریدنے کے لئے وکیل بنایا وکیل نے دو غلام خریدیں۔ اب غلام تو دونوں کے دونوں موکل کو ملیں گے اختلاف ہوا وکیل نے کہا میں نے تو غلام اپنے لئے خریدا تھا موکل نے کہا میں تو نے اپنے لئے خریدا تھا تو اگر ثمن قیمت متعین تھا یعنی وکیل سے موکل نے کہا تھا کہ اتنے روپے کا غلام خریدنا تو وکیل ہی پر ثمن لازم ہوگا موکل پر نہیں کیونکہ وکیل نے اپنے ذمہ لیا ہے اور اگر ثمن متعین نہیں تھا یعنی موکل نے یہ کہا تھا کہ غلام خرید لینا تو ثمن موکل پر لازم ہوگا کیونکہ وکیل نے اس کے حکم سے خریدا ہے اور اگر ثمن متعین تھا مگر وکیل نے یہ کہا تھا کہ میں نے اپنے لئے خریدا تھا تو ثمن وکیل پر لازم ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں وکیل نے خود ہی ثمن کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ لہٰذا اس کا اقرار معتبر ہوگا۔

فائدہ اس مسئلہ کی آنکھ صورتیں ہیں اور مصنف کی عبارت ان سے قاصر ہے۔ اس لئے ہم ہر ایک کی تفصیل کرتے ہیں۔ واللہ الموفق۔ موکل نے کسی غلام کو خریدنے کے لئے وکیل بنایا ہے اسکی دو صورتیں ہیں۔ غلام معین ہوگا یا غیر معین۔ ان کی پھر دو دو صورتیں ہیں۔ یوقت اختلاف غلام مر جائے یا گم ہو جائے یا زندہ۔ ان میں سے ہر ایک کی پھر دو صورتیں ہیں ثمن متعین ہوگا یا غیر متعین۔ سو اگر غلام معین ہو اور مر جائے یا گم ہو اور ثمن متعین ہو تو بالاجماع دونوں کا قول معتبر ہوگا اور ثمن غیر متعین ہو تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور غلام معین ہو اور ثمن غیر متعین ہو تو بالاتفاق وکیل کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر غلام معین ہو اور ثمن متعین ہو تو وکیل کا قول معتبر ہوگا اور ثمن غیر متعین ہوگا۔ امام صاحب کے نزدیک موکل کا قول معتبر ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں تہمت کا امکان ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ وکیل نے غلام اپنے لئے خریدا ہو۔ اور جب اس میں تہمت دیکھا تو موکل پر ڈال دیا۔ اور صاحبین کے نزدیک وکیل کا قول معتبر ہوگا۔ ان سب صورتوں کو اس نقشہ سے ملحوظ کرو۔ نقشہ مع توضیح ملاحظہ فرمائیں۔

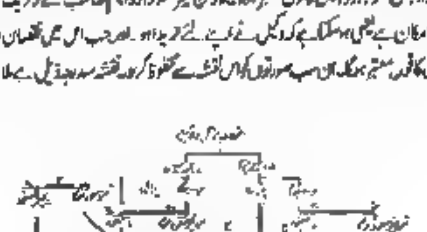

قولہ یعنی هذا الخ: زید نے عمرو سے کہا کہ یہ غلام میرے ہاتھ کر کیلئے فروخت کر دے۔ عمرو نے فروخت کر دیا۔ اب زید کہتا ہے کہ میں نے تجھکو خریدنے کا حکم نہیں کیا تو بکر کی ہے غلام لے لیگا کیونکہ زید کا عمرو سے یہ کہنا کہ غلام کو میرے ہاتھ بکر کیلئے فروخت کر اقرار اور توکیل ہے۔ میں نے انکار کر کے اقرار کو رد کر دیا اور توکیل کو ثابت رکھا۔ ہاں اگر بکر یہ کہدے کہ میں نے خریدنے کا حکم نہیں کیا تو اب وہ نہیں لے سکتا کیونکہ اس کے کہنے سے زید کا اقرار رد ہو گیا۔ لیکن یاد رکھو زید نے غلام کو بکر کے حوالے کر دیا ہے تو غلام بکر کا مملوک ہو جائے گا۔ ثمن کی ادائیگی باقی جائے گی کیونکہ بکر کے روکنے سے یہ ادا فرض ہو گیا یعنی جب آئیں میں بیع ہو گئی تو اب دونوں پر طریق سداد فاً عقد یہ منعقد ہو گیا۔ اور بیع متعاقبین میں ہر ایک پر ثمن کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے کیونکہ عرف تعامل اسی پر جاری ہے۔

قولہ وان امره الخ: ایک شخص نے کسی کو دو معین غلام خریدنے کا حکم کیا اور ثمن کی تعیین نہیں کی۔ مامور نے ان میں سے ایک غلام اسکی قیمت کے مطابق یا قدر سے زیادتی کے ساتھ خرید لیا تو بالاتفاق صحیح ہے۔ کیونکہ آمر کی مراد تو یہی ہے تو کیل مطلق تھی اور اگر معین فاحش کے ساتھ خریدا تو بالاتفاق صحیح نہیں کیونکہ کیل یا شہر میں ثمن متعارف کے ساتھ خریدنا بالاطلاق ہوتا ہے۔

قولہ وبعشرة الخ: اور اگر دو معین غلاموں کو ایک ہزار میں خریدنے کا حکم دیا ہو۔ دونوں غلاموں کی قیمت برابر ہے مثلاً پانچ سو اور مامور نے ان میں سے ایک کو پانچ سو پانچ سو میں خریدا تو اصح قول یہ ہے کہ خریدا ہوا نصف حصہ کے مذکورہ کے خریدا صحیح ہے۔ لہذا اگر پانچ سو سے زائد میں خریدا تو صحیح نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آمر نے ایک ہزار کو دونوں غلاموں کے مقابلہ میں فرمایا ہے۔ پس ان دونوں کے درمیان نصف تقسیم ہو گئے۔ تو اس نے گویا ہر ایک کو پانچ سو میں خریدنے کا حکم کیا ہے۔ سب اگر دو پانچ سو میں خریدنا ہے تو مامور نے حکم کے موافق ہے اور اگر کم میں خریدنا ہے تو گویا حکم کے خلاف ہے۔ لیکن آمر کے حق میں مفید ہے۔ لہذا اس صورت میں خریدنا صحیح ہوگا۔ ... اور اگر پانچ سو سے زائد میں خریدا ہے تو گویا حکم کے خلاف ہے۔ اسلئے خریدا جائز نہ ہوگی۔ البتہ کہ دوسرا غلام بھی قبل از مجلس بائع کے خریدلے تو خریدنا صحیح ہے کہ اس صورت میں بھی بالاتفاق خریدنا صحیح ہوگا اگر احتیاط امام ابو حنیفہ و شافعی کے رنگ صحیح ہوگی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آمر کا مقصد یہ تھا کہ دونوں غلام ایک ہزار میں مل جائیں وہ یہ مقصد حاصل ہو گیا۔ فلا تعصب۔ انصافاً

وبشراء هذا بثمن علیه فاشتری صح ولو غبن فیه تقد علی المامور

اگر عاقد نے خریدنے کا حکم دیا اس دین کے عوض جو وکیل پر ہے اور اس نے خرید لیا تو صحیح ہے اور اگر غبن فاحش ہو تو خرید وکیل پر نافذ ہوگی

وبشراء امرأته بألف دفع إليه الآمر فقال اشتریتها بخمس مائة وقال المأمور بألف

برار اور مگر باندی خریدنے کیلئے کہا وکیل نے خرید لی اب موکل کہتا ہے کہ تو نے پانچ سو میں خریدی ہے وکیل کہتا ہے کہ ہزار میں خریدی ہے

فالقول للمأمور وإن لم يدفع فللآمر وبشراء هذا ولم يسم فقال المأمور اشتريته بألف

تو قول وکیل کا معتبر ہوگا اور اگر حوالہ نہ دیا ہو موکل کا عاقد پر خریدنے کے لئے کہا اور قیمت نہیں کہی کہا اب وکیل کہتا ہے کہ میں نے ہزار میں

وصدقه البائع وقال الآمر بيضيه نحاف وبيضاء نقص الآمر من ثمنه بقدر

خریدی ہے اور بائع نے اس کی تصدیق کی کردی موکل کہتا ہے کہ پانچ سو میں خریدی ہے تو دونوں قسم کھائیں گے اور کہا کہ کہ کہ

وقع فقال لمشتريه اشتريته لغلامك فضاع على هذا خلق وولاؤه لمشتريه

برے آقا سے خریدا ہے وکیل ہے آقا سے کہا کہ میں نے تیرے لئے خریدا ہوا ہے مالک سے اس شرط پر بیچے یا تو قائم ہے اور بائع اور اس کی ولاء

وإن قال الوكيل اشتريته لنفسه للمشتري ولا ألف لمشتريه وعلى المشتري ألف مثله

اس کے آقا کو ملیں اور اگر وکیل کہے کہ میں اس کو خرید اہوں تو تمام مشتری کا ہوگا اور ہزار اس کے آقا کے اصل گے اور مشتری پر ہزار واجب

وإن قال لغيره اشتر لي عبدك بن مولاك فقال للمولى بكم بعتني فقال

اور اگر کہا غلام سے کہ خرید لے تو خود کو میرے لئے اپنے آقا سے کہا کہ کہ مجھے کو فلاں کے لئے

فقبل فهو للآمر وإن لم يقل لفلان عتق

اس نے مجھے بائع غلام آمر ہوگا اور اگر نہ کہے فلاں کہ کہے تو آزاد ہو جائے گا۔

تشریح قولہ وبشراء هذا الخ (یا کہا مرد پر کچھ قرض تھا اس نے مرد سے کہا کہ تو میرے قرض کے اوس اس غلام کو میرے لئے خرید دے مرد نے خرید لیا تو خرید صحیح ہوگی۔ اور موکل (خریدار) پر نافذ ہوگی۔ اور اگر زید نے غلام کو تعین نہیں کیا اور عمرو نے خرید لیا تو خرید مذید پر نافذ نہ ہوگی۔ بلکہ مامور (عمرو) پر نافذ ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر غلام ہلاک ہو جائے تو ہلاکت کا نقصان عمرو پر ہوگا یہ امام صاحب کے نزدیک ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں خرید آمر کیلئے لازم ہوگی۔ اس اختلاف کا اصل منشاء یہ ہے کہ جب توکیل بالشراء کو دین کی طرف مضاف کیا جائے دو بائع یا تبع متعین ہو تو امام صاحب کے نزدیک صحیح ہے۔ اور اگر بائع یا مبیع متعین نہ ہو تو صحیح نہیں صاحبین کے نزدیک ہر دو صورت صحیح ہے۔

قولہ وبشراء الخ ایک شخص نے دوسرے کو باندی خریدنے کے لئے ایک ہزار روپیہ دیئے اس نے باندی خریدی۔ اب آمر کہتا ہے کہ تو نے پانچ سو میں خریدی ہے مامور کہتا ہے کہ ایک ہزار میں خریدی ہے تو مامور کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وہ امین ہے جو امانت سے نکلنے کا مدعی ہے۔ اور آمر اس پر پانچ سو کے ضمان کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ امور منکر ہے۔ منکر کا قول معتبر ہوگا۔ مگر یہ اس وقت ہے جب کہ ہزار کی قیمت کی ہو اور اگر پانچ سو کی قیمت کی ہو تو آمر کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر آمر نے مامور کو ایک ہزار روپیہ دیئے ہوں اور یہ اختلاف ہو تو مگر باندی پانچ سو کی قیمت کی ہو تو آمر کا قول معتبر ہوگا کیونکہ مامور "آمر کی مخالفت کی ہے۔ اور اگر ایک ہزار کی قیمت کی ہو تو دونوں قسم کھائیں گے۔ اور قسم کھانے کے بعد عقد فسخ ہو جائے گا اور باندی مامور کو لازم ہوگی۔ هذا التفصیل هو الاصح وإن اختلف المصنف۔

قولہ وبشراء عبد الخ اگر کسی معین چیز کے خریدنے کا حکم کیا اور آمر نے ثمن کی تعیین نہیں کی پھر خلاف ہوا۔ مامور نے کہا کہ میں نے ایک ہزار میں خریدی ہے آمر نے کہا کہ پانچ سو میں خریدی ہے۔ اور بائع نے مامور کی تصدیق کر دی تو بقول ابو حنیفہ رحمہ اللہ آمر کو دونوں قسم کھا میں گے کیونکہ یہاں ثمن میں اختلاف ہے جو مبیع میں اختلاف ہے۔ فقیہ ابو جعفر نے اس کی صحیح کی ہے کہ بائع کی تصدیق کے بعد تحالف نہ ہوگا۔ ابو حنیفہ کا قول اظہر ہے۔

قولہ نصف الامر الخ ایک شخص نے کہا کہ تو مجھ کو میرے لئے میرے آقا سے دس روپے میں خرید لے اور غلام نے کہا دس روپے اس شخص کو دیدیا۔ اس نے آقا سے کہا میں نے اس غلام کو اس کے لئے خرید لیا آقا نے اس کہنے کی طرح فروخت کر دیا تو غلام مال مکروہ کے جس میں آزاد ہو جائے گا کیونکہ غلام کو اس کے ہاتھ فروخت کرنا درحقیقت اعتاق ہے۔ اور غلام کا اپنی ذات کو خرید نا بمنزلہ فدیہ ہے۔ لہٰذا غلام آزاد ہو جائیگا۔ اور وہ آقا کو دے گا۔ اب مامور سفیر محض ہوا۔ لہٰذا حقوق عقد اس کی طرف راجع نہ ہوں گے اور ایک ہزار کا مطالبہ غلام پر رہے گا۔ نہ کہ مامور پر اور اگر کہیں کہ اور اگر کہیں نے صرف "اشتر بہ" کہا تھا نصف العبد نہ کہا تو غلام مشتری کا مملوک ہوگا اور ایک ہزار جو مشتری نے غلام سے بطور آقا کو دیئے ہیں وہ اسی کے ہوں گے۔ کیونکہ وہ اس غلام کی کمائی ہے اور مشتری پر ثمن ایک ہزار درہم لازم ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ لفظ "اشتر بہ" معاوضہ کے لئے حقیقت ہے نہ کہ اعتاق کیلئے۔ اور جہاں حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہے۔ خلاف اس پر عمل نہ کرنا چاہئے۔ اور

نفسی کے لئے وکیل بنانا جائز ہے اور یہی عام محاورہ کے مطابق ہے۔ صدر الشریعہ اور صاحب ہدایہ نے بھی اسی کی موافقت کی ہے۔

قولہ وبعد البیع وکیل بالشراء کی مزید تشریح قیمت اور ثمن یسیر کے ساتھ مقید ہے۔ یعنی گراں سے اتنی قیمت میں خریدی جس قیمت میں عام طور پر خریدا جاتا ہے بالفاظ دیگر بے تحاشا قیمت لگانے والے دھوکہ باز لوگوں کی تقویم شامل نہ ہو تو خرید صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔ یہاں تہمت کا امکان ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ اس نے اپنے لئے خریدی ہو مگر جب اس نے دیکھا کہ اس میں خسارہ ہے تو مکیل کے ذمہ ڈال دی۔

قولہ وبعد البیع ایک شخص نے غلام فروخت کرنے کیلئے کسی کو وکیل بنایا اور اس نے نصف غلام فروخت کر دیا تو بالاجماع جب کے ذمہ یہ صحیح ہے۔ کیونکہ وکیل مطلق ہے۔ اتحاد والاتفاق کی کوئی قید نہیں ساتھیں اور بنانا ضروری قرار دیتے ہیں کہ اس نے قصداً سے پہلے نصف "ترکی" کی فروخت کر دیا تو صحیح ہوگی۔ اور نصف کیونکہ نصف غلام فروخت کرنے سے غلام مشترک ہو گیا۔ اور شرکت ایسا عیب ہے جس سے قیمت کم ہو جاتی ہے لہٰذا اطلاق مراد نہ ہوگا۔ اور وکیل بالشراء کا حکم اور وہ نصف غلام خریدنے پر اتفاق خرید موقوف ہوگی۔ اگر نصف آقا کی بھی خرید لی تو خرید صحیح ہوگی اور نہیں کیونکہ شرکت کی صورت میں تہمت کا امکان ہے جس کی تشریح گزر چکی۔

ولو رد المشتري المبيع على الوكيل بالبيع بعيب أو تقايلا رده على الآمر وكذا بالوارث فيما لا يحدث

اگر وکیل سے مشتری صحیح تک کے دن میں عیب کی وجہ سے بیع کا انکار کیا تو وکیل سے واپس لے گا۔ وکیل موکل پر اسی طرح لوٹائے جیسے عیب کے اقرار سے جو پہلے ہو

وإن باع بمحضره فقال أمرتك ببيعه وقال المحضور ما أمرتني فالقول للآمر وإلى المضارب للمضارب

اگر وکیل احاطہ میں ہو اور موکل کہے کہ میں نے اسے بیچنے کا حکم دیا تھا اور وکیل کہے کہ نہیں دیا تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور مضاربت میں

ولو احد الوكيلين بالنصف وخلا فضاع أو كهلا لم يضمن

مضارب کا۔ اگر وکیل نصف کے دعوے میں کوئی چیز گروی رکھ دے اور وہ ضائع ہو جائے یا کھیل سے سے ہو جائے تو ضامن نہ ہوگا

ولا ينصرف حد الوكيلين وحلفه إلا في خصومة وطلاقي وعتاقي بلا بدل ورد وقبض دين

تصرف نہ کرے دونوں سے ایک کیل تنہا مگر جو دعوی طلاق عتاق اثبات کی جانب اور قرض کی وصولی میں

ولا توكيل وكيل إلا بإذن أو بما يعمل به لك فإن وكل بلا إذن فالموكل

اور وکیل نہ کرے وکیل مگر اجازت سے یا جو کچھ کہ اپنی رسائے کے مطابق کرے پس اگر توکیل کی اجازت کے بغیر وکیل کیا

فعله بحضرته لو باع الجيش فأجاز صح وإن رد جاز لو مكاتب أو كافر

اور اس نے اس کی موجودگی میں معاملہ کیا تو اس شخص نے یا معاملہ اس نے جائز رکھا تو صحیح ہے۔ اگر مکاتب نے غلام یا مکاتب یا کافر

عبده المحرة المسلمة أو باع له أو اشترى لم يجز

اپنی بھوئی ہوئی مسلمان لونڈی کا یا اس کے لئے خرید و فروخت کرے تو جائز نہیں۔

توضیح الفاظ: کول: تاکید کرنا۔ سبب: اسباب کا جمع ہونا۔ ولایت: اثبات۔ دین: قرض۔

تشریح الفاظ: قولہ ولو رد الخ وکیل بالبیع نے کوئی چیز فروخت کی اور مشتری نے عیب کی وجہ سے غلام وکیل کو واپس کر دیا اور واپسی مشتری کے بیہ قائم کرنے سے ہوئی۔ یا وکیل پر قسم کھانے اور اس کے انکار سے واپسی ہوئی یا وکیل نے عیب کا اقرار

کرے وہ اس کے اختیار سے باہر ہوتی (بشرطیکہ ایسا ہو جو اتنی مدت میں پیدا ہو سکتا ہو) تو اس سب صورتوں میں وکیل اس کام کو موکل پر واپس لے لیگا کیونکہ یہ وکالت منقطع ہے۔ اور وکیل انتظار کرے یہاں تک کہ موکل آ کر کام انجام دے گا۔

فروعات: اگر بیع میں وکیل اور مشتری نے اختلاف کیا اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ اس نے ثمن کے بقدر چیز کا حکم کیا ہے تو اس میں وکیل کا قول معتبر ہوگا اور اگر مصیبت کی صورت میں اختلاف ہوا تو مشتری کے اختلاف کا قول معتبر ہوگا۔ یہ قول اصل ہے کہ ہر ایک جس شخص میں ہوتی ہے اور مضاربت میں تقسیم کا اس نے بیان میں موکل کی تصدیق کی ہے اور مضاربت میں اختلاف ہوا۔

فروعات: اگر کسی شخص نے ایسے وکیل سے جس کو اس نے خرید و فروخت کا وکیل بنایا تھا کہ اس کے لئے نیا تصرف کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وکالت ایسی چیز سے متعلق ہوئی ہے جو ختم ہو چکی ہے اور اس کے حاصل کرنے کے بعد اس کا تصرف موکل پر لازم نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر اس نے وکیل کے بعد وکیل بنایا تو اس کا تصرف نافذ ہوگا۔ کیونکہ وکیل کا تصرف موکل پر لازم ہوتا ہے۔ مگر چند تصرفات اس سے مستثنیٰ ہیں (۱) اس صورت میں جبکہ ایک وکیل کا تصرف نافذ نہ ہوگا۔ کیونکہ دونوں کا اتفاق ضروری ہے۔ اگر دونوں مخالفت کریں گے تو کوئی تصرف نافذ نہ ہوگا۔ (۲) طلاق بالاموال (۳) خلع مالی (۴) رد بعیب (۵) اقالہ (۶) تدبیر (۷) کتابت (۸) مدبر یا مکاتب (۹) رد مغصوب (۱۰) رد مبیع قبل قبضہ (۱۱) تسلیم ہبہ۔ ان تصرفات میں بھی ایک وکیل کا تصرف نافذ ہوگا۔ کیونکہ ان میں رائے کی پختگی ضرورت میں ہوتی بلکہ صرف موکل کے کام کی تعمیر ہوتی ہے۔ جس میں ایک وکیل کی مہارت کافی ہے۔

فروعات: اگر وکیل نے خلع جس شخص کو کسی عام کفیل یا کفیل خاص کے ہاتھ میں کسی دوسرے کو وکیل بنا دیا تو موکل کی طرف سے اس کا تصرف نافذ ہوگا۔ کیونکہ وکیل بن جانے کے بعد وہ اصل ہیں۔ اور موکل پہلے وکیل کی رائے سے راضی ہے۔ اس لئے کہ یہ دوسرے کی رائے سے بالکل ایسی ہے جیسا کہ وکیل نے اپنی رائے سے کام کیا ہو۔ اور اگر موکل نے اپنی رائے پر بھروسہ کیا ہو۔ مثلاً یہ کہا ہو کہ تو ہی معاملہ کو انجام دے۔ اور وکیل کو اس صورت میں دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔ اب اگر وکیل نے موکل کی مراد سے بڑھ کر دوسرے کو وکیل بنا دیا تو وکیل کی طرف سے وکیل اول کی طرف سے معاملہ باطل ہوگا کسی کے لئے کہ اس کو وکیل بنا لے نہ اس کی بیع کو جاری رکھ سکے کیونکہ وکیل اول کی رائے سے بھروسہ اور اعتماد کیا گیا ہے۔

فروعات: اگر زوج عبد ماذون کو طلاق دے یا مولیٰ آزاد مسلمان یا کافر کر دے یا ان میں سے کسی نے اس کے اس کی باندی سے جو فروخت کی تو ان تصرفات پر اثر نہیں ہوگا۔ نہ بیع کو اور نہ طلاق کو۔ کیونکہ ان کی ولایت منقطع ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ غلام مملوک ہونے کی وجہ سے اہل نہیں ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز آ سکے۔ نیز غلام پر کوئی قبول ولایت قائم نہیں۔ اسی لئے مسلمان کی بات اس کی شہادت معتبر نہیں ہوتی۔ اور مکاتب جب تک یہ اپنی کتابت سے عاجز نہ ہو جائے۔

[illegible]

[illegible]

باب الوكالة بالخصومة والقبض

وکیل بنانے اور وکیل کرنے کے بیان میں

الوكيل بالخصومة والشاهد لا يملك القبض ويقبض الذين يملك الخصومة ويقبض الغير ٤

جو وکیل خصومت کا ہو یا گواہ وہ قبض نہیں کر سکتا اور قبض کر سکتا ہے وہ جو خصومت کا وکیل ہو اور جو کوئی کسی چیز پر وکیل کیا گیا ہو وہ قبض کر سکتا ہے

فلو برهن ذو اليد على الوكيل بالقبض ان الموكل باعه والثمن الامر حتى يحضر الغائب

سو اگر ہو ثابت کرے قاضی کے پاس وکیل پر کہ میرا ہے مول نے میرا یہ مال اور قیمت اس کی باقی ہے تو نہ سنے گا قاضی یہ بات جب تک

وكذلك العائل والطلاق ولو اقر الوكيل بالخصومة عند القاضي

اسی طرح عائل ہے اور طلاق ہے اگر اقرار کرے وکیل خصومت قاضی کے پاس تو صحیح نہیں ہے اقرار اس کا

تشریح الفقہ: لو وکل الخ اگر کسی نے خصومت کیلئے یعنی کا لمہ (مقدمہ) لڑنے کی کو وکیل بنایا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وکیل قبضہ کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ کیونکہ وکیل صرف خصومت یا مطالبہ کا ہے اور اس کے قبضہ سے کیونکہ قبضہ خصومت سے الگ ایک جداگانہ چیز ہے اور ہر شئی دوسری شئی سے جدا ہوتی ہے۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک خصومت اور قبض دونوں کا وکیل بننے کا بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کا مالک ہوتا ہے وہ اس کا بھی مالک ہوتا ہے تو اسے خصومت کا بھی حق ہوگا۔ ہمارے امام ابو حنیفہ کا قول پر ہے۔ الی ان یحضر الغائب وکثیر من مشائخ بلخ وسمرقند وبه اخذ الفقیه ابو اللیث۔

قولہ ولو اقر الوکیل الخ اگر وکیل خصومت قاضی کے پاس اپنے موکل کے خلاف حدود و قصاص کے علاوہ کسی اور چیز کا اقرار کرے تو طرفین کے نزدیک اس کا اقرار صحیح نہیں ہوگا اور قاضی کے علاوہ کسی اور جگہ کے پاس اقرار کرے تو صحیح ہوگا۔ امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک دونوں صورتوں میں صحیح نہیں ہے کیونکہ وکیل خصومت کا اقرار، اقرار کی نائب ہے۔ اور اقرار مدعا علیہ کا اقرار اس شئی کی صداقت کو نہیں بتاتا بلکہ اس کا خصومت قرار دینا ہوگا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ وکیل کا نائب ہے اور وہ اقرار کرنا محض قضاء کے ساتھ مخصوص ہے تو اس کے نائب کا اقرار بھی محض قضاء کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ طرفین کی دلیل یہ ہے کہ وکیل بالخصومت ہمارے نزدیک مثل ہے جس کو خصومت میں جانا کہتے ہیں تو اس کا اقرار بھی محض قضاء کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ اور وکیل بالخصومت وہ ہے جو محض قضاء کے اس کو خصومت نہیں کہتے۔

ويصح توكيل الخصم بماله ومن الدعى له وكيل الطالب في قبض دينه الصداقة الغريم

اور صحیح ہے وکیل بنانا اپنے مدعی کا اور جس پر دعوی کیا گیا ہے اس کا وکیل بنانا طالب کا اپنے قرض کے قبض کرنے میں اور صحیح ہے وکیل بنانا مقروض کا

لم يدفعه اليه الا في حضرة الغريم لصدقة والا فلا بد به الغريم الذين ثابت و جمع به على الوكيل لو باقي

اپنے قرض خواہ کو اس کی موجودگی میں اور اگر نہ دے اس کی موجودگی میں تو ضرور ہے کہ قرض خواہ ثابت کرے اس کے ساتھ وکیل کے

ع ... خصومت ... قبض نہیں ہے ...

ع ... ابو اللیث ... ہے ...

... صاحبہ لا ... عنہ عند الدفع ثم یصدقہ علی الوکالۃ ودلعہ الیہ علی ... ہو قال ... وکیل نفس الوجیہ فصدقہ اسود ع ثم یؤمر بالدفع الیہ وکذا لو اذا ... وصدقہ وہو ادعی ان الموکل مات وغرکہا میراثہ ... وصدقہ دفع الیہ ... وکذہ بعض ہذا ہذا العریم ان رب المال عند دفع الثمن وقبض رب المال ... واستغلہ وہی وکیلہ معیب فی ... ہذا ہے تم لے ... حتی یحصی عشری ومن دفع ... عشرۃ ... عشرۃ من عندہ فالعشرۃ بالعشرۃ

اس نے ... ہے ... خرچ ... ہی ... ہو گئے۔

توضیح الکلمات: ... ہے ... ہے ... ہے

میرا وکیل نہیں ہے۔ قولہ اس کو دین یا لفظ ادا کرنے کا ہے۔ مدیون اپنا کہ لے۔ قولہ جو مدیون نے مدعی کو دیا تھا مگر وہ اس کی پاس نہ ہو تو مدیون اس سے لے لے۔ کیونکہ وہ اس کا دین کا مستحق ہے تھا کہ مدیون پر ادا لازم ہو جائے اور یہ متحقق حاصل نہیں ہوا لہذا وہ اس سے واپس لے لے گا۔ اور وہ سامان اور پیسا مدیون مدعی پر رجوع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب اس نے مدعی کی تصدیق کر کے دے دیا تو یہ اس کا تصور ہے۔ ابن اگر مدیون نے مدعی کو دیتے مال کا ضامن بنا دیا ہو تو مدیون مال اس مدیون سے واپس لے لیا جائے مدیون نے مدعی کی تصدیق کیے بغیر مال دیا ہو تو مدیون مدعی پر رجوع کر سکتا ہے۔

قولہ فلان وکیلہ ابیع ایک شخص نے کسی کو مدیون سے اپنا مال وصول کرنے کے لئے وکیل بنایا۔ وکیل نے مدیون سے مال طلب کیا مدیون نے جواب دیا کہ صاحب مال مجھ سے مال لے چکا تو مدیون کو مال دینا پڑا۔ کیونکہ مدیون کے قول پر گواہ سے وکالت تو ثابت ہو گئی۔ رہا اس کا ادا کرنا مدیون کا دعوی سو وہ محض اس کے کہنے سے ثابت نہیں ہو سکتا لہذا صاحب مال کے حق میں تاخیر ہی ثابت ہو سکی ہاں مدیون صاحب مال کا پیچھا کرے اگر وہ انکار کرے اور اس سے قسم لے کر چھوڑ دے تو مدیون سے لے چکا ہے۔

قولہ وان وکلہ البائع ایک شخص نے خرید کردہ مدعی میں کوئی عیب پایا اور عیب کی وجہ سے واپس کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا وکیل بائع کے پاس آیا۔ بائع نے وکیل کیا کہ مشتری اس عیب سے راضی ہو چکا تھا جب تک مشتری قسم کھا کر یہ نہ کہے کہ میں عیب سے راضی نہیں تھا اس وقت تک وکیل بائع کو واپس نہ کرے اس واسطے کہ تاخیر میں مدعی کی واپسی کا فیصلہ کیا جائے تو عند الشیخ ہو گا کیونکہ واپسی عیب کی وجہ سے ہے اور یہ بالعیب کے مقتضیٰ ہے۔ اور قضاءً اور فیصلہ صحت پر جاری ہے۔ کیونکہ امام صاحب کے یہاں قضا ظاہر اور باطنا پر دونوں اعتبار سے نافذ ہے۔ لیکن یہاں مذکورہ مانعین پر بخلاف مسئلہ یمین کے (جو اوپر گذرا ہوا) کہ وہاں مشتری وکیل واپس لینے کے وصیۃ ادراک نہیں ہے کیونکہ وہاں قضاء صرف ظاہر الناظر ہے۔ محمد حنیف غفرلہ کنکوہی۔

باب عزل الوکیل

باب وکیل کو برطرف کرنے کے بیان میں

وَتَبْطُلُ الْوَكَالَةُ بِعَزْلِهِ إِذَا عَلِمَ بِهِ وَمَوْتِ اَحَدِهِمَا وَجُنُوْنِهِ مُطْبَقًا

اور باطل ہو جاتی ہے وکالت موکل کے معزول کرنے سے مگر اس کو یہ معلوم ہو جائے اور کسی کے مرنے سے اور کسی کے پاگل ہونے سے اور ہمیشہ

وَلُحُوْقِهِ مُرْتَدًّا وَالْعَزْلِ الشَّرِيْكَيْنِ وَعَجْزِ مُؤَكِّلِهِ لَوْ مُكَاتَبًا

اور مرتد ہو کر دار الحرب چلے جانے سے اور دو شریکوں کے معاملے سے اور موکل کے عاجز ہونے سے اگر وہ مکاتب ہو

وَحَجْرِهِ لَوْ مَأْذُوْنًا وَتَصَرُّفِهِ نَفْسِهِ

اور اس کے محجور ہونے سے اگر ماذون ہو اور موکل کے خود تصرف کرنے سے۔

تشریح لفظیہ قولہ وتبطل الخ مذکورہ دلیل امور سے وکیل کا وکالت سے معزول ہو جاتا ہے۔ (۱) موکل کے معزول کرنے سے کیونکہ وکالت موکل کا حق ہے تو جب چاہے باطل کر سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وکیل کو اس کا علم ہو جائے تاکہ اس کا بتصان نہ ہو۔ (۲) موت موکل سے (۳) موت وکیل سے (۴) موکل کے مجنوں ہو جانے سے بشرطیکہ جنون مطبق ہو یعنی جاتا رہے ہو جنون مطبق کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ ۱۲ میں سال بھر کے جنون کو مطبق کہا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے جمیع عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔ (۵) اس کا

---

۱ ذکر المصنف فی هذا الباب مسائل منها ما ذکر آنفا ومنها ما سیذکر ۲ بقی اسباب اخر کموت الموصی الیہ الخ

قول ہے۔ اسی طرح ابو یوسف سے بھی منقول ہے۔ حضرت امام صاحب کا قول اس لئے ہے کہ قاضی کو اس کے عہدہ پر فائز کرنے کے وقت اس کی عدالت کا علم نہیں ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں سے معاملہ کے وقت عدالت کا علم نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی عدالت کا علم ہونا ضروری ہے۔ اور صاحبین کا قول اس لئے ہے کہ اس کی عدالت کا علم ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ظاہری حال سے اس کی عدالت کا قرار دیدیا جائے گا۔ اور یہی قول راجح ہے کیونکہ اس پر لوگوں کا تعامل ہے۔ امام ابو یوسف سے بھی منقول ہے کہ ایک دن اور ایک رات کی مدت ہے۔ اس سے زیادہ مدت ہے تو معزول ہو جائے گا۔ (۱) موکل کے مرنے سے (۲) موکل کے وکالت سے معزول کر دینے سے (۳) وکیل کے پاگل ہو جانے سے (۴) وکیل کے مرتد ہو جانے سے (۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۶۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۶۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۶۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۶۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۶۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۶۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۶۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۶۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۶۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۶۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۷۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۷۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۷۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۷۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۷۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۷۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۷۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۷۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۷۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۷۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۸۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۸۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۸۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۸۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۸۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۸۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۸۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۸۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۸۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۸۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۹۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۹۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۹۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۹۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۹۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۹۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۹۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۹۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۹۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۹۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۰۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۰۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۰۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۰۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۰۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۰۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۰۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۰۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۰۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۰۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۱۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۱۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۱۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۱۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۱۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۱۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۱۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۱۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۱۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۱۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۲۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۲۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۲۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۲۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۲۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۲۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۲۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۲۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۲۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۲۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۳۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۳۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۳۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۳۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۳۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۳۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۳۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۳۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۳۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۳۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۴۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۴۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۴۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۴۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۴۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۴۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۴۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۴۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۴۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۴۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۵۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۵۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۵۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۵۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۵۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۵۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۵۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۵۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۵۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۵۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۶۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۶۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۶۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۶۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۶۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۶۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۶۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۶۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۶۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۶۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۷۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۷۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۷۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۷۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۷۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۷۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۷۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۷۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۷۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۷۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۸۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۸۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۸۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۸۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۸۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۸۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۸۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۸۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۸۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۸۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۹۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۹۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۹۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۹۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۹۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۹۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۱۹۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۱۹۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۱۹۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۱۹۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۰۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۰۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۰۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۰۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۰۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۰۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۰۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۰۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۰۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۰۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۱۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۱۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۱۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۱۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۱۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۱۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۱۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۱۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۱۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۱۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۲۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۲۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۲۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۲۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۲۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۲۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۲۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۲۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۲۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۲۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۳۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۳۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۳۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۳۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۳۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۳۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۳۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۳۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۳۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۳۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۴۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۴۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۴۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۴۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۴۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۴۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۴۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۴۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۴۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۴۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۵۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۵۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۵۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۵۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۵۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۵۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۵۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۵۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۵۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۵۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۶۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۶۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۶۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۶۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۶۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۶۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۶۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۶۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۶۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۶۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۷۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۷۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۷۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۷۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۷۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۷۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۷۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۷۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۷۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۷۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۸۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۸۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۸۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۸۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۸۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۸۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۸۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۸۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۸۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۸۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۹۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۹۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۹۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۹۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۹۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۹۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۲۹۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۲۹۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۲۹۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۲۹۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۰۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۰۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۰۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۰۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۰۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۰۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۰۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۰۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۰۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۰۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۱۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۱۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۱۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۱۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۱۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۱۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۱۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۱۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۱۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۱۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۲۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۲۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۲۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۲۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۲۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۲۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۲۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۲۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۲۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۲۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۳۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۳۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۳۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۳۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۳۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۳۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۳۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۳۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۳۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۳۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۴۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۴۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۴۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۴۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۴۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۴۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۴۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۴۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۴۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۴۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۵۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۵۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۵۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۵۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۵۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۵۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۵۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۵۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۵۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۵۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۶۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۶۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۶۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۶۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۶۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۶۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۶۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۶۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۶۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۶۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۷۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۷۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۷۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۷۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۷۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۷۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۷۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۷۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۷۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۷۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۸۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۸۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۸۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۸۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۸۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۸۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۸۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۸۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۸۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۸۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۹۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۹۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۹۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۹۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۹۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۹۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۳۹۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۳۹۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۳۹۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۳۹۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۰۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۰۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۰۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۰۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۰۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۰۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۰۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۰۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۰۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۰۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۱۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۱۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۱۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۱۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۱۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۱۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۱۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۱۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۱۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۱۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۲۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۲۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۲۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۲۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۲۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۲۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۲۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۲۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۲۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۲۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۳۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۳۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۳۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۳۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۳۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۳۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۳۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۳۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۳۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۳۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۴۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۴۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۴۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۴۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۴۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۴۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۴۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۴۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۴۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۴۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۵۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۵۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۵۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۵۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۵۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۵۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۵۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۵۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۵۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۵۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۶۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۶۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۶۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۶۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۶۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۶۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۶۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۶۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۶۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۶۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۷۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۷۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۷۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۷۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۷۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۷۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۷۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۷۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۷۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۷۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۸۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۸۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۸۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۸۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۸۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۸۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۸۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۸۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۸۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۸۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۹۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۹۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۹۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۹۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۹۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۹۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۴۹۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۴۹۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۴۹۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۴۹۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۰۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۰۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۰۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۰۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۰۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۰۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۰۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۰۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۰۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۰۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۱۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۱۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۱۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۱۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۱۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۱۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۱۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۱۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۱۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۱۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۲۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۲۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۲۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۲۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۲۴) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۲۵) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۲۶) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۲۷) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۲۸) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۲۹) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۳۰) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۳۱) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۳۲) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۳۳) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۳۴) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۳۵) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۳۶) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۳۷) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۳۸) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۳۹) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (۵۴۰) وکیل کے موکل کے مرتد ہو جانے سے (۵۴۱) وکیل کے مکاتب ہو جانے سے (۵۴۲) وکیل کے عبد ماذون ہو جانے سے (۵۴۳) موکل کے وکیل کو معزول کر دینے سے (

قولہ والصحیح الخ مذہبی امور کی علیحدگی کے رسیا یہ فرق معلوم کر لینا بہت ضروری ہے کیونکہ عام طور پر لوگ اس فرق سے بے خبر ہیں۔ مصنف نے دونوں کا فرق ظاہر کر دیا ہے کہ پہلی اس شخص کو کہتے ہیں کہ وہ بدعتی اس شخص کو کہتے ہیں کہ وہ بدعت کو چھوڑ دیا ہے۔ بعض علماء کرام کو اس فرق سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جس کو ترک بدعت سے کچھ فائدہ حاصل ہوا ہے اس کو بدعتی نہیں کہا جاتا ہے۔ بعض مشائخ نے فرق یوں ظاہر کیا ہے کہ پہلی وہ ہے جو بدعت کو ترک کر دے۔ یہ ایک اچھا طریقہ ہے جو بہت مفید ہے۔ بعض مشائخ نے فرق یوں ظاہر کیا ہے کہ پہلی وہ ہے جو بدعت کو ترک کر دے۔

جیسے وہ خارجی شخص جس کے پاس دلیل پیش کیے گئے تھے یہ بدعتی ہے اور دوسرا وہ ہے جو بدعت کو ترک کر دے۔ یہ بدعتی نہیں ہے۔ بعض علماء نے فرق یوں بیان کیا ہے کہ پہلی وہ ہے جو بدعت کو اپنا عقیدہ بنا لے اور دوسرا وہ ہے جو بدعت کو اپنا عقیدہ نہ بنائے۔ بعض علماء نے فرق یوں بیان کیا ہے کہ پہلی وہ ہے جو بدعت کو اپنا عقیدہ بنا لے اور دوسرا وہ ہے جو بدعت کو اپنا عقیدہ نہ بنائے۔

فائدہ: صحت دلیل کے لیے تین چیزیں ہیں (۱) دلیل کا معلوم ہونا (۲) دلیل کا مقبول ہونا (۳) دلیل کا متعلق ہونا۔ (۱) دلیل کا معلوم ہونا (۲) دلیل کا مقبول ہونا (۳) دلیل کا متعلق ہونا۔

قولہ ادعی الخ اگر کوئی شخص اس کے لئے دعویٰ کرے تو صحت دعویٰ کے لئے دلیل ضروری ہے اگر دلیل مقبول ہو (یعنی اس کے ساتھ کوئی معارض نہ ہو) تو صحت دعویٰ میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اگر دلیل مقبول نہ ہو تو دعویٰ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اگر دلیل مقبول ہو لیکن متعلق نہ ہو تو دعویٰ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اگر دلیل مقبول ہو اور متعلق ہو تو دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ اگر دلیل مقبول ہو اور متعلق ہو لیکن معارض ہو تو دعویٰ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اگر دلیل مقبول ہو اور متعلق ہو اور معارض نہ ہو تو دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ: صحت دعویٰ کے لئے تین چیزیں ہیں (۱) دلیل کا معلوم ہونا (۲) دلیل کا مقبول ہونا (۳) دلیل کا متعلق ہونا۔

قولہ ادعی الخ اگر کوئی شخص اس کے لئے دعویٰ کرے تو صحت دعویٰ کے لئے دلیل ضروری ہے اگر دلیل مقبول ہو (یعنی اس کے ساتھ کوئی معارض نہ ہو) تو صحت دعویٰ میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اگر دلیل مقبول نہ ہو تو دعویٰ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اگر دلیل مقبول ہو لیکن متعلق نہ ہو تو دعویٰ ثابت نہیں

وَلَبَّتْ لَهُ فِي الْجِعَارِ سَتَاذْفِهِمَا بِأَ بِبَيِّنَةٍ أَ بِعِلْمِ قَاضٍ بِخِلَافِ الْمَقْبُولِ وَإِلَّهُ يُطَالِبُهُ بِهِ

روایت ہو کا بشرطیکہ اس میں اپنی اولاد سے یا اپنی بیوی سے یا اپنی کے کم سے خلاف گواہی نہ دے اور یہ کہ وہ اس کا طلب گار ہے

وَإِنْ كَانَ دَيْنًا ذَكَرَ وَضْعَهُ وَإِنَّهُ يُطَالِبُهُ بِهِ فَإِنْ صَحَّتْ الدَّعْوَى سَأَلَ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ عَنْهَا

اور اگر وہ قرض (دین) ہو تو ذکر کرے اس کا وصف اور یہ کہ وہ اس کو ہم ہمارے سب وہ دین ہم نے تو جو طلب کرے مدعی علیہ سے

فَإِنْ أَقَرَّ أَوْ نَكَلَ فَبِهِمَا الْمُدَّعِي قَضَى عَلَيْهِ وَإِلَّا حَلَّفَ بِطَلَبِهِ

کر وہ قرار کرے یا انکار کرے اور مدعی پر قائم کرے تو حکم کرے اس پر اور اگر قسم سے انکار مدعی طلب کرے

وَلَا يَرُدُّ يَمِينَ عَلَى مُدَّعٍ وَلَا شَيْءَ لِي فِي يَمِينِكَ لِمُطْلَقِ رِبْيَةِ الْحَرَجِ أَحَقُّ

اور نہیں ہے تیرے لئے قسم مدعی پر مطلق شک کی وجہ سے تنگی کے بغیر اور یہ قسم تصرف کا بہتر ہونے والا ہے۔

احکام دعوی کی تفصیل

تشریح الحدیث: قولہ ولا بد واضح فائدہ ہے کہ اثبات مدعی پر دلیل کے یہ قائم کرنا ضروری ہے کہ بینہ نہ ہو تو مدعی علیہ سے قسم لے کر فیصلہ کر دیا جائے گا اور مدعی علیہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی پر قسم دوبارہ متوجہ ہوگی۔ یعنی اس سے قسم لی جائے گی۔ بلکہ قاضی مدعی علیہ پر مدعی کا دعوی ثابت کرنے کا۔ اسی طرح اگر مدعی نے ایک گواہ پیش کیا۔ دوسرا گواہ نہیں ہے تو اگر ہمارے یہاں مدعی سے قسم کھلا دی جائے تو امام شافعی اور ابو ثور اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور ابن حبان اور ابن سعد قسم کھانے سب اسی کے قائل ہیں احمد فرماتے ہیں کہ مدعی علیہ قسم سے انکار کرے۔ مدعی قسم اور ہوئی گواہ کو قسم کے ساتھ ملا لے تو فیصلہ کر دیا جائے گا۔ ہم اگر مدعی دوسرے گواہ پیش کرنے سے عاجز ہو تو اس سے قسم لے لی جائے گی اور ایک شاہد اور قسم سے فیصلہ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک شاہد اور (مدعی کی) قسم پر فیصلہ فرمایا ہے۔

ہمارے دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر لوگوں کو ان کے دعووں کی وجہ سے دیدیا جائے تو لوگ قوم کی جانوں اور مالوں پر دعوے کرنے لگیں گے لیکن مدعی پر قسم اور مدعا علیہ پر قسم ہے اور قسم اس پر جو انکار کرے۔ اس استدلال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حق کو مدعی اور مدعا علیہ دونوں میں تقسیم فرمایا ہے کہ بینہ مدعی پر ہے اور قسم مدعا علیہ پر۔ مدعی سے قسم ہٹ جائے تو ثابت کرنا لازم آئے گا جو مدعی اور مدعا علیہ دونوں قسم میں شریک ہوں گے۔ اور شریک مثال قسمت ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ "البینۃ علی من ادعی" میں لفظ لام مفرق ہے کیونکہ لام تعریف استغراق پر محمول ہوتا ہے۔ اور تعریف لفظ پر مقدم ہوتا ہے (جب کوئی معہود نہ ہو) تو مطلب یہ ہوا کہ تمام ایمان مدعی پر ہیں۔ اب مدعی پر بھی ہیں جو اس کی نفی کرتا ہے۔ ہاں مدعا علیہ کی مشروعی دلیل جواب سے کیونکہ اس حدیث میں کسی کا ذکر معلوم نہیں ہوتا۔ ہم سے علی کبیر نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کے متعلق ابو عبید سے سنا وہ کہتے تھے کہ فرمایا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا

[illegible]

یہ حدیث حضرت ابن عباس سے کیسی آئی۔ ابن اسحاق سے کہ یہ کہ مسلم نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مگر اس میں ایک انقطاع ہے حضرت ابو بردہ کی روایت ہے کہ عقبل بن ابی طالب سے یعنی سے قتل کیا ہے سعید بن جبیر نے عقبل بن ابی طالب سے اور یہ کہ عقبل حدیث کا انکار کرتے تھے حدیث نازل ہوئی اور ان کے باقی عورتوں کی تصدیق میں حضرت علی کی حدیث نے متعلق۔ افسوس ہے تعجب میں کہ یہ کہ حضرت صادق نے اس حدیث کو کیسی روایت کیا ہے اور کیسے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے اور کیسے اس کو ترجیح دی ہے حالانکہ یہ ایک بات ہے کہ حضرت صادق کے یہاں حدیث مرسل قابل اعتبار نہیں۔ کیسی حال حضرت جابر کی روایت کا ہے۔ حضرت مرتی کی روایت میں بھی انقطاع ہے۔ صدقہ بن فضل نے زہری سے مرفوع ہے کہ قتل خطا اور اس کی دیت سے پہلے ہم نے اس پر عمل کیا ہے اور ابو ہریرہ سے بھی اس کی صحت کی روایت ہے۔ اور ہم کہ اگر حدیث مذکور صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو بھی حدیث حضرت علی ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں یہ بات حاصل ہو رہی ہے کہ ہم نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ تم کو کسی واقعہ یا فعلی کے ساتھ حاصل ہوا ہو کہ آنحضرت ﷺ سے حضرت خزیمہ کی شہادت کو دو شہادتوں سے قائم کر لیا ہے جو آپ ہی کے ساتھ خاص۔ جیسا قال الامام فخر الدین الرازی الصحابی ہی الذی صلحبہ علی الکمال الذی یکمل بہ الصحبۃ فی الصحبۃ (الذی الصحبۃ والصحبۃ فی الکمال) خاصاً

قولہ ولا یجوز الحلف علی مشتق سے مراد وہ ہے جس کا سبب دوسرے سے پایا جائے جیسے خریدا بیچا مالک ہوا وغیرہ کہ اس کا سبب مشتق پر پایا جاتا ہے اس لئے مقبول نہ ہوگا اور قاضی نے کہ مشتق کا ثبوت کی کو ایک دوسرے گواہ سے بھی ملک مشتق کا ثبوت یا ملک مشتق پر قائم کرنا تو اس دوسرے گواہ کا بیان ملک ہی ثابت کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس دوسرے گواہ کا بیان ملک ہی ثابت کرتا ہے اس لئے کہ اس نے جو کہا کہ اس نے خریدا ہے اس سے قدرت حاصل ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس دوسرے گواہ کا بیان یہ ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے اس سے جو مقدار ثابت کی ہے اس کا قبضہ ثابت نہیں کرتا اور قبضہ حاصل نہ ہوگا جب تک کہ مشتق کی اصل سے کہ قدرت حاصل نہ ہو۔

وقضی لہ ان نکل مرۃ بلا اخیف او سکت وعرض الیمین فلہ ذلک ولا یستحلف فی نکاح وطلاق وفی نسب واستیلاد وفی نسب ورجعۃ وعتاق قال القاضی الاصح فی النفی علی اللہ یستحلف الشاہد فی الاثبات وفی الاثبات علی العلم یستحلف الشاہد فی الاثبات علی اللہ یستحلف الشاہد ف

حنث سر ولو عربيا لانه لغو معجلي الفاسي

یہاں حنث ہو جائے گا اگرچہ وہ عربی ہو اس کے ساتھ ربیع عرب تاشقند کی مجلس تک

ترجمہ کلمات: قولہ وقع الخ یعنی طلاق واقع ہو جائے گی اس شخص کے ذمہ پر جس نے قسم کھائی ہو طلاق کی ساتھ اس چیز کے کہ اس نے قسم کھائی ہو ساتھ اس کے یا اس کے ساتھ اس کے یا اس کے ساتھ اس کے اگر وہ حانث ہو جائے ساتھ اس

قولہ وجاحد الشفعۃ الخ جو شخص شفعہ کا انکار کرے اس سے شفعہ ساقط ہو جاتا ہے اور اس کا انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ راضی

لان في دعوى الشبع والشكاح والحسب والطلاق و ن ادعى شجعة بخوارٍ فوقف الحسنوة والمسموى
اس بحث میں نکاح، حسب، طلاق اور شجاعت کے دعوی کی قسم کا حکم ہے اسی سے ملتا جلتا ہے فقہاء کے نزدیک
و الزوج لايرها يحلف على السبب وعلى العلم يورث عليه فولاءة اخر وعلى الثبات توزهب له
اور زوج اس کا مستحق ہوتا ہے قسم کھائے سبب پر اور علم پر، ثابت ہونے پر اور کوئی کہے کہ وہ میرا آقا ہے اور وہ انکار کرے تو اس کے لیے
و الشراء والوكالة. المنكر يحلف لانه لواضافه فيه على شي صح ولم يحلف بعد
اور خرید اور وکالت، منکر قسم کھائے گا کیونکہ اگر وہ اضافہ کرے کسی چیز پر تو وہ صحیح ہوگا اور قسم نہیں کھائے گا بعد
توضیح لغات: الحلف اصل میں قسم کو کہتے ہیں پھر ہر قسم کے لیے عام ہو گیا جو غیر اللہ کی قسم کو بھی شامل ہے۔

تشریح: قوله والحلف بالله الخ: یہ مصنف کا قول ہے۔ کیونکہ حصر اگر حقیقی ہو تو کلام کا کاذب ہونا لازم آتا ہے کہ حالانکہ قسم کھانے والا کاذب نہیں ہوتا اسے پتہ ہے کہ اس کی قسم جھوٹی ہے۔ تو طلاق و عتاق وغیرہ کی قسم سے ہوں گے۔ جو عادتاً اس پر حلف کرنے کی وجہ سے طلاق و عتاق کی قسم یا حرام ہے۔ [illegible] کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے ایسا کام کیا جو کفار کے ساتھ مشابہ ہے۔ کیونکہ وہ غیر اللہ کی قسم کھاتے ہیں۔ اور یہ حرام ہے۔ اور اس کی عظمت اللہ کی عظمت کی طرح نہیں ہے۔

قوله و يحلف الخ: یہ بھی قسم کی ایک قسم ہے۔ جس کو قسم تغلیظ کہتے ہیں۔ [illegible] یا جمعہ کے دن یا بیت اللہ کے پاس یا مسجد میں یا حضرت کے بعد قسم لینا تغلیظ ہے۔ [illegible] اس قسم کو مستحب کہا ہے۔ [illegible] اس قسم کو واجب کہا ہے۔ [illegible] اس قسم کو واجب کہا ہے۔ [illegible] اس قسم کو واج

سب پر ہو گی صورت یہ کی ہے کہ ایک شخص نے شافعی المسلک پر شفعہ جوار کا دعویٰ کیا مدعا علیہ نے اپنے شافعی المسلک شوہر پر حلف کا دلوں کیا۔ اور شافعی مذہب میں شفعہ جوار ثابت نہیں ہوتا اگر یہاں مدعی علیہ سے حاصل یہ قسم لیجائے کہ میرے اوپر شفعہ جوار واجب نہیں تو مدعی علیہ یہ حلف کر دیگا اور مدعی کا نقصان ہوگا اس لئے یہاں قسم سب پر ڈالی جائے گی مدعی علیہ ہوں قسم کھائے گا کہ شفعہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیا ہے اس کو حلف کرا کر قسم دیدی۔

قولہ ولو احلفہ الخ قسم کا قاعدہ یہ ہے اور یہ کہ حال پر کر صحیح کرلینا درست ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "حال پر کر لیا کرو پھر بیچو" چنانچہ حضرت خدیفہ پر کسی معاملہ میں قسم آئی تو آپ نے حال پر کر لیا گیا اور کہا کہ قسم پر آنا نہ ہوئے نیز فقہ کے قاعدہ میں حضرت علی کا یہ قول ہے کہ ہم اور حضرت جبیر بن مطعم کا دن ہر ابر ہم یا اور احمد بن حنبل کا مسلک ہر ابر ہم یا اور روایات سے ثابت ہے ہر کیف ممکن کا دیدینا اور صحیح کرلینا درست ہے اس کے بعد اگر سچ سے قسم لیجائے گی۔ کہ فلاں نے مال لکر دینا ثابت نہیں کیا تھا حلف کر دیا۔

باب التحالف

باب آپس میں قسم کھانے کے بیان میں

اختلفا فی قدر الثمن او المبیع فحلف لمن برئ وان برئا فحلف الزیادۃ

اختلاف کیا بیچ و مشتری نے ثمن یا مبیع کی مقدار میں تو قسم ہوگا اس کے لئے جو بری ہوا ہے اور اگر دونوں بری ہوئے کسی کے لئے زیادتی کے

وان هجز ا ولم یرضیا بقولی احدهما تحالفا وتدای بیمین المشتری وفسخ القاضی

اور اگر دونوں عاجز ہو گئے اور دونوں میں سے کسی ایک کے قول پر راضی نہ ہوئے تو دونوں قسم کھائیں اور شروع کیا جائے مشتری کی قسم سے اور فسخ کرے قاضی

بطلب احدهما ومن نکل لزمه حقوق العاقد وان تحالفا فی الاجل او فی شرط الخیار او فی قدر

کسی ایک کی طلب پر اور جو انکار کرے اس کا لازم ہو جانا دوسرے کا دعویٰ اگر اختلاف کریں مدت میں یا شرط خیار میں یا کچھ ثمن کے لیئے میں

یقص الثمن او بعد هلاک المبیع او بعضه او فی مقدار الکتابة او فی رأس المال بعد الاقالة فسد ولم یتحالفا

یا کل یا بعض ثمن ہلاک ہونے کے بعد یا بدل کتابت میں یا راس المال میں اقالہ کے بعد تو قسم نہ کھائیں

والقول للمنکر مع یمینه ولو اختلفا فی مقدار الثمن بعد الاقالة تحالفا ویفسخ العقد الاول

اور قول منکر کا معتبر ہوگا اس کی قسم کے ساتھ اور اگر اختلاف کریں ثمن کی مقدار میں اقالہ کے بعد تو قسم کھائیں اور فسخ کر دیگی عدالت بیع

ولو اختلفا فی المهر قضی لمن برهن وان برهنا فللمرأة وان عجزا تحالفا

اگر یہاں پر بھی اختلاف کریں مہر میں تو فیصلہ ہوگا اس کے لئے جو برہان لائے دونوں سے آئے تو عورت کیلئے اور دونوں عاجز ہو گئے تو دونوں

ولم یصح النکاح بل یحکم مهر المثل فیقضی بقوله لو کان کما قال او اقل

قسم کھائیں اور فسخ ہو گا نکاح بلکہ حکم مہر مثل کا دیا جائیگا پس شوہر کے قول پر فیصلہ ہوگا اگر مہر مثل اس کے قول کے موافق ہو اس سے کم ہو

وبقولها لو کان کما قالت او اکثر ویه نأخذ

بہر صورت سے قول پر اگر اس کے قول کے موافق ہو اس سے زیادہ ہو بہر صورت مہر مثل کا فیصلہ ہوگا اگر دونوں کے درمیان ہو

ہم اسی کو لیتے ہیں۔

احکام تحالف کی تفصیل

تشریح لفظ: قولہ اختلفا البیع قبل التفرق ۔ زید کی مقدار میں اختلاف کی مثال بیع کی ہے کہ بائع نے کہا کہ میں نے ایک ہزار کے عوض میں مکان بیچا اور مشتری نے کہا کہ میں نے پانچ سو کے عوض میں خریدا ہے۔ اور عین کی مقدار میں اختلاف کی مثال بائع نے کہا کہ میں نے اپنا باغ بیچا ہے جس کے درخت سو ہیں اور مشتری نے کہا کہ میں نے باغ خریدا ہے جس کے درخت دو سو ہیں۔ اور وصف کی مقدار میں اختلاف کی مثال بائع نے کہا کہ میں نے اپنا غلام بیچا ہے جو لکھنا جانتا ہے اور مشتری نے کہا کہ میں نے غلام خریدا ہے جو لکھنا نہیں جانتا۔ اور اجل کی مقدار میں اختلاف کی مثال بائع نے کہا کہ میں نے غلام بیچا ہے جس کی قیمت ایک سال کے بعد ادا ہوگی اور مشتری نے کہا کہ میں نے غلام خریدا ہے جس کی قیمت دو سال کے بعد ادا ہوگی۔ اور اجل کی جنس میں اختلاف کی مثال بائع نے کہا کہ میں نے غلام بیچا ہے جس کی قیمت ایک سال کے بعد ادا ہوگی اور مشتری نے کہا کہ میں نے غلام خریدا ہے جس کی قیمت ایک ماہ کے بعد ادا ہوگی۔ اور اجل کی صفت میں اختلاف کی مثال بائع نے کہا کہ میں نے غلام بیچا ہے جس کی قیمت ایک سال کے بعد ادا ہوگی اور مشتری نے کہا کہ میں نے غلام خریدا ہے جس کی قیمت ایک سال کے بعد ادا ہوگی۔ اور اجل کی صفت میں اختلاف کی مثال بائع نے کہا کہ میں نے غلام بیچا ہے جس کی قیمت ایک سال کے بعد ادا ہوگی اور مشتری نے کہا کہ میں نے غلام خریدا ہے جس کی قیمت ایک سال کے بعد ادا ہوگی۔

قولہ وان اختلفا البیع یہاں سے "لم یتحالفا" تک بارہ مسئلے ہیں جن کا حکم تحالف ہے (۱) مشتری نفس اصل میں اختلاف کرے مثلاً ایک کہے کہ میں نے مقررہ قیمت اور ہر اقرار کیا (۲) شرط میں اختلاف کریں (۳) بعض ثمن پر قبضہ کرنے میں اختلاف کریں۔ ایک کہے کہ اتنا وصول کر چکا اور ہر انکار کرے تو ہر ایک فریق جنس صورتوں میں تحالف ہوگا۔ مگر کافر اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا امام ابو حنیفہ کی رائے ہے۔ کما قال ہیں۔ کیونکہ یہ اختلاف معدوم طلب مفقود کے علاوہ ہے۔ کیونکہ ان کے اختلاف سے عقد منفسخ نہیں ہوتا اور حدیث "اذا اختلف البیعان وسلعة قائمة بعینها تحالفا" میں جو حکم تحالف متبایعان پر معلق ہے اور تبایع ان سے مشتق ہے۔ تو جب تحالف اس چیز کے اختلاف سے معلق ہوا جس سے بیع کا قوام ہے اور وہ مبیع و ثمن ہے۔ بخلاف شرط وغیرہ کے اس سے کوئی متعلق نہیں ہوتا امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اختلاف ثمن کی صورت میں تحالف ہے۔ کیونکہ مدت کے ہونے اور نہ ہونے سے ثمن میں کمی بیشی ہوتی ہے تو گویا وصف ثمن میں اختلاف ہوا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اصل وصف ثمن نہیں کیونکہ ثمن بائع کا حق ہے لہٰذا اصل مشتری کا حق ہے اگر اصل ثمن کا وصف ثمن کا اختلاف ہی اپنی اصل کا نافع ہوتا۔

قولہ او ہلک احدالمبیع الخ ۔ اختلاف بالاک مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ہو تو مبیع کے دو ایک تحالف ہوگا بلکہ منکر کا قول اس کی قسم کیساتھ معتبر ہوگا۔ امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں تحالف ہوگا۔ اور ہلاک شدہ مبیع کی قیمت جب ہلاک ہونے کے بعد اختلاف ہو تو امام صاحب کے نزدیک تحالف ہوگا۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک تحالف نہیں ہوگا۔ کیونکہ حقیقۃً یہ ثمن میں سے ہر ایک جزء کا مدعی ہے۔ اور منکر ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا کہ تحالف بعد الفسخ خلاف قیاس ہے۔ استحسانا عمل کیا ہے بائع کا اور مشتری ہلاک ہونے کی وجہ سے فسخ کے عاجز ہونے کی وجہ سے۔ [illegible] تحالف۔ [illegible]

الدر المختار کما فی الرد المحتار ج ۴ ص ۱۳۱ [illegible]

قولہ ولو حلف الخ اس میں اشارہ ہے کہ اگر امام صاحب نے حلف کیا ہو تو بھی حلف ہو گا بلکہ قسم کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حلف ہوگا کیونکہ کتاب اللہ اور حدیث سے جو دلائل پیش کیے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ قاضی کا حلف کرنا اس کا عزل ہوتا ہے۔ اور امام صاحب کا قول یہ ہے کہ قاضی کا حلف کرنا اس کا عزل نہیں ہوتا ہے۔ اور مذکورہ دلائل سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ قاضی کا حلف کرنا اس کا عزل ہوتا ہے۔ اور اس کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

قولہ ولو حلف الخ اگر دونوں متداعیوں نے قاضی کی قسم کا اختلاف کیا۔ مثلاً شوہر نے کہا کہ میں نے بیوی کو ایک رجعی طلاق دی ہے اور بیوی نے کہا کہ تین طلاق دی ہے تو شوہر سے کہا جائے گا کہ تم قسم کھاؤ کہ میں نے ایک طلاق دی ہے اور بیوی سے کہا جائے گا کہ تم قسم کھاؤ کہ شوہر نے تین طلاق دی ہے۔ اس سے اس بات پر دلیل ہوئی کہ اگر دونوں نے قسم کھائی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر دونوں نے قسم کھانے سے انکار کیا تو بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی اور دوسرے نے انکار کیا تو قسم کھانے والے کا قول معتبر ہوگا۔ اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر دونوں نے قسم کھانے سے انکار کیا تو بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی اور دوسرے نے انکار کیا تو قسم کھانے والے کا قول معتبر ہوگا۔

ولو اختلفا في الاجارة قبل الاستيفاء تحالفا وفسدت ولو بعده لا وللمؤجر المسمى ولو اختلفا في الثمن بعد هلاك المبيع تحالفا وترادا القيمة ولو قبل هلاكه تحالفا وترادا المبيع وللبائع أجر رده ولو اختلفا في قدر الثمن والمبيع قائم تحالفا وترادا وإن هلك أحدهما فالقول لمنكر الزيادة وللمشتري قيمة الهالك لا الثمن ولو اختلفا في الأجل فالقول لمنكره ولو اختلفا في شرط فالقول لمنكره ولو اختلفا في قدر المبيع فالقول للمشتري ولو اختلفا في الجودة فالقول للبائع ولو اختلفا في قبض المبيع فالقول للمشتري ولو اختلفا في الهبة والصدقة فالقول للموهوب له والمتصدق عليه ولو اختلفا في الرهن فالقول للراهن ولو اختلفا في الإيداع فالقول للمودع ولو اختلفا في الإعارة فالقول للمستعير ولو اختلفا في الوكالة بعد العزل فالقول للوكيل ولو اختلفا في الوصية فالقول للوصي ولو اختلفا في الإذن فالقول للمولى ولو اختلفا في الكتابة فالقول للمكاتب ولو اختلفا في الجناية فالقول للجاني ولو اختلفا في الجراحة فالقول للمجروح ولو اختلفا في الغصب فالقول للغاصب ولو اختلفا في الوديعة فالقول للمودع ولو اختلفا في الشركة فالقول للشريك ولو اختلفا في المضاربة فالقول للمضارب ولو اختلفا في الوكالة فالقول للوكيل ولو اختلفا في الوصية فالقول للوصي ولو اختلفا في الإذن فالقول للمولى ولو اختلفا في الكتابة فالقول للمكاتب ولو اختلفا في الجناية فالقول للجاني ولو اختلفا في الجراحة فالقول للمجروح ولو اختلفا في الغصب فالقول للغاصب ولو اختلفا في الوديعة فالقول للمودع ولو اختلفا في الشركة فالقول للشريك ولو اختلفا في المضاربة فالقول للمضارب

تحالف کے باقی احکام

تشریح الفقہ قولہ ولو اختلفا الخ اگر مؤجر و مستاجر تفصیل منفعت سے پہلے اجارہ کے بارے میں اختلاف کریں تو دونوں قسم کھائیں اور اجارہ توڑ دیا جائے گا کیونکہ تحالف میں حلف قبل الحکم فیصلہ کے ہوتا ہے اور اجارہ قبل از قبض منفعت بیع قبل از قبض کی نظیر ہے۔ یعنی دونوں عقد موجب ہیں اور قبل از قبض بیع کی طرح اجارہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور تفصیل منفعت کے بعد حلف ہوتا ہے تحالف ہوگا بلکہ مستاجر کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ یعنی کہ ایک قدم تالف ہوگیا ہے کیونکہ اس کے بعد عقد کا ٹوٹنا ممکن نہیں ہے۔ ولو اختلفا في الثمن الخ اگر دونوں نے ثمن میں اختلاف کیا۔ یعنی بائع نے کہا کہ میں نے مبیع فلاں غلام کو ہزار درہم میں بیچا ہے اور مشتری نے کہا کہ میں نے مبیع فلاں غلام کو پانچ سو درہم میں خریدا ہے تو بائع سے کہا جائے گا کہ تم قسم کھاؤ کہ میں نے مبیع کو ہزار درہم سے کم میں نہیں بیچا ہے اور مشتری سے کہا جائے گا کہ تم قسم کھاؤ کہ میں نے ہزار درہم سے کم میں مبیع نہیں خریدا ہے۔ اگر دونوں نے قسم کھائی تو بیع فسخ ہو جائے گی اور مبیع بائع کو واپس کر دی جائے گی اور مشتری بائع سے اپنی قیمت واپس لے لے گا۔ اور اگر دونوں نے قسم کھانے سے انکار کیا تو بھی بیع فسخ ہو جائے گی اور مبیع بائع کو واپس کر دی جائے گی اور مشتری بائع سے اپنی قیمت واپس لے لے گا۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی اور دوسرے نے انکار کیا تو قسم کھانے والے کا قول معتبر ہوگا۔ اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر دونوں نے قسم کھانے سے انکار کیا تو بھی بیع فسخ ہو جائے گی اور مبیع بائع کو واپس کر دی جائے گی اور مشتری بائع سے اپنی قیمت واپس لے لے گا۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی اور دوسرے نے انکار کیا تو قسم کھانے والے کا قول معتبر ہوگا۔

مقام پر حاضر ہے اور قیمت پر اختلاف ہوتا ہے اور جانور میں اگر تحالفہ جاری ہوتا تو اس کا عقد جائز ہوتا اور یہاں کوئی قیمت نہیں جو قائم مقام ہو سکے۔ کیونکہ مالدار سے سامان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ سامان کی قیمت تو نقد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اور جب فسخ کی وجہ سے عقد ختم ہو گیا تو قیمت بھی ختم ہو گئی پس بیع ہر طرح سے ہلاک ہو گئی اور تحالف نہیں رہا لہٰذا سامان کا قول معتبر ہوگا۔

قولہ والبعض البیع گر اجرت میں اور جو مستاجر کا اختلاف بیع کے مرفوع حاصل کرنے کے بعد ہو تو دونوں قسم کی قسمیں ہیں اور باقی اجارہ فسخ ہو جائے گا۔ اور امام کرخیؒ کے متعلق مستاجر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ کیونکہ عقد جدید کے سبب حادث منفعت (مدعیٰ منتفعہ ہونا) ہے تو منفعت کا ہونا بالاستقلال معقود علیہ کے وجود میں ہوا تو گویا باقی رہنا ہی معتبر ہے۔ لہٰذا بیع میں قبضہ میں تحالف ہوگا بخلاف عقد بیع کے کہ اس میں بیع کا ہونا معقود علیہ نہیں ہوتا بلکہ کل بیع معقود علیہ واحد ہوتا ہے۔ پس جب بعض بیع میں فسخ متعذر ہو تو کل بیع میں متعذر ہوگا

قولہ وان اختلف الخ اگر میاں بیوی گھریلو اسباب میں اختلاف کریں تو جو اسباب میاں کے کام آنے والے ہوں اس میں اس کا قول معتبر ہوگا۔ جیسے کپڑے، تاج، تلوار، ہتھیار، گھوڑا وغیرہ اور جو اسباب بیوی کے کام آنے والے ہوں اس میں اس کا قول معتبر ہوگا۔ جیسے اور جو اسباب مشترک ہوں مثلاً فرش، برتن (زنانی) پازیب وغیرہ اور جو اسباب دونوں کے کام کا ہو تو اس میں جو شہادت قائم کرے گا قول معتبر ہوگا۔ جیسے مرتن فرش لفظ بادی غلام، تو میں نے خرید لیا وغیرہ کیونکہ بیوی اور خاوند دونوں کے ہاتھ میں ہے اور جب شوہر کے قبضہ سے ہے اور قول صاحب تصرف کا معتبر ہوتا ہے۔ اور اگر اس میں کوئی ایک مر جائے اور اس کی جگہ اس کا وارث دعویٰ کرے تو اس میں سات تفصیلوں کے ساتھ قول ہے تمام صاحب مذہب کے نزدیک دونوں کی قسم کا اعتبار ہوگا۔ کیونکہ قسم تو دفع کا ہے کہ مدعا علیہ کا ہے

واضح دلائل کی بیان

تشریح الحدیث قولہ فصلی الخ اس سے معلوم ہوا کہ جس نے کہ دی نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کیا ہو اگر امام جمعہ کے خطبہ میں مشغول ہو تو اس کو نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دخول کے وقت تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے اسی طرح دخول کے بعد بھی جائز ہے۔ ہر حال میں اربع رکعات پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ اس کی طرح نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ جس طرح نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح فرض نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ کما تقدم۔

قولہ قال احمد بن حنبل الخ امام احمد بن حنبل نے جو کہا ہے کہ اگر کسی کو امام کے خطبہ میں سے کچھ نہ سنائی دے تو اس کو نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس نے بعض روایات کو مدنظر رکھا ہے۔ اس نے اس سے قصہ کی ہے۔ اور ان روایات سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ امام صاحب کے نزدیک ایک مدنی علیہ سے صحت وقع ہو جاتے گی۔ کیونکہ مدنی علیہ سے (جیسا کہ بات کی ہوا) ایک مکہ سے اپنے سے صحت وقوع ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی دلیل میں ہوا ان ثابت ہو سکے گی۔ کیونکہ اس میں مدنی علیہ کا ذکر ہے۔

فائدہ یہ مسئلہ کتاب الایمان کا قصہ ہے۔ کیونکہ مدنی علیہ کے جو بھی وقع صحت میں ہیں "ثابت" ہو سکا ہے۔ اور کسی کے خصب اور اس میں بحث نہیں ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ صحت وقع نہ ہوتی ہے جب اس میں بحث نہیں ہے۔ صحت وقع ہو سکے کی وجہ سے مدنی علیہ سے قائم کرنے کا ہے۔ مدنی علیہ سے صحت وقع ہو سکے کی وجہ سے اور اس طرح ہو سکے کی صحت وقع ہو گی۔ جیسا کہ مکہ کے "کوئی شخص" کا نام ہے۔ جہاں کہیں یہ لفظ ہو گا اس سے صحت وقع ہو گی۔ مذہب ہے۔ صحت کی تشریح میں مذکور ہوا وفی الشرح الفقہ [illegible] بحط العلامۃ المقدسی عن الزبیدی فی تقویم الاتمۃ عن قول محمد۔

قولہ وعن قال احمد الخ امام احمد نے کہا کہ اس سے یہ چیز نکلتی ہے جو مذہب ہے جو مذہب مدنی نے دلوی یا کہ کہیں یہ چیز تو خصب کی ہے یا مجبوری یہ چیز جو ان کی ہے۔ مدنی علیہ [illegible] یہ چیز ہے [illegible] ہو گی ہے۔ اور اس سے یہ قائم کرنا مقصود ہے۔ ان صورتوں میں تعیین کے ساتھ مدنی علیہ سے صحت وقع ہو گی۔ کیونکہ مدنی علیہ سے صحت وقع کرنا ثابت ہوا قضیہ صحت ہے۔

قولہ وان قال احمد الخ اگر امام احمد نے دلوی یا کہ کہیں سے یہ چیز نکلتی ہے کہ مدنی علیہ کے قصہ میں سے ہے ہو سکے تو یہ چیزوں سے اور مدنی علیہ سے کہ یہ چیز ہے ہمارے پاس ثابت نہ ہوئی ہے تو مدنی علیہ سے صحت ساقط ہو جائے گی کہ مدنی علیہ سے یہاں ہو سکے قائم کرے۔ کیونکہ اس صورت میں مدنی سے ان کا اقرار کرنا مدنی علیہ سے یا اس چیز کی خبر سے ہو چکی ہے۔ تو مدنی علیہ کا قضیہ [illegible]

محمد میاں دیوبندی

باب مایدعیہ الرجلان

باب ایک چیز پر دو شخصوں کے دعوی کرنے کے بیان میں

بِرَهْنًا عَلَى عَايِنٍ بِيَدِ اَحَدِهِمَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا وَعَلَى نِكَاحِ امْرَاَةٍ نَعْطَا وَهِيَ لِمَنْ صَدَّقَتْهُ

جیسا کہ دو شخص غیر کے قبضہ میں ایک چیز پر رہن رکھنے کا دعوی کریں اور ایک کے ہاتھ میں رہن ہو تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے اور اگر دو شخص ایک عورت کے نکاح پر دعوی کریں اور عورت کسی کے نکاح میں نہ ہو تو جس کی وہ تصدیق کرے وہی اس کا شوہر ہے

اَوْ صَدَّقَتْ بَيِّنَةُ وَعَلَى اشْتِرَاءِ حِنْطَةٍ بِعَيْنِهِ بِكُلِّ بِعَيْنِهِ بِيَدِهِ بِيَدٍ فَاَ وَبِقَاءِ اخْتَصَمَا بِنَقْدِهِ

اور اگر دونوں کے گواہ قائم ہوں تو جس کے گواہ قائم ہوں گے اسی کی عورت ہوگی اور اگر دو شخص ایک غلام کو معین قیمت کے عوض خریدنے پر جھگڑیں اور غلام کے ہاتھ میں ہو تو

لَمْ يَاْخُذِ الْاَخَرُ كُلَّهُ وَلَا تُؤْخَذُ فِيمَا سَبَقَ وَلَا فِيمَا بَقِيَ وَالشِّرَاءُ اَحَقُّ مِنَ الْهِبَةِ

ایک کے لئے کل غلام نہ لے لیا جائے گا اور نہ ہی جو پہلے ہبہ کیا گیا اس میں اور نہ ہی جو بعد میں ہبہ کیا گیا اس میں ہبہ کے مقابلہ میں بیع کا دعوی زیادہ حقدار ہے

وَالشِّرَاءُ وَالْبَيْعُ سَوَاءٌ وَالرَّهْنُ اَحَقُّ مِنَ الْهِبَةِ وَلَوْ تَرَهَنَ الْحَمَارَ بِمَا عَلَى الْجَمَلِ فَهَلَكَ وَالْبَرِيءُ اَوْ عَلَى الشِّرَاءِ

اور خرید اور بیع برابر ہیں اور رہن ہبہ سے زیادہ حقدار ہے اگر کسی نے گدھے کو اونٹ کے عوض رہن رکھا پھر اونٹ ہلاک ہو گیا تو گدھا

مِنْ وَاحِدٍ فَالْاَسْبَقُ خَلْفٌ وَعَلَى الشِّرَاءِ مِنِ اثْنَيْنِ اَحَدُ وَذَكَرَا تَارِيخًا سَوَيَا

تو سابق زیادہ حقدار ہے اور اگر ایک نے دوسرے سے خریدنے پر اور دونوں نے تاریخ بیان کر دی تو مذکورہ بالا حکم ہوگا

تشریح اللغۃ: قولہ برھنا الخ پہلے ایک قاعدہ کلیہ بتلاتا ہے کہ مسائل سمجھ سکو۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب مطلق کا دعوی ہو یعنی دو شخص میں ہو جس میں سے ایک قابض ہو اور دوسرا غیر قابض (ای کو خارج کہتے ہیں) تو ہمارے نزدیک غیر قابض (خارج) کی بحث مقدم ہوگی۔ امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور امام شافعی و امام مالک کے نزدیک قابض کی بحث مقدم ہوگی۔ پھر اگر ایک نے بینہ سے کوئی وقت بیان کر دیا تب اس طریق کے نزدیک خارج ہی کا بینہ معتبر ہوگا۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کا بینہ معتبر ہوگا۔ جس نے وقت ثابت کیا ہے سب دو آدمیوں سے ایک چیز کا دعوی کیا اور وہ چیز کسی تیسرے کے پاس ہے اور دونوں نے گواہ قائم کر دیئے تو ہمارے نزدیک وہ چیز دونوں میں نصف نصف کر دی جائیگی۔ اور شافعی کے نزدیک دونوں بینے ساقط۔ فاقد ہوں گے۔ امام احمد کے نزدیک قرعہ اندازی ہوں۔ یہ ایک قول امام شافعی کا بھی ہے۔ اس راستے کو دونوں میں سے ایک بینہ کاذب ہے۔ کیونکہ وقت واحد میں دو ملکوں واقع ہونا محال ہے اور جزء وقت میں قرعہ اندازی کا امر مشکل ہے۔ لہٰذا دونوں ساقط ہوں گے۔ یا پھر قرعہ اندازی ہوگی کیونکہ حضرت ﷺ نے اس جیسے واقعہ میں قرعہ اندازی کی تھی۔ فرمایا تھا کہ صدیوں میں قرعہ اندازی فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں جھگڑا کیا۔ دونوں نے گواہ قائم کئے تو آنحضرت ﷺ نے ان دونوں میں قرعہ اندازی کا حکم دیا۔ یہ قرعہ اندازی سویہ تھی جو بتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ جیسا کہ ابن ابی شیبہ وغیرہ نے ثابت کیا ہے۔

قولہ وعلی نکاح الخ اور دو آدمیوں نے ایک عورت کیساتھ نکاح پر گواہ قائم کئے تو دونوں ساقط الاعتبار ہونگے کیونکہ یہاں شرکت محض ہی نہیں مختلف ملاک کے کہ ان میں تنازعت محض ہے جب تک اس کی حقیقت واقعہ تصدیق نہ کرے۔ بخلاف دونوں گواہوں نے

ع ... ای ابی شیبہ عن ابی بکر بن عیاش عن الحجاج عن ابی اسحاق عن ابی میسرۃ ... ع ... فی مصنف ابن ابی شیبہ عن وکیع عن ابی اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی میسرۃ ... ع ... ای ابی شیبہ عن وکیع عن ابی اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی میسرۃ

تاریخ بیان کی ہو اور اگر تاریخ بیان نہ کی ہو تو حق تاریخ سابق ہوگی اور اگر گواہ قائم ہونے سے قبل عورت نے کسی کو وکیل بنا کر طلاق دے دی تو عورت ہی کی ہوگی کیونکہ وکیل کے معزول ہونے پر بینہ قائم ہونے کی صورت اسکو وکیل نہ سمجھنے کی ہوگی یہ قرار سے قوی تر ہے۔ تفاصیل معلوم تاریخ سب پر ہے کہ یہ بھی پھر اقرار پر حمل ہے۔ واللہ اعلم

قولہ وعلی الشراء الخ دو آدمیوں نے ایک چیز خریدنے پر گواہ بنا لئے ایک نے کہا میں نے خریدی ہے تو وہ ایک کی ہوگئی اور دوسرا چاہے تو حلف کھا کر اس کو لے لے چاہے چھوڑ دے۔ یہ لینے کا اختیار اسلئے ہے کہ ممکن ہے کہ اس نے بھی اس کے ساتھ ہی چیز خریدی ہو لیکن گواہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کو ثابت نہ کر سکتا ہو اور گواہ قاضی کے فیصلہ کے بعد کسی کی قیمت لے کر بھاگ جائیں اور مدعی علیہ کو ان کا پتہ بھی نہ ہو تو اس کا حق ضائع ہو جائے گا اس لئے قاضی کے فیصلہ سے پہلے پہلے اگر گواہوں کے حالات سے ان کا جھوٹا ہونا معلوم ہو جائے تو حلف کی تاریخ ہی ملغی ہو جائے گی۔ اگر کسی کے پاس دو تاریخ بیان کی گواہی ہو تو بعض نے کہا کہ پہلی تاریخ معتبر ہوگی کیونکہ اس حالت میں عقد ہی ثابت نہیں ہوا اور بعض نے کہا کہ دوسری تاریخ معتبر ہوگی کیونکہ اس حالت میں عقد ثابت ہوا ہے۔ اور فسخ کا دعویٰ نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ فسخ کے بعد پھر ایسے علام نے خریدنے کا دعویٰ کیا کہ جس سے یہ غلام خریدا ہے اور سودے کا دعویٰ کیا کہ خریدنے کے بعد اس غلام کو اسی قرار کر کے بیچ دیا ہے اور دونوں نے بینہ قائم کر دیا تو دونوں گواہ ساقط ہو جائیں گے کیونکہ شراء و بیع دونوں کا انکار حالانکہ ہر حالت میں ایک ثابت ہے تو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایک دعویٰ کی شہادت دوسرے دعویٰ کی شہادت کو ساقط کر دیتی ہے۔

قولہ وہو من الجمع الخ ایک شخص نے بعض شفع کا دعویٰ کیا کہ دوسرے نے بعض شفع کا دعویٰ کیا تو ہر ایک کو نصف نصف ملے گا اگر ایک نے دو تہائی کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے ایک تہائی کا تو پہلے کو دو تہائی اور دوسرے کو ایک تہائی ملے گا یہ استحسان ہے۔ قیاس یہ ہے کہ دونوں کو نصف نصف ملے اور یہی مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور اگر دونوں نے کل شفع کا دعویٰ کیا تو بالاتفاق نصف نصف ملے گا۔ یہ تو ہر شریک کا حق ہے اور دوسرے کے حق میں ہر ایک کا دعویٰ باطل ہے۔

قولہ وکذا من الحدود الخ اگر دو شخص مطلق حدود میں بینہ قائم کریں یا دونوں ایک ہی جائیداد سے خریدنے کا بینہ قائم کریں تو جس کی تاریخ سابق ہوگی اس کا بینہ مقدم ہوگا کیونکہ اس نے بینہ ثابت کرنے کے ساتھ اپنا قبضہ بھی ثابت کر دیا ہے اور اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے خریدنے پر بینہ قائم کیا حالانکہ ایک نے دوسرے سے خریدنے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے کسی سے خریدنے کا دعویٰ نہیں کیا تو دونوں کا بینہ ساقط ہو جائے گا اور خریدی ہوئی جائیداد بدستور بائع کے قبضہ میں رہے گی کیونکہ دونوں اپنے اپنے بائع کے قبضہ کو ثابت کر رہے ہیں اور بائع یا تو دونوں کو ایک ہی جائیداد بیچ دے یا دونوں کو الگ الگ جائیداد بیچ دے یا ایک کو بیچ دے اور دوسرے کو نہ بیچے ان سب صورتوں میں ایک تفصیل ہے۔

وہو من الخارج من ملک فارغ وتاریخ ذی الید اسبق وہو علی الخارج والسبب ملک لا سکر
گر یہ کہ بائع نے اس کا انکار کر دیا ہو تو اس کا بیان ہے کہ دونوں نے خریدا ہے کہ ایک نے بائع کے اپنے سبب
والخارج علی الملک ولذی الید علی الشراء فہ قدموا البینۃ الخارج فہ وکذا من ہذا الوجہ کذا علی الشراء
ہونا پر گواہ پیش کئے ہیں تو جس کا سبب پہلا ہوگا اس کا بینہ مقدم ہوگا اور جس کا سبب بعد کا ہوگا اس کا بینہ مؤخر ہوگا
من الآخر ولا مدیع ساقط والسوک المتاع فی بیت ذی الید ولا یوضع برہانہ عند الشہود
اور جس کا بینہ ساقط ہو گیا ہو تو اس کا بینہ بھی ساقط ہو گیا ہو اور گھر میں جو سامان ہے وہ ذی الید کا ہے

فلزٌ فی یدہ اخر بالضمّ وبضمّ ثم سکون وھو ثلثاہ وھو فیلاوٰن وتثنیہ

گھر ہے دوسرے کے قبضہ میں (یعنی کسی ایک شخص کے قبضہ کا اور دوسرے شخص کے قبضہ میں) تو پہلا شخص پہلے کے لئے ہوگا

والباقی للاٰخر ولو کانت فی یدیھما فھی بینھما

اور باقی دوسرے کے لئے، اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو گھر دونوں کا ہوگا

تشریح الفقہ قولہ وان وضع الخارج الخ یہاں سے "الی ان" تک جو مسئلے ہیں ان میں قاضی کا یہ مقدم ہوتا ہے (۱) شخص خارجی اور قاضی دونوں نے ملک معین پر قبضہ قائم کیا۔ اور قاضی کی تاریخ سابق ہے تو تعیین کے رو سے ملک قاضی کا یہ مقدم ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں ملک ثابت نہیں کیا ہے۔ مگر یہ ید بعد مرجح ہے۔ مرجح غالب ہوتا ہے کہ قاضی کا قبضہ قبضۂ ملک ہوتا ہے کیونکہ دوسروں کے لیے ملک مستقل پر قائم ہیں ہوا کرتا ہیں نے بعد ملک کے کوئی غرض نہیں کیا کہ وہ قطعاً ظاہر ہوا کرتا ہے۔ یعنی دلیل یہ ہے کہ قاضی کا وضع قبضہ حق ارباب حاجات کے لیے ہوتا ہے کہ کسی کے لئے ملک ثابت ہو اور نہ اس وقت کے بعد دوسرے کے لئے ملک کا ثبوت اسی جانب سے حاصل کرے کہ ملک ثابت ہو سکتا ہے۔ اور وضع خصومت پر قاضی کا قبضہ قبضۂ ملک ہوتا ہے (۲) شخص خارجی اور قاضی دونوں نے ملک کے لیے سبب پر قبضہ قائم کیا جو کہ دونوں میں ہوتا ایک ہی ہوتا ہے جیسے تین شخص کی میراث کے پھر یہ اور ان کے ورثاء کی کثرت ہوتی گئی اور وہ ہوتا تغیر نہ ہوا اور ہوتا تغیر نہ ہونا کون سا ارشاد فرمودہ کے موجب ہوتا ہے اس سبب ملک کی بابت کہتے ہیں مگر جس کے لئے باب شخص خارجی ثابت ہوں نے یہ بات کیا کہ یہ گھر ہے جو ہمارے باپ دادا کے ہاتھ سے ہمارے ہاتھ میں آیا ہے ہمارے ملک ہے ثابت ہوا اور قاضی کا قبضہ قبضۂ ملک ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کو ملک دیا ہے، ثابت نہ کیا کہ یہ ملک مستقل پر قائم ہے۔ یعنی ہے قاضی نے کسی طرح پر ثابت کیا تو آنحضرت ﷺ نے وقت اس کے دیدی اور شخص خارجی نے ملک مستقل پر قبضہ قائم کیا اور قاضی نے اس بات پر کہ کسی سے شخص خارجی نے خریدا ہے قاضی کا قبضہ قبضۂ ملک ہوگا۔ کیونکہ شخص خارجی نے ملک کو ثابت کر دیا ہے۔ اور قاضی اس سے ملک حاصل کرنے کو ثابت کر رہا ہے اور ان دونوں میں کوئی سبقت نہیں۔

قولہ وان وضع کل الخ اگر شخص خارجی اور قاضی میں سے ہر ایک نے دوسرے سے خریدنے پر قبضہ قائم کیا یعنی شخص خارجی نے ثابت کیا کہ میں نے مسماۃ قاضی سے خریدا ہے اور قاضی نے ثابت کیا کہ میں نے شخص خارجی سے خریدا ہے تو تعیین کے رو سے دونوں بیع ساقط ہو جائیں گے اور مکان قاضی کو دیا جائے گا۔ اگر ہر ایک کے نزدیک دونوں بیع متحمل ہوں گے۔ اور مکان شخص خارجی کو دیا جائے گا کیونکہ یہاں پر اس طرح عمل ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ قاضی نے شخص خارجی سے خریدا ہو کہ شخص خارجی کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو اور قصہ کرایا ہو۔ تعیین کی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک نے ہر ایک سے خریدا ہے تو گویا ہر شخص کا یہ دوسرے کے اقرار پر قائم ہوا اور اس صورت میں فیصلہ رجوع کی وجہ سے ہوا اور دونوں بیع ساقط ہو جائیں گے پھر ہاں یہی حکم ہوگا۔

قولہ وان وضع الخ اور کثرت شہود کی وجہ سے ترجیح نہیں دی جائے گی مثلاً ایک کے دو گواہ ہوں اور دوسرے کے چار تو کثرت شہادت کو خود میں پہلوں کے (اسی طرح کثرت کی بھی کوئی اضافت نہیں ہوگا خلاف ملک۔ کہا ہے کہ ہر دو شاہد والوں کی شہادت ملک ثابت ہے اور ترجیح کثرت علل سے ہوتی ہے بلکہ ثبوت علل سے ہوتی ہے مثلاً ایک طرف دلیل متواتر ہو اور دوسری طرف خبر متواتر ہو تو متواتر کو ترجیح ہوگی۔ اور یہ ہوگا کہ ایک طرف دو شخص ہیں اور دوسری طرف ایک اور دو شخص ہیں تو ترجیح ہوگی اسی طرح ایک طرف دلیل مسمی اور دوسری طرف عمل تو مسمی عمل پر ترجیح ہوگی واللہ اعلم۔

فوجہ کا رالع ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس کا دعویٰ دو نے کیا ایک نے کل مکان کا اور دوسرے نے نصف کا اور دونوں نے پیدا کیا ہے ایک گواہ پیش کیا تو امام صاحب کے نزدیک طریق مزارعت مدی کل کے لئے مکان کے تین رہے ہیں گے اور مدی نصف کیلئے ایک رابع طریق مزارعت کا مطلب یہ ہے کہ جب مدی نصف نے دعوے مکان کا کیا تو دوسرا آدھا مدی کل کے لئے سامنے اور ایک نصف میں دونوں کی مزارعت قائم رہی اور اس نصف کو دونوں میں نصف نصف کر دیا جائیگا۔ صاحبین کے نزدیک طریق حمل مزارعت مکان اٹھا کر تقسیم ہوگا۔ یعنی مدی کل کے لئے دو ثلث اور مدی نصف کیلئے ایک ثلث ہوگا۔ کیونکہ مسئلہ میں کل اور نصف جمع ہیں تو مسئلہ دو سے ہوگا کیونکہ نصف کا کوئی جزو نہیں ہے۔ اور دو کا عدد نصف کی طرف لوٹتا ہے تو دو کو تم مدی کل کے دیئے اور ایک سہم مدی نصف کا دیا اور مکان میں سے جو حصہ کے بعد میں بچا وہ مکان مدی کل کیلئے ہوگا۔ نصف طریق تقدیم نصف بالقدائی یا جتنے کہ جب مکان دونوں کے قبضہ میں ہے تو ہر ایک کے قبضہ میں نصف نصف مکان ہوا تو نصف مدی کل کے قبضہ میں ہے اور ثلث کا تو کوئی دعویٰ ہی نہیں ہوا تو قضاء قاضی کی تبدیلی اس کی ہے اور نصف مدی نصف کے قبضہ میں ہے اس کا مدی کل کا دعویٰ ہے اور وہ شخص خارج ہے۔ تو پہلے معلوم ہو چکا کہ شخص خارج کا بینہ معتبر ہوتا ہے۔ پھر کیا ثلث کا تو نصف بھی قاضی اس کو دلا دیگا۔

فائدہ تقسیم کی چار قسمیں ہیں۔ اول وہ جس میں تقسیم بلا تفریق طریق حمل ہوتی ہے۔ اس کی آٹھ صورتیں ہیں چھ قسمت صورتیں تو ہیں ثابت ۱۲ اور ۲۴ سہم رسد ۶ سہام ۸ جزیب رسد ۲ ہے جس میں قسمت بلا تفریق طریق مزارعت ہوں ہے اور وہ قسمتیں کے مسئلے میں ہوتی ہے۔ مثلاً ایک قسمتی نے کسی کے ساتھ قسم ہر دو درہم میں فرقت کیا۔ اور دوسرے قسمتی نے اسی غلام کا نصف دوسرے کے ہاتھ بالدرہم میں فرقت کیا تو قاضی دونوں مقاسموں کو بلا کر کہے گا تم دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو دے دیں یا دونوں کو روک لیں۔ اور مشتری نصف ایک سہم ہے جس میں قسمت لا مساحب کے نزدیک طریق مزارعت ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک طریق حمل جیسا کہ مسئلہ کتاب میں مذکور ہوا (اس کے علاوہ مسئلے اور ہیں) جو ہم وہ جس میں قسمت تام ہے امام صاحب کے نزدیک طریق حمل ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک طریق مزارعت پر باقی مسئلوں میں جاری ہے۔ اگر ہر ایک کی تشریح مطلب ہو تو مفصلات دیکھی جائیں۔ فکر و میری طرف رجوع کرے۔

وَلَوْ بَرْهَنَا عَلَى حَدٍّ وَاحِدٍ وَاَرَّخَا اَحَدُهُمَا لِاَحَدِهِمَا اَوْلَى بِهَا تَارِيخُهُ وَبِهِ نَاخُذُ كَذٰلِكَ فَتَهَا
ہے ایک چیز کے پیدا ہونے کا دونوں نے تاریخ دی ہے تو جس کا تاریخ پہلے کا ہے اس کے لئے حکم ہوگا ہم اسی کو لیتے ہیں
وَلَوْ بَرْهَنَا اَحَدُ الْخَارِجَيْنِ عَلَى الْغَصْبِ وَالْاٰخَرُ عَلَى الْوَدِيْعَةِ بِعَيْنِهَا وَالرَّاكِبُ وَالْلَابِسُ اَحَقُّ مِنَ الْمُؤَجَّرِ
کے لئے ہے۔ اگر دو نے دعویٰ کیا ایک شخص غاصب ہونے اور دوسرا مودعیت پر دونوں دعوے کئے اور گواہ پیش کئے اور سوار اور پہننے والا دونوں حقدار ہے کرایہ دار سے یعنی
اَلْمُسْتَاْجِرِ وَصَاحِبُ الْعَمَلِ وَالْمَدْفُوْعُ وَالْاِتْصَالُ اَحَقُّ مِنَ الْمُنْفَصِلِ فَوَلَدُ اَمَةٍ فِيْ يَدِهٖ وَطَرْفَةُ فِيْ يَدِ اٰخَرَ
کاریگر اور جس کو دیا ہوا اور کپڑا اور متصل والا منفصل والے سے زیادہ حقدار ہے پس جو لونڈی ایک کے ہاتھ میں ہے اور اس کا بچہ دوسرے کے ہاتھ میں
نَصْفُ ضَيْعٍ يَسْتَوِيْ عَنْ غَصْبٍ فَصَلٍ تَا خَرُّ الْقَوْلُ اَنَّهُ وَدِيْعَةٌ اَوْ اِنَّ فُلَانًا وَدَّعَهُ عِنْدَ فُلَانٍ اَوْ
وصف غصب کر دیا جائیگا یہ ہے۔ جو یہ حال کر سکتا ہے کہ میں نے اس کو امانت رکھا ہے یا کہا کہ میں نے فلاں کے پاس فلاں کا مال امانت رکھا ہے
لَا يَضْمَنُ عَنْ غَصْبٍ فَلَوْ هَلَكَ لَمْ يَضْمَنْ فِيْ يَدِهٖ عَشَرَةُ اَكْبَاشٍ مِنْ غَنَمٍ فِيْ يَدِهٖ وَبَيْتٌ فِيْ يَدِ اٰخَرَ
ذکر کیا تو غلام ہے اس کا جس کے قبضہ میں ہے اور گھر میں مکان میں ایک کے قبضہ میں ہیں اور ایک گھر دوسرے کے قبضہ میں ہے

فالساحة بصفان نعمى كلّ رضا انها لى يده وشى احدهما شهد

تو اس صحن میں دو صفیں ہیں ایک صف تو تمام راضی ہونے والوں کی ہے کہ یہ ان کے ہاتھ کی نعمت ہے اور دوسری صف گواہی دینے والوں کی ہے

تو سی و حیر لهی فی یده کما توسر حسنا فی بقع

کہ یہ ان کے ہاتھ کی بھلائی ہے جیسے تو سرخ رنگ کو سفید جگہ میں دیکھتا ہے

قولہ فصیح اللغۃ ۔ عادۃً بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو پہلے اس کی زبان سے جو کلمہ نکلتا ہے وہ عجمی ہوتا ہے اور اس کو "لغۃ امیۃ" کہتے ہیں یعنی ماں کی زبان کا کلمہ ہوتا ہے پھر جب بڑا ہوتا ہے تو اس کی زبان فصیح ہو جاتی ہے اور اس کو "لغۃ ابویۃ" کہتے ہیں یعنی باپ کی زبان کا کلمہ ہوتا ہے

تشریح اللغۃ ۔ ہو ہو لغۃ الخ ۔ اس میں بچے کی زبان کا بیان ہے ۔ حنکہ کہتے ہیں تالو کو ۔ فی فی بلکہ منہ کے معنی میں ہے ۔ فوہ کہتے ہیں منہ کے اندر کی جگہ کو ۔ اس کے بعد کی عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ بچہ کی عمر کے سوا سال کے بعد کی حالت کا بیان ہے ۔ اس لئے کہ اس عمر کے بعد بچہ کی زبان فصیح ہو جاتی ہے ۔ اور اس میں بچہ کے ماں باپ کی زبان کا کچھ فرق نہیں رہتا

باب دعوی النسب

باب دعوی نسب کے بیان میں

ولدت مبيعة لاقل من مدة الحمل منذ بيعت فادعاه البائع فهو ابنه وهي ام ولده

اگر بیچی ہوئی لونڈی مدت حمل سے کم میں جب سے بیچی گئی ہے بچہ جنے اور بائع اس کا دعویٰ کرے تو وہ بچہ بائع کا بیٹا ہے اور وہ لونڈی اس کی ام ولد ہو گئی

فسخ البيع ويرث ابن وان ادعاه المشتري معه او بعده

اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بیٹے کا وارث ہوگا اور اگر مشتری بھی بچے کا دعویٰ اس کے ساتھ یا بعد میں کرے

وكذا ان مات الام بخلاف موت الولد فيهما كما مر

اور اسی طرح اگر ماں مر جائے تو بھی یہی حکم ہے بخلاف بچے کے مرنے کے دونوں صورتوں میں جیسا کہ گزرا

شرح: قولہ ولدت مبیعۃ الخ اگر کسی نے باندی خریدی اور اس کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنا اور بائع نے بچے کا دعویٰ کیا تو بچہ بائع کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بچے کا وارث ہوگا اور اگر مشتری نے بھی بچے کا دعویٰ کیا تو بچہ بائع اور مشتری دونوں کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی دونوں کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بچے کا وارث ہوگا اور اگر بائع کے دعویٰ کے بعد مشتری نے دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بائع کے دعویٰ کے ساتھ ہی مشتری نے بھی دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بائع مر جائے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بچہ مر جائے تو بائع کا دعویٰ باطل ہو جائے گا اور بیع فسخ نہ ہوگی اور بائع بچے کا وارث نہ ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا تو بائع کا دعویٰ باطل ہو جائے گا اور بیع فسخ نہ ہوگی اور بائع بچے کا وارث نہ ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں جنا اور بائع نے بچے کا دعویٰ نہ کیا اور بچہ مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا تو بچہ مشتری کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور مشتری بچے کا وارث ہوگا اور اگر مشتری نے بچے کا دعویٰ نہ کیا اور بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں جنا اور مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا تو بچہ بائع کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بچے کا وارث ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا اور مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں جنا تو بچہ مشتری کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور مشتری بچے کا وارث ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا اور مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا تو بچہ بائع کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بچے کا وارث ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں جنا اور مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں جنا تو بچہ بائع کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بچے کا وارث ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا اور مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں جنا تو بچہ بائع کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بچے کا وارث ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں جنا اور مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا تو بچہ بائع کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بچے کا وارث ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا اور مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ میں جنا تو بچہ بائع کا بیٹا ثابت ہوگا اور وہ باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع بچے کا وارث ہوگا اور اگر بچہ بائع کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم میں جنا اور مشتری کے پاس رہتے ہوئے چھ مہینے سے کم

وان ولدت لاکثر من ستۃ اشھر وادنی مدۃ الحمل سنتان الا ان یصدقھ المشتری وان ادعی نسب احدھما

اور اگر جنے چھ مہینے سے زائد میں تو ثابت ہوجائیگا بائع کا دعوی کہ یہ تصدیق کردے اس کی مشتری جس نے دعوی کیا جڑواں بچوں میں سے ایک کے

ثبت نسبھما بما قلنا وبطل حق المشتری بطل حق المشتری

سب کا تو دونوں کا نسب ثابت ہوجائیگا پس اگر ایک کو جنے ہے اور مشتری اس کو آزاد کردے تو باطل ہوگا مشتری کا آزاد کرنا

حتی عند رجل فقال ھو ابنی فلان ثم قال ھو ابنی لم یکن ابنہ وان جحد ان یکون ابنہ

بچے پر ایک کے پاس سے کہا کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے پھر کہا کہ میرا بیٹا ہے تو اس کا بیٹا نہ ہوگا اگر انکار کردے فلاں بیٹا ہونے کا

ولو کان فی ید مسلم نصرانی فقال النصرانی ھو ابنی وقال المسلم عبدی فھو حر لان النصرانی

اور اگر ایک مسلمان اور ایک نصرانی کے پاس ہو نصرانی کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مسلمان کہے کہ یہ غلام ہے تو وہ آزاد اور نصرانی کا بیٹا ہوگا

وان کان صبی فی ید زوجتی فزعم انہ ابنہ من غیرھا وزعمت انہ ابنھا من غیرہ فھو ابنھما

اور اگر ایک بچہ دو میں کے پاس ہو ایک کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے دوسری بیوی سے اور بیوی کہے کہ میرا بیٹا ہے دوسرے شوہر سے تو وہ دونوں کا بیٹا ہے

وعلت مشترکۃ فحر لانہ احتمل ان یکون ابنھا فالولاء وھو حر لان ملک الولد لم یتصل

بنا کر پہلی بیوی والی کے گھر وہ کسی کی لونڈی نہ ہوگا باپ بچہ کی کیونکہ یہ احتمال ہے کہ یہ بچہ اس کا ہو تو ولاء اگر مرجائے بچہ تو ولاء اس کی

وان لم یکن حالا وان قبل الولد غیره الاب قبضۃ ویرجع بالثمن والقبضۃ فی یدہ لا بالقیمۃ

نسب کا کوئی مال چھوڑا ہو اگر مرد یا گھوڑا ہو تو اس پر باپ کی نسب ثابت ہونے لگے گا دعوی کے اور بچہ کی نسب ثابت نہ ہوگی

تشریح الکلمات: قولہ وان ولدت الخ اگر بیوی جنے ہے بچہ کو چھ مہینے اور دو سال سے کم میں بچہ جننے سے پہلے بائع بچہ کا دعوی کرے تو بھی ضرور ہوگا ثابت کہ مشتری اس کی تصدیق کردے کیونکہ یہاں یہ احتمال موجود ہے کہ طرق بائع کی ملک میں رہتا ہو یہاں اس کی طرف سے تہمت نہیں پائی گئی۔ لہٰذا مشتری کی تصدیق ضروری ہے اور جب اس نے تصدیق کردی تو نسب ثابت ہوجائے گا اور بیچ باطل ہوجائے گی اور بچہ آزاد ہوگا اور اس کی ماں بائع کی ام ولد ہوجائیگی حالانکہ نہ ہو وہ ملک فعلی حاصل۔

قولہ وہی لصغیر الخ بلوغ ایک شخص کے بیان اس کی باندی کی تو اس کی تصدیق کردینے ایک غلام سے پیدا ہوئے ہے اور اس نے اقرار میں سے ایک کے نسب کا دعوی کیا تو دونوں کا نسب ثابت ہوجائے گا۔ کیونکہ دونوں بچے ایک ہی نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس جب ایک کا نسب ثابت ہوا تو دوسرے کا نسب ثابت ہونا ضروری ہے۔

قولہ فان بلغ الخ بلوغ ایک شخص کی باندی سے دو بچے تو اس کی تصدیق کے پاس پیدا ہوئے اور اس نے ان میں سے ایک کو فروخت کردیا اور قریب والے نے اس کو آزاد کردیا اس کے بعد شخص مذکور (بائع) نے اس بچے کے نسب کا دعوی کیا جس کی بیع نہیں ہوئی اور وہ اس کے پاس موجود ہے تو اس کا نسب ثابت ہوجائیگا اور مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا۔ ثبوت نسب کی وجہ تو وہی ہے جو اوپر

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible]

ہو اور اولاد اور ماں کے حق وشرف کے لحاظ سے کہ جب دونوں کا سبب ایک ہے تو پھر ان میں فرق و تفاوت کی کیا وجہ ہے۔ اسی طرح دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے اچھے برتاؤ کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ۔ اس حدیث سے بھی ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ثابت ہوتا ہے۔

قولہ ھی الخ ایک شبہ کا جواب ہے جو اس سے پہلے کی عبارت سے پیدا ہوتا ہے کہ جب ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے تو پھر ماں کا نفقہ بھی باپ سے تین گنا زیادہ ہونا چاہیے۔ اس کا جواب یہ دیا کہ نفقہ کا سبب اگرچہ قرابت ہے لیکن اس میں کفالت بھی شرط ہے اور کفالت کا حق باپ کو ماں سے زیادہ حاصل ہے اس لیے نفقہ میں بھی باپ کو ماں پر ترجیح ہوگی۔ اگر مقررہ نفقہ کے بعد بچہ کا کوئی رشتہ دار مثلاً چچا یا ماموں وغیرہ بچہ کی ماں کو کچھ دیتا رہے تو وہ بچہ کی ماں کا نفقہ نہیں ہوگا کیونکہ نفقہ کے مقررہ ہونے کے بعد اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر باپ کی موت کے بعد بچہ کا کوئی رشتہ دار مثلاً چچا یا ماموں وغیرہ بچہ کی ماں کو کچھ دیتا رہے تو وہ بھی نفقہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے باپ سے نفقہ کا مطالبہ نہیں کیا اور بچہ کی ماں کچھ عرصہ تک بچہ کا نفقہ اپنے پاس سے خرچ کرتی رہی تو بھی بچہ کی ماں کو بچہ کے باپ سے نفقہ کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

قولہ ولد الخ یہ بھی ایک شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ ہے کہ جب نفقہ کا سبب قرابت ہے تو پھر اس کے باپ پر کوئی نفقہ واجب نہیں ہونا چاہیے بلکہ نفقہ صرف ماں کے ذمہ واجب ہونا چاہیے کیونکہ اس کے ساتھ بچہ کی قرابت دو طرفہ ہے اور باپ کے ساتھ یک طرفہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ نفقہ میں قرابت کے ساتھ ساتھ وراثت بھی شرط ہے اور بچہ کا باپ بچہ کا وارث ہوتا ہے اس لیے بچہ کا نفقہ باپ پر واجب ہوا۔

قولہ وان قل الخ یہ بھی ایک شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ ہے کہ نفقہ کے لیے بچہ کی فقر و حاجت شرط ہے اور بعض اوقات بچہ مالدار ہوتا ہے اس لیے اس کا نفقہ واجب نہیں ہونا چاہیے۔ جواب یہ ہے کہ نفقہ میں بچہ کے مال کی قلت و کثرت کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ بچہ کی حاجت کا اعتبار ہوتا ہے۔ اگر بچہ کا مال اس کی حاجت کو پورا کرنے کے لیے کافی نہ ہو تو بچہ کا نفقہ اس کے باپ پر واجب ہوگا۔ اور اگر بچہ کا مال اس کی حاجت کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو تو بچہ کا نفقہ اس کے باپ پر واجب نہیں

كتاب الاقرار

هو اخبار عن ثبوت حق الغير على نفسه او اقرار مكلف بحق صحيح او مجهولا كشيء وحق

اقرار ہے غیر کے لئے کسی کے ثابت ہونے کی اپنے ذمہ سے خبر دینا یا اقرار کرنا مکلف کا حق ثابت ہونے کا جو صحیح ہو یا مجہولا جیسے

والمعتبر على نفسه وبيان مثله فيمه والقبول للمقر مع بقائه على المقر له فلو مكذبه او قال

اور معتبر کیا جاتا ہے اقرار میں اپنے اوپر ہونا اور بیان کرنا ایسے شخص کی جو اس جیسا ہو اور قبول مقر کا ہے ساتھ اس کے باقی رہنے مقر لہ کے اقرار کے پس اگر جھٹلا دیا مقر لہ نے مقر کو یا کہا

لي الف من درهم وعلي عظيم نصاب والموزن عادة مائة منصب ودراهم كثيرة عشرة

میرا اس پر ہزار درہم اور اس پر بڑا نصاب ہے اور موزن عادۃ سو ہے اور درہم کثیرہ دس ہیں

ودراهم لفلان كذا وكذا كذا لحط عشر كذا وكذا واحد وعشرون

اور دراہم لفلاں کذا وکذا کذا کم کرو دس کذا وکذا اور اکیس

درهما شيء هذا لفلان غصبته منه كذا هذا لفلان بل لي كذا هذا لفلان ثم لي كذا

درہم شے ہے یہ فلاں کی میں نے غصب کیا ہے اس سے کذا یہ فلاں کا ہے بلکہ میرا ہے کذا پھر فلاں کا ہے پھر میرا ہے کذا

تشریح: قولہ کتاب الخ: کتاب الاقرار کا بعد کتاب الحجر کے ذکر کرنا اس وجہ سے ہے کہ دونوں میں زبان کا بند ہونا ہے یعنی مقر اور اقرار لغۃ ایک ہی ہے کیونکہ لغۃ اقرار کہتے ہیں ثابت کرنے کو اور شرع میں اقرار کہتے ہیں اخبار کو ثبوت حق سابق کا واسطے غیر کے اور انشاء کہتے ہیں اس کو کہ ثابت ہو حق اور لازم ہو مقر پر بسبب اقرار کے اور اخبار کہتے ہیں اس کو کہ ثابت ہو حق سابق اور لازم ہو مقر پر بسبب اقرار کے قریب قریب سوال ہوا ہے دلیل کے بعد دلیل کے یعنی کتاب کا۔

فائدہ: اقرار ثابت ہوتا ہے کتاب اللہ سے اور سنت سے اور اجماع سے اور قیاس سے۔ کتاب اللہ سے تو قولہ تعالیٰ "فليملل وليه بالعدل" چاہیے کہ لکھا دے ولی (اقرار کرے ماموں جس پر حق (قرض) ہے) اور اگر قرار نہ ہوتا تو اس حکم کے کوئی معنی نہ تھے اور سنت سے تو حدیث ماعز کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا آنکھ ماری ہو یا تو نے دیکھا ہو اس کو اقرار کرنے کے بعد اور اجماع سے تو اقرار کرنے کے ہر زمانہ میں بلا نکیر اور قیاس سے تو اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اقرار ہوتا ہے خبر صادق کا اور خبر صادق واجب کرتی ہے صدق کو پس اقرار بھی واجب کرتا ہے صدق کو۔

قولہ هو اخبار الخ: اخبار کہتے ہیں ثابت کرنے کو بدلیل قولہ تعالیٰ الاخبار۔ اصطلاح شرع میں اقرار غیر مقر کے حق کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو ثابت ہو اس پر اسباب سے (جو عنقریب آئیں گے) اور مراد حق سابق سے وہ حق ہے جو ثابت ہوا ہو مقر کے ذمہ سے پیشتر اقرار کے نہ کہ حق ثابت ہوا ہو بسبب اقرار کے۔ پس اقرار کرنا انشاء ہوگا نہ کہ اخبار اور اقرار کہتے ہیں اس کو کہ ثابت ہو حق سابق بسبب اقرار کے نہ کہ حق ثابت ہوا ہو بسبب اقرار کے۔ پس اقرار کرنا انشاء ہوگا نہ کہ اخبار اور اقرار کہتے ہیں اس کو کہ ثابت ہو حق سابق بسبب اقرار کے نہ کہ حق ثابت ہوا ہو بسبب اقرار کے۔ پس اقرار کرنا انشاء ہوگا نہ کہ اخبار

تنبیہ: اقرار کے قابل ہونے کے لئے شرط ہے کہ مقر عاقل ہو بالغ ہو آزاد ہو اور مقر لہ کا معلوم ہونا شرط نہیں ہے اور مقر بہ کا معلوم ہونا شرط ہے مقر لہ کے حق میں اور مقر بہ کا معلوم ہونا شرط نہیں ہے مقر کے حق میں۔ اس لئے اگر کہے کہ ایک یا دو یا تین درہم کا اقرار ہے تو لازم ہوگا اس پر تین درہم کا اقرار کرنا۔

[illegible]

فرد صحیح نہیں کیونکہ مائۃ کا لفظ جمع ہے اور فرد اس سے خارج ہے جس پر صادق ہو کر جمع کا استعمال ہے تو لفظ مائۃ میں کے معنوں لفظی بھی مکالمہ ہیں ہے۔ اور اگر مقر نے کہا کہ میرا اس پر کل ہزار روپیہ ہے تو صحیح ہے۔ اور اگر مقر نے کہا کہ میرا اس پر کل ہزار روپیہ ہے تو صحیح نہیں ہے۔ اور اگر مقر نے اقرار کرنے کے بعد

قرمه حالاً وخمسة الملك لما عمى لاجل مائة وعشرين مائة وخواهم فهي خواهم وجائة وثوب بعشر العامة
تو کوری لازم ہوں گے اور قسم کھائیں مقرر سے مدت پر مقرر کیا کہ مجھ پر سوا دو درہم فی ہر روز ہے اور وہ ثوب جس پر چھ بیچا
وكذا مائة وثوبان بخلاف هذا وثلاثة ثوابٍ اقرّ بسبعة في خمسة لزماه
مائة کوائی حرف مائہ ثوبان ہے بخلاف اس کے کہ مجھ پر دو اور تین کپڑے ہیں اقرار کیا چھوارں کا تو لازم ہوں گے
وبدانيز في اصطبل لزمه الثلثة الفة وبحمام له الجملة والفضل ويستحب له الفضل والجيّد والحمام
اقرار کیا گھوڑے کا اصطبل میں تو مجھ پر لازم ہوگا تین سو گھوڑے کے اور حمام میں مجھ پر تین سو گھوڑے کے قرار دیئے چل، دریاں اور پرتلے اور بچھونے
ومحملة والمحبرة وبكسوة وثوب في منديل و في ثوب لزماه
کے اور بیٹھنے کی جگہ اور ہودے داخل ہیں اور کپڑے اور ثوب رومال میں لپٹے ہوئے تو دونوں رومال سمیت لازم آئے گا اقرار کیا کپڑے والوں میں
وثوب في عشرة له ثوب وبخمسة في خمسة وعشرة ان عنى مع
تو ایک کپڑا لازم ہوگا اقرار کیا پانچ کا پانچ میں اور دس کا پانچ میں تو پچیس لازم آئیں گے اگر اس نے ارادہ کیا ہو کہ ثوب کی پانچ کے ساتھ پانچ کی

توضیح الفاظ ۔۔۔ دن کرے پڑھ لے ۔۔۔ مجھے سات سے ملت میں نے جملہ ۔۔۔ ہودے ۔۔۔ ثوب ۔۔۔ کپڑا ۔۔۔ منديل رومال ۔۔۔ ثوب کپڑا ۔۔۔ ثوب قرمہ توکری (جس میں کھوریں رکھتے ہیں) اصطبل وہ جگہ جہاں گھوڑے باندھتے ہیں ۔۔۔ محبرة چھوٹا گدا جس پر سوار بیٹھتا ہے ۔۔۔ محمل پالکی جس پر عورتیں محمل کرتی ہیں ۔۔۔ حمام گھوڑے کے پرتلے ۔۔۔ بکسوة پالکی کا پردہ ۔۔۔ عنى ارادہ کیا ۔۔۔ مع ساتھ ۔۔۔ ثوب کپڑا ۔۔۔ منديل رومال ۔۔۔ ثوب کپڑا ۔۔۔ عشرة دس ۔۔۔ له ثوب ایک کپڑا ۔۔۔ بخمسة پانچ کا پانچ ۔۔۔ في خمسة پانچ کا پانچ ۔۔۔ وعشرة دس ۔۔۔ ان عنى اگر ارادہ کیا ہو ۔۔۔ مع ساتھ

تشریح الفقہ ۔۔۔ لله ولثلث الخ ۔۔۔ مقر نے اپنا کلام لف کیا تھا تین بار ذکر کرنے پر کہا "علی" کلمہ کا کلام بڑھا تو ایک سو اکیس درہم لازم ہوں گے کیونکہ ایک کا تین سو میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ تین سو ہی رہتے ہیں اور اگر کہا "علی" کلمہ کا کلام بڑھا تو ایک سو اکیس لازم ہوں گے اور بڑھتے رہیں گے ہر مرتبہ ایک سو اکیس لازم آئیں گے اگر کہا "علی" کلمہ کا کلام بڑھا تو ایک سو اکیس اور سات ملا کر کہا "علی" کلمہ کا کلام بڑھا تو ایک سو اکیس اور چودہ ایک سو اکیس لازم ہوں گے وهكذا يعتبر نظيره۔

قوله قال لي عليك الف الخ ۔۔۔ کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میرے تجھ پر ایک ہزار درہم ہیں۔ دوسرے نے جواب میں کہا کہ ان کو ورن کرکے میرے لے جانے کی مہلت دے۔ اس کو اس نے اقرار سمجھا اور اس بنا پر اس کو عدالت میں لے گیا۔ قاضی نے اس شخص کے لئے ایک ہزار کا فیصلہ کر دیا۔ مگر ان سب صورتوں میں امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف سے اس شخص کے لئے ایک ہزار کا اقرار نہیں ہے۔ بلکہ ان سب صورتوں میں امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف سے اس کے کلام کا جواب یہی ہے اثبات ہوتا کہ کوئی جواب نکلتا ہے کہ تو جو کلام جواب کے لئے ہو اس کی صلاحیت رکھتا ہو اور جواب ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو جواب نہیں بنایا جاتا ہے اور خود ابتدا کلام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور جواب ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو ابتدا کلام نہیں بنایا جاتا ہے۔

(۱) قوله ولو قال الف الخ ۔۔۔ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میرا تجھ پر ایک ہزار درہم ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ میں تو ہی ہوں۔ اس کو اقرار سمجھا گیا اور اس بنا پر اس کو عدالت میں لے گیا۔ قاضی نے اس شخص کے لئے ایک ہزار کا فیصلہ کر دیا۔ مگر ان سب صورتوں میں امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف سے اس شخص کے لئے ایک ہزار کا اقرار نہیں ہے۔ بلکہ ان سب صورتوں میں امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف سے اس کے کلام کا جواب یہی ہے کہ تو جو کلام جواب کے لئے ہو اس کی صلاحیت رکھتا ہو اور جواب ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو جواب نہیں بنایا جاتا ہے اور خود ابتدا کلام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور جواب ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو ابتدا کلام نہیں بنایا جاتا ہے۔

(۱) قوله ولو قال الف الخ ۔۔۔ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میرا تجھ پر ایک ہزار درہم ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ میں تو ہی ہوں۔ اس کو اقرار سمجھا گیا اور اس بنا پر اس کو عدالت میں لے گیا۔ قاضی نے اس شخص کے لئے ایک ہزار کا فیصلہ کر دیا۔ مگر ان سب صورتوں میں امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف سے اس شخص کے لئے ایک ہزار کا اقرار نہیں ہے۔ بلکہ ان سب صورتوں میں امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف سے اس کے کلام کا جواب یہی ہے کہ تو جو کلام جواب کے لئے ہو اس کی صلاحیت رکھتا ہو اور جواب ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو جواب نہیں بنایا جاتا ہے اور خود ابتدا کلام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور جواب ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو ابتدا کلام نہیں بنایا جاتا ہے۔

اس سے پہلے علامہ طیبی جامع الرموز نے ... اس کے بعد ... کہ ... ایک قسم ... ایک ... کے ... کی ... ہے ... کہ ... ہے ... کہ ... ہے ... کہ

لَهُ عَلَىَّ مِنْ دِرْهَمٍ إِلَى عَشَرَةٍ إِلَّا بَيْنَ دِرْهَمٍ إِلَى عَشَرَةٍ لَهُ تِسْعَةٌ لِأَنَّ مَا بَيْنَ هٰذَا الْحَائِطِ
اس کے لئے ایک درہم سے دس تک ایک کے درمیان میں ہیں اس کے لئے نو ہوں گے اس کے کہ ایک سے دس تک
إِلَى هٰذَا الْحَائِطِ لَهُ مَا بَيْنَهُمَا فَقَطْ وَصَحَّ الْاِقْرَارُ بِالْحَسَنِ وَالْحَسَنِ إِلَّا ثَلَاثَ مِائَةٍ صَحَّ
اس دیوار تک ہے تو اس کے لئے دیواروں کے درمیان کا اندر ہونا صحیح ہے اقرار اصل کا اور عمل کرے جب صحیح
وَلَغَا لَا وَإِنْ أَقَرَّ بِشَرْطٍ بِخِيَارٍ لَزِمَهُ الْمَالُ وَبَطَلَ شَرْطُهُ
ہونے میں اگر اقرار کرے شرط جیسے کہ ساتھ تین دن کے اختیار کے تو لازم ہوگا اس پر مال اور باطل ہوگی شرط۔

تشریح: قولہ له علی من درهم الخ: ایک شخص نے اقرار کیا کہ اس پر ایک سے دس تک بالاتفاق کے دس تک سے تمام حساب کے دس درہم لازم ہوں گے اور ایک ساقط ہے درمیان کے کیونکہ اس لازم ہوتا ہے اور دس درہم میں اور دس درہم لازم ہوتے ہیں۔ دو پر فرماتے ہیں کہ دونوں حدوں کا موجود ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ حد وہ ہوتی ہے جس سے معلوم شئی حد ختم ہو جائے۔ ہم پر فر کے نزدیک آٹھ لازم ہوں گے۔ ان کے یہاں دونوں حدیں کہ حد میں داخل نہ ہوں گے۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ بعض بمعنی میں داخل ہوتی ہیں اور بعض داخل نہیں ہوتیں۔ یہی فیصلہ واقع ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی حد میں حد میں داخل ہوں گے اور اگر مقر نے کہا کہ کتابوں کے لئے میرے گھر سے اس دیوار تک ہے تو بالاتفاق حد داخل نہ ہوگی۔ تو ہمارا مال مقر دیکھئے کہ حد داخل ہوگا دونوں کے درمیان ہے کیونکہ اصل یہی ہے کہ حد داخل ہو داخل نہیں ہوتی اس لئے کہ حد اور حد کے درمیان ظاہر ہے جدائی ہے لیکن وہ کلام سے ہے کہ ہم نے کہا حد بمعنی میں داخل ہوتی ہے اس لئے داخل ہونا کہ اتفاق ہوا حد بمعنی میں اور تیسرے وجہ دخول کے حد نہیں ہو سکتی۔

قولہ وصح الاقرار الخ: اگر شخص کسی کے لئے حمل کا اقرار کرے تو اقرار بالاتفاق صحیح ہے (خواہ وہ مادی) حمل ہو یا کسی جانور کا) اگرچہ اقرار اس کا کس سبب پر نہ کرے۔ کیونکہ اس میں ہر صورت صحیح کسی سے ہاں ظہور کرنا ہے۔ وکیل ہے کہ فلاں مرنے والے نے اس کی وصیت کی ہو اور اس سے وہ یہ اقرار ہو کہ یہ حمل فلاں کیلئے ہے۔ لہٰذا اس کو جواز پر محمول کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص کسی حمل کے لئے اقرار کرے اور اس کا کوئی صحیح سبب (مثلاً وصیت یا میراث) بیان کرے جس تو اقرار صحیح ہوگا۔ اور اگر کوئی سبب بیان نہ کرے یا ایسا سبب بیان کرے جو غیر مقبول ہو تو اقرار صحیح نہ ہوگا۔ یہ تفصیل امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور بقول بعض امام محمد بھی اسی کے قائل ہیں اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔ امام محمد کے نزدیک اقرار ہر صورت صحیح ہے اگرچہ وہ کسی سبب کی وصیت میں یا سبب غیر صحیح بیان کرے لیکن صورت میں کسی سبب صحیح پر محمول کر لیا جائے گا۔ امام مالک اور امام احمد بھی یہی فرماتے ہیں اور امام شافعی کا اصح قول بھی یہی ہے۔

ترجمہ: نور محمد

---

۱ یعنی بالاقرار لہ بعین لانہ غیر بمستوفٍ فلہ یکن لہ حق القبض وبالاقرار بالحمل لحقہ بالعقار ۲ حمل ج ۳ ان لم یبین سببہ ۴ وفی ج ۲ حمل فلہ الاقل علی کلان فلہ درہم فقر ۔ فلہ ثوب فوجد فلہ ثوب فلہ ثوب علی فلہ ثلثہ ثوب فلہ ثوب ۵ یعنی ثلاثۃ اثواب ۶ یعنی ثلاثۃ اثواب ۷ یعنی ثلاثۃ اثواب ۸ یعنی ثلاثۃ اثواب ۹ یعنی ثلاثۃ اثواب ۱۰ یعنی ثلاثۃ اثواب ۱۱ یعنی ثلاثۃ اثواب ۱۲ یعنی ثلاثۃ اثواب

باب الاستثناء وما فی معناہ

باب استثناء اور اس معنی میں جو استثناء کے بیان میں

صح استثناء بعض ما لزم به متصلاً ولزمه الباقي لا استغراقه الكل وصح مستغرقه الكثير والوزيق

صحیح ہے استثناء کل کا اس میں سے جو لازم کیا ہے ساتھ ملا ہوا اور لازم ہوگا اس پر باقی اور کل کا استثناء اور صحیح ہے استثناء جس کا اکثر ہو اور وزنی چیز

من الدراهم لا غيرها ولو وصلا بالمرة استثناء الكل من البعض فلغوة

درہم سے نہ کہ ان کے علاوہ کا اور اگر ملا ہوا کہا ہو استثناء کل کا بعض سے تو باطل ہوگا اس کا اگر

تشریح: لفظ ملزم سے اشارہ ہے اس طرف کہ جب قرار کے ساتھ ملا ہوا ہو موجب ملزم صحیح ہوگا اگر جدا ہو تو ہبہ ہوگا اور ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے بعد قبض کے بخلاف اقرار کے کہ اس میں رجوع نہیں ہے اور یہاں استثناء کہہ دیا ہے اس کی صحت کے لئے کسی کا کسی سے مقدار یا جنس میں کم ہونا شرط ہے اگر کچھ نہ کہے بعد کرنے کے تو کچھ نہ ہوگا اور یہ وقف کی طرح ہے کہ بے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کا آئندہ ملنا

قولہ صح الخ مقرر نے بس کہا ہے کہ بعض سے کل کا استثناء کرنا صحیح ہے شرط یہ کہ جملہ مقدار یا جنس میں کم ہو اب جو کچھ باقی رہے گا وہ مقدار ہوگا جس کا استثناء کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ (بدیہہ) یہ کہ استثناء کے بعد کچھ نہ کچھ باقی رہنا ضروری ہے مزاحموی کے بموجب کثرت استثناء کی شرط نہیں ہے کیونکہ اس سے اس کا مقصد نہیں ہے اور اکثر علماء کی ان کے قول میں نہیں ہے اکثر علماء کے ایک جماعت ہے اور یہ جو کہا ہے "قد تعين الاقل لاعتماده او لظهر منه قليلا فورد عليه"

قولہ وصح الخ اگر کہا کہ مجھ پر سو درہم ہیں سوائے ایک درہم کے یا سوائے ایک قفیز گیہوں کے تو صحیح ہے استثناء کرنے کے ساتھ ہی ملا ہوا ہو اور اگر جدا ہو تو ہبہ ہوگا جس میں رجوع نہیں ہے اور اگر اس نے کہا کہ مجھ پر سو درہم ہیں سوائے ایک قفیز گیہوں کے تو استثناء صحیح نہیں ہے اور اس کو سو درہم دینے پڑیں گے اور ایک قفیز گیہوں کا بھی دینا پڑے گا اس لئے کہ درہم اور گیہوں میں مناسبت نہیں ہے کہ ایک کا دوسرے سے استثناء صحیح ہو کیونکہ استثناء کے لئے مناسبت شرط ہے کہ ان سے ہے کہ ایک چیز کا استثناء دوسری کسی چیز سے صحیح ہو مناسبت متصل ہو یا منفصل ہو ایک جنس سے ہو یا دوسری جنس سے ہو جیسے کہا کہ مجھ پر سو درہم ہیں سوائے دس کپڑوں کے یا سوائے دس گز کپڑے کے اور یہ صحیح ہے۔ بخلاف یہ کہنے کے کہ مجھ پر سو درہم ہیں سوائے دس بکریوں کے یا سوائے دس گز زمین کے کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ مناسبت نہیں ہے اور یہ جو کہا ہے کہ اگر ملا ہوا کہا ہو استثناء کل کا بعض سے تو باطل ہوگا اس کا اگر جدا ہو تو صحیح ہوگا اس کا اگر

ولو مستثنى لبعض ما لزم فهما للمقر له وان قال لفلان علي وعليه لي والعزعة لك فلك قال

اور استثناء یا عبارت کا بعض سے تو دونوں مقر لہ کے ہیں اگر کہے فلاں پر میرا اور اس کا میرے ذمہ ہے تو فلاں کا ہے اور میرا بھی ہے جو اس نے کہا

ولو قال علي الف الا عبدا لم يلزمه الا الف وصلة الا لزمه الالف

اگر کہا کہ مجھ پر ہزار ہیں سوائے ایک غلام کے تو ہزار ہی لازم ہوں گے اگر ملا ہوا کہا ہو اور اگر جدا کہا ہو تو ہزار اور غلام دونوں لازم ہوں گے

ف ... واذا كان الاستثناء الخ استثناء کی تین قسمیں ہیں ایک متصل دوسرا منقطع تیسرا مستغرق متصل یہ کہ ملا ہوا ہو مستثنیٰ منہ سے اور منقطع یہ کہ جدا ہو اور مستغرق یہ کہ مستثنیٰ منہ کو گھیر لے اور اس کا کوئی حصہ باقی نہ رہے

سنن الدارقطنی شریف مترجم کراچی ۔ ۔ ۔

کہ مقروض جب وعدہ میں اس کی شخصیت کرے کہ اس صورت میں بھی مقرض کی تصدیق کیجائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب تحریر فیصلح موصولاً لا مفصولاً۔

قولہ کقولہ الخ زید نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ایک ہزار درہم ہیں جو قرض یا تجارت کی قیمت کے ہیں۔ تو امام صاحب کے نزدیک یہ ہزار درہم ہی لازم ہوں گے کیونکہ یہ استثناء جملہ ہے یا متصلاً ہے کیونکہ عرف یہ ہے کہ ثمن کم کہہ کر اقرار کرتے ہیں جو کہ بطور تخفیف ہوتا ہے۔ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بھی قلیل و کثیر ثمن لازم ہوگا۔ کیونکہ کلام اپنے مدعا پر دلیل ہے۔ تو یہ اقرار سے رجوع ہوا جو کہ نہیں ہے۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے یہ متصلاً کہا تو قابل اعتبار ہوگا۔ کیونکہ اس نے "ثمن کلام" کہا کہ میرا مقصد جو ثمن ہے وہ یہ ہے یا اگر کہا ہو علی الف کے بعد استثنائیہ کہہ دے۔ جو اب یہ ہے کہ استثناء نہ کہنا ملحق ہے اور یہ بیان کرنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قولہ ولو قال الخ ایک شخص نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ایک ہزار درہم ہیں جو قرض کے ہیں مگر وہ کھوٹے ہیں غیر مروج تھے۔ تو امام صاحب کے نزدیک ان پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔ اور ان کا یہ قول کہ جو سونے یا غیر مروج تھے صحیح متصل نہ ہونا متصلاً کہا ہے۔ واللہ اعلم۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک متصل کی تصدیق ہوگی۔ کیونکہ لفظ درہم میں کھرے اور کھوٹے سب ہیں؟ مثال ہے مگر بوجہ اطلاق کھرے مراد ہوتے ہیں۔ اور جب اس نے وصفی زیادہ کیا کہ قرض کا ہے تو یہاں عیب ہوگیا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ اقرار سے رجوع ہے۔ کیونکہ مطلق مقتضیٰ سالم عدل چاہتا ہے۔ اور کھوٹا غیر مروج ہونا عیب ہے۔ درہم کا وصفی رہا۔ رجوع کرنا ہے۔

قولہ بخلاف القصب الخ ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں کے ایک ہزار درہم غصب کئے ہیں یا اس نے مجھے بطور ودیعت دیئے ہیں مگر وہ کھوٹے یا غیر مروج ہیں تو متصلاً کہا کہ یا متصلاً ہر صورت اس کی تصدیق ہوگی۔ اس واسطے کہ ودیعت اور غصب متضاد صفاتی ہیں کیونکہ غصب جو پاتا ہے تعیین بعد تعدی ہے اس طرح موضوع کو جوں کا توں رکھتا ہے

قولہ وان قال الخ زید نے عمرو کے متعلق اقرار کیا کہ میں نے تجھ سے ایک ہزار درہم بطور ودیعت لئے تھے وہ میرے پاس ہلاک ہوگئے۔ عمرو نے کہا نہیں بلکہ تو نے بطریق غصب لئے ہیں تو مقرر من ہوگا۔ یعنی۔ یہ کہ ہزار درہم پھر دینے پڑیں گے۔ اگر زید نے عمرو سے یوں کہا کہ تو نے مجھ سے ایک ہزار درہم بطور ودیعت دیئے تھے جو میرے پاس ہلاک ہوگئے اور عمرو نے جواب میں کہا نہیں بلکہ تو نے مجھ سے غصب کئے ہیں تو اس صورت میں زید صامن نہ ہوگا۔ وجہ فرق یہ ہے کہ پہلے سکے میں جب زید نے لینے کا اقرار کیا تو اس پر ہلاک اس کے بعد ہوا جو کہ (یعنی دین ۔۔۔ خلل) کا مدعی ہوا مقرر (زید) کا مدعی کا انکار سے قول مقرر (عمرو) کا قول معتبر ہوگا۔ اور دوسرے مسئلے میں اس نے سبب ضمان یعنی اپنے لینے کا اقرار نہیں کیا بلکہ اس کے دینے کا اقرار کیا ہے اور دوسرے کا قول نے جو موجب ضمان نہیں تو مقرر سبب ضمان کا مدعی ہوا اور مقر مکذب مقر تھا تو معتبر ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا۔

قولہ وان قال الخ زید نے عمرو سے کہا کہ میری یہ چیز تو نے میرے پاس ودیعت تھی میں نے تجھ سے لے لی۔ عمرو نے کہا کہ نہیں بلکہ میری ہے مقرر (عمرو) اپنی چیز مقرر (زید) کے لئے ثابت کر رہا ہے۔ بلکہ زید نے اول عمرو کے بعض ہونے کا اقرار کیا ہے اس کے بعد وہ اپنے استحقاق کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اور مقرر اس کا منکر ہے تو مقرر (عمرو) کا قول معتبر ہوگا اور اگر زید نے یوں کہا کہ میں نے اپنا یہ ودیعت یا کپڑا فلاں کو کرایہ پر دیا تھا اس سے پٹرول کر بلوٹ پر سوار ہو کر مجھے واپس کر دیا اور کہا ہے جواب میں کہا کہ یہ ودیعت یا کپڑا تو میرا ہے۔ تو اس صورت میں امام صاحب کے نزدیک ایک مقرر کا قول معتبر ہوگا اور صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کا قول معتبر ہوگا جس سے وہ ودیعت یا کپڑا لیا گیا ہے۔ اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے۔ جو دلیل سے ثابت ہو کر رہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اجارہ میں بعض اوقات مقصود عقد بعض حصول منافع کی ضرورت کے لئے ہوتا ہے۔ تو اصل ہی ضرورت زائل تک پہنچ جائے گا۔ اور ان کے دلائل میں مفصل جواب گذر چکا۔ اور اجارہ کا اقرار اس لئے بھی قبول نہیں ہوسکتا مخالف ودیعت کے کہ اس میں تبدیل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ حررہ عفرلہ تقی۔

باب اقرار لمریض

باب بیمار کے اقرار کے بیان میں

دون الصحة وما أقر به في مرضه بسبب معروف لهم على ما أقر به في مرضه وآخر لا يرث عنه

بن صحت اور جو کچھ اقرار کیا اس نے مرض میں سبب معروف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا اقرار اپنی صحت کی حالت اور جو کچھ اس نے

وإن أقر لمريض بوارثه بطل إلا أن يصدقه البقية وإن أقر لأجنبي صح وإن احاط بماله

اقرار کیا مریض نے اپنے وارث کے لئے تو باطل ہے مگر یہ کہ تصدیق کریں باقی ورثا اس کی اگر اجنبی کے لئے کیا ہے اور اگر ساری

وإن أقر لأجنبي ثم أقر بآخر قدم الأول إلا أن يقول هو لأحدهما لا بعينه فيشتركان فيه

کے مال کو اقرار کیا اجنبی کے لئے پھر اقرار کیا دوسرے کے لئے تو پہلے کو مقدم کیا جائے گا مگر یہ کہ کہے کہ یہ مال ان دونوں میں سے

صح بخلاف الهبة والوصية وإن أقر بمن صدقها فلها فيه فقط لا في الإرث

ہے صحیح ہے بخلاف ہبہ اور وصیت کے اور اگر اقرار کیا ایسی عورت کے لئے کہ اس کی تصدیق کرتے ہیں ورثا اس کے لئے اقرار میں اس کے

وإن أقر بغلام مجهول نسبه مثله لمثله أو ابنة حملت الغلام ثبت نسبه

اور ارث میں سے اگر اقرار کیا ایسے لڑکے کا جس کا نسب مجہول ہے ایسا ہی جیسا اس کو پیدا کرسکتا ہے یا ایسی لڑکی کا جو کہ نسب ثابت ہوتا ہے

ولو مريض وبشرك الورثة وصح المقر له بالولد والأبوة والزوجة والمولى

گر مرد بیمار ہو اور خبر دیں ورثا کو کہ صحیح ہے اقرار کیا اس نے اولاد کا اور باپ کا اور بیوی کا اور مولیٰ کا

تشریح: لفظ قولہ باب الخ عنوان ہے مریض کے اقرار سے فراغت کے بعد اقرار مریض کے نظام بیان کر رہا ہے۔ قولہ اول اس سے اور اولیٰ بعض اطراف اور حواشی کا ذکر ہے جس کے بعض نسخوں سے بعض نسخے زیادہ کامل ہیں جو مریض کے ساتھ خاص ہیں اس لئے مصنف نے اس کے لئے مستقل باب قائم کیا ہے۔

قولہ دون الصحة الخ مریض پر دین اس کی تندرستی کے وقت کا ہونا دو گواہوں کے ذریعہ سے معلوم ہو یا اقرار سے ورثاء کا دین دینا کسی امر ظاہر کے ذریعہ سے ثابت ہو یا دین ثابت نہ ہو مگر مریض نے اپنی صحت کے زمانہ میں اس پر مرض الموت میں اسباب معروف کیساتھ اقرار کیا ہو جو دلیل ہو اس بات پر کہ اس دین کا ادا کرنا مریض کے ذمہ لازم تھا جس کا مریض نے اپنے مرض الموت میں اقرار کیا ہے پس اگر اس کا انتقال ہو گیا تو پہلے اس کے ترکہ سے یہ دین ادا کریں گے جو مرض الموت میں اسباب معروف کیے تھا لازم ہوا ہے اس کی اور جو کچھ مال بچا اس سے وہ دین ادا کیا جائے گا جس کا اس نے مرض الموت میں اقرار کیا ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ دین مرض الموت میں ثابت نہیں ہوتا ہے۔ یہ ائمہ ان دلائل کا جواب (اخراج) بیان کرتے ہیں جو ہم کہتے ہیں کہ بیشک اقرار دلیل ہے لیکن اس کا دلیل ہونا اس وقت متحقق ہوتا ہے جب دوسرے کا حق محل ہو اور مریض کے اقرار میں دوسرے کا حق باطل ہوتا ہے کیونکہ عام حالت صحت کی اس کے مال کیساتھ وابستہ ہونے کے بعد اقرار متہم ہے۔

ع ... عنوان ... مصنف ... اقرار ... مقدم ... باب ... اقرار ... مریض ... باب ... اقرار ... مریض

ح ... قولہ ... باب ... مریض ... اقرار ... صحت ... مرض ... اقرار ... مریض ... اقرار ... مریض ... اقرار ... مری

قولہ والخوارج ۔ دیوبند: یہ گمراہ بیٹیوں پر تقدم ہوئے مگر اس بدعت میں بہت کم کہ جس بات پر تمام دنیا کے مسلمان متفق ہو گئے جب وہ تمام دنیا میں رائج ہو چکے تو کہنا کہ ایک قلیل جماعت کا اختلاف ہے۔ جیسے اجماعی کسی کیلئے اقرار صحیح ہے ویسے ہی وارث کیلئے بھی۔ ہماری دلیل نص اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ وارث کیلئے وصیت جائز نہیں کا اقرار بھی اس کے حق میں صحیح وناقذ نہیں ہے۔ اور کسی کیلئے اقرار کرنے میں۔ فی الواقع اقرار کا ثبوت ہے۔ فیہ اجمال ۱۲ کہ جو اس کی تصدیق کرے۔ کیونکہ اقرار کا حجت نہ ہونا تو اس کے حق کیونکہ سے تھا جب انہوں نے اس کی تصدیق کر دی تو اقرار منعقد ہو گیا۔ لہذا اقرار صحیح ہوگا۔ اس لئے صحیح ہے کہ اس کی عبارت کی ناقص ہے اور وہ بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ زیادہ تر غائب ہی کیلئے ہوتا ہے۔ اگر کسی کیلئے اس کا اقرار صحیح نہ ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عبارت کا دوبارہ ہونا ضروری ہوگا۔

قولہ وان اقر لاحدی اثنتی الخ یعنی کہتا ہے کہ ان بہنوں کیلئے اقرار کیا اور پھر اس نے ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا اور اقرار باطل ہو جائے گا۔ شروع یہ۔ اور بہنوں کا نسب ہوا اور مصری تصدیق کرے۔ اور قصد تعین کرنے کی نیت رکھتا ہو۔ حلانا فلتناقض فی الاصح وملک اولہم بقیہم الخ اور اگر مریض کی جو یہ عورت کیلئے اقرار کرے کے بعد اس سے نکاح کر لے تو اقرار صحیح رہے گا۔ اور یہ ایک طلاق ہوگا۔ ہمارے یہاں بعد فراق یہ کہ دخول سب وقت طلاق (بائنہ) دینے کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ تو اپنے بیٹے اقرار اور دوسرا کہنے کے خلاف وصیت کے مرد وقت تزوج کی طرف منسوب ہوتی ہے تو اس وصیت جیسے ہو۔ اور صحیح ہے لیکن اگر بعد کیسے وصیت کی یا کوئی پیر ہونے کی بات اس سے نکاح کر لیا تو وصیت اور ہو جائے گا۔ اور یہ کہ وصیت بعد الموت تعلیق ہوتی ہے اور بعد الموت عورت کی عادت کے جنبہ وصیت نہ ہوگی۔

قولہ وان طلقہا الخ اگر مرض موت میں اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی اس نے دین کے لئے اقرار کیا تو میراث اور اقرار میں سے جو کم ہو وہ عورت کو ملے گا۔ کیونکہ یہاں دو تین قرار نہیں ہو سکتے ہیں ہاں صحیح کہ بائنہ عدت موجود ہے اور بالب اقرار مسدود ہو ممکن ہے اس نے یہ عدت بارہ دن سے کیلئے طلاق پر اقدام کیا ہو اور عمر مقدار میں تفاوت کا امکان ہے لہذا کم متقدر ہو جائے گا۔

فائدہ۔ طلاق بائن کی صورت اس لئے ہوئی کہ طلاق رجعی میں تو وہ اس کی وجہ سے قرار نہیں کیلئے ہوتا ہے کہ اقرار کا حکم عدت میں مرگیا ہو۔ عدت کے بعد مرتا قرار صحیح ہوگا۔ یہ بھی شرط ہے کہ شوہر عدت کی طلب طلاق دی ہو اگر طلاق طلب نہ ہو تو عورت کو میراث ملے گی اور اس کے لئے اقرار نہ ہوگا۔

واقرارہا بالزوجیۃ والزوج بالعکس ان شہدت قابلۃ او صدقہا وجہہ ولا بأس بتصدیق طفلۃ۔

صحیح ہے عورت کا اقرار کل کے متعلق باب خیار میں آئے گا۔ یہاں ہوتے کا شرط یہ کہ وارث اس کی تصدیق کرے اس کی کوئی عبارت ہو۔ اس کی

وصح لتصدیق بعد موت المقر لا تصدق بزوج بعد موتہا وبالعکس بخلاف والعم

اس کی تصدیق اور صحیح ہے تصدیق کرنا عورت کے بعد مقر کی تصدیق روپوں کی موت کے بعد۔ اقرار کیا جائے۔ دیوبند سے کا

۔ (نظمی، مرعاۃ، ۶/۳۰۰، ۔ ۔ ۔

لم يثبت وإن لم يكن له ورث غيره فوجد له وارثا وإن كان لا ومن مات أبوه فظفر بماله

تو ثابت نہ ہوگا کسی کو ورثہ والے کا کوئی اور ۔ اور جو شخص کہ اس کا باپ مرا پھر اس کا وارث ہوگا اس کا اگر کوئی نہیں ہے سوائے اس کے تو پائے مال باپ کے اور اگر ہے کوئی کہ

شركة في الإرث ولم يثبت سببه وإن ترك ابنين وهو على دعوى مائة

تو شریک ہوگا اس کا وراثت میں اور ۔ ثابت ہوگا اس کا نسب اگر چھوڑے دو بیٹے اور کسی پر اس کے سو ہیں

ألف أحدهما بقبض ابنه خمسين منها فلا شيء للمقر وللآخر خمسون

اور ان میں سے ایک نے قبضہ کر لیا ہے اس سے پچاس تو نہیں ہے اقرار کرنے والے کو کچھ ۔ اور ہوگا دوسرے کے لئے پچاس ہوں گے۔

تشریح الفقہ ۔ قولہ ولا بد الخ صحت اقرار کیلئے خاص ورثاء کی تصدیق ضروری ہے ۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا میرے والدین ہیں ۔ یا یہ میری بیوی ہے تو ان لوگوں کی تصدیق ضروری ہے ۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذات کے تصرف میں مستقل ہے بغیر کسی کا قرار ان کو لازم نہیں ہوتا۔

قولہ وصح التصديق الخ ایک شخص نے نسب کا بیٹا ہونے کا اقرار کیا اور اس کا انتقال ہو گیا ۔ اس کے انتقال کے بعد مقر لہ نے اس کی تصدیق کی تو تصدیق صحیح ہوگی ۔ کیونکہ نسب موت کے بعد تک باقی رہتا ہے ۔ اسی طرح نکاح بھی عورت کے حق میں باقی رہتا ہے ۔ کیونکہ اس پر عدت واجب ہوتی ہے جو نکاح کے آثار میں سے ہے یعنی عورت اپنے مرد کے ورثہ سے حصہ لے سکتی ہے ۔ لیکن اگر عورت نے زوجیت کا اقرار کیا اور اس کے مرنے کے بعد شوہر نے اس کی تصدیق کی تو امام صاحب کے نزدیک تصدیق صحیح نہ ہوگی صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس صورت میں بھی تصدیق صحیح ہے ۔ اسی طرح نکاح بھی موت سے باطل نہیں ہوتا باقی رہتا ہے ۔ اسی لئے شوہر پر عدت وفات واجب ہوتا ہے ۔ جبر ۔ شوہر کا مرنے کے بعد نکاح پر مہر قائم کرنے کا فیصلہ مقبول ہوتا ہے اگر وراثت کے حق میں نکاح باقی نہ ہوتا تو یہ فیصلہ مقبول نہ ہوتا ۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ نکاح تو موت کی وجہ سے منقطع ہو چکا ۔ باقی ہونے کا حکم وراثت سے ہوتا ہے موت کے بعد وراثت ہوتا ہے تو گویا ان احکام کے حق میں نکاح ختم ہو چکا ہے تو ثبوت الموت ہوا۔

قولہ وإن ترك الخ ایک شخص نے بیٹے چھوڑ کر مرگیا جنکے کسی دوسرے پر سو درہم تھے ۔ ان بیٹوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میرا باپ ان سو میں سے پچاس کر چکا تھا تو یہ اقرار مقر فیہ فریق کے حصہ کی طرف راجع ہوگا اور اسکو پہنچے گا اور دوسرے فریق کو پچاس درہم ملیں گے۔

ی وصح الخ حذف لفظ لہ لانہ محمد فی علی الفور ۱۲ ل بقولہ ان شہدت والی القاضی بقولہ وصدقہا ۱۲

(۲) قولہ حمل النسب علی الفور ۱۲ بدرین صفحہ ۱۴ ای حمل نفسہ ۱۲

حمد لان النسب ثبوتہ مقرر فلا یستحق الوارث مع قرابۃ ۱۲

حمد لان ظہرہ لنفسہ فیحمل حمل النسب علی الفور (۶) لانہ لو علم علیہ لا یثبت النسب ولا الحکم کہ فی الفصل لہ عدم ولا یا لیت ۱۲ منہ

حمد حملہ اللہ لا یحلو ان لیہ قبض مقدار الحاۃ ۲

كتاب الصلح

فهو عقد يرفع النزاع وهو خاطر بالأولى وتكوب والانكار

[illegible]

تشریح الفقہ قولہ کتاب الصلح اقرار کے بعد کتاب الصلح [illegible] کیونکہ مقر کا [illegible] صلح [illegible] اور [illegible] صلح کی [illegible] صلح [illegible] ہے۔ شرعت میں [illegible] کہتے ہیں [illegible] صلح [illegible] کہتے ہیں [illegible] کے [illegible] کہتے ہیں [illegible] کے [illegible] کہتے ہیں [illegible] کے

و ۔ وقع عن مال يتعقبه الخسر حاوة فيخرط الخوفيث ويبطل بموت احدهما
اور گر واقع ہو مال سے جو تعقب ہوتا خسارہ کو یا حاصل ہو اس سے خوشی اور باطل ہو جائے بموت کسی ایک کے مرنے سے
و لصلح عن سكوت وانكار فداء للبعض في حق السكر ومعاوضة في حق المدعى فلا تشفعه ان صالحا
اور صلح سکوت سے یا انکار سے ہو فدیہ ہے بعض کے حق میں مسکر کے اور معاوضہ ہے مدعی کے حق میں پس نہیں ہوتا اس کو شفعہ والا اگر صلح کی ہو مکان سے سکوت والے کے ساتھ
عن دار بهما وجب وخاصما على دار بهما ولو سبق المنازع فيه رجع المدعي بالخصومة ورد
اور شفعہ ہوگا گر صلح کی ہو مکان پر یا ثابت کیا تھا کسی اور کی کل اور مکان پر پھر تو نہیں سکتا ہے مدعی اور واپس کرے میں
الدار ولو بعثه فقدره ولو سبق المصالح عليه او بعثه رجع الى المدعي في الاظهر في كله او بعضه
اور اگر بھیجی اور کی گئے تو واپس کرے مال کی قدر اگر پہلے ہو مصالح علیہ یا بھیجا اس نے کل حاصل علیہ یا بعض کو مدعی رجوع کرے یا بعض
وهلاك بعض المصالح قبل التسليم كاستحقاقه في المتصالحين
اور ہلاک ہو جائے بعض مصالح علیہ سے پہلے تسلیم کرنے کے مانند ہے استحقاق کے دونوں صلح کرنے والوں میں

تفصیل احکام صلح

تشریح الفقہ قولہ فلا شفعہ الخ شفعہ مال سے مال کے مقابلہ میں مدعی علیہ کے اقرار کے ساتھ واقع ہو تو اس صلح بیع کے حکم میں ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں معنی بیع یعنی مبادلہ مال بالمال موجود ہے لہٰذا اس میں بیع کے احکام جاری ہوتے ہیں مثلاً ایک مکان کی صلح دوسرے مکان سے ہوئی تو دونوں گھروں میں حق شفعہ ثابت ہوگا اور اگر بدل صلح مثلی ہو اور اس میں کوئی عیب پایا جائے تو اس کو واپس کرنا جائز ہوگا۔ برخلاف صلح مصالح علیہ کو بیچنے کے بعد بھیج سکتا ہے۔ اسی طرح اگر صلح میں کوئی ایسا ہے لئے جس دن قبضہ شرط لینا ہے تو وہ اس کا مستحق ہوگا۔ نیز بدل صلح کا اہل ہونا بھی صلح ہونے کی شرط ہے یہاں تک کہ اگر مصالح علیہ نے بدل صلح کو ہبہ کر دیا اور اس نے قبضہ کر لیا تو ہبہ صحیح ہوگا اور مصالح علیہ کا اس میں رجوع نہیں ہوگا۔ اس نے کہ بدل صلح کے ہبہ سے ساقط ہو جانا ہے اور ساقط کی حیثیت باقی کی مانند نہیں ہوتی ہے۔

قولہ وان استحق الخ صلح کرنے والوں میں سے کسی ایک کے حصہ کا کوئی آ کر دعویٰ اس کے حصہ کے بعد حوض یعنی مدعی صلح کو حاصل ہوا (مصالح) کو واپس کرے۔ اور اگر مصالح عنہ کسی ایسی صلح کی دوسرے کا کل آ کر دعویٰ اسی کے بعد مدعی علیہ سے واپس لے لے کیونکہ صلح درحقیقت بیع کی طرح معاوضہ مطلقہ ہے اور معاوضہ مطلقہ میں یہ کہ وقت استحقاق ہو رجوع مقصد حق ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ زید نے ایک مکان کا دعویٰ کیا جو عمرو کے قبضہ میں ہے۔ اور عمرو نے انکار کر دیا ہے بعد ازیں کہ سودرہم پر صلح کر لی پھر نصف مکان کا کل دوسرے کا آ کر عمرو سے کل حاصل ہو تو پہلی صورت میں پچاس اور دوسری صورت میں ایک سو درہم واپس لے لے گا اسی طرح اگر صلح کرنے والے کا کل آ کر بعد میں بھی زید مدعی علیہ عمرو سے واپس لے لے گا۔

قولہ عن مال يتعقبه الخ اگر صلح عن مال متعلقہ حقوق یعنی جو شرب یا حق کی چیز کا ہو اس کے اقرار اور سکوت پر ہو یا انکار کرنے کے بدلہ میں ہو تو اس کا حکم اجارہ کے مانند ہے کہ جیسے اجارہ میں مستاجر منفعت کی مدت مقرر کرنا شرط ہے

(۱) ای فی دعوی عین من الاعیان علی غیر بعینہ او سکت علی سواء او انکر (۲) ای فی دعوی عین من الاعیان علی غیر بعینہ او سکت علی سواء او انکر

اسی طرح اس میں بھی شرط ہے اور جیسے ابراء اور الدین کی ادائیگی سے باطل ہو جاتا ہے ایسے ہی یہ بھی باطل ہو جائے گی۔

قولہ والصلح عن سکوت الخ اور اگر مدعی علیہ کے سکوت یا اس کے انکار سے مدعی علیہ کے حق میں مطلقاً یا مدعی علیہ کے حق میں قطع نزاع اور قسم کا فدیہ ہوتا ہے مدعی کے حق میں معاوضہ اس لئے ہے کہ وہ بدل خود اپنے حق کا عوض لیتا ہے۔ دوسری صورت کے حق میں یمین کا فدیہ ہوتا اس کے ہے کہ مدعی علیہ کی قسم کھانے کی وجہ سے مدعی کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور مدعی علیہ کا مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس یہ عقد علیہ کے اعتبار سے بیع ہوگا اور طریق حق کے لحاظ سے ہبہ اور ابراء کے مشابہ ہے۔

قولہ فلا شفعۃ الخ جو حق کے حق میں صلح کرنے کے وجوب اور مدعی علیہ کے حق میں یمین ہونے پر متفرع ہے۔ مسئلہ کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر گھر کا دعویٰ کیا مدعی علیہ نے انکار کیا یا خاموش رہا پھر اس نے گھر کا کچھ حصہ مدعی کو دے کر صلح کر لی اور گھر کا باقی حصہ اپنے پاس رکھ لیا تو اس میں شفعہ واجب ہوگا کیونکہ وہ مدعی علیہ کے حق کی بیع ہے اصل حق کی بیع نہیں ہے۔ اور مدعی سے اس کا دعویٰ ساقط ہو جاتا ہے اور ایک گھر پر صلح کرنا اس میں شفعہ واجب ہونا یہ دونوں مسئلے اس کے بالکل خلاف ہیں جو پہلے گزر چکا ہے۔

قولہ الصلح عن انکار الخ صلح کے قسم میں ایک مکان ہے۔ زید نے اس کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے۔ عمرو نے اس کا انکار کیا یا خاموش رہا پھر اس نے زید سے یہ کہہ کر صلح کر لی اس کے بعد وہاں کوئی چور نکل آیا تو زید نے عمرو پر ایک ہزار کے تاوان کا دعویٰ کیا تو عمرو اس کا مستحق ہے خصومت کرنے سے کیونکہ زید نے عمرو کو یہ مکان اس لئے دیا تھا کہ محفوظ رہے اور اس کے پاس مصالح عنہ یا خصومت باقی رہے۔ جب دوسرے مالکوں کی طرف سے دعویٰ کا مقصد حاصل ہو گیا تو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ عمرو کیلئے خصومت باقی نہیں رہی اور یہ مکان واپس لینے کا مستحق ہے۔ پھر اس کے بعد ہم اس کی علت بیان کریں گے۔

قولہ ولو استحق الخ اور اگر مصالح علیہ کسی چیز میں سے کسی کا استحقاق ثابت ہونے کا عدل ہے تو عمرو کی طرف رجوع کرے جس پر زید نے دعویٰ کر کے صلح کی تھی اور اس سے مصالح عنہ کا مطالبہ کرے اور اگر مصالح عنہ کا ہی مستحق نکلے تو پہلے مدعی علیہ کی طرف رجوع کرے اور اس سے اپنے دعویٰ کی وجہ سے اسلحے کیے ہوئے کا مطالبہ کرے کیونکہ اس نے قسم کا بدل صلح سے اور صلح کا بدل دوسرے کا خصومت ترک کرنا ہے اور جب دوسرے کا خصومت ترک کرنا بدل صلح نہیں رہا تو اس کی طرف رجوع کرے گا۔

فَصْلٌ الصُّلْحُ جَائِزٌ مِنْ دَعْوَى الْأَمْوَالِ وَالْمَقْصِدِ وَالْحُدُودِ بِخِلَافِ الْحَدِّ وَمِنَ النِّكَاحِ وَالرِّقِّ فَكَانَ حَقًّا

(فصل) صلح جائز ہے دعوی اموال اور مقصد اور حدود میں بخلاف حد کے اور نکاح اور غلام بنانے کے دعوے میں پس صلح ان میں ہوگی جو حق ہے

وَعَلَى مَالٍ وَبِمَالٍ فَيَدُورُ عَلَى قَبُولِ النَّدْبِ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ لَهُمَا عَلَى أَنَّهُ حَطَّ بَعْضَ حَقِّهِ وَاسْتَوْفَى الْبَاقِيَ

اس پر اور مال پر اور مال کے بدلے میں ہوگی پس صلح کا دور قبول ہدیہ پر ہوگا برخلاف محمد کے ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ اس نے اپنے حق کا بعض حصہ چھوڑ دیا اور باقی کو

فَصَالَحَ عَنْهُ عَلَى دَنَانِيرَ أَوْ صَالَحَ عَنِ الْمَغْصُوبِ الْمُسْتَهْلَكِ بِمَا زَادَ عَلَى قِيمَتِهِ وَعَلَى عَرَضٍ فَتَحَ أَوْ بِأَقَلَّ مِنْ

عوض سے صلح کر لیا ہے اگر صلح کی چیز دینار کی طرف سے ہو یا ہلاک شدہ مغصوب کی طرف سے اس کی قیمت سے زائد پر یا کسی عرض کی طرف سے ہو یا اس سے کم

عَلَى أَنَّ لَهُ مَا تَعَالَجَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ نَقْدِ قِيمَتِهِ لَا وَمِنْ رَكَّبَ وَعَلَا وَالصُّلْحُ عَنْ

شرط سے کہ اس کا علاج اس پر ہے یا اس کی قیمت کے نقد سے زیادہ پر ہو نہ اس شخص کے لئے جس نے سواری پر چڑھ کر اس کی قیمت بڑھا دی ہے اور صلح

(فصل) صلح جائز ہے دعوی اموال اور مقصد اور حدود میں بخلاف حد کے اور نکاح اور غلام بنانے کے دعوے میں پس صلح ان میں ہوگی جو حق ہے

فصلح لو يلزم الوكيل ما دفع عليه ولو بغبنه بل يلزم الموكل

وان صالح عنه بلا امر صح ان ضمن المال او اضاف الى ماله

او قال على الف وسلم ولا توقف فان اجازه نفذ على عليه والا بطل

ان چیزوں کا بیان جن کی طرف سے صلح جائز ہے اور جن کی طرف سے جائز نہیں

توضیح اللغات

تشریح الفقہ

ولو صالح عن الصلح

ولو صالح عن الصلح

ولو صالح عن الصلح

تو صرف اس کی قیمت میں ہے تو اس سے زائد ہوگا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ مالک کا فی بلاک ہونے والے غلام میں باقی ہے۔ لہٰذا قیمت بڑھ کر اس کا فی مستقل ہو گئی ہے، ولہٰذا قاضی کے ذمہ دینے سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور جب وہ آزاد قاضی سے زیادہ نہ ہوگی تو اب پورا حصہ ہو گیا تو کل مال غلام کا فی ہوگا۔ کہ سودیہ اس وقت سے جب حاصب نے دراہم صلح کر دیا اگر اس سے اسیب پر صلح کی وہ انفاق نہ ہوگا جائز ہے۔ خواہ سبب کی قیمت زائد ہو یا کم۔ کیونکہ اختلاف جنس کے ساتھ ربوٰ نہیں ہوتا۔

قولہ ولو اختلف المولیٰ علیہ الخ ایک غلام میں دو شخص شریک تھے ان میں سے شریک آنکھ نے یا قصاص دوسرے شریک سے غلام کی نصف قیمت سے زائد پر صلح کر لی تو بالاتفاق صلح ناجائز ہوگی۔ صاحبین کے نزدیک یہ قول ابی حنیفہ کے قول پر ہے جو اوپر مذکور ہوئی (یعنی ربا کی وجہ سے ناجائز ہونا) امام صاحب کے نزدیک اور یہ بیان یہ ہے کہ حق سرقت میں قیمت عاقلہ کے ذمہ ہے کیونکہ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ عمد خطا میں عاقلہ پر ہے اور جنایت مشترک جنایہ ہے جس میں ہر ایک شریک کے حصہ کے مناسب ضمان ہے۔ پس قیمت پر زیادتی جائز ہوگی۔ بخلاف صورت کے کہ وہاں قیمت متعین ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں زیادتی صلح جائز ہوگی۔

قولہ ومن وکل رجلا الخ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی طرف سے صلح کے لئے وکیل بنایا۔ جس مدعا علیہ کے ساتھ صلح کرنے کیلئے دوسرے شخص کو وکیل بنایا تو جب وکیل صلح مؤکل پر دراہم کا مدعا کر دے کیونکہ یہ صلح کا حق ہے۔ استحسانا قبض ہے۔ اور وکیل صلح سے استحسانا قبض ہے۔ اور وکیل مقر خصم اپنے کے عائد ہونے حقوق مؤکل کی طرف راجع ہوں گے۔ پس اگر وکیل صلح کرنے وقت مدعا سے کا ضامن ہو جائے تو وکیل صلح کی ادائیگی پر لازم ہوگا کہ وکیل کو دے نہیں بلکہ اس کے ضامن ہونے کی وجہ سے۔

قولہ وان صالح عبدا الخ ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے معاملت کی تو آقا کی چند سو تک میں اصلاحی صلح کی اور وکیل صلح کا ضامن ہو گیا۔ پھر وکیل صلح کی نسبت اپنے مال کی طرف کی بخشیوں کا کہ شرط کر لے اپنے طلاق کے ساتھ مشروط کرنے کی طرف اشارہ ایسی مثالیں کیا کہ کہ میں ال جزاء ہوں صلح کرتا ہوں پھر صلح کرتا ہوں پھر کہا کہ میں طرف سے صلح کرتا ہوں پھر کہا کہ میں طرف سے صلح کرتا ہوں پھر کہا کہ میں طرف سے

باب ۱۰ الصلح في الدين

باب: قرض میں صلح کرنے کے بیان میں

الصلح عما استحق بعضه الجملة اخذ البعض حقه واسقاط للباقي او صالح عن الي على مئة درهم مثلا ثم اقر بقضاء بعضها او بابراء منه فله ان يرجع في الباقي لان ما اخذه قضاء وما اسقطه تبرع فلا يتم الا بالقبض كالهبة ولو صالح عن الي على نصفه او على الف مؤجلة او عن الي مؤجلة او على الف حال او بعض حال او بعض مؤجل فهو باطل لانه بيع الدين بالدين وهو منهي عنه ولو صالح عن الي على الف درهم وقبض خمسمائة ثم قال لا وهب لك ما بقي او قال قد اسقطت عنك ما بقي او قال قد ابرأتك منه فهو جائز لان الهبة تتم بالقبض والاسقاط والابراء لا يفتقر الى القبض ولو قال لا اطالبك بما بقي او لا اخذ منك ما بقي او لا اقاضيك او لا اتقاضاك او لا اخاصمك او لا اتبعك او لا اقتضيك او لا اقتضي منك او لا اطلبك او لا اطلب منك او لا اعنتك او لا اعنت عليك او لا اعنتك بسببه او لا اعنت عليك بسببه او لا اعنتك بسببه او لا اعنت عليك بسببه او لا اعنتك بسببه او لا اعنت عليك بسببه

فصل: قَالَ رَجُلَانِ مَالُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ضَائِعٌ اخْتَلَطَا عَنْ غَيْرِ قَصْدٍ فَصَالَحَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ عَلَى أَنَّ لَهُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ وَلَا اسْتِحْلَافٍ جَازَ الصُّلْحُ وَهُوَ عَلَى الْإِبْرَاءِ فِيمَا بَقِيَ وَإِنْ كَانَ الْمَالُ دَيْنًا فَعَلَى الْإِبْرَاءِ فِي الْكُلِّ وَإِنْ كَانَ عَيْنًا فَعَلَى الْهِبَةِ وَالتَّسْلِيمِ وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمَا دَيْنًا وَالْآخَرُ عَيْنًا فَعَلَى الْإِبْرَاءِ فِي الدَّيْنِ وَعَلَى الْهِبَةِ وَالتَّسْلِيمِ فِي الْعَيْنِ وَإِنْ كَانَ مَالُ أَحَدِهِمَا ضَائِعًا وَمَالُ الْآخَرِ قَائِمًا فَصَالَحَ صَاحِبَ الضَّائِعِ عَلَى عَشَرَةٍ مِنَ الْقَائِمِ فَهُوَ عَلَى الْهِبَةِ وَالتَّسْلِيمِ فِي الْكُلِّ وَإِنْ كَانَ مَالُ أَحَدِهِمَا دَيْنًا وَالْآخَرِ عَيْنًا فَصَالَحَ صَاحِبَ الدَّيْنِ عَلَى عَشَرَةٍ مِنَ الْعَيْنِ فَهُوَ عَلَى الْإِبْرَاءِ فِي الدَّيْنِ وَعَلَى الْهِبَةِ وَالتَّسْلِيمِ فِي الْعَيْنِ

(فصل) اگر دو آدمیوں کی شرکت فاسد ہوگئی ان میں سے ایک کا اپنے حصہ سے کچھ مال پڑا ہو غیر شریک مطالبہ کرے صلح سے نصف قرض کا
اس نے نصف کپڑا اپنے شریک سے مگر یہ کہ صاحب دین وہ سے شریک پر قرض کا کچھ کپڑا اپنا حصہ تو شریک ہوگا دوسرا اس میں
اور رجوع بالباقی علی الغریم ولو اشتری نصیبہ شیئا صوبہ ربح الثلثین
اور لے لیں گے باقی شریک سے اگر خرید لی ہے بعد صلح کوئی چیز تو خاص ہوگا دوسرے کے لئے چوتھائی قرض کا۔

دین مشترک کا بیان

تشریح الفقہ قولہ وہی الخ دین مشترک اس کو کہتے ہیں جو سبب عقد کے رو سے واجب ہو جیسے اس مبیع کا ثمن جس کی بیع صحیح
واقع ہوئی ہو یا دین جو دو آدمیوں کا مشترک ہو یعنی مشترک کی قیمت ہو اس کا حکم یہ ہے کہ جب ایک شریک دین مشترک
سے کچھ حصہ لے لے دوسرے شریک کو اختیار ہوتا ہے چاہے اس اصول کر دو حصہ میں شریک ہو جائے اور چاہے اصل دین سے
اپنے حصہ کا مطالبہ کرے۔ تو اگر ایک شریک نے اپنے حصہ کی طرف سے کچھ کپڑے پر صلح کر لی اور دوسرے شریک کو اختیار ہوا چاہے وہ
کپڑا لے چاہے اسی دین سے اپنا حصہ طلب کرے لیکن اگر شریک مصالح اس کے لئے بیع تعدی دین کا ضامن ہوا ہو تو پھر دوسرے شریک
کا پیچھا نہیں چھوٹ سکے گا۔ اور اگر شریکین میں سے کسی ایک نے اپنا حصہ دین سے وصول کر لیا تو دوسرا شریک اس وصول کردہ دین میں
شریک ہو جائے گا اور باقی ماندہ دین کا مطالبہ دونوں شریک مدیون سے کریں گے۔ اور اگر ایک شریک نے اپنے حصہ کے مؤجل دیون سے
کوئی چیز خرید لی تو دوسرا شریک اس سے دین کا ثمن سے چاہے اصل دیون کا مطالبہ کرے کیونکہ اس کا حق دیون سے ساقط ہوا ہے۔

وَبَطَلَ صُلْحُ الْوَرَثَةِ مِنْ نَصِيبِهِ عَلَى مَالِهِمْ وَإِنْ خَرَجَ لِوَرَثَةِ الْمَيِّتِ عَلَى غُرَمَائِهِ أَوْ غَائِبٍ بِمَالٍ
باطل ہے صلح ان میں سے کسی کی اپنے حصے سے ان پر دیون سے اگر نکال ہو ورثہ کے کسی کے دیون کو میت سے کچھ مال یا کہ
أَوْ عَنْ دَيْنٍ بِقَضِيَّةٍ أَوْ بِنُكُولٍ أَوْ كَفَلَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلَيْنِ وَشَرَطَ بَرَاءَةَ أَحَدِهِمَا جَازَ اسْتِحْسَانًا لَا عَامَّ بِكُلِّ الْمَطْلُوبِ
یا عوض سے یا دیون کے کسی کے بدلے صلح کرنا یا قسم کھانے سے انکار کرنا یا ضامن ہوا دو آدمیوں کا اور شرط کر دی بری ہونا ایک کا جائز ہے استحسان کے طور پر قیاس نہیں چاہتا کہ
أَكْثَرَ مِنْ حَقِّهِ جَمِيعًا وَلَوْ هَلَكَتْ تَرِكَةُ الْمَيِّتِ عَلَى الْقِسْمَةِ فَاسْتَوْفَى بَعْضُ الْوَرَثَةِ لِيَكُونَ الَّذِي لَمْ يَقْبِضْ أَسْوَةً لَهُمْ بَطَلَ
مؤجل ہو دونوں کے واسطے سے ہوئے کر لے کوئی ایک ان میں سے تو لوگوں پر اور ورثہ کسی کو علیحدہ کر دیں اس پر کہ قرض ہو وہ تو باطل ہے
وَإِنْ شَرَطُوا أَنْ يَبْرَأَ الْغُرَمَاءُ بِهِ صَحَّ وَلَوْ عَلَى الْعَيْنِ ذَكَرَ الْمُحِيطُ بَطَلَ الصُّلْحُ وَالْقِسْمَةُ
اگر شرط کریں کہ دیون کو ورثہ کے ذمہ داروں کو بری کر دے حصہ سے تو صحیح ہے اگر عین پر دین ہو تو باطل ہوگی صلح اور تقسیم

تشریح الفقہ قولہ وبطل الخ دو آدمیوں نے ایک مرگیں میں عقد سلم کیا اور ایک سو اشرفیاں ان کو ملے پایا۔ اور ہر ایک نے
اپنے اپنے حصہ کے پچاس پچاس روپے لے لئے اس کے بعد ایک نے مسلم الیہ سے اپنے حصہ کے بدلے میں پچاس روپے مسلم الیہ سے
صلح کر لیا اور دوسرے نے تو طرفین کے نزدیک یہ صلح جائز نہیں۔ اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کیونکہ وہ اپنے خاص حق میں

شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کو جائداد میں سے جائز حصہ اپنے بچوں کی جائداد میں خرچ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اس اختیار میں کمی بیشی کرنے کا اختیار بھی شامل ہوگا۔

قولہ و بہ اخذ الخ یہ مسائل تین ہیں جن کا مفاد یہ ہے کہ ہر ایک کا نام وقف ہو جائے گا اور اس کی جائداد کے بچوں میں تقسیم ہونے کا اختیار ہوگا۔ اور وہ کہ میں وقف کرنے والا اپنی جائداد کے بچوں کی وراثت کو بچوں کی جائداد سے خارج کر دے تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور وہ یہ کہ اگر کسی شخص نے اپنی جائداد کے بچوں کی وراثت کو بچوں کی جائداد سے خارج کر دیا ہے تو اس کا یہ فعل باطل ہوگا۔

قولہ وعلی ھذا الخ ترجمہ: اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنی جائداد کے بچوں کی وراثت کو بچوں کی جائداد سے خارج کر دیا ہے تو اس کا یہ فعل باطل ہوگا۔

قولہ وھو قول ابی یوسف الخ ترجمہ: یہ قول ابو یوسف کا ہے۔ اور یہ قول ابو حنیفہ کے قول کے خلاف ہے۔ ابو حنیفہ کے قول کے مطابق اگر کسی شخص نے اپنی جائداد کے بچوں کی وراثت کو بچوں کی جائداد سے خارج کر دیا ہے تو اس کا یہ فعل باطل ہوگا۔

قولہ وبہ نقول الخ ترجمہ: ہم اسی قول کے قائل ہیں۔ اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور ہم اسی کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

محمد یوسف فرید ۱۹۷۰ء

۱۔ [illegible]

كتاب المضاربة

هي	شركة	بمعنى	من	جانب	وغلس	من	جانب
وہ	شرکت	ہے	مال	کیساتھ	جانب	سے	اور	کل	کیساتھ	دوسری	جانب	سے

تشریح اللغۃ قولہ کتاب الخ مصاحبت کے بعد مضاربت کے مناسبات کو بیان کرنا ہے کیونکہ مضاربت مصاحبت کے معنے میں حقیقت کے اس میں کل میں سے ایک جانب سے مال اور دوسری جانب سے عمل ہوتا ہے مضاربۃ مفاعلۃ ہے ضرب سے ماخوذ ہے ضرب فی الارض کے معنے ہیں سفر کرنا اور گشت کرنا قال تعالیٰ وآخرون یضربون فی الارض یعنی سفر کرتے ہیں فضل اللہ میں مضاربت کو مضاربت اس لئے کہتے ہیں کہ مضاربت میں عامل کو کپڑے بیچنے کے لئے شہر شہر میں پھرنا پڑتا ہے اسی لئے اس کو مضاربت کہتے ہیں کیونکہ قرض کو بھی کہتے ہیں اور صاحب مال اپنا مال عامل کو قرض دیتا ہے۔

فائدہ مضاربت کا جواز شریعت سے ثابت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کو لے کر شام تشریف لے گئے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کو بھی ساتھ کر دیا تھا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال پر عمل کیا تھا اور نفع بھی حاصل کیا تھا اس کا تذکرہ کیا۔ حالانکہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ اس کی ضرورت بھی ہے کیونکہ بعض لوگ مالدار ہوتے ہیں لیکن خود کاروبار نہیں کر سکتے اور بعض لوگ اچھے خاصے پڑھے لکھے ہوتے ہیں لیکن مال سے کورے ہوتے ہیں۔ اس لئے مضاربت کی مشروعیت ضروری ہے۔ تاکہ مالی اور فکری اور تدبیری سب ضرورتیں پوری ہو سکیں۔

قولہ هي شركة الخ اصطلاحی تعریف میں مضاربت اس عقد کو کہتے ہیں جس میں ایک کی جانب سے مال ہو اور دوسرے کی جانب سے عمل ہو اور نفع میں دونوں شریک ہوں جانب سے مال تو اس کو رب المال کہتے ہیں جس کی جانب سے عمل ہو اس کو مضارب اور جو مال دیا جائے اس کو مال مضاربت کہتے ہیں۔

والمضارب	يملك	بالشرط	ركني	وبالربح	سريك	وبالمال	اجير	وبالخلاف	غصب	وبالشرط	فاسد
اور مضارب عامل نفع کے حاصل کرنے کے لئے	ایک	شرط کے	رکن	اور نفع کے	شریک	اور مال کے	اجیر	اور خلاف کے	غاصب	اور شرط	فاسد

کل الربح له مناصفة وبشركة الوجوه يربح كل بقدر ضمانه وبشركة العنان بقدر المال

کل نفع کی شرط کرنے سے نفع لے لیتا ہے اور شرکت وجوہ میں ہر ایک نفع لے گا ہر ایک کے ضمان کے بقدر اور شرکت عنان میں نفع لے گا ہر ایک مال کے

وبالشركة يكون الربح بينهما مناعا فان شرط لاحدهما زيادة على

شرکت سے نفع ان دونوں کے درمیان مناصفہ ہوگا اگر کسی ایک کے لئے زیادہ کی شرط کر لی

فلا ربح له فيها ولا يجوز في المشروط

تو مضارب کو نفع میں سے کچھ نہیں ملے گا اور مشروط جائز نہیں ہوگا

حقیقت مضاربت

تشریح اللغۃ قولہ والمضارب امین الخ مضارب جو مال اپنے قبضہ میں لیتا ہے اس میں وہ امین کی حیثیت رکھتا ہے

[illegible]

وکل شرط یخالف جهالة الثمن فهو فاسد ولا یبطل الشرکة کشرط ان یکون الربح کله لاحدهما وشرط ان یکون الربح [illegible] المال فی المضاربة ویبیع ویشتری ویوکل ویعزل ویودع ویضارب ویدفع المال مضاربة ولا یفعل ذلک فی الشرکة ولا یضارب الا بالمال او یخلط مال غیره بمال المضاربة ولا یخلط مال المضاربة بمال نفسه ولا یدفع المال مضاربة الا باذن ربه ولا یضارب الا بنفسه او یعمل معه غلمانه او شریکه ولا یعمل بعد موت رب المال حتی یعلم به ولا یعمل بعد نهیه ولا یشارک ولا یدفع بضاعة ولا یخلط مال المضاربة بمال غیره فان فعل ضمن ولا یدفع المال الی من یعمل فی الشرکة ولا یشارک فی المضاربة

فوبذلك ولذا يساوي الأب فاطمة موسرا لنفعه لنفعة الله وخصص عالم
اگر مرنے کے بعد باپ کے برابر تھا پھر مضاربت مذکور میں کام کرنے کی وجہ سے باپ کی تجارت کی وجہ سے بیٹی کی قیمت زیادہ ہو گئی
معي يرث المال في الب وزنه لو الخصة فإن فضل الأب ضمن المضي
تو کیا بیٹی کے لئے ورثہ ہوگا یا نہیں کیونکہ باپ کا مال اس کو ملے گا اس لئے کہ باپ اس سے پہلے مر گیا تو ضامن ہوگا مضارب

تفصیل احکام مضاربت

تشریح المتن قولہ وشرط صح اگر عقد مضاربت میں کوئی موجب جہالت شرط لگائی گئی مثلاً رب المال سے مضارب سے طریق تجارت کہا کہ تیسرے کے نصف نفع ہے یا ثلث یا ربع کوئی ایسی شرط لگائی گئی جو قاطع شرکت ہو مثلاً کوئی ایک کہے کہ تمہیں دراہم کی شرط کرے تو ایسی شرطوں سے عقد مضاربت فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ مضاربت میں نفع معلوم ہونا ہے اور جہالت مفضیہ عقد مفسد ہوتی ہے اور کوئی ایسی شرط لگائی گئی جو موجب جہالت نہیں تو شرط تو فاسد ہو جائے گی جیسے مضارب پر نقصان کی شرط کرنا تو ایسی شرط سے عقد فاسد نہیں ہوتا بلکہ خود شرط باطل ہو جاتی ہے کیونکہ اس عقد میں یہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتے۔

قولہ وصح الخ یہاں سے اس امر کا بیان ہے جو مضارب کے لئے جائز ہیں سو اگر عقد مضاربت کسی مکان اور زمان کے ساتھ خاص کیا ساتھ مقید ہو بلکہ مطلق ہو تو مضارب کیلئے دنیا کے امور جائز ہیں جو تجار کے درمیان متعارف ہوں جیسے کپڑا خریدنا بیچنا جانور خریدنا بیچنا وغیرہ خرید و فروخت کرنا اور مضارب کے ذمہ یہ بات ہے کہ مال کو محفوظ رکھنا کیونکہ یہ مال امانت ہے اور بطریق امانت مضارب کے ہاتھ میں ہے اور مضارب کو سفر کرنا بھی کرانا کسی کے پاس مال ودیعت رکھنا گروی لینا گروی رکھنا کرایہ پر لینا کرایہ پر دینا وغیرہ کیونکہ یہ سب امور تجارت کرنے والوں کے درمیان متعارف ہیں اور تجارت کے مصلحت میں ان کی ضرورت بھی ہوتی ہے ہاں مال مضاربت سے قرید کرنا وغیرہ یا دوسری کا نکاح نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ امور تجارت سے نہیں ہیں اور کسی دوسرے کو مال مضاربت پر دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ رب المال کی طرف سے اس کی اجازت ہو یا اس نے کہہ دیا ہو کہ اپنی رائے کے موافق کام کرنا نیز مضارب اس نے تجارت کے لئے کوئی خاص شہر یا کوئی خاص سامان یا کوئی خاص وقت یا کوئی خاص آدمی معین کر دیا ہو اس کے ساتھ وہ معاملہ کرے تو مضارب کیلئے اس کے خلاف کرنا جائز نہیں کیونکہ مضارب حق مال میں تصرف کرنے کا مالک ہوتا ہے جو رب المال کی تخصیص سے ہوتا ہے۔ جو رب المال نے تخصیص کر دیا ہو تو مضارب کیلئے اس کا خلاف کرنا جائز نہیں کیونکہ تخصیص کو صحیح نہ کرنا کیا ہے جو فائدہ کی حامل نہیں کیونکہ تجارت اختلاف محل و اختلاف صفت سے مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے مضارب کو اس کی تخصیص کے خلاف کرنا جائز ہوگا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر رب المال نے ان چیزوں کی تعیین کر دی تو مضاربت ہی صحیح نہ ہوگی

قولہ ولہ ان یشتری الخ اگر کوئی شخص رب المال کا ذی رحم محرم ہو یا اس نے قسم کھائی ہو کہ میں خلاص ہو جاؤں گا تو وہ آزاد ہو جائے تو مضارب کے لئے پہلے غلام کو خریدنا جائز نہیں۔ کیونکہ عقد مضاربت میں تحصیل مقصد کیلئے ہے اور تحصیل مقصد اس وقت ہو سکتی ہے جب وہ چار و تصرف ہو۔ اور عقد مذکور کی حریت میں یہ چیز مفقود ہے۔ کیونکہ رب المال کا حصہ آزاد ہو جائے گا۔ امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا۔ کیونکہ امام صاحب کے نزدیک کسی کی بیع جائز نہیں مگر یہ ثابت ہے جب مال مضاربت نقد ظاہر ہو۔ اگر نقد ظاہر نہ ہو تو غلام کو مضاربت کیلئے خریدنا درست ہے۔ علیہ فتویٰ ہے مراد یہ ہے کہ غلام کی قیمت اس مال کے برابر ہو کیونکہ جب غلام کی قیمت رب المال کے برابر ہوگی تو اس سے کم ہوگی تو اس مضارب کی ملک ظاہر ہوگی بلکہ خالص رب المال کیلئے ہوگی جو مشروط ہے۔ اگر اس مال میں نقصان ہو جائے یا کچھ ہلاک ہو جائے پھر اس کے بعد مضارب نے غلام خریدے تو اس پر واجب ہے

اس کی قیمت ساب ہوگی اس سے کم ہو تو وہ اس پر قرار رہے گا

قولہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ اس حدیث مضاربت سے ثابت ہوا کہ اس وقت تک اس کی تجارت میں شرکت رہے گی جب تک مضارب کے پاس اس کا راس المال موجود ہو اگر راس المال مضارب کے ہاتھ سے ضائع ہو گیا یا اس نے اس کو خرچ کر ڈالا تو مضاربت باطل ہو جائے گی اور مضارب پر راس المال کے حصہ کا ضمان نہ ہوگا کیونکہ جب تک مضارب کے ہاتھ میں راس المال موجود ہے اس کا حق مضاربت قیمت ہونے کی وجہ سے باقی ہے اور جب راس المال ہی نہ رہا تو اس کا حصہ ان کے حصہ کی قیمت میں شرکت کرنے کا کیا معنی ہے

قولہ وھذا الخ یہ مضاربت مضاربت مطلقہ کی ایک نوع ہے جس کی اس سے ایک نوع اور پہلے گزر چکی ہے جس میں ایک کی قیمت دوسرے کی قیمت سے دوگنا ہو اور مضارب نے مالک کی اجازت سے راس المال کا نصف حصہ کسی کو قرض دیا پھر اس قرض کی قیمت ڈوب گئی تو مضارب کا حق ساقط ہو جائے گا کیونکہ اس کا حق ظاہر ہونے کی وجہ سے مضاربت کی ملک باقی تھی اور جب مضاربت کا حق باقی ہوا تو راس المال کا نقصان ہوگا اور وہ مضاربت باطل ہو جائے گی اور مضارب پر راس المال کے حصہ کا ضمان ہوگا یہ ہدایہ کی عبارت کا خلاصہ ہے کیونکہ ہدایہ میں ہے کہ مضاربت ہوئی ہے جس میں مضارب نے مال لیا پس راس المال دو اقسام پر ہوگا ایک قسم وہ ہے جو مضارب کے ہاتھ میں موجود ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو مضارب نے کسی کو قرض دیا ہے پھر قرض کی قیمت ڈوب گئی تو مضارب کا حق ساقط ہو جائے گا اور مضاربت باطل ہو جائے گی اور راس المال کے حصہ کا ضمان مضارب پر ہوگا

وان ضارب المضارب رجلا ان لم یشترط ما یعمل الثانی فان دفع الیہ فاشتری وباع ربح کما شرط المضارب الاول لان المضارب الاول ملکہ ان یضارب غیرہ ولہ ان یشارک غیرہ فکان ان یخلط مال غیرہ بمالہ فاذا ملک ذلک فالربح بینہما علی ما شرطا وان لم یدفع الیہ ولکن شارکہ فی العمل فالربح بینہما علی شرط رب المال للاول ولہ علی رب المال اجر مثل عملہ لانہ عمل لہ بامرہ ولم یسلم لہ العوض المسمی فیجب اجر المثل وان ضارب الثانی ولم یشارکہ فالربح بینہما علی شرط رب المال للاول ولہ علی رب المال اجر مثل عملہ لانہ عمل لہ بامرہ ولم یسلم لہ العوض المسمی فیجب اجر المثل وان ضارب الثانی ولم یشارکہ فالربح بینہما علی شرط رب المال للاول ولہ علی رب المال اجر مثل عملہ لانہ عمل لہ بامرہ ولم یسلم لہ العوض المسمی فیجب اجر المثل

اور اگر مضارب نے کسی کو مضاربت پر لیا اور اس سے یہ شرط نہ کی کہ وہ کیا کام کرے گا پھر اس نے اس کو دیا تو اس نے خرید و فروخت کی تو نفع اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے کیونکہ پہلے مضارب کو یہ حق حاصل ہے کہ دوسرے کو مضاربت پر لے اور یہ حق حاصل ہے کہ اپنے مال میں دوسرے کا مال ملا دے پس جب یہ حق اس کو حاصل ہے تو اس کے ملانے کے بعد نفع دونوں میں اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے اور اگر اس نے دوسرے کو مضاربت پر نہیں دیا بلکہ اس کے ساتھ کام میں شریک ہو گیا تو نفع اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے اور پہلے مضارب کو رب المال سے اجر مثل ملے گا کیونکہ اس نے رب المال کے حکم سے کام کیا ہے اور اس کو عوض مسمی نہیں ملا پس اجر مثل واجب ہوگا اور اگر اس نے دوسرے کو مضاربت پر دیا اور اس کے ساتھ شریک نہیں ہوا تو نفع اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے اور پہلے مضارب کو رب المال سے اجر مثل ملے گا کیونکہ اس نے رب المال کے حکم سے کام کیا ہے اور اس کو عوض مسمی نہیں ملا پس اجر مثل واجب ہوگا اور اگر اس نے دوسرے کو مضاربت پر دیا اور اس کے ساتھ شریک نہیں ہوا تو نفع اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے اور پہلے مضارب کو رب المال سے اجر مثل ملے گا کیونکہ اس نے رب المال کے حکم سے کام کیا ہے اور اس کو عوض مسمی نہیں ملا پس اجر مثل واجب ہوگا

اور اگر مضارب نے کسی کو مضاربت پر لیا اور اس سے یہ شرط نہ کی کہ وہ کیا کام کرے گا پھر اس نے اس کو دیا تو اس نے خرید و فروخت کی تو نفع اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے کیونکہ پہلے مضارب کو یہ حق حاصل ہے کہ دوسرے کو مضاربت پر لے اور یہ حق حاصل ہے کہ اپنے مال میں دوسرے کا مال ملا دے پس جب یہ حق اس کو حاصل ہے تو اس کے ملانے کے بعد نفع دونوں میں اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے اور اگر اس نے دوسرے کو مضاربت پر نہیں دیا بلکہ اس کے ساتھ کام میں شریک ہو گیا تو نفع اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے اور پہلے مضارب کو رب المال سے اجر مثل ملے گا کیونکہ اس نے رب المال کے حکم سے کام کیا ہے اور اس کو عوض مسمی نہیں ملا پس اجر مثل واجب ہوگا اور اگر اس نے دوسرے کو مضاربت پر دیا اور اس کے ساتھ شریک نہیں ہوا تو نفع اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے اور پہلے مضارب کو رب المال سے اجر مثل ملے گا کیونکہ اس نے رب المال کے حکم سے کام کیا ہے اور اس کو عوض مسمی نہیں ملا پس اجر مثل واجب ہوگا اور اگر اس نے دوسرے کو مضاربت پر دیا اور اس کے ساتھ شریک نہیں ہوا تو نفع اس شرط کے موافق ہوگا جو پہلے مضارب اور رب المال میں ہوئی ہے اور پہلے مضارب کو رب المال سے اجر مثل ملے گا کیونکہ اس نے رب المال کے حکم سے کام کیا ہے اور اس کو عوض مسمی نہیں ملا پس اجر مثل واجب ہوگا

بِيْ عَلَيْهِ وَاَنْ يَقْبِضَهُ وَالْمُضَارِبُ غَرِيْمٌ بِالْمَالِ ثُمَّ لَا يَنْصَرِفُ فِيْ نَصِيْبِ

کر دیے سے اگر اس کو معلوم ہو جائے اگر معلوم ہو اس حال میں کہ قبال سامان سے اس کو واقف کرے بعد اس کے کہ اس نے تصرف کر لیا ہو۔

تشریح مختصر قولہ فان فسخ صاحب المال صاحب المال کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کو مضاربت پر مال دینا یا خود مضارب اول پر مزید مال دینے سے ضمان ساقط ہو جائے گا۔ جب تک کہ مضارب ثانی کل تجارت نہ کر لے خواہ مضارب ثانی کو نفع حاصل ہو یا نہ ہو کیونکہ ابراء صحیح ہے اور یہی ساقطین کا قول ہے (قال وہو بالقبض) امام محاسب سے حسن کی روایت ہے کہ جب تک مضارب ثانی کو نفع حاصل نہ ہو اس وقت تک مضارب اول پر ضمان نہ ہے گا۔ امام زفر کے نزدیک صرف مال دینے ہی سے ضمان لازم ہو جائے گا۔ خواہ مضارب ثانی عمل شروع کرے یا نہ کرے۔ یہ ایک روایت امام ابو یوسف سے بھی ہے اور ائمہ ثلاثہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ کیونکہ مضارب کو بطریق توسط مال دینے کے اذن ہے نہ کہ بطریق مضاربت حالانکہ یہ فرماتے ہیں کہ مضارب کا مال دینا درحقیقت مضاربت ہی ہے۔ مضاربت کے لئے تو وہ اس وقت ہوگا جب مضارب ثانی کی طرف سے نفع پیدا ہو جائے گا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ابراء کل تو عمل ہو جائے اور بعد از عمل جائز اور مضارب کیلئے دونوں طرح دینے کا حق ہے مگر مال دینے سے ضامن ہوگا۔ عمل شروع سے بلکہ جب مضارب ثانی کو نفع حاصل ہو عمل ہو گا اس وقت ضامن ہوگا۔ کیونکہ اب اس میں مضارب ثانی کی شرکت ثابت ہو گئی۔

قولہ فان دفع المضارب رب المال کی اجازت سے دوسرے شخص کو مضاربت پر مال دیا جبکہ رب المال نے مضارب اول سے یہ شرط کر لی کہ جو کچھ نفع ہوگا وہ آدھا دونوں مضاربوں کا ہوگا اور آدھا رب المال کا ہوگا اور رب المال کو اس نفع کے نصف کے موجب کل نفع کا نصف ملے گا اور مضارب ثانی کو ایک ثلث کیونکہ مضارب اول نے اس کے لئے کل مال کا ایک ثلث ہی مقرر کیا تھا۔ رب مال کو ایک سو دو مضارب اول کو ملے گا مشائخ مضارب ثانی کو چھ، ہم کہتے ہیں کہ نفع ہوا تین سو مضارب ثانی کو ملیں گے اور دو سو مضارب اول کو اور ایک سو رب المال کو۔

قولہ وقال ابو یوسف الخ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ مضاربت اول یہ کی ہو کہ تجھ کو جو نفع ہوگا اس کا دو تہائی حصہ تو لے گا اور باقی مضارب ثانی کو ایک ثلث ملے گا اور باقی دو ثلث مضارب اول اور رب المال کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے کیونکہ اس صورت میں نہیں کہا جا سکتا کہ مضارب ثانی نے اپنے لئے نفع کی اس مقدار کا نصف مقرر کیا ہے جو مضارب اول کو حاصل ہوا اور یہاں دو ثلث ہے لہٰذا رب المال کو اس کا نصف یعنی ایک ثلث ملے گا۔ قول پہلے مسئلے کے کہ اس میں رب المال نے اپنے لئے کل نفع کا نصف مقرر کیا تھا۔

قولہ ولو قال لہ علی ان نصف الخ اور رب المال نے مضارب سے یہ کہا کہ تو جو نفع حاصل کرے اس کا نصف مضارب اول کا ہوگا اور نصف مضارب اول نے مضارب ثانی کو مضاربت پر مال دیا تو مضارب ثانی کو اس کی شرط کے موجب نصف نفع ملے گا اور باقی نصف میں رب المال اور مضارب اول دونوں برابر کے شریک ہوں گے یعنی ایک ربع رب المال کا ہوگا اور ایک ربع مضارب اول کا یہی مضارب ثانی کا قول ہے اور یہی ساقطین کا قول ہے (قال وہو بالقبض) امام محاسب سے حسن کی روایت ہے کہ جب تک مضارب ثانی کو نفع حاصل نہ ہو اس وقت تک مضارب اول پر ضمان نہ ہے گا۔ امام زفر کے نزدیک صرف مال دینے ہی سے ضمان لازم ہو جائے گا۔ خواہ مضارب ثانی عمل شروع کرے یا نہ کرے۔ یہ ایک روایت امام ابو یوسف سے بھی ہے اور ائمہ ثلاثہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ کیونکہ مضارب کو بطریق توسط مال دینے کے اذن ہے نہ کہ بطریق مضاربت حالانکہ یہ فرماتے ہیں کہ مضارب کا مال دینا درحقیقت مضاربت ہی ہے۔ مضاربت کے لئے تو وہ اس وقت ہوگا جب مضارب ثانی کی طرف سے نفع پیدا ہو جائے گا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ابراء کل تو عمل ہو جائے اور بعد از عمل جائز اور مضارب کیلئے دونوں طرح دینے کا حق ہے مگر مال دینے سے ضامن ہوگا۔ عمل شروع سے بلکہ جب مضارب ثانی کو نفع حاصل ہو عمل ہو گا اس وقت ضامن ہوگا۔ کیونکہ اب اس میں مضارب ثانی کی شرکت ثابت ہو گئی۔

قولہ وقال ابو یوسف الخ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ مضاربت اول یہ کی ہو کہ تجھ کو جو نفع ہوگا اس کا دو تہائی حصہ تو لے گا اور باقی مضارب ثانی کو ایک ثلث ملے گا اور باقی دو ثلث مضارب اول اور رب المال کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے کیونکہ اس صورت میں نہیں کہا جا سکتا کہ مضارب ثانی نے اپنے لئے نفع کی اس مقدار کا نصف مقرر کیا ہے جو مضارب اول کو حاصل ہوا اور یہاں دو ثلث ہے لہٰذا رب المال کو اس کا نصف یعنی ایک ثلث ملے گا۔ قول پہلے مسئلے کے کہ اس میں رب المال نے اپنے لئے کل نفع کا نصف مقرر کیا تھا۔

قولہ ولو قال لہ علی ان نصف الخ اور رب المال نے مضارب سے یہ کہا کہ تو جو نفع حاصل کرے اس کا نصف مضارب اول کا ہوگا اور نصف مضارب اول نے مضارب ثانی کو مضاربت پر مال دیا تو مضارب ثانی کو اس کی شرط کے موجب نصف نفع ملے گا اور باقی نصف میں رب المال اور مضارب اول دونوں برابر کے شریک ہوں گے یعنی ایک ربع رب المال کا ہوگا اور ایک ربع مضارب اول کا یہی مضارب ثانی کا قول ہے اور یہی ساقطین کا قول ہے (قال وہو بالقبض) امام محاسب سے حسن کی روایت ہے کہ جب تک مضارب ثانی کو نفع حاصل نہ ہو اس وقت تک مضارب اول پر ضمان نہ ہے گا۔ امام زفر کے نزدیک صرف مال دینے ہی سے ضمان لازم ہو جائے گا۔ خواہ مضارب ثانی عمل شروع کرے یا نہ کرے۔ یہ ایک روایت امام ابو یوسف سے بھی ہے اور ائمہ ثلاثہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ کیونکہ مضارب کو بطریق توسط مال دینے کے اذن ہے نہ کہ بطریق مضاربت حالانکہ یہ فرماتے ہیں کہ مضارب کا مال دینا درحقیقت مضاربت ہی ہے۔ مضاربت کے لئے تو وہ اس وقت ہوگا جب مضارب ثانی کی طرف سے نفع پیدا ہو جائے گا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ابراء کل تو عمل ہو جائے اور بعد از عمل جائز اور مضارب کیلئے دونوں طرح دینے کا حق ہے مگر مال دینے سے ضامن ہوگا۔ عمل شروع سے بلکہ جب مضارب ثانی کو نفع حاصل ہو عمل ہو گا اس وقت ضامن ہوگا۔ کیونکہ اب اس میں مضارب ثانی کی شرکت ثابت ہو گئی۔

---

(۱) ان شرط لصاحب المال ثلثا الربح ولرب المال ثلثاه وللمضارب ثلثه فالربح بينهما نصفان (۲) لانه لم يشترط لنفسه من الربح اكثر مما اشترط لرب المال

(۳) ان شرط لرب المال اكثر من ثلثي الربح فالربح بينهما على ما شرطا لان الربح يستحق بالشرط

محمد حسین غفرلہ

وہو کثیر وفی المال الربح وربح الخسر علی الخصص الثلثین والا لم یصح الا بقدر رأس المال وبالکل للمالک وعلیہ للعامل اجر مثل عملہ بالغا ما بلغ ولا یتجاوز بہ المسمی وان فسد بالشرط فالربح کلہ

فصل ولا نفسد المضاربة بشرط العمل على المالك بصناعة فان سافر فعلفه وضرابه وكسوته من ربح
(فصل) فاسد نہیں ہوتی مضاربت مال پر یہ شرط کہ مالک کو ہمراہ صنعت اگر مضاربت سفر کرے تو اس کا کھانا پینا اور پہناوا اور سواری ہو
في مال المضاربة وان عمل في المصر فنفقته في حاله كالذي في ربح واحد المالك ما انفق
مال مضاربت سے ہوگا اور اگر کام کرے شہر میں تو اس کا خرچ اسی کے ذمہ ہوگا جیسے دوا اور بیمار ہونے کی حالت میں مالک وہ جو اس نے خرچ
من رأس المال فان باع المتاع مرابحة حسب ما نفق على المتاع لا على نصيبه
کیا راس المال سے اگر بیچے سرمایہ نفع پر تو حساب کرے مالک اس کو جو خرچ کیا ہے سودا پر نہ کہ اپنے ذمہ پر

مضارب مضارب کے احکام

تشریح الفقہ قولہ ولا نفسد الخ اگر مضارب کل مال مضاربت یا بعض مال مضاربت رب المال کو بطور بضاعت دیدے تو بلاشبہ اگر خلط نہ کرے تو یہ ایک اس سے عقد مضاربت فاسد نہیں ہوتا۔ ماسوا فرق کے زائد کے وہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رب المال اپنے مال میں بدرجہ خود متصرف ہوا ہے اس میں وکیل نہیں ہو سکتا تو گویا اس نے مضارب سے اپنا مال واپس لیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ مضاربت اور مال کے درمیان تکلم تام ہو چکا۔ اور مضارب تصرف کا مقدر ہو گیا۔ جب مال اس کی طرف سے اکیل ہو گیا اور بطریق بضاعت مال دیا تو اکیل نہیں ہے۔

قولہ فان سافر الخ جب مضارب برے تجارت سفر کرے۔ تو کھانا پینا اور پوشاک سواری اور خرچ کا محل اندر من مقام مسافرت کی اجرت عرف کے موافق اپنی تمام ضروریات مال مضاربت سے ہونگی۔ کیونکہ عرف و دستور کے مطابق فصول خرچی شمار نہ ہوگی۔ اور اگر مضارب اپنے شہر میں رہ کر کام کرے (خواہ وہ شہر اس کی جائے پیدائش ہو یا جائے اقامت) تو وہ اخراجات جو علاج معالجہ کی طرح اس کا ذاتی خرچ ہیں خود اسی کے مال سے ہونگے نہ کہ مال مضاربت سے۔ بلکہ مضارب کو جو نفع حاصل ہوگا اس سے رب المال بقدر سرمایہ خرچ کرا کر لیں گے۔ تاکہ راس المال پورا ہو جائے اور جو باقی رہے وہ آپس میں تقسیم کر لیں۔

تنبیہ یہاں سفر سے مراد سفر شرعی نہیں بلکہ جب مضارب شہر سے باہر نکل جائے کہ رات شہر اپنے گھر نہ آسکے تو اس کا حکم سفر کا سا ہے اور گرشب میں گھر آسکتا ہو تو اس کا حکم شہر کے بارداروں کا سا ہے۔

قولہ فان باع الخ اگر مضارب نے مضاربت مال سے کوئی چیز سرمایہ سے کم قیمت فروخت کرے تو کچھ اس پر صرف ہے جیسے بیمار ہونے کی حالت میں دوا وغیرہ کی اجرت یہ صرف نہ ہوگا بلکہ اصل مال سے کاٹ کر ملائے اور کہے کہ یہ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے اور جو میرا خرچ اس پر صرف کیا ہے اس کو مال نہ کرے۔ لان الصرف حصر بالحق الاول دون الثاني۔

ولو قتله او حمله معه وقال له اعمل برأيك فهو مبضع وان ضمه احمر
کیا قتل یا اپنے ساتھ لے گیا اور اس سے کہا کہ اپنی رائے کے طابق کرو تو وہ امانتی ٹھہرا ہوگا اور اگر لکھا اس کو سرخ
فهو شريك بما زاد الصبغ فيه ولا يضمن معه الف بالنصف فاشترى به ثوبا
وہ شریک ہوگا اس قدر زیادہ سے جو رنگ نے کیا اس میں اور نہ ضامن ہوگا مضارب کے پاس ہزار میں اس سے اس نے آدھا کپڑا
وباعه بالفين واصاب بهما عينا فضاعا غرما الفا والمالك الف

وَرُبْعُ الْعَقْدِ لِلْمُضَارِبِ وَبَقِيَ عَلَى الْمُضَارَبَةِ وَرَأْسُ الْمَالِ الْفَانِ وَخَمْسُمِائَةٍ وَرُبْحُهُ عَلَى الْفَيْنِ

اب یہ باقی تمام مضارب کا ہوگا اور باقی مضاربت پر رہے گا اور راس المال دو ہزار پانچ سو ہوگا اور مرابحت کریگا دو ہزار پر

وَإِنِ اشْتَرَى مِنَ الْمَالِكِ بِالْفَيْنِ فُلَانًا بِنِصْفِهِمَا وَبَاعَ بِنِصْفِهِمَا مِنْهُ ثُمَّ اقْتَسَمَا

اگر دو ہزار مالک سے ہزار تمام غلام جو مالک سے پانچ سو میں خریدے تو مرابحت کرے پانچ سو پر صاحب نصف کے پاس ہزار میں

فَاشْتَرَى بِهِ عَبْدًا فَبَاعَهُ الْعَبْدَ وَحَطَّ حَطِيطَةً ارْتَفَعَ الْبَيْعُ عَلَى الْمَالِكِ وَرُبْعُهُ عَلَى الْمُضَارِبِ

اس سے غلام تو یہ جس کی قیمت دو ہزار ہے غلام نے کسی کو قتل خطا کیا تو تمام چوتھائی بھی مالک پر ہوگا اور تہائی مضارب پر

وَلَمْ يَخْدُمِ الْمَالِكَ لِأَنَّهُ أَدَامَ وَالْمُضَارِبُ يَوْمًا مِمَّا مَلَكَ فَاشْتَرِي بِهِ عَبْدًا فَبِعْهُ فَبِعْتُ أَنَا فَقَدْ

اور غلام خدمت نہ لیگا مالک کی بیچنا اور مضارب کا ایک دن مضارب کے پاس ہزار میں پس خریدا اس نے غلام تو بیچا تمہیں سو میں پہلے

وَقَعَ الْمَبِيعُ لَهُمَا أَثْلَاثًا ثُمَّ وَقَعَ رَأْسُ الْمَالِ جَمِيعُ الرِّبْحِ مِمَّا فِي الْفَانِ

تو مالک ایک ہزار اور اگر پھر بیچا تو پھر راس المال وہ کل رقم ہوگی جو اس سے ملی ہے مضارب کے پاس دو ہزار تین

فَإِنْ دَفَعْتُ إِلَيْهِ أَلْفًا وَرِبْحَ أَلْفٍ وَقَالَ الْمَالِكُ دَفَعْتُ إِلَيَّ أَلْفَ الْمُضَارَبَةِ فَالْقَوْلُ لِلْمُضَارِبِ

دو کہتا ہے کہ ایک ہزار تو تھے اور ایک ہزار کا مجھے نفع ہوا ہے مالک کہے کہ دو ہزار دیئے تھے تو قول مضارب کا معتبر ہوگا۔

لکھتے ہیں قولہ ولو قسمہ الخ رب المال نے مضارب سے کہا کہ تو نے جو بیچ کے موافق کام کیا مضارب نے مال مضاربت سے کوئی سامان خریدا اس کا صرف اپنے پاس سے دینا پڑے گا اور مضارب نے مال مضاربت سے سفید قطران خریدا اپنے پاس سے دام دیکر سرخ رنگا لیا تو رنگ کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی۔ مضارب اس میں شریک ہوگا اور مالک کیلئے سفید قطران کی قیمت کا ذمہ دار ہوگا کیونکہ مالک نے اتنے کو اس کی عمدہ بیچ پر کام کرنے کی اجازت دیدی تھی۔

مَعَهُ أَلْفٌ فَقَالَ هُوَ مُضَارَبَةٌ بِالنِّصْفِ وَلَهُ رِبْحُ أَلْفٍ وَقَالَ الْمَالِكُ بِضَعْهُ فَالْقَوْلُ لِلْمَالِكِ.

مضارب کے پاس ہزار تھے وہ کہتا ہے کہ مضاربت نصف کے ہیں اور ہزار کا نفع ہوا ہے مالک کہتا ہے کہ ہزار ہی تھے تو قول مالک کا معتبر ہوگا

لغوی معہ الف بالنصف الخ مضارب کے مضاربت کے ایک ہزار تمام سے کپڑے کے قطران خریدا کر دو ہزار میں فروخت کئے پس دو ہزار سے ایک غلام خریدا اور اسکی تمام کی قیمت نہیں دے پایا کہ وہ ہزار درہم ہلاک ہو گئے۔ تو مضارب نصف نفع یعنی ہزار درہم کی چوتھائی، پانچ سو درہم کا تاوان دیگا اور باقی تین ہزار کی تین چوتھائی (ڈیڑھ ہزار) کا تاوان ایک ہزار ہوگا اس واسطے کہ جب کپڑا فروخت کرنے کے بعد دو ہزار سے ہزار ہو گیا تو مال میں ایک ہزار کا نفع ظاہر ہوا اور دونوں میں نصف نصف ہو گیا تو مضارب کے پاس اس حساب سے پانچ سو درہم پہنچے اس کے بعد جب دو ہزار کا غلام خریدا تو وہ دونوں میں مشترک ہو گیا۔ یعنی چوتھائی غلام مضارب کا ہوا اور تین چوتھائیاں مالک کی ہوئیں۔ پھر اسکی قیمت سے قبل دو ہزار ہلاک ہو گئے تو تاوان دونوں پر بقدر ملک ہوگا۔ پس ایک رُبع یعنی پانچ سو درہم مضارب پر پڑیں گے۔ اور باقی ڈیڑھ ہزار کے۔ کہ یہ حساب چوتھائی غلام جو مضارب کا مملوک ہے وہ

مضاربت سے خارج ہو جائے گا۔ اور باقی مضاربت پر رہے گا۔ مضارب کا حصہ مضاربت سے خارج ہوا کہ وہ مخصوص ہے اور مال مضاربت ہے۔ اور ان دونوں میں شرکت ہے پس مضارب کا حصہ خارج ہو جائے گا۔ پھر اس الف والی مزدحال ہو گا۔ یہ بھی ایک ہزار رب المال سے لا تو دیے تھے جس سے مضارب نے کپڑا خریدا تھا۔ پھر بعد زیادہ ہزار تاں کے دیئے کل رب المال کا حق ہزار ہو گیا۔ مگر مضارب اس غلام کو بطور مرابحت لے رہا ہے تو وہ مرابحت دو ہزار کی پڑے گی۔ سو کہے کہ مجھے دو حالی ہزار میں پر ہے۔ پھر غلام دو ہزار کی میں خریدا ہے۔

لوہ وان مشتری طبع مضارب نے رب المال سے ایک ہزار میں ایک غلام خریدا جو رب المال نے پانچ سو میں خریدا تھا تو مضارب نے ایک ہزار میں خریدا ہے لیکن مرابحت صرف پانچ سو پر کرے۔ کیونکہ مالک کا مضارب کے ہاتھ فروخت کرنا ایسا ہے جیسے اپنے ہاتھ فروخت کرنا کیونکہ مضارب اس کا وکیل ہے اسلئے اسکی بیع کا اعتبار ہو گا۔

لوہ وہو الف وباع نصف منعت کہ مضارب نے مضاربت کے ایک ہزار روپوں سے ایسا غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہے اور غلام سے کسی قسم کا مال نکل کر اتا تو جب اسے بیچا تو صاف ہو گا یعنی ایک چوتھائی مضارب پر اور تین چوتھائیاں رب المال پر یہ اس واسطے کہ رب المال ایک ہزار تھا۔ اور غلام فی الوقت دو ہزار کا ہے تو نصف غلام یعنی پانچ سو درہم مضارب کے حصہ ہے اور ایک ہزار رب المال کے تو قدر بھی اس حساب سے واجب ہو گا۔ اب غلام تین سو رب المال کی خدمت کرے گا اور ایک سو مضارب کی۔ کیونکہ وہ مضاربت سے خارج ہو چکا۔ مضارب کا حصہ تو اسلئے خارج ہو گیا کہ وہ مخصوص ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔ اور رب المال کا حصہ اسلئے خارج ہوا کہ علم حاصل نہ ہوا کہ نقصان دونوں کو مخصوص ہے اور تقسیم کرنا سے مضاربت نہیں ہوتی ہے

محمد سعید اسعد گنگوہی

كتاب الوديعة

لایلزم تسلیط الغیر علی حفظ مالہ والودیعۃ مأخوذۃ من ودع اذا ترک عند الامین وھی امانۃ فلا یضمن

دوسرے کو اپنے مال کی حفاظت پر مسلط کرنا لازم نہیں ہے۔ ودیعت وہ چیز ہے جو چھوڑی ہوئے امین کے پاس اور وہ امانت ہوتی ہے پس ضامن نہ ہوگا

الا بالتعدی والمودع ان یحفظہ بنفسہ بعیالہ فان حفظہ بغیرھم ضمن

ہلاک ہونے سے مگر تعدی کے ساتھ۔ اور مودع کے لئے لازم ہے کہ خود حفاظت کرے یا اپنے گھر والوں سے کرائے۔ اور اس سے کوئی تو ضامن ہوگا

الا ان یخاف الحرق او الغرق فیسلمہا الی جارہ او ذلک اعز فان طلب وثق فجحدھا ثم اقرا

مگر یہ کہ جلنے یا غرق ہونے کا ڈر ہو تو اپنے پڑوسی یا دوسرے کو دے اور مطالبہ کرنے پر ثابت نہ کر سکے یا پھر اقرار کرے

عنی فشبہھا او غصبھا بعانہ حتی لایتغیر ضمنھا فان اختلط بلا تعد فشرکا والا فلا

ہوئے یا ضائع ہوئے بغیر کسی کے ساتھ اس طرح کہ ان کی پہچان نہ ہو سکے تو ضامن ہوگا اور اگر مخلوط ہوئے تو دونوں شریک ہوں گے اگر بغیر تعدی کے مخلوط ہوئے

ولھا فرد منتہ لخلطہ بالباقی صح الکل و ان تعدی ابتھا ثم ان التعدی زال الضمان بما یزال

کوئی اور اس کی اجازت سے دے دے تو ضامن ہوگا اگر خلط میں کوئی تعدی کی پھر تعدی ختم کر دی تو ضمان بھی ختم ہو جائے گا۔ مصنف

لمتغیر والمتصاعر وانفراد بعد خلطہ وبہ ان یسافر بھا بعد عدم النھی والعرف

اور متاجر ہے اور مخلوط اس کے اٹھ کے الگ ہونے کے بعد اور سفر میں لے جا سکتا ہے اگر منع نہ کیا ہو اور عرف کا خلاف نہ ہونے کے وقت

توضیح اللغۃ ۔ ایداع ۔ امر سے لایا گیا چیز ہونا یا مودع بننے پائیں ۔ ودیعت ۔ گم جانے جلنے غرق ہونے پانی میں ڈوبنے جانے چوری ہونے کشن ۔ تعدی ۔ کہا جاتا ہے ۔ تعدی کی تعدی زیادتی کی ۔ انظر ۱۲

تشریح المتن ۔ قولہ کتاب الودیعۃ ۔ ودیعت ۔ امانت ہونے میں مشترک ہیں اسی مناسبت کے بعد ودیعت کو لایا ہے۔ مگر ودیعت بالتسلیط ہوتی ہے۔ اور ودیعت مع تسلیط سونپی ہوئی امانت ہوتی ہے اور یہ محض تسلیط عین بالعوض نام ہے ۔ اور ودیعت بالعوض کے ساتھ مختص نہ تسلیط ہوتی ہے ۔ اسلئے مصنف نے ودیعت کے بعد عاریت لایا اور جامع کی ترتیب کے ساتھ اعلاء یہ تسلیط ترتی من الادنی الی الاعلیٰ ہے ۔ ح ۔ قال الفقیر غفر اللہ لہ ۔

فائدہ ۔ حفظ مال سے موصف معاملات دنیویہ ہے ۔ حیات باصف عبادت کو بھی متضمن ہے کما ورد ہے کما ورد ہے ۔ مدونہ ۔ اور نیابت نماز میں صلوٰۃ ۔

قولہ الایداع ۔ ایداع ۔ امر سے مشتق ہے مطلق ترک کو کہتے ہیں ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام " ودعوا الناس من ودعھم الحماقۃ " ای عن ترکھم ۔ اصطلاح میں ۔ ایداع ۔ امر سے کہتے ہیں کہ اپنے مال کی نگہبانی پر دوسرے کو آمادہ کرنا ۔ جو دوسرے کی نگہبانی میں چھوڑی جائے اس کو ودیعت کہتے ہیں ۔ اور جو نگہبانی میں چھوڑے اس کو مودع یا مستودع اور جس کے پاس چھوڑی جائے اس کو مودع کہتے ہیں ۔ مودع کے پاس سے ودیعت ضائع ہو جائے تو اس پر کوئی تاوان نہ ہوگا ۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ " امانت لینے پر اور سونپی چیز جو ضائع ہو اس پر تاوان نہیں "

فائدہ: وصیت اور وقف میں فرق یہ ہے کہ وصیت موصی کے مرنے کے بعد موصی لہ کو ملتی ہے اور وقف واقف کی زندگی ہی میں موقوف علیہ کو مل جاتا ہے۔ وصیت کی ہوئی چیز موصی کے ترکہ میں شامل ہوتی ہے اور وقف کی ہوئی چیز واقف کے ترکہ میں شامل نہیں ہوتی۔

قولہ وللمودع الخ مودع کو امانت کی حفاظت کرنے کا پورا پورا حق ہے اس لیے اگر مودع نے امانت کو اپنے مکان میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر مکان سے چوری ہو گئی تو مودع پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مودع نے امانت کو اپنے گھر میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا۔

قولہ وبعیالہ الخ جیسا کہ مودع کے لیے جائز ہے کہ امانت کو اپنے مکان میں رکھے اسی طرح اس کے لیے جائز ہے کہ امانت کو اپنے عیال میں سے کسی ایسے شخص کے پاس رکھ دے جو اس کے ساتھ رہتا ہو اور اس کے پاس سے کبھی باہر نہ جاتا ہو۔

قولہ وبیان المذہب الخ مودع کو امانت کی حفاظت کا پورا پورا حق ہے اس لیے اگر مودع نے امانت کو اپنے مکان میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر مکان سے چوری ہو گئی تو مودع پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مودع نے امانت کو اپنے گھر میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا۔

قولہ وان نقلہ الخ مودع کے لیے امانت کی حفاظت کا پورا پورا حق ہے اس لیے اگر مودع نے امانت کو اپنے مکان میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر مکان سے چوری ہو گئی تو مودع پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مودع نے امانت کو اپنے گھر میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا۔

قولہ وبیان المذہب الخ مودع کے لیے امانت کی حفاظت کا پورا پورا حق ہے اس لیے اگر مودع نے امانت کو اپنے مکان میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر مکان سے چوری ہو گئی تو مودع پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مودع نے امانت کو اپنے گھر میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا۔

قولہ وبیان المذہب الخ مودع کے لیے امانت کی حفاظت کا پورا پورا حق ہے اس لیے اگر مودع نے امانت کو اپنے مکان میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر مکان سے چوری ہو گئی تو مودع پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مودع نے امانت کو اپنے گھر میں رکھا تو ضامن نہ ہوگا۔

ودیعت کے باقی احکام

قولہ ومودع لم یعلم الخ ودیعت رکھنے والے نے امانت رکھنے والے کو ودیعت کی خبر نہیں دی تھی۔ پھر ایک شخص نے امانت رکھنے والے کے پاس آکر کہا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے ودیعت کا پیغام لایا ہوں تو امانت رکھنے والے کو اختیار ہے کہ اس کی بات کی تصدیق کرے یا نہ کرے۔ اگر تصدیق کرے تو ودیعت رکھنے والے کو ضمان نہیں آئے گا اور اگر تصدیق نہ کرے تو ضمان آئے گا۔ اس لئے کہ ودیعت رکھنے والے کا قول اس کے حق میں حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ ودیعت رکھنے والے کا قول اس کے حق میں حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ ودیعت رکھنے والے کا قول اس کے حق میں حجت نہیں ہے۔

قولہ ومودع لم یعلم الخ ودیعت رکھنے والے نے امانت رکھنے والے کو ودیعت کی خبر نہیں دی تھی۔ پھر ایک شخص نے امانت رکھنے والے کے پاس آکر کہا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے ودیعت کا پیغام لایا ہوں تو امانت رکھنے والے کو اختیار ہے کہ اس کی بات کی تصدیق کرے یا نہ کرے۔ اگر تصدیق کرے تو ودیعت رکھنے والے کو ضمان نہیں آئے گا اور اگر تصدیق نہ کرے تو ضمان آئے گا۔ اس لئے کہ ودیعت رکھنے والے کا قول اس کے حق میں حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ ودیعت رکھنے والے کا قول اس کے حق میں حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ ودیعت رکھنے والے کا قول اس کے حق میں حجت نہیں ہے۔

اس پر قبضہ کیا تو دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ضمان (تاوان) کے تعلق سے قبضہ کیا گیا امین کے ہاتھ سے قبضہ کیا ہے۔

اس وجہ سے کہ مودع اول صرف دو بیت حوالہ کرنے سے ضامن نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ اس سے جدا نہ ہو تو قبل از مفارقت۔ مودع کی طرف سے تعدی ہے نہ مودع الدوم کی طرف سے بحال جب وہ جدا ہو جائے گا تب اگلی طرف سے تعدی پائی جائے گی کیونکہ اس نے حفظ ملتزم کو ترک کر دیا تو مالک اس سے ترک حفظ کے سبب سے ضمان لے گا۔ بخلاف مودع الدوم کے کہ اس کی جانب سے کوئی سبب ضمان فعل نہیں پایا گیا لہٰذا وہ ضامن نہ ہوگا۔

قولہ معہ الف الخ ایک شخص کے پاس ہزار درہم ہیں اس پر دو آدمیوں نے دعویٰ کیا اور ہر ایک نے کہا کہ یہ ہزار درہم میرے ہیں میں نے اس کے پاس ودیعت رکھے ہیں تو ان دونوں کیلئے اس شخص سے قسم لی جائے گی کیونکہ دونوں کے دعووں میں صداقت کا احتمال ہے سو اگر وہ قسم کھا لے تب ان کے کچھ نہ ہوگا کیونکہ بات نہیں پائی گئی اور اگر دونوں کیلئے قسم کھانے سے انکار کرے تو وہ ہزار درہم دونوں کے قرار پائیں گے اور اس پر ہر ایک ہزار درہم اور واجب ہو گئے جو دونوں مدعیوں کے درمیان انصاف ہونے کیونکہ اس کا قسم نہ کھانا دونوں کا اقرار ہوا لہٰذا دونوں کیلئے ایک ایک ہزار درہم لازم ہو گئے اور اس سے کسی ایک کیلئے قسم کھانی تو وہ ہزار درہم اس مدعی کے ٹھہریں گے جس کیلئے اس نے قسم کھائی ہے۔ لو حود الحجا فی حقه دون الآخر۔

ف ... واصاب الهاشمية حلفه من الخيرة يحلف اصطفه رف فشه الشيبي وبعده الشعراني وقال في لي الاصل مسم موضع ملا ... ١٢ كذا ... ١٢ والكرسي يعني من الكتوبه هو الصواب"

كتاب العارية

وہبی	تملیک	المنفعۃ			بلاعوض
ہبہ	مالک کرنا ہے	منفعت	کا	یا	عوض

تشریح الفاظ: فرماتے ہیں کتاب البیع اس کی وجہ مناسبت ہم کتاب الہبہ کے ذیل میں بیان کر چکے عاریہ یا مشدد کیا جاتا ہے (اور تخفیف بھی جائز ہے) جوہری اور ابن اثیر وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ عار کی طرف منسوب ہے کیونکہ دوسرے سے عاریہ چیز مانگنا عیب ہے صحاح (شرح قاموس) صاحب مغرب نے عارۃ کی طرف منسوب مانا ہے جو اعارہ کا اسم ہے اور عار بھی ایب کی طرف منسوب ہونے کی تردید کی ہے جو تردید ہے کہ عاریل ہے اور عاریہ واؤ کی ہے۔ المنفعۃ اس کی تصریح کی ہے۔ مجمع میں ہے کہ یہی صحیح ہے۔ اس واسطے کہ حضرت مالک کہا عاریہ طلب کرنا حدیث سے ثابت ہے اگر یہ چیز باعث عار ہوتی تو آپ ہرگز طلب نہ فرماتے۔ اصطلاح شرع میں بلاعوض تملیک منافع کو عاریت کہتے ہیں جو مالک بنائے اس کو معیر اور جس کو مالک بنایا جائے اس کو مستعیر اور جس چیز کی منفعت مالک بنایا جائے اس کو عاریت اور مستعار کہتے ہیں۔ تعریف میں بلاعوض کی قید سے جانا نکل گیا کہ اس میں تو منافع کی تملیک ہوتی ہے مگر بلاعوض نہیں ہوتی بلاعوض ہوتی ہے

فائدہ: عاریت کی فرضی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "ویمنعون الماعون" اور مانگی نہیں دیتے برتنے کی چیز یا لوگوں کی معمولی چیز کو کہتے ہیں جس کو عاریہ دینے کا عام رواج ہو جیسے ڈول رسی ہانڈی کلہاڑی وغیرہ۔ آیت میں معمولی چیز مانگی دینے والوں کی مذمت کی گئی ہے تو عاریہ دینا کمو تھہرا۔ "حضرت صفوان" حضرت عبداللہ بن امیہ سے ممکن کہ دیں رہی عاریت پر لینا مروی ہے حضرت ابوطلحہ سے اتفاقاً شدید نامی گھوڑا لینا عاریت بھاگنے کا حدیث سے ثابت ہے۔

وَنَصِحُّ بِاعَرْتُكَ وَاطْعَمْتُكَ اَرْضِي وَسَخَّرْتُكَ نَوْبِي وَحَمَلْتُكَ عَلَى دَابَّتِي وَاخْدَمْتُكَ عَبْدِي

اور صحیح ہے بیان اللہ سے یہ کہنا تجھ کو عاریت دی اپنی زمین کا اپنی تجھ کو کھانے کو دی اپنا کپڑا تجھ کو دیا سواری پر اپنی تجھ کو اپنی سواری پر چڑھا لیا خدمت کو اپنا غلام دیا

وَدَابَّتِي لَكَ سُكْنَى وَدَارِي لَكَ عُمْرِي سُكْنَى وَيَرْجِعُ الْمُعِيرُ مَتَى شَاءَ وَلَوْ هَلَكَتْ بِلَا عَمَلٍ

اور گھر تجھ کو رہنے کے لئے دے دیا ہمیشہ کے لئے عمر بھر تیرے لئے عمر بھر رہنے کو دیا۔ معیر جب چاہے گا مالک ہو جائے گا بھاگ جانے یا مر جانے سے

لَمْ يَضْمَنْ وَلَا تُؤَجَّرُ وَلَا تُؤْهَبُ كَالْوَدِيعَةِ فَإِنْ اَجَّرَ فَعَطِبَتْ خَمَّنَ وَبِغَيْرِ مَا يَخْتَلِفُ بِالْمُسْتَعِيرِ

تو ضامن نہ ہوگا اور نہ کرایہ پر دے سکتا ہے اور نہ ہبہ کر سکتا ہے ودیعت کی طرح اگر کرایہ پر دی اور ہلاک ہو گئی تو ضامن ہوگا اس سے دے سکتا ہے اور نیز

فَلَهُ فِعْلُهَا وَقْتَ لَا مَنْفَعَةَ لِرَبِّهَا لَا يَجُوزُ عَلَمٌ شَاةٌ

جو مختلف ہوتا ہے استعمال کرنے والے کے بدلنے سے اگر مقید کر دیا مالک نے کسی وقت یا حال میں تو یہ دونوں کیا تو تجاوز نہ کرے ان کی تعیین سے

وَإِنْ اَطْلَقَ لَهُ فِي نَوْعٍ فِي وَقْتٍ شَاءَ وَعَارِيَةُ الدَّنَانِيرِ وَالْمَكِيلِ وَالْمَوْزُونِ وَالْمَعْدُودِ فَوْضٌ

اور اگر کوئی قید نہ ہو تو نوع سے سکتا ہے ہر قسم کا جس وقت چاہے اور عاریت دے جاتی اور کیلی اور وزنی اور عددی چیزوں کی قرض ہے

۱۔ [illegible] ۲۔ تبیین الحقائق ۱۲

وَلَا يَخْرُجُ لِصَلَاةِ الْعِيدِ حَتَّى يَطْعَمَ وَيَغْتَسِلَ

وَلَا يَطْعَمُ مَا يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَرْجِعَ

وَلَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ النَّحْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

وَلَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ النَّحْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

وَلَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ النَّحْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

ادائیگی عبادت کی تفصیل

ترجمہ: اور عبادت ادا کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اس عبادت کو ادا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت کا لحاظ رکھے اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرے اور اس عبادت کو ادا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت کا لحاظ رکھے اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرے

شرح: اور عبادت کو ادا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت کا لحاظ رکھنا اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنا۔ یہ عبادت کی روح اور حقیقت ہے۔ اس کے بغیر عبادت بے روح جسم کی طرح ہے۔ جس طرح روح کے بغیر جسم بے کار ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت کا لحاظ رکھے بغیر عبادت بے کار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا لحاظ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کرتے وقت یہ یقین ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کرتے وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور اس کی رحمت کی امید ہو۔ اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کرتے وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور اس کی رحمت کی امید ہو۔ اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کرتے وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور اس کی رحمت کی امید ہو۔

قولہ ثم هلكت الخ ... صحیح یہ ہے کہ ... کے ... ہوئے قرآن پر ... کا امام ... ک ... ر ... ی ... ہے ... ہیں اور ... ی ... ل ... ہے ... ہیں کہ ... ہے ... ہے ... ہے

کتاب الهبہ

هي تمليك بغير عوض بالإيجاب والقبول وتصح بالإيجاب كوهبت وبعت وأطعمتك هذا الطعام وجعلته لك

وہ ایک کتاب فی الحال بغیر عوض دینے کے ایجاب کے ساتھ جیسے میں نے بیچ دیا یا کھانا کھانے کے لئے دیدیا یا تیرا کر دیا

وأعمرتك هذا الشيء وحملتك على هذه الدابة وأوصيت له بالخدمة وكسوتك هذا الثوب وداريت لك هذه

کہ عمر بھر کی تجھے یہ چیز دی یا تجھے اس سواری پر اٹھا لے جانے کے لئے دیدیا یا تجھے اس کپڑے کا پہنا دیا یا تجھے یہ گھر عمر بھر کے لئے دیدیا

الدار ومنحتك لابنة هذه الشاة وتكون لك لبنها وصوفها وولدها وأسكنتك هذا البيت وأخدمتك هذه

یہ بکری تجھے اس کے بچے اور دودھ اور اون کے لئے دیدی یا اس گھر میں تجھے رہنے کے لئے دیدیا یا اس لونڈی کی خدمت تجھے دیدی

الجارية وأعطيتك هذه الدراهم وأطعمتك هذا الرغيف وأعطيتك هذا الثوب وأعرتك هذا الثوب

یا یہ دراہم تجھے دیدیئے یا یہ روٹی تجھے کھانے کو دیدی یا یہ کپڑا تجھے دیدیا یا یہ کپڑا تجھے پہننے کو دیدیا

وأعرتك هذا الدار وأعرتك هذا الفرس وأعرتك هذا الثوب وأعرتك هذا الثوب

یا یہ گھر تجھے دیدیا یا یہ گھوڑا تجھے دیدیا یا یہ کپڑا تجھے دیدیا یا یہ کپڑا تجھے

فائدہ: ... [illegible] ... قولہ وصحت البیع ... [illegible] ... قولہ وصح البیع ... [illegible] ... قولہ فی المحل ... [illegible] ... قولہ وحکمہ ... [illegible] ... قولہ وحکمہ ... [illegible] ... قولہ وحکمہ

ایک شخص نے اپنا گھر وقف کیا تو امام صاحب اور امام زفر کے نزدیک صحیح نہیں۔ صاحبین کے نزدیک صحیح ہے۔ کیونکہ تحریک متعارف ہے۔ تحقیق ہے۔ (تشریح) نہ ہو۔ جیسے ایک چیز دو شخصوں کے پاس گروی رکھنا صحیح ہے۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ واہب نے ہر ایک کو نصف نصف گھر ہبہ کیا ہے۔ اور نصف غیر معین و غیر مقسوم ہے۔ پس مشاع ہوا۔ اور یہ ہبہ کے لئے مانع ہے مخالف رہن کے کہ اس میں کل شئی ہر ایک کے دین کے بدلہ میں محبوس ہوتی اس لئے رہن صحیح ہے۔

قولہ وصح الخ اگر اس درہم کو فقیروں کیلئے ہبہ یا صدقہ کرے تو صحیح ہے۔ کیونکہ فقیر کو ہبہ اور حقیقت صدقہ اور خیرات ہے۔ جس سے مقصود رضائے ذات باری تعالیٰ ہے اور وہ یک ذات ہے۔ خواہ دو ہوں۔ لیکن اگر والد اور اولاد کی جہت سے صدقہ کرے تو صحیح نہیں۔ کیونکہ والد کو صدقہ کرنا درحقیقت ہبہ ہے۔ تو موہوب لہ دو شخص ہوئے اور شیوع لازم ہوگیا۔ جو صاحبین کے نزدیک والد اور اولاد کے لئے بھی صحیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب الرجوع في الهبة

باب ہبہ واپس لے لینے کے بیان میں

صح الرجوع فيها وصح الرجوع عوقه فالمتصلة الزيادة المنفصلة كالثمر والنماء والسمن والصوم جوت احد المتعاقدين والعين للعوض فان قال احدهما تحاسبا وكان بقدر الزيادة او اكثر او اقل فالقول قول الواهب مع يمينه ان بدلها او يعطيها قيمة الواجب سقط الرجوع وصح عن حقي وان استحق العوض اي بعد ما اخذ الواهب بدله بالقضاء او بالتراضي عاد الرجوع وصح الرجوع عن العوض بالاتفاق. ويصير الموهوب له بالخيار ان شاء دفع العوض واخذ الهبة وان شاء امسك الهبة ودفع قيمة يوم القبض. وقيل يوم الهلاك. وقيل اكثر ما كانت القيمة من يوم القبض الى يوم الهلاك. وقيل يوم الخصومة. وقيل يوم الاختيار. وقيل يوم الرجوع. وقيل يوم الاستحقاق. وقيل يوم الهبة. وقيل يوم الزيادة. وقيل يوم النقصان. وقيل يوم الزوال. وقيل يوم الرد. وقيل يوم الاسترداد. وقيل يوم الاستيفاء. وقيل يوم الاستهلاك. وقيل يوم الاستحقاق

[illegible] کہ [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

وَالْوَاهِبُ الزَّوْجَةَ فَلَوْ وَهَبَ ثُمَّ نَكَحَهَا رَجَعَ وَالْعَكْسُ لَا وَالْفَاقُ الْقَرَابَةُ

اور ہبہ سے عورت زوجیت ہے جدا کر دیتا ہے پس اگر ہبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو رجوع کر سکتا ہے نہ کہ اس کے عکس میں اور اتفاق ہے ہبہ میں قرابت

فَلَوْ وَهَبَ لِذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ بِهِ لَا يَرْجِعُ فِيهَا وَالْهِبَةُ الْهَلَاكُ فَقَطْ الْإِنْمَاءُ صَدَقَ وَاللَّهُ يَصِحُّ الرُّجُوعُ

پس اگر ہبہ کیا اپنے ذی رحم محرم کو تو رجوع نہیں کر سکتا ہے اور ہبہ سے مراد ہلاکت ہے پس اگر ہلاک کر دیا کسی نے ہلاکت کو تو تصدیق کیا جائے گا اور صحیح ہے رجوع کرنا اس کی

بِقَوْلِهِ أَوْ بِحُكْمِ الْحَاكِمِ عِنْدَ ثَلَاثِ الْمَوْهُوبَةُ وَاسْتَحَقَّهَا مُسْتَحِقٌّ وَضَمِنَ الْمَوْهُوبُ لَهُ

زبان سے یا حاکم کے حکم سے جبکہ ہبہ تین سے کم ہے پس اگر ہلاک ہو گئی موہوب تھی پھر اس کا کوئی مستحق نکل آیا اور اس نے موہوب لہ سے تاوان لیا

لَمْ يَرْجِعْ عَلَى الْوَاهِبِ بِمَا غَرِمَ وَالْهِبَةُ بِشَرْطِ الْعِوَضِ هِبَةٌ بِابْتِدَاءٍ فَيُشْتَرَطُ لَهَا الْقَبْضُ فِي الْمَجْلِسِ وَتَبْطُلُ

تو واہب سے نہ لے سکتا ہے جو تاوان میں اس نے بھرا ہے اور عوض کی شرط پر ہبہ ابتداء سے ہبہ ہے پس شرط ہے اس کے لئے قبضہ کرنا مجلس میں اور باطل ہو جاتا ہے

بِالشُّيُوعِ بَيْعٌ انْتَهَى قُبِّلَ بِالطِّيبِ وَجَبَرَ الزَّوْجَةَ وَتُؤْخَذُ بِالشُّفْعَةِ

شیوع سے بیع ہوتا ہے آخر کلام تک پس بوسہ لیا جا سکتا ہے طیب اور مہر زوجیت کے سبب سے اور جبر کیا جا سکتا ہے حق تک سے۔

تشریح لغت قولہ والواہب الخ واہب مرد ہے اور موہوبہ عورت ہے اور مراد بوقت ہبہ واہب و موہوبہ کے درمیان علاقہ زوجیت کا ہونا ہے۔ تو اگر کسی نے اپنی عورت کو کوئی چیز ہبہ کی پھر اس سے نکاح کر لیا تو رجوع نہیں کر سکتا ہے کیونکہ ہبہ کے حق سے زوجیت نہیں گئی ہے اور اگر اپنی بیوی کو کوئی چیز ہبہ کی پھر اس کو جدا کر دیا تو رجوع نہیں کر سکتا۔ فاقہ سے مراد قرابت محرمیت ہے۔ یعنی ایسی قرابت جس سے نکاح حرام ہو جائے تو اگر اپنے کسی ذی رحم محرم کو کوئی چیز ہبہ کی تو اس میں رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ صور کرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جب ہبہ ذی رحم محرم کے لئے ہو تو اس میں رجوع نہ کرے" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ہبہ کے منافع سے مراد ہلاک ہو جانا ہے کہ ہلاک ہو جانے کی صورت میں بھی واہب رجوع نہیں کر سکتا۔ رہا ہلاک موہوب کے سبب میں موہوب لہ کا تاوان معتبر ہوگا۔ یعنی اگر موہوب ہلاک ہو گیا اور موہوب لہ سے تاوان وصول ہو گیا تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔

قولہ والھبۃ بشرط العوض الخ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ابتداء ہبہ کے اعتبار سے ہبہ ہوتا ہے۔ لہذا بیع کے مقابلہ سے بیع ہوتا ہے قبضہ ہونے کے لئے مجلس پر قبضہ کرنا شرط ہوگا۔ اور اگر موہوب متصل القسمۃ تھی اور شائع ہونے قابل باقی ہو گا بیع ہونے کے لحاظ سے ہبہ فاسد ہو جائے گا اور مبیع واپس کی جائے گا اور اس میں شفیع کے لئے حق شفعہ بھی ثابت ہوگا امام زفر اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ابتداء انتہاء ہر دو اعتبار سے بیع ہے۔ کیونکہ ہبہ میں بیع کے معنی ہوتے ہیں یعنی تملیک بالعوض۔ اور عقود میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں دونوں جہتیں ہیں۔ ابتداء کے اعتبار سے ہبہ ہے اور منتہی کے اعتبار سے بیع تو حتی الامکان دونوں جہتوں پر عمل کیا جائے گا۔

فَصْلٌ وَمَنْ وَهَبَ لِابْنِهِ الْأَصْغَرِ أَوْ عَلَى أَنْ يُرَقِّيَهَا عَلَيْهِ أَوْ يُجَيِّلَهَا أَوْ يَسْتَوْسِقَهَا أَوْ ذَبَحَ عَلَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ

(فصل) جس نے بیٹے کو باندی ہبہ کی اس شرط پر کہ واپس کر دیگا اس کو یا آزاد کر دیگا یا ام ولد کر دیگا یا سکان اس شرط پر کہ واپس کر دیگا ایک

شَيْئًا بِنَهَا أَوْ بِعَوْضِهِ شَيْئًا مِنْهَا صَحَّتِ الْهِبَةُ وَبَطَلَ الِاسْتِبْنَاءُ وَالشَّرْطُ وَمَنْ قَالَ لِغَيْرِهِ إِذَا جَاءَ غَدٌ

اس کا کوئی حصہ یا عوض اس کے کچھ حصہ کا تو صحیح ہوگا ہبہ باطل ہوگا استثناء اور شرط جس نے کہا ہے مقروض ہے کہ جب کل ہوگا تو قرض

[illegible] لهو لكم او امت بري مة لو ن ذمت عي صفه لكم صفه او انت بري من الصفه التي قهو باطل [illegible] ي ہے یا تا ں سے بری ہے یا کہ [illegible] ہو جو ہ اور کوئی بری ہے وہ چیز جو ہے یا ں آپ سے بری ہے [illegible] ہے

وصح العمري لسكنى حال حياته ولو سه بغله وهي ان يعطى الرجل الرجل غلته [illegible] ہے عمرہ [illegible] ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کو [illegible] ہے یا کوئی [illegible] ہے کہ [illegible] ہے یا کوئی کہے اس کی [illegible] ہے

فاذا مات لزم عليه او الورثته ای ی ث فلك لهو مك ولعقبه كه [illegible] جب وہ مر جائے تو وہ [illegible] ہے کہ [illegible] ہے کہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

سوچنے کی تک ہو، اس کا ہے جس کو وہ پیالہ دھونے کے بعد اس کے اوپر ڈالنے کا حکم دے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جو چیز ظہور نجاست کی وجہ سے ضرور ہو، اس کے درمیان کی ہے وہ داخل ہوں ہی الاعظم ہی الاعظم لا۔ شارع نے ضیاع الی **ملک الوقف**۔

قولہ الاذا رقی طبع نجس۔ ہے کہ مالک یوں کہے "نظری لک رقبی" یعنی اس کو میں تجھ سے پہلے ہم جلاں تو پھر میرا ہے اور تجھ سے پہلے تو مر جائے تو میرا ہے۔ طرفین اور امام مالک کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں شرط ہے ایک امر کی موت کا منتظر رہتا ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عمری کو جائز رکھا ہے اور رقبی کو ورنہ سے منع فرمایا ہے جس کی حدیث **واعلم الله بحدث بعد ملک** ابو یوسف امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک رقبی جائز ہے۔ چونکہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص عمری کرے اس کا مالک وارث کی اور میت میں منتقل ہے اور رقبی سے کہ وہ شخص پہلے فوت ہو، اس کا طریقہ ہے۔

---

۱ صحیح مسلم ج ۲ ۲ ابو داؤد سجستانی طبع چہارم ۳ سنن ابو داؤد سنن ابی داؤد عمدۃ فی عمری والرقبی ص ۱۲

كتاب الإجارة

هو بيع منفعة معلومة بعوض غير مشروم وصح فيما صح ثمنا وصح الحرة

وہ بیچنا ہے معلوم نفع کا معلوم عوض کے بدلے میں اور صحیح ہے جس چیز کا ثمن بننا صحیح ہے اس کا اجرت بننا بھی صحیح ہے۔

تشریح الفاظ: قولہ کتاب الخ: تملیک اعیان بالعوض (بیع) کے احکام سے فراغت کے بعد تملیک منافع بالعوض (اجارہ) کے احکام بیان کرنا چاہتے اور ان کو اس لئے مقدم کیا ہے کہ اس میں تملیک اعیان ہوتی ہے اور فائی میں تملیک منافع اور اعیان منافع پر مقدم ہوتی ہیں بزازیہ میں ہے کہ اصل میں عوض نہیں ہوتا اور بدل ہونے اور مقدم ہونے میں تعارض ہے۔

قولہ ھو الخ: اجارہ کا اسم ہے اس میں مزدور کی کوشش میں سے کچھ حاصل ہونے کی خبر پر دلالت ہوئے اس کے کہ رید (عاد) بمعنی ہے اور کہا جاتا ہے اعظم اللہ اجرک "تجھ کو اللہ بدلہ عطا فرمائے" اصل میں اجر بدل (بالضم) کا مصدر ہے۔ بمعنی اجیر ہونا۔ لیکن اس کا استعمال اکثر ایجار مصدر کے معنی میں ہوتا ہے۔ اور اسم فاعل اس معنی میں نہیں آتا۔ (کذا فی الفرضی) جس اہل لغت کے نزدیک اجارہ اجارہ کے وزن پر مفاعلت سے ہے اس کے نزدیک مفاعلت فعل کے دو طرف سے ہونے پر اسم فاعل مواجر ہونے کا مقتضی ہے صاحب اساس نے اس کی تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اسم فاعل موجر ہے نہ کہ مواجر علامہ صاحب کشاف نے مقدمۃ الادب میں قیاس اجارہ کو باب افعال اور مفاعلہ دونوں سے مانا ہے۔ اجارہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے "ھو بیع منفعۃ معلومۃ بعوض معلوم" یعنی منفعت معلومہ کو عوض معلوم کے بدلے میں فروخت کرنا اجارہ کہلاتا ہے۔ عوض کا عوض ہونا غیر مالی۔ غیر مالی جیسے منافع منافات کی رہائش کو رکھنے والے کے عوض فروخت کرنا تعویض دینا جیسے کپڑوں اور دوسرے اسباب کا دینا لیا جیسے دواب ثیاب وغیرہ بھی جو عاریت اور نکاح اس سے خارج ہو گئے۔ کیونکہ ان میں عوض کے ساتھ منافع کی استیفاء ہوتی ہے نہ کہ ان کی تملیک۔

فائدہ: عقد کے لئے اس اجارہ کا معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ اس میں جہالت مفضیہ منازعت ہوتی ہے۔ جو جہالت مفضیہ منازعت نہیں ہوتی بلکہ اس کا وجود عدم میں ہوتا ہے اور عقد اجارہ کے وقت اس کی طرف تسلیم کی اضافت صحیح نہیں۔ لیکن قرآن و حدیث اس کی صحت کے شاہد ہیں۔ قال تعالیٰ "علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشرا فمن عندک" وقال تعالیٰ "ان ھاتین ابنتی ھاتین علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشرا فمن عندک" اور حدیث میں "اعطوا الاجیر اجرہ" منصور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "ہر مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدو" یہ آپ کا ارشاد ہے کہ "جب تم میں سے کوئی کسی کو مزدوری پر لے تو چاہئے کہ اس کو اس کی مزدوری بتادے" ان کے علاوہ اور بہت سی صحیح احادیث صحیحین وغیرہ میں موجود ہیں۔ جس سے اجارہ کی صحت اور اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

والمنفعة تعلم ببيان مدة كالسكني والزراعة فصح على مدة معلومة اي مدة كانت ولم يرد
اور منفعت معلوم ہو جاتی ہے مدت بیان کرنے سے جیسے رہائش اور کاشت پس صحیح ہے مدت معلومہ پر خواہ کوئی مدت ہو اور فاسد ہو جاتی ہے
في الاوقاف على ثلث سنين او بالنسبة كالاستيجار على صبغ الثوب وخياطته او بالاشارة
مدت اوقاف میں تین سال سے یا مثل کی نسبت کرنے سے جیسے اجارت پر لینا کپڑے کے رنگنے اور اس کی سلائی کے لئے یا اشارہ کرنے سے
كالاستيجار على نقل هذا الطعام الى كذا او بالاجرة لا تمسك بالعقد بل ينفسخ لو يقم عليه
جیسے اجرت پر اس غلہ کو فلاں جگہ پہنچانے کیلئے اور اجرت مشترک کیلئے ہوتی مگر عقد سے کہ اجرت دینے یا پیشگی دینے کا شرط کرنے
او بالاستيفاء او بالتمكين عنه وان عجب بثه سقط الاجرة
یا پورا قبضہ حاصل کرنے پر قادر ہونے سے پس اگر کپڑے پر رنگ چڑھ گیا تو اجرت ساقط ہو جائیگی۔

تشریح الفقہ: قولہ والمنفعة الخ صحت جائزہ کے لئے ضروری اور منفعت دونوں کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ مزدوری کے معلوم ہونے میں جو کوئی خفا نہیں البتہ منفعت کے معلوم ہونے میں قدرے خفا ہے اس لئے اس کو بیان کرتا ہے۔ منفعت معلوم ہو جاتی ہے تین طریقے ہیں اول یہ کہ مدت بیان کر دی جائے کہ اتنی مدت سے عقد ہو۔ منفعت کا معلوم ہو جانا ایک لازمی بات ہے۔ خشر طیکہ منفعت متفاوت نہ ہوتا الا ماورا میں بیان ہوگا۔ مدت کتنی مدت تک رہائش کیلئے ہے اور مدت میں کے جانور میں سے بیان کر دیا کہ اتنی مدت تک کاشت کے لئے ہے تو مدت کم ہو۔ اتنا تو بھی معین کی جائے اجارہ صحیح ہو جائیگا لیکن اوقاف میں اجارہ طویلہ تین سال سے زائد تک پر جائز نہیں تاکہ متولی کا کوئی نہ کر بیٹھے۔ هو المختار للفتوى كما في الهداية۔

قولہ او بالنسبة الخ یا ایسے کام سے کہ اس عمل کے لئے اجرت مطلوب ہے۔ جیسے کپڑے رنگنا، سلائی کرنا، کپڑوں یا جانور کی سواری یا اس پر لادنا وغیرہ کہ اس سے بھی منفعت معلوم ہو جاتی ہے جیسے کہ ہر ایک طرف ہے کہ اس میں مدت بیان نہیں کی گئی ہے مگر اس کے رنگ کو بیان کر دیا کہ سرخ معلوم ہے یا سلائی میں دو دانت کی قسم بیان کر دیا جو معلوم ہے تو منفعت معلوم ہو گئی۔ سوائے یہ کہ اس کی طرف اشارہ کر دے کہ یہ کپڑا فلاں جگہ تک پہنچا دینا ہے کیونکہ جب اس چیز کو دیکھ لیا اور پہچان بھی لیا تو منفعت معلوم ہو گئی بلکہ اشارہ مدت سے بڑھ جائیگا

قولہ والاجرة الخ اجرت یہاں بھی عقد سے واجب ہونے کا اتفاق نہیں ہوتا (امام شافعی کے یہاں ہو جاتا ہے) کیونکہ حکم عقد وجود منفعت کے بعد ظاہر ہوتا ہے اور ابھی وہ منفعت موجود نہیں ہوئی تو نفس عقد سے مستحق اجرت ہونے کے کوئی معنی ہی نہیں اس لئے اجرت اس کو کب ملے گی اس میں چند امور میں سے کوئی ایک ہے۔ (۱) استیفاء المعقود علیہ یعنی پورا قبضہ حاصل ہونے سے اجرت واجب ہو جاتی ہے۔ اس معنی کہ مستاجر واپس نہیں لے سکتا۔ (۲) اجرت پیشگی دینے کی شرط ہو اس سے بھی اجرت واجب ہو جاتی ہے کیونکہ شرط ملک کا متناع متحقق ہو جاتا ہے۔ (۳) استیفاء المعقود علیہ یعنی مستاجر پوری منفعت حاصل کر چکے اس سے بھی اجرت کا استحقاق ہو جاتا ہے کیونکہ وہ عقد عاوضہ ہے اور ان دونوں میں مساوات متحقق ہونی واجب ہو جاتی ہے۔ (۴) مستاجر پوری منفعت حاصل کرنے پر قادر ہو جائے کیونکہ کسی شی پر قدرت جیسے اس شی کے قائم مقام ہوتی ہے تو گویا مستاجر نے پورا نفع حاصل کر لیا۔ پھر اگر مستاجر کے پاس سے وہ چیز غصب کر لی گئی تو اجرت ساقط ہو جائیگی کیونکہ ممکن ذکر فوت ہو گیا۔

ولزيت الدهن والأرز على طلب الأجير كل يوم وللجمال كل مرحلة وللقصار والخياط بعد فطع كل عمله

اجرت مقرر کرنے کے بعد اجیر کو اختیار ہے کہ ہر روز یا ہر منزل یا ہر کام کے بعد اجرت طلب کرے

ويستحق بعد اخراج الخبز من التنور قبل اخرجه فاخرق فله الاجر ولا ضمان

روٹی پکنے کے بعد تنور سے نکالنے سے پہلے اگر تنور گر پڑے تو اجیر کو اجرت ملے گی اور اس پر ضمان نہیں

ويضطاع بعد الغرف وليس عند الاقامة ومن تعمله الزبد في اللبن كذلك والقصار

یعنی روٹی پکانے والا اور کپڑا دھونے والا اجرت کا مستحق ہوگا جب کہ وہ روٹی کو تنور سے نکال لے اور کپڑا دھو کر نچوڑ لے اور مکھن نکالنے والا اجرت کا مستحق ہوگا جب کہ وہ مکھن کو دودھ سے الگ کر لے اور دھونے والا اجرت کا مستحق ہوگا جب کہ وہ کپڑا دھو کر نچوڑ لے

يخشها للاجر فان حبس فضاع لا ضمان ولا اجر ومن لا اثر لعمله

یعنی روٹی پکانے والا اجرت کا مستحق ہوگا جب کہ وہ روٹی کو تنور سے نکال لے اور دھونے والا اجرت کا مستحق ہوگا جب کہ وہ کپڑا دھو کر نچوڑ لے

كالحمال والملاح لايستحق بالاجر ولا يستحق غيره ان شرط عمله بنفسه وان اطلق

جیسے اجیر مشترک والا کہ وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا اپنے علاوہ دوسرے کے عمل کرنے کی شرط لگانے سے اور ملاح کہ وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا اپنے علاوہ دوسرے کے عمل کرنے کی شرط لگانے سے اور مطلق ہو

له ان يستاجر غيره وان استاجره فمات فجاء بمن يقضيهم فجاء بمن بقي فله اجر ذ

تو اجیر کو اختیار ہے کہ دوسرے کو اجیر بنا لے اور اگر اجیر بنایا ہو اور وہ مر گیا ہو تو اجیر کو اختیار ہے کہ جو باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے دوسرے کو اجیر بنا لے اور اگر اجیر بنایا ہو اور وہ مر گیا ہو تو اجیر کو اختیار ہے کہ جو باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے دوسرے کو اجیر بنا لے

بحسابه ولا اجر لحامل الكتاب للجواب ولا لحامل الطعام الى رفقه فلصاحب

اگر صاحب نے اجیر کو حساب کے لئے بھیجا ہو تو اجیر کو اجرت ملے گی اور اگر صاحب نے اجیر کو جواب لانے کے لئے بھیجا ہو تو اجیر کو اجرت نہیں ملے گی اور اگر صاحب نے اجیر کو کھانا لانے کے لئے بھیجا ہو تو اجیر کو اجرت نہیں ملے گی اور اگر صاحب نے اجیر کو کھانا لانے کے لئے بھیجا ہو تو اجیر کو اجرت نہیں ملے گی

دکان اجارہ کی تفصیل

توضیح اللغات دکان سامان رکھنے کی جگہ کو کہتے ہیں خیاط درزی کو کہتے ہیں پڑھائی اور پڑھانے کی اجرت کو کہتے ہیں اور اجیر مشترک اس کو کہتے ہیں جو ہر ایک سے کام کرتا ہو جیسے دھوبی درزی وغیرہ

تشریح اللغات قولہ ويرتب الخ اگر عقد اجارہ میں تعیین نہ ہو کہ اجیر کو کتنی مدت تک کام کرنا ہے تو موجر ہر روز یا ہر مہینہ یا ہر کام کے بعد اجرت طلب کر سکتا ہے اس طریق کو اس لئے مرتب کیا ہے کہ طلب اجرت کا حق دار ہے کیونکہ ہر روز کی کمائی اور ہر منزل کی مسافت طے کرنا مقابل مقصود ہے اور مدت اجرتی منقضت ہو چکا تمام اصحاب نے اس کے قائل تھے کہ انقضاء مدت اجارہ سے پیشتر مطالبہ کا حق نہیں۔ امام زفر اس کے قائل نہیں لیکن ہماری دلیل یہ ہے کہ منفعت سازی اجرت کا مطالبہ اس وقت کریں گے جب وہ حاصل ہو جائیں یعنی دھونی کپڑا دھو چکے اور درزی سی چکے یہ اس وقت ہوگا جب کہ کام سے فارغ ہو جائیں گے اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ کام کی تکمیل ہو جائے اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ کام کی تکمیل ہو جائے اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ کام کی تکمیل ہو جائے

قولہ ومن تعمله الخ جس اجیر کے کام کا اثر عین میں موجود ہو جیسے رنگریز دھوبی وغیرہ یا جیسے اجیر مزدوری وصول کرنے کیلئے شئی کو روک سکتا ہے کیونکہ متعلق علیہ دو حصہ ہے جو اجیر میں قائم ہے تو اجیر استیفاء بدل کے لئے روک سکتا ہے اور اگر روکنے کے بعد وہ شئی ہلاک ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک ضمان نہ ہوگا کیونکہ اس کی طرف سے کوئی تعدی نہیں پائی

کی تو جیسے دعوی پہلے ثابت تھی ایسے ہی باقی رہی لیکن اجیر کو اجرت نہ ملے گی۔ کیونکہ معقود علیہ قبل از تسلیم ہلاک ہوا یا ناقص ہونے کے بارے میں دو سے پہلے مضمون تھی تو مرنے کے بعد بھی مضمون ہوئی البتہ مالک کا تصرف ہونا جانب شتی کی وجہ سے ساقط ہوا اس لئے عمل سے پہلے بھی اور اجرت مسمیٰ ہونے کی صورت میں قیمت کا اداں حوالہ کے بعد بھی مزدور کی طرف سے اور اس اجیر نے کام کا ذمہ لیا ہو جیسے سوداں وغیرہ یا اسے اجیر مشترک کہتے ہیں کیونکہ یہاں تو وہ طے میں عمل ہے نہ زمین شی کے ساتھ کام کرنا اس کو روکنا اجیر منفرد ہے۔

قولہ یعنی بہ الخ کیونکہ کرنے والے عمل معقود علیہ کو پورا کیا ہے تو وہ اس عوض کا مستحق ہوگا تحریر اس وقت سے جب اجیر کو اہل وعیال کی وجہ سے پہلے علم ہو کہ وہ اس پابند ہے اجرت پوری اجرت ہوگی۔

قولہ ولا اجر لملتقط الخ جیسے عمر کو اجرت پر لیا اس کا بچہ عمر کے پاس سے پڑا ہوا اس کا جوتا لے کر آئے۔ عمر بکر کے پاس پہنچا تو بکر نے اس لئے کچھ نہ دیا کہ وہ واپس لے لیا تو ملتقط کو کچھ اجرت نہ ملے گی۔ لاہور سے ملتان تک ایک صرف جانے کی اجرت ملے گی اور کسی کو کھانا پہنچانے کے لئے اجرت پر لیا اور مرسل علیہ کے فوت ہونے کی وجہ سے کھانا واپس لے آیا تو بالاتفاق اجرت نہ ملے گی۔ وجہ فرق یہ ہے کہ جس چیز کے جانے میں کسی قسم کی مشقت نہ ہو جیسے اناج بارباں یا غلام سمال اور ایسی چیز میں عام طور سے کہ ایک معقود علیہ قبض صحیح حاصل ہوتا ہے اور وہ پایا گیا لہذا جو شخص اجرت لے گا اور اس چیز کے جانے میں مشقت ہو جیسے طعام وغیرہ ان میں معقود علیہ مرسل علیہ تک اس چیز کو پہنچانا ہوتا ہے اور وہ پایا نہیں گیا۔ بخلاف جنس کرائے کے کہ وہاں معقود علیہ دونوں صورتوں میں مرسل علیہ تک اس چیز کو پہنچانا ہے

باب مایجوز من الاجارۃ وما یکون خلافا فیھا

باب اجارہ کی ان قسموں کے بیان میں جو جائز ہیں اور جن میں اختلاف ہے۔

صح اجارۃ الدور والحوانیت بلا بیان ما تعمل فیھا وله ان یعمل فیھا کل شیء الا انه لا یسکن حدادا

صح ہے کرایہ پر دکانوں کا اور دوکانوں کا بغیر بیان کے کہ اس میں کیا چیز بنائے گا اور کرایہ دار کو ہے کہ جس چیز کا چاہے اس کے کرنے میں مگر لوہار کا کام کرنا اور

او قصارا او حدادا او طحانا او مرادی للرؤ عدا ان بین ما یقرع فیه او قال عسی ان یزرع

اور دھوبی کا کام کرنا یا پیسنے والے کا اور چکی کا یا مرغی کا پنجرہ کہ اس میں مرغیاں رکھے اگر جس چیز کو جس کی کیفیت بیان نہیں کی ہے کہ وہ ہے

حنطة او شعیرا والمعروف ان فعلت الحنطة فعلها وسلمها فارغة الا ان یشرط ان یطرح قبله معلوم

گیہوں یا جو اور عادت یہ ہے اور رکھنے لگے کیلئے تو رکھ جائے یہ تو اجیر کے ذمہ ہے اور جو عادت کے خلاف ہو [illegible] کیلئے تو [illegible]

او یسمکة او یرعی بقره فیکون له والشجر هدرا والزرع لها

[illegible] مچھلی یا [illegible] بیت [illegible] تو [illegible]

توضیح المتن: دار جمع حانوت بیع دوکان حدادا لوہار طحانا آٹا پیسنے والا قصار دھوبی مرادی مچھلی پکڑنے والا

تشریح المتن: قولہ صح اس لئے کہ ان چیزوں کا اجارہ صحیح ہے اور کام ایسا نہیں ہے جس سے مکان کو نقصان پہنچے مگر یہ استثناء [illegible]

عه الاثر هو الاخر اخرجه ابن ابی شیبة كذا في هو معزی في معلق الصحیح للشیخ عبد الحق [illegible]

وَلَوْ طَلَعَتْ كَالشَّجَرَةِ وَالزَّرْعُ مُدْرِكٌ بِاخْتِيَارِ الْمُشْتَرِي لَمْ يَشْتَرِكْ وَالْبَائِعُ لِلثَّمَرَةِ

وَيَحْمِلُ وَالثَّوْبُ لِلْبَائِعِ لِأَنَّ الْأَصْلَ لَهُ وَلَيْسَ مِنْ سَمَاءِ الْبَيْعِ وَلَا قَصْدَ بِالْكِبْرِ وَ

لَا يَبْقَى لِلْحَالِّ ضَمِنَ وَمِثْلُهُ مَا يَخْتَلِفُ بِالْمُسْتَقْبَلِ وَمَا لَا يَخْتَلِفُ بِهِ

بِقَلْبِهَا قَلْبِهَا كَمَا لَوْ شَرَطَ سَقْيَهَا وَاجِبٌ لَهُ بِسَقْيِ غَيْرِهِ وَإِنْ صَحَّ بَيْعٌ وَفَسَدَ شَرْطٌ

لَهُ حَتَّى يَبْلُغَ وَاخْتَلَفَ لَا بِضَرَرٍ كَصَلَاحِ وَلَوْ عَفَتْ بِالْإِرْتِفَاقِ صَحَّ لِلْمُشْتَرِي وَلَا عَلَى

تُسَمَّى عَادَةً وَبِالْمَرْعَى وَالْحَشِيشِ وَبِالْكَافِرِ وَالْإِسْرَاجِ بِمَا لَا يُسْرَجُ بِهِ

وَسُلُوكٍ طَرِيقٍ غَيْرِ مُعْتَادَةٍ وَبِدُخُولِهِ فِي سَفَرِ الْكُلِّ وَإِنْ مَنَعَ لَهُ لَا لِغَيْرِ

رُجُوعٍ عَلَيْهِ وَلَا بِالْغَرْسِ وَالْبِنَاءِ وَلَا نَقْضَ وَلَا

وَيُحِيطُ عَلَى وَبِغَيْرِ نَقْصٍ لِبَيْعِهِ وَلَهُ بِهِ وَلِلْبَائِعِ وَدَفْعُ مَا عَلَيْهِ

توضیح اللغات: قطع الحشیش رہنا پست (ایک قسم کا چارہ ہے) یدرک کھیتی پک جائے حتی راس حشیت ہلاک ہو جائے اور بات اپنے پیچھے دوسرے کو سپرد کرنا آج کا کام کل پر چھوڑنا مرتع چرنے کا کاف بالان پاندھنا اسراج زین کسنا۔

تشریح اللفظ قولہ والقرطمۃ الخ ایک قسم کا زرد چارہ جس کو ہندی میں برسیم کہتے ہیں یہ ایک سو کا برابر ہوتا ہے کیونکہ اس کی جڑیں زمین میں عرصہ تک رہتی ہیں اس کا حکم وہ شے کا سا ہے۔ یعنی مستاجر کے لئے اس گھاس کا کاٹنا اور خالی زمین مالک کے حوالے کرنا لازم ہے۔ اس واسطے کہ جب وقت کوئی انتہاء ہوئی اور مدت کے شکل ہوگئی تو مدت ہو جانے کے بعد اس کی کٹائی ضروری ہے۔ بخلاف کھیتی کے کہ مدت چاہے ختم ہو جائے اور کھیتی کرنے کا وقت نہ آئے تو مستاجر کو کھیتی کاٹنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ کٹنے کے وقت تک مہلت دیجائے گی۔ اور یہ اس وقت ہے کہ جب مالک نے کوئی عذر پیش نہ کیا ہو۔ ورنہ مستاجر کو مجبور کیا جائے گا۔

قولہ وان سمی الخ ایک شخص نے کوئی جانور کرایہ پر لیا اور اس پر بوجھ لادے گا اس کی قسم اور مقدار بیان کر دی مثلاً یہ کہ دو من گیہوں لادے گا۔ تو وہ اس پر گیہوں کے سوا کوئی چیز مثلاً دو من جو لاد سکتا ہے۔ اسی طرح جو اس سے ہلکی ہو جیسے تل وغیرہ وہ بھی دو من لاد سکتا ہے لیکن جو چیز گیہوں سے بڑھ کر ہو مثلاً دو من لوہا نہیں لاد سکتا جیسے جو لادنے سے مالک کو ضرر نہیں کیونکہ وہ جو اس سے اٹھ نہیں سکتا ہے۔

قولہ وان عین الخ اگر مستاجر نے یا مالک بھیجنے سے پہلے ہلاک ہو گئی تو امام صاحب کے نزدیک مستاجر پر کل قیمت کا تاوان آئے گا۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے کوئی زیادتی نہیں کی اور اس طرح ہلاک ہوئی جو معتاد عرف کے خلاف ہے تو تاوان لازم نہ ہوگا۔ صرف تفاوت کا ضمان دینا ہوگا۔ یہی فتویٰ ہے۔ ہدایہ النہایہ میں تتمہ کے حوالے سے منقول ہے کہ امام صاحب نے بھی اسی کی طرف رجوع کر لیا۔

باب الأحجار النفيسة

غیر حاضر کیونکہ جب کل کل دن کی چیز ہو تو اکثر لوگوں کی حاجات ہوتی ہیں اس کے عوض پر عمل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جہالت اور اجارہ کی طرف منسوب ہو جاتا ہے اور یہ جہالت معلوم ہے تو عوض ایک دن مہینے میں طے ہو گا۔ پھر جس مہینے کے شروع میں مت جو طوری پر ظہر ہے گا اس میں بھی اجارہ صحیح ہو جائے گا کیونکہ حضرت کی حاجت لوگوں کی رفع منفعت پر ہوتی ہے۔ ہاں اگر دو کامل مہینے بیان کرے تو سب طے نہ ہو گا۔ کیونکہ کل مدت معلوم نہ ہوئی جس طرح آدھا سوں بھر کے لئے راہ پر لے اور اس پر بھرا رہا کر لیا کرے۔ کہ کب تک کی صحیح ہوگا۔ کیونکہ یہ جہالت اصلی مفسد بیان کے بعد بھی مفسد ہو گی۔

قولہ و بطلہ الخ موت سے باطل ہو جائے گی اور مستاجر کو لینے سے پہلے اگر چوری ہو جائے تو اجارہ فسخ ہو جائے گا اور اگر ٹوٹ جائے تو اختیار ہو گا اور اگر مستاجر نے اس کو اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا تو اجارہ فسخ نہ ہو گا اور اس کے ذمہ اس کی قیمت ہو گی

کو قرآن پڑھنا اور اس کی دروس دینا۔ "الاختیار" میں ہے: وان الصامت فرماتے ہیں کہ کسی نے مجھ سے چند مسئلوں کو آپ پڑھا ان میں سے ایک مسئلہ کے متعلق میں نے تجھ سے یہ ایک سال سے سیکھا ہے کہ یہ مالی نہیں ہے میں اس پر اپنے کام کو ترک نہیں کروں گا اس کے متعلق یہ حکایت روایت کی ہے آپ نے فرمایا اگر کوئی یہ کہے کہ وقف منقولی جیسی کتابیں قابل خرید و فروخت کے قبول کرنے کے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خلافت اور ظالمات پر اجرت لینا جائز نہیں ہے" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز نہیں کہتے تعلیم قرآن کو امور دینیہ کا حکم ہے کہ اس کے لئے اجرت نہ لی جائے جیسے نماز روزہ وغیرہ ہیں آپ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بہت ام سلیم کے ساتھ ان کے اسلام پر نکاح ہوا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر ہے یہ ہے کہ ان کی بیوی نے آپ سے خلافت لی تھی اور کہا تھا کہ خلافت میں لینا جائز ہے بہتر ہے کہ ان کی بیوی نے ان کو اس سے ان کی مہمان داری نہیں لی تھی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "ولقد اضحکت کم فلم تصنعوا" ملا واعظین رقیہ ہمارے بھی کہ اقرب کشف ان یضحک الله الاجرة علیها

قولہ والفتوی الخ اصول میں کے خلاف ہے "ظالمات پر اجرت لینا جائز نہیں جیسا کہ اوپر گذرا۔ والفتوی الخ کل فتوی کی ہے کہ قول امام ہے تعلیم قرآن تعلیم فقہ وغیرہ پر اجرت لینے کے متاخرین کے۔ متقدمین اول تو تعلیم کو بات ہی نہیں جانتے تھے دوسرے اگر جانتے تھے تو یہ کہ یہ امور دینی ہیں ان پر اجرت لینا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی دے بھی تو اس کو نہ لینا چاہیے اور اس کی اجارہ نہ کرنا چاہیے تو فتوی ہے قرآن کے سلسلہ تعلیم اور تعلیم فقہ کتاب سنت پر اور متاخرین مشائخ نے اس وقت کے حسن قرائن سے اور اس پر فتوی دے دیا (ماخوذ از شرح وقایہ)

قولہ وعند الخ امام صاحب کے نزدیک مشائخ یعنی مشروب چیزیں جو کہ کھانے کی نہیں ہیں خواہ مختلط بالقسیہ اشیاء ہیں جیسے سالن نمبر غیر مختلط بالقسیہ ہیں جیسے روغن وغیرہ۔ اور اگر ایک ثلث سے زیادہ ہیں ہے۔ صاحبین نے کہا کہ ایک کل الاقل ہے امام اعظم رحمہ اللہ سے مشائخ کی تین شرطیں ہیں۔ کذا فی الدر وغیرہ۔ مصنف پر شرح میں اختصار ہوئی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اجارہ کا عقد نہیں ہوتا۔ یعنی حکماً نہ ہوگا۔ اور شرح میں یہ مقصود نہیں کیونکہ یہ مسلم ہے۔

وصح استیجار الظئر مدة معلومة وطعامها وكسوتها ولا يصح بزجها بمن وعليه قال خبئت او مرضت فسقت وعليها اصلاح طعام الصبي قال وعلمه بغير شاة فلا اجر له ولو دفع غزلا ليحيكه

بیمنه او استاجر ليحمل طعامه بشيء معلوم حمله او بكيزه كذا اليوم مذهبهم لو يحمل استاجر فضاعفي يكفيها ويرضعه ويصلحه ويربيه ويغسله ويوضئه صح ان سرط ان يكفيها ويكفي

ولد ہے اس کی ماں کو اجرت پر لینا۔ تو اس میں سے ماں کے لئے اس کے بچہ کے لئے اجرت دینا جائز ہے۔ اور اگر دودھ پلانے کی اجرت نہ ہو تو اس کے لئے

بهاوه ازرقها او بورعها بورقعة رجل سوی لا کاجاره الشکی بالشکی
[illegible]

وان الشجرة تحمل طعاما فباعها قبل ان يطعم او الزرع قبل ان يستحصد فان استحصد جاز
[illegible]

ولو هلك قبله بورقها او اتى عليها بورق فزرعها ومضى الاجل قبل المسمى وان استحصد
[illegible]

جمازا الى مكة وقبله يعلم ما يحمل فحمل ما يحمل الناس فقط ثم بقي
[illegible]

وان مع مكة الله المسمى فان تساوا قبل التزوج والحصن مصب الاجرة وقعا لمساد
[illegible]

باب فاسد کے باقی احکام

توضیح اللغات: خطر: پانی کا ایسا جوہڑ جو بارش کے پانی سے بھر جاتا ہے۔ مستقی: پانی۔ بورق: بوجھ۔ بورقعة: بوجھ۔ بورعها: بوجھ۔ بورقها: بوجھ۔ بورق: بوجھ۔ بورقها: بوجھ۔ بورق: بوجھ۔ بورقها: بوجھ۔ بورق

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

باب ضمان الاجير

باب اجیر مشترک کے ضمان کے بیان میں

لاجير المشترك من تعمل لغير واحد ولا يستحق الاجر حتى يعمل كالقصار والصباغ في عمله

اجیر مشترک وہ ہے جو ایک ہی شخص کے لئے کام نہ کرے اور اجرت کا مستحق نہ ہو جب تک کام نہ کر لے جیسے دھوبی اور رنگریز اپنے کام کے

غير مضمون عليه هلاك ما لا صنع لعمله كتخريق الثوب من دقه وزلق الحمال

ضامن نہیں ہوتے ہلاکت کے جس میں ان کے عمل کا دخل نہ ہو جیسے پھٹ جانا کپڑے کا دھوبی کے کوٹنے سے اور پھسل جانا

والغلام حتى مثله ويعمل وغرق السفينة في مده مضمون ولا يضمن ما ينكسر من

بوجھ کا قلی کے اور ڈوب جانا کشتی کا ملاح کے کھینچنے سے ضامن ہوتے ہیں اس سے جو ان سے ہلاک ہو اور نہ ضامن ہوں گے جو ٹوٹ جائے

في الطريق بسبب مشتمل فيه من مكاره حبسه ولا اثره أو في موضع الكسر وغيره بحسابه

راستہ میں بسبب اس کے مشتمل ہونے ناگوار حبس کے اور نہ اس کے اثر سے یا توڑنے کی جگہ میں اور دوسری جگہ میں اسی حساب سے

ولا يضمن حفاظ ولا مراع ولا قصاد ان لم يتعد الموضع المعتاد ويضمن المستحق الاجر

اور نہ ضامن ہوں گے محافظ اور چرواہے اور قصد کرنے والے اگر تجاوز نہ کریں معتاد موضع سے اور ضامن ہوں گے مستحق اجر

بسليم نصبه في المرعى وان لم يعمل كمن استؤجر شهرا للخدمة

سالم کو جس کو نوکر رکھا ہے چرواہے نے چراگاہ میں گو اس نے کام نہ کیا ہو جیسے کسی کو نوکر رکھا ہو مہینہ بھر خدمت کے لئے

وبرعي غنم ولا يضمن ما تلف في يده او غصبه

اور چرانے کی بکریوں کا اور ضامن نہ ہوگا جو تلف ہو جائے اس کے ہاتھ سے یا غصب کر لیا جائے اس سے

توضیح اللغۃ: قصار دھوبی، صباغ رنگریز، حمال بوجھ اٹھانے والا، زلق پھسلنا، مراع چرواہا، قصاد قصد کرنے والا، مستحق اجر جس کو اجرت ملنی ہو۔

تشریح الفقہ: قولہ لاجير الخ اجیر کی دو قسمیں ہیں اجیر مشترک اور اجیر خاص۔ اجیر مشترک وہ ہے جو کسی ایک شخص کے لئے کام نہ کرے بلکہ عام لوگوں کے لئے کام کرے جیسے دھوبی، رنگریز، قصار، صباغ، حمال، ملاح وغیرہ۔ اجیر خاص وہ ہے جو کسی ایک شخص کے لئے کام کرے جیسے نوکر، خادم، چرواہا وغیرہ۔ اجیر مشترک کے ضمان کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اجیر مشترک امین ہے اگر اس کے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اجیر مشترک ضامن ہے اگر اس کے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ اجیر مشترک کے ہاتھ میں لوگوں کے اموال ہوتے ہیں اور لوگوں کے اموال کی حفاظت کرنا ضروری ہے اور اجیر مشترک کے ضامن نہ ہونے کی صورت میں لوگوں کے اموال کی حفاظت کرنا ضروری نہیں ہوگا۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ اجیر مشترک کے ضامن ہونے کی صورت میں لوگوں کے اموال کی حفاظت کرنا ضروری نہیں ہوگا۔ اجیر مشترک کے ضامن ہونے کی صورت میں لوگوں کے اموال کی حفاظت کرنا ضروری نہیں ہوگا۔

---

۱ کذا في حاشية صدر الافاضل وفيه ان يعمل يقتضي بالحال

قولہ والصناع الخ صناع اجیر مشترک ہے یعنی جو چیز بنانے کا کام کرے جیسا کہ درزی اور کپڑا سینے والا اور جوتا بنانے والا وغیرہ۔ اس کے برعکس اجیر خاص ہے جو ایک وقت معین تک کام کرنے کے لیے اور کسی کا نوکر ہو جائے۔ اس کو اجیر خاص اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی منفعت اس کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے یعنی اس کے علاوہ کسی اور کو اس سے منفعت حاصل نہیں ہو سکتی اور اجیر مشترک کو اجیر عام بھی کہتے ہیں۔ اجیر مشترک کی منفعت عام ہوتی ہے یعنی اس کی منفعت ایک شخص کے ساتھ خاص نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر ایک کو کام کر کے دیتا ہے۔ اجیر مشترک کو صناع اس لیے کہتے ہیں کہ صنعت کا معنی ہے کام کرنا اور اجیر مشترک کام کرنے والا ہوتا ہے۔ اجیر مشترک کو اجیر مطلق بھی کہتے ہیں۔ (کفایہ) امام صاحب فرماتے ہیں کہ اجیر مشترک کے پاس شئی امانت ہے کیونکہ اس کو شئی حوالہ کرنے سے قبضہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور امانت میں ضمان نہیں ہوتا۔ وبہ یقول مالک والشافعی واحمد (اعلاء السنن علی ہامشہ)

قولہ وما تلف الخ اجیر مشترک کے عمل سے تلف ہونے والی چیز کا ضامن ہوگا جیسے کپڑوں کے دھونے سے کپڑا پھٹ جائے یا جلانے سے جل جائے یا جس برتن سے پانی بھرنے کے لئے دیا ہو وہ ٹوٹ جائے۔ سامان سرخ ہو جائے یا ملائم کے بجائے کھردرا ہو جائے یا کسی وجہ سے ناقص ہو جائے تو ان سب صورتوں میں اجیر مشترک ضامن ہوگا۔ امام شافعی، امام مالک، امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک ضامن ہوگا کیونکہ عمل کا عمل مالک کی ملک میں ہوتا ہے اس لیے یہ ضائع ہونا بھی اسی کی طرف راجع ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ منفعت اور ذمہ داری عمل ہونا عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ عمل صانع ہے۔ کیونکہ عمل صانع کے فعل سے ہوتا ہے۔ اس لیے ضمان بھی صانع پر ہوگا۔ کیونکہ عمل صانع کے فعل سے ہوتا ہے۔

قولہ قال الحکم الخ حکم نخعی رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر مزدور ضامن ہوگا تو مالک کو اختیار ہے چاہے مزدور سے اس قیمت کا ضمان لے جو قیمت مذکورہ کپڑے کی مکمل ہونے اور مزدوری نہ دے اور چاہے وہاں کی قیمت لے جہاں مذکورہ کپڑا سلنے سے پہلے تھا اور مزدوری سے اس کے حساب سے اس کو مزدوری نہ دے۔ نص جہاں تک ان لفظوں کے ہے کہ مزدور اجیر مشترک ہے جس کے عمل سے مال ضائع ہوا ہے اس کا اختلاف ہے کہ یہاں مختلف میں ملک یہ کہتا ہے کہ مزدور کاریگر ہے اور ہم احناف کہتے ہیں کہ مزدور امین ہے اس لیے کہ مزدور کا عمل مالک کی ملک میں ہوتا ہے اور ضائع ہونا بھی اسی کی طرف راجع ہوگا۔ دوسرے یہ کہ مزدور کا عمل اس کی ملک میں آتا ہے اور ابتداء سے تعدی نہیں ہوتی۔ بلکہ ضائع کرنے کے بعد ہوئی فیصل علی ذلک الوجہین ۔

قولہ والخاص الخ اجیر خاص جو کہ مدت معینہ میں اپنی ذات کو سپرد کر دینے سے اجرت کا مستحق ہوتا ہے خواہ اس سے مالک نے کام لیا ہو یا نہ لیا ہو جیسا کہ فصل میں کوئی مالک خدمت کیلئے کاریگر پر رکھے تو کہہ سکتا ہے کہ میرا کام نہیں کیا اس لیے تنخواہ نہیں دوں گا۔ کیونکہ ہمارا حکم یہ ہے کہ گھر کے پاس سے یا گھر سے کوئی مالک ہو جائے تو مدت میں سمجھا

محمد عبد الحق غازی

باب الاجرۃ علی احد الشرطین

باب کسی ایک شرط پر اجرت طے کرنے کے بیان میں

وصح توديته الاجر بتوديته	عمله في الثوب بوعا	ورصغا في الاثر					
صحیح ہے اجرت کی ادائیگی عمل کی ادائیگی سے پہلے کپڑے میں رنگ کے لحاظ سے اور زائد کے اعتبار سے اثر میں							
وفي القصار	والصبغ	والذابغ	مسافة	وحملا			
اور دھلائی میں اور رنگنے میں اور چمڑی میں مسافت اور بوجھ کے اعتبار سے							

تشریح المتن قولہ وصح الخ عمل میں تاخیر کیساتھ اجرت کی تاخیر صحیح ہے مثلاً سلائی جو مزدوری ہے کہے کہ اگر تو قبا سی دے تو میں

ہے تو اجرت ایک درہم ہوگی۔ دونوں نے طریق ہے تو اجرت دو درہم ہوگی۔ امام قدوری نے فرمایا کہ ہر ایک صحیح نہیں کیونکہ مقدار مدت کی جہالت سے جہالت لازم آتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس نے مختلف اور صحیح مقدروں میں سے کسی ایک اختیار دیدیا اور اجرت مجلس میں واجب ہوتی ہے۔ تو مجلس کے وقت اجرت متعین ہو جائے گی۔ وہ جہالت جاتی رہے گی۔ وہ جہالت ہے کہ کسی کو اختیار نہیں دیا گیا۔ اسی طرح تو بھی اجرت کی زیادتی صحیح ہے۔ جیسے مسئلہ یوں ہے کہ کرتا سینے کی ہے تو ایک درہم ملے گا اور کل ہے تو نصف درہم ملے گا۔ اب اگر دو سوئی دی اور ایک درہم ملے گا اور کپڑا دیا تو دو درہم ملیں گے تو اس صورت کے مثل ملے گی کہ ہر سوئی نہیں اجرت مثل نصف درہم ہے اور دوسری کے نزدیک دونوں شرطیں جائز ہیں۔ کیونکہ آج سے تو ایک درہم ملے گا اور کل سے تو نصف درہم۔ یا موزہ اور ٹوپی سینے کے نزدیک دونوں شرطیں جائز ہیں۔ کیونکہ ٹوپی ملانا معتاد ہے جس کے مقابلہ میں اجرت مثل بغیر تفاوت ملتی ہے تو جہالت زائل ہو جاتی ہے کہ کہہ دیا کہ اگر ٹوپی سے تو نصف درہم ہے اور اگر موزہ سے تو ایک درہم ہے۔ صاحبین یہ کہتے ہیں کہ اگر دونوں کو قیمت پر تحویل نہیں کیا جا سکتا۔ اور مقدار اور نفع کے مشروع کی وجہ سے فاسد ہو جائیگا۔ جیسے کل کے دن میں دو سیر گیہوں کے بدلہ آج کے دن میں تو شرط دونوں صحیح ہوگی اور اجر مسمی واجب ہوگا اور شرط کا ان فاسد ہوگی۔ اور عرف تو اجرت واجب ہوتی۔

قولہ وفی الدکان الخ مکان عامل مدت دراز تک جس میں اجرت نہ دینے سے بھی اجرت نہ دینا صحیح ہے۔ مثلاً یوں کہے کہ اگر اس دکان میں تو ہر مہینہ کو کپڑے سیئے گا تو یہ سوٹا لازم ہوگا یا اس پر کوئی شے لے جائے گا تو یہ سوٹا لازم ہوگا اور حاکمہ سے جانے کا تو یہ ہوگا اس پر گیہوں لاد دے گا تو یہ اجرت ہوگی اور ملک دار دے گا تو یہ ہوگی۔ اور زیادت میں سے جو چیز پائی جائے گی۔ امام صاحب کے نزدیک اس کی اجرت واجب ہوگی جیسا کہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ صاحبین علیہم الرحمۃ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عقد ہی جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ "تو وہ یا ایک ہے اور اجر مسمی دونوں میں مختلف ہیں۔

باب اجارة العبد

باب غلام کے اجارہ کے بیان میں

ولا يجوز بيع عبد مسلم بخمرة ولا يأخذ المشتري حر من عبد محجور اجره لانه لعمله

سوائے اس صورت کے کہ غلام کو آزاد کرنے کی شرط کر لے اور صحیح ہے اس کا بیچنا جس غلام سے اجرت لی جاتی ہو اور اس کے کام پر

ولا ينفسخ عاقد العبد ما اكى من نحوه ولو جحده ولا حده وصح قبض العبد اجرة

صاحب ہو۔ غلام بیچنے والا اس کا اجارہ کیا ہوا غلام کی کمائی سے اور اگر بیچنے والا مالک نہ لے اس بیع کے لیے غلام کا اپنی حر ہونے

ولو اجر عبده شهرين شهرا بارعية وسهرا بخمسة صح والاول بارعية ولو اطلقا

کا انکار کیا یا غلام نے انکار کیا تو بھی اجارہ فسخ نہ ہوگا اور قبض صحیح ہے غلام کا اجارہ پر دیئے ہوئے کا اور اگر آقا نے غلام کے

في اناق العبد وعرضه حكمه الحال والقول لرب الثوب في القيمة

جانے یا اس کے بیمار ہونے میں تو حکم بلا جانا حال کو اور قول کپڑے کے مالک کا ہوگا کپڑوں

ص في كثير من نسخ الشرح ونسخها من ديباجة نسخة ص ٢٣ ب خلافا لما فيها من قوله وخلافا لابي يوسف بالعمل وعدم رجوع محمد اليه في هذه المسائل بعد الحجر والضعف والتسليم فتنبه الجهلة ١٢

والمسلم والخمرة والنصرانية والأخ وخدمه

تشریح لغات: لونه لا یساوی قیمه میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ حائط سے مراد باغ ہے۔ ہر شے جس کے ارد گرد احاطہ ہو اسے حائط کہتے ہیں۔ یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ مشتق: یہ لفظ اصل سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے کاٹنا۔ اصطلاح میں اس سے مراد وہ زمین ہے جس کو کاٹ کر اس میں سے پتھر وغیرہ نکالے گئے ہوں۔ بعض حضرات کے نزدیک

ولو هلك العبد وهو عند البائع فهلاكه من مال المشتري في قولهما وقال أبو حنيفة لا يتعين صار رهنا لم يستحق به شيء من الأجر وحلا

اور اگر وہ غلام بائع کے پاس ہلاک ہو گیا ہے بائع کا اجارہ کو قبول کرنے سے پہلے تو ہلاکت کرنے سے پہلے تو ہلاکت مشتری کے مال سے ہوگی صاحبین کے قول پر اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اجارہ متعین نہیں ہوا ہے پس وہ رہن ہو گیا ہے پس اس کے ساتھ کوئی چیز اجرت کے سے متعلق نہیں ہوگی

لبقيع جبرسة فسكن نوحه او يطبخ له طعام الوليمة فاختصمت هذه الى حاكم ليجبر اليه فلس

یا اس کا نوحہ ختم ہو جائے یا ولیمہ کا کھانا پکایا جائے تو پس عورت نے اس سے منع کر دیا یا اس نے تجارت کرنے سے پھر وہ مفلس ہو گیا

او اجرة وليمة دين بعيان او بتبين او بظهور ولا مال له سواه

یا کہا ولیمہ کا پھر اس پر قرض ہو گیا وہ ظاہر ہوا یا اس کے بیان سے ظاہر ہوا یا اس کے پاس مال نہیں ہوا سوائے

او استاجر دابة للحمل عليه له منه او سفكاري

یا کرایہ پر لیا جانور کو تاکہ لدے اس کو اور سوار ہو اس پر یعنی کرایہ پر لینے والے کو

قوله فلس المفتعة صيغة المجهول من باب نصر اذا منعت نفسها عن الزوج وطلبت الطلاق بالخلع او بالمهر

تشریح القدوری قولہ باب الخیار فسخ عقد ثبوت حق فسخ کے بعد ہی ہوتا ہے اسلئے اب اسکو بیان کر رہا ہے۔ اجارہ چند امور سے فسخ ہو جاتا ہے (۱) کوئی ایسا عیب پیدا ہو جائے جس سے منفعت فوت ہو جائے کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے قبضہ سے پہلے منفعت فوت ہو جائے کرایہ فسخ ہو جاتی ہے جیسے گھر گر پڑا یا جانور مر گیا یا کپڑا پھٹ گیا یا غلام بھاگ گیا۔ (۲) اعذار متعاقدین کا مرجائے جبکہ معدوم نے اجارہ پر لئے کیا ہو۔ اگر مستاجر مرجائے تو اجارہ ختم ہو گا کفن دفن کے بعد قرض ادا ہوگی۔ ہاں اگر مستاجر اس سے نفع حاصل کرتا ہے وہ غیر سے مقابلہ ہوا تو وارثوں پر لازم آیا۔ اور پھر یہ جائز نہیں۔ اور اگر مستاجر مرجائے تو اسلئے فسخ ہوگا کہ اس صورت میں نفع غیر سے اجرت کی ادائیگی اور سپردگی ہے اور یہ بھی جائز نہیں۔ ہاں اگر اجارہ پیر کیلئے ہو مثلاً کہ میں نے موکل بیٹے کو خادمہ بیٹی کیلئے کہ وہ اس کی خدمت کرے تو اجارہ مستاجر کی موت سے باطل نہ ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں ملک غیر سے منتفع ہونا اجرت ادا کرنا لازم نہیں آتا (۳) آلہ موجر یا مستاجر کے لئے بیکار ہو جائے جیسے اونٹ کا مرجانا یا اس کا اتنا بیمار ہو جانا کہ سواری کے قابل نہ رہے تو اجارہ فسخ ہو جائے گا۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں اللہ اجارہ میں خیار شرط کا ہونا جائز نہیں وہ کہتے ہیں کہ اجارہ بیع منافع ہے اور بیع میں خیار شرط جائز نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اجارہ ایک عقد جدید ہے جسکے ذریعہ سے محل میں نفع کا پیدا ہونا ضروری ہے کل توقع کی طرح اس میں بھی خیار شرط فسخ ہوگا۔ نیز حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص کسی چیز کو خریدے تو تین دن کے اندر اندر واپس کر دے" اور اجارہ بھی بیع منافع کا نام ہے تو اس میں بھی خیار ثابت ہو گا۔

قوله وبالعذر فسخ (۴) عاقد کا کسی عذر میں مبتلا ہو جانا کہ وہ اجارہ کو باقی رکھے تو اپنا نقصان و ضرر آئے جس پر عقد ہوا ہے اور ضرر نہیں تو مثلاً ایک شخص نے غلام کھیر نے کیلئے کسی کو اجرت پر لیا اور ابھی کھیرے سے پہلے اور بعد تو اجارہ فسخ ہو جائیگا کیونکہ جو باقی رکھنے میں فسخ سے زیادہ نقصان کو برداشت کرنا پڑے تو مستاجر پر عقد ہو رہی جبر سے لازم نہیں ہوگا۔

قوله لا بالمكاري الخ اگر جانور کا کرایہ پر لے لیا ہو اور کوئی ضرورت فسخ عارض ہو گئی تو اجارہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خواہ اپنے گھر رہے۔ اور جانور کیسے تھوکے اور خرچہ دیا ہے غلام کو بھیجے۔

محمد عبد الحق غازی

مسائل متفرقة: وما احترق حصاده أرض مشاجرة أو مستعارة فاحترق شيء في أرض غيره لم يضمن
والشرقي ... مال ... بأن حاد يا حاد ... يا ... ين ... تحتي ... مثل ... كوئي ... پيرو ... ت ... ن ... ہو گا
... حصاد ... و ... ع ... في حانوته ... عنه العمر بالنصف صح وان مات جعلا ... لحمل عليه
... ہے ... گیر ... دکان ... کو ... ام کرتا ہوا ... معاملہ کے ... تو ... ہے ... جرت ... ہوا ... تا ... ہے ... ہوا
محملا ... وان ... الى ... صح ... له ... المعتاد ... حبة ... محملتو ... ر
... طوب ... ہو ... ہے ... ان ... ہو ... ہے ... ہو ... ہے ... ہو ... ہے

كتاب المكاتب

الكتابة تحرير لمملوكه بدل في الحال او لفقة في المآل كاتب مملوكه او عبده صغيرا يعقل بعد حال
او مؤجل او نجم وان صح وكذا ان قال جعلت عقلك الا ذهبه نجوما او نجم كذا
او احرا كذا فاذا ذبته فانت حر والا فلا فله التحرج من بابه دون ملكه وغرم ان وطئ
او احرا كذا فاذا ذبته فانت حر والا فلا فله التحرج من بابه دون ملكه وغرم ان وطئ
مكاتبه او جنى عليها او على ولدها او قتل مالها وان كاتبة على خمر او خنزير او قيمته او عبد لغيره
او عاله بلزمه مثله وصحا عقد فان ادى النجم عتق وسعى في قيمته
او عاله بلزمه مثله وصحا عقد فان ادى النجم عتق وسعى في قيمته
او عاله بلزمه مثله وصحا عقد فان ادى النجم عتق وسعى في قيمته
ولم ينقص من المسمى ويرد عينه وصح لو على حيوان غير موصوف او كاتب كاتبه عبده الكاتب
ولم ينقص من المسمى ويرد عينه وصح لو على حيوان غير موصوف او كاتب كاتبه عبده الكاتب
ولم ينقص من المسمى ويرد عينه وصح لو على حيوان غير موصوف او كاتب كاتبه عبده الكاتب
على خمر واني اسلم فله قيمة الخمر وعتق بقبضها
على خمر واني اسلم فله قيمة الخمر وعتق بقبضها
على خمر واني اسلم فله قيمة الخمر وعتق بقبضها

التشريح اللغوي

قوله كتاب المكاتب الخ: كتابت لغت میں جمع کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں کسی سے مال کے مقابلہ میں آزادی حاصل کی جاتی ہے کہ کتابت کرنے والا غلام کی ذات کا مالک ہے اور اس کی منافع کا مالک نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ جو بعض حضرات نے کہا ہے کہ کتابت کرنے کے بعد غلام کی ذات کو اپنی ملک سے بالکل نکال دیتا ہے۔ اور کتابت میں یہ بات نہیں ہے۔ مکاتبت کا جواز کلام اللہ سے ثابت ہے۔ جس میں ارشاد ہے فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا "اگر آقا مکاتب کرنا تم میں بھلائی جانو"۔

قوله الكتابة الخ: کتابت لغت میں جمع کرنا اور اکٹھا کرنا ہے۔ کہتے ہیں کاتب الجیش لشکر کے ایک جگہ جمع کرنے والے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں کتابت کہتے ہیں کہ وہ عوض جو اقساط میں وصول ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بالفعل اور ہمارے نزدیک اقتدار سے ادا ہونے کے بعد آزاد ہونے کو کتابت کہتے ہیں یعنی مکاتب کتابت کے عوض کا ضامن ہوجاتا ہے یا اس کی وجہ سے اس کو اپنی کمائی میں تصرف کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے۔ لیکن رقبہ اور ذات کے اعتبار سے ابھی مولیٰ کی ملک رہتا ہے۔ گویا مالک یہ چاہتا ہے کہ اس کو آزاد کرنے کا اختیار حاصل ہوجائے اور مکاتب چاہتا ہے کہ اس کو تصرف حاصل ہوجائے۔ لہٰذا دونوں کی غرض پوری ہوجاتی ہے اور مکاتب کا اختیار وانجام کے لحاظ سے قول علیہ السلام المکاتب عبد مابقی علیہ من کتابتہ درھم"۔

عه وقال الشافعي لا تحصل الحرية الا عند حصول المال في يده قلنا هو مبني على ان الكتابة هل هي

فروع: (۱) ہو ہو الیع لیکن بیع ہو جانے کے بعد کہا کہ شراب تھی سرکہ ہو گئی تو مشتری کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۲) مسلمان نے ذمی سے شراب خریدی پھر ذمی مسلمان ہو گیا تو مسلمان کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۳) ذمی نے مسلمان سے شراب خریدی پھر مسلمان ہو گیا تو ذمی کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۴) مسلمان نے ذمی سے شراب خریدی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی تو مسلمان کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۵) ذمی نے مسلمان سے شراب خریدی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی تو ذمی کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۶) ذمی نے ذمی سے شراب خریدی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۷) مسلمان نے ذمی سے شراب خریدی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی تو مسلمان کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۸) ذمی نے مسلمان سے شراب خریدی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی تو ذمی کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۹) ذمی نے ذمی سے شراب خریدی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی پھر دوسرے نے پہلے سے خرید لی تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۰) مسلمان نے ذمی سے شراب خریدی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی تو ذمی کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۱) ذمی نے مسلمان سے شراب خریدی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی تو مسلمان کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۲) ذمی نے ذمی سے شراب خریدی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی پھر دوسرے نے پہلے سے خرید لی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۳) مسلمان نے ذمی سے شراب خریدی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی تو ذمی کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۴) ذمی نے مسلمان سے شراب خریدی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی تو مسلمان کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۵) ذمی نے ذمی سے شراب خریدی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی پھر دوسرے نے پہلے سے خرید لی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی پھر دوسرے نے پہلے سے خرید لی تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۶) مسلمان نے ذمی سے شراب خریدی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی تو ذمی کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۷) ذمی نے مسلمان سے شراب خریدی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی تو مسلمان کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۸) ذمی نے ذمی سے شراب خریدی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی پھر دوسرے نے پہلے سے خرید لی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی پھر دوسرے نے پہلے سے خرید لی پھر ایک نے دوسرے سے خرید لی تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۱۹) مسلمان نے ذمی سے شراب خریدی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی تو ذمی کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔ (۲۰) ذمی نے مسلمان سے شراب خریدی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی پھر مسلمان نے ذمی سے خرید لی پھر ذمی نے مسلمان سے خرید لی تو مسلمان کو اختیار ہے کہ واپس کر دے۔

باب مایجوز للمکاتب ان یفعلہ او لا یفعلہ

باب مکاتب کے لئے جن افعال کا کرنا درست ہے یا نادرست ہے ان کے بیان میں

للمکاتب البیع والشراء والسفر وان شرط ان لا یخرج من المصر ونحوہ منہ وکذا عبدہ
مکاتب کے لئے خرید و فروخت اور سفر کرنا جائز ہے اگرچہ مولیٰ نے مکاتب سے شرط لیا ہو کہ شہر سے باہر نہ جائے گا اور یہی حکم اس کے غلام کا ہے
والامۃ لہ ان اذن لہ والا لا لعبدہ لا یتزوج ولا اذن والمۃ والمتعلق اکسبہ
اور لونڈی کے لئے نکاح کرنا جائز ہے اگر مولیٰ اجازت دے ورنہ نہیں اور مکاتب کے غلام کے لئے نکاح کرنا جائز نہیں اگر مولیٰ اجازت دے اور مکاتب کی لونڈی کو نکاح کرنا جائز ہے اگر مولیٰ اجازت دے
والمکاتب والاقرار علی واعتاق عبدہ وبیع عمال وبیع امۃ وہبہ والاب والوصی بیع رقیق الصغیر
اور مکاتب کا اقرار کرنا اپنے اور اپنے غلام پر اور آزاد کرنا اپنے غلام کو اور خرید و فروخت کرنا اپنے کاموں میں اور باپ اور وصی چھوٹے بچے کے
کالمکاتب ولا یملک مضاربۃ وشرکۃ شیئاً منہ وبیع اجنبی اجاۃ او ہبۃ
مکاتب کی طرح ہیں اور مکاتب کی طرح مضاربت اور شرکت نہیں کر سکتے اور مکاتب کی چیزوں میں سے کسی چیز کو اجرت پر دینا یا ہبہ کرنا جائز نہیں
فکاتب علیہ ولو باجنبی اجانہ بمحوہ لا وباشتری قن وبیعہ منہ لم یجز بیعہ
اور مکاتب پر واجب ہوگا اس کا بدل کتابت اور اگر اجنبی نے اجارہ کو فسخ کیا تو فسخ نہیں اور اگر مولیٰ نے غلام کو خریدا مکاتب سے تو جائز نہیں اس کو بیچنا
ولو ولدہ لہ من امۃ ولد مکاتب علیہ وکسب ثم
اور ہبہ کرنا اس سے اور اگر مکاتب کی لونڈی کے لڑکا ہوا ہو مکاتب سے تو وہ بھی مکاتب ہوگا اور اس کی کمائی بھی مکاتب کے لئے ہوگی۔

تشریح الفاظ قولہ باب البیع الخ۔ مکاتب کا بیع، شراء، سفر، اذن عبد وغیرہ کے اقسام سے فراغت کے بعد اس چیز کو بیان فرمارہے ہیں کہ مکاتب کے لئے جائز یا ناجائز کیا ہے۔ اسی سے ترجمہ کا تعلق ہے۔

قولہ للمکاتب البیع الخ۔ مکاتب کے لئے خرید و فروخت اور مسافرت درست ہے کیونکہ موجب کتابت یہ کہ ظاہر اس تصرف کے ذمہ سے ادا ہو جائے اور یہاں تک ہو سکتا ہے کہ وہ مستقل طور پر بیع تصرف کا مالک ہو جس کے ذریعے اب مستقل تک پہنچ سکے یہاں تک کہ کتابت ادا ہو سکے اور خرید و فروخت اور مسافرت کی تکمیل سے پہلے ایسا اور اس کے لئے جو چیزوں سے یہاں تک کہ مکاتب کے تصرف کی شرط لگائی جب بھی وہ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ شرط مقتضی عقد (مقتضی بطریق استقرار) کے خلاف ہے۔ نیز مکاتب بنی، عدل کی شرط بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں اس کے ذریعے سے کسی کو مدد (مدد) حاصل ہوگا۔ اس طرح سے خلاف ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے کسی کو مدد حاصل ہوگا۔ امام ابو حنیفہ امام شافعی کے یہاں چونکہ مکاتب نہیں کو مستقل قابض کی حیثیت حاصل ہے لہٰذا اس میں فعلہ اور فصد لیس میں فعلہ کہا اگر مکاتب ثانی نے مدت کتابت مولیٰ کی آزادی کے بعد ادا کیا تو آزاد ہے۔ مکاتب اول کو لیکن یہ تاکہ مکاتب ثانی کے آزادی کے بعد الگ ہو گیا۔ اور اگر اول آزاد ہی سے قبل فوت ہو گیا۔ اور اگر اول آزاد ہی سے قبل فوت ہو گیا۔ مالک ثانی یا تو مکاتب اول کے ترکہ سے لے لے گا۔

قولہ لا الفروع الخ۔ مکاتب کو اپنا مال کرنا درست نہیں کیونکہ اس کو ان امور کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ جو اس کے مقصد یعنی عبد ہونے

[illegible] اس کی بیوی معلق ہوں یا نہ ہوں اور نہ ہی اس کے [illegible] کرنے کے وقت [illegible] کی طرح ہے کہ اس کا [illegible] کسی کا کفیل ہو تو وہ اس سے [illegible] کفیل درست نہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں [illegible] قبول نہیں کرتیں۔

قولہ والمعتاق الخ مکاتب اپنے غلام کو [illegible] کرسکتا کیونکہ یہ [illegible] کے حقوق سے ہے [illegible] کے لئے اخراج کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس صورت میں [illegible] کا یہ فائدہ نہیں ہوگا کہ [illegible] کرے۔

قولہ ولو المشتری الخ اگر مکاتب نے اپنے اصول [illegible] (باپ بیٹے وغیرہ) کو خرید لیا تو [illegible] کتابت میں داخل ہوں گے۔ [illegible] مکاتب آزاد ہو جائیں گے اور [illegible] مکاتب کے ساتھ [illegible] ہیں گے۔ [illegible] مکاتب اگر [illegible] کی [illegible] مکاتب بنانے کا اختیار ہے اس صورت میں [illegible] کی [illegible] جائے گی۔ [illegible] اپنے بیٹے کو خرید لیا تو وہ [illegible] مکاتب ہی [illegible] کتابت میں داخل نہ ہوں گے [illegible] کے نزدیک وہ بھی مکاتب ہو جائیں گے۔ کیونکہ [illegible] قرابت [illegible] قرابت غیر [illegible] شامل ہے۔ [illegible] مکاتب یہ فرماتے ہیں کہ مکاتب [illegible] کے ملک حقیقی نہیں ہوتا [illegible] [illegible] ہے اور [illegible] مکاتب [illegible] کے کمال [illegible] کے [illegible] کے قائل نہیں ہے۔

قولہ ولو المشتری الخ اگر مکاتب نے اپنی [illegible] کو خرید لیا تو [illegible] کتابت میں داخل ہوں گے۔ [illegible] ہو گئی۔ اب مکاتب [illegible] کو [illegible] نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ [illegible] ہے [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا [illegible] اگر مکاتب کی [illegible] سے کوئی بچہ ہوا اور مکاتب نے [illegible] کے لئے [illegible] کی تو وہ بچہ کتابت میں داخل ہو جائے گا اور بچہ کی کمائی [illegible] مکاتب کی ہوگی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] ہوگی۔

[illegible] روح امته جز غلبه فكاتبت فولدت ولدا في كتابتها وكسبا لها

[illegible] اگر اپنی [illegible] کی اپنے غلام سے [illegible] کرادیں کہ مکاتب [illegible] کے [illegible] کتابت میں داخل ہوئی۔ [illegible] بچہ کی کمائی [illegible] کر

فكاتب أو مدبرٌ فكبح ولدت حره فرعمها فوست فاستحقت

[illegible] کے [illegible] کا [illegible] نے [illegible] کرلیا [illegible] کے [illegible] کہ [illegible] ہوا [illegible] کو [illegible] کرلیا [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ہوگئی

فولدها عبد ان وطئ امة بشبهة فاستحق فو بشراء فاسد فرد

[illegible] نے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کرلیا [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

قولہ مکاتب الخ مکاتب نے کسی عبدہ ماذون سے اپنے آقا کی اجازت سے ایک عورت کیساتھ نکاح کرلیا جو اپنے آپکو آزاد کہتی تھی اور اس سے وہ اولاد کی ہوگئی بعد میں وہ عورت کسی کی مملوک نکلی تو اولاد بھی اس عورت کے مالک کی مملوک ہوجائیگی اور تحسین کے نزدیک مکاتب عبدہ ماذون پر دیکر قیمت بھی نہیں لے سکتا ہاں کہہ سکتا ہے کہ مکاتب یا عبدہ ماذون فریب خوردہ ہے قوا کی اولاد قیمت کیساتھ آزاد ہوجائیگی۔ تحسین یہ فرماتے ہیں کہ دادا اور نواسوں کے درمیان ہوتی ہے۔ یعنی باپ بھی مملوک ہے اور مار بھی مملوک ہے تو اولاد بھی مملوک ہوگی۔

قولہ وان وطئی الخ مکاتب یا عبد ماذون نے کسی باندی خریدی اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ سب میں نے تجارت ہے تو میری ملک ہے اس سے صحبت کرلی پھر مدعی کسی اور کی نکلی۔ یا ماذون بطریق شرعی سودا کرکے اس سے دستی کرلی۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا کہ مالک کو واپس دے دی تو دونوں صورتوں میں عقر قیمتی لگانا واجب ہوگا۔ آزادی تک موقوف ہوگا۔ اور اگر باندی کیساتھ نکاح کرکے دخول کرلیا تو عقر آزادی کے بعد ہوگا۔ یہ فرق ہے کہ شراء کی صورت میں دخول ہونے کے حق میں ظاہر ہوچکا۔ اسواسطے کہ یہ صورت اور واقع جہالت یعنی صفت اخیرہ سب تحت العقد داخل ہیں۔ اور عقر بھی تو نتیجہ تجارت میں ہے۔ پس بعد العقر فی الحال واجب ہوگا بخلاف نکاح کے کہ نکاح کی صورت میں دخول سے حق میں ظاہر نہیں ہوا کیونکہ نکاح از قبیل مکاسب نہیں ہے تو تجارت نتائج کو شامل نہ ہوا تو عقر آزادی کے بعد دیا جائیگا۔

فرضیہ عقر لگانے کی

فصل ولدت مکاتبۃ من سیدھا ھتت علی بطنھا او تحترث وھی ام ولدہ وان کاتب ام ولدہ

(فصل) مکاتب باندی نے بچہ جنا اپنے آقا سے یا دوسرے سے اپنی کھیتی بوئے اور چاہے تو ذکر کرے کہ کسی سے جنا ہے اگر مکاتب کیا اپنے ام ولد کو

او مدبرہ صح وعتقت مجانا بموتہ وسعی فی قدر ما فی قیمتہ او کل المدل موتہ عتر

یا اپنے مدبر کو تو صحیح ہے اور آزاد ہوجائیگی آقا کے مرنے سے اور سعایت کریگا مدبر باقی قیمت کے دو ثلث میں یا کل میں سعایت ہے آقا کے مرنے

وان کثر مکاتبۃ صح فان عجز بقی مکاتبہ رقا صلی فی ثلثی قیمتہ لو ثلثی المدل

سے قبل اگر مدبر یا اپنے مکاتب کو صحیح ہے ہیں اگر اس نے دوکوں بڑھ کر دیا ہے اور صاحب کریگا باقی قیمت مدبر یا اپنے مکاتب کی تہائی میں

موتہ عتر وان اعتق مکاتبہ عتق وسقط البدل وان کاتبہ علی الف فوصل فصالحہ علی نصف حال

آقا کے مرنے سے آزاد ہوجائیگا اور ساقط ہوجائیگا بدل اگر مکاتب کو آزاد کردیا اپنے مکاتب کو اور اگر مکاتب نے ظاہر کیا کہ ایک ہزار میں مکاتب کیا تھا اور اب ہم نے صلح کرلی

صح حاب مریض کاتب عبدہ علی الف الی سنۃ وقیمتہ الف

اور اپنا پیچھے سو روپیہ بھی چھوڑا ہے ایک بیمار مرگیا اس نے اپنے مکاتب کو آزاد کیا تھا اپنے غلام کو ہزار روپیہ پر ایک سال کی مدت تک اور اس کی قیمت ایک ہزار ہے

ولم تخرج الورثۃ الذی فی ثلثی المدین حالا والباقی الی اجلہ او ردہ رقیقا ر ن کاتبہ علی الف

اور ورثہ نکالدیں مدت کو اور جو دو ثلثے مال کے قرضہ میں دینا ہے اس کی مدت تک باقی ایک ہزار کی صورت اور اگر مکاتب کیا ایک ہزار پر

الی سنۃ وقیمتہ الفان ولم یجیزوا الذی فی ثلثی قیمتہ حالا او ردہ رقیقا

ایک سال تک اور اس کی قیمت دو ہزار ہے اور وہ مدت نہ کریں ورثہ تو جو دو ثلث قیمت کے ذمہ ہے وہ فوراً دینا ہوگا یا غلام کی حوالگی

مدبر اور ام ولد وغیرہ کی بیع کا بیان

تشریح: قولہ ولہ ان یطأ الخ "کہ آقا اپنی مدبّرہ کو کتابت پر اور اس سے پہلے اس کو خدمت لینے کے لئے دے سکتا ہے کتابت پوری ہونے تک اور یہ کتابت ادا کرکے وہ آزاد ہو جاتی ہے آپ فارغ ہو گئے آقا کے ام ولد ہے۔ آقا کے مرنے کے بعد وہ بلا سعایت آزاد ہے۔ اس کو بیچنا ہبہ جائز نہیں ہے قبل کتابت کے اس کا حکم ہو گیا۔ اب کتابت کی حالت ہے۔ اب اس کو بیچنا درست ہے کیونکہ اس کو دونوں کا اختیار ہے۔

قولہ وان کاتب الخ اگر آقا نے اپنی ام ولد یا مدبرہ کو مکاتب کر دیا تو کتابت صحیح ہے کیونکہ یہ حق آقا کی موت کے بعد آزاد ہونے والے تھے اس کا انحصار اس سے پہلے آزاد ہونے کی بھی متحمل ہے۔ پھر کتابت وقت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں بھی کتابت صحیح ہے۔ اب اگر بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے آقا کا انتقال ہو جائے تو ام ولد سعایت کے بغیر آزاد ہو جائے گی۔ مدبّرہ اس کی آزادی آقا کی موت کے ساتھ متعلق ہو چکی تھی۔ اور مدبرہ کو اپنی آقا کی موت کے بعد (قبل اس کے مدبرہ کے ورثاء اور کوئی مال نہ چھوڑا ہو) اختیار ہوتا چاہے اپنی قیمت کے ثلث میں سعایت کرے یا بدل کتابت میں۔ یہ اختیار امام صاحب کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ان میں سے ہر ایک میں سعایت لازم ہے امام محمد کے نزدیک کتابت بدل کتابت کے وقت میں سعایت کرے گا تیسرا قول ہے اس اختلاف کا ایک پہلو اس کے اختیار ہے یا نہیں دوسرے پہلو جس میں سعایت کرنا ان کے نزدیک لازم ہے؟ تو امام ابو یوسف مقدار میں تو امام صاحب کی ساتھ ہیں اور نفی اختیار میں امام محمد کے ساتھ۔ مع اختیار و عدم اختیار میں جو اختلاف ہے یہ دراصل اتفاق کے تحقق کے ہوتے ہوئے پر متفرع ہے۔ امام صاحب کے نزدیک اتفاق تحقق ہی نہیں ہوا۔ ہر ایک کو مکمل کتابت کی آزادی کا مستحق ہونا چاہئے تو ثلث و بدل دونوں ہی ہیں۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک چونکہ ثلث کا اور بدل کتابت کا حق ہونا ثابت ہے تو ثلث و بدل دونوں ہی ہیں۔ اور امام محمد کے نزدیک چونکہ بدل کتابت کا حق ہونا ثابت ہے اس کو قیمت کے ثلث پر قیاس کرکے ثلث میں اختیار ہوگا جس میں چاہے سعایت کرے اور سعایت کے نزدیک اتفاق میں تو نہیں ہوئی تو بعض حصہ آزاد ہو جانے سے کل آزاد ہو جانا چاہئے اور اس پر بدل کتابت اور قیمت ثلث سے کوئی ایک واجب ہے اور یہ وجہ ہے کہ دونوں میں کوئی تحقق نہیں ہو سکتا۔ برخلاف مقدار مہر کے کہ یہ کتابت میں کم از کم ثلث سے کتابت کی حالت کے مقابلہ میں رکھا ہے اور قیمت پر ہونے سے مقام کا ایک ثلث آزاد ہونا ظاہر ہے اور بدل کتابت کا ایک ثلث ساقط ہونا۔ پس دونوں قیمت کے دو ثلث سے متعلق میں سعایت کریگا۔ لیکن یہ پوچھتے ہیں کہ جب بدل کتابت بطور کل کے مقابلہ میں ہے لیکن ثلث قیمت کے دو ثلث کے مقابلہ میں ہے تو اس اختلاف کا ثمرہ کیا ہے؟ اس کا جواب ہمارے مصنف نے نہیں دیا۔

قولہ وان کاتب عبدی الخ اگر کسی نے اپنے مکاتب سے دوں کتابت کے دوسرے شخص کے ہاتھ اس شرط سے فروخت کر دیا کہ وہ اس کو آزاد کر دے گا تو یہ بیع جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں بیع کا غرض یہ قائم نہیں ہوا کہ مکاتب سے کتابت وصول کرے اور آزاد کر دے۔ اور یہ بیع جائز ہے کہ مکاتب اپنے کو خود مال دیکر آزاد کر دے۔ لیکن امام کے حق میں اس کا مال کی حکم میں ہے اپنے مولیٰ کی خدمت سے بغیر کتابت ادا کئے چھٹکارا نہیں۔ اور بدل کتابت بھی صرف ان اموال میں سے ہے جن کی خرید و فروخت جائز ہے اور ان کی کفالت صحیح ہوتی ہے۔ اور یہ بیع اس کی حالت صحیحہ میں ہوئی ہے اس لئے فاسد ہوگی اور مکاتب کے آزاد ہونے اور مولیٰ کے ولاء کے مستحق ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

قولہ ولا یجوز بیع ام الولد الخ ام ولد کی بیع جائز نہیں ہے اور نہ اس کا ہبہ اور رہن جائز ہے۔ اس کے آزاد ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس کا حمل آقا سے ثابت ہو چکا ہے اور اس کی حرمت کا سبب قوی ہے اس لئے اس کی بیع باطل ہے۔ اور اس کا ہبہ اور رہن بھی باطل ہے۔ اور اس کا مکاتب کرنا بھی باطل ہے۔ اور اس کا مدبر بنانا بھی باطل ہے۔ اور اس کا مکاتب کرنا بھی باطل ہے۔

کر دے تو عقد کتابت ختم کرتے غلام ہو جائے۔ غلام آقا کے مرنے پر ایک تہائی قیمت (یعنی ہزار) کی وجہ سے آزاد ہو گا اور باقی صد روپے ورثاء کو ادا کرے۔ اور اگر آقا نے اس بات کا ذکر نہ کیا ہو کہ اس عقد رہن کو چھڑانے والی کی قیمت ہے تو اس کی قیمت کے برابر ترکہ سے لیا جائے گا۔ جسے یہ مرہونہ والا عقد رکھوا کر لوٹنے کا کئی صد روپے مہر فی الحال اس کی قیمت کے وقت کی رائج الوقت رقم مہر مثل سمجھا جاتا ہے کہ یہاں پانچ سو روپے مہر ہیں اور وہ شائع مہر مثل کے لحاظ سے زیادہ کیا تھا کم ہو گا۔ اور اگر مہر مثل کے لحاظ سے ایک ہزار کے برابر

باب کتابة العبد المشترک

باب مشترک غلام کی کتابت کے بیان میں

عبد بینهما دبر أحدهما صحیح لم یکاتب هذا بالغبن ویفسخ بقول المکاتب

ایک غلام ہے دو آقاؤں کے درمیان ان میں سے ایک نے غلام کو مدبر کر دیا تو جائز ہے یہ غلام اس کو مکاتب نہیں کر سکتا غبن کے ساتھ اور فسخ کر دیا جائے گا مکاتب کے کہنے سے

فکاتب وقبض نصفه صحت والمقبوض لم یقبض لهذا کاتب نوطئ احدهما

اور مکاتب نے مکاتب کر لیا اور قبضہ کر لیا آدھے کا اور آدھا قبضہ نہیں کیا اس لئے کہ مکاتب کر لیا ہے ان دونوں میں سے ایک نے اور قبضہ کر لیا ہے دوسرے نے

فولدت فادعاه ثم وطی الآخر فولدت فادعاه فعجزت

پھر اس لونڈی نے بچہ جنا تو ایک نے دعویٰ کر لیا اس بچے کا پھر دوسرے نے اس کا وطی کر لیا پھر اس لونڈی نے بچہ جنا تو دعویٰ کر لیا اس کا پھر وہ عاجز ہو گئی

فهی ام ولد للاول لسبقه نصف قیمتها ونصف عقرها ونصف ولدها لشریکه عقرها

تو وہ ام ولد ہو گئی پہلے کی اس کے سبقت کرنے کی وجہ سے نصف قیمت اور نصف عقر کا اور نصف اولاد کا اس کا شریک ہو گا اس کے عقر میں

ولقیمة الولد وللثانی نصف قیمة الام ونصف عقرها ونصف ولدها ونصف قیمة الولد

اور بچے کی قیمت میں اور دوسرے کو نصف قیمت ملے گی ماں کی اور نصف عقر کا اور نصف اولاد کا اور نصف قیمت بچے کی

لو مات المکاتب قبل ان یؤدی شیئا فللاول نصف ما بقی

اگر مکاتب مر گیا قبل اس کے کہ کچھ ادا کرے تو پہلے کو نصف ملے گا جو کچھ بچا ہے

لو مات المکاتب الخ یہ مسئلہ اس اصل پر ہے کہ مکاتب اصل کا آزاد ہے اور مکاتب اصل کا آزاد ہونا اس کے حصہ رسد سے ہے اس لئے یہ مکاتب مشترک کی کتابت کے ادا میں ایسا ہے جیسا کہ آزاد کرنے والوں میں سے ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کر دے یا کتابت کر دے پھر ایک نے ہزار درہم کے عوض مکاتب کر لیا اس کو کتابت وصول کر لے پھر وہ مر گیا اور کچھ ادا نہیں کیا تو کتابت وصول کرنے والے کی اصل پر ہو گی اور اس کے ترکہ میں سے نصف قیمت لے لے گا اور دوسرا نصف قیمت لے لے گا اس لئے کہ

وَإِنْ دَبَّرَ الثَّانِي وَلَمْ يَطَأْهَا فَجَرَحَتْ بَطْنَ الطَّبْلِ وَهِيَ أُمُّ وَلَدِهِ بِالْأَوَّلِ وَضَمِنَ شَرِيكَهُ

اور اگر دوسرے نے مدبر کیا باندی کو اور نہ اس سے جماع کیا پھر وہ باندی طبل کی پیٹ پھاڑ دے گی تو جس شخص کی وہ ام ولد ہوگی اور باندی اول کی اس پر قیمت لازم ہوگی اور وہ ضامن ہوگا شریک

بِنِصْفِ قِيمَتِهَا وَبِنِصْفِ عُقْرِهَا وَلِلْأَوَّلِ بِالْأَوَّلِ وَإِنْ كَاتَبَهُمَا فَجَرَحَتْهُمَا خَيَّرَهَا

کیلئے باندی کی نصف قیمت اور اس کے نصف عقر کا اور بچہ اول کا ہوگا اور اگر دونوں نے مکاتب کیا پھر ایک نے آزاد کر دیا باندی ہونے کی حالت میں

فَجَرَحَتْ ضَمِنَ لِشَرِيكِهِ نِصْفَ قِيمَتِهَا وَرَجَعَ بِهِ عَلَيْهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ خَيَّرَهُ أَبُو يُوسُفَ

پھر وہ مادر ہوگئی تو ضامن ہوگا شریک کیلئے باندی کی نصف قیمت کا اور رجوع کرے گا ساتھ باندی کے ۔ لے گا تمام یہ دونوں کا ایک کے ۔ اور کہا

ثُمَّ حُرَّةً الْآخَرُ فَزَعَمَا لِلْمُعْتِقِ أَنْ يُضَمِّنَ الْمُعْتِقَ نِصْفَ قِيمَتِهِ

پھر دوسرے نے آزاد کر دیا باندی ہونے کی حالت میں تو ۔ خیار ہے مکاتب سے شکایت معتق سے غلام کی نصف قیمت کا

وَإِنْ حُرَّةً اخْتَارَهُمَا ثُمَّ دَبَّرَهَا الْآخَرُ لَا يُضَمِّنُ الْمُعْتِقَ

اور اگر ایک نے آزاد کیا پھر دوسرے نے مدبر کیا تو معتق سے ضمان نہیں لے سکتا۔

تشریح اللغت ۔ قولہ وان دبر الخ اور اگر ایک شریک سے جماع نہیں کی اور باندی کو مدبر کر دیا پھر باندی بطن کنایت سے حاجز ہوگئی تو تدبیر باطل ہوجائے گی۔ کیونکہ باندی کے عجز سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ باقی اصل شریک ثانی کے حصہ کا اسی وقت سے مالک ہوگیا تھا جب اس نے ولی کی تھی تو شریک ثانی کا مدبر کرنا غیر کی ملک میں ہوا اور تدبیر اپنی ملک میں ہوتی ہے۔ ہاں باندی اول کی ام ولد ہوگی۔ اور وہ شریک ثانی کیلئے باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر کا ضامن ہوگا نصف قیمت کا ضمان تو اس لئے ہے کہ وہ مدبر جیسا استیلاد نصف باندی کا ملک میں ہے اور نصف عقر اس لئے ہے کہ اس نے مشترک باندی سے ولی کی ہے۔

قولہ وان کاتب ھا الخ اور اگر دونوں شریکوں نے باندی کو مکاتب کیا۔ پھر کسی ایک نے دونوں کو آزاد کر دیا تو آزاد کنندہ مالدار ہے پھر باندی کنایت سے عاجز ہوگئی تو امام صاحب کے نزدیک معتق قابل تخییر ہے۔ تو نصف کا آزاد کنا صحیح ہے۔ اور اس کی بعد سے باندی کے عاجز ہونے سے دوسرے کے حصہ میں کوئی فساد نہیں آیا۔ لیکن جب وہ عاجز ہوگئی تو اب اس کے حصہ میں فساد ظاہر ہوگیا اور اس صورت میں شریک ثانی کے لئے تین اختیار ہیں جبکہ وہ مالدار ہو۔ ایک یہ کہ اپنے حصہ کو آزاد کر دے۔ دوم یہ کہ مملوک ہی رہنے دے کتابت کرائے۔ سوم یہ کہ معتق سے تاوان لے لے اور اس نے تاوان لینا اختیار کیا ہے تو معتق تاوان دیکر باندی سے وصول کر لے گا۔

قولہ عبدا بینھما الخ ایک غلام جو دو شریکوں میں مشترک تھا ان میں سے ایک نے اپنا حصہ مدبر کر دیا اس کے بعد دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو آزاد کنندہ مالدار ہے تدبیر کرنے والے کو تین اختیار ہیں چاہے تو آزاد کنندہ سے پوری نصف قیمت کا تاوان لے کیونکہ معتق کے آزاد کرنے سے اس کا حصہ فاسد ہوگیا۔ چاہے تو اپنا حصہ آزاد کر دے اور چاہے غلام سے سعایت کرائے۔ اگر شریکین میں سے ایک نے پہلے آزاد کیا پھر دوسرے نے مدبر کیا تو چونکہ مدبر کا صرف دو چیزوں کا اختیار ہوگا چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے چاہے غلام سے سعایت کرائے۔ معتق سے تاوان نہیں لے سکتا۔

فقط واللہ اعلم بالصواب حبیب نور اللہ عفی عنہ۔

باب موت المكاتب وعجزه وموت المولى

باب مکاتب کی موت اور اسکے عجز اور آقا کی موت کے بیان میں

مكاتب عجز عن نجم من نجومه فمات قبل ذلك فإن ولده ولدوا وأمهم في كتابتها فعجزوا عن نجم من نجومها فمات قبل ذلك فإن أحب مواليها أن يعجزهم ويردهم في الرق ويعتق ولدهم الذين ولدوا وهم في كتابة أمهم فعل ذلك وإن أحب أن يمضي كتابتهم ويأخذ ما بقي من نجومهم فعل ذلك وإن مات مولاهم قبل أن يعجزهم ويردهم في الرق وقد بقي من نجومهم شيء فإن ورثة مولاهم بمنزلته إن شاءوا عجزوهم وردوهم في الرق وإن شاءوا مضوا على كتابتهم وأخذوا ما بقي من نجومهم

کاتب عاجز ہوگیا قسطوں سے ادائی کی کسی قسط سے پہلے وہ مر گیا اور اس کے بچے پیدا ہوئے اور وہ بھی اس کی کتابت میں تھے پھر وہ بھی قسطوں سے عاجز ہوگئے اور ان کی قسطوں سے پہلے مر گئے تو اگر ان کے آقاؤں میں سے جو چاہے ان کو عاجز قرار دے کر غلامی کی طرف لوٹا دے اور ان کی اولاد جو پیدا ہوئی ہے اور ان کی ماں کی کتابت میں تھی ان کو آزاد کر دے یہ بھی کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو ان کی کتابت کو جاری رکھے اور باقی قسطیں وصول کرے یہ بھی کر سکتا ہے اور اگر ان کے آقاؤں میں سے کوئی آقا عاجز قرار دینے سے پہلے مر گیا اور کچھ قسطیں باقی تھیں تو ان کے وارث اس کے قائم مقام ہیں اگر چاہیں تو ان کو عاجز قرار دے کر غلامی کی طرف لوٹا دیں اور اگر چاہیں تو کتابت کو جاری رکھیں اور باقی قسطیں وصول کریں

وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله إذا مات المولى فقد عتق المكاتب وولده ولا سبيل عليهم وإن كان ترك وفاء بما عليه وبحكم بعتقه في آخر جزء من أجزاء حياته وإن ترك ولداً ولد في كتابته لم يفسخ ونؤدي كتابته من ماله و

ولو ترك ولداً مشترى عجل العدل حالاً ان رُدَّ وقيل فإن اشترى ابنه فعاش وترك ولداً ورثه ولد

ذکر نہیں کیا، وہ بیچ چھوڑ دی جائے یا کہ اس کے عدل حال کتابت اور اس کا بیٹا بھاگ جانے کی طرف گریز کر لیا یا بیٹا اور گیا، یا چھوڑ کر مورث ہوگا اس کا بیٹا

وكذا لو كان هو وأبوه مكاتبين كتابة واحدة ولو ترك ولداً من حرة وذبا فيه وفاء بمكاتبة فجني المولد

اور اس کا بیٹا دونوں مکاتب ایک ہی عقد کتابت سے آزاد ہو گئے چھوڑ دیا ہے اور کتابت سے ادا کرنے کی قرض جو فاضل ہے وہ اس کے بیٹا کے لیے ہے

فقضى به على عاقلة الأم لم يكن ذلك قضاء بعجز المكاتب وإن اختصم مولى الأم والأب في ولائه

جس نے فیصلہ کیا ہوں کے عاقلہ پر تو ہوگا یہ فیصلہ مکاتب کے عاجز ہونے کا اگر جھگڑا ہوں باپ کے آزاد کنندہ بچہ کی ولاء میں

فللذي له مولى الأم فهو قضاء بالعجز وما ادعى فلمكاتب وإن عجز طاب بنفسه

اور دوسرا ہوں جائے وہاں کے آزاد کنندہ کو تو یہ فیصلہ ہوگا اس کے عاجز کا اور کہا مکاتب نے صداقت سے بیکار عاجز ہونے کا تو وہ طیب ہے اس کے

ولد حي غيبة فكاتبه سيده جاهلاً بها فعجز فدفع

کا کے لیے اگر فیصلہ کیا امام نے اور مکاتب کر دیا اس کو کا کے قصور سے ناواقف ہونے کی حالت میں پھر وہ عاجز ہو گیا تو آقا طلام خ لے کر دے

أو فداه أن حي مكاتبه ولم يقض به لعجز فإن قضى به عليه في كتابته

یا فدیہ کا دیدے اس صورت کہ زندہ ہے مکاتب اور نہ فیصلہ کیا ہو اس کی ناواں کا عاجز کیے گیا ہو کہ وہ عاجز ہو جائے بعد اگر فیصلہ کر دیا کسی جج نے اس کی کتابت میں

لعجز فهو بين بيع لبه وإن مات السيد لم تصح الكتابة وبؤدي المال بي ورثته على نجومه

باطل ہو گیا ہو گیا ہو بیٹے کے لیے اور اگر مر گیا ہو آقا تو نہ صحیح ہوگی کتابت اور ادا کرے مال بیٹا اس کے وارثوں کے طابق

وإن حرروه عتق فجأة وإن حرر البعض لم ينفذ عتقه

اور اگر وارث نے اس کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا فوت ہو کر اگر بعض سے آزاد کیا تو نافذ نہ ہوگا اس کا آزاد کرنا

تشریح الفقہ قولہ ولو ترک الخ مکاتب کا انتقال ہوا اس نے ورثاء میں کچھ مال اور کچھ کتابت بدل کی حالت میں خریدی تھی۔ تو امام صاحب کے نزدیک ورثاء سے کہا جائیگا کہ یہ تو فرمائیں کہ آپ کو وارث قرار دیا جائے یا نہ کیا جائے صاحبین کے یہاں ان کا حکم بھی اسی طرح ہے جو کہ باپ سے جو کتابت کی حالت میں پیدا ہوا ہو جس نے اپنے باپ کی شرطوں کے مطابق بدل کتابت ادا کر دیئے ہیں صاحب کہ دونوں فرق کیجیے ہے کہ تابعیل اس وقت ثابت ہوتی ہے جب عقد میں اس کی شرط ہو جو اس کے حق میں ثابت ہوتی ہے جو وقت العقد ثابت ہو اور خریدہ کردہ ہو اور کتابت اس میں کیونکہ ثابت ان کی طرف متعدی نہ ہوگی اور ان تک حکم کی سرایت سے بخلاف اس اولاد کے جو کتابت میں حالت میں پیدا ہوئی ہو کہ وہ وقت کتابت مکاتب کے ساتھ شامل تھی جس نے حکم ضمناً ان تک سرایت کر گیا اس لئے وہ اپنے باپ کی شرطوں کے مطابق ادا کریگی

قولہ وسئل عن حرہ الخ ایک مکاتب نے لونڈی سے ایک بیٹا اور لڑکیوں پر پیدا کیا قرض چھوڑ کر مر گیا جو بدل کتابت کے لئے کافی ہو سکتا ہے اور اس کے بیٹے نے ولاء جنایت کی حسن کے کتاب ان کا فیصلہ چاہتی نے اس کی بنا کے قائم کر دیا۔ تو حنفی نے اس فیصلہ سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ اس نے مکاتب کو واقعی بدل کتابت سے عاجز ضرور ہو جائے گا کیونکہ ممکن کتابت بچی تھا کہ یہ کے کہ اصلی ام کہا ساتھ ادا دیں تاکہ باپ کی طرف سے پورا کتابت ہو جائے۔ جب باپ کے ساتھ ملحق ہو جائے۔ پس جنفی نے جو فیصلہ کیا جس سے اس مقتضا کی اور

شریعت ہوگی۔ اگر کہے پڑھا جائے اور سوال یہ ہے کہ اس کی دلالت عمل پر کیسی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی دلالت عمل کی صحت تک ہوتی ہے۔ اور سوال یہ ہے کہ اس کو کیا چاہیے کہ اس کا حکم ثابت ہو جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا حکم ثابت ہونے کے لئے اس کا ثابت ہونا ضروری ہے۔ اور اس کا ثابت ہونا اس کی دلالت سے ہوتا ہے۔ اور اس کی دلالت اس کے ثابت ہونے سے ہوتی ہے۔ اور اس کا ثابت ہونا اس کے حکم ثابت ہونے سے ہوتا ہے۔ اور اس کا حکم ثابت ہونا اس کے عمل ہونے سے ہوتا ہے۔ اور اس کا عمل ہونا اس کے ثابت ہونے سے ہوتا

عجمیۃ تزوج معتقۃ فولدت ولاءً وبعدما بعرابیھا وان کان لہ ولاءُ المولاۃ

کی طرف کبھی سے ثابت کیا آزادی ہوئی عورت سے اس نے بچہ پیدا کیا تو اس کے پیدائی والا اس کے آزاد کنندگان کے لئے ہوگی کوئی کبھی نے کسی سے

والمعتق فقدم علی ذوی الارحام مؤخر عن العصبۃ النسبیۃ فان مات المولی ثم جاءت المعتقۃ فصدقتہ

عقد موالاۃ کرلیا ہو آزاد کنندہ مقدم ہے ذوی الارحام پر اور مؤخر ہے کسی عصبہ سے پس اگر مرگیا آزاد کنندہ پھر مر گیا آزاد کیا ہوا تو اس کی میراث

لاقرب عصبۃ المولی ولیس لنسائہ من الولاء الا ما اعتقن

آزاد کنندہ کے قریبی عصبہ کیلئے ہوگی نہ کسی ہے عورتوں کے لئے ولاء مگر جن کو انہوں نے آزاد کیا ہو

او اعتق من اعتق او کاتبن او کاتب من کاتبن

یا ان کے آزاد کردہ نے آزاد کیا ہو یا انکی جن کو انہوں نے مکاتب کیا ہے یا ان کے مکاتب کردہ نے مکاتب کیا ہو۔

احکام ولاء کی تفصیل

تشریح الفقہ: قولہ ولو اعتق الخ: آزاد کردہ غلام ہو جائے، اور بنا کوئی وارث نہ چھوڑے تو اس کا ترکہ "آزاد کنندہ" کو ملے گا۔ خواہ آزادی بذریعہ مکاتب ہو، اسوقہ کرنے سے ہو یا قرابت کے مالک ہونے سے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "الولاء لمن اعتق" یعنی اگر کوئی شخص آزاد کرتے وقت یہ شرط کرے کہ آزاد کنندہ کو ولاء نہ ملے گی تو یہ شرط باطل ہوگی کیونکہ نص حدیث کے خلاف ہے سوال بردار ام ولد اپنے "آقا کی موت کے بعد آزاد ہوتے ہیں تو آقا کو انکی ہوا سے کیا کوئی صورت ہے؟ جواب اس کی صورت یہ ہے کہ آقا مرتد ہو کر دار الحرب چلا گیا، اور وہاں مر گیا، اور قاضی نے اس کی موت کا حکم کر کے اس کے ورثہ اور اس کی ام ولد کی آزادی کا فیصلہ کر دیا اس کے بعد آقا مسلمان ہو کر دار الحرب چلا آیا، اور پھر یہ ام ولد مر گئی تو آقا ہی ولاء، تو کیا ملے گی۔

قولہ ولو اعتق الخ: ایک شخص نے اپنی باندی کو آزاد کیا جس کا شوہر کسی کا غلام تھا اور وہ باندی اس سے حاملہ تھی سو آزاد کرنے کے بعد چھ ماہ سے کم میں اس کے بچہ ہوا تو اس بچہ کی ماں اس کے آقا کو ملے گی۔ اس کے باپ کے آقا کو نہ ملے گی اس واسطے کہ جنین ماں کا جزء ہے اور ماں کے آقا کے بالقصد اس کے جنین کو اعتاق کرنے پر اعتاق کو واقع کیا ہو بچہ کو آزاد کرنے والا بھی وہی ہوا جنین اس کی ماں کے آقا کی طرف منتقل ہوتی اور اگر آزادی کے بعد چھ ماہ سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا تو اب بھی بچہ کی ماں اس کے آقا کو ملے گی بشرطیکہ اس کا باپ آزاد ہو گیا ہو اور اگر آزاد ہو گیا ہو تو اب وہ بچہ کی ولاء اپنے سردار کی طرف کھینچ لے گا یعنی اگر بچہ مر جائے تو اس کی میراث لے لے گی۔ وجہ یہ ہے کہ ولاء لحمہ النسب کے ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "ولاء قرابت ہے قرابت نسب کی طرح" اور سب آقا کی طرف منتقل ہوتا ہے تو ما بھی آقا کی طرف ہوگی پہلی صورت میں جو بنسبت ام ولد کے باپ کی طرف ہوگئی تھی وہ تو باپ کی عدم اہلیت کی وجہ سے تھی اور جب باپ میں آزادی کی وجہ سے اہلیت پیدا ہو گئی تو ولاء اس کی طرف لوٹ آئے گی۔

قولہ عجمیۃ الخ: ایک عجمی عورت جو اصل عجمی تھی نے ایک عورت سے شادی کی جو کسی زمانہ کی ہوئی تھی (خواہ وہ عورت عجمیہ ہو یا عربیہ ہو بہر حال اس کا آزاد کردہ غلام کوئی عربی ہو یا عجمی ہو) اس سے کوئی اولاد ہوئی تو ولاء کی اس عتیقہ عورت کے موالی کو ملے گی کو اس کے کسی شوہر کے کسی سے عقد موالاۃ کر لیا ہو کیونکہ ترکہ پانے میں موالی عتاقہ موالی موالاۃ پر مقدم ہوتے ہیں۔ یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف کے یہاں اس کی ولاء کا حکم اس کے باپ کا حکم ہے اس کے آزاد کردہ موالی اس کے لینے کے اہل نہیں بھی اس کے قائل ہیں کہ یہ ولاء بمنزلہ نسب کے ہے اور نسب "باوی" کی طرف ہوتا ہے۔ طرفین یہ فرماتے ہیں کہ ولاء عتاقہ قوی اور معتبر ہے اور عجمیوں کے حق میں نسب ضعیف

ے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا مال برباد کر دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قولہ والمعتق الخ۔ یہ مسئلہ اس پر مرتب کیا گیا ہے کہ ولاء کی کامل قسم پر مقدم ہوتا ہے اور عصبات نسبیہ سے مؤخر ہوتا ہے۔ پس اگر کسی سے ولاء کا مالک اور غلام مالک ہو گئے ہوں اور غلام کا بھائی مر گیا تو اس کی میراث آزاد کنندہ کو ملے گی نہ کہ اس کی ماں۔ پھر بھائی کی اولاد کو اور اگر اس سے لڑکا بھائی یا کوئی اور عصبہ چھوڑا تو میراث لڑکے اور چچا کی اولاد کو ملے گی نہ کہ معتق کو۔ ولاء کی کامل قسم پر معتق کے مقدم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب ایک شخص نے مدبر کر دیا تو حضرت ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر وہ مر جائے (کوئی عصبہ چھوڑے) تو اس کا مال تجھے ملے گا۔ نیز حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ میراث سوائب مقاتہ کو دلاتے تھے جنہ کہ ان کی اولاد کو۔

فصل فسلم رجل على يد رجل ولاءه عمي أن يرثه ويفض عنه أو على يد غيره

(فصل) اگر کسی نے اپنا ولاء کسی کے ہاتھ پر اور اس سے مسلمان ہو کر کہا کہ میرا چچا مر جائے تو اس کی میراث لے لینا، یا کسی اور کے ہاتھ پر اسلام لایا

ولاءه صح وعقله على مولاه وإنه لا إن لم يكن له وارث وهو أحق ذوي الأرحام

ہو اس کے ولاء کی تو صحیح ہے اور اس کی دیت اس کے مولیٰ پر ہوگی اور میراث بھی اگر اس کا کوئی وارث نسبی نہ ہو اور ذوی الارحام کے حق سے

وله أن ينقل عنه إلى غيره مطلقا من لا غير ما لم يقل عنه

اور اس کو اختیار ہے کہ دوسرے کی طرف منتقل ہو سکتا ہے جس کی مرضی ہو جب تک کہ اس سے ناراض ہو کر اس کی طرف سے

وليس مطلقا أن يوالي أحدا ولو والت المرأة فولدت فجرها لها

اور نہیں مطلقا کہ کسی سے موالاۃ نہیں کر سکتا اگر عورت نے کسی سے موالاۃ کی عورت نے پھر بچہ جنا تو بچہ عورت ہی کے ماں کے تابع ہوگا۔

ولاء موالاۃ کا بیان

تشریح کے الفاظ قولہ فصل الخ۔ موالاۃ کو ولاء عتاقہ پر جو کہ اقوی ہے اس واسطے مؤخر کیا ہے کہ اس کا ثبوت بالاتفاق ضعیف ہے بخلاف ولاء عتاقہ کے کہ اس میں سبب کا اختلاف ہے۔ نیز ولاء عتاقہ ثبوت کے بعد کبھی زائل نہیں ہوتی۔ بخلاف ولاء موالاۃ کے کہ وہ بعض صورتوں میں زائل ہو جاتی ہے۔

قولہ ولاء اسلم الخ۔ ایک شخص دوسرے کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اس سے یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد وہ میرے کل مال کا وارث ہوگا اور اگر مجھ سے کچھ جرم ہو جائے تو اس کی طرف سے وہ دیت ادا کرے گا اس نے کہا میں نے قبول کیا اور اس کے ہاتھ پر اسلام لایا اور دوسرے مسلم سے بھی موالاۃ کی تو ہمارے نزدیک یہ تقدیم صحیح ہے۔ اس صورت میں اس کو مسلم کے مرنے کے بعد وہ شخص اس کا وارث ہوگا اگر اس کا

---

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

(۳) قال في الهداية: "وهذا لفظ ورد الحديث به" أخرجه البيهقي عن سعيد بن منصور بسنده ورجاله ثقات مرفوعا عليهم، وابن ابي شيبة عن سفيان وعبد بن حميد عن عبد العزيز بن عبد الله الدراوردي عن سعيد بن المسيب وعطاء الخراساني وبعضهم، ج ۲ ص ۲

(۴) اخرجه مسلم عن عائشة بلفظ: "اشتريها واعتقي" [illegible] عن ابي هريرة ۱۲

(۵) ابن حبان في صحيحه، والحاكم في مستدركه، والطبراني في الاوسط عن ابن عمر، والطبراني عن ابن عدي عن ابن وائل، والبيهقي عن ابي هريرة ۱۲

(۶) [illegible] ۱۲

(۷) [illegible] ۱۲

کوئی وارث نہ ہو اور نہ مصحت جنایت اس کی طرف سے تاوان دیگا۔ امام مالک اور امام شافعی کے یہاں مولاۃ کوئی چیز نہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ حق کا تعلق اور بدنی فعل قرابت بازو حیت کے ساتھ ہے اور اور ثوری کے مدت حق کے ساتھ اور یہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی لہٰذا مولاۃ کوئی چیز نہیں۔ ہماری دلیل حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "والذین عقدت ایمانکم فاٰتوھم نصیبھم" یہ آیت عقد مولاۃ کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔ نیز حدیث میں ہے کہ "آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص دوسرے کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اس کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا؟ جس کے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا ہے وہی اس کا مستحق ہے اور اس کا وارث ہوگا" ہدایت میں۔

فائدہ: ولاء مولاۃ کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) وہ شخص مجہول النسب ہو (۲) اس کے لئے مولاۃ سے پہلے کسی کیساتھ ولاء مولاۃ نہ ہو (۳) مجنی علیہ حربی نہ ہو کیونکہ حربیوں کے قبائل موجود ہیں خواہ ان کے ہوتے ہوئے دوسرے کیسے وارث ہو سکتا ہے۔

قولہ ان یطلق حتی جب تک مولی المولاۃ نے اس شخص کو (یا اس کے بچوں کی) طرف سے جنایت کا لزوم سے پہلے اس وقت تک وہ اس کو چھوڑ کر دوسرے کیساتھ مولاۃ کر سکتا ہے۔ کیونکہ عقد مولاۃ غیر لازم ہے جیسے وصیت غیر لازم ہے تو اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اب دوسرے کا حق وابستہ ہو چکا ہے۔

کتاب الاکراہ

هُوَ فِعْلٌ يَفْعَلُهُ الْإِنْسَانُ بِغَيْرِهِ فَيَزُولُ بِهِ الرِّضَا وَهُوَ مُلْجِئٌ فَالْمُكْرَهُ عَلَى تَحْقِيقِ

وہ ایک کام ہے جو آدمی دوسرے کے جب سے کرتا ہے اور اس کی وجہ سے رضا معدوم ہو جاتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں ملجی اکراہ کرنے والا اس چیز کے کرنے پر

مَبَاشَرَةِ مَا سُلِّطَ عَلَيْهِ شُجَاعًا كَانَ أَوْ لَا وَخَوْفُ الْمُكْرَهِ وُقُوعَ مَا هُدِّدَ بِهِ

جس سے اس نے ڈرایا ہے وہ بہادر ہو یا بزدل ہو اور مکرہ کا ڈرنا ہے اس چیز کے وقوع سے جس سے اس نے ڈرایا ہے

تشریح: قولہ کتاب الخ: فقہ مولاۃ کے ذریعہ مروی باقی کا حال جرمت سے حلت کی طرف منتقل ہوتا ہے اب منتقل کی اگر مولاۃ کا نہ ہوتی تو مولاۃ کا فعل کا حال بیان ہوتا جب عقد مولاۃ ہو گیا تو اب اس کیلئے اکراہ کا حال بیان ہو گیا۔ بالکل یہی بات اکراہ میں ہے کہ اس میں بھی جناب کا حال حرمت سے حلت کی طرح منتقل ہوتا ہے۔ یعنی اس کیلئے جس چیز کی مباشرت قبل اکراہ حرام تھی وہ اکراہ کے بعد حلال ہو جاتی ہے اسلئے مصنف مذہب مولاۃ کے بعد کتاب الاکراہ لا رہا ہے۔

قولہ ھو فعل الخ: اکراہ کسی کو مجبور کر کے کام کرانے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شرع میں اکراہ وہ فعل ہے جو آدمی دوسرے کے جب سے اس طرح کرے کہ اسکی رضا معدوم کر دی جاتی ہے۔ بالکل اختیار فاسد ہو جائے گویا اکراہ کی دو قسمیں ہیں ملجی (اکراہ کامل) غیر ملجی (اکراہ ناقص) اکراہ ملجی وہ ہے جس میں مکرہ کو اپنی جان یا کسی عضو کے تلف ہونے کا یقینی یا غالب گمان ہو جیسے تہدید بقتل یا تہدید بقطع یدوغیرہ اس صورت میں مکرہ کی رضا معدوم ہو جاتی ہے اور اختیار فاسد ہو جاتا ہے۔ اکراہ غیر ملجی وہ ہے جس میں جان یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ نہ ہو بلکہ صرف رضا معدوم ہو جائے جیسے تہدید بقید وضرب وغیرہ ضرب وغیرہ کی صورت میں پس اگر فوت رضا فساد اختیار ہے عام ہے۔ کیونکہ مقابل رضا کراہت ہے اور مقابل اختیار جبر اور جس ضرب کے اکراہ میں یہ اندیشہ کراہت موجود ہے تو وہ فساد معدوم ہوگا لیکن اختیار صحیح وصف صحت موجود ہے۔ کیونکہ اختیار اس وقت فاسد ہوتا ہے جب جان یا کسی عضو کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو پس اکراہ غیر ملجی انہی تصرفات میں مؤثر ہوگا جن میں رضا کی احتیاج ہوتی ہے جیسے بیع اقرار وغیرہ اور غیر ملجی اکراہ ملجی جملہ تصرفات میں مؤثر ہوگا۔

---

۱ ۔ ۔ ۲ ۔ ۔ ۳ ۔ ۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا بے پردہ نکلنا اس کے شوہر کی اجازت سے ہو یا بغیر اجازت کے، دونوں صورتوں میں اس کے شوہر سے عذاب ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو کسی گناہ کا ارتکاب کرے اور اس کے گناہ کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی عذاب میں مبتلا ہوں، تو ان دوسرے لوگوں کا عذاب اس گناہ کرنے والے پر نہیں ہوگا، بلکہ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوگا۔ البتہ جو لوگ اس گناہ کرنے والے کو منع کر سکتے تھے اور انہوں نے منع نہیں کیا، وہ اس گناہ کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

قولہ وشرطہ الخ: تحقق کراہت کے لئے دو شرطیں ہیں: (۱) کراہت کا علم ہو، یعنی کراہت کا علم ہو یا ظن غالب ہو، خواہ شہادت سے ہو یا کسی اور طریقے سے۔ امام صاحب سے ایک روایت یہ ہے کہ کراہت کے لئے بادشاہ کے اعلان کے سوا کوئی چیز کافی نہیں، کیونکہ اس کے علاوہ دوسرے ذرائع سے کراہت کا علم ہونا یقینی نہیں ہوتا۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ آج کل یہ بات نہیں ہے۔ آج کل دوسرے ذرائع سے بھی کراہت کا علم ہو سکتا ہے، جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہوا ہے۔ (۲) کراہت کا ظن غالب ہو، کیونکہ محض امر کا احتمال دلالت نہیں کرتا۔

تمت بحمد اللہ تعالیٰ

فلو أكره على بيع أو شراء أو إجارة بقتل أو ضرب شديد أو حبس مديد حيث يغلب على الظن أنه يفعل ما يوعد به إن لم يفعل ويتحقق الإكراه من السلطان وأمينه وكل متغلب يقدر على ما هدد به لكثرة العساكر عنده أو لبعد الغوث عنه أو لكونه مستتراً بالحرابة ولا يتحقق من اللص والقاطع في الصحراء أو المصر ليلاً أو نهاراً على الصحيح

أو بقيده وبند به الملك عند الطحاوي لقصد وقيل لنفي نوع حرة كالمسلم طالما وان هدد بالقتل وهو الصحيح

البيع في يد المشتري وهو غير مكره والبائع مكرة فحبس قيمه للبائع ويسترده المشتري لأن الإكراه لا يمنع الملك بل الفساد لحق الشرع وهو باق

وعلى كل لحم حرير وميتة ودم وشراب خمر بحبس وضرب إن قيد لم يحل ومن بقي وقطع الطريق ولم يقتل ولم يأخذ مالاً قتل حداً وإن قتل وأخذ مالاً قتل وصلب حداً وإن قتل ولم يأخذ مالاً قتل حداً وإن أخذ مالاً ولم يقتل قطعت يده اليمنى ورجله اليسرى وإن عاد قطعت يده اليسرى ورجله اليمنى وإن عاد خلد الحبس حتى يتوب وتتحقق توبته

ولم يصر وعلى الكفر وإتلاف مال المسلم بلص وقطع لا غير هما

ويرخص ويباح بالقصر وتركه الجمعة والعيد والجماعة وعن الجمعة بعذر المطر وثلج يمنع الوصول بالنعال ومرض يزيد أو يبطئ به المشي وخوف على نفس أو مال أو أهل أو مريض يحتاج إلى تعهد ولو له خادم وتمريض أحد أبويه وإن لم يكن له غيره وخوف فوت رفقته إن سافر وجد المريض أو مات لا إن مرض بعد خروجه

ويرخص قدر فعله لهم ويفترض المكرة فقط وعلى إجابة داع وطلاق فقط وقع وصحت إن أكره على أحدهما وإن عفا عن أحدهما صح العفو عنه فقط وعلى إجابة داع وطلاق فقط وقع

ورجع بنصف مهره إن لم يطأها وعلى المرأة لم تمكن زوجها

تفصیل احکام اکراہ

تشریح الکلمۃ: قولہ طوع اکراہ الخ ایک شخص کو جبراً قتل یا ناقابل ضرب شدید یا حبس مدید کی چیز سے فروخت کرنے یا خرید نے یا اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے وہ چیز فروخت کر دی یا خرید لی یا اقرار کر لیا تو زوال اکراہ کے بعد اس کو اختیار ہے چاہے اس طوع کو نافذ کر دے چاہے فسخ کر ڈالے۔ اس کا فائدہ کلیہ یہ ہے کہ جو بات بہ اکراہ کہی جائے وہ تمام تصرفات قول کے لحاظ سے منعقد ہو جاتے ہیں اب جو تصرفات مکمل ہیں جیسے بیع اور اجارہ اور ہبہ وغیرہ کو وہ فسخ کر سکتا ہے اور جو تصرفات مکمل نہیں جیسے طلاق نکاح عتاق تدبیر، اقالہ اور ہبہ بغیر قبض فسخ نہیں کر سکتا بلکہ وہ لازم ہو جاتے ہیں۔ ہاں اقالہ کے یہاں لازم نہیں ہوتے۔

قولہ وبطل البیع اگر کسی نے کسی سے کوئی حالت میں کوئی چیز فروخت کر دی اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا تو مشتری اس کا مالک ہو جائے گا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بیع فاسد ہے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ مکرہ کی بیع باطل ہے۔ اور بیع موقوف علی اجازت مکرہ نہیں ہوتی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اکراہ کی وجہ سے اہلیت کا زوال ہے اہلیت زائل معدوم نہیں ہو جاتی صرف شرعاً جواز نہیں رہتا معدوم ہو جاتی ہے تو مکرہ کی بیع فاسد ہوگی اور بیع فاسد میں مشتری بقدر قبضہ کر لینے سے مبیع کا مالک ہو جاتا ہے۔

قولہ وعلی ھلک الخ بیع کے بعد کہ مکرہ کی قبضہ کی اور مشتری نے اس کو ہلاک کر دیا تو مکرہ پر ہلاک ہوگی تو مشتری ہلاک کرنے والے کو اس کی قیمت کا تاوان دے گا کیونکہ مکرہ کی بیع فاسد ہے اور بیع فاسد میں بھی مبیع مشتری پر مضمون ہوتی ہے۔ جس مکرہ کو یہ بھی اعتقاد ہے جس نے اس پر جبر کیا تھا اس سے قیمت کا تاوان لیگا اس صورت میں مکرہ مشتری سے مضمون کر لیگا

قولہ وعلی اکل المیتۃ الخ کسی شخص کو مجبور کیا مردار یا گوشت کتے یا سور یا شراب یا خون پینے پر جس سے اور جس وجہ سے اکراہ ہو خواہ قید کا خوف ہو یا مار پیٹ کیا تو اس کیلئے ان چیزوں کا تناول درست نہیں۔ اس واسطے کہ ان محرمات کے تناول کے ساتھ بقاء نفس حاصل ہوتا ہے اور صرف اسی رائحہ ہے کہ سبب جان بچانا کسی محظور کی حلت کا موجب ہو جائے۔ کیونکہ جس کسی کو قتل کسی یا قطع عضو کا خوف دلا کر مجبور کیا تو اس صورت میں اس کیلئے تناول حلال ہے۔ بلکہ کرنا چاہئے اور صبر کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد سے ایک روایت اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ گنہگار ہوگا۔ کیونکہ اس وقت اس کیلئے کھانا مباح ہے۔ اور کھانا عزیمت کو عزیمت کو چھوڑ دینا رخصت کو اختیار کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ حکم عزیمت سے حالت اضطرار میں ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے **وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا اضطررتم الیہ** اور اکراہ سے جو چیز مستثنیٰ ہے وہ حالت اکراہ میں ہوگی۔ اور حالت اکراہ کی تناول سے رک کر اپنی جان ہلاک کرنا ہے تو یہ گنہگار ہوگا۔

قولہ وعلی الکفر الخ اور اگر قتل کسی یا قطع عضو کی تہدید سے کسی کو کفر پر مجبور کیا تو اس کیلئے بھی یہاں سے کہہ دینے کی رخصت ہے شرط یہ ہے کہ قلب مطمئن بالایمان ہو۔ قال تعالیٰ **الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان** نیز روایت میں ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کو مشرکین نے پکڑ لیا اور جب تک آپ نے ان کے بتوں کی بھلائی اور حضور ﷺ کی برائی نہ کر لی اس وقت تک انہوں نے آپ کو نہیں چھوڑا۔ آپ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت تیرے قلب کی کیا کیفیت تھی؟ عرض کیا یا رسول اللہ قلب میرا برابر مطمئن تھا۔ آپ نے فرمایا اگر مشرکین پھر ایسا کریں تو بھی ایسا ہی کرنا۔ لیکن یہ کرنا اس صورت میں ہے کہ اپنی جان پر تکلف جاری نہ کرے اور صبر کرے۔ اور اگر قتل کسی یا قطع عضو کی تہدید سے کسی مسلمان کا مال تلف کرنے پر مجبور کیا تو اس کیلئے اس کی رخصت ہے۔ اور اگر صبر نہ کرے بلکہ اس پر صبر کرے تو بہتر ہے کذا فی صاحب مال یقال آتوا ان کرہ ہے لگانہ کرہ ہے۔

قولہ وبہ یفتی فتح عبارہ ۱۲ منہ: اگر قتل قصاص یا قطع عضو کی دھمکی دے کسی مسلمان کو قتل کرنے پر مجبور کیا تو اس کو قتل کرنے کی رخصت نہیں اگر قتل کر دیا تو گنہگار ہوگا۔ کیونکہ مسلمان کسی حالت میں بھی قتل کرنا جائز نہیں۔ ہاں بعد اکراہ سے قتل کرنا تو طرفین نے ایک قصاص ساقط کر دیا ہوگا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کفارہ پر ہوگا۔ کیونکہ فعل قتل کا وجود ہی سے ہوا ہے شبہ بھی عدم سے بہتر ہے۔ شریعت نے اس قتل کے حکم کو بھی اسی پر قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ تنبیہ کرتا ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک قصاص ساقط کر دیا ہوگا اور دیت ہوگی۔ کیونکہ حدیث میں شبہ کی جانب مضاف ہے اس لئے کہ شبہ ساقط قتل ہے اور من وجہ کرہ کی جانب کیونکہ وہ حامل و باعث قتل ہے تو وہ مختص میں شبہ ملتحق ہوتا ہے اور ان میں سے کسی پر قصاص نہ ہوگا بلکہ ان کے مال سے دیت دی جائیگی۔ اگر مکرہ شے نے ایک دوں سے قصاص لیا جائیگا کرہ سے رجوع کرے گا فاعل وہ مباشر ہے اور کرہ سے بسبب کے وہ حامل و باعث ہے وانما ان اعتبر حامل فیختص ولا یقتص الفاعل لانہ آلۃ لہ کالسیف۔

قولہ وعلی المعتبی الخ: اگر بیوی کو طلاق دینے یا غلام آزاد کرنے پر مجبور کیا تو اس سے طلاق بیدی یا غلام آزاد کر دیا ہے مذہب یہ اصح واضح ہو چکا ہے۔ علامہ شامی کا اس میں اختلاف ہے جس کی تفصیل کتاب الطلاق میں کر دی گئی ہے باب اعتاق کی صورت میں مکرہ سے علامہ کی قیمت لیگا کیونکہ اتلاف ہی کی طرف منسوب ہے۔ اور یہ خلاف قیاس اتلاف ہے لہذا نصف قیمت لیگا اور اگر مکرہ ہو نا زوجہ طلاق کی صورت میں مہر کی نصف لے گا اگر اس نے بیوی سے بنی نہ کی ہو۔ کیونکہ شوہر پر جو مہر واجب تھا وہ مکمل تھا ہاں یہ تنبیہ ہے کہ شاید فرقت عورت کی جانب سے واقع ہو جائے لیکن جانب طلاق راجح ہو گئی تو مہر مؤکد ہو گیا اس اعتبار سے کہ ہاں اگر مکرہ کی جانب منسوب ہوگا اور مکرہ اس سے نصف مہر لینے کا مقتدر ہوگا لیکن اگر وہ مکرہ سے کچھ نہیں لے سکتا کیونکہ اب مہر والی کی وجہ سے گذر چکا ہے۔

كتاب الحجر

هو منع عن التصرف قولاً لا فعلاً يعني زوي وتحوين فلا يصح تصرف صبي وعبد ومجنون وكذا في قولي تصرف سے نہ کرنا یعنی تصرف سے کم کی یا قول یا دونوں کے ساتھ ہیں نہ کے ہاتھ میں نہ کے ہے اور بلوغ کا تصرف بلا اذن ولي وسيد ولا تصرف المحجور المحظوب بحاجر ومن غفلة منهم وهو يعقله ولی اور اذن تصرف کے ہیں اور محجور مصدر کا تصرف کی جس میں اور جو ان میں سے غفلہ کرے اور اس کو سمجھتا ہو

بجهوله الغوي و بصغره وان اتلفوا شيئاً ضمنوا تو ولی اس کو بلی کچھ یا تلف کرے ہو کہ پھر کرے کوئی چیز تو ضامن ہوں گے

تشریح الغلط: قوله كتاب الح "کتاب الاکراہ" کے صدر کتاب کو بجرا رہا ہے۔ اس واسطے کہ دونوں میں سلب مشترک ہوتا ہے مگر اکراہ میں سلب اختیار کی ساتھ اور حجر میں سلب اختیار اس سے ہوتا ہے جس کے لئے اصلاح اور کامل ولایت ہو لہٰذا اکراہ حجر سے اشد ہے۔

قوله هو منع الح حجر (بالتشدید) لغۃ منع اور روکنے کو کہتے ہیں اسی سے حجر (بالکسر) عقل کو کہتے ہیں کیونکہ عقل انسان کو اقدام قبیحہ کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ اصطلاح میں حجر اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو تصرف قولی سے روک دیا جائے۔ کہ تصرف فعلی سے تصرفات قولیہ ہوتے ہیں جیسے بیع، شراء، صلح، ابراء، تصرفات فعلیہ جو بالحال موجود ہوتے ہیں جیسے قتل، اتلاف، ہبہ وغیرہا۔ محجور میں صرف تصرف قولی ہوتا ہے فعلی نہیں (یعنی اگر کوئی کام کرے گا تو ضمان واجب ہوگا۔

قوله يصح الخ اسباب حجر تین ہیں ان میں صغر کی تو ظاہر قید ہے مگر جنون یعنی پاگل پن یا غلام ہونا معلوم ہو چکا ہے۔ رہا تیسرا سبب عقل ہے تو اس کا تعلق ہے اور نقصان کا بھی پایا جانا ہے اس لئے شریعت نے اس کے تصرفات قولیہ غیر معتبر قرار دیئے تاکہ لوگ کو عاقل بنائے لیکن اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی کا ہوتا ہے جو اس کا حق کی روایت کے پیش نظر یہ تصرف بھی غیر معتبر ہے سوال مصنف نے جو کے صرف تین اسباب ذکر کئے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ بلوغ اور فلاح اور ایناع کے علاوہ اور کوئی حجر نہیں ہوتا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ مفتی ماجن ہونا لوگوں کو بتلانے کے واسطے اور طبیب جاہل ہونا لوگوں کو ضرر اور ہلاکت سے بچانے کے واسطے اور حاکم کا دیوالیہ قرار دینے والا جو مفلس ہو یہ سب بھی حجر تصرف ہیں۔ جواب یہاں حصر سے حجر کی شرعی معنی کے اعتبار سے مقصود ہے اور مفتی ماجن طبیب جاہل اور حاکم کا مفلس پر شرعی معنی صادق نہیں آتے لہٰذا حصر غلط سے ان کا خارج ہونا حصر کو مضر نہیں (ماخذ)

قوله يحال الخ يحجر مجہول کا صیغہ ہے جو کسی (اسم مجرور) کی طرف مجہول ہوتا ہے۔ آتا ہے اس کو تصرف کی حالت میں کبھی نہیں بیان کیا۔ تک کہ گواہی اس کا تصرف حاکم کے سامنے کے تب بھی صحیح نہیں کیونکہ وہ جنون کی وجہ سے تصرفات کا اہل نہیں ہے۔ اور اگر بیوقوفی کی وجہ سے ہوتا ہو اور کل دو شہر والوں یا کلم عقلاء میز کا اسی ہے۔

تشریح: ہدایہ اور غایۃ البیان میں ہے کہ جو شخص بڑے ہونے کے بعد بیوقوف ہو گیا ہو وہ عقلاء میز کی مانند ہے۔ اور پاگل میں سے کیونکہ عاقل کی مانند ہے شمنی نے ذکر کیا ہے کہ ابو یوسف نے اس تفصیل دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہوشیاری کی حالت میں ہو اور وہ تجارت کی حالت میں کوئی

---

۱ لان الم ... ضمان الا بضمان

۲ حاكم ... (في الاصل) عبد الرزاق ابن رافع به عن محمد بن حسان بن حسن

وَلَا يَبْطُلُ بِقَرْضٍ وَلَا بِمَجْنُونٍ وَيَبْطُلُ بِمَوْتِ الْمُوَكِّلِ وَجُنُونِهِ إِذَا عَلِمَ بِهِ الْوَكِيلُ

اور نہ باطل ہوگا بقرض اور نہ باطل ہوگا بمجنون اور باطل ہوگا بموت موکل اور جنون اس کے اگر معلوم ہو وکیل کو

بَعْدَ الْعُرْفَةِ وَلَوْ أَقَرَّ بِعَدِّهِ وَلَوْ قَرَّعَهُ فِي الْحَالِ لَا يَصِحُّ إِلَّا بِمَحْضَرٍ

بعد عرفہ کے اور اگر اقرار کرے وکیل اس کے بعد اور اگر قرعہ ڈالے اس کو حال میں تو نہ صحیح ہوگا مگر حاضر ہونے

وَلَا يَنْعَزِلُ الْوَكِيلُ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْخَبَرُ عَنْ عَزْلِهِ بِخَبَرِ عَدْلٍ أَوْ فَاسِقٍ

اور نہ معزول ہوگا وکیل یہاں تک کہ پہنچے اس کو خبر اس کے معزول ہونے کی بخبر عادل کے یا فاسق کے

أَوْ بِالْمُكَاتَبَةِ إِذَا عَرَفَ خَطَّهُ أَوْ خَتْمَهُ وَلَوْ بَاعَ فِي غَيْبَتِهِ وَلَمْ يَبْلُغْهُ الْعَزْلُ

یا بمکاتبہ جب پہچانے اس کے خط کو یا اس کی مہر کو اور اگر بیچا وکیل نے غیبت میں اور نہ پہنچی اس کو خبر معزولی کی

وَالْمُشْتَرِي لَا يَعْلَمُ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ وَالْعَهْدَةُ عَلَى الْوَكِيلِ

اور مشتری نہیں جانتا پس بیع جائز ہے اور عہدہ وکیل پر ہے

ترجمہ: اور نہیں باطل ہوتا وکالت کا بقرض اور نہ بمجنون اور باطل ہوتا ہے بموت موکل اور جنون اس کے اگر معلوم ہو وکیل کو بعد عرفہ کے اور اگر اقرار کرے وکیل اس کے بعد اور اگر قرعہ ڈالے اس کو حال میں تو نہ صحیح ہوگا مگر حاضر ہونے سے اور نہ معزول ہوگا وکیل یہاں تک کہ پہنچے اس کو خبر اس کے معزول ہونے کی بخبر عادل کے یا فاسق کے یا بمکاتبہ جب پہچانے اس کے خط کو یا اس کی مہر کو اور اگر بیچا وکیل نے غیبت میں اور نہ پہنچی اس کو خبر معزولی کی اور مشتری نہیں جانتا پس بیع جائز ہے اور عہدہ وکیل پر ہے

محمد عبدہ عفی عنہ

وَلَا يَبْطُلُ بِقَرْضٍ وَلَا بِمَجْنُونٍ وَيَبْطُلُ بِمَوْتِ الْمُوَكِّلِ وَجُنُونِهِ إِذَا عَلِمَ بِهِ الْوَكِيلُ

اور نہ باطل ہوگا بقرض اور نہ باطل ہوگا بمجنون اور باطل ہوگا بموت موکل اور جنون اس کے اگر معلوم ہو وکیل کو

بَعْدَ الْعُرْفَةِ وَلَوْ أَقَرَّ بِعَدِّهِ وَلَوْ قَرَّعَهُ فِي الْحَالِ لَا يَصِحُّ إِلَّا بِمَحْضَرٍ

بعد عرفہ کے اور اگر اقرار کرے وکیل اس کے بعد اور اگر قرعہ ڈالے اس کو حال میں تو نہ صحیح ہوگا مگر حاضر ہونے سے

وَلَا يَنْعَزِلُ الْوَكِيلُ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْخَبَرُ عَنْ عَزْلِهِ بِخَبَرِ عَدْلٍ أَوْ فَاسِقٍ

اور نہ معزول ہوگا وکیل یہاں تک کہ پہنچے اس کو خبر اس کے معزول ہونے کی بخبر عادل کے یا فاسق کے

أَوْ بِالْمُكَاتَبَةِ إِذَا عَرَفَ خَطَّهُ أَوْ خَتْمَهُ وَلَوْ بَاعَ فِي غَيْبَتِهِ وَلَمْ يَبْلُغْهُ الْعَزْلُ

یا بمکاتبہ جب پہچانے اس کے خط کو یا اس کی مہر کو اور اگر بیچا وکیل نے غیبت میں اور نہ پہنچی اس کو خبر معزولی کی

وَالْمُشْتَرِي لَا يَعْلَمُ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ وَالْعَهْدَةُ عَلَى الْوَكِيلِ

اور مشتری نہیں جانتا پس بیع جائز ہے اور عہدہ وکیل پر ہے

ترجمہ: اور نہیں باطل ہوتا وکالت کا بقرض اور نہ بمجنون اور باطل ہوتا ہے بموت موکل اور جنون اس کے اگر معلوم ہو وکیل کو بعد عرفہ کے اور اگر اقرار کرے وکیل اس کے بعد اور اگر قرعہ ڈالے اس کو حال میں تو نہ صحیح ہوگا مگر حاضر ہونے سے اور نہ معزول ہوگا وکیل یہاں تک کہ پہنچے اس کو خبر اس کے معزول ہونے کی بخبر عادل کے یا فاسق کے یا بمکاتبہ جب پہچانے اس کے خط کو یا اس کی مہر کو اور اگر بیچا وکیل نے غیبت میں اور نہ پہنچی اس کو خبر معزولی کی اور مشتری نہیں جانتا پس بیع جائز ہے اور عہدہ وکیل پر ہے

محمد عبدہ عفی عنہ

بالفعل "اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سبیل پانے کے دو ذریعے ہیں ایک زادِ راہ حاصل ہونا، دوسرا صحت جسمانی کہ کوئی مانع نہ ہو۔"

فوائد

مدینہ صحت اور تندرستی کو کہتے ہیں اور شریعت میں صحت و سلامت سے مراد محسوس طریق ہے۔ جو عقل و شرع کے خلاف ہو اس کے سوار کیلئے مثلاً ہارٹ کا مریض خطرناک بیماری یا کمزوری غایت ضعف میں داخل نہیں علامہ حموی فرماتے ہیں کہ مطلقہ میں امر ہے بلا غرض دینی کہ حج کی مدت ہے اسی طرح بلا غرض میں خرچ کرنا جس کو دین و دنیا کا مقلا و غرض شمار نہیں کرتے جیسے گویئے، کھیل تماشا کرنے والوں کو دینا، لڑنے والے کو پیسے دینا، جوا میں لگانا۔

فوائد فان مع العج وقتی بات ہے جو بعد میں نہیں رہتا شاید یہ بتانا ہے کہ مال کا نفع فقط اس وقت ہے جب تک کہ انسان زندہ ہے اس کے بعد اس کا مال جو چھوڑ جائے گا خواہ وہ مسجد ہو یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا ذاتی مکان ہو یا جائداد ہو یہاں تک کہ انسان کا کفن بھی اس کا نہیں ہے اس کو اس کا مال چھوڑنا ہی پڑے گا۔ ایک دن ایسا آجائے گا جب تک کہ "شاید کہ باز آید" ہوا کر چکا ہوگا اور جو کچھ کر جائے گا اس کا ہے فان الله هم لهم. شاید وهو الهم الهم لهم "کان" اس لئے ہے کہ حضرت عزت فرماتے ہیں کہ اب ان کو ہدایت نصیب ہو گئی ہے اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ ہدایت نصیب ہونا

فَصْلٌ فِي حَدِّ الْبُلُوْغِ بُلُوْغُ الْغُلَامِ بِالْاِحْتِلَامِ وَالْاِنْبَالِ وَاِلَّا فَحَتّٰى يَتِمَّ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً وَالْجَارِيَةُ

(فصل مدت بلوغ کی) لڑکا بالغ ہوتا احتلام ہونے سے اور انزال سے اور نہیں تو پورا کرے جب اٹھارہ سال پورے ہو جائیں اور لڑکی کا بالغ ہونا

بِالْحَيْضِ وَالْاِحْتِلَامِ وَالْحَبَلِ وَاِلَّا فَحَتّٰى يَتِمَّ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً وَيُفْتٰى بِالْبُلُوْغِ فِيْهِمَا بِخَمْسِ عَشْرَةَ سَنَةً

حیض و احتلام اور حمل سے ہوتا ہے اور نہیں تو پورا کریں جب سترہ سال پورے ہو جائیں اور فتویٰ دیا جاتا ہے دونوں کے بالغ ہونے پر پندرہ سال کی عمر میں

وَكَانَ الْمَالُ فِيْ حَقِّهِ اَشَدَّ عُسْرَةً مِنْهُ فِيْ حَقِّهَا لِسُرْعَةِ سِنِّ فَقْرِ وَاقِفًا وَلَا

اور کہ مدت خرچ کے حق میں بارہ سال ہیں اور لڑکی کے حق میں نو سال ہیں کہ وہ قریب البلوغ ہو گئے

بَلْغًا صِدْقُهَا وَاَحْكَامُهَا اَحْكَامَ الْبَالِغِيْنَ.

اور یہ کہ اس کی بلوغ کی تصدیق کیا جائے اور اس کے احکام بالغوں جیسے ہوں گے

تشریح الفقہ قولہ فصل البلوغ صغر سنی چونکہ اسباب حجر میں سے ایک سبب ہے جس کی ایک نہایت ہے تو اس کی انتہا بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ اس فصل میں اسی کو بیان کر رہا ہے۔

قولہ بلوغ الغلام البلوغ بلوغ صغیر احد امور ثلاثہ میں سے کسی ایک سے ہوتا ہے (۱) احتلام یعنی خواب میں صحبت کرنا اور منی کا خارج ہونا (۲) انزال یعنی بیداری کے ساتھ شہوت کی حالت میں منی کا خارج کر دینا (۳) انبال۔ ان تینوں میں اصل انزال ہے۔ کیونکہ احتلام بھی انزال غیر مستعبر ہے۔ یہ علامت بلوغ کی حالت نہیں ہوتی تو پس اصل تعبر دو احتلام کی علامات ہو گئیں۔ بلوغ صغیر بھی تین امور میں سے کسی ایک سے ہوتا ہے (۱) حیض (۲) احتلام (۳) حمل یعنی حاملہ ہو جانا اگر ان میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے تو پھر عمر کا اعتبار ہوگا۔ یعنی جب لڑکا اٹھارہ سال کا اور لڑکی سترہ سال کی ہو جائے تو بالغ ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا۔ دلیل یہ آیت ہے۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ "ان میں بالغہ سے مراد بعض کے نزدیک پچیس سال کی عمر ہے اور بعض کے نزدیک تیس سال کی اور بعض کے نزدیک پچاس سال کی۔ حضرت ابن عباس سے اٹھارہ سال کی عمر منقول ہے۔ سلامتی سب نے اسی کو لیا ہے کیونکہ اقل واکثر سے۔ اکثر احتیاط اسی میں ہے۔ بہتر لڑکی چونکہ جلد بالغ ہو جاتی ہے اس لئے اس کے حق میں ایک سال کم کر دیا گیا۔

قولہ وھی بلوغ الغ بصورت عدم وجود علامات بلوغ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک لڑکے اور لڑکی دونوں کے بلوغ کی مدت پندرہ سال ہے۔ یہ ایک روایت امام صاحب سے بھی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ چونکہ زمانہ غالب ہے کہ اکثر اوقات نابالغ مدت میں علامات بلوغ ظاہر ہو جاتی ہیں

قولہ واقنی الخ مدت فقر کے حق میں کہ مدت جس میں بلوغ ہو سکتا ہے۔ بارہ سال ہیں اور لڑکی کے حق میں نو سال ہیں اگر دو نابالغ مدت میں بلوغ کا دعویٰ کریں تو ان کا قول مسموع ہوگا اور ان کے احکام بالغوں کے احکام ہوں گے۔ شرح مجمع میں ہے کہ فقہا کا اس پر اتفاق ہے اگر پانچ سال یا اس سے کم کی لڑکی خوبرو دیکھے تو وطی نہیں۔ سات سال یا اس سے زیادہ کی لڑکی دیکھے تو وطی ہے۔ اور چھ سات آٹھ سال میں اختلاف ہے۔ کمال میں بعض حضرات سے منقول ہے کہ کمتر مدت نو سال ہے۔ (طحطاوی)

كتاب العتاق

الاذن فك الحجر ونقيضه الحق فلا يعود ولا يتبعض

اذن کے معنی کھولنا اور حق کو ساقط کرنے کے ہیں یہ کسی وقت کیساتھ موقت ہوگا اور نہ کسی حق سے ساتھ مختص۔

تشریح اللغات قولہ کتاب العتاق کتاب العتاق کو کتاب الحجر کی بعد اس لئے لائے ہیں کہ اذن جب حجر کو اٹھا دیتا ہے یعنی مقتضا اذن یہ ہے کہ حجر اس تصرف سے پہلے زائل کر دیا جائے جس کی اجازت دیدی گئی۔

قولہ الاذن الخ اذن لغت میں بمعنی اعلام ہے یعنی اطلاع کرنا دیدینا اگرچہ کتب لغویہ میں یہی مذکور ہے لیکن علامہ شمس الدین قاسمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مختصر میں کہا ہے کہ لغت کی متداول کتابوں میں نہیں ملے کہ اذن بمعنی اعلام ہے بلکہ لغت کی کتابوں میں اذن بمعنی اباحت لکھا ہوا ہے علامہ موصوف نے اعلام سے تعبیر کر دیا ہے تاکہ تعریف اس کو بھی شامل ہو جائے جو اذن کو اباحت کے معنی میں سمجھتا ہو اور اعلام کے معنی اس لئے لکھ دیئے کہ اذن میں صرف حجر کے معنی منع کرنا مراد نہ سمجھا جائے کیونکہ اذن کے معنی اس منع کو دور کرنے کے ہوا کرتے ہیں۔

قولہ فک الحجر الخ اصطلاح شرع میں اذن فک حجر یا اطلاق کہتے ہیں یعنی بچہ کمسنی کی وجہ سے اور غلام رقیت کی وجہ سے جو عموم التصرف تھا اس کا تصرف کی اجازت دینا فک حجر یا اطلاق تحریر مطلق ہر اجازت نہیں بلکہ صرف امور تجارت کا اطلاق مراد ہے۔ کیونکہ عبد مادون کے لئے صرف اطلاق اور محجور بالمال کی اجازت نہیں ہوتی۔ اطلاق میں حق سے مراد رق آقا کا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آقا نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دیدی تو اس کے جس حق کی وجہ سے غلام محجور التصرف تھا اس نے اجازت دے کر اپنے اس حق کو ساقط کر دیا۔ ہدایہ نے بجائے کفایہ کے غیر موجب میں یہی ذکر کیا ہے۔ حد جو تحریر وصاحب اصلاح و ایضاح نے کہا ہے کہ اس سے مراد حق منع ہے نہ کہ صرف حق تاکہ اس صورت میں اذن صرف غلام کو شامل ہوگا نہ کہ صغیر و صغیرہ کو تو اس صورت میں یہ تعریف غیر مانع ہوگی۔ علامہ عینی نے بھی اسی وجہ سے تردید کی ہے۔

قولہ ولا يعود الخ لغت اذن کی تعریف کرنے کے بعد شارح نے اس کے حکم کو بیان کیا ہے یعنی امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اذن کا مطلب یہ نہیں کہ مولیٰ نائب بنا لے بلکہ اذن کا مطلب یہ ہے کہ آقا نے اذن دیکر عبد کی اہلیت کو کسی معین وقت یا کسی خاص قسم کی تجارت کے ساتھ مقید نہیں کیا اس بنا پر آقا کا یہ اذن ہر وقت اور ہر قسم کی تجارت کے لئے عام ہوگا۔ اور غلام اس کے خلاف نہ کر سکیگا اور یہ اذن صحیح ہوگا۔ کیونکہ اطلاق حق ہونے کے بعد غلام اپنی اہلیت کے سبب سے تصرف کرتا ہے۔ تو اذن دینا تصرف نہ کسی وقت کے ساتھ مقید ہوگا اور نہ کسی خاص قسم کی تجارت کے ساتھ مخصوص ہوں۔ محمد شفیع عفی عنہ

وَيَلْحَقُ بِالْمَحْجُورِ إِنْ رَأَى عَبْدَهُ يَبِيعُ وَيَشْتَرِي فَلَمْ يَنْهَهُ وَهُوَ عَالِمٌ لَا بِشَرَاءِ فَمِي بَعْضِهِ يَبِيعُ وَيَسْتَوْفِي

اور ثابت ہو جاتا ہے جب دیکھے اپنے غلام کو بیع اور شراء کرتے ہوئے کہ کیا اس کو اس کی تجارت سے روکا حالانکہ وہ جانتا ہے اور نہ روکا اس کے شراء کرنے سے بعض میں کہ بیع کرتا ہے اور وصول کرتا ہے

وَهُوَ كُلُّ دَيْنٍ وَعَيْنٍ وَيُبَاشِرُ وَيُسَافِرُ وَيُزَوِّجُ مَتَى شَاءَ وَيُقِرُّ بِذَيْنٍ وَغَصْبٍ وَوَدِيعَةٍ وَلَا يُزَوِّجُ

وکیل کرنا قرض دینے اور لینے کے سفر کرنے اور نکاح کرنے جس وقت چاہے قرض و غصب یا امانت کا اقرار کرے لیکن اپنی باندی کو

وَلَا يُزَوِّجُ مَمْلُوكَتَهُ وَلَا يُكَاتِبُ وَلَا يَبِيعُ وَلَا يُقْرِضُ وَلَا يَهَبُ وَيُهْدِي طَعَامًا يَسِيرًا وَيُضَيِّفُ مَنْ يَغْشَاهُ

اور اپنے غلام کو نکاح کرنے یا مکاتب کرنے یا بیچنے یا قرض دینے یا ہبہ کرنے یا ہدیہ میں کھانا تھوڑا دینے یا مہمان کرنے سے روکا ہے

وبحط من نفس بعيب وفيه مطلق يتاع به في أيام الخيار بغبن فاحش

بوجہ غلام ناقص ہو جائے یا اس کا کوئی عضو کٹ جائے۔ اور اس کا تاوان اس کی ذات سے متعلق ہوگا کہ اس کے عوض میں پیچھے چاہے گرفتار کرے یا اس کی طرف

ولتسم نسئة بالحضر وما بقي طرب به بعد عقه وبحجره يحجره

سے اس کا آقا اور قسم کیا جائے گا اس کے متعلق جس کے سبب سے کہ سابق۔ باقی کا مطالبہ کیا گیا آزادی کے بعد ہوگا اور وہ رک جاتا ہے اس کے روکنے سے

بن علم به الكثر نقل مولاه بعوت سيده وجنونه والحتوف فرقا وبالاباق

مگر جہاں کہ کثر پائے جاتے ہیں آقا کے مرجانے دیوانہ ہونے سے موت ہونے پر اور الحرب چلے جانے سے تقسیم کے بھاگ جانے سے

ماذون کے احکام کی تفصیل

تشریح الفقہ قولہ وینفذ الخ تصرف کی عبارت جس طرح نطق صریح سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح دلالت حال سے بھی ثابت ہو جاتی ہے مثلاً آقا نے اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھا اور خاموش رہا تو یہ اس کی طرف سے غلام ماذون کی تجارت کا ہو جائے گا کامل پیچا ہو یا کسی کا بھی گا۔ بیع صحیح کی ہو یا بیع فاسد (ہدایہ، عنایہ، زیلعی، مشقی، شرح الوقایہ) الدر المختار شرح تنویر الابصار مگر کے یہاں حکومت ہو کر سے اجارت نافذ نہیں ہوتی۔

قولہ فان اذن الخ مگر آقا نے غلام کو عام اجازت دی کوئی معین چیز کسی خاص تجارت کے ساتھ متعین نہیں کیا مسئلہ یوں ہوا کہ میں نے تجھے تجارت کی اجازت دی تو غلام ہر قسم کی تجارت کا مجاز ہوگا۔ یعنی اس کے لئے خریدنا فروخت کرنا وکیل بنانا ضامن بننا رہن رکھنا اجارت پر لینا مضاربت کرنا، یں یا عصب یا ودیعت کا قرض کرنا غرض تمام تصرفات جائز ہیں کیونکہ اذن مطلق ہے جو جملہ انواع تجارت ماذون تجارت کو شامل ہے۔ ہر ایک نوع میں ہر ایک خرید و فروخت اجارت پر بھی دے سکتا ہے کیونکہ اجارہ بھی اقسام تجارت ہے۔ مسئلہ کے مروجہ یہ ہے کہ اس کی اجازت تعمیل ہے اور اگر آقا نے کسی خاص نوع کی تجارت کی اجازت دی تب بھی امام اعظم کے نزدیک جمیع انواع تجارت کا مجاز ہوگا۔ امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک صرف اسی نوع میں ماذون ہوگا جس کی اجازت دی ہے کیونکہ ان کے یہاں اذن عام نہیں ہوتا جس چیز کے ساتھ آقا نے خاص کیا ہے اسی کے ساتھ خاص ہوگا۔ ہمارے یہاں اذن عام خود مستقل ہے جس کی تحقیق شرح میں گزر چکی بلکہ الاجارت کی تمام بحث کے ساتھ مخصوص ہے۔

قولہ وفیہ مطلق الخ عبد ماذون پر جو دین تجارت کے سبب سے واجب ہوا ہو جیسے ثمن مبیع و اجرت اجارہ وغیرہا یا جیسے سبب واجب ہوا ہو جو تجارت کے معنی میں ہے جیسے قیمت متلفات و ضمان غصب اور امانت کا تاوان جن کا وہ ان اشیاء کو ہلاک کر چکا ہو یا غیر واجب ہوا ہو تعلق کے بعد خرید جس ہوئی ہو ہر ایک کے ساتھ عالی کرنے سے متعلق ہوگا اور اس کو بیچ دین کے سلسلے میں فروخت کر دیا جائے گا کہ قرض خواہ کا نقصان نہ ہو اور اس پیش قرض خواہوں کے درمیان حصہ رسد تقسیم کر دیا جائے گا۔ ہاں اگر آقا نے اس کا تعین کر دیا ہو تو قرض خواہ کو وہ مال نہیں دیا جائے گا۔

قولہ وبحجر الخ آقا نے عبد ماذون کو حجر الصرف فرار سے یا تو عام محجور کر دیا جائے گا یعنی ہر طرح کی تجارت سے یا خاص کر دیا جائے گا یعنی ماذون کو اس کا علم ہو گیا ہو تو عبد ماذون کے حجر سے تجارت کنندگان کا سرمایہ ڈوبتا ہے اس لئے تجارت کے ذریعہ بازاروں کو "عموم بلوی" کہتے ہیں کہ اگر علم حاصل کیے بغیر عبد ماذون کو محجور قرار دیا جائے تو وہ حجر کے بعد جو تصرف کرے گا اس کے تعین کی آزادی کے بعد لازم ہوگی۔ گویا معاملہ کنندگان کا مال موقوف رہے گا جس میں ان کا نقصان ہے۔

قولہ وبلوغ الخ اگر عہدہ داروں کا نائب مرجائے یا معزول ہوجائے یا مرتد ہوکر دارالحرب چلا جائے تب بھی عہدہ داروں کا عہدہ معزول ہوجائے گا جو خلاف ظاہر الروایہ ہے کیونکہ ظاہر الروایہ میں ہے کہ عہدہ داروں کا عہدہ معزول نہیں ہوتا اگر ان کی طرف سے کوئی دوسرا شخص آکر کہے کہ میں تمہارا نائب ہوں تو اس کی بات نہ مانی جائے گی جس طرح ابتداء میں عہدہ داروں کا ہونا ضروری ہے اسی طرح بقاء میں بھی اس کا ہونا ضروری ہوگا اور معزول کرنے سے یا موت سے ان عہدہ داروں کا عہدہ معزول ہوجائے گا۔

قولہ وبالاباق الخ اگر عہدہ داروں کا غلام بھاگ جائے تو وہ بھاگنے کی وجہ سے معزول نہ ہوگا خواہ بازار والوں کو اس کا علم ہو یا نہ ہو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک معزول ہوگا کیونکہ اباق غلام ان کے مالی تصرف میں بقاء امان کے بھی مخل ہوتا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ خصم اپنے مملوک غلام کی پناہ دے کر اس کے اختیار سے ہوتی ہے اور غلام کے بھاگ جانے سے مالک مولیٰ عہدہ اس کی پناہ دینے میں مولیٰ کو تہمت لگا سکتا ہے اور اس سے عہدہ معزول ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ کبھی مملوک بھاگ جاتا ہے تاکہ مولیٰ کو اپنے سرکش اور نافرمان غلام کے تصرفات سے روکنے پر قادر نہیں ہوسکتا۔ والحجر معاینۃ والقہر لا لۃ۔

والاستیلاء لا بالتنبیہ وصح بیعہا لیقتلہا للفرعۃ وان اقر قد خجرہ ب

اور باندی کو اس طرح سے بیچنا کہ وہ مرکر نہ رہے اور نہ ہی اس کی بیچ سے اس کی قیمت کا تعین ہوسکے تو یہ بیع صحیح ہوگی اور اس کے بعد وہ باندی

فی یدہ صح ولم یملک سیدہ ما بی یدہ لواحاط دینہ بمالہ ورقبہ

جو اس نے پائی ہے وہ صحیح ہے اور مالک یعنی آقا اس کا مالک نہیں ہوگا اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اگر اس کا قرض اس کے مال اور اس کی ذات کو گھیرے ہوئے ہو

فیقض مخوبۃ، عبداً من کسبہ وان لم یحط صح ولہ بصح بیعہ من سیدہ لا بمثل القیمۃ

ہو تو اس غلام کو اس کا آقا کما حقہ وصول کرنے کا حق ہے اور اگر دین محیط نہ ہو تو بیع صحیح ہے اور بیع کی قیمت میں بیچا ہوا غلام آقا کے ہاتھ کم قیمت

وان باع سیدہ منہ بمثلی فبینہ او القن صح وبطل الثمن او سلم فی بیضہ

کیوں نہ ہو اور اگر بیچ آقا نے غلام کے ہاتھ اس کی اصل قیمت یا اس سے زیادہ قیمت پر بیچی ہو تو بیع صحیح ہوگی اور ثمن ساقط ہوجائے گا اور اگر ثمن میں

وکہ حسن سبیع بالثمن وصح اعتاقہ وخصم قیمتہ بقرضہ وطالب مابقی بعد عتقہ

آقا نے غلام کو ثمن کی ادائیگی سے پہلے آزاد کردیا تو آزاد کرنا صحیح ہوگا اس کی قیمت کا قرض خواہوں پر کوئی اثر نہ ہوگا اور قرض کا کل مطالبہ

فان ماتہ سیدہ وعلیہ المشتری ضمن الضرۃ المانع قیمتہ فان زاد غلت بہ

اگر بیچنے والا آقا مرجائے تو مشتری سے اس کی قیمت کا مطالبہ نہیں ہوگا اور اگر مشتری نے اس کی بیع کو ختم کردیا تو اس کی قیمت کا مطالبہ

رجع بقیمتہ وحق الغرماء فی تعیبہ او تغییرہ و جاز لہ البیع واعتبر الثمن فان باع ماتہ

قاتل سے لیا جائے گا اور قرض خواہوں کا حق غلام سے متعلق رہے گا مشتری کے لئے کسی عیب دار کرنے یا تبدیل کرنے کا

واعتقہ بالثمن للغرماء رد القن ان غاب البائع فالمشتری لیس بخصمہم وان قدم بعضر

آقا کے ترکہ میں کوئی اختیار نہیں ہوگا اور اگر بیچنے والا آقا غائب ہوگیا ہو تو مشتری مدعی علیہ نہیں ہوگا اگر آقا موجود ہو تو کامیاب ہوگا

حد واحد الاصبعۃ الالاۃ لا یعد تصرف للنص علی ... قولہ تعالی والاولیو ... اولئکم ... قولہ تعالی ... ولا یملکون ... الجمعی حتی ... لیکن ... ولا یملکون ... ولا یعد تصرف ... ولیک ... ولا یملکون ...

وَلَانَ قَالَ فَعَلَ وَلَبِّهِ فَاشْتَرَى وَبَاعَ لِمَرَّةٍ كُلُّ شَيْءٍ بْنُ اَصْحَابِنَا وَلَا يَبَاعُ حَتَّى يَخْتَارَ سَيَّارَةً
اگر کہا کہ میں نے کام کیا ہے پھر اس نے خرید و فروخت کی تو قاضی ہو جائے گا یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ہے ہر چیز میں جب تک کہ اس کا مالک آ جائے
لِاَنَّ حَضَرَ وَاَقَرَّ بِاَنَّهُ بَيْعٌ وَلَا لَا وَبَيْنَ اِبْنِ بِلْمَشْيِ وَالْمَعْتُوْهِ
اگر وہ آ کر اقرار کرے اجازت دینے کا تو جائز ہو گا نہیں اگر اجازت دیدی ہے یا گم ہونے کا
مَالِكِ بَاطِلٌ خَتَمَ وَالشَّرَاءُ وَلِاَنَّهُ فَهُوَ لِيْ الشَّرَاءِ وَالْبَيْعِ تَحْلِفُهُ الْمُضَارِبِ
یا غریب و نوکر کے کہنے پر اس کے لئے تو وہ خرید و فروخت میں عہدہ اذان کا ہے

تشریح: قولہ ولا یصلح الخ ایک باندی لا دی گئی تاجر نے اس نے ولی کی اجازت سے بیچ دیا آقا نے بیچنے کا انکار کیا تو باندی اسکی ہو جائے گی۔ اب یہ مشتری کو دے گی تصرف ہو جائے گی مگر ولایۃ علیہ اس کو خرید و فروخت کے نزدیک لگنے نہ ہوگی۔ کیونکہ مشتری بندہ اذن کے مرتبہ کی نہیں۔ کیونکہ آقا پہلے اس باندی کو فروخت کی اجازت دے سکتا ہے تو یہ بطریق اولیٰ اجازت دے سکتی ہے اس کو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس باندی پر دلایت ہے۔ اور خرید و فروخت کے سلسلے میں مالک اس کے نکلنے اور لوگوں کے ساتھ لین دین کرنے سے راضی نہیں ہوتا تو یہ اس کے گھر ہونے کی دلیل ہے۔ ہاں اگر مشتری کے بعد اذن تجارت کی تصریح کر دے تو جائز ہو جائے گا کیونکہ صراحت دلالت سے قوی تر ہے۔ لہذا اگر آقا نے غلام یا باندی کو مضاربت پر دیا تو یہ تجارت نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ملکہ پیدا نہیں کر سکتے کیونکہ یہ عادت نہیں ہے۔

قولہ وصح بیع الخ ایک باندی لا دی ہے۔ اور اس پر اس کی قیمت کے برابر لوگوں کا دین ہے مالک نے اس کو اس پر یا مدیر کر دیا۔ تو مالک اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ قرض خواہوں کا حق اس باندی کی ذات سے متعلق ہو چکا۔ اور وہ اس کو فروخت کرا کر وصول کر سکتے تھے۔ اب جب مالک نے غلام مدبر بنا دیا تو مشتری کا حق ختم ہو گیا کیونکہ اب وہ اور مدبر کی بیع درست نہیں پس مالک نے مشتری کا مدبر بنا کر ذریعہ سے اس کا حق ختم کر دیا لہذا قیمت کا ضامن ہوگا۔ لیکن اگر دین قیمت سے زیادہ ہو تو اس کا مطالبہ نہ ہوگا کیونکہ بعد کا نقصان مالک پر ہوتا ہے۔ وھذہ الاقسام الثلاثۃ لا یخفی حسنہا۔

قولہ ومن طلق عبد الاذن نے مجھ سے کہا کہ اس غلام کو آزاد کر دو میرے پاس جو کچھ ہے یہ اسی کی ملکیت ہے یا اس پر دین ہے تو امام صاحب کے نزدیک اس کا اقرار صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اپنے مشتبہ مال سے دین غیر ہادی کر رہا ہے اور صاحبین کے نزدیک اس کا اقرار صحیح ہے۔ کیونکہ اقرار کا صحیح ہونا تجارت کی اجازت کی وجہ سے تھا اور وہ مجرد کی وجہ سے زائل ہو گئی۔ لہذا اپنی کمائی پر جو غلام کا قبضہ تھا وہ بھی مجرد کی وجہ سے زائل ہو گیا کیونکہ مجھ کا قبضہ معتبر نہیں ہوتا پس اقرار صحیح نہ ہوگا۔ وجہ امکان یہ ہے کہ صحت اقرار کا مدار حقیقت قبضہ پر ہے۔ اور اسکا قبضہ بھی حقیقۃً پایا جاتا ہے لہذا اقرار صحیح ہے۔

قولہ ومن بعد مالک الخ عبد الاذن کے ذمہ لوگوں کا قرض ہے کہ وہ مالک کے مال ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کسی کی صحت میں جو مال مالک کے پاس ہوا مالک کا نہیں ہوتا۔ پس اگر عبد الاذن کی کمائی میں کوئی غلام ہو اور آقا کا مقروض ہو تو غلام آزاد نہ ہوگا۔ یہ پہلے آ چکا ہے تو مجرد غلام کی کمائی کا مالک بطریق خلافت نہیں ہوتا ہے۔ جب مجرد غلام کی ضرورت سے فارغ ہو اور جس مال کو وہ اپنی طرف منسوب کرتا ہے وہ اگر حاجت میں مشغول ہے تو آقا کا اس مال میں خلافت حاصل نہیں ہوتا صاحبین کے نزدیک آقا عبد الاذن کے مال کا مالک بن جاتا ہے تو مالک کے قرض کے ساقط ہونے سے غلام کو آزاد ہو جائے گا؟ اور آقا پر اسکی قیمت لازم ہوگی۔ اور اگر غلام مدبر ہو تو عبد الاذن کے قرضوں کا آزاد غلام سے مطالبہ کیا جائے گا۔ اور اگر عبد الاذن کا دین مکاتب کے مال ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو آقا کا

كتاب الغصب

فهو إزالة يده المحقة بإثبات اليد المبطلة فالإتلاف بدونهما وحبس المالك عنه بدونها ليس بغصب لا المجلوس على بساط

اور راضی کرنا ہے جس کو اس نے ظلم و تعدی کرتے ہوئے لیا ہے مالک میں خدمت لینا اور سواری پر چڑھنا غصب ہے ۔ ترجمہ پس یہ ہیں

ويجب رد عينه في مكان غصب فإن هلك وقيمته يوم الخصومة أكثر منذ الغصب إلى الهلاك

اور غصب کی چیز کا واپس کرنا غصب کی جگہ میں ہے پس اگر وہ ہلاک ہو جائے اور اس کی قیمت خصومت کے دن زیادہ ہو غصب کے دن سے ہلاک ہونے تک

فقيمته يوم الخصومة وما لا حبر له فقيمته يوم غصبه

تو خصومت کے دن کی قیمت واجب ہے اور جس کا کوئی کپڑا نہیں ہے اس کی قیمت غصب کے دن کی قیمت ہے

تشریح الفقہ قولہ کتاب الغصب جس طرح تصرف عبد اذن مولیٰ سے ہوتا ہے اسی طرح تصرف غاصب بھی اذن سے ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ تصرف غاصب میں اذن سے ولایت اور نفاذ تصرف نہیں ہوتا ۔ جس طرح سابق سے ہوتا ہے اس لئے تصرف مالک کے بعد کتاب الغصب لایا ہے یا یہ کہا جائے کہ عبد و اجیر کے تصرف میں شرعی اجازت سے تصرف کرنا جائز ہوتا ہے غاصب بلا اجازت شرعی قول اور فعل میں مرتکب حرام ہے مگر مصنف نے کتاب و دور کو مقدم کیا ہے اور کتاب الغصب کو مؤخر اس لئے کہ اس کی شروع ہے اور بقیہ تحریر مشروح ہے ۔

قولہ هو إزالة اليد المحقة الخ غصب لغت میں کسی چیز کو زبردستی سے چھیننا ہے خواہ وہ چیز مال ہو یا غیر مال یا بدل غصب وجہ فلاں وغصبہ فلان اصطلاح شرع میں غصب کی تعریف یہ ہے کہ هو ازالة اليد المحقة باثبات اليد المبطلة "غصب حق دار کا قبضہ دور کر دینا اور ناحق قبضہ جمانا ہے" مصنف نے یہ تعریف نہیں کی بلکہ صرف حقیقت غصب کی طرف اشارہ ہے باقی تعریف یہ ہے هو ازالة اليد المحقة او تفويته بفعل باثبات اليد المبطلة في مال منقوم وصححه قابل بطلان ہو لا الاذن على سبيل المجاورة "کسی قیمتی حق قبضہ کو ناحق فعل کے طریق سے دور کر دینا یا فوت کر دینا اس طرح کہ اجازت کے بعد اس کا واپس کرنا ممکن رہے" ۔ ساتھ قید لگانے کے ساتھ اپنے حق اور ملک میں داخل کیا یا سکتا کہ تعریف میں خلل نہ آئے اور عام ہے خواہ یہ ہلاکت حکمی کے مثل جیسے موت کا مثل ہلاکت ہے یا کلی جیسے کھانا کا کھا لینا ۔ اس سے پہلے مورخ کا قسمت ہوتا ہے اور جب مورخ کو ہلاکت کا ہونا کہہ دیا تو مالک کا قصہ حلال ہو گیا ۔ اس لئے غصب میں چونکہ زوال کا اثر پورے طور سے نہیں ہوتا ہے اس لئے غصب مضمون ہونے کے لئے کوئی حد میں ہلاکت یا تلف (یعنی مسیاں) اور تغیر کی قید ضروری ہے تغیر میں تبدیلی صفت ہے جس کی وجہ سے کوئی شخص منافع یا تو بدن کا کرنا کسی شخص منافع یا تو بدن کا ہوتا ہے مال تجیر سے جیسے کپڑوں کے بدلنا ۔ اس لئے ہے کہ غصب کے وقت دونوں مالک کے قبضہ میں ہے نہیں لیکن تغیر فاحش جو ہلاکت کے قائم مقام ہو صورت بھی غصب میں داخل ہے بخلاف کی قید سے دوسرے کے ہاتھ پر ضمان خارج ہو گیا ان الا ما هو موجود فيه لكن لا يقدر في طلبه مثل کی قید سے امانت اور اجارہ کا قبضہ خارج ہو گیا ۔ اس میں حصہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس مقدم کی قید سے مسلمان کی شرب نکل گئی کہ یہ مسلمان کے حق میں قیمتی اور متقوم ہے کفار کے حق میں نہیں ہے کفار کا مال غاصب مؤمن سے ان کا ضمان میں داخل ہو گیا غیر منقول جیسے زمین غیر داخل ہو گئی ۔ کیونکہ زمین کے ہونے کے لئے غصب ثابت نہیں ہوتا ۔ الا ان من ۔ اذن سے ولایت اور عاریت سے امانت ثابت ہو گئی کہ ان میں کوئی مثل مال متقوم سے محل قبضہ کا ہونا ہے لیکن یہ قید ملک کی اجازت سے ہوتا ہے اس لئے غصب میں داخل نہیں یزید وقف کی بھی مثال اس سے کہ یہ وقف کی ملک نہیں ہوتا کیونکہ ۔ میں لازم

[illegible] ہوتا ہے یعنی مکمل طاقت سے نہ نکل گیا ہو کیونکہ مرتے میں غلام یہ ہوتا ہے اور مغصوب ہلاک ہی ہے۔

[illegible] بعض نسخوں کے پورے مغصوب ہونے کا ذکر کیا ہے اور کوئی [illegible] ہے [illegible] ہوں ہوتا ہے یا نہ ہو یا ناقص ہو جائے یا فوت ہو جائے [illegible] صرف اثبات پر مطلقاً کلام ہے۔ اس میں کہ ایک زاویہ مغصوب تھا مغصوب میں [illegible] ہوا ہو یا نہیں ہوا ہو کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے اور اسے یہاں تسلیم کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں۔

قولہ لانا سے ہمارے [illegible] کی تعریف کی ہے یعنی چونکہ مغصب کی تضمین قیمت کی ہے اور [illegible] کی قیمت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ تو [illegible] کے ساتھ [illegible] کے ساتھ ہو تو اور مغصب ہوگا کیونکہ مغصب ہے [illegible] ہو تو [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

والوديعة وبيع وسلف بلا حق قطع في الاصل بشيء وضع وضعي وزرع والحاق شيء
بہ میں غصب کرنے کا حکم ہے اور ودیعت اور بیع اور سلف ناحق کاٹنے والا جانور سے کاٹنے کے برابر ہے اور کھیتی
او بناء بهدم الحجر وبناء على ساحة ولو ذبح شاة او حرق لوحا فصار
ہونے کے اور بنا ڈھانے پتھر کی اور بنا کرنے صحن کے اور اگر ذبح کر ڈالے بکری یا جلا دے تختہ کو پس ہو جائے
ضمن القيمة وسلم المغصوب اليه او ضمن الخياط وفي الخرق الشيء ضمن نقصانه ولو غرس
تاوان قیمت کا اور حوالہ کرے مغصوب کا اس کو یا ضمان لے درزی سے اور پھاڑنے والے سے کپڑے کے ضمان لے نقصان کا اور اگر
او بنى في ارض الغير فامر وزقه وان نقصت الارض بالقلع ضمن ما
اور بنا کرے زمین غیر میں تو حکم ہے کہ اکھیڑ ڈالے اور اگر نقصان ہو زمین میں اکھیڑنے سے تو ضامن ہوگا نقصان کے
نقص به والغرس فقلعها فيكون له وان صبغ او نسج ثوبه ضمن صفته قيمة ثوب ومثل المثلي
اور درخت کو پس اکھیڑے اس کو اور اگر رنگ دے یا بنے کپڑا تو ضامن ہے کپڑے کی قیمت کا اور مثلی کپڑے کا مثل

وَاحِدُهُمَا وَهُوَ مِنْ وَاحِدٍ الضَّبْعُ وَالسَّمِنُ

اور ایک ہے دونوں سے اور وہ ضبع ہے اور سمن ایک سے بہت پیدا ہوتی ہے اناث کو دیکھ کر

تشریح الفاظ قولہ و غصب الخ غصب کے معنی ہیں کسی کی چیز کو ظلم سے لینا عقود میں ہے کہ کسی کی چیز بے اجازت اس کے پاس کی امانت کے دبا لینا کہ اگر مالک مانگے تو انکار کر جائے اور ظلم کہتے ہیں کسی کی چیز پر طاقت سے قابض ہو جانا اور اس کو ایک چوتھائی غصب کا قلیل غیر متقوم میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے کہا کہ کسی کے یہاں خنزیر ہو گا اور مسلمان اس کو غصب کر لے گا اور ایک حبہ گیہوں کی فرماتے ہیں امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے اور یہ ہے کہ کسی کی زمین کے کچھ حصہ پر قابض ہو جانا اور اس کو اپنے قبضہ میں کر لینا اور اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا غصب ہے اور یہ تعریف ہے غصب کی اور اس کا حکم یہ ہے کہ غاصب پر واجب ہے کہ مغصوب کو اس کے مالک کے حوالہ کرے اگر مغصوب کی قیمت اس کے پاس ہلاک ہو جائے اور اس کا ضمان اس پر ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ "جو شخص کسی کی چیز کو ظلم سے لے لے تو اس کو اس کی چیز ادا کرنی چاہئے" اور اس لئے بھی کہ اس میں ظلم کا دفع کرنا ہے اور ظلم کا دفع کرنا واجب ہے اور اس لئے بھی کہ غصب کے سبب سے مغصوب میں ناقص کا تصرف بھی ہوتا ہے اور یہ چیز ان میں متصور نہیں کیونکہ اس کا ہلاک ہونا کسی حالت میں بھی اس کو نہیں پہنچتا اور جب ہے تو ظلم کا تصرف فی المغصوب کی حدیث ہے اور اس میں زمین پر حفظ غصب کا اطلاق کیا ہے جیسے حدیث میں ہے مانع حوضہ حتی یرد کے کنوئیں کے مانع کو لانا چاہئے اور ہم تحقیق اس کی اگر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ کے قول کی تعریف کے پہلی یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے دوسری یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے تیسری یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چوتھی یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے پانچویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چھٹی یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے ساتویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے آٹھویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے نویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے دسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے گیارہویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے بارہویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے تیرہویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چودہویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے پندرہویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے سولہویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے سترہویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اٹھارہویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے انیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے بیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اکیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے بائیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے تیئیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چوبیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے پچیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چھبیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے ستائیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اٹھائیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے انتیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے تیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اکتیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے بتیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے تینتیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چونتیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے پینتیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چھتیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے سینتیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اڑتیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے انتالیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چالیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اکتالیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے بیالیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے تینتالیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چوالیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے پینتالیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چھیالیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے سینتالیسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اڑتالیسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے انچاسویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے پچاسویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اکاونویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے باونویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے ترپنویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چونپنویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے پچپنویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چھپنویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے ستاونویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اٹھاونویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے انسٹھویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے ساٹھویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اکسٹھویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے باسٹھویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے تریسٹھویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چوسٹھویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے پینسٹھویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے چھیسٹھویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے ستاسٹھویں یعنی شرح کنز میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے اٹھاسٹھویں یعنی شرح مجمع البحرین میں قولہ علیہ السلام کے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیز کو غصب کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ادا کرے اور اس کے قول کی تعریف کے انہتر

واجب نہیں ہوتا پھر اگر غاصب کو نفع حاصل ہوا ہے تو اس کے متعلق اہل عراق کی ملک ثابت حاصل ہوا ہے خصوص فی الضمان و عدم ہے۔ کیونکہ شی مغصوب اس کے تصرف میں داخل ہوئی اور حصول فی ملک اس کے ساتھ اس کے حصول کو ملک بنا دیتا ہے اور ملک وقت غصب کی طرف منسوب ہوتی ہے اور جب شے اس کی ملک میں حاصل ہوئی تو اصل شے اب بھی بے طرفین پیدا ہے اور نفع اس کی ملک میں حاصل ہوا ہے لیکن اس کا حصول سبب خبیث یعنی غصب کرنے سے ہوا ہے اور جو چیز سبب خبیث کے ذریعہ سے حاصل ہو اس کا حکم یہ ہے کہ تصدق کر دی جائے۔

قولہ ومنک دلا جلیۃ غاصب نے دودھ یا گھی غصب کی اور اس کو اس طرح متغیر کر دیا کہ اس کا نام اور اسم ہی بدل گیا۔ مثلاً مغصوب مکھن تھی اس کو دودھ کر دیا یا گھی کو بیچوں نے اس کو پنیر بنا دیا یا گیہوں تھے ان کو پیس کر یا بھون کر آٹا بنا دیا یا خلاص کو تلوا کر یا پیس کر تیل بنا دیا اس میں اس کی غیر متصرف لیا جس کی وجہ سے وہ غاصب کی ملک کے ساتھ اس طرح مخلوط ہو گئی کہ جدا ہونا متنع ہو گیا۔ متنع مغصوب سے مراد کون طرح غاصب نے اس پر قدرت نہ دی خواہ سب مستقل ہی ہو جائے یا غاصب اس کا مالک ہو جائے کہ ساسقاق کے بعد اس صورت میں اصل مالک کا حق مستقط نہیں ہوتا۔ یہ ایک روایت ہے اور دوسری روایت میں کہ مغصوب منہ کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اصل مالک بدل کا مالک ہو جاتا ہے۔ یہ صحت کا پہلو ہے اور اسی کے تابع ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ غاصب مغصوب کا مالک ہو جاتا ہے۔ یہ صورت یا تو کوئی ایسی چیز ہے جس کا نام ہی بدل گیا ہو یا اس صنعت میں غاصب کا کوئی کمال ہو تو اس کو اصل پر ترجیح دی جائے گی۔ کیونکہ اس کا عمل اور محنت اس میں داخل ہو گئی ہے۔ مغصوب منہ کا حق ساقط ہو جائے گا۔ اگر دونوں کے درمیان مغصوب کا مالک ہو جائے گا۔ لیکن ضمان دینا پڑے گا۔ یہ ضمان کی تیسری صورت ہے۔ اس کے متعلق اختلاف ہوا۔ حسن بن زیاد امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک انتفاع حاصل ہے جس کا ضمان دینا پڑتا ہے۔ امام صاحب سے بھی ایک روایت اسی طرح کی ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک غاصب کے لئے ملک مستقر ثابت ہو جاتی ہے اور انتفاع باطل ہو جاتا ہے۔ یہ ضمان دینا پڑتا ہے۔ حضرت شیخ ایک تیسری صورت بیان فرماتے ہیں۔ اس سے ایک بڑی دقت پیش آتی ہے کہ ایک شے دو حقوق سے متعلق ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ دونوں حق معدوم ہو جاتے ہیں کیونکہ دونوں حق ساقط کر دیئے گئے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ "لا حق لعرق ظالم" اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ظالم کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے دوسرے یہ کہ مالک کو اسی کے لئے خلاص حاصل کریں۔

قولہ ولو ذبح شاۃ الخ غاصب نے کوئی کام ایسا کیا جس سے مغصوب کی ماہیت ہی بدل گئی۔ مثلاً بکری کو ذبح کر دیا یا گیہوں غصب کئے اور اس کو بڑے فاش پھاڑ ڈالا تو مالک کو اختیار ہے چاہے تو مغصوب غاصب پر چھوڑ دے اور اس کی قیمت لے لے اور چاہے اس کو خود لے لے غاصب سے بقدر نقصان تاوان لے لے۔ جو یہ ہے کہ بکری کے متعلق ضمان داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً دودھ پینا شیر خوار بچہ کا گوشت کھانا وغیرہ دودھ سے حد کچھ منافع ہیں جن کا فوت ہو گئے۔ اس لئے مالک کو دونوں اختیار ہوں گے۔

محمد ادریس عفی عنہ

---

۱ صحیح ہیں ۱۲

۲ محمد ادریس عفی عنہ

فصل لو غصب المغصوب وضمن قيمته لمالكه ولم يرجع بها على الغاصب

على الغاصب وانتقلت بملك فان ظهر وقيمته اكثر رد عليه بقدر الملك لو بيعه

[illegible] يكون للغاصب ولا خيار لمالك وان عليه يعني الغاصب فالملك يمشي الشمال

[illegible] او باخذ المغصوب ويرد العرض وان باع المغصوب فضمنه بملك بعد بيعه

[illegible] ولو غصب شيئا فصبغه بمالك بعد طب بملكه ولم يضمن بولادة ولم يضمن ولد

[illegible] ولو غصب حنطة فزرعت فغصب حنطة فطحنه فقيمته

غصب سے متعلق متفرق مسائل

تشریح: [illegible] غاصب سے شی مغصوب کو غاصب کرے اور مالک کو اس کی قیمت کا تاوان دے یا وہ [illegible] غاصب اس کا مالک ہو جائے اور مالک کو اس کا تاوان دینا پڑے تو غاصب اس مغصوب کو [illegible] فرماتے ہیں کہ غاصب ظالم ہے اس لئے اس کو [illegible] ظالم کو غاصب کہتے ہیں اور اس کی بات کا اعتبار نہیں ہوتا [illegible] مالک کہتا ہو، ہم یہ کہتے ہیں کہ مالک کی [illegible] اس کی قیمت کا طریق یہ ہے کہ [illegible] جو شخص جس ملک کا ہو اس ملک کا اعتبار ہوتا ہے [illegible] اس ملک سے خارج ہو [illegible] اس ملک میں کیا قیمت ہے [illegible] اس ملک کا اعتبار ہوگا [illegible] اس کی قیمت کا اعتبار ہوگا [illegible] اس کی قیمت کا اعتبار ہوگا [illegible] اس کی قیمت

غاصب واپس کرے اور اپنے اخراجات کا مطالبہ کرے۔ کذا فی بدائع الصنائع۔

قولہ وان باع مغصوبا الخ یہ مسئلہ اس پر مبنی ہے کہ اگر کسی نے کوئی چیز ظلماً غصب کرلی اور پھر اس کو مالک کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ فروخت کردیا تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو غاصب سے سودا ختم کرکے اپنی چیز واپس لے لے اور چاہے تو خریدار سے اس کی قیمت وصول کرلے۔ ملک غاصب سے اس وقت ثابت ہوتی ہے جب مالک غاصب کے خلاف ڈگری حاصل کرلے۔ محض دعوی سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔

قولہ وما غصب الخ ایک شخص نے کسی باندی کو غصب کیا اور اس کے بچہ پیدا ہوا تو غاصب کے ہاتھ میں اس کی قیمت نقصان کے برابر ہوگی۔ مثلاً اگر باندی کی قیمت ۱۰۰ روپے تھی اور بچہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ۱۵۰ روپے ہوگئی تو ۵۰ روپے کی زیادتی بچہ کی قیمت ہوگی۔ اگر بچہ کی قیمت نہیں ہوگی تو نقصان ۱۰۰ روپے ہوگا۔ اور اگر بچہ کی قیمت ۱۰ روپے ہوگی تو نقصان ۹۰ روپے ہوگا۔ اور اگر بچہ کی قیمت ۱۰۰ روپے ہوگی تو نقصان کچھ نہیں ہوگا۔ اور اگر بچہ کی قیمت ۱۵۰ روپے ہوگی تو نقصان ۵۰ روپے ہوگا۔ (کذا فی الہدایۃ)

قولہ ولو رد الخ غاصب نے مغصوب باندی کو ضائع کردیا اور اس کی موت کی خبر لے کر آیا اور کہنے لگا کہ باندی مرگئی ہے، مالک نے کہا نہیں تو زندہ ہے اور تو نے اس کو چھپا رکھا ہے تو اس صورت میں ایک غاصب پر دو گواہوں کی گواہی سے قیمت کا فیصلہ ہوجائے گا۔ اور غاصب نے جو کہا تھا کہ باندی مرگئی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ کذا فی الکافی۔ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ غاصب کے خلاف ڈگری حاصل کرنے کے لئے مالک کو اس بات کا ثبوت دینا ضروری ہے کہ غاصب کے ہاتھ میں اس کی چیز موجود ہے۔ اور اس کا ثبوت یا تو گواہوں سے ہوگا یا غاصب کے اقرار سے ہوگا۔ اور اگر غاصب نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کا قول مالک کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

ولا يخلص الغرة وضامن الغصب وغيرهما منه أو غيره بالاتلاف وضمن لو كان لصبي

رد کرنے کے بعد اس کی موت واقع ہوئی تو غاصب پر کچھ ضمان نہیں ہے اور نہ ہی وہ غرہ (ایک غلام یا لونڈی) کا ضامن ہوگا۔ اور غاصب اور دوسرے لوگ جنہوں نے

ومن غصب من صبي خمرا فتخلل او جلد ميتة فدبغ فلمالك الخمر

اور ضامن ہوگا۔ غاصب نے مجوسی کی شراب اور اس کا مردار بیچا پھر کسی حلال غاصب کی اس سے ملاقات ہوئی تو مالک کو اختیار ہوگا

ورد مراد بالدبغ ومن اللهما صح لحل لقطة ومن كتب صحفا

رد کرنے سے مراد دباغت ہے اور غاصب نے اس کو تلف کردیا تو غاصب پر تاوان لازم ہوگا اور جس نے قرآن مجید کے صحیفے

ورق مكرا او سمنها صح وضح بيع هذه الاشياء

سے چھوٹی شراب یا مردار کی کھال تو صاف ہوگا تو صاف ہونے کے بعد ان چیزوں کی بیع

ومن غصب ام ولد او مدبرة فمات ضمن قيمة الصغيرة لا ام ولد

جس نے غصب کی ام ولد یا مدبرہ پھر وہ مرگئی تو صاف ہونے کے بعد ان کی قیمت کا

تشریح الفاظ: قولہ وضع نصب الخ: سے یہاں تک مصنف نے وضع کا بیان کیا ہے۔ اور اس نے بالفعل وضع کرنے والے کو مقدم کیا ہے اور کہا ہے کہ وضع کرنے والا امام ہے یا اس کا نائب ہے۔ اور یہ

كتاب الشفعة

هي تملك البقعة جبرا على المشتري بما قام عليه

وہ ملک ہوجانا ہے بقعہ کا زبردستی کر کے مشتری پر جتنے کے عوض میں جتنے میں مشتری کو پڑا ہے

تشریح اللغات قولہ کتاب الخ شفعہ اور صحب دونوں میں اسم مشترک دوسرے کی رعایت کے لحاظ سے اس کو کہا جاتا ہے اس لئے مصنف نے بعد شفعہ اور صحبہ کے دونوں واحد مؤنث محمول ہے دونوں پر فاعل اور شفعہ سے باعتبار ہے اسم مصدر کے (اور یہ ہے کہ لغۃ شفعہ سے فعل مسموع نہیں ہے بلکہ) بولتے ہیں باع الشفیع الدار التی یشفع بها ای موجد بالشفعة۔ شفعہ مصدر بمعنی ضم ہے۔ یعنی جفت کرنا دو چیز کو چونکہ شفعہ مصدر کو کہتے ہیں۔ اس سے تفاعل مثل ہے کہ شفاعت کے ذریعہ بندوں کو بخشوں کے ساتھ ملتے ہیں۔ شفیع چونکہ ملا لیتا ہے شفعہ کو اپنی ملک کے ساتھ لہذا اس سے اس کو مشتق کہا گیا ہے۔

قولہ هي تملك بيع متقوم صار في ملك شفعہ کی تعریف یہ ہے "ھی تملک قطعۃ جبرا علی المشتری بما قام علیہ" یعنی شفیع پر زبردستی کر کے اس قطعہ کے عوض جو کہ مال ہوجاتا ہے جس کے عوض میں وہ قطعہ مشتری کو اس نے خریدا ہے۔ من لفظ تملک سے خارج ہے ہبہ تملک بلا عوض اور تملک مال بعوض غیر مال۔ اور بما قام علیہ سے خارج ہے تملک منافع سے اجارہ کے ذریعہ کیونکہ منافع اعیان نہیں ہوتے کہ ان کی قیمت ادا کی جائے کیونکہ وہ اعراض کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔ اور مشتری کی قید کے ذریعہ ملک بالعوض سے خارج ہے جو بیع کے بدل کے ساتھ ہو اور اس ملک سے خارج ہوگیا جو عوض غیر مال ہو جیسے ہبہ اور صدقہ کیونکہ ان دونوں میں عوض نہیں ہوتا۔ وعرفها الاتقاني بقوله الشفعة عبارة عن حق التملك في العقار لدفع ضرر الجار قيل وهو الاولى والاظهر۔

(فائدہ) حق شفعہ شفعاء کی بات سمجھنے سے ثابت ہے اس میں سے دو ایک پہاں نقل کی جاتی ہیں (۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ شفعہ ہر اس شرکت میں ہے جس میں نہ بٹوارہ ہوا ہو نہ حدود مقرر ہوئی ہوں (۲) آپ نے فرمایا کہ مکان کا پڑوسی مکان اور زمین کا پڑوسی زمین کا زیادہ حقدار ہے (۳) آپ کا ارشاد ہے کہ پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اپنے پڑوسی کے شفعہ سے اس کا انتظار کیا جائے گا گرچہ غائب ہو جبکہ ان دونوں کا راستہ ایک ہو (۴) آپ کا ارشاد ہے کہ پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے"

ويجب بالخليط في نفس المبيع ثم بالخليط في حق المبيع كالشرب والطريق إن كان حائط ثم جار

(ترجمہ) اور واجب ہوتا ہے اس کے لئے جو شریک ہو نفس مبیع میں پھر جو شریک ہو حق مبیع میں جیسے گھاٹ اور راستہ اگر دیوار ہو پھر پڑوسی کے لئے

ملاصق وواضع جذوع على الحائط وشريك في حقه على المذهب ثم شريك

متصل اور اور دیوار کھڑی کرنے والا اس دیوار پر لکڑی اور شریک ہے ایک حق میں شریک ہونا اس

اقسام شفیع وترتیب شفعہ

تشریح المتن قولہ ويجب الخ وجوب سے مراد ثبوت ہے۔ یعنی "حق شفعہ پہلے کس کیلئے ثابت ہوتا ہے جو نفس مبیع میں شریک ہو

وطلب نہ کرے تو اس کی شفعہ باطل ہو جائے گا اور اگر اس مکان کے حقوق میں بھی کچھ لوگ شریک ہوں مثلاً اس مکان میں کسی دوسرے مکان سے راستہ ہو یا اسی مکان میں کنواں ہو یا بالاخانہ ہو تو ان سب کی شرکت باقی ہے اور نفس بیع کے شریک نے حق شفعہ چھوڑ دیا تو حق شفعہ شریک حق بیع کیلئے ہوگا اگر وہ بھی چھوڑ دے تو حق شفعہ پڑوسی کو حاصل ہوگا اصل شریک یعنی شریک بالمنفعت اور پڑوسی سب کو حق شفعہ حاصل ہے مگر ترتیب مذکور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سب کا ایک ہی مرتبہ ہے اور ترجیح اور ترتیب میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اصحاب سے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی مذہب ہے۔ نفس ثبوت حق شفعہ پر روایات کثیرہ دلالت کرتی ہیں ہم چند کو ذکر کرتے ہیں ترتیب مذکور کی دلیل یہ حدیث ہے "عن الشعبی قال قال رسول اللہ ﷺ الشفیع اولی من الصاق واولی من الجنب" اس میں لفظ شفیع شریک میں شریک سائح وراثوں کو شامل ہے۔ اس حدیث کو ہشام بن حسان نے حضرت شعبی سے روایت کیا ہے اور ابن معین سے ہشام بن معبد کی توثیق کی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پس یہ حدیث مرسل صحیح ہے اور مرسل حدیث اکثر اہل علم کے نزدیک حجت ہے۔ نیز حضرت شریح سے مروی ہے "قال الخلیط احق من الشفیع والشفیع احق من الجار والجار مسن سواہ" حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے "قال الشریک احق بالشفعۃ فان لم یکن شریک فالجار والخلیط احق من الشفیع والشفیع احق من سواہ" یا محمد حدیث مرسل صحیح" مارخذکورہ دلیل منقول کے تینوں فقہاء میں باہم ترتیب ہے۔ اور مقتضاء قیاس بھی یہی ہے کیونکہ سب حق شفعہ اتصال ملک سے ہوا اور اتصال شرکت کے سبب سے ہوا اس کی وجہ تنگی کی وجہ سے ہونا حق شفعہ کی حکمت یہ ہے کہ آدمی کسی شخص کی مسامحت سے تکلیف نہ پائے اور یہ حکمت تینوں شفیعوں کو شامل ہے۔ البتہ جس ملک میں شرکت سب سے قوی ہے تو اس سبب سے مقدم ہے۔ بخلاف حق شفعہ کے اتصال ملک قوی ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی شرکت ہے۔ اس کے بعد اتصال جوار کے اتصال سے حق شفعہ سے دوسرے درجہ پر ہوگا۔

قولہ کما یذوب الخ شریک حق بیع کیلئے شفعہ ثابت ہے لیکن اسوقت جب طریق خاص یا شرب خاص ہو شرب خاص وہ ہے جس میں کنوئیں وغیرہ ہوں جن سے خصوصی زمینوں میں پانی دیتے ہیں۔ پس جو لوگوں کی آبادی اس نہر سے سیراب ہوتی ہیں وہ اس شرب میں شریک ہیں اور جس نہر سے کھیتاں وغیرہ جاری ہوں وہ شرب عام ہے اور جن لوگوں کی کھیتیاں اس سے سیراب ہوتی ہیں ان کی شرکت شرکت لازمہ ہے پس ان میں سے کسی کو حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ خاص و عام شرب کی یہ تعریف طرفین کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ایک شرب خاص وہ نہر ہے جس سے بہت سے بہت دو تین باغات سینچے جاتے ہوں اور اگر چار باغ سے زیادہ سینچے جاتے ہوں تو وہ شرب عام ہے۔

قولہ ثم الجار الخ تیسرے درجہ کا شفیع جار ملاصق یعنی وہ پڑوسی ہے جو مکان سے متصل اور جس کی قسمتیں اور حدیں گزر چکی ہیں گلی اور راستہ کے نزدیک جوار کی وجہ سے حق شفعہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت طلحہ نے شفعہ جوار میں نہیں فرمایا ہے جو قسمت نہ کی گئی ہو۔ اور جب حد بندی ہو گئی اور راستے پھیر دیئے گئے تو شفعہ نہیں ہے لہٰذا حق شفعہ خلاف قیاس ہے کیونکہ اس میں غیر کے مال پر اس کی رضامندی کے بغیر ملکیت حاصل کرنا ہوتا ہے اور خلاف قیاس چیز اپنے مورد تک رہتی ہے۔ اور شرعی امور غیر مستقل جائداد سے متعلق نہیں ہوتا بھی تقسیم نہ ہوتا ہو۔ وجہ جوار کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے ہماری دلیل وہ متعدد احادیث ہیں جن میں شفعہ جوار کی طرف اشارہ بھی نہیں بلکہ صراحت موجود ہے مثلاً الجار احق بسقبہ وغیرہ۔ ہمارا مقابلی وغیرہ کا مستدل سوال کی نوعیت میں قابل الاطلاق شفعہ جوار کی نفی نہیں بلکہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ تنازعہ کے بعد اس کے پہلے شفعہ ثابت نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اس میں شفعہ کی نفی دخول الجار کے بعد ہے یہ جملہ حدیث ہے "الجار احق بشفعۃ یتظر بھا ان کان غائبا اذا کان طریقھما واحدا" کے بالکل مطابق ہیں۔ اور جس روایت میں "اذا وقعت الحدود فلا شفعۃ" ہے اس میں واقعہ کی تعیین نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اصل شفعہ کی ثابت ہے صحیح کو ثابت ہے اور پھر شریک ملتا ہے۔ پھر شریک جوار سے تخصیص ہوئی کی نسبت قریب کیا "اذا وقعت الحدود" (جب صرف ڈالنے والے ہیں) حالانکہ آپ حضور کو بشارت دینے والے بھی ہیں۔ بہر کیف ان سارے استنباط پر تمام احادیث اپنی اپنی جگہ ہیں اور ولی قریب دوسرے کے طلاق "ہر شفعہ وطلاق قبل کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ غیر متعلقہ امور میں شفعہ کے حق سے تبلیغ کرنا اپنے کا علم اسلئے ہے کہ ولی عام طور پر حدیثی ہوتی ہے ضرورت ہو جو شفعۃ قائم کے تین مطابق ہے اور یہ چیز جوار کی صورت میں بھی ہے مگر اس میں ضرورت ہے۔ لف متصل ہو کیونکہ جوار کو ضرورت ہوتے کا جواب دفع ضرر کی دوسری صورتیں ہیں ایک یہ کہ جس طرح مشتری سے ہمسایہ شریک ہے اسی طرح پڑوسی کا مکان بھی خریدے دوسرا یہ کہ پڑوسی کو حاصل ہو کر خریدے ہوئے حصہ کو لے لے لیکن چونکہ پڑوسی اصل ہے اور مشتری جیسے اور شریک سے اصل کو ترجیح دی ہے جیسا اصل ہی کو اس کا مستحق قرار دیا جائے گا۔ اگر مشتری پڑوسی کا مکان خرید نے کا اختیار دیا جائے تو اس میں یہ ضرر ہوگا کہ وہ اپنے دام کی جائداد جائے سکونت سے ناکارہ کیا جو سراسر ظلم ہے اسلئے شریعت نے اس کو اختیار دیا ہے کہ وہ فروخت شدہ مکان کو قیمت کیوا سلیم کر لے لیکن اگر وہ پڑوس کے ضرر سے محفوظ رہے۔

قولہ وواضع الخشب الخ دیوار پر کڑیاں رکھنے والا یا مکان کی دیوار پر ڈول رکھنے میں شریک ہونا شفعہ کا تابع نہیں ہوتا مگر شفیع جوار ہونے کی وجہ سے کیونکہ شفعہ شرکت تو عیر منقول میں ہوتا ہے اور یہ چیزیں منقول ہیں اور کڑیوں رکھنے سے مکان میں شریک نہیں ہو جاتا اس لئے اس کو شفعہ شرکت حاصل نہ ہوگا ہاں اگر کوئی اصل مکان میں داخل ہونے کا شریک ہو اور دوسرے شخص کی کڑیاں اس کی دیوار پر ہوں تو شریک سابق مقدم ہوگا۔

عفی عند الرؤس بالنبع وتسجر بالاعلاد وشبک بالاخذ بالراسی او بقضاء القاضی

شفیع کی نفی سے موافق نبع ہونے پر متعلم ہوتا ہے۔ گواہ قائم کرنے سے اور قبضہ ملک میں آنے سے ہوتا ہے یا قضاء قاضی سے۔

شرح الفقہ قولہ عفی عند الخ جب تنازع ثابت ہے یہ مطلب ہے کہ اگر مساوی درجہ کے چند شفیع ہوں تو ان سب کے درمیان شفعہ شائع افراد کے موافق ہوگا اور مختلف اشتراک ظاہر نہ ہوگا۔ امام شافعی کے یہاں مقدار اشتراک کے لحاظ سے ہوگا مثلاً ایک مکان تین آدمیوں میں اس طرح مشترک ہے کہ ایک کا حصہ ہے دوسرے کا تہائی تیسرے کا چھٹا اور صاحب حصہ نے اپنا حصہ فروخت کیا تو امام شافعی کے نزدیک صاحب نصف میں اثلث کا حکم ہوگا بقدر اشتراک یعنی دو تہائی شفعہ والے کو ملے گا اور صاحب ثلث کو ایک تہائی اور صاحب سدس کو چھٹا حصہ دونوں کیا تو تمام شفعہ کا حکم ہوگا یعنی نصف والے کو تین حصے ملیں گے اور دو تہائی والے کو اور ہمارے صاحب ثلث نے اپنا حصہ فروخت یا تو اس بارے میں کا حکم ہوگا کہ یعنی تین نصف والے کو ملیں گے اور ایک سدس والے کو۔ ہماری یہاں دونوں شریکوں میں برابر نصف نصف کا حکم ہوگا۔ ملک کی کمی بیشی کا اعتبار نہ ہوگا۔ امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ شفعہ کا فائدہ یہ ہے کہ شفعہ کا حق ادا کرنے کے بعد مشتری کو جو حصہ ملکیت حاصل ہوا اس شفعہ ملکیت کی مقدار کے لحاظ سے ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ جب شفعہ ملک کا تابع ہے تو تابع متبوع کے مساوی ہوتا ہے تو تکمیل ملکیت متعلق ہوتا ہے

---

۱ ابوداؤد ۱۷۲ ۲ ابوداؤد ۱۷۲ ۳ ابوداؤد ۱۷۲

۴ صحیح بخاری باب عرض الشفعۃ علی صاحبہا قبل البیع ۲۰۹ ۵ صحیح بخاری ۲۰۹

مستحقین شفعہ ہوں یا سبب شفعہ یعنی ہوں یا بسبب شرکت فی نفس المبیع بسبب حق جوار سب ایک ہی جہت سے شفعہ کے مستحق ہیں یہ حنفیہ کے شفعہ میں سب برابر داخل ہیں۔

قولہ والمبیع فی ید المشتری الخ یہ اس سے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ شفعہ کا ثبوت تقریر کے بعد ہوتا ہے یہ مطلب نہیں کہ بیع کا ثبوت شفعہ سے پہلے ہوتا ہے اس واسطے کہ بیع شفعہ کا سبب تقریر نہیں بلکہ اصل ملک ہے اور یہ حال کہ تقریر سے پہلے سبب شفعہ یعنی اتصال رہے گا یا تقریر شفعہ کے بعد اتصال رہے گا اس کا جواب یہ ہے کہ اس شفعہ کا سبب اتصال ملک ہے نہ کہ اتصال ملک جس حق کے لیے کہ سبب تقریر ہے اس کی نظیر لیا اور کہ کہ یہ ہے کہ اس کا وجوب تو عمر دی اس سبب سے ہے لیکن وجوب ادا کا سبب وقت ادا ہے اسی طرح یہ تقریر کے بعد حق شفعہ حاصل ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وجوب شفعہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب مالک پہلی حالت سے بدل جائے اور اس کی ملک میں ہونے سے شفعہ ساقط ہو جائے اور اندیشہ ہو کہ مالک کی بے رغبتی پر ظاہر ہونے کی وجہ سے شفیع کا حق ساقط ہو جائے گا اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ مشتری اس کو ہبہ کر دے یا صدقہ کر دے یا بیچ دے اور یہ سب صورتیں شفیع کے حق شفعہ کو ساقط کر دیتی ہیں۔

قولہ والمستحق للشفعۃ الخ شرکت فی نفس المبیع کے بعد جس میں حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم میں تقریر کے بعد شفعہ ثابت ہوتا ہے دوسری قسم میں تقریر کے بعد شفعہ ثابت نہیں ہوتا ہے تیسری قسم میں تقریر کے بعد شفعہ ثابت ہونے میں اختلاف ہے۔

باب طلب الشفعۃ والخصومۃ فیھا

باب شفعہ طلب کرنے اور اس میں خصومت کرنے کے بیان میں

فان علم الشفیع بالبیع شھد فی مجلسہ علی الطلب ثم علی التبایع او فی بیعہ او علی المشتری او عند العقار ثم لا یسقط بسکوتہ بعد ذلک الا بما یدل علی الرضا او بالمشی علیہ او بعد المدۃ التی یسقط بمثلھا خیار المجلس فان طلب عند القاضی سئل المدعی علیہ فان اقر بعلمہ قضی علیہ بالاخذ او بالترک وان انکر فان لم یکن للشفیع بینۃ حلف المشتری ولا یمین علی الشفیع عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ وقال محمد رحمہ اللہ یحلف لانہ یدعی علیہ حق الاخذ بالشفعۃ وان نکل او برھن الشفیع قضی لہ بالشفعۃ وان برھن المشتری قبلت بینتہ لجواز ان یکون لہ ما یسقط بہ الشفعۃ وان برھنا فالبینۃ بینۃ الشفیع لانھا تثبت الاخذ وبینۃ المشتری تثبت الترک والاخذ اولی

فان علم الشفیع بالبیع شھد فی مجلسہ علی الطلب ثم علی التبایع او فی بیعہ او علی المشتری او عند العقار ثم لا یسقط بسکوتہ بعد ذلک الا بما یدل علی الرضا او بالمشی علیہ او بعد المدۃ التی یسقط بمثلھا خیار المجلس فان طلب عند القاضی سئل المدعی علیہ فان اقر بعلمہ قضی علیہ بالاخذ او بالترک وان انکر فان لم یکن للشفیع بینۃ حلف المشتری ولا یمین علی الشفیع عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ وقال محمد رحمہ اللہ یحلف لانہ یدعی علیہ حق الاخذ بالشفعۃ وان نکل او برھن الشفیع قضی لہ بالشفعۃ وان برھن المشتری قبلت بینتہ لجواز ان یکون لہ ما یسقط بہ الشفعۃ وان برھنا فالبینۃ بینۃ الشفیع لانھا تثبت الاخذ وبینۃ المشتری تثبت الترک والاخذ اولی

تشریح لغتہ قولہ طلب الخ خصومت اس جھگڑے کو کہتے ہیں جو طلب سے ہو اس لیے یہاں اس کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔ جب شفعہ کا سبب پایا جائے تو طلب ... شفعہ ثابت ہوتا ہے اس کو طلب مواثبہ کہتے ہیں۔ اس پر طلب ... قائم کرنے پر ... شفعہ ثابت ہوتا ہے اس کو طلب تقریر کہتے ہیں۔ اس پر طلب ... قائم کرنے پر ... شفعہ ثابت ہوتا ہے اس کو طلب تقریر کہتے ہیں۔

طلب کو طلب اصرار، طلب تقریر اور طلب تحقیق کہتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ شفیع بیچنے والے سے خرید کر جانے والے میں اس کا شفیع ہوں، یا فلاں علم میں شفعہ طلب کرتے ہیں اور اب میں اس کو طلب کرتا ہوں، یا جو گواہ ہیں ان پر گواہ ہو، یہ کہہ کر گواہوں کو طلب کرے بعد اس کے پاس طلب کرے اس کو طلب تحقیق طلب خصومت کہتے ہیں۔ اس طریقہ سے کہ شفیع یوں کہے کہ فلاں شخص نے مکان خریدا ہے۔ اور میں اس کا فلاں سبب سے شفیع ہوں لہٰذا آپ کو مجھ کو دینے کا حکم کر دیجئے۔

قولہ ثم لا یسقط الخ اگر تیسری طلب میں تاخیر ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک شفعہ باطل نہیں ہوتا، ایک روایت ۱۲ امام یوسف سے بھی ہے۔ دوسری روایت جس سے یہ ہے کہ اگر کافی وجہ ایک گھاس میں یا طلب حرف کو ترک کرے تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ یہ ہے کہ اگر بغیر عذر کے تین مشتری کا انتظار فرماتا رہے۔ کیونکہ وہاں تو ف ہے کہ کہیں شفیع شفعہ کا ارادہ نہ کر بیٹھے۔ کوئی تصرف نہ کرے کہ واپس طلب شفعہ کا ایک مہینے محدود ہو جاتا ہے تو کیونکہ ایک مہینے کم از کم مدت قلیلہ اور ایک مہینہ سے زائد کو مدت بعیدہ شمار کیا جاتا ہے (کذا فی الاتقانی) امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ شفیع کا حق طلب صاحب نظر اشیاء کے بعد پورے غور سے ثابت ہوتا ہے اور حق ثابت ہو جانے کے بعد فوراً کے ساتھ کے بعد ساتھ نہیں ہوتا لہٰذا جب تک شفیع اس کو پانی دن سے ساقط نہ کرے اس وقت تک ساقط نہ ہوگا۔

ولا یلزم شفیع حضر الثمن وقت الدعوی بل بعد القضاء وحاصلہ البائع لو فی بیعہ ولا یسمع البینۃ لازم نہیں شفیع ثمن حاضر کرنا دعوی کے وقت بعد گفتگو کے بعد اور گواہ سنے کے بعد سے مگر ہو سکتا ہے اس کے قسم میں اور سنے گواہ بھی جب **حتی یحضر المشتری فیقضی بشفعتہ بشہودہ والعہدۃ علی البائع والوکیل بالشراء خصم بشفعتہ دلم** یہاں تک کہ آجائے مشتری یہاں تک کہ فیصلہ کرے شفیع اس کی شفعت میں اور عہدہ بائع پر ہے اور وکیل بالشراء خصم ہے شفعہ کا اگر **یسلم الی الموکل وللشفیع خیار الرؤیۃ والعیب وان شرط المشتری البراءۃ منہ وان اختلف الشفیع** موکل کے پہنچ کر حاصل کرے شفیع کے لئے خیار رویت اور خیار عیب ہے اگرچہ شرط کرے مشتری سے عیب سے بری ہونے کی اختلاف کریں شفیع اور مشتری ثمن میں **والمشتری فی الثمن فالقول بمسمی وان برہنا فمشفیع وان ثمن المشتری سب واذعی مائۃ اقل منہ** تو قول مشتری کا مسمیٰ ہوگا اور اگر دونوں ثمن پیش کریں تو شفیع کا پیش ہوگا، مشتری کو ثمن دینے سے بری ہونے کا گواہ پیش کرے **ولم یقض القاضی بعفوہ الشفیع بعد قال البائع وان قبض اخذہا بما قال المشتری** اور کسی نے نہیں کیا فیصلہ اس کو شفیع اس بیع میں معاف کرنے کا، قبضہ کر لیا ہو اس نے اس بیت میں جو شفعہ کی ہے مشتری نے **واخذ القاضی بطلبہ فی حق شفیع لا حط الکل و زیادۃ وان استری دارا بعرض او بعقار اخذ الشفیع** اور بائع کے گواہ کا ظاہر ہو جانا شفیع کے حق میں، اور قبول کرے قاضی اس کا دعوی اس کے طلب کرنے سے شفیع اس کی قیمت کے **بقیمتہ وبمثلہ لو مثلیا وبحالی لو قوحۃ لو یصر حتی یقضی الاول فیاخذہا**

تشریح قولہ ولا یلزم دفع طالب طلب کے ساتھ ثمن کے ساتھ ثمن پیش کرنا ضروری نہیں، بلکہ قضاء قاضی کے بعد پیش کرنا ضروری ہے۔ امام محمد سے روایت ہے کہ جب تک شفیع ثمن حاضر نہ کرے اس وقت تک وہ شفعہ کا حکم نہیں کر سکتا۔ میں ایک روایت

دوم صورت سے ممکن ہے اور ظاہر ہے کہ قاضی کی رائے ہوگا۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ [illegible] تک قاضی کو پتا نہ لگے۔ اختلاف کے بعد اگر وہ یہ کہے کہ قاضی سے پوچھ کر آؤں گا تو [illegible] قاضی کی [illegible] قاضی کی جہالت میں ممکن ہے۔

فروع: علی الخ مشتری نے مبیع میں [illegible] اور [illegible] کی وجہ سے [illegible] جس میں بیع کا [illegible] ہے کہ [illegible] کہ [illegible] مشتری کے حق میں [illegible] کہ [illegible] اصل مشتری کے [illegible] اس [illegible] پر [illegible] بیع [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible]

وَجَمِيعِ مَالِ الْمَسْجِدِ فَقَطْ وَبَطَلَ الْمَسْجِدُ إِنْ خَرِبَتْ الدَّارُ أَوْ حَفَّ الشَّجَرُ وَبِحَشَفَةِ الْعَرْصَةِ إِنْ بَقِيَ الْمَسْجِدُ فِي الْأَصَحِّ

اور مسجد کی اینٹوں کا بیچنا اور مسجد کی کل چیز کا بیچنا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب مکان یا کھجور کے درخت اور مسجد کا صحن خراب ہو جائے اور مسجد اپنی قیمت دینے سے عاجز ہو اور مسجد کی چیزوں کا بیچنا صحن کے خراب ہونے کے ساتھ مشروط ہے اگر مسجد باقی ہو اور یہ اصح قول ہے

وَلِلْمُتَوَلِّي بَيْعُ حُصُرِهَا إِنْ انْتَابَ أَرْضًا وَنَخْلًا وَنَحْوَهُمَا لَا انْتَقَلَ إِلَى قَرْيَةٍ

اور مسجد کے متولی کو یہ اختیار ہے کہ مسجد کی چٹائیوں کو بیچ ڈالے اگر زمین اور درخت وغیرہ مسجد کے لئے کافی ہوں مسجد کے پاس

وَإِنْ حَدَثَ لِلْمَسْجِدِ غَلَّةٌ حَفِظَهَا حَتَّى يَئِسَ مِنَ الْعَمَرِ

اور اگر مسجد کو آمدنی ہو تو متولی کو چاہئے کہ اس کی آمدنی کو محفوظ رکھے یہاں تک کہ مسجد کی تعمیر سے مایوس ہو جائے

تصرفات مشتری کے احکام

تشریح الفقہ قولہ وبطل المسجد الخ یعنی مسجد کی اینٹ وغیرہ سے کوئی مکان یا دوا خانہ بنا لیا جائے تو مسجد باطل ہو جائے گی اس میں فریق مخالف سے اس کا شیخ بھی ذی ہے کہ وہ مسجد شراب خانہ خنزیر کی قسم دیکر لے سکتا ہے کیونکہ شراب تملک ہے اور خنزیر ذات القیم میں سے ہے اور اگر بائع و مشتری دونوں ذمی ہوں اور شفیع مسلمان ہو تو خنزیر اور شراب والوں کی قیمت دیکر لیگا کیونکہ مسلمان کیلئے شراب کی ملکیت اور مملوک ہونا معتبر ہے۔

سوال خنزیر کی قیمت اس کی ذات کے قائم مقام ہوتی ہے تو مسلمان کیلئے تملک قیمت خنزیر بھی حرام ہونی چاہئے پھر یہ حکم کیسے ہے کہ اگر کوئی ذمی اپنی تجارت سے خنزیر سے کر عاشر کے پاس سے گزرے تو عاشر اس سے خنزیر کی قیمت سے بھی عشر نہیں لے سکتا کیونکہ خنزیر کی قیمت بھی خنزیر کے حکم میں ہے؟

جواب مسلمان پر خنزیر کی قیمت کا تملک اس وقت حرام ہے جب خنزیر کا عوض یا ثمن ہونا حرام ہو اور یہاں عوض یا ثمن فاسد ہونے کا بالاتفاق ہے کیونکہ یہاں خنزیر کی قیمت اس مکان کا عوض ہے جس کے بدلے میں خنزیر لیا تو بالاتفاق وہ بیع فاسد خنزیر کا عوض نہ ہوا۔

قولہ وبالعین الخ مشتری نے مسجد کی عمارت میں جو اپنی عمارت جائداد یا دیگر اشیاء ملائی ہیں اس کے بدلے شفعہ کا حکم ہو گیا تو طرفین کے نزدیک شفیع کو دو اختیار ہیں چاہے وہ ملبہ کی قیمت اور عمارت وغیرہ کی قیمت کیساتھ لے لے چاہے ملبہ کی قیمت اور عمارت کی قیمت کے ساتھ لے اور چاہے بالکل چھوڑ دے۔ امام ابو حنیفہ کے یہاں ان دو کے ساتھ تیسرا اختیار یہ بھی ہے کہ مشتری سے وہ رخصت اکھاڑنے کی کیلئے کہہ دے جس سے مشتری کا نقصان ہو اس کا ضمان دیدے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مشتری کا تصرف حق بائع ہے کیونکہ اس نے اپنی خریدی ہوئی چیز میں تصرف کیا ہے۔ پس اس عمارت وغیرہ کو اکھاڑنے کا حکم دینا ایک قسم کا ظلم ہے اس لئے اس کو اکھاڑنے کا حکم نہیں کیا جا سکتا صرف یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو شفیع اس کی قیمت دے کر لے لے یا بالکل چھوڑ دے۔ طرفین کی دلیل یہ ہے کہ مشتری نے اپنی خریدی ہوئی چیز میں تصرف کیا ہے تاہم اس کے ساتھ شفیع کا حق وابستہ ہو چکا ہے اس لئے اس کا حق توڑا جائے تو حق شفیع کو دو کا اختیارات دیں گے۔

قولہ وان اختلفا الخ شفیع کے حق میں کسی مدت کا فیصلہ ہوا اور اس نے اس مدت میں مکان نہ لیا یا بائع کا کوئی اور مدعی نے اپنی ملکیت ثابت کر کے مشتری کی بیع باطل کرا دی تو شفیع سے مشتری نے جو عمارت وغیرہ اکھاڑ دی تو شفیع کو تصرف شمن واپس لینے کا اختیار ہوگا۔ عمارت وغیرہ کی قیمت نہیں لے سکتا۔ بائع سے مشتری کے مسئلہ میں فرق یہ ہے کہ پہلے مسئلہ میں مشتری بائع کی جانب سے مسلط ہونے کی بنا کر عمارت میں ہے کہ اس میں جو چاہے تصرف کرے اور یہاں مشتری کی جانب سے شفیع کے حق میں کوئی دھوکہ نہیں۔

باب ماتجب فيه الشفعة وما لاتجب

باب ان چیزوں میں کن میں شفعہ واجب ہوتا ہے اور کن میں نہیں ہوتا

مالک سے بھی ایسی روایت ہے اور ایک روایت ہمارے موافق ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: الشفعة فی کل مبیع، الشفعة فی کل شیء، انما الشفعة فی کل شیء۔ ہم نے الشفعة کو الف لام کے ساتھ معرف ذکر کیا ہے جو استغراق کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے درخت میں حصہ کے ساتھ سہیم، باغی کے ساتھ عوض کی قید ہے۔ یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ شفعہ ہر مبیع میں ثابت ہوگا۔

قولہ فی عروض الخ: اسباب اور کشتوں میں شفعہ نہیں کیونکہ حدیث میں ہے "لا شفعة الا فی ربع او حائط" ربع سے مراد زمین ہے اور حائط سے مراد باغستان ہیں یہ حدیث امام مالک نے روایت کی ہے۔ جو کشتیوں میں شفعہ واجب کرتے ہیں، علامت دراصل زمین کے تابع ہونے کی وجہ سے ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے لہٰذا قرآن کریم کی مطلق آیات کی تخصیص کے لیے ہو سکتی ہے۔

قولہ وقد جعلت الخ: یعنی مکان کی آمدنی سے ہمارے مذہب کی دلیل قائم کرتے ہیں اس پر کوئی دوسرا سوال کرے کہ یہ اس کی کمی بیشی کے ساتھ مختلف ہوتا ہے تو ایسے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ تفاوت معمولی ہے جو قابل لحاظ نہیں ہوتا ہے۔ اور عروض کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ قیمت کے لحاظ سے عروض میں تفاوت بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ اس لیے عروض میں شفعہ واجب نہیں ہوتا ہے۔

قولہ اور قیمت الخ: کسی نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس نے جس میں کوئی چیز شریک نہیں کی اس میں شفعہ ہوگا۔ یہ ہوتا شفعہ ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ شفعہ صرف مساوی حصہ میں ہوتا ہے اور یہ حصہ اس چیز کا مثل ہوتا ہے جو بائع نے شریک کیا تھا۔ لہٰذا اگر بائع نے فروخت کرتے وقت یہ ساقط ہو گئے تو شفعہ نہ ہوگا۔ کیونکہ بائع کا خیار زوال عیب سے ساقط ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر مبیع کی بیع فاسد ہو جب تک بیع فسخ نہ ہو جائے اس میں شفعہ نہ ہوگا۔ روکنے والے کا سوال: منقول میں شفعہ کی کے مذہب کا اس ہونی چاہیے اس میں بائع کی ملک۔ قوی تر ہے۔ کیونکہ اس شریک میں تقسیم کیا جاتا ہے تقسیم کی وجہ سے شفعہ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ شفعہ صرف اصل یا اس کے تابع سے ہوتا ہے اور قسمت ایسا نہیں ہے۔

قولہ او قسمت الخ: کسی مکان کو فروخت کیا اور مبیع نے بائع شفعہ چھوڑ دیا اس کے بعد وہ مکان میں عیب پیدا ہو گیا اور مشتری نے اس عیب کی وجہ سے واپس کر دیا تو شفیع کو یہ حق حاصل ہے کہ اس واپسی کو فاسخ کے حکم میں ہونے کی وجہ سے اس میں شفعہ ہوگا۔ کیونکہ شفعہ بیع کے بعد ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا بیع کے فسخ کے بعد اس کا ثبوت ہوگا۔ یہی لفظ واپسی یہ لفظ اقالہ ہونے کا حکم ہے۔ لہٰذا شفعہ واجب ہوگا کیونکہ عیب کی وجہ سے واپسی اقالہ کی اقتضاء کے ساتھ ہوتا ہے اور اقالہ میں بائع کے حق میں بیع ہوتا ہے۔

---

۱ ... [illegible]

باب ما تبطل به الشفعة

باب ان چیزوں کا بیان جن سے شفعہ باطل ہو جاتا ہے

وتبطل بترك طلب المرء به على الفور والمطلوب من اسقطه على عوض وغيره رده

[illegible] ہو جاتا ہے طلب سے مراد [illegible] کرنے والے پر واجب ہے [illegible]

وصوب الشفيع لا لمشتري وبيع فالشفيع به قبل القضا بالشفعه

[illegible] سے مراد [illegible] والی چیز سے پہلے [illegible] کرنا باطل ہو جاتا ہے

ولا شفعه لمن باع و بيع له او صلح الشريك على مبيع وعلى ابطاع او تنبيع به

[illegible] اس کیلئے [illegible] اس کے [illegible] کی طرف [illegible]

فله الشفعة وان قبل تشفيع فيها يجب بالعقد ثم غير فيها يجب عاقلا ثم سفيه

[illegible] [illegible] [illegible]

فجنه الى او كله الشفعه وهو لا تبطل بعذر فيها الف فلا شفعه وان قبل به انه اشترى

[illegible] [illegible] [illegible]

فلان فسلم قال انه خبزا لله الشفعه

[illegible] [illegible] [illegible]

تشریح: الفقہ قولہ وتبطل بترك طلب الخ شفیع کے طلب نہ کرنے سے شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کی رضا ہے اور شفیع کا شفعہ کی رضا جانب مشتری کی طرف سے صحیح ہونے کی شرط ہے شفعہ باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کیونکہ شفعہ ملک حق ملک کو کہتے ہیں تو جس کا ملک ہی باطل ہو گیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ امام شافعی کے نزدیک شفعہ باطل نہیں ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ شفعہ حق ثابت ہے اور حق تملک کا نام ہے اور یہ بعد میں بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ مصنف نے یہ مسئلہ اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ شفعہ کس کس صورت میں باطل ہوتا ہے اور کس صورت میں باطل نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ کس شفعہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے اور کس شفعہ کا مطالبہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ کس شفعہ کا مطالبہ فوراً کرنا ضروری ہے اور کس شفعہ کا مطالبہ فوراً کرنا ضروری نہیں ہے۔

قولہ ولا شفعہ الخ اپنے مکان کی بیع میں شفیع سے مشتری کا صلح کرنا یا اپنا مکان مشتری کو ہبہ کر دینا یا مشتری کے ساتھ بیع کرنا شفعہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اگر شفیع نے شفعہ کا حق ثابت ہونے کے بعد مشتری کو اپنا مکان ہبہ کر دیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ اگر شفیع نے مشتری کو اپنا مکان بیع کر دیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ اگر شفیع نے مشتری کو اپنا مکان صلح کر دیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ اگر شفیع نے

قولہ ومن باع بیتاً الخ ایک مکان میں آدمی اور اس میں شریک ہوں۔ ایک نے اپنا حصہ دوسرے کے سوا تیسرے کے ہاتھ بیچ دیا تو شفیع کو شفعہ کا حق نہیں ہوگا اور شریک بیع اور جار خاص پر مقدم ہوں گے۔ جو یہ ہے کہ شفعہ انہیں کو حاصل ہوتا ہے کہ ملکیت و قسمت سے اور شراکت صورت میں اختلاط تک پہنچ گیا ہو۔ اختلاط اور قسمت کا عکس ہے۔

قولہ ان قبل البیع الخ شفیع نے کہا کہ میں ایک مکان کا ایک تہائی حصہ بیچتا ہوں تو شفیع نے بیع کی اجازت دی پھر معلوم ہوا کہ سارا مکان اس کے نام میں ہے تو شفیع کے لئے شفعہ ہوگا۔ اگر شفیع نے کہا کہ میں نے اجازت نہیں دی تھی کیونکہ میرا خیال تھا کہ تہائی حصہ بیچتا ہے تو شفیع کا شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ اگر اس نے کہا کہ میں نے اجازت

فروخت ہوا اور مشتری نے اول مکان کا کچھ حصہ (مثلاً دو تہائی حصہ) ایک شخص کو (مثلاً بکر کو) بیچ دیا تو بکر شریک ہوگیا اس کے بعد باقی مکان خریدنے والے کا حق شفعہ صرف پہلے حصہ میں ہوگا دوسرا باقی مکان مشتری کا ہوگا کیونکہ مشتری خریدار اول سے پہلے کا شریک ہوگیا اور شریک حق شفعہ میں بالترتیب پر مقدم ہوتا ہے۔

فروع: اگر ایک شخص نے ایک مکان کی نصف جائیداد بیچ دی ہے۔ مشتری نے اس کی خبر نہیں پائی کہ کتنا حصہ بیچا ہے اور کتنا باقی ہے اس کو اس کی رضامندی کیسے حاصل ہوگی کہ ایک شخص دوسرا شخص کو شفعہ کرنے سے روکے اس میں یہ جواب ہے کہ اس شخص کے حق میں مکان کا کل حصہ بیچا ہوا ہے اور ہم نے یہ مقرر کیا ہے کہ بیچا ہوا حصہ مشتری کے قبضہ میں آچکا ہے۔

فروع: اگر بائع نے مبیع کا کچھ حصہ تلف کر دیا جس سے شفیع مطلع نہ تھا مثلاً ایک حصہ کو جلا دیا تھا یا ایک حصہ کو ایک حصہ سے ملا دیا تھا جس سے شفیع عاجز ہوگیا کہ اس کو الگ کر کے لے لے تو اس صورت میں شفیع کا حق ساقط ہوگیا کیونکہ اس نے مبیع کا کچھ حصہ ضائع کر دیا ہے۔ اور اگر شفیع کو اس کا علم تھا تو اس کا حق ساقط نہیں ہوا۔ یہ تو ہوا ساقط شفعہ بالتلف کا بیان۔ دوسری صورت میں یعنی جب کہ بائع نے شفعہ باطل کر دیا جس سے شفعہ باطل ہوگیا اس کی دو صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ بائع نے مشتری سے کچھ لے کر شفعہ باطل کر دیا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ شفیع کا حق شفعہ ساقط ہوگیا اور بائع کو جو کچھ مشتری نے دیا ہے وہ بائع کا مال ہوگیا۔ اس کو شفیع سے واپس لینے کا حق نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بائع نے مشتری سے کچھ لے کر شفعہ باطل نہیں کیا بلکہ شفیع کو کچھ دے کر شفعہ باطل کرایا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ شفیع کا حق شفعہ ساقط ہوگیا اور جو کچھ بائع نے شفیع سے لیا ہے وہ بائع کا مال ہوگیا۔ مشتری سے واپس لینے کا حق نہیں ہے۔ یہ قول امام ابو یوسف کا ہے۔ امام محمد کے نزدیک یہ حیلہ کرنا مکروہ ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں اور باب شفعہ میں فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔ مرغینانی نے کہا ہے کہ حیلہ کرنا اس وقت ہے جب کہ شفیع کو اس کی خبر نہ ہو اور اگر شفیع کو خبر ہو تو حیلہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ شفعہ کی مشروعیت اس لئے ہوئی ہے کہ شفیع کا نقصان دور کیا جائے۔ تو اگر مشتری یہ کہے کہ اس سے پڑوسیوں کا ضرر ہوتا ہے اس لئے شفعہ کا حیلہ کرنا حلال نہیں۔ اور اگر مشتری یہ کہے کہ مراد ہمارے مبیع سے ہے جس کی تجارت ہوتی ہے اور اس کا ضرر ہوتا ہے۔ تو اگر کوئی کے حیلہ کی صورت یہ ہے کہ جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی سال گزرنے سے پہلے جو نے فرار زکوٰۃ کا ہبہ کر دے سال گزرنے سے پہلے اپنی ملک قرار دے کر دے جس سے ہر نصاب باقی رہے۔ امام محمد کے نزدیک یہ حیلہ مکروہ ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں۔ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ شرح الوقایہ میں ہے کہ یہ حیلہ نہایت قبیح ہے کیونکہ اس میں فقراء کا حق باطل کرنا اور ضرر میں ڈالنا لازم آتا ہے۔ اور یہ حیلہ منافی توکل ہے۔

فروع: اگر متعدد حصص مبیعہ بائع صورت مشتملہ یہ ہے کہ چند لوگوں نے ایک آدمی کی زمین خریدی اور فروخت کرنے والا ایک ہے تو خریداروں کے شفعہ کے مواقع اور مقدار شفعہ مختلف ہوگا اور شفیع کے لئے جائز ہوگا کہ کسی ایک خریدار کا حصہ لے لے باقی چھوڑ دے۔ اور اگر فروخت کرنے والے چند لوگ ہیں اور خریدار ایک ہے تو اس شفعہ متعدد ہوگا اور شفیع اگر چاہے تو سب کا شفعہ لے لے اور چاہے تو کسی کا بھی نہ لے۔ یہ فرق ہے کہ اس صورت میں ایک خریدار پر بوجھ زیادہ آتا ہے۔ لہٰذا یہ صورت کے کیونکہ اس میں شفیع کے حق میں توسیع کا مقام ہے۔

فروع: اگر شفیع نے ایک حصہ کے بعد مقسوم مکان کا دوسرا حصہ خریدا پھر بائع سے تقسیم کرا لیا تو شفیع کو اختیار ہے کہ تقسیم کرانے کا اختیار نہیں بلکہ مشتری سے حصہ لے لے جو اس کو تقسیم سے حاصل ہوا ہے۔ فروع: تقسیم بطریق رضا و باہمی رضامندی۔ نزدیک حصہ شفیع کی جانب میں پڑا ہو یا جانب مشتری سب کا یہ حکم ہے کہ شفیع اس حصہ پر قابض ہوگیا اس کی جانب میں پڑا ہے مگر پہلی صورت زیادہ واضح ہے۔

كتاب القسمة

هي جمع نصيب شائع في متعدد

وہ کہنا کرنا ہے اس حصہ کو جو شائع ہو متعدد چیز میں

تشریح: لفظ کتاب الجمع قسمت اور تقسیم دونوں معنی شامل ہے کے لئے آیا ہے۔ کیونکہ شرکت کا قوی ترین سبب شرکت ہے۔ اور شرکاء میں سے ہر ایک یا تو اپنا حصہ مالک دوسرے سے جدا کرتا ہے تو وہ اپنا حصہ فروخت کرتا ہے جس کے سبب سے شفعہ واجب ہوتا ہے یا اپنی ملک باقی رکھتے ہوئے دوسرے سے جدا کرتا ہے تو مبادلت کے بغیر اپنا حصہ لیتا ہے تو تقسیم کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ اس مناسبت سے شرکت کے بعد قسمت کے مسائل ذکر کر رہا ہے۔ و اللہ الھادی علی بقاء ما کان علی ما کان اصل۔

قولہ ھی رفع لفظ قسمت (بالکسر) کا جواب سوال مقدر ہے۔ سوال یہ تھا کہ قسمت کا معنی تقسیم سے عام ہے۔ جیسے قسمت الغنائم اور قسمت المواریث اور قسمت میں تقسیم کرنے اور بانٹ دینے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شرع میں قسمت ایک شخص کے حصہ شائعاً کو ایک معین حصے میں جمع کرنے کو کہتے ہیں مثلاً ایک مکان تین شریکوں میں مشترک ہے تو ہر شخص کا حصہ شائع ہے۔ تعین ان مکان کے ہر حصہ میں شائع ہے۔ اور جب جدا جدا تقسیم اس کے تین حصے کر دیے گئے تو ہر شخص کا حصہ اس مکان کے خاص خاص حصہ میں متعین ہو گیا یہی تعین حق مکان کا نام قسمت ہے۔

ويشمل على الافراز والمبادلة وهو الظاهر في المعنى فيأخذ حقه خال عن حق صاحبه اور شامل ہوتی ہے جدا کرنے پر اور مبادلہ پر اور اسی کو ظاہر معنی کہتا ہے جس لیے ہر ایک اپنا حصہ دوسرے کی ہم حصگی میں

ذهبي في غيره فلا يأخذ ويجبر في متحد الجنس جبر طلب احد الشركاء لابي غيره اور سوا اس کے غالب ہوتا ہے غیر مثلی میں پس نہیں لے سکتا اور جبر کیا جائے متحد الجنس میں جبر ایک شریک کی طلب پر نہ کہ غیر متحد الجنس میں

وندب نصب قاسم رزقه من بيت المال لقسم بلا اجر وإلا فينصب قاسم يقسم باجر بعدد الرؤس منصب ہے قسم مقرر کرنا جس کا رزق بیت المال سے ہوتا کہ وہ تقسیم کرے بلا اجرت اور نہ تو مقرر کریں وہ پیشہ قاسم جو تقسیم کرے اجرت پر شریکوں کی تعداد

ويجب ان يكون عدلاً فهماً عالماً بالقسمة ولا يضر قسم واحد ولا يشترك القسام کے موافق اور ضروری ہے قاسم کا عادل ہونا دانا اور علم تقسیم سے واقف ہونا اور تنہا نہ ہونا چاہئے ایک ہی قاسم اور شریک نہ بنائے قاسموں کو

ولا يقسم الا بطلبهم ثم الوزنة بالاوراق حتى يتراضوا على النوبة وعدد الورق کرنے والے اور تقسیم نہ کرے مگر ان کے طلب کرنے سے پھر وزن کرے کاغذوں پر یہاں تک کہ وہ نوبت پر راضی ہو جائیں اور کاغذ کی شماریہ

ويقسم في المنقول والعقار المشترى ودعوى الهلك اور تقسیم کیا جائے مال منقول اور غیر کردہ مکان اور دعوی ہلاک کے ہاتھ میں

ولو تزاحما ان العقار في يديهما لم يقسم حتى يقيما انه لهما. اگر دو شریک دعوی کریں کہ زمین جو ہمارے تصرف میں ہے تو تقسیم نہ کیا جائے یہاں تک کہ وہ ثابت کر دیں کہ زمین ان کی ملک ہے۔

احکام تقسیم کی تفصیل

تشریح الفقہ: قولہ ویقسم الخ مذکورہ تقسیم کی الاطلاق (یعنی مشترک اور غیر مشاع دونوں میں) مثل افراد اور مثل مقادیر پر مشتمل ہوتا ہے۔ کیونکہ ترکہ میں سے ہر ایک حصہ پیمانے اس کے ہر اجزاء میں سے ہر جزء مشترک ہوتا ہے اسی لیے ہر ایک مستحق کو اسی ترکہ کے ہر جزء میں سے اس کا حصہ کامل یا بقدر اس کے حصہ شیاع سے شریک ہونے کا حق ہے اور ہر ایک حصہ پانے والے کو اس کے حصہ کے ہر جزء میں سے دوسرے حصہ پانے والے کے حصہ شیاع سے شریک ہونے کا حق ہے اور ہر ایک حصہ پانے والے کے حصہ شیاع سے شریک ہونے کی شیاع کامل حصہ (یعنی مشترک) میں سبھی کو اختیار حاصل ہے (یعنی تقسیم کرانے یا نہ کرانے کا) اور ہر ایک کو اس کے اجزاء میں بھی یہی

ولو ترك على الموتى وعبدا فورثا والقلم في ايديهما ومعهما وارث غائب او صبي
اگر دو شریک کو ایک میت پر اور وہ کئی کی ملکیت میں ہو اور ان کے ساتھ ایک وارث ہو جو موجود ہے یا
فسلم عليهما وغاب وكيل او وصي قبض نصيبه ولو كانوا ثلثة وغاب احدهم
تو تسلیم کر دیا جائے گا قلم مقرر کرنے والے کا وکیل جو قلم میں رکھے گا اور اگر دو شریکوں میں سے ایک
او كان الغائب هو الوارث لغائب او لصغير او حضر وارث واحد لم يقسم وقسم بطلب احدهم
یا غائب وارث ہو یا نابالغ کے قلم میں یا حاضر ہونے والا وارث غائب ہو تو تقسیم نہیں کیا جائے گا اور تقسیم کر دیا جائے گا ایک شریک کے طلب
او بتقع كل منفعته وفي تعطيل الكل ثم يقسم الا برضاهم وان تضع الحظ وتضرر البعض
اگر تقسیم نہ کیا جائے تو ہر ایک کا فائدہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کل کا معطل کر دینا ہر ایک کے حق میں نقصان ہے اور بعض کا نقصان
لقلة حظه فسمه بطلب ذي الكثير فقط ويقسم العروض من جنس وجد
ان کے حصہ کم ہونے کی وجہ سے تو تقسیم کیا جائے گا۔ صرف اس کے طلب پر اور تقسیم کیا جائے گا سامان جو ایک جنس کا ہو
ولا يقسم الحمام والحوانيت والرحى والبئر والطريق والحمام والبيت والطرق الا برضاهم
اور تقسیم نہیں کیا جائے گا حمام اور دوکانوں کا اور چکی اور کنوئیں اور راستہ اور حمام اور گھر کی تقسیم مگر سب کی رضا
دور مشتركة او دار وضيعة او دار وحانوت قسم كل عيحدة
جب شریک ہوں یا مکان اور دوکان ہو یا مکان اور دکان ہو تو تقسیم ہوگی ہر ایک کی جدا جدا

توضیح اللغۃ: ہدایہ حضرت مولانا شیخ عرض سبحانہ تعالیٰ خالص علام ہمارے کرم پر سورۃ کی ہدایت پر ہیں چلی۔ ورثہ اور قلم جمع ہیں حالوت کا۔

تشریح الفقہ: قولہ وہو ہر حالیہ دو شریکوں سے وراثت کی صورت پر اور وراثت کی تعداد پر گواہ ہو گئے ہیں اور ان کی دو کے قبضہ میں ہے۔ ہدایہ میں بھی صورت مسئلہ ہے۔ ایک وارث کبیر غائب ہے اور وراثت حاضرین نے تقسیم طلب کی ہے اس لئے ہیں نہیں تقسیم کیا جائے گی۔ اور وارث غائب (بھی صغیر) کے لئے ایک وکیل یا وصی مقرر کر دیا جائے جو ان کے حصہ پر قبضہ کر لیا کرے اگر کئی ہوں مگر یہ ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک اصل ہر شہادت شہود ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ وہی ان کے باپ کی جائیداد سے اگلی میراث ہے۔ صاحبین کے نزدیک ضرور نہیں۔

قولہ ولو کانوا ثلثۃ اور اگر شرکاء تین ہوں تو بھی کسی کی شرکت طریق میراث نہ ہو بلکہ مدعی خرید ہو اور ان میں سے ایک شریک غائب ہو یا وارث صغیر ہو یا کبیر ہو (مگر اوپر مذکور ہوئی کہ) اگر وارث صغیر یا وارث غائب کے قبضہ میں ہو یا وارث میں سے صرف ایک وارث حاضر ہو تو ان تینوں صورتوں میں تقسیم ہوگی۔ پہلی صورت میں تو اس لئے نہ ہوگی کہ ملک جدید ثابت ہوئی ہے۔ ملک جدید ہے۔ میں ایک حاضر غائب کی جانب سے خصم نہیں ہو سکتا۔ دوسری صورت میں تقسیم اس لئے نہ ہوگی کہ اس صورت میں فصل کی الغائب ہے اور فصل الغائب حاضر نہیں۔ تیسری صورت میں تقسیم اس لئے نہ ہوگی کہ شخص واحد قاسم اور خاصم نہیں ہو سکتا۔ تو قاسم اور خاصم بھی نہیں ہو سکتا اور یہاں صرف ایک ہی وارث حاضر ہے۔

(جن صورتوں میں تقسیم ہوتی ہے اور جس میں نہیں ہوتی انکا بیان)

قولہ وقسم بطلب احدھم بیع [illegible] پر اتفاق کرلے تو حاکم [illegible] کے مطالبہ کرنے پر [illegible] میں سے جس ایک کی تقسیم [illegible] سے تقسیم کرلی ہو اگر کسی نے [illegible] تقسیم کرنے سے سب کا فصل ہوا، اور چھپیں [illegible] وغیرہ وہ تقسیم کرنے کی جو [illegible] ہے کیونکہ تقسیم [illegible] ہر شریک کی ملک خاص سے ضم ہوا اور یہاں تقسیم کی صورت میں یہ مقصد [illegible] ہوجاتا ہے [illegible] تقسیم ہوجانے کے بعد بھی مشترک ہوتے ہوں اس لئے کہ [illegible] ہوتا جس طریقہ کا حصہ ہو [illegible] تقسیم ہوجاتا ہے پس [illegible] ہوا۔ [illegible] ہوا۔ [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

فله لأنهم لا يأذن ومن خرج منها فله لأنه لا يدخل في القسمة الا من هو الا برضاهم

اس کے لئے کیونکہ اس کا حصہ ہوگا اور اس کا کام دوسرے پر لگے گا اس کے لئے کیونکہ اس کا حصہ ہوگا اور داخل نہ کرے تقسیم میں مگر ان کی رضا سے

فان قسم ولاحدهم طريق في طريق في ملك الآخر لم يشترط في القسمة

اگر مکان تقسیم ہو اور کسی کے پانی بہنے کا راستہ دوسرے کی ملک میں ہو حالانکہ بقیہ تقسیم میں طریق نہیں ضرور تھا

ضرورة هذا ان امكن والا فيبقى القسمة

تو رہنا ہوجائے گا اگر یہ ممکن ہو ورنہ تقسیم توڑ دی جائے گی

طریق تقسیم و کیفیت قسمت کا بیان

شرح قولہ القسمۃ قولہ وھو الخ یہاں سے تقسیم کا طریقہ بیان کر رہے ہیں۔ تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ اب مکان یا زمین وغیرہ کو تقسیم کرنا چاہے تو تمام ایک کاغذ پر اس کا نقشہ بنالے اور سہام قیمت پر اور حصہ تقسیم کرے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ سب سے بڑے حصہ کو دیکھے اور مقسوم کو اسی پر بانٹ لے۔ مثلاً اگر اہل سہام مثلاً تین ہوں تو تقسیم بطریق الاثلاث کرے۔ اس صورت میں تین کی پیمائش رسے یا کوئی مساوات کی مقدار کپڑے سے معلوم ہوتی ہے۔ دو آدمی شریک کے حصہ میں کی صورت واقع ہوتو اس کی تین لگائے۔ اور قیمت دے شریک کو دے۔ اور ہر شریک کے حصہ کو اس کی تین کے رسے کے ساتھ جدا کرے۔ تاکہ کسی کا حصہ دوسرے کے حصہ سے متعلق نہ رہے۔ پھر ہر ایک کے حصہ کو علیحدہ علیحدہ ان تین علامت الخ قاسم کے راستہ دوسرے کو یہاں تک کر قرعہ اندازی کرے۔ اور جس کے نام پر جس کا نام نکلے وہ اس کو دیدے جو سرحد میں ہے کہ قرعہ اندازی ضروری نہیں صرف سہل کیلئے ہے تاکہ کسی کی جانب میلان نہ ہو۔

قولہ ولا بد من اھل الخ زمین اور مکان کی تقسیم میں اہل کی رضا کے بغیر دو امر فاسد نہیں ہوتے۔ مثلاً ایک مکان چند شرکاء میں مشترک ہے۔ اور ایک جانب عورت زیادہ ہے شرکاء سے۔ یہ عورت کا وکیل اب ایک شریک چاہتا ہے کہ عورت کے حصہ میں وہ آئے۔ اور دوسرا شریک چاہتا ہے کہ اس کے حصہ میں آئے تو عورت کے وکیل کی رضا ضروری ہے۔ ورنہ تقسیم فاسد ہوگی۔ اور اگر عورت کا حصہ کسی اور جانب ہو تو اس کی رضا ضروری نہیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ قسمت حق ملک میں سے ہے اور شرکاء کی شرکت مکان میں ہے تو کوئی امر اہم میں ابدا داخل تقسیم نہیں داخل ہوں گے۔

قولہ ثم قسم الخ ایک مشترک مکان کی تقسیم ہوئی اور ایک شریک کا مکان اور بالا خانہ دوسرے کی ملک میں واقع ہوئی حالانکہ تقسیم سے بات اشتراک سہل اور اشتراک طریق کی شرط نہیں تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اب اس صورت میں ہر حصہ سے بند کر دوسری طرف بنالیں گے بشرطیکہ یہ ممکن ہو ورنہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پہلی تقسیم توڑ کر دوبارہ تقسیم کیا جائے گا تاکہ کوئی قسم ناقابل پانی نہ رہے۔

سعی لا عبور وسقل محرز وعلو محرز فوق کل علیحدة وقسم بالضمة ویصل شهادة القاسمین

ہے۔ لیکن یہ تب ہے جب ایک حصہ ایک جانب ہو اور ایک حصہ بالا خانہ ہے تو ہر ایک حصہ کی قیمت لگا کر تقسیم ہوگی اور کوئی قرعہ اندازی نہ ہوگی

ان احتاج ولو ذمی احدھما فی نصب شیئا فی بد صاحبہ وقد اقر بالاسبقیہ
دونوں کی اگر کوئی حقدار کرے ایک مکان سے یہ کہ دوسرے کے قبضے میں ہے اور اقرار کرے اس بات کا
لم یصدق الا ببینۃ وان قال سکوتیت واحدثت بعضہ صدق بحلفہ بعدمہ
اس کی تصدیق نہ ہوگی مگر گواہ کے ساتھ اگر کہے کہ میں نے اس کو گرا دیا ہے یا نئی تعمیر کی ہے تو اس کی قسم کے
وان لم یقر بالاسبقیہ واذعی ان لہ حقا وہو یسلم لی وکذبہ سربکۃ تحالفا
ساتھ تصدیق کی جائے گی اگر اس نے اقرار نہیں کیا اور دعویٰ کیا کہ میرا حق ہے اور وہ تسلیم کرتا ہے اور اس نے جھٹلایا ہے
وفسخت القسمۃ ولو ظہر عیب لاحدھما لم تفسخ بصبح ولو استحق بعض شائع من حقہ رجع بقسطہ
اور تقسیم توڑ دی جائے گی اور اگر دونوں میں سے کسی میں عیب ظاہر ہو تو تقسیم نہ توڑی جائے گی اگر کسی کا حصہ کل یا اس کا کچھ حصہ قابل رجوع ہے تو
فی حظ شریکہ ولا تفسخ القسمۃ ولو ظہر فی احدھما دین رد
اس کے حصے میں سے واپس کیا جائے گا اور تقسیم نہ توڑی جائے گی اگر ظاہر ہو کہ ان میں سے کسی پر قرض ہے تو واپس کیا جائے گا

دو منزلہ مکانوں کی تقسیم کا بیان

تشریح المسئلہ قولہ صاحب البیت العلیا ایک مکان دو آدمیوں میں مشترک ہے اور اوپر کا حصہ نیچے والے میں سے ہے اور نیچے والا حصہ اوپر والے میں سے ہے اور دونوں مشترک ہے۔ اب اگر اوپر کا حصہ نیچے والے کا ہے اور نیچے والا حصہ اوپر والے کا ہے تو ایسے مشترک مکانوں کی تقسیم کیسے ہوگی اس کا بیان کیا جائے گا۔ فرمایا کہ ایک تقسیم پیمائش سے ہوگی۔ کیونکہ تقسیم میں اصل یہی ہے کہ ہر شریک کی شرکت حصہ کے مطابق ہو۔ قیمت سے نہیں۔ پھر ماہر حساب کے ذریعہ نیچے والے مکان کے ایک رخ کے مقابلہ میں اوپر والے مکان کے ایک رخ کی قیمت لگائی جائے جو ایسے ہر ایک رخ کے مقابلہ میں ایک ہی گز ہوگا۔ لیکن قوی و ضعیف کے تفاوت کی وجہ سے کیونکہ نیچے والے مکان میں کھدائی کھودنا جانا اور مضبوطی بنانا نیز صوتی صداحیت ہونے کی وجہ سے اوپر والے مکان سے بہتر ہوتی ہے اور اوپر والے مکان میں ہوا اور روشنی کے ہونے کی وجہ سے اس لئے شریک کے حصوں میں بارہ ہی قیمت میں کمی بیشی کے اعتبار سے ہو سکتی ہے۔

قولہ وبعد التعدیل الخ تقسیم ہو چکنے کے بعد کسی شریک نے کہا مجھے میرا حق وصول نہیں ہوا اور دوسروں نے کہا ہمارا حق وصول ہو گیا۔ اب اگر پہلا شخص اپنے دعوے پر گواہ پیش کر دے تو اس کی گواہی قبول ہوگی اور تقسیم توڑ دی جائے گی۔ امام ابو یوسف بھی اسی کے قائل تھے۔ کیونکہ اس کی گواہی خود اپنے فعل پر ہے۔ اس میں تہمت کا احتمال ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی تقسیم کو برقرار رکھا جائے گا۔ کیونکہ گواہی دوسرے کے فعل پر ہے۔

قولہ لم یصدق الخ شریک نے کہا کہ تقسیم میں غلطی ہوئی ہے اور میرا حق دوسرے کے حصہ میں گیا ہے تو اس کا دعویٰ قبول نہ ہوگا۔ اپنا حصہ وصول کر لینے کا اقرار کر چکا تھا۔ اب اس کی تصدیق نہ ہوگی۔ ہاں مقاسمت قسمت کے بعد اس نے کہا کہ میرا حق ہے تو اس کا دعویٰ قبول ہوگا۔

قولہ وان ہدم بعضہ الا صبقیہ الخ اور اگر حصہ والا پہلے اپنا حصہ لینے کا اقرار کرنے سے پہلے یہ کہے کہ میرا حصہ طلب تک ہے اور وہیں تک میرے حصہ کو گرنے سمجھیں دیوار اور حصہ والا اس کی تکذیب کرے تو اس صورت میں پہلوں نے کہا کہ ہمیں قسمت توڑ کے اور قسمت توڑ

ہو جائے گی کیونکہ معدوم کا حصہ میں اختلاف ہونے کی وجہ سے عقد درست نہیں ہو

قولہ ولو اوصی الخ ایک شخص نے دو آدمیوں میں وصیت کی کہ میرے بعد میرے غلام کو تقسیم کر دینا پس ان کے بعد تک شریک کا کچھ حصہ کسی دوسرے شخص کا نکل آیا تو ہم نے اس کو اختیار دیا ہے چاہے بقیہ شخص اپنے شریکت کے لیے ہوئے قیمت کو واپس کر دے۔ اور تقسیم کرے اور یہ اس وجہ سے کہ یہ وصیت کے بعد پیدا ہوئی کیونکہ اب تمہ شریک نکل آیا تو وہ واپس کر دیں۔ حنفیہ فرماتے ہیں کہ یہی ایک شریک کے حصے میں سے وارث ہونے کے بعد شریک نکل آنے سے بھی اختیار معدوم نہیں ہوتے اس لئے وہ اختیار رہے گا۔

قولہ ولو علم الخ اور اگر وصیت کا کرنا چلانے والے کو معلوم تھا کہ میں تقسیم کرنے کے بعد مقسوم کو کہ میں ان کا ہوں کا ان کا ہو جاتا قسمت رد ہو جائے گی کیونکہ یہ وارث پر مقدم ہے۔ مال اگر وہ تہائی مال کا ہو اور باپ دیون دار ہو اور بیٹی کو ہو تو قسمت رد ہو جائے گی کیونکہ جو چیز قسمت سے حاصل ہوئی وہ اس کی ہوئی۔

(تنبیہ) ولو ظهر في الشركة الخ عبارت کنز الدقائق کے مقسوم و مقسوم علیہ میں سے ہے۔

ولو وهبها في مكتبي دبر او دبري وحفظ عبد او عبدين او غلة دبر او دابتي صح وفي غلة عبد

اگر باری مقرر کی ایک یا دو مکاتبوں یا رہائش میں یا ایک یا دو خادموں کی خدمت میں یا پھل یا کھیتی کی آمدنی میں یا ایک

او عبدين و بقل و بطيخ او رطب نخل او نخلين او ثمرة شجر او لبن غنم لا

یا دو غلاموں کی یا ایک پھل کی آمدنی میں یا ایک یا دو درختوں کے پھلوں میں یا درخت کے پھل یا کھجور کے درخت میں یا بکری کے دودھ میں باری مقرر کی ہو

باری مقرر کر دینے کا بیان

تشریح الفقہ قولہ وہبتہا الخ تہائی یا اس سے کم یا زیادہ ہبہ کر دی ہو۔ یہ بات صحت میں حال کی خاص حالت کو کہتے ہیں۔ کسی کام کے لیے تیار ہونا۔ اصطلاح فقہاء میں مہیا ہونا قسمت منافع کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ قبض سے مؤنث ہے۔ کیونکہ اس میں منفعت کا قبضہ ہی کے ہم معنی سے ہوتا ہے لیکن اتنہ نا حائز ہے۔ اور دلیل جواز یہ ہے کہ ضرب ولکم ضرب ہو ہم معنی ہے حضرت نبی علیہ السلام کی بیبیوں کے درمیان باری مقرر تھی ایک دن ایک بیوی کی باری تھی ایک دن دوسری بیوی کی۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ایک سفر میں ہر بیوی کے پاس ایک ایک رات ٹھہرتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ایک وقت فرمایا تھا اور سحاب باری باری سوار ہوتے چلتے تھے۔

قولہ فی مکتبی الخ مکاتب کے ساتھ باری مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مکاتب سے اوقات مخصوص میں کتابت کی رقم وصول کرنے کی خدمت لی جائے۔ (۲) باری مقرر کرنے والے نے مکاتب کے ساتھ اپنی باری مقرر کی کہ ایک ماہ تک وہ رہے گا اور ایک ماہ تک عمرہ (۲) اور مشترک کے ساتھ باری مقرر کی کہ ایک ماہ میں وہ رہے گا دوسرے ماہ میں عمرہ (۳) ایک مشترک غلام کی خدمت میں باری مقرر کی کہ ایک روز یہ کی خدمت کرے گا اور ایک روز عمرہ کی (۴) مشترک غلاموں کی خدمت میں باری مقرر کی کہ یہ غلام یہ کی خدمت کرے گا اور یہ عمرہ کی (۵) ایک مکان میں باری مقرر کی کہ ایک ماہ یہ رہے گا اور ایک ماہ کی عمرہ (۶) دو غلاموں کی آمدنی میں باری مقرر کرنا۔ یہ کل صورتیں اتفاقاً اور اختلافاً صحیح ہیں۔

قولہ وفي غلة الخ اور عمرہ نے ایک غلام یا دو غلاموں کی خدمت میں ایک مہینہ یا دو مہینے کے لیے باری مقرر کی ہو یا ایک پھل یا ایک درخت سے پھل میں یا بکری کے دودھ میں باری مقرر کی ہو درست نہیں (۱) اس لئے کہ باری

دونوں میں ہوگی تو آدھی میں کوئی زیادتی ہوگی اس کے خلاف خدمت عبد کے کہ اس میں سب کچھ دائر ہے۔ (۲) میں باہمی رضامندی کے ساتھ کوئی خواہ کچھ یا زائد لے جائز ہے۔ اور اجرت میں کسی ضرورت کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ وہ تقسیم ہوسکتی ہے جس کے نزدیک ربوٰ میں مساوات کا ہونا ضروری ہے جائز ہے (۳) میں بالاتفاق (۴) میں بھی اسی طرح (۵) میں بھی بالاتفاق (۶) میں بالاتفاق اور (۷)، (۸) میں بالاتفاق کیونکہ بھل اور دواب تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ محمد عبدالحق القادری

کتاب المزارعۃ

هي عقدٌ على الزرع بمقطع النماء وبصح بشرط صلاحية الارض للزرع وبيان المدة والحصة شائعا كالنصف والثلث وبيان ما يبذر رب البذر وجسه وحفظ الاعو والتحلية بين الارض والعامل والشركة في الخارج بينهما على ما شرطا والخارج لرب البذر وعلى صاحب الارض لرب البذر اجر مثل ارضه وعلى العامل لصاحب البذر اجر مثل عمله ولا شيء لاحدهما على صاحبه فان فسدت المزارعة فالخارج لرب البذر وعلى صاحب البذر اجر مثل الارض وعلى صاحب الارض اجر مثل عمل صاحبه ولا شيء لاحدهما على صاحبه

تشریح المتن قولہ کتاب المزارعۃ کتاب کے لفظ کو مقدم کرنے میں حوالہ وغیرہ پایا جاتا ہے۔ وہ اشتقاق اور معنی میں والے کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اس لئے کتاب المضاربۃ کے بعد کتاب المزارعۃ کو رکھا ہے۔ مزارعۃ زرع سے مشتق ہے۔ اصل مادہ کی کونپل کو کہتے ہیں۔ بعل عربی میں اس کو زرع کہتے ہیں۔ اصطلاح شرع میں مزارعۃ اس عقد کو کہتے ہیں جو پیدا ہونے والے اناج کی کونپل یعنی پتوں وغیرہ پر منعقد ہوتا ہے۔ مصنف نے یہاں مخابرت کا ذکر نہیں کیا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔ اور نہی مزارعت ہی کو کہتے ہیں بعض علماء کے نزدیک جو بیج زمین والے کی طرف سے ہو اسے مزارعۃ کہتے ہیں اور جو بیج کاشتکار کی طرف سے ہو اسے مخابرہ کہتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کا معاملہ یہود کے ساتھ اسی طریق پر کیا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مزارعت عنایت فرمانی تھی۔ اسی لئے صحابہ اور تابعین کا عمل جاری رہا۔ اور تمام ائمہ اسلام اس کے جواز پر متفق ہیں۔ اس صورت میں جو حدیث میں ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہوجاتا ہے۔

قولہ شروط الصحۃ مصنف کے بیان صحت مزارعت کیلئے دو شرطیں ہیں (۱) زمین کاشت کے قابل ہو۔ شورہ اور بنجر نہ ہو کیونکہ اس سے مزارعت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا (۲) عاقدین (مالک ارض و مزارع) میں اہلیت ہو یعنی بالغ اور عاقل ہوں (۳) مزارعت کی مدت بیان کرنا۔ خواہ متعارف میں معروف ہو مثلاً ایک سال یا دو سال (۴) مدت حصہ کا مقدار ہونا۔ اس لئے کہ اگر حصہ کی مقدار نہ ہو تو ایک کی طرف سے دوسرے کی طرف جھگڑا ہوگا۔ اسی طرح اگر عاقل کی طرف سے بیوقوف پر تھوڑی سی پیداوار پر تھوڑی سی پیداوار کے ساتھ اختلاف ہوگا۔ (۵) حصہ شائع ہونا یعنی ایسا ہو جو جزء کی طرف راجع ہو جیسے نصف ثلث وغیرہ (۶) حصہ کی تعیین ہونا۔ اس کی وجہ صاحب ہدایہ نے یہ بیان کی ہے کہ اس میں جہالت ہے جو نزاع کا سبب ہوگی (۷) بیج کا بیان ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی (۸) بیج کا مالک زمین کی طرف سے ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی (۹) بیج کا جنس معلوم ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی (۱۰) حصہ کا مشاع ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی (۱۱) حصہ کا مشترک ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی (۱۲) بیج کا زمین میں ایک ہی ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی (۱۳) بیج کا ایک ہی ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی (۱۴) بیج کا ایک ہی ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی (۱۵) بیج کا ایک ہی ہونا۔ اس لئے کہ اس میں بھی نزاع ہوگی

فإن كان الأرض والبقر لواحد والبذر والعمل لآخر إن كان البذر لأحدهما والبقر للآخر أو كان البذر من أحدهما والبقر من الآخر والعمل لآخر فالخارج بينهما على قدر البذرين وعلى هذا إذا كان البذر من أحدهما والبقر والعمل من الآخر والأرض من ثالث فالخارج بينهما على قدر البذر والبقر وعلى هذا إذا كان البذر من أحدهما والبقر من الآخر والأرض والعمل من الآخر فالخارج بينهما على قدر البذر والبقر وعلى هذا إذا كان البذر من أحدهما والبقر والعمل من الآخر والأرض من ثالث

كتاب المساقاة

هي مُعَاقَدَةُ دَفْعِ الْأَشْجَارِ إِلَى مَنْ يَعْمَلُ فِيهَا عَلَى أَنَّ الثَّمَرَ بَيْنَهُمَا وَهِيَ كَالْمُزَارَعَةِ وَتَصِحُّ بِ

وہ باہم عقد ہے درخت دینے کا اس کو جو ان کی پرورش کرے اس شرط پر کہ پھل دونوں میں مشترک ہوں گے اور مزارعت کی طرح ہے

وَالشَّجَرِ وَالْكَرْمِ وَالرَّطَابِ وَأُصُولِ الْبَاذِنْجَانِ إِنْ دَفَعَ بَعْلًا فِيهِ لِمُدَّةٍ مُسَاقَاةٌ وَالثَّمَرَةُ لَهُ

گھر میں میوہ دار درخت ہوں اگر دے دیا گھر میں دیکھ بھال کرنے والے کو درخت جس میں پھل ہے مساقات ہوا پھل اس کا

بِالْفَصْلِ صَحَّتْ وَإِنْ أَثْمَرَتْ لَا كَالْمُزَارَعَةِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَلِلْعَامِلِ أَجْرُ مِثْلِهِ

ہونے میں پھل سے تو صحیح ہے اور اگر ان کا ہونا ظاہر ہوا ہو صحیح نہیں جیسے مزارعت اگر مساقات فاسد ہوئی تو عامل کے لئے اس کے کام کے موافق

وَتَبْطُلُ بِالْمَوْتِ وَ تَفْسَخُ بِالْعُذْرِ كَالْمُزَارَعَةِ

مزدوری ملے گی یہ عقد باطل ہو جاتا ہے کسی ایک کے مرنے سے اور فسخ ہو جاتا ہے عذر کی وجہ سے مزارعت کی طرح

بِأَنْ يَكُونَ الْعَامِلُ سَارِقًا أَوْ مَرِيضًا لَا يَقْدِرُ عَلَى الْعَمَلِ

جیسے عامل کا چور ہونا یا ایسا بیمار ہونا کہ کام کرنے پر قادر نہ ہو

تشریح الفقہ: قولہ کتاب المساقاۃ مساقات مزارعت کی بحث کے بعد ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں عمل ہونے کے شرائط عقد میں فرق صرف اتنا ہے کہ مزارعت میں بیج زمین وغیرہ کے ذریعہ کھیتی کی تیاری ہوتی ہے اور مساقات میں درختوں کی اصلاح وغیرہ ہوتی ہے۔ پھر ترتیب کا تقاضا تو یہ تھا کہ مساقاۃ کو مزارعت سے پیشتر ذکر کیا جاتا کیونکہ مساقات بالاتفاق جائز ہے بخلاف مزارعت کے کہ اس کے جواز میں بہت سے فقہاء کا کلام ہے اس وجہ سے مصنف نے مساقات کو مقدم کیا ہے مگر کثرت فروع کی وجہ سے عامل مزارعت کو پہلے ذکر کیا کیونکہ اس کے احکام کی معرفت زیادہ احتیاج سے ہے اس لئے مصنف نے مزارعت کو مقدم کر دیا۔

قولہ هي الخ: یعنی مساقات اور مزارعت میں سے ہر ایک عقد ہے جس کے ذریعہ سے درختوں کی اصلاح کرنا یعنی پانی دینا وغیرہ معلوم ہوا کہ مساقات کے لغوی اور شرعی معنی میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ عامل کو بھی مساقاۃ کہتے ہیں۔ پس مساقات اس کو کہیں گے کہ کوئی شخص اپنے درخت دوسرے کو اس لئے دے دے کہ وہ ان کی اصلاح اور پانی دینے کی وجہ سے پھل کا کچھ حصہ مالک کو دے اور باقی میں خود پھل لگانے والا اور مالک دونوں مشترک ہوں۔

قولہ وهي كالمزارعة الخ: حکم اور اختلاف کے اعتبار سے مساقات مزارعت کی طرح ہے۔ کہ امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں صاحبین کے نزدیک جائز ہے مگر صحت مساقات کی شرطیں کچھ زیادہ ہیں جو مزارعت کی ہیں۔ فرق صرف چار چیزوں میں ہے (۱) اگر متعاقدین میں سے کوئی اس سے پلٹ رہے تو اس کو مساقات پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ بخلاف مزارعت کے کہ اس میں اگر صاحب تخم پلٹ کر تو اس پر جبر نہیں۔ (۲) اگر مساقات کی مدت گزر جائے اور پھل خام ہوں تو مزارع کی طرح عامل بھی پھل پختہ ہونے تک باغ کی نگہبانی کرتا رہے گا۔ لیکن یہاں مزدور کا کام کرنا ضروری ہوگا۔ بخلاف عامل کے عمل کی اہمیت بخلاف مزارعت کے کہ اس میں بہت سی چیزیں واجب ہیں (۳) اگر باغ میں کسی کا استحقاق ثابت ہو جائے تو عامل اپنی اجرت مثل لے گا اور مزارعت کی صورت میں یہ بھی کی قیمت لے گا (۴) مساقات میں مدت کا بیان ہونا شرط نہیں اور مزارعت میں شرط ہے۔

قولہ وتصحیح البیع کھجور اگھور کی بقل رمضہ یعنی کی جڑ میں عقد مساقات صحیح ہے۔ امام شافعی کے قول جدید پر مساقات انگور اور کھجور کے ساتھ خاص ہے کیونکہ خلاف قیاس ہونے کے باوجود جواز مساقات حدیث خیبر کی وجہ سے ہے۔ اور حدیث خیبر میں انہی دو کا تذکرہ ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حدیث "ان النبی ﷺ عامل اھل خیبر بشطر ما یخرج من ثمر او زرع" مطلق ہے لہٰذا اپنے اطلاق پر رہے گی۔

قولہ فان دفع البیع لیک فلم یرفع کھجور کا پودا، ثابت پودا جس میں کوئی پھل لگا ہوا ہے تھوڑے عرصہ کے لیے دینے والے ہر پھل مساقات صحیح ہے۔ اور اگر پھل پک چکے ہوں اور ان کی بہتری ختم ہو چکی ہو تو مساقات صحیح نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عامل اپنے عمل کے بدلہ کا مستحق ہوتا ہے اور جب پھل پک چکا ہو تو اس کے عمل کو کوئی دخل نہیں رہا۔ پس اگر پکنے کے بعد بھی مساقات کا جواز رکھا جائے تو عامل کا بلا عمل مستحق ہونا لازم آئے گا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قولہ وتصحیح البیع عورت کی طرح عقد مساقات بھی عذر کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اجارہ کے معنی میں ہے جو عذر کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا فسخ جیسے عامل کا عاجز ہو جانا یا راضی ہونا پھل کا ضائع ہونا وغیرہ۔

د ۔ مالیہ مراد کسی بے جان چیز کی طرح جانوروں کو لگاتے ہیں۔

كتاب الذبائح

هي جمع ذبيحة وهي اسم لما يذبح وتقييح [illegible]

[illegible]

تشریح اللغۃ قولہ کتاب الذبائح ذبائح جمع ہے ذبیحہ کی اور ذبیحہ بمعنی مذبوح ہے یعنی جس جانور کا گلا کاٹ کر یا زخم لگا کر اس کا خون بہا دیا جائے۔ اس کے بعد میں اس کی پیروی کرتے ہوئے صاحب ہدایہ نے ذبائح کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ذبح کے لغوی معنی کاٹنے کے ہیں۔ اس کی مناسبت سے کتاب الصید کے بعد کتاب الذبائح کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب الصید میں بھی ذبح کا عمل ہوتا ہے اور کتاب الذبائح میں بھی۔ لیکن کتاب الصید کے بعد کتاب الذبائح کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ صید کا حکم عارضی ہے اور ذبح کا حکم اصلی ہے۔ اس لئے اصلی حکم کو پہلے ذکر کیا جانا چاہئے تھا۔ لیکن چونکہ صید کا حکم عارضی ہے اس لئے اس کو پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

قولہ هي جمع ذبيحة الخ ذبیحہ کی جمع ذبائح ہے۔ ذبیحہ کے معنی ہیں ذبح کیا ہوا جانور۔ ذبح کے معنی ہیں گلا کاٹنا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت جانور کا گلا کاٹا جاتا ہے۔ ذبح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ذبح اختیاری اور دوسرا ذبح اضطراری۔ ذبح اختیاری کو نحر بھی کہتے ہیں۔ ذبح اختیاری کا محل حلق کا نیچے والا حصہ ہے۔ ذبح اضطراری کا محل حلق کا اوپر والا حصہ ہے۔

وحل ذبيحة مسلم وكتابي وصبي وامرأة وسكران ومحدث ومتحنب لا مجوسي ووثني ومرتد ومحرم وتارك

[illegible] قولہ [illegible]

تسمية عمدا وحل لو نسي وكره أن يذكر مع اسم الله غيره وإن جهر به فقد أساء

[illegible] قولہ [illegible]

والتسمية على الذبيحة أن يقول بسم الله والله أكبر اللهم منك ولك فتقبل من فلان وإن قال فيها

[illegible] قولہ [illegible]

جس کا ذبیحہ حلال ہے اور جس کا حلال نہیں

تشریح اللغۃ قولہ وحل ذبیحۃ الخ مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے۔ یہ حلال ہونا [illegible] اس مذہب مسلمانوں کا ہے۔ اس کتاب کا جو بھی حصہ ہے یا فقہی تفصیل [illegible] ذبیحہ اس نے ذبح کیا ہو۔ [illegible] الکتاب حتی لکھتے ہیں کہ ذبح کے وقت جانور کا [illegible] ہونا ضروری ہے۔ [illegible] ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک "وان سمع" ضروری ہے۔

قولہ لا مجوسي الخ آتش پرست کا ذبیحہ حلال نہیں کیونکہ روایت میں ہے کہ [illegible] ولا كتابي وثنيه آتش پرست کا ذبیحہ بھی حلال نہیں کیونکہ وہ امت کا حصہ نہیں۔ بیشک وہ تو ذبیحہ بھی حلال نہیں۔ کیونکہ کافر مذبح ہی نہیں ہے۔ الذبح [illegible] کا ذبیحہ بھی حلال ہے بشرطیکہ وہ [illegible] ہو۔ [illegible] حرام ہونا [illegible] بشرطیکہ [illegible]

قولہ وتارک تسمیۃ الخ جو شخص [illegible] ترک کرے۔ اس کا ذبیحہ حلال نہیں اور اگر بھول کر ترک کرے [illegible]

علماء نے اس مسئلہ کے بیس وجوہ میں حلال ہے۔ امام مالک کے بیس وجوہ ہیں جن کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے بعد اس امت کے لئے ایک ایسا شخص بھیجتا ہے جو اس کے دین کو تازہ کرتا ہے۔ اللہ علیہ کل مسلمہ ... حدیث میں ہے کہ مسلمان کا ... حلال ہے ... کہ اب ولا ... کلوا ... ھمالم یذکر ... اللہ علیہ ... قصبی ... حضرت ... ھدی ... بیان کیا ... ہے ... چند ... جواب ... ان ... روایت ... ہے ... ان ... حدیث ... ہے ... ہے ... ہے

تشریح الفقہ قولہ و لقبیہ الخ ثانی الذکر تسمیہ ہی دن کے شروع اور اخیر اوقات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ صرف نام کا اشتراک ہے۔ کافی نے اس حصہ میں بھی ہدایہ کی اتباع کی ہے جبکہ تبیین نے اس کے لئے صحیح اور راجح حصہ مخصوص کرنے کا رجحان ظاہر کیا ہے۔ "الاذان الذکاۃ فی الحلق واللبۃ" ذبح کرتے وقت حلق کاٹ جاتی ہیں وہ چار ہیں جن کا علم ہونا کسی کے نزدیک متعین ہیں کہ شہ رگ کٹ جانے سے خون نکل جاتا ہے۔ اور مقصود حاصل ہو جاتا ہے جلدی ہوگی جاتی ہے۔ امام شافعی کے یہاں صرف حلقوم اور مری کا کاٹ جانا کافی ہے۔ دلیل یہ حدیث ہے الا فی الاوداج بعد اشت اس میں اوداج جمع ہے جس کا اقل درجہ تین ہے یہ بھی تین شمار ہوتا ہے اور تین سے کم میں ذبح کا تحقق نہیں ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک حلقوم کا کاٹنا ذبح کے لئے کافی ہے۔ اور مری کا کاٹنا ضروری نہیں ہے۔ اور ہمارے نزدیک حلقوم کا کاٹنا ذبح کے لئے کافی ہے۔ اور مری کا کاٹنا ضروری نہیں ہے۔ یا یہ حدیث ابن عباس سے بھی ہے کہ ذبح کے لئے کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے۔ اور ایک کو دوسرے کا حکم ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ قطع اوداج کا مقصد حاصل ہونا ہے۔ تو ان میں سے ایک رگ دوسری رگ کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ گلے کا کاٹنا ذبح کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اور حرام اور حلال میں سے رگوں کی تعیین میں لوگوں سے زیادہ حصہ حاصل ہو جاتا ہے لہٰذا یہی کاٹنا ذبح کے قائم مقام ہوتا ہے۔ والمعنی اکثر الشئی یقوم مقام کلہ الا کثر الاسباء و بھذا تبین ان الاظہر قول محمد۔

قولہ ولو عقر الخ مراد یہ ہے کہ اگر جانور گر جائے ہوئے اور اس کے نزدیک ذبح کرنا محال ہے تو ذبح کرنا ساقط ہو گیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں ہے کیونکہ حدیث میں اس کا استثناء موجود ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام کل ما خلا الاوداج الا ما عقر بعیر شارد فانہ منہ۔ ہدایہ میں ہے کہ یہ صحابہ کی تعبیر ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رات کو اس نے ذبح کرتے ہوئے تاریک اہل حضور ﷺ کا ارشاد ہے سرد الدم ما شئت" اور حدیث میں کو تقریر غیر مسنون پر تحمول ہے۔ اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جانور کو تکلیف دینا ہے جیسے گدھوں سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

قولہ وندب الخ ماقبل سے پہلے چھری تیز کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ تو جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ اور چاہئے کہ اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے جانور کو آرام دے۔"

قولہ وکرہ للمضحی الخ ذبح کرنے کی شدید کراہت ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں "نہی النبی علیہ السلام" امام حنیف نے عرب الحدیث سے اس کی تفسیر کی ہے کہ جانور کو اس طرح ذبح کیا جائے کہ چھری گلے تک پہنچ جائے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ حلق کاٹنے میں جو تکلیف اور چیخ کی آواز میں ہوتی ہے وہ واقع ہے۔ ان احادیث سے یہ بھی اس کی تفسیر ہوں کی ہے کہ جانور لٹھنے سے پہلے اس کی روح نکل جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کا مکروہ ہونا اس لئے ہے کہ تعذیب ہے۔

قولہ ولو بتدک الخ ہمارے نزدیک ایسا جانور کھانا مکروہ ہے۔ بچہ نکالنا تو امام صاحب امام زفر اس لئے جائز کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک بچہ ماں کا جزو ہے۔ اور جزو کا ذبح کرنا کل کا ذبح کرنا ہے۔ ہمارے نزدیک بچہ ماں کا جزو نہیں ہے۔ بلکہ ایک مستقل جان ہے۔ اس لئے اس کا ذبح کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ولادت ہو چکی ہو تو پھر ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ" بچہ ماں کا جزو ہے جیسے گوشت اور جلد بھی۔ طریقہ تو یہ ہے کہ دوا سے کے ساتھ متصل ذبح کرے تاکہ اس کی غذا سے بچہ کے ساتھ ساتھ بچہ کا کام بھی ہو جائے۔ اور حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ بچہ کی زندگی متعلق

رہتی ہے۔ چنانچہ چند دن کے مرنے کے بعد بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ یہ مردار اب ہونے میں بھی وہ سفس ہے اسی طرح جس کے لئے ذبیحت فی حاصل نہ ہو۔ مگر وہ بھی ایک خون دار جانور ہے۔ اور ذبح کرنے کا مقصد حرام کو زائل کرنا ہے۔ اور یہ مقصد حاصل کرنے کے بعد حاصل نہیں ہوتا۔ اسی حدیث سے وہ شبہ بھی کھول ہو گیا کہ ذبح کا حکم ہی ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث مثل Ibid اسے معروف اسلوب (دوسرے طریق) پر ہے۔ بعض صورت جب تو تشبیہ ہوتے میں اوں اشکال ہی نہیں۔ مگر معروف ہو تب بھی تشبیہ میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ تشبیہ میں رنج ملنے سے قوی ہوتے۔ قال الشاعر

و عباک عباها و جیدک جیدها ... سوی ان عظم الساق منک دقیق

فصل فیما یحل اکلہ وما لا یحل: لا یؤکل غراب ومخلب من السبع والطیر ومن غراب الزرع لا الابقع

(حل) یہ ہیں جن کا کھانا حلال ہے اور جن کا حلال نہیں سے کھایا جائے گا اور پھر حلال جانوروں اور پرندوں سے اور حلال ہے جس کا کھانا

السبع یاکل الجیف والصبع والفأر والسلحفاة والحشرات والضبع الاهلیة والنمل والنحل والاوزب.

۔ کہ جسکو جو مردار کھاتا ہے اور ہر کہ عمر کچھ رہتے میں رہتے ہے جانور یا تو کھاتے ہیں کچھ گوبر سے اور حلال ہے خرگوش

توضیح اللغة: باب کتب کی دلالت پڑھتے ہوئے عرب الاخلاق پنتا ہر (یعنی جمع جمعہ مرد) جمع بالنصب کو اور نون کو ساقط کرتے ہوئے اخر جمع مذکر عرب خرگوش

تشریح المتن: قولہ لا یؤکل الخ کھانے والے جانوروں سے ہے یعنی یہ جانور حلال نہیں ان کا کھانا حرام ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ہر کچلیوں والے درندے اور ہر پنجے والے پرندے سے منع فرمایا ہے اور خرگوش کا کھانا ہے پاکی نہیں کھانا حلال ہے۔ اور النمل بھی دیگر کو جو مردار کھاتا ہے جس کی گوشت کا رنگ بدبودار ہے بہت سید ہوتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ کیونکہ وہ نجاست خبیثہ کے ساتھ ملتی ہے۔ اور محقق کو اجزاء پاک اور ناپاک دونوں کھاتا ہے امام صاحب کے نزدیک وہ کھا سکتا ہے۔ لیکن امام ابو یوسف سے اس کی کراہت مروی ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا ناپاک ہوتی ہے۔

فائدہ: محقق بروزن فاعل (سیاہ سفید) پرندہ ہے جس کی آنکھ میں اور ناف معلوم ہوتا ہے۔ (قاموس) بعض شراح کی تحقیق کہتے ہیں علامہ طحاوی نے شیخ ابی بکر سے نقل کیا ہے کہ محقق ہدہد کی طرح کبوتر کی مانند ایک پرندہ ہے جس کی منقار سفید ہوتی ہے یہ قسم غرب سے ہے اور اس سے بدشگونی لیتے ہیں۔ (فتح) امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں نے امام صاحب سے محقق کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں میں نے کہا وہ تو نجاست کھاتا ہے فرمایا کہ وہ نجاست کو دوسری چیز کے ساتھ ملا کر کھاتا ہے

---

۱ حاشیہ ... ۲ ... ۳ ... ۴ ... ۵ ... ۶ ... ۷ ... ۸ ... ۹ ... ۱۰ ... ۱۱ ... ۱۲ ... ۱۳ ... ۱۴ ... ۱۵ ... ۱۶ ... ۱۷ ... ۱۸ ... ۱۹ ... ۲۰ ... ۲۱ ... ۲۲ ... ۲۳ ... ۲۴ ... ۲۵ ... ۲۶ ... ۲۷ ... ۲۸ ... ۲۹ ... ۳۰ ... ۳۱ ... ۳۲ ... ۳۳ ... ۳۴ ... ۳۵ ... ۳۶ ... ۳۷ ... ۳۸ ... ۳۹ ... ۴۰ ... ۴۱ ... ۴۲ ... ۴۳ ... ۴۴ ... ۴۵ ... ۴۶ ... ۴۷ ... ۴۸ ... ۴۹ ... ۵۰ ... ۵۱ ... ۵۲ ... ۵۳ ... ۵۴ ... ۵۵ ... ۵۶ ... ۵۷ ... ۵۸ ... ۵۹ ... ۶۰ ... ۶۱ ... ۶۲ ... ۶۳ ... ۶۴ ... ۶۵ ... ۶۶ ... ۶۷ ... ۶۸ ... ۶۹ ... ۷۰ ... ۷۱ ... ۷۲ ... ۷۳ ... ۷۴ ... ۷۵ ... ۷۶ ... ۷۷ ... ۷۸ ... ۷۹ ... ۸۰ ... ۸۱ ... ۸۲ ... ۸۳ ... ۸۴ ... ۸۵ ... ۸۶ ... ۸۷ ... ۸۸ ... ۸۹ ... ۹۰ ... ۹۱ ... ۹۲ ... ۹۳ ... ۹۴ ... ۹۵ ... ۹۶ ... ۹۷ ... ۹۸ ... ۹۹ ... ۱۰۰ ... ۱۰۱ ... ۱۰۲ ... ۱۰۳ ... ۱۰۴ ... ۱۰۵ ... ۱۰۶ ... ۱۰۷ ... ۱۰۸ ... ۱۰۹ ... ۱۱۰ ... ۱۱۱ ... ۱۱۲ ... ۱۱۳ ... ۱۱۴ ... ۱۱۵ ... ۱۱۶ ... ۱۱۷ ... ۱۱۸ ... ۱۱۹ ... ۱۲۰ ... ۱۲۱ ... ۱۲۲ ... ۱۲۳ ... ۱۲۴ ... ۱۲۵ ... ۱۲۶ ... ۱۲۷ ... ۱۲۸ ... ۱۲۹ ... ۱۳۰ ... ۱۳۱ ... ۱۳۲ ... ۱۳۳ ... ۱۳۴ ... ۱۳۵ ... ۱۳۶ ... ۱۳۷ ... ۱۳۸ ... ۱۳۹ ... ۱۴۰ ... ۱۴۱ ... ۱۴۲ ... ۱۴۳ ... ۱۴۴ ... ۱۴۵ ... ۱۴۶ ... ۱۴۷ ... ۱۴۸ ... ۱۴۹ ... ۱۵۰ ... ۱۵۱ ... ۱۵۲ ... ۱۵۳ ... ۱۵۴ ... ۱۵۵ ... ۱۵۶ ... ۱۵۷ ... ۱۵۸ ... ۱۵۹ ... ۱۶۰ ... ۱۶۱ ... ۱۶۲ ... ۱۶۳ ... ۱۶۴ ... ۱۶۵ ... ۱۶۶ ... ۱۶۷ ... ۱۶۸ ... ۱۶۹ ... ۱۷۰ ... ۱۷۱ ... ۱۷۲ ... ۱۷۳ ... ۱۷۴ ... ۱۷۵ ... ۱۷۶ ... ۱۷۷ ... ۱۷۸ ... ۱۷۹ ... ۱۸۰ ... ۱۸۱ ... ۱۸۲ ... ۱۸۳ ... ۱۸۴ ... ۱۸۵ ... ۱۸۶ ... ۱۸۷ ... ۱۸۸ ... ۱۸۹ ... ۱۹۰ ... ۱۹۱ ... ۱۹۲ ... ۱۹۳ ... ۱۹۴ ... ۱۹۵ ... ۱۹۶ ... ۱۹۷ ... ۱۹۸ ... ۱۹۹ ... ۲۰۰ ... ۲۰۱ ... ۲۰۲ ... ۲۰۳ ... ۲۰۴ ... ۲۰۵ ... ۲۰۶ ... ۲۰۷ ... ۲۰۸ ... ۲۰۹ ... ۲۱۰ ... ۲۱۱ ... ۲۱۲ ... ۲۱۳ ... ۲۱۴ ... ۲۱۵ ... ۲۱۶ ... ۲۱۷ ... ۲۱۸ ... ۲۱۹ ... ۲۲۰ ... ۲۲۱ ... ۲۲۲ ... ۲۲۳ ... ۲۲۴ ... ۲۲۵ ... ۲۲۶ ... ۲۲۷ ... ۲۲۸ ... ۲۲۹ ... ۲۳۰ ... ۲۳۱ ... ۲۳۲ ... ۲۳۳ ... ۲۳۴ ... ۲۳۵ ... ۲۳۶ ... ۲۳۷ ... ۲۳۸ ... ۲۳۹ ... ۲۴۰ ... ۲۴۱ ... ۲۴۲ ... ۲۴۳ ... ۲۴۴ ... ۲۴۵ ... ۲۴۶ ... ۲۴۷ ... ۲۴۸ ... ۲۴۹ ... ۲۵۰ ... ۲۵۱ ... ۲۵۲ ... ۲۵۳ ... ۲۵۴ ... ۲۵۵ ... ۲۵۶ ... ۲۵۷ ... ۲۵۸ ... ۲۵۹ ... ۲۶۰ ... ۲۶۱ ... ۲۶۲ ... ۲۶۳ ... ۲۶۴ ... ۲۶۵ ... ۲۶۶ ... ۲۶۷ ... ۲۶۸ ... ۲۶۹ ... ۲۷۰ ... ۲۷۱ ... ۲۷۲ ... ۲۷۳ ... ۲۷۴ ... ۲۷۵ ... ۲۷۶ ... ۲۷۷ ... ۲۷۸ ... ۲۷۹ ... ۲۸۰ ... ۲۸۱ ... ۲۸۲ ... ۲۸۳ ... ۲۸۴ ... ۲۸۵ ... ۲۸۶ ... ۲۸۷ ... ۲۸۸ ... ۲۸۹ ... ۲۹۰ ... ۲۹۱ ... ۲۹۲ ... ۲۹۳ ... ۲۹۴ ... ۲۹۵ ... ۲۹۶ ... ۲۹۷ ... ۲۹۸ ... ۲۹۹ ... ۳۰۰ ... ۳۰۱ ... ۳۰۲ ... ۳۰۳ ... ۳۰۴ ... ۳۰۵ ... ۳۰۶ ... ۳۰۷ ... ۳۰۸ ... ۳۰۹ ... ۳۱۰ ... ۳۱۱ ... ۳۱۲ ... ۳۱۳ ... ۳۱۴ ... ۳۱۵ ... ۳۱۶ ... ۳۱۷ ... ۳۱۸ ... ۳۱۹ ... ۳۲۰ ... ۳۲۱ ... ۳۲۲ ... ۳۲۳ ... ۳۲۴ ... ۳۲۵ ... ۳۲۶ ... ۳۲۷ ... ۳۲۸ ... ۳۲۹ ... ۳۳۰ ... ۳۳۱ ... ۳۳۲ ... ۳۳۳ ... ۳۳۴ ... ۳۳۵ ... ۳۳۶ ... ۳۳۷ ... ۳۳۸ ... ۳۳۹ ... ۳۴۰ ... ۳۴۱ ... ۳۴۲ ... ۳۴۳ ... ۳۴۴ ... ۳۴۵ ... ۳۴۶ ... ۳۴۷ ... ۳۴۸ ... ۳۴۹ ... ۳۵۰ ... ۳۵۱ ... ۳۵۲ ... ۳۵۳ ... ۳۵۴ ... ۳۵۵ ... ۳۵۶ ... ۳۵۷ ... ۳۵۸ ... ۳۵۹ ... ۳۶۰ ... ۳۶۱ ... ۳۶۲ ... ۳۶۳ ... ۳۶۴ ... ۳۶۵ ... ۳۶۶ ... ۳۶۷ ... ۳۶۸ ... ۳۶۹ ... ۳۷۰ ... ۳۷۱ ... ۳۷۲ ... ۳۷۳ ... ۳۷۴ ... ۳۷۵ ... ۳۷۶ ... ۳۷۷ ... ۳۷۸ ... ۳۷۹ ... ۳۸۰ ... ۳۸۱ ... ۳۸۲ ... ۳۸۳ ... ۳۸۴ ... ۳۸۵ ... ۳۸۶ ... ۳۸۷ ... ۳۸۸ ... ۳۸۹ ... ۳۹۰ ... ۳۹۱ ... ۳۹۲ ... ۳۹۳ ... ۳۹۴ ... ۳۹۵ ... ۳۹۶ ... ۳۹۷ ... ۳۹۸ ... ۳۹۹ ... ۴۰۰ ... ۴۰۱ ... ۴۰۲ ... ۴۰۳ ... ۴۰۴ ... ۴۰۵ ... ۴۰۶ ... ۴۰۷ ... ۴۰۸ ... ۴۰۹ ... ۴۱۰ ... ۴۱۱ ... ۴۱۲ ... ۴۱۳ ... ۴۱۴ ... ۴۱۵ ... ۴۱۶ ... ۴۱۷ ... ۴۱۸ ... ۴۱۹ ... ۴۲۰ ... ۴۲۱ ... ۴۲۲ ... ۴۲۳ ... ۴۲۴ ... ۴۲۵ ... ۴۲۶ ... ۴۲۷ ... ۴۲۸ ... ۴۲۹ ... ۴۳۰ ... ۴۳۱ ... ۴۳۲ ... ۴۳۳ ... ۴۳۴ ... ۴۳۵ ... ۴۳۶ ... ۴۳۷ ... ۴۳۸ ... ۴۳۹ ... ۴۴۰ ... ۴۴۱ ... ۴۴۲ ... ۴۴۳ ... ۴۴۴ ... ۴۴۵ ... ۴۴۶ ... ۴۴۷ ... ۴۴۸ ... ۴۴۹ ... ۴۵۰ ... ۴۵۱ ... ۴۵۲ ... ۴۵۳ ... ۴۵۴ ... ۴۵۵ ... ۴۵۶ ... ۴۵۷ ... ۴۵۸ ... ۴۵۹ ... ۴۶۰ ... ۴۶۱ ... ۴۶۲ ... ۴۶۳ ... ۴۶۴ ... ۴۶۵ ... ۴۶۶ ... ۴۶۷ ... ۴۶۸ ... ۴۶۹ ... ۴۷۰ ... ۴۷۱ ... ۴۷۲ ... ۴۷۳ ... ۴۷۴ ... ۴۷۵ ... ۴۷۶ ... ۴۷۷ ... ۴۷۸ ... ۴۷۹ ... ۴۸۰ ... ۴۸۱ ... ۴۸۲ ... ۴۸۳ ... ۴۸۴ ... ۴۸۵ ... ۴۸۶ ... ۴۸۷ ... ۴۸۸ ... ۴۸۹ ... ۴۹۰ ... ۴۹۱ ... ۴۹۲ ... ۴۹۳ ... ۴۹۴ ... ۴۹۵ ... ۴۹۶ ... ۴۹۷ ... ۴۹۸ ... ۴۹۹ ... ۵۰۰ ... ۵۰۱ ... ۵۰۲ ... ۵۰۳ ... ۵۰۴ ... ۵۰۵ ... ۵۰۶ ... ۵۰۷ ... ۵۰۸ ... ۵۰۹ ... ۵۱۰ ... ۵۱۱ ... ۵۱۲ ... ۵۱۳ ... ۵۱۴ ... ۵۱۵ ... ۵۱۶ ... ۵۱۷ ... ۵۱۸ ... ۵۱۹ ... ۵۲۰ ... ۵۲۱ ... ۵۲۲ ... ۵۲۳ ... ۵۲۴ ... ۵۲۵ ... ۵۲۶ ... ۵۲۷ ... ۵۲۸ ... ۵۲۹ ... ۵۳۰ ... ۵۳۱ ... ۵۳۲ ... ۵۳۳ ... ۵۳۴ ... ۵۳۵ ... ۵۳۶ ... ۵۳۷ ... ۵۳۸ ... ۵۳۹ ... ۵۴۰ ... ۵۴۱ ... ۵۴۲ ... ۵۴۳ ... ۵۴۴ ... ۵۴۵ ... ۵۴۶ ... ۵۴۷ ... ۵۴۸ ... ۵۴۹ ... ۵۵۰ ... ۵۵۱ ... ۵۵۲ ... ۵۵۳ ... ۵۵۴ ... ۵۵۵ ... ۵۵۶ ... ۵۵۷ ... ۵۵۸ ... ۵۵۹ ... ۵۶۰ ... ۵۶۱ ... ۵۶۲ ... ۵۶۳ ... ۵۶۴ ... ۵۶۵ ... ۵۶۶ ... ۵۶۷ ... ۵۶۸ ... ۵۶۹ ... ۵۷۰ ... ۵۷۱ ... ۵۷۲ ... ۵۷۳ ... ۵۷۴ ... ۵۷۵ ... ۵۷۶ ... ۵۷۷ ... ۵۷۸ ... ۵۷۹ ... ۵۸۰ ... ۵۸۱ ... ۵۸۲ ... ۵۸۳ ... ۵۸۴ ... ۵۸۵ ... ۵۸۶ ... ۵۸۷ ... ۵۸۸ ... ۵۸۹ ... ۵۹۰ ... ۵۹۱ ... ۵۹۲ ... ۵۹۳ ... ۵۹۴ ... ۵۹۵ ... ۵۹۶ ... ۵۹۷ ... ۵۹۸ ... ۵۹۹ ... ۶۰۰ ... ۶۰۱ ... ۶۰۲ ... ۶۰۳ ... ۶۰۴ ... ۶۰۵ ... ۶۰۶ ... ۶۰۷ ... ۶۰۸ ... ۶۰۹ ... ۶۱۰ ... ۶۱۱ ... ۶۱۲ ... ۶۱۳ ... ۶۱۴ ... ۶۱۵ ... ۶۱۶ ... ۶۱۷ ... ۶۱۸ ... ۶۱۹ ... ۶۲۰ ... ۶۲۱ ... ۶۲۲ ... ۶۲۳ ... ۶۲۴ ... ۶۲۵ ... ۶۲۶ ... ۶۲۷ ... ۶۲۸ ... ۶۲۹ ... ۶۳۰ ... ۶۳۱ ... ۶۳۲ ... ۶۳۳ ... ۶۳۴ ... ۶۳۵ ... ۶۳۶ ... ۶۳۷ ... ۶۳۸ ... ۶۳۹ ... ۶۴۰ ... ۶۴۱ ... ۶۴۲ ... ۶۴۳ ... ۶۴۴ ... ۶۴۵ ... ۶۴۶ ... ۶۴۷ ... ۶۴۸ ... ۶۴۹ ... ۶۵۰ ... ۶۵۱ ... ۶۵۲ ... ۶۵۳ ... ۶۵۴ ... ۶۵۵ ... ۶۵۶ ... ۶۵۷ ... ۶۵۸ ... ۶۵۹ ... ۶۶۰ ... ۶۶۱ ... ۶۶۲ ... ۶۶۳ ... ۶۶۴ ... ۶۶۵ ... ۶۶۶ ... ۶۶۷ ... ۶۶۸ ... ۶۶۹ ... ۶۷۰ ... ۶۷۱ ... ۶۷۲ ... ۶۷۳ ... ۶۷۴ ... ۶۷۵ ... ۶۷۶ ... ۶۷۷ ... ۶۷۸ ... ۶۷۹ ... ۶۸۰ ... ۶۸۱ ... ۶۸۲ ... ۶۸۳ ... ۶۸۴ ... ۶۸۵ ... ۶۸۶ ... ۶۸۷ ... ۶۸۸ ... ۶۸۹ ... ۶۹۰ ... ۶۹۱ ... ۶۹۲ ... ۶۹۳ ... ۶۹۴ ... ۶۹۵ ... ۶۹۶ ... ۶۹۷ ... ۶۹۸ ... ۶۹۹ ... ۷۰۰ ... ۷۰۱ ... ۷۰۲ ... ۷۰۳ ... ۷۰۴ ... ۷۰۵ ... ۷۰۶ ... ۷۰۷ ... ۷۰۸ ... ۷۰۹ ... ۷۱۰ ... ۷۱۱ ... ۷۱۲ ... ۷۱۳ ... ۷۱۴ ... ۷۱۵ ... ۷۱۶ ... ۷۱۷ ... ۷۱۸ ... ۷۱۹ ... ۷۲۰ ... ۷۲۱ ... ۷۲۲ ... ۷۲۳ ... ۷۲۴ ... ۷۲۵ ... ۷۲۶ ... ۷۲۷ ... ۷۲۸ ... ۷۲۹ ... ۷۳۰ ... ۷۳۱ ... ۷۳۲ ... ۷۳۳ ... ۷۳۴ ... ۷۳۵ ... ۷۳۶ ... ۷۳۷ ... ۷۳۸ ... ۷۳۹ ... ۷۴۰ ... ۷۴۱ ... ۷۴۲ ... ۷۴۳ ... ۷۴۴ ... ۷۴۵ ... ۷۴۶ ... ۷۴۷ ... ۷۴۸ ... ۷۴۹ ... ۷۵۰ ... ۷۵۱ ... ۷۵۲ ... ۷۵۳ ... ۷۵۴ ... ۷۵۵ ... ۷۵۶ ... ۷۵۷ ... ۷۵۸ ... ۷۵۹ ... ۷۶۰ ... ۷۶۱ ... ۷۶۲ ... ۷۶۳ ... ۷۶۴ ... ۷۶۵ ... ۷۶۶ ... ۷۶۷ ... ۷۶۸ ... ۷۶۹ ... ۷۷۰ ... ۷۷۱ ... ۷۷۲ ... ۷۷۳ ... ۷۷۴ ... ۷۷۵ ... ۷۷۶ ... ۷۷۷ ... ۷۷۸ ... ۷۷۹ ... ۷۸۰ ... ۷۸۱ ... ۷۸۲ ... ۷۸۳ ... ۷۸۴ ... ۷۸۵ ... ۷۸۶ ... ۷۸۷ ... ۷۸۸ ... ۷۸۹ ... ۷۹۰ ... ۷۹۱ ... ۷۹۲ ... ۷۹۳ ... ۷۹۴ ... ۷۹۵ ... ۷۹۶ ... ۷۹۷ ... ۷۹۸ ... ۷۹۹ ... ۸۰۰ ... ۸۰۱ ... ۸۰۲ ... ۸۰۳ ... ۸۰۴ ... ۸۰۵ ... ۸۰۶ ... ۸۰۷ ... ۸۰۸ ... ۸۰۹ ... ۸۱۰ ... ۸۱۱ ... ۸۱۲ ... ۸۱۳ ... ۸۱۴ ... ۸۱۵ ... ۸۱۶ ... ۸۱۷ ... ۸۱۸ ... ۸۱۹ ... ۸۲۰ ... ۸۲۱ ... ۸۲۲ ... ۸۲۳ ... ۸۲۴ ... ۸۲۵ ... ۸۲۶ ... ۸۲۷ ... ۸۲۸ ... ۸۲۹ ... ۸۳۰ ... ۸۳۱ ... ۸۳۲ ... ۸۳۳ ... ۸۳۴ ... ۸۳۵ ... ۸۳۶ ... ۸۳۷ ... ۸۳۸ ... ۸۳۹ ... ۸۴۰ ... ۸۴۱ ... ۸۴۲ ... ۸۴۳ ... ۸۴۴ ... ۸۴۵ ... ۸۴۶ ... ۸۴۷ ... ۸۴۸ ... ۸۴۹ ... ۸۵۰ ... ۸۵۱ ... ۸۵۲ ... ۸۵۳ ... ۸۵۴ ... ۸۵۵ ... ۸۵۶ ... ۸۵۷ ... ۸۵۸ ... ۸۵۹ ... ۸۶۰ ... ۸۶۱ ... ۸۶۲ ... ۸۶۳ ... ۸۶۴ ... ۸۶۵ ... ۸۶۶ ... ۸۶۷ ... ۸۶۸ ... ۸۶۹ ... ۸۷۰ ... ۸۷۱ ... ۸۷۲ ... ۸۷۳ ... ۸۷۴ ... ۸۷۵ ... ۸۷۶ ... ۸۷۷ ... ۸۷۸ ... ۸۷۹ ... ۸۸۰ ... ۸۸۱ ... ۸۸۲ ... ۸۸۳ ... ۸۸۴ ... ۸۸۵ ... ۸۸۶ ... ۸۸۷ ... ۸۸۸ ... ۸۸۹ ... ۸۹۰ ... ۸۹۱ ... ۸۹۲ ... ۸۹۳ ... ۸۹۴ ... ۸۹۵ ... ۸۹۶ ... ۸۹۷ ... ۸۹۸ ... ۸۹۹ ... ۹۰۰ ... ۹۰۱ ... ۹۰۲ ... ۹۰۳ ... ۹۰۴ ... ۹۰۵ ... ۹۰۶ ... ۹۰۷ ... ۹۰۸ ... ۹۰۹ ... ۹۱۰ ... ۹۱۱ ... ۹۱۲ ... ۹۱۳ ... ۹۱۴ ... ۹۱۵ ... ۹۱۶ ... ۹۱۷ ... ۹۱۸ ... ۹۱۹ ... ۹۲۰ ... ۹۲۱ ... ۹۲۲ ... ۹۲۳ ... ۹۲۴ ... ۹۲۵ ... ۹۲۶ ... ۹۲۷ ... ۹۲۸ ... ۹۲۹ ... ۹۳۰ ... ۹۳۱ ... ۹۳۲ ... ۹۳۳ ... ۹۳۴ ... ۹۳۵ ... ۹۳۶ ... ۹۳۷ ... ۹۳۸ ... ۹۳۹ ... ۹۴۰ ... ۹۴۱ ... ۹۴۲ ... ۹۴۳ ... ۹۴۴ ... ۹۴۵ ... ۹۴۶ ... ۹۴۷ ... ۹۴۸ ... ۹۴۹ ... ۹۵۰ ... ۹۵۱ ... ۹۵۲ ... ۹۵۳ ... ۹۵۴ ... ۹۵۵ ... ۹۵۶ ... ۹۵۷ ... ۹۵۸ ... ۹۵۹ ... ۹۶۰ ... ۹۶۱ ... ۹۶۲ ... ۹۶۳ ... ۹۶۴ ... ۹۶۵ ... ۹۶۶ ... ۹۶۷ ... ۹۶۸ ... ۹۶۹ ... ۹۷۰ ... ۹۷۱ ... ۹۷۲ ... ۹۷۳ ... ۹۷۴ ... ۹۷۵ ... ۹۷۶ ... ۹۷۷ ... ۹۷۸ ... ۹۷۹ ... ۹۸۰ ... ۹۸۱ ... ۹۸۲ ... ۹۸۳ ... ۹۸۴ ... ۹۸۵ ... ۹۸۶ ... ۹۸۷ ... ۹۸۸ ... ۹۸۹ ... ۹۹۰ ... ۹۹۱ ... ۹۹۲ ... ۹۹۳ ... ۹۹۴ ... ۹۹۵ ... ۹۹۶ ... ۹۹۷ ... ۹۹۸ ... ۹۹۹ ... ۱۰۰۰ ...

قولہ والصبح طلع ہے مراد یہ ہے کہ صبح صادق ہو جائے۔ یہی مذہب امام شافعی کا قول ہے اور حنفیہ کے یہاں طلوع ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام جن میں ابن عباس بھی ہیں آپ سے مسئلہ دریافت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ﷺ سے کیا سنا ہے۔ آپ نے ان کے متعلق آنحضرت ﷺ سے کیا سنا ہے۔ کیا میں نے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا کہ فلاں فلاں کو کہہ دو کہ وہ ایسا نہ کریں۔ جس طرح یہ حدیث جس میں عورتوں کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ صحیح ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اس کے متعلق بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن عدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو منبر سے خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے ایک حدیث بعض بزرگوں سے سنی تھی جو کہ میں نے تم سے نہیں سنی۔ میں نے ان بزرگوں سے خود آنحضرت ﷺ سے سنا ہے۔ وہ مجھ کو یہ بات کہتے ہوئے سنا۔ فرمایا میں نے سمعت اللہ ورسولہ یعنی رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہوئے سنا کہ کل ذی مخلبۃ من السباع فاکلہ حرام۔ یعنی ہر ایک درندہ جانور جو کہ پھاڑ کھانے والا ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ امام شافعی کا مذہب اس حدیث کے موافق ہے۔ اور حنفیہ نے بھی اس حدیث کی سند سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں اکل کا لفظ نہ کہ بیع کا ہے۔

قولہ والضب لیع ہمارے یہاں گوہ کی حلال نہیں ہے۔ امام شافعی کے یہاں حلال ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھانے میں بھنی ہوئی گوہ کھائی۔ حاضرین میں سے کسی نے آپ کی طرف دیکھا۔ تو جو کچھ آپ ایک عورت نے دوسری عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم نے جو کچھ پیش کیا ہے اس سے آنحضرت ﷺ نہ کھائیں گے۔ اس کے ساتھ کھانا نہ کھائیں گے۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ آپ نے گوہ کھائی ہے۔ فرمایا میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا ہے۔ فرمایا نہیں۔ لیکن یہ چیز ہمارے ملک کے یہاں نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ کھانا نہ کھائیں گے۔ حضرت خالد کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا گوہ حرام ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لیکن یہ چیز ہمارے ملک میں نہیں ہوتی۔ اس لئے میں اس کو کھانا پسند نہیں کرتا۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے دسترخوان پر گوہ پیش کی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ اور فرمایا کہ یہ چیز ہمارے ملک میں نہیں ہوتی۔ اس لئے میں اس کو کھانا پسند نہیں کرتا۔ حضرت خالد کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا گوہ حرام ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لیکن یہ چیز ہمارے ملک میں نہیں ہوتی۔ اس لئے میں اس کو کھانا پسند نہیں کرتا۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے دسترخوان پر گوہ پیش کی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ اور فرمایا کہ

قولہ والحمل الخ امام صاحب کے یہاں گھوڑے کا گوشت مکروہ تحریمی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ امام مالک فرماتے ہیں صاحبین کرام شافعی اور امام احمد کے نزدیک حلال ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے خیبر کے پالتو گدھوں سے منع فرمایا اور گھوڑوں کی اجازت دی امام صاحب کا استدلال حضرت خالد کی حدیث سے ہے جو اوپر گزر چکی۔

تنقیح امام صاحب کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ تحریمی ہے۔ جس کو صاحب ہدایہ وغیرہ نے اصح کہا ہے لیکن صاحب درر نے بقول فخر الاسلام وغیرہ تعین کراہت تنزیہ کو اصح کہا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ بھی اسے ترجیح دیتے ہیں اور صورت کراہت تنزیہ یہ ہے کہ صاحبین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک گوشت کے قائل ہیں کہ ان کے یہاں بھی مکروہ تنزیہ ہی ہے۔ اور کفایہ النہایہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی سوچ سے نہیں بلکہ پہلی امت سے حلت کی طرف رجوع کر لیا تھا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ کذا فی العمادیۃ

وذبح الاہلیۃ یطہرہ لحمہ وجلدہ الا الادمی والخنزیر ولا یؤکل مایؤکل السمک

اور ذبح کرنا پالتو جانور کا پاک کر دیتا ہے اس کے گوشت اور چمڑے کو سوائے آدمی اور خنزیر کے اور کھایا جائے وہ جانور جو کھایا جاتا ہے مچھلی کے

غیر طافی وحل بلا ذکوٰۃ کالجراد ولو ذبح شاۃ وتحرکت او خرج اللبن حل ولا

جو مرا ہوا پانی پر اور حلال ہے بغیر ذبح کرنے کے ٹڈی کی طرح اگر ذبح کی بکری کو اس نے حرکت کی یا دودھ نکلا تو حلال ہے وہ بکری

ان لم یفر حیوانہ وان علم حل وان لم یتحرک ولم یخرج الدم

اگر نہ معلوم ہو اس کی زندگی اور اگر معلوم ہو تو حلال ہے گو حرکت نہ کرے اور نہ خون نکلے

توضیح الفاظ ہدایہ طافی مرا ہوا مچھلی جو پانی کی سطح پر آ جائے نجراندی۔

تشریح الفاظ قولہ وذبح الخ جانور چیرنا کل الحم میں ان کو ذبح کر لینے سے ان کا گوشت اور چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر غلاظت چربی وغیرہ یا قابل سیال چیزوں میں رہا ہے تو وہ چیز پاک نہ ہوگی امام شافعی کے یہاں ذبح کرنے سے گوشت اور چمڑا پاک نہیں ہوتا۔ اور فرماتے ہیں کہ ذبح کا اثر صرف گوشت میں حل ہے اور طہارت لحم طہارت جلد میں تابع ہے اور جلد اصل کے بغیر نہیں ہوتا۔ لہٰذا جب ذبح کرنے سے ان کے گوشت میں طہارت ثابت نہیں ہوتی تو گوشت اور چمڑے کی طہارت بھی ثابت نہ ہوگی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح دباغت دینے سے رطوبت نجسہ رگوں اور جلد میں ہوا کی طرح ذبح کرنے سے بھی رگوں اور جلد میں۔ لہٰذا دباغت کی طرح ذبح کرنے سے بھی چمڑے پاک ہو جائیں گے

قولہ ولا یؤکل ماکل الخ جانور جن کا کھانا حلال ہے وہ سب حرام ہیں سوائے مچھلی کے کہ وہ حلال ہے۔ امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک دریائی جانور بھی الا طافی حلال ہیں۔ امام شافعی سے بھی اطلاق ہی مروی ہے۔ بعض حضرات نے دریائی خنزیر کو اور انسان کو استثنا کیا ہے۔ امام مالک اور امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ آیت "احل لکم صید البحر" اور حدیث "ھو الطھور ماءہ والحل میتتہ" مطلق ہے جس میں کسی مخصوص جانور کی تعیین نہیں۔ احناف کی دلیل یہ آیت ہے "ویحرم علیھم الخبائث" مچھلی کے علاوہ تمام جانوروں کو طرح طرح سے مکروہ جانتی ہیں اور ان سے نفرت کرتی ہیں نیز حدیث سے دریائی جانوروں کی حرمت حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی کی حدیث میں ہے کہ ایک طبیب نے دوا میں ڈالنے کے لئے مینڈک کے متعلق آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے مینڈک مارنے سے منع فرمایا "قال الطحاوی فی حدیثہ فہ دلیل علی تحریم اکل الضفدع" راوی کا یہ کہنا کہ اس حدیث سے استدلال کر کے پوری مچھلی حرام ہوں۔

قولہ علیہ السلام ہو الطہور ماؤہ الحدیث: اس سے معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی ناپاک ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پانی کی دو قسمیں ہیں ایک طہور دوسرا نجس۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی حلال ہے۔ اس لئے کہ اگر حرام ہوتی تو اس کا پانی نجس ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔

(فائدہ اولیٰ) "مرکی ہوئی مچھلی" سے مچھلی کا مرا ہوا پانی مچھلی پانی کے گرنے سے مرنے والی مچھلی کا پانی مراد ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی حلال ہے۔ اس لئے کہ اگر حرام ہوتی تو اس کا پانی نجس ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔

(فائدہ ثانیہ) حدیث میں مذکور "حوت" جو کہ حلال کی طرح حرام اور ناپاک قسم کی مچھلی ہوتی ہے جس کو عرف میں سمندر کی مچھلی کہتے ہیں اور وہ بھی مرجانے کے بعد پانی کو نجس کر دیتی ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی حلال ہے۔ اس لئے کہ اگر حرام ہوتی تو اس کا پانی نجس ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔

(فائدہ ثالثہ) مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی حلال ہے۔ اس لئے کہ اگر حرام ہوتی تو اس کا پانی نجس ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔

(تنبیہ) مچھلی کے مرا ہوا پانی کے نجس ہونے کا حکم اس مچھلی کے ساتھ خاص ہے جو کہ حلال ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے حلال جانور کے مرا ہوا پانی کے نجس ہونے کا حکم اس مچھلی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔

(فائدہ رابعہ) "مرکی ہوئی مچھلی" سے مچھلی کا مرا ہوا پانی مراد ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی حلال ہے۔ اس لئے کہ اگر حرام ہوتی تو اس کا پانی نجس ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مچھلی کا مرا ہوا پانی نجس ہے۔ اس لئے کہ اگر پاک ہوتا تو اس کا پانی طہور ہوتا۔

كتاب الاضحية

وجب	على	حُرّ	مسلم	مقيم	موسر	عن	نفسه	لا
واجب ہے	آزاد	مسلمان	مقیم	مالدار	پر	طرف	سے	نہیں
شاة	او	سبع	بدنة	فجر	يوم	النحر	الى	آخر
ایک	بکری	یا	گائے کا	ساتواں	حصہ	فجر	کی	نماز

تشریح کلمات: قولہ کتاب الخ: کتاب کا لفظ کتب سے ماخوذ ہے جس کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں کتاب اس مجموعہ کا نام ہے جو متعدد فصلوں پر مشتمل ہو۔ اضحیہ خاص اور اضحاۃ عام ہے۔ اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ایام نحر میں ذبح کیا جائے۔ اضحاۃ کی جمع ہے۔ اضحیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ جانور ضحوہ کبریٰ کے وقت ذبح کیا جاتا ہے۔ ضحوہ کبریٰ کہتے ہیں سورج کے بلند ہونے کے وقت کو۔ اضحیہ کی جمع اضاحی آتی ہے۔ اضحیہ لغت میں بکری کو کہتے ہیں۔ خواہ نر ہو یا مادہ۔ اور اصطلاح شرع میں اضحیہ اس مخصوص جانور کو کہتے ہیں جو نیت قربت سے ایک خاص وقت میں ذبح کیا جائے۔ جس کی تفصیل سے مراد گائے، بیل، بھیڑ، بکری، اونٹ ہے۔ اور وقت خاص سے مراد ایام نحر ہیں۔

قولہ واجب الخ: یوم اضحیہ کی تعیین میں حضرت حسن بن زیاد اور ایک روایت میں امام ابو یوسف کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ دوسری روایت میں سنت مؤکدہ ہے۔ امام مالک کے نزدیک سنت ہونا صحیح تر قول ہے۔ یہی امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے۔ صاحبین کی دلیل یہ حدیث ہے۔ (۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (۲) آپ کا ارشاد ہے کہ قربانی کرو کیونکہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (۳) حضرت ابو ثوبان کا بیان ہے کہ ایک سال حضور ﷺ نے قربانی نہیں کی تھی۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کی قربانی کا کیا حال ہے۔ (۴) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص گنجائش پائے اور قربانی نہ کرے تو ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ کا مطلب ہے کہ اس قسم کی وعید ترک واجب پر ہی ہوتی ہے۔ (۵) حضرت ابو رزین سے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس چند بھیڑ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی ترے اور میرے بھائی کی طرف سے چند مکانی۔ لگا

و مثل هذا لا يستحسن لا في الوجوب (۴) پہ کا ثابت ہے کہ "زکوٰۃ نے ہر صدقہ کو اور رمضان کے روزے نے ہر روزے کو منسوخ کر دیا"۔

قولہ سماع فجح کا مثل اور کی تکبیر موخر ہونے پر دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تکبیر کہنا کے اور اضحی کی قربانی واجب ہونے کی دلیل صرف ایک شخص کی طرف سے ہوں۔ اور گائے اور بکرے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ امام مالک کے یہاں ہر ایک پر قربانی واجب ہونے کی طرف گئے ہیں کیونکہ احادیث سے ایک ایک کی طرف سے قربانی کرنا ثابت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے "ہم گھر والے ہر سال قربانی اور عتیرہ دیتے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کے اس فرمان سے تو ہر گھر کے ایک ایک قربانی بھی ثابت ہوتی چاہیے کیونکہ عورتوں کی قربانی اصحاب میں سے کوئی نہیں کرتا تھا اور تکبیر تشریق میں کوئی نص موجود نہیں اس سے تکبیر کی اصل کیا اس پر دلیل ہے۔ حدیث پہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کے ساتھ کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے اور حضرت کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے ہوئی۔ اور حدیث دکوہ سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بھی حضرت ﷺ کے ساتھ حج میں ساتھ قربانی کا ہونا ثابت ہے۔ اور سات آدمی کا ایک گائے میں سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کرنا ثابت ہے۔ کیا یہی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علیہ السلام سے تعریف میں کہا ہے۔ حضرت علیہ السلام سے کہ ہر ایک کی طرف سے قربانی کی ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کی طرف سے قربانی کی ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک پر قربانی واجب ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کی طرف سے قربانی کی ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک پر قربانی واجب ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کی طرف سے قربانی کی ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک پر قربانی واجب ہے۔

قولہ فجر النحر کا وقت ہونے کی وجہ سے وجوب کے ساتھ قربانی کرنا واجب ہے۔ نیز ہمارے ہاں کے آخری دن تک ایام نحر ہیں۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ ایام تشریق بھی ہیں۔ ۱۳ ذی الحجہ ایام نحر کے ہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے۔ ۱۱ ذی الحجہ کو قربانی کرنا اس سے کم درجہ ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو قربانی کرنا اس سے کم درجہ ہے۔ ۱۳ ذی الحجہ کو قربانی کرنا اس سے کم درجہ ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو قربانی کرنا اس سے کم درجہ ہے۔ ۱۱ ذی الحجہ کو قربانی کرنا اس سے کم درجہ ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو قربانی کرنا اس سے کم درجہ ہے۔ ۱۳ ذی الحجہ کو قربانی کرنا اس سے کم درجہ ہے۔

---

۱ الحجاوة لا الحاوي في سلفه ۱ ... و بحرف حدة من الحر تعالا ... اخبر عبد السيولا الحجر فضي الحلقت من ... ۲ من فضة حلية على ان الحسن الاجتهاد الوجوب كقول من قال من ... ۳ اقصوه فليم عنه ۱۲

۴ حاكم دولطني عن عائشة ... و بحرف الحسين عند ... الحديث عن ابن عباس مكاني وقد صفة الفتاش ... ۵ قطني ... في حبر الحسن وهو ... ۶ ... الشيخ ... ۷ ... طرق ... وهو ضعيف على كل حال ۱۲ ... والحبر ... ۸ ... ۹ ... ۱۰ ... ۱۱ ... ۱۲ ... ۱۳ ... ۱۴ ... ۱۵ ... ۱۶ ... ۱۷ ... ۱۸ ... ۱۹ ... ۲۰ ... ۲۱ ... ۲۲ ... ۲۳ ... ۲۴ ... ۲۵ ... ۲۶ ... ۲۷ ...

ولا يضحّ مقرونٌ قبل سقوطه ويذبح عنه ويضحّي بالخصيّ والجمّاء والقرناء لا بالعمياء والعوراء

اور نہ کرے قربانی ساتھ ملے ہوئے پہلے اس کے کہ گر جائے اور ذبح کرے اس کی طرف سے اور قربانی کرے خصی کی اور بے سینگ کی اور سینگ والی کی

والعضباء وتجزئ ومقطوع الأكثر الأذن والذنب ولا تجزئ لنقص لا بأسه والأضحية من الإبل والبقر

اور کان کٹی کی اور دم یا دانت یا آنکھ یا سرین کٹے ہوئے کی اور قربانی درست ہے ساتھ

والغنم وجاز الثنيّ من الكلّ والجذعُ من الضأن وإن مات حد السنة وقاب الفورتة

اور بھیڑ بکری ان کی جائز ہے اور جائز ہے دو دانت سب سے اور بھیڑ کا بچہ جائز ہے کہ مر گیا سات مہینے میں سے ایک اور بیاسی سے

الذبحوها عنكم صبح وإن كان شريك لسبع نصرانيًا أو مريدُ اللحم لم يجز عن واحد منهم

کرو ہے اگر تمہاری اور کی اور اپنی طرف سے تو صحیح ہے اور اگر ہو ساتویں شریک عیسائی یا صرف گوشت کا چاہنے والا تو جائز نہیں کسی کی طرف سے

ويأكل من لحم الأضحية ويؤكل حيًا ويدخر ويذب ان لا يفحش فقده من انثلث ويتصدق بجلدها

اور کھائے مالک قربانی کا گوشت اور کھلا سکتا ہے مالدار کو اور جمع کر سکتا ہے مستحب ہے یہ کہ نہ کرے خیرات تہائی سے زیادہ اور صدقہ کرے بدن کی کھال

أو يعمل منه مخرز جراب وغربال ويذب ان يذبح بيده إن علم ذلك وكره ذبح الكتابيّ

یا بنائے اس کا تسمہ یا چھلنی اور بہتر اور مستحب ہے یہ ہے کہ ذبح کرے اپنے ہاتھ سے اگر جانتا ہے ذبح کرنا اور مکروہ ہے ذبح کرنا

ولو غلط وذبح كلّ اضحيته صاحبه صح عنهما ولا يضمن

اگر غلطی سے ایک دوسرے کی قربانی کو ذبح کر دیں تو دونوں کی طرف سے ہو جائے گی اور قیمت نہیں دینی پڑتی

تفصیل باب الاضحیہ

تشریح الفقہ: قولہ وجاز الثنی من الکل یعنی ہر سال والوں کا ثنی ہوتا ہے اور بھیڑ بکری کا ثنی وہ ہوتا ہے کہ جس کا ذکر آپ کا ارشاد ہے کہ "لا تذبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا الجذعة من الضان" اس حدیث میں جذع یعنی چھ ماہ کا بچہ بھی ذبح کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ فربہ اور موٹا تازہ ہو کہ سال بھر والوں میں چھوڑ دیا جائے تو دور سے اس کی تمیز نہ ہو سکے۔ قولہ بجزء الجذع من الضان الاضحیۃ۔

قولہ دوں حالت ذبح سات شرکتوں میں سے ایک کے انتقال پر ورثہ نے اپنے نام پر اور میت کی طرف سے اس کی وصیت کی وجہ سے قربانی کر دی اور اگر ان میں سے کوئی شریک یا صرف گوشت کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی۔ اور اگر سب شرکتوں کی نیت قربت کی ہو چاہے تو بعض قربت کی جہت سے مختلف ہو مثلاً جمیع ورثاء کا اپنی طرف سے اور میت کی طرف سے یا بعض کی نیت صرف میت کی طرف سے ہو اور بعض کی نیت قربت ہو جو میت کی طرف سے ہو کیونکہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کا ثواب میت سے ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی تو دوسری صورت میں سب کی طرف سے میت کی قربانی ہو گئی کیونکہ [illegible]

[illegible]

كتاب الكراهية

المذكورة الى المحرم اقرب وعن محمد ان كل مكروه حرام

مکروہ حرام کے قریب ہے اور امام محمد سے کہ ہر مکروہ حرام ہے۔

تشریح الفقہ: قولہ کتاب الخ: کتاب الحظر کے بعد کتاب الکراہیہ کا ذکر مناسب ہے۔ مناسب طور پر ہمارے فقہاء نے ہر ایک کی کوں اصل بطور اعلان نہیں جس میں کراہت والے پہلو کی طرف اشارہ ہو اور اس میں قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں کراہیہ میں تصرف کرنا۔ اس کی کون کا نام دیا اور دوسرا نام کراہیہ اور بیان کرنا اور مکروہ میں یہ کتاب الکراہیہ لکھنے پر کتب فقہ میں اس کا اختلاف عبارات نے ساتھ معنون کیا گیا ہے ہم نے جو ترجمہ کیا ہے ہمارے ہی ہے۔ ہمارے ہی ترجمہ کی کتاب الکراہیہ کے ساتھ معنون کیا ہے مصنف نے اپنی کوئی بیروی کی ہے اور مکروہ کے اصل میں [illegible] کیا ہے۔ حرمت سے نہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ چنانچہ کامل معنون مطلق مکروہ تحریمی اور تنزیہی کی بحث میں بیان کیا ہے۔ اس کو ہم نے اپنی کتاب نظم وفاقیہ کے ساتھ ہوتے ہوئے ہے۔ تمام فقہاء کے لئے اس میں اور ہمارے اس کو ہی ہے۔ اور اس میں اس کو اختیار کیا ہے تحقیق کرنا ہوتے ہوئے ہیں بھی ہے ونکلی وجہہ۔

قولہ اکثر الکراہیہ الخ: راکراہیہ الخ صدر سے بعض کرہ التنزیہی کرہ اور کراہیہ کہنی نا پسند کرنا تو یہ حرمت ورجہ کی ہے۔ قال تعالیٰ "عسی ان تکرہوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم" نہیں کرہ اور خلاف اولیٰ ہے۔ بلکہ مکروہ کو کہیں گے۔ احتیاط جو یہ کہتے ہیں کہ کراہت اولیٰ ہے۔ یہ بولنے کی عرف ہوئی ہے۔ اور بھی کراہت کے بولنے والے ہیں۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی اس کو اختیار کیا ہے کہ کراہت کے بولنے والے ہیں۔ اور کراہت کے بولنے والے ہیں۔ اور کراہت کے بولنے والے ہیں۔

قولہ فمکروہ الخ: یہ بیان ہے۔ یہ بیان شرعیہ ہے تقسیم کی ہے (۱) جس کا ثبوت [illegible] قطعی ہو۔ (۲) جس کا ثبوت قطعی ہو اور دلالت ظنی ہے۔ (۳) جس کا ثبوت ظنی ہو اور دلالت قطعی ہے۔ (۴) جس کا ثبوت ظنی ہو اور دلالت بھی ظنی ہے۔ پہلے اقسام کا حکم قطعی اعتقادی ہے۔ دوسرے اقسام کا حکم عملی ثابت ہوتا ہے۔ (۳) جس کا ثبوت قطعی ہو اور دلالت ظنی ہے۔ (۴) جس کا ثبوت ظنی ہو اور دلالت بھی ظنی ہے۔ پہلے اقسام کا حکم قطعی اعتقادی ہے۔ دوسرے اقسام کا حکم عملی ثابت ہوتا ہے۔

[illegible] کتاب ہوں ہے۔ نیز یہ بتلانا کہ حرام اور کراہت کی دلیل قطعی ہوتی ہے جیسے شراب حرام ہونا قطعی ہے۔ اسی طرح مکروہ تحریمی کی دلیل بھی قطعی ہوتی ہے۔ اور مکروہ تنزیہی کی دلیل ظنی ہوتی ہے۔ اس کو ہم نے اپنی کتاب [illegible] میں بیان کیا ہے۔ ہم نے یہاں علماء کی کتب سے کچھ اس کی حکمت پر بھی بحث کی ہے۔ [illegible] میں [illegible] کی ہے۔ [illegible] کی ہے۔ [illegible] کی ہے۔

بعض في الأكل والشرب كره بن الآثار والأكل و شرب والإدهان والنصب في اناء ذهب وفضة
(بعض) بعض نے پینے کی چیز میں کراہت کی کہ کھانا پینا اور تیل لگانا اور نوچ کھسوٹ سونے چاندی کے برتن میں
للرجل والمرأة لا بين وصف في دواج ويلور وخشبي وعن الشرب في اناء مضبب و بركوت غير سرح
مرد عورت دونوں کے لئے کہ دونوں کے لئے اور کانچ اور لکڑی میں کہ جس میں سونے چاندی کا پترا لگا ہوا ہو اور پیتل کی چیز
مفضض والجلوس على كرسي مفضض ونفي موضع الفضة ويعمل قول بكراهة في الحل و لبسه
میں پر اور بیٹھنا چاندی جڑی کرسی پر اور ہر جگہ اور سے چاندی نہ ہو تو اور عمل کیا جائے گا کراہت کا قول حلت اور لباس میں
والمشرك والنفي في الهبة و لاذن و ساعي في المعاملات لا في الدبائح
اور شریک ہونے اور نفی میں ہدیہ میں اور اجازت میں اور کام کرنے والے کا قول معاملات میں نہ کہ ذبیحہ میں
ومن دعي إلى وليمة ونفقة لعب وجده يفعل ويأكل
اور جس کو بلایا جائے ولیمہ کے لئے اور دیکھے کہ ناچ رنگ ہو رہا ہے تو چھوڑ جائے اور کھائے

مکروہات خورد و نوش کا بیان

توضیح اللغات: لحم: روہ جانور کا گوشت جیسا کہ گائے، بکری، مرغی، بطخ وغیرہ کا گوشت جس پر چاندی بھی ہو اسے مفضض کہتے ہیں۔

تشریح الفاظ: قولہ والأكل الخ: سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا، پانی پینا، تیل لگانا، نوچ کھسوٹ، ان تینوں کے حق میں مکروہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ حضرت حذیفہ نے اپنی پیاس کے لئے ایک لڑکی نے چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ ریشم اور دیباج نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو اور نہ ان کی پلیٹوں میں کھاؤ۔ کیونکہ یہ چیزیں کافروں کے لئے ہیں دنیا میں اور تمہارے لئے ہیں آخرت میں اور حدیث میں ہے کہ جو برتن سونے چاندی کا ہو اس میں اور جو شیشہ کا ہو اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

قولہ وحل الشرب الخ: اس عبارت میں مفضض کی تعبیر عراقی ہے اور شامی میں مرصع اور قہستانی میں مزین ہر ایک سے مراد چاندی سے مزین و منقش اور مرصع ہونا جس کو انڈیا میں جڑاؤ کہتے ہیں اس میں یہ احتمال ہے کہ اس میں پترا لگا ہوا ہو اور اس کی شکل بنی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ جڑاؤ ہو یعنی چاندی کے تار کھینچ کر برتن پر بیل بوٹے بنائے گئے ہوں۔ امام محمد سے دونوں طرح مروی ہے۔ امام محمد سے یہ بھی مروی ہے کہ برتن سے کسی ایک برتن کا استعمال کرنا دوسرے برتن کا استعمال بھی ہے۔ تو چمچہ وغیرہ کا استعمال بھی ایسے ہی حرام ہے جیسے کہ برتن کا استعمال حرام ہے۔ کذا فی الدر المختار و الفتح و البحر الرائق۔

قولہ وفي نفي الخ: معاملات میں ایک شخص کا قول دوسرے کے حق میں ہے جیسے وکیل کا قول موکل کے حق میں، مضارب کا قول رب المال کے حق میں، شریک کا قول شریک کے حق میں، مگر ذبیحہ میں ایسا نہیں ہے۔ مصنف کے قول فی الکل اور عبارت مصطفی کی بھی یہی مراد ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ذبیحہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ کذا فی الکبیری۔ معاملات سے مراد وہ امور ہیں جو فریقین کے درمیان ہوتے ہیں جیسے بیع، شراء، اجارت، مضاربت، قول، ہبہ وغیرہ اور عبادات سے مراد وہ امور ہیں جو بین العبد و بین اللہ ہوتے ہیں جیسے عبادت، صلوٰۃ و

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مکروہات لباس کا بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرش پر سرخ حریر بچھا ہے اور نرس کپڑے کا تانا بانا ریشمی ہو اور بانا کتان یا اس کی چھال یا اون خنزیر یعنی درندہ جانوروں کی یا دم اور پھر جلا ہوا ہو اس کا یہ حکم حلال ہے البتہ اس کے مواد پر بھی اور اس کے علاوہ بھی قاعدہ یہ ہے کہ کپڑا اصالت سے ہوتا ہے اور تابع ہونے سے ہوتی ہے۔ تو کپڑے کی حقیقت میں باقی متبوع ہوگا۔ لہٰذا فرع کا استعمال متعدد صحابہ سے ثابت ہے۔

قولہ و ھو کسبہ الخ۔ مائل کا نرس یعنی وہ کپڑا جس کا تانا بانا دونی وغیرہ کا تانا اور بانا ریشم کا ہو صرف جنگ کے موقعہ پر پہنا جا سکتا ہے بشرطیکہ کافر حاوی ہو جس کے زیر بہ صفات دشمن سے اپنا بچاؤ ہو اگر بلا ریشم ہو تو بلا اتفاق حرام ہے اور نرس خالصا ریشم ہو تو امام صاحب کے نزدیک اس کا استعمال جنگ کے موقعہ پر بھی حرام ہے صاحبین امام مالک امام شافعی کے نزدیک حلال ہے کیونکہ اس سے دشمن پر ہیبت طاری ہوتی ہے۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ خصوص اور مہمت میں جنگ وغیرہ کوئی تعلیل نہیں۔

قولہ و لا یصلی الخ مرد کے لئے سونے چاندی سے زینت حاصل کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں جیسا کہ پہلے ثابت کیا جا چکا ہے انگوٹھی، چھلے اور چاندی کی تلوار سے تزیین جائز ہے بشرطیکہ بقصد تکبر نہ ہو۔ کیونکہ روایت میں ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نگینہ حبشی تھا اور اس پر رسول اللہ لکھا تھا" نیز حدیث میں ہے کہ آپ کی تلوار کا پٹکا چاندی کا تھا۔"

وحرم التختم بالحجر و نحوہ بالذھب و الفضۃ و السلب و حرۃ مطلقا و حل بالحدید و النحاس و یکرہ فی الخاتم الفص و شد الاسنۃ

اور حرام ہے انگوٹھی پر مہر کا پتھر وغیرہ لگوانا اور بیل اور سینگ کی اور حلال ہے لوہے کی اور مکروہ کی جائے گی انگوٹھی جس میں نگینہ ہو اور ہتھیار میں سونے کو جڑنا

بالفضۃ لا بالذھب و کرہ الملس لذھب و حریر صبیا لا الخرقۃ لقرحۃ و نحاف و الرأس

چاندی سے مذکر مرد کے لئے اور مکروہ ہے ہموار لوہے کی انگوٹھی۔ کہ دیکھنے والے کو پانی مانگنے کا گمان ہو اور مکروہ ہے ریشم پہنانا لڑکے کو

ناف کی اجازت مرحمت فرمائی"۔ لیکن ناف کو چھوڑنے کے بجائے باندھنے کی مروجہ روایات بھی ہیں اور "بحر" بھی ہیں "امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ سونے میں اصل سنت ہے اور اباحت برائے ضرورت ہے اور ضرورت بے تدی سے پوری ہو سکتی ہے پس سنت مرتفع پر باقی رہیگی"۔ الضرورۃ تعد بقدرھا فلم تندفع فی الاعلیٰ فوجہ حیث کان۔

فصل فی النظر والمس لا ینظر الی غیر وجہ الحرۃ وکفیہا ولا ینظر من الشابۃ الی وجہہ الا الحاکم

(فصل) پھر کھلے اور چھپے آزاد عورت کے چہرے، ہتھیلیوں کے علاوہ کو اور نہ دیکھے جس کو حجت ہو اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے

والشاہد ویطأ طبیب الی موضع مرضہا وینظر الرجل الی الرجل الا العورۃ والمرأۃ للمرأۃ والرجل

اور گواہ اور کیسکتا ہے طبیب اگر کی بیماری کی جگہ اور دیکھ سکتا ہے مرد دوسرے مرد کا بدن سوائے ستر کے اور عورت عورت مرد کے مثل ہیں

کالرجل للرجل وینظر الرجل الی فرج امتہ وزوجتہ وجاریتہ محرمیتہ ورأسہا وصدرہا وساقیہا وعضدیہا

مثل مرد کے ہے مرد کے۔ جس میں دیکھ سکتا ہے آدمی اپنی باندی اور بیوی کا مقام مخصوص اور اپنی محرم کا چہرہ اور سر اور سینہ اور پنڈلیاں اور بازو

لا الی ظہرہا وبطنہا وفخذہا وشعر ما خلق النظر الیہ وامۃ غیرہ کمحرمیۃ وللہ مس ذلک

نہ کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ اور ران اور چھو سکتا ہے وہ اعضاء جو دیکھ سکتا ہے مرد محرم کی باندی مثل محرم کے ہے اور اس کے اعضاء کو چھو سکتا ہے

إذا لم تُرَ الشہوۃ وإن اشتہی ولا تحرم لا مۃ ابنہ بوطء فی دبر واجبہ والحصیٰ والمجبوب والممسوحۃ

جب اس کو نہ دیکھے شہوت سے اور اگر شہوت سے دیکھے تو حرام ہو جائے باندی باپ کے لئے بوجہ ایک جنس کے اور خصی اور کٹا ہوا اور نکوا

کالمحل وعبدہ کالأجنبی وبعکسہ، عن امتہ بلا إذنہا وعن زوجتہ بإذنہا

مثل مرد کے ہے اور عورت کا غلام مثل اجنبی کے ہے اور برعکس ہے اپنی باندی سے بلا اجازت اور اپنی سے اجازت کے ساتھ

عورت کو دیکھنے اور چھونے کے احکام

تشریح کا خلاصہ: قولہ لا ینظر الخ غیر محرم عورت کا کل بدن ستر ہے بجز چہرہ اور ہتھیلیوں کے کہ بقدر ضرورت ان کو دیکھنا جائز ہے۔ کیونکہ آیت "ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا" میں الا ما ظہر جس کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے چہرہ اور ہتھیلیاں مروی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے اکحل واقائم مروی ہے جس سے مراد موضع کحل، موضع خاتم یعنی وجہ اور کف۔

(فائدہ): اجنبیہ عورت کے قدمین ستر میں داخل ہیں یا نہیں اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ ہدایہ میں اصح قرار دیکر شرح جامع صغیر میں تصریح ہے کہ قدم ستر نہیں ہے اسی کو اختیار کیا گیا ہے لیکن قہستانی نے اور فتاویٰ شامی نے ان کے ستر ہونے کی تصریح کی ہے۔ انجینیاتی اور عرفیاتی نے اسی کو پسند کیا ہے صاحب اختیار نے اس کی توجیہ کی ہے کہ اجنبیہ کے قدم نماز میں مستثنیٰ اور "اج نماز میں داخل ہیں اشتراج جبہ مثل الاطلاق ستر ہونے کو نہیں چاہتا۔

---

۱ ہدایۃ الاولین والآخرین صفحہ ۱۱۲ ج ۱ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ الہدایۃ الاولین والآخرین صفحہ ۱۱۲ ج ۱ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی طبع ثانی کراچی ۳ طبع ثانی کراچی ۴ طبع ثانی کراچی

فَصْلٌ فِي الْاِسْتِبْرَاءِ وَغَيْرِهٖ مَنْ مَلَكَ اَمَةً حَرُمَ وَطْئُهَا وَلَمْسُهَا وَالنَّظَرُ اِلٰى فَرْجِهَا بِشَهْوَةٍ

(فصل) استبراء وغیرہ میں جو شخص مالک ہو جائے باندی کا تو حرام ہے اس پر وطی کرنا اور اس کو چھونا اور دیکھنا اس کی شرمگاہ کا شہوت کے ساتھ

حَتّٰى يَسْتَبْرِئَ لَهٗ اَمَتَانِ اُخْتَانِ قَبَضَهُمَا بِشَهْوَةٍ حَرُمَ رِضٌ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا

یہاں تک کہ اس کو ایک حیض آ چکے ایک شخص کے پاس دو بہنیں اس کی باندیوں میں سے تو ہو گیا اس سے شہوت سے ملے یا تو حرام ہو جائے دونوں

وَوَالِدَتِهٖ حَتّٰى يَحْرُمَ فَرْجُ الْاُخْرٰى بِمَلْكٍ اَوْ بِكَاحٍ اَوْ بِعِتْقٍ

اور اس کی ماں پر یہاں تک کہ کسی ایک کی شرمگاہ پر حرام ہو جائے دوسری بہن کے ملک سے یا نکاح سے یا آزاد کرنے سے

وَكُرِهَ تَقْبِيْلُ الْفَرْجِ وَمُعَانَقَتُهٗ فِي اِزَارٍ وَاحِدٍ وَاِنْ كَانَ عَلَيْهِ قَمِيْصٌ جَازَ كَالْمُصَافَحَةِ

اور مکروہ ہے مرد کا اپنی لونڈی کا صرف ایک تہبند میں اور اگر اس پر کپڑا ہو تو جائز ہے جیسے ہاتھ ملانا

استبراء اور رحم وغیرہ کے احکام

تشریح اللغۃ قولہ فی الاستبراء الخ استبراء باب استفعال سے مشتق ہے برات سے بمعنی طلب کرنے کے کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں ملک یمین کے بعد ایک حیض تک انتظار کرنے کو کہتے ہیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں۔ مگر حاملہ ہونا اسی وقت متصور ہو سکتا ہے اور کم حاملہ ... تک تصرف نہیں کر سکتا۔

قولہ من ملک الخ جو شخص باندی سے مستبرء کا مالک ہو جب تک اس کے رحم کی مشغولی معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر کسی کے ساتھ وطی کرنا اسی طرح دواعی وطی یعنی بوس کنار وغیرہ حرام ہیں خواہ اس کی ملک باندی خریدنے سے حاصل ہوئی ہو میراث میں پانے سے ہو باندی بچہ جننے کے بعد ہو یا قبل وضع حمل کے ہو جیسے یہ بیان ہو چکا ہے یا صدقہ یا ہبہ یا وصیت یا اختیار یا خلع یا مکاتبت یا عتق غلام سے یا خرید باندی کر کے ہو یا بیع فاسد سے خریدی ہوئی باندی کو مرد یا عورت سے خریدی ہوئی باندی کے محرم یا غیر محرم کسی یا بیع صغیر کے ہاں سے لیکر ہو باندی ذوات محارم میں سے ہے تو ایک حیض آنے تک انتظار کرے اور اگر ذوات محارم میں سے ہو تو ایک مہینہ تک انتظار کرے۔ وجہ استبراء اور رحم کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جنگ اوطاس کی گرفتار شدہ باندیوں کے حق میں ارشاد فرمایا تھا کہ حاملہ سے وضع حمل تک اور غیر حاملہ سے ایک حیض آنے تک جماع نہ کیا جائے۔"

قولہ لہ امتان الخ ایک شخص کے پاس دو باندیاں ہیں خواہ بہنیں ہیں خواہ نہیں ہیں اس نے ان کا بوسہ لیا تو وہ دونوں اس پر حرام ہو گئیں نہ ان میں سے کسی کے ساتھ وطی کر سکتا ہے اور نہ جس ہاتھ یا جسم سے کسی ایک کی شرمگاہ کو چھوا ہے اس پر حرام ہو گئی اس طرح اس سے کوئی فروخت کرے یا کسی کو ہبہ کر دے یا کسی کیساتھ نکاح صحیح کرے۔ جیسے یہ کہ جس طرح جمع بین الاختین حقہ نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین اسی طرح جمع بین الاختین ملک یمین بھی ہے۔ نزدیک ناجائز ہے اور دواعی وطی چونکہ وطی کے ہیں اس لئے دواعی وطی میں بھی جمع بین الاختین ناجائز ہے۔

۱۔ ابوداؤد حاکم، بیہقی (ذکی الدین) ابن علی بن عبید الصدیقی (م ۶۵۶ھ) ابن ابی تیم عبد الرزاق (م ۶۵۶ھ) ابوداؤد ابن حاتم بن صالح (م ۶۵۶ھ) ابن ابی تیم بن علی، وقلعی ابن ابی تیم (م ۶۵۶ھ)۔ مقصد یہ ہے کہ کسی دو باندیوں میں فرق نہیں ہے کہ دونوں کبھی حرام ہو جائیں دونوں حلال ہو جائیں۔ بلکہ حلال یا حرام بھی ہو سکتا ہے۔

قولہ وکرہ الخ ایک مرد کو دو عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت کا ہونا یہ اس طرح مکروہ تنزیہی ہے۔ اور یہ حکم کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ یہ امام ابو یوسف کے نزدیک باشہادت ہونے اور معاملہ کرنے میں صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت مغیرہ بن ہبل رضی اللہ عنہ سے "شہادت" کا معاملہ کرنا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دینا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ فرمایا ہے کہ حضرت مغیرہ نے کہا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (یعنی تبلیغ) کہ جس نے عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر ادا کیا۔ نیز حدیث میں ہے کہ "ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے اس نے عرض کیا کہ ایک دوسرے سے معاملہ کرے۔ فرمایا کہ نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ دوسرے سے نکاح کرے۔ فرمایا کہ نہیں۔ اگر یہ فتنہ اس وقت ہے جب عورت پر حد جاری ہو تو صرف زنا ہی نہیں بلکہ ہر حد جاری ہونے کا حکم ہے۔ اسی طرح ہے۔ اسی کی رائے کیا اور عام نسخوں میں بھی ہے۔

فصل فی البیع والاحکام والاجارۃ وعیوبہ کے وضع فصد ولا النشراء۔ قال اللہ وبیع اللہ البیع وحرم الربوٰ قال الکفر

(فصل) بیع اور اس کے احکام اور اجارہ اور اس کے عیوب کے بیان میں کہ وضع فصد اور نہ خریدنا۔ اللہ نے فرمایا اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے کہ

وکذلی زیۃ بیعہ وکرہ لوف الصبی حد من حد ماعہ مسلم کافر

یہ بیع ہے اس کے بیٹے کی اور اس کی بیوی کی اور اس کے غلام کی اور اس کے مسلمان کافر سے بیع کرنا مکروہ ہے۔

تشریح: قولہ وکرہ الخ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اس لئے کہ یہ بیع فاسد نہیں ہے۔ اس لئے کہ باطل ہے اور اس میں بیع فاسد کی طرح ملکیت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس قول پر اس بیع سے بھی ملکیت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس قول پر اس بیع سے بھی ملکیت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس قول پر اس بیع سے بھی ملکیت ثابت ہوتی ہے۔

قولہ وشراء طفل زید کی ایک بیماری کے اس کو یہ۔ اس لئے کہ اس نے خود اپنے لئے خریدنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اس لئے کہ اس نے خود اپنے لئے خریدنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اس لئے کہ اس نے خود اپنے لئے خریدنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

قولہ وکرہ الخ ایک مسلمان کا ہجرت کرنے والے حربی سے ثابت ہونے کی وجہ سے اس کا مال لینا جائز ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنے نفس کے لئے اس کا مال لینا جائز کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنے نفس کے لئے اس کا مال لینا جائز کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنے نفس کے لئے اس کا مال لینا جائز کر دیا ہے۔

واحکامہا ثبوت الملک والقبض فی المبیع بعد الاقالۃ صحیحۃ وجعلہ من الاصل احتراز عن الشفعۃ

ان کے احکام ثبوت ملکیت اور قبضہ ہیں مبیع میں بعد اقالہ کے صحیح ہونے کے اور اس کو اصل سے قرار دینا احتراز ہے شفعہ سے

ولا بقرہ سطان الا ان یتعدی ارباب الطعام علی القیمۃ بعدہا فاحت وجلر بیع العصیر من حمار

اور نہ خریدنا مگر اس صورت میں کہ حد سے تجاوز کرے کھانے والے قیمت پر اس کے بعد اور وہ فاحش ہو جائے اور بیچنا انگور کا گدھے کے ہاتھ

[illegible] بیت [illegible] کعبۃ [illegible] بیت [illegible] حجر [illegible] الحجر [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اور یوسف کے ذریعہ ایک کیسا انکار ہو سکتا ہے۔

قولہ ولا یستحق الخ نرخ مقرر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نرخ گراں ہو گیا ہے سو ہمارے لئے نرخ مقرر فرما دیجئے آپ نے فرمایا، تحقیق اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا قابض و باسط اور رزاق ہے۔ یعنی قحط کی تنگی و گنجائش اسی کی طرف سے ہے جب اس کا غلہ فروخت کرنے میں حد سے زیادہ گرانی کرنے لگے تو حاکم اسلام کے مقرر کردہ نرخ مقرر کرنے سے عام مالک کے یہاں اس صورت میں حاکم پر نرخ مقرر کرنا واجب ہے۔

قولہ وجعل الخ زیتوں میں آتش خانہ یا کنشت یا کلیسا بنانے کے لئے مکان کرایہ پر دینا امام صاحب کے نزدیک درست ہے۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مناسب نہیں کیونکہ یہ معصیت پر اعانت کرنا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ محض جا رکھنا ان کی معصیت پر ہے جس میں کوئی معصیت نہیں معصیت تو ساتھ رہنے کے محل میں ہے (دراہ میں ماتریدی)

قولہ وبیع بیعۃ الخ عرس عقل کی اور سفر وقت کر بتلا جانا جائز ہے لیکن صاحبین کے نزدیک وہاں کی زمین کی بیع جائز ہے۔ امام صاحب سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ پہلی شرح کرخی ہے کہ اس پر فتویٰ ہے "کیونکہ مکانات کی طرح یہ بھی وہاں کے لوگوں کی مملوک ہے" حضرت ﷺ کا ارشاد ہے "وھل ترک لنا عقیل من ربع" اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کی زراعتی بھی ایک طرف سے دوسری ملک کی طرف منتقل ہونے کے قابل ہے چنانچہ وہاں کے مکانات اور ان کی زراعتی زمینوں کے باشندگان میں عام طور سے بلا نکیر متعارف ہے۔ امام صاحب کی دلیل حضرت ﷺ کا ارشاد ہے "مکہ صاح لایباع رباعھا ولا یوجر بیوتھا" الخ

قولہ وعشر الخ صاحبین نے جواب دیا ہے کہ اصل فرض یہ ہے کہ تعظیم قرآن ایک کی ہو دوسرا آخرت پر اعانت کا کام ہے اس کے جواب کو کتاب میں ظاہر کرنا مکروہ ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قرآن کو مزامیر کی طرح نہ پڑھو" اس میں وہ چیز شامل نہ کرو جو قرآن میں داخل نہیں لیکن مشائخین نے بغرض تحسین اعتقاد اس کو مستحسن بتلایا ہے کیونکہ عجم کے حق میں یہ چیز ضروری ہے

قولہ ودخول ذمی الخ امام صاحب کے نزدیک ذمیوں کا مساجد میں جانا جائز ہے۔ مسجد حرام ہو یا غیر مسجد حرام۔ امام مالک کے یہاں کسی مسجد میں بھی ذمی کا داخل ہونا جائز نہیں۔ امام شافعی امام احمد کے یہاں مسجد حرام کے سوا دیگر مساجد میں اس کی اجازت ہے۔ عدم جواز کی دلیل یہ آیت ہے "انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا" امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ "ماہ رمضان میں وفد ثقیف آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا اور کہنے لگے مسجد کے پچھلے حصہ میں قیام کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو مشرک ہیں آپ نے فرمایا لیس الارض لا ینجس انما ینجس ابن آدم اور آیت کا جواب یہ ہے کہ لا یقربوا بھی نہی تکوینی ہے۔ (کذا فی الکبیری) اس مطلب پر ہوا کہ حق تعالیٰ مشرکین کو مسجد حرام میں آنے کی نہیں دیتا ہے۔ (ریاض)

۱۔ ابن ماجہ عن رافع بن خدیج، دارمی عن سعید بن مسیب، ابو یعلی والطبرانی عن ابن عمر ۱۲ منہ۔ احمد عن ابی سعید، ابو داؤد ابو یعلی حاکم وابن خزیمہ والطبرانی عن ابن عمر ۱۲ منہ۔ ابو داؤد عن ابن عمر، ابن ماجہ والدارمی عن ابی ہریرہ، ابو یعلی عن جابر، طبرانی عن ابن عباس، بیہقی وابن عساکر عن ابی سعید، بزار والحاکم والبیہقی عن ابن عباس ۱۲

۲۔ طبرانی عن اسامہ بن زید ۱۲ حاکم والبیہقی ابن عدی بغوی عن عبداللہ بن عمرو ۱۲ منہ۔ ابن ابی شیبہ عبدالرزاق ابن منذر بیہقی عن ابن مسعود ۱۲ منہ۔ ابو داؤد احمد طبرانی عن عطیہ بن ابی عطیہ عن ابیہ ۱۲ منہ وشفی ۱۲

۳۔ گو ذمی کی حرمت بیت پر گو یہ ہو ہاں کے بیان سے معلوم ہوا کہ اس کی طرف حال یا مآل منتقل ہونے کے قابل ہے اور گو ذمی کی عبادت کا محل بھی بن سکتا ہے لیکن ان کے لئے ہمارے ہاں کوئی عبادت ثابت نہیں ہے اور نہ کوئی عبادت ان کی طرف منتقل ہو سکتی ہے اور نہ کوئی عبادت ان کی طرف سے ادا

وَسَعْدَانَ بِمَعْقِدِ نَعْرٍ مِنْ عَرْشِكَ وَمَحَلِّ قَلَمَيْنِ وَالْعَبْ بِالشَّطْرِيجِ وَالنَّرْدِ وَكُلِّ لَهْوٍ وَجَعَلَ الزِّيَادَةَ

اور عرش پر ثابت ہونے کے ساتھ اللہ پاک کے حق میں ہے جیسا کہ ہمارا قائم رہنا ہمارے لئے ثابت ہے اور دو قلموں سے اور علاقی کا مکان ہونا

فِي عَيْنِ الْعَبْدِ وَحَلِّ قَيْدِهِ وَالْخَفْضَ وَالرِّزْقَ فَمَاضِي وَسِعْرِ الْأُمَّةِ وَأُمِّ الْوَلَدِ فَلَا مُحَرِّمَ وَشَرْطَ مَالًا لَهُ فَالْقَصِيرِ

علاوہ کہ کھیل اور علاقی ہونا ہمارے لئے ثابت ہونے کے اعتبار سے ہے اور علاقی کا ہمارے حق میں ثابت ہونا ہمارے لئے ثابت ہونے کے اعتبار سے ہے

عِنْدَهُ وَبِهِمَا بِالْعَمِّ وَالْمُتَمَلِّكَةِ فَلِي حَقِّهِمْ وَتَوْجِرَهُ أَمَّهُ فَلَمْ

چونکہ ان کا ہونا اور ہمارے لئے ثابت ہونا ہمارے لئے ثابت ہونے کے اعتبار سے ہے اور ہمارے لئے ثابت ہونا ان کے ثابت ہونے کے اعتبار سے ہے

ترجمہ: ایک کھیل ہے بلاشبہ تیر بن یا بک ہے لاکھ قرآن۔ جس کو تیر کہتے ہیں (قاموس) اقتعالی میں ہے کہ یہ کھیل تیروں میں داخل ہے اور عموماً ہوتا ہے جو لوگ مہارت حاصل کرتے ہیں اور نشانہ پر لگاتے ہیں۔ یہ بخاری کا مکان جیسے دیوار کا حول وغیرہ (اشعۃ اللمعات)

تشریح: قولہ والنرد (بفتح النون) یہ اس لفظ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مقصورہ ہو تب ہے کہ نرد کے وزن پر ہو یعنی لفظ نرد کی طرح ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ممدودہ ہو۔ کیونکہ مقصورہ سے مشتق ہے اس صورت میں معنی عرض پر ثابت ہونا جو کہ قائم بالغیر ہے۔ اور یہ معنی حل ہے دوسری صورت اس لئے مکروہ ہے کہ عرض کو موضع حقیقت کہنا وہم حادث ہے۔ کیونکہ عرض حقیقۃً کہتے ہیں جو کہ حادث ہے۔ نہایت متصل بعرش بھی حادث ظہری۔ حالانکہ ذات رب عالمین قدیم ہے۔ امام بیہقی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بارہ گھات کرنے والوں کے آخر میں ہے کہ یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک بمعاقد العز من عرشک حتی سے ہے کہ اس حدیث سے قول بعض بزرگوں کا مخالف ہوتا ہے جس نے ان کلمات کو باطل کہا ہے۔ اور یہ کہنا کہ یہ واقعہ ہے۔ پس واقعہ ہونا ہو سکتا ہے۔

قولہ وملعب الخ اگر لہو کھیل کے طور پر ہو تب تو یہ صورت ہے جس کی حرمت میں قرآن "ان الحسن والمیسر" سے ثابت ہے۔ اور اگر جوے کے طور پر کھیل ہو تب بالاجماع حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ مسلمان کا ہر کھیل حرام ہے۔ سوائے تین کے۔ ایک بیوی سے ملاعبت کرنا دوم اپنے گھوڑوں کو تعلیم دینا سوم بعرض جنگ تیر اندازی کرنا۔ امام ابو یوسف سے ملاعبت مروی ہے بشرطیکہ قمار نہ ہو اور دوام بھی نہ ہو۔ اور مذہب حنفیہ کا مشہور یہ ہے کہ ہر کھیل میں خلل اور ضرر ہو سب کے نزدیک حرام ہے۔ مداعبۃ کروہ کی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "خوش روئی سے ملنا بھی صدقہ کے طور میں ہے"۔

---

۱ ... ۲ ... لا اله الا الله المحمود على احسانه ۳ ... ۴ ... لا اله الا الله الحليم الكريم ۵ ... ۶ ... ۷ ... ۸ ... ۹ ... ۱۰ ... ۱۱ ... ۱۲ ... ۱۳ ... ۱۴ ... ۱۵ ... ۱۶ ... ۱۷ ... ۱۸ ... ۱۹ ... ۲۰ ... ۲۱ ... ۲۲ ... ۲۳ ... ۲۴ ...

كتاب احياء الموات

فی ارض تقدر زرعها لانقطاع الماء عنه او لغلبه غلبه غیر مملوکه تعلیقاً من المعامر ومن احیاه

دیتی ہے۔ زمین کاشت شدہ ہو پانی کے نہ آنے یا اس کے سیراب ہونے کی مقدار کی ملکوں سے زیادہ کی وجہ سے یا اور جو کوئی کسی ویران زمین کو

دون الامام عنوة و بغیر حضرة لا یملکها باحیائها وعلیه فرضه من الخراج

ہاں اجازت سے وہ زمین اس کی مالک ہو جائے گی۔ کفار کی زمینوں کی مثل جو بغیر حضور امام کے فتح کی گئی ہوں۔ یعنی کافروں سے جنگ

تشریح کے لفظ۔ عرفہ کتاب الخ اس کتاب میں کل بہت سے احکام مذکور ہوئے اور بہت سے چھوڑ دیئے ہیں اس مناسبت سے کتاب اگر اپنے سے ملحقہ ہو۔

قولہ العرف الخ عادت کو عرف اصطلاح لغت میں اس معنی کو کہتے ہیں جس کا کوئی مالک ہو۔ "فی الصحاح" الموات بالضم مالا روح فیه والموات بفتحتین الارض التی لا مالک لها عن الجوهری" یعنی حیات سے خالی زمین کو کہتے ہیں اور حدیث میں جو ہے کہ موتان الارض میں زکوٰۃ نہیں۔ موتان سے مراد وہ زمین ہے جس سے کسی طرح کا فائدہ حاصل نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ موات وہ زمین ہے جس سے کوئی قسم کا فائدہ حاصل نہ ہو۔ یہاں یہ مراد ہے جس پر کسی قوت کا آباد نہ ہو۔ منتظم ہو۔ کسی اور سے اس میں کاشت کرنا ظاہر روایت کے مطابق جائز نہیں۔ اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اگر اس کے مالک کا پتہ نہ ہو تو اس کی اجازت کے بغیر بھی آباد کرنا جائز ہے۔ اور یہی قول قریب ہے تعامل کے۔ اور یہی ظاہر روایت کے مطابق ہے۔ کیونکہ اس کی اجازت کی کوشش میں بہت دیر لگے گی اور اس میں حرج ہے۔ اور حرج کو شریعت نے دور کیا ہے۔

قولہ ومن احیاء الخ جو شخص مردار زمین کو امام کی اجازت سے قابل زراعت بنالے تو امام صاحب کے نزدیک وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بغیر اجازت امام کے مالک نہیں ہو سکتا۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل حدیث ہے جو ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا "لیس للمرء الا ما طابت به نفس امامه" اور ظاہر ہے کہ ایک زمین میں صرف پتھر یا کنکر کی نشاندہی کر دینے سے اس کا مالک نہ ہو گا۔

ومن حفر بئرا فی موات فله حریمها اربعون ذراعا من کل جانب وحریم فلیب حسی مدت بین کتفی

جو شخص کنواں کھودے ویران میں تو اس کنوئیں کا حریم چالیس گز ہر طرف ہے۔ چشمہ کا حریم پانچ سو گز ہر طرف سے

فعن حفر بئرا فی حریمها منع منه وللقناة حریمها بقدر ما یصلحها وقد عدل عنه القدماء

تو ہم اس کھودنے والے کو روک دیں گے۔ کاریز کا حریم اتنا ہے جتنا اس کے لئے درست ہو۔ بعض نے اس سے

ولم یحتمل عودها الیه فهو موات وان احتمل لا ولا حریم للبئر

اور پھر اس کا قابل ہونا جو مراد ہے اور کنوئیں کے آنے کا احتمال ہو تو موات نہیں ہو گا۔ کنوئیں کا حریم نہیں

ہے۔ [illegible] ۱۲ منہ ۔ ۱۲ منہ ۔ [illegible] ۱۲ منہ ۔ [illegible] ۱۲ منہ ۔ [illegible] ۱۲ منہ ۔ [illegible] ۱۲ منہ

کنویں، چشمے وغیرہ کے حریم کا بیان

توضیح اللغۃ نزح: کنویں کا پانی نکالنا۔ حریم: ہر چیز کی وہ جگہ جو اس چیز کے متعلق ہو۔ عطن: اونٹ کے باڑے کی جگہ۔ بئر: کنواں۔ عادی: پرانا۔ معین: چشمہ۔

تشریح الفقہ قولہ ومن حضر الخ: یہ شخص جو غیر آباد میں جا کر (بلا اتفاق) یا بالاجماع بے آب (سامعین کے نزدیک) کنواں کھودتا ہے یا کھدا ہوا دیکھ کر اس سے کام چلاتا ہے اس کا حریم چالیس گز ہے۔ کہ اتنے حصہ میں کوئی دوسرا شخص کنواں نہیں کھود سکتا۔ حوادث کا کنواں یہ عطن ہو یا بئر ناضح۔ صاحبین کے نزدیک یہ عطن کا حریم چالیس گز ہے اور بئر ناضح کا ساٹھ گز۔ چشمہ کا حریم (بالاتفاق) چھ سو گز ہے۔ امام مالک و امام شافعی کے یہاں حریم کے مسئلہ میں عرف کا اعتبار ہے صاحبین کی دلیل آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ چشمہ کا حریم چھ سو گز ہے اور بئر عطن کا چالیس گز اور بئر ناضح کا ساٹھ گز۔ صاحب کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں مقدر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم شرعی ہے عرف کا اس میں دخل نہیں ہے اور ناضح اور عطن میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ ناضح کے اونٹ کو پانی پلانے کے لئے بار بار آنا جانا پڑتا ہے اس لئے اس کا حریم زیادہ ہے اور عطن کے اونٹ کو پانی پلانے کے لئے بار بار آنا جانا نہیں پڑتا اس لئے اس کا حریم کم ہے۔ ہدایہ میں اس کی تفصیل نہیں ہے۔ العمل علی الاطلاق والعموم الخ۔ وفی المسئلۃ خلاف۔

قولہ ولا حریم لبئر عادی الخ: یعنی امام صاحب کے نزدیک اس کا کوئی حریم نہیں۔ صاحبین کے نزدیک بقدر ضرورت حریم ہے یعنی اتنا کہ بھری ہوئی رسی پر چلانے کے بعد کنویں سے چھٹ جائے۔ اس کے مدرسے نکال کر حصہ پر ڈالی جا سکے۔ تجنیس میں تتمہ سے ترجیح صحیح میں بحیلہ سے ترجیح مختار میں اختیارت مختول ہے کہ یہی صحیح ہے۔ وفی السراجیہ قال حسام الدین والصحیح ما قالا الخ۔ یعنی بھری ہوئی رسی پر چلانے کے بعد جو حصہ کنویں سے باہر رہے (ہر طرف سے) اور امام ابو یوسف کے نزدیک مقدار نصف رسی ہے تجنیس میں کرخی سے اور مجتبیٰ میں فوائد سے منقول ہے کہ یہی قول امام ابو یوسف کا ہے۔ وفی الکبری ایضا ان الفتوی علی قول ابی یوسف۔

تنبیہ شرح مجمع میں کفایہ سے منقول ہے کہ امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف عہد نبوی میں ہے۔ جس کی مٹی صاف کرنے کی ہر وقت ضرورت ہو جس کی مٹی صاف کرنے کی ہر وقت ضرورت ہو تو (بالاتفاق) حریم ہے۔ تجنیس میں کرمانی سے منقول ہے کہ اختلاف عہد نبوی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اب (بالاتفاق) حریم ہے۔ مجتبیٰ میں ہے کہ اختلاف عہد نبوی کے ساتھ مخصوص ہے

کھوت کے احکام

غنی فقیر او الصبیہ ولیس لاحدھم ان یشق بئرا فقیر او یحفر علیہ رحیٰ و دالیۃ

کیا تو اس کو دوسرے پانی کی ملکیت کے بعد، جو کسی اور کی شرکت کا احتمال نہ ہو، کیا اس میں سے تہائی سے پانی نکالنے کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟ یا مثلاً

او حمرا او یوضع فم القربۃ او یقسم بالایام ولہ ونصف القسمۃ للکوی

کھال یا چمڑے کا ٹکڑا یا مشکیزہ کا منہ یا پانی کو تقسیم دنوں کے حساب سے کرنے کے بعد ہوگی یا تقسیم نلکیوں کے حساب سے

او بسوق شربۃ علی ارضی لہ اخری لیس لھا فیہ حق شربہ بلا رضاھم ویورث الشرب

یا اپنی باری اپنی دوسری زمین میں لیجانے جس کے لئے اس سے پانی کا حق نہیں ہے بلا رضا شرکاء وارث اور میراث میں پہنچنے کے بعد پانی کا حق

ویوصی بہ لا بیع بعینہ ولا یباع ولو جلاء ارحۃ جاز وان جاوز لم یضمن

اور وصیت کی جاسکتی ہے بعینہ اس سے نفع اٹھانے کی کمر جھکانے کی حد تک بیچا نہیں جاسکتا اگر کسی نے بیچا تو جائز ہے اگر کسی کنواں، پل، نہر، پانی سے بھری ہوئی کسی شخص نے اس کے مکان کی دیوار اور اب گر گئی تو اس کا ضامن نہ ہوگا۔

گھاٹ کے باقی احکام

تشریح الفقہ: قولہ وصورۃ الخ: مصاب کے ذریعہ ایک نہر مشترک کی متعدد کا حصہ سب شریکوں پر تقسیم کی اوپر کی جانب سے ہے کسی جب نہر ایک شریک کی، یعنی سے شروع ہوتے اور دوسرے کی سونی کے ذریعہ سے جاری ہو جائے گا اصاحبین کے نزدیک صرف سب شریکوں پر اوں سے آخر تک بقدر حصص ہے۔ اس کو یوں سمجھو لو کہ اگر سہ میں دس شریک ہوں تو صرف بطریق اعتبار ہوگا یعنی ہر شخص پر خرچ کا دسواں حصہ ہوگا اور جب مثلاً ایک شریک کی زمین سے آگے بڑھ جائے تو پانی ترکا پر خرچ بطریق شمار ہوگا وکذا اصاحبین کے نزدیک اول سے آخر تک سب پر بطریق اعتبار ہوگا۔ قاضی خاں مثلہ ہے یہ فتوی ہے صاحبین کے قول پر ہے۔

قولہ ویصح الخ: یعنی کے لئے باری کا لفظی صحیح ہے کیونکہ باری امر معروف ہے اور اہل تعارف ہے اور یہ ممکن ہے کہ آدمی زمین کے بغیر بطریق میراث یا بطریق وصیت باری مالک ہو گیا ہو کیونکہ بعض اوقات زمین فروخت ہو جاتی ہے۔ باری فروخت نہیں ہوتی۔

قولہ بقدر الخ: قیم الخ: ایک نہر چند آدمیوں میں مشترک ہے انہیں باری کی کمی بیشی کے متعلق جھگڑا ہو تو باری ان کی اراضی کے مطابق ہوگی۔ کیونکہ باری کا مقصد، یعنی سینچنا ہوتا ہے اور پانی کی ضرورت اختلاف اراضی کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے تو ہر شخص کا حق اس کی زمین کی ضرورت کے مطابق ہوگا۔

کوئی آسرا نہ کوئی ساتھ کہ ایک شب یہاں سانجھا ہے تن رہ گیا ہے بھی مغربی کتاب کا ورق ہوتے ہیں اور ہوتے ہیں کی ہیچ اتنی آن ہے جیسے ۱۲ ہو اس تک ہوا ہو ہو رہا ہے ۱۲

1 لانہ حبس بعینہ فلا یضمن فی السقی غیر مقدار قدمی حصص و علیہ الفتوی ۲ جمیع بحقائق

كتاب الاشربة

تشریح کلمات: قولہ کتاب الخ شربہ اور شرب دونوں لفظ مصدر ہیں اور شیئ سے ایک نوع مراد لیتے ہیں کیونکہ اشربہ اشراب کی جمع ہے۔ اور شراب شرب دونوں مصدر اصل اور مرجع اصلی میں مشترک ہیں اس لئے شرب کے بعد کتاب الاشربہ لایا ہے۔ شراب لغت عرب میں اس مائع سیال چیز کو کہتے ہیں جو پی جائے حرام ہو یا حلال پتلی ہو یا گاڑھی اور اصطلاح شرع میں شراب وہ حرام مشروب ہے جو نشہ لائے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اس کتاب میں شراب کے احکام مذکور ہیں جیسے کتاب الطلاق میں طلاق کے احکام مذکور ہیں اس لحاظ سے کتاب الاشربہ کے ساتھ موسوم کر دیا گیا۔ وفي التلويح في اوائل القسم الثاني ان اضافة المحل و المجرورة بي للاكثر كحرمة الميتة و الخمر و الاضافات وغيرها بذلك مجاز عند كثير من المحققين من باب اضافي اسم المحل على سبيل او هو مبني على حذف المضاف اي حرم اكل الميتة وشرب الخمر ونكاح الامهات۔

فائدہ: اصول اشربہ چار چیزیں ہیں (۱) ماء یعنی پانی جیسے انگور کا شیرہ یعنی خشک انگور جس کو پانی میں ڈال کر پیتے ہیں (۲) حبوب جیسے گیہوں جو جوار (۳) ثمر یعنی پھل جیسے انگور خرما (کھجور) زبیب (منقی) انجیر (۴) الدبان جیسے شہد کا مکھی کا دودھ گھوڑی کا دودھ سوائے گھوڑے سے پانچ چیزیں نکلتی ہیں یعنی شہد اور تمام مسکر (نشہ والی چیز) اور سرکہ (خل) اور دھی سے۔ اشربہ کی تعداد میں اختلاف ہے بعض نے سات بعض نے آٹھ بعض نے نو بعض نے دس بعض نے گیارہ بعض نے بارہ بعض نے تیرہ بعض نے چودہ بعض نے پندرہ بعض نے سولہ بعض نے سترہ بعض نے اٹھارہ بعض نے انیس بعض نے بیس بعض نے اکیس بعض نے بائیس بعض نے تیئیس بعض نے چوبیس بعض نے پچیس بعض نے چھبیس بعض نے ستائیس بعض نے اٹھائیس بعض نے انتیس بعض نے تیس بعض نے اکتیس بعض نے بتیس بعض نے تینتیس بعض نے چونتیس بعض نے پینتیس بعض نے چھتیس بعض نے سینتیس بعض نے اڑتیس بعض نے انتالیس بعض نے چالیس بعض نے اکتالیس بعض نے بیالیس بعض نے تینتالیس بعض نے چوالیس بعض نے پینتالیس بعض نے چھیالیس بعض نے سینتالیس بعض نے اڑتالیس بعض نے انچاس بعض نے پچاس بعض نے اکاون بعض نے باون بعض نے ترپن بعض نے چون بعض نے پچپن بعض نے چھپن بعض نے ستاون بعض نے اٹھاون بعض نے انسٹھ بعض نے ساٹھ بعض نے اکسٹھ بعض نے باسٹھ بعض نے تریسٹھ بعض نے چونسٹھ بعض نے پینسٹھ بعض نے چھیاسٹھ بعض نے سینسٹھ بعض نے اڑسٹھ بعض نے انہتر بعض نے ستر بعض نے اکہتر بعض نے بہتر بعض نے تہتر بعض نے چوہتر بعض نے پچہتر بعض نے چھہتر بعض نے ستہتر بعض نے اٹھہتر بعض نے انیاسی بعض نے اسی بعض نے اکیاسی بعض نے بیاسی بعض نے تراسی بعض نے چوراسی بعض نے پچاسی بعض نے چھیاسی بعض نے ستاسی بعض نے اٹھاسی بعض نے نواسی بعض نے نوے بعض نے اکانوے بعض نے بانوے بعض نے ترانوے بعض نے چورانوے بعض نے پچانوے بعض نے چھیانوے بعض نے ستانوے بعض نے اٹھانوے بعض نے ننانوے بعض نے سو بعض نے ایک سو ایک بعض نے ایک سو دو بعض نے ایک سو تین بعض نے ایک سو چار بعض نے ایک سو پانچ بعض نے ایک سو چھ بعض نے ایک سو سات بعض نے ایک سو آٹھ بعض نے ایک سو نو بعض نے ایک سو دس بعض نے ایک سو گیارہ بعض نے ایک سو بارہ بعض نے ایک سو تیرہ بعض نے ایک سو چودہ بعض نے ایک سو پندرہ بعض نے ایک سو سولہ بعض نے ایک سو سترہ بعض نے ایک سو اٹھارہ بعض نے ایک سو انیس بعض نے ایک سو بیس بعض نے ایک سو اکیس بعض نے ایک سو بائیس بعض نے ایک سو تیئیس بعض نے ایک سو چوبیس بعض نے ایک سو پچیس بعض نے ایک سو چھبیس بعض نے ایک سو ستائیس بعض نے ایک سو اٹھائیس بعض نے ایک سو انتیس بعض نے ایک سو تیس بعض نے ایک سو اکتیس بعض نے ایک سو بتیس بعض نے ایک سو تینتیس بعض نے ایک سو چونتیس بعض نے ایک سو پینتیس بعض نے ایک سو چھتیس بعض نے ایک سو سینتیس بعض نے ایک سو اڑتیس بعض نے ایک سو انتالیس بعض نے ایک سو چالیس بعض نے ایک سو اکتالیس بعض نے ایک سو بیالیس بعض نے ایک سو تینتالیس بعض نے ایک سو چوالیس بعض نے ایک سو پینتالیس بعض نے ایک سو چھیالیس بعض نے ایک سو سینتالیس بعض نے ایک سو اڑتالیس بعض نے ایک سو انچاس بعض نے ایک سو پچاس بعض نے ایک سو اکاون بعض نے ایک سو باون بعض نے ایک سو ترپن بعض نے ایک سو چون بعض نے ایک سو پچپن بعض نے ایک سو چھپن بعض نے ایک سو ستاون بعض نے ایک سو اٹھاون بعض نے ایک سو انسٹھ بعض نے ایک سو ساٹھ بعض نے ایک سو اکسٹھ بعض نے ایک سو باسٹھ بعض نے ایک سو تریسٹھ بعض نے ایک سو چونسٹھ بعض نے ایک سو پینسٹھ بعض نے ایک سو چھیاسٹھ بعض نے ایک سو سینسٹھ بعض نے ایک سو اڑسٹھ بعض نے ایک سو انہتر بعض نے ایک سو ستر بعض نے ایک سو اکہتر بعض نے ایک سو بہتر بعض نے ایک سو تہتر بعض نے ایک سو چوہتر بعض نے ایک سو پچہتر بعض نے ایک سو چھہتر بعض نے ایک سو ستہتر بعض نے ایک سو اٹھہتر بعض نے ایک سو انیاسی بعض نے ایک سو اسی بعض نے ایک سو اکیاسی بعض نے ایک سو بیاسی بعض نے ایک سو تراسی بعض نے ایک سو چوراسی بعض نے ایک سو پچاسی بعض نے ایک سو چھیاسی بعض نے ایک سو ستاسی بعض نے ایک سو اٹھاسی بعض نے ایک سو نواسی بعض نے ایک سو نوے بعض نے ایک سو اکانوے بعض نے ایک سو بانوے بعض نے ایک سو ترانوے بعض نے ایک سو چورانوے بعض نے ایک سو پچانوے بعض نے ایک سو چھیانوے بعض نے ایک سو ستانوے بعض نے ایک سو اٹھانوے بعض نے ایک سو ننانوے بعض نے دو سو بعض نے دو سو ایک بعض نے دو سو دو بعض نے دو سو تین بعض نے دو سو چار بعض نے دو سو پانچ بعض نے دو سو چھ بعض نے دو سو سات بعض نے دو سو آٹھ بعض نے دو سو نو بعض نے دو سو دس بعض نے دو سو گیارہ بعض نے دو سو بارہ بعض نے دو سو تیرہ بعض نے دو سو چودہ بعض نے دو سو پندرہ بعض نے دو سو سولہ بعض نے دو سو سترہ بعض نے دو سو اٹھارہ بعض نے دو سو انیس بعض نے دو سو بیس بعض نے دو سو اکیس بعض نے دو سو بائیس بعض نے دو سو تیئیس بعض نے دو سو چوبیس بعض نے دو سو پچیس بعض نے دو سو چھبیس بعض نے دو سو ستائیس بعض نے دو سو اٹھائیس بعض نے دو سو انتیس بعض نے دو سو تیس بعض نے دو سو اکتیس بعض نے دو سو بتیس بعض نے دو سو تینتیس بعض نے دو سو چونتیس بعض نے دو سو پینتیس بعض نے دو سو چھتیس بعض نے دو سو سینتیس بعض نے دو سو اڑتیس بعض نے دو سو انتالیس بعض نے دو سو چالیس بعض نے دو سو اکتالیس بعض نے دو سو بیالیس بعض نے دو سو تینتالیس بعض نے دو سو چوالیس بعض نے دو سو پینتالیس بعض نے دو سو چھیالیس بعض نے دو سو سینتالیس بعض نے دو سو اڑتالیس بعض نے دو سو انچاس بعض نے دو سو پچاس بعض نے دو سو اکاون بعض نے دو سو باون بعض نے دو سو ترپن بعض نے دو سو چون بعض نے دو سو پچپن بعض نے دو سو چھپن بعض نے دو سو ستاون بعض نے دو سو اٹھاون بعض نے دو سو انسٹھ بعض نے دو سو ساٹھ بعض نے دو سو اکسٹھ بعض نے دو سو باسٹھ بعض نے دو سو تریسٹھ بعض نے دو سو چونسٹھ بعض نے دو سو پینسٹھ بعض نے دو سو چھیاسٹھ بعض نے دو سو سینسٹھ بعض نے دو سو اڑسٹھ بعض نے دو سو انہتر بعض نے دو سو ستر بعض نے دو سو اکہتر بعض نے دو سو بہتر بعض نے دو سو تہتر بعض نے دو سو چوہتر بعض نے دو سو پچہتر بعض نے دو سو چھہتر بعض نے دو سو ستہتر بعض نے دو سو اٹھہتر بعض نے دو سو انیاسی بعض نے دو سو اسی بعض نے دو سو اکیاسی بعض نے دو سو بیاسی بعض نے دو سو تراسی بعض نے دو سو چوراسی بعض نے دو سو پچاسی بعض نے دو سو چھیاسی بعض نے دو سو ستاسی بعض نے دو سو اٹھاسی بعض نے دو سو نواسی بعض نے دو سو نوے بعض نے دو سو اکانوے بعض نے دو سو بانوے بعض نے دو سو ترانوے بعض نے دو سو چورانوے بعض نے دو سو پچانوے بعض نے دو سو چھیانوے بعض نے دو سو ستانوے بعض نے دو سو اٹھانوے بعض نے دو سو ننانوے بعض نے تین سو بعض نے تین سو ایک بعض نے تین سو دو بعض نے تین سو تین بعض نے تین سو چار بعض نے تین سو پانچ بعض نے تین سو چھ بعض نے تین سو سات بعض نے تین سو آٹھ بعض نے تین سو نو بعض نے تین سو دس بعض نے تین سو گیارہ بعض نے تین سو بارہ بعض نے تین سو تیرہ بعض نے تین سو چودہ بعض نے تین سو پندرہ بعض نے تین سو سولہ بعض نے تین سو سترہ بعض نے تین سو اٹھارہ بعض نے تین سو انیس بعض نے تین سو بیس بعض نے تین سو اکیس بعض نے تین سو بائیس بعض نے تین سو تیئیس بعض نے تین سو چوبیس بعض نے تین سو پچیس بعض نے تین سو چھبیس بعض نے تین سو ستائیس بعض نے تین سو اٹھائیس بعض نے تین سو انتیس بعض نے تین سو تیس بعض نے تین سو اکتیس بعض نے تین سو بتیس بعض نے تین سو تینتیس بعض نے تین سو چونتیس بعض نے تین سو پینتیس بعض نے تین سو چھتیس بعض نے تین سو سینتیس بعض نے تین سو اڑتیس بعض نے تین سو انتالیس بعض نے تین سو چالیس بعض نے تین سو اکتالیس بعض نے تین سو بیالیس بعض نے تین سو تینتالیس بعض نے تین سو چوالیس بعض نے تین سو پینتالیس بعض نے تین سو چھیالیس بعض نے تین سو سینتالیس بعض نے تین سو اڑتالیس بعض نے تین سو انچاس بعض نے تین سو پچاس بعض نے تین سو اکاون بعض نے تین سو باون بعض نے تین سو ترپن بعض نے تین سو چون بعض نے تین سو پچپن بعض نے تین سو چھپن بعض نے تین سو ستاون بعض نے تین سو اٹھاون بعض نے تین سو انسٹھ بعض نے تین سو ساٹھ بعض نے تین سو اکسٹھ بعض نے تین سو باسٹھ بعض نے تین سو تریسٹھ بعض نے تین سو چونسٹھ بعض نے تین سو پینسٹھ بعض نے تین سو چھیاسٹھ بعض نے تین سو سینسٹھ بعض نے تین سو اڑسٹھ بعض نے تین سو انہتر بعض نے تین سو ستر بعض نے تین سو اکہتر بعض نے تین سو بہتر بعض نے تین سو تہتر بعض نے تین سو چوہتر بعض نے تین سو پچہتر بعض نے تین سو چھہتر بعض نے تین سو ستہتر بعض نے تین سو اٹھہتر بعض نے تین سو انیاسی بعض نے تین سو اسی بعض نے تین سو اکیاسی بعض نے تین سو بیاسی بعض نے تین سو تراسی بعض نے تین سو چوراسی بعض نے تین سو پچاسی بعض نے تین سو چھیاسی بعض نے تین سو ستاسی بعض نے تین سو اٹھاسی بعض نے تین سو نواسی بعض نے تین سو نوے بعض نے تین سو اکانوے بعض نے تین سو بانوے بعض نے تین سو ترانوے بعض نے تین سو چورانوے بعض نے تین سو پچانوے بعض نے تین سو چھیانوے بعض نے تین سو ستانوے بعض نے تین سو اٹھانوے بعض نے تین سو ننانوے بعض نے چار سو بعض نے چار سو ایک بعض نے چار سو دو بعض نے چار سو تین بعض نے چار سو چار بعض نے چار سو پانچ بعض نے چار سو چھ بعض نے چار سو سات بعض نے چار سو آٹھ بعض نے چار سو نو بعض نے چار سو دس بعض نے چار سو گیارہ بعض نے چار سو بارہ بعض نے چار سو تیرہ بعض نے چار سو چودہ بعض نے چار سو پندرہ بعض نے چار سو سولہ بعض نے چار سو سترہ بعض نے چار سو اٹھارہ بعض نے چار سو انیس بعض نے چار سو بیس بعض نے چار سو اکیس بعض نے چار سو بائیس بعض نے چار سو تیئیس بعض نے چار سو چوبیس بعض نے چار سو پچیس بعض نے چار سو چھبیس بعض نے چار سو ستائیس بعض نے چار سو اٹھائیس بعض نے چار سو انتیس بعض نے چار سو تیس بعض نے چار سو اکتیس بعض نے چار سو بتیس بعض نے چار سو تینتیس بعض نے چار سو چونتیس بعض نے چار سو پینتیس بعض نے چار سو چھتیس بعض نے چار سو سینتیس بعض نے چار سو اڑتیس بعض نے چار سو انتالیس بعض نے چار سو چالیس بعض نے چار سو اکتالیس بعض نے چار سو بیالیس بعض نے چار سو تینتالیس بعض نے چار سو چوالیس بعض نے چار سو پینتالیس بعض نے چار سو چھیالیس بعض نے چار سو سینتالیس بعض نے چار سو اڑتالیس بعض نے چار سو انچاس بعض نے چار سو پچاس بعض نے چار سو اکاون بعض نے چار سو باون بعض نے چار سو ترپن بعض نے چار سو چون بعض نے چار سو پچپن بعض نے چار سو چھپن بعض نے چار سو ستاون بعض نے چار سو اٹھاون بعض نے چار سو انسٹھ بعض نے چار سو ساٹھ بعض نے چار سو اکسٹھ بعض نے چار سو باسٹھ بعض نے چار سو تریسٹھ بعض نے چار سو چونسٹھ بعض نے چار سو پینسٹھ بعض نے چار سو چھیاسٹھ بعض نے چار سو سینسٹھ بعض نے چار سو اڑسٹھ بعض نے چار سو انہتر بعض نے چار سو ستر بعض نے چار سو اکہتر بعض نے چار سو بہتر بعض نے چار سو تہتر بعض نے چار سو چوہتر بعض نے چار سو پچہتر بعض نے چار سو چھہتر بعض نے چار سو ستہتر بعض نے چار سو اٹھہتر بعض نے چار سو انیاسی بعض نے چار سو اسی بعض نے چار سو اکیاسی بعض نے چار سو بیاسی بعض نے چار سو تراسی بعض نے چار سو چوراسی بعض نے چار سو پچاسی بعض نے چار سو چھیاسی بعض نے چار سو ستاسی بعض نے چار سو اٹھاسی بعض نے چار سو نواسی بعض نے چار سو نوے بعض نے چار سو اکانوے بعض نے چار سو بانوے بعض نے چار سو ترانوے بعض نے چار سو چورانوے بعض نے چار سو پچانوے بعض نے چار سو چھیانوے بعض نے چار سو ستانوے بعض نے چار سو اٹھانوے بعض نے چار سو ننانوے بعض نے پانچ سو بعض نے پانچ سو ایک بعض نے پانچ سو دو بعض نے پانچ سو تین بعض نے پانچ سو چار بعض نے پانچ سو پانچ بعض نے پانچ سو چھ بعض نے پانچ سو سات بعض نے پانچ سو آٹھ بعض نے پانچ سو نو بعض نے پانچ سو دس بعض نے پانچ سو گیارہ بعض نے پانچ سو بارہ بعض نے پانچ سو تیرہ بعض نے پانچ سو چودہ بعض نے پانچ سو پندرہ بعض نے پانچ سو سولہ بعض نے پانچ سو سترہ بعض نے پانچ سو اٹھارہ بعض نے پانچ سو انیس بعض نے پانچ سو بیس بعض نے پانچ سو اکیس بعض نے پانچ سو بائیس بعض نے پانچ سو تیئیس بعض نے پانچ سو چوبیس بعض نے پانچ سو پچیس بعض نے پانچ سو چھبیس بعض نے پانچ سو ستائیس بعض نے پانچ سو اٹھائیس بعض نے پانچ سو انتیس بعض نے پانچ سو تیس بعض نے پانچ سو اکتیس بعض نے پانچ سو بتیس بعض نے پانچ سو تینتیس بعض نے پانچ سو چونتیس بعض نے پانچ سو پینتیس بعض نے پانچ سو چھتیس بعض نے پانچ سو سینتیس بعض نے پانچ سو اڑتیس بعض نے پانچ سو انتالیس بعض نے پانچ سو چالیس بعض نے پانچ سو اکتالیس بعض نے پانچ سو بیالیس بعض نے پانچ سو تینتالیس بعض نے پانچ سو چوالیس بعض نے پانچ سو پینتالیس بعض نے پانچ سو چھیالیس بعض نے پانچ سو سینتالیس بعض نے پانچ سو اڑتالیس بعض نے پانچ سو انچاس بعض نے پانچ سو پچاس بعض نے پانچ سو اکاون بعض نے پانچ سو باون بعض نے پانچ سو ترپن بعض نے پانچ سو چون بعض نے پانچ سو پچپن بعض نے پانچ سو چھپن بعض نے پانچ سو ستاون بعض نے پانچ سو اٹھاون بعض نے پانچ سو انسٹھ بعض نے پانچ سو ساٹھ بعض نے پانچ سو اکسٹھ بعض نے پانچ سو باسٹھ بعض نے پانچ سو تریسٹھ بعض نے پانچ سو چونسٹھ بعض نے پانچ سو پینسٹھ بعض نے پانچ سو چھیاسٹھ بعض نے پانچ سو سینسٹھ بعض نے پانچ سو اڑسٹھ بعض نے پانچ سو انہتر بعض نے پانچ سو ستر بعض نے پانچ سو اکہتر بعض نے پانچ سو بہتر بعض نے پانچ سو تہتر بعض نے پانچ سو چوہتر بعض نے پانچ سو پچہتر بعض نے پانچ سو چھہتر بعض نے پانچ سو ستہتر بعض نے پانچ سو اٹھہتر بعض نے پانچ سو انیاسی بعض نے پانچ سو اسی بعض نے پانچ سو اکیاسی بعض نے پانچ سو بیاسی بعض نے پانچ سو تراسی بعض نے پانچ سو چوراسی بعض نے پانچ سو پچاسی بعض نے پانچ سو چھیاسی بعض نے پانچ سو ستاسی بعض نے پانچ سو اٹھاسی بعض نے پانچ سو نواسی بعض نے پانچ سو نوے بعض نے پانچ سو اکانوے بعض نے پانچ سو بانوے بعض نے پانچ سو ترانوے بعض نے پانچ سو چورانوے بعض نے پانچ سو پچانوے بعض نے پانچ سو چھیانوے بعض نے پانچ سو ستانوے بعض نے پانچ سو اٹھانوے بعض نے پانچ سو ننانوے بعض نے چھ سو بعض نے چھ سو ایک بعض نے چھ سو دو بعض نے چھ سو تین بعض نے چھ سو چار بعض نے چھ سو پانچ بعض نے چھ سو چھ بعض نے چھ سو سات بعض نے چھ سو آٹھ بعض نے چھ سو نو بعض نے چھ سو دس بعض نے چھ سو گیارہ بعض نے چھ سو بارہ بعض نے چھ سو تیرہ بعض نے چھ سو چودہ بعض نے چھ سو پندرہ بعض نے چھ سو سولہ بعض نے چھ سو سترہ بعض نے چھ سو اٹھارہ بعض نے چھ سو انیس بعض نے چھ سو بیس بعض نے چھ سو اکیس بعض نے چھ سو بائیس بعض نے چھ سو تیئیس بعض نے چھ سو چوبیس بعض نے چھ سو پچیس بعض نے چھ سو چھبیس بعض نے چھ سو ستائیس بعض نے چھ سو اٹھائیس بعض نے چھ سو انتیس بعض نے چھ سو تیس بعض نے چھ سو اکتیس بعض نے چھ سو بتیس بعض نے چھ سو تینتیس بعض نے چھ سو چونتیس بعض نے چھ سو پینتیس بعض نے چھ سو چھتیس بعض نے چھ سو سینتیس بعض نے چھ سو اڑتیس بعض نے چھ سو انتالیس بعض نے چھ سو چالیس بعض نے چھ سو اکتالیس بعض نے چھ سو بیالیس بعض نے چھ سو تینتالیس بعض نے چھ سو چوالیس بعض نے چھ سو پینتالیس بعض نے چھ سو چھیالیس بعض نے چھ سو سینتالیس بعض نے چھ سو اڑتالیس بعض نے چھ سو انچاس بعض نے چھ سو پچاس بعض نے چھ سو اکاون بعض نے چھ سو باون بعض نے چھ سو ترپن بعض نے چھ سو چون بعض نے چھ سو پچپن بعض نے چھ سو چھپن بعض نے چھ سو ستاون بعض نے چھ سو اٹھاون بعض نے چھ سو انسٹھ بعض نے چھ سو ساٹھ بعض نے چھ سو اکسٹھ بعض نے چھ سو باسٹھ بعض نے چھ سو تریسٹھ بعض نے چھ سو چونسٹھ بعض نے چھ سو پینسٹھ بعض نے چھ سو چھیاسٹھ بعض نے چھ سو سینسٹھ بعض نے چھ سو اڑسٹھ بعض نے چھ سو انہتر بعض نے چھ سو ستر بعض نے چھ سو اکہتر بعض نے چھ سو بہتر بعض نے چھ سو تہتر بعض نے چھ سو چوہتر بعض نے چھ سو پچہتر بعض نے چھ سو چھہتر بعض نے چھ سو ستہتر بعض نے چھ سو اٹھہتر بعض نے چھ سو انیاسی بعض نے چھ سو اسی بعض نے چھ سو اکیاسی بعض نے چھ سو بیاسی بعض نے چھ سو تراسی بعض نے چھ سو چوراسی بعض نے چھ سو پچاسی بعض نے چھ سو چھیاسی بعض نے چھ سو ستاسی بعض نے چھ سو اٹھاسی بعض نے چھ سو نواسی بعض نے چھ سو نوے بعض نے چھ سو اکانوے بعض نے چھ سو بانوے بعض نے چھ سو ترانوے بعض نے چھ سو چورانوے بعض نے چھ سو پچانوے بعض نے چھ سو چھیانوے بعض نے چھ سو ستانوے بعض نے چھ سو اٹھانوے بعض نے چھ سو ننانوے بعض نے سات سو بعض نے سات سو ایک بعض نے سات سو دو بعض نے سات سو تین بعض نے سات سو چار بعض نے سات سو پانچ بعض نے سات سو چھ بعض نے سات سو سات بعض نے سات سو آٹھ بعض نے سات سو نو بعض نے سات سو دس بعض نے سات سو گیارہ بعض نے سات سو بارہ بعض نے سات سو تیرہ بعض نے سات سو چودہ بعض نے سات سو پندرہ بعض نے سات سو سولہ بعض نے سات سو سترہ بعض نے سات سو اٹھارہ بعض نے سات سو انیس بعض نے سات سو بیس بعض نے سات سو اکیس بعض نے سات سو بائیس بعض نے سات سو تیئیس بعض نے سات سو چوبیس بعض نے سات سو پچیس بعض نے سات سو چھبیس بعض نے سات سو ستائیس بعض نے سات سو اٹھائیس بعض نے سات سو انتیس بعض نے سات سو تیس بعض نے سات سو اکتیس بعض نے سات سو بتیس بعض نے سات سو تینتیس بعض نے سات سو چونتیس بعض نے سات سو پینتیس بعض نے سات سو چھتیس بعض نے سات سو سینتیس بعض نے سات سو اڑتیس بعض نے سات سو انتالیس بعض نے سات سو چالیس بعض نے سات سو اکتالیس بعض نے سات سو بیالیس بعض نے سات سو تینتالیس بعض نے سات سو چوالیس بعض نے سات سو پینتالیس بعض نے سات سو چھیالیس بعض نے سات سو سینتالیس بعض نے سات سو اڑتالیس بعض نے سات سو انچاس بعض نے سات سو پچاس بعض نے سات سو اکاون بعض نے سات سو باون بعض نے سات سو ترپن بعض نے سات سو چون بعض نے سات سو پچپن بعض نے سات سو چھپن بعض نے سات سو ستاون بعض نے سات سو اٹھاون بعض نے سات سو انسٹھ بعض نے سات سو ساٹھ بعض نے سات سو اکسٹھ بعض نے سات سو باسٹھ بعض نے سات سو تریسٹھ بعض نے سات سو چونسٹھ بعض نے سات سو پینسٹھ بعض نے سات سو چھیاسٹھ بعض نے سات سو سینسٹھ بعض نے سات سو اڑسٹھ بعض نے سات سو انہتر بعض نے سات سو ستر بعض نے سات سو اکہتر بعض نے سات سو بہتر بعض نے سات سو تہتر بعض نے سات سو چوہتر بعض نے سات سو پچہتر بعض نے سات سو چھہتر بعض نے سات سو ستہتر بعض نے سات سو اٹھہتر بعض نے سات سو انیاسی بعض نے سات سو اسی بعض نے سات سو اکیاسی بعض نے سات سو بیاسی بعض نے سات سو تراسی بعض نے سات سو چوراسی بعض نے سات سو پچاسی بعض نے سات سو چھیاسی بعض نے سات سو ستاسی بعض نے سات سو اٹھاسی بعض نے سات سو نواسی بعض نے سات سو نوے بعض نے سات سو اکانوے بعض نے سات سو بانوے بعض نے سات سو ترانوے بعض نے سات سو چورانوے بعض نے سات سو پچانوے بعض نے سات سو چھیانوے بعض نے سات سو ستانوے بعض نے سات سو اٹھانوے بعض نے سات سو ننانوے بعض نے آٹھ سو بعض نے آٹھ سو ایک بعض نے آٹھ سو دو بعض نے آٹھ سو تین بعض نے آٹھ سو چار بعض نے آٹھ سو پانچ بعض نے آٹھ سو چھ بعض نے آٹھ سو سات بعض نے آٹھ سو آٹھ بعض نے آٹھ سو نو بعض نے آٹھ سو دس بعض نے آٹھ سو گیارہ بعض نے آٹھ سو بارہ بعض نے آٹھ سو تیرہ بعض نے آٹھ سو چودہ بعض نے آٹھ سو پندرہ بعض نے آٹھ سو سولہ بعض نے آٹھ سو سترہ بعض نے آٹھ سو اٹھارہ بعض نے آٹھ سو انیس بعض نے آٹھ سو بیس بعض نے آٹھ سو اکیس بعض نے آٹھ سو بائیس بعض نے آٹھ سو تیئیس بعض نے آٹھ سو چوبیس بعض نے آٹھ سو پچیس بعض نے آٹھ سو چھبیس بعض نے آٹھ سو ستائیس بعض نے آٹھ سو اٹھائیس بعض نے آٹھ سو انتیس بعض نے آٹھ سو تیس بعض نے آٹھ سو اکتیس بعض نے آٹھ سو بتیس بعض نے آٹھ سو تینتیس بعض نے آٹھ سو چونتیس بعض نے آٹھ سو پینتیس بعض نے آٹھ سو چھتیس بعض نے آٹھ سو سینتیس بعض نے آٹھ سو اڑتیس بعض نے آٹھ سو انتالیس بعض نے آٹھ سو چالیس بعض نے آٹھ سو اکتالیس بعض نے آٹھ سو بیالیس بعض نے آٹھ سو تینتالیس بعض نے آٹھ سو چوالیس بعض نے آٹھ سو پینتالیس بعض نے آٹھ سو چھیالیس بعض نے آٹھ سو سینتالیس بعض نے آٹھ سو اڑتالیس بعض نے آٹھ سو انچاس بعض نے آٹھ سو پچاس بعض نے آٹھ سو اکاون بعض نے آٹھ سو باون بعض نے آٹھ سو ترپن بعض نے آٹھ سو چون بعض نے آٹھ سو پچپن بعض نے آٹھ سو چھپن بعض نے آٹھ سو ستاون بعض نے آٹھ سو اٹھاون بعض نے آٹھ سو انسٹھ بعض نے آٹھ سو ساٹھ بعض نے آٹھ سو اکسٹھ بعض نے آٹھ سو باسٹھ بعض نے آٹھ سو تریسٹھ بعض نے آٹھ سو چونسٹھ بعض نے آٹھ سو پینسٹھ بعض نے آٹھ سو چھیاسٹھ بعض نے آٹھ سو سینسٹھ بعض نے آٹھ سو اڑسٹھ بعض نے آٹھ سو انہتر بعض نے آٹھ سو ستر بعض نے آٹھ سو اکہتر بعض نے آٹھ سو بہتر بعض نے آٹھ سو تہتر بعض نے آٹھ سو چوہتر بعض نے آٹھ سو پچہتر بعض نے آٹھ سو چھہتر بعض نے آٹھ سو ستہتر بعض نے آٹھ سو اٹھہتر بعض نے آٹھ سو انیاسی بعض نے آٹھ سو اسی بعض نے آٹھ سو اکیاسی بعض نے آٹھ سو بیاسی بعض نے آٹھ سو تراسی بعض نے آٹھ سو چوراسی بعض نے آٹھ سو پچاسی بعض نے آٹھ سو چھیاسی بعض نے آٹھ سو ستاسی بعض نے آٹھ سو اٹھاسی بعض نے آٹھ سو نواسی بعض نے آٹھ سو نوے بعض نے آٹھ سو اکانوے بعض نے آٹھ سو بانوے بعض نے آٹھ سو ترانوے بعض نے آٹھ سو چورانوے بعض نے آٹھ سو پچانوے بعض نے آٹھ سو چھیانوے بعض نے آٹھ سو ستانوے بعض نے آٹھ سو اٹھانوے بعض نے آٹھ سو ننانوے بعض نے نو سو بعض نے نو سو ایک بعض نے نو سو دو بعض نے نو سو تین بعض نے نو سو چار بعض نے نو سو پانچ بعض نے نو سو چھ بعض نے نو سو سات بعض نے نو سو آٹھ بعض نے نو سو نو بعض نے نو سو دس بعض نے نو سو گیارہ بعض نے نو سو بارہ بعض نے نو سو تیرہ بعض نے نو سو چودہ بعض نے نو سو پندرہ بعض نے نو سو سولہ بعض نے نو سو سترہ بعض نے نو سو اٹھارہ بعض نے نو سو انیس بعض نے نو سو بیس بعض نے نو سو اکیس بعض نے نو سو بائیس بعض نے نو سو تیئیس بعض نے نو سو چوبیس بعض نے نو سو پچیس بعض نے نو سو چھبیس بعض نے نو سو ستائیس بعض نے نو سو اٹھائیس بعض نے نو سو انتیس بعض نے نو سو تیس بعض نے نو سو اکتیس بعض نے نو سو بتیس بعض نے نو سو تینتیس بعض نے نو سو چونتیس بعض نے نو سو پینتیس بعض نے نو سو چھتیس بعض نے نو سو سینتیس بعض نے نو سو اڑتیس بعض نے نو سو انتالیس بعض نے نو سو چالیس بعض نے نو سو اکتالیس بعض نے نو سو بیالیس بعض نے نو سو تینتالیس بعض نے نو سو چوالیس بعض نے نو سو پینتالیس بعض نے نو سو چھیالیس بعض نے نو سو سینتالیس بعض نے نو سو اڑتالیس بعض نے نو سو انچاس بعض نے نو سو پچاس بعض نے نو سو اکاون بعض نے نو سو باون بعض نے نو سو ترپن بعض نے نو سو چون بعض نے نو سو پچپن بعض نے نو سو چھپن بعض نے نو سو ستاون بعض نے نو سو اٹھاون بعض نے نو سو انسٹھ بعض نے نو سو ساٹھ بعض نے نو سو اکسٹھ بعض نے نو سو باسٹھ بعض نے نو سو تریسٹھ بعض نے نو سو چونسٹھ بعض نے نو سو پینسٹھ بعض نے نو سو چھیاسٹھ بعض نے نو سو سینسٹھ بعض نے نو سو اڑسٹھ بعض نے نو سو انہتر بعض نے نو سو ستر بعض نے نو سو اکہتر بعض نے نو سو بہتر بعض نے نو سو تہتر بعض نے نو سو چوہتر بعض نے نو سو پچہتر بعض نے نو سو چھہتر بعض نے نو سو ستہتر بعض نے نو سو اٹھہتر بعض نے نو سو انیاسی بعض نے نو سو اسی بعض نے نو سو اکیاسی بعض نے نو سو بیاسی بعض نے نو سو تراسی بعض نے نو سو چوراسی بعض نے نو سو پچاسی بعض نے نو سو چھیاسی بعض نے نو سو ستاسی بعض نے نو سو اٹھاسی بعض نے نو سو نواسی بعض نے نو سو نوے بعض نے نو سو اکانوے بعض نے نو سو بانوے بعض نے نو سو ترانوے بعض نے نو سو چورانوے بعض نے نو سو پچانوے بعض نے نو سو چھیانوے بعض نے نو سو ستانوے بعض نے نو سو اٹھانوے بعض نے نو سو ننانوے بعض نے دس سو بعض نے دس سو ایک بعض نے دس سو دو بعض نے دس سو تین بعض نے دس سو چار بعض نے دس سو پانچ بعض نے دس سو چھ بعض نے دس سو سات بعض نے دس سو آٹھ بعض نے دس سو نو بعض نے دس سو دس بعض نے دس سو گیارہ بعض نے دس سو بارہ بعض نے دس سو تیرہ بعض نے دس سو چودہ بعض نے دس سو پندرہ بعض نے دس سو سولہ بعض نے دس سو سترہ بعض نے دس سو اٹھارہ بعض نے دس سو انیس بعض نے دس سو بیس بعض نے دس سو اکیس بعض نے دس سو بائیس بعض نے دس سو تیئیس بعض نے دس سو چوبیس بعض نے دس سو پچیس بعض نے دس سو چھبیس بعض نے دس سو ستائیس بعض نے دس سو اٹھائیس بعض نے دس سو انتیس بعض نے دس سو تیس بعض نے دس سو اکتیس بعض نے دس سو بتیس بعض نے دس سو تینتیس بعض نے دس سو چونتیس بعض نے دس سو پینتیس بعض نے دس سو چھتیس بعض نے دس سو سینتیس بعض نے دس سو اڑتیس بعض نے دس سو انتالیس بعض نے دس سو چالیس بعض نے دس سو اکتالیس بعض نے دس سو بیالیس بعض نے دس سو تینتالیس بعض نے دس سو چوالیس بعض نے دس سو پینتالیس بعض نے دس سو چھیالیس بعض نے دس سو سینتالیس بعض نے دس سو اڑتالیس بعض نے دس سو انچاس بعض نے دس سو پچاس بعض نے دس سو اکاون بعض نے دس سو باون بعض نے دس سو ترپن بعض نے دس سو چون بعض نے دس سو پچپن بعض نے دس سو چھپن بعض نے دس سو ستاون بعض نے دس سو اٹھاون بعض نے دس سو انسٹھ بعض نے دس سو ساٹھ بعض نے دس سو اکسٹھ بعض نے دس سو باسٹھ بعض نے دس سو تریسٹھ بعض نے دس سو چونسٹھ بعض نے دس سو پینسٹھ بعض نے دس سو چھیاسٹھ بعض نے دس سو سینسٹھ بعض نے دس سو اڑسٹھ بعض نے دس سو انہتر بعض نے دس سو ستر بعض نے دس سو اکہتر بعض نے دس سو بہتر بعض نے دس سو تہتر بعض نے دس سو چوہتر بعض نے دس سو پچہتر بعض نے دس سو چھہتر بعض نے دس سو ستہتر بعض نے دس سو اٹھہتر بعض نے دس سو انیاسی بعض نے دس سو اسی بع

فریع الحنطی وغیرہ کا مثل قال ۔ حدثنا عبد الرحمن بن یزید قال ۔ اخبرنا ابو توبۃ عن مطیع عن ابی عمیر قال قال رسول اللہ ﷺ "قل مسکر خمر" اس حدیث صحیح ہے اور صحیح لغیرہ مسلم میں سری بن یحییٰ "الخمر من هاتین الشجرتین" کا باب ہے یہ کہ اس سے اللہ کی خمر مراد نہیں بلکہ یہ عام حکم تھا جو ہر مسکر کے بارے میں ہے کیونکہ آپ یہاں احکام کیلئے تشریف لائے تھے۔ کہ بیان لغت کیلئے۔ یہ مطلب ہے ابوداؤد کے کہ خود شراب انگور کے رکھنے سے حرام ہو جاتی ہے اور خود حرام فرمانے سے بھی حرام ہے۔ اس کی تائید حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے۔ کہ آپ سے بھی کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خود نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ حرام کیا ہے؟ بلکہ اس کے انجام کی وجہ سے حرام کیا ہے۔ تو جس شراب کا انجام خمر کے مثل ہو یعنی مسکر ہو وہ خمر کی طرح حرام ہے "مصنف عبدالرزاق" میں ہے کہ خمر تو انگور کی شراب ہی کا نام ہے لیکن ہر شے مسکر جس کا انجام خمر کی طرح ہو یعنی سب مسکرات خمر کے حکم میں داخل ہیں۔

قولہ وقد اتی علیہ الخ خمر کی تعریف نے کئی لوگوں کے نزدیک جو صحابہ اور تابعین سے ہیں اور ائمہ اربعہ نے بھی کہا ہے کہ ہر وہ شراب جو گاڑھا نہیں بلکہ جوش کھائے اور جھاگ آ جائے اسے خمر کہا جائے گا۔ مصنف نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے جو ظاہر ہے۔ جیسا کہ شرح طحاوی میں اس کا سبب سے منقول ہے کہ یہ حدت مزاج اور مسکر ہونے کی وجہ سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی کی حدت کو اتی علیہ سے بیان کرتے ہیں جو شدت تیزی پر دلالت کرتا ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ طحاوی (جوش کھانا) نشہ اور مسکر ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور خمر جو کہ شدت سے ہوتا ہے اس میں بالکل شدت سے مراد ہے اشتداد جوش کی حالت میں اس کو خمر کہیں گے۔ کیونکہ وہ جھاگ لانے کی وجہ سے غالب ہو گی۔ کیونکہ خمر سے مسکر کا اضافہ اکثر کی وجہ سے ہوتا ہے جو اس حالت میں پایا جاتا ہے۔ اور شرعی احکام حقیقی ہے جیسے احصان اور تحلیل محلل اور حد سرقہ وغیرہ جو حسب فصلی ہیں اس لئے احکام خمر کا مدار خمر کامل پر ہو گا۔

قولہ وھو ان یغلی الخ جب کوئی حکم کسی نص سے ثابت ہو تو اس کیلئے علت تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ خود نص ہی اس حکم کیلئے علت ہوتی ہے۔ اس اگر وہ حکم کسی فرعی مسئلہ میں قیاس سے ثابت کیا جائے تو فرع کیلئے اصل کا معلوم ہونا ضروری ہے جو علت کو مقرر کر کے اس کا حکم نکالا جائے تو علت معلوم ہونی چاہیے اس لئے خمر کے لئے علت مسکر ثابت ہوئی تو اب ہر وہ شراب جو نشہ آور ہو گی وہ خمر ہو گی اور اس پر حد واجب ہو گی۔ خواہ اس کی حرمت کے لئے علت مسکر کی ضرورت نہیں جب یہ بات دلائل سے ثابت ہو گئی تو اب سمجھ کو خمر کی حرمت علت مسکر کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ نص کی وجہ سے ہے گو اس میں نشہ موجود ہے۔ اس لئے طرح شیشہ میں شراب پینا حرام ہے اسی طرح شراب کا ایک قطرہ بھی حرام ہے گو نشہ نہ ہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قلیل مقدار جو اس کثیر مقدار میں ہو جو مسکر ہو نہیں ہوتی اور نہ حلال ہوتا ہے۔

قولہ وخلاط الخ بعض شارحین نے کہا ہے کہ عربی زبان میں شراب ملانا ہے۔ جس کو پانی (ملا) کہتے ہیں۔ (جو یہ ہوتا ہے کہ انگور کی شراب کو پانی ملا دیا جائے کہ کم مل جائے۔ اور مسکر ہو جائے) عام شراح اور فقہاء کے یہاں یہ معنی ہے۔ بعض مفسرین بھی یہی کہتے ہیں۔ کیونکہ خلاط۔ یکجا کرنا شراب سے مراد نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ خلاط حلت اور حرمت پیدا کرنے والی چیز شراب ہے اس لئے خالص اور ناقص انگور میں کوئی شراب پینے والے کو اس کا پینا گوارا نہیں ہوتا۔ کہ فساد کا سد باب ہو جائے۔

فائدہ۔ علماء کی دوسری جماعت یہ ہے کہ انگور کے جس کو ابال کر پکایا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور مسکر ہو جائے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ علماء محققین یہی ہے صاحب ہدایہ نے اسی کو لیا ہے۔ پھر ہم اس کو کیونکر حلال کہہ سکتے ہیں۔ (شرح علامی)

---

۱ علماء کرام کہتے ہیں یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ حلت حرمت کی علت اوصاف میں سے ہے کہ جس کے ساتھ حکم متعلق ہوتا ہے۔ اس لئے فقہاء نے کہا ہے کہ حرمت کی علت مسکر ہونا ہے۔

۲ مسلم میں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

۳ بدایہ ج ۴ ۔ فصلی کی بحث دیکھو۔

۴ جمہور کے نزدیک خمر وہ ہے جس سے جوش کھائے اور جھاگ آ جائے۔

والسكر وهو النيء من ماء الرطب ونقيع الزبيب وهو النيء من ماء الزبيب والكل حرام اذا غلا واشتد

عام مشروبات کا پانی ہے جو کہ کھجور سے نکالا جاتا ہے اور کچا پانی جو کہ منقی کا پانی ہے جو کہ گرم میں بھگو دیا جائے کچی ہو جائے

وحرمتها دون حرمة الخمر فلا يكفر مستحلها بخلاف الخمر

گر ان کی حرمت کرنے سے کم ہے پس اگر کوئی ان کو حلال جانے والے کافر نہ ہوگا

تشریح اللغات قولہ والسکر طبخ تمر یعنی وہ مشروب کہ جو کھجور کا پانی جو پکنے کے بعد جھاگ دار ہو جائے اور نشہ آور ہو جائے کیونکہ حق تعالیٰ نے اس کو ام الخبائث فرمایا ہے اور قولہ فاجتنبوہ میں ضمیر کا مرجع خمر ہے یعنی خمر سے بچو اور اس کو حرام قرار دو یعنی خمر کو حرام کہنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے نفع حاصل کرنا حرام ہے اور قولہ ونقیع الزبیب یعنی وہ مشروب کہ جو منقی کا پانی ہے جو کہ گرم میں بھگو دیا جائے کچی ہو جائے اور قولہ وهو النيء من ماء الزبيب یعنی وہ مشروب کہ جو منقی کا پانی ہے جو کہ گرم میں بھگو دیا جائے کچی ہو جائے اور قولہ والكل حرام اذا غلا واشتد یعنی وہ تمام مشروبات کہ جو کھجور اور منقی سے بنائے جاتے ہیں جب وہ پکنے کے بعد جھاگ دار ہو جائیں اور نشہ آور ہو جائیں تو حرام ہیں اور قولہ فلا يكفر مستحلها بخلاف الخمر یعنی اگر کوئی شخص ان مشروبات کو حلال جانے تو وہ کافر نہیں ہوگا بخلاف خمر کے کہ اگر کوئی شخص خمر کو حلال جانے تو وہ کافر ہو جائے گا

والحلال من الأشربة نبيذ التمر والزبيب بأن يطبخ أدنى طبخة ويشتد ونبيذ البسر والعنب الخليطين بأن يطبخ أدنى طبخة ويشتد

اور حلال ان میں سے چار ہیں ان میں سے کھجور کا نبیذ کہ جو کہ پکایا جائے کچھ دیر جب کہ وہ جھاگ دار ہو جائے اور نشہ آور ہو جائے اور کچی اور پکی کھجور کا نبیذ کہ جو کہ پکایا جائے کچھ دیر جب کہ وہ جھاگ دار ہو جائے اور نشہ آور ہو جائے

ولا بأس بالانتباذ في الدباء والحنتم والمزفت والنقير وهو أصل الكرع وهو الجذع المنقور

اور کوئی حرج نہیں ہے کدو کے برتن میں اور سبز مٹکے میں اور رال لگے ہوئے برتن میں اور لکڑی کے برتن میں اور وہ اصل ہے کرع کی اور وہ تنا ہے کہ جو کہ کھوکھلا کیا گیا ہو

مباح مشروبات کا بیان

توضیح اللغات ... یعنی حلال مشروبات چار ہیں جو کہ مختلف چیزوں سے بنائے جاتے ہیں ان میں سے ایک کھجور کا نبیذ ہے اور دوسرا کھجور اور منقی کا نبیذ ہے اور قولہ ...

تشریح المتن قولہ والحلال من الاشربۃ الخ چار مشروبات کی حلت کا بیان ہے یعنی چار مشروبات ایسے ہیں کہ جو حلال ہیں اور ان کا پینا جائز ہے اور قولہ ...

والمنت العنبی

چہارم مشرب حق

مثلث حق کا تحقیقی بیان

روی احادیث حرمت مسکر میں مطلق ہیں اور بعض روایتوں میں خمر کی تصریح ہے اور بعض روایتوں میں شراب کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ ان تمام روایتوں کو جمع کر کے ان کے مجموعی مفاد کو سامنے رکھ کر ہی فقہاء نے مسکر کی تعریف کی ہے۔ اس لئے ہم نے بھی ترجمہ میں مسکر ہی کا لفظ اختیار کیا ہے۔ اس کی تفصیل مطولات میں موجود ہے۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ ان تمام احادیث حرمت کو ترک کر دینے یا ان کی تاویل کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے وہ بالکل بے بنیاد ہے اور ان احادیث کی صحت و روایت میں کسی ادنیٰ شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اس مضمون کی بعض روایتوں میں حرمت کو اس امت کے ساتھ خاص بتلایا گیا ہے اور بعض روایتوں میں اس کو اس امت کے علاوہ دوسری امتوں پر بھی حرام بتلایا گیا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ شراب دوسری امتوں پر حرام تھی اور اس امت کے لئے حلال کر دی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اس امت کے لئے بھی شراب کو حلال سمجھ لیا۔ لیکن یہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ شراب ہر امت پر ہمیشہ سے حرام رہی ہے اور اس امت کے لئے بھی ہمیشہ حرام رہے گی۔ اس امت کے لئے اس کی حرمت کا اعلان ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ اس امت کے لوگ اس کی حرمت کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کی حرمت کے بارے میں ان کو کوئی شبہ نہ رہے۔ اس لئے اس امت کے لئے اس کی حرمت کا اعلان بہت زیادہ تاکید کے ساتھ کیا گیا۔ اس کی تفصیل مطولات میں دیکھی جا سکتی ہے۔

وحلّ الانتباذ فی الدُّبّاء والحنتم والمزفّت والنقیر وعلّل الخمر سوءُ خلقت ز عملت

حلال ہے نبیذ بنانا تونبے میں اور گھڑے کے اور سبز مٹکے میں، شراب کا ہر کہ خواہ وہ کیا ہو جس چیز سے بنائی گئی ہو

وثمرة سوءُ ذرّیٰ الخمر والاعتماد به ولا یحلّ سایرة بلا سکر

اور ثمرہ اس شراب کی بگڑنا ہے اولاد کے اور اعتماد نہ کرنا اس پر اور حلال نہیں کوئی چیز بغیر نشہ کے

تشریح اللغۃ قولہ وحل الخ وہ حلال ہے۔ انتباذ (افتعال) نبیذ (فعیل بمعنی مفعول) بنانا۔ دباء (کدو) کے گھڑے کو کہتے ہیں۔ حنتم (سبز مٹکا) کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ مزفت (تارکول لگا ہوا) نقیر (لکڑی کے گھڑے) کو کہتے ہیں۔ علل (بیان کیا) سوء خلقت (بگڑنا) سوء ذری (اولاد کا بگڑنا) سایرۃ (چلنے والی)

تشریح ترجمہ کے شروع میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ یہ باب حلال و حرام کے بیان کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں ان برتنوں کی تعیین کی گئی ہے جن میں نبیذ بنانا حلال ہے اور جن میں بنانا حرام ہے۔ اس لئے اس باب کا ترجمہ "حلال و حرام" کے الفاظ سے کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے اوپر کیا ہے۔ اس باب کی حدیثوں سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ان برتنوں کی حرمت کا حکم بھی ہمیشہ کے لئے نہیں تھا بلکہ ابتداء اسلام میں تھا۔ بعد میں اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ اس کی تفصیل مطولات میں دیکھی جا سکتی ہے۔

تشریح الحدیث حدیث ۱ و ۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱ کے راوی عبداللہ بن ابی عتبہ ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں۔ حدیث ۲ کے راوی عبداللہ بن عبداللہ بن ابی عتبہ ہیں جو عبداللہ بن ابی عتبہ کے بھائی ہیں۔ حدیث ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۳۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۴۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۵۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۶۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۷۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۸۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۹۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ حدیث ۱۰۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔

قولہ و عمل الخ جملہ سے یہاں تک کا مسئلہ بے غبار ہے۔ مقدور سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کا شکار کیا جائے اس میں کوئی چیز ایسی مانع نہ ہو جو اس کو ہاتھ آنے سے روکتی ہو۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں اگر شکار کا مقدور ہونا شرط نہیں ہے اگر بھاگ کر جنگل وغیرہ میں چلا جائے یا پانی میں ڈوب کر مر جائے تو حلال ہے۔ امام شافعی کے یہاں اگر شکار مقدور نہیں ہے اگر بھاگ کر جنگل وغیرہ میں گر کر مر جائے یا پانی میں ڈوب کر مر جائے تو حلال نہیں ہے۔ ہماری دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے کہ ما امسکن علیکم۔ یعنی جو شکار تمہارے لئے روک رکھا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر شکار ہاتھ سے نکل جائے تو حلال نہیں ہے۔ امام مالک کی دلیل حدیث ہے جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ اگر شکار کر کے پھینکا جائے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے شکار کو پھینکتے ہوئے دیکھا ہو تو کھا لو۔ اگر نہ دیکھا ہو تو نہ کھاؤ۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کے لئے خچر ذبح کئے تھے اور اس کی حرمت نازل ہوئی۔ تو کیا اس کا گوشت ان کے لئے حلال ہو گیا۔ ہمارے نزدیک نہیں ہوا۔ اسی طرح یہاں بھی اگر شکار کو پھینکتے ہوئے دیکھا ہو تو آپ بھی کھا لو۔ اس کا حکم نہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ حلال نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ حکم بطور تشدد تھا جیسا شراب کے متعلق تشدد ہی اختیار کیا گیا تھا۔ حالانکہ آپ نے مشکوں کو توڑ دینے کا حکم فرمایا تھا۔ حدیث سے کے چمڑوں میں آپ نے بھی شراب رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ حالانکہ صرف چند روز کا کامل تھا۔ حضرت عمر نے ایک ظرف شراب فروش کو گھر بھیجا تھا کہ شراب کو سرکہ بنا دو۔ ہر چند یہ سب بطریق تشدد کیا گیا تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ آپ نے بیویوں کو مشکیں سرکہ کے واسطے میں کامل رکھا کیں

کتاب الصید

هُوَ الاصْطِيَادُ وَيَحِلُّ بِالْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ وَالْفَهْدِ وَالْبَازِيِّ وَسَائِرِ الْجَوَارِحِ الْمُعَلَّمَةِ وَلَا بُدَّ مِنَ التَّعْلِيمِ وَذَا بِتَرْكِ الْأَكْلِ ثَلَاثًا فِي الْكَلْبِ وَالْأُسُودِ وَذَا بِدُعَوَتِهِ فِي غَيْرِهِ وَمِنَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْإِرْسَالِ وَبِالْجَرْحِ فِي مَوْضِعٍ كَانَ لَوْ أَكَلَ مِنْهُ الْبَازِيُّ أَكَلَ وَلَوْ أَكَلَ الْكَلْبُ أَوِ الْفَهْدُ لَا يُؤْكَلُ حَتَّى يَدْعُوَهُ فَلَا يُجِيبَ

ترجمہ: یہ اصطیاد ہے اور حلال ہے شکار کرنا کتے سے جو سکھایا گیا ہو اور چیتے سے اور باز سے اور سب شکاری جانوروں سے جو سکھلائے گئے ہوں اور یہ کہ ان کا سکھلانا پایا جائے ساتھ چھوڑنے کے تین بار کھانے سے کتے میں اور درندوں میں اور ساتھ بلانے کے غیر میں اور ضرور ہے ساتھ چھوڑتے وقت بسم اللہ کہنا اور ساتھ زخم کرنے کے ایسی جگہ میں کہ اگر کھاتا باز اس جگہ سے کھاتا تو حلال ہوتا اور اگر کھاتا کتا یا چیتا تو حلال نہ ہوتا یہاں تک کہ بلائے اس کو شکار کا پھر نہ آوے

تشریح: قولہ کتاب الصید۔ صید شکار کو کہتے ہیں اور صید اللحم میں سے اور صید اللحم کی مناسبت ظاہر ہے۔ اسی طرح اشربہ سے متعلق ہونا ظاہر ہے۔ اس طرح شکار بھی اشربہ کی طرح ایک قسم کی اباحت ہوتا ہے اسی لئے کتاب الاشربہ کے بعد کتاب الصید لائی ہے

(فائدہ) شکار کرنا حلال کی ہے۔ اور حرام بھی۔ اگر شکار کنندہ محرم نہ ہو تو حرام ہے اور حرمت ہونا دو حال سے خالی نہیں یا تو حرم میں ہے گا یا غیر حرم میں۔ اول حرام ہے خواہ حلال شکار پر ہو یا شکار پر جو حرام ہو۔ اور شکار کی دو قسمیں ہیں یا تو انسیہ ہے گا (۲) یا وحشیہ ہو گا (۳) انسیہ کے چھوڑنے میں حرام ہے اور وحشیہ کے چھوڑنے میں مکروہ ہے۔ اور شکار میں غیر مسلم و غیر سمیتی کا شریک ہونا (۴) تسمیہ کی عمداً ترک کرنا (۵) چھوڑنے اور شکار پکڑنے کے درمیان دوسرے کام میں مشغول ہونا (۶) کتا وغیرہ کا شکار کو کھانا (۷) چھوڑنے کے بعد طریق پر چلا جانا (۸) غیر معلم کا شریک ہونا (۹) شکار کو مثلہ کر کے قتل کرنا (۱۰) شکار کو عمداً (۱۱) بندوق کی گولی سے ہلاک ہونا (۱۲) پانی میں گر کر مرنا (۱۳) شکار کے ہاتھ سے نکل جانا (۱۴) اپنے پر یا اپنے ہتھیار سے زخمی ہو کر مرنا (۱۵) شکار کو ذبح سے پہلے مار ڈالنا (۱۶) ذبح کرنے سے پہلے کاٹ ڈالنا۔

قولہ هو الاصطياد الخ سید الخ صید سے بنی اصید و منہی شکار کرنا۔ چنانچہ ظاہر ہے۔ یہ مصدر بمعنی اسم المفعول پر بھی بولا جاتا ہے جیسے سید الامیر امیر کی مصدر و تیمنائی نے طریق سے نقل کیا ہے۔ کہ صید ہر وہ حیوان ہے جو متوحش ہو۔ اور اس جملہ کے بعد چونکہ مقصود بیان ہے شکار کے جائز ہونے کا

یہ ہے کہ کوئی جانور غیر ماکول اللحم حلال ہو جیسے گھوڑا، خچر، گدھا وغیرہ اور اس کے ساتھ اپنا جانور دوڑائے اور اس سے آگے نکل جائے تو اس کے ذبح کرنے سے پہلے اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اور اگر ماکول اللحم ہو جیسے گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ تو اس کے ذبح کرنے سے پہلے اس کا کھانا حلال ہے۔ اور اگر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو حرام ہے۔

وَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثُمَّ هُوَ غَيْرُ الْمُكَلَّبِ وَهُوَ يُجَرِّحُهُ وَحْدَهُ كَلْبٌ غَيْرُ مُعَلَّمٍ أَوْ كَلْبٌ مَجُوسِيٌّ أَوْ كَلْبٌ لَمْ يُذْكَرْ

اگر اس کو نہیں معلوم کہ یہ اس کا کتا ہے یا نہیں، یعنی کتا اس کا پالا ہوا ہے یا نہیں، اور وہ کتا بغیر تعلیم کے اس کے ساتھ شکار کرتا ہے یا نہیں، اور

اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ عَمْدًا حُرِّمَ وَإِنْ أَرْسَلَ كَلْبَهُ فَزَجَرَهُ مَجُوسِيٌّ فَانْزَجَرَ حِلَّ وَإِنْ أَرْسَلَهُ مَجُوسِيٌّ

اس کتے پر اللہ کا نام عمداً چھوڑا ہے تو حرام ہے، اور اگر اس کتے کو کسی مجوسی نے چھوڑا ہو، پھر اس کو کسی مجوسی نے روکا تو حلال ہے اور اگر کسی مجوسی نے

فَزَجَرَهُ مُسْلِمٌ فَانْزَجَرَ حُرِّمَ وَإِنْ لَمْ يُرْسِلْهُ أَحَدٌ فَزَجَرَهُ مُسْلِمٌ فَانْزَجَرَ حَلَّ وَإِنْ رَمَى

اس کتے کو چھوڑا ہو اور کسی مسلمان نے اس کو روکا تو حرام ہے، اور اگر کسی نے کتے کو نہیں چھوڑا اور مسلمان نے اس کو روکا تو حلال ہے اور اگر

وَسَمَّى وَجَرَحَ أَكَلَ وَإِنْ أَخْرَجَهُ حَيًّا وَذَكَّاهُ وَإِنْ لَمْ يُذَكِّهِ حَرُمَ وَإِنْ تَرَكَ سَهْمٌ بِشَيْءٍ فَتَحَامَلَ وَطَابَ

اس کتے کو کسی نے نہیں چھوڑا اور کتے نے شکار کو پکڑا اور مار ڈالا تو حرام ہوگا، اور شکار کے جسم سے تیر نکالا اور اس کو ذبح کر دیا

وَهُوَ فِي يَدِهِ فَوَجَدَهُ مَيِّتًا حَلَّ وَإِنْ قَعَدَ عَنْ حَبْلِهِ ثُمَّ أَصَابَهُ مَيِّتًا لَا وَإِنْ رَمَى صَيْدًا

تو حلال ہے، اور اگر شکار کو ذبح نہ کیا بلکہ اس کی کمان کو ہاتھ میں لیا تو حلال ہے اور اگر کمان کو ہاتھ میں نہیں لیا بلکہ کمان کو

فَوَقَعَ فِي مَاءٍ وَهُوَ عَلَى سَطْحٍ أَوْ جَبَلٍ ثُمَّ تَرَدَّى مِنْهُ إِلَى الْأَرْضِ حَرُمَ وَإِنْ وَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ ابْتِدَاءً حَلَّ

زمین پر رکھا تھا، پھر کمان پانی میں گر گئی یا پہاڑ پر رکھا تھا پھر کمان پہاڑ سے نیچے زمین پر گر پڑی تو حلال ہے

وَمَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهِ وَالْبُنْدُقَةُ حَرُمَ وَهُوَ وَقِيذٌ لِقَطْعِ عُنُقِهِ أَوْ أَكْثَرِ الْأَضْلَاعِ

اور جس شکار کو تیر کی چوڑائی میں لگا ہے تو وہ حرام ہے، یہ مردار ہے، کیونکہ اس کی گردن کاٹ دی ہے یا اکثر پسلیاں توڑ دی ہیں

لَا الْعَضُّ وَإِنْ قَطَعَ الْأَلْيَةَ وَلَا أَكْثَرَ جِسْمِهِ أَكَلَ كُلَّهُ وَحُرِّمَ صَيْدُ الْمَجُوسِيِّ وَالْوَثَنِيِّ وَالْمُرْتَدِّ

اور اگر کتے نے شکار کی سرین کاٹ لی ہے یا اکثر جسم کاٹ لیا ہے تو کھا لے، یہ حرام ہے، مجوسی، بت پرست اور مرتد کا شکار

---

(۱) ... (۲) ... (۳) ... (۴) ... (۵) ... (۶) ... (۷) ... (۸) ... (۹) ... (۱۰) ... (۱۱) ... (۱۲) ... (۱۳) ... (۱۴) ... (۱۵) ... (۱۶) ... (۱۷) ... (۱۸) ... (۱۹) ... (۲۰) ... (۲۱) ... (۲۲) ... (۲۳) ... (۲۴) ... (۲۵) ... (۲۶) ... (۲۷) ... (۲۸) ... (۲۹) ... (۳۰) ... (۳۱) ... (۳۲) ... (۳۳) ... (۳۴) ... (۳۵) ... (۳۶) ... (۳۷) ... (۳۸) ... (۳۹) ... (۴۰) ... (۴۱) ... (۴۲) ... (۴۳) ... (۴۴) ... (۴۵) ... (۴۶) ... (۴۷) ... (۴۸) ... (۴۹) ... (۵۰) ... (۵۱) ... (۵۲) ... (۵۳) ... (۵۴) ... (۵۵) ... (۵۶) ... (۵۷) ... (۵۸) ... (۵۹) ... (۶۰) ... (۶۱) ... (۶۲) ... (۶۳) ... (۶۴) ... (۶۵) ... (۶۶) ... (۶۷) ... (۶۸) ... (۶۹) ... (۷۰) ... (۷۱) ... (۷۲) ... (۷۳) ... (۷۴) ... (۷۵) ... (۷۶) ... (۷۷) ... (۷۸) ... (۷۹) ... (۸۰) ... (۸۱) ... (۸۲) ... (۸۳) ... (۸۴) ... (۸۵) ... (۸۶) ... (۸۷) ... (۸۸) ... (۸۹) ... (۹۰) ... (۹۱) ... (۹۲) ... (۹۳) ... (۹۴) ... (۹۵) ... (۹۶) ... (۹۷) ... (۹۸) ... (۹۹) ... (۱۰۰) ... (۱۰۱) ... (۱۰۲) ... (۱۰۳) ... (۱۰۴) ... (۱۰۵) ... (۱۰۶) ... (۱۰۷) ... (۱۰۸) ... (۱۰۹) ... (۱۱۰) ... (۱۱۱) ... (۱۱۲) ... (۱۱۳) ... (۱۱۴) ... (۱۱۵) ... (۱۱۶) ... (۱۱۷) ... (۱۱۸) ... (۱۱۹) ... (۱۲۰) ... (۱۲۱) ... (۱۲۲) ... (۱۲۳) ... (۱۲۴) ... (۱۲۵) ... (۱۲۶) ... (۱۲۷) ... (۱۲۸) ... (۱۲۹) ... (۱۳۰) ... (۱۳۱) ... (۱۳۲) ... (۱۳۳) ... (۱۳۴) ... (۱۳۵) ... (۱۳۶) ... (۱۳۷) ... (۱۳۸) ... (۱۳۹) ... (۱۴۰) ... (۱۴۱) ... (۱۴۲) ... (۱۴۳) ... (۱۴۴) ... (۱۴۵) ... (۱۴۶) ... (۱۴۷) ... (۱۴۸) ... (۱۴۹) ... (۱۵۰) ... (۱۵۱) ... (۱۵۲) ... (۱۵۳) ... (۱۵۴) ... (۱۵۵) ... (۱۵۶) ... (۱۵۷) ... (۱۵۸) ... (۱۵۹) ... (۱۶۰) ... (۱۶۱) ... (۱۶۲) ... (۱۶۳) ... (۱۶۴) ... (۱۶۵) ... (۱۶۶) ... (۱۶۷) ... (۱۶۸) ... (۱۶۹) ... (۱۷۰) ... (۱۷۱) ... (۱۷۲) ... (۱۷۳) ... (۱۷۴) ... (۱۷۵) ... (۱۷۶) ... (۱۷۷) ... (۱۷۸) ... (۱۷۹) ... (۱۸۰) ... (۱۸۱) ... (۱۸۲) ... (۱۸۳) ... (۱۸۴) ... (۱۸۵) ... (۱۸۶) ... (۱۸۷) ... (۱۸۸) ... (۱۸۹) ... (۱۹۰) ... (۱۹۱) ... (۱۹۲) ... (۱۹۳) ... (۱۹۴) ... (۱۹۵) ... (۱۹۶) ... (۱۹۷) ... (۱۹۸) ... (۱۹۹) ... (۲۰۰) ... (۲۰۱) ... (۲۰۲) ... (۲۰۳) ... (۲۰۴) ... (۲۰۵) ... (۲۰۶) ... (۲۰۷) ... (۲۰۸) ... (۲۰۹) ... (۲۱۰) ... (۲۱۱) ... (۲۱۲) ... (۲۱۳) ... (۲۱۴) ... (۲۱۵) ... (۲۱۶) ... (۲۱۷) ... (۲۱۸) ... (۲۱۹) ... (۲۲۰) ... (۲۲۱) ... (۲۲۲) ... (۲۲۳) ... (۲۲۴) ... (۲۲۵) ... (۲۲۶) ... (۲۲۷) ... (۲۲۸) ... (۲۲۹) ... (۲۳۰) ... (۲۳۱) ... (۲۳۲) ... (۲۳۳) ... (۲۳۴) ... (۲۳۵) ... (۲۳۶) ... (۲۳۷) ... (۲۳۸) ... (۲۳۹) ... (۲۴۰) ... (۲۴۱) ... (۲۴۲) ... (۲۴۳) ... (۲۴۴) ... (۲۴۵) ... (۲۴۶) ... (۲۴۷) ... (۲۴۸) ... (۲۴۹) ... (۲۵۰) ... (۲۵۱) ... (۲۵۲) ... (۲۵۳) ... (۲۵۴) ... (۲۵۵) ... (۲۵۶) ... (۲۵۷) ... (۲۵۸) ... (۲۵۹) ... (۲۶۰) ... (۲۶۱) ... (۲۶۲) ... (۲۶۳) ... (۲۶۴) ... (۲۶۵) ... (۲۶۶) ... (۲۶۷) ... (۲۶۸) ... (۲۶۹) ... (۲۷۰) ... (۲۷۱) ... (۲۷۲) ... (۲۷۳) ... (۲۷۴) ... (۲۷۵) ... (۲۷۶) ... (۲۷۷) ... (۲۷۸) ... (۲۷۹) ... (۲۸۰) ... (۲۸۱) ... (۲۸۲) ... (۲۸۳) ... (۲۸۴) ... (۲۸۵) ... (۲۸۶) ... (۲۸۷) ... (۲۸۸) ... (۲۸۹) ... (۲۹۰) ... (۲۹۱) ... (۲۹۲) ... (۲۹۳) ... (۲۹۴) ... (۲۹۵) ... (۲۹۶) ... (۲۹۷) ... (۲۹۸) ... (۲۹۹) ... (۳۰۰) ... (۳۰۱) ... (۳۰۲) ... (۳۰۳) ... (۳۰۴) ... (۳۰۵) ... (۳۰۶) ... (۳۰۷) ... (۳۰۸) ... (۳۰۹) ... (۳۱۰) ... (۳۱۱) ... (۳۱۲) ... (۳۱۳) ... (۳۱۴) ... (۳۱۵) ... (۳۱۶) ... (۳۱۷) ... (۳۱۸) ... (۳۱۹) ... (۳۲۰) ... (۳۲۱) ... (۳۲۲) ... (۳۲۳) ... (۳۲۴) ... (۳۲۵) ... (۳۲۶) ... (۳۲۷) ... (۳۲۸) ... (۳۲۹) ... (۳۳۰) ... (۳۳۱) ... (۳۳۲) ... (۳۳۳) ... (۳۳۴) ... (۳۳۵) ... (۳۳۶) ... (۳۳۷) ... (۳۳۸) ... (۳۳۹) ... (۳۴۰) ... (۳۴۱) ... (۳۴۲) ... (۳۴۳) ... (۳۴۴) ... (۳۴۵) ... (۳۴۶) ... (۳۴۷) ... (۳۴۸) ... (۳۴۹) ... (۳۵۰) ... (۳۵۱) ... (۳۵۲) ... (۳۵۳) ... (۳۵۴) ... (۳۵۵) ... (۳۵۶) ... (۳۵۷) ... (۳۵۸) ... (۳۵۹) ... (۳۶۰) ... (۳۶۱) ... (۳۶۲) ... (۳۶۳) ... (۳۶۴) ... (۳۶۵) ... (۳۶۶) ... (۳۶۷) ... (۳۶۸) ... (۳۶۹) ... (۳۷۰) ... (۳۷۱) ... (۳۷۲) ... (۳۷۳) ... (۳۷۴) ... (۳۷۵) ... (۳۷۶) ... (۳۷۷) ... (۳۷۸) ... (۳۷۹) ... (۳۸۰) ... (۳۸۱) ... (۳۸۲) ... (۳۸۳) ... (۳۸۴) ... (۳۸۵) ... (۳۸۶) ... (۳۸۷) ... (۳۸۸) ... (۳۸۹) ... (۳۹۰) ... (۳۹۱) ... (۳۹۲) ... (۳۹۳) ... (۳۹۴) ... (۳۹۵) ... (۳۹۶) ... (۳۹۷) ... (۳۹۸) ... (۳۹۹) ... (۴۰۰) ... (۴۰۱) ... (۴۰۲) ... (۴۰۳) ... (۴۰۴) ... (۴۰۵) ... (۴۰۶) ... (۴۰۷) ... (۴۰۸) ... (۴۰۹) ... (۴۱۰) ... (۴۱۱) ... (۴۱۲) ... (۴۱۳) ... (۴۱۴) ... (۴۱۵) ... (۴۱۶) ... (۴۱۷) ... (۴۱۸) ... (۴۱۹) ... (۴۲۰) ... (۴۲۱) ... (۴۲۲) ... (۴۲۳) ... (۴۲۴) ... (۴۲۵) ... (۴۲۶) ... (۴۲۷) ... (۴۲۸) ... (۴۲۹) ... (۴۳۰) ... (۴۳۱) ... (۴۳۲) ... (۴۳۳) ... (۴۳۴) ... (۴۳۵) ... (۴۳۶) ... (۴۳۷) ... (۴۳۸) ... (۴۳۹) ... (۴۴۰) ... (۴۴۱) ... (۴۴۲) ... (۴۴۳) ... (۴۴۴) ... (۴۴۵) ... (۴۴۶) ... (۴۴۷) ... (۴۴۸) ... (۴۴۹) ... (۴۵۰) ... (۴۵۱) ... (۴۵۲) ... (۴۵۳) ... (۴۵۴) ... (۴۵۵) ... (۴۵۶) ... (۴۵۷) ... (۴۵۸) ... (۴۵۹) ... (۴۶۰) ... (۴۶۱) ... (۴۶۲) ... (۴۶۳) ... (۴۶۴) ... (۴۶۵) ... (۴۶۶) ... (۴۶۷) ... (۴۶۸) ... (۴۶۹) ... (۴۷۰) ... (۴۷۱) ... (۴۷۲) ... (۴۷۳) ... (۴۷۴) ... (۴۷۵) ... (۴۷۶) ... (۴۷۷) ... (۴۷۸) ... (۴۷۹) ... (۴۸۰) ... (۴۸۱) ... (۴۸۲) ... (۴۸۳) ... (۴۸۴) ... (۴۸۵) ... (۴۸۶) ... (۴۸۷) ... (۴۸۸) ... (۴۸۹) ... (۴۹۰) ... (۴۹۱) ... (۴۹۲) ... (۴۹۳) ... (۴۹۴) ... (۴۹۵) ... (۴۹۶) ... (۴۹۷) ... (۴۹۸) ... (۴۹۹) ... (۵۰۰) ... (۵۰۱) ... (۵۰۲) ... (۵۰۳) ... (۵۰۴) ... (۵۰۵) ... (۵۰۶) ... (۵۰۷) ... (۵۰۸) ... (۵۰۹) ... (۵۱۰) ... (۵۱۱) ... (۵۱۲) ... (۵۱۳) ... (۵۱۴) ... (۵۱۵) ... (۵۱۶) ... (۵۱۷) ... (۵۱۸) ... (۵۱۹) ... (۵۲۰) ... (۵۲۱) ... (۵۲۲) ... (۵۲۳) ... (۵۲۴) ... (۵۲۵) ... (۵۲۶) ... (۵۲۷) ... (۵۲۸) ... (۵۲۹) ... (۵۳۰) ... (۵۳۱) ... (۵۳۲) ... (۵۳۳) ... (۵۳۴) ... (۵۳۵) ... (۵۳۶) ... (۵۳۷) ... (۵۳۸) ... (۵۳۹) ... (۵۴۰) ... (۵۴۱) ... (۵۴۲) ... (۵۴۳) ... (۵۴۴) ... (۵۴۵) ... (۵۴۶) ... (۵۴۷) ... (۵۴۸) ... (۵۴۹) ... (۵۵۰) ... (۵۵۱) ... (۵۵۲) ... (۵۵۳) ... (۵۵۴) ... (۵۵۵) ... (۵۵۶) ... (۵۵۷) ... (۵۵۸) ... (۵۵۹) ... (۵۶۰) ... (۵۶۱) ... (۵۶۲) ... (۵۶۳) ... (۵۶۴) ... (۵۶۵) ... (۵۶۶) ... (۵۶۷) ... (۵۶۸) ... (۵۶۹) ... (۵۷۰) ... (۵۷۱) ... (۵۷۲) ... (۵۷۳) ... (۵۷۴) ... (۵۷۵) ... (۵۷۶) ... (۵۷۷) ... (۵۷۸) ... (۵۷۹) ... (۵۸۰) ... (۵۸۱) ... (۵۸۲) ... (۵۸۳) ... (۵۸۴) ... (۵۸۵) ... (۵۸۶) ... (۵۸۷) ... (۵۸۸) ... (۵۸۹) ... (۵۹۰) ... (۵۹۱) ... (۵۹۲) ... (۵۹۳) ... (۵۹۴) ... (۵۹۵) ... (۵۹۶) ... (۵۹۷) ... (۵۹۸) ... (۵۹۹) ... (۶۰۰) ... (۶۰۱) ... (۶۰۲) ... (۶۰۳) ... (۶۰۴) ... (۶۰۵) ... (۶۰۶) ... (۶۰۷) ... (۶۰۸) ... (۶۰۹) ... (۶۱۰) ... (۶۱۱) ... (۶۱۲) ... (۶۱۳) ... (۶۱۴) ... (۶۱۵) ... (۶۱۶) ... (۶۱۷) ... (۶۱۸) ... (۶۱۹) ... (۶۲۰) ... (۶۲۱) ... (۶۲۲) ... (۶۲۳) ... (۶۲۴) ... (۶۲۵) ... (۶۲۶) ... (۶۲۷) ... (۶۲۸) ... (۶۲۹) ... (۶۳۰) ... (۶۳۱) ... (۶۳۲) ... (۶۳۳) ... (۶۳۴) ... (۶۳۵) ... (۶۳۶) ... (۶۳۷) ... (۶۳۸) ... (۶۳۹) ... (۶۴۰) ... (۶۴۱) ... (۶۴۲) ... (۶۴۳) ... (۶۴۴) ... (۶۴۵) ... (۶۴۶) ... (۶۴۷) ... (۶۴۸) ... (۶۴۹) ... (۶۵۰) ... (۶۵۱) ... (۶۵۲) ... (۶۵۳) ... (۶۵۴) ... (۶۵۵) ... (۶۵۶) ... (۶۵۷) ... (۶۵۸) ... (۶۵۹) ... (۶۶۰) ... (۶۶۱) ... (۶۶۲) ... (۶۶۳) ... (۶۶۴) ... (۶۶۵) ... (۶۶۶) ... (۶۶۷) ... (۶۶۸) ... (۶۶۹) ... (۶۷۰) ... (۶۷۱) ... (۶۷۲) ... (۶۷۳) ... (۶۷۴) ... (۶۷۵) ... (۶۷۶) ... (۶۷۷) ... (۶۷۸) ... (۶۷۹) ... (۶۸۰) ... (۶۸۱) ... (۶۸۲) ... (۶۸۳) ... (۶۸۴) ... (۶۸۵) ... (۶۸۶) ... (۶۸۷) ... (۶۸۸) ... (۶۸۹) ... (۶۹۰) ... (۶۹۱) ... (۶۹۲) ... (۶۹۳) ... (۶۹۴) ... (۶۹۵) ... (۶۹۶) ... (۶۹۷) ... (۶۹۸) ... (۶۹۹) ... (۷۰۰) ... (۷۰۱) ... (۷۰۲) ... (۷۰۳) ... (۷۰۴) ... (۷۰۵) ... (۷۰۶) ... (۷۰۷) ... (۷۰۸) ... (۷۰۹) ... (۷۱۰) ... (۷۱۱) ... (۷۱۲) ... (۷۱۳) ... (۷۱۴) ... (۷۱۵) ... (۷۱۶) ... (۷۱۷) ... (۷۱۸) ... (۷۱۹) ... (۷۲۰) ... (۷۲۱) ... (۷۲۲) ... (۷۲۳) ... (۷۲۴) ... (۷۲۵) ... (۷۲۶) ... (۷۲۷) ... (۷۲۸) ... (۷۲۹) ... (۷۳۰) ... (۷۳۱) ... (۷۳۲) ... (۷۳۳) ... (۷۳۴) ... (۷۳۵) ... (۷۳۶) ... (۷۳۷) ... (۷۳۸) ... (۷۳۹) ... (۷۴۰) ... (۷۴۱) ... (۷۴۲) ... (۷۴۳) ... (۷۴۴) ... (۷۴۵) ... (۷۴۶) ... (۷۴۷) ... (۷۴۸) ... (۷۴۹) ... (۷۵۰) ... (۷۵۱) ... (۷۵۲) ... (۷۵۳) ... (۷۵۴) ... (۷۵۵) ... (۷۵۶) ... (۷۵۷) ... (۷۵۸) ... (۷۵۹) ... (۷۶۰) ... (۷۶۱) ... (۷۶۲) ... (۷۶۳) ... (۷۶۴) ... (۷۶۵) ... (۷۶۶) ... (۷۶۷) ... (۷۶۸) ... (۷۶۹) ... (۷۷۰) ... (۷۷۱) ... (۷۷۲) ... (۷۷۳) ... (۷۷۴) ... (۷۷۵) ... (۷۷۶) ... (۷۷۷) ... (۷۷۸) ... (۷۷۹) ... (۷۸۰) ... (۷۸۱) ... (۷۸۲) ... (۷۸۳) ... (۷۸۴) ... (۷۸۵) ... (۷۸۶) ... (۷۸۷) ... (۷۸۸) ... (۷۸۹) ... (۷۹۰) ... (۷۹۱) ... (۷۹۲) ... (۷۹۳) ... (۷۹۴) ... (۷۹۵) ... (۷۹۶) ... (۷۹۷) ... (۷۹۸) ... (۷۹۹) ... (۸۰۰) ... (۸۰۱) ... (۸۰۲) ... (۸۰۳) ... (۸۰۴) ... (۸۰۵) ... (۸۰۶) ... (۸۰۷) ... (۸۰۸) ... (۸۰۹) ... (۸۱۰) ... (۸۱۱) ... (۸۱۲) ... (۸۱۳) ... (۸۱۴) ... (۸۱۵) ... (۸۱۶) ... (۸۱۷) ... (۸۱۸) ... (۸۱۹) ... (۸۲۰) ... (۸۲۱) ... (۸۲۲) ... (۸۲۳) ... (۸۲۴) ... (۸۲۵) ... (۸۲۶) ... (۸۲۷) ... (۸۲۸) ... (۸۲۹) ... (۸۳۰) ... (۸۳۱) ... (۸۳۲) ... (۸۳۳) ... (۸۳۴) ... (۸۳۵) ... (۸۳۶) ... (۸۳۷) ... (۸۳۸) ... (۸۳۹) ... (۸۴۰) ... (۸۴۱) ... (۸۴۲) ... (۸۴۳) ... (۸۴۴) ... (۸۴۵) ... (۸۴۶) ... (۸۴۷) ... (۸۴۸) ... (۸۴۹) ... (۸۵۰) ... (۸۵۱) ... (۸۵۲) ... (۸۵۳) ... (۸۵۴) ... (۸۵۵) ... (۸۵۶) ... (۸۵۷) ... (۸۵۸) ... (۸۵۹) ... (۸۶۰) ... (۸۶۱) ... (۸۶۲) ... (۸۶۳) ... (۸۶۴) ... (۸۶۵) ... (۸۶۶) ... (۸۶۷) ... (۸۶۸) ... (۸۶۹) ... (۸۷۰) ... (۸۷۱) ... (۸۷۲) ... (۸۷۳) ... (۸۷۴) ... (۸۷۵) ... (۸۷۶) ... (۸۷۷) ... (۸۷۸) ... (۸۷۹) ... (۸۸۰) ... (۸۸۱) ... (۸۸۲) ... (۸۸۳) ... (۸۸۴) ... (۸۸۵) ... (۸۸۶) ... (۸۸۷) ... (۸۸۸) ... (۸۸۹) ... (۸۹۰) ... (۸۹۱) ... (۸۹۲) ... (۸۹۳) ... (۸۹۴) ... (۸۹۵) ... (۸۹۶) ... (۸۹۷) ... (۸۹۸) ... (۸۹۹) ... (۹۰۰) ... (۹۰۱) ... (۹۰۲) ... (۹۰۳) ... (۹۰۴) ... (۹۰۵) ... (۹۰۶) ... (۹۰۷) ... (۹۰۸) ... (۹۰۹) ... (۹۱۰) ... (۹۱۱) ... (۹۱۲) ... (۹۱۳) ... (۹۱۴) ... (۹۱۵) ... (۹۱۶) ... (۹۱۷) ... (۹۱۸) ... (۹۱۹) ... (۹۲۰) ... (۹۲۱) ... (۹۲۲) ... (۹۲۳) ... (۹۲۴) ... (۹۲۵) ... (۹۲۶) ... (۹۲۷) ... (۹۲۸) ... (۹۲۹) ... (۹۳۰) ... (۹۳۱) ... (۹۳۲) ... (۹۳۳) ... (۹۳۴) ... (۹۳۵) ... (۹۳۶) ... (۹۳۷) ... (۹۳۸) ... (۹۳۹) ... (۹۴۰) ... (۹۴۱) ... (۹۴۲) ... (۹۴۳) ... (۹۴۴) ... (۹۴۵) ... (۹۴۶) ... (۹۴۷) ... (۹۴۸) ... (۹۴۹) ... (۹۵۰) ... (۹۵۱) ... (۹۵۲) ... (۹۵۳) ... (۹۵۴) ... (۹۵۵) ... (۹۵۶) ... (۹۵۷) ... (۹۵۸) ... (۹۵۹) ... (۹۶۰) ... (۹۶۱) ... (۹۶۲) ... (۹۶۳) ... (۹۶۴) ... (۹۶۵) ... (۹۶۶) ... (۹۶۷) ... (۹۶۸) ... (۹۶۹) ... (۹۷۰) ... (۹۷۱) ... (۹۷۲) ... (۹۷۳) ... (۹۷۴) ... (۹۷۵) ... (۹۷۶) ... (۹۷۷) ... (۹۷۸) ... (۹۷۹) ... (۹۸۰) ... (۹۸۱) ... (۹۸۲) ... (۹۸۳) ... (۹۸۴) ... (۹۸۵) ... (۹۸۶) ... (۹۸۷) ... (۹۸۸) ... (۹۸۹) ... (۹۹۰) ... (۹۹۱) ... (۹۹۲) ... (۹۹۳) ... (۹۹۴) ... (۹۹۵) ... (۹۹۶) ... (۹۹۷) ... (۹۹۸) ... (۹۹۹) ... (۱۰۰۰) ...

---

(۱) ... (۲) ... (۳) ... (۴) ... (۵) ... (۶) ... (۷) ... (۸) ... (۹) ... (۱۰) ... (۱۱) ... (۱۲) ... (۱۳) ... (۱۴) ... (۱۵) ... (۱۶) ... (۱۷) ... (۱۸) ... (۱۹) ... (۲۰) ... (۲۱) ... (۲۲) ... (۲۳) ... (۲۴) ... (۲۵) ... (۲۶) ... (۲۷) ... (۲۸) ... (۲۹) ... (۳۰) ... (۳۱) ... (۳۲) ... (۳۳) ... (۳۴) ... (۳۵) ... (۳۶) ... (۳۷) ... (۳۸) ... (۳۹) ... (۴۰) ... (۴۱) ... (۴۲) ... (۴۳) ... (۴۴) ... (۴۵) ... (۴۶) ... (۴۷) ... (۴۸) ... (۴۹) ... (۵۰) ... (۵۱) ... (۵۲) ... (۵۳) ... (۵۴) ... (۵۵) ... (۵۶) ... (۵۷) ... (۵۸) ... (۵۹) ... (۶۰) ... (۶۱) ... (۶۲) ... (۶۳) ... (۶۴) ... (۶۵) ... (۶۶) ... (۶۷) ... (۶۸) ... (۶۹) ... (۷۰) ... (۷۱) ... (۷۲) ... (۷۳) ... (۷۴) ... (۷۵) ... (۷۶) ... (۷۷) ... (۷۸) ... (۷۹) ... (۸۰) ... (۸۱) ... (۸۲) ... (۸۳) ... (۸۴) ... (۸۵) ... (۸۶) ... (۸۷) ... (۸۸) ... (۸۹) ... (۹۰) ... (۹۱) ... (۹۲) ... (۹۳) ... (۹۴) ... (۹۵) ... (۹۶) ... (۹۷) ... (۹۸) ... (۹۹) ... (۱۰۰) ... (۱۰۱) ... (۱۰۲) ... (۱۰۳) ... (۱۰۴) ... (۱۰۵) ... (۱۰۶) ... (۱۰۷) ... (۱۰۸) ... (۱۰۹) ... (۱۱۰) ... (۱۱۱) ... (۱۱۲) ... (۱۱۳) ... (۱۱۴) ... (۱۱۵) ... (۱۱۶) ... (۱۱۷) ... (۱۱۸) ... (۱۱۹) ... (۱۲۰) ... (۱۲۱) ... (۱۲۲) ... (۱۲۳) ... (۱۲۴) ... (۱۲۵) ... (۱۲۶) ... (۱۲۷) ... (۱۲۸) ... (۱۲۹) ... (۱۳۰) ... (۱۳۱) ... (۱۳۲) ... (۱۳۳) ... (۱۳۴) ... (۱۳۵) ... (۱۳۶) ... (۱۳۷) ... (۱۳۸) ... (۱۳۹) ... (۱۴۰) ... (۱۴۱) ... (۱۴۲) ... (۱۴۳) ... (۱۴۴) ... (۱۴۵) ... (۱۴۶) ... (۱۴۷) ... (۱۴۸) ... (۱۴۹) ... (۱۵۰) ... (۱۵۱) ... (۱۵۲) ... (۱۵۳) ... (۱۵۴) ... (۱۵۵) ... (۱۵۶) ... (۱۵۷) ... (۱۵۸) ... (۱۵۹) ... (۱۶۰) ... (۱۶۱) ... (۱۶۲) ... (۱۶۳) ... (۱۶۴) ... (۱۶۵) ... (۱۶۶) ... (۱۶۷) ... (۱۶۸) ... (۱۶۹) ... (۱۷۰) ... (۱۷۱) ... (۱۷۲) ... (۱۷۳) ... (۱۷۴) ... (۱۷۵) ... (۱۷۶) ... (۱۷۷) ... (۱۷۸) ... (۱۷۹) ... (۱۸۰) ... (۱۸۱) ... (۱۸۲) ... (۱۸۳) ... (۱۸۴) ... (۱۸۵) ... (۱۸۶) ... (۱۸۷) ... (۱۸۸) ... (۱۸۹) ... (۱۹۰) ... (۱۹۱) ... (۱۹۲) ... (۱۹۳) ... (۱۹۴) ... (۱۹۵) ... (۱۹۶) ... (۱۹۷) ... (۱۹۸) ... (۱۹۹) ... (۲۰۰) ... (۲۰۱) ... (۲۰۲) ... (۲۰۳) ... (۲۰۴) ... (۲۰۵) ... (۲۰۶) ... (۲۰۷) ... (۲۰۸) ... (۲۰۹) ... (۲۱۰) ... (۲۱۱) ... (۲۱۲) ... (۲۱۳) ... (۲۱۴) ... (۲۱۵) ... (۲۱۶) ... (۲۱۷) ... (۲۱۸) ... (۲۱۹) ... (۲۲۰) ... (۲۲۱) ... (۲۲۲) ... (۲۲۳) ... (۲۲۴) ... (۲۲۵) ... (۲۲۶) ... (۲۲۷) ... (۲۲۸) ... (۲۲۹) ... (۲۳۰) ... (۲۳۱) ... (۲۳۲) ... (۲۳۳) ... (۲۳۴) ... (۲۳۵) ... (۲۳۶) ... (۲۳۷) ... (۲۳۸) ... (۲۳۹) ... (۲۴۰) ... (۲۴۱) ... (۲۴۲) ... (۲۴۳) ... (۲۴۴) ... (۲۴۵) ... (۲۴۶) ... (۲۴۷) ... (۲۴۸) ... (۲۴۹) ... (۲۵۰) ... (۲۵۱) ... (۲۵۲) ... (۲۵۳) ... (۲۵۴) ... (۲۵۵) ... (۲۵۶) ... (۲۵۷) ... (۲۵۸) ... (۲۵۹) ... (۲۶۰) ... (۲۶۱) ... (۲۶۲) ... (۲۶۳) ... (۲۶۴) ... (۲۶۵) ... (۲۶۶) ... (۲۶۷) ... (۲۶۸) ... (۲۶۹) ... (۲۷۰) ... (۲۷۱) ... (۲۷۲) ... (۲۷۳) ... (۲۷۴) ... (۲۷۵) ... (۲۷۶) ... (۲۷۷) ... (۲۷۸) ... (۲۷۹) ... (۲۸۰) ... (۲۸۱) ... (۲۸۲) ... (۲۸۳) ... (۲۸۴) ... (۲۸۵) ... (۲۸۶) ... (۲۸۷) ... (۲۸۸) ... (۲۸۹) ... (۲۹۰) ... (۲۹۱) ... (۲۹۲) ... (۲۹۳) ... (۲۹۴) ... (۲۹۵) ... (۲۹۶) ... (۲۹۷) ... (۲۹۸) ... (۲۹۹) ... (۳۰۰) ... (۳۰۱) ... (۳۰۲) ... (۳۰۳) ... (۳۰۴) ... (۳۰۵) ... (۳۰۶) ... (۳۰۷) ... (۳۰۸) ... (۳۰۹) ... (۳۱۰) ... (۳۱۱) ... (۳۱۲) ... (۳۱۳) ... (۳۱۴) ... (۳۱۵) ... (۳۱۶) ... (۳۱۷) ... (۳۱۸) ... (۳۱۹) ... (۳۲۰) ... (۳۲۱) ... (۳۲۲) ... (۳۲۳) ... (۳۲۴) ... (۳۲۵) ... (۳۲۶) ... (۳۲۷) ... (۳۲۸) ... (۳۲۹) ... (۳۳۰) ... (۳۳۱) ... (۳۳۲) ... (۳۳۳) ... (۳۳۴) ... (۳۳۵) ... (۳۳۶) ... (۳۳۷) ... (۳۳۸) ... (۳۳۹) ... (۳۴۰) ... (۳۴۱) ... (۳۴۲) ... (۳۴۳) ... (۳۴۴) ... (۳۴۵) ... (۳۴۶) ... (۳۴۷) ... (۳۴۸) ... (۳۴۹) ... (۳۵۰) ... (۳۵۱) ... (۳۵۲) ... (۳۵۳) ... (۳۵۴) ... (۳۵۵) ... (۳۵۶) ... (۳۵۷) ... (۳۵۸) ... (۳۵۹) ... (۳۶۰) ... (۳۶۱) ... (۳۶۲) ... (۳۶۳) ... (۳۶۴) ... (۳۶۵) ... (۳۶۶) ... (۳۶۷) ... (۳۶۸) ... (۳۶۹) ... (۳۷۰) ... (۳۷۱) ... (۳۷۲) ... (۳۷۳) ... (۳۷۴) ... (۳۷۵) ... (۳۷۶) ... (۳۷۷) ... (۳۷۸) ... (۳۷۹) ... (۳۸۰) ... (۳۸۱) ... (۳۸۲) ... (۳۸۳) ... (۳۸۴) ... (۳۸۵) ... (۳۸۶) ... (۳۸۷) ... (۳۸۸) ... (۳۸۹) ... (۳۹۰) ... (۳۹۱) ... (۳۹۲) ... (۳۹۳) ... (۳۹۴) ... (۳۹۵) ... (۳۹۶) ... (۳۹۷) ... (۳۹۸) ... (۳۹۹) ... (۴۰۰) ... (۴۰۱) ... (۴۰۲) ... (۴۰۳) ... (۴۰۴) ... (۴۰۵) ... (۴۰۶) ... (۴۰۷) ... (۴۰۸) ... (۴۰۹) ... (۴۱۰) ... (۴۱۱) ... (۴۱۲) ... (۴۱۳) ... (۴۱۴) ... (۴۱۵) ... (۴۱۶) ... (۴۱۷) ... (۴۱۸) ... (۴۱۹) ... (۴۲۰) ... (۴۲۱) ... (۴۲۲) ... (۴۲۳) ... (۴۲۴) ... (۴۲۵) ... (۴۲۶) ... (۴

وَإِنْ رَمَى صَيْدًا فَلَمْ يَنْفُذْ فِرِمَاهُ آخَرُ فَقَتَلَهُ فَهُوَ لِلثَّانِي وَحَلَّ وَإِنْ أَثْخَنَهُ فَلِلْأَوَّلِ وَحُرِّمَ

اگر شکار پر تیر مارا اور وہ دست رس سے باہر ہے پھر دوسرے نے تیر مارا جس سے وہ فوراً مر گیا تو شکار دوسرے کا ہوگا اور حلال ہوگا اور اگر پہلے تیر سے اس کو سخت زخمی کر دیا تھا تو پہلے کا ہوگا

وَعَلَى الثَّانِي لِلْأَوَّلِ قِيمَتُهُ غَيْرَ مَا نَقَصَ جِرَاحَتُهُ

اور حرام ہوگا اور دوسرے پر پہلے کو اس کی قیمت کا سوائے اس کے جو کم کردی ہے اس کے زخم سے

وَحَلَّ اضْطِيَادُهُ لَا بِتَرْكِ تَسْمِيَةٍ وَمَا لَا يُؤْكَلُ.

حلال ہے شکار کرنا اس کا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور جس کا نہیں کھایا جاتا ہے۔

تفصیل احکام صید

قولہ وان رمی الخ۔ ایک شخص نے شکار پر تیر چلایا اور وہ اس کو لگا ہے ہوئے غائب ہو گیا شکاری اس کو تلاش کر کے وہاں تک پہنچا جہاں تک کہ اس نے اس کو دیکھا تھا اس کو کھانا حلال ہے کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اگر تیرا تیر پانی میں دو دن تک رہا تو اس کو نہ کھا کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کو تیرے تیر نے مارا ہے یا پانی نے" اسی طرح اگر تیر سایہ پر گرنے کے بعد زمین پر گرا تب بھی حرام ہے کیونکہ وہ متردیہ ہے جس کی حرمت بعض کتاب سے ثابت ہے ہاں اگر وہ اڑتا ہوا زمین پر گرا اور قرائن سے معلوم ہے کہ اڑنے میں پر گرنے سے تو اس کو کھا سکتے ہیں۔

قولہ وہ فعلہ الصید الخ۔ جس شکار کو صید نے اپنے عرض کی جانب سے قتل کیا ہو یا ضیلہ نے قتل کیا ہو تو وہ حرام ہے کیونکہ دونوں جانور گرنے کی وجہ سے مر رہے تھے کہ صید اور درندہ پر تیر سے اتفاقی توضیلان ہو گیا ہے کہ ضیلہ پھر صید مر رہا تھا، تو اس کو صید سے شکار حلال نہیں ہوا کیونکہ وہ ذبح نہیں ہوا کیونکہ یہ تیر جس شکار کو تیر نے پھاڑتی نہیں بلکہ اس کے اعضاء کو توڑتی ہیں ہاں اگر اس کو تیر کی تیزی نے ذبح کر دیا ہو تو وہ بھی حلال ہو گیا ہو حلال ہے۔

قولہ لقطع عضو الخ۔ ایک شخص نے تیر مار کر شکار کا کوئی عضو قطع کر دیا اور وہ مر گیا تو شکار کھانا جائز ہے جبکہ وہ عضو ایسا ہو کہ اس کے بغیر زندگی متصور ہو اور امام شافعی کے نزدیک دونوں کھانے جائز نہیں ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ یہ عضو کاٹا اضطراری سے جدا کیا گیا ہے تو ایسا ہوا جیسے مردار کا عضو اضطراری سے جانور کا مر جانا کہ مردار جانوروں کا کھانا حلال ہے، ہماری دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے "ما قطع من بهيمة وهي حية فهو ميت" یعنی جو بہیمہ کا عضو کاٹا گیا وہ مردار ہے، ہمارا استدلال یہ ہے کہ حدیث میں لفظ بہیمہ مطلق ہے تو یہ زندہ حقیقی و حکمی دونوں کی طرف راجع ہوگا اور ظاہر ہے کہ جس وقت اس سے عضو قطع ہوا ہے اس وقت وہ حقیقۃً بھی زندہ ہے کیونکہ اس میں حیات موجود ہے اور حکماً بھی زندہ ہے کیونکہ اس زندہ کے ساتھ اس عضو کے اتصال کا علامت باقی متصور ہے

قولہ وان قطع الخ۔ اور اگر تیر انداز نے شکار کو تین حصے کر دیا اور اس کا اکثر بدن ضائع کر دیا اور اس کے ساتھ رہا یعنی ایک تہائی

سر کی طرف اور دوسری دم کی طرف۔ تو کل شکار حلال ہے بشرطیکہ اس صورت میں اس کی زندگی میں ذبح کی زندگی سے زیادہ اثر نہ ہو۔ حدیث مذکور میں کیونکہ اس صورت میں بھی حیات مستقر نہیں ہوئی بلکہ قابل ہوگئی اسی لئے کل حلال ہے۔

فوائد وان رمی صیدا فرماتے ہیں۔ ایک شخص نے شکار کے تیر مارا مگر اس کو کاری زخم نہیں لگا بلکہ دوسرے نے تیر مار کر قتل کر دیا تو شکار شخص مالک کا ہوگا اور حلال ہوگا کیونکہ اس نے اس کو زخم لگا کر تیر انتفاع سے خارج کر دیا اور اگر پہلا شخص کاری زخم لگا چکا ہو جس کی وجہ سے شکار ہلاک ہو سکتا ہو اور اس میں ابھی حیات ہو جس سے وہ زخم کے بعد رہ سکتے اور پھر دوسرا شخص تیر مار کر قتل کر دے تو شکار پہلے شخص کا ہوگا اور حرام ہوگا۔ پہلا کاری زخم لگانے کے بعد ذبح کی صلاحیت پیدا ہو گئی تھی اس سے ذبح کیا نہیں تو شکار حرام ہوگا۔ اور جب شکار پہلے شخص کا ہو چکا تو دوسرا شخص غیر کے مملوک شکار کو قتل کرنے والا ہوا لہذا اس پر شکار کی قیمت تاوان واجب ہوگی جو پہلے زخم کی وجہ سے جتنی قیمت کم ہوئی ہے اتنی قیمت واجب ہو جائے گی۔

کتاب الرھن

فوجبس شیا بحق یمکن استیفاؤہ منہ کالدین ونوم یغلب وقوعہ وقبضہ

او جو حق فی میں چیز کو روک لینا ہو اس سے حق جس کو لینا ممکن ہو جیسے قرض اور نوم جو غالب ہو جاتا ہے ایجاب وقبول اور مرتہن کے قبضہ سے

شرح الحدیث فرمایا کتاب الرہن جس طرح شکار کا تحصیل میں کسب ہے اسی طرح رہن بھی تحصیل مال کا سبب ہے۔ اس مناسبت سے کتاب الصید کے بعد کتاب الرہن کو لایا ہے۔ رہن کی مشروعیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "وان کنتم علی سفر و لم تجدوا کاتبا فرھان مقبوضۃ" حدیث میں ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ قرض لیا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی"۔

فرمایا ھو حبس الشیء وھو فی اللغۃ حبس شیء کسی چیز کو روک لینے کو کہتے ہیں خواہ وہ چیز مال ہو یا غیر مال ہو۔ شرع میں رہن کی تعریف یہ ہے "ھو حبس شیئ (مالی او حمل الشبہ مجموعا) بحق یمکن استیفاء ہ منہ (کلا او بعضا) کالدین (حقیقۃ او حکما) یعنی رہن کسی مالی چیز کو کسی حق کے عوض میں روک لینے کو کہتے ہیں جس سے حق وصول کرنا ممکن ہو خواہ پورا حق وصول کرنا ممکن ہو یا بعض حق جیسے مرہون سے دین کا بعض کو لینا خواہ دین حقیقۃ ہو یا حکماً جیسا کہ "اس کے تعریف میں مبصر حق کی تصریر جس اشیٰ مجموعا سے لئے کی تاکہ دین بھی اس تعریف سے خارج نہ ہو جائے۔ کیونکہ جامع مرتہن نہ کہ دین۔ ابن ہمام نے اسی کو محسوس کر کے "ھو جعل شیئ مالی" کے بجائے "ھو حبس شیئ" کی تعریف کی ہے۔ پھر تعریف میں جس مرتہن بھی لئے تاکہ امانت رکھنا بھی رہن میں داخل نہ ہو جائے۔ کیونکہ امانت میں مرتہن کا حق نہیں ہوتا ہے بلکہ امانت رکھنے والے کا حق ہوتا ہے۔ اور امانت کی قیمت بڑھ جانے سے امین ضامن نہیں ہوتا ہے بخلاف مرتہن کے کہ اگر مرہون کی قیمت بڑھ جائے تو مرتہن ضامن ہو جاتا ہے۔ اور مرہون ہلاک ہو جائے تو مرتہن کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اور مرہون کی قیمت بڑھ جانے سے مرتہن ضامن نہیں ہوتا ہے۔ اور مرہون کی قیمت بڑھ جانے سے

ترجمہ:

قولہ وقولہ الخ: کنز کے بعض نسخوں میں بھی عبارت ہے جو بعض نظر نسخوں سے بھی ہے "وقولہ بالجماع وقولہ وفعلہ" مگر یہ عبارت قول علامہ اتقانی وصاحب تحفہ ملحوظ رکھتے ہوئے ان دونوں نے کہا ہے کہ یہ سب اقوال سے مستفاد ہوتا ہے تعین دوم نہیں ہوتا لازم فقہ کے بعد ہوتا ہے۔ بعض صحیح عبارت یوں ہے "وبعدہ بالجماع وقول وہم بعضہ" یعنی مقدار بعض ایام رمضان فعل سے مستفاد ہوجاتا ہے مثلاً جس طرح کہ "رشھد شاھد منا" یعنی لک علی "کا مرتجیں" کے "قبلت" تو مقدار بعض مستفاد ہوگیا اور جسے انہوں نے مراد بعض شق مرتجیں کے دوسرے کو ادا کرنے پر مرتجیں نے اس پر قبضہ کرلیا اس وقت تک کہ قبض مرہون صحیح تھی نہ کہ حقیقی۔ اور راہن کے حق کے ساتھ مشغول بھی نہیں تھی جزو مشغول تھی کہ متاع تا حقہ حبس لازم ہوگیا

قولہ بالجماع الخ: مقدار بعض قبض مرہون جو راہن کے لئے شرط ہے لازم ہونے کے لئے "یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے" امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ کوئی بھی مقدار بعض قبض مرہون لازم نہیں کیلئے شرط ہے کہ جو اس کو قبضہ کے بعد ہوجاتا ہے لیکن لازم نہیں ہوتا لازم قبضہ کے بعد ادا کرنے پر ہوتا ہے کہ مقدار بعض مرہون اور صدقہ بطریق یک عقد تبرع ہے اور عقد تبرعی صرف تبرع کے درجہ سے صحیح ہوجاتا ہے اس سے اختیار راہن قبض مرہون پر موقوف نہ ہوگا لیکن یہ عام کتب کی روایت کے خلاف ہے۔ عام کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جواز ہی کیلئے قبض مرہون شرط نہیں چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہے "لایجوز الرھن الامقبوضا محازا مشاعا غیر مقسوم" کافی میں کہا ہے "لایجوز الرھن غیر مقبوض" امام طحاوی نے بھی اپنی مختصر میں یہی کہا ہے "لایجوز الرھن الامقبوضا محوزا مشاعا" اور مختار فتویٰ مختصر میں بھی یہی ہے۔ قال ابو حنیفہ و زفر و ابو یوسف ومحمد والحسن بن زیاد لایجوز الرھن الا مقبوضا" صاحب تحفہ نے اسی کو صحیح کہا ہے۔ کہ قبض مرہون جواز راہن کے لئے شرط ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ بمجرد نفس عقد کے لازم ہوجاتا ہے۔ اس واسطے کہ راہن جانتا ہے۔ مال کیساتھ حاصل ہوتا ہے۔ تو یہ ہوگیا جیسے عقد بیع کو نفس ایجاب وقبول سے لازم آجاتا ہے۔ ہماری دلیل حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرھان مقبوضۃ" استدلال یہ ہے کہ اس میں تعلیق رہن بقبول صاحب حق بالسفر کی ہے اور یہ اسی پر شاہد ہے جو مقدر ہوں۔ جو مقدر ہوں۔ جو مقدر ہوں۔

دوسرا ایک وہ چیز جس کو حق رہن سے جان چھوٹ گیا ہو، مثلاً مرہون نے اپنی کوئی چیز مرتہن کے سامنے کر دیا یا اب، اس نے اپنا حق قبضہ کر لیا ہے

وَلَمْ يَرْجِعْ عَنِ الرَّهْنِ حَالَ بِقَبْضِهِ وَهُوَ مَضْمُونٌ بِأَقَلِّ مِنْ قِيْمَتِهِ وَمِنَ الدَّيْنِ

اور راہن رجوع کر سکتا ہے راہن سے جبکہ مرتہن نے اس پر قبضہ نہ کیا ہو اور وہ مضمون ہوتا ہے قیمت ہونے دین سے کمتر کے بدلے میں

اَوْ هَلَكَ وَقِيْمَتُهُ مِثْلُ دَيْنِهِ صَارَ مُسْتَوْفِيًا فَيَهْلِكُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ قِيْمَتِهِ فَالْفَضْلُ اَمَانَةٌ

یا ہلاک ہو گیا اور اس کی قیمت دین کے برابر ہے تو مرتہن پورا پورا وصول کرنے والا ہو گیا اور اگر قیمت زائد ہو دین سے تو زیادتی امانت ہے

وَ بِقَدْرِ الَّذِيْ صَارَ مُسْتَوْفِيًا وَاِنْ كَانَتْ اَقَلَّ صَارَ مُسْتَوْفِيًا بِقَدْرِهِ وَرَجَعَ الْمُرْتَهِنُ بِالْفَضْلِ

اور وہ بقدر دین وصول کرنے والا ہو گیا اور اگر قیمت کم ہو تو بقدر قیمت وصول کرنے والا ہو گیا اب وہ باقی قرضہ راہن سے وصول کرنے

وَلَهُ اَنْ يُطَالِبَ الرَّاهِنَ بِدَيْنِهِ وَيَحْبِسَهُ بِهِ وَلَوْ مَاتَ الْمُرْتَهِنُ بِاِحْضَارِ رَهْنِهِ وَالْوَرَثَةُ بِالدَّيْنِ فَلَيْسَ لَهُمْ اَوْلَا

اور مرتہن مطالبہ کر سکتا ہے راہن سے اپنے دین کا اور اس کی بابت قید کر سکتا ہے حکم کیا جائے گا مرتہن کو مرہون کے حاضر کرنے کا اور ورثاء کو اس کا دین

وَاِنْ كَانَ الرَّهْنُ فِيْ يَدِ الْمُرْتَهِنِ لَا يَحْكُمُ بِبَيْعِهِ حَتّٰى يَحْضُرَ الدَّيْنُ فَاِذَا قَضَى سَلَّمَ الرَّهْنَ

ادا کرنے کا اگر مرہون تھا مرتہن کے پاس تو وہ راہن کو بیچنے کا حکم نہ دے یہاں تک کہ وہ اس کا قرض چکا دے جب وہ قرض ادا کر چکے تو تھا مرتہن

وَلَا يَنْتَفِعُ الْمُرْتَهِنُ بِالرَّهْنِ اِسْتِغْلَالًا وَسُكْنًى وَلُبْسًا وَعَارِيَةً وَاِجَارَةً وَيَحْفَظُهُ بِنَفْسِهِ

اس کے حوالہ کر دے مرہون کو اور نہ فائدہ اٹھائے مرتہن مرہون سے نہ مستعمل کرنے سے اپنے پہننے سے اور نہ عاریۃ دینے سے اور نہ اجارہ پر دینے سے اور خود حفاظت کرے مرہون کی

وَوُرَّاثُهُ وَمُؤْتَمَنُهُ وَمُسْتَاْجِرُهُ الَّذِيْ فِيْ عِيَالِهِ وَعَبْدُهُ وَاَمِيْنُهُ بِحِفْظِهِ بِنَفْسِهِمْ

یا حفاظت کرے اپنی بیوی اور اولاد اور اپنے اس خادم سے جو اس سے متعلق ہے اور اس امین سے جو اس کے علاوہ کسی کے ذریعہ حفاظت کرائے

وَبِاِيْدَاعِهِ وَتَعْدِيَتُهُ لَهُمْ وَاُجْرَةُ بَيْتِ حِفْظِهِ وَحَافِظِهِ عَلَى الْمُرْتَهِنِ

اور بطور امانت رکھ دے اور کسی طریق کی زیادتی کرے اس کی قیمت کا اور مرہون کی حفاظت کے گھر کا کرایہ اور حفاظت کی تنخواہ مرتہن کے ذمہ ہے

وَاُجْرَةُ رَاعِيَتِهِ وَنَفَقَةُ الرَّهْنِ وَالْخَرَاجُ عَلَى الرَّاهِنِ

اور اس کے چرانے کی اجرت اور کھانے پینے کا خرچ اور خراج راہن کے ذمہ ہے

تفصیل احکام مرہون

قولہ مجموعاً قابض محضاً مضمراً: یعنی تینوں چیزوں احترازی ہیں محترز کا مطلب یہ ہے کہ شئی مرہون مجتمع اور مضموم ہو متفرق نہ ہو اور شے کے بغیر کامل کے اور امین کے غیر کیسی کو راہن رکھنا نہ ہو کا مصرحاً سے مراد یہ ہے کہ شئی مرہون حق راہن کے ساتھ مشغول نہ ہو تو پھل کے درخت کو درکھتی کے بغیر زمین کو اور متاع کو راہن کے غیر گھر کو رہن رکھنا جائز ہوگا۔ نیز کہ یہ بھی ہیں کہ مرہون مقسوم ہو شائع نہ ہو اگرچہ شیوع مکی ہو یہاں تک کہ شئی مرہون باعتبار پیمائش غیر مرہون کے ساتھ متصل ہو۔ جیسے زمین مرہون کا اتصال درخت کے ساتھ۔ امام مالک اور امام شافعی کے یہاں رہن مشاع جائز ہے۔

قولہ وھو مضمون الخ ۔ یہ بیان اس مرہون کا ہے جو مرتہن کے پاس اس کی تعدی سے ضائع ہو جائے تو اس کا حال یہ ہوگا کہ اگر مرہون اور قیمت دین دونوں برابر ہوں تو مرتہن کا دین اس سے وصول ہو جائے گا اور اگر مرہون کی قیمت دین سے زیادہ ہو تو بقدر قیمت دین ساقط ہو جائے گا اور باقی دین مرہون سے لے لیا جائے گا۔ یہ کل تفصیل ہمارے یہاں ہے۔ امام شافعی کے یہاں تمام مرہون مرتہن کے پاس امانت ہوتی ہے۔ تو اسکے یہاں مرہون کے ہلاک ہو جانے سے دین ساقط ہو جائے گا۔ امام زفر رحمۃ اللہ کا رشاد ہے لایغلق الرھن ھن راھنہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ" جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ مرہون میں مضمون بالدین نہیں ہوتی۔ ہماری دلیل حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب مرہون قبل ہلاک ہونے کے اس کی قیمت مقدر ہو جائے اور مرتہن اس سے پورا پورا دین وصول کر لے تو گویا قیمت کی تمام دین کی قدر ادا ہو چکی ہے۔ اور راہن کا دین ساقط ہو جائے گا۔ جب کسی نے کسی کے پاس کچھ امانت رکھا اور امین کے پاس ضائع ہو گیا تو امین کا امانت سے مرتہن سے بدرجہا زیادہ تعلق ہے۔ "فلان حقک" مرہون کے مضمون ہونے پر ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے مذہب کی صراحت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مضمون بالقیمۃ ہونا مروی ہے۔ حضرت ابن عمر اور عبداللہ بن مسعود حضرت علی سے مضمون ہونا مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مضمون نہ ہونا مروی ہے۔

باب ما یجوز ارتھانہ والارتھان ہ وما لا یجوز

باب ان چیزوں میں جن کا رہن رکھنا اور جن کے رہن میں رکھنا جائز ہے اور جن میں جائز نہیں

لایصح رھن المشاع والکسرۃ علی المعین فیھ وفی غیرہ ویصح فی رھن فیھ وفی غیرہ والحر

کسی مشترک چیز کا رہن رکھنا اور رکھنے والے کا شریک کی معین چیز کا جس کا رہن میں دینے والے نے رکھا ہے رہن رکھنا صحیح نہیں ہے اور رکھنے والے کا اس چیز کا رہن رکھنا صحیح ہے جس کا رہن میں دینے والے نے رکھا ہے اور دوسری چیز کا بھی رہن رکھنا صحیح ہے

ومدبر والمکاتب واد الولد ولا بالاجارۃ

اور مدبر اور مکاتب اور ام الولد کا رہن رکھنا صحیح نہیں ہے اور نہ اجارہ پر دینا صحیح ہے

تشریح المسئلہ قولہ لایصح الخ ۔ یہاں سے یہاں تک جن چیزوں کا رہن صحیح نہیں ہے ان کا بیان ہے۔ مشاع سے مقسوم ہونے سے پہلے تک مراد ہے۔ مشاع کا رہن رکھنا اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس میں قبضہ کا پایا جانا متعذر ہے۔ کیونکہ مشاع قابل قسمت ہے اور قسمت کے بعد اس میں شریک کا حصہ بھی آجائے گا۔ اور اس کا قبضہ بھی ہو جائے گا۔ اور اس کا رہن رکھنا بھی صحیح

کے پاس حق وصول کرنے کا اور ظاہر ہے کہ مشتری کی ایک عین امر وقف ہے جس کی فروختگی ممکن ہے تو مشتری مشتاع کا اس عین میں ہوئی البتہ متعلق ہوگا۔ تو وہ یہاں رہن کا حکم نہ ہے کہ اس سے مرتہن کو یہ استیفاء حق حاصل ہو جاتا ہے اور مشتری مشتاع میں یہ انتفاع کا حق متصور نہیں۔ اس لئے کہ یہ کا ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اور مشتری مشتاع علیہ معین ہے۔ پس یہ استیفاء کا ثبوت نہ ہوا اس میں رکاوٹ نہیں ہوتی قسم رہن ثابت ہو جاتا ہے لیکن رہن مشتاع کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔

فائدہ: رہن مشتاع کو بعض نے باطل کہا ہے اور بعض نے فاسد لیکن صحیح یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا ہے بلکہ قبضہ کر لینے سے مرتہن پر اس کا ضمان لازم ہوتا ہے جیسا کہ یہ ہے کہ انتفاع رہن کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ مال ہو اور اس کے مقابلہ میں بھی مضمون مال ہو اگر یہ شرط ہاں جائے تو رہن صحیح منعقد ہوگا۔ اور اگر شرط معدوم ہو تو رہن فاسد منعقد ہوگا۔ اور جہاں رہن مال ہی نہ ہو مثلاً آزاد ہو یا مدبر ہو یا اس کے علاوہ جس مال مضمون نہ ہو رہن بالکل منعقد نہ ہوگا اسی کا نام ہے رہن باطل ہے۔ فسد ولا بالاضافۃ مع الف اعاریۃ مال مضاربۃ و بیت مال شرکت کے بدلہ میں رہن رکھنا جائز نہیں۔ اس وسیلہ کہ رہن کا موجب مرتہن کے لئے یہ استیفاء کا حاصل ہونا ہے جس رہن کا تقاضا لازم الضمان ہوگا۔ جو اعیان ثابت کا ہونا ضروری ہے تاکہ قبضہ مضمون واقع ہو اور اس سے یہ استیفاء دین یعنی اور امانت کے قبضہ میں ضمان نہیں ہوتا لہٰذا اس سے بدرجہ اولیٰ رہن رکھنا صحیح نہیں۔

وبالدرک وبالضمیع وانہ یصح بقدر وہو حقوقہ وبرئ من ہلاک السلم

و بدرک بالدرک اور ضمیع رہن صحیح ہے یعنی رہن سے حقوق ہیں کو وہ محفوظ ہو اور سلم کے رہن میں ضمان کے لوگ ہیں

وثمن الصرف والمبیع لیہ فان ہلک صار مستوفیاً

اور ثمن صرف میں قبضہ کے حقوق ہیں اور مبیع نیز کی قیمت کے بدلے میں سو اگر مرہون ہلاک ہو جائے تو مرتہن پر حق سے پاک

وللباب ان یرتہن بثمن علیہ علیہ بطلقہ وضع رہن الخمر والمیتۃ والمکیل والموزون

باب: بیع دین کے قرض میں دینے والے کے قیام کو رہن رکھ سکتا ہے اور صحیح ہے رہن رکھنا چاندی سونے، ناپی اور تولی جانے والی چیزوں کے۔

تشریح الفقہ قولہ وبالدرک الخ رہن بالدرک کی صورت یہ ہے کہ کسی نے کوئی چیز فروخت کر کے ثمن لے لیا اب مشتری کو یہ اندیشہ ہے کہ ممکن ہے مبیع بائع کے علاوہ کسی اور کی نکلے اس لئے اس نے بائع سے استیفاء ثمن کے بدلے میں بائع سے کوئی چیز رہن رکھوا لی تو یہ باطل ہے اگر مشتری کے پاس سے مرہون ضائع ہو جائے تو ضمان نہ ہوگا خواہ درک حاصل ہو یا نہ ہو۔ جو یہ ہے کہ رہن استیفاء حق کیلئے ہوتا ہے اور وجوب سے پہلے استیفاء ہو نہیں سکتا۔ اور وجوب کی اصالت آخذ زمانہ کی طرف جائز نہیں اس لئے رہن بالدرک جائز نہ ہوگا۔

قولہ وبالمبیع الخ بائع نے مشتری کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی اور مبیع بائع کے پاس ہی تھی اب بائع نے مشتری کے پاس مبیع کے بدلہ میں کوئی چیز رہن رکھی تو یہ رہن باطل ہے اس واسطے کہ رہن دین کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ اور مبیع بائع کے پاس دین نہیں بلکہ اگر مبیع تلف ہو گئی تو مشتری کے ذمہ سے ثمن ساقط ہو جائے گا اور وہ بائع کا حق ہے جس میں ضمان نہیں۔

قولہ وہو اصح الخ ہمارے یہاں علم کے اس اقوال میں صرف اور سلم یہ کے بدلہ میں رہن رکھنا صحیح ہے۔ امام زفر اور امام مالک نے یہاں صحیح نہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ رہن کا حکم استیفاء حق ہے اور ان چیزوں کے بدلے میں رہن رکھنا مفید نہیں استبدال ہے اس لیے

فوائد و دلائل: اس باب میں بیع کے احکام اور اس کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ بیع کا لغوی معنی ہے مبادلہ کرنا اور شرعی اصطلاح میں بیع کا معنی ہے مال کا مال کے بدلے میں مبادلہ کرنا۔ بیع کا رکن ایجاب و قبول ہے۔ ایجاب کا معنی ہے بیچنے والے کا یہ کہنا کہ میں نے بیچا اور قبول کا معنی ہے خریدنے والے کا یہ کہنا کہ میں نے خریدا۔ بیع کی شرائط میں سے ہے کہ بیچنے والا اور خریدنے والا عاقل ہوں۔ بیع کی شرائط میں سے ہے کہ بیچنے والا اور خریدنے والا عاقل ہوں۔ بیع کی شرائط میں سے ہے کہ بیچنے والا اور خریدنے والا عاقل ہوں۔

فوائد و مسائل: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیع کے لیے ایجاب و قبول ضروری ہے۔ ایجاب و قبول کے بغیر بیع منعقد نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیع کے لیے عاقل ہونا شرط ہے۔ مجنون، نابالغ اور بیوقوف کی بیع منعقد نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیع کے لیے رضامندی شرط ہے۔ جبری بیع منعقد نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیع کے لیے ایجاب و قبول ضروری ہے۔ ایجاب و قبول کے بغیر بیع منعقد نہیں ہوتی۔

فان زهت احدهما هلكت بعلمها من المشتري ولا خيره ما لم يتفرقا وان يخير عبدا على ان يختار من المشتري

فان رضيت احداهما هلكت بعلمها من المشتري ولا خيره ما لم يتفرقا وان يخير عبدا على ان يختار من المشتري

بالثمن ثم يعيده فمع لم يجز ربيع فمع البيع لا ان يدفع المشتري الثمن حالا

بالثمن ثم يعيده فمع لم يجز ربيع فمع البيع لا ان يدفع المشتري الثمن حالا

لو قيمة الرهن رضا فان قال للبائع امسك هذا الثوب حتى اعطيك الثمن فهو رهن ولو رهن عنده

لو قيمة الرهن رضا فان قال للبائع امسك هذا الثوب حتى اعطيك الثمن فهو رهن ولو رهن عنده

بالبيع لا بعد احدهما بقضاء حصته كالمبيع ولو رهن عبدا عند رجلين صح

بالبيع لا بعد احدهما بقضاء حصته كالمبيع ولو رهن عبدا عند رجلين صح

و يستوفي من كل حصته فان قضى احدهما فليس له ان يأخذ الرهن عند الآخر وبطل حبة كل منهما في

و يستوفي من كل حصته فان قضى احدهما فليس له ان يأخذ الرهن عند الآخر وبطل حبة كل منهما في

وقبضه عنده رهنه بحق

وقبضه عنده رهنه بحق

---

۱ اگر بیع کے بعد ایک فریق کا انتقال ہو جائے تو بیع کا حکم

وصاة واحدة والعبد لي اثنين فوهب لكل واحد منهما نصفا كان لي بيد كل واحد نصف وهذا بعينه

اور اگر مرجائے اس کا مولیٰ اور اس کے دو غلام دونوں مرنے والے کے ثلث سے برابر ہیں تو ہر ایک سب سابق سے آزاد ہو گا اور اس کے پاس سے آدھا دونوں کو ملے گا

تشریح الفقہ: قولہ وإن باع الخ ایک شخص نے غلام اس شرط پر آزاد کیا کہ مشتری اس کے ثمن کے بدلے میں کوئی معین چیز اس کے پاس رہنے گا تو یہ اس کی حد سے بڑھنا جائز نہیں کیونکہ یہ عقد معاوضہ ہے اور اس میں شرط جائز ہے جس کی وجہ سے مبیع کا ثمن کے مقابلہ میں مناسب ہے کیونکہ عقد کمال کی طرح ناقص میں بھی ہوتا ہے۔ اب اگر وہ مشتری وہ چیز ہلاک ہونے کے قبل ہی غلام کے ہاتھ فروخت کر دے تو ایک اس کا ثمن سے زیادہ ہونا ہے کیونکہ جب عقد فسخ ہو گیا تو وہ چیز مشتری کی طرف لوٹ جائے گی اور اس کا ثمن اس کے ذمہ ہو جائے گا اور دوسرا اس کا ثمن سے کم ہونا ہے کیونکہ عقد فسخ ہو جانے کے بعد وہ چیز بائع

اسی طرح ثابت ہوگی۔ امام کے نزدیک اس صورت میں احتیاط کا مختلف مقام ہے اس سے ہر فریق کے حق کی حفاظت ہوگی۔ یہ اختلاف اس بنیاد پر ہے کہ مقدمہ کا فیصلہ ہوتا ہے یا نہیں۔ بلکہ اس کے حکم کی وجہ سے معطل ہوتا ہے۔ اور مگر ہمارے نزدیک حالت حیات ختم ہوتی ہے اور شائع چیز اس حکم کے قابل نہیں۔ اور صورت کے بعد دوسرا کا حکم ہوتا ہے کہ مرہون کو فروخت کرنے کا حکم دے کے حق کے لئے استیفاء اور شائع چیز اس حکم کے قابل ہے اس لئے صورت کی صورت میں رہن صحیح ہو جائے گا۔

باب الرهن يوضع على يد عدل

رہن مرہون چیز کو کسی معتبر آدمی کے پاس رکھنے کے بیان میں

وصح الرهن على يد عدل ولا يخلو احدهما عنه ويقبض المرتهن فان وكل

دونوں کا عدل کے پاس مرہون چیز کو رکھنا صحیح ہے اور ان میں سے کوئی بھی عدل سے خالی نہیں ہوتا۔ بلکہ عدل مرتہن کے قبضہ میں کر دیتا ہے

المرتهن او العدل او غير هما ببيعه عند حلول الدين صح فان شرطا

راہن سے مرتہن کو یا اس معتمد شخص کو یا کسی اور کو مرہون کے فروخت کرنے کا وکیل بنانا چاہتے ہوں تو صحیح ہے۔ اگر شرط لگائی گئی ہو کہ

في عقد الرهن لم يتعزل بعزله بموت الراهن او المرتهن وللوكيل بيعه بحضرة ورثته

عقد رہن میں وکیل معزول ہوگا راہن کے مرنے سے اور وکیل فروخت کرے مرتہن کے وارثوں کے سامنے وکیل کیجئے۔ مرتہن کے مرنے سے معزول نہیں ہوگا

وتبطل بموت الوكيل ولا ببيعة المرتهن او الراهن لا يوصيا الا خر فان حل الاجل

وکیل کے مرنے سے اور مرتہن کے وکیل کے مرنے سے وصیت باقی رہتی ہے دوسرے وصی کر دیں راہن کے مرنے سے وصیت باقی رہتی ہے

وطلب الراهن اجبر الوكيل على بيعه كالوكيل بالخصومة او غاب موكله جبر عليها

اور اگر راہن موجود ہو تو مجبور کیا جائے گا وکیل مرہون کے بیچنے پر جیسا کہ وکیل بالخصومۃ کو مجبور کیا جاتا ہے اگر موکل غائب ہو تو وکیل مجبور نہیں کیا جائے گا

وان باعه العدل وتولى مرتهنة منه فاستحق الرهن وضمن عالما يضمن الراهن فيضمنه والمرتهن قيمته

اور اگر عدل نے مرہون بیچا مرتہن کو اور مرتہن نے مرہون کو خریدا پھر مرہون کسی اور کا نکلا اور مستحق نے تاوان لے لیا تو عدل سے تاوان لیا جائے گا اور مرتہن سے اس کی قیمت لی جائے گی

وان مات الراهن فبيد المرتهن فيستحق وضمن الراهن فيمنه مات بالقبض

اور اگر مرہونہ مرتہن کے پاس اور وہ کسی اور کے نکلے اور ضمان لے لیا مستحق نے تو مرتہن کو راہن کی موت کے وقت کی قیمت دینی ہوگی

وان ضمن المرتهن رجع على الراهن بالقيمة وبدينه

اور اگر مرتہن نے راہن سے ضمان لیا تو قیمت لے گا راہن سے اور قرض بھی اگر کوئی قرض کا ہو

[illegible]

تشریح اللغات قولہ باب الخ راہن اور مرتہن کے احکام بیان کرنے کے بعد ان کے نائب کے احکام بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ نائب کا حکم قسم اصل کے بعد ہی ہوتا ہے۔ یہاں بھی سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس مرہون رکھنے پر راہن اور مرتہن راضی ہو گئے صاحب نہایہ اور صاحب عنایہ وغیرہ نے یہ قید لگائی ہے کہ وہ عدیم الاہلیۃ نہ ہو۔ اور یہ قید آگے پر مراعون کی بیع سے ساقط ہو گئے ہیں۔ مگر یہ قید ہماری نہیں بلکہ شافعی کا نائب ہے۔ کیونکہ عام طور سے لوگوں میں یہی دستور جاری ہے جو عن ھذا قال الحاکم الشھید فی الکافی" لیس للعدل بیع الرھن مالم یسقط علیہ لانہ مامور بالحفظ فلا یحسن۔

قولہ وصار الخ راہن اور مرتہن نے شئی مرہون کسی معتمد شخص کے پاس رکھدی تو معاملہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب راہن یا مرتہن مرہون شئی والے معتمد شخص سے نہیں لے سکتا۔ کیونکہ مرہون کے ساتھ دونوں کے حق متعلق ہیں۔ وہ کا حق حفظ و امانت میں ہے۔ اور مرتہن کا حق استیفاء دین میں ہے۔ تو ایک دوسرے کے بغیر حق کامل نہ ہوگا۔ امام ہمام اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک۔ جس بھی صحیح نہیں کیونکہ شخص معتمد کا قبضہ گویا مالک ہی کا قبضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اصالۃ ہلاک پر قبضہ حقیقی مالک پر رجوع کرتا ہے تو قبضہ معدوم ہوا لہذا راہن صحیح نہ ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خلافت کے حق میں تو معتمد کا قبضہ مالک ہی کا قبضہ ہوتا ہے۔ لیکن ہلاکت کے حق میں اس کا قبضہ مرتہن کا قبضہ ہوتا ہے۔ فلا یصیر قابضا لنفسہ فلم تصدا من الرھن۔

قولہ و ان باعہ العدل الخ اور مرتہن نے شئی مرہون کسی معتمد شخص کے پاس رکھدی تھی۔ شخص معتمد نے وہ شئی فروخت کر دی اس بیع میں مرتہن کو وہ مال ملے گا جو وہ شئی مرہون کی اور کی کل آئی ہو۔ اب وہ معتمد میں ہیں۔ تو شئی مرہون ہلاک ہو گئی ہو یا ہلاک نہیں ہوئی ہو گی موجود ہو گی۔ مبیع صحیح (یعنی شئی مرہون) مشتری کے پاس سے ہلاک ہو گئی ہو تو مالک (مشتری) کی طرف سے ہوتی ہے، راہن سے ضمان لے گا کیونکہ اس کے حق میں یہ غصب ہے کہ اس نے مالک کی اجازت کے بغیر پر ایسا راہن رکھدیا۔ اور یہ شخص معتمد سے ضمان نہ لے گا۔ کیونکہ اس نے فروختگی اور تسلیم مرتہن کے دیوے سے خدمتی کی ہے (ان دونوں صورتوں میں بیع باطل ہوتی) پھر شخص معتمد کو بھی اختیار ہے۔ چاہے وہ راہن سے مبیع مرہون کی قیمت لے لے کیونکہ وہ اس کی طرف سے وکیل ہے۔ اور چاہے مرتہن سے اس کا ثمن لے لے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہو گئی کہ مرتہن نے ثمن پالیا ہے۔ اور اگر مبیع مشتری کے پاس موجود ہو تو مالک (مستحق) اس کو مشتری سے لے گا کیونکہ اس نے اپنا مال بعینہ موجود پالیا۔ اور مشتری اس کو مرتہن شخص معتمد سے لیگا۔ کیونکہ شخص معتمد قبضہ حقیقی سے متعلق ہوا ہے۔ اب شخص معتمد کو اختیار ہے چاہے راہن سے اس کی قیمت لے لے۔ کیونکہ شخص معتمد کو اس نے وکیل بنایا ہے (لہذا اس سے مطالبہ بھی اسی کا ہوگا۔ اور چاہے مرتہن سے لے لے۔ اس واسطے کہ جب مستحق کی ملک سے مبیع نکل گئی تو ثمن بھی باطل ہو گیا۔ حالانکہ اس نے اس کو ثمن جان کر قبضہ کیا تھا۔ اور جب ثمن باطل ہوا تو مرتہن پر مثل شخص معتمد واپسی ہو گیا۔

محمد عفیف غفرلہ گنگوہی

باب التصرف في الرهن والجناية عليه وجنايته على غيره

باب مرہون میں تصرف کرنے اور اس کے نقصان کرنے اور دوسروں پر مرہون کی جنایت کے بیان میں

فَوَقَفَ بَيْعَ الرَّاهِنِ عَلَى إِجَازَةِ مُرْتَهِنِهِ أَوْ قَضَى فِيهِ وَنَعَتَ مُنْعَتُهُ وَطُولِبَ بِثَمَنِهِ لَوْ حَالَّا

توقف ہوگی راہن کی بیع مرتہن کی اجازت پر یا فیصلہ کرے گا اس میں اور بیان کی جائے گی اس کی صفت اور صفت کیا جائے گا اس کے قرض کا اگر قرض ہو

وَلَوْ مُؤَجَّلًا أَخَذَ مِنْهُ قِيمَةَ الْعَبْدِ وَجُعِلَتْ رَهْنًا مَكَانَهُ رَوْيَ مَعْمُرٌ سَعِيدٌ الْعَبْدَ لِي الْأَقَلُّ مِنْ قِيمَتِهِ وَمِنَ الدَّيْنِ

اور اگر مؤجل ہو تو لے لیا جائے گا اس سے غلام کی قیمت کہ قائم کی جائے گی راہن کے قبضہ میں اور روایت کی معمر نے سعید سے کہ غلام کی قیمت کم ہے قرض سے یا قیمت

وَيَرْجِعُ بِهِ عَلَى سَيِّدِهِ وَإِفْلَاقُ الرَّاهِنِ كَاعْتَاقِهِ وَإِنْ تَلِفَ اجْتُنِيَ فَالْمَرْهُونُ يُضْمَنُ

اور پھر لے لیگا وہ اپنے آقا سے اور راہن کا مرہون کو مفلس کرنا مثل اس کے ہے کہ آزاد کرے اس کو اور اگر تلف ہو گیا تو مرتہن اس سے قیمت

قِيمَتُهُ فَتَكُونُ رَهْنًا عِنْدَهُ وَخَرَجَ مِنْ ضَمَانِهِ بِانْظَارِهِ مِنْ وَافَاهُ

لیگا اس کے بدلے قیمت اس کے پاس رہن رہیگی اور نکل ہو جائیگا مرتہن کے ضمان سے راہن کو مہلت دینے سے

فَلَوْ هَلَكَ فِي يَدِ الرَّاهِنِ هَلَكَ مَجَّانًا وَبِرُجُوعِهِ عَادَ ضَمَانُهُ

کہ اگر وہ راہن کے پاس جب ہلاک ہو تو ہلاک ہو گیا مفت میں پھر اگر وہ واپس دیدے تو ضمان لوٹ آئیگا۔

قولہ فوقف الخ اگر راہن مرتہن کی اجازت کے بغیر مرہون شئی فروخت کرے تو بیع موقوف رہیگی۔ اگر اس نے بلا اجازت دیدی راہن نے مرتہن کا دین ادا کر دیا تو نافذ ہو جائے گی۔ ورنہ مشتری کو اختیار ہوگا کہ راہن کو مہلت تک صبر کرے، اور اسی کے پاس اصل مرتہن کے پاس بیع فسخ کر دے گا امام ابو یوسف سے یہی روایت ہے کیونکہ راہن نے خاص اپنی ملک میں تصرف کیا ہے تاہم یہ بیع یا تو ایسا عیب دار مرہون قرار دے گی کہ آزادی نافذ ہوتی ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ بیع نافذ ہو جائے گی اور مرتہن کا حق ضمان باقی رہے گا۔ قولہ وبرجوعہ الخ مرتہن نے فی مرہون راہن کو بطور عاریت دیدی۔ تو وہ مرتہن کے ضمان سے خارج ہو گئی۔ ملک یا رہن موجب ضمان ہے اور عاریت غیر موجب ضمان۔ مگر عاریت کے بعد مرتہن پر ضمان واجب کیوں کی جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عاریت اور دیدن راہن دونوں میں جمع کرنا لازم آتا ہے حالانکہ ان میں صفات متضاد ہیں۔ پس اگر وہ شئی راہن کے پاس ہلاک ہو جائے تو حقیقت ہلاک ہوئی یعنی مرتہن کا کچھ دین ساقط نہ ہوگا۔ کیونکہ موجب ضمان قبض مرتہن ہو چکا۔ اور اگر مرتہن پر مرہون شئی ہلاک ہو تو حکماً ہلاک ہوئی یعنی مرتہن کا کچھ دین ساقط

وإن اختلفا في قيمة الرهن فالقول قول المرتهن مع يمينه إلا أن يأتي الراهن ببينة أن قيمته أكثر مما قال المرتهن فيقضى بالبينة

اگر دونوں نے رہن کی قیمت میں اختلاف کیا تو مرتہن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا مگر یہ کہ راہن گواہ پیش کر دے کہ رہن کی قیمت مرتہن کے بیان سے زیادہ ہے تو گواہوں کے بیان پر فیصلہ کیا جائے گا

وإن هلك الرهن وهلك عنده المرتهن بما يغاب عليه من غير تعد ولا تضييع هلك بما عليه من الدين

اگر رہن ہلاک ہو گیا اور مرتہن کے پاس ہلاک ہوا جس کا غائب ہونا ممکن ہے بغیر زیادتی اور ضائع کرنے کے تو رہن کے بدلے میں جو قرض تھا وہ ساقط ہو جائے گا

وإن كان الرهن مما لا يغاب عليه كالعقار والحيوان لم يهلك إلا بالتعدي أو التضييع

اور اگر رہن ایسی چیز ہو جس کا غائب ہونا ممکن نہ ہو جیسے زمین اور حیوان تو وہ ہلاک نہ ہوگا مگر زیادتی یا ضائع کرنے سے

وإن ادعى هلاكه وأنكر ذلك المرتهن فالقول قول المرتهن مع يمينه

اگر راہن نے رہن کے ہلاک ہونے کا دعویٰ کیا اور مرتہن نے انکار کیا تو مرتہن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا

وإن ادعى المرتهن الرد على الراهن فأنكر فالقول قوله مع يمينه

اگر مرتہن نے رہن کو راہن کی طرف واپس کرنے کا دعویٰ کیا اور راہن نے انکار کیا تو راہن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا

وإن ادعى الراهن الإذن له في البيع فأنكر المرتهن فالقول قول المرتهن مع يمينه

اگر راہن نے رہن کو بیچنے کی اجازت کا دعویٰ کیا اور مرتہن نے انکار کیا تو مرتہن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا

وإن ادعى الراهن أن المرتهن أعاره الرهن فأنكر المرتهن فالقول قول المرتهن مع يمينه

اگر راہن نے دعویٰ کیا کہ مرتہن نے رہن کو عاریت پر دیا تھا اور مرتہن نے انکار کیا تو مرتہن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا

وإن ادعى الراهن أن المرتهن آجره الرهن فأنكر المرتهن فالقول قول المرتهن مع يمينه

اگر راہن نے دعویٰ کیا کہ مرتہن نے رہن کو اجارہ پر دیا تھا اور مرتہن نے انکار کیا تو مرتہن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا

وإن ادعى الراهن أن المرتهن أودعه الرهن فأنكر المرتهن فالقول قول المرتهن مع يمينه

اگر راہن نے دعویٰ کیا کہ مرتہن نے رہن کو امانت رکھا تھا اور مرتہن نے انکار کیا تو مرتہن کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا

وإن ادعى الراهن أن المرتهن أعاره الرهن فرهنه بغير علمه فلا ضمان عليه

اگر راہن نے دعویٰ کیا کہ مرتہن نے رہن کو عاریت پر دیا تھا اور مرتہن نے اس کو بغیر راہن کے علم کے رہن رکھ دیا تو مرتہن پر کوئی ضمان نہیں

وإن ادعى الراهن أن المرتهن آجره الرهن فرهنه بغير علمه فلا ضمان عليه

اگر راہن نے دعویٰ کیا کہ مرتہن نے رہن کو اجارہ پر دیا تھا اور مرتہن نے اس کو بغیر راہن کے علم کے رہن رکھ دیا تو مرتہن پر کوئی ضمان نہیں

وإن ادعى الراهن أن المرتهن أودعه الرهن فرهنه بغير علمه فلا ضمان عليه

اگر راہن نے دعویٰ کیا کہ مرتہن نے رہن کو امانت رکھا تھا اور مرتہن نے اس کو بغیر راہن کے علم کے رہن رکھ دیا تو مرتہن پر کوئی ضمان نہیں

تشریح اللغۃ: قولہ وإن اختلفا الخ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی پھر اس کو لینے سے عاجز ہو گیا تو بیچنے والا اس کو واپس لینا چاہتا ہے اور خریدار اس کو واپس کرنا چاہتا ہے بغیر اس کے کہ کسی چیز کی قیمت مقرر کی ہو اور اگر رہن میں کوئی عقد یا اس کی جنس کی یا مرتہن کی یا خاص شہر کی قید لگائی ہو تو اختلاف میں کہا گیا ہے کہ رہن کے حق میں رہن کرنا مثلاً اس جنس کے بدلے میں یا فلاں شخص کے پاس فلاں شہر میں یہی رکھنا تو اب مستعیر اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ اگر خلاف کرے تو مستعیر یا مرتہن سے ضمان لے سکتا ہے۔ یہ قید کی ہے مستعیر کی تعدی کو دفع کرنے کے لئے کہ اس سے معیر کی غرض متعلق ہوتی ہے کبھی اس کے پاس کوئی چیز رہن رکھنے کی عادت ہوتی ہے تو یہ اور اگر مستعیر نے معیر کی شرط کے مطابق کیا اور پھر مرتہن کے پاس سے ضائع ہو گئی تو مرتہن اپنا مال رہن رکھنے والا تو گیا اگر اس کی قیمت دین کے برابر اور کم ہو تو باقی مال سے لے لیگا اب مستعیر کتنی دفعہ رہن رکھنے والے کے پاس جائے گا اور کتنی دفعہ رہن رکھے گا اور کس وقت سے حساب لیا جائے گا یہاں معیر خاموش ہے کیونکہ اپنی ملک کی پہچان ہے کہ وہ اپنی ملک کی پہچان کیسے نہ رکھے۔ بخلاف اجنبی کے کہ وہ اجنبی ہے۔ یہ تشریح ہوئی۔

قولہ وجناية الراهن الخ اور راہن سے جو غلام جنایت کرے یا اس کا کوئی عضو تلف کر دے تو راہن پر ضمان واجب ہوگا کیونکہ مرتہن کا حق متعلق ہو گیا اس کی ملک جنایت سے متعلق ہے۔ لہٰذا جنایت کے حق میں مالک کو اجنبی سمجھا جائے گا اسی طرح اگر مرتہن غلام پر کوئی جنایت کرے تو اس پر بھی تاوان لازم ہوگا۔ کیونکہ اس نے غیر کی ملک تلف کیا ہے اب اس نے جس قدر جنایت کی ہے اسی قدر دین مرتفع ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر مرہون غلام اپنی پر یا مرتہن پر یا رہن کے مال پر کوئی جنایت کرے تو اس کی تاوان سے کوئی چیز ساقط نہیں ہوگی۔ شرطیکہ جنایت سے جب نقصان پہنچے اور جب نقصان پہنچ جائے تو قصاص لیا جائے گا۔

وإن رهن عبدا يساوي ألفا بألف وخمسمائة فجنى الراهن عليه جناية فقطع يد العبد أو قتله خطأ أو عمدا فعفا عنه وصالح الأجنبي

اگر راہن نے غلام رہن رکھا جو ایک ہزار کا ہے ڈیڑھ ہزار کے عوض میں اور راہن نے اس غلام پر کوئی جنایت کی یا اس کو قتل کر دیا خطا سے یا عمد سے پھر اس نے معاف کر دیا یا اجنبی سے صلح کر لی

فالمرتهن يقضي الدية قصاصا من حقه ولا يرجع على الراهن بشيء وإن جنى بقطع يمينه أو بقتل خطأ أو عمد

تو مرتہن قیمت کا بدلہ وصول کرے گا اپنے حق سے اور نہ رجوع کرے گا راہن سے کچھ بھی اور اگر راہن نے اس کو مرتہن سمیت ہاتھ کاٹنے کی جنایت کی

ف ... یعنی اس کا ہاتھ کاٹ دیا مرتہن کی اجازت سے یا اس کو قتل کر دیا خطا سے یا عمد سے۔

بِقَبْضِ الْمَاشِيَةِ فَضَاعَ مِنْ حَقِّهِ وَرَجَعَ بِنِصْفِهَا وَإِنْ قَتَلَهُ عَبْدٌ قِيمَتُهُ مِائَةٌ فَلِلْمُرْتَهِنِ

قبضہ کرے تو برابر لے گا اور اگر بعض مویشی ضائع ہو جائیں تو اپنے حق میں سے ضائع ہونے والے کے برابر لے گا اگر کسی غلام نے مویشی کو قتل کر دیا جس کی قیمت سو درہم ہے تو مرتہن کے لئے

الْقِيمَةُ مَكَانَ الْمَالِ وَإِنْ جَاءَ الرَّاهِنُ بِالْمَالِ وَهُوَ الرَّهْنُ وَقَضَى الدَّيْنَ

(یہ جائز ہے) اس میں اس کو کل قرض کے عوض میں پکڑائے اگر راہن مر جائے تو اس کا بھی مرہون کو بیچ کر قرض ادا کرے

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَصِيٌّ بَاعَ الْقَاضِي الرَّهْنَ وَقَضَى الدَّيْنَ وَأَمْسَكَ بَاقِيَ الْمَالِ

اور اگر اس کا کوئی وصی نہ ہو تو ایک امین مقرر کیا جائے جس کو مرہون کے بیچنے کا حکم دے گا۔

تشریح کے لفظ قولہ وان رھن الخ یہ کہ عمرو کے ایک غلام زید نے بکر کے سو درہم کے مویشی تلف کر دیئے تو زید کے عوض عمرو کے پاس ایک غلام ہے جس کی قیمت سو درہم ہے اور مویشی کی قیمت بھی سو درہم ہے تو بکر کو اختیار ہے کہ مویشی کے بدلے میں غلام کو قتل کر دے یا غلام کو چھوڑ دے اور مویشی کی قیمت سو درہم لے لے اگر بکر نے غلام کو قتل کر دیا تو مرتہن کا حق ساقط ہو گیا اور اگر بکر نے غلام کو چھوڑ دیا تو غلام مرتہن کے پاس رہن ہو گا اور مویشی کی قیمت سو درہم بکر سے لی جائے گی کیونکہ مرتہن کا حق غلام سے متعلق تھا اور مویشی سے متعلق نہ تھا اور اگر مرتہن نے غلام کو قتل کر دیا جس کی قیمت سو درہم ہے تو مویشی کی قیمت سو درہم بکر سے لی جائے گی کیونکہ مرتہن کا حق غلام سے متعلق تھا اور مویشی سے متعلق نہ تھا اور اگر مرتہن نے غلام کو قتل کر دیا جس کی قیمت سو درہم ہے تو مویشی کی قیمت سو درہم بکر سے لی جائے گی کیونکہ مرتہن کا حق غلام سے متعلق تھا اور مویشی سے متعلق نہ تھا

قولہ وان قتلہ عبد الخ اگر غلام کی قیمت سو درہم ہے اور مرہون غلام کو کسی بیرونی غلام نے قتل کر دیا جس کی قیمت ایک سو درہم ہے۔ اور عبد قاتل مقتول غلام کے مولیٰ میں دو باتیں ہیں کہ امام اعظم کے نزدیک راہن مرتہن غلام کو راہن سے مرتہن کا حق ساقط ہو جائے گا اور راہن مرتہن کو سو درہم دے دیگا اور امام محمد کے نزدیک یہ بھی اختیار ہے کہ وہ مرتہن کو اس کے رہن کے عوض میں عبد مقتول دیدے اور امام زفر کے یہاں غلام ایک سو میں رکن ہونے کا لیکن یہ دین اس غلام سے متعلق ہو چکا ہے جو ہلاکت کی وجہ سے متعذر ہو چکا ہے مگر چونکہ اس کے بدلے میں عبد مقتول ملا ہے اس لئے یہ دین اسی قدر باقی رہیگا۔ فرماتے ہیں کہ دوسرا غلام پہلے غلام کا قائم مقام ہے جو پہلے ہلاک ہو چکا ہے مگر پہلا غلام باقی ہو اور اس کا مول کم ہو جائے تو دین کی کوئی مقدار ساقط نہیں ہوتی۔ تو جب عبد مقتول اس کا قائم مقام ہو گیا تب بھی دین ساقط نہ ہوگا۔ امام محمد کے یہاں اختیار ملنے کی وجہ یہ ہے کہ مرہون غلام مرتہن کے ضمان میں ہے جیسا کہ اختیار ہے اور راہن کو اختیار ہوگا۔

فَصْلٌ وَهِيَ عِشْرُونَ قِيمَتُهَا عَشَرَةٌ فَتَحَمَّرَ ثُمَّ تَمَلَّى وَهُوَ يُسَاوِي عَشَرَةً فَهُوَ رَهْنٌ بِعَشَرَةٍ

(فصل) مرہون بالمشترہ میں کی قسم کی ہے دس کے عوض میں ہے وہ شراب بھر سرکہ ہو گیا اور اس وقت اس کی قیمت دس ہے تو وہ دس میں

وَإِنْ رَهَنَ شَاةً قِيمَتُهَا عَشَرَةٌ بِعَشَرَةٍ فَمَاتَ فَسَلَخَ جِلْدَهَا وَهُوَ يُسَاوِي دِرْهَمًا فَهُوَ رَهْنٌ بِدِرْهَمٍ

گروی رہیگی کیونکہ اس وقت اس کی قیمت دس ہے اور اگر بکری کی قیمت دس کے عوض میں گروی رکھی اور وہ مر گئی اور اس کی کھال اتاری جو صرف ایک درہم کی ہے تو کھال مرتہن کے پاس ایک درہم کے عوض میں

وَنَمَاءُ الرَّهْنِ كَالْوَلَدِ وَالثَّمَرِ وَالدَّرِّ وَالصُّوفِ لِلرَّاهِنِ وَهُوَ رَهْنٌ مَعَ الْأَصْلِ وَبِهَلَاكِ فَمَاتَ وَإِنْ بَقِيَ

رہن کی بڑھوتری جیسے بچہ پھل دودھ اون سب راہن کی ہے اور رہن اور بھی اصل کے ساتھ اور ہلاک ہو گی سخت اگر بڑھوتری باقی رہی

وَهَلَكَ الْأَصْلُ فَكَ بِحِصَّتِهِ فَيُقْسَمُ الدَّيْنُ عَلَى قِيمَتِهِ يَوْمَ الْهَلَاكِ وَقِيمَةِ الْأَصْلِ يَوْمَ الْقَبْضِ

اور اصل ہلاک ہو گیا تو چھڑا لیا جائیگا حصے کے موافق جس طرح کہ ہلاکت کے دن اس کی قیمت ہو اور اصل کی قیمت جو قبضہ کے دن تھی

فسقط من الثمن حصة الاصل وفكّ الحصة بحصته ويصح اشراطه في بيع لا في الدين

پس ساقط ہو جائے گا ثمن سے اصل کا حصہ اور چھڑا لے گا اصل کو حصہ کے عوض مرہون میں اشتراط جائز ہے بیع کے اندر نہ کہ قرض میں

وإن رهن عنه بألف فضاع عنده الخمر رهن مكان الأول وقيمة كل ألف ألا ولى رهن حتى

اگر رہن رکھا امام نے برابر شراب پھر ضائع ہو دوسرا غلام اسکی جگہ اور قیمت ہر ایک کی برابر ہے تو پہلا ہی غلام رہن ہوگا یہاں تک کہ رہن کرے اس کو پیسے کی جگہ

رہن سے متعلق متفرق مسائل

تشریح اللغات قولہ وإن عصيرا فاسخ اگر رہن دے شیرہ انگور کا پس رہن رکھا وہ شراب بن کر سرکہ ہو گیا تو رہن باطل ہو جانا چاہئے کیونکہ قیمت ختم ہو جاتی ہے مگر اس وجہ سے کہ قیمت ختم ہو جائے کی صلاحیت رکھتا ہے رہن باطل نہ ہوگا۔ بلکہ رہن ہی رہے گا۔ اور اگر اس کے سرکہ کی بجائے شراب بن گئی تو رہن باطل ہو جائ

کتاب الجنایات

قولہ کتاب الخ شروعیت۔ جنایت مخالفت مال کیلئے ہے اور حکم دنیا میں یعنی قصاص یا دیت اور کفارہ و وبال اس مخالفت نفس کیلئے ہے۔ اور مال بقاء نفس کا ایک وسیلہ ہے اور وسائل مقاصد پر مقدم ہوتے ہیں اس لئے مصنف نے ربع کو مقدم کیا اور جنایت کو مؤخر جنایت لغت عرب میں برا کام کرنے کا نام ہے جو فعل بھی علیہ شرعیہ کا مقصد سے۔ اور ہر اس فعل کے ساتھ عام ہے۔ شریعت میں ہر فعل حرام کا نام ہے جو مال۔ جان یا ان دونوں میں پہنچنے ہو خواہ یہ فعل قتل عمد ہو یا خطاء یا مال میں دیگر حرام و فعل ہیں لیکن اصطلاح فقہاء میں غصب اور سرقہ میں فعل حرام کیساتھ حال ہے جو مال پر واقع ہو اور جنایت میں فعل محرم کے ساتھ جو جان اور اطراف یعنی ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ کو واقع ہو۔ اس وجہ سے کہ یہ فعل کہتا ہیں اور ناحق قوت و حرمت قتل کا فعل ہے جو بندہ کی طرف مضاف اور زوال حسب غاصب ہو اور وہ حیات بالفعل کا عدم کی طرف ہوتا ہے (عینی وغیرہ)

فائدہ: جس فعل سے دوام آئندہ متعلق ہو اس کو دو قسم پر ہے "فعل حسی" یا "فعل خطا" فعل جاری محرم سے فعل خطا غصب ہے صاحب نہایہ نے ان پانچ کو بطریق حصر یوں بیان کیا ہے کہ سبب انسان سے خالی نہ ہوتا وہ یا تو حال سے جان ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ یا تو وہ فعل بالمباشرۃ متلف ہوگا یا بالتسبب سے حال نہیں اس سے خالی نہ ہوگا یا تو حال سے خالی ہوگا یا حال سے خالی نہیں اس سے ضرب اول شاذ ہے کہ قصد نہ ہوگا یا نہیں۔ اول شاذ ہے اور ثانی کا مرد حال سے خالی نہیں۔ جاری ہوگا یا نہیں۔ اول فعل جاری مجرا ہی خطاء ہے اور ثانی فعل بالسبب اس حصر میں گو وہ رنے ضرور ہے ہم نے مفید ضرر ہے چاہو چلتے چلتے ان اقسام کو نقشہ ذیل کی شکل میں ذہن نشین کر لو۔

حصر فعل

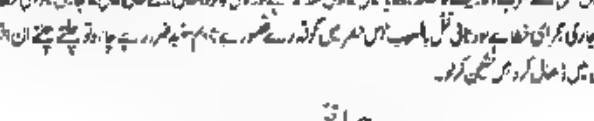

مُوْجَبُ الْقَتْلِ عَمْدًا وَهُوَ مَا تَعَمَّدَ ضَرْبَهُ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهِ فِي مُقْتَلٍ الْاَجْزَاءِ كَالْمُحَدَّدِ مِنَ الْحَدِيْدِ

قتل عمد کا اور وہ یہ ہے کہ مارے جو بدن کو تیز سے یا کسی چیز سے جو اعضاء رئیسہ کی طرف بدن کے اندر پہنچا کرے جیسے دھار دار لکڑی

وَالْحَجَرِ وَالْمُثْقَلِ وَالنَّارِ الْاِثْمَ وَنُعُوْتُ عَنَّا اَلَّا يُعْفَى لَا الْكَفَّارَةَ

یا پتھر یا بانس کی کھپچی اور آگ گناہ ہے اور ہمیشہ قصداً یہ کی معاف کر دیا جائے نہ کہ کفارہ۔

قتل عمد کا بیان

توضیح المتن: سلاح جنس ہے تیر و تلوار وغیرہ لکڑی پتھر وغیرہ کی قسمیں تو قصاص۔

[illegible]

وهو ان يعتقد ضربه بغير حادكبر الاثم (الكفر) وبهذه صفة على الدقة لا تجد في الخطء

[illegible]

وهو ان يرمي مخلف عنه صغيرا او كبيرا كلا او قسما او عرض كاسات دنيا وهو حرق فعلم

[illegible]

كما تم الكلب على رجل فقتله الكفارة وبهذه على فعله والسنّ بسبب كحفر البئر

[illegible]

في غير سكه لدية على عاقله لا الكفارة والكفر بخلاف عمدان لا يوجب

[illegible]

او هذا وشبه الخطء في البدن صفة فيما دونها

[illegible]

قتل شبہ عمد، قتل خطا، جاری مجری خطا، قتل بالسبب کا بیان

تشریح الفقہ قولہ وھو الخ قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے، وہ یہ ہے کہ کسی ایسی چیز سے قتل کیا جائے جو عام طور پر کسی کی شخصی کو ختم کرنے کو ختم عظیم اور ضخیم ہوں میں معنی کر بھی ہوتے ہیں یا ایسا ارادہ کرنا ہے اور ارادہ کرنا بھی خطا بھی ہوتے ہیں یا اس لفظ میں قاتل "قتل" کا سوال نہیں کرتا اس لئے اس کو قتل شبہ عمد کہتے ہیں مثلاً ہیں ہلکا ہو شاہلی کے پاس سنگ عظیم اور ضخیم کبیر سے مارا فیل عمر میں قاتل ہے اور شبہ عمد ان کے یہاں یہ ہے کہ کسی چیز سے مارنے کا ارادہ کرے جس سے عموماً قتل نہیں کیا جاتا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا شبہ عمد کیا ہے۔ قتل خطا وہ ہیں ہے قتل عمد اور قتل خطا امام صاحب کی رائے مصور ہے کہ ارشاد ہے الا ان دیۃ الخطاء شبہ العمد ما کان بالسوط و العصا و حجہ من الابل اربعون فی بطونھا اولادھا"

قولہ الخ الخ شبہ عمد کا موجب گناہ ہے اور کفارہ قاتل کی مذکار پر اور کی پیداوار منتقل رہے تین سال میں ۲۵ بچہ سالہ ہوں ۲۵ دوسرا ۲۵ سہ سالہ ۲۵ چہار سالہ یہ کل مقدار میں مال شمار ہوں گی جائے گی۔ وسیاتی فی کتاب الدیات۔

قولہ والخطاء الخ تیسری قسم قتل خطا ہے اس کی دو تفسیریں ہیں خطائی القصد الخطائی الفعل حقیقی القصد یہ ہے کہ قاتل نے ایک شخص کے تیر مارا جس کو وہ شکار یا کافر حربی یا مرتد سمجھا تھا مگر وہ مسلمان نکلا۔ خطائی الفعل یہ ہے کہ قاتل نے نشانہ پر تیر مارا اور وہ تیر کسی اور کو لگ گیا جس کی قسم ہماری تحریر خطا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک آدمی سوہا تھا اس نے کروٹ لی اور کوئی دوسرا آدمی کروٹ میں آ کر گر پڑا یا کسی بلند جگہ پر سوہا تھا کروٹ بدلنے میں نیچے گر گیا یا نیچے کوئی آدمی تھا اور اس پر گر گیا اس قسم کے قتل کا موجب کفارہ ہے اور عاقلہ پر دیت ہے۔ یا کچا پر قسم قتل بالسبب ہے مثلاً کسی نے حکم کی اجازت کے بغیر غیر ملک میں کنواں کھودا یا کوئی پتھر رکھا اور کوئی آدمی اس میں گر کر مر گیا تو اس کا موجب اس کا عاقلہ پر دیت کا واجب ہونا ہے کفارہ نہیں ہے۔

قولہ والکل الخ قتل کی صحیح اقسام مذکور ہوئیں موجب گناہ ہیں یعنی اگر کوئی شخص اپنے موروث کو قتل کر دے تو قاتل اس کی میراث سے محروم ہوگا شرط یہ ہے کہ قاتل بالغ ہو سوائے قتل بالسبب کے کہ اس میں قاتل مقتول کی میراث سے محروم نہیں ہوتا۔ وجہ یہ ہے کہ موجب حرمان میراث وہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قاتل کا فعل متقوم کیساتھ متصل ہو اور یہ صورت قتل بالسبب میں نہیں پائی جاتی کیونکہ اس میں تو قاتل کا فعل زمین سے متصل ہے نہ کہ مقتول سے۔ امام شافعی کے یہاں قتل بسبب قوم حکام میں قتل وہ کیساتھ عمل سے کیونکہ شریعت نے اس کو عمل قاتل مانا ہے۔ ہم یہ کہیں ہیں کہ اس سے حقیقت قتل معدوم ہے اور شارع نے قتل میں اس کو قائم کیا تاکہ یہ دار مدار قیاس ہے تو غیر ضمان کے حق میں اپنی اصل پر باقی رہے گا۔

ع ۔ ۱ ۔ ابن ماجہ القزوینی، ابی عبداللہ محمد بن یزید، السنن، باب ۱۱ دیات، حدیث ۲۶۲۷، ص ۲۰۱۔ ۲ ۔ ابن ابی شیبہ عبداللہ بن محمد، المصنف فی الاحادیث والآثار، طبع اول، ۱۴۰۹ھ، ج ۵، ص ۴۳۸۔

باب ما یوجب القصاص وما لا یوجب

باب موجب قصاص وغیر موجب قصاص امور کے بیان میں

يَجِبُ الْقِصَاصُ بِقَتْلِ كُلِّ مَخْلُوقٍ الْمُ عَلَى الْمُبِيدِ عَمْدًا

واجب ہوتا ہے قصاص ہر ایسے شخص کو قصداً مارڈالنے سے جو پیدائش کے لحاظ سے محفوظ الدم ہے

تشریح اللغات قولہ یجب الخ اہتمام قتل کے بیان سے فراغت کے بعد موجب قصاص وغیرہ موجب قصاص قتل کی تفصیل ذکر کررہا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قصاص ہر اس قاتل کو لازم ہوتا ہے جو مقتول کو عمداً قتل کرے جیسے واجب ہوتا ہے۔ واجب سے مراد ثابت ومستقر ہے۔ یعنی یہ اعتراض وارد نہیں ہوسکتا کہ قصاص معاف کردیا جاتا ہے حالانکہ معاف ہونا واجب کے منافی ہے۔ مخلوق الدم کی قید سے حربی الدم نکل گیا جیسے زانی محصن حربی یا کافر۔ اور ہر محقون الدم کا مطلب یہ ہے کہ وہ بطریق کامل محفوظ الدم ہو۔ لہٰذا کوئی شخص دارالحرب میں اسلام لے آئے اور ہجرت سے قبل کوئی قتل کردے تو قاتل سے قصاص نہیں لیا جائیگا کیونکہ مقتول گو اسلام کی وجہ سے محقون الدم ہوگیا مگر اس میں کمال حقن نہیں ہے۔ سوال اگر قاتل کوئی ایسا شخص عمداً قتل کرے جو مقتول ہے لفظاً سے اتنی یعنی اس کا ارادہ سے ہو تو قاتل کے قاتل پر قصاص واجب ہے۔ حالانکہ قاتل محقون الدم نہیں ہے۔ جواب محقون الدم سے مراد وہ ہے کہ وہ اپنے قاتل کے لحاظ سے محقون الدم ہو اور قاتل اور اولیاء مقتول کے لحاظ سے غیر معصوم الدم ہے یعنی الٰہی شخص کے اعتبار سے وہ معصوم الدم ہے۔ لہٰذا قاتل اول کے بارے میں اجنبی قاتل کو مارا جائے گا۔ تابع کی قید سے مستامن نکل گیا کیونکہ اس کا حق تابع ہم الاسلام محقون ہے نہ کہ بالذات لہٰذا سوال اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان فرزند کو عمداً قتل کردے تو باپ پر قصاص واجب نہیں۔ حالانکہ تعریف میں یہ بھی داخل ہے۔ جواب باپ پر قصاص کا واجب نہ ہونا عارضی ہے سبب کی اصل میں تو یہاں بھی قصاص واجب تھا مگر ابوۃ جو قصاص کے ختم ہوجانے کا شبہ ہے اس کی وجہ سے قصاص منتفی ہوگیا۔ اسی طرح عبد حقیقت کو عمداً قتل کرنے میں اصل کے اعتبار سے قصاص واجب ہے لیکن عارضی رقیت کی وجہ سے قصاص منتفی ہوگیا۔

وَيُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَبِالْعَبْدِ وَالْمُسْلِمُ بِالذِّمِّيِّ وَلَا يُقْتَلُ بِالْمُسْتَأْمَنِ وَالرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ

اور قتل کیا جائیگا آزاد غلام کے عوض میں اور مسلمان ذمی کے عوض میں اور نہیں مارے جائیں گے مستامن کے عوض میں اور مرد عورت کے عوض میں

وَالْكَبِيرُ بِالصَّغِيرِ وَالصَّحِيحُ بِالْأَخْشَمِ وَبِالْأَمْ وَبِالْمُقْطُوعِ الْأَطْرَافِ وَبِالْمَجْنُونِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ

اور بالغ نابالغ کے عوض میں اور تندرست ناک سے اپاہج ناقص الاعضاء اور دیوانے کے عوض میں اور بیٹا باپ کے عوض میں

وَلَا يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْوَلَدِ وَالْأُمُّ وَالْجَدُّ وَالْجَدَّةُ كَالْأَبِ وَبِمُكَاتَبِهِ وَبِمُدَبَّرِهِ

اور نہیں مارا جائیگا باپ بیٹے کے عوض میں اور ماں دادا دادی نانا نانی کسی باپ کے ہی مارے جائیں گے اور مکاتب اپنے غلام

وَبِمُكَاتَبِهِ وَبِعَبْدِهِ وَبِعَبْدِ وَلَدِهِ وَبِعَبْدٍ مَلَكَ بَعْضَهُ وَإِنْ وَرِثَ قِصَاصًا عَلَى أَبِيهِ سَقَطَ.

مکاتب اپنے بیٹے کے غلام اور اپنے غلام کے عوض میں جس کے کل کا مالک ہے اگر وراثت ہوجائے قصاص کا اپنے باپ پر تو ساقط ہوجائیگا۔

تفصیل احکام قصاص

تشریح الحدیث: قولہ ویطفی الباقی قاتل کا مقتول کے بدلے میں قتل کیا جائے گا مقتول آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، مسلمان کے بدلے کافر کا قتل کیا جائے گا یا کافر کے بدلے میں کسی مسلمان کو قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ اس پر اس میں اختلاف ہوا ہے۔ امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور، امام ابوداؤد، امام ابن منذر، امام ابن حزم، امام ابن عبدالبر، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام شوکانی، امام صنعانی، امام ابن باز، امام ابن عثیمین، امام البانی، امام ابن جبرین، امام ابن مانع، امام ابن بسام، امام ابن سعدی، امام ابن عطیہ، امام ابن رشد، امام ابن کثیر، امام ابن جریر، امام ابن ابی لیلیٰ، امام ابن شبرمہ، امام ابن ابی نجیح، امام ابن ابی ذئب، امام ابن ابی شیبہ، امام ابن ابی حاتم، امام ابن ابی عاصم، امام ابن ابی داؤد، امام ابن ابی زید، امام ابن ابی جمرہ، امام ابن ابی حمزہ، امام ابن ابی عمر، امام ابن ابی سلمہ، امام ابن ابی ربیعہ، امام ابن ابی لہیعہ، امام ابن ابی مالک، امام ابن ابی عامر، امام ابن ابی وقاص، امام ابن ابی طالب، امام ابن ابی سفیان، امام ابن ابی جہل، امام ابن ابی لہب

(تنبیہ) ... تنبیہ میں حضرت شعیب کا قول ہے کہ والد کو بیٹے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا ... شافعی ... لیک" ... ہے مطلوب ... کہ باپ کے ... باپ میں ... والد کی روایت معتمد ... کتب ... میں ... عموم قصاص ... مذکور ہوئی (واللہ اعلم)۔

قولہ ... وارث الخ ... باپ پر قصاص کا وارث ہونے کے منتخب ... نے اپنے ... قتل کر ... اور اس کی میت ... ہے کے علاوہ کوئی ... وارث نہیں ... اور وہ عورت بھی ... تو ... حجت کا ... قاتل سے ... ہے اس ... وارث ... اس ... باپ پر واجب ... تو ... قصاص ساقط ... کیونکہ ... باپ پر ... واجب نہیں ہے۔

قولہ ... یقتص الخ ... اور ... یہاں قصاص ... سے ... کہ ... قتل ... مقتول کو ... کے علاوہ ... اور ... قتل ... ہوا ... ہے ... قتل ... کیا ... اس ... مقتول ... اپنے ... مقتول ... شروع ... اعضاء ... کٹی ... ہے ... اس ... ہے ... اس ... عفا ... فلہ ... قصاص ... ہے ... عورت ... کے ... پاؤں ... کاٹ ... دیا ... تو ... قصاص ... ہے ... عورت ... کا ... سر ... پاؤں ... کے ... بدلہ ... میں ... کاٹا ... جائے ... حضرت ... سے ... مروی ... ہے ... اس ... حدیث ... اصل ... ہے ... حضرت ... ابوبکرہ ... سے ... مروی ... ہے ... حضرت ... کو ... شہید ... کرنے ... کے ... بعد ... فرمایا ... کریں ... قاتلین ... پر ... حضرت ... عثمان ... کے ... حق ... میں ... کو ... شہید ... کرنے ... کا ... بدلہ ... ہو ... آپ ... کے ... صبر ... کیا ... اور ... اپنی ... کا ... ادا ... کیا ... مطلب ... ہے ... ایک ... کے ... بدلے ... میں ... ایک ... کا ... قتل ... کیا ... جائے ... گا ... ہے ... کی ... ہے ... جائے ... گا ... ہے ... کی ... ہے ... طریق ... ہے ... طریق ... قصاص ... شخص ... تھا

وإن عفا بعض الشعب فكذلك قبل عفا وإن ترك دين، وورثه سبعة فعفا واحد أو لم يترك ولي

اور قصاص ... ہو ... ہے ... جاتا ... ہے ... مکاتب ... قتل ... کر ... دیا ... گیا ... اور ... اس ... مال ... چھوڑا ... کر ... کا ... وارث ... صرف ... اس ... ہے ... اس ... میں ... کہ ... کو

وله وجب بقتله ومن ترك وفاء وورثه لا ومن قتل عبد الرهن لا يقتص

کہ ... اس ... کا ... کوئی ... اور ... وارث ... ہے ... تو ... قصاص ... ہو ... جائے ... گا ... چھوڑا ... مال ... کی ... اور ... میت ... بھی ... قرض ... کر ... دیا ... گیا ... ہو ... تو ... قصاص ... ساقط ... نہیں ... ہو ... جائے ... گا

حتى يجتمع الورثة والمولى والأب المعتوه لا يعفو والصلح لا يعفو على مال

یہاں ... تک ... کہ ... تمام ... ورثہ ... اور ... مولیٰ ... اور ... باپ ... کے ... قصاص ... کے ... معاف ... کر ... دیں ... اور ... باپ ... کے ... معاف ... کر ... دینے ... سے ... قصاص ... ساقط ... ہو ... جائے ... گا

والقاضي كالأب والوصي يصالح فقط وغيره كالمعتوه وللكبار العفو قبل كبر الصغير

اور ... قاضی ... باپ ... اور ... وصی ... صلح ... کر ... سکتے ... ہیں ... اور ... ان ... کے ... علاوہ ... معتوہ ... کے ... مانند ... ہیں ... اور ... بڑے ... بچوں ... کے ... لئے ... بچہ ... کے ... بڑا ... ہونے ... سے ... پہلے ... معاف ... کر ... سکتے ... ہیں

... بخاری ... اور ... صحیح ... میں ... ہے ... کہ ... حضرت ... عثمان ... کے ... صاحبزادوں ... نے ... قتل ... کیا ... تھا ... اور ... حضرت ... علی ... نے ... قصاص ... میں ... قتل ... کرنا ... چاہا ... تھا ... اور ... حضرت ... عثمان ... کے ... بھائی ... نے ... قصاص ... معاف ... کر ... دیا ... تھا ... اور ... دیت ... لینا ... چاہی ... تھی ... (صحیح ... بخاری ... ج ... ۲ ... ص ...) ... اور ... حضرت ... عثمان ... کے ... صاحبزادے ... کا ... نام ... عبداللہ ... تھا ... (ابن ... ماجہ ... ص ...) ... اور ... ان ... کے ... بھائی ... کا ... نام ... عمرو ... تھا ... (ابن ... ماجہ ... ص ...) ... اور ... ان ... کے ... بھائی ... کا ... نام ... عمرو ... تھا ... (ابن ... ماجہ ... ص ...)

... حضرت ... عثمان ... کے ... صاحبزادے ... کا ... نام ... عبداللہ ... تھا ... (ابن ... ماجہ ... ص ...) ... اور ... ان ... کے ... بھائی ... کا ... نام ... عمرو ... تھا ... (ابن ... ماجہ ... ص ...) ... اور ... ان ... کے ... بھائی ... کا ... نام ... عمرو ... تھا ... (ابن ... ماجہ ... ص ...)

وان قطعه بعد ما يقتص ان اصابه فعفى ولا لا كالجرح والتغرير ومن جرح رجلا عمدا
قتل کی کسی کو کاٹ دے تو قصاص لیا جائے گا اگر کٹا ہوا کو جو اس طرف دیا گیا ہے گا اور اگر اس نے کسی کو کاٹ
فعفا ولي ثم مات يقتص ان مات بعفو نفسه وان مات بعفو نفسه وعفو ولي صح وان لم يعف الولي
دیا پھر مقتول مر گیا تو قصاص لیا جائے گا اگر مقتول نے قتل سے اور ولی نے قصاص سے معاف کر دیا ہو تو قصاص ساقط ہو گا اور اگر ولی نے
ومن شهر على المسلمين سيفا وجب قتله ولا شيء بقتله ومن شهر على رجل سلاحا ليلا فهو مهدر
معاف کر دیا ہو مگر مقتول نے معاف نہ کیا ہو تو قصاص واجب ہو گا اور جو شخص مسلمانوں پر تلوار کھینچ لے اس کے مارڈالنے میں کوئی چیز نہیں اور جو شخص رات کو کسی پر ہتھیار کھینچ لے تو وہ
في المصر او غيره وشهر عليه فقتله لا في مصر وجاء ابن غيره فقتله فالمشهور عليه لا شيء عليه
شہر میں ہو یا شہر کے باہر اگر اس پر ہتھیار کھینچے ہوئے ہو تو اس کو شہر میں یا شہر کے باہر مار ڈالا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ قتل مکاتب مع صور اور بعد ادائے کتابت قصاص)

ترجمہ الفاظ (وان قطعه) اگر مکاتب نے مقتول کے کاٹ دیا (بعد ما يقتص) قصاص لینے کے بعد (ان مات) اگر مکاتب مر گیا (فعفى) پھر مقتول نے معاف کر دیا۔

تشریح الفاظ قولہ مکاتب الخ مکاتب کی چار صورتیں ہیں (۱) مکاتب کو کسی نے عمداً قتل کیا اور وہ بدل کتابت ادا کر چکا تھا اور آقا کا وارث صرف مولیٰ (۲) اس سے آقا کے علاوہ کوئی اور وارث چھوڑا اور بدل کتابت میں چھوڑا (۳) قاتل غلام ہو کوئی وارث چھوڑا اور نہ بدل کتابت (۴) بدل کتابت وارث اور قاتل صاحب چھوڑے۔ ان میں سے (۱) میں تمام مجتہدین کے نزدیک قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ امام محمد کے نزدیک قصاص نہیں لیا جائے گا۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ یہاں سبب انتقال مختلف ہے اس واسطے کہ کسر کتابت آزاد ہونے کا سبب ہے۔ جب تو سبب متحقق ہوا ہے اگر غلامی کی حالت میں مرا ہے تو ملک سے پہلے اور بعد ہے آقا قصاص کا مستحق نہ ہوا کیونکہ اختلاف سبب اختلاف حق کے حکم میں ہوتا ہے مستحق نہ ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں دو قسم کے حق قصاص ثابت ہیں۔ ایک تو حق مقصود ہے اور دوسرا حق قصاص بالتبع۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں حق قصاص بالتبع ثابت ہے اور حکم بھی متعدد معلوم ہے۔ اس لئے اختلاف سبب معتبر نہیں۔ کیونکہ سبب وہ ہے جو مقصود ثابت ہوتا ہو اس کے حکم کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ (۲) و (۳) میں آقا کا انتقال مستحق قصاص ہے۔ بدل جب مکاتب بدل کتابت چھوڑے بغیر مر گیا تو کتابت ختم ہو گئی اور غلامی کی حالت میں مرا لہٰذا اس کا آقا قصاص لیگا (۳) میں۔ قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا کیونکہ اس کا آقا غلام ہو کر مرنے میں مختلف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ قصاص وارث ہو گا اور ولی مقصود ہونے کی وجہ سے قصاص لے گا۔ وہ کہتے ہیں اس منقول کی پیروی نہیں ہے کیونکہ یہ قصاص مرنے والے کی ملک ہے۔

قولہ وان قتل الخ یعنی اگر مکاتب نے کسی آزاد کو قتل کیا تو اس وقت تک مکاتب سے قاتل سے قصاص نہیں لیا جائیگا کیونکہ مکاتب ابھی تک مملوک ہے۔ ایک حق قصاص کا مستحق ہوا اور دوسرا حق ذات خود قصاص لے لیگا مکاتب قاتل ہے اس لئے مکاتب ہی قصاص کا مستحق ہوتا ہے لیکن اس کا مولیٰ بھی مستحق ہے اس لئے کہ مکاتب کی قیمت مولیٰ کا حق ہے اور مکاتب کی قیمت اس کے ذمہ ہے اور مکاتب کی قیمت اس کے ذمہ ہے اور مکاتب کی قیمت اس کے ذمہ

قولہ وللکبیر الخ جب قصاص صغیر اور کبیر میں مشترک ہوتا تو صاحب کبیر کے لئے ایک صغیر ہونے کے باوجود اپنے مقتول کے بدلہ قتل بالغ اور قصاص لینے کا اختیار ہے خواہ اس کے لئے مال صغیر میں سے نصف دیت یا اس سے زائد ادا کرنا پڑے۔ سابقہ اور سعید بن المسیب اور عروہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ایک روایت امام مالک سے بھی یہی ہے صاحبین اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ ورثہ کو مال صغیر میں نصف کے دینے تک صغیر ارث جوان نہ ہو جب اس وقت تک قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اس واسطے کہ قصاص کبیر و صغیر میں مشترک ہے اور کبیر کو صغیر پر وجوب نہیں جو دوسرے کی حق حاصل ہے اور عدم قدرت کی وجہ سے حق کا استیفاء ممکن نہیں جب تک استیفاء حق بلوغ صغیر تک موخر کیا جائے گا امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی کے عہد میں ان قوم کو گرفتار کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا جو لڑکا بالغ ہو گیا حضرت علی کی اس وقت اس کی عمر صرف چار سال کی تھی بالغ ہونے کا انتظار نہیں کیا گیا اور یہ صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا تو گویا حضرات صحابہ کا اجماع ہو گیا۔

قولہ وإن قتله صغير الخ اگر مقتول کو صغیر نابالغ نے قتل کیا۔ اس کو بھی یا تو دیا جائے گی یا معاف کر دیا جائے گا اس سے قصاص لیا جائے گا اور نہ دیت دی جائے گی یہ امام صاحب کے نزدیک قصاص ہے ساقط ہو جائے گا جیسے ولی کی کوئی چیز کسی نابالغ نے ضائع کر دی صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک قصاص ہو گا کیونکہ قصاص حق ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ قصاص عقوبت محض کے ساتھ ہے اور وہ یہ ہے کہ آلہ جارحہ سے قتل کرے اور یہ چیز یہاں نہیں پائی گئی لہٰذا قصاص نہ ہو گا۔

قولہ وإن خلط الخ اگر صغیر نے اپنے مریض کو دوا پلا دی یا کھانا کھلا دیا پھر شیر نے پھاڑ کھایا اور صاحب نے نہیں کیا تو یہ ضمان دیت کا ہو گا کیونکہ شیر اور صاحب کا فعل جس واسطے سے کہ نہ اس پر دیا ہی کچھ واجب ہے۔ فرقت میں اور یہ کا فعل دونوں حال میں مقدر ہے اور خود مرنے کا فعل دیا کے لحاظ سے ساقط ہے اور فرقت کے اعتبار سے بالاتفاق گرا سکتے تو یہاں تین قسم کی جنایتیں جمع ہو گئیں جن میں سے ایک مقدر ہے اور دو معتبر ہیں پس ترتیب واجب ہو گی امام شافعی فرماتے ہیں کہ مرنے کا فعل عمد ہے تو اس پر قصاص واجب ہو گا۔ امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے۔

قولہ ولا یقتص عبد بالغ الخ اگر کوئی غلام کسی پر رات میں دن میں شہر میں یا جنگل میں ہتھیار لے کر یا رات کو شہر میں یا دن کو جنگل میں بغیر ہتھیار لے کر جس پر ہتھیار اٹھایا ہے (اس کو مار ڈالا ہے تو اس پر قصاص نہیں ہے یہ حضرت علی کا ارشاد ہے کہ "جو شخص مارا قتل کی مسلمان کو یا رات کو (ہتھیار) سے اٹھا کر مارا ہے اس کا قتل واجب ہے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص ہم پر تلوار سونتے وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

وإن شهر عليه عصا بنهار في مصر فعدا فقتل رجلا فقد قيل به وإن شهر السلاح في المجنون على غيره صلاحا وإن شهر على الصبي في مصر أو في الليل في مصر أو في النهار في القرية فعدا فقتل رجلا فقد قيل به وفي الكتاب يقتل به وهو قول الشافعي رحمه الله لأن فعل الصبي عمد عندنا لتحقق القتل بالمثقل وعلى هذا الخلاف إذا ضربه بالعصا ضربة لا تقتل عادة وإن مات منها لأن فعله

باقی احکام قصاص

تشریح الفقہ فقہاء کرام نے شہر الحجون ذبح کر دیا کسی نے بچے کسی پر تلوار سونتا اور مشہور ہے اس کا مارڈالا یا کسی جانور نے حملہ کیا اس نے جانور کو مار ڈالا تو طرفین کے نزدیک ایک مارنے والے کے مال میں دیت واجب ہوگی اور جانور کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا امام مالک امام شافعی اور اکثر اہل علم کے نزدیک ان سب صورتوں میں کچھ واجب نہیں امام ابو یوسف سے ایک روایت ہے کہ صرف جانور کی قیمت کا تاوان ہوگا۔ حضرات کہتے ہیں کہ یہ خطا کے نوع شرعی کے اعتبار سے ہیں اس لئے کچھ واجب نہ ہوگا۔ طرفین یہ فرماتے ہیں کہ صغیر دیوانہ اور جانور کا فعل عمد سے مشابہ ہے کیونکہ قتل عمد کا اصل اختیار پر مبنی ہے اور ان کے فعل کی عصمت ساقط ہوگئی پس یہ ہے کہ اگر ان پر صغیر کسی کو قتل کر دے تو قصاص نہیں ہوتا اسی طرح اگر جانور کسی کا نقصان کر دے تو اس پر تاوان نہیں ہوتا پھر جب ان کا خون معصوم ہوا تو قصاص واجب ہوتا چاہئے۔ مگر نوع شرعی خون مباح کر دیا اس لئے قصاص نہ ہوگا دیت ہوگی۔

قولہ ومن دخل الخ کسی کے گھر میں بلا اجازت کے گھسا کوئی اجنبی آیا اور اس نے گھر میں سے چوری کا مال نکالا۔ صاحب خانہ نے اس کا پیچھا کیا اور اس کو مارا اور اس پر بجز قتل نہ قصاص نہ دیت کیونکہ حدیث میں ہے کہ "ایک شخص نے حضرت ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص میرے پاس آئے اور میرا مال لینا چاہے (تو میں کیا کروں)؟ آپ نے فرمایا: اس کو نصیحت کرو۔ اس نے کہا: اگر وہ نہ مانے؟ فرمایا: حاکم سے مدد مانگ۔ اس نے کہا: اگر حاکم مجھ سے دور ہو؟ فرمایا: اپنے مال کے لئے مقاتلہ کر یہاں تک کہ تو اپنا مال بچائے یا شہداء میں سے ہو جائے۔"

---

(۱) لا حکاہ (اللہ بالثوت ۱۲ (۲) لان الشاھر لما تصرف بعدا فصرب عاد معصوما وانقطع شرہ فاشبہ قتل المعصوم ابتداء (۳) اللہ ... سائی "ابو داؤد" عن قاتل لی یعلم الاسلام فی ابیہ الصبی (فی غریب الحدیث) عن ابی ذر عن المصطفیٰ "بخاری (فی الاوسط) مسلم عن ابی ہریرہ و بالفاظ ۱۲

باب القصاص فيما دون النفس

باب جان کے علاوہ کے قصاص کے بیان میں

يقتص قطع اليد من المفصل و ان كان بعد القطع كثيرا و كذا الرجل و يقتل الاذن و الانف و الفحل قصاص یعنی ہاتھ کو پہنچے سے کاٹ دینے میں گرکاٹنے والے کا ہاتھ جو اسی طرح کاٹا ہے اور قطع کان و ناک کے ان دونوں صورتوں میں قاعدہ یہ ہے کہ

لا جائفة و مأمومة و في كل واحد منهما ثلث الدية و في كسر الفخذ و الصلب و نحوهما حكومة و كل شجة يحقق فيها المماثلة

اگر جائفہ ہے یعنی پیٹ کا زخم ہے یا مامومہ ہے یعنی دماغ تک پہنچ جانے والا زخم ہے تو ان میں قصاص نہیں ہوگا بلکہ ان میں

ولا قصاص في عظم وظفر إلى رجل و مرتع حر و عبد و عبدين بأطراف المسلم والكافر فيتأتى

دیت ہے قصاص نہیں ہے ہڈی میں اور ناخن میں اور ٹخنے کے اوپر کے حصے میں اور ٹخنے کے نیچے کے حصے میں اور

وقطع يد من نصف لساعد وحاجة برأ منه ويمين وذكر لا أن تقطع الحشفة وحلمة

ان تمام کا حکم یہ ہے کہ ہاتھ کو کہنی تک کاٹ دینے میں اور ہاتھ کو کلائی سے کاٹ دینے میں اور عضو تناسل کے کاٹنے میں اگر حشفہ یعنی ٹوپی

من ثقوب و لا وثر و إن كان القطع أشل أو ناقص الأصابع أو كان رأس الشاج أكبر

یا چھاتی میں سوراخ ہونے کے کاٹنے میں اور ہونٹ کاٹنے میں اور دانت کاٹنے میں اور زخم لگانے والے کا سر اور

تشریح: فقہ باب القصاص فیما دون النفس کے احکام سے بحث کے مقدمہ میں ان قصاص (یعنی بدلہ) کی تعریف (یعنی ناک بدلہ) کے بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ قصاص کس چیز کو کہتے ہیں، ان قصاص کتاب و سنت اور اجماع سب سے ثابت ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "والجروح قصاص" اور حدیث میں "العين بالعين والسن بالسن" حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص کا حکم پوچھا تو آپ نے قصاص کا حکم فرمایا۔

قولہ **يقتص قطع اليد من مفصل** فائدہ: یہ ہے کہ جہاں ہاتھ ظاہر و معلوم کے قصاص کی برابری ممکن ہو وہاں قصاص لیا جائے گا جہاں برابری ممکن نہیں وہاں قصاص نہیں، چنانچہ اگر کسی نے دوسرے کا ہاتھ کہنی کے جوڑ سے کاٹ دیا تو کاٹنے والے کے ہاتھ کی کہنی سے ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ قطع کا ہاتھ مقطوع کے ہاتھ سے بڑا ہے جو قصاص میں چھوٹے ہاتھ کا قصاص نہیں ہوگا۔ بعض حضرات نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی نے کلائی سے ہاتھ کاٹا ہو تو کاٹنے والے کا ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے گا اگر اس کی کلائی کا ہاتھ کٹنے سے کلائی کے اوپر سے آگے بڑھ گیا ہو تو اس کے ہاتھ کی کلائی جہاں ہوگی وہیں سے کاٹی جائے گی، کہنی سے نہیں کاٹا جائے گا، یہ مسئلہ بھی ممکن ہے کہ اس کے سوا ہو، یہ ہے کہ اس طرح کے مسئلہ میں دیت لی جائے گی، اور اس کے مقابلہ میں کہنی سے کاٹا جائے گا، یہاں تک کہ اس کی کلائی کاٹی جائے گی، یہ بھی علامہ خلیل کی رائے کی تخریج ہے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "تحریر" کے لفظ سے اشارہ فرمایا ہے کہ یہ تخریج ہے، مذہب نہیں ہے، اب رہا یہ مسئلہ کہ اگر کسی نے دوسرے کا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہوگا یا نہیں، یہ مسئلہ مذکور نہیں ہے اب رہا یہ مسئلہ کہ

---

(۱) وقال ابن حبيب لا قصاص في شيء من الجسد إلا في النفس والعين والسن والذكر والأنثيين والشفتين والأذنين والأنف والأصابع والأسنان وفي الجائفة والمأمومة والمنقلة والمنكرة والموضحة والمتلاحمة والباضعة والسمحاق والدامغة والحارصة والدامية والباهشة والمتلاحم

قولہ وحیہ الخ اگر صلح بمجہول ہو تو اس کا حکم بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر مدعی علیہ نے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو مدعی علیہ کو قسم کھانا واجب ہے اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا اور اگر مدعی علیہ نے اقرار کیا تو مدعی کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کا دعویٰ ترک کر دے اور چاہے تو اس کے عوض میں صلح کر لے اور اگر مدعی علیہ نے سکوت اختیار کیا تو اس کا حکم انکار کی طرح ہے۔

موجب قتل کی طرف سے صلح لینے کا بیان

قولہ وبصلح الخ اس کا عطف قولہ وبعفو پر ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مقتول کے ورثاء میں سے کسی نے قاتل سے صلح کر لی تو اس کا حصہ ساقط ہو جائے گا اور باقی ورثاء کو دیت میں سے ان کے حصے کے مطابق حصہ ملے گا اور اگر قاتل نے کسی وارث کو قتل کر دیا تو اس کا حصہ بھی ساقط ہو جائے گا اور باقی ورثاء کو دیت میں سے ان کے حصے کے مطابق حصہ ملے گا۔

قولہ ولو صالح الخ اگر کسی شخص نے قاتل سے کچھ مال کے عوض صلح کر لی اور پھر مقتول کا وارث ظاہر ہو گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وارث نے قاتل کو معاف کر دیا تو صلح کرنے والے کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر وارث نے قاتل سے قصاص لے لیا تو صلح کرنے والے کو اپنا مال واپس لینے کا حق ہے۔

وان قطع واحد نصبي رجلين فليه قطع يمينه ونصف الدية وان حضر واحد

[illegible]

وقطع يده فللاخر عليه نصف الدية وان اقر عبد بقتل عمد يقتص له وان رمى رجلا عمدا

[illegible]

عمد الشهود منه الى آخره يقتص بلا ولي ويشتفي القتلة

[illegible]

تشریح الفقہ: قولہ وان قطع الخ اگر کسی شخص نے دو شخصوں کے دونوں ہاتھ کاٹے ہوں تو اگر ان کا ولی یا اولیاء ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ قصاص لینا چاہیں تو ان کو اختیار ہے خواہ ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے یا دونوں سے اور اگر ان کا ولی یا اولیاء ان کو قتل کرنا چاہیں تو ان کو اختیار ہے خواہ ایک کو قتل کریں یا دونوں کو اور اگر ایک کو قتل کریں تو دوسرے کو نصف دیت دینا ہوگی اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا پاؤں تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا اور گردن تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا اور گردن اور سر تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا اور گردن تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا اور گردن اور سر تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ اور بال اور ابرو اور پلکیں اور ناخن اور انگلیاں اور ہتھیلی اور کلائی اور کہنی اور کندھا اور گردن اور سر اور چہرہ تو ایک سے قصاص لیں یا دوسرے سے اور اگر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو اور دوسرے کا ہاتھ اور پاؤں اور ناک اور کان اور آنکھ اور دانت اور زبان اور عضو تناسل اور خصیے اور مقعد اور فرج اور پستان اور ناف اور ران اور بازو

فَبَرَءَ مِنْ إِصْبَعٍ وَثَبَتَ مِنْ عَثْرَةٍ وَإِنْ عَفَى الْمَقْطُوعُ عَنِ الْقَطْعِ فَمَاتَ فَعَلَيْهِ نِصْفُ الدِّيَةِ

بارے اور وہ ٹوٹے سے بچ گیا ہو جائے عمد دل سے عفو کر جائے کہ مقطوع نے قطع ہاتھ معاف کر دیا پھر مر گیا تو خاص ہوگا قاطع دیت کا

وَلَوْ عَلَى غَيْرِ الْقَطْعِ وَمَا يَحْدُثُ عَنْهُ لَوْ فِي الْجِنَايَةِ لَا فَلِانْقِطَاعِ مِنَ الْمِثْلِ وَالْعَمْدُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ

ہے اگر معاف کیا قطع پر ہی تو اس سے پیدا ہونے والے نقص کی دیت بھی معاف ہوگی اور مر گیا تو صورت میں کل

وَإِنْ قَطَعَتْ إِبْهَامَ رِجْلٍ عَمْدًا فَتَرَوَّجَهَا عَلَى يَدِهِ ثُمَّ صَالَحَ فَلَهَا مَهْرُ مِثْلِهَا وَالدِّيَةُ فِي مَالِهَا

مال ہے اگر کاٹا ہے یا عورت نے عمد کاٹ ڈالا عورت نے اس سے نکاح کر لیا ہاتھ پر پھر مر گیا تو حرمت اور مہر مثل ہے تو عورت اس کے مال

وَعَلَى عَاقِلَتِهَا لَوْ خَطَأً وَإِنْ تَزَوَّجَهُ عَلَى الْيَدِ وَمَا يَحْدُثُ مِنْهَا أَوْ عَلَى الْجِنَايَةِ فَمَاتَ مِنْهَا فَلَهَا مَهْرُ مِثْلِهَا

سے دیا جائے دیت ناک کی اگر عمد ہے تو اس پر ہوگی اگر خطا کا ہوا ہو اگر نکاح کیا ہو ہاتھ پر اور اس پر جنایت سے پیدا ہوا یا تصریح کر کے ہاتھ پر اور اس سے پیدا ہوا پھر مر گیا تو حرمت کا مہر ہوگا

وَلَا شَيْءَ عَلَيْهَا لَوْ عَمْدًا وَلَوْ خَطَأً رَفَعَ عَنِ الْعَاقِلَةِ مَهْرَ مِثْلِهَا وَلَهُمْ ثُلُثُ مَا تَرَكَ وَصِيَّةٌ وَلَوْ قَطَعَ يَدَهُ

عمد ہے یا خطا ہے اور اگر خطا ہو تو عاقلہ پر مہر مثل نہیں ہوگا اور ان کے لئے ہے ثلث مال ورثہ کے ترکہ کا اگر وصیت ہو اور اگر کسی کا

فَقَتَلَهُ قَبْلَ انْدِمَالِ الْأَوَّلِ قُتِلَ بِهِ وَإِنْ قَطَعَ بِقَتْلٍ وَهُوَ فِي الْقِصَاصِ ضَمِنَ الْقَاطِعُ دِيَةَ الْيَدِ

ہاتھ کاٹا اور اس سے قصاص لے لیا پھر اول مر گیا تو قاتل کو قتل کیا جائے گا اگر قتل کا ہاتھ کاٹا اور قصاص سے پہلے مر گیا تو قاطع ہاتھ کی دیت کا ضامن ہوگا

تعدد جنایات کا بیان

تشریح کے الفاظ: قولہ وإن قطع الخ ایک شخص نے دوسرے کی کلائی کا ہاتھ کاٹا پھر اسکو بار بار اتنی سے دفعہ اطلاع کا مدہ لیا جائے دونوں فعل عمداً ہوں یا ایک عمداً ہو اور ایک خطاءً ہو یا دونوں فعل خطاءً ہوں ہر صورت میں ہر کیف ان سب صورتوں میں بلا شبہ دونوں فعلوں کا موافقہ ہوگا بشرطیکہ دونوں خطاؤں کے درمیان صحت واقع نہ ہوئی ہو کہ دونوں فعل متداخل ہو جائیں گے اور دونوں میں ایک ہی دیت واجب ہوگی جیسے کوئی کسی کو سو کوڑے مارے اور دوسرے کوڑوں سے بچ جائے یعنی اسکے زخم بھر جائیں اور نشانات صاف جائیں اور وہ کوڑوں کے صدمے سے مرجائے تو اس پر ایک دیت واجب ہوتی ہے امام صاحب کے نزدیک اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اس صورت میں ہر فعل شخص کا فیصلہ معتبر ہوگا اور امام محمد کے نزدیک طبیب کی اجرت لاش والوں کی قیمت واجب ہوگی

قولہ وإن عفى الخ زید کا ہاتھ کاٹا عمرو نے عمداً ہاتھ کاٹ دیا اور زید نے فعل قطع کو معاف کر دیا پھر زید قطع ید کے صدمے سے مر گیا تو امام صاحب کے نزدیک عمرو اپنے مال سے آدھی دیت کا ضامن ہوگا صاحبین کے نزدیک عمرو پر ضمان نہ ہوگا کیونکہ فعل قطع کو معاف کرنا گویا شخص کو معاف کرنا ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ زید نے فعل قطع معاف کیا ہے اور قطع فعل میں مغایرت ہے جس سے جب انکی جانب سے سرایت کر کے موت واقع ہوگئی تو عمرو کا فعل قتل نہ ٹھہرا کہ قطع تو بحال رہا جانا چاہئے لیکن صورت ظاہر ہے شبہ پیدا کر دیا اس لئے احتیاطاً دیت واجب ہوگی اور فعل قطع اور جو اس سے پیدا ہوا سکو یا جنایت کو معاف کر دیا تو بالاتفاق عمرو پر ضمان نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس امر کی صراحت ہے کہ اس نے نفس کو بھی معاف کر دیا

قولہ فلانقطاع الخ اگر ایک عورت سے ایک شخص کا ہاتھ کاٹ دیا اور اس نے اپنے ہاتھ کی دیت کے بدلہ میں اس سے نکاح کر لیا پھر سرایت قطع کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا تو امام صاحب کے نزدیک اس عورت کا مہر مثل واجب ہے نہ ہاتھ کی دیت عورت کے مال

[illegible]

باب الشهادة في القتل
باب قتل کے متعلق گواہی دینے کے بیان میں

ولا يجيز بخطه او عوة غاب عن خصومته فرق يده لاحتمال ان اخاه يقتلا
قصاص نہیں لے سکتا حاضر والی جب پہچان کا ہو، غائب مدعا علیہ سے کہ جب وہ لوٹے تو حاضر ہونے کا ارادہ کرے دونوں قصاص نہیں
ولو خطاء او دية لا فرق ثبت القتل عمدا فالحاضر لو يقتل وكذا لو قتل صاحبها واحدهما
اور خطا میں قسم کھانے والوں پر ہوتی ہے اگر ثابت ہوا قتل عمد کا، تو حاضر کا قصاص نہیں لیا جائے گا اور اسی طرح اگر قتل کیا صاحب حق نے ان میں سے
غائب وان شهد ولدان لغير ولديهما قبلت فان صدقهما القاتل فالدية عليه لا الولاء
غائب، اور اگر گواہی دی دونوں نے میرے کے سوا دوسرے کے ولی ہونے کی، پھر تصدیق کر دیا قاتل نے تو دیت اس کے لئے ہوگی
وان كذبهما فلا شيء لهما ولو اخر قتل الثاني وان شهد ثم ضربه فلم يزل صاحب فراش
اور اگر ان کو جھوٹا بتایا قاتل نے تو کچھ نہیں دونوں کے لئے، اور اگر دوسرے کو پہلے قتل کیا اور گواہی دی کہ اس نے پہلے قتل کیا تو پہلا صاحب فراش ہو
حتى مات يقضى وان حذف فمات فالقتل على الخزاز في الاصح او قيما به فقتل او قال احدهما انه
یہاں تک کہ مر گیا تو قصاص لیا جائے گا قاتل سے، اور اگر دونوں نے دیت لی ہو، یا ایک نے معاف کر دیا ہو اپنے حصہ کا
قتله بعمد والآخر لم اقر بما قاله بطلب وان شهدا انه قتله
قتل کیا ہے عمداً اور دوسرے نے کہا کہ میں نہیں جانتا جو کچھ اس نے کہا ہے تو گواہی باطل ہوگی اگر ان دونوں نے گواہوں سے اقرار کیا ہے
وقالا لم ندر بماذا قتله تجب الدية وان اقر ان كلا منهما قتله وقال الولي قتلته
اور ہم نہیں جانتے کس چیز سے مارا ہے اس کو، واجب ہوگی دیت اگر دونوں نے اقرار کیا کہ ہر ایک نے قتل کیا ہے ولی نے کہا کہ تم دونوں نے
جميعا قتلهما ولو كان مكان الاقرار شهادة لم

قتل کیا ہے تو ان دونوں کا قتل ساقط ہوگا اور اگر اقرار کی جگہ گواہی قائم ہوگی

تشریح اللغات: اس وقت دیا ہوتا ہے کہ جب قتل کے بعد بھی اس کا انکار کر دیا جائے اور دلیل خاص یا بینہ اور شہادت کے ذریعے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس نے یہاں شہادت کی تشکیل کی ہے۔ یہ چونکہ قتل سے متعلق ہے اس لئے حکم قتل ... دیا ہے لانه مما يطلع عليه الخاصة کا مانع ہے۔

اور ہمارا بعد الخ یہاں سے لکھا ہے کہ اگر ایک نے کہا کہ میں نہیں جانتا جو کچھ اس نے کہا ہے اور دوسرے نے کہا کہ ہم نے ... کر دیا ہے یہاں تو صرف دعوے ہوئے ہیں گواہی نہیں ہوئی ہے پہلا صاحب حق ہے یہاں اس کا دعوی قبول ہوگا اور دوسرے کا ... گئی ملک پہلے ثابت ہوئی ہے کہ وہ ثابت ہے اور حق ملک متعلق ہوتی ہے۔ ہم صاحب کے ... ثابت ہوئی ہے کہ اس نے دوسرے کو قتل کیا ہے اور اس کا اقرار

یہاں علامت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا قتل قائم کرنے میں جرم مقام ہے گو یہ قتلی علامت ہو اور نہیں بلکہ خارجی میں مقابلہ واقعت مراد ہے (۲) اور قتل جس پر گواہ شاہد قرار قتل ہو۔ اب ہوں اس میں ایک وارث باقی ورثاء کی طرف سے قاتل اور خصومت میں ان کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور جس چیز سے وارث طریق و شرعی ثابت ہوتا ہے وہ بھی دو قسم کی ہے۔ وارث مال یا تو مال کی طرف سے خاص ہوتا ہے اگر ایک وارث سے متروکہ مال میراث کی چیز کا دعویٰ کرے اور دوسرے وارث اس کے شریک ہوں تو جائے کا باقی ورثاء کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب مسئلہ سمجھو۔ مسئلہ یہ ہے کہ دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شخص حاضر غائب دوسرے وارث کی موجودگی میں اپنے غائب کے قتل عمد پر بینہ قائم کیا اور قتل کے قصاص کا دعویٰ کیا تو گواہ سے کہ جب تک غائب نہ آجائے اس وقت تک حاکم اس پر قصاص نہیں لے سکتا۔ اب صاحب کہتے ہیں کہ ایک وارث کے بیان سے وارث کیسے ثابت قصاص بطریق علامت ہے پس ایک وارث باقی ورثاء کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ایک اس لئے کہ غائب بھائی کے قصاص معاف کرنے کا تمہارے نزدیک غائب بھائی کا وکیل ہے پھر غائب بھائی آجائے تو امام صاحب کے نزدیک بینہ کا اعادہ ضروری ہے۔ حاضروں کے تزکیہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ یہ تک وہ طریق ہے جو امام صاحب کے ہاں ثابت ہے۔ ہم صاحب کے دلیل بطریق علامت۔

قولہ ولو عفا الخ اور کہ اگر وارث حاضر نے قتل عمد کو معاف کر دیا تو غائب بھائی کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور اس کا دعویٰ مسموع نہیں ہوتا۔ کیونکہ قتل خطا اور قتل بھی موجب مال ہے۔ پس اس میں دیت خلف بطریق ثابت ہوتا ہے تو ایک وارث باقی ورثاء کا قائم مقام ہو گیا۔ اور اگر قاتل وارث غائب کے عفو کر دینے پر گواہ لائے تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔ اور وارث حاضر کو حصہ نہیں ملے گا کیونکہ صورت حاضر کی غائب کی قصاص سے ساقط ہو گئی اور قصاص منقطع ہو گیا اور یہ اثبات نفوذ ساقط نہیں ممکن نہیں لہٰذا وارث حاضر دیت غائب کی طرف سے قائم مقام ہوا۔ اور جب اس پر حکم ہو گیا تو دیت واجب بھی ہو گئی۔

قولہ ولو کان قتل خطأ الخ اگر قتل کا ثبوت گواہوں سے ہوا تھا۔ قتل خطا ہو اور گواہوں میں سے ایک شخص مرد ہو اور دوسرا عورت تو اس وقت بھی یہی حکم ہے کہ مالک حاضر عفو قائم کرے تو غائب بھائی کا مالک غائب مقبول ہو گا۔ اور اگر قاتل مالک غائب کے معاف کرنے کے بعد مالک حاضر جو قائم مقام ہے گواہ لائے اور قصاص ساقط ہو جائے۔

قولہ ولو شهد فاسق الخ ایک مقتول کے تین وارث ہیں ان میں سے دو نے تیسرے کے متعلق گواہی دی کہ اس نے اپنا حق قصاص معاف دیت قبول کر لی ہے حق موقوف سے قصاص ساقط ہو گیا۔ اور اس کی گواہی کی ہے کہ اس نے حق کو ثابت کیا ہے اور اس کی تصدیق کی ہے اور تیسرا وارث فاسق ہے تو اس کی گواہی مقبول نہیں ہو گی۔ اور اس کی تصدیق بھی مقبول نہیں ہو گی۔ اور اگر قتل عمد ہے ان کی شہادت کی اور تیسرے وارث نے بھی قصاص کی تو ان دونوں وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ انہوں نے تو اس پر اپنے حق قصاص کے باطل کا اقرار کر لیا ہے اور تیسرا وارث اپنا حق قصاص لے گا۔

قولہ ولو اعفى احدهما الخ دو وارثوں نے قتل عمد کی گواہی دی اور ورثاء قتل بیان کیا۔ پھر ان میں سے ایک نے قتل میں سے اپنا حق قصاص معاف کر دیا تو اس کا حق ساقط ہو گیا۔ اور دوسرے نے کہا کہ میرا حصہ بھی معاف ہے ایک کا قتل قرار دیا اور دوسرے سے شاہد مانگ لیا۔ اس نے گواہ لا کر پیش کر دیئے۔ اور دوسرے نے کہا کہ علم ہوا ہے تو ان سب صورتوں میں قصاص ساقط ہو گیا ہے۔ اور اسے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اسے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اسے کچھ نہیں ملے گا

کرنا ان دونوں کے نزدیک واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو تیر مارے تو اس پر دیت واجب ہے۔ اس حدیث میں تیر مارنے کو قتل کا سبب قرار دیا گیا ہے اور اس کے بعد مرنے کو قتل کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیر مارنا ہی قتل کا سبب ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ تیر مارنا اور مرنا دونوں ایک ہی فعل کے دو جزو ہیں۔ اس لیے کہ تیر مارنا اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک کہ تیر لگ کر مرنا نہ ہو جائے۔ اور مرنا اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک کہ تیر مارنا نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ مرنا تیر مارنے کا اثر ہے اور اثر کا وجود مؤثر کے وجود کے بغیر نہیں ہوتا۔ اور جب تیر مارنا اور مرنا ایک ہی فعل کے دو جزو ہیں تو ان دونوں کے درمیان کوئی اور فعل حائل نہیں ہو سکتا۔ اور جب کوئی اور فعل حائل نہیں ہو سکتا تو تیر مارنے کے بعد اور مرنے سے پہلے کوئی اور فعل نہیں پایا جا سکتا۔ اور جب کوئی اور فعل نہیں پایا جا سکتا تو تیر مارنے کے بعد اور مرنے سے پہلے کوئی اور سبب بھی نہیں پایا جا سکتا۔ اور جب کوئی اور سبب نہیں پایا جا سکتا تو تیر مارنا ہی قتل کا سبب قرار پائے گا۔ اور جب تیر مارنا ہی قتل کا سبب قرار پائے گا تو اس پر دیت واجب ہو گی۔ اور جب دیت واجب ہو گی تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔ اور جب قصاص ساقط ہو جائے گا تو کفارہ واجب ہو گا۔ اور جب کفارہ واجب ہو گا تو تیر مارنے والے پر کفارہ واجب ہو گا۔ اور جب تیر مارنے والے پر کفارہ واجب ہو گا تو تیر مارنے والے پر کفارہ واجب ہو گا۔ اور جب تیر مارنے والے پر کفارہ واجب ہو گا تو تیر مارنے والے پر کفارہ واجب ہو گا۔

باب فی اعتبار حالۃ القتل
باب قتل کی حالت کے معتبر ہونے میں

اَلْمُعْتَبَرُ حَالَةُ الرَّمْيِ فَتَجِبُ الدِّيَةُ مُؤَجَّلَةً عَلَى الرَّامِي إِنْ قَتَلَ الْمَرْمِيَّ إِلَيْهِ فِي الْوَضْعِ لَا إِصَابَةً وَ الْقِيْمَةُ

معتبر تیر اندازی کا وقت ہے تو دیت واجب ہو گی مؤجل طور پر تیر مارنے والے کے عاقلہ پر اگر تیر مارا ہوا شخص اس تیر سے قتل ہو گیا اس جگہ پر جہاں پر تیر لگا تھا نہ کہ اس کے علاوہ جگہ پر اور قیمت

جَلَّفَهُ وَلَا يَضْمَنُ رَامٍ بِرُجُوعِ دَمِهِ الرَّجُمِ فَقَدْ رَمَى وَعَلَى الْمُصِيبِ مُؤَدِّهِ الرَّامِي

غلام کے تیر مارنے سے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پھینکنے والا شخص تیر مارنے کے بعد اور مرنے کے پہلے مر گیا تو تیر مارنے والے کے عاقلہ پر دیت واجب ہو گی اور اگر تیر مارنے کے بعد اور مرنے سے پہلے

لَا بِغُلَامِهِ وَرُجُوعِ الْحُرِّ بِحِصَّةٍ لَا بِخُرُوجِهِ

تیر مارنے والا مر گیا تو تیر مارنے والے پر کوئی چیز واجب نہیں ہو گی اور اگر تیر مارنے والا غلام ہو تو اس کی قیمت میں سے کچھ حصہ واجب ہو گا اور اگر تیر مارنے والا آزاد ہو تو اس کی دیت میں سے کچھ حصہ واجب ہو گا اور اگر تیر مارنے والا تیر لگنے کے بعد اور مرنے سے پہلے

تشریح: قولہ المعتبر الخ شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں معتبر تیر مارنے کا وقت ہے نہ کہ تیر لگنے کا۔ اس لیے کہ اگر تیر مارنے کے وقت مرنے والا مسلمان تھا اور تیر لگنے کے وقت کافر ہو گیا تو امام صاحب کے نزدیک تیر مارنے والے پر دیت واجب ہو گی اور صاحبین کے نزدیک قیمت واجب ہو گی۔ اور اگر تیر مارنے کے وقت مرنے والا کافر تھا اور تیر لگنے کے وقت مسلمان ہو گیا تو بالاتفاق امام صاحب کے نزدیک تیر مارنے والے پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔ اور صاحبین کے نزدیک بھی تیر مارنے والے پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ جان کا اور عضو کا حکم ہونا قتل کے سبب سے ہوتا ہے کیونکہ مسلمان کے خون کی حرمت اس کا محل ہونے سے ہوتی ہے اور کافر کے خون کی حرمت اس کا محل ہونے سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے خون کی حرمت اس کے مسلمان ہونے سے ہوتی ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جان کا اور عضو کا حکم قتل کے سبب سے ہوتا ہے کیونکہ مسلمان کے خون کی حرمت اس کا محل ہونے سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے خون کی حرمت اس کے مسلمان ہونے سے ہوتی ہے۔ اور اگر تیر مارنے والا مسلمان تھا اور تیر لگنے کے وقت کافر ہو گیا تو بالاتفاق امام صاحب کے نزدیک تیر مارنے والے پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔ اور صاحبین کے نزدیک بھی تیر مارنے والے پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ جان کا اور عضو کا حکم قتل کے سبب سے ہوتا ہے کیونکہ مسلمان کے خون کی حرمت اس کا محل ہونے سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے خون کی حرمت اس کے مسلمان ہونے سے ہوتی ہے۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جان کا اور عضو کا حکم قتل کے سبب سے ہوتا ہے کیونکہ مسلمان کے خون کی حرمت اس کا محل ہونے سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے خون کی حرمت اس کے مسلمان ہونے سے ہوتی ہے۔

قولہ وقیمتہ الخ ایک شخص نے غلام کو تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے آزاد ہو گیا تو تیر مارنے والے پر غلام کی قیمت واجب ہو گی۔ کذا فی الہدایہ کیونکہ تیر اندازی کی حالت میں غلام محل تھا۔ امام محمد نے جو یہ کہا ہے کہ اگر تیر مارنے والا غلام ہو تو اس کی قیمت میں سے کچھ حصہ واجب ہو گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تیر مارنے والا غلام ہو تو اس کی قیمت میں سے کچھ حصہ واجب ہو گا۔ اور اگر تیر مارنے والا آزاد ہو تو اس کی دیت میں سے کچھ حصہ واجب ہو گا۔ اور اگر تیر مارنے والا تیر لگنے کے بعد اور مرنے سے پہلے

قولہ ولا یضمن رامی الخ ایک شخص نے شیر پر گولی چلائی اور شیر نے گولی کھا کر اس شخص کو قتل کر دیا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔ کذا فی الہدایہ کیونکہ شیر نے جو کچھ کیا ہے اپنے دفاع میں کیا ہے اور اپنے دفاع میں کیا ہوا فعل قابل مواخذہ نہیں ہوتا۔

۱؎ قال الکاکی فی معراج الدرایہ وقال الشافعی رحمہ اللہ یجب علیہ فی العمد والخطاء والقتل بالمثقل والمحدد والقتل بالسبب اھ وھذا ھو الصحیح من مذھب الشافعی رحمہ اللہ کذا فی الہدایہ ۱۲

۲؎ ھذا ما ذکرہ الامام الزیلعی رحمہ اللہ وقال الکاکی رحمہ اللہ ذکر محمد رحمہ اللہ فی الفضل وما یتعلق بہ ۱۲ منہ

كتاب الديات

فَإِنَّهُ هُوَ الْعَمْدُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَرْبَاعًا مِنْ بَنَاتِ مَخَاضٍ إِلَى جَذَعَةٍ وَلَا تُغَلَّظُ إِلَّا فِي الْإِبِلِ

دیت شبہ عمد کی سو اونٹ ہیں بطریق اربعہ پانچ سے چار سالہ تک اور تغلیظ نہیں کر سکتے مگر اونٹ میں

شرح: القتل ۔ انسان ایک دوسرے کی جان پر زیادتی نہ کرے اس کے لئے شریعت میں دو چیزیں مشروع ہیں دیت قصد میں مصنف کتاب الجنایات میں قصاص کو ذکر کر چکا اب دیات کو دوسرے موجب یعنی دیت کو ذکر کر رہا ہے۔

قولہ الدیات الخ ۔ دیات جمع ہے دیۃ کی واؤ کو تاء سے بدلا گیا ہے کیونکہ یہ دال سے مشتق ہے اس کی ترکیب مثل جزی سے فروع میں چلی ہے چنانچہ راوی کو راوی اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے پوچھا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ دیۃ مصدر ہے بمعنی وزن المقتول ۔ قاتل نے مقتول کے ولی کا اس کی جان لا لیل یعنی مال دیدیا۔ اصطلاح شرع میں دیت اس مال کا نام ہے جو جان کا بدلہ ہو یہ قتل کی دیت مصدر ہے بمعنی مفعول جیسے کہ کہتے ہیں کہ یہ درہم ضرب الامیر ہے۔ حنفی فقہاء کے نزدیک مال پر دیۃ کا اطلاق حقیقت عرفیہ ہے بلکہ لغت کی کتب متداولہ اور فقہی تمام شروح سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ دیۃ اس مال کے ساتھ خاص ہے جو جان کا بدلہ ہو۔ چنانچہ کاسانی میں ہے کہ دیت اسم حق متقوم کو کہتے ہیں اس کی جمع دیات ہے۔ سمناکی میں ہے وھو لغۃ المال المؤدی بدلا عن النفس المقتولۃ۔ کافی میں ہے کہ دیت وہ مال ہے جو جان کا بدلہ ہو اور عرش اس مال کا نام ہے جو جان کے علاوہ (یعنی عضو آدمی) کا بدلہ ہو لیکن بہتر ہے کہ یوں کہا جائے کہ دیۃ وہ مال ہے جو اللہ کی طرف سے جنایت کے عوض کا نام ہے جیسا کہ علامہ عینی نے "التعلیق" میں تحقیق سے فرمایا ہے حاشیہ شامی میں اور صاحب غایۃ البیان نے ذکر کیا ہے اس وجہ سے کہ روایت فی النفس الدیۃ فی القتل الدیۃ وفی الاطراف الدیۃ" میں دیت کا اطلاق جملہ النفس کے عوض پر موجود ہے۔

قولہ دیۃ شبہ العمد الخ ۔ مگر ان کے نزدیک شبہ عمد کی دیت سو اونٹنیاں ہیں۔ بطریق ربع یعنی ۲۵ بنت مخاض (پانچ سالہ) ۲۵ بنت لبون (دو سالہ) ۲۵ حقے (سہ سالہ) ۲۵ جذعہ (چار سالہ) امام محمد امام شافعی اور ایک روایت میں امام احمد سے بھی یہی طریق اختیار کیا ہے جس میں تیس حقے جذعے چالیس ثنیے (چار سالہ) ہوں کیونکہ حدیث میں ہے کہ دیۃ خطاء بھی سو اونٹ ہیں جن میں یہ تین حالتیں ہوں۔ حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے کہ شبہ عمد میں تغلیظ ہے جذعے چالیس ہوں ثنیے چالیس ہوں بنت لبون چالیس ہوں۔

والخطأ مائة من الإبل أخماسا من بنت مخاض وبنت لبون وحقة وجذعة وابن لبون ذكر

[illegible] ہے خطاء سو اونٹ ہیں جن [illegible] پانچ طرح سے کچھ کچھ [illegible] سال اور چار سال اور [illegible] یا [illegible]

او عشرة الاف درهم او كذا دينارا عام كوفي الكل ولا يجوز الاطعام والعين ويجوز القيمة لو [illegible]

[illegible] ہوں [illegible] کی اور [illegible] ہو [illegible] کے

مسلمة دية الحر على العاقلة من دية الرجل في النفس وقيما دونها ودية [illegible] ومثلثي سواء

[illegible] مسلمان [illegible] دیت کی [illegible] عاقلہ پر [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] کی دیت [illegible] ہے

[illegible] [illegible] [illegible]

دیت خطا وغیرہ کے احکام

تشریح لغت: قولہ والخطاء الخ: خطاء اور امام احمد کے یہاں قتل خطا دیت سو اونٹ ہیں۔ اخماس یعنی پانچ پانچ حصے ہیں بنت مخاض بنت لبون اور حقے ہیں ہی مخاض (یکسالہ اونٹنی) امام شافعی امام مالک لیث اور امام احمد کے یہاں یہ پانچ قسم کے اونٹ ہیں جبکہ دیت میں ملتے ہیں ان کی دلیل حضرت عمل بن شافی شمہ کی روایت ہے اور ہماری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود کی۔

قولہ الف عبد والف حلہ: اور سو گائے سو بکری خطا کی دیت ہے ایک ہزار دینار ہیں اور چاندی سات سو درہم ہیں امام مالک اور امام شافعی کے یہاں چاندی سے بارہ ہزار درہم ہیں کیونکہ عہد نبوی میں ہے کہ عدد کی کا یک مخلص مقرر ہوا تو آپ نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم قرار دی انکار کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر نے چاندی سے اس ہزار درہم مقرر فرمائے تھے جس کی تقریر جملی میں موجود ہے علاوہ ازیں عہد نبوی میں دیت ۸۰۰ دینار تھی جو دس ہزار درہم کے مساوی تھی اور حضرت عمر کے زمانہ میں گائے بکریاں اونٹ سب کی قیمتیں بڑھ گئیں تو دیت کی مقدار بھی بڑھ گئی اس لئے اب پرانی دیت میں موجودہ قیمتوں کا اعتبار نہیں ہوسکتا۔

قولہ وقضی العمل الخ: اس سے یہ بتانا ہے کہ یہی دیت رائج ہے۔ امام شافعی کے یہاں یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم ہے اور مجوسی کی آٹھ سو۔

امام مالک کے یہاں یہودی اور نصرانی کی دیت چھ ہزار درہم ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے "عقل الکافر نصف عقل المومن" اور امام مالک کے یہاں مسلم کی دیت ۱۲ ہزار درہم ہے تو نصف چھ ہزار درہم ہیں امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر مسلمان پر دو اہل کتاب کو قتل کر کے چار ہزار درہم مقرر فرمائے ہیں۔ نیز ابن المسیب نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ آپ نے یہودی و نصرانی کے بارے میں چار ہزار کا اور مجوسی کے بارے میں آٹھ سو کا فیصلہ کیا ہماری دلیل یہ حدیث ہے "فیہ کل ذی عہد فی عہدہ الف دینار" یہ عہد نبوی میں ہے۔ عہد صحابہ میں مسلم یہودی نصرانی سب کی دیت برابر تھی۔ حضرت ابن عباس، ابن عمر، ابن مسعود، زید، حضرت علی سے بھی اس قسم کی روایت ہے حضرت زید کا حکم عمر و نخعی ابن مسیب اسماعیل بن محمد صدقہ عطاء مجاہد عکرمہ ثوری حنفیہ احمد حسن بن حی ابن شبرمہ سب کے قائل ہیں۔

ف: الحاء سنہ ۱۲ ف: سنن ابوداؤد ابی ابی شیبہ ابوداؤد دارقطنی بیہقی ۲ سنہ سنن ابوداؤد دارقطنی عن ابن عباس ۱۲ سنہ سنن ابوداؤد احمد ابن ابوداؤد بخاری عن ابیہ عن جدہ (لفظ ابوداؤد) ظہ ابن ابی شیبہ ابن ابن عمر ۱۲ ف: عبدالرزاق ۱۲ ف: عباس بیہقی عبدالرزاق عن ابن سیرین ۲ ابوداؤد بغوی ابن المنذر ۱۲ (فی الکاس) ۱۲ (۲) وفی الاتحاف والتعلیم علی المرسل مطلقا ۱۲ بیہقی ۱۲ وعند الشافعی فی قول واحمد فی روایۃ یعتبر ان یکون علی الشہر ۲ ۳ ابوداؤد سعید بن منصور عبدالرزاق عن علی ماخلاہ ۲ بیہقی ۳ دارقطنی عن علی موقوفا وغیرہ

فصلٌ في الفَتَى والعبدِ والمملوكِ والمذكرِ والخنثى والفحلِ والفَسْحِ والمشرِ والمذوقِ والمُنْبِهِ
(فصل ہوں اس بارے میں کہ لڑکے میں اور غلام میں اور مملوک میں اور مذکر میں اور خنثیٰ میں اور فحل میں اور فسح میں اور مشر میں اور مذوق میں اور منبہ میں
والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ والمُنْبِهِ
[illegible]

المرادُ بذلك وفي كلِّ واحدٍ من هذه الأشياءِ نصفُ العُشْرِ وفي العشرِ العشرُ ذكاةٌ وفي خمسةٍ
[illegible]

وفي كلِّ أربعينَ من الضأنِ والمِعْزَى شاةٌ وفيها معاجيلُ فيما أعطاها ذلك ذكاةٌ أسنانٍ
[illegible]

وعشرينَ فيها فصلانِ وفي كلِّ خمسٍ من الإبلِ وخمسمائةٍ درهمٍ
[illegible]

وكلِّ عشرٍ دينارٍ فيه ذكاةٌ كيلٍ ثلاثٌ وعشرٍ ذهبٍ ذهبٍ ذهبٍ ذهبٍ ذهبٍ
[illegible]

اطراف یعنی اعضاء کی دیت کے احکام

شرح کے لفظ قولہ والعشرین الخ: کہ اور مال اور [illegible] کہ جس کی چوتھائی دیت ہے حدیث میں ہے فی الانف اذا
[illegible]

قولہ الجبهة الخ: کہ اگر جبہ میں سے [illegible] کا ملا ہوا ہو تو اس سے [illegible] کے تعلق سے الف لام [illegible]
[illegible]

قولہ والحاجبين الخ: کہ اگر کسی کی [illegible] کے بال [illegible] کے [illegible] کہ [illegible]
[illegible]

قولہ والشفرين الخ: کہ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کہ [illegible]
[illegible]

قولہ وفي كلِّ واحدٍ الخ: [illegible] کہ [illegible] کے [illegible] کہ [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

فعلیٰ فی الشجاج فی الموضحۃ بنصف عشر الدیۃ وفی الہاشمۃ عشرہا وفی المنقلۃ عشر ونصف
عشر وفی الآمۃ و الجائفۃ ثلثہا فان عدت الجائفۃ فیہا وفی الحارصۃ
والدامعۃ والدامیۃ والباضعۃ والسمحاق والملاحمۃ والسمحاق حکومۃ عدل ولا قصاص فی غیر الموضحۃ
وفی اصابع الید نصف الدیۃ وفی کل اصبع عشرۃ من الابل وفی کل انملۃ ثلث عشر الاصبع
وفی الرجل نصف الدیۃ وفی کل اصبع عشرۃ من الابل وفی کل انملۃ ثلث عشر الاصبع
الکف وفیہا اصبع و اصبعان عشرف او احمشہ ولا شیء فی الکف وفی الاصبع الزائدۃ وغیر الضبیٰ
وذکرہ وہو لم تنبت لحیتہ ثلث الدیۃ وفی کلام حکومۃ عدل وفی شعر رأسہ
دخل فی الموضحۃ فی الدیۃ وان ذہب سمعہ او بصرہ او کلامہ او عقلہ او شمہ فذہب عینا
وفی قطع اصبعہ فشلت اخری او انتصف الاعلیٰ فشل مابقی وکل لبد او کسر فشف منہ قصودۃ مابقی
فلا قود وان قلع سنہ فنبت مکانہا اخری سقط لان فی الفہ فنبت بین الاول یجب
وان شج خلالا فالتحم والتم بین فلا شیء او ضرب فجرح فبرأ وذہب اثرہ فلا شیء وان جرح حتی برأ
وکل عمد سقط فیہ القود یلزمہ کمثلہ الا ان عمدہ قد یلزمہ فی مال القاتل وکل موجب سقط او عمرقا
او مکل فعلیہ نصف العشر وعمد الخطأ والمحض خطأ وذلک علی عاقلتہ

(۱) اصل کام التوضیح فصل فی معرفۃ دیات الاعضاء ومنافعہا ص ۲۷۲ مجلس ۱۲

ولا تكسر سنه ولا حزمان والمعتوهة كالصبي

وہ کہ جس کے کفارہ ہے یہ ہاتھ سے مجروح اور ہاتھ کا حکم پیٹ کا ہے۔

زخموں کی دیت کے احکام

تشریح الکلمات: قولہ فی الشجاج الخ شجاج جمع شجاج اور شجاج سر اور چہرہ میں ہوتے ہیں اور ہاتھ پاؤں کے علاوہ باقی بدن میں ہوں تو ان کو جراحت کہتے ہیں۔ الی میں دیت کی صرف حکمت بیان کی ہے شجاج کے سبب استفسار ہوا ہوں ہے۔ (۱) ہاشمہ جس میں کھال چھل جائے جس کو جلد بھی کہہ دیتے ہیں (۲) متلاحمہ جس میں گوشت کاٹ دے (۳) سمحاق جس میں پتلی جھلی ہوتی ہے جس کو جلد بھی کہہ دیتے ہیں (۴) باضعہ جس میں کھال کٹ جائے (۵) منقلہ جس میں گوشت کٹ جائے (۶) موضحہ جس میں ہڈی ظاہر ہو جائے مگر ہڈی پر سرخی نہ آئے (۷) ہاشمہ جس میں ہڈی کھل جائے (۸) مامومہ جس میں ہڈی پر زخم پہنچ جائے (۹) دامغہ جس میں ہڈی کو توڑ کر دماغ تک پہنچ جائے (۱۰) آمہ جو اس مکان تک پہنچ جائے جس کے اندر دماغ ہے بیان میں سے سات میں دیت کا بیان ہوا ہے (یعنی پہلے سے چھٹے تک) یا پہنچ جائے (جبکہ خطاء ہو اور صلح نہ ہو یعنی کسی نے مرکے یا بیوی کی وجہ سے نہ مرگئے ہوں) اور آٹھ میں سے پہلی دو (یعنی خطاء اور شبہ عمد) میں دیت کا بیان ہوا ہے تیسری (عمد) میں قصاص ہے اور باقی پانچ میں دیت کا بیان ہوا ہے۔

قولہ والمتلفة الخ متلفہ وہ ہے جو ہڈی میں سے کچھ ٹکڑا ہڈی کا دوسری جگہ پر پہنچا دے اور ہڈی میں سے کچھ ٹکڑا ہڈی کا ضائع کر دے۔ جائفہ وہ زخم ہے جو پیٹ یا پیٹھ کی طرف سے پیٹ کے اندر تک یا گردن کی طرف سے اس قدر تک پہنچ جائے جہاں تک پانی جاتے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس میں تہائی دیت ہے۔

قولہ فان عدت الخ اگر جائفہ کئی پیٹ کا زخم پیٹھ کی طرف سے پھوٹ گیا تو ہر پیٹ پر تہائی دیت واجب ہوگی تو پیٹ کی دو تہائیوں واجب ہوئیں کیونکہ دو پیٹ ہو گئے یکپیٹ کی جانب سے دوسرے پیٹ کی جانب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسی کا فیصلہ فرمایا تھا۔

قولہ والاقتصاص الخ ساعات میں فرق قصاص سے مانع ہے اور اعضاء میں بالاتفاق قصاص نہیں ہے ۲۵ ۲۶ میں کسی نام صاحب سے ہو قصاص کی روایت ہے لیکن امام طحاوی نے اصل میں ذکر کرنا اس لئے ضروری خیال فرمایا کہ کہیں قصاص ہے اور اجماع ہو قصاص کی بھی اس کا ساتھ ہے اور بعض ہاتھ کٹے ہوئے ہیں ان کا ہاتھ کاٹنے سے قصاص ہے کہ یہی دلیل ہے۔

قولہ ان لم یعلم صحته الخ کوئی بچہ کسی کے ہاتھ سے پیدا ہوا، بدن یا ہاتھ پاؤں کا عضو کامل ہے، بڑا ہو کر دیکھنے سے آنکھ کا حال اور بولنے سے زبان کا حال معلوم ہوا کہ بچہ کے یہ اعضاء صحیح تھے یا نہیں؟ تو ایک حاکم نے فیصلہ متعذر ہوا کیونکہ ان اعضاء کے متعلق معلوم ہے لہٰذا جب ان کی بات یہ معلوم نہیں کہ یہ قابل منفعت ہیں یا نہیں؟ شک کیوجہ سے دیت نہ ہوگی (ہدایہ) اور اگر ان کی منفعت کا حال معلوم ہو گیا حال مثل بڑے کے اعضاء کے ہوگا تو پیٹ کا پانی اوپر گرے گا۔

قولہ منسج و حلاق الخ ایک شخص نے کسی کے سر پر ضرب لگائی یا ایسے حربہ سے جس سے سر کے بال جاتے رہتے ہوں کسی نے ایسا آلہ کی پھر دیت میں اختلاف ہے جائے گی یا نہیں؟ امام شافعی کہتے ہیں منفعت کی منفعت فائت ہو جاتی ہے تو گویا ہڑہ ہو گیا ہو اس کی وجہ سے یا صلاحیت یا کوئی حال ہوتی تو موضحہ کی دیت ہم کی دیت نہیں ہوا اصل نہ ہوا کی کیونکہ ان کی منفعت جمال و حسن ہے نہ کہ منفعت کے، خود دیتے ہیں۔ ان کے موضحہ کی دیت ہوا اور منفعت کی دیت جمال واجب ہوں۔

ف: صحاح اول میں ہے جلد ۲ ہے۔ شجاج میں عمل ہاشمہ ہے۔ ہی حال ہوں ہے جب ہوں ہے ہوں ہے
ف: عبارت ہوں ہے ہوں ہے ہوں ہے

قولہ (ولو ضرب الخ) ایک شخص نے کسی کو دانت گرا دینے کی جگہ مارا تو امام صاحب کے نزدیک دانت کی دیت ساقط ہو جائے گی۔ صاحبین کے نزدیک ساقط نہ ہوگی کیونکہ جنایت تو موجب دیت واقع ہوگئی رہا دوسرے دانت کا ختم ہونا سو وہ بفعل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آسمانی حادثہ ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہاں معنی جنایت زائل ہو گئی کیونکہ جب دیت ساقط ہو گئی تو اب وجوب دانت تم تو دیت ساقط ہونے کی وجہ سے ختم ہوئی ہو نہ کہ بسبب ختم ہونے دانت کے ختم ہوئی۔

قولہ (ولو ضرب الخ) جب تک مجروح ختم سے اچھا نہ ہو جائے کہ وقت تک زخم کا قصاص نہیں لیا جائے گا امام شافعی کے یہاں فی الحال قصاص لے لیا جائے گا۔ جب موجب قصاص ثابت ہو چکا تو پھر تاخیر کس سے ہم کہتے ہیں کہ زخمی کے اچھا ہونے سے پہلے آپ سے قصاص لینے سے تسلیم فرمایا ہے ہو سکتا ہے کہ شاید زخم مندمل ہو جائے اور مجروح مر جائے تو اس صورت میں وہ عامد کو جان سے مارنا لازم ہوگا

قولہ (ولو عفا عمد سقط الخ) ورثہ مجروح عمد جس میں کسی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے مثلاً باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے یا دس ورثا میں ایک آدمی کو قتل کر دے ان میں سے ایک اس کا باپ ہو تو اس میں دیت قاتل کے مال میں ہوتی ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ اور خطا میں عاقلہ پر دیت ہوتی ہے کیونکہ قاتل کے مال میں ہوتی ہے اور قتل عمد میں دیت کی وجوب کے سبب سے واجب ہونے کے سبب سے واجب ہوتی ہے اور قتل خطا میں دیت کی وجوب قاتل کے مال میں ہوتی ہے اور قتل خطا میں عاقلہ پر ہوتی ہے کیونکہ جو مال عاقلہ کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اس میں اصل یہی ہے کہ وہ فی الفور ہو اور عاقلہ پر بطور اصل اس سلسلہ میں یہ حدیث ہے "لا یجنی العاقلۃ عمدا ولا عبدا ولا صلحا ولا اعترافا" (زیلعی)

قولہ (وعمد الصبی الخ) اگر کوں نابالغ بچہ یا پاگل کسی کو عمداً قتل کر دے تو ان کا عمد بھی خطا ہی شمار ہوگا۔ اور قصاص واجب نہ ہوگا بلکہ اس کے ذمہ پر دیت واجب ہوگی اور یہ میراث سے بھی محروم نہ ہوں گے کیونکہ میراث سے محرومی ایک عقوبت ہے اور یہ قابل عقوبت نہیں۔

محمد عفی عنہ

۱ ۔ ظاہر ہے کہ یہ دانت ٹوٹنے کے بعد ہی ہوگا
۲ ۔ دیکھئے ہدایہ اولین صفحہ ۴۵۰

باب فی الجنین
باب حمل کے بچہ کے بیان میں

ضرب بطن امراۃ فالقت جنینا میتا ثم ماتت فی نفاسھا وھی عصبۃ عصبۃ الجنین حیا فمات فدیۃ

[illegible] کے پیٹ پر مارا تو اس نے مرا ہوا بچہ گرا دیا پھر وہ خود بھی نفاس میں مر گئی [illegible] کے عصبہ کے ذمہ ہے

ودیۃ الجنین ثم لعاقلۃ الام دیۃ ولغرۃ ودیۃ مائتی الجنین ثم ماتت الجنین حیا فدیۃ واحدۃ ولغرۃ ودیۃ مائتی

اور بچہ کی دیت ماں کے عاقلہ پر ہے اور ایک غرہ کی دیت بھی اور ماں مر گئی پھر بچہ مرا ہوا گرا ہے غرہ کی ایک دیت ہے جس کی قیمت دو سو درہم ہے

ولا یرث منہ ولا یرث لضربت فلو ضرب بطن امراتہ فالقت ابنا میتا ثم ماتت فعلی عاقلۃ الاب غرۃ ولا یرث منھا

اور نہ بچہ اس سے وارث ہوگا اور نہ وہ بچہ کا وارث ہوگا اگر کسی نے اپنی بیوی کے پیٹ پر مارا اس سے بچہ مرا ہوا گرا پھر عورت مر گئی تو باپ کے عاقلہ پر غرہ کی دیت ہے اور

وھی حبی لامۃ وذکرا بنصف عشر قیمتہ لو کان حیا وعشر قیمتہ لو انثی

باپ اس کا وارث ہوگا اور نہ عورت اس کی وارث ہوگی یہ دیت ان کے نزدیک ہے جو غرہ کو غلام یا لونڈی کی قیمت کا دسواں حصہ کہتے ہیں [illegible]

فان جزرہ سبعۃ بقر ضربہ فالقتہ لصاحب قیمتہ حیا ولا کفارۃ فی الجنین وان ضرب دوابۃ

[illegible] کی دیت میں سات گائے دے [illegible] اس کی قیمت کا مالک ہوگا اور اس میں کفارہ نہیں ہے اور اگر کسی نے

لصرحۃ او دجاجۃ فرمحھا حتی اسقطت جنینھا فغرۃ ان لصب بلا بذبح

اپنی گھوڑے یا مرغی کو مارا یہاں تک کہ اس نے اپنا بچہ گرا دیا تو اس پر غرہ کی دیت ہے اگر اس نے ذبح کئے بغیر مارا ہو۔

توضیح المتن جنین پیٹ کے اندر بچہ کو کہتے ہیں [illegible] غرہ کی مثال [illegible]

تشریح المتن قولہ باب فی الجنین الخ انسان کے اجزاء (بقیہ اعضاء) کی دیت بیان کرنے کے بعد اب جنین یعنی حمل کی دیت کا بیان کر رہے ہیں فان الجنین فی حکم الجزء من الام۔

قولہ ضرب الخ اگر کسی نے کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا عورت نے ضرب لگنے کے بعد جو حمل گرایا وہ تو اس کے بارے میں تفصیل ابھی غرہ العبد میں گذر چکی ہے اور اگر وہ حمل زندہ گرا اور پھر مر گیا تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ضرب لگنے کے بعد بچہ زندہ گرا اور پھر مر گیا اس کی دیت ایک دیت کامل ہے اور دوسری صورت یہ ہے

درشادے کہ مرد پر پنجاہ غرہ تھی عاصم یا ماندی یا مجوسی ہو۔

قولہ وھی نصف عشر الخ یہاں غرہ کی مقدار مرد کی دیت کا بیسواں حصہ ہے اگر تمیز مذکر عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے، اگر خنثیٰ اور مرد کی دیت کے کل ہر دو رائم ہیں تو اسکا بیسواں حصہ پانچ درہم ہوئے اور عورت کی دیت پانچ ہزار درہم ہیں تو اسکا دسواں حصہ پانچسو درہم ہوئے، امام مالک اور امام شافعی کے یہاں پچاسو درہم ہیں۔ مگر حدیث فدکورہ ان پر حجت ہے مگر ہمارے یہاں قتل کے عاقلہ پر تہائی ہے امام مالک کے یہاں قاتل کے مال پر ہوتا ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غرہ کو قاتل کے عاقلہ پر قرار دیا ہے تو ہمارے یہاں غرہ ایک سال کے اندر وصول کیا جائے گا امام شافعی کے یہاں تین سال میں وصول ہوگا اور وہ عن محمد بن الحسن انہ قال بلغنا ان رسول اللہ ﷺ جعلہ علی العاقلۃ فی سنۃ

قولہ فیہ فقط الخ اگر پہلے مال مرتبی پھر اسنے مردہ پیدا کیا تو صرف مال کی دیت واجب ہوگی امام شافعی کے یہاں غرہ بھی واجب ہوگا کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ یہ غرہ اسی وجہ سے مرا ہے ہم کہتے ہیں کہ ظاہر اسکا مرنا موت جنین کا سبب ہے کیونکہ جنین کا ماں کے ساتھ لگے رہنا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنین صدمہ سے مرا ہو اور تنگ کی وجہ سے خلاص واجب نہ ہوگا۔

قولہ وفی جنین امۃ الخ امۃ کی جنین کو اگر کسی نے کردیا تو اسکی قیمت کا بیسواں حصہ واجب ہوگا اگر وہ مدبرہ اور اگر مکاتبہ ہو تو اسکی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہوگا امام شافعی کے یہاں کسی حال میں قیمت کا دسواں حصہ واجب ہوگا، کیونکہ جنین من حد ماں کا جزء ہے اور اجزاء کے ضمان کی مقدار میں اصل ہی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں صرف وہ واجب ہے جس کا بدل ہے یعنی الاقل کا اندازہ اس کی ذات سے ہوگا۔

قولہ فان صور وہ الخ کسی نے حاملہ باندی کے پیٹ پر مارا اسکے بعد اسنے جنین کو آزاد کردیا پھر باندی نے مردہ بچہ گرایا اور وہ مرگیا تو مالک کیلئے دو بچوں کی قیمت واجب ہوگی یہ کہ کل دیت کیونکہ اسکی موت ضرب سابق کے ذریعہ ہوئی ہے اور ضرب کالعدم ہے اسکی رقیت کی حالت میں ہوا ہے اور اعتبار وقوع ضرب کے وقت ہی کا ہوتا ہے امام شافعی کے نزدیک تین کی دیت واجب ہوگی کہ قیمت یہ قوں دونوں بچوں مشتمل ہے جیسی کہ بیع مریض ہے جیسا کہ فخر الاسلام بزدوی نے شرح جامع صغیر میں نقل کیا ہے۔

قولہ ولا کفارۃ الخ ہمارے یہاں قتل جنین میں کفارہ واجب نہیں امام شافعی کے یہاں واجب ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ جنین میں روح نفس سے لبد الاتصال ہوتی ہے کہ کفارہ واجب کیا جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ کفارہ ہی ایک قسم کی عقوبت ہے جسکا ثبوت شرعاً نفس کامل میں ہے یہاں یہ غیر مکمل متعدی نہ ہوگا۔

---

(۱) الحدیث فی صحیحہ بصحیحین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (نصب الرایہ ذکر الاختلاف مثلہ ۲۰ ج ۴) (۲) عن ابن شبرمۃ عن عامر عن المغیرۃ قضی فی الجنین بغرۃ عبد او امۃ (نصب الرایہ)

باب ما یحدث الرجل فی الطریق

باب جانبِ سڑک کوئی نئی چیز بنانے کے بیان میں

من اخرج الی طریق العامة شیئا او بنی حائطا او جرصنا او ظلة او کنیفا فلیکن مزغمه وبه التصرف فی الساحة الا بدا من اخرج پرنالہ یا دیوار یا چبوترہ یا سائبان یا پاخانہ تو چاہیے کہ اس کا تراشہ گرنا راستہ کی طرف ہو اس کو اختیار ہے کہ اس جگہ کو صاف کرے مگر جب کہ راستہ کی چوڑائی میں کمی ہو جائے

اضر او فی عینه لا یصرف لانهم ان مات احد سقوطه فدیته علی عاقلته کم نقصان دے یا آنکھ میں گرد پہنچائے تو نہ پھیرے کیونکہ اگر کوئی شخص اس کے گرنے سے مر گیا تو اس کی دیت اسی کے کنبہ پر ہوگی جیسے

لو حفر بئرا فی طریق او وضع حجرا فتلف به انسان وتلزم بهیمة ضمانها فی ماله ومن جمل بالوغة کوئی کنواں راستہ میں کھودے یا پتھر رکھ دے جس سے کوئی شخص مر جائے تو اس کی دیت اسی کے مال میں ہوگی اور جو چوپایہ کسی کا نقصان کرے اس کا ضمان اسی کے مال میں ہوگا اور جس نے بوجھ

فی طریق عام سلطان او فی ملکه او وضع جنبة فیها او قطرة بلا اذن الامام فتعثر رجل المرور علیه راستہ عام یا شاہی جگہ میں یا اپنی ملک میں یا راستہ کی کنواں وغیرہ میں بغیر اجازت امام کے یا اس پر پانی قطرہ گرایا

ثم یضمن ومن حمل شیئا فی الطریق فسقط علی انسان فمات وان کان ربانا فلا فسقط لا تو ضامن ہوگا اور جس نے اٹھایا بوجھ راستہ میں پھر گرپڑا کسی آدمی پر تو مر گیا اگر بوجھ لادنے والا ہو تو ضامن نہ ہوگا اور اگر بوجھ لادنے والا نہ ہو تو ضامن ہوگا

مسجدا لتشهیر یا فعاق رجل منهم لذلک او خفض فیه جرة او رمی ازقا فسقط به رجل لم یضمن وان کان مسجد کو شہرت دینے یا فعاق رجل منہم لذلک او خفض فیہ جرۃ او رمی ازقا فسقط بہ رجل لم یضمن وان کان

من غیرهم ضمن وان جلس فیه رجل منهم فعطب به احد ضمن ان کان فی غیر الصلوة وان فیها لا غیر ہم میں سے ہو تو ضامن ہوگا اور اگر بیٹھا تھا اس میں کوئی شخص ان میں سے پھر اس کی وجہ سے کوئی ہلاک ہو گیا تو ضامن ہوگا اگر نماز میں ہو اور اگر نماز میں ہو تو ضامن نہ ہوگا۔

توضیح المتن۔ کنیف بیت الخلاء یعنی راستہ پر پاخانہ بنوانا جائز ہے بشرطیکہ راستہ چوڑا ہو اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ اس صورت میں اس کو اختیار ہے کہ جب چاہے اس کو صاف کرے یا نہ کرے۔ البتہ اگر راستہ تنگ ہو جائے تو پھر اس کو صاف کرنا ضروری ہوگا ورنہ مالک ہوگا۔

تشریح المتن۔ قولہ باب ما یحدث الخ کئی طریق سے مباشرت کے ساتھ ہے، تحت کے بعد اس کئی کے احکام بیان کر رہا ہے جو طریق سے سبب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

قولہ من اخرج الخ شارع عام میں پرنالہ وغیرہ نکالنا اور دکان وغیرہ بنانا درست ہے۔ بشرطیکہ اس سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور کوئی شخص نہ ہو۔ لیکن اگر ضرورت پیش آجائے کہ ضرور لاضرر لا اضرار کے تحت ان کو توڑنا پڑے تو توڑنا ضروری ہوگا۔ (منہ)

---

(۱) ... (۲) ... (۳) ... (۴) ... (۵) ... (۶) ... (۷) ... (۸) ... (۹) ... (۱۰) ... (۱۱) ... (۱۲) ...

اس کو ابتدا ہی سے روکنا بھی ممکن ہے اور بن جانے کے بعد توڑنے کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے اس لئے کہ دونوں صورتوں میں نقصان مسجد کا ہی ہے اور دونوں کا حق ہے لیکن یہ دلیل کمزور ہے

قولہ بخلاف الخ جرجانی (بضم الجیم وسکون الراء المہملۃ وفتح الجیم) نے تحریر میں شافعیہ سے اس نے اس کو نقل کیا ہے اور کہتے ہیں اور اسی کو قاضی نے پسند کیا ہے کہ جو شخص پہلے طلاق کا حلف لے چکا ہو اس کے لئے بھی یہ حکم ہے (البحر الرائق)

قولہ مسجد لعشرۃ فلم یکن الخ ایک مسجد ہے اس میں اہل محلہ میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے اور اس کے متعلق کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ یہ مسجد نہیں ہے اور اس کے بنانے والے کا مقصد بھی یہ نہیں تھا کہ یہ مسجد ہو جائے اور وہ شخص جو اس کو مسجد کہتا ہے اس کا یہ کہنا اس بنا پر ہے کہ اس میں نماز پڑھی جاتی ہے اور اس کے بنانے والے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس میں نماز پڑھی جائے اور یہ شخص اس کے بنانے والے کا وارث ہے اور وہ شخص جو اس کو مسجد نہیں کہتا ہے اس کا یہ کہنا اس بنا پر ہے کہ اس میں نماز پڑھنے والے دس سے کم ہیں اور اس کے بنانے والے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس میں دس سے کم نماز پڑھیں

فوائد حافظ فتح یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے حق کے لئے آواز بلند کرنی چاہیے اور اس کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرنا چاہیے۔

فوائد حافظ فتح یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے حق کے لئے آواز بلند کرنی چاہیے اور اس کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرنا چاہیے۔

فوائد حافظ فتح یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے حق کے لئے آواز بلند کرنی چاہیے اور اس کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرنا چاہیے۔

باب جناية البهيمة والجناية عليها وغير ذلك

باب چوپائے کی جنایت اور چوپائے پر زیادتی وغیرہ کے بیان میں

ضمن الراكب ما أوطئت دابته بيد أو رجل أو رأس أو كدمت أو عضت لا ما نفحت برجلها

سوار ضامن ہوگا جو اس کی سواری کا جانور روندے اس کی ہاتھ یا پاؤں سے یا سر کی ٹکر سے یا کاٹ کھائے یا دولتی مارے اس کا ضامن سوار ہوگا

أو ذنبه إلا إذا وقفها في الطريق فإن أصابت بيدها أو رجلها حصاة أو نواة أو انفرت عنبرا أو حجرا

روندے مگر اس وقت جب اس نے کھڑا کر دیا ہو اس کو وہیں پس اگر اچھل کر اس کی ٹانگوں سے کنکر یا گٹھلی یا انگور یا پتھر

صغيرا عفا عنها لم يضمن وإن كبيرا ضمن فإن وقفت أو بقيت في الطريق لم يضمن من عطب به

اور اس نے پھر روکی تو کھڑا ضامن ہوگا اور اگر بڑا پتھر ہوتو ضامن ہوگا اگر اس نے پیشاب کیا ہو پس راجح ضامن ہونا اس کا اس کی جانب سے

وإن وقفها بفنائه وإن أوقفها بغيره ضمن وبه ضمنه الراكب

تلف ہوجائے گا اسی لئے کھڑا کیا ہو اگر اور کام کیلئے کھڑا کیا تو ضامن ہوگا اور کسی سے ضامن نہ ہوگا

ضمنه السائق والقائد وعلى الراكب الكفارة لا عليهما

تو ضامن ہوگا اس سے ساتق اور قائد بھی مگر سوار پر کفارہ بھی ہے ان دونوں پر نہیں

تشریح کی تلخیص قولہ باب فتح ہو یا سکون ہو صاحب الدرایہ وغیرہ میں اس باب کی وجہ مناسبت یہ بیان کی ہے کہ جنایت انسان کے اوامر سے مراعت کے بعد جنایت بہیمہ کے احکام اسلئے بیان کر رہا ہے کہ انسان نواہی سے رکنے کی زیادہ تاکید ہے اسلئے ان کو پہلے ذکر کیا ہے۔ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابھی تو مصنف جنایت انسان سے فارغ ہی نہیں ہوا کیونکہ جنایت مملوک کا باب کہ آرہا ہے مناسب یہ تھا کہ پہلے مراعات میں کہ اس باب کا الحاق تو تبھی تھا کہ جنایت مملوک کے بعد ہوتا مگر چونکہ بہیمہ حیوان ہونے میں مثل مملوک ہے اور حیثیت سے زیادہ کیا ہاتھ لگتی ہے اس لئے مصنف نے اس باب کو باب ما يحدث الرجل في طريق کیساتھ ملا کر ذکر کیا اس پر اعتراض نہ ہوا ہے کہ ایک ہی بات تھی تو پھر جس کو ایک فصل میں لانا تھا تعدد فصل میں لانا تعدد عمل۔

قولہ ضمن الراکب الخ جنایۃ بہیمہ کے ضمان وعدم ضمان کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جن صورتوں میں اعتراز ممکن ہے ان میں سلامتی کی شرط لگا کر ضامن کیلئے رہ چلنا چاہئے ہے اگر ایسے امور میں کسی تعدی سے تلف پایا گیا تو ضامن ہوگا اور جن میں اعتراز ممکن نہیں ان میں ضامن نہ ہوگا جیسے اگر کسی سواری کے کھڑا کر دینے کا حکم دیا گیا ہو پھر اس نے چلا دیا ہو اور اس سے کوئی نقصان ہوا ہو تو ان صورتوں میں ضامن ہوگا کیونکہ ان امور سے اعتراز ممکن ہے اور اگر سواری نے چلتے چلتے کسی کے مکان پر پیشاب کیا ہو تو ضامن نہ ہوگا کیونکہ چلنے کی حالت میں اس سے اعتراز ممکن نہیں یا یہ کہ سوار نے جو ورد کر دیا ہو اس سے اعتراز ممکن نہیں اور کھڑا کر دینے کی صورت میں ضامن ہونا کیونکہ ٹھہرانے کی صورت میں ان سے اعتراز ممکن ہے۔

لا جناح سبب عند شرط خفيف وهو تقريب فعل الى مكان الجناية ۱۲ عفا عنه

ولو اصطدم فارسان او ماتا فمات فعاقلة كل دية الآخر ولو سقط دابة فوقع المتاع على رجل

اگر ٹکرا جائیں دو سوار یا پیادے اور مر جائیں تو ضمان ہوگا ہر ایک کا عاقلہ دوسرے کی دیت کا آدھا بانٹا جاوے اور اگر کسی چیز پر کی پر

فلصفه ضمن وان قاد الفطار فوطئ بعيرا فاتلفا ضمن عاقلة القائد الثلثين وان كان معه سائق

اور اس کا بار الاد تو نصف ضمان ہوگا اگر آگے سے چلانے والوں نے تلف کیا ہو اور اونٹ سے کسی کو روند دیا تو ضمان ہوگا اس کا قائد ہے کا اور اگر پیچھے سے

فثلثهما وان ربط بعضه على الفطار رجع عاقلة القائد ملتفت على الرابط

کھینچ رہا ہو تو دونوں پر ہوگی اور اگر باندھ رکھا ہو اونٹ قطار میں تو ضمان ہوگا قائد کے عاقلہ پر اونٹ باندھنے والے کے عاقلہ سے

وان ارسل بهيمة وكان سائقها فاصابت في فورها ضمن وان ارسل عليها او تركها ولم يكن سائقها

اگر چھوڑ دیا جانور پیچھے سے ہانک کر اور اس نے نقصان کیا چھوٹتے ہی تو ضامن ہوگا اگر چھوڑ دیا ہو اس کو اور پیچھے سے کوئی ہانکنے والا نہ ہو

او انفلتت دابته فاصابت مالا او آدميا ليلا او نهارا لا وهي بقفاء عن عادة للضاب ضمن النقصان

یا نکل بھاگا جانور اور اس نے نقصان کر دیا مال یا آدمی کا رات کو یا دن میں تو ضامن ہوگا نقصانی کی بکری کی مگر یہ چرنے میں عادت کا ہو ضامن ہوگا

وعين بهيمة الجزار والفرس والحمار رفع القيمة

نقصان کا جو شکار کی گائے اور اونٹ کی آنکھ پھوڑنے میں اور گھوڑے گدھے کی آنکھ پھوڑنے میں ضامن ہوگا پوری قیمت کا۔

توضیح الفاظ اصطدم آپس میں ایک دوسرے کی مزاحمت کرنا۔ فارسان شہسوار۔ سائق ہانکنے والا۔ قاد آگے سے کھینچنے والا۔ ربط باندھنا۔ انفلتت چھوٹ گیا۔ ضاب عادت والا۔ جزار شکار کرنے والا۔

تشریح الفاظ قولہ ولو اصطدم الخ اگر دو سوار یا دو پیادے ٹکرا کر مر جائیں تو ہر ایک کے عاقلہ پر دوسرے کی نصف دیت ہوگی اور اگر ایک سوار اور ایک پیادہ ٹکرا کر مر جائیں تو پیادہ کے عاقلہ پر سوار کی پوری دیت ہوگی کیونکہ ضمان میں ہر ایک اپنے اور اپنے صاحب کے فعل کا ضامن ہوتا ہے اس لیے ہر ایک کا اپنا فعل اپنا ہی فعل ہے اور دوسرے کا مضمون ہم یہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی موت دوسرے کی طرف مضاف ہے کیونکہ ہر ایک کا اپنا فعل قوی تھا لہذا ہر ایک کا فعل دوسرے کی موت کا سبب ہوا ہے اور ہر ایک کے عاقلہ پر دوسرے کی دیت کا نصف ضمان ہوگا۔

قولہ وفي فقء عين البهيمة الخ اگر کسی نے قصاب کی بکری کی آنکھ پھوڑ دی تو بقدر نقصان ضمان لازم ہوگا کیونکہ قصاب کی بکری سے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے اور اگر شکار کرنے والے کی گائے اونٹ کی یا گھوڑے گدھے کی آنکھ پھوڑ دی تو پوری قیمت کا تاوان لازم ہوگا کیونکہ شکاری کے یہاں اس کا علم نہیں کی بکری ہے، لہذا یہ بھی بقدر نقصان ضمان آئے گا اور دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جانور کی آنکھ میں پوری قیمت کا حکم فرمایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔

---

۱ ... ۲ ... ۳ ... ۴ ... ۵ ... ۶ ... ۷ ... ۸ ... ۹ ... ۱۰ ... ۱۱ ... ۱۲ ... ۱۳ ... ۱۴ ... ۱۵ ... ۱۶ ... ۱۷ ... ۱۸ ... ۱۹ ... ۲۰ ... ۲۱ ... ۲۲ ... ۲۳ ... ۲۴ ... ۲۵ ... ۲۶ ... ۲۷ ... ۲۸ ... ۲۹ ... ۳۰ ... ۳۱ ... ۳۲ ... ۳۳ ... ۳۴ ... ۳۵ ... ۳۶ ... ۳۷ ... ۳۸ ... ۳۹ ... ۴۰ ... ۴۱ ... ۴۲ ... ۴۳ ... ۴۴ ... ۴۵ ... ۴۶ ... ۴۷ ... ۴۸ ... ۴۹ ... ۵۰ ... ۵۱ ... ۵۲ ... ۵۳ ... ۵۴ ... ۵۵ ... ۵۶ ... ۵۷ ... ۵۸ ... ۵۹ ... ۶۰ ... ۶۱ ... ۶۲ ... ۶۳ ... ۶۴ ... ۶۵ ... ۶۶ ... ۶۷ ... ۶۸ ... ۶۹ ... ۷۰ ... ۷۱ ... ۷۲ ... ۷۳ ... ۷۴ ... ۷۵ ... ۷۶ ... ۷۷ ... ۷۸ ... ۷۹ ... ۸۰ ... ۸۱ ... ۸۲ ... ۸۳ ... ۸۴ ... ۸۵ ... ۸۶ ... ۸۷ ... ۸۸ ... ۸۹ ... ۹۰ ... ۹۱ ... ۹۲ ... ۹۳ ... ۹۴ ... ۹۵ ... ۹۶ ... ۹۷ ... ۹۸ ... ۹۹ ... ۱۰۰ ... ۱۰۱ ... ۱۰۲ ... ۱۰۳ ... ۱۰۴ ... ۱۰۵ ... ۱۰۶ ... ۱۰۷ ... ۱۰۸ ... ۱۰۹ ... ۱۱۰ ... ۱۱۱ ... ۱۱۲ ... ۱۱۳ ... ۱۱۴ ... ۱۱۵ ... ۱۱۶ ... ۱۱۷ ... ۱۱۸ ... ۱۱۹ ... ۱۲۰ ... ۱۲۱ ... ۱۲۲ ... ۱۲۳ ... ۱۲۴ ... ۱۲۵ ... ۱۲۶ ... ۱۲۷ ... ۱۲۸ ... ۱۲۹ ... ۱۳۰ ... ۱۳۱ ... ۱۳۲ ... ۱۳۳ ... ۱۳۴ ... ۱۳۵ ... ۱۳۶ ... ۱۳۷ ... ۱۳۸ ... ۱۳۹ ... ۱۴۰ ... ۱۴۱ ... ۱۴۲ ... ۱۴۳ ... ۱۴۴ ... ۱۴۵ ... ۱۴۶ ... ۱۴۷ ... ۱۴۸ ... ۱۴۹ ... ۱۵۰ ... ۱۵۱ ... ۱۵۲ ... ۱۵۳ ... ۱۵۴ ... ۱۵۵ ... ۱۵۶ ... ۱۵۷ ... ۱۵۸ ... ۱۵۹ ... ۱۶۰ ... ۱۶۱ ... ۱۶۲ ... ۱۶۳ ... ۱۶۴ ... ۱۶۵ ... ۱۶۶ ... ۱۶۷ ... ۱۶۸ ... ۱۶۹ ... ۱۷۰ ... ۱۷۱ ... ۱۷۲ ... ۱۷۳ ... ۱۷۴ ... ۱۷۵ ... ۱۷۶ ... ۱۷۷ ... ۱۷۸ ... ۱۷۹ ... ۱۸۰ ... ۱۸۱ ... ۱۸۲ ... ۱۸۳ ... ۱۸۴ ... ۱۸۵ ... ۱۸۶ ... ۱۸۷ ... ۱۸۸ ... ۱۸۹ ... ۱۹۰ ... ۱۹۱ ... ۱۹۲ ... ۱۹۳ ... ۱۹۴ ... ۱۹۵ ... ۱۹۶ ... ۱۹۷ ... ۱۹۸ ... ۱۹۹ ... ۲۰۰ ... ۲۰۱ ... ۲۰۲ ... ۲۰۳ ... ۲۰۴ ... ۲۰۵ ... ۲۰۶ ... ۲۰۷ ... ۲۰۸ ... ۲۰۹ ... ۲۱۰ ... ۲۱۱ ... ۲۱۲ ... ۲۱۳ ... ۲۱۴ ... ۲۱۵ ... ۲۱۶ ... ۲۱۷ ... ۲۱۸ ... ۲۱۹ ... ۲۲۰ ... ۲۲۱ ... ۲۲۲ ... ۲۲۳ ... ۲۲۴ ... ۲۲۵ ... ۲۲۶ ... ۲۲۷ ... ۲۲۸ ... ۲۲۹ ... ۲۳۰ ... ۲۳۱ ... ۲۳۲ ... ۲۳۳ ... ۲۳۴ ... ۲۳۵ ... ۲۳۶ ... ۲۳۷ ... ۲۳۸ ... ۲۳۹ ... ۲۴۰ ... ۲۴۱ ... ۲۴۲ ... ۲۴۳ ... ۲۴۴ ... ۲۴۵ ... ۲۴۶ ... ۲۴۷ ... ۲۴۸ ... ۲۴۹ ... ۲۵۰ ... ۲۵۱ ... ۲۵۲ ... ۲۵۳ ... ۲۵۴ ... ۲۵۵ ... ۲۵۶ ... ۲۵۷ ... ۲۵۸ ... ۲۵۹ ... ۲۶۰ ... ۲۶۱ ... ۲۶۲ ... ۲۶۳ ... ۲۶۴ ... ۲۶۵ ... ۲۶۶ ... ۲۶۷ ... ۲۶۸ ... ۲۶۹ ... ۲۷۰ ... ۲۷۱ ... ۲۷۲ ... ۲۷۳ ... ۲۷۴ ... ۲۷۵ ... ۲۷۶ ... ۲۷۷ ... ۲۷۸ ... ۲۷۹ ... ۲۸۰ ... ۲۸۱ ... ۲۸۲ ... ۲۸۳ ... ۲۸۴ ... ۲۸۵ ... ۲۸۶ ... ۲۸۷ ... ۲۸۸ ... ۲۸۹ ... ۲۹۰ ... ۲۹۱ ... ۲۹۲ ... ۲۹۳ ... ۲۹۴ ... ۲۹۵ ... ۲۹۶ ... ۲۹۷ ... ۲۹۸ ... ۲۹۹ ... ۳۰۰ ... ۳۰۱ ... ۳۰۲ ... ۳۰۳ ... ۳۰۴ ... ۳۰۵ ... ۳۰۶ ... ۳۰۷ ... ۳۰۸ ... ۳۰۹ ... ۳۱۰ ... ۳۱۱ ... ۳۱۲ ... ۳۱۳ ... ۳۱۴ ... ۳۱۵ ... ۳۱۶ ... ۳۱۷ ... ۳۱۸ ... ۳۱۹ ... ۳۲۰ ... ۳۲۱ ... ۳۲۲ ... ۳۲۳ ... ۳۲۴ ... ۳۲۵ ... ۳۲۶ ... ۳۲۷ ... ۳۲۸ ... ۳۲۹ ... ۳۳۰ ... ۳۳۱ ... ۳۳۲ ... ۳۳۳ ... ۳۳۴ ... ۳۳۵ ... ۳۳۶ ... ۳۳۷ ... ۳۳۸ ... ۳۳۹ ... ۳۴۰ ... ۳۴۱ ... ۳۴۲ ... ۳۴۳ ... ۳۴۴ ... ۳۴۵ ... ۳۴۶ ... ۳۴۷ ... ۳۴۸ ... ۳۴۹ ... ۳۵۰ ... ۳۵۱ ... ۳۵۲ ... ۳۵۳ ... ۳۵۴ ... ۳۵۵ ... ۳۵۶ ... ۳۵۷ ... ۳۵۸ ... ۳۵۹ ... ۳۶۰ ... ۳۶۱ ... ۳۶۲ ... ۳۶۳ ... ۳۶۴ ... ۳۶۵ ... ۳۶۶ ... ۳۶۷ ... ۳۶۸ ... ۳۶۹ ... ۳۷۰ ... ۳۷۱ ... ۳۷۲ ... ۳۷۳ ... ۳۷۴ ... ۳۷۵ ... ۳۷۶ ... ۳۷۷ ... ۳۷۸ ... ۳۷۹ ... ۳۸۰ ... ۳۸۱ ... ۳۸۲ ... ۳۸۳ ... ۳۸۴ ... ۳۸۵ ... ۳۸۶ ... ۳۸۷ ... ۳۸۸ ... ۳۸۹ ... ۳۹۰ ... ۳۹۱ ... ۳۹۲ ... ۳۹۳ ... ۳۹۴ ... ۳۹۵ ... ۳۹۶ ... ۳۹۷ ... ۳۹۸ ... ۳۹۹ ... ۴۰۰ ... ۴۰۱ ... ۴۰۲ ... ۴۰۳ ... ۴۰۴ ... ۴۰۵ ... ۴۰۶ ... ۴۰۷ ... ۴۰۸ ... ۴۰۹ ... ۴۱۰ ... ۴۱۱ ... ۴۱۲ ... ۴۱۳ ... ۴۱۴ ... ۴۱۵ ... ۴۱۶ ... ۴۱۷ ... ۴۱۸ ... ۴۱۹ ... ۴۲۰ ... ۴۲۱ ... ۴۲۲ ... ۴۲۳ ... ۴۲۴ ... ۴۲۵ ... ۴۲۶ ... ۴۲۷ ... ۴۲۸ ... ۴۲۹ ... ۴۳۰ ... ۴۳۱ ... ۴۳۲ ... ۴۳۳ ... ۴۳۴ ... ۴۳۵ ... ۴۳۶ ... ۴۳۷ ... ۴۳۸ ... ۴۳۹ ... ۴۴۰ ... ۴۴۱ ... ۴۴۲ ... ۴۴۳ ... ۴۴۴ ... ۴۴۵ ... ۴۴۶ ... ۴۴۷ ... ۴۴۸ ... ۴۴۹ ... ۴۵۰ ... ۴۵۱ ... ۴۵۲ ... ۴۵۳ ... ۴۵۴ ... ۴۵۵ ... ۴۵۶ ... ۴۵۷ ... ۴۵۸ ... ۴۵۹ ... ۴۶۰ ... ۴۶۱ ... ۴۶۲ ... ۴۶۳ ... ۴۶۴ ... ۴۶۵ ... ۴۶۶ ... ۴۶۷ ... ۴۶۸ ... ۴۶۹ ... ۴۷۰ ... ۴۷۱ ... ۴۷۲ ... ۴۷۳ ... ۴۷۴ ... ۴۷۵ ... ۴۷۶ ... ۴۷۷ ... ۴۷۸ ... ۴۷۹ ... ۴۸۰ ... ۴۸۱ ... ۴۸۲ ... ۴۸۳ ... ۴۸۴ ... ۴۸۵ ... ۴۸۶ ... ۴۸۷ ... ۴۸۸ ... ۴۸۹ ... ۴۹۰ ... ۴۹۱ ... ۴۹۲ ... ۴۹۳ ... ۴۹۴ ... ۴۹۵ ... ۴۹۶ ... ۴۹۷ ... ۴۹۸ ... ۴۹۹ ... ۵۰۰ ... ۵۰۱ ... ۵۰۲ ... ۵۰۳ ... ۵۰۴ ... ۵۰۵ ... ۵۰۶ ... ۵۰۷ ... ۵۰۸ ... ۵۰۹ ... ۵۱۰ ... ۵۱۱ ... ۵۱۲ ... ۵۱۳ ... ۵۱۴ ... ۵۱۵ ... ۵۱۶ ... ۵۱۷ ... ۵۱۸ ... ۵۱۹ ... ۵۲۰ ... ۵۲۱ ... ۵۲۲ ... ۵۲۳ ... ۵۲۴ ... ۵۲۵ ... ۵۲۶ ... ۵۲۷ ... ۵۲۸ ... ۵۲۹ ... ۵۳۰ ... ۵۳۱ ... ۵۳۲ ... ۵۳۳ ... ۵۳۴ ... ۵۳۵ ... ۵۳۶ ... ۵۳۷ ... ۵۳۸ ... ۵۳۹ ... ۵۴۰ ... ۵۴۱ ... ۵۴۲ ... ۵۴۳ ... ۵۴۴ ... ۵۴۵ ... ۵۴۶ ... ۵۴۷ ... ۵۴۸ ... ۵۴۹ ... ۵۵۰ ... ۵۵۱ ... ۵۵۲ ... ۵۵۳ ... ۵۵۴ ... ۵۵۵ ... ۵۵۶ ... ۵۵۷ ... ۵۵۸ ... ۵۵۹ ... ۵۶۰ ... ۵۶۱ ... ۵۶۲ ... ۵۶۳ ... ۵۶۴ ... ۵۶۵ ... ۵۶۶ ... ۵۶۷ ... ۵۶۸ ... ۵۶۹ ... ۵۷۰ ... ۵۷۱ ... ۵۷۲ ... ۵۷۳ ... ۵۷۴ ... ۵۷۵ ... ۵۷۶ ... ۵۷۷ ... ۵۷۸ ... ۵۷۹ ... ۵۸۰ ... ۵۸۱ ... ۵۸۲ ... ۵۸۳ ... ۵۸۴ ... ۵۸۵ ... ۵۸۶ ... ۵۸۷ ... ۵۸۸ ... ۵۸۹ ... ۵۹۰ ... ۵۹۱ ... ۵۹۲ ... ۵۹۳ ... ۵۹۴ ... ۵۹۵ ... ۵۹۶ ... ۵۹۷ ... ۵۹۸ ... ۵۹۹ ... ۶۰۰ ... ۶۰۱ ... ۶۰۲ ... ۶۰۳ ... ۶۰۴ ... ۶۰۵ ... ۶۰۶ ... ۶۰۷ ... ۶۰۸ ... ۶۰۹ ... ۶۱۰ ... ۶۱۱ ... ۶۱۲ ... ۶۱۳ ... ۶۱۴ ... ۶۱۵ ... ۶۱۶ ... ۶۱۷ ... ۶۱۸ ... ۶۱۹ ... ۶۲۰ ... ۶۲۱ ... ۶۲۲ ... ۶۲۳ ... ۶۲۴ ... ۶۲۵ ... ۶۲۶ ... ۶۲۷ ... ۶۲۸ ... ۶۲۹ ... ۶۳۰ ... ۶۳۱ ... ۶۳۲ ... ۶۳۳ ... ۶۳۴ ... ۶۳۵ ... ۶۳۶ ... ۶۳۷ ... ۶۳۸ ... ۶۳۹ ... ۶۴۰ ... ۶۴۱ ... ۶۴۲ ... ۶۴۳ ... ۶۴۴ ... ۶۴۵ ... ۶۴۶ ... ۶۴۷ ... ۶۴۸ ... ۶۴۹ ... ۶۵۰ ... ۶۵۱ ... ۶۵۲ ... ۶۵۳ ... ۶۵۴ ... ۶۵۵ ... ۶۵۶ ... ۶۵۷ ... ۶۵۸ ... ۶۵۹ ... ۶۶۰ ... ۶۶۱ ... ۶۶۲ ... ۶۶۳ ... ۶۶۴ ... ۶۶۵ ... ۶۶۶ ... ۶۶۷ ... ۶۶۸ ... ۶۶۹ ... ۶۷۰ ... ۶۷۱ ... ۶۷۲ ... ۶۷۳ ... ۶۷۴ ... ۶۷۵ ... ۶۷۶ ... ۶۷۷ ... ۶۷۸ ... ۶۷۹ ... ۶۸۰ ... ۶۸۱ ... ۶۸۲ ... ۶۸۳ ... ۶۸۴ ... ۶۸۵ ... ۶۸۶ ... ۶۸۷ ... ۶۸۸ ... ۶۸۹ ... ۶۹۰ ... ۶۹۱ ... ۶۹۲ ... ۶۹۳ ... ۶۹۴ ... ۶۹۵ ... ۶۹۶ ... ۶۹۷ ... ۶۹۸ ... ۶۹۹ ... ۷۰۰ ... ۷۰۱ ... ۷۰۲ ... ۷۰۳ ... ۷۰۴ ... ۷۰۵ ... ۷۰۶ ... ۷۰۷ ... ۷۰۸ ... ۷۰۹ ... ۷۱۰ ... ۷۱۱ ... ۷۱۲ ... ۷۱۳ ... ۷۱۴ ... ۷۱۵ ... ۷۱۶ ... ۷۱۷ ... ۷۱۸ ... ۷۱۹ ... ۷۲۰ ... ۷۲۱ ... ۷۲۲ ... ۷۲۳ ... ۷۲۴ ... ۷۲۵ ... ۷۲۶ ... ۷۲۷ ... ۷۲۸ ... ۷۲۹ ... ۷۳۰ ... ۷۳۱ ... ۷۳۲ ... ۷۳۳ ... ۷۳۴ ... ۷۳۵ ... ۷۳۶ ... ۷۳۷ ... ۷۳۸ ... ۷۳۹ ... ۷۴۰ ... ۷۴۱ ... ۷۴۲ ... ۷۴۳ ... ۷۴۴ ... ۷۴۵ ... ۷۴۶ ... ۷۴۷ ... ۷۴۸ ... ۷۴۹ ... ۷۵۰ ... ۷۵۱ ... ۷۵۲ ... ۷۵۳ ... ۷۵۴ ... ۷۵۵ ... ۷۵۶ ... ۷۵۷ ... ۷۵۸ ... ۷۵۹ ... ۷۶۰ ... ۷۶۱ ... ۷۶۲ ... ۷۶۳ ... ۷۶۴ ... ۷۶۵ ... ۷۶۶ ... ۷۶۷ ... ۷۶۸ ... ۷۶۹ ... ۷۷۰ ... ۷۷۱ ... ۷۷۲ ... ۷۷۳ ... ۷۷۴ ... ۷۷۵ ... ۷۷۶ ... ۷۷۷ ... ۷۷۸ ... ۷۷۹ ... ۷۸۰ ... ۷۸۱ ... ۷۸۲ ... ۷۸۳ ... ۷۸۴ ... ۷۸۵ ... ۷۸۶ ... ۷۸۷ ... ۷۸۸ ... ۷۸۹ ... ۷۹۰ ... ۷۹۱ ... ۷۹۲ ... ۷۹۳ ... ۷۹۴ ... ۷۹۵ ... ۷۹۶ ... ۷۹۷ ... ۷۹۸ ... ۷۹۹ ... ۸۰۰ ... ۸۰۱ ... ۸۰۲ ... ۸۰۳ ... ۸۰۴ ... ۸۰۵ ... ۸۰۶ ... ۸۰۷ ... ۸۰۸ ... ۸۰۹ ... ۸۱۰ ... ۸۱۱ ... ۸۱۲ ... ۸۱۳ ... ۸۱۴ ... ۸۱۵ ... ۸۱۶ ... ۸۱۷ ... ۸۱۸ ... ۸۱۹ ... ۸۲۰ ... ۸۲۱ ... ۸۲۲ ... ۸۲۳ ... ۸۲۴ ... ۸۲۵ ... ۸۲۶ ... ۸۲۷ ... ۸۲۸ ... ۸۲۹ ... ۸۳۰ ... ۸۳۱ ... ۸۳۲ ... ۸۳۳ ... ۸۳۴ ... ۸۳۵ ... ۸۳۶ ... ۸۳۷ ... ۸۳۸ ... ۸۳۹ ... ۸۴۰ ... ۸۴۱ ... ۸۴۲ ... ۸۴۳ ... ۸۴۴ ... ۸۴۵ ... ۸۴۶ ... ۸۴۷ ... ۸۴۸ ... ۸۴۹ ... ۸۵۰ ... ۸۵۱ ... ۸۵۲ ... ۸۵۳ ... ۸۵۴ ... ۸۵۵ ... ۸۵۶ ... ۸۵۷ ... ۸۵۸ ... ۸۵۹ ... ۸۶۰ ... ۸۶۱ ... ۸۶۲ ... ۸۶۳ ... ۸۶۴ ... ۸۶۵ ... ۸۶۶ ... ۸۶۷ ... ۸۶۸ ... ۸۶۹ ... ۸۷۰ ... ۸۷۱ ... ۸۷۲ ... ۸۷۳ ... ۸۷۴ ... ۸۷۵ ... ۸۷۶ ... ۸۷۷ ... ۸۷۸ ... ۸۷۹ ... ۸۸۰ ... ۸۸۱ ... ۸۸۲ ... ۸۸۳ ... ۸۸۴ ... ۸۸۵ ... ۸۸۶ ... ۸۸۷ ... ۸۸۸ ... ۸۸۹ ... ۸۹۰ ... ۸۹۱ ... ۸۹۲ ... ۸۹۳ ... ۸۹۴ ... ۸۹۵ ... ۸۹۶ ... ۸۹۷ ... ۸۹۸ ... ۸۹۹ ... ۹۰۰ ... ۹۰۱ ... ۹۰۲ ... ۹۰۳ ... ۹۰۴ ... ۹۰۵ ... ۹۰۶ ... ۹۰۷ ... ۹۰۸ ... ۹۰۹ ... ۹۱۰ ... ۹۱۱ ... ۹۱۲ ... ۹۱۳ ... ۹۱۴ ... ۹۱۵ ... ۹۱۶ ... ۹۱۷ ... ۹۱۸ ... ۹۱۹ ... ۹۲۰ ... ۹۲۱ ... ۹۲۲ ... ۹۲۳ ... ۹۲۴ ... ۹۲۵ ... ۹۲۶ ... ۹۲۷ ... ۹۲۸ ... ۹۲۹ ... ۹۳۰ ... ۹۳۱ ... ۹۳۲ ... ۹۳۳ ... ۹۳۴ ... ۹۳۵ ... ۹۳۶ ... ۹۳۷ ... ۹۳۸ ... ۹۳۹ ... ۹۴۰ ... ۹۴۱ ... ۹۴۲ ... ۹۴۳ ... ۹۴۴ ... ۹۴۵ ... ۹۴۶ ... ۹۴۷ ... ۹۴۸ ... ۹۴۹ ... ۹۵۰ ... ۹۵۱ ... ۹۵۲ ... ۹۵۳ ... ۹۵۴ ... ۹۵۵ ... ۹۵۶ ... ۹۵۷ ... ۹۵۸ ... ۹۵۹ ... ۹۶۰ ... ۹۶۱ ... ۹۶۲ ... ۹۶۳ ... ۹۶۴ ... ۹۶۵ ... ۹۶۶ ... ۹۶۷ ... ۹۶۸ ... ۹۶۹ ... ۹۷۰ ... ۹۷۱ ... ۹۷۲ ... ۹۷۳ ... ۹۷۴ ... ۹۷۵ ... ۹۷۶ ... ۹۷۷ ... ۹۷۸ ... ۹۷۹ ... ۹۸۰ ... ۹۸۱ ... ۹۸۲ ... ۹۸۳ ... ۹۸۴ ... ۹۸۵ ... ۹۸۶ ... ۹۸۷ ... ۹۸۸ ... ۹۸۹ ... ۹۹۰ ... ۹۹۱ ... ۹۹۲ ... ۹۹۳ ... ۹۹۴ ... ۹۹۵ ... ۹۹۶ ... ۹۹۷ ... ۹۹۸ ... ۹۹۹ ... ۱۰۰۰ ...

باب جنایۃ المملوک والجنایۃ علیہ

باب غلام کے جرم اور اس پر جنایت کے بیان میں

جنایات المشترک الموجب لا فقا وحقا یوجب معلوما ثه ولا قیمة وعمدة سبی عبدة خطأ

[illegible] اس باب میں [illegible] کے جرم کی گئی ہو اور جس پر آت جنایت کی گئی ہے غلام ہے خطا

وقد بالجنایة لمملکه او قداه مالیه فی قنه فجنی فهی کالاول

[illegible] جنایت کے [illegible] کہ وہ غلام [illegible] ہے [illegible] اور [illegible]

تشریح: قولہ جنایات المشترک الموجب الخ: یعنی جنایت سے مالک کے حق جنایت متعلق ہوتا ہے کیونکہ آقا کے مال میں غلام کا جرم مملوک کا جرم ہے کیونکہ غلام مال ہوتا ہے اور اس کی ملکیت ثابت ہوتی ہے اور اس کا ضمان مالک پر ہوتا ہے۔

قولہ جنایات المملوک الخ: یعنی جنایت متعلقہ جنس میں ہے جس کی وجہ سے مالک پر مال لازم ہوتا ہے اور شرط یہ ہے کہ مال یعنی اس کی قیمت [illegible] قیمت مستحق ہونے [illegible] صرف اتنی قیمت [illegible] جنایت بند نہیں ہوتے۔

قولہ وعمدہ عبدہ الخ: یعنی غلام کے ذریعہ مالک کی کوئی چیز تلف کرنے سے جنایت متعلق ہونے میں عمد اور خطا برابر ہے اس صورت میں جنایت اس کا مالک ادا کرے گا جو کہ [illegible] ہے اور [illegible] کی جنایت اس کی ذات [illegible] کاٹنا [illegible] ہے اور [illegible] صاحب کے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

وإن حتى جنايتي فقعه بهما او قدائي بارجلهما فان اعطاه فغير عالم بالجناية

اگر وہ جنایت کرے یا سے اعضاء پاؤں کے ساتھ مثل ہاتھوں کے یا پاؤں کے ساتھ اگر آزاد کرنے والا کی جنایت سے واقف ہونے ہوں

ضمن الاكل من قيمته ومن الارش ولو عالما بها لزمه الارش كله ويتعلق جميعه بفضل فلان

تو ضامن ہوگا کھانے کی قیمت کا اور ارش سے اگر جانتا ہو اس کو تو لازم ہوگا اس کو تاوان پورا متعلق کرے گا۔ کل آزادی فلاں کے قتل کرنے

ورقبته واتبع ان فعل عبد قطع يدحر عمداً ودفع اليه فحزه

یا اس کے غلام کے پاؤں کاٹنے پر متعلق کرے جو ہوا ہے اگر غلام نے اس کے حکم سے ارتکاب کیا ہو غلام سے آزاد کیا ہاتھ قصہ کا یا غلام دیدے کو یا پیش اس کے اس کو

فمات من اليد فالمدفوع صانع بالجناية وان دم بحرة زالة على سيده ونفاذ

یا ہاتھ کو، پس مر گیا ہاتھ کے سبب سے تو غلام دیا ہوا ضائع ہوا جنایت سے اور اگر وہ بھی ہو تو واپس کرے اس کو مالک اس سے اور نافذ ہے

تشریح اللفظ: قوله ان اعطاه علم غلام نے جنایت کی آقا کو معلوم نہیں ہوا اس سے آزاد کرنا، یہ قیمت اور دیت میں سے جو کم ہو آقا کا

مالک ہونا اور آخر جنایت سے ہلاک ہوتے ہوئے آزاد کیا یا اسکو واجب کر دیا ہو اس کے کہ آقا کو دیدے یا وہ قتل کر دے یا وہ قتل کر دے تو

آزاد ہے غلام سے ایسا کرنا تو قیمت کا شان ہو گا کیونکہ اس کی وجہ کی آزاد کرنے والے جنایت پر متعلق کرنا ہے یہ کی اختیار کرنے سے

قوله عبد قطع الخ علام نے کسی آزاد شخص کا قصداً ہاتھ کاٹ لیا ہے غلام اس آزاد شخص کو دے دیا اس سے اسکو آزاد

کر دیا تو قطع ید سے مر گیا تو مالک کا اس غلام کا دینا اس تقصیر سے صحیح ہے اور پانچ اور مالک کے قتل کا کوئی تاوان نہیں ہوگا اور

اگر اس نے غلام کو آزاد نہیں کیا اور خود قطع کے صدمے سے مر گیا تو اس صورت میں غلام کو مالک کو دینے کی جائز کا اور غلام سے قصاص لیا

جائیگا کیونکہ جب اس نے اس کو آزاد نہیں کیا اور قطع ید باقی تک سرایت کر گیا تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ یا تھوں دیت واجب نہیں تھی بلکہ

قصاص واجب تھا بعد اقتصاص لیا جائیگا۔

حتى ماتوا مدبوا خطأ فحزة سقطه بلا غرم عليه قيمة لورثة الذين وقيمة لورثة بجناية عاد ونه مدبونة

جنایت کی بعد واپس ہونے خطاء سے اس کو تو مر گیا یا کسی نے اس کو مار ڈالا تو غلام پر کچھ قیمت نہیں ورثہ کیلئے اور ان مقروض ہوں

ولدت بيعت مع ولدها للذين وان جت ولدت ثم يدفع الولد به عبد وهو رجل

بیعت ہوئی ہے ساتھ اس کے بچہ کے ساتھ ورثہ کے اور اگر اس نے تصور کیا ہو یا جنایت کی ہو یا جنایت کی ہو یا ولد کا کسی کا غلام ہے اس کے ساتھ

ان سيده حزة فضل وله خطأ لاشي قد عليه لان فعله لازم

مگر ہے اور اگر کسی کو آزاد کر دیا غلام نے اس کے حکم سے اور وہ مقروض تھا پس نہ پہنچے گا آقا کو کچھ غلام نے کسی سے

فلبث ماك خطأ وان عبد وقال بعد العتق فالقول للعبد وان قال لم

تاوان کیا خطاء سے تیسرے اقرار کرنے والے کو اور غلام کی حالت میں اس نے کہا کہ آزاد ہونے کے بعد قتل کیا ہے تو غلام کا قول معتبر ہوگا اور اگر کہے کہ

قطعت يدك وانت عبدي وقالت بعد العتق فالقول لها وكذا كل ما اعد سبب

کاٹا تھا میں نے تیرا ہاتھ جبکہ تو میرا غلام تھا اور اس نے کہا آزاد ہونے کے بعد تو قول اسی کا معتبر ہوگا اسی طرح ہر وہ قول جس پر کوئی امر

الا الجماع و علة عبد محجور عن قتل رجل فقتله فدیته علی عاقلة المولی و کذا ان امر عبدا

باندی سے جماع کرنا اور مملوک کے حجر پر ہونے کی علت پر ہونا اگر کسی نے قتل کرایا تو کسی کی باندی یا بچے کا قتل کرانا یا کسی کا مملوک

عبدا غیر رجلین عمدا وکل واحد منهما یدعی امر ولی کل منهما دفع سیدة

ان دونوں کے حکم کی بنا پر غلام سے مراد ان دونوں میں سے ہر ایک کے دو غلاموں میں سے ہر ایک کو قتل کرا دے، ایک

مشترکة الی الاخرین و عاقلة فان قتل احدهما عمدا والآخر خطاء فعلی عاقلة ولی العمد

مشترک دو آدمیوں کا ہو اور ان دونوں میں سے ایک نے قصداً اس کے ولی کو اور دوسرے نے غلطی سے دوسرے کے ولی کو قتل کر دیا

قیمة بالغة ولولی الخطاء ربعها لاحد ولی العمد و دعة الیهم الذی

تو پھر نے کل دیت کے دو حصے دونوں ولیوں کو اور ایک چوتھائی دیت ایک حصہ کے ایک ولی کو ملے گی اور باقی کے حوالے کرنے میں تخییر

عدهما علی هریهما شاء فان قتل احدهما بعد حلفا بعد ان کل

کے علم پر ہے جس کو چاہے دے دے، پھر ان میں سے ایک نے قسم کھا لی اور

تشریح: قولہ ماذون لہ الخ: ماذون ہونا اس کے ساتھ مقید ہے کہ اس کے ذمہ قرض ہو، اس کے مسئلہ میں مذکور ہے کہ اس کے ساتھ اس کی بیوی کو بھی بیچا جائے گا (نہر) علت قرض ہونا اس کے بعد ہے، اس سے دو جنایتوں کی طرف اشارہ ہے کہ اگر پہلے جنایت کا فیصلہ ہو چکا ہو تو دوسری جنایت کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ قرض ہونے کی وجہ سے بیچ دیا جائے گا، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اگر اس کے ذمہ قرض نہ ہو تو پھر جنایت کا فیصلہ کیا جائے گا، یہ مسئلہ ان کے نزدیک ہے جو ملک سے پہلے جنایت کا فیصلہ نہیں کرتے۔

قولہ قال المحجور الخ: یہ اس وقت ہے کہ کسی نے کہا کہ میں نے غلامی کی حالت میں تیرے اوپر کوئی چیز واجب کی تھی اور وہ شخص کہتا ہے کہ نہیں بلکہ آزادی کی حالت میں واجب کی تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وہ اپنی ذات کے بارے میں اقرار کا زیادہ علم رکھتا ہے اور اگر گواہ پیش کر دے تو گواہوں کا قول معتبر ہوگا کیونکہ گواہ جب مال میں قبضہ کا اقرار کرتے ہیں تو اس کا ذکر کرتے ہیں جو اس کے ساتھ متصل ہو، پس گواہوں کا قول معتبر ہوگا۔

قولہ عبد قتل رجلین الخ: ایک غلام ہے دو آدمیوں کا جس کو ان دونوں نے وارث ہیں، ان میں سے ایک نے قصاص معاف کر دیا تو اس صورت میں ایک صف نظر ان دونوں کے قول کو دوسرے شخص سے معاف کیا ہوا حصہ غلام کا ہے، یہ غلام کا ایسا حصہ ہے کہ ہر شخص کا اس مستقل قصاص واجب تھا اور کسی وجہ سے قصاص ساقط ہو گیا تو آدھا رہ گیا، اور اگر ایک نے قصاص معاف کر دیا ہو تو اس کا حصہ دوسرے کے ساتھ مل کر ہے اور دوسرے شخص نے معاف نہیں کیا تھا اس کے حصے کے ساتھ مل کر ہے اور دوسرے شخص کے حصے میں جو قصاص تھا وہ ساقط ہو گیا، پس اس کا حصہ بھی ساقط ہو گیا، اور اگر ایک نے معاف نہیں کیا تھا تو دوسرے کا حصہ بھی ساقط نہیں ہوگا۔

قولہ فان قتل احدهما الخ: مسئلہ مذکورہ میں ہم نے ایک کو عمداً قتل کیا اور دوسرے کو خطاءً قتل کیا، پس

(۱) ... اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک نے قصاص معاف کر دیا ہو تو دوسرے کا حصہ بھی ساقط ہو جائے گا، یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

(۲) ... یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے، صاحبین کے نزدیک ایک کا حصہ ساقط ہو جائے گا اور دوسرے کا حصہ ساقط نہیں ہوگا۔

ایک سے قصاص معاف کر دیا تو مالک قتل خطا کے وارثوں کو پوری دیت مالکانہ دیگا اور قاتل عمد کے وارث سے معاف نہیں، اس کو نصف دیت کا مالک بنایا، اور اگر قصاص معاف کر دیا جائے تو قاتل خطا کے دو وارثوں کو غلام دیدے اور بطریق تحمل تہائی مال سے دیدے کہ خطا کے وارثوں کا حق پوری دیت لینے میں ہے اور عمد کے وارثوں کا حق قصاص میں ہے اور جب عمد کے ایک وارث نے معاف کر دیا تو دوسرے وارث کا حصہ مال ہو گیا جو پانچ ہزار درہم ہیں اگر مالک دیدینا چاہے تو دس ہزار خطا کے وارثوں کو دے اور پانچ ہزار عمد کے ایک وارث کو جس نے معاف نہیں کیا اور اگر مالک غلام دینا چاہے تو اس کی دو تہائیاں خطا کے وارثوں کو دے اور ایک تہائی عمد کے وارث کو یہ تفصیل امام صاحب کے یہاں ہے صاحبین سے یہاں بطریق منازعت چار جملے ہوں گے جس میں تین چوتھائیاں خطا کے وارثوں کو ملیں گی اور ایک چوتھائی عمد کے وارث کو۔

قولہ عند هما فقط الخ، دونوں کے ایک مشترک غلام سے ان کے قریب دو کو ہلاک کر دیا اور ایک مالک نے قصاص معاف کر دیا تو امام صاحب کے یہاں ایک کل قصاص میں داخل ہو جاتا کیونکہ قصاص بوجہ غلبہ جانب مال ہو گیا اور غلام بیستور باقی نہیں، اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جس مالک نے قصاص معاف کیا ہے وہ پایا جاتا ہے اور دوسرے مالک کو دے دیا جائے تو قاتل کی دیت، مگر اس کا فدیہ دے کر چھڑا لے، یہ حضرت نے اوپر کو امام صاحب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

فصل فمن عدا خطأ نجب قيمته ونقص عشرة فولدت عشرة اولاد او اكثر وفي الامة

(فصل) پس جو شخص خطا سے قتل کرے تو اس پر جو غلام واجب ہوگا اس کی قیمت اور دس درہم کم کر دیئے جائیں گے، پس اگر وہ قیمت اس غلام کے دس یا دس سے زیادہ بچوں میں

عشرة من عشرة الاف وفي المضروب نجب قيمته مائتا درهم فلو

دس دس کے حساب سے پانچ ہزار کے اور مضروب سے ہو تو اس پر واجب ہوگی اس کی قیمت یعنی دو سو درہم، پس اگر وہ قیمت اس غلام کے دس یا دس سے زیادہ بچوں میں

من قيمته على هذا نقص قيمته فجمع بذ عند فجزوه سدسه لمات منه وفيه عشرة

غلام کی قیمت سے پس اس غلام کی قیمت میں اس کی قیمت سے نقص ہوگا تو کوئی دیکھنے والا کہے کہ مالک نے اس غلام کو دو ہزار درہم پر خریدا اور اس کے ہاتھ

لا ينقص ولا تقطع منه يد احدكما حر فشجا فيه في جسده فارشهما

جائے تو قصاص نہیں لیا جائیگا، تم میں سے ایک آزاد ہے کسی نے تم دونوں میں سے ایک میں زخم کیا پس اس زخم کا تاوان

نصف فلو عفى عبد دفع سيدا عبده وعد قيمته ولا يعفو قصاص

مالک کو دیا جائیگا، اور اس کا حکم پوری طرح مالک اس کو دیدے، اگر وہ غلام اس کو دیدے اور اس کی قیمت لینے کا ارادہ کرے تو قصاص معاف ہے

حتى مقتول او ولد صلبي الشبه لاقل من القيمة ومن الارش فان دفع القيمة فقصاص حتى آخرى

جس مقتول کا باپ یا اولاد صلبی شبہ عمد کے ہو کم از قیمت کے اور ارش سے پس اگر قیمت دیدے تو قصاص ہے ہر حکم

سارق ثانيا لاول ولو بغير قضاء اتبع الشبه او ولي المحاربة

چور دوسری بار پہلے کا اور ولی محاربہ کے بغیر حکم کے پیچھا کرے دوسرے مالک کا جیسے غصب ہوا ہے۔

موجب قتل عمد کے احکام کی تفصیل

تشریح الفقہ: قولہ فصل الخ غیر مملوک کی جنایت کے احکام سے فراغت کے بعد مملوک پر جنایت کے بیان کرنے سے کیونکہ یہ قابل وجود دونوں پر مقدم ہوتا ہے ترتیب ذکری میں بھی اسی طرح ہونا چاہئے۔

قولہ فمن عبد الخ اگر کوئی غلام یا باندی خطأ قتل ہو جائے تو ان کی قیمت واجب ہوگی اب اگر غلام کی قیمت آزاد مرد کی دیت یعنی دس ہزار درہم کے برابر اور باندی کی قیمت آزاد عورت کی دیت یعنی پانچ ہزار درہم کے برابر ہو تو عاقلہ کے ذمہ کا خطأ ظاہر کریں گے تو ہر ایک کی دیت سے دس دس درہم کم کر دیئے جائیں گے یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے امام شعبی، نخعی اور ثوری اس کے قائل ہیں یہی ایک روایت امام احمد سے ہے امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے آخری قول یہ ہے کہ ان کی قیمت واجب ہوگی جتنی بھی ہو کیونکہ ضمان مالیت کا جزء ہے حضرت عمر، حضرت علی سے بھی یہی مروی ہے ائمہ ثلاثہ، ابن سیرین، ابن المسیب، عمر بن عبد العزیز، ابن ابی لیلیٰ، اسحاق، محمول، حسن، الیاس بن معاویہ بھی اسی کے قائل ہیں امام صاحب کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود کا قول ہے "لا یبلغ بقیمۃ العبد دیۃ الحر وبقیمۃ الامۃ عشر دیتھا" نیز دیت کا، وجوب آدمیت کے مقابلہ میں ہے، اور مملوک میں مالیت و آدمیت دونوں ہیں لیکن آدمیت کا رتبہ اعلیٰ ہے بہذا اسی کا اعتبار ہوگا۔

قولہ وما فضل الخ جو مقدار اصل قیمت سے مقرر ہو وہ مملوک کی قیمت سے مقرر ہے تو مملوک کے ہاتھ میں اس کی بھی قیمت ہوگی لیکن اکثر کتب فقہیہ جامع، خلاصہ، منتقی الاخبار، ہدایہ، الوقایہ، منتقی الجنی وغیرہا میں ہے کہ پانچ درہم کم پانچ ہزار ہوگی اس سے زیادہ نہ ہوگی۔

قولہ فقضاء حسن الخ ایک شخص نے غلام کی دو انگلیاں کاٹ دیں تو انکی مالک کو اختیار ہے چاہے غلام آقا کے حوالہ کر دے اور اس سے پوری قیمت لے لے اور چاہے اسی غلام کو اپنے پاس رکھے اس صورت میں دو اس سے بقدر نقصان قیمت لے سکتا ہے اسی طرح اگر کسی نے مکاتب کے ہاتھ کاٹ دیئے تو امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس سے غلام کی قیمت کا ضمان بھی لے اور غلام مکاتب اپنے پاس رکھے صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ جنایت کے مسئلہ میں غلام مال کے درجہ میں ہوتا ہے تو جیسے دیگر اموال میں مالک کو دونوں چیزوں کا اختیار ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ غلام کی ذات میں گو مالیت کا اعتبار ہے مگر آدمیت کو تو ختم نہیں کیا جا سکتا اب آدمیت کے احکام میں سے تو یہ ہے کہ ضمان، جزء ضمان اور جزء قیمت ہرگز ہرگز منقسم نہ ہو بلکہ جزء ضمان کئے منافع میں اور اور اسکے جزء میں مملوک تھا دونوں احکام مالیت سے ہیں یہ ہے کہ ضمان جزء جنایت اور جزء قیمت ہر دو پر منقسم ہو اور جزء میں مملوک ہو تو دونوں حیثیتوں پر عمل کیا جائے اور یہ ایک وقت ہو سکتا ہے جب وہ نقصان لے۔

قولہ جنی علیہ الخ اگر مدبر، غلام ام ولد کوئی جنایت نہ کرے تو قیمت اور دیت میں سے جو کم ہو مالک اسکا تاوان دے امام شافعی کے یہاں مدبر، غلام، عبد تمام کی کے جزء میں ہوتا ہے اسلئے انکے یہاں مالکی جنایت اسی کی گردن سے متعلق ہوگی اور مالک کو اختیار ہوگا چاہے جنایت کے بدلے میں غلام دے دے اور چاہے اسکا فدیہ دیدے اب اگر وہ غلام جنایت کرے تو جنایت کے عوض میں غلام کو ولایت کر دینا چاہئے اور اگر فدیہ دینا اختیار کرتا ہے تو امام شافعی کے دو قول ہیں ایک یہ کہ جنایت کے تاوان کی جو بھی مقدار ہو اسی کا

(۱) لان ضمان الغصب یکون باعتبار الحالۃ لا باعتبار الآفۃ (۲) مطبع (۳) الاقتصاد من الاقل لان الضمان کان وقت الخروج للمستحق للسید وقد کان وقت الغصب فلذلک اوقات وحدوث العیب ۱۲ طحطاوی مع الدر (۴) لان الفعل غیر حلال فی الحیوان والتحقیق ان الفعل حلال فی الحیوان کما فی الذبح ۱۲ وہابی

تاہم دوسرے امام احمد سے بھی ایک روایت ملتی ہے جو دوسرا قول یہ ہے کہ عدالت بینات اور قیمت میں سے جو کم ہو وہ دیوانی مراجعہ سے دلوائی جائے گی امام مالک فرماتے ہیں کہ مدعا کو اگر بینات کے سلسلہ میں شہادت پیش کرنا ہو تو مکان کی طلبی اس سے بغیر بینات طلاعت لیتے ہے کاذب ہونے کا ثبوت سے بچنے کا انتظام پھر اپنے مالک کے پاس آجانے کا اور حسب سابق مدعا علیہ کی گرفتاری کی تعمیل حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا ارشاد ہے "صاحبة الحضر على مولاه" امام شافعی، حسن اور عمر بن عبدالعزیز سے بھی یہ روایت ہے پھر امام مالک کے قیمت قاضی کے حکم سے دینے کے بعد مدعا علیہ کے دوسری جانب سے آقا کا بھاگا ہوا غلام مختون ہونے کا واقعہ مختون مال کے وارث کی طرف سے ہونا کیونکہ مدعی کی کل جنایت میں بھی ایک ہی قیمت واجب ہوتی ہے اور وہ آقا سے چھینا اور اگر مالک نے پہلی جنایت کے اداؤں کی قیمت بالکم قاضی کی ہو تو مختون ان کا وارث چاہے تو جتنے حصے کی طابق قیمت لیکر مالک کا پیچھا کرے اور مختون اس کے اوامت سے نجات پائیں لے لے اور چاہے وارث ان کا پیچھا رہنے دے اس سے صحت قیمت لے لے یہ تفصیل امام مدعا کے یہاں سے صاحبین کے یہاں بلا قاضی (الف۔ قیمت دینے پر مالک پر کچھ واجب نہیں۔

ع روح المعاني في شرح معجم الكرخي وعدة الزهاد من فقه عن الجصي والشعبي ۲ ع من قبله ۲

باب غصب العبد والمدبر والصبی والجنایۃ فی ذلک

باب غلام، مدبر اور بچے کے غصب کرنے اور اس کے ہاتھوں اس سے قصور واقع ہونے کے بیان میں

قطع يد عبده فغصبه رجل ومات منه ضمن قيمة القطع وإن قطع يده في يد الغاصب

کسی نے غلام کا ہاتھ کاٹ دیا پھر کسی نے اس کو غصب کر لیا اور اس کٹے ہاتھ کی وجہ سے مر گیا تو مولیٰ کو غاصب سے غلام کی قیمت کا اور اس کے ہاتھ کٹنے کا تاوان

فمات منه يرى غصب محجوز بخلاف المالك في يده ضمن ما نقص حتى لو غصبه غاصب

یہاں پر دیکھا جائے گا کہ غاصب کی دست برد میں جانے سے اس میں کتنی کمی آئی تو اتنا اس کے ذمے تاوان ہوگا برخلاف مالک کے کہ اس کے ہاتھ میں رہتے ہوئے

ثم عند سيده ضمن قيمة لهما ورجع بنصف قيمته على الغاصب وتصدق بالأول

یہاں پر دیکھا جائے گا کہ غاصب کی دست برد میں جانے سے اس میں کتنی کمی آئی تو اتنا اس کے ذمے تاوان ہوگا برخلاف مالک کے کہ اس کے ہاتھ میں رہتے ہوئے

ثم رجع به على الغاصب وبكسبه لا يرجع به غاب والقول للمولى يدفع العبد هذا

پھر اگر غلام نے کوئی کمائی کی ہو تو غاصب سے اس کے عوض میں کچھ نہیں لے گا اس سے واپس نہ لے گا۔ یہ اس وقت ہے جب کہ غلام غائب ہو گیا ہو اور مولیٰ کا دعویٰ

ولده القيمة مدبر حي هذا غصبه فردة فمات فجني على سيده فضمنه

اور اس کی قیمت دے دے جنایت یا اپنے غاصب کے پاس اس نے دن گزارے پھر غصب کر لیا اس نے پھر غاصب کی تو مالک پر اس کی قیمت

لهما ورجع بنصفه على القاصب ودفع نصفه الى الأول ورجع بذلك النصف على الغاصب

واجب ہوگی دونوں کو دیدے اور قیمت کا آدھا حصہ جو اس نے دیا تھا پہلی قیمت والے کو اور واپس لے لیا اس نے غاصب سے

عبد صبا حرا فغاب في يده فجاءة أو بحمى لم يضمن وإن مات بصاعقة أو لدغت حية

غصب کیا تھا پھر وہ مر گیا اس کے یہاں اچانک یا بخار سے تو ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ مر گیا بجلی گرنے یا سانپ کے ڈسنے سے

فدبرته على عاقلة القاصب كتضيع أودع عبدا فقتله وإن أودع طفلا فاكلته لم يضمن

تو اس کی دیت غاصب کے عاقلہ پر ہوگی جس طرح کہ اگر کسی نے کسی کو غلام امانت رکھوایا پھر اس نے اس کو قتل کر دیا اور اگر کسی نے کسی کو بچہ امانت رکھوایا پھر اس کو کھا گیا تو ضامن نہ ہوگا

تشریح الفقہ قولہ قطع يد عبده الخ کسی نے غلام کا ہاتھ کاٹ دیا پھر اسکو کسی نے غصب کر لیا اور وہ مر گیا تو کیسے سے مرگیا تو غاصب پر نظر سے غلام کا تاوان یعنی اگر غلام غاصب کے قبضہ میں ہاتھ کٹنے کی وجہ سے مرتے ہوئے کوئی کمائی کی ہو تو اس کمائی کا تاوان غاصب پر نہیں ہوگا۔ اور اگر غلام ہاتھ کٹنے کی وجہ سے مرا ہو تو غاصب پر پورا تاوان ہوگا اور فرق یہ ہے کہ ہاتھ کٹنے کی طرح غصب بھی ملک کا سبب ہوتا ہے جنایت اور سرایت کے درمیان غصب کا تعلق ہونے کی وجہ سے سرایت ہوا اور وہ اس کو غاصب کے پاس کمی آنے کی وجہ سے ہلاک ہوا لہٰذا غلام کی قیمت یا کمائی میں سے جتنی کمی آئی ہے اتنا غاصب کو واجب ہوگا۔

(۱) ما ذكر من قيمة الصغير ذكر في غير هذا الكتاب أنه يضمن ما نقصه الغاصب لا العشرة قبل الغرة (شبلی)

(۲) لأن الصغير على ما عرف في موضعه (بابی)

قولہ وہ بعد حتی الخ یک شنبہ سے بروز جمعہ غصب کیا اس نے غاصب کے پاس رہتے ہوئے کسی قسم کی تبدیلی پیدا نہ کی ہے تو مالک کے لیے یہاں بھی کوئی ذریعہ نہیں کہ وہ اپنی قیمت کا تاوان لے سکے اس لیے کہ اس کا حق تو صرف اس قیمت کا تاوان لینے کا تھا جو اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ اس کو مل چکا ہے اب مالک غاصب سے اس قیمت کا تاوان نہیں لے سکتا جو اس کے ہاتھ میں نہیں تھی اور نہ ہی اس کا حق ہے کہ وہ اس قیمت کا تاوان لے جو اس کے ہاتھ میں تھی اس لیے کہ اس کا حق تو صرف اس قیمت

باب القسامة

باب قسامت کے بیان میں

لَيْلٌ وُجِدَ فِي مَحَلَّةٍ لَمْ يُدْرَ قَاتِلُهُ حُلِّفَ خَمْسُونَ رَجُلاً مِنْهُمْ يَخْتَارُهُمُ الْوَلِيُّ بِاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ وَمَا عَلِمْنَا لَهُ

مقتول پایا گیا محلہ میں جس کا قاتل معلوم نہیں تو ان میں سے پچاس "دیوں سے جن پر مقتول کا ولی بدعوی قتل کا اسکو قتل کرے

قَاتِلاً فَإِنْ حَلَفُوا فَفِي الْعَمْدِ لِكُلِّ وَاحِدٍ وَلَا يَحْلِفُ الْوَلِيُّ رَجُلٌ الَّا بِإِذْنِهِمْ حَتَّى يَحْلِفَ

اور ہم اسکے قاتل کو جانتے ہیں جسکو وہ قسم کھائیں تو قاتل خطا پر ہوگی اور قسم دینے والے کو اور قبیلہ کی جائے مگر کوئی نہیں تک کہ وہ قسم کھائے۔

تشریح اللغات قولہ القسامۃ بفتح القاف وبالسین المہملۃ وبالمیم وتاء مصدر (یا اسم مصدر) ہے بمعنی قسم یعنی مقتول جس وقت ایک آدمی کو مارے یا دعوی کرے قتل خطائی کے اسکی قسم ہے جو بسبب خصوص عدد (خصوص کی جہت سے ایک خصوص محل پر بہ خصوص کرائی جائے جس کا بیان آگے آتا ہے۔

قولہ فیمن وجد فی محلۃ الخ محلہ میں ایک مقتول پایا گیا جس کا قاتل معلوم نہیں تو محلہ کے پچاس آدمیوں سے قسم لی جائے گی جن کو انتخاب مقتول کا وارث کرے گا پس ان میں سے ہر شخص بعد یہ قسم کھائے گا کہ خدا کی قسم ہے اس کو قتل کیا ہے اور ہم اس کے قاتل کو جانتا ہوں پس یہ قسم کھا لیں تو ان پر دیت کا حکم کر دیا جائے گا۔

قولہ ولا یحلف الولی الخ ہمارے یہاں قسم اہل محلہ سے لیجائے گی ولی مقتول سے نہیں لی جائے گی امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر وہاں کسی قسم کا اشتباہ ہو مثلاً اہل محلہ مقتول سے ظاہری عداوت رکھتے ہوں یا کسی قتل کی علامت پائی جاتی ہو یا ظاہر حال ولی کی صداقت کا شاہد ہو تو اولیاء مقتول سے پچاس بار قسم لیجائے گی کہ ہمارے فلانے نے قتل کیا ہے اس کے بعد عاقلہ پر دیت کا حکم کر دیا جائے گا امام مالک کے یہاں قصاص کا حکم کیا جائے گا اگر بعینہٖ قتل کرنا ثابت ہو ورنہ دیت ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے انصار یہود مقتول سے فرمایا تھا "فیقسم منکم خمسون انہم قتلوہ" ہماری رائے حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے "البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ"۔

وَإِنْ لَمْ يَتِمَّ الْعَدَدُ كُرِّرَ الْحَلِفُ عَلَيْهِمْ بِقَدْرِ خَمْسُونَ وَلَا قَسَامَةَ عَلَى صَبِيٍّ وَمَجْنُونٍ وَامْرَأَةٍ وَغُلَامٍ

گر عدد پورا نہ ہو تو مکرر لیجائے گی قسم ان سے تاکہ پوری ہو جائیں پچاس اور نہیں ہے قسامت بچہ پر دیوانے پر عورت پر غلام پر

وَلَا قَسَامَةَ وَلَا دِيَةَ فِي مَيِّتٍ لَا أَثَرَ بِهِ أَوْ بِهِ أَثَرُ دَمٍ مِنْ أَنْفِهِ أَوْ فَمِهِ أَوْ ذَكَرِهِ بِخِلَافِ عَيْنِهِ

نہیں ہے قسامت اور دیت اس میت پر جس پر کوئی نشان پایا جاتا ہو ان اعضاء کا مثلاً ناک یا منہ یا عضو مخصوص سے کہ بہتا ہو اگر آنکھوں

وَأُذُنِهِ فَتَجِبُ فِي قَائِمَةٍ بِهَا سَائِقٌ أَوْ قَائِدٌ أَوْ رَاكِبٌ فَدِيَتُهُ عَلَى عَاقِلَتِهِ

یا کان سے ایک مقتول ہے جانور پر لدا ہوا جسکے ساتھ "گے یا پیچھے سے ہانکنے والا یا کوئی ہو ہے تو اسکی دیت اسکے عاقلہ پر ہے

مُؤَجَّلَةٌ ثَلَاثَ سِنِينَ فِي ثَلَاثٍ مِنْ ثَلَاثِ سِنِينَ فَفِي الْأَوَّلِ بِهِمَا

گدھا ایک جانور ہے جس پر مقتول تھا وہ بشکیل کے درمیان تو قسامت قریب والی بستی پر ہوگی

---

۱ الدر المختار مع رد المحتار ۱۰/۶ ۲ شرح معانی الآثار للطحاوی ۲/۴۲۲ باب کیف القسامۃ حدیث سہل بن ابی حثمۃ

ن واحد في دعوى فعليه القسامة والدية على عاقلته

اگر ایک ہی دعوے میں کئی آدمی شریک ہوں تو ان پر قسامت ہیں اور دیت ان کے عاقلہ پر ہوگی۔

شرح الفقہ قولہ وان مات بعضہم الخ مطلب یہ ہے کہ اگر مدعی کے کچھ ساتھی مر جائیں تو ان کے ورثاء سے قسم لی جائے گی تاکہ پچاس قسمیں پوری ہو جائیں کیونکہ مقصود تو پچاس قسامت کا پورا کرنا ہے خواہ کچھ قسمیں ہوں خواہ آپ نے ایک ہی شخص سے پچاس قسم لی یہاں تک کہ پچاس پوری ہو گئیں اس دلیل سے حضرت شریح اور ابراہیم نخعی سے بھی یہی روایت کیا ہے کہ ان حضرات نے بھی اسی کا حکم جاری کرنے کیلئے کہا ہے۔

قولہ ولا فرق في ذلك الخ مطلب یہ ہے کہ مدعی کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جس کی ناک یا مقام مارنا یا اس سے خون جاری ہونا ثابت ہو تو اس میں نہ قسامت ہے نہ دیت کیونکہ ممکن ہے وہ گھونسہ یا طمانچہ یا سوئی نے کیا ہے مرطمانچہ پر خون آنکھوں یا کانوں سے جاری ہو تو وہ ممکن سمجھا جائے گا کیونکہ ان جگہوں سے عادۃً طمانچہ سے شدید خون جاری نہیں ہوتا۔

قولہ مرت دابۃ الخ اگر کوئی سوار یا پیدل چلنے والے دو شخص سے تو قسامت اور دیت اس گاؤں پر ہوگی جس سے اور جو قریب ہو بشرطیکہ دونوں میں اس طرح کا فاصلہ ہو جس کا ذکر کیا جا چکا ہے دونوں گاؤں والوں کی پیمائش کرنی پڑے گی اور جو گاؤں سے ایک بالشت قریب نکلے تو آپ اسی گاؤں پر قسامت کا فیصلہ کریں گے اور دونوں گاؤں برابر فاصلہ پر ہوں تو دونوں پر لازم ہوگی ثم قید اللہ تعالیٰ فان الحکم کذلک اذا وجد عن بحا بینھما (درمختار طحطاوی حنفی)۔

قولہ وان وجد الخ اگر قتیل کسی کے گھر میں سے تو گھر والے قسامت اور دیت کے عاقلہ ہوں گے کیونکہ وہ گھر ان کے قبضہ میں ہے کیونکہ وہ مالک ہیں یا کرایہ دار ہیں اور یہ ان سے کم نہیں ہے جیسے کہ مال شے ہے اور اہل خانہ کے ساتھ قسامت میں نہیں ہوتے تو اہل گھر بھی مالک مکان کے ساتھ نہ ہوں گے۔

وعلى اهل الخطة دون السكان والمشترين فان لم يبق واحد منهم فعلى المشترين وان واحد فى دار

دیت ذمہ داری ہے۔ گھر یا خانہ اور خریدار پر اگر ان میں کوئی باقی نہ ہو تو گھر والوں پر ہے اگر یا تو گھر والوں میں

فشهدوا على المقرين فى عمى الرؤس وان رجع واحد بقبض فعلى عاقلة الباقى

پر شہادت دی ہے صفت طریقہ پر تو قسامت نہ کے مطابق ہوگی اگر مکان بیچ دیا گیا اور قبضہ نہیں کیا گیا تو بائع کے عاقلہ پر ہوگی

والى الجار على الجار ولا يعقل عاقلة حتى يشهد الشهود انه لدى البيت والى الفلك على من فيه

دیت ہوگی جار کا عاقل پر دیت نہ ہوگی یہاں تک کہ گواہ گواہی دیں کہ وہ قاتل کا ہے اگر مکان کی چھت پر ہوگی تو ان پر ہوگی جو مکان میں ہیں

من التراب والصلاحين وفى مسجد صحنه على اهله وفى الجامع والشارع لا قسامة والدية على بيت

یعنی جو دروازہ اگر محلہ کی سمت میں ہو تو اہل محلہ پر ہوگی اگر مسجد یا شارع عام میں ہو تو قسامت نہیں اور دیت بیت المال پر ہوگی

ن ... ملکیوں اور ... ن ... تکمیل ... ن ... ہیں۔

العمل ويقدم الأولى جريبة أو وسط القرب ولو صحبتا بالشاطئ فعلى قرب القرى وعلوى الأولى
خود رایکاں ہوگا اگر متقول بخل میں پیدا ہو کر کھا ہے سے بندھا ہوا قریب والی بستی پر ہوگی ان کا بھی کہنا کسی ایک پر
على راجيد بن غير أهل المحلة تسقط الضيافة عنهم وعلى نعيم منهم لا وإن القى قوم بمنزل
غیر محلہ والے سے ساقط کر دیا ہے قسمت اہل محلہ سے اور محلہ کے کسی ایک معین پر نہیں اگر عاجزی قوم کو اوروں کے ساتھ
فالحلوا غير قبيل على أهل المحلة إلا أن يدعى الأولى فولتك أو على نعيم منهم وإن قال المستحلف
اور جدا ہوگی ایک ساتھوں مجبور کر تو قسامت اہل محلہ پر ہوگی مدعیہ کہ اوروں کرے والی عاجز سے دعوی میں کسی معین پر اگر کہا قسم والے سے
منهم قتله ولد خلف بالله ما قتلته ولا عرفت له قاتلا غير وبه
کہ اسکو یہ نے قتل کیا ہے اور قسم دیا ہے کی اس طرح خدا کی سے کہ قتل کیں کیا اور نہ میں جانتا ہوں مقتا کا قاتل ہوا ہے قرینہ کے
وبطل شهادة بعض أهل المحلة على البعض غيرهم أو واحد منهم
باطل ہے بعض اہل محلہ کی گواہی غیر محلہ والے کے قتل پر یا ان میں سے کسی ایک پر

تفصیل احکام قسامت

توضیح الفاظ الأرض اسم جنس ہے مکان جمع ہے کی یا شدہ ملک کھیتی مکان جمع ہے اراضی ملاح ناخدا شاطی کنارہ قری جمع قریہ یعنی دیہ سیف جمع سیف تلوار اجلوا معنی کذا اوضح کہ ظاہر کرنا۔

تشریح الفاظ قولہ على أهل المحلة الخ اہل محلہ سے مراد اہل ملک قریب کے لوگ ہیں جو اسے وقت سے زمین کے مالک ہوں جب سے امام نے شروع کیا تھا اور غازیوں کے درمیان تقسیم کر کے ہر ایک کو اس کے حصہ کا جانا تھا تاکہ ان کے حصے جدا جدا ہیں تو طرفین کے یہاں قسامت انہیں لوگوں پر ہوتی ہے جو اس کے پاس حدود اور زمینداروں پر ہوتی ہے اور امام ابو یوسف کے یہاں اس میں سب شریک ہوتے ہیں اس واسطے کہ ولایت تو بہ منزل جنس طرح ملک کے ہے دیہ ہے اور طرح رہائش کے دیہ سے بھی ہوتی ہے تو وہ سب شریک ہوں گے۔ وإن لم يعلم أن القاتل هو المحبس يقسم على أهل المحلة دون السكان۔

قولہ دون من وجد الخ اگر متقول ایسے مکان میں پایا گیا جو چند لوگوں کے درمیان مشترک ہے اور شرکاء میں سے بعض کا حصہ ڈاکہ ہے بعض کا کم تو دیت انہیں کی ہوگی جن کی ملک میں مقتول ایک شریک کا آدھا حصہ ہے دوسرے کا دوسرا تیسرے کا تہائی تو دیت اور قسامت اسی کے عاقلہ پر ہوگی جو اس کا مالک ہے اور اگر مکان کی ایک کھیتے دیا گیا تھا ہوئی تھا تو امام صاحب کے نزدیک اس کے عاقلہ پر ہوگی جس کے قبضہ میں وہ مکان ہے (خواہ قابض بالغ ہو یا مشترق) اور صاحبین کے نزدیک اس کے عاقلہ پر ہوگی جس کے لئے مکان کی ملکیت ثابت ہونے والا ہے کیونکہ اس کو جو قابض ٹھہرایا گیا ہے وہ حفاظت میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے ٹھہرایا گیا ہے تو جس کیلئے ولایت ثابت ہوگی ولایت اسی پر واجب ہوگی اور ولایت حفظ ملک سے متعلق ہوتی ہے لہٰذا ملک ہے کا اعتبار ہوگا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ حفاظت دراصل قبضہ سے ہوتی ہے یہاں تک کہ مرتبہ ہو اور ملک نہ ہو تو حفاظت ہو سکتی ہے لیکن ملک اور قبضہ نہ ہو تو حفاظت نہیں ہو سکتی لہٰذا

یہ بات ہے تو قضیہ کی کا اظہار ہوگا نہ کہ ملکہ کا

قولہ وبطل الخ ایک مقدمہ میں کوئی مقتول پایا گیا اور دو مقتول نے غیر محلہ کے ایک معین شخص کا نام لیا کہ ہم میں سے فلاں شخص نے ہمارا قتل کیا ہے تو ہمارے کہنے سے ایک یا دو گواہی یا قسم اور گواہ صالحین کے بعد ایک مقتول ہونگی یہ حکم ایک مقتول علیا شامل پر قتل ہے اور وہ یہ کہ جو شخص کسی حادثہ میں متہم ہو اور پھر متہم ہونے سے قتل جائے تو اس کی گواہی مقبول نہیں ہوتی نیز جس شخص کے متعلق متہم ہونا ثابت ہو پھر عزیمت ختم ہو جائے اور وہ اس حادثہ میں گواہی دے تو اس کی گواہی مقبول ہوتی ہے پس ہمارے نظر مسئلہ میں صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر دو مقتول قتل محلہ پر گواہی کرتا ہے تو وہ متہم ہو سکتے تھے لیکن غیر محلہ پر مدعی ہونے کی وجہ سے وہ اس عزیمت سے نکل گئے لہٰذا ان کی گواہی منظور ہوگی ہے، کیل بالقسامۃ کہ اگر اس کو قسم سے کرنے سے پہلے معزول کر دیا جائے اور وہ اس حادثہ کی بابت گواہی دے تو اس کی گواہی مقبول ہوتی ہے، امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اس حادثہ میں قتل محلہ متہم ہو چکے ہیں کیونکہ مقتول انہیں میں پایا گیا ہے اور جو شخص کسی حادثہ میں متہم ہو چکا اس کی گواہی مقبول نہیں ہوتی "کذا فی کیل الدقائق معجلس فاحکم تم عزلہ لشبھۃ۔

محمد حبیب مظفر نگری۔ فاضل دار العلوم دیوبند

كتاب العقائل

هي جمع عقيلة وهي عند العرب كلّ دنيّ وخسيس نفس الفضل على عائلة وهي من الديوان لو كان الفضل

وہ جمع ہے عقیلہ کی عربی زبان میں ہر کمینہ اور خسیس شخص کل سے زیادہ عائلہ پر فضل رکھنے والا اور دیوان سے ہو

بينهم وتوحدّ بن عطاياهم إلى ألف درهم فإن خرجت العطاء في أكثر من ثلث أو أقلّ أحد منهم

اور یہ جماعتی لوگ سے عطایا سے کمی سال میں اور اگر ان میں سے عطایا کی تقسیم میں زیادہ ثلث یا کم ثلث میں تو ان سے ہر ایک

ومن لم يكن ديوانيًا فعائلته فيقسم عليهم في ثلث سنين لا يوحدّ من كلّ في كلّ سنة لا فوق

اور اگر دیوان میں سے نہ ہو تو اس کا عائلہ اس کا قبیلہ ہے پھر تقسیم کی جائے گی ان میں تین سال میں ہر ایک سے ہر سال میں

الف درهم ولقلّ فلم يزد على كلّ واحد من كلّ الجهة في ثلث سنين على وجه فإن لم يسع القبيلة

ایک ہزار درہم اور کم تو اس میں زیادہ نہ ہوگا ہر ایک پر کل جہت سے تین سال کی مدت میں اور اگر قبیلہ میں کفایت نہ ہو

بذلك ضمّ إليهم الأقرب فالأقرب من نسب العشائر والفخائل كالعشائر والعمائر سمّي بذلك مولا:

تو ملا دیا جائے ان کے ساتھ ان کے قریب قریب نسب میں قبائل اور فخائل کی طرح عشائر اور عمائر کی طرح اس کا نام مولا

ويعقل عن مولى المرء الجاني مؤاساة وفيمته ولا يحمّل عاقلة جنايته عمده وعامده

اور جنایت کرے مولیٰ جنایت کرنے والے کی مدد میں اور قیمت اور نہ ڈالی جائے عاقلہ پر جنایت اس کے عمد کی اور عامد کی

ضمنه لو اعترفا لا أن يصدّقوه وإن جنى عبد على حرّ على عاقلته

ضمنہ اگر اعتراف کرے لیکن نہ تصدیق کریں اور اگر جنایت کی غلام نے آزاد پر تو عاقلہ پر

شرح قولہ كتاب العقائل ۔ لفظ کتاب الیہ کل کی جمع ہے اور عقائل سے مراد ان عورتوں کو لیا جاتا ہے جو اپنے اوصاف کمال میں بے مثل ہوں اور اپنے ہم جنسوں پر فضیلت رکھتی ہوں۔ اس مناسبت سے مصنف نے اس کتاب میں عقل کی بحث کو ذکر کیا ہے۔

قولہ هي جمع عقيلة الخ ۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ اس کتاب کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں عقل سے متعلق احادیث اور آثار کو جمع کیا گیا ہے اس لئے اسے عقائل کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے عقل کی بحث کو عقائل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں پر دیت کے متعلق بحث کی وجہ یہ ہے کہ دیت کی ادائیگی میں عاقلہ کا بڑا دخل ہوتا ہے اس لئے دیت کی بحث کو عقل کی بحث کے بعد ذکر کیا ہے۔ اور عقل کی بحث کو دیت کی بحث سے پہلے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عقل کی بحث کا تعلق براہ راست مجرم سے ہے جبکہ دیت کی بحث کا تعلق عاقلہ سے ہے۔ اور مجرم کا تعلق براہ راست ہونا عاقلہ کے تعلق سے اولیٰ ہے۔ اس لئے عقل کی بحث کو دیت کی بحث سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

(۱) المكتوب المنسي في نسخة سرحة العقل من نسخ ... (۲) الحديث من حسن موقوفا ومرفوعا في العقل ... (۳) الحديث ... (۴) ... في الحديث ...

قولہ کل جہۃ الخ جو بات کسی کے ساتھ خاص ہو وہ دوسرے کے حق میں بھی اسی طرح ہوتی ہے مثلاً اہل دیوبند پر فرض ہے کہ وہ دیوبند کی طرف کو منہ کر کے نماز پڑھیں اس طرح کہ دیوبند والوں کے بائیں طرف بریلی پڑے اور بریلی والوں کے بائیں طرف دیوبند پڑے اور بریلی والوں پر واجب ہے کہ وہ بریلی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں اسی طرح بریلی والوں کے بائیں طرف دیوبند پڑے اور دیوبند والوں کے بائیں طرف بریلی پڑے اور اسی طرح تمام شہروں کے لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے اپنے شہر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں اور ہر شہر والوں کے بائیں طرف دوسرا شہر

كتاب الوصايا

الوصية	تمليك	مضاف	الى	ما بعد	الموت	وهي	مستحبة

وصیت وہ تملیک ہے جو مضاف ہو ما بعد الموت کی طرف اور وہ مستحب ہے

تشریح اللغۃ قولہ کتاب الوصایا الخ وصایا انسان کا آخر حالی صورت ہے اس لئے آخر کتاب میں قبل از میراث کتاب الوصایا لانا حسن مناسب ہے مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سنگے بعد تو میراث سے پہلے کتاب الحظر ہے۔ پھر کتاب الوصایا کو آخر کتاب میں کیسے کہہ سکتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہاں آخر سے مراد آخر فی الجملہ ہے تو کوئی اشکال نہیں (ت ل)۔

قولہ الوصایا الخ وصایا وصیۃ کی جمع ہے جو وصیۃ کا اسم مصدر ہے۔ منہ قولہ تعالیٰ "من بعد وصیۃ توصون بھا" اصطلاح شریعت میں وصیت وہ تملیک ہے جو بعد الموت کی طرف بطریق تبرع مضاف ہو خواہ تملیک عین ہو یا تملیک دین ہو یا تملیک منافع ہو کیونکہ اس میں تملیک بزوال بالکلیہ کے زمانہ کی طرف مضاف ہوتی ہے اس لئے فیاس تو یہی چاہتا ہے کہ یہ جائز نہ ہو مگر کتاب وسنت سے جواز ثابت ہے۔ قال تعالیٰ "من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین" وقال علیہ السلام "ان اللہ تصدق علیکم عند موتکم بثلث اموالکم فضعوہ حیث شئتم"۔

(فائدہ) وصیت کنندہ کو موصی کہتے ہیں اور جس کو وصیت کیجائے اسکو موصی الیہ اور جس کے لئے وصیت ہو اسکو موصی لہ اور جس چیز کی وصیت کیجائے اسکو موصی بہ مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرا باغ عمرو کو دیدینا تو یہ موصی ہے، خالد وصی اور عمرو موصی لہ اور باغ موصی بہ۔

قولہ وھی مستحبۃ الخ وصیت کی چار قسمیں ہیں (۱) واجب جیسے زکوٰۃ واجب اور دین لازم کی وصیت۔ (۲) مستحب جیسے کفار، رشتہ داروں پر صوم وصلوٰۃ، فقیر کی وصیت (۳) مباح جیسے اغنیاء اجانب وامراء کے لئے وصیت (۴) مکروہ جیسے فساق وفجار کے لئے وصیت (گھلانا) سوال آیت "کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ" الخ میں خیر سے مراد مال ہے تو جس کے پاس مال نہ ہو اس کو وصیت نہ کرنا چاہئے حالانکہ بہت سے لوگ بغیر مال کے وصیت کرتے ہیں۔ جواب یہ آیت منسوخ ہے "یوصیکم اللہ فی اولادکم" سے منسوخ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وطاؤس ومالک رحمہم اللہ وابن کثیر الخ تفسیر کا یہی مذہب ہے۔ اور حدیث مشہور "لا وصیۃ لوارث" سے قبل پر مکارم اخلاق پر محمول ہے۔

ابو سعید غفرلہ

ولا تصح بمبارئ على الميت ولا بقتله ووارثه إن لم تجز لورثة ويوصى للمسلم للمسلم والكافر

اور صحیح نہیں وصیت ہے بیزاری کی ورثہ پر میت کے قاتل اور وارث کے قتل کرنے کا اگر نہ اجازت دیں ورثہ اور وصیت کر سکتا ہے مسلم اپنے کے لئے اور ذمی کافر اپنے کافر کے لئے

فيزيلها بعد موته ويقتل ذاكها وقوله بين حربه وثياب البذلة من الثلث

اس کا حق ہے کہ موت کے بعد ہوا چاہے اسکی، مٹا دے اور قبول کرنا اس کا قتل ہے اور مستحب ہے تہائی سے کہ وصیت کرنا

ف: ابن ماجہ عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ الا لا وصیۃ لوارث، وفی الزیلعی عن ابی داؤد والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث۔

وسكت عنه الآخر يعود بعضي به عند موت الموصي في قوله ولا يصح وصية المعتوه

ان كان دونه محجور والصبي والسكران يصح الوصية للحمل ان ولد لاقل منه في وقت الوصية

ولا يصح بقوله ان مرضي هذا فعبدي حر بعد وفاتي والاصح انه كالوصية ولا

وقت فوت الوصية ولا يصح الرجوع عن الوصية بعد موت الموصي

تفصیل وجہ صحت

قولہ ولا یصح الخ یہ بھی اسی سے ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وصیت کا مدار وصی کی طرف سے قبول پر ہے اور قبول کا وقت موصی کی موت کے بعد ہے اور اس وقت موصی کی ملکیت زائل ہو چکی ہے اور وصی کی ملکیت ثابت نہیں ہوئی ہے اور اس وقت موصی کی ملکیت سے نکل کر وصی کی ملکیت میں آنا

قولہ والمکلف الخ وصیت کی تین صورتیں ہیں، کامل، ناقص، متوقف، لہٰذا مصنف نے مکلف یعنی عاقل سے تین قسم کی وصیت کرنے کو کہا ہے، اس لئے کہ عاقل مالک ذاتہ ہوتا ہے کہ وہ وصیت کرتا ہے، اس کی طرف مضاف کرکے یوں کہے گا اعتقت ثلث مالی وصیۃ فلان بعد موتی، یہ ہے کہ اس کا حکم جو حق ملکی ہے بعد موت اور رد ورثہ کی تعلق کے بعد اس کا حق ختم ہوتا ہے، مکلف یہ ہے کہ وہ کہے "اوصیت لفلان بثلث مالی" پھر وہ مر جائے تو یہ امام صاحب کے یہاں باطل ہے صاحبین کے یہاں جائز ہے۔

قولہ لمحجور الخ، مگر یہ کہ محجور باپ اس باندی کے حمل کی کہ جس سے وہ ہمبستری کرتا ہو وصیت کرتا ہو تو جائز ہے، کیونکہ وصیت میں کون سی مخالفت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بعض مال میں موالی بنا سکتا ہے، لہٰذا یہاں بھی کر سکتا ہے، لہٰذا یہاں بھی وصیت میں بھی ہو سکیگا۔ لہٰذا اگر مالک یہ کہے کہ میں اس کے حمل کے لئے فلاں کے لئے وصیت کرتا ہوں تو یہ بھی درست ہے کیونکہ حمل میں وراثت جاری ہونے سے وصیت بھی جاری ہوگی۔ محمد صفدر عفی عنہ

باب الوصية بثلث المال ونحوه

باب تہائی مال وغیرہ کی وصیت کے بیان میں

أوصى لرجل بثلث ماله ولآخر بثلثه ولم يجز الورثة فثلثه لهما

وصیت کی اس کے لئے تہائی مال کی اور دوسرے کے لئے تہائی مال کی اور ورثہ نے جائز نہ کیا تو تہائی مال کی دونوں کے لئے ہوگا

وإن أوصى لآخر بسدس ماله فالثلث بينهما أثلاثا وإن أوصى لآخر بجميع ماله

اور اگر وصیت دوسرے کے لئے اپنے مال کے چھٹے حصہ کی تو تہائی دونوں میں طریق مثلث ہوگا، اگر وصیت کی ایک کو کل مال کی

والآخر بثلث ماله ولم يجز الورثة فثلثه بينهما نصفان

اور دوسرے کے لئے تہائی کی اور ورثہ نے جائز نہیں کیا تو تہائی دونوں میں نصفا نصف ہوگا

تشریح القلم قولہ لرجل الخ یعنی ایک شخص نے زید کے لئے تہائی مال کی وصیت کی اور عمرو کے لئے اس کے چھٹے حصے کی وصیت کی تو تہائی مال دونوں کے درمیان تین حصہ کر دیا جائیگا، دو حصہ زید کو ملیں گے اور ایک حصہ عمرو کو۔

قولہ وإن أوصى الخ یعنی کسی نے یہ کہا کہ کل مال کی وصیت کی اور عمرو کے لئے تہائی کی اور ورثہ نے اس کی اجازت نہیں دی ہے تو امام صاحب کے یہاں تہائی مال دونوں میں نصفا نصف ہوگا۔ اس لئے کہ جب تہائی سے زیادہ کی وصیت سے ورثہ نے اجازت نہیں دی تو وہ کل ملکر کی جگہ یہاں پہنچ جائے گا کہ گویا اس نے شریک کے لئے تہائی مال کی وصیت کی ہے، صاحبین کے یہاں تہائی مال کے چار سہم کیے جائیں گے جس میں سے تین سہم کل کی وصیت والے کو دیئے جائیں گے اور ایک سہم کل مال والے کو دیا جائے گا یہ اختلاف ایسے مختلف فیہا مسئلہ پر مبنی ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

قولہ تعالیٰ "لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم" (۶۰/۸) ۲ الذی مقدم علی الوصیۃ بالاجماع (۳) لانہ اسرع الی النفی لیس من اھلہ عند الشافعی لفسخ (۴) لان من شرطھا التعیین والثلث لا یتصور ذلک (۵) لانہ شروع فی ملکہ (۶) لان الرجوع البات کی الحاجۃ والحاجۃ فی الحال والحاجۃ فی الحال والحاجۃ فی الحال یکون جزءا ۱۲

ولا بضرب للموصي له بالكثير إلا في الصحاح والسعاية والدراهم المرسلة. يصح لها

تعیین شخص جائز ہوتا ہے موصی کے کہنے تہائی سے زیادہ حصہ گھر جائیداد بھی اور عطیہ شے اور دراہم مرسلہ میں اپنے نصیب

ويسمى نصيب يصح فإن كان له ابن علم الثلث وسهم أو حمر على عامة المشايخ إلى آخره.

اور اس کے حصے کے شرعی نام ہیں کسی آدمی کے دو بیٹے ہوں تو اس کا تہائی مال پر ایک چوتھائی مال ہے جامع صغیر میں یہ مذکور ہے

فإن قال سدس مالي لفلان ثم قال ما قلت مالي له فلك ماله وإن قال سدس مالي فلان

اگر کہا میرے مال کا چھٹا حصہ فلاں کے لئے ہے پھر کہا میں نے تہائی مال سے نہ کہنے کے لئے تہائی مال اسے ملے گا اگر کہا میرے مال کا چھٹا حصہ فلاں کے

ثم قال له سدس مالي له السدس وإن أوصى بثلث فواجعه أو ضمه وهذا معنى

پھر کہا اس کے لئے میرے مال کا چھٹا حصہ ہے تو اسکے لئے چھٹا حصہ ہوگا وصیت کی تہائی اسے تمام یا تہائی لکھ دیں اور یہ ایک معنی کے

له مابقي ولو زادها أو نقصها أو قوله ما قلت فبقي وهلك وله غنم وعين

تو اسکے لئے باقی ہوگا اور کہنا یا کمیرے یا کمکان میں تو باقی کی تہائی اور عدم کی وصیت کی اور مال کچھ موجود ہے اور کچھ

فإن خرج الثلث من الغنم دفع إليه وإلا فثلث العين وكذلك الخرج حتى لو أوصى له بثلث

پس اگر ہزار مال موجود کی تہائی ہو تو وہ اس کو دیا جائے گا جو موجود کی تہائی ہوگا اور اگر وصیت دو ہزار ہوگا تو اس کی تہائی دینے جائیں گے

حتى يستوفي لأنه وشله برقد وعمرو وهو ميت فزيد كله

یہاں تک کہ وہ ہر حرج پورے لے لے وصیت کی تہائی کی زید لے لے اور عمرو لے لے اور عمرو مردہ ہے تو پوری تہائی زید لے لے گی

ولو قال بين زيد وعمرو وعمرو ميت فزيد نصفه

اور اگر کہا کہ زید اور عمرو کے درمیان ہے اور عمرو مردہ ہے تو زید کے آدھی تہائی ہوگی

وبثلثه له ولا مال له فثلث ما يملكه عند موته

وصیت کی تہائی کی اور مال اس کا کچھ نہیں تو اسکے لئے تہائی ہوگی جس کا وہ مالک ہو اپنے موت کے وقت۔

تہائی مال کے احکام کی تفصیل

تشریح الفقہ قولہ ولا بضرب الخ سے مراد ضرب سے حوالی حساب کے یہاں مصطلح ہے یعنی اس عدد کا حاصل کرنا جس کی سب اعداد المضروب فیہ کے ساتھ نسبت کی جائے جیسے دو اور تین کی نسبت آپس کے ساتھ ہے مطلب یہ ہے کہ فلاں شخص کے یہاں اتنی رقم کی تہائی سے زیادہ حصہ نہیں ٹھہرایا جاتا مگر تین صورتوں میں اول عطیات ثانی وصیت ثالث دراہم مرسلہ عطیات لغت عرب میں بمعنی حصہ ہے

(۱) لان الثلث يخرج السدس فيبقى له لا يتوقف انكر من خلف ۱۲ (۲) يعني سدس واحد من السدس ذكر سدسا بالاضافة الى المال والمعروف ان احد سدسا كان الثاني عين الاول ۱۲ (۳) لان نصيب ابنين يعد فلا يزاحم احدهما الذي هو اعلاها ۱۲ (۴) لان كلمة من في حد الخصوص لا يتكامل ۱۲

یہاں اس سے مراد وہ کلام ہے جو تین صفتوں سے متصف ہو ایک یہ کہ وہ کلام ایجاب و قبول کی صورت میں ہو دوسرے یہ کہ وہ کلام ایک ایسے شخص کے ساتھ خاص ہو جو اس کلام کا مخاطب ہو تیسرے یہ کہ وہ کلام ایک ایسے شخص کے ساتھ خاص ہو جو اس کلام کا مخاطب ہو اور

وبثلثه لأنهات اولاده وهي ثلث وللفقراء والمساكين لهن ثلثة من خمسة وسهم للفقراء
وصیت کی تہائی کی تین اس والد کیلئے اور فقراء و مساکین کے لئے تین ماؤں کیلئے ہوں گے پانچ میں سے اور ایک حصہ فقراء کیلئے
وسهم للمساكين وبثلثه لزيد وبالمساكين لزيد نصفه ولهم نصفه وبمائة لزحل
اور ایک حصہ مساکین کیلئے تہائی کی وصیت کی تو زید کیلئے اور مساکین کیلئے تو آدھی زید کیلئے ہوگا اور آدھی مساکین کیلئے وصیت کی سو کی ایک کیلئے
وبمائة لآخر فقال لآخر اشركتك معهما له ثلث كل مالي وبمائتين
اور سو کی دوسرے کیلئے پھر دوسرے سے کہا کہ میں نے شریک کر دیا تجھ کو ان کا اس کے لئے ہر ایک کے حصہ کا تہائی ہوگا وصیت کی سو کی ایک کیلئے
لآخر فقال لآخر اشركتك معهما له بضف ما لكل منهما وإن قال لآخر
دوسو کی دوسرے کے لئے پھر دوسرے سے کہا کہ میں نے شریک کر دیا تجھ کو ان کا اس کے لئے ہر ایک کے حصہ کا "آدھا ہوگا اور اگر کہا
لفلان على دين فصدقوه فله يصدق الى الثلث فان فرضي بوصاب غرل الثلث لاصحاب الوصايا
کہ فلاں پر قرض میرا ہے ان کی تصدیق کر دو تو تہائی تک تصدیق کیجائے گی اگر ورثہ تصدیق کریں اور تہائی سے زیادہ مال کے لئے
والفلان للورثة وقيل لكل صدقوه فيما جنسهم وما بقي من الثلث فللوصايا
اور وہ تہائی ورثہ کے لئے اور ہر ایک سے کہا جائیگا کہ جتنے میں چاہو تصدیق کرو اور جو بچے تہائی سے تو وہ وصیتوں کیلئے ہوگا
ولا تجيز وارثه له نصف الوصية وبطل وصية الوارث وشاب مجوزة ثلاثة
وصیت کی اجازت کے لئے اور بیٹے وصیت کیلئے تو آدھی کر دیں گے اور وارث کی وصیت باطل ہوگی جو بچے کی تہائی ہو اس کی تین دن کیلئے
فصاح ثوب ولم يقر أني والوارث يقول لكل منك حكمك بصت الا ان يسلموا
پس کپڑا اسا ضائع کر گیا اور معلوم نہیں کہ کس سا ضائع کیا اور وارث ہر ایک سے کہتا ہے کہ تیرا حق ضائع ہوا ہے تو وصیت باطل ہوگی الا یہ کہ وہ دے دے
ساقي فيدي الجيد ثلثاه والدني ثلثاه والوسط الوصف لك كل وهبت عشر من دار
باقی ماندہ پس عمدہ مال کے لئیے دو تہائیاں اور گھٹیا کے لئیے اس کی دو تہائیاں ہوگی اور متوسط رائے کے ہر ایک کی تہائی وصیت کی سمجھی کو فقری کی
لمشتركا وقسم ووضع في حظه فهو للموصى له وإلا جعل دزعه والاخر بينهما
شریک مکان سے اور تقسیم کے بعد واقع ہوئی اس کے حصہ میں تو وہ موصی کا ہوگا ورنہ اتنی رہن دیدی جائیگی تو کبھی کسی کے مثل ہے
وبالكل عشر من مالي آخر فاجاز رب المال بعد موت الموصي وقبله صح
وصیت کی تھی بزمر کی دوسرے کے مال سے اور جائز رکھی مالک مال نے موصی کی موت کے بعد اور وہ ہے تو صحیح ہے
وبعة السبع بعد الاجازة وصح بقر احد الابنين بعد القسمة بوصية ابيه بثلث بيديه
اور مالک کا اقرار ہے دینے کا اجازت کے صحیح ہے اور دو بیٹوں میں سے ایک کا قبضہ کرنا تقسیم کے بعد ہے باپ کی وصیت کا ہے تہائی میں
وبيده فولدت بعد موته وخرجت من ثلثه لهما له والا احد منهما
وصیت کی مادہ گائے اس سے بچا اس کی موت کے بعد اور دونوں تہائی میں نکلتی ہیں تو موصی لہ کے ہوگئے ورنہ پہلے بچا کی سے ایک

ثم بعد ذلك الكافر الذي أسلم على موجبه قاسمه أو أعتق بطل كحبه وظهر ما

غیر حربی سے وصیت کی اپنے یا مسلمان کیلئے مرتد الموت تھی وہ مسلمان ہوگیا یا آزاد ہوگیا تو باطل ہوگئی جیسے اس کا ہبہ اور اقرار

والصفة والمصالح والناس والمسلمون ان تطاول ذلك قد يحتج منه الموت جهة من تحل الحدث والا فمن الثلث

اور بیع کرنے والے اور اہل کے کی پوری ہو جائے اور اس کے مرنے کے بعد ہو تو اس کا ہبہ کل مال سے معتبر ہوگا اور تہائی مال سے

تشریح اللفظ قولہ وبطلہ لا جائز ہے کہ شخص سے اپنی ثلث جہات کو اپنے لئے اور اقرار اس کیلئے کرنے کے لئے ثلث کل ان اہمیت کی تو تیسرے کے رد ہے باقی سے ساقط ہو گئے ثلث سے جہات اور ہیں ایک حصہ تھا ایک حصہ کیلئے وصیت تھی اس کیلئے اس کے سوا کے یہاں سات سہام ہوں گے کہ ثلث اور سہام کیلئے اختلاط ہے۔ اور اہل ہیں تو یہاں تو ہر ایک کو ثلث ہوئے وصیت یہاں اور تین جہات اور اور جہات سہام سے تقسیم ہوئی۔ تبیین پوچھتے ہیں کہ ثلث اور سہام کیلئے ہے اور الف لام جنسی جمیع اور شامل کرنا ہے بنا ظاہر حق جمیع کا ہے بلکہ حق حقیقت میں حق ہے۔

قولہ وبطلہ لو رجع الیہ ہوئی ہے رد کیلئے سو وصیت کی اور مرد کے لئے بھی ہوئی پھر تیسرے کیلئے کیا کہ میں نے تمہارے ان دونوں کا شریک کر دیا تو تیسرے کیلئے ہوئی تہائی ہوگی کیونکہ یہاں دو ثلثوں کا حصہ ہوا ہے تو تہائی میں ہوا اس تہائی سے ایک کو سوئی دو تہائی میں شریک کیا۔ اور اگر سوئی سے رد کیلئے یا سوئی وصیت کی اور پھر کیلئے دوسری پھر تیسرے کیلئے کہا کہ میں نے تمہارے ان دونوں کا شریک کر دیا تو تیسرے کے حصے نصف ہوگا کیونکہ یہاں دو کے حصہ وصیت ہیں تو تیسرے کی شرکت کو ان دونوں کیساتھ مساوات پر کہوں کہ جائے گا تاکہ جس کا سکان اشتراک کے معہ پر عمل ہو جائے۔

قولہ وبطلہ الخ دو میں نے تین آدمیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ وصیت کی تین چیزوں کی جن ہر ایک کے لئے ایک ایک چیز ہے ان میں سے ایک چیز ضائع ہو گئی اور معلوم نہیں کہ کونسا ضائع ہوا ہے اور موصی وارث سے کہتا ہے کہ میرا حق ضائع ہوا ہے وصیت باطل ہو جائے گی کیونکہ یہاں مستحق کو یہاں کہ موصی کے وارث کے ذمہ ڈالنا پڑتا ہے پس اسی وجہ سے گی جس کے لئے کپڑے کی دو تہائیاں ہوتی ہیں اس لئے کہ ثلث کی دو تہائیاں اور متوسط پڑے اسے کیلئے دونوں کپڑوں کی ایک ایک تہائی۔ کیونکہ برابری کی احتمالی صورت یہی ہے۔

قولہ وصح الخ ایک مکان دو آدمیوں میں مشترک تھا ان میں سے ایک نے ایک مکان کی ایک حصہ کو فقیری کی کسی کیلئے وصیت کی تو مکان تقسیم کیا جائے گا۔ اگر تقسیم میں وہ فقیری موصی کے حصہ میں واقع ہو جائے تو ثلث ہی میں ہوگا کیونکہ موصی نے ثلث ہی میں وصیت کی تھی اور اگر موصی کے حصہ میں واقع ہو تو کہتے ہیں کہ اس کی فقیری کے برابر میں وصیت ہوگی

قولہ وصح الخ دو میں سے ایک نے ترکہ تقسیم کرنے کے بعد اپنے باپ کے ثلث مال کی وصیت کا اقرار کیا تو اس کا یہ اقرار اسی کے حصہ کی تہائی میں صحیح ہوگا کہ اس کے نصف حصہ میں اس نے موصی کیلئے تمام ثلث تسلیم کر لیا تھا اور اگر دوسرا بھائی اس کے پاس ہے تو اس کا اقرار صرف اسی کے حق میں ہوگا کہ اس کے ہوئی کے حق میں۔

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

باب العتق في المرض

باب مرض الموت میں آزاد کرنے کے بیان میں

وَحُرِّرَ فِي مَرَضِ مَوْتِهِ وَصَحَّ وَلَمْ يَسَعْ ثُلُثَ أَحَدِهِمَا فَإِنَّ حَابَا مریض کا کسی غلام کو مرض الموت میں آزاد کرنا اور پھر تندرست ہو جانا اور ثلث مال سے دونوں کا بقدر نہ ہونا اگر دونوں کو برابر قیمت کے غلام دیئے ہیں

فَحُرٌّ لَهُ إِنْ احْلَّ وَيَمْلِكُ سِعْيَهُ وَإِنْ أَوْصَى عَتَقَ بُعْدَ عَنْهُ بِهِمَا الْمُعَلَّقَ عِتْقُ تو آزاد ہے اگر اس کے ذمہ قرض نہ ہو اور اپنی کمائی کا مالک ہوگا اور اگر وصیت کی کہ آزاد کیا جائے میری طرف سے یعنی میرے مرنے کے بعد تو دونوں میں غلام

فَهَلَكَ بِهَا وَرِقٌ لَمْ تَفِ بِحِلَافِ الْمُعَيَّنِ بِهِ وَبِحَقِّ غَيْرِهِ لَمَاتَ فَجَمِّي جن صاحبوں کے ہاتھ میں ہے ایک دوسرے کے خلاف وصیت نہ کی ہے ظاہر کی آزادی کی پھر مر گیا غلام تو جو بیت کی

وَدَفَعَ نِصْفَهُ وَإِنْ فَدَى لَا وَبِثُلُثِهِ قَرِيبٌ وَبِرَكَ عَلَيْهِ عَادَ هِيَ رِبْحُ جس کے ہاتھ میں وہ دیدیا گیا بوجھ کر تو ضامن ہوگا اور اگر دیدیا گیا تو ضامن وصیت کی نہائی کی یہ جیسے اور چھوڑ گیا غلام اس جیسا یا بڑے

بِحِفْظِهِ فِي صِحَّتِهِ وَالْوَارِثُ فِي مَرَضِهِ فَالْمَنْعُ لِوَارِثٍ وَلَا شَيْءَ لِغَيْرِهِ إِلَّا أَنْ يَفْضُلَ عَنْ ثُلُثِهِ شَيْءٌ اس کی آزادی کی صحت میں اور وارث نے مرض میں تو اول وارث کا حق ہوگا اور یہ کچھ نہیں ملے گا اور اگر کچھ نہائی سے

أَوْ يَبْرَأَ عَلَى دَعْوَةٍ وَلَوْ ادَّعَى رَجُلٌ دَيْنًا وَالْعَبْدُ عَبْدُهُ وَصَدَّقَهُمَا الْوَرَثَةُ سَعَى یا وہ بعد کام تمام سے پہلے کوئی یہ گواہوں کی کہ کسی نے قرض کا اور غلام سے اور اس کا غلام تصدیق کر دیں ان کی وارث سے تو سعایہ کرے

فِي قِيمَتِهِ لِلْغَرِيمِ وَبِحُقُوقِ اللَّهِ تَعَالَى كَالْحَجِّ وَالزَّكَاةِ قیمت میں اور وہ یہ ہے کہ قرض دار کو حقوق اللہ کے صدقہ فطر میں عشر کے یا میں کے قرض گواہی سے ثابت کرے اور پھر مر گیا تو

وَكَفَّارَةِ الْيَمِينِ وَإِنْ سَاوَتْ فِي الْقُوَّةِ بَدَأَ بِهِ وَبِحَاجَةِ الْإِسْلَامِ كَحَجِّ وَحْدَهُ اور کفارات کفارہ قسم میں برابر ہوں تو شروع کرے ان سے جس سے اس کا تعلق ہے پہلے اور اسلام کی حاجت میں جیسے حج کرنا کسی طرف سے

مِنْ بَلَدِهِ بِحَجٍّ وَإِلَّا فَمِنْ حَيْثُ يَبْلُغُ وَإِنْ خَرَجَ مِنْ بَلَدِهِ حَاجًّا فَمَاتَ فِي الطَّرِيقِ کسی کو اس نے حج کرنے کے واسطے بھیجا تو وہاں سے جہاں سے حج کو پہنچ سکتا ہے اور اگر خود اپنے شہر سے حج کو نکلا تھا اور مر گیا راستہ میں وصیت کی

وَأَوْصَى بِأَنْ يُحَجَّ عَنْهُ بِحَجٍّ مِنْ بَيْتِهِ وَالْمَحَاجُّ عَنْ غَيْرِهِ بِأَقَلَّ کہ میری طرف سے حج کرایا جائے تو حج کرایا جائے اس کے شہر سے اور دوسرے کی طرف سے حج کرنے والے پر بھی اسی کے مثل ہے

تشریح اللغات قولہ باب مرض موت میں غلام آزاد کرنا وصیت ہی کے حکم میں ہے۔ اس لئے اس کو بھی کتاب الوصایا میں ذکر کر دیا ہے۔ اور حرر کو وصیت کے معنی اس لئے دیئے ہیں کہ حرر کا صحیح اصلی ہے اور حرر کی تقدیم مستحق عن اجیان سے الفضل شرح ہے اور اعتاق فی المرض کو اخراج وصیت میں سے قرار دیا ہے کیونکہ یہ اعتاق بمنزلہ وصیت ہے۔

قولہ ومن اوصی فلیح اگر کوئی شخص مرض الموت میں غلام آزاد کرنے یا عبادت کرنے یا کوئی چیز ہبہ کرنے کا حکم دے حقیقت میں وصیت نہیں ہیں کیونکہ وصیت تو اسباب بعد الموت کو کہتے ہیں۔ اور یہ حکم تو فی الحال نافذ ہوتے ہیں مگر مرض الموت میں واقع ہونے کی وجہ سے ان کا حکم وصیت کا سا ہے۔ کیونکہ اشارہ کمل سے ہوگا۔ اور حق کی وصیت میں کہ مکروہ کی طرف سے جائز ہوتا ہے تو غلام اپنی آمدنی میں سعایت کرے گا کیونکہ منع حق حق کے ساتھ جائز ہے مقام جائز کے ساتھ ساقط ہوگیا۔

قولہ فان حملی فلیح مریض نے پہلے غلاموں کی تعیین دو کے غلام کو ایک سو میں فروخت کر دیا پھر ایک سو کے غلام کو آزاد کر دیا اور تہائی مال میں دونوں قسموں کی گنجائش نہیں تو ثلث مال غلاموں میں صرف ہوگا۔ اور اگر ان کی قیمت ثلث مال سے کم ہو تو کم مال دونوں میں سے نصف نصف کیا آزاد کردہ غلام کا نصف بلا سعی آزاد ہوگا۔ اور نصف قیمت میں سعایت کرے گا اور صاحب عبادت اور اسلام پہلے ہم ہو تو پہلے کو دیا جائے گا۔ صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں حق مقدم ہوگا۔

قولہ ولو اوصی فلیح مریض نے وصیت کی کہ حج کا فلاں شخص کی طرف سے آزاد کیا جائے۔ پھر کچھ مال ضائع ہو گیا تو وصیت باطل نہ ہوگی۔ کیونکہ قلت قیمت عبد سے قربت منقطعات ہو جاتی ہے۔ بخلاف وصیت حج کے کہ اس کی وصیت باطل ہو گی صاحبین کے یہاں دونوں صورتوں میں وصیت باطل نہیں ہوتی۔

قولہ ولو بعض عبدہ فلیح مریض نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد فلاں غلام آزاد کر دیا جائے۔ پھر مریض مر گیا اور غلام نے کچھ کمائی جائداد کی اس کے مال میں سے دیا گیا تو وصیت باطل ہوگی۔ کیونکہ وہ جائداد کا حق موالی اور ورثہ کے مال پر متعلق ہے مگر اس کا مولیٰ غلام نے کچھ دیدیا تو وصیت باطل نہ ہوگی اور یہ بیان کے قائل سے ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کا مولیٰ ہونا تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا اقرار صحیح ہے۔

قولہ ولو قال فلیح ایک شخص نے یہ دیکھا کہ تہائی مال کی وصیت کی گئی اس نے ایک غلام کی اس کے متعلق موالی نے زیادہ کی عبادت کی وصیت کی اور مرنے والے نے اس کی آزاد کرنے کی اجازت دیدی تو یہ عبادت کہاں سے ہوگی۔ کیونکہ یہ عبادت تو ثلث مال سے ہوگی اور ثلث مال سے عبادت ہو چکی ہے اس نے اپنی طرف سے آزاد کیا تھا اور آزاد کرنا دخول تام میں ہے۔ یہ عبادت کہاں سے ہوگی کہ مرض کی حالت میں ارادہ کیا تھا۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ حق مال سے متعلق ہو اور عبادت متحمل مستحق ہوگا کیونکہ وصیت اختیار کرنے سے ہوتی ہے کیونکہ ثلث مال سے کمی کی حالت میں داخل نہیں ہوتا ہے کہ اس کی طرف سے ہو۔ لہٰذا ثلث مال سے ہم نے اس کی قیمت ادا کی ہے جو ثلث مال سے ہے اور یہ بیان کے قائل سے ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کا مولیٰ ہونا تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا اقرار صحیح ہے۔

قولہ ولو قال فلیح ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد فلاں غلام آزاد کر دیا جائے۔ پھر مریض مر گیا اور غلام نے کچھ کمائی جائداد کی اس کے مال میں سے دیا گیا تو وصیت باطل ہوگی۔ کیونکہ وہ جائداد کا حق موالی اور ورثہ کے مال پر متعلق ہے مگر اس کا مولیٰ غلام نے کچھ دیدیا تو وصیت باطل نہ ہوگی اور یہ بیان کے قائل سے ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کا مولیٰ ہونا تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا اقرار صحیح ہے۔

قولہ ولو قال فلیح ایک شخص نے یہ دیکھا کہ تہائی مال کی وصیت کی گئی اس نے ایک غلام کی اس کے متعلق موالی نے زیادہ کی عبادت کی وصیت کی اور مرنے والے نے اس کی آزاد کرنے کی اجازت دیدی تو یہ عبادت کہاں سے ہوگی۔ کیونکہ یہ عبادت تو ثلث مال سے ہوگی اور ثلث مال سے عبادت ہو چکی ہے اس نے اپنی طرف سے آزاد کیا تھا اور آزاد کرنا دخول تام میں ہے۔ یہ عبادت کہاں سے ہوگی کہ مرض کی حالت میں ارادہ کیا تھا۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ حق مال سے متعلق ہو اور عبادت متحمل مستحق ہوگا کیونکہ وصیت اختیار کرنے سے ہوتی ہے کیونکہ ثلث مال سے کمی کی حالت میں داخل نہیں ہوتا ہے کہ اس کی طرف سے ہو۔ لہٰذا ثلث مال سے ہم نے اس کی قیمت ادا کی ہے جو ثلث مال سے ہے اور یہ بیان کے قائل سے ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کا مولیٰ ہونا تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا اقرار صحیح ہے۔

باب الوصية للاقارب وغيرهم

باب رشتہ داروں کے لئے وصیت کرنے کے بیان میں

جَبِيرَةَ فَلَا صَفْوَةَ وَ صُهَارَةَ كُلُّ ذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْ اَقْرَابِهِ وَخَالَفَهُ زُفَرُ كُلُّ ذَاتِ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ

جبیرہ نہ صفوہ نہ صہارہ ہر ذی رحم محرم من اقربائہ وخالفہ زفر ہر ذات رحم محرم منہ

وَاَهْلُهُ زَوْجَتُهُ وَاَهْلُ بَيْتِهِ وَجِنْسُهُ اَهْلُ بَيْتِ اَبِيْهِ وَاِنْ اَوْصٰى لِاَقَارِبِهِ فَهُوَ عَلٰى قَرَابَتِهِ

واہلہ زوجتہ واہل بیتہ وجنسہ اہل بیت ابیہ وان اوصی لاقاربہ فہو علی قرابتہ

اَوْ لِاَرْحَامِهِ اَوْ لِاَنْسَابِهِ فَهِيَ لِلْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ مِنْ كُلِّ ذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ بِهٖ وَلَا يَدْخُلُ الْوَالِدَانِ

او لارحامہ او لانسابہ فہی للاقرب فالاقرب من کل ذی رحم محرم بہ ولا یدخل الوالدان

وَالْوَلَدُ وَالْوَارِثُ وَتَكُوْنُ لِلْاَثْنَيْنِ فَصَاعِدًا فَاِنْ كَانَ لَهُ عَمَّانِ وَخَالَانِ فَهِيَ لِعَمَّيْهِ

والولد والوارث وتکون للاثنین فصاعدا فان کان لہ عمان وخالان فہی لعمیہ

دونوں کو ملے گا اور اس کو ورثہ نہ ہوگا وصیت نہ کرے کسی کے لئے اور نہ وارث کے لئے پس اگر اس کے دو چچا ہوں اور دو ماموں تو وصیت چچا کے لئے ہوگی اور اگر

وَلَوْ عَمٌّ وَخَالَانِ فَلَهُ النِّصْفُ وَلَهُمَا النِّصْفُ وَلَوْ عَمٌّ وَعَمَّةٌ فَلِلْعَمِّ

ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو چچا کیلئے نصف ہوگا اور دو ماموں کیلئے نصف ہوگا اور اگر ایک چچا اور ایک پھوپھی ہو تو دونوں برابر ہوں گے

وَلَوْ لِفُلَانٍ لِلذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى عَلَى السَّوَاءِ وَلَوْ قَالَ لِفُلَانٍ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

فلاں کی اولاد کیلئے وصیت میں مرد عورت کیلئے برابر ہوگا اور فلاں کے لڑکے کے لئے وصیت ہو تو مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہوگا۔

تشریح کے مختصر قولہ باب الخ اس باب میں محصور لوگوں کیلئے وصیت کے احکام ہیں اور اجانب سابقہ میں احکام وصیت مطلق بیان ہوئے اعم ہیں والخصوص مقدم علی العموم۔

قولہ جبیرہ الخ یعنی کسی شخص نے اپنے رشتہ داروں کے لئے وصیت کی تو عام صاحب اور امام زفر کے نزدیک اس وصیت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اس کے گھر سے متصل ہوں صاحبین کے نزدیک وہ سب لوگ داخل ہوں گے جو اس کے محلہ میں رہتے ہوں اور مسجد میں نماز پڑھتے ہوں۔ امام صاحب کا قول قیاس پر مبنی ہے اور صاحبین کا قول عرف پر اعتماد ہے امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ جبیرہ کے معنی ہیں جبر کرنے والا یعنی اپنے گھر کے ساتھ ملانے والا۔ صاحبین کہتے ہیں کہ یہ معنی ہیں ہے کہ شخص کا استحقاق اسی جوار سے ہوتا ہے۔ چونکہ اعتماد ان پر ہے عرف میں ان سب کو جیران ہی کہا جاتا ہے۔ حدیث "لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد" سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ امام شافعی کے یہاں پڑوس کا بیس گھر تک ہوتا ہے۔ (ہر طرف سے)

---

(۱) لان الجنس الجنب والجنب جار، الاقارب ۱۲ (۲) تخصیص لمذہب ابی حنیفہ رحمہ اللہ حیث جعل الاقرب لان فائدہ مسئولۃ الفاضل والعبرۃ لتساویہما درجۃ مع ان العرف شاہد لہما فی الاقرب فالاولی معہم علی الاقرب ۱۲ منہ۔ کشف۔ (۳) لانہ یتبعہ فی ولاء (۴) لانہ مولی لجمیعہم ۱ (۵) لان اسم الولد یشملہما الکل ۱۲

قولہ واصہارہ الخ اگر کوئی شخص اپنی اصہار کیلئے عیب کرے تو اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اسکی بیوی کے قریبی رشتہ مرد ہیں جیسے بیوی کے باپ دادا نانا بیٹا پوتا نواسہ وغیرہ صہر کی تفسیر ام محمد کی ہے۔ یہاں وہ عیب میں اس پر معین ظاہر کیا ہے اور شرنبلالیہ میں اسی کو ثابت رکھا ہے علامہ انزاری فرماتے ہیں کہ لغت کے سلسلہ میں امام محمد کا قول ثقہ ہے۔ چنانچہ ابوعبیدہ نے "غریب الحدیث" میں آپ کے قول سے جو بطور استشہاد کیا ہے۔ صحاح میں ہے "الاصہر اھل بیت المرأۃ" نحو لاسلام ہروی نے شرح زیادات میں کہا ہے کہ صہر کا اطلاق کبھی ختن پر بھی ہوتا ہے۔ (ای بدلیل قولھم)۔

لکل ابی بنت اذا ما تزوجت ملاۃ اصہار ثلاث عقد الصہر
فاولھم ختنہ فانھم امرؤ وکانھم غیر وھم غیر اشر

لیکن مناسب استعمال وہی ہے جو امام محمد نے ذکر کیا ہے قال حاتم بن ہندی

ولو کنت صہر الامرء ذو ثروۃ رکنتی الی المعروف والطعن الرحب
ولکننی صہر لآل محمد رحلی بنی العباس رحل کذا کذا

(سمی نفسہ صہرا وکان اخا لامرأۃ العباس)

روایت میں ہے کہ حضرت جویریہ بنت حارث حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں واقع ہوئیں انہوں نے انکو کاتب مرد یا تھا جس کی کتابت کیلئے حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے ان سے علیحدہ نکاح کر لیا جب مکاتب سے یہ سنا تو حضرت جویریہ کی رہائی کے جو لوگ مکاتب کے حصہ میں آئے تھے انہوں نے فوراً سب کو آپ کے کرام کی خاطر آزاد کر دیا اور کہا کہ یہ سب آپ ﷺ کے اصہار ہیں۔

تنبیہ اس موقع پر صاحب ہدایہ نے جویریہ کے بجائے "صفیہ" ذکر کیا ہے یہ صحیح نہیں صحیح جویریہ ہے جس کی تصریح کتب حدیث میں موجود ہے۔

قولہ واللہ روجۃ الخ اس سے مراد ہمارے صاحب کے شریک انسان کی بیوی ہوتی ہے اور صاحبین کے یہاں ملوک کے علاوہ "والذین ھم لفروجھم حافظون" میں بیوی کی تخصیص نہیں تعمیم ہے۔ جس کی یہ ہے کہ پہلی آیت میں استثناء اور دوسری آیت میں تعمیم عدم کا قرینہ موجود ہے۔ امام صاحب کی دلیل یہ آیت "فلما قضی موسی الاجل وسار باھلہ آنس من جانب الطور نارا قال لاھلہ امکثوا" جس سے دلیل ہے کہ اس وقت حضرت موسیٰ کے ساتھ بیوی کے علاوہ دیگر اقربا کا ہونا منقول نہیں جس سے استدلال کیا ہے۔ سوال اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ "اھلہ" میں خطاب بصورت جمع ہے۔ معہ ہونا کہ صرف بیوی مراد نہیں تو جواب خطاب بصورت جمع برائے تعظیم ہے۔ کیونکہ اہم پہلے تا چکے کہ آپ کے ساتھ دیگر اقربا کا ہونا منقول نہیں۔

باب الوصية بالخدمة والسكنى والثمرة

باب خدمت اور رہائش اور پھل کی وصیت کے بیان میں

تصح وصية بخدمة عبده وسكنى داره مدة معلومة وأبدا فمن خرج العبد من ثلث نفع له

صحیح ہے وصیت غلام کی خدمت کی اور اپنے گھر کی رہائش کی معلوم مدت تک اور ہمیشہ کیلئے پس اگر وہ غلام نکل آئے تہائی مال سے تو وہ اپنا ہی

بعد موته والا فبحسابه الورثة يرجع والموصى له بوقا وبسوه بعوة

بعد موت کے خدمت کرے وارثوں کی دن اور دن کی ایک دن اور موت تک اور ہوتا ہے غلام

لو ورثه الموصى وأوصى لي خيرة المتاعي بخدمة ثمانية اعوام وقيه بسرة

وہی کے پھر خرید لیا اور گھر کو موصی کی تو وصیت باقی رہے گی اپنے وقت تک اور پھل کی بھی وصیت باقی رہے گی

له هذه الثمرة فان باد فلا له فلده وب يستغن كفلة ثمانه

اس پھل کیلئے پس اگر ضائع ہو جائے تو نہیں کچھ اس کیلئے اور اگر باقی رہے تو اسی کیلئے ہوگا پھل آٹھ سال کے ہوں گی یا کچھ باقی رہے گی

وخرج عبد وزلدها وليها له الموجود عند موته فان مات او لا

پس باقی رہے گی وہ اس کے بچے کی یا اس کے بچے کی زیادہ کی وصیت کی تو موجود رہے گا جو موجود ہوگا موصی کی موت کے وقت پس اگر وہ مر جائے

تشریح: قولہ باب الخ وصیا بالمان ہے ذکر کرنا ان سب منافع کو شروع کر رہا ہے کیونکہ عین اصل ہیں اور منافع فرع ہیں۔

قولہ وتصح الخ خدمت میں مکان میں اور ثمر میں کی وصیت کرنا صحیح ہے اس وقت کہ جب منافع حالت وصیت میں موجود ہوں یا ان کی تخلیق ہو چکی ہو اگرچہ ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

قولہ فان خرج الخ کسی نے خدمت غلام یا رہائی مکان کی وصیت کی تو صحیح ہے۔ اب اگر غلام اور مکان موصی کا کل مال نکلتا ہو تو موصی لہ کو پورا ملے گا اور اگر ثلث مال نکلتا ہو تو مکان کو ثلث قرار دیا جائے گا یعنی ایک تہائی حصہ مکان کا موصی لہ کو ملے گا اور دو تہائی حصہ مکان کا ورثاء کو ملے گا۔ اور اگر موصی کا کل مال ثلث سے زیادہ ہو تو ثلث مال کی تقسیم باعتبار قیمت کے ہوگی اس میں پوری قیمت دی جائے گی ایک سال خدمت کی اور دو سال خدمت کے گھاٹے کو ورثاء نے برداشت کر کے موصی لہ کی حیات میں ہی ادا کر دیا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کا حق ختم ہو گیا اور اگر ورثاء نے گھاٹے کو ادا نہیں کیا تو موصی لہ کی حیات میں ہی

باب وصية الذمي

باب ذمی کی وصیت کے بیان میں

ذمي جعل داره بيعة أو كنيسة في صحته فمات فهي ميراث وإن أوصى بذلك لقوم مسلمين فهو
ذمی نے اپنا گھر بیعہ یا کنیسہ اپنی صحت کی حالت میں بنا دیا پھر مر گیا تو وہ میراث ہے اگر وصیت کی ان چیزوں کی مسلمان قوم کے لئے تو اس کا اعتبار
من الثلث وإن أوصى بكنيسة لقوم هم مسلمون صحت كوصية حربي مسلم بكنيسة في دارنا
نہیں ہوگا وصیت کی ہے یا کنیسہ مسلمان غیر مسلمین لوگوں کیلئے تو صحیح ہے جیسے وصیت حربی مسلمان کی ہمارے ملک میں کنیسہ کی مسلمان ہونے کی۔

تشریح المتن قولہ باب البیع وغیرہ کے احکام میں کفار مسلمانوں کیساتھ طریق صلح اہل ذمہ سے متعلق (مسلمان کے احکام بیان کرنے کے بعد ان کے احکام بیان کر رہا ہے۔

قولہ ذمی جعل الخ ایک ذمی نے اپنی صحت میں اپنا مکان (معبد یہود) یا کنیسہ (معبد نصاریٰ) بنا دیا پھر مر گیا تو مکان اس کے وارثوں کے لئے میراث ہوگا امام صاحب کے نزدیک تو سکتے کہ یہ وقف غیر مکمل کی مانند ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک اس سے کنیسہ یا بنانا معصیت ہے۔ سوال ان کے نزدیک ذمی جیسا ہے جیسے مسلمانوں سے حق میں اور مسجد کی نیابت ہوتی ہے تو اس میں وراثت چلتی ہے تو یہ بھی ایسی ہونا چاہیے۔ جواب یہ ہے کہ وہ تو یہ ہمیں رہتے تھے اور مردوں کو دفناتے ہیں اور کان المسجد کذلک یورث لانتفاع سوی بعض خالصا للہ۔

قولہ وان اوصی الخ اگر ذمی نے وصیت کی کہ میرا گھر بیعہ یا کنیسہ بنا دیا جائے اور یہ وصیت مخصوص لوگوں کیلئے کی تو تہائی مال سے جائز ہوگی اور مرتبہ کم کیلئے تملیک قرار پائے گی۔ اور اگر وصیت غیر متعین لوگوں کیلئے تھی تو امام صاحب کے نزدیک یہ بھی صحیح ہے۔ صاحبین کے نزدیک صحیح نہیں کیونکہ یہ معصیت ہے جس کی وصیت جائز نہیں امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ اس قدر گناہ نہیں جس کی وصیت نہ کی جائے اور ہم ان کے اعتقاد پر فتویٰ دینے کے مامور ہیں۔

باب الوصی

باب وصی کے بیان میں

الوصی من رضی القبل عنده ورد عنده یرتد بالرد لا وبیعه شرکة کقوله

وصی وہ شخص ہے جس کو قبول کرنے والے نے اپنے مرنے کے بعد [illegible] اور وصیت کرنے والے کے مرنے سے پہلے وصی کا رد کر دینا صحیح ہے

وان مات قبل لا القبل ثم قبل صح ان له یحوجه ناجی ثم قال لا القبل

اور اگر وصی مر گیا وصیت کرنے والے کے مرنے سے پہلے یا اس کے بعد قبول کرنے سے پہلے تو وصیت باطل ہو گئی

تشریح: [illegible] کے بعد موکل یا وصی کے انتقال ہو رہا ہے کہ [illegible] اس کی تکمیل میں ہوتی ہے [illegible] صیا اس کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

وحاجة الصغار والانكباب لهم ورد ربقة عن رقاب في وتضيعة وصية ميتة وحق عبد عن
کہ ان اور ہو کی ضرورت پوری ہوتی ہے تاکہ بعد آنے والے تعین امانت واپس کرنے تعین قرض چکانے تعین وصیت جاری کرنے تعین ظاہراً ذمہ کرنے
والمضمونة في حقوق الميت ووصي الوصي ووصي القرن.
اور میت کے حقوق میں تجاوز کرنے کے علاوہ میں وصی کا وصی رکھوں گا وصی بنایا ہے۔

تشریح الفقہ۔ قولہ بدلیل الخ کسی نے دوسرے کے قائم کردہ کو یا کافر یا فاسق کو اپنا وصی کر لیا تو قاضی ان کو ہٹا کر ان کی جگہ دوسرا وصی مقرر کر دے کیونکہ یہ وصیت باطل ہے۔ جیسا کہ کتاب سے معلوم ہوتا ہے۔ قدوری کی عبارت۔ "اخرجهم القاضي عن الوصية" سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین کے نزدیک ہے لان الاخراج الى المكون ابدا لزوم۔

قولہ صغار اور کبیر کی کفالت یعنی اور دوسرے بچے خادم کو بھی کرے تو یہ امام صاحب کے نزدیک درست ہے صاحبین کے نزدیک درست نہیں۔ بقتضاء قیاس بھی یہی ہے۔ کیونکہ قیم متعاقل والا ہوتا ہے۔ وجہ استحسان یہ ہے کہ اس کے غلام کو بوجہ شفقت ہونے کے وہی کام کر سکتا ہے جو وہ کر سکتا ہے۔

قولہ وبطل الخ اگر کوئی دو آدمیوں کو وصی کرے تو طرفین کے نزدیک ان میں سے ایک کو دوسرے کے موجود ہوتے ہوئے بیع تصرف کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ تقویض بغیر مصلحت کے ساتھ ہوا اس کی رعایت ضروری ہے۔ اور یہاں تفویض شرط اجتماع کے ساتھ مشروط ہے کہ موصی دونوں کے فعل سے راضی ہے تب کہ ایک فعل سے راضی نہیں ہوتا۔ تبیین و تکملہ وغیرہا اور جو صاحب کتاب نے ذکر کیا ہے ان میں دونوں کا اجتماع ضروری ہے کیونکہ ان میں دونوں کا اکٹھا ہونا مشکل ہی ہے۔ اور دونوں سے ایک حالت میں صحیح تصرف پورا بھی نہیں ہو سکتے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ہر کام میں ان میں سے کسی ایک کا فعل کافی ہے جیسے دونوں نے کیا ہو۔

قولہ ورد وصی الوصی الخ یہ مسئلہ کی تفاصیل کرنے کے بعد ذکر کرتے ہیں کہ اگر موصی کی وفات کے بعد وصی نے وصی کو وصی بنا دیا تو کیا وصی کا وصی ہو گا یا نہیں امام شافعی فرماتے ہیں کہ وہ بمنزلہ وکیل کے ہے تو کیا وصی دو ہو گئے کیونکہ یہ اس کا تصرف کی تفویض کی ہے۔ ہمارے کہا جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ وصی اس دلالت کیے سے تصرف کرتا ہے جو اس کی طرف منتقل ہو کر آئی ہے۔ اور وصایت منتقل میں غیر کو اپنا قائم مقام کر سکتا ہے۔ جیسے باپ نکاح میں دلالت جب باپ کی طرف سے دادا کی طرف منتقل ہوتی ہے تو باپ کیلئے بھی جائز ہے کہ وہ نکاح کرنے کیلئے کسی سے کرا دے۔

ولصح قسمته عن الورثة مع الموصى له ولو عكس لا لو قاسم الورثة واحدا حبست النوصى له
کہ وصی کا تقسیم کرنا ورثہ کی طرف سے موصی لہ کیساتھ اس کا فعل صحیح نہیں ہوتا۔ اگر تقسیم کرانے والوں سے اور لے یا موصی لہ کا حصہ
لضاع رجع بالثلث نصفي وإن أوصى الميت بثلثه فقسم الورثة فهلك نصفي بيده
دوہ ضائع ہو گیا تو لے لے باقی کی تہائی اگر وصیت کی میت نے صحیح تھی اور وصی نے مال تقسیم کر دیا ورثہ کو ظاہر ضائع ہو گیا وہ جو وصی کے پاس تھا
أو خلط الى غير بخلطه عنه لضاع بلى بيده خير في الميت بثلث مالي وصح قسمة القاضي
یا وصی نے اس کو دوسرے مال کے ساتھ ملا دیا جو ضائع ہو گیا تو ضائع کرنا پایا جائے میت کی طرف سے باقی کی تہائی سے صحیح ہے حاکم کا تقسیم کرنا
وأحدهما حظ الموصى له ان غاب ويبيع الوصي عند من التركة بقيمة الفرض وتحبس الوصي إن باع عبدا
اور موصی لہ کا حصہ اپنے قبضہ میں کر لینا جائز ہے اگر وہ غائب ہو تو وصی کو اختیار ہے کہ ترکہ میں سے فروخت کر کے فرض خواہوں کی نسبت میں خاص ہو گا وصی اگر بیچ دے

اوصیٰ بہبہ ومصدّق نمہ ای فاستحق الفعد بعد هلاک نمہ عبدہ
وہلاک ہبہ ہونے کر قبضہ حاصل کرنے کی امید کر گیا تو ہبہ ہلاک ہوا یا اسی کے پاس سے اس کو کسی نے چھین لیا
ویرجع فی ترکۃ لصبیّ وفی مال الطفل ان باع عبدۃ واستحق وهلک الثمن فی یدہ
تو واپس لے سکتا ہے ترکہ سے نابالغ بچہ کے مال سے اگر بیچا اس نے اس کا غلام اور وہ کسی نے اس کا لیا اور قیمت اس نے پائی تھی ہاتھ میں ہلاک ہوئی
وهو علی الورثۃ بی جعلہ وصیّ الصبیّ بمالہ او غیرہ لہ وبیعہ وشراءۃ
اور بچہ کے وارثوں سے لے سکتا ہے جس کو وصی کیا ہے بچہ کے مال یا غیر کے واسطے کہ اس کو بیچے اور خریدے
مما یتغبن بہ عبی الکبیر فی غیر العقار ولا یملک فی مالہ
اس سے جس میں بڑا شخص غبن کرتا ہے اور وارث بالغ کی چیز بیچنے میں کے علاوہ جس کا وارث وہ کہ بچہ کے مال میں
ووصیّ الاب احقّ بمال الطفل من کلجدۃ فی عم یوجد الاب فالجدۃ کالاب
اور وصی باپ کا بچہ کے مال میں زیادہ حقدار ہے دادی سے اس کو کہ باپ سے بھی نہ کیا ہو تو دادی باپ کے مانند ہے

شرح اللغات: قولہ وتصح الخ موصی سے زیدکو کسی مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہیں تو بھی وارثوں کی طرف سے ان کا حصہ وصی ہبہ کے حصہ سے جدا کر سکتا ہے اور کر موصی سے وارث ہوں تو وصی کا حصہ وارثوں کے قبضہ کرنے سے قبضہ نہیں کر سکتا۔
قولہ وصح استحقاق الخ اگر بچہ کا مال ہبہ کے ساتھ بیچنا مراد ہے تو بھی کچھ اس سے نکلتے ہوئے روپوں کو جائز ہے۔ بشرطیکہ بیچنے کے وقت میں بچہ کا ہبہ کے استحقاق لینے والا اور بچہ کے مال سے طفل ہونے کی توقع ہو
قولہ ووصی الاب الخ اور بچہ کے مال میں تصرف کرنے کیلئے وہ مقدم ہے بہ نسبت باپ کے بھی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اس مسائل کے بیان کا اصل یہ ہے کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ حمایت کی ولایت باپ کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ تو معنوی طور پر گویا باپ کی ولایت تمام کے دادا مقدم ہوتی ہے کہ گویا جو ولایت باپ کو حاصل ہوئی وہ اس کو منتقل ہوئی ہے۔ اسی طرح دادی کے بعد باپ کا وصی کرنا بھی پر دال ہے کہ اگلی ولایت کے حق میں پچھلی ولایت وصی کا تصرف نافع تر ہے۔

فصل فی الشهادۃ شهد الوصیان ان المیّت وصی الی زید معهما لغت الا ان یدّعی زید
(فصل شہادت میں) گواہی دی دو وصی نے کہ میت نے ان کے ساتھ زید کو بھی وصی کیا تھا تو گواہی باطل ہے مگر یہ کہ زید دعوی کرے
وکذا الاب وکذا وصیهما لو اثبت صغر بمال او تکبر بمثله المیّت
اور اسی طرح باپ کی گواہی ہے اور اسی طرح ہے گر گواہی دی ان دونوں نے کہ کسی وارث کچھا نابالغ ہے یا مال کی
وان شهد رجلان لرجلین علی میّت بدین الف وشهدۃ الاخران بالاکثر یحلف
گواہی دی دو آدمیوں نے دو آدمیوں کے لئے میت پر قرض کی ایک ہزار کی گواہی دی ان دوسرے دو نے کے ایک ہزار پانچ سو کی تو قبول ہوں
وان کانت شهادۃ کل فریق بوجبۃ الف ۷
اور اگر ہو گواہی ہر فریق کی ایک ہزار کی میت پر تو نہیں ۔ ہوگی۔

شہادت دینے کا بیان

قولہ ولو شهد الوصيان الخ دو وصیوں نے اس بات کی گواہی دی کہ میت نے ان دونوں کو اور ایک اور شخص کو اپنا وصی بنایا ہے تو وہ قبول کی جائے گی اور ان تینوں کو وصی بنایا جائے گا۔ اور اگر ایک وصی نے گواہی دی کہ میت نے اس کو اور ایک اور شخص کو وصی بنایا ہے تو یہ گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے لئے نصف کی گواہی دے رہا ہے۔ اور اگر دو وصیوں نے ایک شخص کے حق میں گواہی دی کہ میت نے اس کو وصی بنایا ہے تو یہ گواہی قبول کی جائے گی اور وہ شخص وصی بنا دیا جائے گا۔ اور اگر دو وصیوں نے ایک شخص کے حق میں گواہی دی کہ میت نے اس کو وصی بنایا ہے اور ایک اور شخص نے گواہی دی کہ میت نے اس کو وصی بنایا ہے تو یہ گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ ہر ایک گواہ دوسرے کی گواہی کو جھٹلا رہا ہے۔

قولہ ولو شهد اثنان الخ اسی طرح اگر دو وصیوں نے میت صغیر کے بارے میں گواہی دی کہ اس نے اپنی والدہ کو اس کے بالغ ہونے تک اس کا وصی بنایا ہے تو یہ گواہی قبول کی جائے گی اور والدہ اس کی وصی بنا دی جائے گی۔ کیونکہ والدہ کی وصایت ثابت ہے اور اس کے ساتھ دوسرے شخص کو وصی بنانے کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ گواہی والدہ کی ولایت حفظ کے منافی ہے۔

قولہ ولو شهد رجلان الخ دو آدمیوں نے دوسرے دو آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ انہوں نے ایک غلام کو ان کے والد کی میت کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے سنا ہے اور دوسرے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ انہوں نے ان کے والد کی میت کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے سنا ہے تو یہ گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ گواہی ایک دوسرے کی گواہی کو جھٹلا رہی ہے۔

۱؎ [illegible] غير خطي باسفل الكتب الشرعية في الهند مطبعة محمد افندي ومحمد مصطفى الحلبي ۲؎ يطلق عليها ايضا [illegible] وهو غير مستعمل في الهند ۳

كتاب الخنثى

هُوَ مَنْ لَهُ ذَكَرٌ وَفَرْجٌ لَكِنْ بِهِ مِنَ الذَّكَرِ فَعَلَامَةُ مَنْ بَالَ مِنَ الْفَرْجِ فَأُنْثَى

خنثیٰ وہ ہے جس کے ذکر اور فرج دونوں ہوں پس اگر وہ پیشاب کرے ذکر سے تو مرد ہے اور اگر پیشاب کرے فرج سے تو عورت ہے

وَإِنْ بَالَ مِنْهُمَا فَالْحُكْمُ لِلْأَسْبَقِ وَإِنْ اسْتَوَيَا فَمُشْكِلٌ وَلَا عِبْرَةَ بِالْكَثْرَةِ فَإِنْ بَدَعَ

اور اگر پیشاب کرے دونوں سے تو جس سے پہلے نکلے اس کا اعتبار ہے اور اگر برابر نکلے تو مشکل ہے اور اعتبار نہیں کثرت کا پس اگر کسی نے بیع

وَجَرَحَتْهُ الْخُنْثَى أَوْ وَصَلَ إِلَى الْحَشَفَةِ أَوْ دَخَلَ وَلَمْ يَظْهَرْ أَنَّهُ الَّذِي وَلَجَ أَوْ حَاضَتْ أَوْ حَبِلَتْ أَوْ أَمْكَنَ رَجْعَتُهُ

اور زخمی کیا خنثیٰ کو یا پہنچا عضو تناسل کی ٹوپی تک یا داخل ہوا اور ظاہر نہ ہوا کہ وہی داخل ہوا تھا یا حائضہ ہوئی یا حاملہ ہوئی یا ممکن ہو اس کا رجعت کرنا

فَصَرِيحٌ إِنْ لَمْ تَظْهَرْ عَلَامَةٌ أَوْ تَعَارَضَتْ فَمُشْكِلٌ فَيَقِفُ بَيْنَ صِفَةِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

تو صحیح ہے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو یا متعارض ہوں تو مشکل ہے پس وہ ٹھہرے گا مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان

وَلْيُبَاعَ لَهُ أَمَةٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ فَلَيْسَ بَيِّنَتْ فَمَالٌ ثُمَّ بَاعَ

اور خریدی جائے باندی اس کی متعہ کرنے کے لئے اگر اس کا کچھ مال نہ ہو تو پس مال سے ڈپو کی جائے پھر بیچا جائے

وَلَهُ أَقَلُّ النَّصِيبَيْنِ فَلَوْ مَاتَ أَبُوهُ وَتَرَكَ ابْنًا وَهُ فَلَهُمَا وَبِعَكْسِهِ سَهْمٌ

اور اس کے لئے دو حصوں میں سے کم ہے پس اگر مر گیا اس کا باپ ایک بیٹا چھوڑ کر تو ہے گئے دو سہم میں اور پلٹی گئی ایک سہم

تشریح: قولہ کتاب الخ غائب الجنود (مرد اور عورت) کے احکام کے بعد دوسرا درجہ (خنثیٰ) کے احکام بیان کرتا ہے۔ خنثیٰ خنث سے مشتق ہے، معرب ہے کہ یہ ترکیب عربی اور عجمی دونوں سے ہے۔ خنث کے اصل اور کشکول میں ایک اور نوع ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو خنثیٰ کہتے ہیں۔

قولہ ھو من لہ الخ خنثیٰ وہ ہے جس کے ذکر اور فرج دونوں ہوں پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرتا ہو تو اس کو ذکر کرنا جائے گا اور دوسری علامت مثال پر قیاس ہوگی اور اگر فرج سے پیشاب کرتا ہو تو مؤنث مانا جائے گا اور دوسری علامت مثلوں (مسہ) پر کہوں "حدثنی" روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ سے خنثیٰ کے متعلق دریافت کیا گیا "کیف یورث؟" آپ نے فرمایا "من حیث یبول" حضرت علیؓ سے ہی اس طرح مروی ہے اور اگر دونوں سے پیشاب کرتا ہو تو جس سے پیشاب پہلے نکلنے کا اعتبار ہوگا کیونکہ یہ حکمی علامت اصلی ہونے کی دلیل ہے اور دونوں سے ایک ساتھ نکلتا ہو تو اس کا معاملہ مشکل ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ اس کے ہوتے کثرت بول کا اعتبار ہوگا کیونکہ کثرت خروج بھی اصالت عضو کی دلیل ہے۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ کثرت خروج کشادگی راہ کی دلیل ہے۔ کہ اصالت نہیں۔

قولہ وبدعہ الخ امام صاحب کے یہاں خنثیٰ کو بہرحال سے قبل اتصین سے اشتق دیکھا جائے گا کہ مرد ہیں کو مرد فرض کریں تو کتنا زیادہ موقت فرض کریں تو کتنا پس ہم کہیں گے کہ اگر کسی ایک مقدر پر وہ عورت ہوتا ہو پھنسے گا اور اگر حنثیٰ کا باپ اس کے ساتھ ایک اور بیٹا چھوڑ کر مرے تو مثلاً ہم جس گھر سے ایک حنثیٰ ایک صاحبین کے یہاں اس کو آدھا حصہ اور ایک حصہ ملے گا۔

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

مسائل شتی ایضاً لاعرج وکتابۃ کالبیان بخلاف منعقد اللسان فی وصیۃ وبیع وطلاق

متفرق مسائل، گونگے کا شارہ اور لکھنا زبان سے نکلے ہوئے کلام کے خلاف ہے اس لئے کہ وصیت اور بیع وغیرہ میں لکھنا بولنے کی طرح ہے

وشراء وفورہ لا فی حدّ عمم مفتوحۃ وحیثہ لو کانت المفتوحہ اکثر تحری واکل ولا لا

خرید وفروخت میں اور قصاص میں، کہ حد اور قصاص میں لکھنا معتبر نہیں بلکہ عمد اور اس کا حد جاری کرنے والے دوسرے لوگوں کو تحری کرنے والے اور نہیں

ف ثوب نجس وطلب فی ثوب طاہر یابس فظہر رطوبۃ فی ثوب طاہر لکن لا یعصر لو عصر

پیا گیا تو پاک ہوگیا کپڑا ناپاک کپڑے میں جس طاہر ہوئی اس کی تری پاک کپڑے پر لگی لیکن وہ نچوڑا نہیں جائے گا اگر نچوڑا جائے تو

لا یجس رأس شاۃ مقطوع بذنبہ أخرق وزال عنہ الدم فالأحد منہ سرقۃ حد والحر فی کالفسل

نجس ہوگا گدی کاٹی ہوئی بکری کا سر جلا یا گیا اور اس سے خون بہتا رہا پھر اس کا خون بند ہوگیا تو وہ چوری ہوگی جس کی وجہ سے حد جاری ہوگی اور آزاد اس کے حکم میں ہے

سلطان جعل الخراج بوجب الارض جاز وإن حصن الظہر لا ولو دفع الأرضی المقطوعۃ الی قوم

بادشاہ نے مقرر کیا خراج زمینداروں کے لئے تو جائز ہے ہو اگر مقرر کیا تو نہیں اگر کسی مجاہد کو کوئی زمین

لیعطوا الخراج جاز ولو مات عصب وعصبان ولم یبق الا واحد صح ولو عفا عن بعض واجب

اگر وہ خراج ادا کریں تو جائز ہے کسی کی قصد وعمد کی حد دن معین نہیں ہے تو صحیح ہے اگر وہ دونوں کو ہو

کقصاص وصلوۃ صح وإن لم یبق الأول صلوۃ او اخر صبوہ حب

جیسے بدلہ کی قضا صحیح ہے اگرچہ پہلی نماز نکل گئی ہو آخری نماز کی جو اس کے ذمہ ہے

تشریح الفقہ قولہ مسائل شتی الخ شتی شتیت کی جمع ہے بمعنی متفرق اور یہ تعبیر عام عادت ہے کہ جو مسائل اپنے سوابق سے رہ جاتے ہیں ان کو عنوان قرار دیتے ہیں مسائل شتی مسائل متفرقہ مسائل منثورہ مسائل لم تدخل فی الابواب اور فروع کو غیرہ کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں یہاں بھی اسی قسم کے مسائل ہیں مؤلف کو ان کی ایک جگہ پر اکٹھا ذکر کرنے اور ان کے احکام کی تحریر وتوضیح (قصاص وغیرہ کے احکام میں) یہاں تحریر کے بعد یہ شرط کہ اس کا اشارہ سمجھ جانے یا کوئی اشارہ سمجھ لینے والا قسم متفق سمجھ لے بخلاف مقفل اللسان کے کہ اس کا اشارہ دینا تحریر کے حکم میں نہیں ہے یہ مذہب امام شافعی کے یہاں ہے ان کا بھی یہی حکم ہے۔

قولہ عمم الخ یعنی کچھ لکیریں نہ بنی ہوں جن سے حرف معلوم ہو گھر والے اور دوست احباب جو تحریر کو سمجھ لے اور دونوں برابر ہوں یا مرد زیادہ ہو یہاں یہ لکھا ہے کہ عورت کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے کہ اعلام بالضرورت کے قائم مقام ہوتا ہے جیسا ناپاک کپڑا اشتباہ کپڑے میں گیا اس کی وجہ سے پاک کپڑے پر ناپاکی ہونے کا حکم کیا جاتا ہے اس پر اعتماد کرتے ہوئے کپڑے کو ناپاک کپڑا کہا جائے گا۔

قولہ سلطان الخ بادشاہ نے زمین کا خراج مقرر کیا جیسے مقرر کر دیا تو یہ جائز ہے اور اگر عشر مقرر کیا تو جائز نہیں ہے ظہیر کے یہاں دونوں جائز ہیں کیونکہ خراج عشر مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اور عشر کو تو فقیروں کا حق ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ خراج میں صاحب خراج کا حق ہے لہٰذا وہ اس کے ہاتھ بیچ سکتا ہے

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible]

[illegible] فلا يقع بوقوع غيره كفر لو صدقه وإلا لا لقبل معصر الصحيح عدم [illegible] لو كذبك لم يحنث لو قتل [illegible] قتل تو کسی کا قتل کرنا کفر ہو گا اور اگر اس کا کہنا [illegible] نہیں جائیں گا جب [illegible] کے لئے [illegible] ہے میں تو میری طلاق ہو گی
فطلقت ثلاثا ثم بدا له النكاح تزوجها [illegible] فقط [illegible] وقال [illegible] بعقد
اس [illegible] کہ [illegible] ہو گا [illegible] نے جو کہا [illegible] ہو گا [illegible] سے کہا [illegible] سے قول کیا [illegible] نکاح مستحد ہو گا
وتحرم [illegible] وسئل عن رجل قال لامرأته [illegible] لا يحفظ منها وأجيب عن الدعوى عليها وهم يمكن معها
تو [illegible] کرے [illegible] ہے [illegible] کرو [illegible] ہو گا [illegible] کا [illegible] ہو گا [illegible] کے ساتھ
في بيت شوز ولو سكن في بيت الغصب فانتصف منه لا طلاق لا يسكن معك
[illegible] نے گھر میں [illegible] کہ [illegible] کے [illegible] ہو گا [illegible] کے ساتھ
ولم يقل [illegible] عليه فذلك فليس له ذلك فإن طلاق [illegible] فقال [illegible] کہ [illegible] کہ [illegible] ہو گا
اور [illegible] ہو [illegible] اگر [illegible] کہ [illegible] ہو گا [illegible] کہ [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا
ولو قال [illegible] لا يقع بوقوع غيره فلا [illegible] کہ [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا
[illegible] اگر [illegible] ہو [illegible] کہ [illegible] ہو گا [illegible] کہ [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا
[illegible] ہو [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا

قولہ مثلاً میں شادی کروں گی کہنے لگی تو طلاق ہے کہا تو زن من شدی (تو میری بیوی ہوگئی) عورت نے جواب دیا نہ شدم تو جب تک وہ شخص قبول کرلے نہ کہے طلاق نہ ہوگا۔ کیونکہ عورت کا قول "نہ شدم" کا جواب ہے اور قائل کا قول "تو زن من شدی" بطور استفہام ہے فلم یوجد القبول لانعقد۔

قولہ دختر خویش را بلیغ گفتی نے دوسرے سے کہا دختر خویش را بہ پسر من بدادی یعنی تو نے اپنی لڑکی میرے بیٹے کے عقد میں دی ہے کہا دادم یعنی گردی علامہ بدرالدین فرماتے ہیں کہ نکاح ہوگیا۔ کیونکہ یہ کلام ایجاب قبول پر مشتمل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گردی اور نمودی کہنے سے بھی نکاح ہوگا لیکن مجمع الانہر میں ہے "لایعقد بھذا ما لم یقل کردم" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح شرط قوی پر منعقد ہوتا ہے۔ ناقل۔

قولہ منعها وہ چاہا بلیغ اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ شوہر اس کے پاس ہی رہتا ہے تو یہ نافرمانی میں داخل ہے۔ شوہر پر اس کا نان ونفقہ واجب ہوگا کیونکہ اس کا خود کو روکنا اس لیے جائز ہوا کہ شوہر غصب کے مکان میں رہتا تھا اور عورت اس کے پاس آنے سے کوچ پر نافرمان نہیں ہے کیونکہ غصب کے مکان میں رہنا حرام ہے لہٰذا شوہر پر نان ونفقہ واجب ہوگا۔

قولہ بیوی بلیغ عورت نے شوہر سے کہا طلاقی دہ یعنی طلاق دیدے اس نے جواب میں کہا دادہ گیر کردہ گیر ودادہ گرفتہ وہ تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ اگر اس نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوگی، ورنہ نہیں لانہا من الکنایات ختصم۔

قولہ جہ رماں کن بلیغ شوہر نے بیوی سے کہا حیلہ بساز کسی عورتوں کا حیلہ کر کہ تو یہ تین طلاقوں کا اقرار ہے کیونکہ لفظ کن فارسی، بالکہ والوں کے یہاں طلاق سے کنایہ ہے بخلاف حیلہ حوالش کن کے کہ یہ طلاق سے کنایہ نہیں ہے۔ لہٰذا یہ طلاقوں کا اقرار نہ ہوگا۔

قولہ کہ بمن فروالبغ عورت نے شوہر سے کہا کابین ترا بخشیدم مراد چشک ناز مغمزہ سے مجھ کو مہر بخشا بھلے سے ہاتھ ٹھکانے اور شوہر نے اسی مجلس میں طلاق دیدی تو مہر ساقط ہوجائے گا، ورنہ نہیں۔ کیونکہ اس نے مہر کو طلاق کا عوض ٹھہرایا ہے۔ اور جب طلاق نہیں ہوئی تو مہر ساقط نہ ہوگا۔

قولہ قال لعبدہ البغ مالک نے غلام سے کہا اے میرے مالک یا بادشاہ سے کہا میں تیرا غلام ہوں تو یہ آزاد ہوگیا کیونکہ یہ لفظ عتق کے لئے نہ صریح ہے نہ کنایہ کسی نے کہا مجھ کو قسم ہے یہ کام نہ کرو تو کہنے والے کو یہ اختیار ہے کہ اس نے وہ کام کرلیا تو کفارہ یمین واجب ہوگا۔ اور اگر "بر من حرام گردد سہ طلاق" کہا پھر وہ کام کرلیا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

تحریرہ عبدالحکیم۔

وَلَوْ قَالَ عَبْدُهُ أَنْتَ حُرٌّ إِنْ كَانَ كَذَا فَهُوَ الْفَوَارُ مَا يَحْلِفُ بِهِ الطَّلَاقُ قَالَ لِلْبَائِعِ بِعْهَا بِأَلْفٍ فَقَالَ الْبَائِعُ بِأَلْفٍ وَقَدْ كَانَ حَلَفَ بِالطَّلَاقِ أَنْ لَا يَبِيعَهَا بِأَلْفٍ فَقَالَ الْمُشْتَرِي قَدْ قَبِلْتُ وَلَمْ يَقُلِ الْبَائِعُ بِعْتُ أَوْ لَمْ يَقُلِ الْمُشْتَرِي قَبِلْتُ وَقَدْ كَانَ حَلَفَ بِالطَّلَاقِ أَنْ لَا يَشْتَرِيَهَا بِأَلْفٍ فَقَالَ الْبَائِعُ بِعْتُكَ بِأَلْفٍ فَقَالَ

لا في ولايه قاضي لايصح قضاؤه فيه و القضي القاضي في حادثة بينه

م قول رجعت عن قضائي او عزلت نفسي او وقفت في بيعي للشهود او فصلت حكمي

ويكون لايعبر والقضيه مع ان كل منه دعوى صحيحه وبينه مستقيمه

تشریح الفقه قوله ما سوگند خدا الخ، کسی نے کہا سوگند خدا کہ میں نے تجھ کو قسم دے کر یہ بیع بطلاق اقرار

قوله ما في ولايه الخ قاضی کی ولایت میں جو حال قاضی کی بات کا صحیح ہے یہی حال قاضی کی بات کا صحیح ہے

خلاصہ میں ہے کہ قاضی نے کہا میں نے اپنے کو قاضی سے معزول کیا یا میں نے اپنے کو گواہوں کے سامنے

قوله و القضي القاضي الخ اور قاضی کی بات قاضی کے بارے میں جس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا

وقت في بيعي للشهود الخ اور میں نے اپنی بیع کو گواہوں کے سامنے وقف کیا

حياء قوله ما سئل رجلا عن شيء فقال له وهو يريد ويسمعون كلامه

وهو لا يريد جاريته سعيدة وان سمعوا كلامه وانما يريد لا بائع عبده

وقصد الا حاضر بعلم البيع ثم ذكر لا يسمع وقت مهد لزوجه لسعادت فطلقت وزيد

مسعدة وقال كاتب عليه في عرض حوجه وقال في الصحة لاسوق له لم يقبل او كبره ثم قال

قسم كان فيما الزرت خلف العقرمة ماكن كاذبا فيه او ولست بمطيل فيما ادعيه عليه لا لم

۱ ۔۔۔ ۲ ۔۔۔ صحیح نسخہ

من عبد الله عبد الله ۔۔۔ صحیح ولام ۔۔۔ ۱۲

فلی سبب للسنگ قال لاخر وکلتک بیع هذا السکنی صار وکیلا بطلاقها
ہے اس سے کہ کیا ہے ... وکیل کی نظر دینے کے لیے کا وہ حاصل رہتا تو وہ کیل ہو کر ... کی اصل کو دیتی ہے
لایسک عربها وکلتک بکد علی ای علی عرلک فانت وکیلی بقبول لی عرله
... وکیل بنایا ... قبول ... قبول ... وکیل ... عرلک ثم عرلک وهو قال کلما عرلک فانت وکیلی یقبول رجعت عن الوکالة فعلله
عرلک ثم عرلک وہو قال کلما عرلک فانت وکیلی یقبول رجعت عن الوکالة فعلله
... وکیل ... عرلک ... وکیل ... قبول ... رجعت ... الوکالة ... فعلله
وعرسک علی الوکالة فمضی بدل فطلق طلاقا ان کان دخل بها بعد وان لا لا الا فی رجل علی عبد
... وکیل ... الوکالة ... مضی ... طلاقا ... دخل ... بعد ... رجل ... علی ... عبد
دار لصالحه ابوه علی مال الفی فقال لمدعی بینة حاز ان قال بعد اقیمه او انکر
... صالحه ... علی ... مال ... بینة ... حاز ... اقیمه ... انکر
وقال کان صالحنی علی هذا المال ثم ظهر ان لا شیء له علیه لم تقبل بینته بعد
... صالحنی ... علی ... هذا ... المال ... ظهر ... لا ... شیء ... له ... علیه ... لم ... تقبل ... بینته ... بعد
صالحتنی عن فیه ربی لم یکن له شیء او کانت غیر عدیلة لا قبل لانه لی قرض
... صالحتنی ... عن ... فیه ... ربی ... لم ... یکن ... له ... شیء ... او ... کانت ... غیر ... عدیلة ... لا ... قبل ... لانه ... لی ... قرض
او قال لاشهاده لی فشهد قبل للاداء الا ولاة الخلعه
... لاشهاده ... لی ... فشهد ... قبل ... للاداء ... الا ... ولاة ... الخلعه

ان یدفع المسند من طریق الجادة ... لم یصر ملدوا
... یدفع ... المسند ... من ... طریق ... الجادة ... لم ... یصر ... ملدوا

تشریح الفقہ قولہ حافظ وہ ایک شخص ہے جو لوگوں کے گھروں میں کسی جگہ چھپا دیتا ہے پھر ایک ... کسی بہت مشغول ہو جاتا ہے ... اقرار کرتا ہے کہ وہ ... چھپے ہوئے ... ہیں اس مقرر کو ... کا ... ہے ... کیونکہ یہ مقرر کو ... ہے ... مقرر کے اقرار پر ... لوگوں کی کوئی ... نہیں ... کا ... ہو سکتا ہے۔

قولہ وهب مهرها الخ بیوی نے ... شوہر سے ... کے ... شوہر سے مہر کا مطالبہ کرتے ہیں عورت کہتی ہے کہ میرا ... میں ... ہے ... کہتا ہے ... قرض ... ہے ... کیونکہ ... ہے ... ہے ... ہے

فی الصحراء فیصید به جمار وحش وسمّی علیه فجاء فی الیوم الثانی ووجد الحمار مجروحاً مات لم یؤکل

یعنی کاری بھگل میں گر کر مر گیا تو کھانا اس کا حلال ہے کیونکہ وہ جانور جو پانی میں گر کر مرا ہو حلال ہے۔ لیکن اگر گدھا گر کر مرا ہو تو کھانا حلال نہیں ہے۔

تشریح المتن قولہ ومن صاد طیر جس شخص نے پرندشکار کیا ہو یہ کہا ہو کہ پالنے کے لئے کسی

ولیحفظ القرآن ان یخلط فی کل یوم

یاد کیا ہوا قرآن کے بھلانے سے کہ وہ ہر دن خلط کرتا رہے جاتا ہے۔

تشریح اللغۃ قولہ ذکرہ الخ ضمیر مذکر اس لیے لائے کہ وہ دلیل اعضاء مذکورہ میں فرج حصہ بندہ ممکنہ پیشاب جاری جوان مذکر ہے یہ سب کی بڑی ہے کہ جوان مرد ان تو مقتضائے حرام ہے اور بڑھاپا اس تحریر اور بعض کے نزدیک کراہت تحریمی ہے۔ کیونکہ اس میں ضرر بڑھاپے کا ہے اور ضرر حرام ہے۔ وقد نظمہ بعضہم فقال

ذکر والا نثیان مشتہ کذاک دم ثم المرارۃ والعدد

اس کی چھ چیزیں ہیں مذکر جس سے مراد پیشاب کا مادہ مرد کی منی اور مادہ کی منی اور کی مادہ حیض ایک قسم کی سیاہی مائل ہے کہ بعض کو گمان خیال کرتا ہے اور کبھی کبھی اس کا سبب مرض ہوتا ہے تو کبھی حالت پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس کا سبب مکشوف نہیں ہے۔ اور وہ جو دی ہوا ہے تو کاٹنے کا ضرورت نہیں۔

قولہ ورد الخ خلیفہ کے وقت میں ابوہریرہ نے سنت کیا ہے اور صاحبین سے بھی کوئی روایت نہیں ہے اس لیے اس میں اختلاف ہے بعض نے سات برس بعض نے دس برس بعض نے بارہ اور بعض نے بلوغ سے پہلے تک کا زمانہ کہا ہے۔

کتاب الفرائض

قولہ کتاب الخ وصیت کا ذکر آخر اوقات مرض وغیرہ میں ہوتا ہے جس کے بعد موت آجاتی ہے۔ اور میت کے ترکہ کی تقسیم کا مسئلہ چھڑ جاتا ہے اس لئے وصیت کے بعد کتاب الفرائض لا رہا ہے۔

قولہ الفرائض الخ فرائض فریضۃ کی جمع ہے جو فرض سے مشتق ہے۔ قال الازہری الاصل فی الفریضۃ الھاء سمیت اسماء لامعنی لھا الا وصفا لھا فرض لغت عرب میں مختلف معانی میں مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً حز، جب حصہ مقدار قطع کرنا مقرر کرنا وغیرہ علم فرائض میں یہ سب معانی پائے جاتے ہیں اس لئے اس کو فرائض کہتے ہیں۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ "علم علم بہ یعرف قدر ما یجب لکل ذی حق من الترکۃ" فرائض علم فقہ اور حساب کے ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن سے ہر ایک وارث کا حصہ ترکہ سے معلوم ہو جاتا ہے۔

فائدہ: احادیث میں علم فرائض کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس کے سیکھنے سکھانے کی بھی بہت تاکید ہے جس سے علم کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "تعلموا الفرائض وعلموھا الناس" علم فرائض خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ ایک اور جگہ فرمایا "تعلموا الفرائض فانھا من دینکم" علم فرائض سیکھو کیونکہ یہ نصف علم ہے آپ نے اس کو نصف علم فرمایا ہے۔ اس کی چند وجوہ ہیں (۱) انسان کی دو حالتیں ہیں حالت حیات حالت ممات علم فرائض کے ذریعہ دیگر علوم میں اس امور و اتفاقات کے احکام بیان ہوتے ہیں جو حالت حیات میں پیش آتے ہیں اور علم فرائض میں بعد الموت کے احکام بیان ہوتے ہیں۔ اور ایک حال دو حال کے مجموعہ کا نصف ہے اس لئے علم فرائض نصف علم ہوا (۲) جن امور سے ملک ثابت ہوتی ہے ان کی دو قسمیں ہیں اختیاری جیسے کسی چیز کا خریدنا اس کا ان کی وصیت کرنا وغیرہ غیر اختیاری جیسے وارث کہ اس میں لینے دینے والے کا کوئی اختیار نہیں پایا جاتا ہو، چونکہ ایک ملک سے نکل کر دوسرے کی ملک میں داخل ہو جاتی ہے فرائض میں غیر اختیاری سبب سے انتقال ہوتا ہے کی بحث ہوتی ہے اور باقی علوم میں اسباب اختیاری سے ملک ثابت ہونے کی بحث ہوتی ہے اس لئے فرائض نصف علم ہوا (۳) احکام شرعیہ بعض تو صرف سے ثابت ہیں اور بعض نص اور قیاس دونوں سے ثابت ہیں۔ فرائض کے جملہ مسائل نص سے ثابت ہیں۔ دیگر باقی مسائل جو دیگر علوم میں ذکر ہوئے ہیں وہ نص اور غیر نص دونوں سے ثابت ہیں اس لحاظ سے فرائض نصف علم ہے۔ علامہ ورجبی وغیرہ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

تنبیہ: یہاں نص سے مراد وہ ہے جو اجماع کو بھی شامل ہے۔ اس واسطے کہ فرائض کے بعض مسائل اجماع سے ثابت ہیں چنانچہ جدہ کی دو ثلث حضرت عمر کے اجتہاد سے ثابت ہے جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ محمد عبد الغفور نکوئی

بَدَأَ مِنْ تَرِكَةِ الْمَيِّتِ بِتَجْهِيزِهِ ثُمَّ دَيْنِهِ ثُمَّ وَصِيَّتِهِ ثُمَّ بِمَا بَقِيَ بَيْنَ وَرَثَتِهِ وَهُمْ ذَوُو

پہلے میت کے ترکہ سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے گی پھر قرض ادا کیا جائے گا پھر وصیت پوری کی جائے گی پھر جو کچھ بچے گا وہ ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے گا اور وہ اصحاب فرض

فَرْضٍ إِنْ قُدِّرَ سَهْمُهُمْ بِمَقْدِرِ فَلِلْأَبِ السُّدُسُ مَعَ الْوَلَدِ أَوْ وَلَدِ الِابْنِ

جن کا مقرر حصہ والے ہیں پس باپ کے لئے چھٹا حصہ ہے بیٹے یا پوتے کے ساتھ

ف: (الورق) ۔ (الرقیق) ۔ (ن) ۔ (ن) ۔ (ن

تشریح کا خلاصہ: قولہ بعد الجہاز سے پہلے حقوق متعلقہ ترکہ ہیں جس کو بطریق تعبیر کہا کہ ان حقوق میں ما لانسانیت کی وجہ سے ہوگا اول تجہیز ہے یعنی وہ کفن جہاں جس کا ثبوت مرنے سے متعلق ہوتا ہے دوسرا قضاء دین ہے یا تو ثبوت موت سے پہلے ہوگا یا موت کے بعد اور دونوں کی مقدار و تقسیم ہیں۔ "متعلق بہ" سے وہ کفایا کیں مراد ہیں جو متعلق ہے مال سے "متعلق" یعنی مال کا ثبوت موت کے بعد ہو خواہ بھی دو قسم پر ہے مال جو ضروری جیسے موت کے بعد ضروری ہے۔ مال کا انسانیت۔ لہٰذا کہ یہ مال کی تجہیز و تکفین ہوگی اس کے بعد جو مال بچے اس سے قرض ادا کیا جائے گا جو قرض تکفین سے متعلق نہ ہو۔ پھر باقی مال کو دین کی وصیتوں کو پورا کیا جائے گا اس کے بعد جو مال بچے وہ ورثہ میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

قولہ ہو کل الخ ترکہ کل متروک ہے جیسے ظاہر۔ کل مطلوب اصطلاح میں ترکہ میت کا وہ مال ہے جس کے متعلق حق کسی غیر شخص کا حق متعلق ہے مثلاً کسی کی میت کے ذمہ کچھ قرض ہو گئے ہیں۔ ترکہ میں جو مال ہے اس سے قرض ادا کیا جائے گا۔ وہ ترکہ میت ہوا۔ کیونکہ اس سے قرض کا حق متعلق ہے۔ تعریف جامع ہوگئی تعریف اور مذہبوں، غیر کی خارج ہو گیا۔

قولہ وھم ذو فرض الخ ورثہ میت کے وہ لوگ ہیں جو میت کے مال کے اصحاب فروض عصبات ذوی الارحام فروض کی جمع ہے کسی حصہ کے مستحق جو قرآن میں بطور تعیین مذکور ہیں۔ عصبات جمع ہے عصبہ کی جو کہ ہر وہ شخص ہے جو میت سے بغیر واسطہ کے یا بواسطہ مذکر ہو جیسے بیٹا باپ دادا اور ان کی اولاد ذکور۔ ذوی الارحام ہر وہ شخص ہے جو میت سے قرابت رکھتا ہو لیکن نہ تو وہ صاحب فرض ہو اور نہ عصبہ۔ جیسے نواسہ، بھانجا، بھتیجی، خالہ، پھوپھی، ماموں، ممانی، چچا کی بیٹی، پھوپھی کی بیٹی، خالہ کی بیٹی، ماموں کی بیٹی، نانا، نانی، دادی، نواسی، بھانجی، بھتیجی، ان میں سے کوئی ہو خواہ ایک عورت ہے بھی ہو۔

باپ کی میراث کا بیان

قولہ فللاب الخ باپ کی تین حالتیں ہیں فرض مطلق فرض تعصیب تعصیب محض (فرض مطلق یعنی وہ حصہ جو قرآن میں مقرر ہے وہ تب پایا ہے جب بیٹے یا پوتے کے ساتھ ہو۔ قال تعالیٰ ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد۔ فرض تعصیب اس حالت سے ہے جب میت کی اولاد کیا صحیح ہو یعنی بیٹا یا پوتے کے ساتھ ہو۔ باپ کو ایسا چھٹا حصہ ملے گا فرض کے۔ لہ الثلثان و لامہ الثلث الخ اور میت کی اولاد کا نہ ہو یعنی بیٹا یا پوتا کا نہ ہو۔ بعد باقی مال بطریق تعصیب لقولہ علیہ السلام "الحقوا الفرائض باھلھا فما بقیت فلاولی رجل ذکر" تعصیب محض کی حالت سے ہے جب میت کی اولاد کا نہ ہو یعنی بیٹا یا پوتا نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔

لا ولادهم للشمس ومع الاب واحد فروخي لثث الباقي لله فرض احدهما

کہ ان کی اولاد کے ساتھ پہنچتا حصہ ہے اور باپ کے ساتھ اور شوہر یا بیوی کے ساتھ نہیں ہے اس کا اور ان کی اولاد کا حصہ کیا ہے

دادا کی میراث کا بیان

تشریح کا خلاصہ قولہ واحد فرع (۲) جداس کی دو قسمیں ہیں جدّ صحیح جدہ صحیحہ وہ ہے کہ میت کا طرف اس کی نسبت میں ماں کو نہ آئے کی کو اور کہتے ہیں اس کے متعلق یہ بیان کرنا چاہئے کہ باپ کے واسطے ہوئے ہو اور کوئی نہیں ہوتا بالکل محروم ہوتا ہے۔ اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کی کئی وجوہ میں حالات ہیں جو باپ کے ہیں یعنی فرض مطلق فرض تعصیب حصہ محض۔

قولہ الاخو وحدا الخ باپ کی موجودگی میں باپ کا حکم ہے اور اس کا حکم ہے۔ مگر یہ مسئلوں میں اس کا حکم ہے اور اگر میت والدین اور صاحبزادیوں کو چھوڑے یا ماں کو جدادیوں کے حصے کے بعد باقی کا ۱/۶ ملتا ہے اور باپ کے ہوتے ہوئے باپ کے ہوتے ہوئے باقی کل ماں کا ثلث ملتا ہے اور باپ کو ۲/۳ کے دو یک اس صورت میں بھی باقی کا ۱/۶ ملتا ہے کہ باپ کے ساتھ دادا بھی وارث ہوتی اور دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہے۔

فائدہ مراد میں ہے کہ جو مسئلوں میں باپ کی مانند نہیں ہے اور صاحب اشباہ نے تیرہ مسئلے ذکر کئے ہیں۔ اور شیخ سید حامد حسینی (رد المحتار) میں خصوصیت سے ایک مسئلہ اور ۱۴ نقل کیا ہے میں نے اضافہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

دادی کی میراث کا بیان

قولہ والام الخ (۳) اس کی تین قسمیں ہیں۔ اوپر کے ذکر ہوا ہے اور اصل یہ ہے کہ ہر وہ عورت جس کے ذریعہ مرد کا تعلق ہو۔ قولہ تعالیٰ فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث الخ اور ہے کہ اس کو ماں کہا جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ فان کان له اخوة فلامه السدس" اور ہے کہ باپ اور اجداد کے ساتھ ماں کا حصہ ہے۔ اور جدادیوں کے حصے کے بعد باقی مادہ کا ثلث ملتا ہے جس کی دو صورتیں ہیں (۱) عورت شوہر اور ماں باپ چھوڑ کر مرگئی تو کہ چھ حصہ ہوگا۔ اصل یعنی تین حصہ شوہر کے ہوں گے اور باقی ماں کی تہائی جس ایک حصہ ماں کا ہوگا اور تین حصہ باپ کے (۲) ایک شخص ماں باپ اور بیوی چھوڑ کر مرگیا تو اس کا مسئلہ چھ سے ہوگا۔ چھ اصل سے تین حصہ بیوی کے ہوں گے اور باقی ماں کی تہائی جس ایک حصہ ماں کا ہوگا اور باقی کل باپ کے۔

تحریر حصہ مقدار تقسیم

والجدة لحجب بالقربى والكل مالا وللزوج النصف ومع الولد او ولد الابن وان سفل

والجدي لحجب بالقربى والكل مالا وللزوج النصف ومع الولد او ولد الابن وان سفل

الربع ولزوجة الربع ومع الولد او ولد الابن وان سفل الثمن

دادی کی میراث کا بیان

تشریح الفقہ قولہ وظلمات ستہ (۳) مگر زید بن نے شروع سراجیہ میں کہا ہے کہ ہر شخص کی دو جدہ ہوتی ہیں ایک ماں کی ماں اور دوسری باپ کی ماں اسی طرح اس کے والدین کی اور جمیع اصول کی۔ جدہ کی دو قسمیں ہیں صحیحہ فاسدہ۔ جدہ صحیحہ وہ ہے کہ جس جدہ کی نسبت میں ایک باپ واسطہ ہو اور جدہ فاسدہ وہ ہے کہ دو واسطوں سے ہو یعنی باپ کے واسطہ سے ہو پھر جدہ سے صرف باپ کی ماں ہو اور اس کی ماں اور دادی کی ماں (یعنی باپ کی نانی) ہو جیسے کہ کبھی شریفہ جدہ کہتے ہیں۔ یہاں جدہ سے مراد جدہ صحیحہ ہے کیونکہ اوپر کی مثال میں جس سے یہی جدہ مخالف جدہ فاسدہ کے کہ دو دادی کی مادر تمام میں سے ہے۔

قولہ وان کثرن الخ جدہ صحیحہ کی دو حالتیں ہیں (۱) یہ خالصہ۔ اگرچہ کتنی ہی ہوں بشرطیکہ تمام درجات استحقاقیات ہوں جہات بھی مختلف ہوں درجات بھی مختلف ہوں یا درجات بھی متحدہ ہوں مقامات مختلف ہوں جدہ صحیحہ خالصہ دادی جدہ یا نانی اگر ایک ہے تو پھر تو حصہ لگتی اور چھٹا حصہ ملتا ہے تو تین چھٹا حصہ آپس میں تقسیم کریں گی۔ اور اگر جدہ صحیحہ ہو یا ایک سے زیادہ کی صورت میں سدسی۔ اول تو چھٹا حصہ صرف جدہ صحیحہ واحدہ کو ملے گا۔

فائدہ جدہ کا سدس حضرت ابی بکر پر ثابت ہے اور جدات کے سدس کی اصل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دو جدات کے لئے سدس کا فیصلہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ میں حضرت محمد بن مسلمہ سے بھی یہی مروی ہے۔

قولہ وہی جدات جھنمیں الخ جب میت کی جدہ جمع ہوں تو ان میں جدہ ایک قرابت والی ہو جیسے باپ کی ماں کی نانی اور دادی نانی باپ کی نانی اور جدہ دو قرابت والی ہو جیسے ماں کی نانی جو باپ کی والدہ بھی ہو جس کا نسب یہ ہے۔

محمود پسر شاکر

ام ابیہ	بنت شاکر
روح شاکر	ام ابیہ روح شاکر
ام صاحبا	
ام زینب	ام ناصلہ
ذوقرابت دو	یک قرابت والی

تو اس صورت میں امام محمد کے نزدیک ایک سدس کو باعتبار جہات قرابت دونوں جدات کے درمیان تین حصوں پر تقسیم کیا جائے گا جن میں ایک قرابت والی کو سدس کی ایک تہائی دی جائے گی اور دو قرابت والی کو سدس کی دو تہائیاں کیونکہ صحابات کا استحقاق جہات قرابت کا اعتبار ہے ہوتا ہے جس نانی قرابت کی ایک جہت ہے اس کو ایک ملے گا۔ اور جس میں دو جہتیں ہیں اس کو دو ملیں گی۔

بخلاف امام مالک اور امام شافعی کے یہاں سدس دونوں کے درمیان بالفرد ابن نصفا نصف تقسیم ہوگا۔ صاحب کتاب نے اسی کو لیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ استحقاق میراث میں تعدد اس وقت معتبر ہے جب تعدد جہت کے ساتھ نامزگی متعدد ہو۔ اور یہاں نام میں تعدد نہیں۔ بلکہ جس طرح ایک قرابت والی کو جدہ کہا جاتا ہے اسی طرح دو قرابت والی کو بھی جدہ بولتے ہیں۔ صدر شہید نے کہا ہے کہ قول شیخین کا اولیٰ ہے۔

تنبیہ: سراجیہ میں امام ابو یوسف کے ساتھ امام صاحب کا ذکر نہیں کیا مرغینانی شرح سراجیہ میں امام سرخسی کا قول نقل کیا ہے۔ امام صاحب سے تنہا قرابت اصلی اخذ نہیں کی ہے لیکن حسن بن عبدالرحمن بن عبدالرزاق شافعی شافعی کے نزدیک میں ہے کہ امام ابو یوسف لک شافعی کا قول ہے امام ابو یوسف کے قول کی تائید ہے۔

قولہ والصلبی الخ جد قریب ماں کی جہت سے ہو باپ کی جہت سے۔ جد قریب صورت جدہ وجدہ کو محروم کر دیتی ہے خواہ جدہ قریب وارث ہو یا نہ ہو جیسی کہ پدر صورت میں ہیں (۱) جد قریب پدری جدہ صحیحہ مادری کو محجوب کرتی ہے (۲) جدہ قریب مادری جدہ صحیحہ پدری کو محجوب کرتی ہے (۳) جد قریب جدہ فاسدہ کو محجوب کرتی ہے (۴) جدہ قریب جدہ فاسدہ مادری کو محجوب کرتی ہے۔

قولہ والکل الخ جدہ کی یہ دوسری حالت ہے جناب پدری سوائے پدری یا مادری بھی ہو یا ماں ہو یا نانیوں سب ماں کی صورت میں ساقط ہو جاتی ہیں۔

شوہر کی میراث کا بیان

قولہ وسروج الخ (۵) شوہر اس کی دو حالتیں ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی تیسری صورت نہیں ہو وہ کوئی ایسی صورت ہے جس میں شوہر محروم ہو (۱) جب کہ میت کا نہ بیٹا ہو نہ پوتا ہو (۲) اولاد نہیں پوتے کے ترکہ کا مصنف نے ذکر (۳) اگر وہ بیٹا ہی ہو یا پوتا ہو (۴) پھر اگر میرے تو شوہر کو کل ترکہ ملے گا۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن۔

تنبیہ: صورت جو یہ کہی گئی کہ بیوی کی اولاد ہو تو شوہر کو چوتھائی ملتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اولاد اس شوہر سے ہو بلکہ عام ہے اگر شوہر ہی ہو یا اس سے پہلے شوہر کی اولادوں کی ہو بہر صورت ان کی موجودگی میں شوہر کو ربع ملے گا۔

بیوی کی میراث کا بیان

قولہ ولزوجہ الخ (۱) زوجہ جس طرح شوہر میراث سے محروم نہیں ہوتا اسی طرح بیوی بھی محروم نہیں رہ سکتی اور جیسے شوہر کی میراث کے دو حال تھے اسی طرح بیوی کے بھی دو حال ہیں (۱) اگر شوہر کا بیٹا یا پوتا ہو (۲) اولاد نہ ہو بیوی کو شوہر کے کل ترکہ کا ربع ملے گا۔ (۲) اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو بیوی کو ثمن یعنی آٹھواں حصہ ملے گا حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم" شوہر کے حالات میں جو تفصیل کی گئی ہے وہ یہاں بھی ذہن میں رکھنی چاہیے۔

وللذكر الأنثيين وبالذكر للثلثين وعصبها الابن وله يدلي بحقهما وولد ابن كولده

بیٹی کے لئے آدھا ہے اور بیٹے کے لئے دو تہائی ہے اور عصبہ کر دیتا ہے ان کو بیٹا اور بیٹے کے لئے ان کا دادا عصبہ ہو جاتا ہے مثل بیٹے کے ہے

عند عدمه ويحجب بالابن ومع البنت لا فرض للأخ الباقي وللاخت الثلث

اس کے نہ ہونے کے وقت اور محروم ہو جاتا ہے بیٹے سے اور بیٹی کیساتھ فرض مقرر کر کے بقیہ پاتا ہے اور بہنوں کے لئے بھائی ہے

لكملة للثلثين وحجبن بنوني لا ان يكون معهن او اسفل منهن ذكر فيعصبه من كانت بعده له

پورا کرنے کے لئے دو تہائی اور محروم ہو جاتی ہیں بہنیں بیٹے سے مگر یہ کہ ان کے ساتھ یا ان سے نیچے کوئی مرد عصبہ ہو تو اس کے ساتھ ہو جاتی ہیں

ہ ... [illegible] ... ہے [illegible] ... ہے

ومن كانت فوقة منهن لم يملك ذلك منهن ويسقط من دونه والاخوات لاب وام كبنات الصلب عند عدمهن

جس ہو اور جو اس سے اوپر کی ہو ان میں سے نہ تو حصہ طلب فرض کیں اور ساقط ہو گی اس کے علاوہ حقیقی بہنیں دینوں کے مثل ہیں ان کے ہونے کے وقت

بیٹی کی میراث کا بیان

تشریح الفقہ قولہ وللبنت النصف (۱۰) بیٹی اس کی تین حالتیں ہیں (۱) صرف ایک ہی ہو تو کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کو نصف ترکہ ملے گا قولہ تعالیٰ وان كانت واحدة فلها النصف ' اور اگر کوئی اور عصبہ ہو تو باقی نصف بھی اسی کو مل جاتا ہے (۲) دو یا دو سے زائد بیٹیاں ہوں تو ترکہ کی دو تہائیاں لیں گی (۳) اگر بیٹیوں کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہو تو اس صورت میں بیٹی کا کوئی حصہ مقرر نہیں رہتا بلکہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ بالعصبہ باقیہ ہو جاتی ہے۔ تو جس قدر بچے کو ملے گا اس کا نصف ہر بیٹی کو ملے گا ایک بیٹی ہو یا دو چار ہوں

قولہ وولد الابن الخ پوتے کا حکم بیٹے کا سا ہے مگر یہ تب ہوتا ہے جب وہ اپنے باپ کے ہوتے ہوئے اس کو کچھ نہیں ملتا۔ اور اگر پوتے کے ساتھ بیٹی ہو تو بیٹی کو آدھا ترکہ دے کر محروم ہو جاتی رہے وہ پوتے کو ملے گا۔ کیونکہ وہ عصبہ ہے۔

پوتی کی میراث کا بیان

قولہ ولابنات الخ (۸) پوتیاں۔ یہ بھی چھ حالتیں ہیں جن میں سے تین وہی ہیں جو بیٹیوں کی اوپر مذکور ہوئیں یعنی ایک کو نصف اور دو یا دو سے زیادہ کو دو تہائی اور پوتیوں کیساتھ انکا بھائی ہو تو تعصیب اور تین حالتیں پوتیوں کے ساتھ خاص ہیں (۱) اگر ایک صلبی بیٹی ہو تو پوتیوں کو چھٹا حصہ ملے گا تاکہ دو تہائیاں کامل ہو جائیں۔ اس واسطے کہ پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے تو دو تہائیاں جو بیٹیوں کا حق ہے وہ ان کو اس طرح سے پورا کرا دو بیٹی کو دیں گے۔ اور چھٹا حصہ پوتی کو کہ اگر دو بیٹیاں کر دو بھائی ہو جائے (۲) دو یا دو سے زیادہ بیٹیوں کے ساتھ پوتیاں محروم رہتی ہیں لیکن اگر ان صورت میں پوتیوں کے ساتھ یا ان سے نیچے کوئی لڑکا ہو تو وہ اپنے ساتھ والیوں اور اوپر والیوں کو ذوی الفروض بیٹیوں کے علاوہ حصہ کر دیتا ہے اور عصبہ کو قدرت کے حصہ سے نکال جاتا ہے۔ اور جو اس سے نیچے ہوں ان کو کچھ نہیں ملتا (۳) اگر میت کا بیٹا نہ ہو تو پوتیوں کو کچھ نہیں ملتا۔

قولہ ولابن الابن الخ اس کو سمجھنے کیلئے یوں فرض کرو کہ ایک شخص نے اپنا ایک بیٹا چھوڑا پھر اس کے بیٹے نے ایک ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی پھر اس کے بیٹے نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اور میت نے ایک دوسرا بیٹا چھوڑا پھر اس کے بیٹے اور پوتے اسی طرح بیٹا بیٹی چھوڑی اور میت نے ایک تیسرا بیٹا چھوڑا پھر اس کے بیٹے اور پوتے اسی طرح بیٹا بیٹی چھوڑی مثال یہ ہے

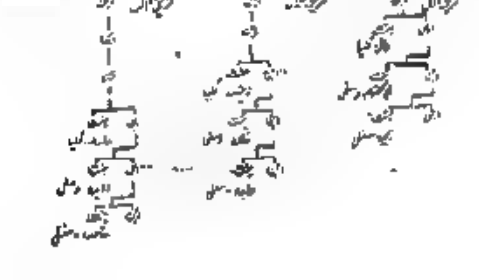

تو یہاں فریق اول کی طرح (فاطمہ) میں اور میت میں صرف ایک واسطے اور اس کے برابر میں کوئی اور ہے تو وہ جدانی ہے تو ترکہ سے نصف لیگی۔ یہ کہ وہ بنت سفلی کی قائم مقام ہے اور فریق اول کی سفلی (ام القاسم) کے۔ اور فریق ثانی کی طرح (ام) ہے اور دونوں اصل ہیں کیونکہ انہیں اور میت میں دو دو واسطے ہیں تو ان دونوں کو مساوی ملے گا کیونکہ فریق اول کی طرح (فاطمہ) نصف یا ثلثین میں سے جو مساوی پائی ہے داخل ہو جائے گا تو یہاں بھی برابر کا حصہ ہو گیا۔ ان تینوں کے جواب جو چوتھے مقابلات ہیں گئے لئے کہ نہ اوگا الا پر مقابلہ ہے نہ کسی کے ساتھ بھائی فریق اول کی سفلی کے ساتھ تو فریق اول کی طرح (فاطمہ) مخلص لگی اور فریق اول کی سفلی (ام القاسم) اور فریق ثانی کی طرح (زینب) مساوی پائیں گی۔ اور باقی ثلث فریق اول کی سفلی (ریحانہ) اور اس کے بھائی اور فریق ثانی کی سفلی (حامدہ) اور فریق ثالث کی طرح (حامدہ) میں مخلص کہ مثل حظ الانثیین ربع کے ہو کر تقسیم ہوگا اور فریق اول کی سفلی (حامدہ) اور فریق ثالث کی سفلی (زاہدہ) اور سفلی (ساجدہ) ساقط ہوئی واللہ اعلم۔

حقیقی بہن کی میراث کا بیان

قولہ وللاخوات لاب وام الخ (۱) حقیقی بہن کی پانچ حالتیں ہیں (۱) یک تنہا نصف لے گا قولہ تعالیٰ "وله احت فلها النصف" (۲) دو یا اس سے زیادہ ہوں تو ثلثین لیں گے قولہ تعالیٰ فان کانتا اثنتین فلهما الثلثان (۳) مگر ان کے ساتھ کوئی حقیقی بھائی ہو تو سب کر عصبہ غالب ہوگا۔ یعنی مذکر کے حصہ دونا ہوگا قولہ تعالیٰ وان کانوا اخوة رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین" (۴) اگر یہاں باپ شریک بہنیں ہوں تو دیکھو چوتھا مسئلہ یہاں بتایا۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ "جس کو میسر ہو موجود کی میں حصہ نہ لے۔" (۵) اگر میت کا باپ زندہ ہو تو بہنیں اپنا حصہ (نصف) موجود ہوں تو امام صاحب کے یہاں بہنیں محروم ہوں گی۔ صاحبین کے یہاں دادا کی موجودگی میں محروم نہیں ہوتیں لیکن فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔ محمد عفی عنہ

وللاب كالاب مع الشقيقات وعصبتهن بعولتهن وبنت الابن
اور علاتی مثل پوتیوں کے بہنوں کے ساتھ اور عصبہ کردیتا ہے ان کو ان کا بھائی اور بیٹی اور پوتی
وابن ابن ابد وللام السدس وللاكثر الثلث ذكرهم كانثاهم
ایک حقیقی بھائی بہن کے لئے چھٹا حصہ ہے اور زیادہ کے لئے تہائی اور مذکر و مونث برابر ہیں
وخنثى بالاب وان سفل والاب والجد وابنه واب الاب ولقد لام فقط
اور محروم ہوں گے بیٹے اور پوتے سے اور بیٹے کے بیٹے اور باپ دادا سے اور بھی محروم کرتی ہے صرف اخیافی اولاد کو۔

علاتی (باپ شریک) بہن کی میراث کا بیان

تشریح لغت قولہ وللاب الخ (۱) علاتی یعنی باپ شریک بہن۔ بہنوں کا حال پوتیوں کا ہے۔ یعنی جو حال پوتیوں کا بیٹیوں کے ساتھ ہے وہی حال علاتی بہنوں کا حقیقی بہنوں کے ساتھ ہے۔ کہ اگر حقیقی نہیں ہیں تو (۱) ایک علاتی کے لئے نصف ہے۔ (۲) دو یا دو سے زیادہ کیلئے دو تہائی ہے۔ (۳) ایک حقیقی بہن کے ساتھ چھٹا حصہ ہے۔ (۴) اگر دو یا دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں تو علاتی بہنیں محروم ہوں گی (۵) یہ بھی صورت ہے کہ ان کے ساتھ حقیقی بھائی ہو تو وہ ان کو عصبہ کر دیتا ہے۔ اور حصے کے ساتھ ان کو مذکر کے حصہ سے دونا ملے گا۔ (۶) بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ علاتی بہنیں عصبہ ہو جاتی ہیں اور ذوی الفروض سے جو بچا ہے وہ ان کو مل جاتا ہے۔ (۷) اگر میت کا باپ یا دادا یا پوتا (نصف) موجود ہو تو علاتی بہنیں محروم ہوتی ہیں۔

اخیافی (ماں شریک) بھائی بہن کی میراث کا بیان

قولہ وللواحد الخ (۲۱۲) اخیافی یعنی ماں شریک بھائی اور بہن کا حال یہ ہے کہ اگر ایک ہو تو چھٹا حصہ ملتا ہے اور زیادہ ہوں تو اخیافی ان میں مرد اور عورت کا حصہ برابر ہے جیسے کہ مرد کو عورت کے حصے سے دوگنا ملے اور بھائی بہن حقیقی ہوں یا علاتی اخیافی سب میت سے نسبت پوتے (اور) میت کی اولاد کے ہوتے ہوئے اپنی طرف میت کے باپ کو لگاتے ہوتے ہوئے محروم ہوتے ہیں اور حقیقی اور پوتی صرف دیوالی بھائی بہن کو محروم کرتی ہے حقیقی اور علاتی کو نہیں کرتی۔ یہاں تک بارہ ذوی الفروض سے کلام ختم ہوگئے۔

فائدہ: فرائض مقررہ چھ ہیں صنف نوع شخص تثنیہ جمع مخالف کا ذکر ہے (۱) شوہر۔ بیوی کا بیٹا بیٹی پوتا پوتی (۲) حقیقی بہن (۳) اپنی طبقہ حقیقی بہن (۴) علاتی بہن (۵) علاتی بہن طبقہ حقیقی بہن نہ ہونے کی واضافت کا حصہ ہے (۶) شوہر۔ جبکہ اولاد یا اولاد الابن ہو (۷) بیوی جبکہ اولاد یا اولاد الابن ہو۔ اور ثمن صرف ایک صنف کا حصہ ہے یعنی بیوی کا جبکہ اولاد یا اولاد الابن ہو اور تثنیہ جمع اضافت کا فرض ہے (۱) ماں۔ جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا ہو یا دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں یا حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۲) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۳) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۴) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۵) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۶) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۷) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۸) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۹) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۱۰) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۱۱) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے (۱۲) ماں کا جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو اور نہ دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں نہ حقیقی بہن نہ ہوں اور ثلث وصف کا حصہ ہے

وعصبةٌ ای مَنْ احد الکلّ اذا انفرد والباقی مع ذی سهم والاحقُّ الاصْلُ ثُمَّ ابنهٗ وان سفل

اور عصبہ ہے جو لے سب مال جبکہ اکیلا ہو اور باقی مال جبکہ فرض والے کے ساتھ ہو اور وہ حق ... بیٹا ہے پھر بیٹا کا بیٹا

ثُمَّ الاب ثُمَّ ابُ الاب وان علا ثُمَّ الاخ لابٍ وَاُمٍّ ثُمَّ الاخ لابٍ ثُمَّ ابنُ الاخ لابٍ وَاُمٍّ ثُمَّ ابنُ الاخ لابٍ

پھر باپ پھر ... کتنے ہی اوپر کا ہو پھر حقیقی بھائی پھر علاتی بھائی پھر حقیقی بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا

ثم الاعمام ثُمَّ اعمامُ الاب ثُمَّ اعمامُ الجدِّ علی الترتیب ثُمَّ المُعْتِقُ ثُمَّ عَصَبَتُهٗ علی الترتیب

پھر چچا پھر باپ کے چچا پھر دادا کے چچا ترتیب وار پھر آزاد کنندہ پھر اس کے عصبات ترتیب وار

والاخیر فرضُهُنَّ النِّصْفُ والثلثان یَرِثْنَ عَصَبَةً باخوتهنَّ لاغیر

اور آخر میں عورتیں یا عصبہ اور وہ عورتیں ہے وہ عصبہ ہو جاتی ہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ نہ کہ ان کے علاوہ

عصبات کا بیان

تشریح کا حل: قولہ وعصبہ الخ شروع کتاب میں جو فرض الخ ... اس پر معطوف ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے ای الوارث ذو فرض وعصبة اور عصبہ کا لغت عربی زبان میں بچے کو کہتے ہیں۔ شرعاً یہ ہے کہ عصبہ وہ شخص ہے جو کہ میت سے اس طرح قرابت رکھتا ہو کہ میت اور اس کے درمیان کوئی مؤنث واسطہ نہ ہو

دادا اور بھائی سے خاندان میں عیب لگتے ہیں اس کی اولاد قسمیں ہیں سمی النسب، حصہ سمی کو سببی عاقلہ کہتے ہیں حصہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔ عصبہ بنفسہ جو بذات خود عصبہ ہو عصبہ بغیرہ جو دوسرے کے عصبہ بنانے سے بنے، دوسرے عصبہ مع الغیر جو دوسرے کے عصبہ ہونے سے بنے، دوسرے کا تیسرا تو ہوگا تیسرا اپنے خود عصبہ ہوا۔ پھر خود عصبہ بنفسہ چار قسم کے ہیں۔ جزء میت جیسے بیٹا اصل میت جیسے باپ دادا میت کے باپ کا جزء جیسے بھائی بھتیجا میت کے دادا کا جزء جیسے چچا اور اس کی اولاد نیچے جو سب سے زیادہ قریب اور جزء مقدم ہوتا ہے اس کو بھی اس سے فروتر ہوتا میت کا جزء اس کی اصل پر مقدم ہوگا یعنی بیٹا پر پوتا کے اس کے بعد اصل میت یعنی باپ مقدم ہوگا پھر دادا الخ مادہ کرہ الخصہ۔

قولہ ثم الاخ الخ اخ حقیقی بھائیوں پر دادا کا مقدم ہونا امام صاحب کے نزدیک ہے۔ صاحبین امام مالک امام شافعی کے نزدیک حقیقی بھائی دادا پر مقدم ہے لغوی کے لئے امام صاحب کا قول بتلا ہے بعض حضرات نے صاحبین کے قول پر فتوی ذکر کیا ہے مگر علامہ طحطاوی نے کہا ہے کہ امام صاحب ہی کا قول معتمد ہے۔

قولہ ثم الحق الخ سب سے قوی عصبہ بنفسہ ہے بنی حقیق (آزاد کنندہ) جو عصبہ کے نزدیک دوسری الاعمام پر مقدم ہوتا ہے جس کی تائید حاکم اور ابی وغیرہ نے کی ہے۔ حضرت علی اور زید بن ثابت رضی کا بھی یہی قول ہے البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے نزدیک حقیق دوسری الاعمام سے موخر ہے۔

قولہ و اللاتی الخ جن عورتوں کا عصبہ ہونا بتلایا ہے جیسے بیٹیاں پوتیاں حقیقی اور علاتی بہنیں تو یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں مائی سوتیلی اور حقیقی بہنیں اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتیں۔

وَمَنْ يُدْلِي بِعَصَبَةٍ حُجِبَ بِهِ سِوَى وَلَدِ الْأُمِّ وَالْمُحْجُوبُ يَحْجُبُ كَالْأَعْيَانِ أَوِ الْأَخَصِّ

جو عصبہ بغیر کے ذریعہ سے وارث ہوتا ہے اس کے ہوتے سوائے اولاد امی کے جو محجوب ہوتا ہے وہ محجوب کر سکتا ہے جیسے وہ بھائی اور کمتر

يَحْجُبَانِ الْأُمَّ إِلَى السُّدُسِ مَعَ الْأَبِ لَا الْمَحْرُومُ بِالرِّقِّ وَالْقَتْلِ مُبَاشَرَةً وَزُحْلَافِ الْقَتْلِ أَوِ الدَّارِ

کردیتے ہیں ان کا حصہ پھیلنے کی طرف باپ کے ساتھ نہ کہ اور محروم ہونے والا مقدم ہونے یا مباشرۃ قاتل ہونے یا اختلاف دین یا اختلاف دار کی وجہ سے

وَالْكَافِرُ بِالْمُسْلِمِ وَالْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ وَلَوْ خَلَّفَ أَحَدُهُمَا فَبِالْحَاجِبِ

اور کافر وارث ہوتا ہے مسلمان کی طرح اگر محجوب ہو ایک قرابت تو وارث ہوگا حاجب قرابت سے

لَا بِالْحَاجِبِ مُحْرِمٌ وَبِرِقٍّ وَلَدُ الزِّنَا وَاللِّعَانِ بِجِهَةِ الْأُمِّ فَقَطْ وَوُقِفَ لِلْحَمْلِ حَظُّ ابْنٍ

نہ کہ بحرم کی طرح تو تابع کرنے سے اور وارث ہوگا ذوی الارحام اور واد لعانی صرف ماں کی جہت سے اور وقف کیا جائے گا حمل کے لئے ایک بیٹے کا حصہ

وَبِنْتٍ لَا خُنْثَيَيْنِ فَمَاتَ لَا اللَّهُ وَلَا تَوَارُثَ بَيْنَ الْغَرْقَى وَالْحَرْقَى

اور ایک بیٹی کا اگر خنثیٰ ہوں اگر مرا ہو نہ کہ قتل کی صورت میں اور ثابت جانتا نہ ہوگی ڈوب کر یا جل کر مرنے والوں میں کسی

إِلَّا إِذَا عُلِمَ تَرْتِيبُ الْمَوْتَى وَهُمْ رِضْحٌ وَهُوَ فَرِيضَةٌ لَيْسَ بِهَا سَهْمٌ وَعُصْبَةٌ

الا یہ کہ معلوم ہو مرنے والوں کی ترتیب اور وہ رضح ہے اور وہ وہ فریضہ ہے جو نہ صاحب فرض ہو اور نہ عصبہ ہو

حجب کا بیان

تشریح الفاظ: قولہ وہی بدلی ہوئی ہے یہاں سے حجب کے احکام بیان کر رہے ہیں۔ حجب کے معنی روکنا اور پردہ رکھنے کے ہیں۔ اصطلاح میں اصطلاح اہل فرائض میں حجب کے یہ معنی ہیں کہ ایک وارث کا دوسرے وارث کو بعض یا کل سے محروم کر دینا۔ حجب کی دو قسمیں ہیں۔ حجب نقصان اور حجب حرمان۔ حجب نقصان وہ ہے جس سے وارث کے حصے گھٹ جائیں۔ یہ بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو کسی ایسے وارث سے ہو جو ہمیشہ وارث ہوتا ہے اور کبھی محروم نہیں ہوتا جیسے شوہر اور بیوی کو حجب نقصان ہوتا ہے اولاد کی وجہ سے۔ دوسری قسم وہ ہے جو ایک نقصان وارث ہوتا ہے اور کبھی محروم بھی ہوتا ہے۔ مصنف کے قول وہی بدلی سے مطلب یہ ہے کہ حجب نقصان کی دو قسموں میں سے یہ دوسری قسم ہے جو کبھی محروم ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ مصنف کے قول ایسے پوتے سے مطلب یہ ہے کہ حجب نقصان کی دوسری قسم کی مثال یہ ہے کہ پوتا اپنے باپ کے ہوتے ہوئے دادا کی میراث سے محروم ہوتا ہے اور باپ کے نہ ہونے کی صورت میں دادا کی میراث کا حقدار ہوتا ہے۔ مصنف کے قول اور ایسے پوتے سے مطلب یہ ہے کہ حجب نقصان کی دوسری قسم کی مثال یہ ہے کہ پوتا اپنے باپ کے ہوتے ہوئے دادا کی میراث سے محروم ہوتا ہے اور باپ کے نہ ہونے کی صورت میں دادا کی میراث کا حقدار ہوتا ہے۔

قولہ وہ محجوب الخ: محجوب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک محجوب حرمان دوسرا محجوب نقصان۔ محجوب حرمان کی مثال یہ ہے کہ باپ بیٹے کا باپ بیٹے کا دادا بیٹے کا بیٹا بیٹے کا پوتا بھائی بھائی کا بیٹا چچا چچا کا بیٹا ماموں ماموں کا بیٹا بھتیجا بھتیجے کا بیٹا۔ ان کو محجوب حرمان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی کسی حال میں بھی میراث سے حصہ نہیں پاتا۔

قولہ وہ مصحوب الخ: محجوب نقصان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کسی ایسے وارث کے ساتھ ہو جو ہمیشہ وارث ہوتا ہے۔ دوسرے کو محجوب کرنے کی مثال یہ ہے کہ باپ بیٹے کا دادا بیٹے کا بیٹا بیٹے کا پوتا بھائی بھائی کا بیٹا چچا چچا کا بیٹا ماموں ماموں کا بیٹا بھتیجا بھتیجے کا بیٹا۔ ان کو محجوب نقصان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی کسی حال میں بھی میراث سے محروم نہیں ہوتا۔

قولہ لا المحروم الخ: محجوب نقصان کے ساتھ محروم حرمان کی میراث کا حکم یہ ہے کہ محروم حرمان محجوب نقصان کا قاتل ہو یا مرتد ہو یا کافر ہو یا غلام ہو تو ان میں سے ایک بھی محجوب نقصان کو حجب نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک شخص کا بیٹا کافر ہو یا قاتل ہو یا مرتد ہو یا غلام ہو تو ان میں سے ایک بھی اپنے باپ کے ہوتے ہوئے دادا کو حجب نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ایک شخص کا بیٹا کافر ہو یا قاتل ہو یا مرتد ہو یا غلام ہو تو ان میں سے ایک بھی اپنے باپ کے ہوتے ہوئے پوتے کو حجب نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ایک شخص کا بیٹا کافر ہو یا قاتل ہو یا مرتد ہو یا غلام ہو تو ان میں سے ایک بھی اپنے باپ کے ہوتے ہوئے پڑپوتے کو حجب نہیں کر سکتا۔

قولہ وہو حجب الخ: حجب کی دو قسموں میں سے ایک قسم وہ ہے جس میں حاجب کی وجہ سے محجوب کی وراثت ساقط ہو جائے۔ جیسے باپ کی وجہ سے بھائی کا حجب۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں حاجب کی وجہ سے محجوب کی وراثت ساقط نہ ہو بلکہ اس کے حصے میں کمی ہو جائے۔ جیسے شوہر کی وجہ سے بیوی کا حجب۔

ذوی الفروض اور عصبات کا بیان

قولہ والوارث الخ: وارث کی تعریف اور اس کی قسموں کا بیان ہو چکا ہے۔ اب یہاں سے ذوی الفروض اور عصبات کا بیان ہے جو وارث کی قسموں میں سے پہلی قسم ہے۔ ذوی الفروض کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسے وارث ہیں جن کے حصے قرآن میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کی تعداد بارہ ہے۔ ان میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں۔ مرد یہ ہیں (۱) باپ (۲) دادا (۳) بیٹا (۴) پوتا۔ عورتیں یہ ہیں (۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) ماں (۴) دادی (۵) نانی (۶) حقیقی بہن (۷) علاتی بہن (۸) اخیافی بہن۔ ذوی الفروض کے حصے چھ ہیں۔ نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث، سدس۔ ان حصوں کی تفصیل آگے آئے گی۔ ذوی الفروض کی تعریف میں ہم نے کہا کہ وہ ایسے وارث ہیں جن کے حصے قرآن میں مقرر کیے گئے ہیں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ذوی الفروض کے حصے قرآن میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے حدیث میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتاب حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے سنت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اجماع امت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قیاس شرعی حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عقل سلیم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے فطرت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے طبیعت سلیمہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے عادت حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رسم حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے رواج حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے قانون حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے ضابطہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے آئین حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے دستور العمل حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے منشور حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے اعلامیہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے بیان حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تقریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے تحریر حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ حسنہ میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ذوی الفروض کے حصے کتا

فقہ نیز حضرت علی نے بھی صفین اور جمل کے مقتولین میں یہی بیان فرمایا تھا۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

ذوی الارحام کی میراث کا بیان

قولہ وھو رحم الخ قولہ السابق "بعصبۃ" پر معطوف ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے یہاں سے ذوی الارحام کی وراثت کا بیان ہے اکثر صحابہ کرام حضرت علی حضرت عمر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت مشہورہ اور ثوری ذوی الارحام کے قائل ہیں ائمہ حنفیہ اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابن عباس (بروایت شاذہ) ان کی توریث کے قائل نہیں۔ وارث نہ ہونے کی صورت میں صرف مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا امام شافعی اور امام مالک بھی اسی کے قائل ہیں دلیل یہ ہے کہ جن صحابی نے آیت مواریث میں صرف ذوی الفروض اور عصبات کا حصہ بیان کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ آیت "واولو الارحام بعضھم اولی ببعض" کی بنا پر اولی بمعنی بعض من عمومۃ کی نئی ہے۔

قولہ وھو قریب ساقط صلب میں سے کہ رحم مراد ہے اصل عورت کے پیٹ کا وہ حصہ ہے جہاں بچہ رہتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو ذوی الارحام کہتے ہیں جو رحم سے پیدا ہوں اور ان کی اولاد اور شاخ داری ہو خلاصہ بیان فرماتے ہیں کہ ذوی الارحام متفرع شدہ اولاد ہیں کو بھی کہتے ہیں خواہ ان سے کسی قسم کی شاخ جاری ہو اصطلاح میں ذوی الرحم ہر وارث ہونے والے ذوی الفروض سے عاصب سے اور نہ صاحب عصبات میں چار قسم کے لوگ ہیں (۱) جزئیت کی طرف منسوب ہوں جیسے لڑکیاں نواسیاں (۲) جن کی طرف میت منسوب ہو جیسے دادا کا باپ نانا (۳) جزئیت کے والدین میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہوں جیسے بھوں کی اولاد بھائیوں کی بیٹیاں پھوپی بھائیوں کے بیٹے (۴) جزئیت کے دادا یا دادی یا نانی کی طرف منسوب ہوں جیسے پھوپھیاں خالہ یا ان جیسے سب لوگ ذوی الارحام میں داخل ہیں۔

ولا یرث مع ابن صلب وعصبۃ سوی احد الزوجین القائم الزوج علیھا والزوجۃ علیہ

اور وارث نہیں ہوتا کسی صاحب فرض اور عصب کے ساتھ سوائے شوہر یا بی بی کے ساتھ کے کل یا زوجہ ہونے کی حالت اور ان کی ترتیب

کترتیب العصبات والزوج بقرب الزوجۃ ثم بکون الاصل والولاء وعند اختلاف جھۃ القرابۃ

عصبات کی ترتیب کے مثل ہے اور زوج زوجہ کے قرب سے ہے پھر اصل کے (اصل، دادا سے اور جہت قرابت کے اختلاف کے وقت

فلقرابۃ الاب صنف قرابۃ الام وان اتفق الاصلان فالقسمۃ علی الابدان

باپ کی قرابت والے کے لئے جدا ہے ماں کی قرابت والے سے اور اگر اصلیں ایک ہوں تو تقسیم شمار کے لحاظ سے ہوگی

والا فللاحد منھم وظوظ من نظیر المختلف.

ورنہ جدا جدا ان سے ہوگا اور اصل ان میں سے جس میں اختلاف ہو جیسے۔

تشریح للفقہ قولہ ولا یرث الخ ذوی الرحم کسی صاحب فرض اور عصب کے ساتھ وارث نہیں ہوتا بلکہ شوہر اور بیوی کے کہ ان کے ساتھ ہو تو باوجود یکہ یہ دونوں صاحب فرض ہیں مگر ان کے ساتھ وارث ہوتا ہے جیسا کہ یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کو پوتا یا اس جیسا نہیں پہنچا جاتا۔ بخلاف اور فرض والوں کے کہ ان کے حصے سے بچا ہوا پوتا یا اس جیسا نہیں حسب حصص دا پورا دے دیا جاتا ہے۔

قولہ وھو قولھم الخ ذوی الارحام کی ترتیب ترتیب عصبات کے مثل ہے تو اگر میت بیٹیوں یا پوتیوں کی اولاد منقسم ہوگی اور ہر قسم

پر پھر کامل میت یعنی جد کامد اور جدات فاسدہ یکھر میت کے والدین فالج یعنی اصلی یا حقیقی یعنی بھائیوں کی اولاد پھر ہیں اور جد کی کی اولاد یعنی پھوپھی کی اولاد پھر چچا کی اولاد کیاں تر تیب سے کے ماں خالہ وغیرہ۔

قولہ والمرجح الخ وجہ ترجیح الخ وجہ الارحام ہی جدہ کے قرب سے ترجیح ہوتی ہے یعنی قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور والے کو نہیں ملتا اور اگر قرب میں برابر ہو تو پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس کی اصل وارث ہے کون نہیں۔ اگر وارث ہو تو اس کو اس پر مقدم کرتے ہیں جس کی اصل وارث مسلمان اگر کیجئے کی بیٹی اور مشیر زادی کا بیٹا وارث ہو تو مال بردار زادہ کی دختر کو ملے گا۔ کیونکہ اس کی اصل یعنی برادر زادہ عصبہ ہے اور مشیر زادی کے برکر ہے گا کیونکہ اس کی اصل یعنی مشیر زادی وارث نہیں ذوالرحم ہے۔ (احسن)

قولہ وعند اختلاف الخ جب ذوی الارحام کی جہت قرابت میت سے مختلف ہو تو جس کی قرابت باپ کی طرف سے ہوگی اسکو دگنا ملے گا۔ اور جس کی قرابت ماں کی طرف سے ہوگی اس کو اکہرا ملے گا مثلاً میت نے اپنے باپ کا نانا اور ماں کا دادا چھوڑا تو اول کو دو تہائی اور دوم کو ایک تہائی ملے گی۔ (احسن)

قولہ وان اتفق الخ اگر ذوی الارحام کی جنسیں ایک ہوں تو ترکہ کو ان کی تعداد پر تقسیم کریں گے مثلاً ایک لڑکی کی اولاد یا دو بہنوں کی اولاد ہو تو سب بھانجوں بھتیجوں کی تعداد گن کر ترکہ کو برابر تقسیم کر دیں گے اگر سب مذکر یا سب مؤنث ہوں۔ اور اگر کچھ مرد اور کچھ عورتیں ہوں تو عورتوں کے حصے کی نسبت سے دگنا دینے لگیں گے اور اگر ان کے حصوں میں مذکر اور مؤنث ہونے کی صفت مل جمع ہوں بلکہ بعض کی اصل مرد ہو اور بعض کی عورت تو جس میں اختلاف ہوگا اس میں ان کو ابا کر ضعف انثائی کے طریق پر تقسیم کیا جائے گا۔ پھر ایک کا حصہ اس کے فروع کو دیا جائے گا۔

محمد عفی عنہ محمد اشرف

والفروض بضع وربع وثمن ونصف وسدس ومخارجها بثلاث للنصف

اور فروض یہ ہیں آدھا چوتھائی آٹھواں دو تہائی ایک تہائی چھٹا اور ان کے مخارج تین کا عدد ہے آدھے کے لئے

واثنين وثلثين وستة سبعها واثنا عشر واربعة وعشرون بالاختلاط.

اور چار اور آٹھ اور تین اور چھ کا عدد ہے اپنے اپنے حصوں کے اور چوبیس کا عدد ہے اختلاط کی حالت میں

مخارج فروض کا بیان

قولہ والفروض الخ یہاں سے مخارج فروض بیان کرنا ہے جن کی تعداد مجموعہ کلمات میں مذکور ہے یعنی مخرج اس عدد کو کہتے ہیں جس سے کوئی کسر یعنی حصہ جیسے نصف یا ثلث یا ربع نکل سکے اور اس سے سہام بغیر کسر کے نکلیں اس کی تین قسمیں ہیں کہ قرآن پاک میں جو حصے مذکور ہیں وہ چھ طرح کے ہیں تین ایک قسم کے نصف ربع ثمن اور تین دوسری قسم کے یعنی ثلثین ثلث اور سدس ان کے مخارج کی تخریج یہ ہے کہ آدھے کیلئے مخرج دو کا عدد ہے اور چوتھائی کیلئے چار کا اور آٹھویں حصہ کیلئے آٹھ کا اور دو تہائی کیلئے تین کا اور ایک تہائی کیلئے تین کا اور چھٹے حصے کیلئے چھ کا۔ تو جب مسائل میں ان فروض میں سے ایک ایک آئے تو مخرج اس کا ہوگا مثلاً میت نے بنا چھوڑا تو شوہر کو نصف ملے گا اور بیوی کو ربع ملے گا پس اس صورت میں فروض مذکورہ میں سے صرف ربع سے ابتدا کرنا چاہئے گا اور یہی چار کا مخرج قبول کرنے کا صورت ہے ہیئت مسئلہ اور جب ان فروض میں سے دو دو یا تین تین آئیں اور سب ایک ہی قسم کے ہوں تو ان کا مخرج وہی ہوگا جو ان میں سے کسی ایک کا مخرج ہے مثلاً میت نے شوہر اور ایک لڑکی اور ایک چچا چھوڑا تو شوہر کو ملے گا نصف اور لڑکی کو بھی نصف اور ربع بچا جو کہ چچا کو ملے گا پس یہاں نصف اور ربع جمع ہوئے جس میں مخرج اور جزء ہے اس کا مخرج کیا

جائے گا صورت یہ ہے

اور اگر میت نے بیوی اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑا تو بیوی کو ایک بیٹی کی وجہ سے نسب ملے گا اور باقی مصب لے گی تو یہ مسئلہ اور تصحیح اور سہم بن میں پھوٹ مذکور ہے اس کا مخرج آٹھ ہوگا صورت یہ ہے

اور اگر پہلی قسم میں سے صرف ایک دوسری قسم سے ایک بیوی ہو یا دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو مسئلہ چھ سے ہوگا اور مخرج چھ کا عدد

اور اگر پہلی قسم سے صرف ایک بیوی ہو اور دوسری قسم کے اخلاق میں سے کوئی بیوی ہو تو مخرج بارہ ہوگا اور اگر دونوں قسموں کی بیویاں ہوں اور ایک بیوی کا ہو تو تو مخرج کا عدد چوبیس کا ہوگا اور اگر دونوں کی بیویاں ہوں تو مخرج بتیس کا ہوگا صورت یہ ہے

اور اگر پہلی قسم سے تین اور دوسری قسم کے کوئی ورثہ کیسا تھ ہو تو مخرج چوبیس کا عدد ہوگا مثلاً میت نے بیوی اور ایک بیٹا ایک چچا چھوڑا تو بیوی کا حصہ تین ہے اور لڑکیوں کا اخلاق تو سکہ چوبیس سے ہوگا صورت یہ ہے

ونقول بزيادة السدسة الى عشرة ونقول ايضا وان عشر الى سبعة عشر ونزاد بزيادة واحدة واحدة وعشرون الى سبعة وعشرين اور ہم کہتے ہیں کہ تصحیح میں ان چھ کو قبول کرتا ہے دس تک باقی اور ہم کہتے ہیں اور زیادہ کیا جائے گا ہر ایک کے ساتھ ایک ایک یہاں تک کہ اکیس سے ستائیس تک

عول کا بیان

تشریح اللغۃ قولہ وتعول الی تحول کہتے ہیں بدلنے کو اور عول تحت میں جو خصوصیت ہے وہ بلحاظ لغت کے نہیں ہے بلکہ اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصحاب فروض کے حصوں کے مخرج کا عدد کم ہے اور ان کے حصوں کے مجموعہ کے مخرج میں کچھ اضافہ کر دیا جاتا ہے تاکہ سب حصے والوں کو اس سے حصہ مل سکے تو اس اضافہ کا نام عول ہے۔

وکذا تصحیح کی مثال ہے ۲۴ سے ۲۷ تک حقیقت میں پہلی مثال سے چوبیس فروض کی حالت میں اور تیسری مثال ۲۴ سے ۳۲ تک اخلاق کی حالت میں مخرج ثابت اور شان کا مخرج ہے اس سے ایک عدد کو کیا چیز نصف اور سدس کی اضافہ میں ایک مخرج بنایا ہے جس سے ان کے ایک اور ۲ حصے ہیں سات ورثہ کے ہیں جن سے ۲۴ کی تعداد کا ہوں نہیں ہوتا ہے پہلی مسئلہ کی تین صورتیں ہیں اور اپنے مخرج کے ساتھ ہیں ۲۴ سے ۲۷ تک مخرج کم ہوتا ہے اور ۲۷ سے ۳۲ تک مخرج زیادہ اس لیے کہ میں عول کی ضرورت ہوتی ہے۔ (نور محمد عفی عنہ)

قولہ فصح چھ کا عول اس تک ہوتا ہے جو کہ بھی تین سات اور نو کی طرف اور جمعہ بھی یعنی تم ورثہ کی طرف اس کی مثالیں یہ ہیں۔ (شامی ہیں)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تباین یعنی چار بیس گے۔ اور چار کی ان پر بلا کسر تقسیم ہو جاتا ہے تو ضرب کی ضرورت نہیں صورت یہ ہے۔

مسئلہ ۴		
ب	ج	
۲	۲	

لیکن اگر برابر تقسیم نہ ہو تو ضرب کی ضرورت ہوتی ہم دیکھیں گے کہ کسر کسی ایک فریق پر ہے یا تمام پر، گر ایک ہی فریق پر ہو تو اس فریق کے سہام اور رؤس میں نسبت کو دیکھیں گے اگر توافق کی نسبت ہو تو وفق رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر مسئلہ میں عول ہو تو عول میں ضرب دیں گے مثلاً میت نے والدین اور پانچ لڑکیاں چھوڑی تو والدین کے سہام سدس سدس ملے گا اور لڑکیوں کو دو تہائی ملے گا یہ مسئلہ چھ سے ہوا کیونکہ سدس اور ثلثان چھ سے اب ماں باپ پر تو ایک ایک سہم برابر تقسیم ہے لیکن پانچ لڑکیوں پر چار منقسم نہیں ہوتے تو اس کا دو طرف جائیں گے موافقہ رؤس یعنی دس اور عدد سہام یعنی چار میں توافق بالنصف ہے کیونکہ دو چار کا دو مرتبہ اور دس کو پانچ مرتبہ فنا کر دیتا ہے پس وفق رؤس یعنی پانچ کو اصل مسئلہ یعنی چھ میں ضرب دیں گے جس سے تیس حاصل ہوں گے۔ پھر وفق رؤس (پانچ) کو سہام سے ضرب دے کر تقسیم کریں گے تو والدین کو پانچ پانچ ملیں گے اور ان لڑکیوں کو مجموعہ میں اور فرداً فرداً دو دو بصورت یہ ہے۔

مسئلہ ۶ تصحیح ۳۰		وفق ۵
ب	ج	
۴	۴	
۲۰	۲۰	۱۰

عول کی مثال یہ ہے

مسئلہ ۶ عول ۷ تصحیح ۴۲			
ب	ج	د	
۴	۴	۴	
۲۴	۲۴	۲۴	۱۲

وَإِلَّا فَاضْرِبْ فِي الْفَرِيضَةِ فَالْمَبْلَغُ مَخْرَجٌ وَمِنْ تَعْدُدِ الْكَسْرِ وَتَفْعَلُ ضَرْبَ وَاحِدٍ فَإِنْ دَخَلَ فَالْأَكْثَرُ

اور اگر عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں جس حاصل ضرب خرج ہوا اس کو اگر نہ ہو کسر پر تو شامل ہو تو ضرب دیجئے کسی ایک کو اصل مسئلہ سے اور تو ہو تو عدد کو

وَإِنْ تَوَافَقَ فَالْوَفْقُ وَإِلَّا فَالْعَدَدُ فِي الْعَدَدِ ثُمَّ إِنْ ثَمَّ الْمَبْلَغُ فِي الْفَرِيضَةِ وَعَوْلِهَا

اور توافق ہو تو وفق عدد کو اور نہ ہو تو اس کو دوسرے عدد میں ضرب کرتے پھر جس سے حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں اور عول ہو تو اس میں ضرب دیجئے

تشریح اللغۃ قولہ والا فاضرب الخ کسر تو ایک ہی فریق پر ہو لیکن عدد رؤس اور سہام میں توافق نہ ہو تو ان میں سے کسی فریق کے سہام میں کسر جہاں سے کہ کل عدد رؤس کو اصل مسئلے میں ضرب دیں گے اور اگر اصل مسئلے میں عول ہو تو عول میں ضرب دیں گے مثلاً میت نے والدین اور پانچ لڑکیاں چھوڑی تو والدین کو چھٹا حصہ یعنی ایک ایک اور پانچ لڑکیوں کو دو تہائی یعنی چار ملے اور لڑکیوں والے فریق کے سہام میں کسر ہے اور عدد سہام (چار) اور عدد رؤس (پانچ) میں تباین ہے تو عدد رؤس یعنی پانچ کو اصل مسئلہ یعنی چھ سے ضرب دیں گے۔ صورت یہ ہے

مسئلہ ۶ تصحیح ۳۰			عول کی مثال یہ ہے	مسئلہ ۶ عول ۷ تصحیح ۴۲			
ب	ج			ب	ج	د	
۴	۴			۴	۴	۴	
۲۰	۲۰	۱۰		۲۴	۲۴	۲۴	۱۲

قولہ وان تعدد الکسر الخ اگر دو یا اس سے زیادہ فریقوں پر کسر ہو تو جس جس فریق پر کسر ہو ان کے عدد سہام اور عدد رؤس میں مثل سابق نسبت کا لحاظ کریں گے اگر ان میں تماثل ہو تو عدد سہام میں سے کسی ایک کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے ورنہ جہاں تک مثلاً میت نے چھ لڑکیاں تین جدات اور کسی چچا چھوڑے تو یہاں سدس اور ثلثان جمع ہونے کی وجہ سے اصل مسئلہ چھ سے ہوا

جس میں اصل کے سہام (چار) میں تو ثلثی ہے مصنف سے بن نصف (دو) اور وقف (دو) میں سے ہاشم کو اور کھا اور عدت کے سہام اور کی میں ان کی عمر تنگدستی کی طرف جھکاؤ ہے جس کی وجہ سے ہاشم کو اس لئے کہ ایک کے کل (دو) محفوظ رکھا اس کے علاوہ ان تمام اور محفوظ میں نسبت تلاش کی تو تمام پانچ ان میں سے کسی ایک (تین) کی اصل سے ضرب دینے سے اور حاصل ہوا کے ادائی الفاظ سے سب کو تقسیم کیا جائے تو صورت یہ ہے

فرقہ وان لم تفاضل الخ اور اگر بعض ورثاء کو بعض پر فضیلت دی جائے تو سب سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تب مسئلہ صحیح ہوگا مثلاً میت نے چار بیٹیاں تین عدالت اور ایک فاسق چھوڑے تو (دجات) تین کی بجائے اور تین اور بہت سوں کی بجائے سو کی صحیح ہوئے تو یہ ہے اصل مسئلہ بارہ سے (تین) کو دجات کے دے اور سوں (دو) جہات کے ہوئے اور باقی بطریق صورت الم کا ہوا اب یہاں دو ہیں میں تو اصل کی نسبت سے کیونکہ ۱۲ میں ۲ سے ۶ تین سے تقسیم ہو جاتا ہے تو سب سے ۲ سے (بارہ) کو اصل مسئلہ (بارہ) سے ضرب دیں گے جس سے ۲۴ حاصل ہوں گے ان میں سے (دو) دو جہات سے تین (تین) سے ضرب دیں گے تو چھ ان دو جہات کو ہوں گے ۳ اور فی سر تو ملیں گے عدالت کے حق سدس (۱) کو بارہ سے ضرب دیں گے تو تین جہات کو ہوں گے ۳۶ اور فی کس آٹھ ملیں گے اور بارہ امام کے حق ۳ سہام (سات) کو بارہ سے ضرب دیں گے تو ۲۱ ہوں گے مجموعہ ۸۴ اصل کس سات ملیں گے۔ صورت یہ ہے

فرقہ وان تفاضلوا الخ اور بعض ورثاء کو بعض پر فضیلت دی کسی ایک عدد کے وفق کو دوسرے کے وفق سے ضرب دیا جائے گا پھر حاصل ضرب کو تیسرے عدد کے وفق سے ضرب دیا جائے گا۔ بشرطیکہ حاصل ضرب کو تیسرے کے وفق نہ ہو۔ پھر حاصل ضرب کے اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے گا مسئلہ یہ ہے چار دجہات الخ اور کہاں چھ بیٹیاں اور چھ چچا تو مجموعہ تعداد ۱۲ ہوئے ان سے ہم نے جمع سہام (چار) کو محفوظ رکھا اور اخوات کو تین کو وہ تہائی (سہام) سے تو ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتے اور دوسرا عدد تین تو ثلثی یا نصف ہے لہٰذا دو (۲) کو محفوظ رکھا اور بارہ عدالت کے لئے سدس (چار) میں اور دو سہام میں تباین ہے لہٰذا ضرب دو (بارہ) محفوظ کیا اور چچا عام کے لئے ثلثان (ایک) ہے ان کے دو کس اور سہام میں بھی تباین ہے لہٰذا ضرب دو (بارہ) کو محفوظ کیا سب کل عدد رؤس مجموعہ ۲۴، ۱۲، ۱۲ ہوئے اور ہم نے ان میں نسبت تلاش کی تو ۲ ثلثان النصف تلاش کی سے چار کے نصف دو کو چوتھی ضرب دیا تو عمل ضرب ۲۴ سے اب بارہ اور ثلثان النصف کی نسبت تلاش کی تو بارہ کے ثلث چار کو تین سے ضرب دیا تو حاصل ضرب ۳۶ ہوئے اب ۱۲ اور ۲۴ میں بھی ثلثان النصف ہوا ان سے تیسرے نے ثلث بارہ کو پانچ سے ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۸۰ ہوئے پھر اس مجموعہ اصل مسئلہ ۲۴ سے ضرب دو ۴۳۲۰ ہوا پس ۱۸۰ کو ہر ایک حصہ میں ضرب دیئے سے چوتھی دجہات کو مجموعہ ۱۵۳۶ اور قرد اور ۱۲۳۵ اور اخوات کو ۱۲۳۵ اور فرد الفرد ایک سو ساٹھ اور پندرہ جہات کو مجموعہ سات سو اسی اور سولہ کو مجموعہ ایک سو اسی اور فرد الفرد آئیں ملیں گے۔ صورت یہ ہے

قولہ ولا فالعدد الخ۔ گر اعداد میں توافق نہ ہو تو یا تو کسی ایک عدد کو جمع عددی میں ضرب دیں گے اعداد کے حاصل ضرب کو صحیح حالت میں ہر اس کے حاصل ضرب کو صحیح رکھ میں دیکھا اس کے بعد جو کچھ جمع ہو اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور جو حاصل ہو گا اس میں ضرب دیں گے مثلاً میت نے دو بیویاں چھوڑیں اور سات بچیاں چھوڑے تو اصل مسئلہ چار بنے گا جس کا کاٹنا (تین) کا دوسروں کو ملا۔ عدد ان سے دو کو دوسرا سہام میں تین نے اس لئے عدد دو (۲) کو محفوظ رکھا اور دو توافق (چار) جہات کو ملا ان سے دو سہام میں توافق بالنصف ہے اس لئے صف عدد دو (۲) کو محفوظ کیا اور دو توافق (سات) میں لڑکیوں کو ملا۔ ہمیں بھی توافق ہے اس لئے صف عدد دو (۲) کو محفوظ کر لیا۔ اب کل ۱۰×۳=۳۰ تیس تباکا عدد ہو گئے۔ پس ہم نے دو کو تین سے ضرب دیا تو چھ ہوئے۔ پھر حاصل ضرب چھ کو پانچ سے ضرب دیا تو تیس ہوئے پھر تیس کو سات سے ضرب دیا تو دو سو دس ہوئے۔ اب اس مجموعہ کو اس مسئلہ چوبیس میں ضرب دیا تو کل ۵۰۴۰ ہوئے اسی سے سب کے حصے بنیں گے پس طور کہ حاصل ضرب دو سو دس کو ہر فریق کے حصہ میں ضرب دیا تو ہر جہات کو محفوظ چھ سو تیس ہوئے اور فرد اور تین سو پینتیس اور چھ جہات کو محفوظ ایک ہزار آٹھ سو چالیس اور فرد اور ایک سو سولہ اور دس جہات کو محفوظ تین ہزار تین سو ساٹھ اور فرد اور تین سو پچھتر اور ساتھ اعمام کو محفوظ دو سو دس اور فرد اور تیس ملیں گے۔

صورت یہ ہے۔

میت ۱			
۲	۳	۲	۲
۵	۵	۵	۵
۷	۷	۷	۷
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۵۰۴۰	۵۰۴۰	۵۰۴۰	۵۰۴۰
۲	۳	۲	۲
۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
۱	۱	۱	۱

علیہ ہوں ۔۔۔ یہ مسئلہ بھی سہ رقمہ ایک جنس کے لوگ ہوں بلکہ دو یا اس سے زیادہ جنسیں ہوں اور ان کا یہ حکم ہے کہ یہ حصص کے تواب ہوں ورثہ کے ساتھ ان کا بعد علیہ بھی ہو ۔ چہارم یہ کہ ایک جنس کے لوگ سہ ہوں بلکہ دو یا اس سے زیادہ جنسیں ہوں ورثہ کے ساتھ ان کا بعد بھی ہو ۔

پہلی قسم تو ظاہر ہے کہ اگر مسئلہ میں صرف ایک ہی جنس کے لوگ ہوں اور ان کا بعد علیہ ہو تو اس صورت میں مسئلہ ان کے عدد رؤس کے مطابق ہوگا مثلاً میت نے دو لڑکیاں چھوڑیں تو اصل مسئلہ ان سے بنانا چاہئے کیونکہ یہ ان کا حق متعین ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو ایک حق اس کی طرف منتقل ہو جائے گا اس لئے مسئلہ تین سے بنانا چاہئے کہ کسر کے اعتبار سے کم کر کے اعتبار کرنا ہی بہتر ہے ۔ بخلاف حنفیہ کے کہ وہ کسر کو کسی حال میں بھی اعتبار نہیں کرتے ۔

والا فمن سهامهم فمن اثنين فورثتهم ثلثة وسدس وارتفعا فلو بصفة وسدس

اور ان کے سہام کے وافق ہوگا پس وہ سے ہوگا اور دو سدس ہوں اور تین سے اگر تہائی اور چھٹا ہو اور چھٹا ہو

فخصتهم لوثلثان وسدس او بصف وسدسان اوبصف وثلث ولو مع الاول من ذكر فله

اور پانچ ۔ اگر وہ تہائی اور چھٹا اور دو چھٹے یا آدھا اور تہائی ہوں اگر ہر حال کے مرتکب وہ جس پر وہ کہیں ہوا

اعط فريضة من واقل مخارجه ثم اقسم الثابتي فمن يرد عليه كزوج وثلث بناب وان لم يستقم

تو دیدے ۔ اس کا فرض اقل مخارج سے پھر تقسیم ہو سے وافق کی وجہ سے جس پر جیسے شوہر اور تین بیٹیوں اور اگر چہ سے

فان وافق رؤسهم فاضرب وفق رؤسهم في مخرج من لايرد عليه كزوج وست بنات والا فاضرب

تو پھر ان کے رؤس میں وافق ہو تو ضرب دے وافق رؤس کو مخرج میں جیسے شوہر اور چھ بیٹیاں تو ضرب دے

كل رؤسهم في مخرج فرض من لايرد عليه كزوج وخمسي بنات

کل رؤس ان کی مخرج میں سے فرض کے مخرج کی جیسے شوہر اور پانچ بیٹیاں

تشریح الفاظ قولہ والا ۔۔۔ یہ دوسری قسم کا بیان ہے اگر مسئلہ میں صرف من پر علیہ ہوں اور کسی واحد کے سہام ہوں یا اس سے زیادہ کے سہام ہوں تو مسئلہ کی تصحیح کے لئے دیکھا جائے گا کہ سہام اور رؤس میں توافق ہے یا نہیں ۔ اگر توافق ہے تو رؤس کو سہام کے وفق سے ضرب دیں گے اور جو حاصل ضرب آئے گا وہ مسئلہ ہوگا ۔ اور اگر توافق نہیں ہے تو رؤس کو سہام میں ضرب دیں گے اور جو حاصل ضرب آئے گا وہ مسئلہ ہوگا ۔ پس اس صورت میں

...ہیں ایک بیٹے سے بڑھ کر ہیں جو کہ ان کے بھائی ہیں اور ان کی بہنیں ہیں ان کے لئے کل عدد ۲۵ ہے اور اصل مسئلہ بھی چار سے ضرب ہے کل ۱۰۰ ہوئے اور ان کے حصے ۲۵ ہیں اور ان کے حصے ۷۵ ہیں

و ان مات البعض قبل القسمة فتصحیح مسئلة المیت الاول واعط سهام کل وارث لم یصح
ہو جائے والی تصحیح سے حصہ تو صحیح کر میت اول کے مسئلہ کو جو دے ہر وارث کا حصہ
مسئلة المیت الثانی فانظر بین ما بقی بیده من التصحیح الاول وبین التصحیح الثانی لمسئلة
میت ثانی کا مسئلہ دیکھ کہ جو کچھ صحیح ثانی کے باقی علیہ میں اور صحیح ثانی میں کتنی باتوں
فان استقام فاضرب مافی یده من التصحیح الاول علی التصحیح الثانی ولا ضرب وصححا من تصحیح لمیت الاول
پس اگر مستقیم ہو صحیح اول کا باقی علیہ صحیح ثانی پر تو ضرب کی ضرورت نہیں ہوتی صحیح ہوئے دونوں مسئلے میت اول کی صحیح سے
وان لم یستقم فان کان بینهما موافقة فاضرب وفق التصحیح الثانی فی کل التصحیح الاول
اور اگر مستقیم نہ ہوا تو اگر ان میں موافقت ہو تو ضرب دے صحیح ثانی کے وفق کو صحیح اول کے کل میں
وان کان بینهما مباینة فاضرب کل التصحیح الثانی فی التصحیح الاول فالمبلغ مخرج المسئلین
اور اگر ان میں مباینت ہو تو ضرب دے کل صحیح ثانی کو صحیح اول میں پس جو حاصل ضرب ہو دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا
واضرب سهام ورثة المیت الاول فی التصحیح الثانی او فی وفقه
اور ضرب دے میت اول کے ورثہ کے سہام کو صحیح ثانی میں یا اس کے وفق میں
وسهام ورثة المیت الثانی فی نصیب المیت الثانی او فی وفقه
اور میت ثانی کے ورثہ کے سہام کو نصیب میت ثانی کے یا اس کے وفق میں

مباحث

تشریح الفقہ قولہ وان مات البعض الخ یہاں سے ماتن کے تمام بیان کردہ مباحث کی تشریح ہے یعنی مختلف صورتیں یہاں اس سے مراد ہے کہ اصل میت کا کوئی وارث مثلاً بیٹا یا بیٹی ہو اور اس کے حصہ کا مال پھیلوں کی طرف منتقل ہو جائے یہی صورت میں پہلے میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کیا جائے گی اور ورثاء کے سہام دیدیے جائیں گے پھر میت ثانی کے مسئلہ کی صحیح کا تعلق ورثاء اول کے باقی الید میں کچھ آئے گا اس میں مقابلہ ہے یا وافق یا تماثل یا تداخل اگر صحیح اول کا باقی الید صحیح ثانی پر مستقیم ہو جائے یعنی ثانی پر منقسم ہو جائے جیسے وارثوں میں ایک زوجہ ہے جو میت ثانی کی وارث ہے اور کوئی وارث نہیں اور اگر مستقیم نہ ہو تو میت ثانی کے سہام اور اس کے مسئلہ میں موافقت ہو یعنی صحیح ثانی کو جزء صحیح اول میں ضرب دیں گے اس حاصل ضرب کو دونوں مسئلوں کا مخرج کہا جائے گا اس کے بعد میت اول کے سہام کو حاصل ضرب میں ضرب دیں گے جتنا حصہ ہر وارث کا بنے گا اس کو صحیح ثانی کے وفق میں ضرب دیں گے اسی طرح ہر وارث کا حصہ معلوم کر کے کل یا اس کا جامع دیں گے اس میں احوال کثیرہ ہیں مثلاً میت اول کے ورثاء اور جائیداد کتنی اول ہے کہ ایک عورت دو بیٹی اور ماں چھوڑ کر فوت ہوئی پھر دو بیٹی تقسیم ہونے سے پیشتر ایک زوجہ اور والدین چھوڑ کر مر گیا پھر ایک بیٹے اور ایک بیٹی اور اس جدہ کو چھوڑ کر مر گئی جو میت اول کی بیٹی اور بھائی چھوڑ کر مر گئی تو اس میں میت ثانی مستقل مسئلہ ہے اور میت ثالث کو اول کی میت ثانی سے ہم نے پہلے میت اول کا مسئلہ صحیح بنایا جو عورت کو اس کے

سہا سو ہے پھر عائلی مسئلہ تصحیح کی اور میت ثانی اور اس کی تصحیح میں غور کیا تو مسئلہ اولیٰ کی تصحیح نصف و ربع اور سدس کے اجتماع کی وجہ سے بارہ سے ہوئی اور فرض کرو کہ بارہ میں ہی طور کہ زوج کے تین سہم اور بنت کے چھ اور ماں کے دو ہوئے یہ سہم باقی رہا اس کو بھی اور ماں پر ان کے سہام کے مطابق رد کر دیتے تو اصل رد کی ضرورت پڑی اور اس مسئلہ میں من یرد علیہ کی دو جنسوں کے ساتھ من لا یرد علیہ تھا اور ہم کیسا تھ زوج تھا زوج کا حصہ اقل فاضل یعنی ۳ سے دیا اور من لا یرد علیہ کا مسئلہ بھی چار سے اس واسطے کہ اگر ربع سے تصحیح نظر کریں تو مسئلہ چھ سے ہے۔ نصف یعنی تین بنت کا فرض ہے اور سدس یعنی ایک ام کا ہے تو من یرد علیہ کا مسئلہ چار ہوا اور زوج کو دینے کے بعد تین باقی ہے وہ من یرد علیہ کے مسئلہ پر مستقیم نہیں تو من لا یرد علیہ کے فرض کے فرض سے من یرد علیہ کے مسئلہ کو یعنی چار کو ضرب دینے کی ضرورت پڑی اور من لا یرد علیہ کے فرض کا فرض بھی چار ہے تو چار کو چار میں ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے۔ اب زوج کا حصہ چار میں سے ایک تھا جب اس کا مسئلہ من یرد علیہ یعنی چار میں ضرب دیا تو چار ہی ہوئے اور من یرد علیہ کا حصہ فرض فرض کی باقی میں ضرب دیا تو ماں کا حصہ چار میں سے ایک تھا جب اسکو اس تین میں ضرب دیا تو جو فرض سے باقی ہے تین ہی حاصل ہوئے حصہ بنتین کا حصہ تین تھا جب اس کو تین میں ضرب دیا تو نو حاصل ہوئے پس اس تقسیم سے زوج کو چار سہم حاصل ہوئے اور ماں کو تین اور بنتین کو اور پھر ام نے میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی یعنی زوج کی تو اس کی تصحیح چار سہم سے پائی، کیونکہ اس کی زوجہ کا ربع ہے اور اس کی ماں کا حصہ باقی مال کا تہائی ہے اور اسکے باپ کا حصہ دو تہائیں ہیں اس کے بعد ہم نے زوج کے باقی الیدسہام میں غور کیا تو چار سہام پائے کہ جس کے ورثہ پر بلا کسر مستقیم ہیں ان میں سے ایک سہم زوجہ کا ہے اور تین باقی یعنی ایک سہم ماں کا اور دو سہم بنتین یعنی دو سہم باپ کے تو اس تصحیح میں ضرب کی ضرورت نہیں پڑی اور پہلا مسئلہ اور دوسرا مسئلہ سے صحیح ہو گیا۔ پورے مسئلہ کی صورت یہ ہے۔ (غایۃ الاوطار، مجمع ب)

مثالی مسائل

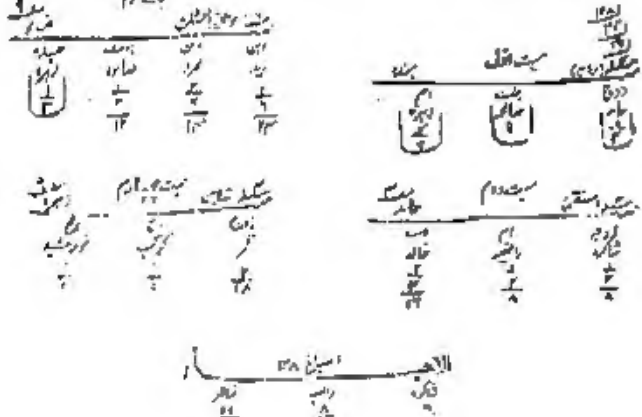

وبعرف خط کل فریق من المصحح مضرب حاصل من اصل المسئلة فيما صرته

اور معلوم کرو تم ہر فریق کا مصحح سے ان کو ضرب دینے کا جو ہر ایک کے لئے ہو حاصل ہوگا اصل مسئلہ سے اس میں جس سے ضرب دی ہے تم نے

في اصل المسئلة وخط كل فرد بسهمه سهام كل فريق من اصل المسئلة الى عدد رؤوسهم مقروءا

اور اصل مسئلہ میں ہر ایک فرد کا حصہ ثابت کرو تم اصل مسئلہ سے ہر فریق کے حصوں کو ہر ایک کے سروں کی تعداد کی طرف دیکھتے ہوئے

ثم تعطي كل ذكر من الفريق من المضروب بكل فرد

پھر ہر مرد کو دو حصے ثابت کرو تم ضرب سے ہر فرد کے

صحیح میں سے ہر فریق کے حصہ کی ثابت کا طریقہ

تشریح الفاظ: قولہ وبعرف الخ: یہ عبارت بتا رہی ہے کہ صحیح میں سے ہر فریق کا حصہ نکالنے کے لئے کیا طریقہ ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہر فریق کو اصل مسئلہ سے جو حصہ ملا ہے اس کو اس عدد میں ضرب دو جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا گیا ہے۔ پس جو حاصل ضرب ہو وہی اس فریق کا حصہ ہوگا۔ مثلاً

مسئلہ ۱۲ صحیح ۷۲

ورثاء	عدد رؤس ۶	ثلث ۴	قائم ۸
۲ ذکور	۲	۲	۲
۳ اناث	۳	۲	۲

اس مثال میں ثابت ہوا کہ فریق ذکور میں سے ہر فرد کو ۲ اور فریق اناث میں سے ہر فرد کو ۲ حصے ملے ہیں۔ یہ حصے ۸ کو ۹ میں ضرب دینے سے حاصل ہوئے ہیں۔ ۸ اور ۹ کو ضرب دینے سے ۷۲ حاصل ہوئے جو صحیح ہے۔ ۸ کو ضرب دی ہے ۴ میں اور ۹ کو ضرب دی ہے ۸ میں۔ ۴ کو ۸ میں ضرب دینے سے ۳۲ حاصل ہوئے جو مسئلہ ۱۲ کا تصحیح ہے۔ ۳۲ کو ۲ میں تقسیم کیا تو ۱۶ حاصل ہوئے جو فریق ذکور کا حصہ ہے۔ ۱۶ کو ۲ میں تقسیم کیا تو ۸ حاصل ہوئے جو ہر ایک ذکر کا حصہ ہے۔ ۸ کو ۹ میں ضرب دینے سے ۷۲ حاصل ہوئے جو صحیح ہے۔ ۹ کو ۳ میں تقسیم کیا تو ۲۴ حاصل ہوئے جو فریق اناث کا حصہ ہے۔ ۲۴ کو ۳ میں تقسیم کیا تو ۸ حاصل ہوئے جو ہر ایک انثی کا حصہ ہے۔

نتیجہ: پس صحیح ۷۲ ہے ۱۲ سے ۶ گنا ہے اس لئے ۶ کو ۱۲ میں ضرب دینے سے ۷۲ حاصل ہوئے۔

وإن ارتفعت فمسئلة منكسرة بين الورثة أو عليهم فاضرب سهامهم كل واحد من المصحح على كل مسئلته وما كان فاصبه كما مر تصحيحه كما مر في الفرائض فمن ضرب وجه المصحح من الورثة فاعطه كذا له يكن والسهم فاعطى سهام من ضرب فيه المبلغ كما مر تصحيحه كما مر في الفرائض ومن صالح من الورثة فاعطه كذا له يكن والسهم فاعطى سهام من ضرب فيه المبلغ كما مر تصحيحه كما مر في الفرائض

والحمد لله الذي بفضله تتم الصالحات والصلوة والسلام على رسوله محمد

تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس کی نعمت سے اچھے کام پورے ہوتے ہیں اور درود اور سلام ہو اس کے رسول محمد ﷺ پر

خير خلقه وآله أجمعين الطيبين الطاهرين

جو بہترین خلق ہیں اور آپ کی تمام آل پر جو پاک صاف ہیں۔

ورثہ پر تقسیم ترکہ کی ترکیب

تشریح المتن: فرماتے ہیں کہ اگر ورثہ پر ترکہ کو دشمن تقسیم کرے اور صحیح میں سے جتنا ایک وارث کو ملتا ہو اس کو کل ترکہ میں ضرب دیجئے اور حاصل ضرب کو صحیح پر تقسیم کیجئے پس جو خارج قسمت ہو اور ترکہ میں سے وارث کو اتنا حصہ ہوگا۔ مثلاً میت نے دس اونٹ اور بکریاں چھوڑیں اور اصل ترکہ سات ہے اور ورثہ نے صلح کی ایک اونٹ پر اس کو پہنچتا ہے کہ یعنی سات میں ضرب دیئے تو حاصل ضرب سات ہوا وکالہ سات واصل مسئلہ یعنی پر سے تقسیم کیجئے تو حاصل آمت ہوا دو یعنی پہلا کل ترکہ سے دو کا حصہ ہوا۔

تخارج کا بیان

قولہ ومن صالح الخ۔ اصل یہ ہے کہ ترکہ میں سے کسی مقدار پر صلح کرلے تو اس کے سہام کو کل مخرج کر کے باقی ترکہ کو باقی ورثہ کے سہام پر تقسیم کیا جائے۔ مثلاً بیٹے اور بیٹی نے ترکہ پر صلح کی آٹھ پر تو کل مخرج کر کے باقی ترکہ کو بیٹے اور بیٹی کے حصص پر تقسیم کرو اس کے بعد کے مقدار کے مطابق ان کو ملے گا ایک بیٹے کو ملے گا۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

فرغ الفراغ من شرح السراجي تلك بعد ما سرني منه جزء والحمد لله وحده

والصلوة على من لا نبي بعده

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ

ذالک کتاب کی مطبوعہ کتابیں ملاحظہ فرمائیں

خواتین کے مسائل اور ان کا حل ۲ جلد ——— مفتی محمد شفیع صاحب
خواتین کے لیے ۳ کتب ——— حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
کتاب الغفلۃ والخفقات ——— مولانا عبدالرحمٰن کیلانی
تسہیل ضروری مسائل فقہ ——— مولانا احتشام الحق تھانوی
بہشتی زیور حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی
فتاویٰ رشیدیہ ۱۰ جلد ——— حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
فتاویٰ رحیمیہ ۳ جلد ——— حضرت مولانا عبدالرحیم لاجپوری
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد ——— علی گڈھ ذیلی عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ جلد ——— مفتی عزیز الرحمٰن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل ——— مفتی محمد شفیع صاحب
اسلام کا نظام اجتماعی ———
مسائل و معارف القرآن الفقہ علی المذاہب الاربعہ و القرآنی احکام
اصلاحی اعضاء کی پیوند کاری ———
پردہ اور نئی روشنی ———
خواتین کے لیے شرعی احکام ——— الیہ تعریب مولانا تھانوی
بہشتی زندگی ——— مولانا مفتی محمد شفیع
رفیق سفر حضرت آداب احکام
اسلامی قانون ——— قضاء القرآن
علم الفقہ ——— مولانا عبدالشکور ترمذی
نماز کے آداب احکام ——— انشاء اللہ سبحان مرحوم
قانون وراثت ——— مولانا مفتی رشید احمد صاحب
وراثت کی شرعی حیثیت ——— مولانا تھانوی
اصلح الدرس شرح قدوری اردو ——— مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور ——— مولانا اشرف علی تھانوی
ہمارے عائلی مسائل ——— مولانا مفتی رشید احمد صاحب
تاریخ فقہ اسلامی ——— شیخ محمد خضری
معین الحکام شرح کنز الدقائق ——— مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی
احکام اسلام عقل کی نظر میں ——— مولانا اشرف علی تھانوی
ملفوظات حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ملنے کا پتہ: ذالک کتاب ——— فون نمبر ۷۲۶۹۲۸